الضلالة المضلة الفجرة لما رأيت كثيرا من الناس في هذا الزمان جعلوا بعض القبور
جو گمراہ کرنیوالی بدکار ہین جب دیکھا مین نے اس زمانہ کی اکثر لوگون کو یہہ دیکھا کہ اونہون نے بعضی قبرون کو
كالاوثان يصلون عندها ويذبحون القربان ويصدر منهم افعال واقوال لا تليق باهل
بت بنالیا ہی کہ وہان نماز پڑہتی ہین اور قربانیان ذبح کرتی ہین اور اونسی وہ افعال اور اقوال پیدا ہوتی ہین جو ایمان والون کو
الايمان فاردت ان ابين ما ورد به الشرع في هذا الشان حتى يتميز الحق من الباطل عند
سزاوار نہین اسلیی مین نے یہہ ارادہ کیا کہ جو اس باب مین حکم شرعی ہی وہ بیان کردون تاکہ حق باطل سی جدا ہو جاوی
من يريد تصحيح الايمان والخلاص من كيد الشيطان والنجاة من عذاب النيران والدخول
اوسکو کہ ارادہ درستی ایمان کا اور شیطان کی مکر سی رستگاری کا اور آگ کی عذاب سی بچنی کا اور جنت مین
في دار الجنان والله الهادي وعليه التكلان ولم ابال ما فيه من التكرار لما وقع في
جانی کا ہو اور اللہ رستہ دکہانیوالا ہی اور اوسی پر بہروسا اور مکرر جو اسمین ہوگیا ہی اسکی کچہہ پرواہ نہین کی کیونکہ ایسا
نصيحة الابرار وانبه ما فيه من الاحوال الذي يسميه الناس الخير والشر والطيرة والفال
بزرگون کی نصیحت مین ہوتا ہی اور سب حالات بیان کرونگا جسکو لوگ خیر اور شر اور شگون اور فال کہا کرتی ہین
وسميته مجالس الابرار ومسالك الاخيار ومحائق البدع ومقامع الاشرار ورتبته
اور اسکا نام مین نے مجالس الابرار ومسالک الاخیار ومحائق البدع ومقامع الاشرار رکہا اور مینی اسکو
على مائة مجلس المجلس الاول في تمثيل من يذكر ربه ومن لم يذكره بالحي والميت وفي بيان
سو مجلسون پر مرتب کیا پہلی مجلس مثال بیان کرنی مین اوس شخص کی کہ یاد کرتا ہی اپنی رب کو اور اوسکی کہ نہین یاد کرتا ساتہہ زندہ اور مردی کی اور بیان مین
معرفة ذكر الله تعالى المجلس الثاني في بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه
معرفت ذکر خدا تعالی کی دوسری مجلس بیان مین افضلیت ذکر کی جملہ اعمال حسنہ سی اور اوسکی اقسام کی بیان مین
المجلس الثالث في بيان فضيلة الايمان ومن امن المجلس الرابع في لزوم محبة النبي صلى
تیسری مجلس بیان مین فضیلت ایمان کی اور مومن کی چوتہی مجلس بیچ لازم کرنی محبت نبی صلی
الله عليه وسلم زيادة من والده وولده والناس اجمعين المجلس الخامس في لزوم الايمان
اللہ علیہ وسلم کی زیادہ اپنی ماباپ اور فرزند اور سب لوگونسی پانچوین مجلس بیچ لازم ہونی ایمان کی
بما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم ولا يجوز المخالفة فيه المجلس السادس في بيان من
ساتہہ اوس چیز کی کہ لائی اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نہین جایز ہی مخالفت اوسمین چہٹی مجلس بیچ بیان اوسکی
رضي بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ذاق طعم الايمان المجلس
کہ راضی ہوا اللہ کی رب ہونی پر اور اسلام کی دین ہونی پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی ہونی پر اوسنی چکہا مزہ ایمان کا ساتوین مجلس
السابع في بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالا على الاصح وتفصيلا عند البعض
بیچ بیان اون چیزون کی کہ ایمان لایا جاوی اونپر اور بیچ بیان لازم ہونی ایمان کی ساتہہ اونکی بطریق اجمال کی بحسب صحیح روایت کی اور بطریق تفصیل کی نزدیک بعض
المجلس الثامن في بيان من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام والمخالف له
مجلس آٹہوین بیچ بیان اوسکی کہ داخل ہوگا جنت مین اور اوسکی کہ نہین داخل ہوگا اوسمین یعنی فرمانبردار رسول علیہ السلام کا اور اونکا مخالف
المجلس التاسع في لزوم الاتباع للنبي صلى الله عليه وسلم فيما جاء به وفيه تحقيق المجلس العاشر
نوین مجلس بیچ لازم ہونی اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ اوس چیز کی کہ لائی حضرت اوسکو اور اسمین کچہہ تحقیق لکہی ہی مجلس دسوین

في بيان الفرق بين المؤمن والمسلم وبين المجاهد والمهاجر المجلس الحادي عشر
بیچ بیان فرق کی درمیان مؤمن اور مسلم کی اور درمیان مجاہد اور مہاجر کی مجلس گیارہوین

في بيان افضل الذكر وافضل الدعاء المجلس الثاني عشر في بيان اسعد الناس بشفاعة
بیچ بیان افضل ذکر اور افضل دعا کی مجلس بارہوین بیچ بیان بڑی سعادتمند لوگون کی قیامت کی دن

النبي صلى الله عليه وسلم يوم القيمة المجلس الثالث عشر في بيان اخلاص التوحيد
نبی صلی الله علیه وسلم کی شفاعت سی ہی مجلس تیرہوین بیان مین اسکی کہ خالص توحید

سبب لحرمة النار المجلس الرابع عشر في بيان ايمان المنجي لصاحبه يوم القيمة المجلس
سبب ہوتی ہی حرام ہونی آگ جہنم کی مجلس چودہوین بیچ بیان ایمان نجات دینی والی کی روز قیامت کی مجلس

الخامس عشر في بيان ان كل مولود يولد على فطرة الاسلام وفيه تفصيل المجلس السادس عشر
پندرہوین بیان مین اسکی کہ ہر بچہ پیدا کیا جاتا ہی لیاقت واستعداد ایمان پر اور اسمین تفصیل ہی مجلس سولہوین

في تحقيق السعيد والشقي وبيان اقسام الكفر وغيره المجلس السابع عشر في بيان عدم جواز
بیچ تحقیق نیکبخت اور بدبخت کی اور بیان اقسام کفر وغیرہ کی مجلس سترہوین بیچ بیان نہ جایز ہونی

الصلوة عند القبور والاستمداد من اهلها واتخاذ السرج والشموع عليها المجلس الثامن عشر
نماز کی پاس قبرون کی اور نہ جایز ہونی مدد مانگنی کی مردون سی اور نہ جایز ہونی چراغ اور شمع روشن کرنی قبرون پر مجلس اٹھارہوین

في اقسام البدع واحكامها وغيرها من الامور المهمة المجلس التاسع عشر في بيان بدعية
بیچ قسمون بدعتون کی اور احکام انکیکی اور سوا انکی امور ضروریہ سی مجلس انیسوین بیچ بیان بدعت ہونی

صلوة النوافل بالجماعة كالرغائب وغيرها المجلس العشرون في بيان فضائل الحج المبرور وبيان
نماز نفل کی جماعت سی مانند صلوة رغائب وغیرہ کی مجلس بیسوین بیچ بیان فضیلتون حج مقبول کی اور بیچ بیان

البدعة فيه المجلس الحادي والعشرون في بيان فضائل الزكوة وغوائل تركها المجلس الثاني والعشرون
بدعت کی حج مین مجلس اکیسوین بیچ بیان فضائل زکوة کی اور خرابیون ترک انکیکی مجلس بائیسوین

في بيان فضائل الصوم مطلقا المجلس الثالث والعشرون في بيان فضيلة صوم شعبان المجلس
بیچ بیان فضائل مطلق روزی کی مجلس تیئسوین بیچ بیان فضیلت روزی شعبان کی مجلس

الرابع والعشرون في بيان فضيلة احياء ليلة البراة على وجه السنة والاحتراز عن البدعة المكروهة
چوبیسوین بیچ بیان فضیلت جاگتی رہنی کی شب برات مین بطریق سنت کی اور پرہیز کرنی کی بدعت مکروہہ سی

المجلس الخامس والعشرون في لزوم طلب روية هلال رمضان وكراهة صوم يوم الشك
مجلس پچیسوین بیچ لازم ہونی تلاش رویت چاند رمضان کی اور کراہت روزی یوم شک کی

المجلس السادس والعشرون في بيان فضيلة رمضان ورعاية حقه وتعظيم شانه المجلس
مجلس چھبیسوین بیچ بیان فضیلت رمضان کی اور اسکی حق کی رعایت مین اور تعظیم شان مین مجلس

السابع والعشرون في بيان كيفية النية وما يفسد الصوم وما لا يفسد وما يلزم به الكفارة
ستائیسوین بیچ بیان کیفیت نیت روزی کی اور اوس چیز کی کہ توڑتی ہی روزی کو اور جو نہین توڑتی اوسکو اور جو مستلزم ہی کفارہ کو

وما لا يلزم المجلس الثامن والعشرون في بيان كيفية التراويح وفضيلتها المجلس التاسع والعشرون
اور جو نہین مستلزم مجلس اٹھائیسوین بیچ بیان کیفیت تراویح کی اور فضیلت تراویح کی مجلس انتیسوین

فی بیان سبقة رحمة الله وغلبتها علی غضبه وماهیتهما المجلس الحادی والتسعون فی بیان
رحمت الٰہی کی سبقت اور غلبہ کی بیان میں غضب پر اور دونوں کی حقیقت مجلس اکانویں اس بیان میں

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم المجلس الثانی والتسعون فی بیان عدم المواخذة
کہ شیطان پہرتا ہی انسان میں جہاں خون کی مجلس بانویں اس بیان میں کہ وسوسہ کا مواخذہ

بالوسوسة ما لم تعمل بها او تتکلم المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان للشیطان لمة
نہیں جبتک اوسپر عمل نکری یا موہ سی کہی مجلس ترانویں اس بیان میں کہ شیطان کو قرب ہوتا ہی

بابن آدم وللملک لمة له المجلس الرابع والتسعون فی بیان ظهر الاسلام غریبا وسیعود
بنی آدم کی ساتھ اور فرشتہ کو قرب ہوتا ہی مجلس چورانویں اس بیان میں کہ اسلام پیدا ہوا تہا غریب اور پہر ہوجائیگا

غریبا کما ظهر المجلس الخامس والتسعون فی بیان نعمة الصحة والفراغ وبیان مغبونیة
غریب جیسا ظاہر ہوا تہا مجلس پچانویں بیان میں نعمت تندرستی اور فراغت کی اور غبن میں ہونی

صاحبهما المجلس السادس والتسعون فی بیان نهی من اکل ما فیه رائحة کریهة من دخول المسجد
صحیح و فارغ کی مجلس چھیانویں اس بیان میں کہ جو شخص کہاوی ایسی چیز جس میں بدبو ہووی تو مسجد میں نہ جاوی

المجلس السابع والتسعون فی بیان لزوم ترک ما لا یعنیه من القول والفعل المجلس الثامن
مجلس ستانویں اس بیان میں کہ لازم ہی ترک بیفائدہ قول اور فعل کا مجلس اٹھانویں

والتسعون فی بیان الوصیة فی حق النساء وحال المعاشرة بهن المجلس التاسع والتسعون
بیچ بیان وصیت کی عورتوں کی حق میں اور اونکی ساتھ گذران کی حالت مجلس ننانویں

فی بیان تحقیق قوله علیه السلام استوصوا بالنساء خیرا الی اخره المجلس المائة فی بیان لزوم
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قول کی تحقیق میں کہ استوصوا الخ مجلس سوویں اس بیان میں کہ لازم ہی

رعایة حق الزوج علی زوجته وبیان الوعید عند عدمها المجلس الاول فی بیان تمثیل من
حق شناسی اپنی خاوند کی بی بی کو اور بیان سزا کا جب کہ یہہ نہووی پہلی مجلس بیچ مثال بیان کرنی اوس شخص کی

یذکر ربه ومن لم یذکره بالحی والمیت وفی بیان معرفة ذکر الله تعالی قال رسول
کہ اپنی رب کی یاد کرتا ہی اور جو اوسکی یاد نہیں کرتا ساتھ زندہ اور مردہ کی اور بیان میں ذکر اللہ کی فرمایا رسول

الله صلی الله علیه وسلم مثل الذی یذکر ربه والذی لا یذکر ربه کمثل الحی والمیت هذا الحدیث
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی حال اوس شخص کا کہ ربکی یاد کرتا ہی اور اوس شخص کا جو اپنی رب کی یاد نہیں کرتا جیسی زندہ اور مردہ یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه ابو موسی الاشعری فانه علیه السلام جعل فیه الذاکر مثل الحی مع
مصابیح کی صحاح میں ہی ابو موسی اشعری کی روایت سی سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اسمیں یاد کرنیوالی کو مانند زندہ کی ٹہرایا باوجودیکہ

کونه حیا لان المراد بالحی من له حیوة حقیقیة ابدیة وهی انما تحصل بذکر الله تعالی لان
وہ زندہ ہی ہوتا ہی اسلئی کہ زندہ سی وہ مراد ہی جسکو حقیقی اور دائمی زندگی حاصل ہی اور ایسی زندگی بجز یاد الٰہی کی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ یاد

الذکر یحیی قلوب الذاکرین ویوجب لهم الاستعداد لمعرفة رب العالمین والوصول الی الحیوة الابدیة
ذکر ذاکرین کا دلوں کو زندہ کردیتا ہی اور بالضرور اونکی لئی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کرتا ہی اور بہشت کی حیات ابدی کی لائق بنادیتا ہی

فی دار النعیم ومن کان خالیا عن الذکر فهو بمنزلة المیت لکونه خالیا عما یحیی قلبه وعما یوجب
اور جو شخص یاد الٰہی نہیں کرتا وہ مردہ کی مانند ہی کیونکہ وہ اوس بات سی خالی ہی جس سی دل زندہ ہوتی اور خدا کی

له المعرفة والحیوة الابدیة لان شرف الانسان وفضیلته التی بها فاق جمیع اصناف الخلق
معرفت اور دائمی زندگی پیدا ہو کیونکہ انسان کی شرافت اور فضیلت جسسے تمام اقسام مخلوقات پر فائق ہو رہا ہے

لیس الا باستعداده لمعرفة الله تعالی وانما یستعد لمعرفة الله تعالی بقلبه لا بجارحة من
بجز استعداد معرفت الٰہی کی نہیں ہے اور استعداد معرفت الٰہی کی دل ہی سے علاقہ رکہتی ہے ہاتہہ پانو وغیرہ

جوارحه بل الجوارح له اتباع وخدم یستخدمها استخدام الملک للرعایا ویستعملها استعمال
اعضا سے کچہہ علاقہ نہیں بلکہ تمام اعضا دل کی تابع اور خدمت گذار ہیں وہ ان اعضا سے اسطور کام لیتا ہے جیسے بادشاہ رعیت سے اور ایسی برتتا ہے

السید للعبید وهو انما یطمئن بذکر الله تعالی کما قال الله تعالی الا بذکر الله تطمئن
جیسے مولی غلاموں کو اور دل کو طمانیت صرف یاد الٰہی سے ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے یاد رہے اللہ ہی کی یاد سے دل چین پاتے ہیں

القلوب وافضل الذکر علی ما ورد فی الحدیث لا اله الا الله فلا بد للعبد المکلف ان یشتغل
اور سب سے بہتر ذکر موافق مضمون حدیث کی لا الٰہ الا اللہ ہے اب بندہ مکلف کو ضرور ہے کہ اس ذکر میں

بهذا الذکر حتی یطمئن قلبه ویستعد لمعرفة الله تعالی لکن قبل اشتغاله به یجب علیه
مشغول رہے تاکہ اوسکا دل اطمینان پکڑے اور معرفت الٰہی کی استعداد حاصل کرے لیکن اس شغل سے پہلے اوسپر واجب ہے

ان یحصل من علم الکلام ما یصح به اعتقاده علی مذهب اهل السنة والجماعة وما یحترز
کہ اتنا علم عقاید سیکہے جس سے اسکا اعتقاد موافق اہل سنت وجماعت کی ٹہیک ہو جاوے اور

به عن شبه المبتدعة لان القلب ما دام مکدرا بظلمة البدعة الاعتقادیة لا یسع انوار
اہل بدعات کی شبہات سے بچ جاوے کیونکہ جبتک دل اعتقادی بدعت کی تاریکی میں مکدر رہتا ہے تو اوسمیں طاعت کی روشنی نہیں چمکتی

الطاعات ویجب علیه ایضا ان یحصل من علم الفقه ما یصح به اعماله علی وفق الشریعة المطهرة
اور اوسپر یہہ بہی واجب ہے کہ اتنا علم فقہ بہی سیکہہ لے جس سے اوسکی اعمال موافق شریعت پاک کی صحیح اور

والا فالتقدم لمعالی الامور قبل اتقان وصولها وضبط طرقها عجلة شیطانیة وشهوة نفسانیة
اور نہیں تو بڑی کام کر بیٹہنا بغیر محکم کرنے اصول کی اور ٹہیک دریافت کرنے طریقوں کی شیطانی جہپٹ اور نفسانی شہوت میں

توجب لصاحبها الفضیحة فی الدنیا والاخرة اذ قد یغتر صاحبها بالتخیلات النفسانیة
داخل ہے جو ایسی شخصکو دنیا اور آخرت دونو میں ذلیل کر چہوڑتی ہے اس لئے کہ ایسا جاہل کبہی فریب میں آکر نادانی سے خیالات نفسانی

والتلبیسات الشیطانیة ویظنها کرامات وهی فی الحقیقة استدراج وزیادة له فی انواع
اور شبہات شیطانی کو کرامت تصور کر لیتا ہے اور اصل میں وہ استدراج ہوتا ہے اور اوسکی حق میں طرح طرح کی

الضلالات لان من اشتغل بالذکر والریاضة قبل ان یحصل من علم الکلام ما یصح به الاعتقاد
گمراہی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ جو شخص مشغل ذکر اور ریاضت کا اختیار کرتا ہے بدون سیکہے علم عقاید کی کہ جتنے میں اوسکا اعتقاد

علی مذهب اهل السنة والجماعة وما یحترز به عن شبه المبتدعة ومن علم الفقه ما یصح
اہل سنت وجماعت کی مذہب پر صحیح ہو جاوے اور بدعتیوں کی شبہات سے بچ جاوے اور بدون سیکہے علم فقہ کی جتنے میں

به اعماله علی وفق الشریعة المطهرة لا یبعد ان یقع له کشف حتی لبعض الاشیاء او امر خارق
اوسکی اعمال مطابق شریعت پاک کی صحیح اور درست ہو جاویں تو کیا بعید ہے کہ اوسکو بعضی محسوسات کا کشف ہونے لگے یا کوئی بات کرامت کی سے

من خوارق العادات بمقتضی الریاضة او اراءة الشیطان کما حکی کثیر من ذلک عن بعض الکفرة
خلاف عادت میں سے ریاضت کی موافق یا شیطانی دکہانے سے ہو جاوے چنانچہ ایسی بہت کہانیاں بعضی کفار

مرتاض من غير حقيقة فيظن انه ولاية وكرامة وهو في الحقيقة مكر واستدراج لا كرامة ولا ولاية
رياضت ومشق کی مشہور ہیں پہر بہہ نادان خیال کرتا ہی کہ یہہ ولایت اور کرامت ہی اور اصل میں وہ مکر اور استدراج ہوتا ہی کرامت ہی اور نہ ولایت۔

فقد يحصل الكشف والامر الخارق لبعض الرهبان وغيرهم ممن يعتنون بزيادة الرياضات
اسلئی کہ کشف اور امر خارق کبھی کبھی بعضی ایسی راہب وغیرہ کی بہی ہو جاتا ہی جو بڑی ریاضت اختیار کرتی ہیں

مع فساد العمل والاعتقاد ولا اعتداد به لانه تعالى قد جعل الرياضة سببا لتصفية
باوجودیکہ اونکی عمل اور اعتقاد فاسد ہوتی ہیں پہر اسکا کیا اعتبار ہی اسلئی کہ اللہ تعالی بیشک ریاضت سی اونکو لہیا صاف کر دیتا ہی

القلوب بحيث يوصل بها الى الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى
کہ جس سی کشف اور کشف کی مانند اور خوارق ہونی لگتی ہیں اور اس سی اللہ تعالی کی یقینی رضامندی

بذلك السبب البتة ومن المعلوم قطعا ان الخوارق ليست مختصة بالمعجزة والكرامة
اوس سبب پر معلوم نہیں ہوتی اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو کچہہ معجزہ اور کرامت ہی کی خصوصیت نہیں ہی

بل قد تكون استدراجا ايضا فمتى صدرت ممن فيه خلل عملي او اعتقادي يحكم بكونها
بلکہ بعضی وقت استدراج بہی ہوتا ہی پہر اگر یہہ امر خارق ایسی شخص سی پیدا ہووی جسکا عمل یا اعتقاد باطل ہی تو وہ

استدراجا لا كرامة لان الكرامة ظهور امر خارق للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلاحه
استدراج ہی سمجہا جاویگا کرامت نہیں ہوگی کیونکہ کرامت تو وہ ہی کہ امر عادت کی خلاف ایسی صالح آدمی کی ہاتہہ سی ہو جسکی نیک کرداری ظاہر ہو رہی ہو

وهذا القيد الاخير للاحتراز عن الاستدراج وهو ظهور امر خارق للعادة على يد الاشقياء
اور یہہ پچہلی قید استدراج سی احتراز کی لئی ہی کیونکہ استدراج وہ ہوتا ہی کہ امر خارق عادت اشقیا کی ہاتہہ پر پیدا ہو

كالدجال وفرعون والجهلة الضالين المضلين فان الخوارق كما تظهر على يد الاتقياء تظهر
جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی کیونکہ خوارق جیسی پرہیزگاروں کی ہاتہہ پر ہوتی ہیں

على يد الاشقياء ايضا فما يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يصير
اشقیا کی بہی ہاتہہ پر ہوجاتی ہیں سو جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتہہ پر ظاہر ہو جو شرعی حکومت کا مطیع ہی تو

سببا لمزيد مجاهدته في عبادته وما يظهر من ذلك على يد من لم يكن تحت سياسة الشرع
اوسکی مجاہدہ عبادت کو زیادہ بڑہاویگا اور جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتہہ پر پیدا ہو جو شرعی حکومت کا مطیع نہیں

يصير سببا لمزيد بعده وغروره ولا يزال الشيطان يغويه حتى يخلع ربقة الاسلام
تو اوسکو اور بہی دوری اور غرور بڑہیگا اور شیطان ہمیشہ اوسکو بہکاتا رہیگا آخر کو اسلام کی رسی اوسکی گردن میں سی نکال کر

من عنقه بانكار الحدود والاحكام والحلال والحرام فعلى هذا يجب على العبد الذاكر
حدود اور احکام اور حلال اور حرام کا منکر بناویگا اسلئی بندہ ذاکر کو یہہ واجب ہی

ان يجعل جميع اعماله موافقا لاحكام الشرع ما دام حيا عاقلا ولا يجوز له ان يعمل عملا مخالفا
کہ اپنی تمام اعمال جبتک ہوش حواس میں ہی احکام شرعی کی موافق رکہی اور اوسکو یہہ جایز نہیں ہی کہ کبہی بہی کسی وقت کوئی عمل

للاحكام الشرع في وقت من الاوقات واحكام الشرع على قسمين قسم يتعلق بالظاهر وهو البدن
احکام شرعی کی مخالف عمل میں لاوی اور شرع کی احکام دو قسم پر ہیں ایک وہ قسم جو ظاہر یعنی بدن سی علاقہ رکہتی ہیں

وقسم يتعلق بالباطن وهو القلب وكل واحد من القسمين على نوعين احدهما يجب فيه الفعل
اور ایک قسم وہ جو باطن یعنی دل سی علاقہ رکہتی ہیں اور یہہ دونو قسمیں دو طرح کی ہیں ایک وہ جسکا کرنا واجب ہی

ولا یجب فیه الترك فجملة احکام الشرع اربعة فمن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب
دوسری وہ جسکا ترک واجب ہی پس تمام احکام شرعی چار طرح کی ہوئی پہر وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا عمل مین لانا واجب ہی
فیه الفعل التکلم بکلمتی الشهادة واقامة الصلوة وایتاء الزکوة وصوم رمضان وحج
دونو کلمی شہادت کی پڑہنی اور نماز قایم رکہنی اور زکوۃ ادا کرنی اور رمضان کی روزی اور
البیت وجهاد الکفار والامر بالمعروف والنهی عن المنکر وغیر ذلك من الفرائض والواجبات
کعبہ کا حج اور کفار پر جہاد اور نیک بات بیان کرنی اور بدی سی روکنا اور سوا اسکی اور فرائض اور واجبات
ومن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب الترك القتل والزنا واللواطة والسرقة وشرب الخمر
اور وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا ترک واجب ہی خون ریزی اور بدکاری اور اغلام اور چوری اور شراب خواری
والغیبة والنمیمة والکذب والنظر الی ما حرم نظره واستماع ما حرم استماعه وغیر ذلك من
اور غیبت اور سخن چینی اور جہوٹہ بولنا اور دیکہنا ایسی چیز کا جسکا دیکہنا حرام ہی اور ایسی آواز سنی جسکا سننا حرام ہی اور سوا اسکی
المحرمات والمکروهات ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیه الفعل التوبة والاخلاص
اور محرمات اور مکروہات اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور عمل کرنا واجب ہی توبہ اور اخلاص
والتوکل والصبر والشکر والخوف والرجاء وغیر ذلك من الاخلاق الحمیدة والخصال الجمیلة
اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور امیدواری اور سوا اسکی اور نیک عادتین اور پسندیدہ خصلتین
ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیه الترك الکبر والعجب والریاء والحسد وغیر ذلك
اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور ترک واجب ہی تکبر اور خود پسندی اور ریا یعنی دکہلاوا اور حسد اور سوا اسکی
من الاخلاق الذمیمة والخصال القبیحة فمن خالف حکما واحدا من هذه الاحکام الاربعة
اور بدخوئیان اور قبیح خصلتین سو جو شخص خلاف کری کسی ایک حکم کا ان چارون حکمون مین سی
عصی الله تعالی واستحق عذابه فلا یکون من اهل الولایة والکرامة وبعض الناس فی هذا
وہ خدا کا نافرمان ہی اور اوسکی عذاب کا سزاوار وہ ولی اور کرامت والا کب ہوسکتا ہی اور بعضی لوگ اس
الزمان یدخلون الخلوة ثلثة ایام او اکثر ثم یخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتین
زمانی مین تین دن کا یا زیادہ کا چلہ کہینچ کر پہر فارغ ہوجاتی ہین اور جب ایک یا دو بار چلہ کرچکی
یدعون نیل الاحوال والوصول الی مقامات الرجال مع انهم یرتکبون ما یخالف الشرع الشریف
تو دعوی کرنی لگی کہ ہمکو سب حالات کہل گئی اور عمدہ لوگون کا درجہ پالیا باوجودیکہ شرع شریف کی مخالفت کئی جاتی ہین
واذا انکر علیهم ما ارتکبوه یقولون حرمة ذلك فی العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانه
اور جب اونسی اونکی اعمال کی برائی بیان کرو تو کہنی لگتی ہین میان یہہ علم ظاہر مین حرام ہی اور ہم تو باطنی علم والی ہین سو ہمارا
حلال فیه وان الوصول الی الله تعالی لا یکون الا برفض العلم الظاهر وانکم تاخذون من
اوس علم مین حلال ہی اور قربت الہی بدون چہوڑنی علم ظاہری کی نہین ملتی تم
الکتاب والسنة وانا بالخلوة وهمة الشیخ نصل الی الله تعالی فینکشف لنا العلوم فلا نحتاج
قرآن اور حدیث سی فائدہ لیتی ہو اور ہم چلہ اور پیر کی مدد سی خدا کی درگاہ مین جاتی ہین پہر ہمپر سب علوم کہل جاتی ہین ہمکو
الی مطالعة الکتاب والقراءة علی الاستاذ واذا صدر منا مکروه او حرام نهی عنه فی المنام
کتابون کی مطالعہ کی اور استاد سی پڑہنی کی کچہہ حاجت نہین ہی اور ہم سی جب کوئی مکروہ یا حرام عمل مین آجاتا ہی تو خواب مین ہمکو ممانعت ہوجاتی ہی

فنعرف الحلال والحرام وما قلتم انه حرام لو نهينا عنه في المنام فعلمنا انه ليس بحرام
سو ہم حلال اور حرام کو سمجھ لیتی ہین اب جسکو تم حرام بتاتی تھو ہمکو اوس سی خواب مین منع نہین کیا سو ہمنی جان لیا کہ یہہ حرام نہین ہی
ونحو ذلك من الترهات التي كلها الحاد وضلال اذ فيه ازدراء للملة الحنيفية والشريعة
اور اسیطرح کی خرافات باتین جو سراسر الحاد اور گمراہی کی ہین کہتی ہین کیونکہ اسمین ملت حنفی اور شریعت نبوی کی
النبوية وعدم الاعتماد على الكتاب والسنة واجماع الامة فالواجب على كل من سمع
کی حقارت ہی اور بی اعتمادی قرآن وحدیث اور اجماع امت کی سو واجب ہی اوسپر جو ایسی باطل گفتگو سنی
امثال تلك الاقاويل الباطلة الانكار على قائله والجزم ببطلان كلامه بلا شك ولا تردد
کہ بلاشک اور بی تردد اور بغیر توقف قائل کی اس کلام کو بیہودہ واہیات سمجھی
ولا توقف والا فهو يكون من جملتهم ويحكم عليه بالزندقة فانهم لما كانوا في الاعتقاد
اور نہین تو وہ بہی اوسی گروہ مین داخل ہی اور اوسپر حکم کفر کا ہوگا کیونکہ ان لوگونکا اعتقاد جب
بهذه المرتبة كان بينهم وبين الشيطان مناسبة فيريهم في بعض الازمان اشياء
اس نوبت کو پہنچا تو انمین اور شیطان مین ایک رابطہ پیدا ہوگیا پہر وہ شیطان اونکو بعضی دفعہ کچہہ تجلی وغیرہ دکہلاتا
من الانوار وغيرها فيغترون بها ويظنون انهم محسنون وعند الله مكرمون ولا يعلمون
پس یہہ قوم دہوکہا کہاکر یہہ خیال کرتی ہین کہ ہم کیا خوب عمل کرتی ہین اور خدا کی نزدیک ہم عزت والی ہین اور یہہ نہین سمجہتی
ان الشيطان لا يزال يحسن لاهل الخلوة وارباب الرياضة ان يعملوا بهواجسهم وآرائهم
کہ شیطان ہمیشہ اہل خلوت اور ریاضت کی نظرونمین یون پکا دیتا ہی کہ اپنی توہمات اور خواہشون کی موافق
من غير تحكيم الشرع فيها فيقولون القلب اذا كان محفوظا مع الله تعالى يكون خواطره
بدون موافقت شرع کی عمل کیا کرین پہر یہہ کہتی ہین کہ دل جب اللہ کی طرف سی محفوظ ہوتا ہی تو اوسکی سب خطرات خطا سی
معصومة عن الخطاء وهذا من اعظم كيد العدو فيهم لان الخواطر ثلثة انواع رحمانية
بچی ہوئی ہوتی ہین اور یہہ اونکی حق مین دشمن کا بڑا ہی دہوکہا ہی کیونکہ خطرات تین طرح کی ہوتی ہین رحمانی
وشيطانية ونفسانية فلو بلغ الانسان ما بلغ من الرياضة والمجاهدة فمعه شيطانه
اور شیطانی اور نفسانی پہر انسان کیسی ہی ریاضت اور مجاہدہ کیا کری پر شیطان
ونفسه لا يفارقانه الى الموت والشيطان يجري منه مجرى الدم والعصمة ليست
اور نفس اوسکی ساتہہ ہی رہتی ہین مرتی دم تک جدا نہین ہوتی اور شیطان اوسمین ایسی پہرتا ہی جیسی بدنمین خون اور عصمت صرف
الا للرسل الذين هم وسائط بين الله تعالى وبين خلقه في تبليغ امره ونهيه ووعده
انبیا صلوات اللہ علیہم کا خاصہ ہی جو کہ درمیان پاک پروردگار اور اوسکی خلقت کی واسطہ ہین واسطی پہنچادینی امر اور نہی اور جزا
ووعيده ومن عداهم ليس بمعصوم ومن ظن انه يستغني عما جاء به الرسول بما يلقى
اور سزا اور سوا انبیاء کی کوئی معصوم نہین ہی اب جو شخص یہہ خیال کری کہ مجکو احکام نبوی کی کچہہ حاجت نہین مجکو وہ ہی کافی ہی
في قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس كفرا لان ما يلقى في القلب يحتمل ان يكون من
جو دل مین خطرات آتی ہین سو وہ بڑا ہی کافر ہی اسلئی کہ دل مین جو خطرہ آتا ہی تو شاید کہ
القاء النفس او الشيطان فلا عبرة به ولا التفات اليه حتى يعرض على ما جاء به الرسول
وہ نفس یا شیطان کی طرف سی آیا ہو پہر اوسکا کیا اعتبار ہی اور نہ اوسپر توجہ کہ احکام نبوی کی مقابل ہو سکی

ويشهد له بالموافقة اذ ليس كل ما يراه الانسان في النوم او اليقظة صحيحا بل قد تكون بعضه
اور اوسکی لیئ موافقت کا شاہد چاہیئ کیونکہ آدمی جو جو خواب یا بیداری مین معلوم کرتا ہی وہ سب درست نہین ہو اکرتا بلکہ بعضی
من الخواطر النفسانية وبعضه من الوساوس الشيطانية وبعضه من الله تعالى بالهام
خطرات نفسانی وبعضی وسوسہ شیطانی ہوتی ہین اور بعضی اللہ کی طرف سی بواسطہ
ملك الرؤيا فلابد من التميز بين هذه الثلثة ليعلم ان ما يراه من اي نوع هو فاذا تعين
فرشتہ خواب کی بہی ہوتی ہین پہر ان تینون مین تمیز کرنی ضرور چاہیئ جس سی معلوم ہو کہ یہہ خطرہ کس قسم کا ہی جب یہہ ثابت ہوجاوی
انه من الله تعالى فلابد من عالم يعلم المراد منه فان المراد منه ان كان ظاهرا لا يحتاج
کہ اللہ کی طرف سی ہی تب ایسا عالم چاہیئ کہ اوسکی مراد کو سمجہی کیونکہ اوسکی مراد اگر ظاہر ہی تو
الى التاويل بل انما يحتاج الى التنبيه وان كان غير ظاهر يحتاج الى التاويل فياول بتاويل
تاویل کی کچہہ حاجت نہین بلکہ صرف تنبیہ کی حاجت ہی اور اگر مراد ظاہر نہین ہی تو تاویل کی حاجت ہی پہر صحیح تاویل کرنی چاہیئ
صحيح كما ان الكتاب والسنة لا شبهة في كونهما من الله تعالى ورسوله لكن المراد منهما
چنانچہ قرآن اور حدیث بلاشبہہ اللہ اور رسول کی کلام ہین پر اونکی مراد
قد يكون ظاهرا فلا يحتاج الى التاويل وقد يكون غير ظاهر فيحتاج الى التاويل وقد صرح
بعضی جگہہ ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ تاویل کی کچہہ حاجت نہین ہوتی اور بعضی جگہہ مراد ظاہر نہین ہوتی تو وہان تاویل کی حاجت پڑتی ہی اور
العلماء بان الهام وكذلك الرؤيا في المنام ليس شئ منهما من اسباب المعرفة بالاحكام
علماء صاف کہہ چکی ہین کہ الہام اور ایسی ہی نیند کی خواب ان دونو سی معرفت احکام کی حاصل نہین ہوتی
خصوصا اذا خالف كل منهما كتاب الله وسنة رسوله عليه الصلوة والسلام فان عمر
علی الخصوص جبکہ یہہ دونو کتاب اللہ اور سنت رسول سی برخلاف ہون حضرت عمر
بن الخطاب رضي الله عنه مع كونه سيد الملهمين والمحدثين كان اذا وقع في قلبه الخواطر لا يلتفت
بن الخطاب رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل الہام اور محدثین کی پیشوا تہی تو بہی جب اونکی دل پر کوئی خطرہ آتا تو اوسپر توجہ
اليها ولا يحكم بها ولا يعمل بها حتى يعرضها على الكتاب والسنة فهؤلاء الجهلة قد يرى
نکرتی اور نہ اوسپر یقین کرتی اور نہ اوسکی موافق عمل کرتی جب تک اوسکو کتاب اور سنت کی مطابق نکر لیتی اور یہہ جاہل جب
احدهما ادنى شئ فيحكم فيه خاطره على الكتاب والسنة ولا يلتفت اليهما والمحققون من
کوئی ادنی بات معلوم کرتی ہین تو اوسی پہ اپنی خطرات کو پکا لیتی ہین اور کتاب اور سنت کیطرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور طریقت کی محقق
علماء الطريقة قد تمسكوا بالكتاب والسنة ووزنوا بهما افعالهم ومجاهداتهم ومكاشفاتهم
علماء کتاب اور سنت ہی سی سند لیتی تہی اور اپنی افعال اور مجاہدہ اور مکاشفات کو انسی تول کر پورا کرتی تہی
فما وجدوه غير موزون بهذين الميزانين وغير ثابت بهذين الشاهدين لم يعتبروه ولم يلتفتوا
پہر جس عمل کو ان دونو ترازو یعنی کتاب وسنت مین کم وزن پایا اور ان دونو شاہد عدل کی گواہی سی ثابت نہوا تو اوسکا اعتبار نہین
اليه قال ابو سليمان الداراني ربما يقع في قلبي نكتة من نكت القوم فلا اقبلها الا بشاهدين عدلين
ابو سلیمان دارانی فرماتی ہین ایک نکتہ اس قوم کی نکات مین سی اکثر میری دلین آتا ہی سو مین اوسکو بدون گواہی دو شاہد عدل
من الكتاب والسنة وقال ابو سعيد الخراز كل باطن يخالفه الظاهر فهو باطل وقال ابو حفص
کتاب اور سنت کی نہین مانتا اور ابو سعید خراز کہتی ہین جو الہام ظاہر شرع کی برخلاف ہو سو وہ باطل ہی اور ابو حفص کبیر فرماتی ہین

الكبير من لم يزن افعاله واقواله واحواله بميزان الكتاب والسنة ولم يتهم خواطره فلا تعدوه
جو شخص اپنی افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب اور سنت کی ترازو میں نہ تولی اور اپنی دلکی خطروں کو بیجا نہ جانی تو اوسکو
فى ديوان الرجال وقال ابو يزيد البسطامى لو نظرتم الى رجل اعطى انواعا من الكرامات حتى تربع
مردوں میں شمار مت کرو. اور ابو یزید بسطامی فرماتی ہین اگر تم ایک شخص کی طرح طرح کی کرامتین دیکھو اسکا کرده ادھر مین
فى الهواء او مشى على الماء فلا تغتروا به حتى تنظروا كيف تجدونه عند الامر والنهى وحفظ
پالتھی ماری بیٹھا ہو یا پانی پر پہرتا ہو تو بھی اوسکی فریب مین نہ آؤ جبتک یہہ نہ جانچ لو کہ امر اور نہی اور حفظ
الحدود واداء احكام الشريعة وقال الجنيد البغدادى الطرق الى الله تعالى بعدد انفاس
حدود اور احکام شرعی مین کیسا ہی اور جنید بغدادی فرماتی ہین اللہ کی ہان کی رستی اتنی ہین جتنی نفوس
الخلائق وكلها مسدودة على الخلق الا على من اقتفى اثر الرسول وحكى انه افتى بقتل الحلاج
خلقت کی اور وہ سب خلقت پر بند ہین بجز اوسکی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کری اور کہتی ہین کہ جنید نی حلاج کی قتل کا
لاجل ما صدر عنه من قوله انا الحق فانظر ايها العاقل الطالب للحق ان هؤلاء الكرام مع
فتوی انا الحق کی کہنی پر دیا تہا اب اى ہوشیار حق کی طالب دیکھہ تو کہ ان تمام بزرگون نی با
كونهم عظماء مشائخ الطريقة وكبراء ارباب الحقيقة قد تمسكوا بالشريعة ولم يخالفوها
وجودیکہ طریقت کی بڑی بڑی مشایخ اور حقیقت کی بڑی بڑی بزرگ لوگ ہین کیسا شریعت سی تمسک کیا اور کسی بات مین
فى شئ اصلا فعلى هذا يجب على العبد المشتغل بالذكر ان يتمسك بالشريعة فى جميع اقواله
اصلا مخالفت نہین کی باین لحاظ شخص ذاکر شاغل پر واجب ہی کہ اپنی تمام اقوال اور افعال اور احوال مین شریعت سی تمسک
وافعاله واحواله ولا يخالفها فى شئ اصلا لكن ينبغى ان يعلم ان المؤثر النافع من الذكر هو الذكر
کیا کرین اور شریعت کی اصلا مخالفت نکیا کرین لیکن یہہ بہی سمجھہ لینا چاہئی کہ ذکر موثر اور مفید وہ ہی جو
على الدوام مع حضور القلب فاما الذكر مع ذهول القلب فهو قليل الجدوى لان للذكر
ہمیشہ اور دائمی دلکی توجہ سی ہو اور جو ذکر دلکی غفلت کی ساتھہ ہوتا ہی وہ فائدہ خوب نہین دیتا کیونکہ ذکر کا
اولا واخرا اوله يوجب الانس والحب واخره يوجبه الانس والحب والمطلوب ذلك الانس
ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا ابتدا مین ذکر سی محبت اور انس ہوتا ہی اور انتہا مین ذکر کو انس اور محبت پیدا ہوجاتی ہی اور مقصود یہہ ہی انس
والحب لان الذاكر فى ابتداء امره يكون متكلفا فى صرف قلبه عن الوساوس الى ذكر الله تعالى
اور محبت ہوتی ہی کیونکہ ذاکر اول حال مین تو اپنی دل کو بزور و تکلف وسوسون سی ہٹا کر ذکر کی طرف لگاتا ہی
فان وفق للمداومة انس به وانغرس فى قلبه حب المذكور وصار مضطرا الى كثرة ذكره
پہر اگر اوسکو مداومت کی توفیق ہوئی تو اوسی مانوس ہوجاتا ہی اور اوسکی دلین وہ محبت جڑ پکڑ لیتی ہی اور کثرت ذکر کی طرف بیقرار ہوجاتا ہی
بحيث لا يصبر عنه لان من احب شيئا اكثر ذكره ومن اكثر ذكر شئ ولو تكلفا يقع فى
ایسا کہ ذرہ صبر نہین آتا. کیونکہ جو شخص کسی شئ کو محبوب رکہتا ہی تو اوسکا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی شئ کا ذکر بہت کرتا ہی اگرچہ تکلف سی ہو
قلبه حبه والحاصل ان اول الذكر يكون بالتكلف الى ان يثمر الانس بالمذكور والحب له ثم
اوسکی دلمین محبوب ہوجاتی ہی حاصل یہہ ہی کہ ابتدا مین ذکر تکلیف سی ہوتا ہی آخر کو ایسا مانوس اور محبوب ہوجاتا ہی کہ
يمتنع الصبر عنه فيصير الموجب موجبا والثمر مثمرا ثم اذا حصل للذاكر الانس بذكر الله تعالى
اوس سی صبر دشوار ہوجاتا ہی پہر تو بالعکس یعنی عاشق معشوق ہوجاتا ہی اور طالب مطلوب پہر جب ذاکر کو یاد الہی سی محبت ہوجاتی ہی

ینقطع عن غیر الله ویجد کمال فائدته بعد الموت لانه یفارق ماسوی الله تعالی عند الموت
تو غیر الله سے الگ ہو جاتا ہے اور اوسکا کامل فائدہ موت کے بعد حاصل ہوتا ہے کیونکہ مرتے دم تمام ماسوی الله سے الگ ہو جاتا ہے

ولا یبقی معه فی القبر اهل ولا مال وانما یبقی معه فیه ذکر الله تعالی فان کان قد انس به
اور اوسکے ساتھ گور میں نہ اہل ہوتا ہے اور نہ مال وہاں صرف وہ ذکر ہی باقی رہ جاتا ہے سو اگر یہہ ذاکر اوسی سے مانوس تھا

یتمتع به ویتلذذ بانقطاع العوائق الصارفة عنه لان ضرورات الحاجات کانت تصده
تو فائدہ دیکھیگا اور مزہ پاویگا کہ وہ تعلقات جو ذکر الله سے باز رکہتے تھے جاتی رہی کیونکہ ضروری کاروبار بیشک ذکر الله سے باز رکہتے تھے

عن ذکر الله تعالی ولا یبقی بعد الموت عائق فکانه خلی بینه وبین محبوبه وتخلص من
اور موت کے بعد کوئی روکنے والا باقی نہیں رہتا اب گویا اوسکو محبوب کے ساتھہ خلوت ملی اور ایسی

السجن الذی کان فیه ممنوعا عما به انسه وبهذا الانس یتلذذ العبد بعد الموت الی ان
قید سے چھوٹ گیا جسمیں اپنے محبوب سے روکا جاتا تھا اور اس انس سے موت کے بعد آدمی مزا اوٹھا کر آخر

ینزل فی جوار الله تعالی ویترقی من الذکر الی اللقاء فلا مقصود له بقوله لا اله الا الله
جوار الٰہی میں جا پہنچتا ہے اور ذکر سے مرتبہ بڑھ کر نوبت دیدار کی ملجاتی ہے کیونکہ غرض تو اوسکو لا اله الا الله کی ذکر سے

سوی الله تعالی اذ کل مقصود معبود وکل معبود اله وبالملازمة علی ذکر لا اله الا الله
سوائے الله تعالی کی اور کچہہ نہیں ہے کیونکہ جو مقصود ہوتا ہے وہ معبود ہے اور جو معبود ہے وہ اله ہے اور لا اله الا الله کی دائمی ذکر سے

ینتفی جمیع المعبودات الباطلة ولذلک فضل علی سائر الاذکار وذکر المطلق فی بعض
تمام باطل معبود جاتی رہتی ہیں اسی واسطے اس ذکر کو تمام اذکار پر فضیلت ہے اور بعضی روایت میں مطلق ذکر مذکور ہے

المواضع وفی بعضها مقید بالصدق والاخلاص کما روی عن زید بن ارقم انه علیه الصلوة و
اور بعضی روایت میں صدق اور اخلاص کی قید ہے چنانچہ زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی الله علیه و

السلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة ومعنی الاخلاص مساعدة الحال
سلم نے فرمایا جسنے لا اله الا الله اخلاص سے کہا وہ بہشت میں داخل ہوا اور اخلاص کی معنی مطابق ہونا حال کا

للمقال فمن قال لا اله الا الله بلسانه ولم یساعد حاله لمقاله لا یکون فیه شئ من
قول سے پہر جسنے لا اله الا الله زبان سے تو کہا اور اسکا حال مطابق قول کے نہوا تو اوسمیں ذرہ بہی

الاخلاص فیکون امره فی مشیة الله تعالی ولا یؤمن فی حقه الخطر المجلس الثانی
اخلاص نہیں ہے اوسکا معاملہ مشیت الٰہی میں ہے اندیشہ سے صاف نہیں ہے دوسری مجلس

فی بیان فضیلة الذکر من کل اعمال البر وبیان اقسامه قال رسول
ذکر کی فضیلت میں تمام نیک اعمال سے اور اقسام کی بیان میں فرمایا رسول

الله صلی الله علیه وسلم الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکاها عند ملیککم وارفعها فی درجاتکم
الله صلی الله علیه وسلم نے کہو تو بتادوں تمکو ایک بڑا نیک عمل اور مالک کی حضور میں بہت پاکیزہ اور تمہاری درجات کا بلند کرنیوالا

وخیر لکم من انفاق الذهب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم تضربوا اعناقهم
اور تمہاری حق میں بہتر سونا چاندی خدا بانٹنے سے اور تمہاری حق میں بہتر جہاد سے کہ دشمن سے مقابلہ کرکے تم اونکی سر کاٹو

ویضربوا اعناقکم قالوا بلی یا رسول الله قال ذکر الله هذا الحدیث من حسان المصابیح
اور وہ تمہارا سر کاٹیں عرض کیا ہاں یا رسول الله فرمایا الله کا ذکر یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے

رواہ ابو الدرداء وانما کان ذکر اللہ تعالی من سائر العبادات ارفع وخیرا من انفاق الذھب

ابو الدرداء کی روایت سے اور ذکر اللہ تمام عبادات سے بہتر اور سونا

والفضۃ وملاقات العدو والمقاتلۃ معہم لان سائر العبادات وسیلۃ الی ذکر اللہ تعالی

چاندی بانٹنی اور جہاد سے خوشتر اسلئے ہے کہ تمام عبادات ذکر اللہ کا وسیلہ ہیں اور اصل میں

وذکر اللہ تعالی ھو المطلوب الاعلی والمقصود الاقصی الا انہ ینقسم الی قسمین احدھما

اعلی مطلوب اور عمدہ مقصود ذکر اللہ ہی ہے لیکن اسکی دو قسم ہیں ایک تو

ذکر باللسان والاخر ذکر بالجنان اما الذکر باللسان فھو ذکر ملفوظ باللسان مسموع بالاذان

ذکر زبانی سے اور دوسرا ذکر دل سے پہر زبانی ذکر تو صرف زبانی الفاظ ہوتے ہیں کانوں سے سنے جاتے ہیں

یحصل بالحرف والصوت واما الذکر بالجنان فھو غیر ملفوظ باللسان ولا مسموع بالاذان

حروف اور آواز سے مرکب ہوتے ہیں اور دلی ذکر نہ تو زبان پر الفاظ آتے ہیں اور نہ کانوں سے سنا جاتا ہے

بل ھو فکر وملاحظۃ القلب وھو اعلی مراتب الذکر ولا یبعد ان یکون المراد بالذکر ھھنا ھذا

بلکہ وہ فکر اور دل کی سوچ ہے اور یہہ ہی ذکر اعلی مرتبہ کا ہے اور کیا بعید ہے کہ مراد ذکر سے اس حدیث میں یہہ ہی

الذکر القلبی الفکری لانہ ھو الذی لہ ھذہ الفضیلۃ الزائدۃ علی بذل المال والنفس لما

دل کا ذکر اور فکر ہو کیونکہ جان اور مال دینے پر یہہ ہی ذکر فائق ہے اسواسطے

جاء فی الخبر تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سبعین سنۃ وھو لا یحصل الا بمداومۃ العبد

کہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک ساعت کا تفکر ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے اور ذکر کا یہہ رتبہ جب حاصل ہوتا ہے

علی الذکر باللسان مع حضور القلب حتی یتمکن الذکر فی قلبہ ویستولی علیہ بحیث یحتاج

کہ ذاکر لسانی ذکر حضور دل سے بلا ناغہ کرتا رہے تاکہ ذکر اوسکی دل میں جگہ پکڑ جاوے اور اوسپر اتنا غالب ہو جاوے کہ دلکو ذکر سے اور طرح

فی صرفہ عنہ الی غیرہ الی تکلف کما کان فی ابتدائہ یحتاج فی قرارہ فیہ الی تکلف لکن حصولہ

طرف پہیرنے میں تکلف کرنا پڑے جیسا کہ ابتداء حال میں ذکر کی طرف دل لگانے کیواسطے تکلف کرنا پڑتا تہا لیکن ذکر دل میں

فیہ بھذا الوجہ موقوف علی معرفۃ اللہ تعالی لان من لا یعرف اللہ تعالی کیف یمکن

ایسا قرار پکڑنا معرفت الہی پر موقوف ہے کیونکہ جو شخص اللہ ہی کو نہیں پہچانتا تو اوسکا ذکر

ذکرہ بقلبہ ولسانہ وطریق معرفۃ اللہ تعالی من وجھین احدھما طریق اھل النظر

دل اور زبانسے کب کریگا اور طریق معرفت الہی کا دو وجہ پر ہے ایک طریق مناظرہ

والاستدلال وثانیھما طریق اھل الریاضۃ والمجاھدۃ فالسالکون طریق اھل النظر و

اور برہان کا اور دوسرا طریق اہل ریاضت اور مجاہدہ کا پہر وہ مناظرہ اور

الاستدلال ان التزموا ملۃ من ملل الانبیاء فھم المتکلمون والا فھم الحکماء المشاءون

برہان والے اگر کسی دین کی سماوی دینوں میں سے معتقد ہیں تو وہ متکلم کہلاتے ہیں اور نہیں تو حکماء مشائی ہیں

وھم قوم من الفلاسفۃ اختاروا طریق ارسطو وما لہ من البحث والبرھان ولم یکونوا

یہہ مشائی فلاسفہ میں سے ایک قوم ہے جنہوں نے ارسطو کی وضع پر بحث و برہان اختیار کر رکہی ہے یہہ لوگ

من اھل الایمان والسالکون طریق اھل الریاضۃ والمجاھدۃ ان وافقوا فی ریاضتھم

صاحب ایمان نہیں ہیں اور ریاضت اور مجاہدہ والے اگر موافق احکام شریعت کے ریاضت

ومجاهداتهم احکام الشریعة فهم الصوفیة المتشرعون والا فهم الحکماء الاشراقیون وهم
اور مجاہدہ کرتی ہین تو وہ صوفی باشرع ہین نہین تو حکماء اشراقی ہین اشراقی ہی

قوم من الفلاسفة اختاروا طریق افلاطون وماله من الکشف والعیان ولم یکونوا من
ایک قوم فلاسفہ کی ہی جنہون نی طریق افلاطون کشف اور عیان کا اختیار کیا ہی یہہ لوگ بہی

اهل الایمان فعلی هذا یکون لکل طریق طائفتان فیکون المؤمنون العارفون بالله قسمین
صاحب ایمان نہین ہین اس بیان کی موافق ہریک طریقہ مین دو طرح کی لوگ ہین سو مؤمن عارف باللہ دو قسم کی ہوئی

احدهما اهل الاستدلال والبرهان وثانیهما اهل المشاهدة والعیان لان عرفانهم به تعالی
ایک استدلال اور برہان والی اور دوسری مشاہدہ اور عیان والی اسلئی کہ معرفت الٰہی

ان کان بالاستدلال بالدلائل العقلیة والنقلیة فهم من اهل العلم الظاهر والبرهان
اگر دلائل عقلی اور نقلی کی واسطہ سی حاصل کی ہی تو وہ علم ظاہر اور برہان والی ہین

وان کان عرفانهم به تعالی بالمشاهدة بعین البصیرة فهم من اهل العلم الباطن والعیان
اور اگر معرفت الٰہی چشم بصیرت کی مشاہدہ سی حاصل کی ہی تو وہ علم باطنی اور عیان والی ہین

وحاصل الطریق الاول الاستکمال بالقوة النظریة والترقی فی مراتبها ومحصول الطریق الثانی الاستکمال بالقوة
اور طریق اول کا فائدہ تو قوت نظری کی امداد سی کمال حاصل کرنا اور اوسکی درجات مین ترقی کرنی اور خلاصہ دوسری طریق کا قوت عملی کی زور سی کامل ہونا

العملیة والترقی فی درجاتها فهذه هی الکرامة الحقیقة التی تظهر من اولیاء الله تعالی اذ غایة الکرامة
اور اوسکی درجات مین ترقی کرنی اور کرامت حقیقی یہہ ہی ہوتی ہی جو اولیاء اللہ سی ظاہر ہوا کرتی ہی کیونکہ انجام کرامت کا تو

حصول الاستقامة والوصول الی کمالها والله تعالی لو یعط العبد من الکرامة مثل ان یعنیه
یہہ ہی راستی کا حاصل ہونا اور کمال پورا کرنا ہی اور اللہ تعالی نی کسی بندہ کو اس سی بہتر کرامت نہین دی کہ تقوی

علی ما یحبه ویرضاه من التقوی والاستقامة واما الکرامة بمعنی ظهور امر خارق للعادة فلا عبرة
اور استقامت پر اپنی مرضی اور خواہش کی موافق اعانت فرماوی اور رہی وہ کرامت کہ امور خلاف عادت ظاہر ہوجایا کرین سو

به عند المحققین من اولیاء الله تعالی لظهوره من الکفرة المرتاضین وغیرهم من اهل الریاضة
محقق اولیاء اللہ کی نزدیک اسکا کچہہ اعتبار نہین ہی کیونکہ ایسی امور تو کفار ریاضت کیش وغیرہ سی جو ریاضت کیا کرتی ہین ہوجاتی ہین جنکی نہ عمل ٹہیک

مع فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلك علی ما ذکره بعض المدققین انه تعالی قد وضع اسبابا واناط بها
اور نہ اعتقاد درست ہوتا ہی اور اسکا سبب موافق بیان بعضی مدققین کی یہہ ہی کہ اللہ تعالی اسباب پیدا کرکی اونکی ساتہہ

مسبباتها واجری عادته ان لا یتخلف مسبب عن سببه کالاحتراق عند النار ومن جملة
مسببات متعلق کردیتی ہین اور عادت یون جاری رکہی ہی کہ کوئی مسبب اپنی سبب سی جدا نہووی ساتہہ ہی رہی جیسی جلانا آگ کی ساتہہ ہی

ذلك الریاضة فانه تعالی جعلها سببا لتصفیة القلوب واناطها بها بحیث یوصل بها الی
ایسی ہی ریاضت ایک سبب ہی کہ اوسکو اللہ تعالی نی صفاء قلب کا سبب بنایا ہی اور اسی پر متعلق کردیا ہی

الکشف ونحوه من الخوارق ولا یدل ذلك علی رضائه تعالی بذلك السبب الذی هو الریاضة
کہ کشف وغیرہ خوارق پیدا ہوجایا کرین پر اس کشف وغیرہ سی رضامندی اللہ تعالی کی اس ریاضت پر ثابت نہین ہوتی

اذ من المعلوم قطعا ان الخوارق لیست مقتصرة علی المعجزة والکرامة بل قد تکون استدراجا
کیونکہ یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو معجزہ اور کرامت سی کچہہ خصوصیت نہین ہی بلکہ بعضی اوقات استدراج ہی ہوتا ہی

ایضا فمتی صدرت ممن ادخل فی عمله واعتقاده یحکم بکونه استدراجا لان الکرامة ظهور امر خارق
پھر اگر ایسی شخص سی پیدا ہووی کہ جسکی عمل اور اعتقاد مین خلل ہی تو استدراج ہی کہلاویگا کیونکہ کرامت تو ایسی مرد صالح کی ہاتھ پر
للعادة علی ید عبد صالح ظاهر صلاحه وبهذا القید الاخیر یخرج الاستدراج لانه ظهور امر خارق
پیدا ہوتی ہی جسکا تقوی ظاہر ہووی اور اس پچھلی قید سی استدراج الگ ہوگیا کیونکہ استدراج وہ خارق
للعادة علی ید الاشقیاء کالدجال وفرعون والجهلة الضالین المضلین فان الخوارق کما تقع من الاتقیاء
عادت ہوتا ہی جو اشقیا کی ہاتھ پر ہووی جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی بیشک خوارق جیسی اتقیا سی ہوتی ہین
تقع من الاشقیاء فما یظهر من ذلك علی ید من کان تحت سیاسة الشرع یعتبر سببا لمزید مجاهدته فی عبادته
اشقیا سی بھی ہوتی ہین پھر جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع ہی تو باعث زیادت عبادت اور مجاہدہ کا ہوگا
وما یظهر من ذلك علی ید من لم یکن تحت سیاسة الشرع یصیر سببا لمزید بعده
اور جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع نہین ہی تو شرع سی اور دور ہوتا جاویگا
ولا یزال الشیطان یغویه حتی یخلع ربقة الاسلام من عنقه بانکار الحدود والاحکام
اور شیطان اوسکو بہکاتا رہیگا آخر اسلام کی رسی اوسکی گردن مین سی نکال کر حدود اور احکام
والحلال والحرام ولهذا قال ابو یزید البسطامی لو ان رجلا مشی علی الماء او تربع فی الهواء فلا
اور حلال اور حرام کا منکر ہو جاویگا اور اسیلئی ابو یزید بسطامی فرماتی ہین اگر کوئی شخص پانی پر رستہ چلی یا ہوا مین چارزانو بیٹھی تو
تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه فی الامر والنهی ومراعات الشریعة وقیل له فلان
بھی اوسکی فریب مین نہ آؤ جبتک اوسکو امر و نہی اور رعایت شرعی مین نہ جانچ لو کسینی اونسی عرض کیا فلانی
یمر فی لیلة الی مکة فقال الشیطان یمر فی لحظة من المشرق الی المغرب وهو فی لعنة الله تعالی
ایک رات مین مکہ چلا جاتا ہی آپ نی فرمایا شیطان لحظہ بہر مین مشرق سی مغرب تک چلا جاتا ہی پہر بہی وہ ملعون ہی
نعم هذا کل من یظهر فیه شیء من الخوارق لا یجوز ان یظن انه من اولیاء الله تعالی لانه
اس بیان کی موافق جس شخص سی کچھ خوارق ظاہر ہوا کرین تو اوسکو اولیاء اللہ مین سی تصور کرلینا نہین چاہیی کیونکہ
لما یجوز ان یکون من اولیاء الله تعالی یجوز ان یکون من اعداء الله تعالی لاحتمال کون ظهورها
خوارق تو جیسی اولیا سی ہوتی ہین ویسی ہی کفار دشمنان خدا سی بھی ہوتی ہین شاید کہ یہ
فیه بمقتضی الریاضة او اراءة الشیطان فان الشیطان یخیل للانسان الامور بخلاف ما هی
باعث ریاضت اور شیطانی دہوکی کی ہوا ہو کیونکہ شیطان امور غیر واقعی انسان کو دکہا دیتا ہی
علیه ویریه الاشیاء الباطلة فی صورة الحق فمنهم من یاتیهم بعض الاشخاص فیخاطبهم
اور امر باطل کو حق کی صورت مین بتا دیتا ہی یعنی ایسی شخص مین کہ اونکی پاس انسان کی صورت بن کر باتین کرتا ہی
ویتمثل لهم ویظنونها ملائکة وهی الجن والشیاطین وکان اول من ظهر له من هؤلاء
وہ اوسکو فرشتہ خیال کرتی ہین اور حقیقت مین وہ جن یا شیطان ہوتی ہین پہلی پہل اسلام مین ایسا شخص
فی الاسلام المختار ابن ابی عبید الله الثقفی الذی اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام فی الحدیث
مختار ابن عبید اللہ ثقفی ہوا ہی جسکی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی صحیح حدیث مین
الصحیح وقال سیکون فی ثقیف کذاب وقیل لابن عمر وابن عباس ان المختار یزعم
ثابت ہوئی ہی آپ نی فرمایا ہی نزدیک ہی کہ ثقیف مین ایک جہوٹا پیدا ہوگا کسی نی ابن عمر اور ابن عباس سی عرض کیا کہ مختار یہ کہتا ہی

انه ينزل عليه فقال لاصدق قال الله تعالى ان الشياطين ليوحون الى اوليائهم ليجادلوكم

کہ مجھہ پر وحی آتی ہی جواب دیا جھوٹا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی اور شیطان دلمین ڈالتی ہین اپنی دوستون کی کہ تمسی جھگڑا کرین

وقال الله تعالى هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم وكثير ممن ينسب

اور فرمایا اللہ تعالی نی مین بتاؤن تمکو کسپر اوترتی ہین شیاطین اوترتی ہین ہر جھوٹی گنہگار پر اور بہت لوگ

الى الاسلام في الظاهر وهو برئ منه في الباطن يكون له نصيب من هذه الاحوال الشيطانية

ظاہر کی مسلمان اور باطن مین اسلام سی بی بہرہ ہین کہ اونکو ایسی ایسی شیطانی حالات مین سی

بحسب موالاته للشيطان ومعاداته للرحمن ويصير فتنة بين الانام وبعضهم وان كانوا

موافق اختلاط شیطانی اور عداوت رحمانی کی حصہ ملا ہی اور خلقت کو فتنہ مین مبتلا کرتی ہین اور بعضی شخص اگرچہ

صادقين في معاملتهم وكان لهم عبادة واجتهاد في العمل لكنهم لقلة علمهم بحقائق الايمان

اپنی معاملہ مین سچی ہین اور عبادت اور مجاہدہ عمل ہی کرتی ہین لیکن چونکہ حقایق ایمانی سی کم واقف ہین

وعدم تميزهم ما هو من احوال الشيطان وامور الرحمن يلتبس عليهم الامر ويقعون في شبكة

اور حالات شیطانی اور امور رحمانی مین فرق نہین کرسکتی لاچار اونپر وہ لطیفہ پوشیدہ رہ جاتا ہی اور شیطان کی جال مین پہنسکر

الشيطان ويدعون كشفا يناقض العقل والشرع ويقولون قد ثبت عندنا في الكشف

ایسی کشف کا دعوی کرنی لگتی ہین جو نہ عقل مین آوی اور شرع کی برخلاف ہو وہ کہتی ہین کہ ہمکو کشف مین وہ امر ثابت ہوا ہی

ما يناقض صريح العقل والشرع وهم قوم لا يتعمدون الكذب لكن يخيل اليهم اشياء يتفق

جو عقل اور شرع سی صاف مخالف ہی یہہ وہ لوگ ہین جو عمدا جھوٹ نہین بولتی پر اونکی خیالات مین وہ چیزین آتی ہین

وجودها في الخارج ويظنونها من كرامات الصالحين ولا يعرفون انها من تلبيسات الشياطين

جو خارج مین نادر الوجود ہین گاہی گاہی ہوتی ہین اونکو صلحا کی کرامات سمجھ لیتی ہین اور یہہ نہین سمجھتی کہ یہہ شیطانون کی دغابازیان ہین

فان كثيرا من الناس يظنون انهم من اولياء الله تعالى وهم ليسوا من اولياء الله تعالى بل هم

بیشک اکثر لوگ یون گمان کرلیتی ہین کہ وہ اولیاء اللہ ہین اور وہ اولیاء اللہ نہین ہوتی بلکہ

من اولياء الشيطان فان اولياء الله تعالى هم الذين وصفهم الله تعالى في كتابه وقال الا ان

شیطان کی دوست ہوتی کیونکہ اولیاء اللہ تو وہ لوگ ہوتی ہین جنکی اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین یہہ تعریف کی ہی فرمایا ہی جو لوگ

اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين امنوا وكانوا يتقون وقال في اية اخرى ان

اللہ کی دوست ہوتی ہین نہ ڈر ہی اونپر نہ وہ غم کہاوین جو لوگ ایمان لائی اور پرہیزگاری کرتی رہی اور ایک اور آیت مین فرمایا نہین ہین

اولياؤه الا المتقون فبين سبحانه وتعالى في هاتين الايتين ان اولياءه هم المتقون وليس

دوست اوسکی سوای پرہیزگارون کی سو اللہ سبحانہ تعالی نی ان دونو آیتون مین بیان فرمادیا کہ اوسکی اولیاء پرہیزگار ہوتی ہین اور

لهم في الظاهر من الامور المباحة شئ يتميزون به عن الناس فلا يتميزون بلباس دون لباس

ظاہر مین مباح چیزون مین سی کوئی ایسا نشان نہین ہی جس سی فرق کرکر اور لوگونسی الگ پہچان لین نہ کوئی ایسا خاص لباس ہی جب کہ سب لباس

اذ كان كل منهما مباحا بل يوجدون في جميع اصناف امة محمد اذا لم يكونوا من اهل البدعة

مباح ہووین بلکہ وہ لوگ یعنی اولیا امت محمدی کی تمام اقسام مین ہوتی ہین اگر بدعتی

والفجور وليس من شرط الولي ان يكون معصوما بحيث لا يغلط ولا يخطأ وهذا لا يجوز

و بدکار نہون اور ولی کی شرط کچھ معصومیت نہین ہی کہ اوسکی کہین نہ غلطی ہو نہ خطا اور اسیلئی اوسکو یہہ جائز نہین ہی

له ان يعتمد على ما يلقى اليه في قلبه ولا على ما يقع له مما يراه الهاما او خطابا من الحق بل يجب
کہ جو اوسکی دل پر خطرہ گذری یا جو اوسکو بطور الہام کی معلوم ہو یا حق کی طرف سی خطاب ہو اوسپر اعتماد کر لیا کری بلکہ

عليه ان يعرض ذلك كله على ما جاء به النبي عليه الصلوة والسلام فان وافقه يقبله
واجب ہی کہ اوس تمام کو احکام شرعی سی مطابق کرکا پہر جو موافق نکلی اوسکو تسلیم کری

وان خالفه لا يقبله وان لم يعلم انه موافق او مخالف يتوقف فيه والناس في هذا الباب
اور جو مخالف ہو اوسکو رد کری اور اگر موافق اور مخالف کچھ معلوم نہو تو اوسمیں توقف کری انکار نکری اور اس باب مین اکثر لوگ غلطی کہا جاتی ہین

يغلطون كثيرا ويظنون في شخص انه ولي ويعتقدون ان الولي يقبل منه كل ما يقول
بعضی شخص کو ولی قرار دی کر یہہ اعتقاد کرلیتی ہین کہ ولی کا کہا سب مقبول ہی اور کیا کرایا سب

يسلم اليه في كل ما يفعل وان خالف الكتاب والسنة ويوافقون ذلك الشخص ويخالفون ما
مسلم ہی اگرچہ قرآن وحدیث سی مخالف ہوا کرکا یہہ اوس شخص کی تو مطیع ہوجاتی ہین اور

بعث الله به رسوله الذي فرض على جميع الخلق تصديقه فيما اخبر وطاعته فيما امر فيجرهم
رسول کی ارشادات سی خلاف کرتی ہین جسکی خبر کی تصدیق اور حکم کی اطاعت تمام عالم پر فرض ہوچکی ہی پہر اوسکو

مخالفتهم للرسول وموافقتهم لذلك الشخص اولا الى البدعة والعصيان واخرا الى الكفر والطغيان
رسول کی مخالفت اور اوس ولی موہوم کی موافقت پہلی تو بدعت اور نافرمانی کی طرف کہینچ لیجاتی ہی اور آخرکو نوبت کفر اور سرکشی کی پہونچی

ويكونون من الذين قال الله تعالى فيهم ويوم يعض الظالم على يديه يقول يا ليتني اتخذت مع
پہر وہی لوگ ہو جاتی ہین جنکی حق مین اللہ تعالی یہہ ارشاد فرماتا ہی اور جس دن کاٹ کاٹ کہاویگا گنہگار اپنی ہاتہہ کہیگا کسیطرح مین نی پکڑی ہوتی

الرسول سبيلا يا ويلتى ليتني لم اتخذ فلانا خليلا لقد اضلني عن الذكر بعد اذ جاءني وكان
رسول کی ساتھ راہ ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مین نی فلانی کی دوستی بہکا دیا مجکو نصیحت سی جب کہ مجھ تک آچکی اور ہی

الشيطن للانسان خذولا بل يكونون مشابهين للنصارى الذين قال الله تعالى فيهم اتخذوا
شیطان آدمی کو دغا دینی والا بلکہ وہ لوگ نصاری کی مثال ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی ٹہرایا

احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله قال عدي بن حاتم للنبي عليه الصلوة والسلام ما عبدوهم
اپنی عالمون اور درویشون کو خدا سوا اللہ کی عدی بن حاتم نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا نصاری عبادت تو نہین کرتی

فقال النبي عليه الصلوة والسلام اطاعوهم فمن اطاع احدا فيما لم يأذن به الله تعالى فقد عبده
سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جواب مین فرمایا نصاری نی اونکی اطاعت کی اور جس شخص نی برخلاف حکم الہی کی کسیکی اطاعت کی اوسنی اوسکی عبادت کی

واتخذه ربا فاذن كل من خالف شيئا مما جاء به الرسول مقلدا في ذلك لمن يظن انه ولي وان الولي
اور اوسکو اپنا رب بنایا سو اب جسنی شرع کا کچھہ بہی خلاف کیا کسیکی پیروی کی لحاظ سی ولی جان کر اس وہم سی کہ ولی کی کہی اور کئی کا

لا يخالف في شيء مما يصدر عنه من الاقوال والافعال فهو ضال وعمدة هؤلاء في ذلك انهم يرون
خلاف نہین ہوسکتا سو وہ بڑا گمراہ ہی اور بڑا تعجب یہہ ہی کہ یہہ لوگ بعضی اوقات

قد يقع من شخص مكاشفة في بعض الحالات او شيء من خوارق العادات مثل ان يطير في الهواء او يمشي
کسی شخص سی بعضی حالات مکاشفہ یا کوئی خارق عادت دیکہتی ہین جیسی ہوا مین اوڑنا یا

على الماء ويخبرهم بحال غائبهم او بما سرق لهم او غير ذلك ويستدلون بهذه الامور على ولايته
پانی پر چلنا یا غیب کی خبر بتانی یا چور کا بتا دینا اور اور سوا اسکی اور ایسی باتون سی اوسکو ولی سمجھہ کر

ولا يجوّزون مخالفته مع ان تلك الامور وامثالها قد توجد في شخص لا يطهر الطهارة الشرعية
اوسکی مخالفت جایز نہین جانتے باوجودیکہ ایسی ایسی باتین کبھی ایسی شخص سی ہوجاتی ہین جسکو استنجا کرنیکا شعور نہین ہوتا

ولا ينظف النظافة الدينية وقد روي انه عليه السلام قال ان الله نظيف يحب النظافة
اورنہ موافق دین مذہب کی پاک ہوتا ہی اورحال یہہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی یہہ روایت ہی کہ اللہ پاکیزہ ہی دوست رکھتا ہی پاکیزگی کو

وفي حديث آخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان الله طيب لا يقبل الا طيبا وذلك الشخص
اوردوسری روایت مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ نی فرمایا اللہ پاک ہی سوای پاکی کی قبول نہین کرتا اوروہ شخص ولی موہوم

لا يغتسل ولا يتوضأ ولا يصلي الصلوة المكتوبة بل يكون ملابسا للنجاسات ومعاشر الكلاب
نہ نہاتا ہی اورنہ کبھی منہہ دہوئی اورنہ کبھی فرض نماز اداکری بلکہ نجاست مین لتہڑا ہوا اورکتون مین ملاجلا

ويأوي المزابل والمواضع النجسة التي يحبها الجن والشياطين فكيف يكون وليا فان الولي على ما
اورکوڑی وغیرہ نجس مکانات مین پڑا ہوا جسی سوای جن اورشیاطین کی کوئی پسند نہ کری بہلا وہ شخص کیونکر ولی ہوسکتا ہی ولی تو موافق

ذكر في الكتب الكلامية هو العارف بالله وصفاته المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي
مضمون کتب عقاید کی وہ ہی جو خدا کو اوراوسکی صفات کو جانی مدامی عبادت کری اورگناہون

والمحرمات المعرض عن الانهماك في اللذات والشهوات لا الملابس للنجاسات ولا المعاشر للكلاب
اورمحرمات سی بچتا رہی لذات اورشہوات سی نفرت کری ولی وہ نہین ہی جو نجاسات مین بہرا کتون مین ملاجلا رہی

ولا التارك للصلوة وسائر العبادات ولا المجنون المعدوم العقل المكشوف العورة العاري عن
اوربی نماز اوربی عبادت اورنہ سڑی بیہوش بی ستر ننگ دہڑنگ بدن پرکپڑا

الثياب وبسبب عدم التميز بين اولياء الله تعالى والمتشبهين بهم من اولياء الشيطان وقع
نہ لتّا اورچونکہ اولیاء اللہ اوراولیاء شیطان مین تمیز اورفرق نہین کرتی اسلئی ایک عالم

الناس في البلاء فحسبوا كل خارق كرامة وولاية ولم يفرقوا بين كرامات الاولياء وما يشبهها من
اس بلا مین مبتلا ہی کہ ہر خارق کو کرامت اورولایت سمجہہ لیا ہی اوراولیاء کی کرامت اوراوسکی مثل

الاحوال الشيطانية ولا بد من فرق بينهما لئلا يقع الناس في البلاء وهو ان كرامات الاولياء
شیطانی احوال مین فرق نہین سمجہا اوران دونو مین امتیاز اورفرق کرنا ضرور ہی تاکہ خلق بلا مین نہ آوی اورفرق یہہ ہی کہ اولیاء کی کرامت

سببها الايمان والتقوى على ما فهم من قوله تعالى الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون
ایمان اورپرہیزگاری سی ظاہر ہوتی ہی چنانچہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہی دیکہو جولوگ اللہ کی دوست ہین نہ ڈر ہی اونپر اورنہ وہ غم کہاوین

الذين آمنوا وكانوا يتقون واما احوال الشيطانية فسببها ارتكاب ما نهى الله تعالى ورسوله
جولوگ ایمان لائی اورپرہیزگاری کرتی رہی اورشیطانی احوال بسبب اختیار کرنی خلاف خدا اوررسول کی ہوتی ہین

فان الخوارق اذا كانت لا تحصل الا بما يحبه الشيطان من امور التي فيها الشرك او الظلم او فعل
کیونکہ خوارق جب بدون عمل امور محبوبہ شیطانی کی جسمین شرک اورظلم اور

الفواحش فهي من الاحوال الشيطانية لا من الكرامات الرحمانية فان اولياء الله تعالى هم المؤمنون
فحش ہوتا ہی نہوسکی تووہ بیشک حالات شیطانی ہین کرامات رحمانی نہین ہی اسلئی کہ اولیاؤ مؤمن

المتقون العارفون بالله المقتدون برسوله فيفعلون ما امر وينتهون عما زجر وظهر كرامات و
متقی عارف باللہ رسول مقبول کی امر کی تابع اورنہی سی بیزار ہوتی ہین انہین ہی کرامت ہوتی ہی اور

كراماتهم حجة في الدين حيث يكون حصولها ببركة اتباع رسول رب العلمين وهي في الحقيقة

يهه ہی کرامت دین کی حجت ہی کیونکہ رسول رب العالمین کی اتباع کی برکت سی حاصل ہوتی ہی اور یہیہ ہی کرامت حقیقت مین

يكون من معجزاته عليه الصلوة والسلام بخلاف احوال الشيطانية فانها انما تحصل باتباع

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی برخلاف شیطانی حالات کی سو یہہ جن اور شیاطین کی اتباع سی

الجن والشياطين كما حصلت لكثير ممن حكيت عنهم هذه الاحوال منهم عبد الله بن صياد

ہوتی ہین چنانچہ یہہ حالات بہت شخصون سی ظاہر ہوئی ہین انہین سی ایک عبد اللہ بن صیاد ہی

الذي ظهر في زمن النبي صلى الله عليه وسلم وظن بعض الصحابة انه الدجال وتوقف النبي

جو نبی صلی اللہ علیہ کی زمانہ مین تہا بعضی صحابہ نی اوسکو دجال خیال کیا تہا اور نبی

عليه الصلوة والسلام في امره حتى تبين له انه ليس الدجال وانما هو من جنس الكهان يكون

صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکی حال مین توقف فرمایا آخر معلوم ہوا کہ دجال نہین ہی کاہن ہی اور کاہنون مین سی

لاحدهم قرين من الجن يخبره بكثير من المغيبات مما يسترقه من السمع مع خلط الصدق بالكذب

کسیکا یار جن ہوتا ہی اکثر چوری چوری سنکر کچہہ سچ کچہہ جہوٹ ملا کر غیب کی خبرین بتایا کرتا ہی

ومنهم الاسود بن العنسي الذي ادعى النبوة وكان له من الجن من يخبره ببعض الامور الغائبة فلما

اور ایک اسود بن العنسی جسنی نبوت کا دعوی کیا اوسکی پاس بہی ایک جن تہا بعضی خبرین غیب کی اوسکو بتا دیتا تہا جب

قاتله المسلمون ليقتلوه خافوا من الشياطين ان يخبروه بما يقولون فيه حتى اعانت عليه امراته

مسلمان اوسکی قتل کی لئی مقابل ہوگئی تو شیاطین سی یہہ خوف ہوا کہ یہان کی گفتگو سی اوسکو مطلع نہ کر دین آخر اوسکی جورو کو

حين تبين لها كفره فقتلوه ومنهم مسيلمة الكذاب الذي كان معه من الجن من يخبره من

جب معلوم ہوا کہ یہہ کافر ہی تو اوسنی مدت کی تب اوسکو قتل کیا اور ایک مسیلمۃ الکذاب ہی اسکی پاس بہی ایک جن تہا جو پوشیدہ باتین اوسکو

المخفيات ويعينه على بعض الحاجات ومنهم الحارث الدمشقي الذي خرج بالشام في زمن عبد الملك

جتا دیتا تہا اور اوسکی بعضی حاجات روا کر دیتا تہا اور ایک حارث دمشقی جو شام کی ملک مین عبد الملک بن مروان کی عہد مین ظاہر ہو کر

بن مروان وادعى النبوة وكان شيطانه يخرج رجله من القيد ويمنع السلاح ان ينفذ فيه وكان

نبوت کا دعوی کیا اسکا یار شیطان پانو مین سی زنجیر الگ کر دیتا تہا اور کوئی ہتیار اوسکی بدن پر اثر نکرتا تہا اور

يري الناس اشخاصا ركبانا في الهواء ويقول هي الملئكة وانما هي الجن والشياطين فلما امسكه

ہوا مین سوار دکہا کر کہتا یہہ فرشتی ہین اور حقیقت مین وہ جن اور شیاطین ہوتی تہی جب اوسکو

المسلمون ليقتلوه طعنه رجل بالرمح ولم ينفذ فيه الرمح فقال له عبد الملك انك لم تسم الله تعالى

مسلمانون نی قتل کی لئی گرفتار کیا تو ایک شخص نی اوسکی برچہی ماری ذرہ بہی اثر نکیا تب عبد الملک نی کہا تو نی بسم اللہ پڑہ کر نہ ماری

فسمى الله تعالى فطعنه فقتله ومن غير هؤلاء المذكورين من يحمله شيطانه عشية عرفة الى

پہر اوسنی بسم اللہ پڑہ کر ماری تو ایک کوچہ مین مار ڈالا اور ان طائفہ مذکور کی سوا ایک اور شخص تہا کہ شیطان اوسکو شب عرفہ کو

عرفات ولا يحج الحج الشرعي الذي امر الله ورسوله به حيث لا يحرم عند الميقات ولا يلبي فيها

عرفات پر پہنچا دیتا تہا پہر وہ شخص موافق شرع کی جسطور خدا اور رسول کا حکم ادا نہین کرتا تہا کیونکہ نہ تو میقات پر سی احرام باندہتا اور نہ لبیک پکارتا

ولا يقف بمزدلفة ولا يطوف بالبيت ولا يسعى بين الصفا والمروة ولا يرمي الجمار بل يقف بثيابه ثم

اور نہ مزدلفہ پر وقوف کرتا نہ بیت اللہ کا طواف کرتا اور نہ صفا مروہ کی بیچ مین سعی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تہوڑا سا توقف کر کر

یرجع من لیلته وهو بصیر کمن یحضر الجمعة ویصلی بلا وضوء ومنهم من یستغیث بالمخلوق
اوسی شب میں ہٹکر چلا آتا اوسکا حال ایسا تہا جیسی کوئی جمعہ میں تو جاوی پر نماز بی وضو پڑہی اور بعضی وہ لوگ ہیں جو مخلوق سی
سواء کان المخلوق حیا او میتا او مسلما او غیر مسلم ویتصور الشیطان بصورته ویقضی
زندہ ہو یا مردہ مسلمان ہو یا کافر مدد مانگتی ہیں پہر شیطان اوسکی صورت بنکر مستغیث کا کام پورا کر دیتا ہی
حاجة من یستغیث به فیظن تلك المسلمین انه من استغاث به ولیس کما ظن بل انما هو
ایسی مسلمانوں کو اس شبہ میں ڈالتا ہی کہ یہہ وہی شخص ہی جس سی میں نی حاجت چاہی تہی اوسکا یہہ خیال باطل ہوتا ہی بلکہ وہ
الشیطان اضل هذا اشرك بالله فان الشیطان یضل بنی ادم بحسب قدرته فانه اذا عانهم
شیطان گمراہ کرنیوالا ہی جب اوسنی اللہ کا شریک پیدا کیا کیونکہ شیطان تو بنی آدم کو جہاں تک بن آوی راہ سی بہکاتا ہی پہر شیطان جب اونکی
علی مقاصدهم فهو یضرهم اضعاف ماینفعهم فان من کان منتسبا الی الاسلام اذا استغاث
مقصد پوری کرتا ہی تو اوسی زیادہ تر نقصان پہنچا دیتا ہی پہر جو شخص مسلمان ہوکر
بمن یحسن به الظن من شیوخ المسلمین یجئ الیه الشیطان فی صورة ذلك الشیخ فان الشیطان
اپنی پیر مسلم معتقد فیہ سی فریاد کرتا ہی تو شیطان اوس پیر کی صورت بدل کر اوسکی پاس آتا ہی کیونکہ شیطان تو
کثیرا ما یجئ علی صورة الصالحین ولا یقدر ان یتمثل بصورة رسول رب العلمین ثم ان ذلك
اکثر صلحاء کی صورت بدل لیتا ہی ان پر یہہ قدرت نہیں ہی کہ رسول رب العالمین کی صورت بدل سکی پہر وہ
الشیخ المستغاث به ان کان ممن له علم لا یخبره الشیطان باقوال اصحابه المستغیثین به
پیر جسی فریاد کی تہی اگر صاحب علم ہوتا ہی تو شیطان اوسی مرید فریاد کرنیوالی کا حال بیان نہیں کرتا
وان کان ممن لا علم له یخبره باقوالهم وینقل الیهم کلامه فیظن اولئك الجهلة ان الشیخ سمع
اور اگر بی علم ہوتا ہی تو اوسی حال کہہ دیتا ہی اور بعینہ کلام نقل کر دیتا ہی وہ جہال مریدوں سمجہتی ہیں کہ ہماری پیر نی اتنی دور سی
اصواتهم واجابهم مع بعد المسافة ولیس کذلك بل انما هو بتوسط الشیطان وقد روی عن
ہماری بات سنکر جواب دیا اور حقیقت میں یہہ سب غلط ہی بلکہ یہہ بواسطہ شیطان کی ہی چنانچہ
بعض المشائخ الذین قد جری لهم مثل ذلك بصورة المکاشفة والمخاطبة انه قال یری لی شئ براق
بعضی مشائخ سی کہ اونکو ایسا معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت میں پیش آیا روایت ہی وہ کہتی ہیں کہ مجکو کوئی چمکتی چیز
مثل الماء او الزجاج ویمثل لی فیه ما یطلب منی من الاخبار فاخبر الناس به وبهذا الوجه
جیسی پانی یا شیشہ نظر آتا ہی اوسکی اندر جو چیز مجہی مطلوب ہوتی ہی منقش ہوجاتی ہی سو میں لوگوں کو بتا دیتا ہوں اور اسی طور
یصل الی کلام من یستغیث بی من اصحابی فاجیبه فیصل الیه جوابی وکثیر من هذه
مرید مستغیث کی بات مجہہ تک آجاتی ہی اور میں جو جواب دیتا ہوں تو اوس مرید کو معلوم ہوجاتا ہی ایسی ایسی
الخوارق یحصل لکثیر من الشیوخ الذین لا یعلمون الکتاب والسنة ولا یعملون بهما فان
خوارق اکثر مشائخ کو جو کتاب سنت سی ناواقف ہوتی ہیں اور نہ اون پر عمل کرتی ہیں پیش آتی ہیں کیونکہ
الشیطان کثیرا ما یلعب بالناس ویریهم الاشیاء الباطلة فی صورة الحق فمن کان بصیر الحقائق
تو شیطان بنی آدم سی اکثر ایسی ہی کہلا سیان کرتا ہی اور باطل کو حق کی صورت میں بنا کر دکہا دیتا ہی پہر جو شخص حقایق ایمان سی
الایمان وخبیرا بشرائع الاسلام یعلم انه من مکر الشیطان ویستعید بالله تعالی عنه
واقف اور اسلامی احکام سی آگاہ ہوتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہہ سب شیطان کا مکر ہی اور خدا سی پناہ مانگتا ہی

ومن لم يكن من اهل المعرفة واليقين يغتر به ويكون من الهالكين واعظم ما يقوى به
اور جو شخص صاحب معرفت اور اہل یقین نہین ہی تو بہک کر ہلاک ہوتا ہی اور جس بات سی یہہ شیطانی حالات مضبوط اور

الاحوال الشيطانية سماع الغناء اذ هو سماع المشركين الذين قال الله تعالى في حقهم وما
راسخ ہوجاتی ہین وہ غنا کا مشغلہ ہی کیونکہ سماع اون مشرکین کا کام ہی جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اور

كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصدية قال ابن عباس وغيره من السلف التصدية
اونکی نماز کچہہ نہ تہی کعبہ کی پاس مگر سیٹیان اور تالی بجانی ابن عباس وغیرہ متقدم فرماتی ہین تصدیہ کی معنی

التصفيق باليد والمكاء الصفير وكان هذا مما اتخذه المشركون عبادة فمن يؤثر سماع
تالی بجانی ہاتہہ سی اور مکاء کی معنی سیٹی مشرکون نی یہہ عبادت مقرر کر رکہی تہی پس جسنی راگ سننا اختیار کیا

الغناء فهذا من علامة كونه من اولياء الشيطان لا من اولياء الرحمن اذ لم يجتمع النبي
تو یہہ نشانی اولیاء شیطان کی ہی اولیاء رحمان کی نہین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ

عليه السلام واصحابه على استماع الغناء قط بل جميع الصحابة والتابعين وسائر اكابر ائمة
وسلم کو اور صحابہ کو کبہی غنا سننی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ تمام صحابہ اور تابعین اور تمام اکابر ائمہ

الدين لم يجعلوا هذا طريقا الى الله تعالى ولم يعدوه من القرب والطاعات بل عدوه من
دین مین سی کسینی غنا کو طریق اللہ کا نہین ٹہرایا اور اسکو تقرب اور عبادت مین شمار نہین کیا بلکہ

البدعة والمنكرات حتى قال ابن مسعود الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء البقل فمن
بدعت اور گناہون مین داخل کیا ہی چنانچہ ابن مسعود نی فرمایا ہی کہ غنا نفاق کو دلکی اندر ایسا اگاتا ہی جیسی پانی ترکاری کو پہر جو شخص

كان من اهل المعرفة التي هي كمال الولاية يعرف ان للشيطان فيه نصيبا وافرا ومن كان من
اہل معرفت کامل ولایت والا ہی وہ جانتا ہی کہ اسمین شیطان کا بڑا حصہ ہی اور جو شخص

المعرفة ابعد يكون فيه نصيب الشيطان اكثر فانه بمنزلة الخمر يؤثر في النفوس اكثر من
معرفت سی دور ہی اوسمین اور بہی بڑا حصہ ہی کیونکہ غنا بمنزلہ شراب کی ہی نفوس کی اندر شراب سی زیادہ

تاثير الخمر ولهذا اذا قوى سكر اهله ينزل اليهم الشيطان ويتكلم على السنة بعضهم ويحمل
تاثیر کرتا ہی اسیلئی غنا سنکر جب نشہ مین مست ہوجاتی ہین تو اونپر شیطان آچڑہتا ہی بعضی کی زبان سی بولنی لگتا ہی اور کسیکو

بعضهم في الهواء ويظن الجهال ان هذا من كرامات الاولياء وليس كذلك بل انما هو من
ادہر مین اوٹہائی پہرتا ہی جاہل سمجہتی ہین کہ یہہ اولیاء کی کرامت ہی یون نہین بلکہ شیطانی

الاحوال الشيطانية ولذلك اذا قرئ هناك ما يطرد الشيطان مثل آية الكرسي وغيرها
حالات ہین اسیلئی اگر اوسوقت وہان وہ پڑہو جسی شیطان بہاگ جاتا ہی جیسی آیۃ الکرسی وغیرہ

ينصرف عنه فيسقط كما جرى ذلك لغير واحد فان التوحيد يطرد الشيطان حتى حكى ان بعضهم
تو شیطان بہاگ جاتا ہی اور وہ شخص گر پڑتا ہی چنانچہ بہت لوگون کو ایسا اتفاق ہوا ہی کیونکہ توحید شیطان کو بہگا دیتی ہی کہتی ہین کہ ایک شخص کو

حمل في الهواء فقال لا اله الا الله فسقط فلما كان الخوارق كثيرا ما ينقص بها درجة الرجل كان
ادہر مین اوٹہا لیا اوسکی زبان سی لا الہ الا اللہ نکلا وہ تڑت گر پڑا اور چونکہ ایسی خوارق سی اکثر درجہ آدمی کا پست ہوجاتا ہی

كثير من الصالحين يفر منها ويستغفر الله ويتوب اليه كما يستغفر من الذنوب ويتوب
تو اکثر صلحاء اس سی گریز اور اللہ سی ایسی استغفار اور توبہ کرتی ہین جیسی کوئی گناہون سی توبہ اور استغفار کرتا ہی

عنها وقد کان تعرض علی بعضهم فیسال زوالها والمشائخ کلهم کانوا ینفرون المریدین السالکین

اور بعضوں کو جوایسی حالت پیش آئی تو اونہوں نے دعا کی کہ یہہ امر موقوف ہوجاوے اور تمام مشایخ طالبین مریدوں کو ان خوارق سے

غایة التنفیر من المیل الیها فان السالك القاصد لرویة الاشیاء وحصول الخوارق واقع فی

کمال نفرت دلاتے رہے ہیں کیونکہ جو سالک ارادہ غیب دانی وغیرہ خوارق کا رکہتا ہے وہ

شبکة الشیطان فاللازم له ان یخلص نفسه من المیل الیها اذلا طائل تحتها بل اذا وقعت

شیطان کی جال میں پہنستا ہے پس لازم ہے کہ اس آرزو سے اپنی دلکو بچاوے کیونکہ اسمیں کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اوسکو اگر یہہ

له بلا طلب منه یخاف علیه الاستدراج ولهذا قال بعض الکبار اذا دخل سالك فی بستان

بلا طلب پیش آوے تو استدراج کا اندیشہ ہے اور اسیلئے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے جب کوئی سالک باغ میں جاوے

وقالت طیور اشجار ذلك البستان بالسنة فصیحة السلام علیك یا ولی الله فان لم یتفطن

اور اوس باغ کی درختوں پرسے جانور صاف زبان سے یہہ کہیں السلام علیک یا ولی اللہ پہر وہ اوسکو مکر نہ سمجہے

انه مکر به فقد مکر ولم یشعر وهذا التنفیر من المشائخ عند ظنهم انها کرامات فکیف اذا تعین کونها من

تو بے خبر فریب میں آگیا اور مشایخ کی یہہ روک ٹوک تب ہے کہ اسکو کرامات جانتے ہوں اور اگر یہہ ثابت ہووے

الجن والشیاطین وکثیر من الناس لا یعرفون انها من الجن والشیاطین بل یظنون انها من کرامات الصالحین فیفتنون بها ویکونون

کہ جن اور شیاطین کی طرف سے ہے پہر تو کیسی روک ٹوک ہوگی اور بہت لوگ یہہ نہیں جانتے کہ جن اور شیطان کی طرف سے ہے بلکہ اوسکو صلحاء کی کرامت جان کر فتنہ میں پہنستے ہیں اور

من الخاسرین ولا یعلمون الکرامة الحقیقیة انما هو حصول الاستقامة والوصول الی کمالها

وہاں اوٹہاتے ہیں اور حقیقی کرامت سے واقف نہیں ہوتے کہ وہ استقامت کا حاصل کرنا اور کمال کا پیدا کرنا ہے

ومرجعها الی امرین صحة الایمان بالله تعالی واتباع ما جاء به من رسول ظاهرا وباطنا فالواجب

اور اوسکی بنا دو چیز پر ہے ایک تو صحت ایمان کی اللہ پر دوسری رسول کا اتباع ظاہر اور باطن سے سو آدمی کو لازم ہے

علی العبد ان لا یحرص الا علیهما ولا یکون له همة الا فی الوصول الیهما واما الکرامة بمعنی ظهور امر

کہ سوائے ان دونو چیز کی اور کچہ خواہش نہ کرے اور اپنی ہمت صرف انہیں کی پیدا کرنے میں صرف کرے رہی کرامت یعنی خرق عادت

خارق للعادة فلا عبرة لها بل هی حیض الرجال ولیس من لا یحصل له شئ منها اقل مرتبة ممن یحصل له شئ منها

سو اوسکا کچہ اعتبار نہیں ہے بلکہ وہ مردوں کا حیض ہے اور جسکو ذرہ بہر بہی امر خارق حاصل نہو وہ ہرگز مرتبہ میں کمتر نہیں بڑہ کے کہ جسکو

بل هو افضل واولی اذ لا یحتاج الیها الا من کان ضعیف الیقین فانه اذا حصل له شئ منها یقوی یقینه واما من کان

بلکہ وہی شخص افضل و اولی ہوتا ہے اس لیے کہ امور خارق کا وہی شخص آرزومند ہوتا ہے جسکو یقین کامل نہیں ہوتا تاکہ اس وسیلہ سے اوسکا یقین قوی ہوجاوے اور جو شخص

کامل الیقین فلا یلتفت الیها لاستغنائه عنها ولذلك کانت الخوارق فی التابعین اکثر مما کانت

کامل یقین والے ہیں اونکو اودہر توجہ نہیں ہوتی اونکو کیا حاجت ہے اسیلئے طبقہ تابعین میں بہ نسبت صحابہ کی خوارق اکثر ہوتی تہی

فی الصحابة

المجلس الثالث فی فضیلة الایمان ومن امن مطلقا

تیسری مجلس ایمان اور مطلق مؤمن کی فضیلت میں

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اهل الجنة یتراءون اهل الغرف من فوقهم کما تتراءون الکوکب الدری

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اہل جنت کو نظر آویگی غرفہ والی اوپر سے جیسا چمکتا ستارہ

الغابر فی الافق من المشرق او المغرب لتفاضل ما بینهم قالوا یا رسول الله تلك منازل الانبیاء لا یبلغها

انتہا کنارہ مشرق یا انتہا کنارہ مغرب میں تاکہ فضیلت معلوم ہوجاوے جو دیکہیں ہے عرض کیا یا رسول اللہ یہہ درجے سوای انبیاء کی اور کون پاسکتا ہے

غيرهم قال بلى والذي نفسي بيده رجال امنوا بالله وصدقوا المرسلين هذا الحديث من صحاح
فرمایا کیوں نہیں قسم ہے اوس ذات کی جسکی قبضہ میں میری جان ہے وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح
المصابيح رواه ابوسعيد ومعناه ان اهل الجنة ينظرون الى اصحاب المنازل الرفيعة العالية من
حدیثوں میں ہے ابوسعید کی روایت سے مراد یہہ ہے کہ اہل جنت دیکھیں گے بلند مرتبہ والوں کو
فوقهم كما تنظرون انتم الى الكواكب المضيئة الباقي في الافق من جهة المشرق او المغرب بعد انتشار
اوپر سے جیسے تم دیکھتے ہو چمکتا ستارہ انتہا کنارہ مشرق یا مغرب میں جب صبح کھل جاتی ہے
الصبح لتزايد درجاتهم على غيرهم فانه عليه الصلوة والسلام لما بين مراتبهم بهذا الوجه قال
بسبب بلندی مرتبہ کی غیروں پر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکا ایسا مرتبہ بیان فرمایا
الحاضرون من الصحابة يا رسول الله تلك الغرف منازل الانبياء لا يبلغها غيرهم فاجاب بان
تو صحابہ نے جو وہاں موجود تھے عرض کیا یا رسول اللہ یہہ مراتب انبیاؤں کی ہونگی جنکو اور کوئی نہیں پا سکتا سو جواب دیا
تلك المنازل يبلغها رجال امنوا بالله وصدقوا المرسلين لان بلى لايجاب النفي وانما قرنت
یہہ اون لوگوں کی مراتب ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی کیونکہ لفظ بلی نفی کو مثبت کر دیتا ہے اور قسم اسواسطے
بالقسم لاستبعاد السامعين وصول المؤمنين منازل الانبياء وفيه اشارة الى ان الواصلين
یاد فرمائی کہ وہ لوگ بہت بعید جانتے تھے کہ مؤمنوں کو انبیا کا مرتبہ میسر ہو اور اسمیں یہہ اشارہ ہے کہ
الى منازل الانبياء هم المؤمنون من هذه الامة لان تصديق جميع الرسل انما وقع منهم لا ممن
انبیا کا درجہ وہ لوگ پاوینگے جو اس امت کی مؤمن ہیں کیونکہ تمام انبیاء کی تصدیق اسی امت میں پائی جاتی ہے جو
مضى قبلهم وعلم من هذا ان الايمان بالله الذي اتصف به المؤمنون من هذه الامة مركب من
پہلی گذر گئی اونسے نہیں ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جو اس امت کی مؤمنین کی صفت ہے
جزئين الاول الايمان بالله تعالى والثاني الايمان بجميع الرسل والمراد من الايمان بالله تعالى العلم
دو جز سے مرکب ہے اول ایمان اللہ پہ دوسری ایمان تمام انبیا پہ اور اللہ پہ ایمان لانے سے یہہ مراد ہے کہ یقین کرے
بوجوده وقدمه وكونه واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من
اللہ موجود ہے اور قدیم اور واحد اور قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور اور جو جو صفات اوسکو
الصفات فان العلم بوجوده تعالى وان كان ثابتا في فطرة بني ادم من مبدا خلقتهم بمقتضى قوله تعالى
سزاوار ہیں اور علم وجود حق کا اگرچہ بنی آدم کی طبایع میں ابتداء پیدائش سے ثابت ہوتا ہے جیسے مضمون آیت
فطرة الله التي فطر الناس عليها لكنه تعالى قد ارشدهم الى وجوده بايات منها قوله تعالى ان في خلق
یہہ تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگوں کو پر تو بھی اللہ تعالی نے اپنی وجود کی طرف کئی آیتوں میں راہ بتائی ہے ایک یہہ تحقیق
السموت والارض واختلاف اليل والنهار لايت وقوله تعالى افرايتم ما تمنون ءانتم تخلقونه ام نحن
آسمانوں اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا بدلتے آنا البتہ نشانیاں ہیں اور ایک یہہ بھلا دیکھو جو پانی ٹپکاتے ہو اب تم اوسکو بناتے ہو یا ہم
الخالقون وقوله تعالى افرءيتم ما تحرثون ءانتم تزرعونه ام نحن الزارعون وقوله تعالى افرءيتم
بنانیوالے ہیں اور یہہ بھلا دیکھو جو بوتے ہو کیا تم اوسکو کرتے ہو کھیتی یا ہم ہیں کھیتی کرنیوالے اور یہہ بھلا دیکھو تو
الماء الذي تشربون ءانتم انزلتموه من المزن ام نحن المنزلون وقوله تعالى افرءيتم النار التي تورون ءانتم انشاتم
پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اوتارا اوسکو بادل سے یا ہم ہیں اوتارنیوالے اور یہہ بھلا دیکھو تو جو آگ سلگاتے ہو کیا تم نے اوٹھایا

شجرتها ام نحن المنشئون وغيرها من الايات التي تدل على وجوده تعالى فان من يتامل

اوسکا درخت باہم اوٹھانیوالی اور سوا انکی اور بہت آیتیں ہیں جو وجود الٰہی پر دلالت کرتی ہیں بیشک جو شخص ان آیات کی

مضمون هذه الايات ويدبر فكره فيما ذكر فيها من خلق السموت والارض وما فيهما من عجائب المخلوقات

مضمون میں یعنی آسمان اور زمین کی پیدایش اور جو جو اسکی اندر عجیب عجیب مخلوقات ہیں غور اور تامل کری وہ خود بخود یقین کریگا

يضطر الى الحكم بان هذه الامور لا يستغني شيء منها عن صانع يوجده ويدبره وعلى هذا الاعتقاد

کہ یہہ تمام اشیا صانع پیدا کرنیوالی اور مدبر سی بی پرواہ نہیں ہیں بلکہ محتاج ہیں کہ پیدا کر کر اسکی اور تمام بنی آدم کیا مسلم کیا

جميع الناس كما يدل عليه قوله تعالى ولئن سالتهم من خلق السموت والارض ليقولن الله وانما كفر

یہہ ہی اعتقاد رکہتی ہیں چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اور جو تو پوچھی اونسی کسنی بنائی آسمان اور زمین تو کہینگی اللہ نی پہر

من كفر بالاشراك ولذلك كان شان الانبياء دعوة الخلق الى التوحيد ليقولوا لا اله الا الله لا

جو لوگ کافر ہوگئی ہیں وہ شرک کی شامت سی ہیں اسیلئی تمام انبیا علیہم السلام توحید کی طرف دعوت کرتی تہی تا کہ لا الہ الا اللہ کی قائل ہوں

الى ان يقول للعالم اله فاذن في فطرة الانسان ودلالة ايات القران ما يغني عن اقامة البرهان

یہہ نہیں سکہاتی تہی کہ یہہ کہا کرو عالم کا معبود ہی اب طبیعت انسانی اور دلالت آیات قرآنی نی وجود الٰہی پر برہان قایم کرنی کی کچہہ ضرورت نہیں رکہی

على وجوده تعالى لكن العلماء بينوا لاثبات وجوده تعالى دليلا عقليا وقالوا الدليل على وجوده تعالى

لیکن علماء نی تو بہی واسطی اثبات وجود الٰہی کی عقلی دلیل بیان کی ہی کہتی ہیں کہ دلیل وجود الٰہی کی یہہ ہی

حدوث العالم فبيان حدوثه انه اعيان واعراض والمراد بالاعيان الاجرام القائمة بذواتها

حدوث عالم کا ہی پہر حدوث یوں معلوم ہوا کہ عالم یا اعیان ہیں یا اعراض اعیان سی مراد اجسام ہیں جو بذات خود قایم ہیں

والمراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا تنفك عنها وكل منهما

اور اعراض سی مراد صفات ہیں جو اپنی ذات میں آپ قایم نہیں رہ سکتیں بلکہ اجسام کی سہارہ سی اور اجسام کو لازم ہیں کبہی الگ نہیں ہوتی اور یہہ سب

حادث اما الاعراض فحدوث بعضها يعلم بالمشاهدة كالحركة بعد السكون والضوء بعد الظلمة

حادث ہیں اعراض میں سی بعضی کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور اوجالا بعد اندہیری کی

والسواد بعد البياض وحدوث بعضها يعلم بالدليل وهو طريان العدم كما في اضداد ما ذكروا اما الاجرام

اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضی کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی یعنی عدم کا آجانا جیسی ان مذکورات کی ضدوں پر اور اجسام کی

فدليل حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وكل ما لا يخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم خلوها عن

حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اجسام حوادث سی کبہی خالی نہیں ہوتی اور جو شی حوادث سی خالی نہو وہ بہی حادث ہوتی ہی اور اجسام کا حوادث سی خالی ہونا

الحوادث فلانها لا تخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر مدرك بالبديهة والاضطرار فلا يحتاج فيه

یوں ثابت ہی کہ اجسام حرکت اور سکون سی خالی نہیں ہوتی اتنا تو ظاہر ہی خود بخود معلوم ہوتا ہی اوسمیں کچہہ تکرار اور تامل کی حاجت نہیں

الى تامل وافتكار فان من عقل جسما لا ساكنا ولا متحركا كان عن نهج العقل ناكبا ولمتن الجهل راكبا

کیونکہ جو شخص ایسا جسم خیال کری کہ نہ متحرک ہو نہ ساکن تو وہ شخص عقل کی رستہ سی گمراہ ہی اور جہالت کی پشت پر سوار

والحركة والسكون حادثان يدل على حدوثهما تعاقبهما وانقضاء كل منهما عند وجود الاخر وذلك

اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکی حدوث پر انکا آگی پیچہی پیدا ہونا دلالت کرتا ہی اور جب ایک پیدا ہوتا ہی تو دوسرا فنا ہو جاتا ہی

مشاهد في بعض الاجرام وما لم يشاهد فيه ذلك فما من ساكن الا والعقل يقتضي بجواز حركته وما من

یعنی حرکت سی سکون اور سکون سی حرکت فنا ہوتی ہی یہہ حال بعضی اجسام میں تو مشاہدہ ہوتا ہی اور جہاں نہیں ہی تو یہہ کہہ سکتی ہیں کہ ہر ساکن باعتبار تجویز عقل کی متحرک ہو

متحرك الا والعقل يقتضي بجواز سكونه فالطاري منهما حادث بطريانه والسابق حادث اذ لو كان

اور ہر متحرک باعتبار تجویز عقل کی ساکن ہوسکتا ہی کیونکہ اب پیدا ہوا اب تو پیدا تو حادث ہی اور موجود سابق بہی حادث ہی کیونکہ اگر

قديما لاستحال عدمه واما كون ما لا يخلو عن الحوادث حادثا فلانه لو لم يكن حادثا لكان قديما

قدیم ہوتا تو اوسپر عدم ہرگز نہ آتا اور جو شئی حوادث سی خالی نہو اوسکی حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اگر وہ حادث نہوگا تو بیشک قدیم

ثابتا في الازل فيلزم ثبوت الحادث في الازل وهو محال اذ يلزم ان يكون قبل كل حادث حوادث مترتبة

اور ازل مین ثابت ہوگا اس سی لازم آتا ہی کہ حادث یعنی حرکت اور سکون ازل مین ثابت ہو اور یہہ امر محال ہی کیونکہ اس سی یہہ لازم آتا ہی کہ ہر حادث سی پہلی بی انتہا حوادث

لا اول لها كما يقول الفلاسفة في حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرهما فانهم ومن تبعهم

جنکا ابتدا نہ پایا جاوی موجود ہون جیسی فلاسفہ حرکات فلک اور اشخاص حیوانات وغیرہ مین قائل ہوئی ہین بلاشبہ اور جو نام کی مسلمان

ممن ينسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصيب قالوا ان العالم العلوي قديم بذاته وصفاته

اونکی تابع ہین اور اسلام سی بی نصیب وہ کہتی ہین کہ عالم سماوی اپنی ذات اور صفات مین

الا الحركات فانها حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا حركة الا وقبلها حركة لا الى اول واما العالم

سوا حرکات کی قدیم ہی حرکات جزئی البتہ حادث ہین اور کلی قدیم ہین یعنی ہر حرکت سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم

السفلي الذي هو عالم الكون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقالوا ان هيولاه قديمة وكل ما فيه من

سفلی کہ عالم کون اور فساد کہلاتا ہی اور فلک قمر کی نیچی ہی سو اوسمین یہہ کہتی ہین کہ اسکا مادہ اور اصل قدیم ہی اور اسکی

الصور والاعراض حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا ولد الا من والد ولا بيضة الا من دجاجة

صور اور اعراض جزئی سب حادث ہین اور کلی نوعی قدیم ہین پس جو بیٹا ہی سو باپ سی ہی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی ہی

ولا دجاجة الا من بيضة ولا زرع الا من بزر وهكذا الى غير النهاية فيلزم على قولهم ان يوجد حوادث

اور جو مرغی ہی سو انڈی سی ہی اور جو نبات ہی سو بیج سی ہی ایسی ہی غیر نہایت تک اب اونکی قول کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ ایسی حوادث موجود

لا اول لها اذ ما من حادث على قولهم الا وقبله حادث لا الى اول وعلى تقدير وجود حوادث لا اول لها

جنکا ابتدا نہو کیونکہ اسکی موافق ہر حادث سی پہلی حادث ہوگا جسکا ابتدا نہ ملی اور جب حوادث غیر متناہی ہوتی

يلزم ان يكون قبل كل حادث من حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرهما حوادث مرتبة

تو ہر ہر حرکت فلکی سی اور ہر ہر حیوان وغیرہ سی پہلی حوادث بترتیب ہر رتبہ موجود ہونگی جسکا

لا اول لها فما لم ينقض تلك الحوادث بجملتها لا تنتهي النوبة الى وجود الحادث الحاضر لان الحركة

ابتدا نہین پہر جب وہ تمام حوادث بالکل نگذر چکین گی نوبت حادث حاضر حال کی وجود کی نہین آویگی اسواسطی کہ حرکت

اليومية وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها مشروط بمثل ذلك

یومیہ مثلاً آج کی جب ہوسکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی تمام حرکتین گذر لین اور ایسی وہ حرکت جو اس سی پہلی کی ہی یعنی کل کی جب ہوسکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی سب گذر لین

وهلم جرا وانقضاء ما لا اول له محال بيانه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر ثم انتقلت الى ما قبله

اور اسیطرح ہر ہر حرکت اور تمام ہوچکنا غیر متناہی کا محال ہی تفصیل یہہ ہی جب تو حادث حاضر کو غور کری پہر اوسکی ماقبل کو

ولاحظته وهلم جرا على الترتيب لا يفضي الى نهاية حتى تجد طريقا الى وجود الحادث الحاضر فيلزم ان

لحاظ کری اور اسیطرح اوس سی پہلی کو ترتیب وار تو ایسی نہایت نہ ملیگی کہ کوئی طور حادث حاضر کی وجود کا ہووی اس سی لازم آتا ہی

يكون وجود الحادث الحاضر محالا لكن وجود الحادث الحاضر ثابت فيبطل وجود حوادث لا اول لها

کہ حادث حاضر کا وجود محال ہی لیکن حادث حاضر کا وجود تو ثابت ہی پس وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہی

فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها يبطل كون ما لا يخلو عن الحوادث قديما ثابتا في الازل فاذا بطل كونه
پھر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو اون اشیاء کا جو حوادث سی خالی نہین ہین قدیم اور ازلی ہونا بھی باطل ہی پھر جب اون اشیاء کا
قديما ثابتا في الازل يثبت كونه حادثا فاذا ثبت كون العالم بجميع اجزائه من
قدیم اور ازلی ہونا باطل ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا پھر جب وہ حادث ہوئی تو یہہ ثابت ہوا کہ عالم کی تمام اجزاء
السموت وما فيها ومن الارض وما عليها حادثا محتاجا الى محدث يخرجه من العدم الى الوجود وذلك
آسمان اور جو جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو جو اوسکی اوپر ہی سب حادث اور پیدا کرنیوالی کی محتاج ہین کہ نیست سی موجود کری اور وہ
المحدث يلزم ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة لانه لو لم يكن قديما
پیدا کرنیوالا ضرور ہی کہ قدیم واحد قدیر صاحب ارادہ علم والا حی ہو اس لئی کہ اگر قدیم نہو دی
بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل الذي هو وجود حوادث لا اول لها
بلکہ حادث ہو تو وہ اپنی محدث کا محتاج ہوگا پھر دور لازم آویگا یا تسلسل کہ وہ وجود حوادث غیر متناہی کا ہی
وكلاهما محالان ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضي لعدم وجود العالم
اور یہہ دونو محال ہین اور اگر واحد نہو دی بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہون تو اونمین جھگڑا اور روک ٹوک واقع ہوگی جسی وجود عالم کا معدوم رہی
ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان
اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک عالم کی پیدا کرنی مین عاجز ہوویگا کیونکہ
الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضي ارادة ذلك الشيء وارادة ذلك الشيء يقتضي
ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی مین جب ہوتا ہی تب اوسکا ارادہ کری اور ارادہ اوس شی کا
العلم به لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلثة يقتضي
اوسکی علم پر موقوف ہی کیونکہ ایجاد کرنا کسی شی کا بغیر جانی بوجھی محال ہی اور یہہ تینون صفات بدون حیات کی نہین ہوسکتین
الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قاطعا على وجوده
اسلئی کہ حیات انمین شرط ہی اب اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی وجود الٰہی
وكونه قديما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع ولهذا كان بعض اهل النظر يقولون استدلالا
اور قدم اور وحدت پہ کہ ان چارون صفات سی موصوف ہی اسیلئی بعضی اہل نظر اثر سی مؤثر پر استدلال جانکر
بالاثر على المؤثر ما راينا شيئا الا ورأينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات الكائنات من حيث حدوثها
یہہ کہتی ہین کہ ہمنی جب کسی چیز کو دیکھا فورًا اوسکی بعد اللہ کو دیکھا کیونکہ ہر ہر ذرہ کائنات کا باعتبار حدوث کی
وافتقارها الى من يوجدها لا تزال تتكلم بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا قديما واحدا
موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سی جسمین نہ حرف ہی اور نہ آواز یہہ کہتا ہی کہ میرا موجد ہی قدیم واحد
متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون
قدرت والا ارادہ والا علیم حی تمام سزاوار صفات والا یہہ کلام سب سماعت والی سمجھتی ہین
ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف ولا
اور وہ نہین سنتی جو سمجھ سی بیکار ہین اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی جسمین نہ حرف ہو اور نہ
صوت ولا عربي ولا عجمي لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الاصوات وتتشارك فيه البهائم الانسان
آواز عربی ہو نہ عجمی ظاہری سماعت مراد نہین ہی جسی سوا آواز کی کچھہ نہین معلوم ہوتا اور اسمین بہایم بھی انسان کی شریک ہین

اذ لا قدر شیٔ تشارك فیه البهائم الانسان والحاصل ان المكلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا
اسلئی کہ اوس چیز کی کیا قدر ہی جسمین بہایم اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ انسان بزور عقل صفات الٰہی مین سی وہ ہی دریافت کرسکتا ہی

ما دل علیه افعاله فما لم یدل علیه افعاله كالسمع والبصر والكلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی
جسپر اللہ کی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات

تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها
کبھی دلیل عقلی سی ثابت کرتی ہین اور کبھی دلیل نقلی سی دلیل عقلی اون صفات کی ثبوت کی تو یہہ ہی کہ یہہ یعنی سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتین ہین اور انکی

صفات نقصان واتصافه تعالی بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب
نقصان کی صفتین ہین اور اللہ تعالیٰ کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی پس

اتصافه تعالی بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد
اب موصوف ہونا اللہ تعالیٰ کا ان صفات سی واجب ہوا اور استدلال نقلی انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب وسنت

ورد بثبوتها له تعالی فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل
انکی ثبوت پر ناطق ہی سو اب انکا ثابت ماننا واجب ہوا اور اس باب مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی

لان تلك الصفات لا تتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی
کیونکہ ان صفات پر افعال الٰہی موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اللہ کی ذات

لم یكن معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی كمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم
کسیکو معلوم نہین ہی تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حق مین صفات کمال ہین انکا ثبوت ضروری ہی نہین تو

ان یتصف باضدادها وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من كون الشیٔ بالنسبة
انکی ضدین لازم آوینگی اور یہہ جو کہتی ہین کہ یہہ صفات کمال ہین تو کمال البتہ ہماری حق مین ہی اور ہماری حق مین کمال ہونی سی کیا ضرور ہی کہ بہ نسبت

الینا كمالا ان یكون كمالا فی حقه تعالی الا تری ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة الینا ممتنعان
ذات الٰہی کی بہی کمال ہو کیا تجکو معلوم نہین کہ لذت اور الم ہماری حق مین کمال ہین اور اللہ تعالیٰ کی نسبت ممتنع ہین

علی الله تعالی لكونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلك الصفات له تعالی التمسك
کیونکہ یہہ اجسام کی اوصاف ہین اس بیان کی موافق لازم ہی کہ ان صفات کی اثبات کی لئی دستاویز

بالنقل عن الانبیاء الذین تثبت نبوة كل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی
انبیاء علیہم السلام سی نقل کیجاوی جنکی نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ

فی كل ما یبلغ عنی سواء كان تبلیغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی
جو میری طرف سی احکام پہنچاتا ہی سب سچ مین برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا سکوت سی ہو کیونکہ معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سی

لرسوله لكونها فعلا من افعاله خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعوی
رسول کی حق مین فعلی تصدیق ہی اسلئی کہ معجزہ کوئی فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف اور صریح رسالت کی دعوی مین رسول کی

الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق
تصدیق کرتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نی جب کوئی امر خارق رسول کی ہاتہ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو یہہ ایسا ہی کہ فرمادیا

رسولی فی كل ما یبلغ عنی سواء كان تبلیغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا
میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا سکوت سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی جیسی کوئی شخص

اذا قام فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیكم بكذا وكذا من التكالیف
بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی یوں کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں تمہاری حق میں فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بھیجا ہی

فطلبوا منه الحجة تدل علی صدقه فقال ایة صدقی انی اطلب من الملك ان یخالف عادته ویقوم
پہر اس جماعت نی تصدیق کی لئی اوسی حجت طلب کی اوس شخص نی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ میں بادشاہ سی کہتا ہوں کہ اپنی خلاف عادت

من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا ریب ان ذلك الفعل من الملك
اپنی جگہہ سی تین بار کہڑا ہوجا اور بیٹھہ جا پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی

قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی كل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد
جیسی زبان سی کہدیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ سی جسنی یہہ کام مشاہدہ کیا تو اوسکو ایسا یقینی علم

ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق
حاصل ہو کہ جسمیں دلیل کی کچہہ حاجت نہیں ہی جسکو دیکہنی کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ اوسنی بہت آدمیوں سی بالتواتر یہہ حال سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال

لحال الرسل علیهم الصلوة والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری بصدقهم لمن شاهدها ولمن
انبیاء علیهم الصلوة والسلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی بہی دیکہنی والوں کو اور

لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان كل من آمن بالله وصدق المرسلین
تواتر سی سنی والوں کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی جب تو یہہ سمجہہ چکا تو یاد رکہہ کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاکر اور نبیوں کی تصدیق کرکر

اذا اراد ان یكون من اهل الغرف لابد له ان یشتغل بالطاعات ویحترز عن السیئات لان الایمان وحده
یہہ آرزو کری کہ اہل غُرف میں داخل ہو تو اوسکو ضرور ہی کہ عبادت میں مشغول اور ممنوعات سی بچتا رہی اسلئی کہ نرا ایمان

وان كان ینجیه من العذاب المؤبد لكن لا یكفیه فی الفوز بالدرجات بل لابد له من ضم العمل
اگرچہ دائمی عذاب سی نجات دیگا پر حصول درجات کی لئی کافی نہیں ہی بلکہ اوسکی ساتہہ نیک اعمال بہی چاہییں

الصالح الیه كما یدل علیه ایات القران من جملتها قوله تعالی وما اموالكم ولا اولادكم بالتی تقربكم
چنانچہ کئی آیات قرآنی سی معلوم ہوتا ہی منجملہ اونکی ایک یہہ آیت ہی اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد ایسی نہیں کہ نزدیک کردی

عندنا زلفی الا من امن وعمل صالحا فاولئك لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم فی الغرفات امنون فدلت الایة
ہماری پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بہلا کام کیا سو اونکو ہی بدلا دونا اونکی کئی پر اور وہ جہروکوں میں بیٹہی ہیں خاطر جمع سی آیت سی معلوم ہوا

علی ان العمل الصالح لكونه اقبالا علی الله تعالی واشتغالا بطاعته یقرب العبد الی الله تعالی واما الاموال
کہ عمل صالح کہ اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اوسکی طاعت کا شغل ہی بندہ کو اللہ تعالی سی نزدیک کردیتا ہی رہی مال

والاولاد فلكون كل منهما یشتغل الانسان عن الله تعالی لا یقرب احدا الی الله تعالی الا المؤمنین
اور اولاد کہ انسان کو اللہ تعالی سی غافل کرتی ہیں کسیکو خدا سی نزدیک نہیں کرتی بجز صلحاء مؤمنین کی

الصالحین الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله ویعلمون اولادهم الخیر ویربونهم علی الصلاح فانهم
جو اپنا مال خدا کی رستہ میں خرچ کرتی ہیں اور اپنی اولاد کو نیک عمل سکہاتی ہیں اور نیک اطواری پر پرورش کرتی ہیں ایسی لوگوں کی لئی

باتصافهم بما ذكر یكون لهم جزاء الضعف بان یضاعف حسناتهم ویكون الواحدة عشرا فما فوقها وهم فی غرفات
جو ان اوصاف سی موصوف ہیں دونا ثواب ہی اسطور کہ اونکی حسنات بڑہتی ہیں ایک سی دس گونہ ہوتی ہیں اوس سی بہی زیادہ وہ ہی لوگ

الجنة آمنون من جمیع المكاره بما عملوا من الصلحت یسرنا الله تعالی بلطفه وكرمه المجلس الرابع
اعمال صالحہ کی سبب غرفات میں تمام مکروہات سی بچی رہینگی الٰہی اپنی لطف وکرم سی ہمپر آسان کر چوتہی مجلس

ق

فی لزوم محبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادة من والدہ وولدہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ تر لازم کرنیمیں باپ اور اولاد

والناس اجمعین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ
اور تمام لوگون سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن نہین ہوویگا کوئی تم مین سی جبتک ہون مین اوسکو محبوب تر

من والدہ وولدہ والناس اجمعین ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ انس ولیس المراد بالحب ھھنا
اوسکی باپ اور اولاد اور تمام لوگونسی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی انس کی روایت سی اور محبت سی مراد اسجگہہ

الحب الطبیعی التابع للشھوات النفسانیة لانہ خارج عن حد الاختیار فلا یواخذ بہ الانسان
محبت طبعی نہین ہی جو شہوت نفسا کی تابع ہوا کرتی ہی کیونکہ یہہ محبت اختیاری نہین ہوتی سو اِس اختیاری مین انسان کی کچھ پکڑ نہین ہی

لقولہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا بل المراد بہ الحب العقلی الاختیاری الذی ھو ایثار ما یقتضی
خدا فرماتا ہی تکلیف نہین دیتا اللہ کسیکو مگر جتنا اوس سی ہو سکی بلکہ عقلی اختیاری محبت مراد ہی یعنی اختیار کرنا اوس امر کا جسکو

العقل رجحانہ ویستدعی اختیارہ وان کان علی خلاف الطبع الا تری ان المریض یکرہ الدواء المر وینفر
عقل غالب سمجھی اور اوسکی اختیار کو پسند کری اگرچہ طبیعت کی برخلاف ہو تو جانتا نہین کہ بیمار کو کڑوی دوا سی نفرت ہوتی ہی

عنہ طبعہ ومع ذلک یمیل الیہ باختیارہ ویقصد تناولہ بمقتضی عقلہ لعلمہ وظنہ ان صحتہ
اور اوسکی طبیعت کچھ بری لگتی ہی پھر بھی باختیار خود اپنی عقل سی یہہ سمجھکر کہ میری صحت اسہی مین ہی خواہش کر کے پیتا ہی

فیہ وکذلک المؤمن اذا علم ان الرسول لا یامر ولا ینھی الا بما فیہ صلاحہ فی الدنیا والاخرة
ایسی ہی مؤمن مسلمان جب یہہ جان لیتا ہی کہ رسول وہ ہی فرماتا ہی جسمین دین دنیا کی بھلائی ہی

یرجح جانب الرسول علی جمیع الناس فیمتثل امرہ ویجتنب نھیہ وھذا مما لا یحصل الایمان الا بہ
پھر خواہ مخواہ تمام لوگون پر رسول کی جانب غالب رکھکر اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کرتا ہی اور یہہ تو ایسا امر ہی کہ جس بغیر ایمان ثابت نہین ہوتا

لان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنہ فی الشریعة بمعنی التصدیق مقیدا
اس لئی کہ ایمان اگرچہ لغت مین مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شریعت مین مطلق تصدیق نہین ہی

بامر مخصوص وھو تصدیق الرسول فی جمیع ما علم ضرورة انہ من دینہ علیہ الصلوة والسلام
بلکہ خاص تصدیق ہی یعنی رسول کی تصدیق تمام دینی ضروریات مین

والمعتبر فی التصدیق الیقین والیقین لفظ مشترک یطلق علی المعنیین احدھما عدم الشک فکل علم لم
اور تصدیق مین یقین معتبر ہی اور یقین مشترک لفظ ہی اسکی دو معنی ہین ایک تو شک نہونا سو جو علم

یکن فیہ شک فھو یقین وعلی ھذا المعنی لا یوصف الیقین بالقوة والضعف لعدم التفاوت
مشکوک نہو وہ یقینی ہوتا ہی اس اعتبار سی یقین قوی اور ضعیف نہین ہوتا کیونکہ شک کی نفی مین کچھ تفاوت نہین

فی نفی الشک فمن کان فی قلبہ مثقال ذرة من الشک فی شیء مما علم ضرورة انہ من دینہ علیہ السلام
ہی پھر جس شخص کی دلمین ذرہ بھر بھی شک ہووی بہ نسبت دینی ضروریات کی

لا یکون مؤمنا البتة بل لا بد فیہ من یقین ھذا المعنی لیحصل لہ المحبة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
وہ ہرگز مؤمن نہین بلکہ ان ضروریات کا یقین ہونا ضرور چاہی تاکہ اوسکو نبی کی محبت حاصل ہووی

ویمتثل امرہ ویجتنب نھیہ لکن قد یجعل الظن الغالب الذی لا یخطر معہ احتمال النقیض
اور اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کری لیکن بعضی وقت ایسی ظن غالب کو بہی جسکی ساتھہ احتمال نقیض کا دلمین نہ آوی

شيئا الا رايت الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم لكونها حادثة مفتقرة الى من يحدثها لا تزال

جب کسی چیز کو دیکھا تو فورا اوسکی بعد اللہ کو دیکھا کیونکہ عالم کا ہر ہر ذرہ باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہی ہمیشہ زبان حال سی

تنطق بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم

یہہ کلام جسمین نہ حرف ہی نہ آواز بولتا ہی کہ ہمارا موجد ہی قدیم یگانہ قدرت والا صاحب ارادہ علیم

والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون

حی اور تمام سزاوار صفات والا اور اونکی یہہ کلام سمجھنی والی سب سنتی ہین وہ لوگ نہین سنتی جو سمجھہ سی بیکار ہین

والمراد من السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عربي ولا عجمي لا السمع الظاهر

اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی کہ نہ حرف ہو اور نہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہین ہی

الذي لا يسمع به الا الاصوات وتشارك فيه البهائم الانسان اذ لا قدر لشيء تشارك فيه البهائم

جسی سوای آواز کی کچھہ نہین معلوم ہوتا اور اوسمین بہایم بہی شریک ہین انسان کی کیونکہ اوس چیز کی کیا عزت ہی جسمین بہایم اور انسان برابر ہون

الانسان والحاصل ان العقل لا يعرف من صفاته تعالى الا ما يدل عليه افعاله واما ما لا يدل

حاصل یہہ ہی کہ عقل صفات الہی مین سی وہ ہی دریافت کرسکتی ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جس صفت پر

عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه

اوسکی افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات کبہی تو عقلی دلیل سی ثابت کرتی ہین اور کبہی نقلی دلیل سی

الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان

عقلی دلیل اونکی ثبوت پر تو یہہ ہی کہ سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتین ہین اور انکی ضدین نقصان کی صفتین ہین

واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى

اور اللہ تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی اب اللہ تعالی کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها

ان صفات سی موصوف ہونا واجب ہوا اور نقلی دلیل انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب و سنت سی یہہ صفات صاف ثابت ہین

له تعالى فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك

اب اونکو ثابت ماننا واجب ہی اور اس باب مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی کیونکہ ان

الصفات لا تتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته لم يكن معلوما

صفات پر افعال تو موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور ذات الہی کسیکو معلوم نہین ہی

للبشر حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف

تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حقمین صفات کمال ہین الکا ثبوت واجب ہی نہین تو انکی ضدین لازم آوینگی

باضدادها وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالاضافة الينا ولا يلزم من كون الشيء بالاضافة الينا

اور یہہ صفات ہماری حق مین البتہ کمال کی ہین اور ہماری حق مین کمال ہونی سی لازم نہین آتا

كمالا ان يكون في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما بالاضافة الينا كمالا ممتنعان

کہ اللہ کی واسطی بہی کمال کی ہون کیا تجکو معلوم نہین کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق مین کمال ہین

على الله تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى

اللہ تعالی کی نسبت ممتنع ہین کیونکہ اجسام کی صفات ہین اس بیان کی موافق ضرور ہی کہ ان صفات کی ثبوت کی لئے

التمسك بقول الرسول الذی ثبت رسالته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی

دست آویز ایسی رسول کی قول سی لیجاوی جسکی رسالت معجزہ سی ثابت ہوئی ہو جو قایم مقام اس ارشاد الہی کی ہو ۔ میرا بندہ

فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی

جو میری طرف سی احکام بتاتا ہی سب سچے ہیں برابری کہ وہ بتاتا قول سی ہو یا فعل سی یا چپ رہنی سی، کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی رسول کی حق میں فعلی تصدیق

لرسوله لکونها فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله

ہوتی ہی اسلئی کہ معجزہ خدا کی طرف کا ایک فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف وصریح رسالت کی دعوی مین رسول کی تصدیق کرتا ہی

فی دعوی الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی ید رسوله عند ادعائه الرسالة

کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خارق رسول کی ہاتھ پر بر وقت دعوی رسالت کی پیدا کیا

صار کانه قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته

تو یہہ ایسا ہی کہ فرما دیا میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی یا سکوت سی

قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام فی مجلس ملك بحضر جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی

علماء نی اسکی مثال یہہ بیان کی ہی کہ کوئی شخص بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی یہہ بیان کری کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجکو

الیكم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال آیة صدقی انی اطلب

تمہاری حق مین فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بہیجا ہی اوس جماعت نی تصدیق کی لئی اوس سی حجت طلب کی اوسنی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ مین

من الملك ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه

بادشاہ کو کہتا ہون کہ اپنی عادت کی برخلاف اپنی مقام سی تین بار کہڑا ہو جا اور بیٹہ جا پہر بادشاہ اوسکی کہنی سی اوٹہا بیٹہا

فلا ریب ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید

اب بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی جیسی زبانسی کہدیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ کی

للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره

جسنی یہہ حال مشاہدہ کیا اوسکو ایسا علم یقینی حاصل ہو کہ جسمین حاجت دلیل کی نہین اور جسکو دیکہنی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ اوسنی متواتر بہت آدمیون سی

بالتواتر ولا شك ان هذا المثال موافق لحال الرسول فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه لمن

سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال رسول علیہ السلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی دیکہنی والون کو

شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر والمعنی الثانی للیقین ان لا یلتفت

اور تواتر سی سننی والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی اور یقین کی دوسری معنی یہہ ہین کہ شک کی نہونی کا کچہہ دہیان نہو

الی عدم الشك بل الی استیلائه وغلبته علی القلب بحیث یصیر هو المتصرف فیه بالتحریض والمنع

بلکہ یقین کا غلبہ اور تصرف دل پر اتنا ہو کہ تمام دل کو لگاؤ اور ممانعت مین اوسی کا تصرف ہو

علی هذا المعنی یوصف الیقین بالقوة والضعف حتی یقال لمن لا یستعد للموت فلان ضعیف

ان معنون کی لحاظ سی یقین قوی اور ضعیف ہو سکتا ہی ایسا کہ جو شخص موت کی سامان مین غفلت کری تو اوسکو موت کا ضعیف

الیقین بالموت مع عدم شکه فیه اذ لا ریب فی کون الناس سواء فی القطع بالموت وعدم الشك

الیقین کہتی ہین باوجودیکہ موت مین اصلا شک نہین ہی کیونکہ موت کی یقینی اور بیشک ہونی مین تمام بنی آدم برابر ہین

فیه لکن فیهم من لا یلتفت الیه ولا یستعد له کانه لا یؤمن به ومنهم من یستولی خوفه

پر بعضی اوسکی طرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور نہ اوسکا کچہہ سامان کرتی ہین گویا وہ لوگ موت کا یقین نہین کرتی اور بعضی ایسی ہین جنکی دل پر موت کا خوف

على قلبه ويستغرق همه بالاستعداد له ولا يغادر فيه متسعا لغيره كما هو شان من يخاف عن
ایسا غالب ہوتا ہی اور اوسکی ہمت موت کی تیاری میں ایسی لگتی ہی کہ اوسکی دل میں کسی چیز کی اصلا گنجایش نہیں رہتی یہہ حال اون لوگوں کا ہی جو دوزخ سی

النار ويرجو الدخول في دار القرار فعلى هذا يلزم للعاقل ان يصرف العناية الى تحصيل اليقين بالمعنيين جميعا
ڈرتی ہیں اور بہشت میں جانی کی آرزو کرتی ہیں اس بیان کی موافق ہر عاقل کو لازم ہی کہ ہمت اودہر لگادی کہ یقین باعتبار دونو معنوں کی حاصل ہو

وهما نفي الشك عن النفس اولا ثم تسليط اليقين عليها ثانيا لكن ينبغي ان يعلم ان نفي الشك
یعنی پہلی نفس میں سی شک جاتا ہی پہر آخر کو یقین غالب آجاوی لیکن سمجھنا چاہیی کہ شک کا رفع ہونا

وتسليط اليقين لا يحصل الا بعد معرفة متعلقاته ومجاريه وهي المعلومات التي جاء بها النبي
اور یقین کا غالب آنا بدون معرفت متعلقات اور مجاری کانون کی نہیں ہوتا یعنی وہ معلومات جو نبی صلی اللہ

عليه الصلوة والسلام من عند الله تعالى فمن صدق بها فهو مؤمن ومع هذا الايمان ان انتفى
علیہ وسلم خدا کی طرف سی لائی ہیں پہر جسنی اونکی تصدیق کی وہ مؤمن ہی اور باوجود اس ایمان کی اگر

عن قلبه امكان الشك فهو موقن بالمعنى الاول وان غلب على قلبه فهو موقن بالمعنى الثاني وبه
اوسکی دل میں سی احتمال شک بہی جاتا ہی تو وہ موقن ہی یعنی پہلی معنی یقین کی حاصل ہوئی اور اگر اوسکی دل پر غلبہ ہوگیا تو موقن باعتبار دوسری معنوں کی ہوا

يحصل الامتثال بالاوامر والاجتناب عن النواهي فان من غلب على قلبه ان من يعمل مثقال
اطاعت اوامر کی اور منہیات سی اجتناب اسیہی سی ہوتا ہی کیونکہ جسکی دل پر پرتوہ اس آیت کا چہاتا ہی سو جسنی ذرہ بہر

ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وتيقن ان نسبة الطاعات الى الثواب كنسبة الطعام
بہلائی کی وہ دیکہ لیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہ لیگا اور اوسکو یہہ مرتبہ یقین کا ملا کہ طاعات بہ نسبت ثواب کی ایسی ہیں جیسی کہانا

الى الشبع لاشك انه كما يحرص على تحصيل الطعام للشبع ويحفظ قليله وكثيره كذلك يحرص على
واسطی شکم سیری کی تو بیشک وہ جیسی طعام کی حرص کرتا ہی پیٹ بہرنی کی واسطی اور اوسکا قلیل اور کثیر محفوظ رکہتا ہی ایسی ہی

تحصيل الطاعات للثواب ويحفظ قليلها وكثيرها ومن تحقق له ان نسبة المعاصي الى العقاب
طاعات کو واسطی ثواب کی حاصل کریگا اور قلیل اور کثیر کو نگاہ رکہیگا اور جسکو یہہ ثابت ہوا کہ نا فرمانی بہ نسبت عذاب کی ایسی ہی

كنسبة السموم الى الهلاك لاشك انه كما يجتنب عن قليل السم وكثيره خوفا عن الهلاك كذلك
جیسی زہر واسطی ہلاک کی تو بیشک وہ جیسی زہر کی قلیل اور کثیر سی موت کی ڈر کا مارا بچتا ہی ایسی ہی

يجتنب عن قليل الذنوب وكثيرها وكبيرها وصغيرها خوفا من العقاب فان سبب ارتكاب المعاصي
نا فرمانی کی قلیل اور کثیر سی اور صغیرہ اور کبیرہ سی عذاب کی ڈر کا مارا بچیگا کیونکہ باعث معاصی

والفجور ليس الا بسبب فساد العلم فان من علم ما في المعاصي من المضرة حقيقة العلم لا يؤثرها الا ترى
اور فجور کی اختیار کرنی کا سوای فساد علم کی اور کچہ نہیں ہی اسلئی کہ معاصی کی مضرت جسکو حق الیقین کی مرتبہ میں ثابت ہی وہ معاصی کو کبہی نہیں اختیار

ان من علم من طعام لذيذ انه مسموم لا يقدم على تناوله فيعلم من هذا ان الايمان الحقيقي هو
کہانا کیسا ہی مزہ دار لذیذ ہو جب معلوم ہو کہ اسمیں زہر ملا ہی تو کبہی نہیں کہائیگا اب معلوم ہوا کہ حقیقی ایمان وہ

الايمان الذي يحمل صاحبه على فعل ما ينفعه في الاخرة وعلى ترك ما يضره فيها فاذا لم يفعل ما ينفعه
ہوتا ہی جو مؤمن کو اوس کام کی رغبت دی جسمیں آخرت میں نفع ہو اور اوس کام سی روکی جو آخرت میں ضرر دی پہر اگر ایسی نافع کو عمل میں نہ لاوی

فيها ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايمان
اور ایسی مضر کو نہ چہوڑی تو وہ حقیقی مؤمن نہیں ہی بلکہ صرف زبانی ہی دلی نہیں ہی کیونکہ دوزخ کا ایسا حقیقی مؤمن

حتی

حتی کانه یریها لایسلک طریقها الموصل الیها فضلا عن السعی فی تحصیل دخولها وان المؤمن بالجنة حقیقة الایمان
گویا دوزخ سامنی نظر آتا ہی اوسکی رستہ بھی دوزخ میں گرادی ۔ کبہی نہیں چلیگا چہ جای کہ اوسکی وصول میں کوشش کری الیسی ہی ایسا حقیقی مؤمن جنت کا

حتی کانه یریها لایترک طلبها بل یسعی فی تحصیل دخولها وهذا امر یجده الانسان فی نفسه عند سعیه
گویا جنت سامنی نظر آتا ہی اوسکی طلب میں کبہی قصور نکریگا بلکہ اوسکی دخول کی کوشش کریگا اور یہہ بات ہر شخص اپنی دلمین جانتا ہی

فی امور الدنیا فی دفع ما یضره وجلب ما ینفعه یسرنا الله من الاعمال ما یوافق رضاه
جب امور دنیاوی میں مضر باتونسی کیسا اجتناب اور مفید باتون میں کیسی کوشش کرتا ہی اسد تعالی ہمپر وہ کام آسان کری جو اوسکی رضا کی موافق ہین

المجلس الخامس
پانچوین مجلس

فی لزوم الایمان بما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم ولا یجوز
ایمان کی لازم ہونی میں اون احکام پر جو نبی صلی اسد علیہ وسلم لائی ہین اور اونکی مخالفت

المخالفة فیه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفس محمد بیده لا یسمع بی
جایز نہیں فرمایا رسول صلی اسد علیہ وسلم نی قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ میں محمد کی جان ہی جو سنیگا میری

احد من هذه الامة یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بما ارسلت به الا کان من اصحاب
نبوت کو اس امت میں سی کوئی یہودی ہو یا نصرانی پہر وہ مری اس حال پر کہ ایمان نہ لایا ہو میری شریعت پر وہ دوزخی ہوگا

النار هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة ولیس المراد بالامة ههنا امة الاجابة بدلیل
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور امت سی مراد اسجگہ امت اجابت یعنی اہل اسلام نہیں ہی اسلئی

کون الیهودی والنصاری مذکورا فیه بل المراد بها امة الدعوة فعلی هذا یدخل فیه جمیع اهل الملل
کہ اس حدیث میں یہودی اور نصرانی کا بہی ذکر ہی بلکہ مراد تمام امت دعوت ہی اس تقریر پر اس امت میں تمام باطل مذاہب والی بہی داخل ہیں

الباطلة وتخصیص الیهود والنصاری بالذکر لیعلم انهما مع کونهما اهلی کتاب وصاحبی شریعة
اور یہود اور نصاری کا خاص جو نام لیا تو اسلئی کہ یہہ دونو اہل کتاب اور صاحب شریعت ہوکر

اذا کانا من اهل النار بترک الایمان بما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فغیرهما ممن لم یکن له کتاب
جب شریعت نبوی صلی اسد علیہ وسلم پر ایمان نہ لانی سی دوزخی ہوی تو باقی جن کی پاس نہ کتاب ہی

ولا شریعة اولی بذلک فکانه علیه الصلوة والسلام قال اقسم بالله الذی نفسی بقدرته
اور نہ شریعت بطریق اولی دوزخی ہونگی تو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا کہ قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ میں میری جان ہی

ان کل من یسمع بنبوتی ولا یؤمن بما جئت به من عند الله تعالی حتی یموت یکون من اهل النار
کہ بیشک جو جو میری نبوت کو سنیگا اور میری شریعت پر مرتی دم تک ایمان نہ لائیگا تو وہ دوزخی ہوگا

ویعلم منه ان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنه فی الشریعة تصدیق الرسول
اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان اگرچہ لغت میں مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شرع میں رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم کی تصدیق کو

فی کل ما علم ضرورة انه جاء به من عند الله واشتهر کونه من دینه علیه الصلوة والسلام بحیث
کہتی ہین ہر ایک احکام میں جو صاف معلوم ہوتی ہین کہ یہہ احکام خدا کی طرف سی لائی ہین اور دین نبوی صلی اسد علیہ وسلم میں ٹہر چکی ہین ایسا کہ

یعلم کل احد من غیر افتقار فی معرفته الی الاستدلال اصلا لا بدلیل العقل ولا بدلیل النقل وان کان
ہر شخص بدون استدلال کی سمجہلی غایت ظہور سی نہ عقلی دلیل کی حاجت ہو نہ نقلی دلیل کی اگرچہ

فی نفسه یتوقف معرفته علی الاستدلال علیه بدلیل من دلیلی العقل والنقل کوجود الصانع
نفس الامر میں اوسکی معرفت عقلی یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسی صانع کا وجود

وجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الاخرة فان کل واحد منها وان کان فی نفسه یتوقف
اور نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال ان مطالب کی معرفت اگرچہ نفس الامر مین
معرفته علی الاستدلال علیه اما بدلیل العقل کوجود الباری تعالی وصفاته او بدلیل النقل
استدلال پر موقوف ہی یا تو عقلی دلیل پر جیسی باری تعالی کا وجود اور اوسکی صفات یا نقلی دلیل پر
کوجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الاخرة لکن کونه من دینه علیه الصلوة والسلام
جیسی نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال لیکن ہریک کو صاف معلوم ہی کہ یہہ دینی احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین
معلوم بالضرورة لکل احد من غیر احتیاج فی معرفته الی الاستدلال علیه بدلیل ویکفی
اسکی معرفت مین اصلا کسی دلیل کی حاجت نہین ہی اور جو احکام
الاجمال فیما یلاحظ اجمالا ویشترط التفصیل فیما یلاحظ تفصیلا حتی ان من لم یصدق بوجوب
مجمل لحاظ کئی جاتی ہین وہان اجمال کفایت کرتا ہی اور جہان ملاحظہ تفصیلی چاہئی وہان تفصیل شرط ہی اتنا کہ سوال کی وقت جو شخص وجوب
الصلوة عند السوال عنها وبحرمة الخمر عند السوال عنها لا یکون مؤمنا بل یکون کافرا لکون
نماز اور حرمت شراب کی تصدیق نکری وہ مؤمن نہین ہی بلکہ کافر ہو ویگا کیونکہ
کل منهما مما علم بالتواتر انه من دینه علیه الصلوة والسلام والحاصل ان من اراد ان
یہہ دونو حکم تواتر سی معلوم ہوچکی ہین کہ دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سی ہین اور حاصل یہہ ہی کہ جو شخص ایمان لایا چاہئی
یکون مؤمنا وقال بلسانه لا اله الا الله محمد رسول الله وصدق معناه بقلبه یکون مؤمنا
اور اپنی زبان سی لا اله الا الله محمد رسول الله کہی اور دلسی اسکی معنون کی تصدیق کری وہ مؤمن ہوجاتا ہی
وان لم یعرف الفرائض والمحرمات ثم اذا قیل له الصلوات الخمس فی کل یوم ولیلة فرض علیك فان
اگرچہ اوسکو فرایض اور محرمات معلوم نہون پہر اگر اوسی کہا جاوی کہ ہر رات دن مین پانچ نمازین تجہہ پر فرض ہین پہر اگر
صدقها وقبلها یکون ثابتا علی ایمانه وان انکرها ولم یقبلها یکون خارجا عن الایمان وکذلك
اوسنی اوسکی تصدیق کی اور مان لیا تو وہ اپنی ایمان پر ثابت رہا اور اگر انکار کیا اور نہ مانا تو ایمان سی خارج ہوا اور ایسی ہی
سائر الفرائض والمحرمات الثابتة بدلیل قطعی من الکتاب والسنة واجماع الامة وان اشکل
اور تمام فرایض اور محرمات جو دلیل قطعی کتاب اور سنت اور اجماع امت سی ثابت ہوچکی ہین اور اگر
علیه مسئلة من مسائل الایمان یجب علیه فی الحال ان یعتقد علی الاجمال ما هو الصواب عند الله تعالی
کوئی مسئلہ ایمان کی مسائل مین سی اوسپر مشتبہ ہوجاوی تو اوسپر بالفعل تو یہہ واجب ہی کہ مجمل یہہ اعتقاد کری کہ جو اللہ کی نزدیک
بان یقول اعتقدت ما هو الصواب عند الله تعالی وهذا القدر یکفی الی ان یجد عالما یعلم مسائل
حق ہی مین نی قبول کیا اور زبانسی کہی کہ جو اللہ کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مجمل اتنا اعتقاد تبتک کفایت کرتا ہی کہ کوئی عالم دینی مسائل کا میسر آوی
الایمان فیساله عما اشکل علیه ولا یجوز له تاخیر الطلب لقوله تعالی فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون
اور سکہا دی پہر اوس سی وہ مسئلہ مشتبہ پوچہہ لی اور جایز نہین کہ اوسکی تلاش مین تاخیر کری کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی پوچہہ لو یاد رکہنی والون سی اگر تم نہین جانتی ہو
ولا یکون معذورا بالتوقف فیما اشکل علیه بل یکون کافرا بالتوقف ان کان ما اشکل علیه من ضروریات
اور اوس مسئلہ مشتبہ مین توقف کی باب مین معذور نہین ہوگا بلکہ اگر وہ مسئلہ ضروریات دینی سی ہی تو محض توقف کرلی سی کافر ہوجاویگا
الدین لان التوقف فی المؤمن به یمنع التصدیق فیکون کفرا مثلا من اشکل علیه وحدانیة الله تعالی
کیونکہ توقف کرنا ایمان کی بات مین تصدیق مین خلل پیدا کرتا ہی سو یہہ کفر ہی مثلا کسی شخصکو اللہ کی وحدانیت مین

اوفرانہ

اوقدرته علی شئ اوعلمه بکل شئ من الکلیات والجزئیات اوحشر الاجساد اوحدوث العالم
یا اوسکی قدرت مین کسی شی پر یا اوسکی علم مین تمام کلیات اورجزئیات پر یا ابدان کی پیدائیش مین بعد مرنی کی یا عالم کی حادث ہونی مین
اونحو ذلك فقال اعتقدت ماهو الحق عند الله تعالی یثبت ایمانه الاجمالی لوجود التسلیم والقبول
یا ایسی ہی کسی اور بات مین شبہ واقع ہوا پہر یہہ قایل ہوا جو خدا کی نزدیک حق ہی مین نی مانا تو اوسکا اجمالی ایمان ثابت رہیگا کیونکہ اجمالی قبولیت اور تسلیم موجود ہی
اجمالا لکن ان لم یسأل عما اشکل علیه من هذه المذکورات بل انه اخر الطلب اولم یطلب اصلا
لیکن اگر اوسنی اوس مشتبہ مسئلہ کو ان مذکورات مین سی ٹال رکہا دیر مین پوچہا یا کبہی بہی نہ پوچہا تو اوسنی تسلیم
لا یبقی مؤمنا بقوله اعتقدت ماهو الحق عند الله تعالی بل یکون کافرا بترك السوال و
اجمالی سی کہ جو خدا کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مؤمن نہین رہیگا بلکہ بسبب ترک سوال اور
الطلب لان هذه المذکورات من ضروریات الدین یعلمها کل عاقل نشا بین المؤمنین والحاصل
تلاش کی کافر ہوجاویگا کیونکہ یہہ تمام مذکورات ضروریات دین سی ہین انکو ہر ایک عاقل جو مسلمانون مین پیدا ہوا ہی جانتا ہی خلاصہ یہہ ہی
ان من اشکل علیه کون اله العالم واحدا اومتعددا ولم یمل قلبه الی واحد منهما یجب علیه
کہ جس شخص پر یہہ مسئلہ مشتبہ ہوجاوی کہ پروردگار عالم کا ایک ہی یا کئی ہین اور اوسکی دل مین کوئی ایک جانب راسخ نہو تو اوسپر واجب ہی
ان یقول فی الحال اعتقدت ماهو الحق عند الله تعالی ثم یجب علیه الطلب والسوال بلا توقف
کہ فورًا یہہ کہی مین نی مانا جو الله کی نزدیک حق ہی پہر اوسپر تربت بلا توقف تلاش اور دریافت کرنا واجب ہی
ولا تاخیر حتی لو اخر الطلب اوترکه ولم یعتقد کون اله العالم واحدا لا یکون مؤمنا بل یکون
اور اگر اوسنی اس تلاش کو ٹال رکہا یا چہوڑ دیا اور پروردگار عالم کو واحد نہ جانا تو مؤمن نہوگا بلکہ کافر ہوگا
کافرا وکذا من توقف فی یوم القیمة اوفی الجنة اوفی النار اوفی المیزان اوفی الحساب اوفی الصراط
ایسی ہی جو شخص قیامت کی دن یا بہشت یا دوزخ یا میزان یا حساب یا پل صراط
اوفی الصحائف التی کتب فیها اعمال العباد اوفی شفاعة الشافعین لا یکون مؤمنا بل یکون کافرا
یا نامۂ اعمال جسمین بندون کی اعمال لکہی جاتی ہین یا شفاعت شافعین مین توقف کری مؤمن نہین ہوتا بلکہ کافر ہوتا ہی
لان التوقف والتردد ینافی التصدیق المفسر به الایمان وتحقیقه ان الایمان فی اللغة التصدیق وهو
اسلئی کہ توقف اور سوچ بچار اوس تصدیق کی برخلاف ہی جسکو ایمان کہتی ہین اسکی تحقیق یہہ ہی کہ ایمان لغت مین تصدیق کو کہتی ہین اور وہ
اذعان حکم المخبر وقبوله وجعله صادقا بعد العلم بصدقه ولم ینقل فی الشرع الی معنی اخر بدلیل
یقین کر کر مان لینا مخبر کی حکم کا اور اوس مخبر کو سچا جان کر سچا ٹہرانا اور شرع مین تصدیق کو اس معنی سی اور معنی کی طرف نقل نہین کیا دلیل یہہ ہی
انه علیه الصلوة والسلام خاطب العرب به وامتثل منهم من امتثل من غیر استفسار ولا
کہ رسول صلی الله علیه وسلم نی عرب سی گفتگو مین تصدیق طلب کی اور جو اونمین سی مطیع ہوا تو اوسنی تصدیق کی نہ معنی پوچہی نہ
افتقار الی بیان الا بحسب المتعلق وهو ما یجب الایمان به فبینه علیه الصلوة والسلام وفصله
بیان طلب کیا ہان متعلق کا فرق ہوتا ہی یعنی جسپر ایمان لانا چاہیی سو رسول صلی الله علیه وسلم نی اوسکو بیان فرمایا اور کچہہ تفصیل کی
بعض التفصیل حین جاءه جبرئیل علیه السلام علی صورة رجل غریب سأله عن الایمان فقال یا محمد اخبرنی
جب کہ جبرئیل علیه السلام نی ایک مرد مسافر کی صورت مین آکر ایمان کو دریافت کیا عرض کیا یا محمد بتاؤ
عن الایمان فقال علیه الصلوة والسلام الایمان ان تؤمن بالله وملئکته وکتبه ورسله الی اخر الحدیث
ایمان کیا ہی آپ نی فرمایا ایمان یہہ ہی کہ تو یقین کری الله کا اور اوسکی فرشتون کا اور کتابون کا اور رسولون کا آخر حدیث تک

فانه علیه الصلوة والسلام بین فیه معنی الایمان بهذا اللفظ تعویلا علی ظهور معناه عندهم
سو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو ان الفاظ سے بیان فرمایا اس بہروسے پر کہ اسکے معنوں کو وہ خوب جانتے ہیں

ثم قال هذا جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم فلو کان الایمان نقل الی معنی غیر التصدیق تبین نقله
پہر آپ نے فرمایا یہہ جبریل تہا تمکو دین سکہانے آیا تہا پس اگر ایمان کے معنی سوائے تصدیق کے اور کچہہ منقول ہوتے تو وہ مشہور ہوتے

کما تبین نقل الصلوة والزکوة ونحوهما والا لکان هذا خطابا لهم بما لم یفهموه ولما صح ان یکون تعلیما لهم
جیسے منقول معنی صلوٰة اور زکوٰة وغیرہ کے مشہور ہیں اور نہیں تو یہہ ارشاد اس امر کا ہوتا جسکو وہ نہیں سمجہے اور یہہ تعلیم کب ہوتی

ولما صح امتثالهم من غیر استفسار فظهر ان الایمان لم یعتبر فیه شرعا الا الخصوص باعتبار
اور وہ لوگ بغیر پوچہے کیونکر مان لیتے اب ظاہر ہوگیا کہ ایمان میں باعتبار شرع کے لغوی معنوں میں یعنی تصدیق میں صرف خصوصیات

متعلقه بعد ما ارید به التصدیق بالمعنی اللغوی وهو ما یعبر عنه فی الفارسیة بگرویدن وفی الترکیة
متعلقات کی ہی معتبر ہیں جسکو فارسی میں گرویدن اور ترکی میں

باناننق ثم التصدیق من ضرورته المعرفة والیقین فعلی هذا لا یتحقق تصدیق الرسول الا بعد
باناننق کہتے ہیں پہر تصدیق میں معرفت اور یقین ضرور چاہیے اسکے موافق رسول کی تصدیق ثابت نہوگی

اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون المعجزة
جبتک اوسکی رسالت معجزہ سے جو اوسکی صداقت پر دلالت کرتا ہو ثابت نہولے اور معجزہ کی دلالت رسول کی صداقت پر اس علم پر موقوف ہے کہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی خارق للعادة اظهره علی ید رسوله عند دعائه الرسالة تصدیقا له فانه تعالی
ایک فعل ہے افعال الٰہی سے عادت کی برخلاف کہ اوسکو اللہ تعالی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتہہ پر وقت دعوی رسالت کی تصدیق کے واسطے ظاہر کرتا ہے سو اللہ تعالی

باظهار المعجزة علی یده صار کانه قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله
یہہ معجزہ رسول کے ہاتہہ پر ظاہر کرکر گویا یہہ فرماتا ہے میرا رسول سچا ہے تمام احکام میں جو میری طرف سے پہنچادے برابر ہے کہ وہ تبلیغ قول سے ہو یا فعل سے

اوسکوته وقد مثل العلماء ذالک بشخص قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی
یا سکوت سے علماء نے اسکی یہہ مثال بیان کی ہے مثلا ایک شخص بادشاہ کے دربار میں ایک جماعت کے سامنے کہڑا ہو کر کہے کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں مجکو

الیکم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال آیة صدقی انی اطلب من
تمہارے حق میں فلانا فلانا حکم دیا ہے پہر اوس جماعت نے اوسکی صداقت کی سند طلب کی اوسنے کہا میری صداقت کی یہہ نشانی ہے کہ میں بادشاہ سے کہتا ہوں

الملک ان یخالف عادته یقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذالک بطلبه فلاشک ان
کہ برخلاف اپنی عادت کے میری کہنے سے تین بار اوٹہے اور بیٹہے پہر بادشاہ نے اوسکے کہنے سے وہ ہی کیا تو بیشک

ذلک الفعل من الملک قائم مقام قوله صدق هذا الشخص فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری
بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہے جیسے اوسنے یہہ کہا کہ یہہ شخص جو میری طرف سے بیان کرتا ہے سب سچ ہے اسی اوسکی صداقت کا بدیہی علم حاصل ہوگا

بصدقه لمن شاهد ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا ریب ان
اونکو جنہوں نے بادشاہ سے یہہ حرکت اپنی آنکہہ سے دیکہی اور جس شخص نے نہیں دیکہا اوسکو اور لوگوں سے سننے سے حاصل ہوگا اور بیشک

هذا المثال مطابق لحال الرسول علیه الصلوة والسلام فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه
یہہ مثال رسول علیہ الصلوٰة والسلام کی حال سے مطابق ہے کہ معجزہ دیکہنے والوں کو صداقت کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے

لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر وقد وصل الینا بالتواتر
اور جو نہ دیکہے گا اوسکو تواتر سے سنکر حاصل ہوگا اور ہمکو تواتر سے یہہ خبر آچکی ہے

انه علیه الصلوة والسلام ادعی النبوة واظهر المعجزة حتی جری ذلک مجری الشمس فی الظهور فوجب

کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزہ ایسا ظاہر کیا کہ آفتاب کی مانند روشن ہی تو

علینا تصدیقه فی جمیع ما جاء به من عند الله تعالی من الاحکام التکلیفیة التی هی وجوب الواجبات

پہر اونکی تصدیق تمام احکام تکلیفی مین جو جو خدا کی طرف سے لائے ہین واجب ہی اور وہ احکام یہ ہین واجبات کا واجب ہونا

وندب المندوبات واباحة المباحات وحرمة المحرمات وکراهة المکروهات ومنه امور الاخرة التی اول

اور مندوبات کا ندب اور مباحات کی اباحت اور محرمات کی حرمت اور مکروہات کی کراہیت اور بعضی انہین امور آخرت کا ہین جسکی

منزل من منازلها القبر واحیاء المیت فیه وسوال منکر ونکیر ثم کونه اما روضة من ریاض الجنة

منزلون مین سی پہلی منزل قبر ہی اور اسمین مردہ کا جینا اور منکر نکیر کا سوال پہر وہ قبر یا چمن ہی جنت کی باغ کا

او حفرة من حفر النار ثم البعث منه یوم القیمة الی العرصات ثم اعطاء الکتب التی کتب فیها اعمال

یا گڑہا ہی دوزخ مین کا پہر وہانسی قیامت کی دن محشر کی میدان مین جانا پہر نامۂ اعمال کا دینا جسمین تمام عمل بندون کی لکہی ہونگی

العباد فیؤتی کتاب بعضهم بیمینه وکتاب بعضهم بشماله او من وراء ظهره ثم الحساب ثم نصب

پہر کسیکو دہنی ہاتہہ مین دیا جاویگا اور کسیکو بائین ہاتہہ مین یا پیٹہ پیچھے سی پہر حساب کا ہونا پہر

المیزان لوزن الاعمال فمن ثقلت حسناته وخفت سیاٰته فهو فی عیشة راضیة ومن خفت

ترازو کہڑی کرنی اعمال تولنی کی لئی پہر جسکی نیکیان بہاری یعنی زیادہ اور گناہ ہلکی یعنی کمتر ہونگی وہ تو اچھی چین مین رہا اور جسکی نیکیان کمتر

حسناته وثقلت سیاٰته فامه هاویة ثم وضع الصراط علی متن جهنم لمرور الناس علیه فیمر بعضهم

اور گناہ زیادہ ہوئی تو اوسکا ٹہکانا گڑہا ہی پہر دوزخ کی اوپر صراط کا تان دینا آدمیون کی چلنی کی لئی پہر کوئی تو

کالبرق الخاطف وبعضهم کالریح العاصف وبعضهم کالفرس الجواد وبعضهم یعدو عدوا وبعضهم یمشی

مثال چمکتی بجلی کی اور کوئی مانند تند ہوا کی اور کوئی مثل دوڑتی گہوڑے کی اور کوئی دوڑتا ہوا اور کوئی لپکتا ہوا

مشیا وبعضهم یحبو حبوا وبعضهم یسقط الی النار ویتلقونه الزبانیة بالسلاسل والاغلال نسال الله تعالی

اور کوئی گہسٹتا ہوا جاویگا اور کوئی دوزخ مین گر پڑیگا اور دوزخ کی موکل اوسکو ترت زنجیرون اور طوق مین قید کرینگی الہی ہمکو

ان یحفظنا من جمیع هذه الاهوال وقد تبین جمیع ما ذکر ان تصدیق الرسول علیه الصلوة والسلام لم یتحقق

ان تمام ہولون سی محفوظ رکہیو اس تمام تقریر سی ظاہر ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق

الا بعد اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون تلک المعجزة

بدون ثبوت رسالت کی معجزہ سی جو اوسکی صدق پر دلالت کرتا ہو متحقق نہین ہوتی اور معجزہ کی دلالت اوسکی صداقت پر اس علم پر موقوف ہی کہ یہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی والعلم بکونها فعلا من افعاله تتوقف علی العلم بوجوده تعالی وکونه قدیما واحدا

ایک فعل ہی افعال الٰہی سی اور معجزہ کا فعل ہونا افعال الٰہی سی اس علم پر موقوف ہی کہ اللہ تعالی موجود قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانها لکونها فعلا من افعاله تعالی یتوقف وجودها علی وجوده تعالی

قدرت والا ارادہ والا علیم حی ہی کیونکہ معجزہ جب فعل ٹہرا افعال الٰہی سی تو بیشک اوسکا عمل مین آنا وجود الٰہی

وکونه موصوفا بهذه الصفات والعلم بوجوده تعالی لا یمکن ان یحصل بالحس لانه تعالی لیس محسوسا کالشمس

اور ان تمام صفات پر موقوف ہوگا اور علم وجود باری تعالی کا حواس کی وسیلہ سی حاصل ہونا ممکن نہین ہی کیونکہ اللہ تعالی آفتاب و مہتاب کی طرح

والقمر حتی یعلم وجوده بالحس ولیس العلم بوجوده ضروریا کالعلم بکون الاثنین اکثر من الواحد حتی یعلم

تو محسوس نہین ہی جو حواس کی وسیلہ سی معلوم ہو جاوے اور نہ علم وجود الٰہی کا ایسا بدیہی ہی کہ جیسا ہم دو کو ایک سی بڑہتی جانتی ہین تاکہ بداہت سی

وجوده بالبداية بل انما يعلم وجوده بالاستدلال من المصنوع الى الصانع ومن الاثر الى المؤثر كما روى ان
معلوم ہوجاوی اسبجز استدلال کی مصنوع سی صانع پر اور اثر سی مؤثر پر کوئی طریق نہیں ہی چنانچہ روایت

اعرابيا سئل عن الدليل الدال على وجوده تعالى فقال البعرة تدل على البعير والروث على الحمير وآثار الاقدام
کہ ایک اعرابی سی ایسی دلیل پوچھی جس سی وجود الٰہی ثابت ہوجاوی اوسنی جواب دیا کہ مینگنی اونٹ پر اور لید گدہی پر اور پانوٴنکا نشان

على المسير افلا تدل سماء ذات ابراج وارض ذات فجاج وبحار ذات امواج على الصانع القدير وروى ان ابا
چلنی والی پر دلالت کرتا ہی پہر کیا برجون والا آسمان اور رستون والی زمین اور موج مارتا دریا صانع قدیر پر دلالت نہین کرتی اور روایت ہی کہ

حنيفة كان سيفا حادا على الدهرية وكانوا ينتهضون الفرصة ليقتلوه فبينما هو قاعد فى المسجد يوما
امام ابوحنیفہ دہریون کی حق مین مثل تیز تلوار کی تہی اور دہریہ اونکی قتل کی لئی فرصت کی تاک مین رہتی تہی ایک روز امام صاحب تنہا مسجد مین بیٹہی تہی

وحده اذ هجم عليه جماعة منهم بسيوف مسلولة فهموا بقتله فقال لهم اجيبونى عن مسئلة ثم افعلوا
ناگاہ دہریون کا غول ننگی تلوارین کہینچکر قتل کی لئی چڑہ آیا امام صاحب نی کہا میری ایک بات کا جواب دیدو پہر جو چاہو

ما شئتم فقالوا ما مسئلتك فقال لهم ما تقولون فى رجل يقول انى رايت سفينة مشحونة بالاحمال
سو کرنا بولی وہ کیا بات ہی امام نی کہا کیا کہتی ہو ایسی شخص کو جو یہہ کہتا ہی مین نی ایک کشتی مال اسباب کی بہری ہوئی دیکہی ہی

مملوة بالاثقال قد احتوشتها فى لجة البحر امواج متلاطمة ورياح مختلفة وهى من بينهما تجرى مستوية
کہ دریا کی اندر موجون کا طپانچہ اور مختلف ہواؤن کا صدمہ اوسپر پڑتا تہا پر وہ کشتی

من غير ملاح يجريها ولا مدبر يدبر امرها هل يجوز هذا فى العقل قالوا لا هذا شئ لا يقبله العقل فقال
بدون ملاح کی جو تدبیر سی اوسکی خبرداری کری برابر ہی کہنچکر چلی جاتی تہی آیا یہہ بات عقل کی نزدیک ہوسکتی ہی وہ بولی اس بات کو عقل قبول نہین کرتی پہر

الامام ابو حنيفة يا سبحان الله اذا لم يجز فى العقل ان تجرى سفينة مستوية من غير ملاح
امام صاحب نی کہا سبحان اللہ جب ایک کشتی عقل کی نزدیک بدون ملاح کی

يدبر امرها فى جريانها فكيف يجوز فى العقل قيام هذه الدنيا على اختلاف احوالها وتغير اعمالها
جو تدبیر سی لی چلی برابر سیدہی درست نہین چل سکتی تو کیونکر عقل یہہ قبول کرتی ہی کہ دنیا جسکی احوال مختلف اور اعمال متفرق

وسعة اطرافها وتباين اكنافها من غير صانع يدبر امرها وحافظ يحفظ حالها فلما سمعوا كلامه
اطراف وسیع کنارے الگ الگ بغیر صانع کی جو اوسکی حال کو سنبہالی اور حفاظت کری قایم رہی یہہ کلام سنتی ہی

بكوا جميعا فقالوا صدقت واغمدوا سيوفهم وتابوا واسلموا بين يديه وروى ان بعض الزنادقة انكر الصانع
سب کی سب روئی اور بولی آپ سچ فرماتی ہین اور اپنی تلوارین میان کرلین اور توبہ کرکر اونکی سامنی مسلمان ہوگئی اور روایت ہی کہ کسی زندیق نی

عند جعفر الصادق فقال له جعفر هل ركبت البحر قال نعم قال هل رايت اهواله قال نعم قال هاجت
حضرت جعفر صادق کی آگی خدا کا انکار کیا حضرت جعفر نی فرمایا تو نی دریا کا سفر ہی کیا ہی بولا ہان پہر فرمایا اوس سفر کی سختیان ہی بہگتی ہین بولا ہان

يوما رياح هائلة فكسرت السفينة واغرقت الملاحين فتعلقت بلوح ثم ذهب عنى ذلك
ایکروز ایسی تند آندہی چلی کہ کشتی ٹوٹ گئی اور ملاح ڈوب گئی مین ایک تختہ پر چمٹا رہ گیا پہر وہ تختہ بہی چہوٹ گیا

اللوح وانا مدفوع فى تلاطم الامواج حتى وقعت الى الساحل فقال جعفر كان اعتمادك اولا على السفينة
اور مین موجون مین غوطہ کہاتا ہوا کنارہ جا لگا حضرت جعفر نی فرمایا تجہکو پہلی تو کشتی

مع الملاح ثم على اللوح بانه ينجيك فلما ذهبت عنك تلك الاشياء هل اسلمت نفسك الى الهلاك
اور ملاح پر بہروسا تہا پہر اوس تختہ پر بہروسا کہ یہہ بچالیگا پہر جب تیری ہاتہ سی یہہ سب چیزین چہوٹ گئین تو بول کیا تو نی اپنی جان موت کی حوالہ کی تہی

ام كنت ترجو سلامة بعد قال بل رجوت السلامة قال ممن كنت ترجوها فسكت الرجل فقال الامام جعفر
یا پہر بہی نجات کی امید باقی تہی بولا نجات کی امید باقی تہی فرمایا پہر امید کس سی تہی اب وہ زندیق چپ ہو رہا پہر امام جعفر نی فرمایا
ان الصانع هو الذی ترجوه فی ذلك الوقت من غیر شعور لك به وهو الذی انجاك من الغرق فلما
وہ ہی ہی خدا جس سی تو اوسوقت بہی نجات کی امید رکہتا تہا گو تجکو معلوم نہتا اور اوسہی نی تجکو ڈوبنی سی بچایا جب
سمع ذلك الرجل هذا الكلام منه قبله بقلبه فاسلم بین یدیه فقد علم من هذا ان طریق معرفة
اوس شخص نی یہہ بات سنی دل سی مان اوٹہا اور اونکی سامنی مسلمان ہوگیا اس سی معلوم ہوا کہ معرفت الٰہی کا طریق
الله تعالی بالاستدلال الذی هو النظر فی الدلیل فیكون النظر واجبا لانه تعالی امر به فقال
استدلال ہی ہی یعنی دلیل مین غور کرنا سو نظر کرنا واجب ہی کیونکہ اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی
قل انظروا ماذا فی السموٰت والارض فمن تركه یكون آثما لانه تعالی اعطی الانسان نعمة العقل
تو کہہ نظر کرو کیا ہی آسمانون میں اور زمین مین پہر جو شخص استدلال نکری وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالی نی انسان کو عقل کی نعمت اسہی لئی دی ہی
لیستدل به علی وجوده تعالی وقدمه ووحدته وسائر صفاته التی تدل علیها افعاله وهی القدرة و
کہ وجود الٰہی پر اور اوسکی قدم اور وحدت اور تمام اوصاف پر جو افعال الٰہی سی ثابت ہوتی ہین یعنی قدرت اور
الارادة والعلم والحیوة فاذا لم یستدل به لا یكون مؤدیا شكر نعمة العقل فیكون آثما فان لم یغفر
ارادہ اور علم اور حیات استدلال کیا کری پہر جب استدلال نہ کیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا سو یہہ شخص گنہگار ہوگا اگر اوسکو اللہ نہ بخشی
الله له فانه وان كان عاقبته الجنة لكن بعد ان یعذب بقدر ذنبه فعلی هذا یجب علی كل مؤمن
تو اختیار ہی یہہ شخص اگرچہ اوسکا انجام بہشت ہی پر گناہ کی موافق عذاب بہگت کر اب اس تقریر کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی
ان یعتنی فی معرفة الله تعالی ومعرفة ما یجب علیه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتی یخرج
کہ معرفت الٰہی اور تمام اعتقادی امور مین نظر اور استدلال کیا کری تاکہ اہل تقلید سی
من التقلید ویكون من اهل الیقین لان المقلد لا یقین له اصلا لانه هو الذی لم یتفكر فی خلق
نکل کر اہل یقین مین داخل ہوجاوی کیونکہ مقلد کو یقین کا مرتبہ کبہی حاصل نہین ہوتا کیونکہ مقلد تو وہ ہوتا ہی جو
السموٰت والارض واختلاف اللیل والنهار حتی یعرف خالقه وسائر ما یجب علیه اعتقاده بل اخبره
آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین غور اور فکر نہین کرتا تاکہ اپنی خالق کو اور تمام اعتقادی امور کو دریافت کری بلکہ اوسکو
احد بها وصدقه فیها ففی صحة ایمانه اختلاف بین العلماء واما الذین نشأوا فی دار الاسلام وسمعوا
کسینی کچہہ بتا دیا اوسنی تسلیم کرلیا سو ایسی شخص کی ایمان مین علما اختلاف کرتی ہین کہ صحیح ہی یا نہین اور جو لوگ دار اسلام مین پیدا ہوی ہین اور
معجزات النبی علیه الصلوٰة والسلام وتفكروا فی خلق السموٰت والارض واختلاف اللیل والنهار فلا اختلاف
معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتی ہین اور آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین فکر کرتی ہین سو
فی صحة ایمانهم لكونهم من اهل النظر والاستدلال ولا یشترط الاقتدار علی التقریر والتحریر ومجادلة
اونکی ایمان مین اصلا اختلاف نہین ہی کیونکہ وہ لوگ نظر اور استدلال والی ہین اور تقریر اور تحریر اور
الخصوم ودفع شبهاتهم

المجلس السادس فی بیان من رضی بالله ربا وبالاسلام

بی دینون کی ساتہہ مناظرہ کرنا اور اونکا شبہ دفع کرنا کچہہ شرط نہین ہی چہٹی مجلس اس بیان مین کہ جو خوش ہو اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو

دینا وبمحمد صلی الله علیه وسلم نبیا ذاق طعم الایمان قال رسول
دین جان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجہہ کر اوسنی ایمان کا مزہ چکہا فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا ھذا
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کا مزہ اوس شخص نے چکھا جسنے خوشی سے مان لیا اللہ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول یہہ
الحدیث من صحاح المصابیح رواہ العباس بن عبد المطلب ومعناہ ان من اطمئن قلبہ بکون
حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے عباس بن عبد المطلب کی روایت سے اسکے معنی یہہ ہیں کہ جسکی دل میں طمانیت ہوئی خدا کی
اللہ تعالی ربہ ولم یطلب ربا غیرہ واکتفی بکون الاسلام دینہ ولم یطلب دینا غیرہ وقنع بکون محمد
ربوبیت پر اور سوا اوسکی دوسرا رب تلاش نکری اور اسلام کو دین کافی جان کر دوسرا دین تلاش نکری اور رسالت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم رسولہ ولم یطلب رسولا غیرہ یتحقق فیہ الایمان ومن لم یرض بواحد منھا لا
صلی اللہ علیہ وسلم پر قناعت کرکر دوسرا رسول تلاش نکری ایسی شخص میں ایمان متحقق ہوتا ہی اور جو شخص ان امور میں سے کسی ایک پر بہی
یوجد فیہ الایمان لان الایمان فی الشریعۃ ھو التصدیق بالمعنی اللغوی وھو اذعان حکم المخبر وقبولہ
راضی نہوگا اوسمیں ایمان کا پتا نہیں کیونکہ شریعت میں ایمان سے مراد تصدیق باعتبار معنی لغت کی ہی یعنی مخبر کی حکم کا یقین کرنا اور مان لینا
وجعلہ صادقا بعد العلم بصدقہ لا مجرد العلم بصدقہ اذ یلزم ان یکون کل عالم بصدق النبی علیہ
اور اوسکو سچا جان کر صادق ٹہرانا نرا علم صداقت کا مراد نہیں ہی نہیں تو جسکو علم صداقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا کری
الصلوۃ والسلام مؤمنا ولیس کذلک لان کثیرا من الکفار لم یؤمنوا بہ مع کونھم عالمین بصدقہ
وہ مؤمن ہوا کری اور یہہ امر غلط ہی اسلئی کہ اکثر کفار جیسی یہود ایمان نہیں لائی اور نبی کو سچا جانتی تہی
کما یدل علیہ قولہ تعالی فی حق بعض الکفرۃ والذین اتینھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم فدل
چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد جو بعضی کفار کی حق میں نازل ہوا ہی اس دعوی پر دلالت کرتا ہی جنکو دی ہمنی کتاب وہ جانتی ہیں اوسکو جیسی جانتی ہیں اپنی بیٹوں کو
النص علی ان التصدیق لیس مجرد العلم بل ھو اذعان لما علم وقبولہ لہ بترک الجحود والعناد وبناء الاعمال
اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ تصدیق صرف علم نہیں ہی بلکہ تصدیق کیا ہی یقین کرنا احکام معلومہ کا اور مان لینا انکار اور مخالفت چہوڑکر اوسی پر اعمال
علیہ وھذا امر زائد علی العلم لا یحصل فی الغالب الا بعد العلم والعلم ھو الجزم المطابق لما فی نفس الامر
کی بنا ہی اور یہہ امر علم سے جدا ہی اکثر اوقات یہہ امر بعد حصول علم کی ہوتا ہی اور علم کیا ہی یقین کرنا نفس الامر کی مطابق
بشرط ان یحصل ذلک الجزم بسبب واما الجزم الحاصل بغیر سبب فلیس بعلم بل ھو اعتقاد وتحقیق
بشرطیکہ وہ یقین کسی دلیل سے حاصل ہوا ہو اور جو یقین کہ بی دلیل حاصل ہوتا ہی اوسکو علم نہیں کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی اسکی تحقیق
ذلک علی ما ذکرہ الامام التوسی ان الحکم الحادث ینشأ عن امور خمسۃ علم واعتقاد وظن ووھم
موافق تقریر امام توسی کی یہہ ہی کہ حکم یعنی کوئی چیز مبتدا کو ثابت کرنی یا خبر مبتدا سی نفی کرنی پانچ طرح پر ہوتا ہی علم اور اعتقاد اور ظن اور
وشک لان الحاکم بامر علی امر ثبوتا ونفیا اما ان یجد فی نفسہ جزما بذلک الحکم اولا والاول الذی
وہم اور شک کیونکہ حکم کرنیوالا کسی خبر کا مبتدا پر باعتبار ثبوت کی ہو یا نفی کی یا تو اوسکی دل میں اوس حکم کا یقین جزمی ہی یا نہیں ہی پہلی صورت میں
ھو وجود الجزم ان کان بسبب من ضرورۃ امر او برھان فھو علم ویسمی معرفۃ ویقینا ایضا وان کان بغیر
یعنی اگر یقین کامل ہو اگر وہ اقسام بداہت سے حاصل ہوا ہی جیسی محسوسات کا یا دلیل سے حاصل ہوا تو ان دونو صورت میں یہہ حکم علم ہی اور اوسکو معرفت اور یقین بہی کہتی
سبب بل بتقلید محض فھو اعتقاد والثانی الذی ھو عدم وجود الجزم ان کان راجحا علی مقابلہ فھو ظن
دلیل سے حاصل نہیں ہوا بلکہ صرف تقلید ہی تو وہ اعتقاد کہلاتا ہی اور دوسری صورت میں یعنی اوسکی دل میں یقین کامل نہیں تو وہ حکم ثبوت کا یا نفی کا اگر اپنی مقابل پر غالب ہی
وان کان مرجوحا فھو وھم وان کان مساویا فھو شک فالایمان ان حصل من الاقسام الثلثۃ الاخیرۃ
اور اگر مغلوب ہی تو وہم ہی اور اگر برابر ہی تو شک ہی اب ایمان اگر ان تین پچھلی قسم سے حاصل ہوا ہی جو سوا یقین کامل کی ہیں

بغیر

لغیر الجزم وھی الظن والوھم والشک فالاجماع علی بطلانہ وان حصل من القسم الاول من قسمی الجزم وھو
یعنی ظن اور وہم اور شک تو یہہ بالاتفاق باطل ہی اور اگر پہلی قسم جزم کی دونو قسم سی یعنی بہ بداہت یا بدلیل حاصل ہو
العلم والمعرفۃ فالاجماع علی صحتہ فاما القسم الثانی من القسم الجزم وھو الاعتقاد فینقسم الی قسمین احدھما مطابق لما فی نفس الامر ویسمی اعتقادا صحیحا کاعتقاد
علم اور معرفت ہی تو بالاتفاق صحیح ہی اور جزم کی دوسری قسم جو اعتقاد ہی اوسکی دو قسم ہین ایک تو نفس الامر کی مطابق یہہ تو اعتقاد صحیح کہلاتا ہی جیسی
عامۃ المؤمنین المقلدین لائمۃ الدین والثانی غیر مطابق لما فی نفس الامر ویسمی اعتقادا فاسدا وجھلا مرکبا
عام مسلمانون کا اعتقاد جو ائمہ دین کی مقلد ہین اور دوسرا نفس الامر کی برخلاف اسکو اعتقاد فاسد اور جہل مرکب کہتی ہین
کاعتقاد کافۃ الکفرین المقلدین لائمۃ الکفر فالفاسد اجمعوا علی کفر صاحبہ وکونہ مخلدا فی النار
جیسی تمام کفار کا اعتقاد جو کفر کی پیشواؤن کی مقلد ہین پس فاسد اعتقاد والا بالاتفاق کافر اور قدیم کو دوزخی ہی
واختلفوا فی الاعتقاد الصحیح الذی یحصل بمحض التقلید والصحیح ان صاحبہ یکون مؤمنا لکنہ یکون
اور اختلاف ہی صحیح اعتقاد مین جو نری تقلید ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ ایسی اعتقاد والا مؤمن ہوتا ہی پر وہ
عاصیا بترک النظر والاستدلال فیبقی فی مشیۃ اللہ تعالی ان شاء یعفو عنہ ویدخلہ الجنۃ بلا عذاب
نظر اور استدلال کی ترک کرنی سی گنہگار ہوتا ہی پس یہہ اللہ تعالی کی مشیت مین ہی چاہی معاف کر کر بلا عذاب جنت مین داخل کری
وان شاء یعذبہ بقدر ذنبہ ثم یدخلہ الجنۃ فعلی ھذا یجب علی کل مؤمن ان یتعلم کل مسئلۃ من
اور چاہی گناہ کی موافق عذاب دی پہر جنت مین داخل کری اس بیان کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اعتقادی ہر ہر مسئلہ ایمان کا
مسائل عقائد الایمان بدلیل واحد حتی یکون فی دینہ علی بصیرۃ لان العقائد الحاصلۃ بالتقلید
ایک ہی دلیل سی سیکہی تاکہ اپنی دین مین صاحب بصیرت ہو کیونکہ جو عقاید تقلید سی حاصل ہوتی ہین
یخشی علی صاحبھا الشک عند عروض الشبھات فان التصمیم علی العقائد من غیر تحصیلھا بالدلائل
اوسمین یہہ خوف ہی کہ اگر کچہہ شبہات پیش آوین تو مقلد کو شک پیدا نہ ہو جاوی کیونکہ تصمیم عقائد کی بدون دلایل کی جب ذرہ بہر شبہہ پیش آوی
لا یامن صاحبھا من زوالھا عند عروض ادنی شبھۃ وعلی تقدیر ان یقابل ذلک الشک والزوال
تو یقین نہین ہی کہ زوال سی بچی اور یہہ مانا کہ شک اور زوال کی مقابلہ مین
بالتصمیم اللسانی فانی ینفعہ والقلب الذی ھو محل الایمان متحیر یقول لا ادری فیدخل فی زمرۃ
تصمیم زبانی عمل مین آوی پر کیا فائدہ جس حالین کہ دل جو ایمان کا گہر ہی حیران ہو کر یہہ کہی مین کیا جانو پہر تو منافقین کی زمرہ مین داخل ہو
المنافقین الذین یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم ولذلک قیل النفاق نوعان احدھما نفاق یعرفہ
جو منہہ سی ایسی باتین بنایا کرتی ہین جو اونکی دلین نہین ہوتی اسیلئی کہتی ہین کہ نفاق کی دو قسم ہین ایک تو وہ نفاق جو منافق
صاحبہ من نفسہ وھو نفاق الذین یظھرون الاسلام بین الناس ویضمرون الکفر فی قلوبھم کنفاق الذین
بہی دلین سمجہتا ہی یہہ نفاق اون شخصون کا ہی جو ظاہر مین لوگون کی سامنی اسلام ظاہر کرتی ہین اور دلین کفر چہپا رکہتی ہین جیسی نفاق اونکا
کانوا فی عھد النبی علیہ الصلوۃ والسلام ومن فی معناھم من الزنادقۃ والملاحدۃ والثانی نفاق لا یعرفہ
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین تہی اور اور زندیق اور ملحد اونکی مثل دوسرا وہ نفاق ہی کہ جسکو
صاحبہ من نفسہ وھو نفاق الذین یولدون بین المؤمنین فیسمعون منھم کلمات الایمان فیقولون
منافق دلین تمیز نہین کرتا یہہ اونکا نفاق ہی جو مسلمانون مین پیدا ہوتی ہین پہر اونسی ایمان کی باتین سن سناکر جیسی سنی
مثل ما سمعوا اتباعا وتقلیدا حتی انھم لو ولدوا بین الیھود والنصری لقالوا مثل قولھم ولفعلوا مثل
ویسی ہی تقلیدًا بولنی لگی اتنا کہ اگر اتفاقا یہود یا نصاری مین پیدا ہوتی تو اونکی سی کہا کرتی اونکا سیا ہی کیا کرتی

فعلہم اتباعا وتقلیدا من غیر ان یلاحظوا من ای شیٔ خلقوا ولای شیٔ خلقوا لیعرفوا خالقہم وما امرہم بہ

یہہ لحاظ نہیں ہوتا کہ ہم کہاں سے پیدا ہوئی اور کس لئی پیدا ہوئی تاکہ اپنی خالق کو جانی اور اوسکی امر

وما نہاہم عنہ بانزال الکتب وارسال الرسل فیکونون من الذین یقولون اذا ماتوا ووضعوا فی القبر

اور نہی کو جو بواسطہ انزال کتب اور ارسال رسل بہیجی ہیں پہچانی پہر وہ اون لوگوں میں ہیں کہ جب مرکر قبر میں جاوینگی

وسالہم منکر ونکیر لا ندری سمعنا الناس یقولون قولا فقلناہ فانہم اذا تاہم الملکان فی القبر ینطقون

اور منکر نکیر اونسی سوال کرینگی تو جواب دینگی ہم کچہہ نہیں جانتی ہم تو جو اوروں سی سنتی تہی وہ ہی ہم ہی کہتی تہی کیونکہ انکی پاس گور میں جب دو فرشتی آوینگی

بما عندہم من غیر زیادۃ ولا نقصان لان الانسان فی ذلک المحل لا یترک کما فی الدنیا ان یتکلم بما لیس فی

تو بی کم وکاست وہی بول اوٹہینگی جو دلمیں تہا اسلئی کہ انسان گور میں ایسا مختار نہوگا جیسا دنیا میں تہا کہ زبان پر کچہہ اور دلمیں کچہہ

قلبہ بل ان کان عالما بالحق ینطق بہ وان کان شاکا فیہ غیر عالم بہ یقول لا ادری کما کان یقول بقلبہ

بلکہ اگر حق جانتا تہا تو ویسا ہی کہیگا اور اگر اوسکو شک تہا تو کہیگا میں نہیں جانتا جیسی کہ جیتی جی دلمیں کہتا تہا

فی حال حیوتہ لا ادری وقد روی انہ علیہ السلام قال اذا کان یوم القیمۃ ینادی مناد من کان یعبد

میں نہیں جانتا اور روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی قیامت کی دن منادی پکاریگا جو شخص جسکو پوجتا تہا

شیئا فلیتبعہ فمن عبد الشمس تبعہا ومن عبد القبر اتبعہ ومن عبد الطواغیت اتبعہا فیبقی ہذہ الامۃ

اب اوسکی ساتہہ رہی پہر جو آفتاب کی پوجا کرتا تہا اوسکی ساتہہ ہوگا اور جو گور پوجتا تہا گور کی ساتہہ ہوگا اور جو بتوں کی پوجا کرتا تہا اونکی ساتہہ ہوگا پہر یہہ امت

وفیہم منافقوہم والمراد بالمنافقین فی ہذا الحدیث لیس الذین عبدوا الاصنام فی منازلہم سرا واظہروا للناس

معہ اپنی منافقوں کی باقی رہجاویگی منافق سی مراد اسحدیث میں وہ لوگ نہیں ہیں جو اپنی گہر ونکی اندر پوشیدہ بت پرستی کرتی تہی اور مسلمانوں کی

الاسلام فانہم یتبعون الطواغیت بمن اتبعہا لانہم کانوا یعبدونہا فیذہبون فی جہنم معہا بل المراد بہم

سامنی اسلام ظاہر کرتی تہی یہہ لوگ تو بتوں کی ساتہہ ہونگی کیونکہ یہہ تو بتوں کو پوجتی تہی سو اونکی ساتہہ دوزخ میں جاوینگی بلکہ منافق سی مراد

الذین کان الریب فی قلوبہم وہم لا یعرفون ذلک لغلبۃ التقلید علیہم وان اکثر العوام بل کثیر ممن کان

وہ لوگ ہیں جنکی دلمیں تردد تہا اور تقلید کی غلبہ سی اوسکو نہ سمجہی بیشک اکثر عوام بلکہ اس زمانہ میں اکثر ایسی شخص

فی شکل العلماء فی ہذا الزمان لا یعرف حال نفسہ فیظن انہ فی درجۃ المعرفۃ والیقین مع انہ لم یتیقن ایمانہ

جو علماء کی صورت میں ہیں اپنی حال سی خبردار نہیں ہیں وہ یہہ سمجہتی ہیں کہ ہمکو مرتبہ معرفت اور یقین کا حاصل ہوا ہی اور اصل میں ایمان ہی

ولو بدرجۃ التقلید بل بعض المقلدین ینطق بکلمتی الایمان من غیر ان یعرف معناہما ولا ان یمیز بین

اگرچہ تقلید کی درجہ کا ہو بلکہ بعضی مقلدوں کلمی ایمان کی زبان سی تو پڑہتی ہیں پر اونکی معنوں سی واقف نہیں ہیں اور نہ اللہ میں

اللہ ورسولہ لان اکثر الناس فی ہذا الزمان لیسوا فی درجۃ الاعتقاد التقلیدی الصحیح المطابق بل ہم

اور اوسکی رسول میں تمیز کرتی ہیں کیونکہ اس زمانہ کی اکثر لوگوں کو درجہ تقلیدی اعتقاد کا جو صحیح اور مطابق ہوئی حاصل نہیں ہی بلکہ اونکو

فی درجۃ الاعتقاد التقلیدی الفاسد الغیر المطابق لما فی نفس الامر وما ذلک الا لاندراس العلماء الراسخین

تقلیدی فاسد اعتقاد کا درجہ برخلاف نفس الامر کی حاصل ہی اور یہہ تمام خرابی اسکی ہی کہ علماء جنکا علم راسخ تہا

فی العلم وکثرۃ الضالین المضلین من الدجاجلۃ الذین ینتمون الی التصوف لقطع طریق الدین علی المسلمین

ہو چکی اور خود گمراہ اور گمراہ کرنیوالی دجال صفت متصوف بن کر بہت پہیل گئی شیطانی جال بچہا کر دین کی مسلمانوں پر

بنصب حبائل الشیاطین لما روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون

رہ زنی کرتی ہیں چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ آخر زمانہ میں دجال کی مانند جہوٹی پیدا ہونگی

یاتونکم

يأتونكم من الاحاديث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءكم فاياكم واياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم فانه

ایسی حدیثیں روایت کرینگی کہ نہ تمنی سنی اور نہ تمہاری باپ دادانی سو تم دور رہو انسی اور دور کرو انکو اپنی سی ایسا نہو کہ تمکو گمراہ اور فتنہ میں مبتلا کردیں

عليه السلام بين في هذا الحديث ان جماعة من اهل المكر والتلبيس يخرجون في اخر الزمان

اس حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ بیان فرمایا کہ آخر زمانہ میں جماعت مکار او فریب باز

بزي العلماء والمشائخ ويقولون للناس نحن علماء ومشائخ نعلمكم دينكم ونرشدكم الى

علماء اور مشائخ کی وضع پر پیدا ہونگی کہینگی کہ ہم عالم اور شیخ وقت ہیں ہم تمکو دین سکہاتی ہیں اور راہ حق بتاتی ہیں

الحق وهم كذابون يحدثونكم بالاحاديث الكاذبة يعلمونكم اعتقادات فاسدة ويبتدعون

اور اصل میں جہوٹی ہونگی اور وضعی حدیثیں روایت کرینگی اور فاسد عقیدی انکو سکہاوینگی اور نئی باطل

لكم احكاما باطلة فاحذروا عنهم ولا تقربوا منهم كيلا يضلونكم ولا يوقعونكم في الفتنة فعلى

احکام تمہاری لئی گڑہ دینگی سو انسی بچو او انکی پاس نہ جاؤ مبادا تمکو گمراہ کردیں اور فتنہ میں نہ پہنساویں اس

هذا كل من لم يجاهد نفسه في هذا الزمان لتعلم علم الايمان يموت على انواع البدع والكفريات

مضمون کی موافق جو شخص اس زمانہ میں علم دین کیواسطی جان سی کوشش نہ کریگا تو وہ بیخبر طرح طرح بدعت اور کفریات پر مریگا

وهو لا يشعر بها ويكون من الذين يقولون يوم القيمة ما حكى الله تعالى عنهم بقوله يوم يقول

اور اوس زمرہ میں داخل ہوگا جنکی قول کی قیامت کی دن اللہ جل شانہ حکایت کرتاہی جسدن کہینگی

المنفقون والمنفقت للذين امنوا انظرونا نقتبس من نوركم فانهم يقولون ذلك لكونهم

منافق مرد اور عورتیں ایمان والوں کو ٹہرو ہم بہی لیلیں تمہاری روشنی سی سو یہہ لوگ یہہ کہینگی کیونکہ یہہ

مشاة وكون المؤمنين على ركاب تسرع بهم الى الجنة ونورهم بين ايديهم وبايمانهم كما قال الله تعالى

پیادہ پا ہونگی اور مؤمنین کہوڑوں پر سوار کہ دوڑی جنت میں لی جاتی ہونگی اور انکی سامنی اور داہنی روشنی ہوگی چنانچہ اللہ

يوم ترى المؤمنين والمؤمنت يسعى نورهم بين ايديهم وبايمانهم واختلف في ذلك النور فقيل

جسدن تو دیکہی ایمان والی مرد اور عورتوں کو دوڑتی چلتی ہی انکی روشنی انکی آگی اور انکی داہنی اور اختلاف ہی اوس نور میں کوئی کہتاہی

المراد به الضياء الذي يستضيئون به على الصراط على ما روى عن ابن مسعود رض انه قال يؤتون

نور سی مراد روشنی ہی جسکی صراط پر روشنی ہوجاویگی ابن مسعود سی یہہ روایت ہی یہہ کہتی ہیں کہ انکو

نورهم على قدر اعمالهم فمنهم من يؤتى نوره كالنخلة ومنهم من يؤتى نوره كالرجل القائم وادناهم

اعمال کی موافق روشنی ملیگی بعضوں کو برابر کہجور کی درخت کی اور بعضوں کو بمقدار قد آدم اور کم سی کم

نورا من يكون نوره على ابهام رجله ينطفي تارة ويلمع اخرى وقيل المراد به معرفة الله تعالى

نور میں وہ ہوگا کہ اوسکی پاؤں کی انگوٹہی پر روشنی ہوگی کبہی چمکتی کبہی بجہتی ہوئی اور کوئی کہتاہی نور سی مراد اللہ تعالی کی معرفت ہی

فمقادير الانوار يوم القيمة على حسب مقادير المعارف الالهية المكتسبة في الدنيا فلا نور

پہر قیامت کی دن روشنی باندازہ معارف الہی کی ہوگی جسقدر دنیا میں حاصل کی ہوگی سو

في عرصة القيمة الا نور الايمان والطاعات التي اكتسب في الدنيا باستعمال الالات البدنية والقوى

قیامت کی میدان میں سوا نور ایمان اور عبادت کی جو دنیا میں بوسیلہ اعضاء بدنی اور قوای

الجسمانية من الحواس الظاهرة والباطنة لتحصيل المعارف الربانية فكل احد يعطى من النور يوم

جسمانی یعنی حواس ظاہر و باطن کی معارف ربانی حاصل کئی ہوں گی کوئی اور نور نہیں ہوگا پہر ہر ایک کو قیامت کی دن اتنا نور دیا جاویگا

القيمة مقدار ما اكتسبه في الدنيا من المعارف اليقينية ومن لم يكتسب في الدنيا شيئا من المعارف
جتنی اوسنی دنیا مین یقینی معارف حاصل کئے ہونگی اور جسنی دینی معارف مین سی کچھ حاصل نکیا ہوگا

الدينية يبقى يوم القيمة في ظلمة بلا نور على ما روى عن ابي امامة انه قال يغشى الناس يوم القيمة
تو وہ قیامت کی دن اندہیری مین بی نور رہ جاویگا چنانچہ ابو امامہ سی روایت ہی وہ کہتی ہین قیامت کی روز لوگون کو

ظلمة شديدة ثم يقسم النور بينهم فيعطي كل مؤمن نوره بقدر علمه بالله تعالى وعلمه له ويترك
تاریک اندہیرا ڈہانپ لیگا پہر اونہین نور تقسیم ہوگا سو ہر مؤمن کو بقدر معارف الٰہیہ کی نور ملیگا اور جو اسکی علم مین ہوگا اور

الكافر والمنافق في ظلمة لا يعطيان شيئا من النور بل يحال بينهما وبين المؤمنين بان يضرب بينهم
کافر اور منافق تاریک اندہیری مین رہ جاوینگی کچھ نور نہ ملیگا بلکہ اونکی اور مؤمنین کی بیچ مین

سور دون جسر جهنم وفي الاية السابقة اشارة الى ان المراد بالمنفقين المذكورين فيها هم الشاكون
ایک دیوار جسر جہنم سی ورے فاصل ہوجاویگی اور پہلی آیت مین یہہ اشارہ ہی کہ منافقین سی مراد وہ لوگ ہین جو شک اور تردد مین گرفتار

المرتابون الذين يصلون في المساجد ويدخلون مع اهل الايمان في مداخل الاسلام ولذلك قال الله تعالى
اور مسجدون مین نماز ادا کرتی تہی اور ایمان والون کی ساتہہ اسلامی مکانات مین آتی جاتی تہی اسی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی

ينادونهم الم نكن معكم قالوا بلى ولكنكم فتنتم انفسكم وتربصتم وارتبتم وغرتكم الاماني حتى جاء
یہہ اونکو پکارینگی کیا ہم نہ تہی تمہاری ساتہہ وہ کہینگی البتہ پر تمنی بچلا دیا آپ کو اور راہ دیکہتی رہی اور دہوکی مین پڑی اور بہکی امیدون پر آخر آگیا

امر الله وغركم بالله الغرور فدلت الاية على انهم لم يعبدوا اصنما بل كانوا مع المؤمنين لكن لم يكونوا
حکم اللہ کا اور تمکو بہکادیا اسکی نام سی غرور نی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ وہ لوگ بت پرست نہین تہی بلکہ مؤمنین کی ہمراہ رہتی تہی پر انہون نی

عارفين بما وجب عليهم معرفته حتى جاءهم امر الله الذي هو الموت فقال لهم يوم القيمة فاليوم
جو اونپر واجب تہا وہ معرفت الٰہی حاصل نکی آخر حکم الٰہی یعنی موت آگئی اونکو قیامت کی دن یہہ حکم ہوگا سو آج

لا يؤخذ منكم فدية ولا من الذين كفروا ماواكم النار هي مولكم وبئس المصير فاذا كان كل للذي ينبغي
تمسی نہین قبول فدیہ اور نہ کافرون سی تمہارا ٹہکانا دوزخ ہی وہی تمہارا رفیق ہی اور بری بازگشت پس جب مراد یہہ ہوئی تو

للمؤمن المقلدان لا يفتر ويستدل بقوة تصميمه وكثرة عبادته انه على الحق لتوجه النقض عليه
مقلد مؤمن کو لائق ہی کہ ہرگز سستی نکری اور نہ اپنی تصمیم کی قوت اور کثرت عبادت سی یہہ استدلال کری کہ مین حق پر ہون کیونکہ اسپر یہہ اعتراض ہوگا

بتصميم اليهود والنصارى على اباطيلهم تقليدا لابائهم الضالين المضلين فان تصميم المقلد على كون
کہ یہود اور نصاری بہی جہوٹی باتون پر اپنی باپ دادا ضالین مضلین کی تقلید سی جم رہی ہین اس لئی کہ مقلد کی تصمیم کسی

شئ حقا وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشير لا يدل على كونه في دينه على بصيرة لان جزمه
شی کی حقیقت پر اور اوسی نہ ٹلنا اگرچہ ارہ سی چیرا جاوی یہہ دلالت نہین کرتی کہ وہ اپنی دین مین بصیرت پر ہی کیونکہ اوسکا جزم

وتصميمه على كون شئ حقا ليس من حيث معرفته بكونه حقا بل من حيث نشاته بين قوم يدينون
اور تصمیم کسی شی کی حقیقت کا باعتبار معرفت یقینی حقیقت کی نہین ہی بلکہ اس سبب سی ہی کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہی کہ وہ اوس شی کو

به وللنشاة والمخالطة اثر عظيم في تصميم كون شئ حقا سواء كان حقا او لم يكن الا ترى ان مثل هذا
اور مبدا نشو اور ملاپ کو اشیا کی حقیقت مین بڑا اثر ہوتا ہی برابر ہی کہ وہ حق ہو یا ناحق دیکہو ایسی ایسی

التصميم يوجد عامة من ذوي الجهل المركب كاليهود والنصارى ولهذا قال بعض العلماء من جزم في
تصمیم تام جہل مرکبون مین ہوتی ہی جیسی یہود اور نصاری اسہیلئی بعضی علما کہتی ہین جو شخص

قلبه بكون شئ حقا ولم يدرك لك الجزم سببا خاصا يرجع اليه فليس له فی دينه بصيرة

اپنی دلمیں کسی شی کو حق یقین کرلی اور اوس یقین کی ایسی خاص دلیل معلوم نہو جسکی طرف رجوع کریں تو اوسکو دین کی اندر بصیرت نہیں ہی

اذ لا ملازمة بين الجزم الاعتقادی وكون ما جزم به حقا فاذا لم يكن بينهما ملازمة يجب عليه ان

کیونکہ اس اعتقادی یقین میں اور اوس شی کی حقیت میں کوئی علاقہ نہیں ہی جب اون دونوں میں علاقہ نہوا تو پہر اوسپر واجب ہی کہ

ياتی بما يكون به بينهما ملازمة ليتميز ما كان عليه من الدين اهو حق ام لا حتى يكون فی دينه على

اون دونوں میں علاقہ پیدا کری تاکہ اوسکو یہہ تمیز ہو کہ آیا میرا دین حق ہی یا نہیں تاکہ اوسکو دین کی

بصيرة وانما يحصل ذلك بالنظر الصحيح بالبراهين لا بالضرورة اذ قد جرت عادة الله تعالى

بصیرت پیدا ہو اور یہہ تمیز بجز نظر صحیح اور برہان کی بداہت سی نہیں ہوتی کیونکہ عادت الٰہی یوں جاری ہی

ان يحصل بالبرهان لا بالضرورة اذ لو كان حصوله بالضرورة لادركه جميع العقلاء ويكفی فی

کہ دلایل سی ہو بداہت سی نہو اگر یہہ تمیز بداہت سی حاصل ہوا کرتی تو تمام عقلا حاصل کر لیا کرتی اور مکلف کو

خروج المكلف من التقليد الدليل الجملی الذی يحصل له به فی الجملة العلم والطمانينة بعقائد

تقلید سی پاک ہونی میں مجمل دلیل بھی کافی ہی جسی کچھ علم اور طمانیت عقاید ایمان میں حاصل ہوجاوی

الايمان بحيث لا يقول بقلبه لا ادری سمعت الناس يقولون قولا فقلته ولا يشترط القدرة على

اتنا کہ اپنی دل میں یوں نہ کہی کہ میں نہیں جانتا لوگونسی جو بات سنتا ہا وہ ہی میں بہی کہتا ہا اور یہہ شرط نہیں ہی کہ اوس دلیل کو

ترتيبه على الوجه الذی يرتبه العلماء ولا القدرة على دفع الشبهة الواردة عليه من جهة المبتدع

علماء کی طور پر موافق قواعد منطق کی مرتب کری اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتیونکی شبہات دفع کرنیکی استعداد ہو

ولا القدرة على التعبير عنه بل اذا فهمه بحيث يخرج به عن التقليد فهو عارف وان لم يقدر ان

اور نہ یہہ شرط ہی کہ اوسکو صاف بیان کری بلکہ جو اوسکو اتنا سمجھ لیا کہ تقلید سی پاک ہوجاوی تو پہر وہ عارف ہی اگرچہ اوس مجمل دلیل کو

يعبر عما فی ضميره من ذلك الدليل الجملی ولا ان يرد شبهة يوردها مبتدع عليه لان كثيرا من

دل سی زبان پر نہ لاسکی اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتی جو شبہات وارد کریں رد کیا کری کیونکہ اکثر

العلماء يعجزون عن التعبير عما فی ضمائرهم من العلوم المحققة عندهم فكيف بالعامة والحاصل

علماء اپنی حقیقی علوم کو بیان کرنی سی عاجز ہوا کرتی ہیں پہر عوام کی تو کیا اصل ہی حاصل یہہ ہی

ان من اراد ان يعلم قدر نفسه من عقائد الايمان هل هو فی مرتبة المعرفة ام فی مرتبة التقليد

کہ جو شخص اپنا حال معلوم کیا چاہی کہ عقاید ایمانی میں آیا مجھکو مرتبہ معرفت کا ہی یا ابہی مرتبہ تقلید میں ہوں اور آیا میں اپنی عقاید میں

وهل هو مصيب فی عقائده ام غير مصيب فيها يلزمه ان يسئل عن حقيقة المعرفة وعن حقيقة

صواب پر ہوں یا خطا پر تو اوسکو لازم ہی کہ معرفت کی حقیقت اور تقلید کی حقیقت

التقليد ليميز احدهما عن الاخر ويعلم ايهما حاصل له فالمعرفة هی الجزم الموافق لما عند الله تعالى

دریافت کری تاکہ ایک کو دوسری سی تمیز کری اور جان لی کہ مجکو دونوں میں سی کیا حاصل ہی سو معرفت تو یقین کرنا موافق حکم الٰہی کی

بشرط ان يحصل ذلك الجزم بدليل واما الجزم الحاصل بغير دليل فلا يسمى معرفة بل يسمى اعتقادا

بشرطیکہ وہ یقین دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین بی دلیل حاصل ہوا ہو تو اوسکو معرفت نہیں کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی

سواء كان موافقا لما عند الله تعالى او لم يكن والتقليد هو الجزم بقول الغير من غير دليل سواء كان

برابر ہی کہ موافق علم الٰہی کی ہو یا نہو اور تقلید یقین کرنا غیر کی کہنی سی بلا دلیل برابر ہی

حقا او باطلا فالمقلد لا معرفة عنده وانما عنده الجزم بقول الغیر خاصة سواء کان حقا او باطلا

برابر ہی کہ حق ہو یا باطل — اوسکو صرف یقین غیر کی کہنی کا ہوتا ہی — سو مقلد کو معرفت کبہی نہین ہوتی — کہ حق ہو یا باطل

فمن علم هاتین الحقیقتین ثم نظر الی ضمیره ایهما حاصل له فیه فانه یعرف ما هو الحاصل له منهما

اب جو شخص ان دونو حقیقت کو سمجہی — پہر اپنی دل مین سوچی — تو جان لیگا کہ اوسکو دونو مین سی کونسا مرتبہ حاصل ہی

فان کان الحاصل له منهما هو التقلید لا المعرفة یجب علیه اولا اقامة البرهان لتحصیل المعرفة

پس اگر اوسکو مرتبہ تقلید کا ہی — معرفت کا مرتبہ نہین ہی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی دلیل قایم کری — تاکہ معرفت ایمانی

فی عقائد الایمان وثانیا البحث عن العقائد الصحیحة حتی یعلم هل کان مصیبا فی عقائده ام

عقائد کی حاصل ہو — پہر صحیح صحیح عقاید کی بحث کری — تاکہ معلوم ہو کہ اپنی عقاید مین حق پر تہا یا نہین

لم یکن فان وجد نفسه علی الصواب فیها یشکر الله تعالی علی هذه النعمة العظیمة التی لا یکافیها

پہر اگر وہ اپنی آپ کو صواب پر پاوی — شکر اللہ تعالی کا ادا کری — تو اس نعمت عظیمہ پر جسکی برابر کوئی دنیا کی متاع نہین ہی

من متاع الدنیا وان لم یجدها علی الصواب فیها یفترض علیه ان یسعی فی تصحیح اعتقاده بالبرهان

اور اگر صواب پر نہ پاوی — تو اوسپر فرض ہی — کہ واسطی صحت عقاید کی دلایل مین کوشش کری

حتی یحصل له النجاة من عذاب النار والدخول فی دار القرار یسرنا الله تعالی بفضله المجلس السابع

تاکہ اوسکو دوزخ کی عذاب سی نجات ملی — اور بہشت مین جانا میسر ہو — الہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کر — ساتوین مجلس

فی بیان مؤمن به وبیان لزوم الایمان به اجمالا علی الاصح وتفصیلا

اون چیزون کی بیان مین جن پر ایمان لانا چاہئی اور اون پر ایمان مجملا لازم ہی موافق مذہب اصح کی — اور تفصیلا

عند البعض قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لجبرئیل علیه السلام حین جاءه علی

بعض کی نزدیک — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی — جبرئیل سی فرمایا — جب اونکی پاس

صورة رجل غریب وسئله عن الایمان الایمان ان تؤمن بالله وملئکته وکتبه ورسله والیوم

ایک مرد مسافر کی صورت مین آئی اور پوچہا ایمان کیا ہی — ایمان یہہ ہی کہ تو ایمان لاوی اللہ پر — اور اوسکی فرشتون اور کتابون اور رسولون پر اور قیامت کی

الاخر وتؤمن بالقدر خیره وشره هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عمر بن الخطاب وهو

دل پر اور تو یقین کری نیک اور بد کی تقدیر کا — یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی — عمر بن الخطاب کی روایت سی — اس حدیث مین

جامع لاصول الدین وما یصح الاعتقاد علیه فان الاصل فی الاعتقاد معرفة المبدأ والمعاد وانما

تمام اصول دین کی — اور جس جس پر اعتقاد کرنا چاہئی سب مذکور ہین البتہ اصل تمام اعتقادیات مین — مبدا اور معاد کی معرفت ہی اور

ذکرت الملئکة وما عطف علیه لیتوصل الی معرفة المعاد لان معرفة المبدأ تقتضیها العقول

ملائکہ کا — جو مع معطوفات کی ذکر ہی — تو واسطی معرفت معاد کی ہی — اسلئی کہ مبداء کی معرفت کو تو سلیم عقلین پالیتی ہین

السلیمة لکونها ثابتة فی فطرة بنی ادم من مبدأ خلقتهم بمقتضی قوله تعالی فطرة الله التی

اسلئی کہ بنی آدم کی اصل فطرت مین ابتداء پیدایش سی ثابت ہی — موافق قول اللہ تعالی کی — تراش اللہ کی جسپر

فطر الناس علیها واما معرفة المعاد ولا استعداد له فلا سبیل الیها الا بتوفیق من الله تعالی

کہ تراشا آدمیون کو — اور رہی معرفت معاد کی — اور اوسکا سامان — سو اوسکا کوئی راہ نہین ہی — بجز توفیق الہی کی

بواسطة الانبیاء الذین وصل الیهم علم ذلک بارسال الرسل من الملئکة بانزال الکتب فلذلک

بوسیلہ انبیا علیہم السلام کی — جنکو اوسکا علم — بواسطہ فرشتون کی — اور بوسیلہ کتب منزلہ کی حاصل ہوا ہی اسی لئی یہہ

دخل جميع ذلك في مفهوم الايمان وذكر كله في هذه الحديث فلا بد للطالب معنا بحصر الاستكشاف

یہہ سب ایمان کی مفہوم مین داخل ہین اور اس حدیث مین سب مذکور ہین سو جو اسکی معنی کا طالب ہو اوسکو ضرور ہی کہ حقیقت

عن حقيقة معنى الايمان بهذه الاشياء الستة المذكورة فيه ليكون في دينه على بصيرة

ایمان کی تہ کو ان چھون اشیاء مذکورہ کی تفصیل سی دریافت کری تاکہ دین مین بصیرت ہو

الاول مما يجب الايمان به الايمان بالله تعالى والمراد من الايمان به تعالى العلم بوجوده وقدمه وكونه

اول ایمان اللہ پر واجب ہی اور اللہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ اوسکو موجود اور قدیم اور

واحدا ومتصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات لكن العلم

واحد اور صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی اور تمام صفات لائقہ سی موصوف جانی لیکن اوسکی

بوجوده لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن العلم بوجوده

وجود کا علم حواس سی حاصل ہونا ممکن نہین کیونکہ اللہ تعالی مانند آفتاب اور مہتاب کی نظر نہین آتا تاکہ اوسکا وجود حواس کی وسیلہ سی

بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم وجوده بالضرورة

معلوم ہوجاوی اور نہ علم اوسکی وجود کا ایسا بدیہی ہی جیسا دو کا عدد ایک سی زیادہ ہی تاکہ اوسکا علم بالبداہت خود بخود آجاوی

بل انما يعلم وجوده تعالى بالدليل وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا يحتاج الى محدث

بلکہ علم اوسکی وجود کا دلیل سی حاصل ہوتا [illegible] دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ عالم حادث ہونی کی سبب پیدا کرنیوالی کا محتاج ہوکر

يدل على ان له محدثا وذلك المحدث [illegible] واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم

دلالت کرتا ہی کہ اوسکا کوئی پیدا کرنیوالا ہی اور وہ پیدا کرنیوالا بالضرور قدیم [illegible] قدرت والا ارادہ والا علیم

والحيوة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور او التسلسل وكلاهما

اور حی ہونا چاہئی اسواسطی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو پہر وہ خود محدث کا محتاج ہوگا [illegible] دونو

محال ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع [illegible]

محال ہین اور اگر واحد نہووی بلکہ کئی ہوں تو آپسمین روک ٹوک واقع ہوگی جس سی عالم کا [illegible]

ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والحيوة والعلم لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم [illegible]

اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم نہووی تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سی کوئی شی بھی پیدا نہ کرسکی اسلئی

لا ايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضي ارادة ذلك الشيء وارادة ذلك الشيء

کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کی تاثیر کسی شی مین بدون ارادہ اوس شی کی نہین ہوسکتی اور ارادہ اوس شی کا

يقتضي العلم به لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث

بدون علم کی نہین ہوسکتا اسلئی کہ پیدا کرنا کسی شی کا بن جانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینون صفتیں بدون

يقتضي الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا

حیات کی نہین ہوسکتین اسلئی کہ حیات انمین شرط ہی اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی

على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا ومتصفا بهذه الصفات الاربع اذ لا يعرف من صفاته تعالى

اوسکی وجود اور قدم اور وحدت پر اور ان چارون صفات سی موصوف ہونی پر اس لئی کہ اوسکی صفات

بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله واما ما لا يتوقف عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيجوز ان

عقل سی وہی معلوم ہوسکتی ہین جن پر اسکی افعال موقوف ہین اور جن پر افعال موقوف نہین جیسی سمیع اور بصر اور کلام [illegible] جائز ہی

يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
كه انكى ثبوت پر كبهي عقلي دليل قايم كرين اور كبهي نقلي دليل عقلي انكي ثبوت كي تو يه هي

بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات النقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال
كه يه صفتين كمال كي هين اور انكي ضدين صفتين نقصان كي هين اور الله تعالى كا موصوف هونا صفات كمال سے

وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه
اور بري هونا صفات نقصان سے واجب هي اس سے لازم آيا كه الله تعالى ان صفات سے موصوف هو اور

الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها
نقلي دليل انكي ثبوت كي يه هي كه شرع سے ان صفات كا ثبوت ثابت هي سو انكي ثبوت كا يقين كرنا واجب هي

له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها
اور اس مسئله مين نقلي دليل عقلي دليل سے بهتر هي اس ليئے كه ان صفات پر افعال الهي موقوف نهين هين

افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن معلوما لاحد حتى يعلم
تا كه اون افعال سے ان صفات كو ثابت كرين اور ذات الهي كسيكو معلوم نهين هي جس سے يه معلوم هو

انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها
كه يه صفات بنسبت ذات الهي كي كمال كي هين الله كا موصوف هونا ضروري هي ايسا كه اگر ان صفات سے موصوف نهوگا تو انكي اضداد پيدا هونگي

وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة الينا كمالا ان يكون
اور ان صفات كو كمال جو كهتي هو تو يه همارے حق مين هين اور همارے حق مين كمال هوتي سے لازم نهين آتا كه

في حقه تعالى كمالا والثاني مما يجب الايمان به الايمان بالملئكة والمراد من الايمان بها العلم
الله كي ذات مين كمال هون دوسري جسپر ايمان لانا چاهيئے ملائكه هين اور ملائكه پر ايمان لانے سے يه مراد هي

بوجودها لكن لا سبيل الى اثبات وجودها بدليل العقل بل هو مما انعقد عليه الاجماع ونطق به
كه ملائكه كو موجود جانے پر انكا وجود عقلي دليل سے كسي راه ثابت نهين هوتا بلكه انكي وجود پر اجماع هو چكا هي اور

الكتاب والسنة فان ظاهر الكتاب والسنة يدل على وجودهم وكونهم اجساما لطيفة نورانية
كتاب اور سنت سے ثابت هي بيشك ظاهر معني كتاب اور سنت كي يه هي دلالت كرتي هين كه فرشتے موجود هين لطيف اور نوراني جسم

كاملة في العلم قادرة على الافعال الشاقة وعلى التشكل باشكال مختلفة ولا يوصفون بالذكورة
علم مين كامل دشوار سے دشوار كار كر سكتي هين اور مختلف صورتين بدل سكتي هين اور نه نر هين

ولا انوثة شانهم الطاعات ومسكنهم السموات وهم رسل الله على انبيائه وامناؤه على وحيه
اور نه ماده شغل اونكا عبادت اور مكان اونكا آسمان اور وه هي الله كي طرف سے انبيا كي پاس بهيجي هوئي آتي هين اور وحي پر امين هين

فمن ثبت تعيينه باسمه كجبرئيل وميكائيل واسرافيل وعزرائيل يجب الايمان به تفصيلا ومن
اور جن فرشتون كي تعيين نام سے ثابت هي جيسے جبرائيل اور ميكائيل اور اسرافيل اور عزرائيل اون پر تفصيلي ايمان واجب هي اور

لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والثالث مما يجب الايمان به الايمان بالكتب والمراد من الايمان
جنكا نام معلوم نهين اون پر اجمالي ايمان واجب هي اور تيسري شي جسپر ايمان واجب هي كتابين هين اور كتابون پر ايمان لانے سے يه مراد هي

بها العلم بكونها كلام الله تعالى انزل على انبيائه وجملتها مائة واربعة كتب انزل منها على آدم عليه السلام
كه يقين كري كه خدا كا كلام هي اپني انبياء پر نازل كيا هي اور تمام كتابين ايك سو چار هين اونمين سے حضرت آدم پر

عشر صحائف وعلی شیث علیہ السلام خمسون صحیفۃ وعلی ادریس ثلثون صحیفۃ وعلی ابراہیم
دس صحیفے نازل ہوئے اور حضرت شیث پر پچاس اور حضرت ادریس پر تیس اور حضرت ابراہیم پر
علیہ السلام عشر صحائف وعلی موسی علیہ السلام التورٰیۃ وعلی داود علیہ السلام الزبور وعلی
علیہ السلام پر دس اور حضرت موسی علیہ السلام پر توریت اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اور
عیسی علیہ السلام الانجیل وعلی محمد علیہ الصلوۃ والسلام القران فما ثبت تعیینہ باسمہ یجب
حضرت عیسی علیہ السلام پر انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اور جس کتاب کی تعیین نام سے ثابت ہے
الایمان بہ تفصیلا وما لم یعرف اسمہ یجب الایمان بہ اجمالا والرابع مما یجب الایمان بہ الایمان
تو اوسپر تفصیلی ایمان واجب ہے اور جسکی تعیین نام سے نہیں ہے اوسپر اجمالی ایمان واجب ہے اور چوتھی جسپر ایمان لانا واجب ہے
بالرسل والمراد من الایمان بہم العلم بکونہم صادقین فیما اخبروا بہ عن اللہ فانہ تعالی بعثہم
رسول ہیں اور مراد رسولوں پر ایمان لانے سے یہہ ہے کہ یقین کرے کہ وہ اپنی اپنی خبروں میں جو خدا کی طرف سے لائے ہیں سچے ہیں بیشک اونکو اللہ تعالی نے
الی عبادہ لیبلغوہم امرہ ونہیہ ووعدہ ووعیدہ وایدہم بالمعجزات الدالۃ علی صدقہم اولہم
اپنی بندوں کی پاس بھیجا تاکہ اوسکا امر اور نہی اور وعدہ اور وعید پہنچا دیں اور معجزات سے اونکی مدد کی جو اونکی صداقت پر دلالت کرتی ہیں سب
آدم علیہ السلام واخرہم محمد علیہ الصلوۃ والسلام ولم یبین فی القران عددہم کلہم بل المذکور
آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن میں اونکی گنتی نہیں ہے کتنے ہیں بلکہ قرآن میں
فیہ منہم باسمہ العلم علی ما ذکرہ بعض المفسرین ثمانیۃ وعشرون وہم آدم وادریس ونوح وہود
نام معین لیکر بعض مفسرین کی قول کی موافق اٹھائیس کا ذکر ہے وہ یہہ ہیں آدم اور ادریس اور نوح اور ہود
وصالح وابرہیم واسمعیل واسحق ویعقوب ویوسف ولوط وموسی وہرون وشعیب وزکریا
اور صالح اور ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف اور لوط اور موسیٰ اور ہارون اور شعیب اور زکریا
ویحیی وعیسی وداود وسلیمن والیاس والیسع وذا الکفل وایوب ویونس ومحمد وذو القرنین وعزیر
اور یحیی اور عیسی اور داود اور سلیمان اور الیاس اور الیسع اور ذالکفل اور ایوب اور یونس اور محمد اور ذو القرنین اور عزیر
ولقمن علی القول بنبوۃ ہذہ الثلثۃ الاخیرۃ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین قال بعض
اور لقمان بموجب قول ان تینوں کی نبوت کی جو آخر میں ہیں رحمت اللہ کی اور سلام ان سب پر بعضی
العلماء یجب علی المؤمن ان یعلم صبیانہ ونسائہ وخدمہ اسماء الانبیاء الذین ذکرہم اللہ تعالی فی
علماء کہتی ہیں کہ ہر مؤمن پر واجب ہے کہ اپنی بچوں اور عورتوں اور غلاموں کو ان انبیا کا نام جنکا ذکر اللہ تعالی نے
کتبہ حتی یؤمنوا بہم ویصدقوا بجمیعہم ولا یظنوا ان الواجب علیہم الایمان بمحمد علیہ الصلوۃ والسلام
اپنی کتاب میں کیا ہے سکہا دے تاکہ وہ ان سب پر ایمان لاویں اور سب کی تصدیق کریں اور یہہ خیال نہ کریں کہ ایمان صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب ہے
فقط لا غیر فان الایمان بجمیع الانبیاء سواء ذکر اسمہ فی القران اولم یذکر واجب علی المکلف فمن
اور کا نہیں کیونکہ ایمان تمام انبیا پہ لانا قرآن میں اونکا نام مذکور ہو یا نہو مکلف پر واجب ہے پہر جسکی
ثبت تعیینہ باسمہ یجب الایمان بہ تفصیلا ومن لم یعرف اسمہ یجب الایمان بہ اجمالا والخامس
تعیین نام سے ہو گئی ہے اوسپر تفصیلی ایمان لانا چاہیے اور جسکا نام معلوم نہیں اوسپر اجمالی ایمان لانا چاہیے اور پانچویں شے
مما یجب الایمان بہ الایمان بالیوم الاخر والمراد من الایمان بہ العلم بما یکون فیہ من احوال
جسپر ایمان لانا واجب ہے قیامت کا دن ہے اور قیامت کی دن پر ایمان لانے سے مراد ہے یقین کرنا اون حالات

الآخرة التی اول منزل من منازلها القبر واحياء الميت فيه وسوال منكر ونكير وهما ملكان
اخروی کا جو اوس روز گذریگی جسکی منزلون مین سی پہلا منزل قبر ہی اور اوسمین زندہ کرنا مردہ کا اور سوال منکر نکیر کا اور یہہ دو فرشتی ہین

مهيبان يُقعدان العبد فی قبره ويسألانه عن ربه وعن دينه وعن نبيه ويقولان له من
ہیبت ناک صورت قبر مین مردہ کو بٹھا کر اوس سی پوچھتی ہین پروردگار کو اور دین کو اور نبی کو اور اوس سی کہینگی کون ہی

ربك وما دينك ومن نبيك وسوالهما اول فتنة بعد الموت فمن وُفّق الی الجواب يكون قبره
تیرا رب اور کیا ہی تیرا دین اور کون ہی تیرا نبی اور اونکا یہہ سوال موت کی بعد پہلا فتنہ ہی سو جسکو جواب کی توفیق ہوئی تو اوسکی گور

روضة من رياض الجنة ومن لم يوفق الی الجواب يكون قبره حفرة من حفر
ایک چمن ہی بہشت مین کا اور جسکو جواب کی توفیق نہوئی تو اوسکی گور ایک گڑہا ہوگا دوزخین کا

النار ثم اذا بعث الناس من قبورهم الی الموقف قاموا فيه
پہر جب بنی آدم کو قبرون مین سی اوٹہا کر موقف مین لیجائین گی اور وہ اوسجگہہ کہڑی رہینگی

ماشاء الله حفاة عراة واذا جاء وقت الحساب يؤمر بالكتب التی كتبها الكرام الكاتبون لان
جسقدر مرضی اللہ کی ہوگی ننگی پانو ننگی بدن اور جب وقت حساب کا ہوگا تو حکم ہوگا اعمال نامی دینی کا جو کراما کاتبین نی لکہہ رکہی ہین اسلیئی

الناس اذا بعثوا من قبورهم لا يكونون ذاكرين لاعمالهم فيؤتون كتبهم ليقفوا علی اعمالهم فمنهم من
کہ بنی آدم جب اپنی اپنی قبرون مین سی اوٹہائی جاوینگی تو اونکو اپنی اعمال کچہہ یاد نہون گی اسواسطی اونکو نامہ اعمال دئی جاوینگی تاکہ اپنی اعمال سی خبردار ہوجاوین

يؤتی كتابه بيمينه وهو من السعداء لان اخذ الكتاب باليمين علامة دخول الجنة وعدم الخلود
نامہ اعمال داہنی ہاتہہ مین ملینگی وہ تو سعید ہون گی کیونکہ نامہ اعمال کا داہنی ہاتہہ مین لینا بہشت مین جانی کی اور دوزخ مین ہمیشہ کو

فی النار ومنهم من يؤتی كتابه بشماله او من وراء ظهره وهو من الاشقياء فاذا وقف الناس
رہنی کی نشانی ہی اور بعضون کو نامہ اعمال بائین ہاتہہ مین ملینگی یا پس پشت کی طرف سی اور وہ شقی ہونگی جب بنی آدم اپنی احوال سی خبردار

علی اعمالهم يحاسبون بها فاذا انقضی الحساب ينصب الميزان لوزن الاعمال اذ بالحساب
ہوجاوینگی توپہر اونسی حساب ہوگا پہر جب حساب ہوچکیگا تو اعمال تولنی کیواسطی ترازو قایم کی جاویگی اسلیئی کہ حساب سی

يعلم العبد ما هو المقبول من الاعمال الصالحة وما هو المردود منها وما هو المغفور من الاعمال
معلوم ہوگا بنی آدم کو کہ نیک عملون مین سی کونسا مقبول ہی اور کونسا مردود ہی اور کونسا اعمال بد مین سی معاف ہوا

السيئة وما هو المواخذ بها وبالوزن يطلع علی ما يتوجه اليه من الثواب والعقاب ويعلم مقدار
اور کونسی پر سزا ہوگی اور تولنی سی معلوم ہوگا کہ ... اور کس پر عذاب ہوگا اور معلوم ہوگا اندازہ

ثواب المقبول من الاعمال الصالحة ومقدار عقاب المواخذ من الاعمال السيئة ولذلك يكون
ثواب کا اعمال نیک مین سی مقبول کا اور اندازہ عذاب کا اعمال بد مین سی قابل دارگیر کا اسہی لیئی

بعد الحساب نصب الميزان وقد ورد فی الميزان حديث كفتيه من نور واخری من ظلمة فالكفة
میزان بعد حساب کی قایم ہوگی اور حدیث مین مذکور ہی کہ ترازو کا ایک پلڑا نور کا ہوگا اور دوسرا اندہیر کا یعنی سیاہ پس وہ

النيرة للحسنات والكفة المظلمة للسيئات والناس فی الاخرة علی ما قال علماءنا ثلثة اصناف
روشن پلڑا واسطی نیکیون کی ہی اور سیاہ پلڑا واسطی بدیون کی اور بنی آدم آخرت مین موافق قول ہماری علماء کی تین قسم ہونگی

كفار ومتقون ومخاطون اما الكفار فيوضع كفرهم فی الكفة المظلمة فلا يوجد لهم حسنة حتی
نری کفار بد اور نری متقی پرہیزگار اور ملی جلی پہر کفار کا کفر سیاہ پلڑی مین رکہا جاویگا اور کوئی عمل نیک اونکا نہوگا

توضع فی الکفۃ الاخری فتبقی فارغۃ فترفع لفراغھا وخلوھا عن الخیر فیامر اللہ تعالی بہم الی
پلڑی میں رکہا جاوی نا چار وہ خالی رہ جاویگا پہر اوپر کہڑا ہوگا ہلکا اور عمل نیک سی خالی ہوکر تب حکم ہوگا اللہ تعالی کا

النار واما المتقون فہم الذین لا کبائر لہم فتوضع حسناتہم فی الکفۃ النیرۃ وصغائرہم ان کانت
اونکی حق میں دوزخ کا اور پرہیزگار شخص جس سی گناہ کبیرہ نہیں ہوئی اونکی حسنات روشن پلڑہ میں رکہی جاینگی اور اونکی گناہ صغیرہ اگر

لہم الصغائر فی الکفۃ الاخری فلا یجعل اللہ تعالی لتلک الصغائر وزنا وتثقل الکفۃ النیرۃ حتی
بالفرض ہون گی تو دوسری پلڑہ میں سو اللہ تعالی اون صغائر کو ہلکای وزن کردیگا اور وہ روشن پلڑہ ایسا بہاری ہوجاویگا

لا تبرح من مکانہ وترفع الکفۃ المظلمۃ ارتفاع الفارغ الخالی واما المخلطون وہم الذین ارتکبوا
کہ اپنی جگہہ سی نہیں اوٹہیگا اور سیاہ پلڑہ ایسا بلند ہوجاویگا جیسی ہلکا خالی ہو اور مؤمن گنہگار شخص جو کہ کبیرہ گناہ کرتی ہی

الکبائر ولم یتوبوا عنہا فتوضع حسناتہم فی الکفۃ النیرۃ وسیاٰتہم فی الکفۃ المظلمۃ فیکون
اور توبہ کی سو اونکی حسنات تو روشن پلڑہ میں رکہی جاوینگی اور اونکی اعمال بد سیاہ پلڑی میں تو جس

لکبائرہم ثقل فمن کانت حسناتہ اثقل ولو بصؤابۃ یدخل الجنۃ ومن کانت سیاٰتہ اثقل ولو
اونکی کبایر میں بوجہہ ہوویگا سو جسکی حسنات بوجہل ہون گی اگرچہ لیکہہ کی برابر وہ بہشت میں جاوینگی اور جسکی بدیان بوجہل ہونگی

بصؤابۃ یدخل النار الا ان یعفو اللہ تعالی لان مذہب اہل الحق ان العبد اذا اتی بطاعات
اگرچہ لیکہہ کی برابر وہ دوزخ میں جاویگا یا اللہ معاف فرماوی کیونکہ مذہب اہل حق کا یہہ ہی کہ بندہ اگر عبادات

کامثال الجبال ثم کانت لہ مخالفۃ واحدۃ فہو فی مشیۃ اللہ تعالی ان شاء یعاقبہ علیہا ثم
پہاڑ کی برابر اداکری پہر اوسکی اعمال میں کوئی گناہ بہی ہو تو وہ مشیت الہی میں ہی اگر چاہی تو اوس گناہ پر عذاب دیکر پہر

یعطیہ ثواب طاعاتہ وان شاء یغفرہا لہ ولا یعاقبہ علیہا ہذا اذا کانت الکبائر فیما بینہ وبین
اوسکو ثواب عبادات کا عطا کری اور اگر چاہی معاف کردی اور کچہہ عذاب نکری یہہ کیفیت جب ہی کہ وہ کبایر حقوق الہی ہون

اللہ تعالی واما اذا کانت علیہ تبعات وکانت لہ حسنات کثیرۃ فبقدر جزاء التبعات ینقص
اور اگر اوسکی ذمہ پر حقوق العباد ہون اور اوسکی حسنات کثرت سی ہون تو بہر موافق مقدار بدلہ حقوق عباد کی

من ثواب حسناتہ فاذا لم یبق لہ حسنۃ لکثرۃ ما علیہ من التبعات یحمل علیہ من اوزار من ظلمہ
ثواب حسنات کا کہٹایا جاویگا پہر جب اوسکی پاس کوئی حسنہ نرہیگا بسبب کثرت حقوق عباد کی تو اوسپر مظلوموں کا بوجہ ڈالا جاویگا

ثم یعذب علی الجمیع اذ قیل لو کان لرجل ثواب سبعین نبیا ولہ خصم واحد بنصف دانق لا یدخل
پہر سب کی بدلہ عذاب کہینچیگا اسلئی کہ کہتی ہین اگر ایک شخص کی پاس ستر نبیوں کا سا ثواب ہو اور اوسکا ایک مدعی ہو آدہی دانق کا تو وہ بہشت میں

الجنۃ حتی یرضی خصمہ وقیل یوخذ بدانق قسط سبعمائۃ صلوۃ مقبولۃ فتعطی للخصم ذکر القشیری
نہیں جاسکتا بدون راضی کئی مدعی کی اور کہتی ہین لیا جاویگا بعوض ایک دانق کی ثواب ستر مقبول نمازون کا پہر اوس مدعی کو دیدینگی قشیری نی

فی التحبیر اذا تقرر ہذا فالصنفان الاولان ہما المذکوران فی القرآن لانہ تعالی لم یذکر فی آیات الوزن
تحبیر میں ذکر کیا جب یہہ بات ٹہرچکی تو دونوں پہلی قسمیں وہ ہی قرآن میں مذکور ہین اسلئی کہ اللہ تعالی نی نہین ذکر کیا وزن کی آیتوں میں

الا من ثقلت موازینہ ومن خفت موازینہ وقطع لمن ثقلت موازینہ بکونہ من المفلحین
سوا اوسکی جو بوجہل ہون وزن اوسکی اور جو ہلکی ہون وزن اوسکی اور قطعی کردیا جسکی وزن بوجہل ہون کہ سعادت مند وہی ہی

وفی العیشۃ الراضیۃ ولمن خفت موازینہ بخلودہ فی النار بعد ان وصفہ بالکفر وبقی الذین
اور آرام پسندیدہ میں ہی اور جسکی وزن ہلکی ہون کہ ہمیشہ کو دوزخی ہی بعد اسکی کہ بیان کیا اوسکا کفر اور باقی رہی وہ لوگ

یوخذ بدانق قسط سبعمائۃ صلوۃ مقبولۃ

خلطوا عملا صالحا واخر سیئا فبینہم النبی علیہ السلام حیثما ذکر انفا ثم ینصب الصراط علی جہنم
جنہوں نے اعمال نیک اور بد کو ملا دیا ہے اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ابہی ذکر آچکا پہر صراط کو دوزخ کی اوپر تان دینگی

قال بعض العلماء یکون طرفہ الاول فی ارض القیمۃ وطرفہ الاخر فی ارض الجنۃ وارض القیمۃ تکون
بعضی علماء یہہ کہتی ہیں کہ اوسکا پہلا سرا قیامت کی میدان میں ہوگا اور دوسرا سرا بہشت کی زمین میں ہوگا اور قیامت کا میدان

علی النار ویکون اجتماع الخلائق باسرہم علیہا وتفور النار حتی تعلو من جوانبہا وتحیط باہل المحشر
دوزخ کی اوپر ہوگا اور انبوہ تمام خلقت کا اوسی جگہہ ہوگا اور جوش میں آویگی آگ اتنا کہ اوبہر جاویگی ہرطرف سے اور گہیر لیگی اہل محشر کو

حتی لا یبقی للجنۃ طریق الا الصراط فلا یکون الذہاب الی الجنۃ الا علی الصراط وقد ورد فی الحدیث
اتنا کہ جنت میں جانیکا کوئی واستہ نہ بچیگا سوای صراط کی سوکوئی صورت جنت میں جانیکی نہوگی سوائی طریقہ کو اور حدیث میں آیا ہی

انہ ادق من الشعر واحد من السیف ویجوزہ الناس بقدر اعمالہم یجوز بعضہم کالبرق الخاطف وبعضہم
کہ صراط بال سی زیادہ باریک ہی اور تلوار سی زیادہ تیز اوسپر کو لوگ گذرینگی اپنی اپنی اعمال کی موافق بعضی ایسی گذر جاوینگی جیسی چمک بجلی کی اور بعضی

کالریح العاصف وبعضہم کالفرس الجواد وبعضہم یعدو عدوا وبعضہم یمشی مشیا حتی یکون اخر
مانند آندہی تند کی اور بعضی مانند تیز رو گہوڑی کی اور بعضی خوب دوڑتی ہوں گی اور بعضی جیسی ہوئی جاتی ہوں گی ایسا کہ سب سی پچہلا

من یجوزہ یحبو حبوا فیقول یا رب ابطأت بی فیقول الرب تعالی لم ابطئ بک انما ابطأ بک عملک وبعضہم
جاویگا گہسٹتا ہوا یہہ عرض کریگا یا رب تو نی مجہکو دیر لگادی پہر اللہ تعالی فرماویگا میں نی تجہکو دیر نہیں لگائی تجہکو تیری اعمال نی دیر لگائی اور بعضی

یجر رجلاہ ویتعلق یداہ وبعضہم یسقط علی وجہہ الی جہۃ النار ویتلقونہ الزبانیۃ بالسلاسل
اپنی پانو کہینچتی ہوں گی دونو ہاتہوں سی پکڑی ہوی اور بعضی منہہ کی بل دوزخ کی اندر گر پڑیں گی اور دوزخ کی موکل اوسکو زنجیر

والاغلال ویقولون لہ اما نہیت عن کسب الاوزار اما حذرت من عذاب النار فتفکر یا مسکین اذا
اور طوق میں جکڑ لینگی اور اوسی کہینگی کیا تجکو گناہوں سی منع نہیں کیا تہا اعمال بد سی کیا تجہکو ڈرایا نہیں تہا دوزخ کی عذاب سی اب تصور کرلی او مسکین جب

نظرت الی جہنم وانت علی الصراط مع ضعف حالک وثقل اوزارک علی ظہرک والخلائق بین یدیک
تو نظر کریگا دوزخ کی طرف اور تو صراط کی اوپر ہوگا حالت تیری ناتوان اور بوجہہ گناہوں کا تیری کمر پر اور تمام خلق تیری سامنی

کیف یزلون ویسکبون فتعلو رجلہم وتسفل رؤسہم الی جہۃ النار ومما یکون فی الیوم الاخر من احوال الاخرۃ
کیونکر او تریں گی اور گرینگی پہر پانو اوپر کو ہو جاوینگی اور سر نیچی کو دوزخ کی طرف اور منجملہ حالات اخروی کی جو قیامت کی دن پیش آویگا

الشرب من الحوض فان لکل نبی حوضا یشرب منہ مع امتہ وحوض نبینا علیہ الصلوۃ والسلام اکبر
حوض میں سی پانی پینا ہی ہر ہر نبی کا ایک ایک حوض ہوگا اوسمیں سی پانی پیویگا اپنی امت کی ساتہہ اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سی بڑا

من غیرہ متسع الجوانب والزوایا مقدار مسیرۃ شہر کما روی عن عبد اللہ عمرو بن العاص انہ علیہ
ہوگا کہلی ہوی کناری اور کونی بمقدار سفر ایک مہینی کی چنانچہ روایت ہی عبد اللہ بن عمرو بن عاص سی کہ فرمایا

الصلوۃ والسلام قال حوضی مسیرۃ شہر وزوایاہ سواء وماءہ ابیض من اللبن واحلی من العسل و
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی میرا حوض برابر سفر ایک مہینہ کی ہی کونی اوسکی برابر یعنی قائم ہیں اور اوسکا پانی دودہ سی زیادہ سفید اور شہد سی زیادہ شیرین

ریحہ اطیب من المسک وکیزانہ کنجوم السماء من یشرب منہ فلا یظمأ ابدا فقد دل ہذا الحدیث
اور اوسکی خوشبو مشک سی زیادہ پاکیزہ اور اوسکی آبخورہ برابر گنتی آسمان کی ستاروں کی جسنی اوسمیں سی پیا کبہی پیاسا نہوگا یہہ حدیث دلالت کرتی ہی

علی ان من شرب منہ لا یعذب بالعطش ابدا لکن یزاد عنہ من بدل وغیر لما روی عن سہل بن
کہ جسنی اوسمیں سی پانی پیا اوسکو عذاب پیاس کا کبہی نہو دیگا لیکن ہٹادی جاوینگی حوض پر سی وہ لوگ جنہوں نی دین کو بدلا اور بدعت پیدا کی اسی کہ روایت ہی سہل

سعد انه علیه الصلوة والسلام قال انا فرطکم علی الحوض من مر علیّ یشرب ومن شرب لا یظمأ ابدا
سعد سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تمہارا میر منزل ہوں حوض پر جو شخص میری تک آویگا سو پیویگا اور جو شخص پیویگا کبھی پیاسا نہو گا

لیردن علیّ اقوام اعرفهم ویعرفوننی ثم یحال بینی وبینهم فاقول انهم منی فیقال لا تدری ما احدثوا
البتہ آوینگی مجھہ تک وہ قوم کہ میں اونکو پہچانونگا وہ مجھی پہچانینگی پھر میری اور اونکی بیچ میں پردہ کیا جائیگا میں کہونگا یہہ تو میری ہی ہیں جواب آویگا آپ کو خبر نہیں جو نئی

بعدك فاقول سحقا سحقا لمن غیّر بعدی فانه علیه السلام انما یعرف امته فی ذلك الیوم لورودهم
بعد آپ کی پھر میں کہونگا دور دور جسنی دین کو بدلا میری بعد پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی پہچانینگی اپنی امت کو اوس روز کہ وہ آوینگی آپکی پاس

علیه غرا محجلین من اثر الوضوء کما روی عن حذیفة انه علیه السلام قال حوضی لهو اشد بیاضا
اونکہ منہہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سی چنانچہ روایت ہی حذیفہ سی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا حوض البتہ بہت سفید ہی

من الثلج واحلی من العسل وانیته اکثر من عدد النجوم وانی لاصد الناس عنه کما یصد الرجل ابل
برف سی اور بہت شیرین ہی شہد سی اور اوسکی برتن یعنی کوزہ بہت زیادہ ہیں ستارونکی گنتی سی اور میں البتہ روکونگا غیر لوگون کو جیسے روکتا ہی کوئی شخص

الناس عن حوضه قالوا یا رسول الله اتعرفنا یومئذ قال نعم لکم سیماء لیست لاحد من الامم
غیر کی اونٹ کو اپنی حوض پر سی پوچھا یا رسول اللہ کیا تم پہچانوگی ہمکو اوس روز فرمایا ہان تمہارا چہرہ ایسی ہونگی جو کسیکی تمام امتوں میں سی نہونگی

تردون علیّ غرا محجلین من اثر الوضوء فهذه الاحادیث قد دلت علی کون الحوض یوم القیمة حقا لکن
تم میری پاس آوگی اونکہ منہہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سی ان حدیثوں سی معلوم یہہ ہوا کہ قیامت کی دن حوض حق ہی لیکن

اختلف فیه هل هو قبل الصراط وبعده وهل هو قبل المیزان او بعده فقال بعضهم انه یکون بعد الصراط
اختلاف اسمیں ہی کہ آیا وہ صراط سی پہلی ہی یا صراط کی بعد اور آیا وہ میزان سی پہلی ہیں یا پیچھی سو بعضی کہتی ہیں کہ حوض صراط کی بعد ہوگی

اذ لو کان فی الموقف لما دخل النار من شرب منه لانه علیه السلام قال من شرب منه لا یظمأ ابدا وقد
کیونکہ اگر وہ موقف میں ہوتی تو دوزخ میں کبھی نہ جاتا جو اوسمیں سی پی لیتا اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو اوسمیں سی پیویگا کبھی پیاسا نہوگا اور

ثبت ان بعضا من عصاة المؤمنین یدخلون النار ثم یخرجون منها بسبب الایمان فمتی یکون
بیشک یہہ ثابت ہی کہ بعضی گنہگار مؤمن دوزخ میں ڈالی جاوینگی پھر اوسمیں سی نکلینگی بسبب ایمان کی پھر اونکو پیاس کب میسر ہوگا

شربهم منه وهذا القول لیس بصحیح بل الصحیح انه یکون فی الموقف قبل الصراط وقبل المیزان لان
اور یہہ قول صحیح نہیں ہی بلکہ صحیح یہہ ہی کہ حوض موقف میں ہوگا صراط سی پہلی اور میزان سی پہلی اسلئی

الناس یخرجون من قبورهم عطاشا فذلك یقتضی ان یکون الحوض قبلهما وقد روی البخاری عن
کہ بنی آدم قبروں میں سی پیاسی نکلینگی اسی معلوم ہوتا ہی کہ حوض ان دونوں سی پہلی ہوگا اور بخاری نی روایت کی ہی

ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال بینا انا قائم علی الحوض اذا زمرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل
ابو ہریرہ سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک وقت میں حوض پہ کھڑا ہونگا چانچک ایک گروہ پیدا ہوگا ایسا کہ جب میں اونکو پہچانونگا تو

من بینی وبینهم فقال لهم هلم فقلت الی این قال الی النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا بعدك
میری اور اونکی بیچمیں ایک شخص آجاویگا وہ شخص کہیگا اونسی چلو میں پوچھونگا کدہر کو کہیگا دوزخ میں قسم خدا کی میں کہونگا کہ انکا کیا حال ہی کہیگا یہہ لوگ پھر گئی تہی بعد آپکی

علی ادبارهم قهقری ثم اذا زمرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل من بینی وبینهم فقال لهم هلم فقلت
پھر پشت اولٹی پانوں پھر چانچک ایک گروہ ہوگا ایسا کہ جب میں اونکو پہچانونگا پیدا ہوویگا ایک شخص بیچمیں میری اور اونکی وہ اونسی کہیگا چلو میں پوچھونگا

الی این قال الی النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا علی ادبارهم فلا اری یخلص منهم الا مثل
کدہر کو وہ جواب دیگا دوزخ میں قسم اللہ کی میں کہونگا کیا حال ہی انکا وہ کہیگا یہہ پھر گئی تہی پس پشت اپنی سو معلوم نہیں ہوتا مجھی کہ بچی کوئی اونمیں سی مگر مانند

وليس الينا شئ فكيف نذم وكيف نعاقب ثم اجاب بان هذا الوعيد من الله تعالى سبب لحصول
ہماری اختیار مین کچھ بھی نہین ہی بہلا کہو ہمکو کیون سرزنش ہی اور کیون عذاب ہوتا ہی پہر اوسنی یہہ جواب دیا کہ اللہ تعالی کی اس دہمکی سی ہمکو اعتقاد حاصل ہوتا ہی

الاعتقاد فينا وحصول الاعتقاد سبب لهيجان الخوف وهيجان الخوف سبب لترك الشهوات وترك
اور اعتقاد حاصل ہونی سی دل پر خوف الٰہی خوب طاری ہوتا ہی اور خوف کی جوش سی شہوات نفسانی چہوٹتی ہی اور

الشهوات سبب للوصول الى جوار الله تعالى والله سبحانه وتعالى مسبب الاسباب ومرتبها
شہوات نفسانی کی چہوٹنی سی قرب الٰہی حاصل ہوگا اور اللہ تعالی ہی تمام اسباب کا بنانیوالا اور آراستہ کرنیوالا ہی

فمن سبق له السعادة في الازل يتيسر له هذه الاسباب حتى يقوده سلسلتها الى الخير ومن لم يسبق
پہر جسکو ازل مین سعادت نی جالیا اوسکو یہہ تمام اسباب میسر ہوجاتی ہین آخر کو وہی سلسلہ اوسکو خیر کی طرف کہینچ لیجاتا ہی اور جسکو

له السعادة يكون بعيدا عن سماع كلام الله تعالى وكلام رسوله وكلام العلماء واذا لم يسمع لا يعلم
سعادت حاصل نہوئی تو وہ کلام الٰہی سنی اور نہ کلام اوسکی رسول کی مانی اور نہ کلام علماء کی قبول کری اور جب کچہ سنا ہی نہ تو علم

واذا لم يعلم لا يخاف واذا لم يخف لا يترك الركون الى الدنيا وشهواتها واذا لم يترك الركون الى الدنيا
اور جب بی علم ہوا تو پہر کیا خوف ہوگا اور جب کچہ خوف ہی نہوا تو دنیا کی رغبت اور اوسکی ہوا ہوس کب چہوڑیگا اور جب دنیا کی رغبت

وشهواتها يكون من حزب الشيطان وان جهنم لموعدهم اجمعين

اور اوسکی ہوا ہوس دلین سی نہ گئین تو شیطان کی گروہ مین داخل ہوا اور بیشک دوزخ ان سبکا ٹہکانا ہی

المجلس الثامن في بيان من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام والمخالفة له

مجلس آٹہوین بیان مین اون لوگون کی جو بہشت مین جاوینگی اور جو شخص بہشت مین نہین جاوینگی رسول علیہ السلام کی فرمان بردارون اور مخالفون مین سی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل امتي يدخلون الجنة الا من ابى قالوا
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی میری تمام امت جنت مین داخل ہوگی سوای اوس شخصکی جو منکر ہوا

ومن ابى يا رسول الله قال من اطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد ابى هذا الحديث من صحاح
منکر کون ہی یا رسول اللہ فرمایا جسنی میرا کہا مانا وہ جنت مین داخل ہوگا اور جسنی میرا کہا نمانا وہ بیشک منکر ہوا یہہ حدیث مصابیح کی

المصابيح رواه ابو هريرة والمراد بالامة فيه يحتمل ان تكون امة الدعوة فعلى هذا فالابى هو الكافر
صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد امت سی اس حدیث مین شاید کہ امت دعوت ہو اس تقدیر پر منکر کافر ہی ہین

فيكون المعنى ان كل من امن بما جئت به من عند الله تعالى يدخل الجنة اما قبل دخول النار
پہر معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جو شخص یقین کریگا احکام کا جو مین اللہ کی طرف سی لایا ہون وہ جنت مین داخل ہوگا یا تو بدون داخل ہونی دوزخ کی

او بعد الخروج منها ومن ابى وامتنع عن الايمان بما جئت به من عند الله تعالى لا يدخل الجنة
یا دوزخ سی نکل کر اور جو شخص منکر ہوا اور باز رہا ایمان سی اون احکام پر جو مین لایا ہون اللہ کی طرف سی تو وہ جنت مین ہرگز نہین جاویگا

اصلا بل يبقى في النار ابدا لا باد ويحتمل ان يكون المراد بالامة امة الاجابة فعلى هذا فالابى هو
بلکہ ہمیشہ کو دوزخ ہی مین پڑا رہیگا اور شاید مراد اس امت سی امت اجابت یعنی اہل اسلام ہون اس تقدیر پر منکر وہ ہین جو

العاصي من امته عليه الصلوة والسلام فيكون المعنى من اطاعني بعد ما امن بي وتمسك بسنتي
گنہ مین مبتلا ہین امت نبوی سی صلی اللہ علیہ وسلم اب معنی حدیث کی یہہ ہین جسنی میرا کہا مانا مجہہ پر ایمان لاکر اور میری طریق مسنون پر عمل کیا

وعمل بشريعتي يدخل الجنة ولا يدخل النار اصلا ومن ابى بعد ما امن بي وامتنع عن تمسك بسنتي
اور میری شریعت کو برتا وہ جنت مین داخل ہوگا اور دوزخ مین ہرگز نہین جاویگا اور جو منکر ہوا ایمان لاکر اور باز رہا میری سنت کی عمل سی

والعمل بشریعتی واتبع هواه وضل عن سواء السبیل یبقی فی مشیة الله تعالی ان شاء یعفو عنه
اور میری شریعت کی برتنی سی اور پیچھی لگا اپنی ہواوہوس کی اور بہکا سیدہی راہ سی تو وہ خدا کی مشیت مین ہی چاہی اوسکو معاف کر کی
ویدخل الجنة بلا عذاب وان شاء یدخله النار ویعذبه فیها بقدر ذنبه ثم یخرجه منها ویدخله
بلا عذاب جنت مین داخل کری اور چاہی اوسکو دوزخ مین داخل کری اور موافق گناہون کی اوسمین عذاب دیکر پہر اوسمین سی نکال کر جنت مین داخل کری
الجنة والحاصل ان من اطاع مولاه وجاهد نفسه وهواه وخالف شیطانه ودنیاه یکون
اور حاصل یہہ ہی کہ جسنی اپنی مولی کی اطاعت کی اور مجاہدہ کیا اپنی جان سی اور ہوس سی اور مخالفت کی شیطان اور دنیا سی تو
الجنة منزله ومأواه ومن تمادی فی غیه وعصیانه وارخی فی الدنیا زمام طغیانه ووافق
جنت اوسہی کا گہر اور ٹہکانا ہی اور جو شخص کہپارہا اپنی کجی اور نافرمانی مین اور ڈہیلی ڈالدی دنیا مین باگ سرکشی کی اور پیروی کرتا رہا
هواه فی لذاته وشهواته یکون النار اولی به اذ قال الله تعالی فاما من طغی واثر الحیوة الدنیا فان
اپنی خواہش کی لذت اور شہوات مین تو دوزخ اسہیکی لئے سزاوار ہی اسلئے کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی سو جسنی شرارت کی اور بہتر سمجہا دنیا کا جینا سو
الجحیم هی المأوی واما من خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوی فان الجنة هی المأوی وروی عن
دوزخ ہی ہی ٹہکانا اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی اور روکا جی کو چاؤ سی سو بہشت ہی ٹہکانا اور روایت ہی
ابی هریرة انه علیه السلام قال لا یدخل النار الا شقی قیل ومن الشقی یا رسول الله قال من لم یعمل
ابو ہریرہ سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا دوزخ مین کوئی داخل نہوگا سوای شقی کی کسینی پوچہا شقی کون ہوتا ہی یا رسول اللہ فرمایا جسنی
الله بطاعة الله ومن لم یترک له معصیة فهو شقی وروی عن شداد بن اوس انه علیه السلام
خدا کی واسطی طاعت نکی اور جسنی اوسکی خوف سی گناہ کو نچہوڑا وہ شقی ہی اور روایت ہی شداد بن اوس سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا چالاک عاقل
قال الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله فانه
وہ ہی جسنی خدا کی واسطی اپنی جان جہکادی اور آخرت کی واسطی عمل کیا اور عاجز نادان وہ ہی جو اپنی جان سی ہوا ہوس کی پیچہی پڑا رہا اور اللہ سی بیجا آرزو لگی
علیه الصلوة والسلام بین فی هذا الحدیث ان العاقل من بذل نفسه ویجعلها مطیعة لامر
رسول علیہ الصلوة والسلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ ہوشیار وہ شخص ہی جو خوار کری اپنی جان کو اور اپنی جان کو امر الہی کی تابع بنادی
الله تعالی ویحاسبها فی الدنیا قبل ان یحاسب فی الاخرة فان وجدها عملت خیرا یشکر الله تعالی
اور اوسکا حساب دنیا مین سمجہ لی آخرت مین حساب ہونی سی پہلی پہر اگر معلوم ہو کہ اوسی اعمال خیر عمل مین آئی تو اللہ کا شکر بجا لاوی
وان وجدها عملت شرا یستغفر الله تعالی ویتوب الیه ویتاسف علی ما ضیع من عمره ویستعد
اور اگر یہہ معلوم ہو کہ اعمال بد کئی ہین تو اللہ سی بخشش طلب کری اور اوسکی طرف رجوع کری اور اپنی عمر کی بربادی پر افسوس کری اور اپنی آخرت کی لئی سامان کری
لعاقبة امره بالتوجه الی صالح عمله والتنصل من سالف زلله والاشتغال بعبادة ربه فی جمیع احواله
نیک عمل کی طرف متوجہ ہو اور گذری ہوئی لغزشون سی بیزار ہو اور اپنی پروردگار کی عبادت کا ہر وقت شغل رکہی
فهذا هو الزاد لیوم المعاد والاحمق من یقصر فی امر مولاه ویسعی فی تحصیل هواه وهو مع تقصیره
یہہ ہی توشہ معاد کی دن کا اور احمق وہ ہی جو اپنی مولی کی کہا ماننی مین قصور اور اپنی خواہش حاصل کرنی مین کوشش کری اور وہ تقصیر بہی کہ
فی طاعة ربه واتباع شهوات نفسه یتمنی علی الله تعالی فهذا هو الغرور لانه تعالی امر ونهی ثم
اپنی رب کی طاعت مین قاصر ہی اور اپنی نفس کی خواہش مین لگا چلا جاتا ہی اللہ سی آرزوئین مانگتا ہی لیس غرور یہہ ہی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی امر بہی کیا اور نہی بہی کی پہر
قال وان لیس للانسان الا ما سعی وروی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال ما من احد یموت
فرمایا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو اوسنی کمایا اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ایسا کوئی نہین جو مر کر

الاندم قالوا وما ندامته یارسول الله قال ان کان محسنا ندم ان لایکون ازداد وان کان
پچتاوی نہین عرض کیا پچتاوا کیا ہوگا یارسول اللہ فرمایا اگر وہ شخص نیکو کار ہی تو پچتاویگا کہ مینی کیون نہین زیادہ عمل کیا اور اگر
مسیئا ندم ان لایکون نزع فیا ایها العاقل لاتضیع عمرک فی الغفلة فاجتهد فی تحصیل امتعة
بدکار ہی تو پچتاویگا کیون نہین باز رہا پس ای شخص ہوشیار غفلت مین اپنی عمر برباد مت کر سامان آخرت کی پیدا کرنی مین کوشش کر
الاخرة قبل ان یجیٔ یوم لاتقدر علی تحصیلها فی ذلک الیوم فانک عن قریب تعاین ذلک الیوم فتندم
اس سی پہلی کہ وہ دن آپہنچی کہ پھر تجھکو اوس روز حاصل کرنی کی کچھ طاقت نرہیگی تو ابھی نزدیک اوس دن کو دیکھ لیگا پھر
علی ما فات من عمرک ولاینفعک الندم قال الامام الغزالی فی رسالته المسماة بایها الولد انی رایت
غفلت مین عمر برباد کی ہوئی پر پچتاویگا اور اس ندامت سی کچھ فائدہ نہوگا امام غزالی اپنی رسالہ مین ایہا الولد جسکانام ہی کہتی ہین مینی
فی الانجیل ان المیت من ساعة ان یوضع علی الجنازة الی ان یوضع الی شفیر القبر یسئله تعالی
انجیل مین دیکھا ہی کہ مردہ سی اتنی عرصہ مین کہ اوسکو جنازہ پر رکھہ کر قبر کی کناری پر لیجا کر رکھین اللہ تعالی اپنی عظمت سی
بعظمته اربعین سؤالا اوله یقول عبدی طهرت منظر الخلق سنین وما طهرت منظری
چالیس سوال پوچھتا ہی پہلی یہہ ہی فرماتا ہی ای میری بندی پاکیزہ کیا تونی اپنی تن بدن کو برسون تک اور میری نظر گاہ کو
ساعة فانه ینظر فی قلبک کل یوم ویقول ما تصنع بغیری وانت محفوف بخیری اما انت اصم
ایکدم پاک نکیا کیونکہ اللہ تعالی ہر روز تیری دلکی طرف دیکھتا ہی اور فرماتا ہی توکیا کیا کرتا ہی اورون کی واسطی اور تو گھرا ہوا ہی میری انعام سی کیا تو بہرا ہی
لاتسمع وقد قال ابو سلیمان الدارانی لو لم یبک العاقل فیما بقی من عمره علی فوت ما مضی منه
سنتا نہین ابو سلیمان دارانی کہتی ہین اگر عاقل افسوس سی نہ روی اپنی بقیہ عمر مین بی عبادت غفلت مین گذری ہوئی عمر پر
فی غیر الطاعة لکان خلیقا ان یحزنه ذلک الی الممات قال الامام الغزالی انما قال هذا لان
تو اوسکو لایق ہی کہ مرتی دم تک اسیغم مین رہی امام غزالی کہتی ہین ابو سلیمان نی یہہ بات اسلئی کہی ہی کہ
العاقل اذا ملک جوهرة نفیسة وضاعت منه فی غیر فائدة یبکی علیها لامحالة فاذا ضاعت
عاقل کو اگر کوئی نفیس جوہر ہاتھ آجاتا ہی اور پھر وہ اوسکی ہاتھ سی بی فائدہ جاتا رہی تو بیشک اوسکی غم مین روتا ہی پھر اگر وہ جوہر
منه وصار ضیاعها سببا لهلاکه یکون بکاؤه اشد فکل ساعة من العمر بل کل نفس منه
بی فائدہ گم ہوکر باعث ہو اوس شخص کی تباہی کا تو اور بہی زیادہ تر روتا رہیگا پس ہر ہر ساعت عمر کی بلکہ ہر ہر دم عمر کا
جوهرة نفیسة لاخلف لها ولابدل لها لانها صالحة لان یوصلک الی سعادة الابد وینقذک
ایک نفیس جوہر ہی جسکا نہ کچھ عوض ہی اور نہ بدلہ کیونکہ وہ عمر اس قابل ہی کہ تجھکو سعادت ابدی مین پہنچادی اور
من شقاوة السرمد وای جوهر انفس من هذه الجوهرة فاذا ضیعتها فی الغفلة فقد خسرت خسرانا
شقاوت دائمی سی بچادی اور کونسا جوہر اس جوہر سی زیادہ نفیس ہوگا جب تونی اسکو غفلت مین برباد کیا تو تو صاف بڑی ہی ٹوٹی مین
مبینا فاذا صرفتها الی المعصیة فقد هلکت هلاکا مبینا فان کنت لاتبکی علی هذه المعصیة
مبتلا ہوا پھر اگر تونی اوسکو گناہون مین صرف کیا پھر تو ظاہر کہ تو خوب تباہ ہوا پھر اگر تو اس خطا پر افسوس کرکی نہین روتا
فذلک لجهلک فمصیبتک لجهلک اعظم من کل مصیبة لکن الجهل مصیبة لایعرف صاحبه
تو یہہ تیری جہالت ہی تیری جہالت کی مصیبت تمام مصیبتون سی بدتر ہی لیکن جہالت ایسی مصیبت ہوتی ہی کہ جاہل اوسکو
کونه مصیبة لان نوم الغفلة یحول بینه وبین معرفته والناس نیام فاذا ماتوا انتبهوا
مصیبت نہین سمجھتا کیونکہ خواب غفلت حایل ہوکر نہین سمجھنی دیتی اور آدمی اب تو سوتی ہین جب مرینگی تو جاگینگی

فعند ذلك ينكشف لكل مفلس افلاسه ولكل مصاب مصيبته فان الناس فی الاخرة ينقسمون الی عدة

اوس وقت ہر مفلس کو اوسکا افلاس کہل جاویگا اور ہر مبتلا کو اوسکی مصیبت معلوم ہوجاویگی بیشک بنی آدم آخرت میں کئی قسم پر ہونگی

اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم

پہلی قسم وہ جو اپنی مراد کو پہنچی وہ وہ لوگ ہین جنکی حق مین اسد تعالی فرماتا ہی سو کسی جیکو معلوم نہین جو چہپا دہرا ہی انکی واسطی

مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ قال النبی علیه السلام حكاية عن الله تعالى انی اعددت لعبادی

ٹہنڈک انکہون کی بدلہ اوسکا جو عمل کرتی تہی نبی صلی اسد علیہ وسلم اسد تعالی کی طرف سی بطور حکایت کی فرماتی ہین میں نی اپنی نیک کاربندون کی واسطی

الصالحين ما لا عين رات ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر القسم الثانی قسم الهالكين وهم

وہ سامان تیار کیا ہی جو نہ کسی آنکہہ نی دیکہا اور نہ کانون نی سنا اور نہ کسی دل پر خطرہ مین گذرا اور دوسری قسم ہالکین کی ہی وہ وہ لوگ ہین

الذين كذبوا بالحق ولم يصدقوا به فان سعادة الاخرة لا تكون الا فی القرب من الله تعالى والنظر اليه

جنہون نی حق کو جہٹلایا اور اوسکی تصدیق نکی بیشک سعادت آخرت کی بجز قرب الہی اور خدا کی دیدار کی نہین ہی

وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التی يعبر عنها بالايمان والتصديق وهم لما كذبوا بالحق ولم يصدقوا به

اور یہہ مرتبہ بدون معرفت کی جسکو ایمان اور تصدیق کہتی ہین حاصل نہین ہوسکتا ان لوگون نی ازبسکہ حق کو جہٹلایا اور تصدیق نکی

كانوا بعيدا عنه وهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون وكل محجوب عن ربه يكون هالكا معذبا بنار الفراق

تو اس سعادت سی دور ہونگی اور وہ اپنی رب سی اوس روز البتہ اوٹ مین ہونگی اور جو شخص اپنی رب سی اوٹ مین رہا ہلاک ہووےگا جدائی کی آگ مین

ونار جهنم ابد الاباد والقسم الثالث فيه قسم المعذبين وهم الذين تحلوا باصل الايمان لكنهم قصروا فی العمل

اور دوزخ کی آگ مین ہمیشہ کو جلتا رہیگا اور تیسری قسم اسمین وہ جو عذاب دئی جاوینگی وہ لوگ ہین جنہون نی اصل ایمان تو حاصل کیا پر عمل مین جو سزاوار

بمقتضاه فان راس الايمان التوحيد وهو نفی الشرك وهو اعتقاد العبد ان الله تعالى واحد فی ذاته وصفاته

ایمان کی تہا کوتاہی کی کیونکہ جزو اعظم ایمان کا توحید ہی یعنی نفی شرک کی اور وہ یہہ ہی کہ آدمی یہہ اعتقاد کری کہ اسد تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات

وافعاله وكل ما يظهر فی العالم لا يظهر الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو فعلى هذا

اور افعال مین اور عالم مین جو گذرتا ہی ہرگز نہین پیدا ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور پرستش کی سوا اوسکی اور کوئی قابل نہین ہی اس تقریر کی موافق

كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول انی اعتقدت انه تعالى واحد فی ذاته وصفاته وافعاله

جو شخص زبان سی کہتا ہی لا الہ الا اسد گویا وہ کہتا ہی مین نی یقین کیا کہ اسد تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین

ولا يظهر فی العالم شیء الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو وانی التزمت عبادته

اور عالم مین کوئی امر پیدا نہین ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور کوئی نہین سزاوار پرستش کا سوا اوسکی اور میری ذمہ ہی اوسکی عبادت

ولا اعبد الا اياه وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه وهو موحد بلسانه

اور مین کسیکی عبادت نکرونگا سوای اوسکی اور یہہ اقرار کرکر جو شخص اپنی ہوا ہوس کی پیچہی پڑی تو اوسنی بیشک اپنا معبود ہوا ہوس کو ٹہرالیا اب وہ شخص فقط زبان سی

فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقامة عليه ومن لم يستقم عليه ولو فی امر يسير بل اتبع هواه

توحید کا قائل ہی اور توحید بدون استقامت کی پوری نہین ہوتی اور جو شخص توحید پر قایم نرہی اگرچہ ادنی کام مین بلکہ وہ اپنی ہوا ہوس کی پیچہی پڑی

ولو فی فعل قليل يكون خارجا عن سواء السبيل وذلك قادح فی كمال التوحيد ولعدم خلو بشر عن

اگرچہ چہوٹی سی کام مین وہ سیدہی رستہ سی بیراہ ہی اور اسی کمال توحید کو بٹا لگتا ہی اور اسلئی کہ اکثر آدمی اکثر اوقات کامل توحید پر

ذلك فی غالب الامر قال الله تعالى وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فيكون ورود كل احد على النار متيقنا وانما

قایم نہین رہتی اسد تعالی فرماتا ہی ایسا کوئی نہین جو اوسپر گذری پس یقینا آگ سب کی گذرگاہ ہی

الثلث فيمن ينجو منها وقد جاء فى بعض الاخبار ما يدل على ان اخر من يخرج منها يخرج بعد سبعة الاف
تک اوسمین ہی کہ کون کون نجات پاویگا بعضی حدیثوں میں ایسا آیا ہی جس سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سب سی پیچھی دوزخ میں سی نکلنی والا سات ہزار برس کی بعد نکلیگا
سنة وبعضهم يجوز منها كبرق خاطف فلا يكون له فيها لبث وبعضهم يمكث فيها لحظة وبين اللحظة
اور بعضی اوسمیں سی ایسی گذر جاوینگی جیسی چمکتی بجلی ایسی شخصکو دوزخ میں ذرہ بہر درنگ نہوگی اور بعضی دوزخ میں لحظہ بہر ٹہرینگی ایک لحظہ سی
وسبعة الاف سنة درجات متفاوتة من اليوم والاسبوع والشهر والسنة والسنتين وسائر العدد
سات ہزار برس کی اندر اندر بہت سی درجہ متفاوت ہیں جیسی ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ ایک برس دو برس اور باقی تمام گنتی
واما الاختلاف بالشدة فلا نهاية لاعلاه وادناه التعذيب بالمناقشة فى الحساب فان اختلاف عذاب
اور یہ حال سختی کا اوسکی اعلی درجہ کا تو کچہہ ٹہکانا نہیں اور کم سی کم عذاب حساب کی گرفت ہی سختی سی کیونکہ اختلاف آخرت کی عذاب کا
الاخرة وثوابها بحسب قوة الايمان وضعفه وكثرة الطاعات وقلتها وكثرة الذنوب وقلتها وشواهد
اور ثواب کا موافق ایمان کی قوت اور سستی کی ہی اور باعتبار زیادتی اور کوتاہی عبادت کی اور بلحاظ کثرت اور قلت گناہوں کی اور گواہ
هذا فى القران قوله تعالى اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم وقوله تعالى وان ليس للانسان الا
اسکی قرآن میں ہیں قول اللہ تعالی کا آج بدلا دی جاویگی ہر جان جو جو اوسنی کیا تہا آج ظلم نہیں ہی اور قول اللہ تعالی کا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی
ما سعى وقوله تعالى فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وغير ذلك مما ورد فى كتاب
جو کمایا اور قول اللہ تعالی کا سو جسنی ذرہ بہر بہلائی کی وہ دیکہہ لیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہہ لیگا اور سوا اسکی جو اور کتاب مجید میں
الله تعالى وسنة رسوله من كون الثواب والعقاب جزاء الاعمال فعلى هذا كل من احكم اصل الايمان
اور سنت رسول یعنی حدیث میں وارد ہی کہ ثواب اور عذاب دونو بدلا کئی کا ہی پس اس بیان کی موافق جسنی اصل ایمان کو درست اور محکم کیا
واحسن جميع الفرايض التى هى الاركان الخمسة للاسلام باتيان كلمتى الشهادة واقامة الصلوة وايتاء الزكوة
اور تمام فرایض اچہی طرح ادا کئی یعنی پانچوں رکن اسلام دونو کلمی شہادت کی پڑہی اور نماز کو قایم رکہی اور زکوہ ادا کرتا رہا
وصوم رمضان وحج البيت واجتناب الكبائر ولم يصدر منه الا صغائر متفرقة من غير ان يصر عليها
اور روزی رمضان کی رکہی گیا اور حج بیت اللہ کا کیا اور کبیرہ گناہوں سی بچتا رہا اور اوسی سوا متفرق صغیرہ بدون اصرار کی یعنی دہٹہ جانی کی کوئی عمل میں
وادنى معنى ارتكاب الكبائر والاصرار على الصغائر بمعنى الاكثار فيها سواء كانت من نوع واحد ومن
اور کم سی کم کبیرہ عمل کرنی سی اور صغیرہ پر اصرار کرنیسی مراد یہہ ہی کہ اکثر اوقات اوسمیں مبتلا رہی برابر ہی کہ وہ گناہ ایک ہی طرح کا ہو یا
انواع مختلفة يشبه ان يكون عذابه بالمناقشة فى الحساب فاذا حوسب يرجح حسناته على سياته
کئی طرح کی ہوں تو قریب بیقین ہی کہ ایسی شخصکا عذاب حساب میں سخت گیری کا ہو پہر جب حساب ہو چکیگا تو اوسکی حسنات کو برائیوں پر غلبہ ہو جاویگا
اذ قد جاء فى الحديث ان الصلوت الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن
اسواسطی کہ حدیث میں آیا ہی کہ بیشک پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک اوتارتی ہیں بیچ کی صغیرہ گناہوں کو
سوى الكبائر وكذا اجتناب الكبائر مكفر للصغائر بحكم نص القران وهو قوله تعالى ان تجتنبوا كبائر
سوای کبیرہ گناہوں کی اور ایسی ہی کبیرہ گناہ سی بچتی رہنا اوتارتا ہی صغیروں کو قرآن کی صاف حکم سی وہ یہہ قول اللہ تعالی کا ہی اگر تم بچتی رہوگی بڑی عملوں سی
ما تنهون عنه نكفر عنكم سياتكم واقل درجات التكفير ان يدفع العذاب اذا لم يدفع الحساب
جو تمکو منع ہوئی ہیں تو ہم اوتار دینگی تمسی گناہ تمہاری اور کم سی کم درجہ معافی کا یہہ ہی کہ عذاب موقوف ہو اگر حساب موقوف نہو
وكل من هذا حاله يكون ممن ثقلت موازينه فهو فى عيشة راضية هذا حال من اجتنب جميع الكبائر
اور ایسی ہی لوگ ہونگی جنکی تولیں بہاری ہونگی سو وہ نہایت پسندیدہ ارام میں ہیں یہہ حال تو اوسکا ہی جو تمام کبایر سی بچتا رہا

وادى جميع الفرائض واما من ارتكب بعضا من الكبائر او ترك بعضا من الفرائض فانه ان تاب توبة

اور ایسی تمام فرایض ادا کئی اور جسنی کچھہ کچھہ کبیرہ گناہ بہی کئی اور کوی کوی فرض بہی ادا نکیا تو ایسی شخص نی اگر کامل توبہ کی

نصوحا قبل قرب الاجل يلتحق بمن لم يرتكب ذنبا لان التائب من الذنب كمن لا ذنب له والثوب المغسول

حالت نزع سی پہلی تو یہہ اوتین شامل ہی جسنی کوئی گناہ نہین کیا اسلئی کہ گناہ سی توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسی بی گناہ اور دہویا ہوا کپڑا ایسا ہوتا ہی

كالثوب الذى لم يتوسخ وان لم يتب بل مات قبل التوبة فامره مخطر عند الموت اذ ربما يكون موته على

جیسی میلا نہین ہوا اور اگر توبہ نہین کی بلکہ توبہ سی پہلی مرگیا تو اوسکی حق مین مرتی وقت کا اندیشہ ہی اسواسطی اکثر اوقات ایسی موت

الاصرار سببا لزوال ايمانه فيختم له بسوء الخاتمة ويبقى فى جهنم ابد الاباد وان لم يختم له سوء الخاتمة

اصرار پر باعث ایمان کی زوال کی ہوجاتی ہی پہر اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو دوزخ مین پڑا رہیگا اور اگر اوسکا خاتمہ بد نہوا

بل مات على الايمان فان لم يعف الله تعالى يعذب عذابا يزيد على عذاب المناقشة فى الحساب ويكون

بلکہ ایمان سی موا پہر اگر اللہ تعالی نی معاف نکیا تو اوسکو ایسا عذاب ہوگا جو حساب مین سخت گیری کی عذاب سی زیادہ ہو اور

كثرة العقاب من حيث المدة بحسب كثرة الاصرار ومن حيث الشدة بحسب شدة قبح الكبائر ومن حيث

افزایش عذاب کی درازی مدت سی باعتبار زیادتی اصرار کی ہوگی اور افزایش سختی مین باعتبار سختی گناہ کی ہوگی اور

اختلاف النوع بحسب اختلاف انواع المعاصى وعند انقضاء مدة العقاب ينزل فى درجات اصحاب

تبدیل عذاب کی باعتبار تبدیل گناہ کی یعنی جیسا گناہ ویسا ہی عذاب ہوگا اور بعد گذرجانی مدت عذاب کی وہ شخص اونکی مرتبہ مین شامل ہوویگا جنکو

اليمين وفى الخبر ان اخر من يخرج من النار يعطى مثل الدنيا كلها عشرة اضعاف ولا يخرج من النار الا موحد

اعمال نامہ داہنی ہاتہہ مین ملینگی اور حدیث مین ہی کہ سب سی پیچہی جو دوزخ سی باہر آویگا اوسکو تمام دنیا سی دس گونہ زیادہ عنایت ہوگا اور دوزخ مین سی سوا موحد کی

وليس المراد من الموحد من يقول بلسانه لا اله الا الله فقط لان اللسان من هذا العالم الذى يعبر عنه

کوئی خلاص نہوویگا اور موحد سی مراد وہ شخص نہین ہی جو صرف زبان سی لا الہ الا اللہ کہا کری اسلئی کہ زبان آلہ اس عالم کا ہی جسکو

بعالم الملك والشهادة فلا ينفع النطق به الا فى هذا العالم حيث يدفع سيف المسلمين عن رقبته وايدى

عالم ملک اور شہادت کہتی ہین سو زبانی کلمہ پڑہنی سی صرف اسی عالم مین فائدہ ہوگا اسواسطی کہ تلوار مسلمانون کی اوسکی گردن سی دور رہیگی اور ہاتہہ

الغانمين عن ماله ومدة الرقبة والمال مدة الحيوة واذا لم يبق الرقبة والمال لا ينفع النطق به وانما ينفع الصدق

غنیمت کرنیوالون کا اسکی مال سی الگ رہیگا اور گردن اور مال تو زندگی بہر ہی پہر جب گردن اور مال نرہیگا یعنی بعد موت کی وہ کلمہ پڑہنا کچہہ کام نہ آویگا

فى التوحيد وكمال التوحيد الاستقامة على فعل المامورات وترك المنهيات ولا يتاتى ذلك الا بغلبة اليقين

توحید مین صرف تصدیق کام آویگی اور کمال توحید کا مامورات کی عمل کرنی پر اور منہیات کی ترک کرنی پر قایم رہنی سی ہی اور یہہ تو نب حاصل نہین ہوتی

على القلب بعد نفى الشك عنه فان من غلب على ظنه ان من يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة

جبتک دل پر یقین غالب نہو اور شک دل مین سی نجاتا رہی کیونکہ جسکی گمان مین یہہ بات جم گئی کہ جو ذرہ بہر بہلائی کو عمل مین لاویگا وہ دیکہیگا اور جو ذرہ بہر برائی کریگا

شرا يره لا شك ان يحرص على تحصيل الطاعات ويحفظ قليلها وكثيرها ويترك الذنوب والسيات

سو دیکہیگا تو بیشک وہ شخص جہان تک بنی عبادت کو حاصل کریگا اور عبادت مین سی تمام چہوٹی اور بڑی کی حفاظت کریگا اور تمام گناہ اور برائیون کو چہوڑیگا

ويجتنب صغيرها وكبيرها وقليلها وكثيرها وهذا هو الايمان الحقيقى والتوحيد اليقينى والناس فى هذا

اور تمام صغیرہ اور کبیرہ سی اور تہوڑی اور بہت سی بچیگا اور یہہ ہی حقیقی ایمان اور یقینی توحید ہی اور آدمی اس توحید کی اندر

التوحيد متفاوتون فمنهم من له توحيد مثل الجبال ومنهم من له توحيد مثل دينار ومنهم من له توحيد

مختلف درجہ کی ہین بعضی وہ ہین جنکی توحید برابر پہاڑ کی ہی اور بعضی ایسی ہین جنکی توحید برابر دینار کی ہی اور بعضی ایسی کہ جنکی توحید

مقدار خردلة وذرة فمن فی قلبه مثقال دینار من الایمان فهو اول من یخرج من النار وآخر من یخرج
برابر دانہ رائی اور ذرہ کی ہی پہر جسکی دل میں ایمان برابر دینار کی ہی وہ سب سی پہلی دوزخ کی اندر سی باہر آویگا اور سب کا پیچہی دوزخ کی
منها من فی قلبه مقدار ذرة من الایمان واکثر ما یدخل الموحدین النار مظالم العباد وقد جاء فی الاثر
اندر سی وہ نکلیگا جسکی دل میں ایمان برابر ذرہ کی ہی اور موحد آدمی اکثر دوزخ میں بسبب حق العباد کی جاوینگی اور حدیث اثر میں آیا ہی
ان العبد لیوقف بین یدی الله تعالی وله حسنات امثال الجبال لو سلمت له لکان من اهل الجنة فیقوم
کہ ایک شخص سامنی الله تعالی کی کہڑا ہوگا اور اوسکی حسنات پہاڑ کی برابر ہونگی اگر وہ سب اوسکی لئی بچی رہتیں تو بیشک جنتی ہوتا پہر اوسکی
اصحاب المظالم فکان قد سب هذا وضرب هذا واستخدم هذا واخذ مال هذا فیقتص من حسناته
مدعی کہڑی ہونگی اوسنی اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا ایک سی خدمت لی تہی کسیکا مال چہین لیا تہا اب ان سبکا بدلہ اوسکی حسنات میں سی
حتی لا یبقی له حسنة فیقول الملئکة یا ربنا قد فنیت حسناته وبقی الطالبون کثیر فیقول الله تعالی
آخر اوسکی پاس کچہہ بہی نہیں بچیگا پہر فرشتی کہینگی یا الہی اوسکی حسنات تو ہولیئں اور مدعی بہت موجود ہیں الله تعالی فرماویگا
القوا من سیئاتهم علی سیئاته وصکوا له صکا الی النار وکما یهلك الظالم بسیئة غیره بطریق القصاص
اونکی گناہ اسکی ذمہ پر رکہدو اور اوسکی لئی دروازہ دوزخ کا کہولدو اور جیسی ظالم غیر کی گناہ سی یعنی بدلہ میں مارا جاتا ہی
فکذلك ینجو المظلوم بحسنة الظالم اذ تنقل حسنته الیه عوضا عما ظلمه به واذا تقرر هذا فالواجب
ایسی ہی مظلوم ظالم کی حسنات سی بچ جاتا ہی جب ظالم کی حسنات مظالم کی بدلہ میں مظلوم کو ملجاتی ہیں جب یہہ بات ٹہری تو ہر مسلمان پر واجب ہی
علی کل مسلم البدار الی محاسبة نفسه کما روی عن عمر بن الخطاب انه قال حاسبوا انفسکم قبل ان
کہ جلد اپنی ذات کا حساب سمجہہ لی چنانچہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی کہ فرماتی ہیں اپنا حساب سمجہہ رکہو پہلی
تحاسبوا وزنوا انفسکم قبل ان توزنوا فانکم ان کنتم تحاسبون انفسکم الیوم وتزنونها للعرض الاکبر
حساب دینی سی اور اپنا کیا تول رکہو پہلی تول دینی سی کیونکہ اگر تم آج اپنا حساب سمجہہ لوگی اور بڑی وقت کی واسطی تول رکہوگی
یکون الحساب علیکم غدا هونا وتعرضون یومئذ ولا تخفی علیکم خافیة وطریق المحاسبة ان
تو کل کو حساب تم پر بہت آسان ہوجاویگا اوسدن سب سامنی ہوگا کوئی بات چہپی نہ رہیگی اور حساب سمجہنی کا یہہ ڈہب ہی
ینظر المرء فی احواله هل علیه شیٔ من حقوق الله تعالی وحقوق الناس ام لا فیقضی ما فاته من فرائض
کہ آدمی اپنی حال میں غور کری آیا مجہہ پر کوئی حق الله یا حق العباد باقی ہی یا نہیں پہر چاہئی کہ ادا کری اگر کوئی فرض
الله تعالی ویرد المظالم حبة حبة ویستحل کل من تعرض له بیده ولسانه وقلبه بان اساء له الظن
الہی رہ گیا ہو اور حق العباد کا دانہ دانہ پہیر دی اور معاف کرالی ہر ایک سی جسکو ستایا ہو ہاتہہ سی اور زبان سی اور دل سی اسطور کہ اوسکی حق میں بدگمانی کی
ویطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق شیٔ علیه من حقوق الله تعالی وحقوق العباد ویدخل الجنة بغیر
اور اونکا دل خوش کردی آخر ایسی حال میں مری کہ اوسکی ذمہ پر کوئی حق الله اور حق العباد باقی نہو اور بہشت میں بی
حساب یسرنا الله بفضله المجلس التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی الله علیه
حساب چلا جا الہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کردی نویں مجلس ضروری ہونی میں اتباع نبوی صلی الله علیه
وسلم فیما جاء به وفیه تحقیق قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یؤمن احدکم
وسلم کی تمام احکام میں جو لائی ہیں اور اسمیں تحقیق ہی فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی مؤمن نہیں ہوگا کوئی تم میں سی
حتی یکون هواه تبعا لما جئت به هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عبد الله بن عمرو بن العاص
جبتک ہووی خواہش اوسکی مطابق میری لائی ہوئی کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عبد الله بن عمرو بن العاص کی روایت سی

معناه

معناه ان احدکم لا یبلغ درجة کمال الایمان حتی یخالف هواه ویتبع الحق ولا یسلط هواه علی الحق
اسکی معنی یہہ ہیں کہ البتہ کوئی تم میں سی نہیں پاویگا درجہ کمال ایمان کا یہان تک کہ اپنی ہوا ہوس کی خلاف کری اور تابع حق کا ہو اور اپنی ہوا ہوس کو حق پر غالب نکری
بل یکون الحق الذی جئت به مسلطا علی الهوی فان من یعمل بهوی نفسه لا یرید نفسه شیئا الا
بلکہ حق ہی جو میں لایا ہوں خواہش پر غالب رہی کیونکہ جو شخص مطابق اپنی خواہش نفسانی کی عمل کیا کری تو پہر اسکا نفس جو خواہش کریگا
یرتکبه ویخالف مولاه ویجعل هواه الها لنفسه کانه یعبده ولهذا قال النبی علیه السلام ما عبد تحت
سو عمل کریگا اور اپنی مولی کا مخالف ہوکر اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا دیگا گویا کہ ویسی کی پرستش کرتا ہی اسلئی فرمایا ہی نبی صلی الله علیہ نی نہیں پوجا گیا آسمان کی
السماء اله ابغض الی الله تعالی من الهوی وفی روایة ان ابغض اله عبد فی الارض عند الله تعالی
تلی کوئی معبود جو بدتر ہو نزدیک الله تعالی کی ہوا سی اور ایک روایت میں یہہ ہی بیشک بدتر معبود جو پوجا جاتا ہی زمین پر نزدیک الله کی
هو الهوی وفی الحقیقة ان من تامل یعلم ان من یعبد الصنم لا یعبد الصنم وانما یعبد هواه لکون
ہوا ہی اور حقیقت میں جو شخص غور کرکر دیکہی تو جان لی کہ جو آدمی بت کو پوجتا ہی وہ بت کو نہیں پوجتا اپنی ہوا کی پرستش کرتا ہی کیونکہ اوسکا
نفسه مائلة الی دین ابائه فیتبع ذلک المیل الذی یعبر عنه بالهوی اذ من عادة اهل الهوی ان یستحسنوا
دل باپ دادون کی دین پر جہکتا ہی سو یہہ شخص اوسی توجہ دلی کی پیچہی لگا ہوا ہی اسی کو ہوا کہتی ہیں اسلئی کہ اہل ہوا کی یہہ عادت ہی کہ جو بات اونکی خوشی کی
کلما یوافق هواهم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یستقبحوا کل ما یخالف هواهم وان کان جالبا لکل خیر
موافق ہو اوسکو اچہا سمجہین اگرچہ اوسی تمام برائی اور وبال آپہنچی اور جو بات اونکی خوشی کی خلاف ہو اوسکو برا سمجہین اگرچہ اوسمین تمام بہلائی
ونوال فالسعید من یخالف هواه ویطیع مولاه والشقی من یتبع هواه ویخالف مولاه ویکون هالکا
اور خوبی ہو لیس نیکبخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی خلاف اور مولی کی اطاعت کری اور بدبخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی پیچہی مولی کا خلاف کرکر ہلاک
لان من یتبع هواه یفعل ما یضره ویهلک حالا ومالا وهو لا یشعر او یشعر لکن لخفة عقله یرجح
اسواسطی جو اپنی ہوای نفسانی کا تابع ہوگا تو وہ ہی عمل کریگا جو اوسکی حق میں مضر ہو دنیا اور آخرت میں ہلاک کردی اور وہ خیال نہین کرتا یا خیال تو کرتا ہی پر بیوقوفی کی
اللذة الحاضرة التی لا بقاء لها علی العقوبات العظیمة التی لا نهایة لها ویظن لعمی بصیرته وغایة حماقته
حال کی لذت کو جسکو اصلا قیام نہیں ہی اون بڑی بڑی عذابونسی جنکی کچہہ انتہا نہیں ہی بہتر جانتا ہی اور یہہ کا اندہا اپنی حماقت سی یہہ گمان کرتا ہی
انه ظفر بشیء من اللذائذ ولا یعلم ذلک الاحمق انه یخرج من الدنیا ویری انه لم یظفر بشیء من اللذائذ
کہ مین نی خوب عیش اوڑائی اور احمق یہہ نہیں سمجہتا کہ دنیا سی نکلتی ہی یعنی مرتی ہی دیکہہ لیگا کہ اوسکو کچہہ بہی مزہ حاصل نہوا
اصلا لا من لذائذ الدنیا ولا من لذائذ الاخرة بل اتبع هواه فیما لیس بشیء لان لذائذ الدنیا عنه تزول
نہ تو دنیا ہی میں مزا اوٹہایا اور نہ آخرت میں کچہہ عیش پایا بلکہ بیکار نفسانی باتوں میں لگا رہا کیونکہ دنیا کا عیش تو جاتا رہیگا
ولذائذ الاخرة لیس له الیه الوصول فیبقی فی حسرة وندامة حین لا ینفعه الندم وقد قال ابن عباس
اور آخرت کا عیش کبہی میسر نہوگا اب صرف حسرت اور ندامت میں مبتلا رہیگا سو اب ندامت سی کیا ہوتا ہی ابن عباس کہتی ہیں
ما ذکر الله الهوی فی القرآن الا ذمه فانه تعالی قال بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ وقال وَإِنَّ
کہ الله تعالی نی قرآن میں جہان ہوا ہوس کا ذکر کیا ہی سب برائی سی کیا ہی الله تعالی نی فرمایا ہی بلکہ چلی ہیں یہہ بی انصاف اپنی چاؤ پر بن سمجہی اور کہا اور بہت لوگ
كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ وقال وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ فعلم من
بہکاتی ہیں اپنی خیال پر بغیر تحقیق اور کہا اور اوسی زیادہ بہکا کون جو چلی اپنی چاؤ پر بن راہ بتائی الله کی
هذه الآیات ان اتباع الهوی لا یکون فی الاکثر الا بغیر علم بالحق فلا بد للمؤمن ان یعرف الحق ویمیزه عن
ان آیات سی معلوم ہوا کہ ہوا ہوس میں مبتلا ہونا اکثر اوقات بسبب نادانستگی امر حق کی ہوتا ہی سو مرد مؤمن کو لازم ہی کہ امر حق کو دریافت کرکر باطل سی

ما ذکر الله الهوی فی القرآن الا ذمه

الباطل ویعمل بالحق ویختاره علی الباطل لان من لم یعرف الحق فهو ضال ومن عرفه واختار علیه
اوسکی تمیز حاصل کری پہر حق پر عمل کری اور باطل پر اوسکو پسند کری کیونکہ جو شخص حق کو نہیں پہچانتا وہ گمراہ ہوتا ہی اور جو شخص حق کو تو پہچانی پہر غیر حق کو
غیرہ فهو مغضوب علیه ومن عرفه واتبعه فهو منعم علیه وقد امرنا الله تعالی ان نسئله فی کل یوم
پسند کری تو اوسپر خدا کا غضب ہوتا ہی اور جو حق کو پہچان کر اوسکی اطاعت کری اوسپر خدا کی رحمت ہی اور ہمکو الله کا حکم ہی کہ ہم اوس سی یہہ دعا مانگا کرین روز
ولیلة مرات عدیدة ان یهدینا صراط الذین انعم علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین وبیّن فی
رات میں کئی کئی بار کہ دکہا ہمکو رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی رحمت کی نہ رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی غضب فرمایا اور نہ گمراہ ہونیکا اور
ضمنه ان اهل السعادة هم الذین عرفوا الحق واتبعوه وکانوا مهتدین وان اهل الشقاوة هم الذین
اسہی کی ضمن میں بیان کیا کہ سعادتمند وہ لوگ ہوتی ہین جنہون نی حق کو پہچان کر اطاعت کی اور راہ ہدایت پایا اور بدبخت وہ لوگ ہین جنہون نی
لم یعرفوا الحق بل جهلوه وخرجوا منه وکانوا ضالین او عرفوه وخالفوه ولم یتبعوه بل اتبعوا غیره و
حق کو نہ پہچانا اور جہالت کی مارے حق سی خارج ہوکر گمراہ ہوگئی یا حق کو پہچان کر اوسکا خلاف کیا اور اطاعت نکی بلکہ غیر حق کی اطاعت کی اور
کانوا مغضوبا علیهم وقد ثبت فی الحدیث ان المغضوب علیهم الیهود وان الضالین النصری وانما
اونپر غضب نازل ہوا اور حدیث سی ثابت ہی کہ مغضوب علیهم سی مراد یہود ہین اور ضالین سی مراد نصاری ہین اور کیا وجہ ہی
سمی الیهود بالمغضوب والنصری بالضالین مع کون کل واحد منهما ضالا ومغضوبا علیهم لکون
کہ یہود مغضوب علیهم ٹہری اور نصاری ضالین ٹہری باوجودیکہ یہہ دونو گمراہ اور سزاوار غضب کی ہین اسہی وجہ کی
کل واحد منهما مختصا بما غلب علیه من الجهل والعناد فان الیهود کانوا امة عناد فخصوا بالغضب
کہ دونو فرقون کو خصوصیت ہی غلبۂ جہل اور عناد سی سو یہودیون مین تو عناد زیادہ تہا وہ تو سزاوار غضب کی ہوگئی
والنصری کانوا امة جهل فخصوا بالضلال ولهذا قال سفیان بن عیینة من فسد من علمائنا
اور نصاری مین جہالت زیادہ تہی وہ گمراہی سی مخصوص ہوئی اسیلئی سفیان بن عیینہ کہتی ہین کہ ہم مین سی جو عالم ہوکر بگڑ جاوی
ففیه شبه من الیهود لان الیهود عرفوا الحق ولم یتبعوه بل عدلوا عنه وکانوا مغضوبا علیهم
تو وہ یہودیونسی ملتا ہی کیونکہ یہودیون نی حق کو پہچان کر اطاعت نکی بلکہ حق سی الگ ہوگئی پہر قابل غضب الہی کی ہوگئی
ومن فسد من عبادنا ففیه شبه من النصاری لان النصاری لم یعرفوا الحق بل جهلوه وکانوا
اور ہم مین سی جو عابد بگڑ جاوی تو وہ نصرانیونسی ملتا ہی کیونکہ نصرانیون نی حق کو نہین پہچانا بلکہ نادانستہ رہی
ضالین فانه تعالی جعل العبادة سببا للثواب والمعصیة سببا للعقاب فمن یرجو الثواب ویخاف
آخر گمراہ ہوئی بیشک الله نی عبادة کو واسطہ ثواب کا بنایا ہی اور گناہ کو واسطہ عذاب کا بنایا پہر جو شخص آرزو ثواب کی کری اور
العذاب لابد له ان یعرف العبادة والمعصیة لیشتغل بالاولی ویصل الی الثواب ویحترز عن الثانیة
عذاب سی ڈری تو اوسکو لازم ہی کہ عبادت اور معصیت کی حقیقت دریافت کری تاکہ عبادة کی شغل سی ثواب پاوی اور گناہ سی پرہیز کرکر
وینجو من العذاب لان من لم یعرفهما ولم یفرق بینهما یضع احدهما مقام الاخری فیکون من الخسرین
عذاب سی بچی کیونکہ جو شخص ان دونون سی خوب واقف نہوگا اور دونون مین فرق نہ کریگا ایک دوسری کی جگہہ برت لیگا پہر اوسکو بڑا ہی خسارہ ہوگا
وذلك لان فی قلب الانسان قوتین قوة العلم وقوة الارادة وهما لا یتعطلان ابدا ولا یحصل
اور یہہ بات اسلئی کہ انسان کی دل مین دو قوتین ہین قوت علم کی اور قوت ارادہ کی اور یہہ دونو کبہی بیکار نہین ہوتی اور انکی بدون
عمل الا بهما سواء کان خیرا او شرا لان من یفعل شیئا سواء کان خیرا او شرا لا یفعله ما لم یرد
کوئی عمل نہین ہوسکتا برابر ہی کہ نیک ہو یا بد ہو اسلئی کہ جو شخص کچہہ کام کرتا ہی برابر ہی کہ بہلا ہو یا برا ہو تو بدون ارادہ کی نہین کرسکتا

ولا یریبه ما لم یعلمه فکمال الانسان وصلاحه باستعمال هاتین قوتین فیما ینفعه فی الدارین
اور اراده اوسکا بدون علم کی نہین ہوسکتا سو تمام خوبی اور بہلائی آدمی کی ان دونو قوتون کو دارین کی منفعت مین استعمال کرنیسی ہی
ویعینه فی نیل الدولتین فلابد له من استعمال قوة العلم فی ادراك الحق وتمیزه عن الباطل
اور ان دونو دولتون کی حصول مین مددگار بنانی سی سو آدمی کو چاہی کہ قوت علمی کو حق الامر کی دریافت کرنی مین استعمال کرکر حق کو باطل سی جدا کری
واستعمال قوة الارادة فی طلب الحق وایثاره علی الباطل لانه اذا لم یستعمل قوته العلمیة فی معرفة
اور قوت ارادی کو حق کی تلاش مین استعمال کرکر حق کو باطل پہ اختیار کری کیونکہ جب یہہ شخص اپنی قوت علمی کو حق کی پہچان مین استعمال نکریگا
الحق وادراکه فلا جرم انه یستعملها فی معرفة الباطل وما یلیق به واذا لم یستعمل قوته الارادیة
تو بیشک اوسہی قوت کو باطل کی پہچان مین اور جو اوسکی متعلق ہین استعمال کریگا اور اگر اپنی قوت ارادی کو
فی طلب الحق والعمل به فلا شك انه یستعملها فی طلب الباطل والعمل به ثم ان الانسان مجبول
طلب حق مین اور حق کی عمل مین نہین صرف کریگا تو بیشک اوسکو باطل کی طلب اور اوسکی عمل مین صرف کریگا پہر آدمی کی خلقی عادت ہی
علی معرفة صانعه ویقتضی طبعه عبادة خالقه والتقرب الیه بحکم الفطرة التی فطر الناس
کہ اپنی پیدا کرنیوالی کو پہچانی اور اوسکی طبیعت کی خواہش ہی کہ اپنی خالق کی عبادت اور نزدیکی حاصل کری باعتبار اصل پیدایش کی جسپر آدمیونکی پیدایش ہی
علیها لکن لا عبرة بالمعرفة الجبلیة والعبادة الطبیعیة لانها تکون علی مقتضی النفس ومتابعة
پر عادت کی موافق پہچان کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور طبیعی عبادت کی کچہہ اصل نہین کیونکہ ایسی عبادت بطور خواہش نفس اور متابعت
هواها فلا یخلو عن شوب الشرك وانما المعتبر المعرفة والعبادة علی وفق الشرع لا علی وفق الطبع
ہواہوس کی ہوتی ہی سو اسمین ملونی شرک کی ضرور ہوتی ہی معرفت اور عبادة وہ ہی معتبر ہی جو شرع کی موافق ہو نہ جو کہ مطابق طبع کی ہو کری
الا تری ان ابلیس کان فی طبعه السجود لربه حتی عبد الله تعالی فیما یروی ثمانین الف سنة
کیا تجکو معلوم نہین ہی کہ ابلیس بخواہش طبع رب کو سجدہ کرتا تہا ایسا کہ موافق ایک روایت کی اسی ہزار برس خدا کی عبادت کی
وانتظم بکثرة عبادته فی سلك الملئکة المقربین ثم لما امر بالسجود علی خلاف طبعه ابی واستکبر وکان
اور اس عبادت کی برکت سی مقرب فرشتون کی جماعت مین شامل ہوگیا تہا پہر جب اوسکو سجدہ کا حکم اوسکی خلاف طبع ہوا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور
من الکفرین فان من یتبع طبعه وهواه فانه لا یفعل شیئا من المعروفات الا ما یوافق هواه ولا یترك
کافر ہوگیا پس جو شخص اپنی طبیعت اور ہوا نفسانی کا تابع ہوتا ہی تو وہ حسنات مین سی بہی وہ عمل کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی موافق ہو اور
شیئا من المنکرات الا ما یخالف هواه وقد قال بعض السلف من لم یعمل من الحق الا ما یوافق هواه
منکرات مین سی بہی وہ ہی ترک کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی خلاف ہو اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص حق الامر مین سی وہ ہی عمل کری جو اوسکی مرضی کی مطابق
ولم یترك من الباطل الا ما یخالف هواه لا یصل اجر ما عمل من الحق ولا ینجو من وزر ما ترك من الباطل
اور باطل مین سی وہ ہی کام چہوڑی جو اوسکی مرضی کی مخالف ہو تو نہ اوسکو حق پہ عمل کرنیکا ثواب ملی اور نہ باطل کی ترک کرنی پر گناہ سی بچی
بل یکون هذا سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان لسوء الخاتمة اسباب یجب علی المؤمن
بلکہ اوسکی یہہ عادت باعث ہوگی خاتمہ بد کا اور انجام بد کا کیونکہ خاتمہ بد کی بہت اسباب ہوتی ہین مومن آدمی پہ واجب ہی
ان یحترز عنها منها الفساد فی الاعتقاد وان کان مع کمال الزهد والصلاح فان من کان له فساد
کہ اونسی بچتا رہی اونہین سی ایک اعتقاد کا فساد ہی اگرچہ اوسکی ساتہہ زہد اور صلاح بہی کامل ہوا کری کیونکہ جسکا اعتقاد فاسد ہوتا ہی
فی اعتقاده مع کونه قاطعا متیقنا به لم یخطر له انه اخطأ فیه قد ینکشف له فی حال سکرات
باوجودیکہ وہ قطعی اور اوسکو یقینی جانتا ہی اوسکو یہہ گمان نہین ہی کہ مین اسباب مین خطا پہ ہون پہر جب نزع کی وقت یہہ ظاہر ہوگا

بطلان ما اعتقده فیظن ان سائر ما اعتقده من الاعتقادات الحقة مثل هذا الاعتقاد باطل

کہ اوسکا یہہ اعتقاد باطل تہا تو اوسکو یہہ خیال ہوگا کہ اوسکی تمام اعتقادات حق بہی مانند اسی اعتقاد کی باطل ہین

لا اصل له ان لم یکن عنده فرق بین اعتقاد واعتقاد فیکون انکشاف بطلان بعض اعتقاداته

انکی کچہہ اصل بنیاد نہین ہی اگر اوسکو ہر ہر اعتقاد مین فرق حاصل نہوتہا سو اوسکو بعض اعتقاد باطل ظاہر ہوتی ہی

سببا لزوال بقیة اعتقاداته فان خرج روحه فی هذه الحالة قبل ان یتدارك ویعود الی اصل

سبب اعتقاد زائل ہو جائینگی پہر اگر ایسی حالت مین اوسکی جان نکل گئی پہلی اسکی کہ اوسکا تدارک اور تلافی کر کر اصل

الایمان یختم له بالسوء ویخرج من الدنیا بغیر ایمان فیکون من الذین قال الله تعالی فیهم

ایمان حاصل کرلی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور دنیا سی بی ایمان جاویگا پہر اون لوگون مین داخل ہوگا جنکی حق مین اللہ یہہ فرماتا ہی

وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ وقال فی آیة اخری قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا

اور نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سی جو خیال نہین رکہتی تہی اور فرمایا ایک اور آیت مین کہہ ہم بتادین تمکو کن کی گئی بہت اکارت کام

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا فان کل من اعتقد

جنکی دوڑ بہٹک رہی ہی دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام بیشک جو شخص کسی شی کو برخلاف واقع

شیئا علی خلاف ما هو علیه اما نظرا برایه وعقله او اخذا ممن هذا حاله فهو واقع فی هذا الخطر ولا

یعنی غلط اعتقاد کرلی یا تو صرف اپنی سمجہہ کی وجہہ سی یا کسی ایسی ہی شخص سی سن کر تو اوسکی حق مین یہہ ہی اندیشہ ہی اور

ینفعه الزهد والصلاح وانما ینفعه الاعتقاد الصحیح المطابق لکتاب الله تعالی وسنة رسوله

زہد اور صلاح سی یہہ اندیشہ دفع نہین ہوسکتا اس اندیشہ کو وہ ہی اعتقاد دفع کرتا ہی جو صحیح اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی مطابق ہو

لان العقائد الدینیة لا یعتد بها الا ما اخذت منهما ومنها الاصرار علی المعاصی فان له اصرار

اسواسطی کہ عقاید دینی وہ ہی معتبر ہین جو کتاب اور سنت کی مطابق ہوتی ہین اور انہین اسباب مین سی ایک سبب ہی گناہون پر اڑجانا بیشک جو شخص

علی المعاصی یحصل فی قلبه الفها وجمیع ما الفه الانسان فی عمره یعود ذکره عند موته فان کان

اڑجاتا ہی تو اوسکی دلمین گناہ کی محبت پیدا ہوجاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین زندگی بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پس اگر اسکو

میله الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر الطاعات وان کان میله الی المعاصی

رغبت عبادات کی زیادہ ہوگی تو موت کی وقت عبادات بہت یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہون کی

اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر المعاصی فربما یغلب علیه حین نزول الموت به قبل التوبة

بہت ہوگی تو مرتی وقت وہ ہی گناہ بہت یاد آوینگی سو اکثر اوقات مرتی وقت توبہ سی پہلی

شهوة من الشهوات ومعصیة من المعاصی فیتقید قلبه بها ویصیر حجابا بینه وبین ربه وسببا

کوئی شہوت شہوتون مین سی اور کوئی گناہ گناہون مین سی اوسپر غالب ہوجاتا ہی پہر اوسکا دل اوسی مین لگا رہ جاتا ہی وہ ہی اوسمین اور اوسکی ربمین پردہ ہوجاتا ہی

لشقاوته فی آخر حیوته لقوله علیه السلام المعاصی برید الکفر والذی لم یرتکب ذنبا اصلا

آخر دم وہ ہی اوسکی شقاوت کا سبب ہوجاتا ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین اور جسنی کبہی کوئی گناہ نہین کیا

او ارتکب وتاب فهو بعید عن هذا الخطر واما الذی ارتکب ذنوبا کثیرة حتی کانت اکثر من طاعاته

یا گناہ تو کیا بعد توبہ کی سو ایسا شخص اس اندیشہ سی الگ ہی اور جو شخص اکثر گناہ کرتا رہا ایسا کہ اوسکی عبادات سی زیادہ ہوگئی

ولم یتب عنها بل کان مصرا علیها فهذا الخطر فی حقه عظیم جدا اذ قد یکون غلبة الالف بها

اور اوسنی توبہ بہی نکی بلکہ گناہ ہی مین مبتلا رہا تو اوسکی حق مین اس خطرہ کا بڑا اندیشہ ہی اسلئی کہ بعضی وقت بسبب غلبہ محبت کی

سبباً لان يتمثل في قلبه صورتها ويقع منه ميل اليها ويقبض روحه عليها فيكون سبباً لسوء
اوسکی دلمین گناہ کی صورت مجسم ہوجاتی ہی اوراس شخصکو اوسکی طرف رغبت آتی ہی اوراسیحالت مین اوسکی جان نکل جاتی ہی یہہ ہی سبب ہوتا ہی اوسکی
خاتمته ويعرف ذلك بمثال وهو ان الانسان لاشك انه يرى في منامه من الاحوال التي الفها طول
خاتمہ بدکا یہہ بات مثال سی خوب سمجھ مین آتی ہی مثال یہہ ہی کہ آدمی بیشک سوکر خواب مین وہ حالات دیکھا کرتا ہی جو عمر بہر محبوب ہوتی ہین
عمره حتى ان الذي قضى عمره في العلم يرى من الاحوال المتعلقة بالعلم والعلماء والذي قضى عمره
اتنا کہ جسنی اپنی عمر پڑہنی لکہنی مین صرف کی ہی تو وہ وہ ہی حالات دیکہتا ہی جو علم اور علماء سی متعلق ہین یعنی دوات قلم کتاب اور جسنی اپنی عمر
في الخياطة يرى من الاحوال المتعلقة بالخياطة والخياط اذ لا يظهر في حال النوم الا ما حصل له
درزیگری مین کہوئی تو وہ وہ ہی حالات دیکہتا ہی جو درزیگری سی متعلق ہین یعنی گز قینچی اسلئی کہ نیند مین وہ سوجتا ہی جو بسبب کثرت الفت کی
مناسبة مع قلبه بطول الالف والموت وان كان فوق النوم لكن سكراته وما يتقدمه من
اوسکی دلسی مناسبت رکہتا ہی اور موت اگرچہ نیند کیفیت برتر ہی پر اوسکی سکرات اور حال جو موت سی پہلی گذرتا ہی
الغشية قريب من النوم فطول الالف بالمعاصي يقتضي تذكرها عند الموت وعودها في القلب
جیسی غشی یہہ نیند ہی کی مثال ہوتی ہین اور کثرت الفت کی معاصی سی یہہ ہی چاہتی ہی کہ معاصی موت کی وقت دلمین ہٹ کر یاد آئین
وتمثلها فيه وميل النفس اليها وان قبض روحه في تلك الحالة يختم له بالسوء ومنها العدول عن
اور دلمین صورت پکڑین اور نفس کو اودہر رغبت ہو ایسی حالت مین اگر اوسکی جان قبض ہوگئی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور اون اسباب مین سی ایک سبب یہہ ہی
الاستقامة فان من كان مستقيماً في ابتدائه ثم تغير عن حاله وخرج مما كان عليه في ابتدائه يكون
کہ استقامت سی تجاوز کری البتہ جو شخص پہلی تو سیدہا رہا پہر اپنا حال پلٹ کر وہ سیدہا راہ چہوڑ دیا جو ابتدا مین تہا یہہ ہی خاتمہ بد کا
سبباً لسوء خاتمته كابليس الذي كان في ابتدائه رئيس الملئكة ومعلمهم واشدهم اجتهاداً في العبادة
سبب ہوتا ہی جیسی شیطان کہ پہلی تو تمام فرشتون کا سردار اور اونکا استاد تہا اور عبادت پر بہت کوشش کیا کرتا
حتى قيل لم يبق في سبع سموات وسبع ارضين موضع شبر الا وهو قد سجد فيه ثم لما امر بالسجود
اتنا کہ کہتی ہین کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین مین ایک بالشت بہر جگہہ اسکی سجدہ سی خالی نہین تہی پہر جب اسکو حکم ہوا آدم علیہ السلام کی
لادم ابى واستكبر وكان من الكفرين وكبلعام بن باعوراء الذي اتاه الله اياته فانسلخ منها بخلوده
سجدہ کا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور کافر ہوگیا اور جیسی بلعام بن باعوراء جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیان دین پر اوسنی الگ ہوکر ہمیشگی
الى الدنيا واتباع هويه وكان من الغاوين وكبرصيصا العابد الذي قال له الشيطان اكفر فلما كفر
دنیا اور ہوا پرستی کی آرزو کی اور گمراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جب اوسی شیطان نی کہا انکار کر پہر جب وہ منکر ہوا
قال اني بريء منك اني اخاف الله رب العلمين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه مخافة ان يشاركه في العذاب
تو کہا مین الگ ہون تجہسی مین ڈرتا ہون اللہ سی جو رب ہی ساری جہان کا البتہ شیطان نی اوسکو کفر کی رغبت دلائی جب اوسنی کفر کیا تو اوسی الگ ہوا اس خوف سی کہ ایسا نہو مین بہی اسکی ساتہ
ولم ينفعه ذلك كما قال الله تعالى فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ومنها ضعف الايمان فان من كان
اگرچہ اسکی کچہہ اوسکو فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر آخر اون دونو کا یہہ ہی کہ وہ دونو ہین آگ مین سدا رہینگی اور یہہ ہی سزا گنہگارون کی اور اونہی اسباب مین سی ایمان کی سستی ہی
في ايمانه ضعف يضعف حب الله تعالى فيه ويقوى حب الدنيا في قلبه ويستولي عليه بحيث لا يبقى فيه موضع لحب الله تعالى
ایمان مین سستی ہوگی اوسکو محبت الہی مین سستی ہوگی اور دنیا کی محبت اوسکی دل مین قوی اور ایسی غالب ہوجائیگی کہ محبت الہی کی لئی ذرہ بہر جگہہ باقی نرہیگی
الا من حيث حديث النفس بحيث لا يظهر له اثر في مخالفة النفس ولا يؤثر في الكف عن المعاصي
ہان اگر ہووی تو مثل خیالات نفسانی کی جسکا اثر نفس کی مقابلہ مین کچہہ بہی ظاہر نہو اور نہ گناہون سی باز رہنی مین اثر کری

ولا فی الحث علی الطاعات فینهمك فی الشهوات وارتکاب السیئات فیتراکم ظلمات الذنوب
اور نہ طاعات کی رغبت ہے پس صرف شہوات میں کہپا رہیگا اور معاصی کرتا رہیگا پہر دل پہ تیرہ سیاہی گناہوں کی

علی القلب فلا تزال تطفیء ما فیه من نور الایمان مع ضعفه فاذا جاءت سکرات الموت
چڑہتی جاوی گی پہر جسقدر اوسمین نور ایمان کا ہوگا ضعیف ہوکر بجہتا چلا جاویگا پہر نزع کی وقت

یزداد حب الله تعالی ضعفا فی قلبه لما یری انه یفارق الدنیا وهی محبوبة له وحبها غالب علیه
حب الٰہی میں اور بہی زیادہ دل میں سستی پیدا ہوگی کیونکہ یہہ شخص آپ جانتا ہی کہ دنیا مجہسی چلی اور دنیا چونکہ اوسکی پیاری اور اوسکی محبت اوسپر غالب ہی

لا یرید ترکها ویتألم من فراقها ویری ذلك من الله تعالی فیخشی ان یحصل فی باطنه بغضه تعالی
تو چہوڑنی نہین چاہتی اوسکی فراق سی رنجیده ہوتا ہی اور اس فراق کو خدا کی طرف سی جانتا ہی اب یہہ ڈر ہی کہ اوسکی دل میں بجای حب الٰہی کی بغض نہ پیدا ہوجاوی

بدل الحب وینقلب ذلك الحب الضعیف بغضا فان خرج روحه فی اللحظة التی خطرت فیها هذه
اور وہ تہوڑیسی محبت جو ہی بغض نہوجاوی اگر اوسکی جان ایسی حالت میں کہ جب یہہ خیالات پیش تہی نکل گئی

الخطر یختم له بالسوء ویهلك هلاکا مؤبدا والسبب المفضی الی هذه الخاتمة حب الدنیا والرکون
تو اوسکا خاتمہ بد ہی ہوگا اور ہمیشہ کو جاتا رہا اور باعث اسکا جسی یہہ خاتمہ ہوا دنیا کی محبت اور دنیا کی رغبت

الیها والفرح بها مع ضعف الایمان الموجب لضعف حب الله تعالی وهو الداء العضال قد عم
اور دنیا کی خوشی ہی تسپر سستی ایمان کی جسی محبت الٰہی میں سستی آگئی اور یہہ ہی بیماری سخت ہی جو

اکثر الخلق فان من یغلب علی قلبه عند الموت امر من امور الدنیا ویتمثل ذلك الامر فی قلبه ویستغرقه
تمام خلق کو لگ رہی ہی کیونکہ جسکی دل پر مرتی دم کوئی بات دنیا کی چہا جاوی اور وہ ہی بات اوسکی دل میں تصویر کی طرح صورت پکڑ کر اوسکو ایسا

حتی لا یبقی لغیره متسع فان خرج روحه فی تلك الحالة یکون راس قلبه منکوسا الی الدنیا ووجهه
کہ غیر کی لئی کچہہ گنجایش نہ رہی پہر اگر ایسی حالت میں اوسکی جان نکل گئی تو اوسکا دل دنیا ہی کی طرف جہکا ہوا اور اوسکا منہہ دنیا ہی

مصروفا الیها ویحصل بینه وبین ربه حجاب ولا یمکنه ان یکتسب بعد الموت صفة اخری
کیطرف متوجہ رہی گا اور اوسمین اور اوسکی رب میں پردہ حایل ہوگا اب یہہ طاقت نہین کہ موت کی بعد ایسی صفت حاصل کری

تضاد صفة الغالبة علیه اذ لا تصرف فی القلوب الا باعمال الجوارح وبالموت تبطل الجوارح واعمالها
جسی وہ صفت جاتی رہی جو اوسپر غالب تہی اسواسطی کہ دل پر تصرف بدون اعضاء جسمانی کی نہیں ہوسکتا اور مرنی سی اعضاء جسمانی سب باطل اور اونکی اعمال

ولا مطمع فی الرجوع الی الدنیا حتی یمکن التدارك ویبقی فی حسرة وندامة فمن اراد النجاة من هذه
اور اب یہہ بہی توقع نہیں کہ دنیا میں ہٹ کر آویگی تاکہ اوسکا عوض ہوسکی اب سوا حسرت اور ندامت کی کچہہ نہیں ہی پس جو شخص اس ہلاکت سی بچا چاہی

الورطة فعلیه بعد اخراج حب الدنیا من قلبه وحفظ جوارحه عن المعاصی وقلبه عن الفکر
تو اوسکو لازم ہی کہ پہلی دنیا کی محبت دلمین سی دور کری اور اپنی اعضا کو گناہ سی اور اپنی دل کو دنیا کی فکر سی بچاوی

فیها والاحتراز عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها لان ذلك ایضا یؤثر فی قلبه ویصرف فکره الیه
اور دنیا اور اہل دنیا کی دیکہنی سی پرہیز کری کیونکہ یہہ بہی دلمین اثر کر کر اوسکی فکر کو دنیا کی طرف لگا دیتا ہی

ان یواظب علی الطاعات لکونها ثمرة محبة الله تعالی ولا یتصور محبة الله تعالی الا بعد معرفته تعالی
پہر عبادات پر مداومت کری کیونکہ محبت الٰہی کا یہہ ہی ثمرہ ہی اور محبت الٰہی بدون معرفت الٰہی کی نہیں ہوسکتی

اذ لا یحب الانسان ما لا یعرفه وانما یحب ما یعرفه فمن عرف الله تعالی وعرف ان جمیع النعم الواصلة
اس لئی کہ آدمی نا معلوم چیز کو محبوب نہیں رکہتا محبوب وہ ہی ہوتی ہی جو معلوم ہو پہر جسنی اللہ کو پہچانا اور یقین کیا کہ تمام نعمتیں جو مجہکو ملیں

الیه

الیه والی غیرہ لیس الا منه تعالی لاجرم یحبه فاذا احبه یسعی فی تحصیل مرضاته بالاحتراز

یا اور دل کو بھی سب اللہ ہی کی عنایت ہی تو خواہ مخواہ اوسکو دوست رکھیگا پھر جب اوسکو اپنا محبوب بنایا

عن الافعال القبیحة والاشتغال بالاعمال الحسنة فعلم من ھذا ان المقصود من العلوم والاعمال

تو افعال بد سی پرہیز کرکر اور نیک اعمال میں مشغول ہوکر اوسکی رضامندی حاصل کریگا اسی معلوم ہوا کہ مقصود اصلی علوم اور اعمال سی

معرفة الله تعالی حتی یثمر المعرفة المحبة اذ لا ینبغی لاحد ان یفارق الدنیا الا محبا الله تعالی و

اللہ تعالی کی معرفت ہی تاکہ معرفت سی محبت حاصل ہو کیونکہ بہتر یہہ ہی کہ جو کوئی دنیا سی جدا ہو تو خدا کی محبت میں اور

محبا للقائه فان من احب لقاء الله تعالی احب الله لقاءہ ومن قدم علی محبوبه یعظم سرورہ

اوسکی ملاقات کی شوق میں جدا ہو اسلئی کہ جو شخص خدا کی ملاقات کا مشتاق ہوگا تو خدا اوسکی ملاقات کا مشتاق ہوگا اور جو شخص اپنی محبوب پاس جاتا ہی

بقدر محبته لا محبا للدنیا لانه یفارقها ومن یفارق محبوبه یشتد المه وعذابه فمهما کان

تو اوسکی بقدر محبت کی مسرت ہوتی ہی دنیا کی محبت میں جان نہ دی اسلئی کہ دنیا سی تو جدا ہوتا ہی اور جو شخص اپنی محبوب سی جدا ہوتا ہی تو اوسکو بڑا ہی رنج ہوتا ہی جبتک

الغالب علی القلب حب الولد والمال والمسکن والعقار فهذا رجل جمیع محابه فی الدنیا والدنیا

دلپر محبت اولاد اور مال اور گھر باہر کی غالب ہوتی ہی تو یہہ ایسا شخص ہی کہ اسکی تمام محبوب دنیا میں ہیں اور دنیا ہی

جنته فموته خروج من الجنة وحیلولة بینه وبین محبوبه ولا یخفی الا من یحال بینه وبین

اسکی لئی بہشت ہی پس موت اسکو جنت سی نکالتی ہی اور اسکو اسکی محبوبون سی دور کرتی ہی اور ظاہر ہی جسکا محبوب چھوٹتا ہی اسکو کیسا رنج والم ہوتا ہی

محبوبه واما اذا لم یکن له محبوب سوی الله تعالی فالدنیا سجنه فموته خروج من السجن ولقی

اور وہ شخص جسکا محبوب سوای ذات الہی کی کوئی نہو تو دنیا اسکی حق میں دوزخ ہی سو اسکی موت گو یا دوزخ سی نکل کر اپنی محبوب سی

محبوبه فهذا اول ما یلقاہ کل من یفارق الدنیا عقیب موته من الفرح والالم فضلا عما اعدہ

ملتا ہی پس یہہ پہلی خوشی اور الم ہی جو دنیا سی مرکر جانی والوں کو حاصل ہونیوالا ہی پھر آگی کیا کہتا ہی جو

الله تعالی من النعیم المقیم لعبادہ الصالحین ومن العذاب الالیم للذین استحبوا الحیوة الدنیا و

اللہ تعالی نی صلحا کی واسطی عیش دائمی اور دنیا کی زندگی اور تازگی پسند کرنیوالوں کی واسطی جو

رضوا بها ولم یستعدوا للقاء الله تعالی وحکی ان سلیمن بن عبد الملك لما دخل

اللہ تعالی کی ملاقات کا سامان نکرلی تہی عذاب دردناک تیار کر رکہا ہی بیان کرتی ہیں کہ سلیمان بن عبد الملک حج کی ارادہ

المدینة حاجا قال ھل بها رجل ادرك عدة من الصحابة قالوا نعم ابو حازم فارسل الیه فلما اتاہ

مدینہ شریف میں آیا تو پوچھا یہان کوئی ایسا مرد ہی جسنی کئی صحابہ کو پایا ہو جواب دیا ہان ابو حازم ہی آدمی بہیجکر اوسکو بلایا جب وہ آئی

قال یا ابا حازم ما لنا نکرہ الموت قال انکم عمرتم الدنیا وخربتم الاخرة فتکرھون الخروج من

تو کہا ای ابو حازم ہمکو موت کیوں بری لگتی ہی جواب دیا تمنی دنیا کو آباد کیا ہی اور آخرت کو اوجاڑا ہی سو تم آبادی سی اوجاڑ میں

العمران الی الخراب قال صدقت ثم قال لیت شعری ما لنا عند الله تعالی غدا قال اعرض عملك

جانا برا سمجھتی ہو کہا تونی سچ کہا پھر پوچھا کاشکی ہمکو معلوم ہوتا کہ کل خدا کی ہان ہمارا کیا حال ہونیوالا ہی جواب دیا اپنی اعمال کو

علی کتاب الله تعالی قال فاین اجدہ قال فی قوله تعالی اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ قال

قرآن کی مطابق کرکی معلوم کرلی پوچھا کس جا مقابلہ ہوسکتا ہی جواب دیا اس آیت میں بیشک نیک لوگ عیش میں ہیں اور بیشک گنہگار دوزخ میں ہیں پوچھا

فاین رحمة الله قال ان رحمت الله قریب من المحسنین قال لیت شعری کیف العرض علی الله تعالی

پھر رحمت اللہ کی کہاں ہوگی جواب دیا بیشک اللہ کی رحمت قریب ہی نیکی والوں سی پوچھا کاشکی معلوم ہوتا کہ کل کو کسطور اللہ کی سامنی جانا ہوگا

غدا قال اما المحسن فکالغائب الذی یقدم علی اهله واما المسیٔ فکالآبق یقدم علی مولاه فبکی
جواب دیا نیکی والا تو جیسے بچھڑا ہوا اپنے اہل کے پاس آتا ہے اور بدکار جیسے غلام بھاگا ہوا اپنے مولیٰ کے سامنے آتا ہے پھر سلیمان

سلیمٰن حتی علا صوته واشتد بکاؤه ثم قال اوصنی قال ایاک ان یراک الله حیث نهاک
رو پڑا اور آواز بلند ہوئی اور بہت ہی رو دیا پھر کہا مجکو وصیت کر جواب دیا بچارہ کہ تجکو اللہ دیکھے ایسی جگہ جہاں سے منع کیا ہے

ویفقدک حیث امرک المجلس العاشر فی بیان الفرق بین المؤمن والمسلم
اور نہ دیکھے جس جگہ امر فرمایا ہے دسویں مجلس فرق کے بیان میں مؤمن اور مسلم میں

وبین المجاهد والمهاجر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المؤمن من امنه الناس
اور مجاہد اور مہاجر میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن وہ ہے جسکی ہاتھ سے لوگ

علی دمائهم واموالهم والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده والمجاهد من جاهد نفسه
اپنی جانیں اور مال بچالیں اور مسلم وہ ہے کہ مسلمان جسکی زبان اور ہاتھ سے سلامت رہیں اور مجاہد وہ ہے جسنے اپنی جان کو

فی طاعة الله تعالی والمهاجر من ترک الخطایا والذنوب هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه
اللہ تعالی کی فرمان برداری میں کیا اور مہاجر وہ ہے جو خطا اور گناہوں کو ترک کرے یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہے

فضالة بن عبید ومعناه ان المؤمن لیس من یدعی الایمان فقط بل المؤمن الکامل فی ایمانه
فضالہ بن عبید کی روایت سے اسکی معنی یہہ ہیں کہ مؤمن وہ نہیں ہے جو ایمان کا صرف دعویٰ کیا کرے بلکہ کامل مؤمن اپنی ایمان میں وہ ہے

هو الذی ظهر امانته واستقامته بحیث یکون الناس منه امینا لا یخافونه علی سفک دمائهم
جسکی امانت اور استقامت ایسی ظاہر ہووے کہ خلق اللہ اوسکو امین جان کر یہہ خوف نکریں کہ ہمکو ناحق مار ڈالیگا

واخذ اموالهم ظلما والمسلم لیس من یتکلم بکلمتی الشهادة فقط بل المسلم الکامل فی اسلامه
یا لوٹ لیگا اور مسلم وہ نہیں ہے کہ صرف دونو کلمہ شہادت کی پڑھا کرے بلکہ کامل مسلمان اپنی اسلام میں

هو الذی لا یؤذی احدا من المسلمین لا بلسانه بالشتم والغیبة والنمیمة والبهتان ولا بیده بالضرب
وہ ہے جو کسیکو مسلمانوں میں سے ایذا نہ دے نہ تو اپنی زبان سے گالی گلوچ دیکر اور غیبت کرکر اور سخن چینی کرکر اور تہمت لینے سے اور نہ اپنی ہاتھ سے مارکر

والقتل واخذ ماله بغیر حق وانما خص الید واللسان بالذکر من بین سائر الاعضاء مع الایذاء
یا قتل سے اور ناحق مال چھین کر اور تمام اعضا میں سے صرف ہاتھ اور زبان کو کس لیے خاص کر ذکر کیا ہے باوجودیکہ ایذا

کما یکون بهما یکون بغیرهما من الاعضاء کالعین والاذن والرجل اذا نظر الی بیت الغیر او استمع
جیسے زبان اور ہاتھ سے ہوتی ہے ایسی ہی اور اعضا سے بھی ہوتی ہے سوا زبان اور ہاتھ کی جیسے آنکھ اور کان اور پانو جب جھانکے بیگانہ گھر میں یا کان لگا

قولا لا یرضاه او دخل ملکه بغیر اذنه لان اکثر الایذاء یحصل بهما واما الجمع بینهما فلان
کسیکی بات پر اوسکی بے مرضی یا جا گھسے اوسکی ملک میں بے اجازت اسلیے ذکر کیا کہ اکثر ایذا انہیں دونوں سے ہوتی ہے اور دونو کو جمع اسلیے کیا ہے

کف الید یحتمل ان یکون بسبب الضعف وعدم القدرة واذا ضم الیه کف اللسان یتعین
کہ ہاتھ کا روکنا شاید کہ بسبب ناتوانی کی ہو کہ اتنی طاقت نہیں ہے اور جب زبان کو اوسکی ساتھ روکا تو یہہ مقرر ہوگیا

ان کف الید کان للاسلام والمجاهد لیس من یقاتل الکفار فقط بل المجاهد الکامل من یقاتل
کہ ہاتھ کا روکنا اسلام ہی کی جہت سے ہے اور مجاہد وہ نہیں ہے کہ صرف کفار سے جنگ کیا کرے بلکہ مجاہد کامل وہ ہے جو اپنی نفس سے جنگ کرکے

نفسه ویحملها علی طاعة الله تعالی ویمنعها عن معصیته تعالی لان نفس الانسان اشد عداوة
اللہ تعالی کی فرمان برداری پر لگادے اور اللہ کی نافرمانی سے اوسکو روک دے اس لیے کہ نفس انسانی انسان کا کفار کی نسبت زیادہ تر

معه من الكفار لكون الكفار في بعد مكان منه لا يتفق تلاحقهم به وتقاتلهم معه الا احيانا
دشمن ہوتا ہی اسلیے کہ کفار تو اوس سی دور مسافت پر ہوتی ہین اونسی اتفاقا کبھی کبھی مقابلہ اور مقاتلہ پیش آجاتا ہی
بعد حين واما نفسه فانها ابدا تلازمه وتقاتله وتمنعه عن الخيرات والطاعات وتحمله على
رہا یہہ نفس یہہ تو ہر وقت اسکی ساتھہ لگا ہوا لڑتا رہتا ہی اور خیرات اور طاعات سی روکی جاتا ہی اور
المعاصي وانواع الفسادات ولا شك ان القتال مع العدو الملازم اهم من القتال مع العدو
گناہ اور طرح طرح کی فساد پر رغبت دئی جاتا ہی اور بیشک جنگ پاس کی دشمن کی دشوار ہوتی ہی جنگ دور کی دشمن سی
البعيد يشهد لهذا قوله يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ فانه تعالى امر المؤمنين
یہہ قول اسکا شاہد ہی ای ایمان والو لڑتی جاؤ اپنی نزدیک کی کافرون سی کیونکہ اللہ تعالی مؤمنون کو
ان يبتدوا بقتال الكفار الذين كانوا اقرب منهم فاذا فرغوا من الاقرب فليقاتلوا الابعد والمهاجر
یہہ امر فرماتا ہی کہ پہلی قتال اون کفار سی کرین جو اونسی پاس ہین جب پاس کی کفار سی فارغ ہوجاوین تو دور کی کفار سی لڑین اور مہاجر
ليس من هاجر من مكة الى المدينة قبل فتح مكة فقط حتى تنقطع الهجرة بعد فتح مكة بل الهجرة
وہ ہی نہین ہی جو گہر چہوڑکر مکہ سی مدینہ کو چلا گیا فتح مکہ سی پہلی پہلی کہ بعد فتح مکہ کی ہجرت ہو چکی بلکہ ہجرت
باقية الى يوم القيمة لانها انتقال من الكفر الى الايمان ومن دار الحرب الى دار الاسلام ومن
قیامت تک ہوتی رہی گی اسواسطی کہ ہجرت تو یہہ ہی کفر کو چہوڑکر ایمان حاصل کرنا اور کافرون کی ملک سی مسلمانون کی ملک مین جانا اور
السيئات الى الحسنات وهذه الاشياء باقية ما دام التكليف باقيا فالمهاجر الكامل هو الذي
گناہون کو چہوڑکر حسنات پر عمل کرنا اور یہہ امور تو باقی رہینگی جبتک خطاب الٰہی باقی ہی پس کامل مہاجر وہ ہی جو
يترك جميع ما نهى الله تعالى من المعاصي ويشتغل بما امر الله تعالى من محاسن الاعمال كما جاء
تمام ممنوعات شرعی کو ترک کری کوئی ہی گناہ ہو اور اللہ تعالی کی امر بجالانی مین مشغول رہی کیسا ہی نیک عمل ہو چنانچہ
في حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال المهاجر من هجر ما نهى الله تعالى عنه فانه عليه الصلوة
ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مہاجر وہ ہی جو ترک کری وہ کار جو منع کیا ہی اللہ تعالی نی پس پیغمبر صلی اللہ علیہ
والسلام بين في هذا الحديث ان الهجرة الكاملة التامة هي هجران الفواحش والمنكرات والجد في
وسلم نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ پوری اور کامل ہجرت فواحش اور منکرات کی چہوڑنی اور
الطاعات والعبادات لكن ينبغي ان يعلم صحة الطاعات والعبادات موقوفة على صحة الاعتقاد
طاعت اور عبادت مین کوشش کرنیسی ہوتی ہی لیکن یہہ سمجہنا ضرور چاہی کہ طاعات اور عبادات کبہی صحیح اور درست نہین ہوتی جبتک اعتقاد درست نہو
لان الايمان اصل والعمل فرع والعبد اذا لم يعرف ما الايمان والهداية لا يعرف ما الكفر والضلالة
اسواسطی کہ ایمان جڑ ہی اور عمل شاخ اور آدمی کو جب یہہ ہی خبر نہین کہ ایمان اور ہدایت کیا ہوتا ہی تو وہ کیا جانی کہ کفر کیا اور گمراہی کیا ہی
فتارة تجري على لسانه كلمة التوحيد على طريق الاعتياد لا بالعلم والاعتقاد وتارة يتلفظ
پہر تو کبہی اوسکی زبان پر کلمہ توحید کا آجاویگا عادت کی موافق بدون علم اور اعتقاد کی اور کبہی کلمہ
بالفاظ الكفر ويدخل في حيز الارتداد ومن كان في الاعتقاد بهذه المرتبة لو بقي الف سنة
کفر کا بک دیگا جسنی مرتد ہو جاوی اور جسکا اعتقاد اس درجہ کا ہو تو اگر ہزار برس تک
في الصوم والصلوة لن ينفعه ذلك الاعتقاد يوم العرض الاكبر ومصيره الى النار ومن زعم انه مسلم
روزہ نماز کیا کریگا تو ہرگز ہرگز یہہ اعتقاد پیشی کی دن کچہہ فائدہ نہ دیگا آخر ایسی کا انجام آگ ہی اور جو یہہ گمان کری کہ وہ مسلم ہی

وتقاعد من تعلم قدر ما هو فرض عين عليه من عقائد الايمان لا يوجد فيه من الايمان الا
پہستی کری سیکہنی مین عقاید ایمان کی جسقدر اوسپر فرض عین ہی تو اوسمین ایمان کا صرف دعوی ہی دعوی پایا جاتا ہی
مجرد الدعوى وهذا النوع من الايمان انما يظهر فائدته في الدنيا حيث لا يوخذ منه الجزية كما
ایسی ایمان کا فائدہ صرف دنیا ہی مین ہوتا ہی اسلئی کہ اوسی خراج نہین لیا جاویگا جیسی
توخذ من الكفار لكن يتعذر له الوصول في العقبى الى درجة الابرار فان العبد بمجرد الاتيان بكلمتي
اورکفار سی لیا جاتا ہی لیکن اسکو درجہ صلحاء کا آخرت مین ملنا بہت دشوار ہی کیونکہ آدمی صرف کلمہ شہادت کا پڑہ کر
الشهادة وتقرير الفاظ الايمان على طريق العادة وعدّ نفسه من المؤمنين من غير فهم معناها
اورعادت کی موافق الفاظ ایمان کی بول کر اوراپنی آپ کو مؤمنین مین شمار کرکر بدون سمجہنی معنون کی
لا يصير مؤمنا بينه وبين الله تعالى حتى يصدق بقلبه جميع شرائعه ويعتقد في جميع احكامه
خدا کی علم مین مؤمن نہین ہوسکتا یہان تک کہ اپنی دل سی تمام احکام شرعی کی تصدیق کری اورتمام احکام کا مطیع ہووی
ولا يتشكك ولا يتردد في شيء منها ولوجود هذا التصديق والانقياد في القلب علامات منها ان
اورکسی بات مین اصلا شک اورتردد نہ لاوی اوربہت نشانیان ہین کہ جسی یہہ تصدیق اورانقیاد دل مین موجود معلوم ہو ایک یہہ ہی
لا يفرغ عن امر دينه بل يسعى في اصلاحه بتعلمه من اهله والعمل به ومنها ان لا يشق على قلبه
کو دین کی معاملہ سی نکما ہوکر نہ ہو بیٹہی بلکہ دین کی درستی مین کوشش کرتا رہی اپنی اہل کو سکہاوی اورعمل کرتا رہی اورایک علامت یہہ ہی کہ اوسکی دلپر دشوار نگذری
اذا اخبر عن شيء من امر دينه ولا يتهاون به ولا يتكبر عنه بل يقبله ويطيعه وان كان ذلك الامر
جب امور دینی مین سی کوئی سا حکم سنی اوراوسکو حقیر نہ سمجہی اوراوسی گردن کشی نکری بلکہ اوسکو مان لی اوراطاعت کری اگرچہ وہ حکم کیسا ہی
في غاية الصعوبة والمخبر في غاية الحقارة ومنها ان لا يكون له هواه اميرا والشرع تابعا له بان
سخت دشوار ہو اوروہ حکم سنانیوالا کیسا ہی ذلیل وخوار ہو اورایک یہہ نشانی ہی کہ اوسکی ہوا نفسانی حاکم نہو جاوی اورشرع اوسکی تابع نبنی اسطور
لا ياخذ من الشرع شيئا الا ما يوافق هواه بل يجب ان يكون له الشرع اميرا وهواه اسيرا له فلا ياخذ
کہ شرعی احکام مین سی وہ ہی اختیار کیا کری جو اوسکی رضی کی موافق ہو بلکہ واجب ہی کہ شرع ہی اوسکی حاکم اوراوسکی ہوا وہوس مقید ہو پہر
من هواه ومراده شيئا الا باذن الشرع وان كان فيه نقصان المال والجاه والعرض كما اخبر به النبي
اپنی خواہش مین سی بدون اجازت شرع کی کچہہ اختیار نہ کرسکی اگرچہ اسمین مال اورمرتبہ کا نقصان ہوجا اورعزت بگڑ جاوی چنانچہ نبی صلی اللہ
عليه السلام وقال لا يؤمن احدكم حتى يكون هواه تبعا لما جئت به فاذا وجد في العبد تلك العلامات
علیہ وسلم نی خبردی ہی فرمایا کہ کوئی تم مین سی مؤمن نہوگا جبتک کہ اوسکی مرضی تابع میری احکام کی نہوجاوی جب آدمی مین یہہ علامات موجود ہو جاوین
كان مؤمنا حقا وهذا هو الايمان المنجي من العذاب الابدي لكن بشرط التحفظ من جميع ما يهدم هذا
تو وہ بیشک مؤمن حقیقی ہی اوریہہ ہی ایمان ہی جو عذاب ابدی سی نجات دیتا ہی لیکن بشرطیکہ بچا رکہی تمام ایسی حالات سی جو اس تصدیق کو
التصديق وينافيه مما يجري على قلبه ولسانه وسائر جوارحه مما يوجب الكفر فان الايمان لا يزول الا
بگاڑ دین اورکہودین وہ خطرات دلی اورزبانی اورتمام اعضا کی ہین جن جن سی کفر لازم آجاوی کیونکہ ایمان بدون کفر کی نہین گم ہوتا
بالكفر والكفر ثلثة انواع النوع الاول كفر جهلي وسببه عدم الاصغاء وعدم الالتفات وعدم التامل
اورکفر تین قسم کا ہوتا ہی پہلی قسم کفر جہلی ہوتا ہی اوسکا سبب یہہ ہی نہ سننا اورتوجہ نکرنی اورغور اورفکر نہ کرنا
في الايات والدلائل مثل كفر العوام فان اكثرهم لا يعرفون ما وجب عليهم معرفته من عقائد الايمان
آیات مین اوردلائل مین جیسی کفر عام لوگون کا کیونکہ اکثر عوام یہہ بہی نہین جانتی کہ اونپر کون کون سی عقاید ایمانی کا سمجہنا واجب ہی

بل بعضهم ينطق بكلمتي الشهادة لكن لا يعرف معناهما ولا يميز بين الله تعالى ورسوله والنوع الثاني
بلکہ بعضی لوگ شہادت کی دونو کلمی تو پڑہتی ہین پر اونکی معنی نہین جانتی اور اللہ مین اور اوسکی رسول مین تمیز نہین کرتی دوسری قسم کفر
كفر جحودي وسببه اما الاستكبار مثل كفر فرعون وملائه او خوف زوال الرياسة وعدم الوصول
انکاری ہوتا ہی اسکا سبب یا تو خود بینی اور تکبر جیسی کفر فرعون اور اوسکی امراؤ کا یا خوف ریاست کی جاتی رہنی کا اور سرداری نہ پہونچنی کا
اليها مثل كفر هرقل او خوف الذم والتعيير مثل كفر ابي طالب والنوع الثالث كفر حكمي وهو الذي
جیسی کفر ہرقل کا یا خوف بدنامی کا اور شرم جیسی کفر ابوطالب کا اور تیسری قسم کفر حکمی ہوتا ہی یہہ وہ کفر ہی
جعله الشرع من علامات التكذيب كشد الزنار وسجود الصنم او كان عن استخفاف ما يجب تعظيمه
جسکو شرع نی نشانی تکذیب کی مقرر کی ہی جیسی جنیئو کا گلی مین ڈالنا اور بت کو سجدہ کرنا اور حقارت کرنی اون چیزون کی جنکی شرع مین تعظیم ہی
كالقاء المصحف في المزبلة واستهزاء العلم والعلماء وما هو من امور الدين او عن استحلال حرم
نعوذ باللہ جیسی مصحف کو کوڑی مین ڈالدینا اور علم اور علماء اور اور امور دینی کا ٹھٹہا کرنا یا حرام لعینہ کو جسکی
لعينه وثبت حرمته بدليل قطعي كالزنا وشرب الخمر ومن فعل شيئا من ذلك يحبط جميع اعماله
حرمت دلیل یقینی سی ثابت ہوچکی ہو حلال سمجہنا جیسی زنا اور شراب کا پینا اور جسنی ان مذکورات مین سی کوئی کام کیا اوسکی تمام عمل سوخت ہوجاتی
الدينية فيلزم تجديد النكاح وتكرار الحج ان كان قادرا بعد التوبة واما غير تلك الذنوب صغيرة
پہر نئی سرسی نکاح کرنا چاہیئی اور حج پہر ادا کرنا چاہیئی اگر بعد توبہ کی مقدور رکہتا ہو اور سوای ان مذکورات کی باقی گناہ جسی
كانت او كبيرة فلا يخرج المؤمن بفعلها من الايمان بل يكون فاسقا لكن يخاف عليه امر عظيم
صغیرہ ہون یا کبیرہ تو مرد مؤمن کسی گناہ کی شامت سی ایمان سی خارج نہین ہوتا بلکہ فاسق ہوجاتا ہی لیکن اوسپر مرتی دم بڑا اندیشہ ہی
عند النزع ان كان مصرا عليها ولم يتب عنها لما روي انه عليه السلام قال المعاصي بريد الكفر
اگر وہ شخص گناہ پر جم رہا تہا اور توبہ نہین کی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین
فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يتوب عن الذنوب كلها في الحال لان التوبة عن الذنوب صغيرة كانت
اس حدیث کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ تمام گناہون سی ابہی فی الحال توبہ کری کیونکہ توبہ کرنا گناہون سی صغیرہ ہون
او كبيرة واجبة على الفور اما وجوبها فلقوله تعالى وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ ولقوله تعالى
یا کبیرہ فی الفور تُرت واجب ہی وجوب توبہ کا اس آیت سی ثابت ہی توبہ کرو اللہ کی آگی سب مکر ای ایمان والو اور اس آیت سی
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا فانه تعالى قد امر في هاتين الآيتين بالتوبة والامر للوجوب
ای ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دلکی توبہ بیشک اللہ تعالی نی ان دونو آیتون مین توبہ کا حکم فرمایا اور امر واسطی وجوب کی ہوتا
فيكون التوبة واجبة واما وجوبها على الفور فلئلا يلزم بالتاخير الاصرار المحرم الذي يؤدي الى الهلاك
سو توبہ واجب ہوگئی اور توبہ کا ترت واجب ہونا اسلئی ہی تاکہ تاخیر کرنیسی اصرار حرام نہو جاوی جسکا انجام ہلاکت ہوتا ہی
لما روي عن ابن عباس انه عليه السلام قال هلك المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب وفي حديث
اسلئی کہ روایت ہی ابن عباس رض سی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ہلاک ہوئی دیر اور تاخیر کرنیوالی اور مسوف اوسکو کہتی ہین جو یہہ کہا کری ابہی بسکر لونگا اور
آخر انه عليه الصلوة والسلام قال كل بني آدم خطاء وخير الخطائين التوابون فلا بد للمؤمن
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تمام بنی آدم بڑی ہی خطاوار ہین اور خطاوارون مین سی اچہی وہ ہین جو بہت توبہ کرتی ہین پس مؤمن کو
ان يداوم على التوبة ليكون من التوابين فانه تعالى دعا عباده المؤمنين بعدما اذنبوا الى التوبة
لازم ہی کہ ہمیشہ توبہ کرتا رہی تاکہ تواب مین داخل ہووی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی مؤمن بندون کو بعد گناہ کرنی کی توبہ کی ہدایت کی ہی

وامرهم بها وسماهم المؤمنين ثم بين ما لهم من الكرامة والمغفرة فقال عسى ربكم ان يكفر عنكم
اور توبہ کا حکم کیا ہی اور اونکو مؤمن کہکر پکارا ہی پہر بیان فرمایا جو اونکی لئی عزت اور بخشش ہوگی سو فرمایا شاید تمہارا رب اوتاری تمسی تمہاری
سیاٰتکم ویدخلکم جنٰت تجری من تحتها الانهر وقال فی اٰیة اخری والذین اذا فعلوا فاحشة
برائیاں اور داخل کری تمکو باغون مین جنکی نیچی بہتی نہرین اور فرمایا ایک اور آیت مین اور وہ لوگ جب کر بیٹہین کچہہ کہلا گناہ
او ظلموا انفسهم ذکروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن یغفر الذنوب الا الله ولم یصروا علی ما
یا برا کرین اپنی حق مین تو یاد کرین اللہ کو اور بخشش مانگی اپنی گناہون کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوای اللہ کی اور نہ اڑجاوین اپنی
فعلوا وهم یعلمون اولٰئک جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنٰت تجری من تحتها الانهر خٰلدین
کئی پر جانتی ہوئی اونکی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہرین رہ پڑی اونمین
فیها ونعم اجر العٰملین ثم اخبرانه یحبهم لتطهرهم بالتوبة عن انجاس الذنوب فقال ان الله یحب
اور خوب مزدوری ہی کام کرنیوالون کی پہر یہہ خبر دی کہ اوسکو پسند ہی کہ اونکو پاک کری توبہ کرا کر گناہون کی نجاست سی سو فرمایا بیشک اللہ کو خوش آتی
التوابین ویحب المتطهرین فاذا کان کذلک فکیف لا یشتغل المؤمن بالتوبة وکیف ینفك عنها لکن
توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہین ستہرائی والی جب یہہ ٹہرا تو مؤمن ہوکر توبہ کیونکر نکریگا اور توبہ سی کیسی جدا ہوگا لیکن
لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا یتحقق التوبة الاول الندم بالقلب علی فعل من الذنوب فی
توبہ کی چار شرطین ہین اگر ایک بہی شرط جاتی رہی گی تو توبہ کا پتا نہین پہلی دل سی شرمندہ ہونا گناہون کی کرنی پر
الماضی والثانی ترك المعصیة فی الحال والثالث العزم علی ان لا یعود الی مثلها فی الاستقبال والرابع
زمانہ گذشتہ مین دوسری فورًا گناہ کو ترک کرنا تیسری عزم کرنا کہ آیندہ کو پہر کبہی ایسی حرکت نکرون گا چوتہی
ان یکون ذلك خوفا من الله تعالی لا لامر اٰخر فان من ندم علی شرب الخمر وترکه لما فیه من الصداع
یہہ کہ تینون امر اللہ تعالی کی خوف سی ہون کسی اور سبب سی نہون کیونکہ اگر کوئی شخص شراب پی کر نادم ہوا اور اوسکو ترک کیا اسلئی کہ اوسی سر درد ہوتا
وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا یکون تائبا شرعا ولا ینال الثواب الموعود للتائبین وکذلك
اور بہکتا ہی اور مال تلف ہوتا ہی اور عزت جاتی ہی تو شرعًا یہہ شخص تائب نہین ہی اور جو ثواب تائب کی واسطی مقرر ہی یہہ نہین پاویگا اور ایسی ہی
من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر علی المعصیة فاستغفاره ذلك یحتاج الی استغفار مقا
جسنی زبان سی کہا استغفر اللہ اور دل اوسکا گناہ پر اڑا رہا تو ایسی توبہ سی شرمندہ ہوکر توبہ کرنی چاہئی
بالندم لما روی ان علیا رای رجلا قد فرغ من صلاته وقال سریعا اللهم انی استغفرك واتوب الیك
کیونکہ روایت ہی کہ حضرت علی نی ایک کو دیکہا کہ اوسنی نماز سی فارغ ہوتی جلدی سی یہہ کہا الٰہی مین بخشش مانگتا ہون اور تیری طرف رجوع کرتا ہون
فقال علی یا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الکذابین وتوبتك تحتاج الی توبة وعن الحسن
پس حضرت علی نی کہا ای شخص جلدی سی زبان توبہ پر چلانی جہوٹہون کی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن
البصری انه قال استغفارنا یحتاج الی استغفار قال القرطبی هذا قوله فی زمانه فکیف فی هذا الزمان
بصری سی روایت ہی کہ کہتی تہی ہماری توبہ قابل توبہ کرنی کی ہی قرطبی کہتی ہین یہہ قول حسن بصری کا اونکی زمانہ مین ہی پس اس زمانہ کا تو کیا حال ہی
الذی یری الانسان فیه مکبا علی الظلم حریصا علیه ولا یقلع عنه والسبحة فی یده یزعم انه یستغفر
کہ ہم دیکہتی ہین انسان کو کہ حرص کا مارا ظلم پر دہکا چلا جاتا ہی اور ہرگز باز نہین آتا اور تسبیح ہاتہہ مین لی ہوئی ہی اس خیال پر کہ توبہ کریگا
منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روی انه علیه السلام قال المستغفر باللسان المصر علی
اب یہہ ٹہٹہا چہل اور حقارت ہی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ زبانی توبہ کرنیوالا گناہ پر لگا ہوا

الذنب

الذنب کالمستهزئ بربه وانما التوبة ان یستغفر بلسانه وینوی بقلبه ان لا یعود الی الذنب اصلا
گویا اپنی رب سی ٹھٹھہ کرتا ہی اور توبہ یہہ ہوتی ہی کہ زبانسی بخشش مانگی اور دل سی یہہ نیت کری کہ پہر کبہی نافرمانی نکرونگا

فاذا فعل ذلك یغفر الله له ذنبه وان کان ذنبه عظیما اذ لیس ذنبا اعظم من الکفر وقد قال الله تعالی
جب ایسی توبہ کرتا ہی تو اللہ تعالی اوسکی خطا معاف کر دیتا ہی کیسا ہی گناہ ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی اور اللہ کافرون کی حق مین

فی حق اهل الکفر قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ فما ظنك فیما دونه من المعاصی
یہہ فرماتا ہی تو کہدی کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہو اونکو جو ہو چکا پہر تو کیا سمجہتا ہی کفر سی کمتر گناہون کو

وقد روی انه علیه السلام قال لو اخطأ احدکم حتی یملأ ما بین السماء والارض ثم تاب تاب الله علیه
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر تم مین سی کوئی شخص اتنی گناہ کری کہ بہر جاوی میدان آسمان اور زمین کا پہر وہ توبہ کری تو اللہ اوسپر رحمت کرتا ہی

وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله علیه یعنی انه اذا
اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ بندہ جب خطا کا اقرار کرتا ہی پہر توبہ کرتا ہی تو اوسپر اللہ تعالی رحمت کرتا ہی مراد یہہ ہی

اقر بکونه مذنبا ثم ندم علی ما فعل من الذنوب وعلی ما اکتسب من السیات وعزم ان لا یعود الی مثله
کہ اپنی تئین خطادار کہہ کر پہر گناہ کئی ہوی پر اور برائی کمائی ہوئی پر شرمندہ ہووی اور آگی کو یہہ عزم کری کہ پہر ایسی حرکت نکرونگا

یقبل الله تعالی توبته ویتجاوز عن سیاته لکن ینبغی ان یعلم ان الذنب علی نوعین ذنب بینه و
تو اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی خطا سی درگذر فرماتا ہی لیکن یہہ سمجہنا چاہئی کہ گناہ دو قسم کی ہوتی ہین ایک تو صرف حقوق الٰہی

بین الله تعالی وذنب بینه وبین العباد فالذنب الذی بینه وبین الله تعالی یکفی فیه الاستغفار
دوسری حقوق العباد پہر گناہ صرف حقوق اللہ کی ہین تو اوسمین کفایت کرتی ہی توبہ

باللسان والندم بالقلب والعزم علی ان لا یعود فاذا فعل ذلك لا یبرح من مکانه حتی یغفر له ذنبه
زبانسی اور ندامت دل سی اور یہہ عزم کرنا کہ پہر کبہی نکرونگا جب ایسی توبہ کر چکا تو فورًا اوسی جگہہ اوسکی خطا معاف ہو جاتی ہی

الا ان یکون علیه شئ من فرائض الله تعالی فان الشرع لا یکتفی فیه بمجرد التوبة بل اضاف الی ذلك
ہان اگر اوسکی ذمہ کچہہ فرائض الٰہی مین سی بہی ہو تو اس صورت مین شرع نی صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ

فی البعض قضاء کالصلوة والصوم وغیرهما وفی البعض کفارة واما حقوق الادمیین فلا بد من ایصالها
بعضی فرائض کا قضا چاہئی جیسی نماز اور روزہ اور بعضی مین کفارہ چاہئی رہی حق العباد اسمین ضرور ہی کہ وہ حق مستحق کی پاس

الی مستحقها فان لم یوجدوا یلزم تصدقها عنهم بنیة ان یکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها
پہنچاوی اور اگر وہ مستحق نملین تو لازم ہی کہ اونکو اونکی طرف سی خیرات کر دی اس نیت سی کہ اللہ تعالی یہہ امانت قیامت کی دن

الی اصحابها یوم القیمة فمن لم یجد سبیلا لخروجه عما علیه من التبعات لاعساره فعلیه ان یکثر
انکی مستحق کو پہنچا دی اور جو شخص باری تنگدستی کی کوئی راہ نپاوی حقوق العباد کی ادا کا تو اوسکو یہہ لازم ہی

من الاعمال الصالحات ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر الاوقات فانه اذا فعل
کہ اعمال صالح بہت کری اور اپنی مظلومون مؤمن مرد اور مؤمن عورتون کی لئی اکثر اوقات بخشش کی دعا کیا کری جب یہہ عمل کریگا

کذلك یرجی من فضل الله تعالی ان یرضی خصماءه یوم القیمة بلطفه وکرمه

المجلس حادی عشر

تو اللہ تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیون کو اپنی لطف اور کرم سی راضی کر دی
گیارہوین مجلس

فی بیان افضل الذکر وافضل الدعاء

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
افضل ذکر اور افضل دعا کی بیان مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

افضل الذکر لا اله الا الله وافضل الدعاء الحمد لله هذا الحديث من حسان المصابيح رواه جابر
سب ذکروں میں سے بہتر ہے لا اله الا الله اور سب دعاؤں میں بہتر ہے الحمد لله یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہے جابر کی روایت سے
وانما جعل فيه الحمد لله من افضل الدعاء لان الدعاء عبارة عن ذكر العبد ربه وسواله عنه فضله
اور الحمد لله سب دعاؤں سے افضل اسلئے ٹہری کہ دعا اسکو کہتے ہیں کہ بندہ اپنے رب کو یاد کرکر اوس سے فضل کا سوال کرے
ففي الحمد لله هذا المعنى موجود اذ فيه ذكر الرب وطلب المزيد لانه راس الشكر والحمد فيه لقوله عليه السلام الحمد لله راس الشكر ما شكر الله عبد لم يحمده
سو الحمد لله میں یہہ معنی موجود ہیں اسواسطے کہ اسمیں رب کی یاد ہے اور ترقی کی طلب ہے اسلئے کہ الحمد لله اصل ہے شکر میں اور وہ اسمیں ہے اسواسطے فرمایا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے
والشكر يستلزم المزيد لقوله تعالى لئن شكرتم لازيدنكم فمن قال الحمد لله يصير كانه سئله عنه
اور شکر سے ترقی ہوا کرتی ہے واسطے فرمودہ الله تعالی کی اگر حق مانوگی تو اور دونگا تمکو پہر جسنے الحمد لله کہا گویا اوسنے الله تعالی سے
تعالى زيادة فضله بعد الثناء عليه واما كون لا اله الا الله من افضل الاذكار فلان فيه معنى لا يوجد
ثنا کرکر فضل کی ترقی طلب کی اور لا اله الا الله جو تمام ذکروں میں افضل ہے تو اسلئے کہ اسمیں وہ معنی ہیں
في ذكر غيره وبمعرفة ذلك المعنى يحصل للمكلف جميع ما يجب عليه معرفته في حقه تعالى وذلك المعنى
جو اور ذکر میں نہیں پائے جاتے اور ان معنوں کی دریافت کرنے سے مکلف کو حاصل ہوجاتی ہیں جو جو واجب ہے دریافت کرنا بہ نسبت ذات باریتعالی کی اور وہ معنی
اثبات الالوهية له تعالى ونفيها عما عداه ويندرج في معنى الالوهية جميع ما يجب على المكلف معرفته
ربوبیت کا ثابت کرنا واسطے الله تعالی کی اور الوہیت کا سلب کرنا ماسوا الله سے اور الوہیت کی معنوں میں تمام باتیں آگئیں جنکا جاننا مکلف کو ضرور ہے
مما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له لان الالوهية تشتمل على معنيين احدهما
اوصاف الہی سے جو واجب ہیں اور جو محال ہیں اور جو جایز ہیں الله تعالی کی حق میں اسلئے کہ الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو
استغناؤه تعالى عن جميع ما سواه والثاني افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى كلمة
الله کا بے نیاز ہونا تمام اپنے ماسوا سے اور دوسرا تمام ماسوا کا محتاج ہونا الله تعالی کی طرف اس تقریر کی موافق معنی کلمہ
التوحيد لا مستغني عن جميع ما سواه ولا مفتقر اليه جميع ما عداه الا الله تعالى اما استغناؤه تعالى
توحید کی یہہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی بے نیاز تمام ماسوا اپنے سے اور نہیں ہے کوئی محتاج الیہ تمام ماسوا اپنے کا سوا الله تعالی کی الله تعالی کی بے نیازی
عن جميع ما سواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم والبقاء اذ لو لم تجب له تعالى هذه الصفات
تمام ماسوا سے جو ہے اس سے واجب ہوا کہ الله تعالی موجود اور قدیم اور باقی ہے اسلئے کہ یہہ صفتیں اگر الله تعالی کو بضرورت ثابت نہو جاویں
لكان محتاجا الى محدث لان انتفاء شئ عن هذه الصفات يستلزم الحدوث وكل حادث مفتقر
تو بیشبہ وہ محدث کا محتاج ہوگا اسواسطے کہ ان صفتوں میں سے جونسی نہوگی تب ہی حدوث لازم آویگا اور ہر حادث محدث کا محتاج
الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص ويدخل في التنزه عن النقصان وجوب السمع و
ہوتا ہے اور ایسے ہی واجب ہوا الله تعالی کا بری ہونا نقصان سے اور نقصان سے بری ہونے میں آگئی واجب ہونا سمع اور
البصر والكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقائص ومحتاجا الى من يدفع
بصر اور کلام کا اسلئے کہ الله تعالی کو اگر یہہ صفتیں واجب نہونگی تو البتہ اوسمیں نقصان کی باتیں پائی جائینگی اور محتاج ہوگا ایسے کا جو اوس
عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التنزه عن الاغراض في افعاله واحكامه اذ لو لم يجب
نقصان کو دور کرے اور ایسے ہی واجب ہوا پاک ہونا الله تعالی کا غرض سے افعال اور احکام میں اسلئے کہ اگر واجب نہو
له تعالى التنزه عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى ان لا يجب
الله کا پاک ہونا غرض سے تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شئ کا جس سے اوسکی غرض حاصل ہو ایسے ہی ضرور ہوا الله تعالی ذمہ پر کچہہ واجب نہونا

عليه

علیه فعل شیء من الممکنات ولا ترکه اذ لو وجب علیه شیء منهما لکان محتاجا الی ذلک الشیء
کسی فعل کا ممکنات میں سی کرنا اور نہ کرنا اسلئی کہ اگر واجب ہو اوسکی ذمہ پر کچھ ان دونوں میں سی تو البتہ محتاج ہوگا اوس شئ کا
لیکمل به اذ لا یجب له تعالی الا ما هو کمال واما افتقار جمیع ما عداه الیه تعالی فیوجب له تعالی
تاکہ اوس شئ کا مل بن جاوی اسواسطی کہ اللہ تعالی کو صفات کمال ہی واجب ہوتی ہیں اور تمام ممکنات ماسوی اللہ کی محتاج ہونی سی اللہ کی طرف واجب ہوا
القدرة والارادة والعلم والحیوة اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان عاجزا عن ایجاد شیء
اللہ تعالی کا قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہونا اس لئی کہ یہہ چاروں صفت اگر اللہ تعالی کو واجب نہوں تو وہ تمام ممکنات کی پیدا کرنی سی
من الممکنات وکذا یوجب له الوحدانیة اذ لو لم یجب له تعالی الوحدانیة بل کان معه غیره فی
عاجز ہوگا اور ایسی ہی وحدانیت بہی واجب ہوتی ہی اسلئی کہ اگر وحدانیت نہو بلکہ اوسکی ساتھ ایک اور اللہ سوای اوسکی ہو
الالوهیة لم یفتقر الیه شیء من الممکنات للزوم عجزهما ویوخذ من افتقار جمیع ما عداه الیه تعالی
تو پہر کوئی شئ ممکنات میں سی اوسکی محتاج نہوگی کیونکہ بسبب شرک کی دونو عاجز ہوجاینگی اور جب تمام ممکنات ماسوی اللہ کی
حدوث العالم باسره اذ لو کان شیء منه قدیما لکان مستغنیا عنه تعالی غیر مفتقر الیه یوخذ منه
اوسکی محتاج ہوئیں تو اسی معلوم ہوا کہ عالم تمام حادث ہی اسلئی کہ عالم میں سی کچھہ بہی اگر قدیم ہو تو وہ اللہ تعالی سی بی پرواہ ہوگا اوسکی طرف محتاج نہوگا اور یہہ بہی
ایضا ان لا یؤثر شیء من المخلوقات فی اثر ما اذ لو کان فی شیء من المخلوقات تاثیر فی اثر ما لکان ذلک الاثر مستغنیا عنه تعالی غیر مفتقر
معلوم ہوا کہ کسی چیز کو مخلوقات میں سی کسی امر میں کچھہ اثر نہو اسلئی کہ اگر مخلوقات میں سی کسی شئ کو کچھہ اثر مستقل ہوتا تو البتہ وہ اثر اللہ تعالی کا محتاج نہوتا
الیه فعلی هذا کل من یقول لا اله الا الله یصیر کانه یقول لا واجب الوجود الا الله تعالی ولا واجب
بلکہ بی نیاز ہوتا اس تقریر کی موافق جو شخص لا الہ الا اللہ پڑہتا ہی گویا کہ وہ یہہ کہتا ہی کوئی واجب الوجود نہیں سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی واجب
القدم والبقاء الا الله ولا قادر علی ایجاد الممکنات کلها الا الله ولا عالم بما لا یتناهی من المعلومات
القدیم اور باقی سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی قدرت والا تمام ممکنات کی پیدایش پر سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی دانندہ معلومات بی انتہا کا
الا الله ولا منزه عن جمیع النقائص ولا عن الاغراض فی افعاله واحکامه الا الله ولا مؤثر فی شیء من
سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی بری تمام نقصانوں سی اور نہ غرض سی اپنی افعال اور احکام میں سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی اثر کرنیوالا کسی شئ میں
المخلوقات الا الله وعلی هذا القیاس کل ما وجب فی حقه تعالی واستحال علیه وجاز له فقد
مخلوقات میں سی سوای اللہ تعالی کی اسیطرح جو جو صفات اللہ تعالی کو واجب ہیں اور جو جو اوسکی حق میں محال ہیں اور جو جو جایز ہیں
ظهر من هذا ان فهم معنی کلمة التوحید یتوقف علی معرفة الله تعالی ومعرفة الله تعالی
اس سی ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کی معنوں کو سمجہنا معرفت الہی پر موقوف ہی اور معرفت الہی
لیست ضروریة حتی یحصل بالبداهة کمعرفة کون الواحد نصف الاثنین بل انما تحصل
بدیہی یعنی ظاہر نہیں ہی تاکہ خود بخود معلوم ہو جاوی جیسی ایک کو دو کا آدہا جانتی ہیں بلکہ استدلال سی
بالاستدلال الذی هو النظر فی الدلیل فیکون النظر واجبا لانه تعالی امر به وقال انظروا ماذا
معلوم ہو سکتا ہی جسکو نظر فی الدلیل کہتی ہیں پس استدلال کرنا واجب ہوا چنانچہ اللہ تعالی نی بہی ارشاد کیا ہی فرمایا دیکہو کیا کیا
فی السموت والارض فمن ترکه یکون اثما لانه اعطی الانسان نعمة العقل فیستدل به علی وجود
موجود ہی آسمانوں اور زمین میں پہر جسنی استدلال کو ترک کیا وہ گنہگار ہوگا اسلئی کہ اللہ تعالی نی آدمی کو عقل کی نعمت اسیواسطی عطا کی ہی کہ اوسکی ذریعہ سی ثابت
وقدمه ووحدته وسائر صفاته التی تدل علیها افعاله وهی القدرة والارادة والعلم والحیوة
اوسکا وجود اور قدم اور وحدانیت اور تمام وہ صفات جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور وہ صفات قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہی

فاذا لم یستدل به لا یکون مؤدیا شکر نعمة العقل فیکون آثما فیبقی فی مشیة الله تعالی
پھر اگر اسنی اوس عقل سی استدلال نکیا تو ادا نکی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا پس یہہ گنہگار ہوگا پھر مشیت الٰہی مین رہیگا

ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه بقدر ذنبه ثم یدخله الجنة
چاہی اسکو معاف کرکر جنت مین بلا عذاب داخل کری اور اگر چاہی اوسکی خطا کی موافق اوسکو عذاب دیکر جنت مین داخل کری

فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یعتنی فی معرفة الله تعالی حتی تیسر له فهم معنی کلمة التوحید
اب ہر مؤمن پر واجب ہی کہ معرفت الٰہی مین کوشش کیا کری تاکہ اوسکو سمجھنا کلمۂ توحید کی معنون کا سہل ہوجاوی

التی هی ثمن الجنة وسبب الخلاص من العذاب المؤبد وقد نص العلماء علی لزوم فهم معناها
جو کہ جنت کی قیمت اور دائمی عذاب سی رستگاری کا باعث ہی اور علماء صاف کہہ گذری ہین کہ سمجھنا معنون کا لازم ہی

والا لا ینتفع بها متلفظها فی الانقاذ من الخلود فی النار اذ لیست فضیلتها بازاء تحریك اللسان
اور نہین تو زبانی پڑھنی سی اصلا فائدہ نہین ہی کہ دائمی آگ کی عذاب سی بچی اسواسطی کہ اوسکی فضیلت زبان ہلانی سی نہین ہوتی ہی

بها من غیر حصول معناها فی القلب بل فضیلتها بازاء حصول معناها فی القلب بسبب
جبتک کہ اوسکی معنی دل مین نہ حاصل ہون بلکہ اوسکی فضیلت یہہ ہی کہ اوسکی معنی بسبب معرفت الٰہی کی دل مین متیقن ہون

معرفة الله تعالی ولیس المراد من معرفة الله تعالی معرفة ذاته لان ذاته تعالی لیست معلومة
اور معرفت الٰہی سی مراد یہہ نہین ہی کہ اوسکی ذات کو دریافت کری اسلئی کہ اوسکی ذات تو بشر کو معلوم نہین ہوسکتی

للبشر بل المراد بها معرفة ما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له لیعلم من
بلکہ معرفت سی یہہ مراد ہی کہ یہہ دریافت کری کہ اللہ تعالی کی حق مین کیا تو واجب ہی اور کیا محال ہی اور کیا جایز ہی تاکہ دریافت کری

ینطق بها ما نفی عن غیره تعالی وما اثبت له فانها مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من
کلمہ پڑھنی والا کیا وصف نفی کیا چاہی غیر اللہ سی اور کیا ثابت کیا چاہی اللہ تعالی کو کیونکہ کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی پس نفی کرنا تو ہر ہر فرد

افراد حقیقة الاله سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلك الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی
معبود حقیقی کا ہی سوای ذات الٰہی کی اور مثبت ایک فرد واحد ہی معبود حقیقی مین سی اور وہ ذات الٰہی ہی اور معنی

الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق
اله کی یہہ ہی ہین کہ واجب الوجود ہو سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہین کہ صرف باعتبار ادراک کی ہوسکتا ہی کہ بہت افراد پر صادق

علی کثیرین لکن الدلیل القطعی یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی و ذلك
آوی پر دلیل قطعی سی معلوم ہوا کہ تعدد اسمین محال ہی اور یہہ صفت خاص ہی ذات الٰہی کو اور وہ

الدلیل وجود العالم فانه لکونه حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له موجدا قدیما واحدا
دلیل عالم کا وجود ہی بیشک یہہ عالم حادث محدث کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اوسکا ایک موجد ہی قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والحیوة والعلم لانه لو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان محتاجا الی
اور قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم اسلئی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو البتہ محدث کا محتاج ہوگا

محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاهما محال ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما
پھر دور یا تسلسل لازم آویگا اور یہہ دو محال ہین اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہون تو بیشک اونکی آپسمین

التمانع المقتضی لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان
روک ٹوک واقع ہوگی جسی عالم موجود نہوسکی اور اگر قدرت والا اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک

عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیء من الاشیاء

عالم میں سے ہر ہر ذرہ کی ایجاد سے عاجز ہوگا حالانکہ ایجاد کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہے اور تاثیر قدرت کا کسی شے میں اوس شے کی ارادہ کرنے پر

یتوقف علی ارادة ذلك الشیء وارادة ذلك الشیء یتوقف علی العلم به لان القصد الی ایجاد شیء

موقوف ہے اور ارادہ اوس شے کا بدون علم اوس شے کی نہیں ہوسکتا اس لیے کہ ارادہ کسی شے کی ایجاد کا

مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلثة یتوقف علی الحیوة لکونها شرطا فیها

بدون علم اوس شے کی محال ہے اور یہہ تینوں صفتیں کب ہوسکتی ہیں بدون حیات کی کیونکہ حیات شرط ہے

فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل جزء من اجزائه دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی وکونه

اس بیان کی مطابق وجود تمام عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا اوسکی اجزا میں سے یقینی دلیل ہے اللہ تعالی کی وجود پر کہ وہ

قدیما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة وعلی استحالة اضدادها ولهذا کان

قدیم اور واحد ہے اور موصوف ہے ان چاروں صفات مذکورہ سے اور دلیل ہے اسکی کہ ان صفات کا خلاف محال ہے اسیلئے

بعض اهل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما راینا شیئا الا راینا الله تعالی بعده فان

بعضی اہل توحید اثر سے مؤثر پر استدلال کرکے یہہ کہتے ہیں کہ ہمنے جب کسی شے کو دیکھا تو اوسکے ساتھہ ہی اللہ تعالی کو دیکھا بیشک

کل جزء من اجزاء العالم لکونه حادثا محتاج الی من یوجده ویربیه لا یزال یتکلم بکلام لا حرف فیه

ہر ہر ذرہ عالم کی اجزا کا چونکہ حادث اور محتاج ہے اپنے پیدا اور پرورش کرنیوالے کا ہمیشہ ایسی کلام سے جسمیں نہ حرف ہیں

ولا صوت ان له موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة یسمع کلامه

اور نہ آواز یہہ کہتا ہے کہ میرا پیدا کرنیوالا قدیم ہے واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ صاحب علم صاحب حیات تمیز والے

السامعون ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع

اوسکی کلام سنتے ہیں اور بے تمیز جنکی سمجھہ بیکار ہے نہیں سنتے اور سماعت سے مراد سماعت باطنی ہے جسسے وہ کلام سنی جاتی ہے

به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتشارك

جسمیں حرف اور آواز نہو اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی یہہ سماعت ظاہری مراد نہیں ہے جسسے سوا آواز کی کچھہ معلوم ہو اور چوپایہ

فیه البهائم الانسان اذ لا قدر لشیء تشارك فیه البهائم الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من

اور انسان اوسمیں شریک ہیں کیونکہ اوس شے میں کیا خوبی ہے جسمیں چوپایہ اور انسان یکساں ہوں حاصل یہہ ہے کہ آدمی مکلف

صفاته تعالی بالعقل الا ما یتوقف علیه افعاله وما لم یتوقف علیه افعاله تعالی کالسمع والبصر

صفات الہی میں سے بزور عقل وہ ہی جان سکتا ہے جن صفات پر افعال موقوف ہیں اور جن صفات پر افعال موقوف نہیں ہیں جیسے سمع اور بصر

والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما الاستدلال بالعقل فهو

اور کلام ان صفات کی ثبوت پر کبھی تو استدلال عقلی کرتے ہیں اور کبھی استدلال نقلی استدلال عقلی تو یہہ ہے

انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه

کہ یہہ صفتیں کمال کی ہیں اور اونکی ضدیں صفتیں نقصان کی ہیں اور اللہ تعالی کا صفات کمال سے موصوف ہونا اور صفات نقصان سے

بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه بتلك الصفات واما الاستدلال بالنقل فهو ان

بری ہونا واجب ہے اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالی ان صفات سے موصوف ہو اور استدلال نقلی یہہ ہے کہ

الشرع قد صرح بثبوتها له تعالی فوجب الجزم بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة

شرع سے ان صفات کا ثبوت صاف ظاہر ہے پس یقین کرنا انکی ثبوت کا واجب ہوا اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی

اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها
بہتری عقلی دلیل سی اسلئی کہ ان صفات پر افعال الٰہی توموقوف ہین نہین تاکہ اون افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیاجائی

له تعالی وذاته لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کما یجب اتصافه بها بحیث
اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہین تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات بہ نسبت ذات الٰہی کی بہی کمالیہ ہین انکا ثبوت ہی چاہئی ہونا ایسا

لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم
کہ اگر یہہ صفتین موجود نہون گی تو انکی اضداد موجود ہونگی اوران صفات کا کمالیہ ہونا جو مذکور ہوا تو وہ ہماری حق مین ہی اور یہہ کچہہ لازم نہین ہی

من کون الشیٔ بالنسبة الینا کمالا ان یکون فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما
کہ جو صفت ہماری حق مین باعث کمال کا ہو تو یہہ نسبت ذات الٰہی کی بہی کمالیہ ہو کیا تجہکو معلوم نہین ہی کہ لذت اور الم باوجودیکہ

بالنسبة الینا کمالا یمتنعان علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات
ہماری حق مین کمال ہین اللہ تعالی پر ممتنع ہین اسلئی کہ جسمون کی عوارض سی ہین اس بیان کی موافق لازم یہہ ہی کہ

تلك الصفات له تعالی التمسك بالنقل عن الانبیاء الذین ثبت صدق کل واحد منهم و
ان صفات کی باب مین دست آویز نقلی بیان کی جاوی انبیاء علیہم السلام سی کہ صدق ہر ہر کا اور

امانته ونبوته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء
امانت اور نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہوچکی ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہی میرا رسول سچا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی

کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی لرسوله لکونها
کہ تبلیغ بواسطہ قول کی ہو یا فعل کی یا چپ رہنی سی اسلئی کہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی تصدیق فعلی ہی واسطی رسول کی کیونکہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة قائما مقام صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعوة الرسالة
ایک فعل ہی افعال الٰہی سی خلاف عادت کی قایم مقام صاف ارشاد کی ہی رسول کی تصدیق کی لئی رسالت کی دعوی مین

فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق رسولی
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت رسول کی ہاتہہ پر رسالت کی دعوی کرنی کی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچا ہی

فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلك ان
تمام احکام مین جو میری طرف سی اداکری برابر ہی کہ وہ تبلیغ رسول کی قولی ہو یا فعلی ہو یا چپ رہنی سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی

رجلا اذا قام فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم بکذا وکذا
ایک شخص بادشاہ کی مجلس مین ایک جماعت کی روبرو کہڑا ہوکر کہی مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجہکو تمہاری پاس فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی

من التکالیف وطلبوا منه حجة تدل علی صدقه وقال اٰیة صدقی ان اطلب من الملك ان
اور وہ جماعت اوسی صداقت کی دلیل طلب کری تب وہ شخص کہی نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی کہتا ہون کہ

یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات وفعل الملك ذلك بطلبه فلا شك
اپنی خلاف عادت اپنی جگہہ سی تین دفعہ کہڑا ہوا اور بیٹہہ جاوی پہر وہ بادشاہ اوسکی کہنی سی یہہ کر بیٹہی تو بیشک

ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم
یہہ کار بادشاہ کا قایم مقام اس قول کی ہی یہہ شخص سچا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کری اور اسی علم

الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره
بدیہی اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جو شخص نہ دیکہی گا بلکہ اوسکو تواتر سی یہہ خبر پہنچیگی

بالتواتر

بالتواتر ولاریب ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیهم الصلوة والسلام فی افادة معجزتهم العلم

اور بیشک یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی اونکی

الضروری بصدقهم لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر فاذا ثبت

صداقت کا علم بدیہی حاصل ہوتا ہی دیکھنی والوں کو اور جنہوں نی نہیں دیکھا تواتر سی سنکر جب اونکا صدق ثابت ہو چکا

صدقهم بدلالة المعجزة وجب تصدیقهم فی کل ما جاء وا به من عند الله تعالی وافضلهم

معجزہ کی دلالت سی تو واجب ہوئی اونکی تصدیق تمام احکام مین جو اللہ تعالی کی طرف سی لای ہین اور تمام انبیا مین افضل

نبینا ومولانا محمد صلی الله علیه وسلم فانه تعالی قد بعثه الی اهل الارض کافة لیبلغهم امره ونهیه ووعده

اور برتر نبی اور صاحب ہماری محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین بیشک اللہ تعالی نی اونکو تمام اہل روی زمین کی طرف بہیجا تا کہ اونکو اللہ کا حکم اور ممانعت اور جزا

ووعیده وایده بمعجزات کثیرة لاحصر لها لیصدقوه فوجب علیهم تصدیقه فی کل ما اخبر

اور سزا پہنچا دین اور اونکی تائید کی بہت معجزات سی جنکا انتہا نہین تا کہ اونکی تصدیق کرین سو واجب ہی اون سب پر تصدیق اونکی تمام خبرون مین

وطاعته فی کل ما امر والانتهاء عن کل ما زجر فمن لم یصدقه فیما اخبر ولم یطعه فیما امر ولم ینته

اور واجب ہی اطاعت اونکی تمام حکمون مین اور باز رہنا جس چیز سی ممانعت کرین پہر جو شخص تصدیق نکری اونکی خبرون مین اور اطاعت نکری اونکی حکم کی اور باز نرہی

عما زجر یکون من الذین قال الله فیهم فی القران العظیم الذی هو افضل معجزاته اولٰئک کالانعام

منع کی ہوئی سی تو وہ اون لوگون مین ہی جنکی حق مین اللہ تعالی قرآن شریف مین جو اونکا سب سی بڑا معجزہ ہی فرماتا ہی وہ جیسی چوپایہ

بل هم اضل فانه تعالی شبههم بالبهایم فی کون مشاعرهم متوجهة الی اسباب الدنیا ومقصورة

بلکہ اونسی زیادہ بیراہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایون سی مشابہت دی اسباب مین کہ انکی عقلین دنیا کی مال اسباب کی طرف متوجہ ہین اور دنیا ہی پر

علیها وعدم التفکر فیما یقرع اذانهم من الایات القرانیة والاحادیث النبویة وعدم الالتفات بها

منحصر ہین اور ہرگز تامل نہین ہی اوسمین جو سنتی ہین آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے اور اصلا اودہر توجہ نہین ہی

بل جعلهم اضل منها لانها تدرک ما من شانها ان تدرک من المنافع والمضار وتجهد غایة جهدها

بلکہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایہ سی بیراہ زیادہ کہا کیونکہ چوپایہ تو اپنی حیثیت کی موافق نفع اور ضرر کو پہچان لیتی ہین اور خوب کوشش کرتی ہین

فی جلب ما ینفعها وسلب ما یضرها وتنقاد لصاحبها وتمیز من یحسن الیها ممن یسیء الیها وهؤلاء

اپنی منفعت کی پیدا کرنی مین اور ضرر کی دفع کرنی مین اور اپنی مالک کی اطاعت کرتی ہین اور تمیز کرتی ہین درمیان انکی جو اونکی ساتہہ احسان کری اور ضرر پہنچاوی

(پ ۲۱ ر ۱)

لیسوا کذلک حیث لا یمیزون بین المنافع والمضار ویجتهدون غایة جهدهم فی جلب ما یضرهم

ایسی نہین ہین اسلئی کہ اصلا نفع اور ضرر مین فرق نہین کرتی اور ضرر رسان چیز مین مرکہپ کر کوشش کرتی ہین اور منفعت سی الگ بچتی ہین

وسلب ما ینفعهم ولا ینقادون لربهم وخالقهم ورازقهم ولا یعرفون احسانه الیهم ویقدمون علی

اور اطاعت نہین کرتی اپنی پروردگار اور پیدا کرنیوالی اور روزی دینی والی کی اور نہین سمجہتی کہ اون پر اوسنی کیا کیا احسان کیا اور عذاب

العذاب الالیم ولا یقدمون علی النعیم المقیم ویکونون من الذین قال تعالی فیهم یعلمون ظاهرا

دردناک کی طرف دوڑ کر جاتی ہین اور دائمی عیش کی طرف نہین جاتی پہر وہ اون لوگون مین ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی جانتی ہین اوپر اوپر

من الحیوة الدنیا وهم عن الاخرة هم غفلون یعنی انهم یعلمون ظاهرا حقیرا خسیسا من الدنیا

دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سی خبر نہین رکہتی یعنی یہہ لوگ یہہ ہی ظاہر کی نکمی اور بیکار دنیا کو خوب جانتی ہین

وهو ما یشاهدونه من زخارفها وملاذها وسائر احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهواءهم

وہ یہہ جو کہ اونکو نظر آتا ہی دنیا کی رونق اور لذت اور تمام احوال جو اونکی شہوات کی موافق اور اونکی ہواہوس کی مطابق ہین

وهم غفلون عن الاخرة التی هی المطلب الاعلی والمقصد الاقصی ولا یخطرون ببالهم ولا یتفکرون

اور وہ آخرت سی جو کہ بڑا مطلب ہی اور عین مدعا ہی بالکل غافل ہین اور اونکی دلین خطرہ نہین آتا اور نہین سوچتی

من احوال الدنیا ما یؤدی الی معرفتها فان العلم بامور الاخرة موقوف علی العلم بوجود الباری تعالی

دنیا کی حالات کو اسطور کہ اوس سی آخرت کی معرفت حاصل ہو کیونکہ علم امورات اخروی کا علم وجود باری تعالی

وقدرته وارادته وعلمه وحیوته وذلك العلم لا یحصل الا بالنظر الی المصنوعات والتفکر فیها

اور اوسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم نہین حاصل ہوتا بدون غور اور تامل کی مصنوعات مین

والاستدلال بتغیراتها علی حدوثها واحتیاجها الی موجد قدیم واحد متصف بالقدرة و

اور بدون استدلال کی کہ حالات دنیا متغیر ہوتی سی حادث ہین اور محتاج ہین طرف پیدا کرنیوالی کی جو قدیم اور واحد صاحب قدرت اور

الارادة والعلم والحیوة وهم قصروا النظر علی الظواهر الحسیة کالبهائم ولم یتفکروا فی عجائب

صاحب ارادہ اور علم اور حیات والا ہی اور بنی آدم نی اپنی نگاہ ظاہر دیکھنی پہ چوپایہ کی طرح کوتاہ کی اور اوسکی عجیب صنعت کو

صنعه لیستدلوا بها علی وجوده وقدمه وقدرته وارادته وعلمه وحیوته فیعلموا ان ما اخبر به

خیال نہ کیا تاکہ اوسی استدلال ہو اوسکی وجود اور قدم اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر پھر یہہ جانتی کہ جو حدیث مین ہی

من امور الاخرة امور ممکنة یلزم وقوعها وعند وقوعها یکون المکلف فیها بحکم صلاح الاعمال

امورات آخرت مین سی سب ممکن ہین اونکا واقع ہونا ضرور ہی اور جب وہ امور واقع ہونگی تو مکلف باعتبار اعمال نیک

وفسادها فریقین فریق فی الجنة وفریق فی السعیر نسأل الله تعالی ان یجعلنا من اهل الجنة مع

اور اعمال بد کی دو قسم ہونگی ایک قسم بہشت مین اور ایک قسم دوزخ مین ہم اللہ سی دعا مانگتی ہین کہ ہمکو جنتی کری ہمراہ

الابرار لا من اهل النار مع الاشرار المجلس الثانی عشر فی بیان اسعد الناس بشفاعة

صلحاء کی دوزخی نہ کری ہمراہ بدکارون کی بارہوین مجلس اس بیان مین کہ بڑا سعادتمند آدمی

النبی صلی الله علیه وسلم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسعد الناس بشفاعتی یوم القیمة

قیامت کے دن بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بڑا سعادتمند آدمی میری شفاعت سی

یوم القیمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة

قیامت کی روز وہ ہی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دل سی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی

وقریب منه ما روی عن زید بن ارقم انه علیه الصلوة والسلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة فانه علیه

اور ایسا ہی مضمون ہی جو زید بن ارقم نی روایت کی ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دل سی وہ داخل ہوا جنت مین بیشک

الصلوة والسلام قد شرط لنیل ما وعد فی هذین الحدیثین ان یکون فیمن قال لا اله الا الله الخلوص

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی شرط کیا ہی واسطی حصول جنت کی جوان دونو حدیثون مین وعدہ کیا ہی کہ لا الہ الا اللہ کہنی والی مین خلوص

والاخلاص ومعنی الخلوص والاخلاص مساعدة الحال للمقال فمن قال لا اله الا الله ولم یساعده

اور اخلاص ہو اور معنی خلوص اور اخلاص کی یہہ ہین کہ اوسکا حال مقال کی مطابق ہو پھر جسنی لا الہ الا اللہ تو کہا اور اوسکا حال مطابق

حاله لمقاله لا یکون فیه شیء من الخلوص والاخلاص وانما یکون فیه من الخلوص والاخلاص

مقال سی نہوا تو اوسمین اخلاص اور خلوص کچھہ نہین ہی اور خلوص اور اخلاص جب ہی ہوتا ہی

اذا منعه هذا القول عن الذنوب وحمله علی الطاعات وان لم یمنعه من الذنوب ولم یحمله علی

کہ اوسکو یہہ قول گناہون سی باز رکھی اور طاعات کی رغبت دلائی اور اگر اوسکو گناہون سی نہ روکا اور نہ طاعات پر رغبت دلائی

الطاعات

الطاعات لایکون فیه الخلوص والاخلاص ویخاف ان یکون هذا القول فیه عاریة یسترد منه
تو اوسمین خلوص و اخلاص کہان ہی اور اندیشہ یہہ ہی کہ یہہ قول اوسمین بطور عاریت کی ہو وہ بہر چہین نہ جاوی

لان من لم یکن فیه الا اصل الایمان وهو مقصر فی الاعمال ومصر علی الذنوب قریب من ان
کیونکہ جس شخص مین سوای اصل ایمان کی کچہہ نہین ہی اور وہ نیک اعمال مین قصور کرتا رہا اور گناہون پر اڑا رہا کیا بعید ہی کہ

ینقلع شجرة ایمانه اذا صادمته الریاح العاصفة التی هی الوساوس الشیطانیة المحرکة لها لان
درخت ایمان کا جڑ سی اوکہڑ جاوی جب اوسکو تند ہوائین صدمہ پہنچائین کہ وہ وسوسی شیطانی ہین جو اوسکو حرکت دیتی رہتی ہین کیونکہ

کل ایمان لم یثبت فی القلب اصله ولم ینتشر فی الاعضاء فروعه ولم یظهر فیها ثمرة لا تثبت
جسکی ایمان کی جڑ دلین خوب نہین بیٹہی اور اوسکی ٹہنیان تمام اعضا مین نہین پہیلین اور نہ اوسکو بہی کچہہ پہل لگا ہی

عند ظهور ملك الموت ویخاف علیه الزوال وانما یثبت فی القلب اصل الایمان وانما ینتشر فروعه
تو وہ جب ملک الموت آویگا قایم نہین رہیگا اور اندیشہ زوال کا ہی ایمان کی جڑ جب خوب بیٹہتی ہی دل کی اندر اور اوسکی ٹہنیان

فی الاعضاء وانما یظهر ثمره فیها اذا سقی بماء الطاعات علی توالی الایام والساعات حتی یرسخ
اعضاء کی اندر جب پہیلتی ہین اور پہل ایمان کا جب ہی لگتا ہی کہ طاعات کی پانی سی ہمیشہ ہر وقت رات دن سیراب کرتا ہی تاکہ اوسکی جڑ محکم

ویثبت وینتشر فروعه ویظهر ثمره فهذا امر لا یظهر الا عند الخاتمة واصل ذلك علی ما ثبت
اور ثابت ہوکر اوسکی شاخین پہیلین اور اوسکو پہل لگی یہہ حال وری خاتمہ سی معلوم نہین ہوسکتا اور اصل اسکی جیسی کہ

فی العلوم العقلیة ان تکرار الافعال سبب لحصول الملکة الراسخة فی النفس فمن اصر علی
علوم عقلی مین ثابت ہی یہہ ہی کہ ہر فعل بار بار کرتی کرتی نفس مین خوب کامل ہوجاتا ہی پہر جو شخص گناہون پر

الذنوب یحصل فی قلبه الفها وجمیع ما الفه الانسان فی عمره یعود ذکره عند موته فان کان
اصرار کرتا ہی اوسکی دلین محبت گناہون کی پیدا ہوجاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین عمر بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پہر اگر اس شخصکو

میله الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر الطاعات وان کان میله الی المعاصی
رغبت طاعات کی زیادہ تہی تو اکثر اسکو موت کی وقت طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہون کی

اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر المعاصی فربما یقبض روحه عند غلبة شهوة من الشهوات
زیادہ تہی تو پہر موت کی وقت اکثر وہ ہی گناہ یاد آوینگی پس بعضی وقت نزدیک غلبہ کسی شہوت کی شہوتون مین سی

او معصیة من المعاصی فیتقید قلبه بها وتصیر سببا لسوء خاتمته فاما الذی غلبت ذنوبه
یا کسی گناہ کی گناہون مین سی اوسکی جان نکل جاتی ہی اور اوسکا دل اسمین لگا رہتا ہی یہہ ہی سبب اوسکی خاتمہ بد کا ہوجاتا ہی اور جس شخصکی گناہ بہت

وکانت اکثر من طاعاته ولم یتب عنها بل کان مصرا علیها وقلبه فرحا بها فهذا الخطر فی حقه
اور طاعات سی زیادہ ہون اور توبہ کی نہو بلکہ گناہون پر اڑا رہا اور اوسکا دل اسہی مین خوش رہا تو ایسی شخص کی حق مین اسکا

عظیم اذ قد یکون غلبة الالف سببا لان یتمثل صورة معصیة فی قلبه وتمیل الیها نفسه
بڑا اندیشہ ہی اسواسطی کہ بعضی وقت ماری غلبہٴ محبت کی صورت گناہ کی اوسکی دلین پیدا ہوجاتی ہی اور اوسکا دل اودہر کو مایل ہوتا ہی

ویقبض علیها روحه فذلك هو سوء الخاتمة واما الذی لم یرتکب ذنبا اصلا او ارتکب لکن
اور وہ مین جان نکل جاتی ہی سو خاتمہ بد یہہ ہی اور جس شخص کوئی ہرگز گناہ نہین کیا یا گناہ تو کیا پہر

تاب فهو بعید عن هذا الخطر فعلی هذا یجب علی کل مسلم بعد ما قال لا اله الا الله اداء واجب
توبہ کرلی سو وہ اندیشہ سی محفوظ ہی اس بیان کی موافق ہر ہر مسلم پر جو لا الہ الا اللہ کہتی ہین واجب ہی کہ جو طاعات

علیه من الطاعات وحفظ لسانه وسائر اعضائه من السیئات لان کثیرا من الناس یقولون
اوسکی ذمہ پر واجب ہی ادا کیا کریں اور اپنی زبان کو اور تمام اعضا کو گناہوں سے بچاویں اسواسطے کہ اکثر لوگ یہہ قول زبان سے کہتے ہیں

هذا القول ثم ینزع عنهم فی اخر اعمارهم بسبب اعمالهم الخبیثة ویخرجون من الدنیا بغیر ایمان
پہر اونسے آخر عمر میں بسبب خبیث عملوں کی چہوٹ جاتا ہی اور دنیا سے بے ایمان مرتے ہیں

وای مصیبة اعظم من هذا ان یکون اسم الرجل فی جمیع عمره فی الدنیا من المؤمنین ثم یموت
اب کونسی مصیبت اس سے بڑی ہوگی کہ ایک شخص کا نام دنیا میں تو عمر بہر مسلمانوں میں درج رہا پہر جب مرا

ویکون اسمه فی الاخرة من الکفرین لیس الحسرة علی الذی یخرج من الکنیسة ویدخل فی جهنم وانما
تو آخرت میں اوسکا نام کافروں میں درج ہوا افسوس کچہہ اوسکی حال پر نہیں ہی جو بتخانہ سے نکل کر دوزخ میں گری

الحسرة علی الذی یخرج من المسجد ویطرح فی جهنم بسبب اعماله الخبیثة فان الناس فی الایمان
افسوس تو بڑا اوسکی حال پر ہی جو مسجد میں سے نکل کر بسبب خبیث اعمال کی جہنم میں جا وی بنی آدم باعتبار ایمان کی

علی ضربین منهم من یکون له الایمان عاریة یسترد منه ومنهم من یکون له الایمان عطاء
دو قسم کی ہیں بعضی ایسے ہیں کہ اونکا ایمان عاریت کا ہی پہر چہن جاویگا اور بعضی ایسے ہیں کہ ایمان اونکو بخشا ہوا ہی

لا یسترد منه والعلامة فی ذلك ان الذی یمنعه الایمان من الذنوب ویحمله علی الطاعات
پہر ہرگز نہیں چہنیگا اور نشان اسمیں یہہ ہی کہ جسکو پاس ایمان کا گناہوں سے روکتا ہی اور طاعت کی رغبت دیتا ہی

فالایمان له عطاء لا یسترد منه والذی لا یمنعه الایمان من الذنوب ولا یحمله علی الطاعات
تو اوسکا ایمان بخشا ہوا ہی اوسی پہر نہیں چہینا جاویگا اور جسکو پاس ایمان کا گناہوں سے نہیں روکتا اور نہ طاعات پر رغبت دیتا ہی

فالایمان له عاریة یسترد منه لان ایمانه لو کان صحیحا خالصا لمنعه من الذنوب ولحمله علی
تو اوسکا ایمان عاریت کا ہی وہ چہن جاویگا کیونکہ اگر اوسکا ایمان صحیح اور خالص ہوتا تو بیشک اوسکو گناہوں سے روکتا اور طاعت کی رغبت

الطاعات فلما لم یمنعه من الذنوب ولم یحمله علی الطاعات علم ان قلبه الذی هو محل الایمان
دیتا پس جب اوسکو گناہوں سے روکا اور نہ طاعت پر رغبت دی تو معلوم ہوا کہ اسکا دل جو ایمان کا گہر ہی

مریض فان القلب قد یمرض ویشتد مرضه لکن لا یعرف صاحبه لغلبة الهوی علیه بل قد
بیمار ہی بیشک دل کبہی بیماری میں سخت مبتلا ہوجاتا ہی لیکن اوس شخصکو بسبب غلبہ ہوا ہوس کی معلوم نہیں ہوتا بلکہ بعضی وقت

یموت قلبه وهو لا یشعر بموته وعلامة ذلك ان لا یؤلمه جراحات الذنوب فان القلب اذا کان
اوسکا دل مرجاتا ہی اور اوسکو موت کی خبر نہیں ہوتی اسکا نشان یہہ ہی کہ اولین گناہ کی زخم سے الم نہیں ہوتا کیونکہ دل جبتک

فیه حیوة یتألم بقدر حیوته من جراحات الذنوب وقد یشعر بمرضه صاحبه لکن لا یتحمل
زندہ رہتا ہی تو اوسکو جتنی اوسمیں حیات ہوتی ہی گناہوں کی زخموں سے الم پیدا ہوتا ہی اور کبہی اوس شخصکو دل کی بیماری کی خبر ہوتی ہی پر

مرارة الدواء ولا یصبر علیها فیؤثر بقاء الالم علی مشقة الدواء فان دواءه فی مخالفة هواه وذلك
کڑوی دوا کی برداشت نہیں کرتا اور اوسپر صبر کرتا ہی پہر وہ الم رہتی رہتی دوا کی مشقت میں اثر کرتا ہی کیونکہ اوسکا علاج تو ہوا ہوس کی مخالفت ہی اور یہہ

اصعب شیء علی النفس ولیس لها شیء انفع من ذلك قال سهل بن عبد الله هواك داؤك فان خالفته
نفس پر بڑا ہی دشوار ہی اور اوسکی حق میں اس سے زیادہ کچہہ مفید نہیں ہی سہل بن عبد اللہ کہتے ہیں تیری خواہش تیرا مرض ہی اگر تو نے اوسکا خلاف

فذلك دواؤك وقال ایضا ترك الهوی مفتاح الجنة لقوله تعالی وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ
تو یہہ ہی تیرا علاج ہی اور یہہ بہی کہا ہی ہوا ہوس کا ترک کرنا جنت کی کنجی ہی واسطے ارشاد الٰہی کی اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى فالسعيد من يخالف هوٰيه ويطيع مولاه والشقي

اسد کا جی کو چاہ سی سو بہشت جگہ ہی ٹھکانا پس نیک بخت وہ ہی جو اپنی ہوا ہوس کی مخالفت کرکر اپنی صاحب کی اطاعت کری اور بدبخت

من يتبع هوٰيه ويخالف مولاه فان اتباع الهوى سم قاتل من سموم الدين يفضي الى الهلاك

وہ ہی کہ اپنی ہوا ہوس کی پیچھی لگا ہی اور اپنی صاحب کی مخالفت کری بیشک اطاعت نفس کی زہر قاتل ہی دین کی زہروں میں سی ہمیشہ کی واسطی مار ڈالتا ہی

الابدي يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ فالخائف من الهلاك في هذه

جس دن نہ کام آوی کوئی مال نہ بیٹی مگر جو کوئی آیا اسد پاس لیکر دل چنگا پس جو شخص ڈرتا ہی موت سی اس

الدنيا الفانية اذا كان يجب عليه في كل حال الاحتراز عن السموم وما يضره من المهلكات فالخائف

دنیا فانی میں تو اسپر واجب ہی کہ ہر وقت ہمیشہ زہروں سی اور تمام مہلکات سی بچتا رہی سو جسکو ہلاک

من الهلاك الابدي اولى ان يجب عليه في كل حال الاحتراز عن المعاصي التي هي سموم الدين فان

ابدی کا خوف ہو تو اوسکو تو ضرور تر واجب ہی کہ ہر وقت گناہوں سی بچتا رہی کہ وہ دین کی حق میں زہر ہیں بیشک ان زہروں سی

المخوف من هذه السموم فوات الاخرة الباقية التي ليس اضعاف اعمار الدنيا عشر عشير مدتها

یہہ ہی اندیشہ ہی کہ آخرت فوت ہو جاوی جو ہمیشہ کو باقی ہی اور کئی کئی بار دنیا کی عمریں اوسکی سوویں حصہ کو نہیں پہنچتی

اذ ليس لمدتها اخر وغاية وفيها النعيم المقيم والملك العظيم وفي فواتها نار الجحيم والعذاب الاليم

کیونکہ آخرت کی مدت کا انتہا اور آخر نہیں ہی اور اوس میں نعمتیں دائمی اور ملک بڑا اور اوسکی فوت ہونی میں دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک

فالبدار البدار الى التوبة والاستغفار قبل ان يعمل سموم الذنوب في روح الايمان ولا ينفع بعده

پس جلدی کرو جلدی طرف توبہ اور استغفار کی پہلی اس سی کہ گناہوں کا زہر ایمان کی روح میں اثر کری پھر نہ تو پرہیز فائدہ کریگا

الاحتماء ولا علاج الاطباء ولا نصح الناصحين ولا وعظ الواعظين ويحق عليه القول انه من

بعد اوسکی اور نہ علاج طبیبوں کا اور نہ نصیحت ناصحوں کی اور نہ وعظ واعظوں کا اور اوسپر یہہ ہی قول ثابت ہو جاویگا کہ یہہ

الكفرين ويدخل تحت عموم قوله تعالى اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ

کافر ہی اور اس قول عام کی تلی داخل ہو جاویگا ہمنی ڈالی ہیں اونکی گردنوں میں طوق سو وہ ہیں ٹھوڑیوں تک پھر اونکی سر الل رہی ہیں

ولا يغرنك لفظ الايمان وتقول المراد به الكفرون اذ قد جاء في الحديث ان الزاني لا يزني وهو مؤمن

اور ایمان کی لفظ سی کہیں دہوکا نہ آنا کہ تو کہنی لگی آیت میں یہہ مراد کافر ہیں اسواسطی کہ حدیث میں یہہ آیا ہی نہیں ہی کہ زانی زنا کری اور مؤمن بھی ہو

فانه عليه الصلوة والسلام ما اراد به نفي الايمان الذي هو العلم بالله وملئكته وكتبه ورسله

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہہ مراد نہیں ہی کہ وہ ایمان جو علم ہی اسد تعالی کا اور اوسکی فرشتوں کا اور اوسکی کتابوں کا اور اوسکی رسولوں کا سلب ہو جاتا ہی

فان هذا الايمان لا ينافيه الزنا وسائر الذنوب بل اراد نفي الايمان الذي هو العلم بكون الزنا و

کیونکہ یہہ ایمان تو نہ منافی زنا کا ہی اور نہ منافی تمام اور گناہوں کا بلکہ مراد یہہ ہی کہ وہ ایمان کہ جس جانتا تہا کہ زنا اور

سائر الذنوب مبعدا عن الله تعالى وموجبا لمقته فالمحجوب عن هذا الايمان الذي هو فرع

تمام گناہ اسد تعالی کی درگاہ سی دور کرتی ہیں اور باعث بلا کی کا ہیں وہ جاتا رہتا ہی سو جو شخص اس فرعی ایمان سی محجوب ہوا

سيحجب في الخاتمة عن الايمان الذي هو اصل حتى قال بعض العلماء قول العاصي للمطيع انا

تو کیا بعید ہی کہ خاتمہ کی وقت اصل ایمان سی بھی محجوب ہو جاوی بعضی علماء نی کہا ہی کہ عاصی کا یہہ کہنا مطیع سی کہ میں بھی

مؤمن كما انت مؤمن يشبه قول شجرة القرع لشجرة الصنوبر انا شجرة كما انت شجرة وما احسن

ویسا ہی مؤمن ہوں جیسا تو مؤمن ہی ایسا ہی کہ کدو کی درخت نی صنوبر سی کہا میں بھی ویسا ہی درخت ہوں جیسا تو درخت ہی یہہ خوب

ما قالت شجرة الصنوبر لها فی الجواب انك ستعرفين حالك اذا عصفت رياح الخريف و
کیا ہی خوب جواب دیا تو آپ ہی اپنا حال دیکھیگا جب آندھیاں خزان کی چلین گی اور
انقلعت اصولك وانتشرت اوراقك فعند ذلك ينكشف غرورك بمجرد مشاركتك اياى فی
تیری جڑ اوکھڑ جاوی گی اور تیری پتی جھڑ کر بکھر جاوینگی تب تیرا یہہ گھمنڈ کھل جاویگا کہ نام مین تو بھی میرا شریک ہی
اسم الشجر مع الغفلة عن اسباب ثبات الاشجار فكذا العاصی سيعرف حاله اذا عصفت
درخت کہلاتا ہی یہہ تجھکو خبر ہی نہین کہ درخت کیونکر قایم رہتی ہین سو ایسی ہی عاصی گنہگار جلد اپنی حال سی واقف ہوجاگا جب موت کی
رياح الاجل وظهرت سكرات الموت فعند ذلك ينكشف غروره بمجرد مشاركته للمطيع فی
آندہی چلی گی اور موت کی سکرات پیدا ہونگی تب کھل جاویگا تمام غرور کہ نام کو مطیع کی طرح
اسم المؤمن مع الغفلة عن اسباب ثبات الايمان وهذا امر يظهر عند الخاتمة حتى قال بعض
مؤمن کہلاتا تہا بیخبری مین کہ ایمان کس بات سی قایم اور ثابت رہتا ہی اور یہہ حال خاتمہ کی وقت کھل جاتا ہی اتنا کہ بعضی
العارفين اذا ظهر ملك الموت للعبد يعلم ذلك العبد انه لم يبق من عمره شئ فيبدو له حينئذ
عارف کہتی ہین جب موت کا فرشتہ آدمی کی پاس آتا ہی تو جب وہ آدمی خبردار ہوتا ہی کہ میری عمر کچہہ باقی نہین رہی اب اوسکو اسقدر
من الحسرة والندامة ما لو كانت له من الدنيا بجملتها لكان يبذلها ليضم الى عمره ساعة حتى
حسرت اور ندامت پیدا ہوتی ہی کہ اگر اوسکی قبضہ مین تمام دنیا ہوتی تو بیشک خرچ کر دیتا تاکہ اوسکی عمر مین ایک گہڑی زیادہ ہوجا
يتدارك تفريطه ولا يجد الى ذلك سبيلا فيتجرع غصة الياس عن التدارك وحسرة الندامة
کہ اپنی افراط تفریط کا عوض کردی سو اوسکا کوئی سبیل نہو سکیگا سو خوف کی گہونٹ گلا پکڑتی ہوئی تدارک سی لاچار ہوکر پیتا رہیگا
على تضييع العمر فی ما يضره ولا ينفعه فيجعل روحه يتغرغر فيغلق عنه باب التوبة فيبقى فی
عمر بیکار کہوکر ایسی کاروبار مین جو ضرر پہنچاوین اور کچہہ فایدہ نہ دین پہر اوسکی جان نکلنی کو گلی مین آواز کری گی اور دروازی توبہ کی بند ہوجاوینگی پہر صرف
الحسرة والندامة ولذلك قيل وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ
حسرت اور ندامت ہی رہ جاوی گی اسیلئی کہا گیا ہی اور اونکی توبہ نہین جو کرتی جاتی ہین بری کام جبتک سامنی آئی ایسی کیسکو
الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَإِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ
موت کہنی لگا مین نی اب توبہ کی توبہ قبول کرنی اسکو ضرور سو اونکی جو عمل کرتی ہین برا نادانی سی پہر توبہ کرتی ہین
قَرِيبٍ والمراد بالقرب قرب العهد بالمعصية بان يندم عليها ويمحو اثرها بحسنة يردفها بها قبل
شتاب سی اور مراد قرب سی نزدیک زمانہ گناہ کا ہی یعنی گناہ کرتی ہی اوسپر شرمندہ ہوکر اوسکا نشان مٹاوی نکوئی سی کہ اوسکی ساتہہ ہی عمل کری
ان يتراكم ظلمتها على القلب فلا يقبل المحو ولذلك قال النبی عليه الصلوة والسلام اتبع السيئة
اس سی پہلی کہ اوسکی تاریکی دل پر پہیل جاوی کہ پہر وہ تاریکی ہرگز نہ جاوی اسیلئی فرمایا ہی نبی علیہ الصلوة والسلام نی برائی کی ساتہہ
الحسنة تمحها وقال لقمان لابنه يا بنی لا تؤخر التوبة فان الموت تاتی بغتة فمن ترك المبادرة
نکوئی کر کہ وہ نکوئی اوسکو مٹاویگی اور لقمان نی اپنی بیٹی سی کہا ای بچہ توبہ مین دیر نکرنا کیونکہ موت اچانک آجاتی ہی سو جسنی جلدی توبہ کی
الى التوبة بالتسويف قد يعاجله الموت فلا يجد مهلة للاشتغال بالمحو ولذلك ورد فی الخبر
اور دیر کرتا رہا کبہی جلدی سی موت اوسکو آلیتی ہی پہر اوسکو اتنی فرصت نہین ملتی کہ توبہ کری اسیلئی حدیث مین آیا ہی
عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال هلك المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب
ابن عباس کی روایت سی کہ فرمایا نبی علیہ الصلوة والسلام نی ہلاک ہوئی مسوّف یعنی دیر کرنیوالی اور مسوّف وہ ہوتا ہی جو یہہ کہا کری ان اب توبہ کرونگا

وهو هالك لانه بنى الامر على البقاء الذي لم يفوض اليه ولعله لا يبقى وان بقي فانه كما لا يقدر على ترك

اور وہ شخص ہلاک ہوتا ہے کیونکہ اسنے کام کی بنیاد بقا پر رکہا ہے جو کہ اوسکی سپرد نہیں ہے اور شاید کہ وہ باقی نہ رہے اور باقی بہی رہا تو جیسا کہ گناہ اب نہیں چہوڑ سکتا

الذنب اليوم لا يقدر على تركه غدا لان عجزه عن الترك في الحال ليس الا لغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تفارق

یعنی توبہ نہیں کرتا کل بہی نہ چہوڑ سکیگا کیونکہ اب غلبہ شہوت کا مارا توبہ نہیں کرتا تو شہوت تو اوس سی جدا نہیں ہوگی

بل تتضاعف وتتأكد بالاعتياد فليست الشهوة التي اكدها الانسان بالاعتياد كالشهوة التي لم يؤكدها

بلکہ بڑہتی جاویگی اور زیادہ عادت ہوتی جائیگی سو وہ شہوت جسکی آدمی نے خوب عادت کرلی ہے ایسی نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی

وعن هذا قيل هلك المسوفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون ان الايام متشابهة في

اسیکو کہتی ہیں کہ دیر کرنیوالی جاتی رہی کیونکہ یہہ لوگ یہہ خیال کرتی ہیں کہ دو نظیروں مین فرق ہے اور یہہ نہیں سمجہتی کہ دن تمام ایکسی ہیں

كون ترك الشهوات شاقا فيها ابدا فعلى العاقل ان يبادر بالتوبة اذا صدر منه شيء من المنهيات

شہوت کا ترک کرنا ہمیشہ دشوار ہے سو عاقل کو لازم ہے کہ جلد توبہ کری جب اوس سی کوئی گناہ صادر ہو

لان من عصى الله تعالى في شيء منها ولم يتب عنه على الفور يكون من الظلمين لقوله تعالى ومن

کیونکہ جو شخص نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالی کی کسی بات مین اور فورا توبہ نہیں کرتا تو وہ ظالم ہے واسطی ارشاد الٰہی کی اور جو

لم يتب فاولئك هم الظلمون والتوبة عبارة عن معنى يحصل من امور ثلثة علم وحال وقصد

توبہ نہیں کرتا وہ ہی لوگ ہیں ظالم اور توبہ ایک کیفیت ہے جو پیدا ہوتی ہے تین چیزونسی علم اور حال اور قصد

اما العلم فهو معرفة عظم ضرر الذنوب وكونه حجابا بينه وبين محبوبه واما الحال فهو الندم ومعنى

علم تو یہہ یقین کرنا کہ معصیت مین بڑا ہی ضرر ہے اور محبوب سی پردہ مین روک دیتا ہے اور حال سی مراد شرمندگی ہے اور معنی

الندم تألم القلب وتحزنه عند شعوره بفوات محبوبه واما القصد فهو ارادة التدارك وله تعلق

شرمندگی کا یہہ ہے کہ دل کو نہایت الم اور حزن پیدا ہو جب یہہ سمجہی کہ میرا محبوب اب فوت ہوا اور قصد ارادہ کرنا عوض کا ہے اور توبہ متعلق ہے

بالحال والاستقبال والماضي اما تعلقه بالحال فهو ترك كل محظور هو ملابس به واداء كل فرض

زمانہ حال اور استقبال اور ماضی سی پہر توبہ کا حال سی تو یہہ لگاؤ ہے کہ ترک کری ہر گناہ کو جسمین مبتلا ہے اور ادا کری ہر فرض کو

هو متوجه عليه واما تعلقه بالاستقبال فهو دوام فعل الطاعات وترك المنهيات الى آخر

جو اوسکی ذمہ پر ہے اور زمانہ استقبال سی یہہ علاقہ ہے کہ آیندہ کو ہمیشہ تمام عمر طاعات مین مصروف ہو اور منہیات سی بچتا رہے

العمر واما تعلقه بالماضي فهو تداركه ما فرط فيه وطريق التدارك ان ينظر الى الطاعات ما ترك

اور زمانہ ماضی سی یہہ علاقہ ہے کہ تمام قصوروں کا عوض کری جو زمانہ ماضی مین گذری ہیں اور طریقہ تدارک کا یہہ ہے کہ طاعات مین غور کرکر دیکہے کیا کیا ترک

منها والى المعاصي ما فعل منها فان كان ترك شيئا من الطاعات يتداركه بالقضاء فاذا قضى ما عليه

ہوئیں ہیں اور معاصی مین تامل کری کہ کیا کیا عمل کئی ہیں پہر اگر اسنے کوئی طاعت ترک کی ہے تو اوسکا تدارک قضا کرکر کردی پہر جب تمام فرایض

من الفرائض والواجبات ينظر في معاصيه فما كان منها بينه وبين الله تعالى يكفي فيه الندم بالقلب

اور واجبات اپنی ذمہ کی ادا کرچکی تو اپنی معاصی مین غور کری معاصی مین جو جو صرف حق اللہ ہیں تو اوسمین فقط دل سی ہی شرمندہ ہونا

والاستغفار باللسان والعزم على ان لا يعود اليه ابدا واما حقوق الخلق فما علم صاحبه يرده اليه

اور زبان سی استغفار کرنی کافی ہے اس عزم سی کہ پہر کبہی ایسی حرکت ہرگز نکرونگا اور حقوق العباد مین سی جسکا مالک معلوم ہو تو اوسکا حق اوسکو ادا کردی

ان كان من الحقوق المالية وان كان من الحقوق الغير المالية يستحل منه وان لم يجعل في حل

اگر حق مالی ہو اور اگر وہ حق مالی نہو تو اوس سی معاف کراوی اور اگر وہ معاف نکریگا تو اوسپر وبال رہیگا

علیه مظلمته فعلیه ان یحسن الیه ویسعی فی مهماته حتی یستمیل به قلبه الیه ویجعله فی
اب اسکو یہہ لازم ہی کہ اوسکی ساتہہ بھلائی سی پیش آوی اور اوسکی کاروبار مین کوشش کری تاکہ اوسکا دل اوسپر نرم ہوجا اور معاف
حل فان الانسان عبید الاحسان وقد روی عن ابن مسعود رضی الله عنه انه علیه الصلوة والسلام قال
کردی کیونکہ انسان احسان کا بندہ ہوتا ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی
جبلت القلوب علی حب من احسن الیها وعلی بغض من اساء الیها فکل من تغیر قلبه بسیئة
عادت ہی دلون کی کہ اپنی محسن کی دوست خیرخواہ ہوتی ہین اور اپنی آزاررسان کی بدخواہ ہوتی ہین پہر جسکا دل اوسکی بدی کی سبب سی بیزار ہوگیا ہی
یطیب قلبه بحسنة فاذا طاب قلبه بکثرة الاحسان الیه والسعی فی مهماته یؤمل ان یجعله
تو بھلائی سی خوش ہوجائگا پہر جب اوسکا دل بسبب کثرت احسان کی اور اپنی کاروبار مین ساعی دیکہکر خوش ہوگا تو امید ہی کہ اوسکو
فی حل وان ابی الا الاصرار یکون احسانه الیه وسعیه فی مهماته من جملة حسناته التی یمکن
معاف کردی اور اگر وہ نمانی سوای بدلا لینی کی تو اوسکی بھلائیان اوسکی ساتہہ اور اوسکی کوشش اوسکی کاروبار مین یہہ بھی ایسی حسنات ہین کہ ممکن ہی
ان یجبرها جنایته یوم القیمة فینبغی ان یکون قدر سعیه فی فرحه وسرور قلبه بالاحسان الیه
کہ قیامت کی دن اوسکی خطا کا بدلہ ہوجاوین اب لایق یہہ ہی کہ اوسکی خوشی اور دل راضی کرنی مین احسان سی
والسعی فی مهماته کقدر سعیه فی ایذائه حتی اذا قاوم احدهما الاخر اوزاد علیه یاخذ ذلک منه
اور کاروبار مین سعی کرنی سی اتنی محنت اوٹہاوی کہ جتنی اوسی تکلیف دی تہی یہان تک کہ اگر دونو برابر کیجاوین تو اوسکی محنت برابر نکلی یا زیادہ ٹہہ جا کہ وہ اپنا اوس سی
عوضا یوم القیمة وان غاب صاحب الحق او مات وعجز الظالم عن الاستحلال منه فی الحقوق الغیر
قیامت کی دن بدلہ لیلی اور اگر وہ حق والا غایب ہو یا مرگیا ہو اور ظالم اوسی معاف نہین کراسکتا حقوق غیرمالیہ کو
المالیة او کان فقیرا غیر قادر علی التصدق بمقدار ما علیه من الحقوق المالیة یجب علیه ان
یا ظالم مفلس ہو قدرت نہین ہی کہ جتنا اوسکی ذمہ پر اسکا حق مالی ہی اوسکی بدلہ خیرات کرسکی تو اب اسپر یہہ واجب ہی
یکثر ما قدر علیه من الاعمال الصالحات ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر
کہ نیک اعمال بہت کیا کری اور ہر وقت مظلوم کی حق مین دعا مغفرت کی کیا کری مؤمن مرد ہو وہ مظلوم یا مؤمن عورت
الاوقات فانه اذا فعل کذلک یرجی من فضل الله تعالی وکرمه ان یرضی خصمه یوم القیمة لما روی
جب اوس ظالم نی یہہ عمل کیا تو خدا تعالی کی فضل اور کرم سی امید ہی کہ اوسکی مدعی کو قیامت کی دن راضی کردی کیونکہ روایت ہی
عن ابی هریرة انه قال بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم جالس اذ ضحک حتی بدت ثنایاه
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹہی ہوی تہی چانچک اتنا ہنسی کہ دندان مبارک نظر آنی لگی
فقیل له مم تضحک یا رسول الله قال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزة فقال احدهما
کسینی پوچہا کیون ہنستی ہو یا رسول اللہ فرمایا دو شخص میری امت کی سامنی رب العزت کی آبیٹہی ایک نی کہا
یا رب خذ لی مظلمتی من هذا فقال الله تعالی اعط اخاک مظلمته فقال یا رب لم تبق من
یا الٰہی میرا بدلہ اس سی لیدی اللہ تعالی نی فرمایا کہ اپنی بہائی کا حق اداکردی اوسنی عرض کیا یا الٰہی میری حسنات مین سی
حسناتی شیء فقال الله تعالی ما تصنع باخیک لم تبق من حسناته شیء فقال یا رب فلیحمل
تو کچہہ نہین بچا پہر اللہ تعالی نی فرمایا اب تو کیا کریگا اپنی بہائی کی ساتہہ کہ اوسکی حسنات مین سی کچہہ باقی نہین رہا پہر عرض کیا یا الٰہی تو میری گناہ
عنی من اوزاری ففاضت عینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال ان ذلک الیوم لیوم
اوسپر رکہدی پہر بہہ پڑین دونو آنکہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر فرمایا بیشک یہہ وہ دن ہی کہ وہان

يحتاج الناس فيه الى ان يحمل عنهم اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك فانظر

جسمین حاجت ہوگی آدمیونکو کہ اونکی گناہ اوٹھاوین پھر فرمایا کہ پھر اللہ تعالی یہہ فرماویگا اوسکو جو حق مانگتا تہا اپنی آنکھ اوٹھاکر

الى الجنان فيرفع بصره فيرى من الخير والنعمة ما يعجبه فيقول لمن هذا يا رب فيقول لمن يعطي ثمنه

بہشت کی طرف تو دیکھ پھر وہ اپنی آنکھ اوٹھاکر ایسی خیر اور نعمتین دیکھیگا کہ اوسکو بہت پسند آوینگی پوچھیگا یارب یہہ کسکی لئی ہین اسوقت فرماویگا جو شخص اسکی قیمت دے

فيقول من يملك ثمنه فيقول انت تملكه فيقول بماذا يا رب فيقول بعفوك عن اخيك فيقول قد عفوت عنه يا رب

وہ عرض کریگا اوسکی قیمت کسکو مقدور ہی فرماویگا تجھکو مقدور ہی عرض کریگا یارب اللہ تعالی فرماویگا بعوض معاف کرنی کی اپنی بہائی سی پھر وہ عرض کریگا الہی مین نی اوسکو معاف کیا

فيقول الله تعالى خذ بيد اخيك فادخله الجنة هذا اذا لم يكن صاحب الحق كافرا واما اذا

پھر اللہ تعالی فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتھ پکڑ کر جنت مین لیجا یہہ کیفیت جبہی کہ مدعی کافر نہو اور اگر

كان كافرا يكون الامر مشكلا جدا لانه لعدم استحقاقه لدخول الجنة لا يوجد طريق

مدعی کافر ہوگا تو پھر بڑی مشکل کی بات ہی کیونکہ نہ تو وہ کافر قابل دخول جنت کی ہی اوسکی راضی کرنیکا کوئی طریقہ نہین ہی

لارضائه ولا لاعطاء ثواب المؤمن اليه ولا لتحميل اثم الكفر على المؤمن ولا يرجى منه العفو

اور نہ مؤمن کا ثواب اوسکو دی سکتی ہین اور نہ اوسکا کفر کا گناہ مؤمن پر ڈال سکتی ہین اور معافی کی بہی کافر سی امید نہین ہی

فيكون خصومته اشد وكذا اذا كان الحق للبهائم بان ضربها بغير ذنب او ضرب وجهها

سو کافر کی خصومت بڑی سخت ہی اور ایسی ہی جب بہایم کا حق ہوگا کہ اوسکو بی خطا مارا ہو یا خطا ہی پر اوسکی چہرہ پر مارا ہو

بذنب او حملها فوق طاقتها او لم يتعاهد علفها وماءها تكون خصومتها يوم القيمة اشد

یا اوسکی طاقت سی زیادہ لادا ہو یا اوسکی چارہ پانی کی خبر نلی ہو تو اوسکی بہی خصومت قیامت کی دن بڑی سخت ہوگی

اذ لا ذنب لها فيحمل عنها ذنبها وليست اهلا لاخذ الحسنات فتعين العقاب المجلس

اسلئی نہ بہایم خطادار ہوتی ہین کہ اونکی گناہ اسکی ذمہ پر ڈالدین اور نہ وہ اس لایق ہی کہ حسنات اوسکو دیدین پھر عذاب ہی قایم رہا

الثالث عشر في بيان اخلاص التوحيد سبب لحرمة النار قال رسول الله

تیرہوین مجلس اس بیان مین کہ توحید اخلاص دلی سی دوزخ کی آگ حرام کر دیتی ہی فرمایا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم ما من احد يشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدقا من قلبه

صلی اللہ علیہ وسلم نی جوکوئی یہہ گواہی دی کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کی اور بیشک محمد اللہ کی رسول ہین سچی دل سی

الا حرمه الله على النار هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه معاذ بن جبل وظاهره يقتضي

حرام کر دیگا اللہ تعالی اوسکو آگ پر یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی معاذ بن جبل کی روایت سی ظاہر معنی اسکی یہہ ہین

ان لا يدخل النار كل من ياتي بكلمتي الشهادة وان لم يمتثل بالاوامر ولم ينته عن النواهي وليس

کہ دوزخ مین نہ جاویگا جو شخص کلمہ شہادت کا پڑہتا ہی اگرچہ اوامر کو بجا نہ لاوی اور مناہی سی باز نرہی اور حقیقت مین

كذلك لان معناه ان كل من يشهد بوحدانية الله تعالى وبرسالة رسوله ويجري على موجب

یہہ نہین کیونکہ اسکی معنی یہہ ہین کہ جو شخص اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کی گواہی دیتا ہی اور اپنی

شهادته بامتثال الاوامر واجتناب النواهي حرمه الله تعالى على النار يشير الى هذا المعنى

شہادت کی دستہ پر چلا جاتا ہی اوامر پر عمل کرکر اور منہیات سی اجتناب کرکر اوسکو اللہ تعالی آگ پر حرام کر دیگا اس معنی کا اشارہ ہی

قوله عليه الصلوة والسلام صدقا من قلبه لان الشهادة اذا كانت عن صميم القلب

اس حدیث مین اس لفظ سی کہ سچی دل سی کیونکہ گواہی جب سچی ارادہ دل سی ہوتی ہی

يتوجه العبد الى طلب رضى مولاه بامتثال الاوامر واجتناب النواهي واذا لم يتمثل بالاوامر ولم

تو آدمی اپنی مولی کی رضامندی تلاش کرتا ہی اوسکی حکم کو بجا لا کر اور منع سی باز رہ کر اور اگر اوسکی حکم پر عمل کیا اوسنے

ينته عن النواهي يكون شهادته بمجرد اللسان لا عن قلب واعتقاد لان اللسان ترجمان القلب

روکنی سی رکا تو اوسکی وہ گواہی صرف زبانی ہی دل اور اعتقاد سی نہین ہی اسلئی کہ زبان دل کا اظہار کرنیوالی ہی

والاعضاء شهود على ما يدعيه الانسان باللسان فمن ادعى بلسانه الايمان اذا استعمل

اور ہاتہہ پانو وغیرہ اعضا گواہ ہین انسان کی زبانی دعوی پر پس جو شخص اپنی زبان سی ایمان کا دعوی کری اور وہ اپنی ارکان کو

اركانه على ما يقتضيه الايمان يكون صادقا في دعواه ويثبت ما ادعاه واذا لم يستعمل اركانه

ایمان کی مطابق برتتا ہی تو وہ شخص اپنی دعوی مین سچا ہی اور اوسکا دعوی ثابت ہی اور اگر آدمی اپنی ارکان ایمان کی

على ما يقتضيه الايمان لا يكون صادقا في دعواه ولا يثبت ما ادعاه وظهر من هذا ان ما يجري

مطابق استعمال نکری تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو زبان سی کہا کرتی ہین

على اللسان قد لا يكون عن قلب واعتقاد وان كان صادقا في الواقع كقول المنافقين لرسول الله

بعضی وقت وہ بات دل اور اعتقاد سی نہین ہوتی اگرچہ واقع مین سچی ہو جیسی قول منافقون کا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ فان قولهم هذا كان صدقا في الواقع بدليل قوله تعالى

صلی اللہ علیہ وسلم سی ہم گواہی دیتی ہین کہ بیشک تم اللہ کی رسول ہو تو یہہ قول اونکا واقع مین سچا ہی اس دلیل سی کہ اللہ تعالی فرماتا

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ لكن لما لم يكن عن قلب واعتقاد كذبهم الله تعالى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ

اللہ جانتا ہی کہ تو بیشک اللہ کا رسول ہی لیکن چونکہ وہ منافق اپنی دل اور اعتقاد سی نہین کہتی تہی تو اللہ تعالی نی اونکو جہٹلایا اور اللہ گواہی دیتا ہی

الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ وسبب ذلك ان الشهادة على ما ذكر في الصحاح خبر قاطع وهذا شرط في

کہ منافق بیشک جہوٹہی ہین اور اسکا سبب یہہ ہی کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لغت کی خبر یقینی کو کہتی ہین اسیلئی گواہون مین

الشاهد ان يشهد بشيء ثابت عنده بيقين كما قال النبي عليه الصلوة والسلام اذا علمت مثل

یہہ شرط ہی کہ گواہی تب دیا کرین جبکہ وہ شی اونکی نزدیک یقینی ثابت ہو چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی جب تجہکو آفتاب کی مثال

الشمس فاشهد فمن شهد بشيء غير ثابت عنده بيقين يكون كذبا وان كان صدقا في الواقع

ظاہر معلوم ہو تو گواہی دہ پہر جو شخص ایسی مقدمہ کی جو اوسکی نزدیک یقینا ثابت نہین ہی گواہی دی تو وہ جہوٹہ ہوگی اگرچہ واقع مین سچی ہو

ولذلك اعتبر في الحديث كونه صدقا ناشيا عن مركزه ومنبعه الذي هو القلب ليظهر

اسیواسطی حدیث مین یہہ اعتبار کیا ہی کہ وہ خبر سچی اپنی مرکز اور منبع سی پیدا ہوئی ہو کہ وہ دل ہی تاکہ اوسکا اثر

اثره في الاعضاء فعلى هذا كل من ينطق بكلمتي الشهادة يدعي حصول علم اليقين عنده

اعضا مین آوی اس تقریر کی موافق جو شخص کلمۂ شہادت کی پڑہتا ہی تو وہ دعوی کرتا ہی کہ مجہکو انکی معنی یقینا معلوم ہین

بمعناهما واذا لم يكن عنده العلم بمعناهما لا يكون صادقا في دعواه ولا يتحقق ما ادعاه فكيف

اور اگر اوسکو اونکی معنی معلوم نہون تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی پہر

يكون مؤمنا فان النطق بهما من غير فهم معناهما لا يكفي في حصول حقيقة الايمان

وہ مؤمن کیونکر ہوگا اسلئی کہ زبانی پڑہنی سی بدون معلوم کرنی معنون کی حقیقت ایمان کی کبہی حاصل نہین ہوتی

بل لا بد في حصول حقيقة الايمان ان يكون النطق بهما مع فهم معناهما لان جميع ما يجب

بلکہ ضرور ہی واسطی حاصل کرنی حقیقت ایمان کی کہ دونو کلمی اونکی معنی سمجہہ کر زبان سی پڑہی اسلئی کہ مکلف پر جو جو عقاید

على المكلف معرفته من عقائد الايمان و في حقه تعالى وحق رسله متدرج فيهما لان الكلمة الاولى
کہ مکلف پر جو جو عقاید ایمانی ہین سی بہ نسبت ذات الہی اور بہ نسبت رسولون کی یقین کرنا واجب ہی تمام ان کلمون مین داخل ہی اسلئے

منهما مركبة من نفي واثبات والذي نفي عن غيره تعالى واثبت له تعالى على طريق الحصر انما هو
کہ پہلا کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی اور جو چیز کہ غیر اللہ سی سلب اور واسطی اللہ تعالی کی ثابت کی گئی ہی حصر کر کر وہ الوہیت ہی

الالوهية وهي تشتمل على معنيين احدهما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه والثاني افتقار جميع ما عداه
اور الوہیت مین دو معنی ہین ایک تو اللہ کی بی نیازی تمام ماسوی سی اور دوسرا حاجتمند ہونا تمام ماسوا کا

اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى قولنا لا اله الا الله لا مستغني عن جميع ماسواه ولا مفتقر اليه جميع
اللہ تعالی کی طرف اس بیان کی موافق معنی کلمہ کی یہہ ہین نہین ہی کوئی بی نیاز تمام ماسوا سی اور نہ کوئی محتاج الیہ تمام

ما عداه الا الله تعالى اما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم و
ماسوا کا سوا اللہ تعالی کی بی نیازی اللہ تعالی کی تمام ماسوا سی واجب کر دیتی ہی واسطی اللہ تعالی کی وجود اور قدم اور

البقاء اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان محتاجا الى محدث لان انتفاء شيء من هذه
بقا کو اسلئے کہ اگر نہ واجب ہون واسطی اللہ تعالی کی یہہ صفتین تو پہر وہ محتاج ہوگا کسی محدث کا اسواسطی کہ گم ہونا کسی ایک صفت کا ان

الصفات يستلزم الحدوث وكل حادث يحتاج الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص
صفات مین سی لازم کر دیتا ہی حدوث اور حادث تمام محدث کی محتاج ہوتی ہین اور ایسی ہی واجب ہو جاتا ہی پاک ہونا اللہ تعالی کا تمام نقصانون سی

ويدخل في التنزه عن النقايص وجوب السمع والبصر والكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقائص
اور نقصان سی پاک ہونی مین یہہ بہی داخل ہی کہ بالضرور سمیع اور بصیر اور صاحب کلام ہو اسواسطی کہ اگر یہہ صفات نہونگی تو پہر اوسمین نقصان پایا جاویگا

ومحتاجا الى من يدفع عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التنزه عن الاغراض في افعاله واحكامه
اور حاجتمند ہوگا ایسی امر کا کہ جسی وہ نقایص رفع ہون اور ایسی ہی واجب ہوتا ہی واسطی اللہ تعالی کی بری ہونا اللہ تعالی کا غرض سی افعال اور احکام مین

اذ لو لم يجب له تعالى التنزه عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى
اسواسطی کہ اگر نہ واجب ہو واسطی اللہ تعالی کی بری ہونا غرضون سی تو وہ حاجتمند ہوگا ایسی امر کا جسی وہ غرض حاصل ہو اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی

ان لا يجب عليه فعل شيء من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شيء منهما لكان محتاجا الى ذلك
کہ اوسکی ذمہ کوئی امر واجب نہو کرنا کسی امر ممکن کا یا نکرنا اوسکا اسواسطی کہ اگر واجب ہووی اللہ تعالی پہ کوئی کار تو وہ حاجتمند ہوگا اوس کار کا

الشيء ليتكمل به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فيوجب له تعالى
تاکہ کامل ہوجاوی اسلئے کہ اللہ تعالی کو وہ صفات واجب ہوتی ہین جو کمال کی ہین اور جمیع ماسوا کی محتاج الیہ ہونی سی واجب ہو جاتی ہی واسطی اللہ تعالی کی

القدرة والارادة والعلم والحيوة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن ايجاد شيء
قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات اسواسطی کہ اگر واجب نہون واسطی اللہ کی یہہ صفتین تو عاجز ہوگا کائنات مین سی ہر شئی کی

من الكائنات وكذا يوجب له تعالى الوحدانية اذ لو لم يجب له تعالى الوحدانية بل كان معه ثان
پیدا کرنی سی اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی وحدانیت اسلئے کہ اگر اللہ تعالی واحد نہو بلکہ اوسکی ساتھ ایک اور دوسرا

في الالوهية لم يفتقر اليه شيء من الكائنات للزوم عجزهما ويوخذ من افتقار جميع ما عداه اليه تعالى
الوہیت مین شریک ہو تو پہر تمام کائنات مین سی کوئی شئ اوسکی محتاج نہوگی اسلئے کہ دونو عاجز ہوجاینگی اور ظاہر ہوتا ہی تمام ماسوا کی احتیاج سی طرف اللہ تعالی کی

حدوث العالم باسره اذ لو كان شيء منه قديما لكان مستغنيا عنه تعالى غير محتاج اليه تعالى
کہ تمام عالم حادث ہی کیونکہ اگر کوئی شئ عالم مین سی قدیم ہوتی تو وہ اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتی حاجتمند اللہ کی نہوتی

ويؤخذ منه ايضاً ان لا يؤثر شئ من المخلوقات في اثرما اذ لوكان في شئ من المخلوقات تاثير

اسی سی ظاہر ہوتا ہی کہ مخلوقات میں سی کسی چیز کو کسیطرح کا کچھ اثر نہیں ہی کیونکہ مخلوقات میں سی اگر کسی چیز میں اثر ہوتا

في اثرما لكان ذلك الاثر مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر اليه تعالى فعلى هذا كل من يقول لا اله

تو البتہ وہ اثر اسد تعالی سی بی نیاز ہوتا اسد تعالی کا حاجت مند نہوتا اس بیان کی موافق جو شخص لا الہ الا اسد

الا الله بصير كانه يقول لا واجب الوجود الا الله ولا واجب القدم والبقاء الا الله ولا قادر على

کہتا ہی وہ شخص گویا یہہ کہتا ہی کوئی نہیں واجب الوجود سواء اسد کی اور نہ کوئی قدیم اور باقی والا سواء اسد کی اور نہ کوئی تام

ايجاد الممكنات كلها الا الله ولا عالما بما لا يتناهى من المعلومات الا الله ولا متنزه عن جميع النقائص

ممکنات کا پیدا کرنیوالا سوائی اسد کی اور نہ کوئی دانندہ معلومات غیر متناہی کا سوای اسد کی اور نہ کوئی پاک تمام نقصانوں سی

ولا عن الاغراض في افعاله واحكامه الا الله ولا مؤثر في شئ من المخلوقات الا الله وعلى هذا القياس

اور نہ پاک غرضوں سی افعال اور احکام میں سواء اسد کی اور نہ کوئی مخلوقات میں اثر کرنیوالا سوای اسد کی اور اسی قیاس پر

كل ما وجب في حقه تعالى واستحال عليه وجاز له فقد ظهر من هذا ان فهم معنى كلمة

جو جو صفات اسد تعالی کی لئی واجب ہیں یا اوسکی نسبت محال ہیں اور جایز ہیں اس سی خوب ظاہر ہوا کہ سمجھنا کلمہ توحید کی معنوں کا

التوحيد يتوقف على معرفة الله تعالى دليل المراد من معرفة الله تعالى معرفة ذاته لان ذاته تعالى

معرفت الہی پر موقوف ہی اور معرفت الہی سی مراد یہہ نہیں ہی کہ ذات الہی کا ادراک کری اسلئی کہ ذات الہی

ليست معلومة للبشر بل المراد بها معرفة ما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له

کسی بشر کو معلوم نہیں ہی بلکہ مراد معرفت اون صفات کا جو خدا کی لئی واجب ہیں اور جو اوسپر محال ہیں اور جو جایز ہیں

ليعلم الموحد عند التكلم بها ما ينفي عن غيره تعالى وما يثبت له تعالى فالمنفي فيها كل فرد من

تاکہ موحد کو کلمہ پڑھتی ہوئی معلوم ہووی ککونسی صفت کو غیر اسد سی سلب کری اور کیا کیا اسد تعالی کو ثابت کری سو مسلوب اس کلمہ میں ہر فرد ہی

افراد حقيقة الا اله سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى

افراد حقیقۃ الہ کی ہی سوا اسد تعالی کی اور مثبت ایک فرد ہی اوس حقیقت میں سی یعنی اسد تعالی اور معنی

الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنى كلي يقبل بحسب مجرد ادراكه ان يصدق

الہ کی واجب الوجود سزاوار پرستش کا اور یہہ معنی کلی ہیں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں

على كثيرين لكن الدليل العقلي القطعي يدل على استحالة التعدد فيه وعلى كونه خاصا بذات الله تعالى

پر دلیل عقلی یقینی دلالت کرتی ہی کہ زیادہ ایک سی محال ہی اور خاص ہی ذات پاک الہی سی

وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا محتاجا الى محدث يدل على ان له محدثا وذلك المحدث

اور وہ دلیل یہہ ہی عالم کا وجود ہی یہہ عالم حادث ہونی سی محدث کا محتاج ہوکر یہہ دلالت کرتا ہی کہ اس عالم کا کوئی محدث ہی اور وہ محدث

لا بد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والحيوة والعلم لانه لو لم يكن قديما بل كان

ضرور ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرۃ اور صاحب ارادہ اور حي اور علیم ہو اسلئی کہ اگر قدیم نہو بلکہ

حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور او التسلسل وكلاهما محال ولو لم يكن واحدا بل كان

حادث ہو تو خود محتاج محدث کا ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونوں محال ہیں اور اگر واحد نہو بلکہ

اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضي لعدم وجود العالم ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة

ایک سی زیادہ ہوں تو اونمیں آپسمیں روک ٹوک واقع ہوگی جسی وجود عالم کا پیدا نہو سکی اور اگر صاحب قدرت اور ارادہ

والعلم

والعلم والحیوۃ لکان عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان الایجاد اثر القدرۃ وتاثیر القدرۃ فی شئ

اور علیم اور حی نہو تو سراسر عاجز ہوگا عالم میں سی کچھہ پیدا کرسکیگا اسلئے کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی شئ میں

من الاشیاء یتوقف علی ارادۃ ذلک الشئ وارادۃ ذلک الشئ تتوقف علی العلم به لان القصد الی

اشیا میں سی بدون ارادہ اوس شئ کی نہیں ہوسکتا اور ارادہ شئ کا بدون علم کی نہیں ہوسکتا اسلئے کہ ارادہ کسی شئ کی

ایجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذہ الصفات الثلث یتوقف علی الحیوۃ لکونها

پیدا کرنیکا بےجانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینون صفتین بغیر حیات کی نہیں ہوسکتیں کیونکہ حیات انکی شرط ہی

شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرۃ من ذراته دلیلا قطعیا علی وجودہ تعالی

اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا عالم کی ذرات میں سی یقینی دلیل ہی وجود الٰہی

وقدمه وکونه واحدا متصفا بهذہ الصفات الاربع المذکورۃ وعلی استحالة اضدادها ولهذا

اور قدم پر کہ وہ واحد ہی موصوف ہی ان چارون صفات مذکورہ سی اور ان صفات کی ضدین محال ہین اسی لئے

کان بعض اهل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما رایناشیئا الا رایناالله بعدہ فان

بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہین یعنی جب کسی شئ کو دیکھا بعد اوسکی اللہ کو دیکھا بیشک

کل ذرۃ من ذرات العالم من حیث حدوثها واحتیاجها الی من یوجدها لا تزال تتکلم بکلام لاحرف

ہر ذرہ عالم کی ذرات کا اس سبب سی کہ وہ حادث ہین اور اپنی موجد کی محتاج ہمیشہ زبان حال سی یہہ کلام کرتی ہین جسمین نکوئی حرف

فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ یسمع

اور نہ کچھہ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ علیم حی ہی

کلامها السامعون ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی

اونکی کلام کو سمجھہ والی سب سنتی ہین اور وہ لوگ نہین سنتی جنکی سماعت بیکار ہی اور سماعت سی مراد وہ سماعت باطنی ہی جسی

یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع به غیر الاصوات

وہ کلام سنی جاتی جسمین نکوئی حرف ہو نہ کچھہ آواز اور نہ عربیہ ہو نہ عجمی ہو سماعت ظاہری مراد نہین ہی جس سی حرف آواز سنی جاوی

وتشارك فیه البهایم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارك فیه البهائم الانسان والحاصل ان الانسان

اور اوسمین بہایم بہی انسان کی شریک ہون کیونکہ اوس چیز مین کیا خوبی ہی جسمین آدمی اور چوپایہ یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ انسان

لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا ما دل علیه افعاله تعالی فما لم یدل علیه افعاله تعالی

صفات الٰہی مین سی عقل کی زور سی وہ ہی جان سکتا ہی جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر افعال دلالت نہین کرتی

کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارۃ بالعقل وتارۃ بالنقل اما وجه

جیسی سمع اور بصر اور کلام تو ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی کبہی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبہی نقلی

الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان

استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفتین کمال کی ہین اور اکی ضدین صفتین نقصان کی

واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی

اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی پس واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالی کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها

ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شرع نی ثبوت ان صفات کا صاف ظاہر کیا

له تعالى فوجب العلم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك

واسطے اللہ کی یہیں واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطے اللہ تعالی کی اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی بہتر ہی دلیل عقلی سی اسلئے

الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن

کہ افعال الہی ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تاکہ ان افعال سی استدلال کیا جاوی اوپر ثبوت ان صفات کی اللہ تعالی کو اور ذات اللہ تعالی کی کسیکو

معلوما لاحد حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم

معلوم نہیں تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی لئے صفات کمالیہ ہیں ان صفات سی موصوف ہونا ہی ضرور ہے ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہو

ان يتصف باضدادها بل كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة

تو انکی ضدین پائی جاویگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق میں کمالیہ ہیں اور ہماری حق میں کمالیہ ہونی سی یہہ لازم نہیں آتا

الينا كمالا ان يكون في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة الينا محالان

کہ اللہ تعالی کی واسطے بہی کمالیہ ہوں کیا تجہکو معلوم نہیں کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہیں اللہ تعالی کی نسبت کرکر محال ہیں

في حقه تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فقد ظهر من هذا ان الكلمة الاولى من كلمتي الشهادة

کیونکہ یہہ دونو صفات جسمانی ہیں اس سی معلوم ہوا کہ پہلی کلمہ میں دونو شہادت کی کلموں میں سی

تضمنت الاقسام الثلثة التي يجب على المكلف معرفتها في حقه تعالى وهي ما يجب في حقه تعالى

تینوں قسمیں مندرج ہیں جنکی معرفت واسطے اللہ تعالی کی مکلف پر واجب ہی یعنی جو واجب ہی واسطے اللہ تعالی کی

وما يستحيل عليه وما يجوز له والمراد بما يجب في حقه تعالى صفاته الثبوتية وبما يستحيل

اور جو اوسپر محال ہی اور جو جایز ہی اور صفات واجبہ سی مراد صفات ثبوتیہ ہیں اور محال سی مراد

عليه صفاته السلبية وبما يجوز له صفاته الفعلية واما الكلمة الثانية فقد حكم فيها بكون

صفات سلبیہ ہیں اور جایز سی مراد صفات فعلیہ ہیں اور دوسری کلمہ میں یہہ حکم ہی کہ

محمد صلى الله عليه وسلم رسولا من عند الله ولابد في معرفة ذلك من دليل وذلك الدليل ظهور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بہیجی ہوئی ہیں اور اسکی معرفت کی واسطے کوئی دلیل ضرور چاہیے اور وہ دلیل ظاہر ہونا

المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله لانها فعل

معجزہ کا رسول کی ہاتہہ پر بروقت دعوی رسالت کی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی فعلی تصدیق ہی واسطے اپنی رسول کی اسلئے کہ وہ معجزہ ایک فعل

من افعاله تعالى خارق للعادة قائم مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعواه الرسالة فانه

ہی اللہ تعالی کی افعال میں سی خلاف عادت کی گویا صاف ارشاد ہی واسطے تصدیق اپنی رسول کی رسالت کی دعوی میں کیونکہ اللہ تعالی نی

لما خلق امرا خارقا للعادة على يد رسوله حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق رسولي في كل

جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتہہ پر رسالت کا دعوی کرتی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ فرمایا کہ میرا رسول سچا ہی

ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام

جو جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ وہ بیان قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار خاموشی کی ہو علماء کہتی ہیں اسکی مثال یہہ ہی کہ ایک شخص

في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا

بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی کہڑا ہوکر کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں مجہکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی اوس جماعت نی

منه حجة تدل على صدقه فقال آية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم من

اوس سی ایسی حجت طلب کی جس سی اوسکا صدق معلوم ہو اوس شخص نی کہا نشان میری صدق کا یہہ ہی کہ بادشاہ سی میں کہتا ہوں کہ اپنی عادت کی خلاف تین دفعہ کہڑا ہوکر

مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله

اور بیٹھ جاوی پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی یہہ ہی کیا پس تو بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس قول کی ہی

صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ويفيد العلم الضروري بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من

یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو میری طرف سی بیان کرتا ہی اور اس سی علم ضروری اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی بادشاہ کی یہہ حرکت دیکھیگا

الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق لحال الرسول

اور اوسکو جو نہین دیکھیگا بلکہ اوسکو بطریق تواتر کی خبر پہنچیگی اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی نبی علیہ السلام کی حال سی

عليه السلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل

کہ معجزہ سی بدیہی علم صداقت کا حاصل ہوا کرتا ہی دیکھنی والی کو اور اوسکو جو نہین دیکھتا بلکہ

اليه خبرها بالتواتر ثم ان المعجزة لما كانت تصديقا فعليا من الله تعالى لرسولنا محمد صلى الله عليه

اوسکو بطور تواتر کی خبر ملتی ہی پہر جب معجزہ تصدیق فعلی ثابت ہوا اللہ تعالی کی طرف سی واسطی ہماری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

وسلم لزم ان يكون تصديقا فعليا منه تعالى لغيره من الانبياء لانهم في معناه فيجب في حق جميعهم

تو لازم ہی کہ تصدیق فعلی ہو اللہ کی طرف سی واسطی اور انبیاء کی بہی کیونکہ وہ بہی نبوت مین یکسان ہین پس سبکی حق مین

الصدق والامانة وتبليغ ما امر وا تبليغه للخلق ويستحيل في حقهم اضداد هذه الصفات وهي الكذب

صدق اور امانت اور تبلیغ تمام احکام کی واسطی خلق کی واجب ہی اور اونکی حق مین خلاف ان صفات کا محال ہی یعنی جہوٹ

والخيانة وكتمان شئ مما امروا تبليغه للخلق ويجوز في حقهم من الاعراض البشرية ما لا يؤدي الى نقص في مراتبهم

اور خیانت اور چہپا لینا کسی حکم تبلیغی کا واسطی خلق کی اور جایز ہی اونکی نسبت حالات بشری جس سی مرتبہ مین کچہ عیب نہ لگتا ہو

كالمرض ونحوه اما وجوب الصدق لهم واستحالة الكذب عليهم فلانه تعالى يصدقهم بالمعجزة القائمة

جیسی بیماری وغیرہ لیکن واجب ہونا صداقت کا اونکی لئی اور محال ہونا دروغ کا اونپر اسلئی ہی کہ اللہ تعالی اونکی تصدیق معجزہ سی کرتا ہی جو قایم

مقام صريح القول فلو لم يجب لهم الصدق بل جاز عليهم الكذب لجاز على الله تعالى لان تصديق

مقام صاف ارشاد کی ہی پہر اگر صدق واجب نہو بلکہ اونپر کذب جایز ہو تو پہر اللہ تعالی پر جایز ہوگا اسلئی کہ

الكاذب كذب والكذب على الله تعالى محال واما وجوب الامانة لهم واستحالة الخيانة عليهم فلانهم

جہوٹی کی تصدیق بہی جہوٹ ہی ہوتی ہی اور کذب اللہ تعالی پر محال ہی اور امانت کا واجب ہونا اونکی لئی اور خیانت کا محال ہونا اونپر اسواسطی ہی

لو خانوا بفعل شئ مما هو محرم او مكروه لانقلب ذلك الفعل طاعة لانه تعالى امر الخلق بالاقتداء

کہ اگر وہ خیانت کرین کسی کار مین کہ وہ حرام ہو یا مکروہ تو البتہ وہ کار پلٹ کر طاعت ہو جاوی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی خلقت کو یہہ حکم فرمایا ہی

بهم في افعالهم واقوالهم وسكوتهم والله تعالى لا يامر بما هو محرم او مكروه فلو علم منهم خيانة لما امر

کہ انبیاء کی افعال اور اقوال اور سکوت مین پیروی کرین اور اللہ تعالی حرام یا مکروہ کا حکم نہین فرماتا سو اگر علم الہی مین انبیاء سی خیانت سرزد ہو سکتی تو

الخلق بالاقتداء بهم فثبت بذلك انه تعالى عصمهم عن فعل شئ مما هو محرم او مكروه فلا يقع منهم

خلقت کو کبہی اونکی اقتدا کا حکم نہوتا اس سی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نی اونکو تمام محرمات اور مکروہات سی معصوم پیدا کیا ہی پس اونسی وہ ہی

الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل واما بالنظر اليهم فالحق ان افعالهم دائرة

کار عمل مین آتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال ہی بلحاظ کیفیت اوس کار معمول کی اور اگر خیال کیجئی انبیاء کی طرف تو حق یہہ ہی کہ اونکی افعال محصور ہین

بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بمقتضى الشهوات بل انما يقع منهم

درمیان فقط وجوب اور مستحب کی مباح بہی اونسی عمل مین نہین آتا جیسی اور عوام سی موافق شہوات کی عمل مین آتا ہی بلکہ اونسی سوای

بنية صالحة يصير بها طاعة واقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذا ثبت هذا يجب على كل مؤمن

نیت نیک کی عمل مین نہین آتا کہ جس سی وہ مباح طاعت ہوجاتا ہی اور کم سی کم بارادۂ تعلیم غیرون کی جب یہہ ثابت ہوچکا تو ہر مؤمن پر واجب اور لازم ہی

ان يكون على حذر عظيم ووجل شديد على ايمانه ان يسلب منه بان يصغي باذنه او يلتفت

کہ بہت پرہیز کرتا ہی اور خوب ڈرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا ایمان اوسکا سلب ہوجاوی اس سی کہ سنی اپنی کانون سی اور توجہ کری

بعقله الى خرائف ينقلها في حقهم حثالة المورخين ويتبعهم في بعضها بعض الجهلة من المفسرين

اپنی عقل سی طرف بیہودہ نقلون کی جو بعضی مورخ نابکار اونکی حال مین بیان کرتی ہین اور اونکی ساتھہ بعضی جاہل مفسر بہی ہوگئی ہین

فانهم لقلة تحصيلهم وعدم تحقيقهم ربما يفترون في ذلك بظواهر من الكتاب والسنة ولهذا

یہہ لوگ بسبب بی علمی کی بی تحقیق بعضی وقت اس بات مین مطابق ظاہر کتاب اور سنت کی افترا کر بیٹھتی ہین اسیلئی

قيل التمسك في معرفة الله تعالى ومعرفة رسوله بمجرد ظواهر الكتاب والسنة اصل من اصول

کہتی ہین کہ حجت کرنی معرفت الٰہی اور معرفت رسول مین صرف ظاہر کتاب اور سنت سی اصل کفر کی جڑ ہی

الكفر قال الامام السنوسي وكذلك تلقي هذا العلم من مجرد الكتب والمشائخ المصحفين والمتفقهين

امام سنوسی کہتی ہین اور ایسی ہی اس علم کا حاصل کرنا صرف کتابون اور مشائخ تصحیف کار اور فقہاء

بلا تحقيق واما وجوب التبليغ لهم واستحالة الكتمان عليهم فلانهم لو كتموا شيئا مما امروا بتبليغه لكان الناس

بی تحقیق سی کفر کی جڑ ہی اور واجب ہونا تبلیغ کا انبیاء پر اور محال ہونا چھپانا کسی امر کا اسلئی ہی کہ اگر انبیاء کوئی مسئلہ تبلیغی چھپالین تو عوام بہی مامور ہونگی

مامورين بالاقتداء بهم في كتمان بعض ما امروا بتبليغه من العلم النافع لمن اضطر اليه وكيف يتصور

اونکی پیروی کی درباب چھپالینی بعضی مسائل تبلیغی کی جیسی بہلی بات حاجتمند کا اور یہہ کب خیال مین آسکتا ہی

ذلك فان الكتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالى إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ

کیونکہ چھپانا حرام ہی اور چھپانیوالا مردود موافق مضمون اس آیت کی جو لوگ چھپاتی ہین جو کچھہ ہمنی اوتارا

الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ

صاف حکم اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہول چکی لوگون کی واسطی کتاب مین اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہین سب لعنت دینی والی

واما جواز الاعراض البشرية في حقهم فلانها لا تضر في رسالتهم وعلو منزلتهم بل هي مما تزيد في

اور جایز ہونا حالات بشری کا انبیاء کی حق مین اسلئی ہی کہ اسمین کچھہ رسالت کا ضرر اور بلند منزلت مین کچھہ خلل نہین ہی بلکہ اسمین اور بہی مرتبہ زیادہ ہوتا ہی

مراتبهم باعتبار تعظيم اجرهم من جهة ما يقارنها من طاعة صبرهم فانه تعالى كان قادرا على

باعتبار عظمت ثواب کی کہ اونکو حاصل ہوتا ہی طاعت صبر پر البتہ اللہ تعالی کو قدرت ہی

ايصاله اليهم ذلك الثواب العظيم بلا مشقة تلحقهم لكن بعظيم حكمته اختار ان يوصل اليهم

کہ وہ تمام ثواب عظیم اونکو بدون مشقت مرض کی عنایت کری پر اپنی حکمت کاملہ سی یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو

ذلك الثواب مع تلك الاعراض رفقا بضعفاء العقول لئلا يعتقدوا فيهم الالوهية وفيها ايضا

وہ ثواب بعد عارض ہونی ان عوارض کی عنایت کری واسطی رحمت کی ضعیف عقلون پر تاکہ ضعیف الاعتقاد انبیاء مین اعتقاد خدائی کا نہ کرلین اور اسمین بہی

دليل على صدقهم وكونهم مبعوثين من عند الله تعالى وكون ما ظهرت على ايديهم من الخوارق مخلوقة

اونکی صداقت پہ اور مبعوث ہونی پر خدا کی طرف سی بڑی دلیل ہی اور اسپر کہ جو جو خوارق یعنی امور خلاف عادت معجزات اونکی ہاتھہ پر پیدا ہوتی ہین

لله تعالى من غير ان يكون لهم قدرة على اختراعها اذ لو كان لهم قدرة على اختراعها لدفعوا عن انفسهم

وہ سب خدا کی پیدا کی ہوتی ہین انبیاء کو کچھہ اوسمین دخل نہین ہی کہ پیدا کرلین اسلئی کہ اگر اونکو قدرت ہوتی معجزہ پیدا کرنی کی تو بیشک اپنی اوپر سی

ما هو ايسر منها من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك وفيها ايضا فائدة

آسان کا سبب دفع کر دیتی بیماری بھوک پیاس تکلیف گرمی سردی کی ایذا بخلق کی اور مانند اسکی اور اسمین بھی یہہ بڑا فائدہ ہی

عظيمة وهي تشريع الاحكام للخلق المتعلقة بها كما عرف احكام السهو في الصلوٰة من سهوه عليه السلام

کہ خلقت کی واسطی وہ احکام جو عوارض سی متعلق ہین جایز ہوجاتی ہین جیسی نماز مین سہو کرنی کی مسائل پیغمبر خدا کی سہو کرنی سی معلوم ہو گئی

وكيفية اداء الصلوٰة في حال المرض والخوف من فعله عليه الصلوٰة والسلام وهيئة اكل الطعام و

اور کیفیت نماز پڑہنی کی بیماری اور خوف مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ادا کرنی سی معلوم ہوئی اور طریق کہانا کہانیکا اور

شرب الماء ونحوه من اكله وشربه عليه الصلوٰة والسلام فقد ظهر من هذا ان كلمتي الشهادة

پانی پینی کا اور مانند اسکی آپ کی کہانی پینی سی معلوم ہوا اس سی معلوم ہوا کہ دونو کلمی شہادت مین

مع اختصارهما متضمنتان لجميع ما يجب على المكلف معرفته في حقه تعالى وحق رسله من عقائد

باوجود اختصار کی جو جو مکلف پر درباب معرفت الٰہی اور معرفت رُسل کی عقاید

الايمان ولذلك جعلهما الشرع دليلا على ما في القلب من عقائد الايمان حتى لا يقبل من احد

ایمانی ہین سی واجب ہی سب داخل ہی اسی واسطی شرع نی انکو دلیل ٹہرائی ہی عقاید ایمانی پر جو دل مین ہوتی ہین یہان تک کہ ایمان کسیکا مقبول نہین ہی

الايمان الا بهما فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يستحضر معناهما ثم يشتغل بذكرهما صباحا ومساء حتى

بدون ان کلمون کی اسکی مراتو عاقل کو لازم ہی کہ انکی معنی یاد رکہی پھر انکو رات دن پڑہا کری یہان تک

يمتزج معناهما بلحمه ودمه يسر نا الله المداومة على ذكرهما مع فهم معناهما ولا حول ولا قوة

کہ وہ دونو معنی اسکی گوشت اور خون مین ملجاوین الٰہی ہمپر آسان کر مداومت ذکر کی معہ فہم معانی کی اور نہ پھرنا گناہ سی اور نہ طاقت عبادت کی

الا بالله العلي العظيم

المجلس الرابع عشر في بيان ايمان المنجي لصاحبه يوم القيمة

سوا اللہ تعالی برتر اور بزرگ کی چودہوین مجلس بیان مین اوس ایمان کی جو قیامت کی دن نجات دیگا ایماندار کو

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جو بندہ لا الہ الا اللہ کہی پھر مرجاوی اوسی اعتقاد پر

الا دخل الجنة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابوذر وظاهره يقتضي ان يدخل الجنة

داخل ہوگا جنت مین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوذر کی روایت سی اسکی ظاہر معنی یہہ کہتی ہین کہ

كل من ياتي بكلمة الاولى من كلمتي الايمان وان لم يات بالكلمة الثانية منهما وليس كذلك لانه

جو شخص پہلا کلمہ دونو کلموں ایمان مین کا پڑہی وہ جنت مین داخل ہو اگرچہ دوسرا کلمہ نہ پڑہی اور حقیقت مین ایسا نہین ہی کیونکہ رسول

عليه السلام وان لم يذكر فيه احدى كلمتي الايمان لكنها مراده لان قول من يقول لا اله الا الله لا يستلزم

صلی اللہ علیہ وسلم نی اگرچہ اس حدیث مین دوسری کلمہ ایمان کا ذکر نہین فرمایا پر وہ مراد ہی اسواسطی کہ جو شخص صرف لا الہ الا اللہ کہتا ہی کچہہ لازم نہین ہی

دخول الجنة ما لم يضم اليه قوله محمد رسول الله اذ لا يتم الايمان الا بهما ثم انه عليه الصلوٰة والسلام

کہ جنت مین داخل ہو جبتک اوسکی ساتہہ محمد رسول اللہ نہ ملاوی اسواسطی کہ ایمان بدون دونو کلموں کی پورا نہین ہوتا پھر رسول علیہ السلام نی

اشار بقوله ثم مات على ذلك الى لزوم الثبات على الايمان الى الموت لان من لو يثبت على الايمان بل

اشارہ کیا اس لفظ سی پھر اوسی پر مری یہہ ارشاد فرمایا کہ مرتی دم تک بدستور ایمان پر قایم رہی اسواسطی کہ جو شخص ایمان پر ثابت نہ رہی گا بلکہ

مات على الكفر لا ينفعه ايمانه الذي كان قبل ذلك وانما ينفعه الايمان الذي يكون ثابتا الى الموت

وہ کفر پر مری تو اوسکی حق مین پہلا ایمان کچہہ فائدہ نہ کریگا ایمان وہ ہی فائدہ کرتا ہی جو دم مرگ تک قایم رہی

حيث يكون سببا لدخول الجنة وان كان له ذنوب كثيرة لم يتب عنها فان من مات على الايمان
وہ یہہ سبب ہوتا ہی واسطی دخول جنت کی اگرچہ وہ بڑا ہی گنہگار ہو اور توبہ بھی نکی ہو کیونکہ جو شخص ایمان سی اوٹھتا ہی

مع كونه مصرا على الذنوب غير تائب عنها يكون فی مشیئة الله تعالی ان شاء يعفو عنه ويدخله
اگرچہ وہ شخص گناہوں پر جارہا اور گناہوں سی توبہ بھی نکی وہ خدا کی مرضی میں ہی اگر چاہی اللہ تعالی اوسکو معاف کرکر

الجنة بلا عذاب وان شاء يعذبه بقدر ذنوبه ثم يدخل الجنة ولو بعد حين لكن ينبغي ان يعلم
بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی گناہوں کی برابر سزا دیکر پہر جنت میں داخل کری اگرچہ دم بہر کی بعد اب لائق ہی یہہ سمجہنا

ان كلمتي الايمان لتضمنهما اثبات ذات الله وصفاته وافعاله واثبات رسالة الرسول لابدان
کہ دونو کلمہ ایمان میں چونکہ اثبات ذات الٰہی کا ہی اور اوسکی صفات کا اور افعال کا اور اثبات رسول کی رسالت کا اسلئی ضرور ہوا

يكون النطق بهما مع معرفة معناهما لان النطق بهما من غير معرفة معناهما لا يكفي في حصول
کہ ان کلموں کا پڑہنا انکی معانی سمجہ کر ہونا چاہئی کیونکہ انکی پڑہنی سی بدون سمجہنی معانی کی واسطی حصول ایمان حقیقی کی کافی نہیں ہی

حقيقة الايمان لان الايمان مبناه على هذه الاركان الاربعة فاذا لم يتحقق العلم بما تضمنتاه
سو اسلئی کہ اصل ایمان کی ان چاروں رکن پر قایم ہی پہر اگر اوسکو علم ہی نہوا اونکی مضمون کا

لا يكون لهما طائل ولا محصول اذ ليست فضيلة هاتين الكلمتين بازاء تحريك اللسان من
پہر زبانی پڑہنی سی کچہہ فائدہ نہ حصول اسلئی کہ ان کلموں میں کچہہ زبان ہلانی کی بزرگی نہیں ہی جبتک دل میں

غير حصول معناهما في القلب بل فضيلتهما بازاء هذه المعرفة التي هي حقيقة الايمان فعلى هذا
انکی معنی نہ اوتری بلکہ انکی بزرگی اسی معرفت سی ہوتی ہی کہ وہ ایمان کی حقیقت ہی اس بیان کی موافق

يجب على كل مؤمن ان يعتني بشانهما في معرفة معناهما اذ هما ثمن الجنة وسبب الخلاص من المهالك
ہر ہر مؤمن پر واجب ہی کہ جہان تک بن آوی انکی معنی دریافت کری اسواسطی کہ قیمت جنت کی اور سبب رستگاری کا

في الدنيا والاخرة وقد نص العلماء على لزوم معرفة معناهما والا لا ينفع بهما متلفظهما في الانقاذ
دنیا اور آخرت کی آفات سی یہہ ہی ہیں اور علما صاف کہہ چکی ہیں کہ سمجہنا انکی معنوں کا پر ضرور ہی نہیں تو انکا زبانی پڑہنا دائمی آگ سی

من الخلود في النار فان كثيرا من الائمة قد سئلوا عن شخص ينطق بكلمتي الايمان ويصلي ويصوم
نجات دینی میں کچہہ فائدہ ندیگا کیونکہ اکثر پیشوا دین سی پوچہا گیا ایسی شخص کا حال ہی جو دونو کلمہ ایمان کی پڑہتا ہی اور نماز و روزہ ادا کرتا ہی

ويفعل انواعا من العبادات لكن نطقه وعبادته ليس الا على الاتيان بمجرد صور الاقوال والافعال
اور اور عبادتیں کرتا ہی پر اوسکا پڑہنا اور عبادت کرنی یہہ ہی بحسب ظاہر ہی تمام قول اور فعل

على حسب ما يرى الناس يفعلون ويقولون حتى انه ينطق بكلمتي الايمان لكن لا يفهم منهما معنى ولا
ویسی ہی عمل میں لاتا ہی جیسی اور لوگوں کو کرتی اور بولتی دیکہتا ہی اتنا کہ دونو کلمہ ایمان کی پڑہتا ہی پر اونکی معنی نہیں سمجہتا اور نہ

يدري معنى الاله ولا معنى الرسول ولا ما نفي ولا ما اثبت وربما يتوهم ان الرسول نظير الاله وهل
معنی اللہ کی جانتا ہی اور نہ معنی رسول کی سمجہتا ہی اور نہ یہہ جانی کیا نفی کیا ہی اور کیا ثابت کیا کبہی اوسکو یہہ وہم ہوتا ہی کہ رسول مثل اللہ کی ہی آیا

ينتفع هذا الشخص بما صدر عنه من صور الاقوال والافعال وهل يصدق عليه حقيقة الايمان
فائدہ دیگا اس شخصکو جو جو اوسی ظاہر میں اقوال اور افعال عمل میں آتی ہیں اور آیا اوسپر حقیقت ایمان کی صادق ہی

فيما بينه وبين الله تعالى ام لا فاجابوا جميعا بان مثل هذا الشخص ليس له من الاسلام نصيب
خدا کی نزدیک یا نہیں سو سب نی یہہ ہی جواب دیا کہ ایسی شخصکو اسلام میں سی کچہہ نصیب نہیں ہی

وان

وان صدر عنه من صور اقوال الایمان وافعاله ما ذکر قال الامام السنوسی هذا الذی ذکروه
اگرچہ اوس سی ظاہری قول اور فعل مذکور ایمان کی سی عمل میں آتی ہیں امام سنوسی کہتی ہیں یہہ جو اس شخص کی

فی حق ذلک الشخص ظاهر ای ظاهر جلی غایة الجلاء لا یمکن ان یختلف فیه احد من العلماء فعلی
حق میں ذکر کیا ہی سب ظاہر ہی یعنی بہت روشن ہی کوئی عالم اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا

هذا یجب علی کل من یرید النجاة من العذاب المؤبد والدخول فی الجنة ان یسعی فی معرفة معناهما ثم ینطق
اس جواب کی موافق جو شخص عذاب دائمی سی بچا چاہی اور جنت میں داخل ہونا چاہی اوسپر واجب ہی کہ پہلی کوشش کر کر انکی معنی دریافت کرکی پہر معنی سمجھکر

بهما مع فهم معناهما لیوجد فیه اقرار باللسان وتصدیق بالجنان ویحصل له حقیقة الایمان
زبانسی پڑہی تاکہ اوسمیں زبانی اقرار اور دلی تصدیق پائے جاوی اور حقیقت ایمان کی اوسکو حاصل ہو

فالکلمة الاولی من هاتین الکلمتین مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من افراد حقیقة الاله
پس پہلا کلمہ ان دونوں میں سی نفی اور اثبات سی مرکب ہی سو منفی تو ہر ہر فرد معبود حقیقی کا ہی

سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلک الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی الاله هو الواجب الوجود
سوا ذات الٰہی سی اور مثبت ایک فرد واحد ہی اس حقیقت میں سی یعنی اللہ تعالی اور معنی اسکی واجب الوجود

المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق علی کثیرین لکن الدلیل العقلی القطعی
سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہیں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں پر دلیل عقلی یقینی

یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی وذلک الدلیل وجود العالم فانه لکونه
دلالت کرتی ہی کہ کئی الٰہ محال ہیں اور صرف ذات الٰہی سی خاص ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ یہہ عالم

حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له محدثا وذلک المحدث لا بد ان یکون واحدا قدیما متصفا
حادث اور موجد کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اسکا ایک پیدا کرنیوالا ہی اور وہ محدث ضرور ہی کہ واحد قدیم صاحب قدرت

بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی
اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئی کہ اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ ہوں تو بیشک اونکی آپسمیں روک ٹوک ایسی واقع ہوگی

لعدم وجود العالم ولو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان مفتقرا الی محدث فیلزم الدور والتسلسل وکلاهما
جس سی وجود عالم کا پیدا نہوسکی اور اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو

محال ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان
محال ہیں اور اگر صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو یہہ ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سی کوئی شئ نہ پیدا کرسکی اسلئی

الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیء من الاشیاء یقتضی ارادة ذلک وارادة ذلک الشیء تقتضی
کہ پیدا کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی چیز میں جب ہوتا ہی کہ اوسکا ارادہ کیا جاوی اور ارادہ اوس شئ کا بی جانی بوجہی

العلم به لان القصد الی ایجاد شیء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یقتضی
نہیں ہوسکتا کیونکہ قصد ایسی شئ کی ایجاد کا کہ اوسکو جانتا نہو محال ہی اور موصوف ہونا ان تینوں صفات سی بدون

الحیوة لکونها شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قاطعا علی وجوده تعالی
حیات کی نہیں ہوتا کیونکہ حیات انمیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی اللہ تعالی کی وجود پر

وکونه واحدا قدیما متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة ولهذا کان بعض اهل التوحید یقولون
اور اوسکی وحدت اور قدم پر اور موصوف ہونی پر ان چاروں صفات مذکورہ سی اسی لئی بعضی اہل توحید

استدلالا بالاثر على المؤثر ما راينا شيئا الا راينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم من حيث
اثر سے موثر پر استدلال کر کر یہہ کہتے ہیں یعنی جب کسی شی کو دیکھا تو دیکھا یعنی اللہ کو بعد اسکی بیشک ہر ہر ذرہ عالم کی ذرات میں سے
حدوثها وافتقارها الى من يوجدها لا تزال تنطق بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا واحدا
حادثہ اور موجد کا محتاج ہو کر ہمیشہ زبان حال سے یہہ کلام کرتی ہیں جسمیں نہ کوئی حرف ہے اور نہ آواز کہ ہمارا موجد ہے واحد
قديما متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وساير ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون
قدیم قدرت والا ارادہ والا علم والا حیات والا اور تمام سزاوار صفتوں والا اونکی یہہ کلام سمجھنے والے سب سنتے ہیں
ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذى يسمع به كلام ليس بحرف
وہ لوگ نہیں سنتے جنکی سمجھ بیکار ہے اور مراد سماعت سے سماعت باطنی ہے جس سے وہ کلام سنتے ہیں جسمیں نہ حرف ہوں
ولا صوت ولا عربى ولا عجمى لا السمع الظاهر الذى لا يجاوز الاصوات وتشارك فيه البهائم الانسان والحاصل
اور نہ آواز اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہیں ہے جو سوا آواز کی نہ سن سکی اور اوسمیں چوپایہ اور انسان یکساں ہوں خلاصہ یہہ ہے
ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا ما دل عليه افعاله فما لم يدل عليه افعاله كالسمع والبصر
کہ مکلف عقل سے صفات الہیہ میں سے وہ ہی جان سکتا ہے جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال نہیں دلالت کرتی جیسے سمع اور بصر
والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
اور کلام انکی ثبوت پر کبھی عقلا استدلال کرتی ہیں اور کبھی نقلا پہر استدلال عقلی ان صفات پر واسطے اللہ تعالی کی
بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان واتصافه بصفات الكمال وعدم اتصافه
یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہیں اور انکی ضدین صفات نقصان کی اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سے اور بری ہونا
بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
صفات نقصان سے واجب ہے سو موصوف ہونا اللہ تعالی کا ان صفات سے واجب ہے [illegible]
بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل فى هذه المسئلة
کہ شرع سے ثبوت ان صفات کا واسطے اللہ تعالی کی ثابت ہے سو یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطے اللہ تعالی کی واجب ہوا اور نقلی دلیل اس مسئلہ میں
اولى من دليل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى
عقلی دلیل سے بہتر ہے اسلیے کہ افعال الہیہ ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تا کہ اون افعال سے انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوے
وذاته تعالى لم يكن معلوما للبشر حتى يعلم انها فى حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف
اور ذات اللہ تعالی کی کسی بشر کو معلوم نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ بہ نسبت ذات باری کی صفات کمالیہ میں ضرور موصوف ہو تا چاہیے ایسا کہ اگر یہہ صفات نہونگی
بها يلزم ان يتصف باضدادها بل كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة
تو انکی ضدین موجود ہونگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق میں کمالیہ ہیں اور یہہ کچھ لازم نہیں ہے کہ جو صفت
الينا كمالا ان يكون كمالا فى حقه تعالى الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما بالنسبة الينا كمالا ممتنعان فى
ہماری حق میں کمالیہ ہو وہ بہ نسبت ذات باری تعالی کی بہی کمالیہ ہو کیوں نہیں سمجھتا کہ لذت اور علم باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہیں بہ نسبت باری تعالی کی محال
حقه تعالى لكونهما من عوارض الاجسام هذا تحقيق الكلمة الاولى من كلمتى الايمان واما الكلمة الثانية
ہیں کیونکہ یہہ دونو کیفیات جسمانیہ سے ہیں یہہ تحقیق ایمان کی پہلی کلمہ کی ہے اور دوسرا کلمہ
من هاتين الكلمتين فقد حكم فيها بكون محمد رسولا من عند الله تعالى ولا بد فى اثبات ذلك من دليل
ان دونو کلمات میں سے اوسمیں یہہ حکم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اللہ تعالی کی طرف سے اور اسکی بہی ثبوت کی کوئی دلیل چاہیے

وذلك الدليل ظهور المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلى من الله تعالى لرسوله
اور وہ دلیل معجزہ کا ظاہر ہونا رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی ہی کیونکہ معجزہ تصدیق فعلی ہوتی ہی اللہ تعالی کی طرف سی اوسکی رسول کی
لانها فعل من افعاله تعالى خارقا للعادة نازل منزلة صريح القول فى تصديق رسوله فى دعواه
کیونکہ وہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الٰہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی درباب تصدیق رسول کی رسالت کی دعوی میں
الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يده حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر عادت کی خلاف رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو گویا یہہ فرمایا میرا رسول سچا ہی
رسولى فى كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته مثال ذلك على ما ذكره العلماء ان
جو جو میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ اوسکی تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار سکوت کی ہو اسکی مثال موافق بیان علماء کی یہہ ہی
رجلا اذا قام فى مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنى اليكم بكذا وكذا من التكاليف
کہ ایک شخص بادشاہ کی دربار مین کہڑا ہو کر ایک جماعت کی سامنی کہی کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون مجھکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی
فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقى انى اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم
اس جماعت نی اوسی سند طلب کی جسسی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی جواب دیا کہ نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی عرض کرتا ہون کہ اپنی عادت کی
من سريرها ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام
تین بار اپنی تخت پر سی کہڑا ہو جا اور بیٹھ جا دیکہ پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی کا وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس حکم کی ہی
قوله صدق هذا الرجل فى كل ما يبلغ عنى ومفيد للعلم الضرورى بصدقه بلا فرق بين من شاهد ذلك
کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی کہتا ہی اور اس سی علم بدیہی اسکی صداقت کا حاصل ہوگا اسمین کچھ فرق نہین کہ کسی نی بادشاہ کی اس حرکت کو
الفعل من الملك ولو يشاهده بل بلغه خبره بالتواتر ولا ريب ان هذا المثال مطابق لحال رسول الله
بچشم خود دیکھا اور کسینی نہ دیکھا بلکہ خبر متواتر سی سنا اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حال سی اس باب مین
عليه السلام فى افادة معجزته العلم الضرورى بصدقه بلا فرق بين من شاهدها ومن لم يشاهدها
کہ معجزہ سی علم بدیہی صداقت کا حاصل ہوتا ہی اسمین کچھ فرق نہین ہی کہ کسینی اوس معجزہ کو بچشم خود دیکھا اور کسینی نہ دیکھا
بل بلغه خبرها بالتواتر فعلى هذا كل من يتكلم بكلمتى الايمان بعد معرفة معناهما بما ذكر من الدلائل يحصل
بلکہ خبر متواتر سی سنا اس بیان کی موافق جو شخص دونو کلمہ ایمان کی دلائل مذکورہ سی معنی سمجھ کر پڑھتا ہی اوسکو حقیقت ایمان کی
له حقيقة الايمان ويجب عليه ان يحفظه مما يضره بامتثال الاوامر واجتناب النواهى لان الايمان
حاصل ہوئی اور اوسپر واجب ہی کہ ایمان کو مضرات سی بچا دی اوامر کو عمل مین لاکر اور نواہی سی پرہیز کرکر اسواسطی کہ ایمان
يشبه السراج وامتثال الاوامر واجتناب النواهى يشبه المحافظة عليه كجعله فى فانوس ووساوس
چراغ کی مانند ہی اور اوامر کی اطاعت کرنی اور نواہی سی بچنا یہہ اوسکی محافظت ہی جیسی چراغ کا فانوس مین رکھدینا اور شیطانی
الشيطان تشبه الرياح العاصفة فمن اوقد سراج الايمان فى قلبه ولم يحفظه ولم يجعله فى فانوس
وسوسی اور توہمات ایسی ہین جیسی تند آندہیان پہر جسنی ایمان کا چراغ اپنی دل مین روشن کرکر اوسکی حفاظت نکی اور اوسکو طاعات کی فانوس مین نرکھا
الطاعات باتيان المامورات وترك المنهيات يخاف عليه انطفاء سراج ايمانه عند هبوب الرياح العاصفة
مامورات پر عمل کرکر اور منہیات سی بچکر تو اسپر اندیشہ یہہ ہی کہ اوسکی ایمان کا چراغ بروقت چلنی اندہی
التى هى الوساوس الشيطانية ولذلك قال بعض العلماء اياك والذنب فان الذنب كجمر يوضع على المجنيق
وسوسہ شیطانی کی بجہہ جاوی اسیلئی بعضی علماء کہتی ہین بار بچتی رہنا گناہ سی بیشک گناہ ایسا ہی جیسی بہتر جو گوپہہ مین رکہکر

فیضرب به حائط الطاعات ویحصل فیه ثلمة ویدخل منه ریح الهوی وتطفی سراج الایمان فان
طاعات کی دیوار مین مارتا اور اوسی دیوار مین سوراخ پیدا ہوجاتا اور اوس رستہ سی ہوا ہوس کی باد اندر جاکر ایمان کا چراغ بجھاتا بیشک

زوال الایمان لایکون الا لمن کان له فساد فی قلبه واصرار علی المعاصی یدل علی ذلک قوله علیه السلام
ایمان ایسی ہی شخص کا جاتا رہتا ہی جسکی دل مین کچھ فساد ہوتا ہی اور گناہون پر جما رہتا ہی اس مدعا پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہی

المعاصی برید الکفر فان الاصرار علی الصغائر یفضی الی الکبائر والاستمرار علیها یؤدی الی الکفر یشیر الی هذا
کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین کیونکہ گناہ صغیرہ پر اڑجانا کبیرہ ہوتا ہی اور کبیرہ گناہ پہ اڑا رہنا کفر تک پہنچا دیتا ہی اس آیت سی معلوم ہوتا ہی

قوله تعالی فی حق الیهود وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
جو یہود کی حق مین وارد ہی اور ڈالی اونپر ذلت اور محتاجی اور کمالائی غضب اللہ کا یہہ اوسپر کہ وہ

كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ فانه
تھی منکر ہوتی حکم اللہ کی اور خون کرتی نبیون کا ناحق یہہ اس سی کہ بی حکم تھی اور حد پر نہ رہتی تھی اللہ تعالی نی

تعالی بین فی هذه الایة ان العصیان والعدوان جرهم الی الکفر وقتل الانبیاء وحکایة مثل ذلک فی
اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ گناہ اور سرکشی اونکو کفر کی طرف اور قتل انبیاء کی طرف کہینچ لائی اور ایسی حکایت بیان کرنی

کتابه لطف منه بنبیه وامته بسمعوه ویحترزوا عنه فانه علیه السلام لما کان خیر الخلق وافضلهم
اپنی کتاب مین اللہ کی مہربانی ہی اپنی نبی پر اور اوسکی امت پر تاکہ سنکر ایسی چال سی بچتی رہین کیونکہ نبی علیہ السلام جو تمام بنی آدم سی بہتر اور افضل ہین

کان امته خیر الامم وافضلهم فلا ینبغی لمن کان من خیر الامم وانتسب الی خیر الخلق ان یرضی لنفسه
تو اونکی امت بہی تمام امتون سی بہتر اور افضل ہی ہرگز لایق نہین ہی کہ کوئی شخص افضل امت مین ہوکر اور بہترین خلق کی طرف منسوب ہوکر پہر وہ پسند کری

ان یکون من شر الناس بارتکاب المعاصی بل ینبغی له ان یسعی فی اصلاح نفسه بالایمان والعمل
کہ تمام لوگون مین بدتر ہوجاوی گناہ اختیار کرکر بلکہ اوسکو یہہ لایق ہی کہ کوشش کرکر اپنی حال کو ایمان اور نیک عمل سی درست کری

الصالح حتی یکون من خیر الناس کما قال الله تعالی اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ
تاکہ اچہی لوگون مین داخل رہوی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی وہ لوگ جو یقین لائی اور کئی بہلی کام وہ ہی لوگ

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ وقال النبی علیه السلام خیر الناس من طال عمره وحسن عمله وشر الناس من طال عمره
بہتر سب خلق کی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی سب آدمیون سی اچہا وہ شخص جسکی عمر دراز ہو اور اعمال اوسکی نیک ہون اور بد آدمی وہ ہی جسکی عمر بڑی ہو

وساء عمله وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال خیرکم من یرجی خیره ویؤمن شره وشرکم من لا یرجی
اور اعمال بد ہون اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تم مین سی بہتر وہ ہی جس سی بہلائی کی امید ہو اور برائی کا اندیشہ نہو اور تم مین سی بدتر وہ ہی

خیره ولا یؤمن شره وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال شر الناس عند الله منزلة من ترکه الناس
جس سی بہلائی کی امید نہو اور برائی کا اندیشہ ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بدتر آدمیون مین اللہ کی نزدیک مرتبہ مین وہ ہی جسکو چہوڑدین لوگ

اتقاء شره وفی روایة اتقاء فحشه وروی ان اعمال الامة تعرض علی نبیها فی البرزخ فلیستحی العبد ان
بدی سی بچنی کو اور ایک روایت مین بدزبانی سی بچنی کو اور روایت ہی کہ ہر امت کی عمل اوسکی نبی پر عالم برزخ مین پیش ہوتی ہین سو شرم کرنی چاہی آدمی کو

یعرض علی نبیه من عمله ما نهاه عنه وقیل من اذنب ذنبا فجمیع الخلائق من الانس والدواب والوحوش
کہ اوسکی نبی کی سامنی اوسکا وہ عمل پیش ہو جس سی اوسکو منع کیا ہو اور کہتی ہین جب کوئی شخص گناہ کرتا ہی تو تمام خلقت انسان اور چوپایہ اور جنگل کی جانور

والطیور والذر خصماؤه یوم القیمة لانه تعالی یمنع المطر بشوم المعصیة فیتضرر بذلک اهل البر
اور پرندہ اور چیونٹیان قیامت کی روز اوسکی دشمن ہونگی اسلئی کہ اللہ تعالی مینہ بند کردیتا ہی گناہ کی نحوست سی اس لئی تمام خشکی اور

لبحر جميعا فعلى المؤمن ان يحترز عن جميع المعاصي يسر نا الله الاحتراز عنها المجلس الخامس
لہریے والوں کو نقصان ہوتا ہی پس مومن کو لازم ہی کہ تمام گناہوں سی پرہیز کرتا رہے الہی ہمپر آسان کر بچنا گناہوں سی پندرہویں مجلس

عشر في بيان ان كل مولود يولد على فطرة الاسلام قال رسول الله صلى الله عليه
اس بیان میں کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہی اسلام کی طریقہ پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ما من مولود الا يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه كما تنتج البهيمة
وسلم نی جو بچہ ہی سو پیدا ہوتا ہی اوپر طریقہ اسلام کی پہر ماباپ اوسکو یہودی کر دیتے ہیں اور نصرانی کر دیتے ہیں اور مجوسی کر دیتے ہیں جیسی چوپایہ جنتا ہی

بهيمة جمعاء هل تجدون فيها من جدعاء حتى تكونوا انتم تجدعونها ثم قال فطرة الله التي فطر
جنتا ہی کیا اسمیں کوئی کان ناک کٹا بھی ہوتا ہی آخر تم اوسکی کان ناک کاٹ دیتے ہو پہر فرمایا وہ ہی تراش اللہ کی

الناس عليها هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان كل مولود من البشر لا يولد الا
جسپر تراشا لوگوں کو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ ہر ایک بچہ آدمی کا سرشت نیک اور ایسی ہیئت پر

على الجبلة السليمة والهيئة المستعدة لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل بما ركب فيه من
پیدا ہوتا ہی کہ استعداد معرفت الہی کی اور فرق کرنیکی حق اور باطل میں رکہتا ہو بزور اوس عقل

العقل القويم والوضع المستقيم ولو لم يعترضه من الخارج آفة من فساد التربية وتقليد الابوين و
درست اور وضع راست کی جو اوسمیں پیدا کی ہی اور اگر اوسکو نہ پیش آتا اوپر سی پرورش کا فساد اور اطاعت ماباپ کی اور

الانهماك في الشهوات ونحو ذلك من الآفات لصرف فطرته الى ما نصب لمعرفة الله تعالى من الدلائل
کہپ جانا برا ہوس میں اور مانند اسکی اور آفتیں تو البتہ وہ اپنی اصلی طبیعت کو وہیں قایم کرتی ہیں واسطی معرفت الہی کی صرف کرتا

واستدل بها على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما
اور استدلال کرتا اللہ تعالی کی وجود اور قدم پر اور وحدت پر کہ موصوف ہی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات سی اور تمام اور صفات سی

يليق به من الصفات لكن يصده عن ذلك ما ذكر من الآفات كما ان البهيمة تولد سوية الاطراف سليمة من
جو اوسکو سزاوار ہیں پر اوسکو روک دیتی ہیں یہہ آفات مذکورہ جیسی چوپایہ کا بچہ ہاتہہ پانو سی سالم پیدا ہوتا ہی

الجدع الذي هو قطع الانف والاذن والشفة فلو لم يتعرض الناس لها بالكي وقطع شئ مما ذكر لبقيت سليمة
اور بچا ہوا جدع سی کہ اوسکی معنی کتر دینا ناک اور کان اور لب کا پس اگر آدمی اوس بچہ کو داغ نہ دیتے اور کچہ ناک کان لب نہ کاٹتے تو اچہا بہلا چنگا

كما كانت فانه عليه السلام شبه ولادة الطفل على الفطرة السليمة بولادة البهيمة سليمة غير ان المراد
رہتا جیسا پیدا ہوا تہا پہر علیہ السلام نی آدمی کی بچہ کی پیدایش کو اوپر طبیعت درست کی مشابہ فرمایا ہی ساتہہ پیدایش پوری بچہ چوپایہ کی اتنا ہی فرق ہی کہ مراد

بالسلامة في البهيمة سلامتها عن العيوب الظاهرة وفي الطفل سلامته عن العيوب المعنوية المانعة عن
سلامتی سی چوپایہ کی بچہ میں سلامتی ظاہر کی عیبوں سی ہی اور آدمی کی بچہ میں مراد سلامتی معنوی عیبوں سی ہی جو معرفت الہی سی روک دیں

معرفة الله تعالى وقبول امره ونهيه ثم انه عليه السلام بعد ما بين ان الناس كلهم يولدون على الفطرة
اور امر اور نہی قبول کرنی سی باز رکہیں پہر پیغمبر خدا نی بعد اس بیان کی کہ آدمی تمام ساری درست طبیعت پر پیدا ہوتی ہیں

التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل بما ركب فيهم من العقول حثهم
کہ وہ استعداد قابل معرفت الہی کی اور تمیز کر میان حق اور باطل کی ہی عقل کی زور سی جو اونکی اندر رکہی گئی ہی اونکو اسکی رغبت دی

عليها فقال على طريق الاقتباس فطرة الله التي فطر الناس عليها فانه في قوة ان يقال الزموا فطرة الله
سو فرمایا بطور صنعت اقتباس کی تراش اللہ کی جسپر تراشا آدمیوں کو پس یہہ قول بمنزلہ اس قول کی ہی اپنی ذمہ پر لازم پکڑو

التی ھی الاستعداد القابل لمعرفۃ اللہ تعالی والتمیز بین الحق والباطل فعلی ھذا کان الواجب علی کل
فطرت اللہ کی استعداد ہی قابل معرفت الٰہی کی اور تمیز کی درمیان حق اور باطل کی اس تقریر کی موافق ہر

مکلف ان لا یضیع تلک الفطرۃ بل ینبغی لہ ان یستعملھا فی تحصیل معرفۃ اللہ تعالی والتمیز بین الحق
مکلف پر واجب ہی کہ اس فطرت کو ضایع نہ کری بلکہ اوسکو لایق ہی کہ اوس فطرت کو معرفت الٰہی میں اور تمیز کرنی میں درمیان حق

والباطل ولیس المراد بمعرفۃ اللہ تعالی معرفۃ ذاتہ تعالی لان ذاتہ تعالی لیست معلومۃ للبشر بل المراد
اور باطل کی استعمال کری اور معرفت الٰہی سی مراد معرفت ذات الٰہی کی نہیں ہی اسلیے کہ ذات الٰہی کسی بشر کو معلوم نہیں ہی بلکہ مراد

بھا معرفۃ صفاتہ وصفاتہ نوعان سلبیۃ وثبوتیۃ اما السلبیۃ فتنزیھہ تعالی عن جمیع ما لا یلیق
معرفت صفات الٰہی کی ہی اور صفات الٰہی دو قسم پر ہیں سلبی یعنی نفی کرنی کی اور ثبوتی صفات سلبی تو اللہ تعالی کا بری ہونا تمام ایسی صفات سی جو اوس کی شان کے لایق

بہ مما یشعر بالاحتیاج والنقصان واما الثبوتیۃ فھی قسمان القسم الاول الصفات التی یتوقف علیھا افعا
نہیں ہیں جن صفات سی کہ نیاز مندی اور نقصان لازم آوی اور ثبوتی کی دو قسم ہیں پہلی قسم وہ صفات جن پر افعال الٰہی موقوف ہیں یعنی قدرت

وھی القدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ والقسم الثانی الصفات التی لا یتوقف علیھا افعالہ وھی السمع والبصر
اور ارادہ اور علم اور حیات اور دوسری قسم وہ صفات ہیں جن پر افعال الٰہی موقوف نہیں ہیں یعنی سمع اور بصر

والکلام وتحقیق ذلک انہ تعالی لیس محسوسا کالشمس والقمر حتی یعلم وجودہ بالحس ولیس العلم بوجودہ
اور کلام اور تحقیق اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی ذات محسوس نہیں ہی جیسی آفتاب اور مہتاب تاکہ اوسکا وجود دیکھکر معلوم کرلیں اور نہ اوسکا وجود بدیہی ہی

ضروریا کالعلم بکون الواحد نصف الاثنین حتی یعلم وجودہ بالضرورۃ بل انما یعلم وجودہ بالدلیل
جیسی ہم ایک عدد کو دو کا آدھا جانتی ہیں تاکہ اوسکا وجود بداہت سی معلوم ہو بلکہ اوسکی وجود کا علم دلیل سی حاصل ہوتا ہی

وذلک الدلیل حدوث العالم وبیان حدوثہ انہ اعیان واعراض والمراد بالاعیان الاجرام القائمۃ
اور وہ دلیل عالم کا حادث ہونا ہی عالم کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ عالم یا تو اعیان ہیں یا اعراض ہیں اعیان سی مراد اجسام ہیں جو اپنی آپ

بذواتھا والمراد بالاعراض الصفات التی لا تقوم بذواتھا بل تقوم بالاجرام وتلزمھا ولا ینفک عنھا وکل
بی سہارے قایم ہیں اور اعراض سی مراد وہ صفات ہیں جو اپنی ذات میں بی سہارے قایم نہیں ہوتی بلکہ اجسام کی ساتھہ قایم ہوتی ہیں اجسام کی ساتھہ رہتی ہیں

منھما حادث اما الاعراض فحدوث بعضھا یعلم بالمشاھدۃ کالحرکۃ بعد السکون والضوء بعد الظلمۃ
یہہ دونو حادث ہیں اعراض میں سی بعضوں کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور روشنی بعد اندھیری کی

والسواد بعد البیاض وحدوث بعضھا یعلم بالدلیل وھو طریان العدم کما فی اضدادھا ذکر واما
اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضوں کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی اور وہ آجانا عدم کا جیسی اونکی ضدوں میں اور

الاجرام فدلیل حدوثھا انھا لا تخلو عن الحوادث وکل ما لا یخلو عن الحوادث فھو حادث اما عدم
اجسام کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ اجسام حوادث سی کبھی خالی نہیں ہوتی اور جو چیز حوادث سی خالی نہو سو وہ حادث ہوتی ہی

خلوھا عن الحوادث فلانھا لا تخلو عن الحرکۃ والسکون وھو ظاھر مدرک بالبدیھۃ والاضطرار
اجسام کا حوادث سی خالی نہونا تو اسلیے ہی کہ حرکت اور سکون سی خالی نہیں ہوتی اور یہہ ظاہر بدیہی بضرورت نظر آتا ہی

فلا یحتاج فیہ الی تامل وافتکار والحرکۃ والسکون حادثان یدل علی حدوثھما تعاقبھما وانقضاء
اسمیں کچھہ تامل اور فکر کی حاجت نہیں ہی اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکا حدوث انکی آگی پیچھی پیدا ہونی سی ثابت ہی اور

کل منھما عند وجود الاخر وذلک مشاھد فی بعض الاجرام وما لم یشاھد فیہ ذلک فما من ساکن الا
ایک گذر جاتا ہی جب دوسرا پیدا ہوتا ہی اور یہہ حال بعض اجسام میں تو نظر آتا ہی اور جن اجسام میں یہہ مشاہدہ نہیں ہوتا تو یہہ دلیل ہی کہ جو ساکن ہی

والعقل يقضي بجواز حركته وما من متحرك الا والعقل يقضي بجواز سكونه فالطاري منهما حادث

عقل اوسکو متحرک تجویز کرتی ہی اور جو متحرک ہی اوسکو عقل ساکن تجویز کرتی ہی پس جو حرکت اور سکون بعد میں اب پیدا ہوگا وہ حادث ہی

بطريانه والسابق حادث اذ لو كان قديما لاستحال عدمه واما كون ما لا يخلو عن الحوادث حادثا

کہ اب پیدا ہوا اور پہلا بھی حادث ہوگا اسواسطی کہ اگر قدیم ہوتا تو اوسکا عدم محال ہوتا کبھی نہو سکتا اور جو چیز حوادث سی خالی نہو تو وہ اسلئی حادث ہوتی ہی

فلانه لو لم يكن حادثا لكان قديما ثابتا في الازل فيلزم ثبوت الحادث في الازل وهو محال اذ يلزم

کہ اگر وہ حادث نہو تو پھر بیشک قدیم اور ازل میں ثابت ہوگی اس سی لازم آتا ہی ثبوت حوادث کا ازل میں اور یہہ محال ہی کیونکہ لازم آتا ہی

ان يكون قبل كل حادث حوادث مرتبة لا اول لها كما يقول الفلاسفة في حركات الافلاك واشخاص

کہ ہر حادث سی پہلی حوادث مرتب موجود ہوں جنکا ابتدا نہ نکلی جیسی فلاسفہ یونان حرکات افلاک اور اشخاص

الحيوانات وغيرها فانهم ومن تبعهم ممن ينسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصيب قالوا ان العالم

حیوانات وغیرہ میں قائل ہیں تمام فلاسفہ اور جو اونکی تابع ہی کہ اپنی تئیں اسلام کی طرف نسبت کرتا ہی اور اوسکو اسلام سی کچھ نصیب نہیں کہتی ہیں کہ عالم

العلوي قديم بذاته وصفاته الا الحركات فانها حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا حركة الا

علوی یعنی افلاک اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہی مگر حرکات فلکی جزئیات البتہ حادث ہیں اور انواع کلیہ قدیم ہیں پس جو حرکت ہی

وقبلها حركة لا الى اول واما العالم السفلي الذي هو عالم الكون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقالوا

اوس سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم سفلی یعنی ارضی جسکو عالم کون و فساد کہتی ہیں یعنی فلک قمر کی نیچی اسمیں یہہ قول ہی

ان هيولاه قديمة وكل ما فيه من الصور والاعراض حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا ولد الا

کہ اسکا مادہ تو قدیم ہی اور تمام صورتیں اور اعراض جو جو اوسمیں موجود ہیں جزئی جزئی حادث ہیں اور باعتبار اپنی نوع کی قدیم ہیں یعنی جو بچہ ہی

من والد ولا بيضة الا من دجاجة ولا دجاجة الا من بيضة ولا زرع الا من بزر وهكذا الى غير النهاية

سو باپ سی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی اور جو مرغی ہی سو انڈی سی اور جو کھیتی ہی سو بیج سی اسیطور عیر نہایت تک

فيلزم على قولهم ان يوجد حوادث لا اول لها اذ ما من حادث على قولهم الا وقبله حادث لا الى اول و

پس انکی قول پر لازم آتا ہی کہ اتنی حوادث موجود ہوں جنکا ابتدا نہلی اسلئی کہ انکی قول پر جو حادث ہی اوسکی پہلی حادث ہی بی انتہا اور

على تقدير وجود الحادث لا اول لها يلزم ان يكون قبل كل حادث من حركات الافلاك واشخاص الحيوانات

اوپر تقدیر حوادث غیر متناہی کی لازم آتا ہی کہ پہلی ہر ہر حادث حرکات فلکی اور اشخاص حیوانات وغیرہ کی

وغيرها حوادث مرتبة لا اول لها فما لم ينقض تلك الحوادث بجملتها لا تنتهي النوبة الى وجود الحادث

حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہوں اور جبتک وہ سب کی سب حوادث نگذر چکیں گی تو نوبت پیدا ہونی اس حادث کی جو حال میں موجود ہی نہیں

الحاضر لان الحركة اليومية وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها

آویگی اسلئی کہ حرکت آج کی بدون گذر چکنی تمام پہلی حرکات کی نہیں ہو سکتی اور ایسی ہی وہ حرکت جو اس سی پہلی ہی وہ بھی بدون گذر چکنی پہلی

مشروطة بمثل ذلك وهلم جرا وانقضاء ما لا اول لها محال بيانه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر

حرکات کی نہیں ہو سکتی اسیطور کھینچی جا اور تمام ہو چکنا غیر متناہی کا محال ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ جب تو خیال کری حادث حاضر یعنی موجود کو

ثم انتقلت منه الى ما قبله ولاحظته وهلم جرا على الترتيب لا تقضي الى نهاية حتى تجد طريقا

پھر تو خیال کری اوس سی پہلی کو اور اسیطرح ترتیب سی تو کبھی تو انتہا کو نہیں پہنچیگا تاکہ طریقہ پیدائش

الى وجود الحادث الحاضر فيلزم ان يكون وجود الحادث الحاضر محالا لكن وجود الحادث الحاضر ثابت

اس حادث موجود کا ہاتھ آوی اس سی لازم آتا ہی کہ پیدائش اس حادث موجود کی محال ہو لیکن وجود حادث موجود کا تو ظاہر ثابت ہی

فيبطل وجود حوادث لا اول لها فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها يبطل كون ما لا يخلو عن الحوادث
پس باطل ہوا وجود حوادث غیر متناہی کا پھر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو اون اجسام کا جو حوادث سے خالی نہیں ہیں
قديما ثابتا في الازل فاذا بطل كونه قديما ثابتا في الازل يثبت كونه حادثا فاذا ثبت كونه حادثا
قدیم اور ازل میں ثابت ہونا بھی باطل ہوا پھر جب اوسکا قدیم اور ازل میں ثابت ہونا باطل ہوا تو اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا جب اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا
لثبت كون العالم بجميع اجزائه من السموات وما فيها ومن الارض وما عليها حادثا محتاجا الى
تو پھر یہہ ثابت ہوا کہ عالم مع تمام اجزا کی آسمان اور جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو اوسکی اوپر ہی سب حادث اور محدث یعنی پیدا کرنیوالے کا محتاج
محدث يخرجه من العدم الى الوجود وذلك المحدث يلزم ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة
کہ اوسکو عدم سے پیدا کری اور وہ محدث ضرور ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرت
والارادة والعلم والحيوة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور
اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئے کہ اگر قدیم نہیں ہوگا بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پھر یا تو دور لازم آویگا
او التسلسل الذي هو وجود حوادث لا اول لها وكلاهما محال ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد
یا تسلسل جسمیں وجود حوادث غیر متناہی کا ہی اور یہہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سے زیادہ ہو
لوقع بينهما التمانع الموجب لعدم وجود العالم ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة
تو بیشک اون دونوں میں روک ٹوک واقع ہوگی جس سے وجود عالم کا پیدا نہو سکی اور اگر اوسمیں قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات نہو
لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شئ من الاشياء
تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کچھ پیدا نکر سکی اسلئے کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شئی میں
يقتضي ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ يقتضي العلم به لان القصد الى ايجاد شئ مع عدم العلم
بدون ارادہ اوس شئی کی نہیں ہوسکتا اور ارادہ اوس شئی کا بدون علم اوس شئی کی نہیں ہوسکتا اسلئے کہ قصد کسی شئی کی ایجاد کا بے سمجھی بوجھی
به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث يقتضي الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود
نہیں ہوسکتا اور یہہ تینوں صفتیں بدون حیات کی نہیں ہوسکتیں کیونکہ حیات انمیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود
العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا على وجوده تعالى وكونه قديما واحدا متصفا
عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی باری تعالی کی وجود پر اور اوسکی قدامت اور وحدت
بهذه الصفات الاربع ولهذا كان بعض اهل النظر يقولون استدلالا بالاثر على المؤثر ما راينا شيئا
اور چاروں صفتوں کی اتصاف پر اسی لئے بعضی صاحب نظر اثر سے مؤثر پہ استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں کہ ہمنے ہرگز کوئی شئی دیکھی
الا راينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم من حيث حدوثها وافتقارها الى من يوجدها
اوسکی ساتھہ ہی اللہ کو دیکھا بیشک ہر ہر ذرہ عالم میں سے باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سے
لا تزال تتكلم بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة
یہہ کلام کرتا ہی جسمیں نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہی
والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون ولا يسمعها الذين هم عن السمع
اور علم اور حیات والا اور تمام صفت والا جو اوسکی لایق ہیں اونکی کلام سننے والے سب سنتے ہیں وہ نہیں سنتی جنکی سماعت بیکار رہی
لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عربي ولا عجمي
اور مراد سماعت سے سماعت باطنی ہی جس سے وہ کلام سنی جاتی ہی جسمیں نہ حرف ہو نہ آواز نہ عربی ہو نہ عجمی

لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتشارك فیه البهائم الانسان اذ لا قدر لشیء تشارك فیه البهائم
ظاہری مراد نہیں ہی جس سی سوا آواز کی کچھ نہیں معلوم ہوتا اور اسمیں جانور اور انسان برابر ہیں اس لئی کہ اوس شئی میں کیا خوبی ہی جسمیں جانور

الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا ما دل علیه افعاله تعالی فالتی لا یدل
اور انسان یکساں ہوں حاصل یہہ ہی کہ آدمی صفات الٰہی میں سی بزور عقل وہ ہی معلوم کرسکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر

علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل
اوسکی افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام تو انکی ثبوت پر کبھی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبھی نقلی

اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان
استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہیں اور انکی ضد ہیں صفات نقصان ہیں

واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی
اور موصوف ہونا اللہ تعالی کا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی واجب ہوا موصوف ہونا اوسکا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالی
ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شرع کا آنا وجود واسطی اللہ تعالی کی ثابت ہی کیا

فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اقوی من دلیل العقل لان تلك الصفات
سو واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی اور نقلی دلیل اس مسئلہ میں دلیل عقلی سی بہت بہتر ہی اسلئی کہ ان صفات پر

لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی لم یکن معلوما لاحد
افعال الٰہی موقوف نہیں ہیں تا کہ افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہیں ہی

حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها حتی لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها
تاکہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی واسطی کمالیہ ہیں موصوف ہونا ضرور چاہیئی اگر ان صفات سی موصوف نہوگا تو انکی اضداد کا موصوف ہوگا

وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشیء بالنسبة الینا کمالا ان یکون
اور کمالیہ ہونا ان صفات کا البتہ ہماری حق میں ہی اور یہہ کچھ لازم نہیں ہی کہ جو شئی ہماری حق میں کمالیہ ہو

فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما کمالا بالنسبة الینا ممتنعان علی الله تعالی
وہ بہ نسبت ذات باری کی بھی کمالیہ ہو کیا تجھی نظر نہیں آتا کہ لذت اور الم ہماری حق میں کمال ہیں پر بہ نسبت اللہ تعالی کی محال ہیں

لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلك الصفات له تعالی التمسك بالنقل
اسواسطی کہ یہہ کیفیت جسمانیہ ہیں اس بیان کی موافق ان صفات کی ثبوت کیواسطی تمسک نقلی دلیل کا چاہی

عن الانبیاء الذین ثبتت نبوة کل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی فی
انبیا سی جنکی نبوت معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ سچ کہتا ہی

کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی
جو جو میری طرف سی حکم بیان کرتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا خاموشی سی ہو اسلئی کہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی فعلی تصدیق ہی

لرسوله لکونها فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله
اپنی رسول کی کیونکہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الٰہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی اپنی رسول کی تصدیق کی

فی دعوی الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یدیه [illegible] انزل منزلة صار کانه
واسطی رسالت کی دعوی میں بیشک اللہ تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی [illegible] رسالت کی دعوی کی وقت پیدا کیا تو گویا

قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته مثال ذلک علی ما
یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی پہنچاتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا خاموشی کہو اسکی مثال موافق
ذکرہ العلماء ان رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی الیکم
بیان علماء کی یہہ ہی کہ جب ایک شخص بادشاہ کی دربار مین روبرو ایک جماعت کی کہڑا ہوکر یہہ کہی کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون مجھکو تمھاری پاس
بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة یدل علی صدقه فقال ایة صدقی انی اطلب من
فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی اس جماعت نی اوس سی سند طلب کی جس سی اوسکی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی کہا میری صداقت کا نشان یہہ ہی کہ مین بادشاہ کی
الملک ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلا ریب
کہتا ہون کہ میری کہنی سی اپنی عادت کی خلاف تین بار کہڑا ہو اور بیٹھہ جاوی پہر بادشاہ اسکی کہنی سی وہ ہی کرکا تو بیشک
ان ذلک الفعل من الملک قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری
یہہ حرکت بادشاہ کی قایم مقام اس بات کی ہی کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کرتا ہی اس سی علم بدیہی
بصدقه لمن شاهد ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شک
اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو جو یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جسکو دیکہنا میسر نہین ہوگا بلکہ اوسکو متواتر خبر اسکی پہنچی گی اور اسمین کچہ شک نہین ہی
ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیهم الصلوٰة والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری
کہ یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی اس باب مین کہ اونکی معجزہ سی علم بدیہی اونکی صداقت کا حاصل ہوتا ہی جو جو کہ اونکا معجزہ
بصدقهم لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر فاذا ثبت صدقهم
دیکہتی ہین اور جو نہین دیکہتی بلکہ اونکو متواتر خبر ملتی ہی جب انبیا کا صدق ثابت ہوا
یجب الایمان بهم ولا یحصل الایمان بهم الا بمعرفة ما یجب فی حقهم وما یستحیل علیهم وما یجوز
تو اونپر ایمان لانا واجب ہوا اور اونپر ایمان لانا معتبر نہین ہوتا بدون دریافت کرنی اون احوال کی جو اونکی حق مین واجب ہین اور جو اونپر محال ہی اور جو اونپر
لهم فما یجب فی حقهم الصدق والامانة وتبلیغ ما امروا بتبلیغه وما یستحیل علیهم اضداد هذه
جایز ہی سو جو اوصاف اونکی حق مین واجب ہین صدق اور امانت اور تبلیغ امر معروف کی اور جو اونپر محال ہی ضدین ان صفتون کی
الصفات وهی الکذب والخیانة وکتمان ما امروا بتبلیغه وما یجوز لهم الاعراض البشریة التی لا تؤدی
یعنی جہوٹہ اور خیانت اور چہپانا امر معروف کا اور جو اونکی حق مین جایز ہی حالات بشری جس سی اونکی بلند مرتبہ مین
الی نقص فی مراتبهم کالمرض ونحوه اما وجوب الصدق فی حقهم واستحالة الکذب علیهم فلان معجزتهم
نقصان عاید نہو جیسی بیماری اور مانند اسکی اور واجب ہونا صدق کا اونکی حق مین اور محال ہونا جہوٹہ کا اسلئی ہی کہ انکا معجزہ
قد دلت علی صدقهم فلو جاز لهم الکذب لادی الی ابطال دلالة المعجزة علی الصدق وهو محال واما
انکی صداقت کی دلیل ہی پس اگر اونکو جہوٹہ بولنا بہی جایز رہی تو اس سی دلالت معجزہ کی جو صدق پر تہی باطل ہو جاویگی اور یہہ محال ہی اور
وجوب الامانة فی حقهم واستحالة الخیانة علیهم فلانهم لو خانوا بفعل شئ مما هو حرام او مکروه
اور واجب ہونا امانت کا اونکی حق مین اور محال ہونا خیانت کا اونپر اسواسطی کہ انبیاء اگر خیانت کرین کوئی امر حرام یا مکروہ عمل مین لاکر
لکنا مامورین باتباعهم فیه لانه تعالی امر الخلق باتباعهم فی افعالهم واقوالهم وسکوتهم فلو علم الله
تو ہمکو بہی اونکی اطاعت کا اوس باب مین حکم ہوتا اسلئی کہ الله تعالی نی تمام امت کو اونکی اتباع کا حکم دیا افعال اور اقوال اور سکوت مین پس اگر الله تعالی کی علم مین
منهم خیانة لما امر الخلق باتباعهم فثبت بذلک انه تعالی عصمهم عن فعل شئ مما هو حرام او مکروه
ذرسی خیانت ہو سکتی تو ہرگز خلق کو اونکی اتباع کا حکم نفرماتا سی ثابت ہوا کہ الله تعالی نی اونکو معصوم بنایا ہی تمام فعل حرام اور مکروہ سی

فلا يقع منهم الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل واما بالنظر اليهم فالحق
سو واسطی وہ عمل ہوتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال باعتبار ذات فعل کی ہی ورنہ بلحاظ ذات علیہم السلام کی حق یہہ ہی
ان افعالهم دائرة بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بمقتضى الشهوة
کہ افعال اونکی صرف واجب ہین یا مستحب اور کچہہ نہین اسلئی کہ انبیا سی مباح بہی نہین واقع ہوتا جیسی اور عوام سی باعتبار شہوت نفس کی
بل انما يقع منهم بنية صالحة يصير بها عبادة واقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذا ثبت هذا
ہوتا ہی بلکہ ونسی اگر ہوتا ہی تو نیک نیت سی ہوتا ہی تاکہ وہ عبادت ہوجاوی اور کم سی کم بارادۂ تعلیم غیر کی واقع ہو جب یہہ بات ثابت ہوئی
فالواجب على كل مؤمن ان يكون على حذر عظيم ووجل شديد على ايمانه ان يسلب منه بان
تو ہر مؤمن پر واجب ہی کہ نہایت پرہیز کرتا ہی اور بہت خوف کرتا ہی اپنی ایمان پر مبادا سلب ہوجا اس سبب سی
يصغي باذنه ويلتفت بذهنه الى خرائف ينقلها في حقهم كذبة المورخين ويتبعهم في بعضها بعض
کہ سنی کان لگاکر اور متوجہ ہو اپنی فکر سی اون خرافات کی طرف جو اونکی حق مین جہوٹی مورخ بیان کرتی ہین اور بعضی بات مین جاہل مفسر
الجهلة من المفسرين فانه لقلة تحصيلهم وعدم تحقيقهم ربما يفترون في ذلك بظواهر من الكتاب
بہی اونکی تابع ہوگئی ہین یہہ لوگ بسبب کم علمی کی بی تحقیق اکثر اوقات اسباب مین کتاب اور سنت کی ظاہر معنی کی اعتبار سی افترا کر بیٹہی ہین
والسنة ولهذا قيل التمسك في عقائد الايمان بمجرد ظواهر الكتب والسنة من غير تفصيل
اسیلئی کہتی ہین کہ سند کرنی عقائد ایمان مین صرف ظاہر معنی کتاب اور سنت کی سی بدون تفصیل کی
بين ما يستحيل ظاهره منهما وبين ما لا يستحيل فلا خفاء في كونه اصلا من اصول الكفر
درمیان اون امور کی جو حقیقت مین وہ ظاہر معنی دونو کی محال ہین یا محال نہین ہین سو بیشک صاف کفر اور بدعت کی جڑ ہی
والبدعة قال الامام السنوسي وكذا تلقي هذا العلم من مجرد الكتب والمشائخ المصحفين والمتفقهين
امام سنوسی کہتی ہین اور ایسی ہی مال لینا اس علم کا صرف مشائخ غلط کاروں کی کتابوں سی اور فقہا سی بی تحقیق
بلا تحقيق واما وجوب التبليغ في حقهم واستحالة الكتمان عليهم فلانهم لو كتموا شيئا مما امروا بتبليغه
اور امر معروف کی تبلیغ اسلئی واجب ہی اور محال ہونا چہپانی کا کہ اگر انبیا علیہم السلام چہپا لیتی کچہہ امر معروف سی جو امر ہوا ہی
لكان الناس مامورين باتباعهم في كتمان بعض ما امروا بتبليغه من العلم النافع لمن اضطر اليه وكيف يتصور
تو امت کو بہی اتباع کی لئی حکم ہوتا واسطی چہپا لینی کی بعضی امر معروف کی یعنی جو علم کہ مفید ہو حاجت مند کو اور کب تصور مین آسکتا ہی
ذلك والكتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالى إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ
حال یہہ کہ چہپانا حرام ہی چہپانیوالا ملعون ہی اس آیت کی گواہی سی جو لوگ چہپاتی ہین جو کچہہ ہمنی اوتارا صاف حکم
وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ واما جواز
اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہول چکی لوگون کی واسطی کتاب مین اونکو لعنت دیتا ہی الله اور لعنت دیتی ہین سب لعنت دینی والی اور
الاعراض البشرية لهم فلانها لا تضر في رسالتهم وعلو منزلتهم بل هي مما يزيد في مراتبهم باعتبار تعظيم
حالات بشری اونکی لئی اسواسطی جایز ہین کہ اونکی رسالت اور علو مرتبہ مین اصلا مضر نہین ہین بلکہ وہ حالات اونکا مرتبہ اور بڑہاتی ہین باعتبار عظمت
اجرهم من جهة ما يقاسونها من طاعة صبرهم فانه تعالى كان قادرا على ايصاله اليهم ذلك الثواب
ثواب کی جو اونکو صبر کی عبادت پر ملتا ہی بیشک الله تعالی قادر ہی کہ اونکو یہہ ثواب
العظيم بلا مشقة يلحقهم لكن تعظيم حكمته اختار ان يوصل اليهم ذلك الثواب مع تلك الاعراض
عظیم بی مشقت پہنچائی عنایت کرتا پر اپنی حکمت عظیمہ سی یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو یہہ ثواب بعد اوس مشقت کی عنایت ہو

رفقاً بضعفاء العقول کیلا یعتقدوا فیہم الالوہیۃ وفیہا ایضاً اعظم دلیل علی صدقہم وکونہم
واسطے نرمی کی ضعیف عقلون پر تاکہ انبیاء کو معبود نہ سمجھ لین اور اسمین بھی اونکی صداقت کی بڑی دلیل ہی اور اسکی کہ وہ اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی

مبعوثین من عند اللہ تعالی وکون ما ظہرت علی ایدیہم من الخوارق مخلوقۃ للہ تعالی من غیر
آئی ہین اور جو جو معجزہ اون کی ہاتہہ پر ظاہر ہوئی ہین وہ اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی ہین

ان یکون لہم قدرۃ علی اختراعہا اذ لو کان لہم قدرۃ علی اختراعہا لدفعوا عن انفسہم ما ہو ییسیر
اونکو اون معجزات کی جاری کرنی مین کچھ دخل نہین ہی اسواسطی کہ اگر اونکو ان معجزات پہ قدرت ہوتی تو البتہ اپنی جان پر سے اوس ہی آسان کو دور کر دیتے

منہا من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذیۃ الخلق ونحو ذلک وفیہا ایضاً فائدۃ عظیمۃ
یعنی بیماری بہوک پیاس تکلیف گرمی جاڑی کی تکلیف دہی خلق کی اور مانند اسکی اور اسمین بھی بڑا فائدہ ہی

وہی تشریع الاحکام للخلق المتعلقۃ بہا کما عرف فی شریعتنا احکام السہو فی الصلوۃ من سہو
وہ جایز ہونا احکام کا واسطی عوام کی جو ایسی حالات سے متعلق ہین چنانچہ ہماری شریعت مین احکام سہو کی نماز مین معلوم ہوگئی

نبینا علیہ السلام فی الصلوۃ وکیفیۃ اداء الصلوۃ فی حال المرض والخوف من فعلہ علیہ السلام
ہماری نبی کی سہو کرنی سی نماز مین اور کیفیت نماز ادا کرنی کی بیماری اور خوف مین نبی علیہ السلام کی فعل سی معلوم ہوگئی

وہیئۃ اکل الطعام وشرب الماء ونحو ذلک من اکلہ وشربہ

المجلس السادس عشر فی تحقیق السعید والشقی وبیان اقسام الکفر وغیرہ

اور وضع کہانا کہانی اور پانی پینی کی اور مانند اسکی آپ کی کہانی اور پینی سی
سولہوین مجلس نیکبخت اور بد بخت کی تحقیق مین اور کفر وغیرہ کی قسمین بیان کرنی مین

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد یعمل عمل اہل النار وانہ من اہل الجنۃ ویعمل عمل اہل الجنۃ وانہ من اہل النار
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک بعضا بندہ عمل کرتا ہی دوزخیون کی سی اور وہ ہوتا ہی اہل جنت سی اور عمل کرتا ہی بہشتیون کی سی اور وہ ہوتا ہی دوزخی

وانما الاعمال بالخواتیم ہذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ سہل بن سعد ولیس فیہ دلالۃ
اعمال خاتمہ کی پر معتبر ہوتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی سہل بن سعد کی روایت سی اس حدیث مین عمل

علی ترک العمل بل فیہ حث للعبد علی مواظبۃ الطاعات واجتناب السیات فی کل وقت من
ترک کرنیکی دلیل نہین ہی بلکہ اس حدیث مین بندہ کو واسطی دائمی طاعات کی اور گناہون سی اجتناب پر رغبت ہی ہر ہر وقت

اوقات العمر خوفاً من ان یکون ذلک الوقت اخر عمرہ وفیہ ایضاً زجر لہ عن العجب والفرح بالاعمال
تمام عمر اس خوف سی کہ مبادا عمر کا یہہ ہی آخری وقت ہو اور اسمین زجر بھی ہی اعمال پر تکبر اور خوش ہونی سی

لانہ لا یدری ماذا یصیبہ فی العاقبۃ اذ رب شخص یعمل عمل اہل الجنۃ من الایمان والطاعات وفی
اسلیئ کہ اسے کیا خبر ہی کہ عاقبت کو کیا حال ہوگا اسواسطی کہ بعضی شخص عمل بہشتیون کی سی کرتی ہین ایمان اور عبادات اور

تقدیر اللہ تعالی انہ من اہل النار فیتحول فی اخر عمرہ من الایمان والطاعات الی الکفر والمعاصی فیموت
تقدیر الٰہی مین وہ دوزخی ہی سو آخر عمر مین وہ ایمان اور طاعات سی کفر اور معاصی کی طرف متوجہ ہو جاویگا پہر

علی الکفر والمعاصی فیدخل النار ورب شخص یعمل عمل اہل النار من الکفر والمعاصی وفی تقدیر اللہ تعالی
کفر اور معاصی پر مر کر دوزخ مین داخل ہوگا اور بعضی شخص عمل کرتی ہین دوزخیون کی سی کفر اور معاصی اور تقدیر الٰہی مین

انہ من اہل الجنۃ فیتحول فی اخر عمرہ من الکفر والمعاصی الی الایمان والطاعات فیموت علی الایمان والطاعات
وہ جنتی ہی سو وہ آخر عمر مین کفر اور معاصی سی بچکر ایمان اور طاعات کی طرف متوجہ ہو جاویگا پس ایمان اور طاعات پہ مر کر

فیدخل الجنة فلذلك قال النبی علیه السلام انما الاعمال بالخواتیم یعنی ان اعمال العبد
جنت مین داخل ہوگا اسیی لئی فرمایا نبی علیه السلام نی کہ اعمال خاتمہ پر معتبر ہین مراد یہہ ہی کہ اعمال آدمی کی

متعلقة فی السعادة والشقاوة بآخر العمر وفی حدیث اٰخر انه علیه السلام قال اعملوا فکل
سعادت اور شقاوت مین آخر عمر سی متعلق ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا عمل کیا کرو ہر ایک کو وہ ہی عمل

مُیَسّر لما خلق له اما من کان من اهل السعادة فسَیُیَسَّر لعمل اهل السعادة واما من کان من اهل
آسان ہوگا جسکی واسطی وہ شخص پیدا ہوا ہی یعنی جو شخص سعادتمند ہی اوسکو اعمال سعادتمندون کی میسر ہونگی اور جو شخص

الشقاوة فسییسر لعمل اهل الشقاوة فانه علیه الصلوة والسلام بیّن فی هذا الحدیث ان کل احد
بدبخت ہی اوسکو بدبختون کی سی عمل آسان ہونگی پس نبی علیه السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ ہر ایک کا

مهیاء وموقف للذی خلق لاجله من الخیر والشر فمن خلق وقدر انه من اهل الجنة یجری الله تعالی
سامان اور ٹھکانا تیار ہی جسکی واسطی وہ پیدا کیا گیا ہی نیک اور بد پس جو پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ جنتی ہو تو اللہ تعالی

علی یدیه اعمال اهل الجنة وییسرها علیه حتی یموت ویدخل الجنة ومن خلق وقدر انه من اهل النار
اوسکی ہاتھہ پر اعمال جنتیون کی جاری کرکر اوسپر آسان کردیتا ہی آخر مرکر جنت مین چلا جاتا ہی اور جو شخص پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ وہ دوزخی ہی

یجری الله علی یدیه اعمال اهل النار وییسرها علیه حتی یموت ویدخل النار فالعمل دلیل بغلب الظن
تو اللہ اوسکی ہاتھہ پر دوزخیونسی عمل پیدا کرکر آسان کردیتا ہی آخر مرکر دوزخ مین چلا جاتا ہی پس عمل باعتبار ظن غالب کی اسکی دلیل ہی

ان الشخص من ای الصنفین یکون ومن هذا کان الواجب علی ان لایکون خالیا عن العمل الصالح
کہ آدمی دونو قسم مین سی کونسا ہی اس بیان سی واجب ہی کہ آدمی کبھی کسی وقت تمام عمر مین سی نیک عمل سی خالی نرہا کری

فی وقت من الاوقات لانه لایدری متی یاتیه الموت اذ لیس له سن ولا وقت معلوم ولا مرض معلوم فطوبی
کیونکہ کیا معلوم ہی کہ اوسکو موت کب آجاوےگی اسلئی کہ موت کا کوئی سال اور وقت معلوم نہین ہی اور نہ کوئی بیماری کا مقرر ہی پس خوشی

لمن رزقه الله تعالی الفهم والیقضة من نوم الغفلة والتفکر فی امر الخاتمة واسال الله ان یجعلنا
شخص ہین جنکو اللہ تعالی نی فہم اور بیداری عنایت کی ہی خواب غفلت سی اور سوچ دی ہی خاتمہ کی حال کی اور دعا مانگتا ہون اللہ تعالی سی کہ موت

فی خیر مع البشارة فان المؤمن له بشارة من الله تعالی عند الموت کما قال الله تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ
اچھی وقت بشارت کی ساتھہ دی بیشک مؤمن کو اللہ کی طرف سی موت کی وقت بشارت ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تحقیق جنہون نی

قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ
کہا رب ہمارا اللہ ہی پھر اسیپر جمی رہی اون پر اوترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو

تُوْعَدُوْنَ فانه تعالی بین فی هذه الاٰیة ان الذین اقروا بربوبیته واعترفوا بوحدانیته ثم استقاموا
وعدہ تہا اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان فرمایا ہی کہ جس نی اوسکی ربوبیت کا اقرار کیا اور وحدانیت کو مان لیا پھر وہ اوسی اقرار

علی ذلك الاقرار والاعتراف الی الموت باتیان جمیع المامورات واجتناب جمیع المنهیات اذ لا یتحقق
اور قبولیت پر موت تک قایم رہا اسطور کہ تمام احکام بجا لاتا رہا اور تمام منہیات سی پرہیز کرتا رہا کیونکہ پوری

الاستقامة بدون ذلك بل یحصل الاعوجاج بترك شئ من المامورات وارتکاب شئ من المنهیات
استقامت بدون اسکی نہین ہوتی بلکہ استقامت مین جنبش آجاتی ہی مامورات کی ترک اور منہیات کی عمل سی

تتنزل علیهم الملئکة من جهته تعالی عند الموت بالبشارات التی هی قولهم ان لا تخافوا ولا تحزنوا
تو ایسی لوگون پر اللہ کی طرف سی موت کی وقت فرشتی یہہ بشارت لیکر آتی ہین کہ اب مت ڈرو اور نہ غم کرو

وابشروا بالجنة التی وعدکم اللہ تعالیٰ بہا علی لسان نبیکم وقال لاعدائه فتمنوا الموت ان کنتم صٰدقین
اور خبر سنو بہشت کی جو اللہ تعالیٰ نی تمسی وعدہ کیا تہا تمہاری نبی کی زبان پر اور اوسکی دشمنوں کی حق مین یہہ فرمایا تو تمنا کرو مرنی کو اگر تم سچی ہو
ولا یتمنونه ابدا بما قدمت ایدیهم واللہ علیم بالظٰلمین فبین سبحانه وتعالیٰ فی هذه الایة
اور کبہی نہ تمنا کرینگی مرنا اسواسطی کہ آگی بہیج چکی ہین اونکی ہاتہہ اور اللہ کو خوب معلوم ہین گنہگار اللہ تعالیٰ نی اس آیت مین یہہ بیان فرمایا
ان الصٰدقین فی اقرارهم لکونهم مستعدین للموت یتمنونه ولا یفرون منه لکون عملهم حسنا واما
کہ جو سچا اقرار کرنیوالی ہین موت کی سامان جو کرتی رہتی ہین تو موت کو مناتی ہین اور اوس سی بہاگتی نہین اسلئی کہ اونکی عمل نیک ہین اور
الظٰلمون فلعدم کونهم مستعدین للموت لا یتمنونه بل یفرون منه لکون عملهم سوءا فان العمل السوء
ظالم چونکہ سامان موت کا نہین کرتی رہتی تو موت کو نہین مناتی بلکہ اوس سی بہاگتی ہین کیونکہ اونکی عمل بد ہین کیونکہ عمل بد
وان لم یخرج المؤمن عن الایمان الا انه سبب لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان سوء الخاتمة لا یکون
اگرچہ مؤمن کو بی ایمان تو بالفعل نہین کردیتا پر سبب ہوتا ہی خاتمہ بد کا اور عاقبت منحوس کا اسواسطی کہ بد خاتمہ اوسی کا ہوتا ہی
الا لمن کان له فساد فی الاعتقاد او اصرار علی المعاصی او عدول عن الاستقامة او ضعف فی الایمان
جسکی اعتقاد مین فساد ہوتا ہی اور گناہون پر اصرار رہتا ہی یا استقامت سی ٹل جاتا ہی یا اوسکا ایمان سست ہوتا ہی
اما الفساد فی الاعتقاد فبان یکون فی قلبه شیء من انواع الشرک فان انواع الشرک ستة احدها شرک
پہر فساد اعتقاد کا یہہ ہی کہ اوسکی دلمین کسی قسم کا شرک ہو کیونکہ شرک کی قسمین چہہ ہین ایک شرک
استقلال وهو اثبات الٰهین مستقلین کشرک الثنویة فانهم قالوا نجد فی العالم خیرا کثیرا وشرا
یا استقلال یعنی سخت وہ یہہ ہی کہ دو اللہ مستقل ثابت کری جیسی ثنویہ کرتی ہین وہ یہہ کہتی ہین کہ ہم عالم مین بہلائی بہت دیکہتی ہین اور برائی بہی
کثیرا والواحد لا یکون خیرا وشریرا بالضرورة فلا بد ان یکون لکل منهما فاعل علیٰحدة ثم انهم
بہت دیکہتی ہین اور ظاہر ہی کہ ذات واحد سی خیر اور شر نہین ہوسکتا پس بالضرور دونو کا فاعل الگ الگ ہوگا پہر اس فرقہ کی
انقسموا قسمین القسم الاول المانویة والدیصانیة فانهم قالوا فاعل الخیر النور وفاعل الشر الظلمة والقسم
دو قسم ہوئین پہلی قسم تو مانویہ ہی اور دیصانیہ انکا یہہ قول ہی کہ خیر کا فاعل تو نور ہی اور شر کا فاعل تاریکی ہی دوسری
الثانی المجوس فانهم قالوا فاعل الخیر یزدان وفاعل الشر اهرمن یعنون به الشیطان ثم اختلفوا فی ان
قسم مجوس ہین یہہ بہی کہتی ہین فاعل خیر کا یزدان ہی اور شر کا فاعل آہرمن ہی یعنی شیطان پہر اہرمن کی حق مین اختلاف کیا ہی
اهرمن قدیم کیزدان او حادث منه والثانی من انواع الشرک شرک تبعیض وهو جعل الاله مرکبا
آیا وہ یزدان کی مانند قدیم ہی یا اوسکا پیدا کیا ہوا حادث ہی اور دوسری قسم شرک کی شرک تبعیض ہی اور وہ مرکب کرنا اللہ کا
من الٰهة کشرک النصاریٰ فانهم اثبتوا الاقانیم الثلثة التی هی الوجود والعلم والحیٰوة وحکموا
کئی اللہ سی جیسی شرک نصاریٰ کا نصاریٰ نی تین اصل ثابت کئی ہین وجود اور علم اور حیات پہر ان تینوں پر
علیها بانها الٰهة ثلثة واعتقدوا ان الاله جوهر فرد مرکبة من هذه الثلثة وقالوا مجموع هذه الثلث
یہہ حکم کیا ہی کہ تینوں خدا ہین اور یہہ اعتقاد کرتی ہین کہ اللہ جوہر فرد ان تینوں سی مرکب ہی اور کہتی ہین کہ مجموعہ ان تینوں کا ملکر
اله واحد وجعلوا الذات الواحدة ثلث صفات وذلک غیر معقول العاقل والثالث من انواع
معبود واحد ہی ایک ذات واحد کو تین صفات ٹہرائین اور یہہ عاقل کی نزدیک معقول نہین ہی تیسری قسم شرک کی
الشرک شرک تقریب وهو عبادة غیر اللہ تعالیٰ لیقرب الی اللہ تعالیٰ کشرک متقدمی عبدة الاصنام
شرک تقریب ہی اور وہ پوجنا غیر کا سوای اللہ تعالیٰ کی تاکہ اللہ سی نزدیک کردی جیسی شرک متقدمین بت پرستوں کا

فانهم لما راوا ان عبادتهم للمولی العظیم علی ما هم علیه من غایة الدناة ونهایة الحقارة سوء
انکی خیال میں جب یہہ آیا کہ ہمارا عبادت کرنا مولی بزرگ کو اس حال میں کہ ہمکو دنائت حاصل ہی اور ہم بڑی حقیر ہیں بری

ادب عظیم یقربوا الیه بعبادة من هو اعلی منهم عنده کالملئکة والشمس والقمر والنجوم و
بی ادبی ہی اسلیئ قرب الہی کی واسطی پوجنا اون چیزوںکا شروع کیا جو اللہ کی اونکی خیال میں بہتر تہی جیسی فرشتی اور سورج اور چاند اور ستارہ اور

النار ونحوها ثم انهم لما راوا غیبة من اختاروا عبادته عنهم صنعوا الاصنام امثلة لما غاب
آگ اور مانند اسکی پہر انہوں نی جب دیکہا کہ جنکی ہم عبادت کرتی ہیں وہ ہماری سامنی سی غایب ہوجاتی ہیں تو اونکی صورت کی بت بنالئی جو کوئی اونکا معبود اونمیں کی

عنهم من معبوداتهم واشتغلوا بعبادتها ونیتهم فی ذلك ان یتقربوا الی ما جعلوه مثالا له
غایب ہوجاتا تو اون بتوں کو پوجنی لگی اور غرض اونکی اس سی یہہ تہی کہ نزدیک ہوجاویں اوس سی جسکا بت بنایا ہی

وقصدهم من جمیع ذلك ان یتقربوا الی المولی العظیم لکن تلاعب الشیطان بعقولهم واوقعهم
اور اس سب سی یہہ مراد تہی کہ مولی بزرگ سی قریب ہوجاویں پر شیطان نی اونکی عقلوں کو کہلونا بناکر

فی الضلال والرابع من انواع الشرك شرك تقلید وهو عبادة غیر الله تعالی تقلیدا للغیر کشرك
گمراہ کردیا اور چوتہی قسم شرک کی شرک تقلیدی ہی اور وہ پوجنا غیر اللہ کا اوروں کو دیکہہ کر جیسی شرک

متاخری عبدة الاصنام فانهم لما وجدوا اباءهم واجدادهم مشتغلین بعبادتها قلدوهم فیها
پچہلی بت پرستوں کا انہوں نی اپنی باپ دادوں کو جو بت پوجتی دیکہا بت پرستی میں اونکی تابع ہوگئی

وَقَالُوْا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ وهم کاباءهم فی ضلال مبین والخامس
اور کہنی لگی ہمنی پائی اپنی باپ دادی ایک راہ پر اور ہم اونہی کی قدموں پہ چلتی ہیں اور وہ اپنی باپ دادا کی مانند صریح گمراہی میں ہیں

من انواع الشرك شرك الاسباب وهو اسناد التاثیر للاسباب العادیة کشرك الفلاسفة والطبا
پانچویں قسم شرک کی شرک اسباب ہی اور وہ نسبت کرنا تاثیرات کا اسباب موافق عادت کی جیسی شرک حکماء یونان اور طبیبوں کا یعنی

ومن تبعهم علی ذلك من جهة المؤمنین فانهم لما راوا ارتباط الشبع باکل الطعام وارتباط الری
اور جو اونکی ساتہہ ہیں اس باب میں اسلامیوں میں سی انہوں نی جب دیکہا کہ ربط شکم سیری کا کہانا کہانی سی اور ربط تازگی کا

بشرب الماء وارتباط ستر العورة بلبس الثیاب وارتباط الضوء بالشمس ونحو ذلك مما لا ینحصر فهموا
پانی پینی سی اور ربط ستر پوشی کا کپڑا پہننی سی اور ربط روشنی کا سورج سی ہی اور مانند اسکی بی قیاس تو

بجهلهم ان تلك الاشیاء هی المؤثرة فیما ارتبط وجوده معها اما بطبعها او بقوة وضعها الله فیها وهو
اپنی جہالت سی ایسا سمجہی کہ یہہ ہی چیزیں مستقل تاثیر رکہتی ہیں اپنی اپنی مسببات میں یا تو اپنی طبع کی تاثیر سی یا بزور قوت کی کہ اللہ تعالی نی اونمیں پیدا کی ہی اور یہہ

غلط وسبب غلطهم قیاسهم ادراك العقل بادراك الحس فان الذی شاهدوه انما هو تاثر شیٔ
سب غلط ہی اور سبب غلطی کا یہہ ہوا کہ محسوسات پر معقولات کو قیاس کرلیا ہی کیونکہ جو یہہ دیکہتی ہیں تو یہہ ہی اثر لینا ایک چیز کا

عند شیٔ وهذا هو حظ الحس واما تاثیره فیه فلا یدرك بالحس بل انما یدرك بالعقل والسادس من
پاس کی چیز میں سی یہہ ہی محسوس ہوتا ہی اور تاثیر اصلا جو اسمیں ہوتی ہی سو وہ صرف عقل ہی سی دریافت ہوسکتی ہی چہٹی قسم

انواع الشرك شرك الاغراض وهو العمل لغیر الله تعالی کشرك المرائین فانهم عند عملهم المامور به
شرک کی وہ شرک اغراض ہی اور وہ عمل کرنا واسطی غیر اللہ کی جیسی شرک ریاکاروں کا جب یہہ ریاکار کوئی ماموربہ

من واجب ومندوب وعند ترکهم المنهی عنه من محرم او مکروه لیس مقصودهم طلب رضاء الله
واجب یا مستحب ادا کرتی ہیں یا جب کبہی منہی عنہ حرام یا مکروہ سی احتراز کرتی ہیں تو اونکو مقصود رضا مندی خدا تعالی کی نہیں ہوتی

بل مقصودهم مجرد نيل مدح من بعض عبيده او حب منه له او رياسة من عنده او ظفر بماله
بلکہ انکی مراد صرف تعریف کرانی بعض بندگان الٰہی سی ہوتی ہی یا محبت اپنی اونکی دلمین یا بڑائی اونکی نزدیک یا اونسی کچھہ مال حاصل کرنا

من قبله او صرف مذمة يخافها منه ومثله العمل لمجرد الظفر بالحور والقصور ونعيم الجنان
یا دور کرنا بدنامی کا جو اونکی طرف سی خوف ہو اور ایساہی ہی عمل کرنا صرف واسطی حاصل کرنی حوروں اور محلوں اور نعمتوں بہشت کی

والسلامة من النيران والسبب الحامل لهم على ذلك نسيانهم توحيده تعالى حتى توهموا امكان
اور واسطی بچنی کی آگ سی اور یہہ سب فساد نیت اسلئی ہی کہ خدا کی توحید کو بہول جاتی ہیں یہانتک کہ اونکو یہہ وہم ہوا کہ

حصول نفع او ضر من غيره تعالى وتوهموا كون الخلق قادرين على النفع والضر حتى راعوهم
نفع اور ضرر سوا اللہ تعالی کی اور سی بہی ہو سکتا ہی اور یہہ وہم ہوا کہ خلقت کو نفع اور ضرر کی قدرت ہی کیونکہ

في طاعتهم وتوهموا كون طاعتهم مؤثرة في استجلاب نفع او دفع ضر في الدنيا والاخرة
اپنی طاعت مین اونکی رعایت کرنی لگی اور یہہ وہم ہوا کہ ہماری عبادت کو اثر ہی نفع پیدا کرنی مین اور ضرر دفع کرنی مین دنیا اور آخرت کی

وليس كذلك بل لو انهم احضروا في ذهنهم انفراده تعالى بخلق جميع الكائنات بلا واسطة
اور حقیقت مین یہہ نہین ہی بلکہ اگر یہہ لوگ وحدانیت اللہ تعالی کی اپنی ذہن مین قایم رکہتی کہ پیدا کرنیوالا تمام موجودات کا بلا واسطہ وہی ہی

وعدم تاثير لكل ما سواه في اثر ما ومن جملة ذلك طاعتهم لكانوا لا يقصدون بطاعتهم
اور کسی امر مین کسیکو اصلا کچھہ تاثیر نہین ہی اور اسی مین اونکی طاعت بہی داخل ہی تو کبہی اپنی طاعت سی جسکی اونکو توفیق ہوئی ہی

التي وفقوا لها الا مجرد الامتثال لامر الله تعالى ثم لطمعوا عندها فيما وعد به الله تعالى من
سوا اطاعت امر الٰہی کی کچھہ غرض نرکہتی پہر بعد اطاعت کی خواہش کرتی جو اللہ تعالی نی وعدہ فرمایا ہی

الخير معها بمحض فضله من غير وجوب ولا استحقاق وحكم الاربعة الاولى التي هي شرك
نعمت کا اوسکی محض فضل سی کہ نہ اوسپر واجب ہی نہ اسکا کچھہ حق ہی اور حکم شرک کی پہلی چاروں قسم کا کہ وہ شرک

استقلال وشرك تبعيض وشرك تقريب وشرك تقليد الكفر بالاجماع وحكم السادس الذي هو
استقلال ہی اور شرک تبعیض ہی اور شرک تقریب ہی اور شرک تقلید ہی بالاتفاق کفر ہی اور حکم چہٹے قسم کا

شرك الاغراض المعصية بالاجماع وحكم الخامس الذي هو شرك الاسباب التفصيل
جو شرک اغراض ہی بالاتفاق معصیت کا ہی اور حکم پانچوین قسم کا جو شرک اسباب کا ہی اس تفصیل پر ہی

وهو ان اهل هذا الشرك في اعتقادهم التاثير لتلك الاسباب مختلفون فمنهم من يعتقد ان تلك
کہ ایسی مشرک اپنی اعتقاد مین تاثیر ان اسباب کی اسبیات مین کئی طرح پر جانتی ہین بعضی یہہ اعتقاد رکہتی ہین کہ

الاسباب تؤثر بطبعها وحقيقتها في الاشياء التي تقارنها ولا خلاف في كفر من يعتقد هذا ومنهم
تاثیر ان اسباب کی جن اشیا سی یہہ ملتی ہین طبعی اور حقیقی ہی ایسی اعتقاد والوں کی کفر مین کسیکو خلاف نہین ہی اور بعضی

من يعتقد ان تلك الاسباب لا تؤثر بطبعها وحقيقتها بل بقوة اودعها الله فيها ولو نزعها منها
یہہ اعتقاد کرتی ہین کہ یہہ اسباب باعتبار طبیعت اور حقیقت کی اثر نہین کرتی بلکہ بزور ایک قوت کی کہ اللہ تعالی نی ان اسباب مین پیدا کی ہی اور اگر اس قوت کو

لا تؤثر قدر تبعهم في هذا الاعتقاد كثير من عامة المؤمنين ولا خلاف في بدعة من يعتقد هذا
تو اثر نہ کرتی تہی اس اعتقاد مین اکثر عوام مسلمان بہی اونکی شامل ہین ایسی اعتقاد والوں کی بدعتی ہونی مین خلاف نہین ہی

وانما الخلاف في كفره فمن كان فيه شيء من هذه المذكورات ولم يسع في ازالته عن نفسه واصلاح
خلاف ہی تو کفر مین ہی پس جس شخص مین کوئی سا اعتقاد ہو ان مذکورات مین سی اور وہ اوسکی دور کرنی مین سعی نہ کری اور اپنا اعتقاد درست نہ کری

شأنه

شانه یختم له بالسوء وان کان مع کمال الزهد والصلاح لان زهده وصلاحه انما ینفعه
تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اگرچہ کمال زہد اور صلاح رکہتا ہو اسواسطی کہ زہد اور صلاح اوسکو جب فائدہ دیگا
اذا کان مع الاعتقاد الصحیح الموافق لکتاب الله وسنة رسوله واما اذا لم یکن مع الاعتقاد
کہ تب ساتہہ اعتقاد صحیح کی موافق کتاب اللہ اور سنت رسول کی ہو اور اگر ساتہہ اعتقاد
الصحیح الموافق لهما بل کان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لهما فلا ینفعه واما الاصرار علی المعاصی
صحیح کی نہو کہ جو موافق کتاب اور سنت کی ہی بلکہ ساتہہ اعتقاد فاسد کی کتاب اور سنت سی مخالف سو کچہ فائدہ نہ دیگا اور معاصی پر ایسی اڑ کرنی
فبان یحصل فی قلبه الفها فان جمیع ما الفه الانسان فی عمره یعود ذکره عند موته فان کان
کہ اوسکی دل میں معاصی کی محبت پیدا ہو جاوی تو انسان اپنی زندگی بہر میں جو جو محبوب رکہتا ہی مرتی وقت وہ یاد آتی ہیں پہر اگر
میله الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضره عند موته ذکر الطاعات وان کان میله الی
اسکی رغبت طاعات کی طرف زیادہ ہو گی تو مرتی وقت اکثر طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکی رغبت
المعاصی اکثر یکون اکثر ما یحضره عند موته ذکر المعاصی فربما یغلب علیه حین نزول الموت به
معاصی کی طرف زیادہ ہو گی تو مرتی وقت معاصی یاد آوینگی پس بعضی وقت نزع کی حال میں
قبل التوبة شهوة من الشهوات او معصیة من المعاصی فیتقید قلبه بها وتصیر حجابا بینه وبین
توبہ سی پہلی کوئی شہوت تمام شہوات میں سی یا کوئی گناہ گناہوں میں سی دل پر غالب آجاتا ہی پہر اوسکا دل اوسی میں اُلجہا رہتا ہی اور وہ اوسمیں اور اوسکی
ربه وسببا لشقاوته فی اخر حیاته لقوله علیه السلام المعاصی برید الکفر واما الذی لم یرتکب
رب میں پردہ ہوکر آخر وقت میں شقی بنا دیتا ہی واسطی قول علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کا ایلچی ہوتی ہیں اور جسنی اصلا کوئی گناہ
ذنبا اصلا او ارتکب لکن تاب فهو بعید عن هذا الخطر واما العدول عن الاستقامة
نہیں کیا یا گناہ تو کیا پر توبہ کر لی سو وہ شخص ایسی اندیشہ سی پاک ہی اور استقامت سی ٹل جانا
فبان یظهر فیه الاعوجاج فان من کان مستقیما فی ابتدائه ثم تغیر عن حاله وخرج عما کان
اسطور پر کہ اوسمیں کجی پیدا ہو جاوی اگر یہہ شخص ابتدا میں مستقیم تہا پہر اپنی حال سی بدل گیا اور جن اوصاف پر
علیه فی ابتدائه یکون سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته کابلیس الذی کان فی ابتدائه رئیس
ابتدا میں تہا اوس سی الگ ہوگیا تو یہہ سبب خاتمہ بد اور عاقبت منحوس کا ہی جیسی ابلیس کہ ابتدا میں فرشتوں کا سردار
الملئکة ومعلمهم واشدهم اجتهادا فی العبادة حتی قیل لم یبق فی سبع سموت وسبع ارضین
اور اونکا اوستاد اور عبادت میں بڑا ساعی تہا یہاں تک کہ کہتی ہیں کہ ساتوں آسمان اور زمین میں
موضع شبر الا وهو قد سجد فیه ثم لما امر بالسجود لادم النبی علیه السلام ابی واستکبر وکان من
کہیں بالشت بہر جگہ اسکی سجدہ سی خالی نہیں رہی تہی پہر جب اوسکو آدم کی لئی سجدہ کا حکم ہوا تو نمانا اور تکبر کیا اور وہ تہا
الکفرین وبلعام بن باعوراء الذی اتاه الله تعالی ایاته فانسلخ منها بخلوده الی الدنیا واتباع هواه و
منکروں میں کا اور جیسی بلعام باعور کا بیٹا جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیاں عنایت کیں پر وہ اونسی الگ ہوگیا دائمی دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی ہوس کی پیروی
کان من الغوین وکبرصیصا العابد الذی قال له الشیطن اکفر فلما کفر قال انی بری منک انی اخاف
کرنی سی گمراہ ہو گیا اور جیسی برصیصا عابد جب شیطان نی کہا منکر ہوجا جب وہ منکر ہوا تو کہا میں تجہسی الگ ہوں مجکو اندیشہ ہی
الله رب العلمین فان الشیطان اغراه علی الکفر فلما کفر تبرا منه مخافة ان یشارکه فی العذاب
اللہ کا جو پروردگار ہی عالم کا بیشک شیطان نی اوسکو کفر پر انگیختہ کیا جب وہ کافر ہوا تو اوس سی الگ ہوگیا اس خوف کا مارا کہ اوسکی عذاب میں شریک ہو جاوں

ولم ینفعه ذلك كما قال الله تعالى فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ

اور اس سی شیطان کو کچھ فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر آخر اون دونوںکا یہہ ہی کہ وہ دونوں ہیں آگ میں سدا رہیں اوسمیں اور یہہ ہی سزا

الظَّالِمِينَ واما الضعف فی الایمان فبان یكون حب الله تعالى فی قلبه ضعیفا فان من كان فی

گنہگاروںکی اور ایمان کی سستی اسطور ہو کہ اللہ تعالی کی محبت اسکی دلمین ضعیف ہو جب اسکی

ایمانه ضعف یستولی علی قلبه حب الدنیا بحیث لا یبقی فیه لحب الله تعالى شیٔ الا من حیث

ایمان مین سستی ہوتی ہی تو اوسکی دل پر دنیا کی محبت ایسقدر چہا جاتی ہی کہ اوسمین محبت الہی کی کچھ گنجایش نہین رہتی مگر یہہ ہی کچھہ

حدیث النفس علی وجه لا یظهر له اثر فی مخالفة الهوی ولا یؤثر فی الكف عن المعاصی ولا فی الحث

جیسی وہمی بات ہو ایسی کہ ہوا کی مخالفت مین اوسکا کچھ اثر ظاہر نہین ہوتا اور نہ کچھ اثر معاصی سی رکنی مین ہو اور نہ کچھ اثر

علی الطاعات فینهمك فی الشهوات وارتكاب السیأت فیتراكم ظلمات الذنوب علی قلبه ولا تزال

عبادت کی رغبت مین ہو سو شہوات اور بدیوں کی کرنیمین ڈوبا رہتا ہی اور تاریکی گناہوںکی تہ برتہ اوسکی دل پر چڑہ جاتی ہی اور ہمیشہ

تطفی ما فیه من نور الایمان مع ضعفه فاذا جاء الیه سكرات الموت وعلم انه یفارق الدنیا وهی

نور ایمان کا جو اوسمین ہوتا ہی بجہتا چلا جاتا ہی باوجودیکہ ضعیف ہی جب اوسکو نزع کی حالت آتی ہی اور جانتا ہی کہ اب دنیا سی چلا اور دنیا

محبوبة له وحبها غالب علیه حتی لا یرید تركها ویتألم من فراقها یری ذلك من الله تعالى فیختشی

اوسکی محبوبہ تہی اور اوسکی محبت اوسپر ایسی غالب تہی کہ اوسکا چہوڑنا نہین چاہتا اور اوسکی فراق سی رنج اوٹہاتا ہی سمجہتا ہی کہ یہہ فراق اللہ تعالی کی طرف سی ہی اندیشہ ہی

علیه ان یحصل فی قلبه بغضه تعالى بدل حبه فان اتفق خروج روحه فی تلك اللحظة

یہہ ہی کہ اسکی دلمین خدا کی طرف سی محبت کی جگہہ کینہ پیدا ہو جاوی اگر اتفاقاً اوسی حالت مین جان نکل گئی

یختم له بالسوء ویهلك هلاكا ابدیا والسبب المفضی الی هذه الورطه حب الدنیا والركون

تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو گیا گذرا ہوا اور سبب اس بلا کا یہہ ہی دنیا کی محبت اور دنیا کی طرف توجہ

الیها والفرح بها مع ضعف الایمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال الذی

اور دنیا کی خوشی باوجود سستی ایمان کی جس سی محبت الہی سست ہو جاوی اور یہہ بڑی سخت بیماری ہی جسمین

عم اكثر الخلق فمن اراد النجاة من هذه الورطة فعلیه بعد اخراج حب الدنیا من قلبه وتصحیح

اکثر خلقت مبتلا ہی سو جو شخص اس بلا سی بچا چاہی اوسکو لازم ہی کہ اول دنیا کی محبت دلسی دور کری پہر اپنا عقیدہ

اعتقاده ان یحترز عن المعاصی عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها وان یواظب علی الطاعات

درست کرکر گناہوںسی پرہیز کری کہ نہ گناہوں کی طرف خیال کری اور نہ گناہگاروں کی طرف اور طاعات دائمی اختیار کری

التی هی ثمرة محبة الله تعالى ولا یتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته اذ لا یحب الانسان الا یعرفه

کہ وہ محبت الہی کا پہل ہی اور محبت الہی نہین ہو سکتی بدون معرفت الہی کی اسواسطی کہ آدمی نادانستہ چیز کو محبوب نہین رکہتا

وانما یحب ما یعرفه فمن عرف الله بما یجب علیه معرفته وعرف ان جمیع النعم الواصلة الیه والی

محبوب اوسی کو رکہتا ہی جسکو جانتا ہی پس جو شخص خدا کو پہنچانیگا اون اوصاف سی جو اسکو واجب ہین اور یہہ سمجہی کہ جتنی نعمتین مجکو اور اوروںکو حاصل ہین

غیره لیس الا منه تعالى لا جرم یحبه فاذا احبه یسعی فی تحصیل رضائه ویحترز عن موجبات

سب اللہ ہی کی طرف سی ہین تو بیشک اللہ کو دوست رکہیگا پہر جب اوسکو اپنا محبوب کیا تو اوسکی رضامندی مین کوشش کریگا اور اوسکی غصہ سی بچتا رہیگا

سخطه فیكون لائقا لوصول احسانه ودخول جنانه بمقتضی وعده یسرنا الله تعالى

پہر تو یہہ اوسکی احسان کی قابل اور جنت مین جانی کی لائق اوسکی وعدہ کی موافق ہو ویگا خدا ہمکو آسان کیجو

المجلس السا

المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز الصلوة عند القبور والاستمداد

سترھوین مجلس اس بیان مین کہ قبرون مین نماز ادا کرنی جایز نہین اور اہل قبور سی مدد مانگنی

من اھلھا واتخاذ السروج والشموع علیھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور قبرون پر روشنی کرنی اور چراغ جلانی جایز نہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

لعنة اللہ علی الیھود والنصری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد ھذا الحدیث من صحاح المصابیح

لعنت خدا کی یہود اور نصاری پر کہ انہون نی اپنی نبیون کی قبرین مسجدین بنالین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی

روتہ ام المؤمنین عائشة وسبب دعائه علیه الصلوۃ والسلام علی الیھود والنصری باللعنة انھم کانوا

ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اور سبب پیغمبر خدا کی لعنت کرنیکا یہود اور نصاری پر یہہ ہی کہ وہ سب

یصلون فی المواضع التی دفن فیھا انبیاءھم اما نظرا منھم بان السجود لقبورھم تعظیم لھم وھذا شرک

نماز پڑہتی تہی ایسی مکانون مین جہان انکی انبیا مدفون تہی یا تو اس لحاظ سی کہ قبرون کو سجدہ کرنا انبیا کی تعظیم ہی اور یہہ تو ظاہر شرک ہی

جلی ولھذا قال النبی علیه السلام اللھم لاتجعل قبری وثنا یعبد او ظنا منھم بان التوجه الی قبورھم

اسیلئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ الہی میری قبر کو بت نہ بنائی کہ اوسکی پرستش ہوا کری یا اس خیال سی کہ وہ سمجہتی تہی کہ قبرون کی طرف

حالة الصلوۃ اعظم وقعا عند اللہ تعالی لاشتماله علی امرین عبادة له تعالی وتعظیم انبیائه و

متوجہ ہونا وقت ادا نماز کی پڑہنا بڑا ثواب ہی کیونکہ اسمین دو بات ہین خدا کی بندگی اور انبیاء کی تعظیم اور

ھذا شرک خفی ولھذا نھی النبی علیه السلام امته عن الصلوۃ فی المقابر احترازا عن مشابھتھم

یہہ شرک خفی یعنی پوشیدہ ہی اور اسی لئی پیغمبر خدا نی اپنی امت کو قبرون مین نماز پڑہنی سی منع کیا تاکہ یہود اور نصاری کی مشابہت سی بچی رہین

بھم وان کان القصدان مختلفین وقال من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور مساجد ولا تتخذوا

اگرچہ نیت دونونکی الگ الگ ہی اور فرمایا جو استین تمسی پہلی تہین وہ اپنی انبیا کی قبرون کو مسجدین بناتی تہین تم قبرون کو

القبور مساجد انی انھکم عن ذلک قال بعض المحققین والصلوۃ فی المواضع المتبرکة من مقابر

مسجد نہ بنا لینا تمکو اس حرکت سی منع کرتا ہون بعض محقق کہتی ہین کہ نماز پڑہنی متبرک مکان مین جہان صلحا کی

الصالحین داخلة فی ھذا النھی لاسیما اذا کان الباعث علیھا تعظیم ھؤلاء لما فی ذلک من الشرک

قبرین ہون اسی نہی کی تلی داخل ہی خاصکر ایسی وقت کہ اون صلحا کی تعظیم کی واسطی پڑہی اسلئی کہ اس نماز مین شرک

الخفی فان مبتدأ عبادة الاصنام کان فی قوم نوح النبی علیه السلام من جھة عکوفھم علی القبور

خفی ہوتا ہی کیونکہ ابتدا بت پرستی کا حضرت نوح کی امت مین یہی تہا کہ وہ لوگ قبرون پر مٹہی رہتی تہی

کما اخبر اللہ تعالی فی کتابه بقوله قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ

چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب مین خبر دیتا ہی کہا نوح نی ای رب میری انہون نی میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسی کا جسکو اوسکی مال اور اولاد نی

إِلَّا خَسَارًا وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ

اور بڑہایا ٹوٹا اور داؤ کیا ہی بڑا داؤ اور بولی نہ چہوڑیو اپنی ٹہاکرون کو اور نہ چہوڑیو ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو

وَنَسْرًا قال ابن عباس وغیرہ من السلف کان ھؤلاء قوما صالحین فی قوم نوح النبی علیه السلام

اور نہ نسر کو ابن عباس وغیرہ متقدمین کہتی ہین کہ یہہ یعنی ود وغیرہ نیک لوگ تہی حضرت نوح علیہ السلام کی امت مین

فلما ماتوا عکف الناس علی قبورھم ثم صوروا تماثیلھم ثم طال علیھم الامد فعبدوھم وھذا ھو مبتدأ

جب یہہ مرگئی تو لوگ اونکی قبرون پر بیٹہی پہر رفتہ رفتہ اونکی صورتون کی بت بنالئی پہر مدت گذرگئی تو اونہی کو پوجنی لگی اور یہہ ہی ابتدا

عبادة الاصنام وقال ابن القيم في اغاثته نقلا عن شيخه ان هذه العلة التي لاجلها نهى الشارع
بت پرستی کی جاری ہو نیکا اور ابن قیم اپنی کتاب اغاثہ میں اپنی استاد سی نقل کرتا ہی جس علت کی سبب سی شارع نی قبروں کو مسجد بنانی سی منع فرمایا ہی
اتخاذ القبور مساجد هي التي اوقعت كثيرا من الناس اما في الشرك الاكبر او فيما دونه من الشرك فان الشرك
اسی نی بہت لوگوں کو یا تو بڑی شرک میں یا کچھ کمتر شرک میں مبتلا کیا بیشک شرک
بقبر الرجل الذي يعتقد صلاحه اقرب الى النفوس من الشرك بشجر او حجر ولهذا تجد كثيرا
صالح مرد کی قبر کا دلوں میں بہت جلد آتا ہی بہ نسبت شرک کسی درخت یا پتھر کی اسی واسطی ہم بہت
من الناس عند القبور يتضرعون ويخشعون ويخضعون ويعبدون بقلوبهم عبادة لا يفعلون
لوگوں کو دیکھتی ہیں کہ قبروں پر جا کر روتی ہیں اور گڑگڑاتی ہیں اور سر جھکاتی ہیں اور دلونسی ایسی عبادت کرتی ہیں
مثلها في بيوت الله تعالى ولا في وقت السحر ويرجون من بركة الصلوة عندها والدعاء لديها ما
کہ ویسی مسجدوں میں کبھی نہیں کرتی اور نہ صبح کی وقت کرتی ہیں اور قبروں کی پاس نماز پڑھ کر اور دعا مانگکر اتنی
لا يرجون في المساجد فلحسم مادة هذه المفسدة نهى النبي عليه الصلوة والسلام عن الصلوة في
امید رکھتی ہیں کہ نہیں رکھتی مسجدوں میں پس اس مادہ فساد کا قطع کرنیکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مطلقا قبروں میں نماز پڑھنی سی منع فرمایا
المقبرة مطلقا وان لم يقصد المصلي بصلوته فيها بركة البقعة كما نهى عن الصلوة وقت طلوع
اگرچہ مصلی کو قبروں میں نماز پڑھنی سی برکت اوس جگہ کی مقصود نہو جیسی منع فرمایا نماز سی عین طلوع
الشمس ووقت غروبها ووقت استوائها لانها اوقات يقصد المشركون الصلوة للشمس فيها فنهى
آفتاب پر اور عین غروب اور برابر دوپہر کو کیونکہ یہہ وہ وقت ہیں کہ مشرک انہیں آفتاب کو پوجتی ہیں سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی
امته عن الصلوة فيها وان لم يقصد ما قصده المشركون واذا قصد الرجل الصلوة عند المقبرة
اپنی امت کو ان وقتوں میں نماز سی منع کیا اگرچہ انکی غرض وہ نہیں ہوتی جو مشرکوں کی نیت ہوتی ہی اور جب آدمی مقبرہ میں نماز پڑھنی سی
تبركا بالصلوة في تلك البقعة فهذا عين المحادة لله تعالى ولرسوله والمخالفة لدينه وابتداع
برکت اوس جگہ کی حاصل کیا چاہی تو اللہ اور اوسکی رسول کی عین مخالفت ہی اور اوسکی دین کی برخلاف نیا دین
دين لم يأذن به الله تعالى فان العبادات مبناها على الاستنان والاتباع لا على الهواء والابتداع
احداث کرنا ہی جسکا اللہ نی حکم نہیں فرمایا بیشک عبادات کی بنیاد طریق سنت اور اتباع پر ہی ہوا ہوس اور بدعت پر نہیں
فان المسلمين اجمعوا على ما علموه من دين نبيهم ان الصلوة عند المقبرة منهي عنها لان فتنة
بیشک مسلمانوں نی بالاتفاق اپنی دین نبوی کی علم کی موافق یہہ اجماع کیا ہی کہ نماز قبروں کی پاس ممنوع ہی اسواسطی کہ فساد
الشرك بالصلوة فيها ومشابهة عبادة الاصنام اعظم كثيرا من مفسدة الصلوة حين طلوع
شرک کا بسبب نماز کی قبروں میں اور مشابہت کا بت پرستوں سی بہت زیادہ ہی فساد نماز کی سی جو وقت طلوع
الشمس وحين غروبها وحين استوائها فانه عليه السلام لما نهى عن تلك المفسدة سدا للذريعة
آفتاب کی اور وقت غروب [illegible] برابر کی یعنی زوال پر ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی جب اس فساد کی بند کرنیکی واسطی مشابہت کی وسیلہ سی منع فرمایا ہی
التشبه التي لا يكاد يخطر ببال المصلي فكيف بهذه الذريعة التي كثيرا ما تدعو صاحبها الى الشرك
جسکا خطرہ [illegible] نہوگی جو اکثر اوقات اس عمل والیکو شرک کی طرف پہنچا دیتا ہی
بدعائهم [illegible] ان الصلوة عند قبورهم افضل من الصلوة في المساجد
کہ انکو [illegible] اعتقاد ہی کہ نماز انکی قبروں کی پاس مسجدوں کی نماز سی بہتر ہی

وغیر ذلك مما هو محادة ظاهرة لله تعالی ولرسوله قال ابن القیم فی اغاثته من جمع بین سنة
اور سوا اسکی اور عقاید کہ صاف مخالفت ہی اللہ کی اور اوسکی رسول کی ابن قیم اپنی اغاثہ میں کہتا ہی جو شخص جمع کرکر دیکھی درمیان طریق

رسول الله علیه السلام فی القبور وما امر به وما نهی عنه وما کان علیه الصحابة والتابعون
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرونکی باب مین اور جو امر فرمایا اور جو منع فرمایا اور جو طریق صحابہ اور تابعین کا تہا

وبین ما کان علیه اکثر الناس الیوم رای احدهما مضادا للاخر ومناقضا له بحیث لا یجتمعان ابدا فانه
اور درمیان اوس طریق کی جسپر اکثر لوگ آج کل چلتی ہین تو ایک کو دوسریکا برخلاف اور الٹا پاویگا ایسا کہ ہرگز کبہی جمع نہین ہو سکتی کیونکہ پیغمبر

علیه السلام نهی عن الصلوة عندها وهم یخالفون ویصلون عندها ونهی عن اتخاذ المساجد
علیہ السلام نی قبرون کی پاس نماز سی منع فرمایا اور یہہ لوگ خلاف کرکر قبرون کی پاس نماز پڑہتی ہین اور قبرون پر مسجدین بنانی سی منع فرمایا

علیها وهم یخالفونه ویبنون علیها مساجد ویسمونها مشاهد ونهی عن ایقاد السرج علیها وهم
اور یہہ خلاف کرکر اون پر مسجدین بناتی ہین اور اونکا نام مشاہد رکہتی ہین اور منع فرمایا قبر پر روشنی کرنی سی اور یہہ

یخالفون ویوقدون علیها القنادیل والشموع بل یقفون لذلك اوقافا ونهی عن تجصیصها والبناء
خلاف اوسکی روشنی کی واسطی قندیلین اور شمعین جلاتی ہین بلکہ اوسکی واسطی وقفی خرچ مقرر کردیتی ہین اور منع فرمایا گچ گیری سی اور عمارت بنانی

علیها وهم یخالفونه ویجصصونها ویعقدون علیها القباب ونهی عن الکتابة علیها وهم
اور یہہ خلاف کرکر قبرون پر چونہ کی عمارت بناکر برج بناتی ہین اور منع فرمایا قبرون کی اوپر لکہنی سی اور یہہ

یخالفونه ویتخذون علیها الالواح ویکتبون علیها القران وغیره ونهی عن الزیادة علیها غیر ترابها
اوسکی برخلاف اونپر تختی لگاکر اوسپر قرآن وغیرہ دعائین شعر لکہتی ہین اور منع فرمایا کہ قبرون مین زیادہ اوپر کی مٹی مت ڈالو

وهم یخالفونه ویزیدونه علیها سوی التراب الاجر والاحجار والجص ونهی عن اتخاذها عیدا و
اور یہہ مخالفت کرکر سوای اصلی مٹی کی پکی اینٹین اور پہتر اور چونہ زیادہ کرتی ہین اور منع فرمایا کہ قبرون کو عید مت بناؤ

هم یخالفونه ویتخذونها عیدا ویجتمعون لها کما یجتمعون للعید او اکثر والحاصل انهم مناقضون
اور یہہ مخالفت کرکر اونکو عید بناکر اسپر انبوہ عرس کرتی ہین جیسی عید مین جمع ہوتی ہین یا اوس سی بہی زیادہ اور حاصل یہہ ہی کہ یہہ لوگ بالکل

لما امر به النبی علیه السلام ونهی عنه ومحادون لما جاء به وقد آل الامر بهؤلاء الضالین المضلین
نبی علیہ السلام کی حکم سی اور مخالفت سی نہی اور خلاف کرتی ہین اونکی احکام سی اب یہہ حال ہوگیا ہی اس طائفہ گمراہ اور گمراہ کرنیوالی کا

الی ان شرعوا للقبور حجا ووضعوا له مناسك حتی صنف بعض غلاتهم فی ذلك کتابا وسماه مناسك
کہ قبرون کا حج کرنا شروع کیا ہی اور اوسکی آداب اور طریقی مقرر کئی ہین یہان تک کہ بعضی کٹڑون نی اس باب مین کتاب تصنیف کرکر اوسکا نام مناسک

حج المشاهد تشبیها منه للقبور بالبیت الحرام ولا یخفی ان هذا مفارقة لدین الاسلام ودخول
حج المشاہد رکہا ہی اونی قبور کو بیت الحرام کی مشابہہ ٹہرایا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ اعتقاد گویا دین اسلام سی الگ ہوکر بت پرستون کی

فی دین عباد الاصنام فانظر الی ما بین ما شرعه النبی علیه السلام فی القبور من النهی عما تقدم ذکره
دین مین داخل ہونا ہی اب دیکہہ تو سہی کہ درمیان طریقہ نبی علیہ السلام کی قبوں کی باب مین کہ منع فرمایا ہی مذکورات بالا سی

وبین ما شرعه هؤلاء وما قصدوه من التباین العظیم ولا ریب ان فی ذلك من الفساد ما یعجز
اور درمیان طریقہ اس گروہ کی اور جو یہہ ارادہ کرتی ہین کتنا بڑا فرق ہی اور بلا شبہ اسمین اتنی فساد ہین

الانسان عن حصره منها تعظیمها الموقع فی الافتتان بها ومنها تفضیلها علی المساجد التی هی
کہ انسان گنتا ہوا تہکتا ہی ایک یہہ کہ قبرون کی اتنی تعظیم کرنی جس سی اور لوگ فتنہ مین پڑین ایک یہہ کہ قبرون کی فضیلت مسجدون پر دی جو

خير البقاع واحبها الى الله فانهم اذا قصدوا القبور يقصدونها مع التعظيم والاحترام والخضوع والخشوع
تمام مکانوں سی بہتر اور اللہ تعالی کی محبوب ہین کیونکہ یہہ لوگ جب قبرون پر جاتی ہین تو نہایت تعظیم اور حرمت اور انکسار اور خوف

ورقة القلب وغير ذلك مما لا يفعلونه في المساجد ولا يحصل لهم فيها نظيره ولا مثله ومنها اتخاذ
اور نرمی دل کی کرتی ہین انتہی کہ مسجدون مین نہین کرتی اور نہین پیدا ہوتا اونکو مساجد مین نظیر اور نہ مثل اور ایک یہہ کہ قبرون پر

المساجد والسرج عليها ومنها العكوف عندها وتعليق الستور عليها واتخاذ السدنة لها حتى
مسجدین بناتی ہین اور روشنی کرتی ہین اور ایک یہہ کہ قبرون پر چلہ کشی کرتی ہین اور قبرون پر غلاف چڑہاتی ہین اور مجاور بٹہاتی ہین یہان تک

ان عبادها يرجحون المجاورة عندها على المجاورة عند المسجد الحرام ويرون سدانتها افضل من
کہ گور پرست قبرون کی مجاورت کو مسجد الحرام کی مجاورت سی بہتر سمجہتی ہین وہ جانتی ہین کہ قبرون پر بیٹہی رہنا مسجد کی

خدمة المساجد ومنها النذر لها ولسدنتها ومنها زيارتها لاجل الصلوة عندها والطواف بها
خدمت کرنی سی بہتر ہی اور ایک یہہ کہ قبرون کی اور اونکی مجاورون کی منتین مانتی ہین اور ایک یہہ کہ قبرون پر جانا واسطی نماز کی اور اونکی گرد پہر کر قربان ہونا

وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم
اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبرون کی مٹی اوٹہا کر منہہ پر ملنی اور اون مردون کو پکارنا اور اونسی مدد مانگنی

وسؤالهم النصر والرزق والعافية والولد وقضاء الديون وتفريج الكربات وغير ذلك من
اور اونسی نصرت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرضہ کا ادا کرنا اور مصیبتون کی کشادگی اور سوا اسکی

الحاجات التي كان عباد الاوثان يسئلونها من اوثانهم وليس شئ منها مشروعا باتفاق ائمة
اور حاجتین طلب کرنی جو جو کہ بت پرست اپنی بتون سی مانگتی تہی اور اسمین سی کوئی بات جایز نہین نزدیک کسی امام

المسلمين اذ لم يفعل شيئا رسول رب العالمين ولا احد من الصحابة والتابعين وسائر ائمة الدين
اہل اسلام کی اسلئی کہ اسمین سی رسول رب العالمین نی کچہہ نہین کیا اور نہ کسی نی صحابہ اور تابعین مین سی اور نہ کسی امام دین نی

ومن المحال ان يكون شئ منها مشروعا وعملا صالحا ويصرف عنه القرون الثلثة التي شهد
اور محال ہی کہ ان تمام مذکورات مین سی کوئی امر جایز اور عمل صالح ہو اور تینون عہد اوس سی خالی گذر جاوین جن عہدون کی صدق

فيهم النبي عليه السلام بالصدق والعدل ويظفر به الخلوف الذين شهد فيهم النبي عليه السلام
اور عدالت پر نبی علیہ السلام نی گواہی دی ہی اور اوس امر کو متاخر لوگ عمل مین لاوین جنکی لئی نبی علیہ السلام نی

بالكذب والفسق فمن كان في شك من هذا فلينظر هل يمكن بشر على وجه الارض ان ياتي
کذب اور فسق کی گواہی دی ہی جسکو اسمین کچہہ شک ہو تو وہ دیکہہ لی آیا ہو سکتا ہی کہ کوئی آدمی روی زمین پر سی

عن احد منهم بنقل صحيح او ضعيف انهم كانوا اذا بدا لهم حاجة قصدوا القبور فدعوا عندها وتمسحوا
کسی ایک کی اونمین سی نقل صحیح یا ضعیف لا سکتا ہی کہ وہ لوگ ایسی تہی کہ جب اونکو کوئی کام پیش آتا تو وہ قبرون پر جا کر دعائین مانگتی اور قبرون کو چہوتی تہی

بها فضلا ان يصلوا عندها او يسئلوا حوائجهم منها كلا لا يمكنهم ذلك بل انما يمكنهم ان ياتوا بكثير
چہ جای کہ قبرون پر وہ نماز پڑہین یا اونسی اپنی حاجتین مانگین ہرگز یہہ نہین ہو سکتا بلکہ یہہ ہو سکتا ہی کہ اکثر

من ذلك عن الخلوف التي خلفت من بعدهم ثم كلما تاخر الزمان وطال العهد كان ذلك اكثر حتى
ان امورات کی سند متاخرین سی لا سکین جو اونکی پیچہی پیدا ہوی ہین پہر جتنا زمانہ بڑہتا گیا اور مدت دراز ہوتی گئی وہ امور بہی بڑہتی گئی یہان تک

وجدت من ذلك عدة مصنفات ليس فيها عن النبي عليه السلام ولا عن خلفائه الراشدين ولا عن
کہ چند کتابین ایسی ملین کہ جنمین نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی اور نہ اونکی خلفاء راشدین سی اور نہ

الصحابة

الصحابة والتابعين حرف واحد بل فيها من خلاف ذلك كثير من الاحاديث المرفوعة التي من جملتها

اور نہ اور صحابہ سے اور تابعین سے ایک بھی حرف نہیں بلکہ اونمین اسکی برخلاف بہت حدیثین مرفوع ہین جنمین کی

قوله عليه السلام كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمن اراد ان يزور فليزر فلا تقولوا هجرا اي فحشا

ایک یہہ حدیث ہی کہ مینی تمکو منع کیا تہا قبرون کی زیارت سی اب جسکا دل زیارت کو چاہی تو زیارت کری پر فحش زبان پر مت لاؤ

واي فحش اعظم من الشرك عندها قولا وفعلا واما الاثار عن الصحابة فاكثر من ان يحاط بها فمن جملتها

اور کونسا فحش بڑا ہوگا شرک کرنیسی قبرون کی پاس باعتبا قول اور فعل کی اور اثار صحابہ کی تو شمار سی زیادہ ہین منجملہ اونکی

ما في صحيح البخاري ان عمر بن الخطاب راى انس بن مالك يصلي عند قبر فقال القبر القبر قال ابن

ایک وہ جو صحیح البخاری مین ہی کہ عمر بن الخطاب نی انس بن مالک کو دیکہا کہ قبر کی پاس نماز پڑہتی ہین عمر نی کہا دیکہہ قبر ہی قبر ہی ابن

القيم في اغاثته هذا يدل على انه كان من المستقر عندهم ما نهاهم عنه نبيهم من الصلوة عند

قیم کہتا ہی اپنی کتاب اغاثہ مین اس سی معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نزدیک وہ ہی مقرر تہا جو کہ اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی قبر کی نزدیک نماز پڑہنی سی منع فرمایا تہا

القبور وفعل انس لا يدل على اعتقاده جوازه اذ يحتمل ان لم يره او لم يعلمه انه قبر او ذهل عنه

اور انس کی نماز پڑہنی سی یہہ نہین ثابت ہوتا کہ اونکی نزدیک جایز تہا اسواسطی شاید کہ انس نی قبر نہ دیکہی ہو یا اونکو نہ معلوم ہو کہ یہان قبر ہی یا خیال نہ رہا ہو

فلما نبهه عمر تنبه ومنها اتخاذها عيدا كما اتخذ المشركون من اهل الكتاب قبور انبيائهم

جب عمر نی اونکو جتلایا تو خبردار ہوئی اور ایک یہہ کہ قبرون کو عید بناتی ہین جیسی اہل کتاب کی مشرکون نی اپنی انبیاء

وصلحائهم عيدا فانهم كانوا يجتمعون لزيارتها ويشتغلون باللغو والطرب فيها فنهى النبي عليه

اور صلحاء کی قبرون کو عید بنایا تہا بیشک وہ مشرک زیارت کی واسطی جمع ہوکر لغو اور خوشی مین مشغول رہتی تہی سو نبی علیہ

السلام امته عن ذلك كما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا تجعلوا قبري عيدا فصلوا

السلام نی اپنی امت کو اس سی منع کیا چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی میری قبر کو عید مت بنا لینا میری واسطی درود

علي فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم فان قبره عليه السلام مع كونه سيد القبور وافضل قبر

پڑہو بیشک تمہاری درود میری پاس پہنچیگی جہانسی پڑہو گی بیشک قبر علیہ السلام کو باوجودیکہ تمام روی زمین کی قبرونسی بہتر اور افضل ہی

على وجه الارض اذا وقع النهي عن اتخاذه عيدا فقبر غيره كائنا من كان اولى بالنهي ثم انه عليه

جب ممانعت واقع ہوئی عید بنانی سی تو اور قبرین چاہی کسی کی ہوا کری واسطی ممانعت کی لایق تر ہی پہر پیغمبر علیہ

السلام اشار بقوله فصلوا علي فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم الى ان ما يناله من امته من

السلام نی بطور اشارہ کی اس قول سی درود پڑہو میری اوپر پس درود تمہاری مجھکو پہنچتی ہی جہانسی پڑہو گی یہہ فرمایا کہ امت کی طرف سی

الصلوة والسلام عليه يحصل له مع قربهم من قبره وبعدهم عنه فلا حاجة لهم الى اتخاذه

درود اور سلام آپ کو حاصل ہوتا ہی قبر سی نزدیک ہون یا دور ہون پہر کیا حاجت ہی کہ آپکی قبر کو

عيدا لان في اتخاذ القبور عيدا من المفاسد ما لم يعلمه الا الله تعالى فان غلاة متخذيها

عید بناوین اسواسطی کہ قبرون کو عید بنانی مین وہ فساد ہین جسکو خدا کی سواء کوئی نہین جانتا بیشک کئی گور پرست جو قبرون کو

عيدا اذا راوها من مكان بعيد ينزلون عن دوابهم ويكشفون رءوسهم ويضعون جباههم على الارض

عید بناتی ہین جب اوس قبر کو دور سی دیکہتی ہین تو سواری پرسی پیادہ ہوجاتی ہین اور ننگی سر ہوکر سجدہ مین گر پڑتی ہین

ويقبلون الارض ثم انهم اذا وصلوا اليها يصلون عندها ركعتين ثم ينتشرون حول القبر

اور زمین چومتی ہین پہر جب پاس جاتی ہین تو دو رکعت نفل ادا کرتی ہین پہر قبر کی گرد قربان ہوتی ہین

طائفين به تشبيها له بالبيت الحرام الذي جعله تعالى مباركا وهدى للانام ثم يأخذون
قبر کو بیت اللہ کی مانند سمجھ کر جسکو اللہ تعالی نی برکت والا اورخلقت کی لیی ہدایت بنایا ہی پہر

في التقبيل والاستلام كما يفعل الحاج في المسجد الحرام ثم يعفرون جباههم وخدودهم
بوسہ دینا اور چومنا شروع کرتی ہین جیسی حاجی مسجد الحرام مین کرتی ہین پہر لگاتی مٹی اپنی چہرون اور گالون کو لگاتی ہین

ثم يكملون مناسك حج القبر بالحلق والتقصير ثم يقربون لذلك الوثن القرابين فلا يكون
پہر تمام اداب حج قبر کی سر منڈا کر اور لٹ کتوا کر پوری کرتی ہین پہر اوس بت پر قربانیان ذبح کرتی ہین پس

صلاتهم ونسكهم وقربانهم وما يراق هناك من العبرات ويرفع من الاصوات ويطلبه من
اونکی نمازین اور اداب حج اور قربانیان اور اونکا آنسو بہانا اور چیخ کر رونا اور پکارنا اور حاجتین

الحاجات ويسئل من تفريج الكربات واغناء ذوي الفاقات ومعافات اولي العاهات والبليات
مانگنی اور سوالات کشایش سختیون کی اور غنی کرنا فاقہ کشون کا اور درگذر کرنی صاحب مصیبت اور بلیات سی

لله تعالى بل للشيطان فان الشيطان لبني ادم عدو مبين يصدهم بانواع مكائده عن
واسطی اللہ تعالی کی نہین ہین بلکہ واسطی شیطان کی ہین بیشک شیطان بنی آدم کا کہلا دشمن ہی طرح طرح کی مکروفن سی بنی آدم کو

الطريق المستقيم ومن اعظم مكائده ما نصبه للناس من الانصاب التي هي رجس من عمل
سیدہی راہ سی روکتا ہی اور اوسکا بڑا مکر یہہ ہی کہ واسطی بنی آدم کی بت مقرر کیا ہی جو نجس ہی کام

الشيطان وقد امر الله المؤمنين باجتنابها وعلق فلاحهم بذلك الاجتناب فقال يا ايها
شیطان کا اور اللہ تعالی نی حکم کیا ہی مؤمنین کو اوس سی بچنی کا اور مراد ملنی اوس بچنی پر متعلق کی ہی فرمایا ای

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ
ایمان والو یہہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسی گندی کام ہین شیطان کی سو اونسی بچتی رہو

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ فالانصاب جمع نصب بضمتين او جمع نصب بالفتح والسكون وهو كل ما نصب
شاید تمہارا بہلا ہو انصاب نصب کی جمع ہی ساتہہ پیش نون اور صاد کی یا جمع نصب کی ساتہہ زبر نون اور سکون صاد کی اوسکی معنی جو چیز کہ

وعبد من دون الله تعالى من شجر او حجر او قبر او غير ذلك والواجب هدم ذلك كله ومحو اثره
واسطی عبادت کی سوا اللہ تعالی کی مقرر کیجاوی درخت ہو یا پہتر یا قبر یا سوا اونکی اور ان سبکا مسمار کر دینا واجب ہی اور اوسکا نشان مٹا دینا

كما ان عمر لما بلغه ان الناس يأتون الشجرة التي بويع تحتها بالنبي عليه السلام ارسل اليها
جیسی حضرت عمر نی جب سنا کہ لوگ ہر وقت آتی جاتی ہین اوس درخت پر جسکی نیچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تہی تو آدمی بہیجکر

فقطعها فاذا كان عمر فعل هذا بالشجرة التي بايع الصحابة رسول الله عليه السلام تحتها و
کٹوا ڈالا پس جب حضرت عمر نی یہہ حال کیا اوس درخت کا جسکی نیچی صحابہ نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کی تہی اور

ذكر الله تعالى في القران حيث قال لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ
اللہ تعالی اوسکو قرآن مین یاد کرتا ہی بیشک اللہ خوش ہوا ایمان والون سی جب ہاتہہ ملانی لگی تجہسی اوس درخت کی نیچی

فماذا يكون حكمه فيما عداها من هذه الانصاب التي قد عظمت الفتنة بها واشتدت البلية
پس کیا حکم ہونا چاہیی سوا اوس درخت کی ان انصاب کا جنکی سبب سی کتنا بڑا فتنہ اور کیسی سخت بلا ہی

بسببها وابلغ من ذلك انه عليه السلام هدم مسجد الضرار ففي هذا دليل على هدم ما هو اعظم
اور اس سی بہی بڑھکر یہہ بات ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی مسجد ضرار کو گروا دیا اسمین دلیل ہی واسطی گرادینی اوسکا جسکا بڑا فساد ہو

فساداً منه كالمساجد المبنية على القبور فان حكم الاسلام فيها ان يهدم كلها حتى يساوى بالارض
اوسکی جیسکا بڑا فساد ہو جیسی مسجدین جو قبرون پر بنائی گئی ہین بیشک حکم اسلام کا اس باب مین یہہ ہی کہ ان سبکو ڈہاکر زمین سی برابر کر دین

وكذا القباب التى بنيت على القبور يجب هدمها لانها اسست على معصية الرسول ومخالفته وكل
اور ایسی ہی گنبد اور برج کہ قبرون پہ بنائی گئی ہین سبکا ڈہا دینا واجب ہی اسواسطی کہ سبکی بنیاد رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر ہی اور جو

بناء اسس على معصية الرسول ومخالفته وهو بالهدم اولى من مسجد الضرار لانه عليه السلام نهى البناء
عمارت کہ بنیاد اسکی جاوی رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر اوسکا گرا دینا بہتر ہی بہ نسبت مسجد ضرار کی اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی قبرون پر

على القبور ولعن المتخذين عليها مساجد فيجب المبادرة والمسارعة الى هدم ما نهى عنه رسول الله صلى الله
منع فرمایا ہی اور لعنت کی ہی جو قبرون پر مسجدین بنادین پس واجب ہوا جلدی شتاب گرا دینا عمارت کا جس سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی منع فرمایا ہی

ولعن فاعله وكذلك يجب ازالة كل قنديل وسراج وشمع اوقدت على القبور لان فاعل ذلك ملعون بلعنة رسول
اور اوسکی بنانیوالی کو لعنت کی ہی اور ایسی ہی واجب ہی دور کرنا قندیل اور چراغ اور شمع کا جو قبرون پر روشن کئی جاوین اسواسطی کہ روشنی کرنیوالا ملعون ہی رسول اللہ

الله عليه السلام فكل ما لعن فيه رسول الله عليه السلام فهو من الكبائر ولهذا قال العلماء لا يجوز ان ينذر
علیہ السلام کی لعنت سی اور جس امر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی لعنت کی ہی وہ گناہ کبیرہ ہی اسی واسطی علما کہتی ہین کہ منت ماننی

للقبور شمع ولا زيت ولا غير ذلك فانه نذر معصية لا يجوز الوفاء به بل يلزم الكفارة مثل كفارة اليمين
قبرون پر روشنی کی اور تیل بتی کی اور ماسوا اسکی جایز نہین ہی کیونکہ یہہ منت گناہ کی ہی اسکا پورا کرنا جایز نہین بلکہ کفارہ مثل کفارہ قسم کی لازم ہی

ولا ان يوقف عليها شئ من ذلك فان هذا الوقف لا يصح ولا يحل اثباته وتنفيذه وقال الامام ابو بكر الطرطوسى
اور نہ وقف کیجاوی قبرون کی واسطی کچہ انہین سی بیشک یہہ وقف صحیح نہین اور نہ ثابت رکہنا حلال اور نہ جاری کرنا اور امام ابو بکر طرطوسی کہتی ہین

انظروا رحمكم الله تعالى اينما وجدتم شجرة يقصدها الناس ويعظمونها ويرجون البرء والشفاء من
خیال کرو تمپر خدا کی رحمت ہو جسجگہ تمکو ایسا درخت معلوم ہو کہ لوگ اوسپر تعظیم کرکی آتی ہین اور صحت اور شفا اوسکی وسیلہ سی امید رکہتی ہین

قبلها ويضربون بها المسامير والخرق فهى ذات انواط فاقطعوها وذات انواط شجرة للمشركين كانوا
اور اوسمین میخین گاڑتی ہین اور چیلا باندہتی ہین پس وہ ذات انواط ہی اوسکو کاٹ ڈالو اور ذات انواط مشرکون کا درخت تہا

يعلقون عليها اسلحتهم وامتعتهم ويعكفون حولها كما روى البخارى فى صحيحه عن ابى واقد الليثى
اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکا کر اوسکی گرد چلہ کشی کرتی تہی چنانچہ بخاری اپنی صحیح مین ابو واقد لیثی سی روایت کرتا ہی

انه قال خرجنا مع رسول الله صلى الله وسلم قبل حنين ونحن حديث عهد بالاسلام وللمشركين سدرة
کہ وہ کہتا ہی کہ ہم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حنین کی طرف چلی اور ہم نئی نئی مسلمان تہی اور مشرکون کا ایک درخت بیری کا تہا

يعكفون حولها وينوطون بها اسلحتهم وامتعتهم يقال لها ذات انواط فمررنا بسدرة فقلنا يا رسول الله
اوسکی گرد چلہ کیا کرتی تہی اور اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکا دیتی تہی اوسکا نام ذات انواط تہا جب ہم اوس درخت پر گذری تو عرض کیا یا رسول اللہ

اجعل لنا ذات انواط كما لهم ذات انواط فقال النبى صلعم الله اكبر هذا كما قال بنو اسرائيل اجعل لنا الها كما لهم
ہماری واسطی بہی ذات انواط مقرر کرو جیسی انکا ذات انواط ہی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اللہ اکبر یہہ ایسا قول ہی جیسی بنی اسرائیل نی کہا تہا ہماری واسطی معبود مقرر کر جیسا انکا

الهة ثم قال انكم قوم تجهلون لتركبن سنن من كان قبلكم فاذا كان اتخاذ هذه الشجرة لتعليق الا
جیسی انکی معبود ہین پہر یہہ کہا تم جاہل قوم ہو البتہ اختیار کرو گی تم دستور اگلی لوگون کا پس جب مقرر کرنا درخت کا واسطی لٹکانی ہتیار وغیرہ کی برابر معبود مقرر کرنی

والعكوف حولها اتخاذ الهة مع الله تعالى مع انهم لا يعبدونها ولا يسئلونها شيئاً فما الظن بغيرها مما يقصده الناس
کی سا تہہ اللہ تعالیٰ کی باوجودیکہ یہہ اوس درخت کو پوجتی نہ تہی اور نہ کچہ حاجت مانگتی تہی پس اور کا کیا خیال کرنا چاہیی جسکا قصد زیارت کرتی ہین

من شجر او حجر او قبر ويعظمونه ويرجون منه الشفاء ويقولون ان هذا الشجر او هذا الحجر او هذا القبر
درخت ہو یا پتھر یا قبر اور اوسکی تعظیم کرتی ہیں اور امید شفا کی رکھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہہ درخت یا یہہ پتھر یا یہہ قبر

يقبل النذر الذي هو عبادة وقربة ويتمسحون بذلك النصب ويستلمونه ولقد انكر السلف التمسح بحجر المقام الذي
منتین قبول کرتی ہیں کہ جو عبادت اور قربت ہیں اور اوس بت پر ہاتہہ ملتی ہیں اور اوسکو ہاتہہ یا لب سی چومتی ہیں اور منع کیا ہی سلف نی ہاتہہ ملنی سی مقام ابراہیم کی

امر الله تعالى ان يتخذ منه مصلى كما ذكره الازرقي عن قتادة في قوله تعالى وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ اِبْرٰهِيمَ
کہ پتھر پر جسکا اللہ تعالی نی یہہ حکم کرتا ہی کہ اوسکو نماز کی جگہ بنائی جاوی چنانچہ ازرقی قتادہ سی روایت کرتا ہی تفسیر میں اس آیت کی اور پکڑو مقام ابراہیم سی

مُصَلًّى قال انما امروا ان يصلوا عنده ولم يؤمروا ان يمسحوه بل اتفق العلماء على انه لا يستلم ولا يقبل الا
نماز کی جگہ کہتا ہی کہ لوگوں کو یہہ حکم ہی کہ اوسکی پاس نماز پڑہیں یہہ حکم نہیں ہی کہ اوسپر ہاتہہ ملیں بلکہ علماء کا اسپر اتفاق ہی کہ نہ تو ہاتہہ سی چوما جاوی اور نہ بوسہ دیا جاوی سوا

الحجر الاسود واما الركن اليماني فالصحيح انه يستلم ولا يقبل وهذا الشيطان في كل حين وزمان بنصب لهم قبر
حجر اسود کی اور رکن یمانی میں صحیح یہہ ہی کہ ہاتہہ سی چوما جاوی اور بوسہ نہ دیا جاوی اور یہہ شیطان دمبدم اونکی لئی کہ کسی بزرگ شخص کی قبر جسکی لوگ

معظم يعظمه الناس ثم يجعله وثنا يعبد من دون الله تعالى ثم يُوحي الى اوليائه ان من نهى عن عبادته
تعظیم کرتی ہوں نصب بنا دیتا ہی پہر رفتہ رفتہ اوسکو بت بنا کر پرستش کراتا ہی سوای اللہ تعالی کی پہر گور پرستوں کی دلمیں یہہ پیدا کرتا ہی کہ جو شخص گور پرستی سی

وعن اتخاذه عيدا وعن جعله وثنا فقد تنقصه وهضم حقه فيسعى الجاهلون في قتله وعقوبته ويكفرونه
اور گور کو عید بنانی سی اور بت بنانی سی منع کری وہ بیحرمتی کرتا ہی اور حق تلفی کرتا ہی پہر جاہل لوگ اوسکی قتل اور ایذا میں کوشش کرتی ہیں اور اوسکو کافر کہتی ہیں

وما ذنبه الا انه امر بما امر به الله تعالى ورسوله ونهى عما نهى الله تعالى ورسوله عنه والذي اوقع عبّاد القبور في
اور سوا اسکی اوسکی کیا خطا ہی کہ اوسنی وہ ہی حکم کیا جو اللہ اور اوسکی رسول نی فرمایا اور اوس ہی سی منع کیا جو اللہ اور اوسکی رسول نی منع فرمایا اور گور پرستوں کی فتنہ میں

الافتتان بها امور منها الجهل بحقيقة ما بعث الله تعالى به رسوله من تحقيق التوحيد وقطع اسباب
پڑنی کی کئی سبب ہیں ایک تو جہالت حقیقت بعثت کی کہ اللہ تعالی نی اپنی رسول کو واسطی تحقیق توحید کی اور واسطی قطع کرنی اسباب

الشرك فالذين قل نصيبهم من ذلك اذا دعاهم الشيطان الى الفتنة بها ولم يكن لهم ما يبطل دعوته
شرک کی بہیجا ہی پہر جو لوگ کم نصیب ہیں جب اونکو شیطان پکارتا ہی گوروں کی فتنہ کی طرف اور اونکو اتنا علم نہیں جس سی شیطانی وسوسہ کو باطل کریں

استجابوا له بحسب ما عندهم من الجهل وعصموا منه بقدر ما معهم من العلم ومنها احاديث مكذوبة
تو اوسکو مان لیتی ہیں اپنی اپنی جہالت کی موافق اور بچ جاتی ہیں اپنی اپنی علم کی موافق اور ایک یہہ سبب ہی کہ جہوٹی بہت حدیثیں

وضعها على رسول الله صلى الله عليه وسلم اشباه عباد الاصنام من المقابرية وهي تناقض ما جاء به
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بت پرستوں کی مانند گور پرستوں نی وضع کی ہیں اونکا مضمون سراسر دین سی

من دينه كحديث اذا تحيرتم في الامور فاستعينوا من اهل القبور وحديث اذا اعيتكم الامور فعليكم
خلاف ہی جیسی یہہ حدیث جب تم حیران ہو جاؤ کسی امر میں تو مدد چاہو اہل قبور سی اور یہہ حدیث جب تہک جاؤ تم کسی امر میں تو لازم پکڑو

باصحاب القبور وحديث لو حسن احدكم ظنه بحجر نفعه وامثال هذه الاحاديث التي هي مناقضة
اصحاب قبور کو اور یہہ حدیث جو کوئی تم میں سی نیک اعتقاد کری پتھر کی ساتہہ تو فائدہ دیوی اور ایسی ہی اور حدیثیں جو دین اسلام سی سراسر خلاف ہیں

لدين الاسلام وضعها اشباه عباد الاسلام من المقابرية وراجت على الجهال والضلال والله تعالى
یہہ سب گور پرستوں بت پرستوں کی مانند نی وضع کین ہیں اور جہال اہل ضلال کو بہت اچہی لگیں اور حال یہہ ہی کہ اللہ تعالی نی

انما بعث رسوله لقتل من حسن ظنه بالاحجار والاشجار فانه عليه السلام جنب امته من الفتنة بالقبور
بہیجا رسول کو واسطی قتل ایسی لوگوں کی بہیجا ہی جو پتہروں اور درختوں کو پوجا کریں کیونکہ علیہ السلام نی اپنی امت کو قبروں کی فتنہ سی ہر طرح سی بچایا ہی

بکل طریق ومنها حکایات حکیت عن اهل تلک القبور ان فلانا استغاث بالقبر الفلانی فی شدة فخلص
اور یہہ سبب ہی کہ کہانیاں گور پرستوں کی مشہور ہین کہ فلانی نی فلانی کی گور سی مدد مانگی سختی کی وقت سو اوس سختی سی نجات پائی

منها وفلان نزل به ضر فاستدعی صاحب ذلک القبر فکشف ضره وفلان دعاه فی حاجة فقضیت حاجته
اور فلانی کو مصیبت پیش آئی تو اوس مصیبت زدہ نی فلانی قبر والی سی استدعا کی سو اوسنی مصیبت دفع کردی اور فلانی کو حاجت کی وقت پکارا سو اوسکی حاجت پوری کی

وعند السدنة والمقابریة بشیء من ذلک یطول ذکره وهم من اکذب خلق الله علی الاحیاء والاموات و
اور مجاوروں اور گور پرستوں کی پاس ایسی بہت قصی ہین جنکا ذکر دراز ہی اور تمام خلقت سی یہہ بڑی جہوٹھی ہین زندوں پر بہی اور مردوں پر بہی اور

النفوس مولعة بقضاء حوائجها وازالة ضرورتها لاسیما من کان مضطرا ینشبث بکل سبب وان کان
طبایع انسانی واسطی ادای حاجتوں کی اور دفع مضرت کی حریص ہوتی ہین خاص کر گہبراہٹ مین تو ہر چیز کا سہارا چاہتا ہی اگرچہ

فیه کراهة ما فاذا یسمع احد ان قبر فلان تریاق مجرب یمیل الیه فیذهب فیه ویدعوا عنده بحرقة وذلة و
کیسا ہی مکروہ ہو جب کوئی سنتا ہی کہ فلانی کی قبر آزمودہ تریاق ہی تو اوسکی طرف متوجہ ہوگا پہر وہان جاویگا اور اوسکو ذلت اور خواری اور

انکسار فیجیب الله تعالی دعوته لما قام بقلبه من الذلة والانکسار لا لاجل القبر فانه لو دعا کذلک فی الحانة
انکسار سی پس اللہ تعالی اوسکی دعا قبول کرلیتا ہی کیونکہ اوسکی دل مین خواری اور انکسار پیدا ہوتا ہی کچھہ قبر کی جہت سی نہین قبول کرتا کیونکہ اگر یہہ شخص اسی طور دکان

والحمامة والسوق لاجابه فیظن الجاهل ان للقبر تاثیرا فی اجابة تلک الدعوة ولا یعلم ان الله تعالی یجیب دعوة
یا حمام یا بازار مین دعا کرتا تو بہی قبول کرلیتا پس جاہل آدمی خیال کرتا ہی کہ قبر مین تاثیر ہی واسطی قبولیت اس دعا کی اور یہہ نہین سمجہتا کہ اللہ تعالی بیقرار کی دعا

المضطر ولو کان کافرا فلیس کل من اجاب الله تعالی دعاءه یکون راضیا عنه ولا محبا له ولا راضیا لفعله
قبول کیا کرتا ہی اگرچہ وہ کافر ہو یہہ بات نہین ہی کہ اللہ تعالی جسکی دعا قبول کرتا ہی اوس سی راضی ہی ہوتا ہی بلکہ نہ اوسکا دوست ہوتا ہی اور نہ اوسکی کام سی راضی ہوتا ہی

فانه یجیب دعاء البر والفاجر والمؤمن والکافر یسرنا الله تعالی من الدعاء والعمل ما یکون موافقا لرضائه
بیشک اللہ تعالی دعا قبول کرتا ہی نیک اور بدکار کی اور مؤمن اور کافر کی خدا تعالی ہمکو آسان کری ایسی دعا اور عمل جو اوسکی رضا کی موافق ہو

بلطفه وکرمه المجلس الثامن عشر فی اقسام البدع واحکامها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اپنی لطف اور کرم سی اٹھارویں مجلس بدعتوں کی اقسام اور اونکی احکام مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب الله وخیر الهدی هدی محمد وشر الامور محدثاتها وکل محدث بدعة
پہر بعد حمد کی تحقیق تمام باتوں مین اچہی کتاب اللہ کی ہی اور اچہی ہدایت ہدایت محمد کی اور کاموں مین بدتر نو پیدا نئی نکالی ہوئی یعنی بدعتین اور ہر محدث بدعت ہی

وکل بدعة ضلالة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه جابر وفی حدیث اخر رواه عرباض بن ساریة
اور ہر بدعت گمراہی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی جابر کی روایت سی اور ایک اور حدیث مین عرباض بن ساریہ کی روایت سی ہی

انه علیه السلام قال من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء
کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو شخص جیتا رہیگا میری بعد سو قریب ہی کہ دیکہیگا بہت اختلاف سو لازم پکڑو اپنی اوپر میری سنت اور سنت خلفاء

الراشدین المهدیین من بعدی تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدث
راشدین مہدیین کی بعد اوسکی سند کرو اور دانتوں سی مضبوط پکڑو اور بچاؤ اپنی تئین نئی باتوں سی کیونکہ ہر محدث

بدعة وکل بدعة ضلالة والمراد بالبدعة المذکورة فی هذین الحدیثین البدعة السیئة التی لیس لها من
بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اور مراد بدعت سی جو ان دونو حدیثوں مین مذکور ہی بدعت سیئہ ہی جسکی اصل

الکتاب والسنة اصل وسند ظاهر او خفی ملفوظ او مستنبط لا البدعة الغیر السیئة التی یکون علی
اور سند کتاب اور سنت سی نہین نکلتی نہ ظاہر نہ خفی نہ لفظوں سی یا مضمون سی سمجہی جاوی بدعت حسنہ مراد نہین ہی جسکی

اصل وسند ظاهر او خفي فانها لا يكون ضلالة بل هي قد تكون مباحة كاستعمال المنخل والمواظبة
اصل وسند ظاہر یا خفی نکلتی ہے کیونکہ ایسی بدعت گمراہی نہیں ہوتی بلکہ ایسی بدعت کبھی مباح ہوتی ہے جیسے استعمال چھلنی آٹے کا اور پیٹ بھر کر

على اكل لب الحنطة والشبع منه وقد تكون مستحبة كبناء المنارة وتصنيف الكتب وقد تكون
روٹی گیہوں کی ہمیشہ کھانی اور کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے منارہ کا تعمیر کرنا اور کتابیں تصنیف کرنی اور کبھی واجب ہوتی ہے

واجبة كنظم الدلائل لرد شبه الملاحدة والفرق الضالة لان البدعة لها معنيان احدهما لغوي
جیسے آراستہ کرنا دلائل کا واسطے دفع کرنے شبہات ملحدوں اور گمراہ فرقوں کی اسلئے کہ بدعت کی دو معنی ہیں ایک تو معنی لغوی عام ہیں

عام وهو المحدث مطلقا سواء كان من العادات او من العبادات والثاني شرعي خاص وهو الزيادة في
یعنی محدث مطلق برابر ہے کہ عادات میں ہو یا عبادات میں ہو اور دوسری معنی شرعی خاص ہیں یعنی دین میں کچھ بڑھانا

الدين او النقصان منه بعد الصحابة بغير اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا لا صريحا ولا اشارة
یا دین میں سے کچھ گھٹانا بعد عہد صحابہ کے بدون اجازت شرعی کی کہ نہ تو قولی ہو اور نہ فعلی اور نہ صریح اور نہ اشارہ

فانها في الحديثين وان كانت عامة تشتمل جميع المحدثات لكن عمومها ليس بحسب معناها اللغوي العام
پس بدعت دونو حدیثوں میں اگرچہ عام ہے اور شامل تمام محدثات کو پر عموم اور شمول باعتبار لغوی معنوں کی مقصود نہیں ہے

بل عمومها بحسب معناها الشرعي الخاص فلا تتناول العادات اصلا بل تقتصر على بعض الاعتقادات
بلکہ عموم باعتبار معنوں شرعی خاص کی مراد ہے پھر یہ عادات کو بالکل شامل نہیں ہے بلکہ اسمیں بعضی اعتقادات

وبعض صور العبادات لانه عليه السلام لو يبعث لتعليم امر الدنيا وانما بعث لتعليم امر الدين يدل عليه
اور بعضی صورتیں عبادات کی داخل ہیں کیونکہ نبی علیہ السلام واسطے تعلیم امر دنیا کی نہیں آئے وہ صرف واسطے تعلیم امر دین کی آئے ہیں اس حدیث سے

قوله عليه السلام انتم اعلم بامور دنياكم اذا امرتكم بشيء من امر دينكم فخذوا به ثم البدعة في الاعتقاد
سمجھا جاتا ہے کہ تم خوب جانتے ہو اپنی دنیا کی کاروبار جب میں تمکو دین کی بات بتایا کروں تو لے لیا کرو پھر بدعتیں اعتقاد کی

بعضها كفر وبعضها ليس بكفر لكنها اكبر من كل كبيرة حتى القتل والزنا وليس فوقها الا الكفر والبدعة في
بعضی کفر ہیں اور بعضی کفر نہیں ہیں مگر تمام کبائر سے سخت ہیں یہانتک کہ قتل اور زنا سے بھی اور اوس سے زیادہ درجہ کفر کا ہے اور بدعت

العبادة وان كانت دونها لكن فعلها عصيان وضلال لا سيما اذا صادمت سنة موكدة واما البدع
عبادت میں گرچہ اوس سے کمتر ہے پر اوسکا عمل کرنا نافرمانی اور گمراہی ہے خاص کر جب کہ سنت موکدہ کی مقابل ہو اور بدعت

في العادة فليس في فعلها عصيان وضلال بل ترك الاولى فتركها اولى اذا تقرر هذا فالمنارة عون
عادات کی اسکی کرنے میں کچھ نافرمانی اور گمراہی نہیں ہے بلکہ ترک اولی ہے سو اسکا بھی ترک اولی ہے جب یہ ٹھہر چکا تو منارہ سے مدد ہوتی ہے

لاعلام وقت الصلوة وتصنيف الكتب عون للتعليم والتبليغ ونظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة
واسطے خبر دینے وقت نماز کی اور کتابوں کا تصنیف کرنا مددگار ہے واسطے تعلیم اور تبلیغ امر معروف کی اور آراستہ کرنا دلائل کا واسطے دفع شبہات ملحدوں

والفرق الضالة نهي عن المنكر وذب عن الدين فكل منها ماذون فيه بل مامور به لان البدعة الغير السيئة
اور گمراہ فرقوں کی باز رکھنا ہے منکر سے اور دفع کرنا ہے شبہات کا دین سے سو ہر ایک انمیں سے رخصت ہے بلکہ تعمیل کا حکم ہے اسلئے کہ بدعت حسنہ

ما لم يحتج اليه الاوائل ثم احتاج اليه الاواخر وراوه حسنا على سبيل الاجماع بلا خلاف ولا نزاع
وہ ہے کہ متقدمین کو اوسکی حاجت نہوئی پھر متاخرین کو حاجت ہوئی اور سبکو بلا خلاف و نزاع پسند آئی وبعد

وعند الاستقراء لا توجد تلك البدعة الغير السيئة في العبادات البدنية المحضة كالصوم والصلوة
تلاش کی بدعت حسنہ عبادات خالص بدنیہ میں نہیں پائی جاتی جیسے روزہ اور نماز

وقراءة القرآن واوظاف كل منها بل لا تكون البدعة فيها الا سيئة لان عدم وقوع الفعل في الصدر الاول
اور تلاوت قرآن کی اور وظیفی کہ تمام عبادتوں بدنیہ سی ہوں بلکہ انہیں حیثیت بدعت سیئہ ہی ہوتی ہی اسلئی کہ نہوتا کسی کام کا قرن اول مین

ليس الا لعدم الحاجة اليه او لوجود مانع منه او لعدم التنبيه له او للتكاسل عنه او لكراهة وعدم مشروعية
یا تو بسبب نہونی حاجت کی یا بسبب موجود ہونی مانع کی یا بسبب بی خبری کی یا مارے کاہلی کی یا بسبب مکروہ اور ناجایز ہونی کی ہی

والاولان منتفيان في العبادات البدنية المحضة لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا تنقطع
دو تو پہلی سبب تو عبادات خالص بدنیہ مین نہیں ہوسکتی اسلئی کہ حاجت قربت الٰہی کی عبادت سی منقطع نہیں ہوتی

وبعد ظهور الاسلام وغلبة اهله لم يكن منها مانع وكذا عدم التنبه لها والتكاسل عنها منتف ايضا
اور بعد ظاہر ہونی اسلام اور غلبہ اسلام کی اوس سی کوئی مانع نہین تہا اور ایسی ہی بی خبری اور کاہلی بہی نہیں ہوسکتی

اذ لا يجوز ان يظن ذلك للنبي عليه السلام وجميع اصحابه فلم يبق الا كونها بدعة مكروهة غير مشروعة
اسواسطی کہ کہاں جایز ہی کہ نبی صلی الله علیہ وسلم پر اور اونکی تمام اصحاب پر ایسا خیال کیا جاوی بہر سوا بدعت مکروہہ اور ناجایز ہونی کی کوئی

وهذا المعنى اراد عبد الله بن مسعود لما اخبر بالجماعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل
اور یہہ ہی غرض ہی عبد الله بن مسعود رض کی جب اونکو خبر ہوئی ایک جماعت کی جو بعد مغرب کی بیٹہا کرتی تہی اور اونہین ایک شخص

يقول كبروا الله كذا وكذا وسبحوا الله كذا وكذا واحمدوا الله كذا وكذا فيفعلون فحضرهم فلما سمع
کہتا جاتا الله اکبر کہو اتنی اتنی بار اور سبحان الله کہو اتنی اتنی بار اور الحمد لله کہو اتنی اتنی بار پس وہ لوگ کہتی تہی تو عبد الله ابن مسعود اونکی پاس آئی پہر

ما يقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذي لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلماء او لقد
جو کہتی تہی کہڑی ہوکر کہا مین عبد الله بن مسعود ہون پس قسم ہی الله کی جو نہین معبود سوا اوسکی بیشک تم بدعت کرتی ہو ساہت سیاہ یا

فقتم على اصحاب محمد عليه السلام علما يعني ان ما جئتم به اما ان يكون بدعة ظلماء او انكم تداركتم
تم فائق ہوتی ہو محمد علیہ السلام کی اصحاب پہ علم مین مراد اونکی یہہ ہی تم جو یہہ کرتی ہو یا تو یہہ بدعت تاریک ہی یا تمنی ایسی بات پیدا کی

على الصحابة ما فاتهم لعدم تنبههم له او لتكاسلهم عنه فغلبتموهم من حيث العلم بطريق العبادة
جو صحابہ کی ہاتہ نہ آئی اونکی بی خبری سی یا سستی سی طریق عبادت کی علم مین تم اونسی غالب ہوگئی

والثاني منتف فتعين الاول وهو كونه بدعة ظلماء وهكذا يقال بكل من اتى في العبادة البدنية المحضة
اور دوسری بات نہیں ہوسکتی تو پہلی ہی بات یعنی بدعت سیئہ مقرر رہی یہہ ہی جاری ہوسکتی ہی ہر ایک کی حق مین درباب عبادت خالص بدنیہ کی

بصفة لم تكن في زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة في الفعل المبتدع يقتضي كونه بدعة حسنة
ایسی طور پر جو صحابہ کی وقت مین نہیں تہا اسواسطی کہ اگر عبادت کا وصف افعال محدثہ کو بدعت حسنہ بنا دیا کری

لما وجد في العبادات ما هو بدعة مكروهة وقد وجد فيها البدعة المكروهة على ما صرح العلماء
تو عبادات مین بدعت مکروہہ کبہی نہوا کرتی اور حال یہہ ہی کہ عبادات مین بدعت مکروہہ ہوتی ہی چنانچہ علماء نی

في تصانيفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فيها ومثل التصلية والترضية والتامين في اثناء الخطبة
اپنی تصانیف مین صاف کہا ہی جیسی نماز رغائب کی اور اوسمین جماعت اور جیسی صلی الله کہنا اور رضی الله کہنا اور آمین کہنا خطبہ پڑہتی مین

وانواع النغمات الواقعة فيها وفي الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذكر امام الجنازة وقدام العروس
اور اقسام ترنم جو خطبہ مین اور آذان مین اور تلاوت قرآن مین کرتی ہین اور ذکر پکارکر جنازی کی آگی اور دلہن کی آگی

في الطرقات وغير ذلك من البدع المنكرة الواقعة في العبادات وليس لاحد ان يقول انها ليست من قبل
راستہ مین اور سوا اوسکی اور انکی بدعتین جو عبادات مین ہوتی ہین اور کیا طاقت ہی کسیکی کہ کہی یہہ امور بدعات سیئہ

البدعة السیئة المکروهة بل هی من قبیل البدعة الحسنة المشروعة بدلیل کون بعض الاشیاء المحدثة
اور مکروہ نہیں ہیں بلکہ قسم بدعت حسنہ مشروع سی ہی اس دلیل سی کہ بعضی چیزیں نو احداث
بعد الصحابة حسنا کبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخیرات التی لم تعهد فی عهد الصحابة
بعد قرن صحابہ کی حسن ہیں جیسی مدرسی بنانی اور خانقاہ اور سرای اور مانند اسکی انواع خیرات کی جو صحابہ کی وقت میں اونکی رسم نہ تہی
اذ یقال له ماثبت حسنه بالادلة الشرعیة الصحیحة فهو اما ان لایکون بدعة فیبقی عموم العام فی
اسواسطی کہ جواب یہہ ہی جس کا حُسن دلائل شرعیہ صحیحہ سی ثابت ہو پس وہ یا تو اصلا بدعت نہیں ہی اب عام کا عموم
الحدیثین علی حاله او یکون مخصوصا من هذا العام والعام الذی خص منه البعض دلیل فیما عدا المخصوص
دونو حدیثوں میں اپنی حال پر باقی ہی یا مخصوص ہوگا اس عام میں سی اور جو عام کہ اوس سی بعض فرد خاص ہوجاوی وہ دلیل ہوتا ہی بجز فرد مخصوص کی
فمن ادعی ثبوت حسن العبادة المحدثة وکونها مخصوصة من هذا العام یحتاج الی دلیل یصلح ان یکون
اب جو شخص عبادات نو احداث کی حُسن کا دعوی کری اور اوسکو مخصوص بتاوی اس عام میں سی تو حاجت ہو گی ایسی دلیل کی جو قابل
مخصصا لان عادة اکثر البلاد وقول کثیر من الزهاد والعباد لیس مما یصلح ان یکون معارضا
تخصیص کی ہووی اسواسطی کہ چلن اکثر شہروں کا اور اقوال زاہدوں اور عابدوں کی اس قابل نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سی معارض
لکلام الرسول علیه الصلوة والسلام وکذلک الدلیل المخصص هو الدلیل الشرعی من الکتاب و
ہو سکیں اور ایسی ہی دلیل مخصص وہ دلیل ہوتی ہی جو موافق شرع کی اور ماخوذ کتاب اور
السنة والاجماع الذی هو مختص باهل الاجتهاد ومن لیس من اهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو فی حکم
سنت اور اجماع سی ہو جو خاص اجتہاد والوں سی ہو اور جو زاہد اور عابد کہ صاحب اجتہاد نہیں ہیں وہ عوام لوگوں میں
العوام لایعتد بکلامه الا ان یکون موافقا للاصول والکتب المعتبرة وهذه قاعدة دلت علیه السنة
داخل ہیں اونکی بات کا اس باب میں اعتبار نہیں ہاں اگر اونکی کلام اصول اور کتابوں معتبروں سی مطابق ہو تو معتبر ہی اور یہہ وہ قاعدہ ہی کہ سنت
والاجماع مع ان فی کتب الله تعالی مایدل علیها ایضا وهو انه تعالی قال ام لهم شرکاء شرعوا لهم من
اور اجماع سی ثابت ہی باوجودیکہ کتاب اللہ میں بہی اسطرف اشارہ ہی وہ یہہ آیت ہی فرمایا کیا اونکی اور شریک ہیں جو راہ ڈالی ہی اونہوں نی
الدین مالم یأذن به الله فمن احدث شیئا یتقرب به الی الله تعالی من قول او فعل من غیر ان یشرع
اونکی واسطی دین کی جسکا حکم نہیں دیا اللہ نی پہر جو کوئی نئی بات عبادت کی واسطی تقرب الہی کی پیدا کری قولی ہو یا فعلی بدون مقرر کرنی
الله تعالی فقد شرع فی الدین مالم یاذن به الله تعالی فمن تبعه فقد اتخذه شریکا ومعبودا کما قال
اللہ تعالی کی تو اوسنی دین میں ایسا نیا طریق نکالا کہ جسکا اللہ تعالی نی حکم نہیں دیا پہر جو اوسکا تابع ہوا اوسنی گویا شریک اور معبود پیدا کیا چنانچہ
الله تعالی فی حق اهل الکتاب اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله فقال عدی بن حاتم
اللہ تعالی نی اہل کتاب کی حق میں کہا ہی ٹہرائی ہیں اپنی عالم اور درویش خدا اللہ کو چہوڑکر پس عدی بن حاتم نی
للنبی علیه السلام ماعبدوهم فقال علیه السلام اطاعوهم فمن اطاع احدا فی دین لم یاذن به الله تعالی
نبی علیہ السلام سی عرض کیا وہ لوگ انکی عبادت تو نہیں کی آپ نی فرمایا اونکی اطاعت کی اور جو شخص کسیکی اطاعت کری دینی امر میں بدون حکم اللہ تعالی کی
فقد عبده واتخذه ربا فعلم من هذا ان کل بدعة فی العبادات البدنیة المحضة لاتکون الا سیئة و
تو اوسنی گویا عبادت کی اور اوسکو اپنا رب مقرر کر لیا اس سی معلوم ہوا کل بدعتیں عبادات بدنیہ خالص میں سیئہ ہی ہوتی ہی اور
ربما لایفرق کثیر من الناس بین الحسنة والسیئة فیظنون ان کل ما استحسنه نفوسهم ومال الیه
بعضی وقت اکثر لوگ بدعت حسنہ اور سیئہ میں تمیز نہیں کرتی وہ یہہ سمجہ لیتی ہیں کہ جو بات دلکو پسند آوی اور طبیعت اوسکی طرف متوجہ ہو

لطباعہم یکون حسنا فیعدون السیئة من الحسنة فقد خبطوا خبط الخبط عشواء لا یفرق بین الطریق

وہ تو حسن ہی پہروہ سیئہ کو بہی حسن تصور کرتی ہین سو وہ رستہ بھول گئی جیسی کہ اونٹنی کہ اندہی چلتی مین مہلک رستہ

المہلکة والجادة المنجیة فی مشیہا والضابط فی ہذا ان یقال الناس لا یحدثون شیئا الا انہم یرونہ

اور صاف رستہ بچانی والا نہین پہچانتی اور قاعدہ اسکا یہہ ہی کہ یون کہین کہ بنی آدم نئی بات نہین کرتی جب تک اوسمین کچہ مصلحت

مصلحة اذ لو اعتقدوا فیہ مفسدة لم یحدثوہ فما راہ الناس مصلحة ینظر فی السبب فان کان

نہین دیکہتی کیونکہ اگر اوسمین کچہ برائی سمجہین تو کیون پیدا کرین پہر جس امر مین وہ لوگ مصلحت دیکہتی ہین اوسکی باعث مین تامل کرنا چاہئی پس اگر وہ

السبب امرا قد حدث بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہ یجوز احداث ما تدعو الحاجة الیہ کنظم

سبب ایسا امر ہی کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہوا ہی تو اب حاجت کی موافق اوسکی اصلاح کی واسطی جو کری جایز ہی جیسی قایم کرنا

الدلائل فان السبب الداعی الیہ ظہور الفرق الضالة فانہم لما لم یظہروا فی عہدہ علیہ السلام

دلائل کا بیشک سبب باعث ان دلائل کا ظاہر ہونا گمراہ فرقون کا ہی وہ گمراہ فرقی چونکہ نبی علیہ السلام کی زمانہ مین نہین تہی

لم یحتج الیہ وان کان المقتضی لفعلہ موجودا فی عصرہ علیہ السلام لکن ترک لعارض زال بموتہ

تو دلائل کی بہی حاجت نہین تہی اور اگر سبب مقتضی اوس امر احداث کا نبی علیہ السلام کی عہد مین موجود تہا مگر کسی عارضہ کی باعث متروک تہا کہ اوہ عارضہ بسبب موت

فکذلک یجوز احداثہ کجمع القران فان المانع منہ فی حیاتہ علیہ السلام کون الوحی لا یزال ینزل

تو بہی ایسی امر کا احداث کرنا جایز ہی جیسی قرآن کا جمع کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایام حیات مین بلا ناغہ وحی آتی رہتی تہی پہر اللہ تعالی

فیغیر اللہ تعالی ما یشاء فزال ذلک المانع بموتہ علیہ السلام واما ما کان المقتضی لفعلہ فی عہدہ علیہ السلام

جو چاہتی تہا سو بدل دیتا تہا پہر بسبب موت حضرت کی یہہ مانع جاتا رہا اور جس امر کا مقتضی یعنی باعث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی

موجودا من غیر وجود المانع منہ ومع ذلک لم یفعلہ علیہ السلام فاحداثہ تغییر لدین اللہ تعالی

موجود تہا اور مانع اوسکا نہین تہا اور تو بہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اوس امر کو نہین کیا تو ایسی امر کا کرنا اللہ کی دین کو تغیر کرنا ہی

اذ لو کان فیہ مصلحة لفعلہ علیہ السلام او حث علیہ ولما لم یفعلہ علیہ السلام ولم یحث علیہ

اسواسطی کہ اگر ایسی امر مین کچہ خوبی ہوتی تو بیشک اوسکو نبی علیہ السلام کرتی یا اوسپر رغبت دیتی اور چونکہ نہ تو اوسکو کیا اور نہ اوسپر رغبت دی

علم انہ لیس فیہ مصلحة بل ہو بدعة قبیحة سیئة مثالہ الاذان فی العیدین فانہ لما احدثہ

تو معلوم ہوا کہ اسمین کچہ خوبی نہین ہی بلکہ وہ سراسر بدعت قبیحہ ہی جیسی عیدین مین اذان کا پڑہنا اس اذان کو جب

بعض السلاطین انکرہ العلماء وحکموا بکراہتہ فلو لم یکن کونہ بدعة دلیلا علی کراہتہ لقیل

بعضی سلاطین نی مقرر کی تو اوسپر علماء نی انکار کر کر اعتراض کیا اور مکروہ ٹہرایا پہر اگر وہ ہی اذان بدعت ہو کر کراہیت کی دلیل نہوتی تو البتہ کوئی جواب مین

ہذا ذکر اللہ تعالی ودعاء الخلق الی عبادة اللہ تعالی فیقاس علی اذان الجمعة او یدخل فی العموم

کہتا کہ صاحب یہہ تو خدا کا ذکر ہی اور اسمین خلقت کو عبادت کی واسطی بلاتی ہین یہہ ایسی ہی جیسی جمعہ کی اذان یا داخل ہی تحت عام قاعدہ کی

التی من جملتہا قولہ تعالی وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وقولہ تعالی وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ

کہ انہین سی یہہ آیت ہی اور یاد کرو اللہ کی یاد بہت اور اوس سی بہتر کسکی بات جسنی بلایا اللہ کی طرف

لکن لم یقولوا ذلک بل قالوا کما ان فعل ما فعلہ علیہ السلام کان سنة کذلک ترک ما ترکہ علیہ السلام

لیکن یہہ جواب کسینی نہین دیا بلکہ یہی قایل ہوئی کہ جیسی عمل کرنا اوس کار کا جسکو پیغمبر علیہ السلام نی کیا سنت ہی ایسی ہی ترک کرنا ہی اوس کار کا جسکو پیغمبر صلی

مع وجود المقتضی وعدم المانع منہ کان سنة ایضا فانہ علیہ السلام لما امر بالاذان فی الجمعة

اللہ علیہ وسلم نی باوجود ہونی مقتضی اور نہونی کسی مانع کی ترک کیا سنت ہی بیشک پیغمبر علیہ السلام نی جب جمعہ کو اذان کا امر فرمایا

دون العيدين كان ترك الاذان فيهما سنة وليس لاحد ان يزيده ويقول هذا زيادة العمل الصالح
اور عیدین مین نهین فرمایا تو عیدین مین اذان کا ترک کرنا سنت ہوا اور کسیکو طاقت نهین کہ اسکو زیادہ کا قائل ہوکر یہہ کہوی یہہ عمل صالح کی افزایش ہی
لا يضر زيادته اذ يقال له هكذا تغيرت اديان الرسل وتبدلت شرايعهم فان الزيادة في الدين
ایسی زیادتی کا کیا ڈر ہی اسواسطی کہ اسکا یہہ جواب ہی کہ اسیطرح رسولون کی دین متغیر ہوگئی اور اونکی شریعتین متبدل ہوگئین بیشک دین مین اگر بڑہانا جایز ہوتا
لو جازت لجاز ان يصلي الفجر اربع ركعات والظهر ست ركعات ويقال هذا زيادة عمل صالح ففي
تو البتہ جایز ہوتا کہ صبح کی فرض نماز مین چار رکعتین ادا کیا کرین اور ظہر کی فرض مین چہہ رکعتین پڑہا کرین اور کہا کرین یہہ عمل صالح کی زیادتی ہی
زيادته لكن ليس لاحد ان يقول ذلك لان ما يبديه المبتدع من المصلحة والفضيلة ان كان ثابتا
اسمین کیا نقصان ہی لیکن یہہ بات کوئی نهین کہہ سکتا اسواسطی کہ جس امر کو بدعتی نیک اور افضل جانتا ہی اگر وہ امر
في عصره عليه السلام ومع هذا لم يفعله عليه السلام فيكون ترك مثل هذا الفعل سنة مقدمة
پیغمبر علیہ السلام کی وقت مین ثابت تہا اور پہر بہی اوسکو نهین کیا تو ایسی کام کا چہوڑنا ہی سنت ہی ہر عموم
على كل عموم وقياس فمن عمل به مع اعتقاده انه غير مشروع في الدين يكون فاسقا غير مبتدع وان
اور قیاس سی سابق ہی پس جو شخص ایسی امر کو عمل مین لاوی دین کی نزدیک ناجایز اعتقاد کرکر تو وہ فاسق غیر مبتدع ہی اور اگر
عمل به مع اعتقاده انه مشروع في الدين يكون فاسقا ومبتدعا لان الفسق اعم من البدعة فكل
اسکو عمل مین لاوی دین کی اندر جایز جان کر تو وہ فاسق اور بدعتی ہوگا اسواسطی کہ فسق بدعت سی عام ہی پس جو
بدعة فسق من غير عكس وكذلك قيل البدعة شر من الفسق فان من يفعل البدعة فهو ينقض الدين
بدعت ہی وہ فسق ہی اور اسکا عکس نهین یعنی ہر فسق بدعت نهین ہی اور ایسی ہی کہتی ہین کہ بدعت فسق سی بدتر ہی کیونکہ جو شخص بدعت کو عمل مین لاتا ہی تو وہ دین
المبين وان كان في زعمه انه يعظمه بالبدعة حيث يزعم انها خير من السنة واولى بالصواب
مبین مسلم کی بات کو نقض کرتا ہی اگرچہ اپنی گمان مین اوس بدعت سی سلطیم سمجہتا ہی کیونکہ اونکا قول ہی کہ یہہ امر سنت سی بہتر ہی اور صواب مین اولی ہی
فيكون مشاقا لله ولرسوله لاستحسانه ما كرهه الشرع ونهى عنه وهو الاحداث في الدين وانه تعالى
پس وہ مقابلہ کرتا ہی الله اور رسول کا اسواسطی کہ نیک جانتا ہی جسکو شرع نی مکروہ ٹہرایا اور اوس سی منع فرمایا اور وہ یہہ ہی دین مین بدعت نکالنا اور بیشک الله تعالی
قد شرع لعباده من العبادات ما فيه كفاية لهم واكمل دينهم واتم عليهم نعمته كما اخبر به في كتابه الكريم
بندون کی واسطی ایسی عبادات مقرر کرچکا ہی جسمین اونکی لیئی کفایت ہی اور دین کامل کرچکا اور اپنی نعمت پوری دی چکا چنانچہ اسکی خبر اپنی کتاب کریم مین
وقال اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ فالزيادة على الكمال نقصان واختلال
دی ہی فرمایا آج مین پورا دی چکا تمکو دین تمہارا اور پورا کیا مینی تمپر احسان اپنا پس کامل کی اوپر اور بڑہانا ایسا نقصان اور خلل ہوتا ہی
بمنزلة الاصبع الزائدة وقد تقرر في الاصول ان حسن الافعال وقبحها عند اهل الحق انما يعرفا بالشرع
جیسی چہٹی اونگلی اور اصول مین ثابت ہو چکا ہی کہ اہل حق کی نزدیک بہلائی اور برائی صرف شرع سی معلوم ہوتی ہی
لا بالعقل فكل فعل امر به في الشرع فهو حسن وكل فعل نهى عنه في الشرع فهو قبيح وقال الامام الغزالي في
عقل سی نهین معلوم ہوتی پس جسکام کا شرع نی حکم فرمایا ہی وہ ہی نیک ہی اور جس کام سی شرع مین منع کیا ہی وہ ہی برا ہی امام غزالی
كتاب الاربعين في اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك وتقول كل ما كان خيرا او نافعا فهو افضل
کتاب اربعین فی اصول الدین مین کہتی ہین اس سی بچتی رہنا کہ تو عقل کی پیروی کرکر کہنی لگی جو امر خیر اور نفع رسان ہی وہ ہی افضل ہی
وكل ما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا يهتدي الى اسرار الامور الالهية وانما يتعقلها قوة النبي عليه السلام
اور جو زیادہ ہوتا ہی وہ نفع رسان ہوتا ہی کیونکہ تیری عقل نهین جا سکتی ہی طرف بہید امور الہی کی اوس بہید کو صرف قوت نبی علیہ السلام کی دریافت کرسکتی ہی

فعليك

فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس وما ترى كيف ندبت الى الصلوة ونهيت عنها

تجھکو اتباع ہی لازم ہی بیشک خواص امور قیاس سی نہین معلوم ہوتی دیکھتا نہین کہ نماز کی باب مین کیسی ترغیب ہی اور نہی ہی

في جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهي الى قدر

تمام اجزاء نہار مین ممانعت ہی اور تجھکو حکم ہی نماز نہ پڑہنی کا بعد صبح اور عصر کی اور وقت طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کی اور یہ سب ملکر تخمیناً

ثلث النهار وقال في الاحياء فكما ان العقول تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل

تہائی دن ہوتا ہی اور احیاء مین کہا ہی جیسی عقل قاصر ہی منفعت دواؤن کی دریافت کرنی سی باوجودیکہ اسمین تجربہ کو دخل ہی

اليها كذلك تقصر عن ادراك ما ينفع في الآخرة مع ان التجربة غير متطرق اليها وانما يكون ذلك لو رجع

ایسی ہی عقل قاصر ہی دریافت کرنی اون امور کی سی جو آخرت مین نافع ہون باوجودیکہ تجربہ کو ادہر کوئی راہ نہین ہی یہ حال جب معلوم ہوسکتا ہی اگر

الينا بعض الاموات واخبرنا عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وذلك مما لا مطمع فيه

ہمارے پاس کوئی مردہ چلا آوی اور ہمکو بتاوی کونسا عمل الله تعالی سی نزدیک کرتا ہی اور کونسا دور کرتا ہی سو یہ ہرگز نہین ہوسکتا

وقال صاحب مجمع البحرين في شرحه ان رجلا يوم العيد في الجبانة اراد ان يصلي قبل صلوة العيد

صاحب مجمع البحرین نی اوسکی شرح مین بیان کیا ہی ایک شخص نی عید کی دن مصلی مین ارادہ کیا کہ عید کی دوگانہ سی پہلی نماز پڑہی

فنهاه علي فقال الرجل يا امير المؤمنين اني اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة فقال علي واني اعلم ان

سو علی نی اوسکو منع کیا اور شخص نی کہا یا امیر المؤمنین مین خوب جانتا ہون کہ الله تعالی نماز پڑہنی پر عذاب نہین کرتا [illegible] مین جانتا ہون کہ

الله تعالى لا يثيب على فعل حتى يفعله رسول الله عليه السلام او يحث عليه فيكون صلوتك عبثا

الله تعالی کسی کام پر ثواب نہین دیتا جبتک اوسکو رسول الله [illegible] نہ کریں یا اوسکی ترغیب نہ فرماوین [illegible] عبث ہی

والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به لمخالفتك نبيه وقال صاحب الهداية يكره ان يتنفل بعد

اور عبث حرام ہی پس شاید کہ اسکی بدلہ الله تعالی تجھکو عذاب دی [illegible] صاحب ہدایہ [illegible] مکروہ ہی نفلین پڑہنی بعد

الفجر اكثر من ركعتي الفجر لانه عليه السلام لم يزد عليهما مع حرصه على الصلوة فانظر كيف جعل عدم

طلوع صبح صادق کی سوا دو رکعت سنت فجر کی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی [illegible] زیادہ نہین پڑہین باوجود حرص [illegible] دیکھ نبی علیہ السلام کی

فعله عليه السلام في باب العبادات دليلا على الكراهة وقال ابن همام ان [illegible] عبادات بين الواجب

نماز نہ پڑہنی کو باب عبادات مین کیسی دلیل کراہت کی ٹہرائی ہی ابن ہمام کہتا ہی جو عبادت [illegible] واجب

والبدعة ياتي به احتياطا وما تردد بين البدعة والسنة يتركه لان ترك البدعة لازم واداء السنة

اور بدعت کی بیچ مین مشکوک ہو تو اوسکو احتیاطا عمل مین لاوی اور جو عبادت بدعت اور سنت کی بیچ مین مشکوک ہو تو ترک کری اسواسطی کہ بدعت کا چھوڑنا

غير لازم وفي الخلاصة مسئلة تدل على ان البدعة اشد ضررا من ترك الواجب حيث قال اذا

کچھ ضرور نہین اور خلاصہ مین ایک مسئلہ ہی جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بدعت کا ترک واجب سی بہت بڑا ضرر ہی جس جگہ کہا ہی اگر

شك في صلاته هل صلاها ام لا ان كان في الوقت فعليه ان يعيدها وان خرج الوقت ثم شك

شک واقع ہو نماز مین آیا ادا کی ہی یا نہین اگر ابہی وقت باقی ہی تو اوسپر اعادہ ہی اور اگر وقت جاتا رہا پہر شک ہوا

لا شيء فيه ولو كان الشك في صلوة العصر يقرأ في الركعة الاولى والثالثة [illegible] الثانية

تو اسمین کچھ نہین اور اگر عصر کی نماز مین شک ہو تو اعادہ مین پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین قرأت [illegible] دوسری رکعت اور

والرابعة فتعين الاوليين للقراءة في الفرض واجب وقد امر بتركه حذرا عن [illegible] النفل بعد العصر

چوتہی مین قرأت نہ پڑہی پس پہلی دو رکعتون کا معین کرنا واسطی قرأت کی فرضون مین واجب ہی سو حکم ہی اسکی ترک کا [illegible] بعد عصر کی نفلین

وهو بدعة مكروهة وروي عن سفيان الثوري انه كان يقول البدعة احب الى ابليس من كل
کہ یہہ بدعت مکروہہ ہی اور سفیان ثوری سی روایت ہی کہ کہتی تہی کہ ابلیس کو بدعت تمام معاصی سی زیادہ تر محبوب ہی
المعاصي لان المعاصي يتاب عنها والبدعة لا يتاب عنها وسبب ذلك ان صاحب المعاصي يعلم
اسواسطی کہ معاصی سی تو توبہ ہوسکتی ہی اور بدعت سی توبہ نہیں ہوتی اسکا سبب یہہ ہی کہ معاصی کرنیوالا تو جانتا ہی
بكونه مرتكب المعاصي فيرجى له التوبة والاستغفار واما صاحب البدعة فيعتقد انه في طاعة وعبادة
کہ میں بڑا خطاوار ہوں تو اوسی توبہ اور استغفار کی امید ہی اور بدعتی تو یہہ جانتا ہی کہ میں عبادت کرتا ہوں اور طاعت میں ہوں
فلا يتوب ولا يستغفر وهذا ما حكي عن ابليس انه قال قصمت ظهور بني آدم بالمعاصي والاوزار وقصموا
تو یہہ شخص نہ تو توبہ کریگا نہ استغفار اور ابلیس سی حکایت ہی کہ کہتا ہی میں نی پشت بنی آدم کی معاصی اور گناہوں سی توڑدی اور بنی آدم نی
ظهري بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم ذنوبا لا يستغفرون منها ولا يتوبون عنها وهي البدع
میری پشت توبہ اور استغفار سی توڑدی سو میں نی اونکی لئی ایسی گناہ نکالی ہیں کہ اون سی نہ استغفار کریں اور نہ توبہ کریں اور وہ بدعتیں ہیں
في صورة العبادة فان قيل قد اعتاد كثير من الناس ان يستدلوا على عدم كراهة ما اعتادوه
عبادت کی لباس میں اگر کوئی کہی عادت ہی اکثر لوگوں کی کہ استدلال کرتی ہیں بدعات کی جواز پر جنکی عادت کرلی ہی
من البدعة بحديث شايع بينهم وهو ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون
اس حدیث سی جو اونمیں مشہور ہی وہ یہہ ہی کہ جسکو مسلمان نیک جانیں تو وہ اللہ کی نزدیک بہی نیک ہی اور جسکو مسلمان
قبيحا فهو عند الله قبيح فهل يصح هذا الاستدلال منهم ام لا يصح فالجواب على ما ذكره بعض الفضلاء
برا جانیں سو وہ اللہ کی نزدیک بہی قبیح ہی آیا یہہ استدلال اونکا صحیح ہی یا صحیح نہیں پس اسکا جواب موافق بیان بعض فضلا کی
ان هذا الاستدلال لا يصح والحديث حجة عليهم لا لهم لانه بعض حديث موقوف على ابن مسعود
یہہ ہی کہ یہہ استدلال صحیح نہیں ہی اور یہہ حدیث اونکی حق میں مضر ہی مفید نہیں کیونکہ یہہ ٹکڑا ایسی حدیث کا ہی جو موقوف ہی ابن مسعود پر
رواه احمد والبزار والطبراني والطيالسي وابو نعيم هكذا ان الله تعالى نظر في قلوب العباد فاختار
روایت کیا اسکو احمد اور بزار اور طبرانی اور طیالسی اور ابو نعیم نی اسطور پر کہ اللہ تعالی نی دیکہا اپنی بندوں کی دلوں کو پہر پسند کیا
محمدا فبعثه برسالته ثم نظر في قلوب العباد فاختار له اصحابا فجعلهم انصار دينه ووزراء نبيه
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سو بہیجا اونکو اپنی رسالت پر پہر دیکہا بندوں کی دلوں کو پہر پسند کئی اونکی لئی اصحاب پہر اونکو مقرر کیا دین کی مددگار اور اپنی نبی کی وزیر
فما راه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون قبيحا فهو عند الله قبيح ولا شك ان
پس جس چیز کو دیکہیں مومن حسن پس وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جو چیز دیکہیں اوسکو مسلمان قبیح پس وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور بیشک
اللام في المسلمين ليس لمطلق الجنس لان الحديث ح يكون مخالفا لقوله عليه السلام ستفترق امتي
لام مسلمین کی لفظ میں مطلق جنس کی لئی نہیں ہی اسلئی کہ یہہ حدیث اب اس حدیث سی مخالف ہوجاوی گی قریب ہی کہ میری امت میں
على ثلث وسبعين فرقة كلهم في النار الا واحدة لان كلا من فرق الامة مسلم يرى مذهبه حسنا فيلزم
تہتر فرقی ہوجائینگی وہ سب دوزخی ہیں سوای ایک کی اسواسطی کہ تمام فرقی امت کی مسلم ہیں اور اپنی اپنی مذہب کو نیک جانتی ہیں اس سی یہہ لازم ہی
ان لا يكون فرقة منها في النار وكذا البعض للمسلمين يرى شيئا حسنا وبعضهم يراه قبيحا فيلزم ان لا يتميز
کہ کوئی فرقہ بہی دوزخی نہو اور ایسی ہی بعضی مسلمان ایک بات کو نیک جانتی ہیں اور بعضی اوسکو قبیح جانتی ہیں اب یہہ لازم آتا ہی کہ
الحسن من القبيح بل هو ما للعهد والمعهود ما ذكر في قوله فاختار له اصحابا فيكون المراد بالمسلمين
حسن قبیح سی تمیز نہو بلکہ لام عہد کا ہی اور معہود وہ لوگ ہیں جو اس قول میں مذکور ہیں پسند کئی واسطی اوسکی اصحاب اب مراد مسلمین سی

الصحابة

الصحابة فقط او للاستغراق خصائص الجنس فیراد بالمسلمین اهل الاجتهاد الذین هم الکاملون فی صفة
صحابہ ہیں فقط یا لام واسطے استغراق خصایص جنس کی ہی پہر مراد مسلمین سی اجتہاد والی علماء ہیں جو صفت اسلام میں کامل ہیں
الاسلام صرفا للمطلق الی الکامل لان المطلق عند عدم القرینة ینصرف الی الفرد الکامل وهو المجتهد
واسطے صرف مطلق کی طرف کامل کی اسلئے کہ جب مطلق قرینہ سی خالی ہوتا ہی تو اوسکو فرد کامل کی طرف لیجاتی ہیں اور فرد کامل مجتهد ہی
فیکون المعنی ما راه الصحابة او اهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن وما راه الصحابة او اهل الاجتهاد
اب یہہ معنی ہوئی جسبات کو صحابہ یا علماء مجتهد حسن جانی سو وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جس بات کو صحابہ یا علماء مجتهد
قبیحا فهو عند الله قبیح ویجوز ان یکون للاستغراق الحقیقی فیکون المعنی ما راه جمیع المسلمین حسنا
قبیح سمجہیں سو وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور وہ لام استغراق حقیقی کا بہی ہو سکتا ہی اب یہہ معنی ہونگی جس بات کو تمام مسلمان حسن جانی
فهو عند الله حسن وما راه جمیع المسلمین قبیحا فهو عند الله قبیح وما اختلف فیه فالعبرة للقرون
سو وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جس بات کو تمام مسلمان قبیح جانی سو وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور جس بات مین اختلاف پڑی پہر اعتبار قرون ثلثہ کا
المشهود لهم بالخیر لا للقرون المشهود لهم بالکذب وعدم الاعتماد فی قوله علیه السلام خیر القرون قرنی
جنکی حق مین شہادت خیر کی ہی باقی قرون کا اعتبار نہوگا جنکی حق مین شہادت کذب اور بی اعتباری کی ہی اس حدیث مین سب قرنوں مین بہتر میرا قرن ہی
الذی بعثت فیهم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یفشو الکذب فلا تعتمدوا اقوالهم وافعالهم ولا ریب
جسمین مین مبعوث ہوا ہون پہر جو اسی متصل ہین پہر جو اوسی متصل ہین پہر اون کذب پہیل جاویگا پہر نہ اونکی اقوال کا اعتماد کرنا نہ افعال کا اور بی شک
ان الصحابة والتابعین والائمة المجتهدین کانوا یرون ما جاوز قدر الضرورة من البدع قبیحا فهو عند الله
صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتهدین جانتی تہی کہ جو بدعت قدر ضرورت سی بڑہ جاوی وہ قبیح ہی پس وہ اسکی نزدیک بہی
قبیح ومثل قوله علیه السلام لا تجتمع امتی علی الضلالة فان المراد بالامة فی هذا الحدیث اهل الاجماع
قبیح ہی اور جیسی یہہ حدیث نہین متفق ہو گی میری امت گراہی پر بیشک مراد امت سی اس حدیث مین وہ اہل اجماع ہین
الذی هو بکل مجتهد لیس فیه فسق ولا بدعة اصلا لان الفسق یورث التهمة ویسقط العدالة وصاحب
جنمین ہر ایک ایسا مجتهد ملا ہو کہ اصلا اوسمین نہ فسق ہو نہ بدعت اسواسطی کہ فسق سی تہمت پیدا ہوتی ہی اور عدالت جاتی رہتی ہی اور
البدعة یدعو الناس الی البدعة ولا یکون من الامة علی الاطلاق لان المراد بالامة المطلقة اهل
بدعتی لوگوں کو بدعت کی طرف بلاتا ہی اور مطلق امت مراد نہین ہی اسواسطی کہ امت مطلقہ سی مراد اہل
السنة والجماعة وهم الذین طریقتهم طریق النبی علیه السلام واصحابه دون اهل البدع والضلال
سنت والجماعت ہین وہ وہ لوگ ہین جنکا طریقہ بعینہ طریقہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کا ہی اہل بدعت اور اہل ضلال مراد نہین ہین
کما قال النبی علیه السلام امتی من استن بسنتی ویصح ان یراد بامتی جمیع الامة بناء علی ان الاضافة
چنانچہ نبی علیہ السلام فرماتی ہین میری امت وہ ہی جو طریقہ پکڑی میری سنت کو اور ہو سکتا ہی کہ امت سی تمام امت مراد ہو اسواسطی کہ اضافت
کاللام قد تکون للاستغراق فیکون المعنی لا یجتمع جمیع امتی فی زمان من الازمنة علی الضلالة کما
مانند لام کی کبہی واسطی استغراق کی ہوتی ہی اب یہہ معنی ہو جاوینگی نہین متفق ہوگی میری تمام امت کبہی کسی زمانہ مین گمراہی پر جیسی
اذا اجتمع الیهود والنصاری بعد نبیهم علی الضلالة فیکون هذا الحدیث موافقا لقوله علیه السلام
یہود اور نصاری اپنی اپنی نبی کی بعد گمراہی پر متفق ہوگئی ہین پس یہہ حدیث موافق ہوگی اس حدیث سی
لا یزال طائفة من امتی قائمین بامر الله لا یضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتی یاتی امر الله اذا تقرر
ہمیشہ رہیگی ایک گروہ میری امت کی قایم اوپر امر الہی کی نہ ضرر دیگا اونکو جو قطع کری اونکو اور نہ جو اونسی مخالف ہو یہان تک کہ آجاوی قیامت جب یہہ ثابت ہو چکا

هذا فالواجب علی کل مسلم فی هذا الزمان ان یحذر من الاغترار والمیل الی شئ من البدع والمحدثات

تو اس زمانہ میں ہر ہر مسلمان پر واجب ہی کہ پرہیز کرتا ہی فریب میں آنی اور توجہ سی طرف کسی بدعت اور محدثات کی

ویصون دینه عن العواید التی استانس بها وتربی علیها فانها سم قاتل قل من سلم منها فانها و

اور عادتوں سی اپنی دین کو بچاوی جن سی انس رکھتا ہی اور انھین پرورش پائی ہی کیونکہ یہ زہر قاتل ہی اسکی آفت سی آدمی کم بچتا ہی اور

ظهر له الحق معها الا تری ان قریشا لاجل العوائد التی الفتها نفوسهم انکروا علی النبی صلی الله علیه وسلم

اسپر حق کم ظاہر ہوتا ہی کیا معلوم نہین کہ قریش نی فوایدہی کی ماری جسمین انکی دل لگی ہوئی تہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احکام سی انکار کیا

ماجاء به من الهدی والبیان وکان ذلك سبب الکفرهم وطغیانهم حتی قالوا فی حقه علیه السلام

[illegible] سراسر ہدایت اور بیان تہی اسی سبب سی وہ کافر ہوی اور طاغی ٹہری یہانتک کہ نبی علیہ السلام کی حق میں کہا سو کہا

ما قالوا لسبب ما تربوا علیه ونشئوا فیه ولذلك کان ابن مسعود یقول ایاکم وما یحدث من البدع

[illegible] جسمین پرورش پائی تہی اور جوان ہوئی تہی اسی لئی ابن مسعود کہا کرتی تہی بچو تم احداث بدعات سی

[illegible] الدین لا یذهب من القلوب بمرة ولکن الشیطان یحدث لکم بدعا حتی یذهب الایمان

[illegible] دین دلون کی اندر سی ایکہی دفعہ نہین جاتا رہیگا لیکن شیطان عباری [illegible] بدعتین پیدا کریگا یہانتک کہ ایمان

[illegible] فعلی [illegible] ینبغی للمؤمن ان لا یغتر ویستدل [illegible] نصمیمه علی شئ وکثرة عبادته [illegible]

[illegible]

[illegible] من تصمیمه [illegible] وعدم رجوعه [illegible] سلوکه [illegible]

[illegible]

[illegible] ونقصه [illegible] علیه [illegible] من حیث [illegible] بین قوم [illegible]

[illegible]

[illegible] المخالطة اثر عظیم فی تصمیم شئ حقا [illegible] التصمیم [illegible]

[illegible] تقسیم [illegible] اثر ہوتا ہی کیا معلوم نہین

[illegible] من ذوی الجهل المرکب کالیهود والنصاری ومن فی معناهم [illegible] الحذر من [illegible] السم القاتل

[illegible] میں پائی جاتی ہی جیسی یہود اور نصاری اور جو لوگ انکی مثل ہین اپس بچو بچو اس زہر قاتل سی

[illegible] الی الحق مستفیضا لخلاص مهجتك بالاتباع وترك الابتداع فان الاتباع افضل عمل یعمله

[illegible] حق کی طرف واسعی خلاصی اپنی جان کی اتباع کی فیض اور بدعت کی چہوڑنی سی بیشک اتباع سنت آدمی کی واسطی

[illegible] هذا الزمان لشیوع العمل علی خلاف السنة منذ زمان طویل فلا بد لك ان تکون شدید التوقی

[illegible] تمام [illegible] بدعت برخلاف سنت پہیل رہا ہی سو تجہکو ضرور ہی کہ بدعات اور محدثات امور سی بہت بچی

[illegible] محدثات الامور وان اتفق علیه الجمهور فلا یغرنك اتفاقهم علی ما احدث بعد الصحابة بل ینبغی

[illegible] اگرچہ اوس [illegible] پر بہت خلقت نی اتفاق کیا ہو سو انکی اتفاق سی بدعات پر جو بعد صحابہ کی نکلی ہین فریب نہ کہا بلکہ تجہکو

[illegible] التفتیش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الی الله تعالی اشبههم بهم

[illegible] اور عمال کی تلاش میں رہی کیونکہ سب میں بڑا عالم اور مقرب الہی وہ ہی جو انکی زیادہ مشابہت رکہتا ہو

[illegible] منهم اخذ الدین وهم اصول فی نقل الشریعة عن صاحب الشرع وقد جاء فی الحدیث

[illegible] کہ دین انہی سی حاصل ہوا ہی اور وہ ہی اصل ہین [illegible] شریعت کی نقل مین صاحب شرع سی اور حدیث میں آیا ہی

اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم والمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان المتمسك به قليلا والمخالف

کہ جب آدمیوں میں اختلاف پڑی تو لازم پکڑو انبوہ کثیرہ کو اور اس سی مراد لازم کر لینا حق کا اور اتباع اوسکا ہی اگرچہ متمسک بہ قلیل ہو اور مخالف

له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبرة الى كثرة الباطل بعدهم وقد قال فضيل بن

کثیر ہو اسواسطی کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ تھی اور بعد صحابہ کی انبوہ باطل کا کچھ اعتبار نہیں ہی اور فضیل بن عیاض نی

عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال

یہہ مضمون بیان کیا ہی اختیار کر طریقہ ہدایت کا اور تجھکو کچھ نقصان نہیں ہی کم ہونا سالکین سی اور بچتا رہ گمراہی کی رستوں سی اور فریب میں نہ آ ہلاک ہونیوالوں کی کثرت سی اور

بعض السلف اذا وافقت الشريعة ولاحظت الحقيقة فلا تبال وان خالف رايك جميع الخليقة وقال ابن

بعض متقدمین نی کہا ہی اگر تو شریعت کی موافق ہی اور حقیقت کو دیکھ چکا تو پہر کچھ پرواہ نہیں ہی اگرچہ تیری رائی کا تمام عالم مخالف ہو اور ابن مسعود نی

مسعود انتم فی زمان خيركم المسارع فی الامور وسياتی زمان بعدكم خيرهم فيه المثبت المتوقف لكثرة

کہا ہی تم ایسی زمانہ میں ہو کہ تم میں بہتر وہ ہی جو جلدی کری کاموں میں اور تمہاری بعد زمانہ آتا ہی اوس زمانہ میں بہتر سب سی ثابت رہنی والا توقف کرنیوالا ہی بسبب کثرت

الشبهات قال الامام الغزالی ولقد صدق لان من لم يثبت فی هذا الزمان ووافق الجماهير فيما هم فيه وخاض

شبہات کی امام غزالی کہتی ہیں البتہ سچ کہا ہی اسواسطی کہ جو اس زمانہ میں قایم نرہا اور انبوہ کی ساتھ ہوگیا جسمیں وہ لگی ہوئی تہی اور لگ گئی

فيما خاضوا فيه يهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة و

باتیں بانی لگا تو ہلاک ہوگا جیسی وہ ہلاک ہوئی کیونکہ دین کی اصل اور خوبی درستی عبادت اور تلاوت کی کثرت سی اور

المجاهدة بالجوع وغيره وانما هو باحترازه من الآفات والعاهات التی تاتی عليه من البدع والمحدثات

بہوک کی مسقت اوٹہانی سی نہیں ہی بلکہ دین کی خوبی آفات اور صدمات سی بچانی میں ہی جو اوسپر بدعتیں اور نئی نئی معاملات کرتی ہی

فانها لكثرتها وشيوعها صارت كانها من شعائر الدين او من الامور المفروضة علينا فليتنا

البتہ یہہ بدعتیں اس کثرت سی پہیلی ہیں کہ گویا دین کا تمغہ اور نشان ہوگئیں یا ایسی کہ گویا ہمارے اوپر فرض ہیں کاشکی ہم

كنا نباشرها على انها بدعة اذ لو كان كذلك لرجی من التوبة والاستغفار ولكنا اخذناها طاعة

یہہ بدعات بدعت ہی جان کر عمل میں لاتی اگر ایسا ہوتا تو البتہ ہمسی توبہ اور استغفار کی امید ہوتی پر ہمنی تو بدعات کو طاعت

وعبادة وجعلناها دينا لنا مقتفين فی ذلك اثار من سهى او غلط او غفل من بعض من تقدمنا

اور عبادت اور اپنا دین بنا لیا ہی اسی باب میں ہمنی پیروی متقدمین میں سی اون لوگوں کی کی ہی جنہوں سہو کیا یا غلطی کہائی یا غفلت کی

وجعلناه قدوة فی ديننا فاذا جاء احد وانكر علينا ما ارتكبناه من تلك الامور فان كان ممن له توقير

اور ہمنی اونکو اپنی دین کا پیشوا ٹہرالیا اب اگر کوئی آکر ہمپر ان بدعات کی کرنی پر اعتراض کری یا برا بتادی پہر اگر وہ معترض ایسا ہی کہ جسکی ہمارے دلمیں

فی قلوبنا نقول له هذا جائز ذهب الى جوازه فلان وتذكر له بعض من تقدمنا ممن سهى او غلط

عزت ہی تو اوسکو یہہ جواب دینگی صاحب یہہ تو جایز ہی فلانا شخص اسکی جواز کا قائل ہوا ہی اور اوسی کا نام لیدینگی جو ہم سی پہلی سہو کر چکا ہی یا غلطی کہا چکا

او غفل وان كان ممن لا توقير له فی قلوبنا يسمع منا ما لا يظنه ولا يخطر بباله كل ذلك بسبب الجهل

یا غفلت کی ہی اور اگر وہ معترض ایسا ہی کہ ہمارے دلوں میں اوسکی عزت نہیں تو ہمسی وہ وہ سنیگا کہ نہ اوسکی گمان میں تہی نہ دلمیں خیال تہا یہہ سب بسبب ہماری جہل

المركب فينا لانا لو رايناعلى انفسنا على ما هی عليه من الجهل لقبلنا جواب من ارشدنا الى الحق وما اتهمنا

مرکب ہوتی ہی اسواسطی کہ ہم اگر اپنی جہل مرکب ہونی کو جانتی سو بجز اسکی سب دوسری شخص کا جسنی ہمکو راہ حق بتلایا مان لیتی اور اوس شخص کی بات کو

معنى ارشادنا اد تنقل حجة فی ديننا اذ لا يجوز ان يقلد الانسان فی دينه الا من هو معصوم وهو صاحب الشريعة

جس نی سہو کیا یا غلطی کہائی یا غفلت کی اپنی دین میں حجت قایم کرلیتی کیونکہ جایز نہیں کہ آدمی اپنی دین میں مقلد ہوی کسی معصوم کی کہ وہ صاحب شریعت ہی

او من شهد له صاحب الشريعة بالخير وهم القرون الثلثة الذين اقتضت حكمة الشارع ان
يا جنکی حق میں صاحب شریعت نی شہادت خیر کی دی ہو اور وہ تینوں قرن ہیں جنہیں سی موافق اقتضا حکمت شارع کی
يختص كل قرن منهم بفضيلة فالقرن الاول خصهم الله بمزية لا سبيل لاحد ان يلحقهم فيها فانه
ہر ہر قرن ایک ایک فضیلت سی مخصوص ہی پس قرن اول کو اللہ تعالی نی خاص کیا ہی ایسی فضیلت سی کہ اوسمیں کوئی اونکی برابری نہیں کرسکتا کیونکہ اللہ
تعالى خصهم لروية نبيه وبمشاهدة نزول القران عليه والهمهم حفظه حتى لا يكون حرف واحد منه
تعالی نی انکو خاص کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سی اور نزول قرآن کی مشاہدہ سی اور انکو الہام کیا قرآن کی حفاظت کا یہاں تک کہ اوسمیں سی ایک حرف
ضايعا فجمعوه ويسروه لمن بعده فحفظوا احاديث نبيهم في صدورهم واثبتوها على ما ينبغي فحصل لهم
ضایع نہیں ہوا اور اوسکو جمع کرکر پچھلوں پر آسان کیا پھر یاد کیا فرمودہ اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی دلوں میں اور ثابت رکھا جیسا کہ بایدو شاید سو اونکی واسطی
في اقامة هذا الدين حظ كثير لا يمكن الاحاطة به ولا يصل احد اليه فجزاهم الله تعالى عن امة نبيهم
اس دین کی قایم رکھنی میں بڑا ہی ثواب حاصل ہوا کہ احاطہ سی باہر ہی اور کوئی اونکی مرتبہ کو نہیں پاسکتا اونکو اللہ تعالی امت نبی علیہ السلام کی طرف سی
خير جزاء ثم عقبهم التابعون فجمعوا ما كان من الاحاديث ومسائل الدين متفرقا وانقلوا الاحكام
اچھی جزا عنایت کری پھر اونکی بعد تابعین پیدا ہوئی اونہوں نی تمام حدیثیں اور دینی مسائل متفرقہ جمع کئی اور احکام دین
والتفسير من الصحابة حتى كان احدهم يرتحل في طلب الحديث الواحد والمسئلة الواحدة مسيرة
اور تفسیر صحابہ سی روایت کی یہاں تک کہ بعضا واسطی تلاش ایک حدیث اور ایک مسئلہ کی
شهر او شهرين وضبطوا امر الشريعة اتم ضبط فحصل لهم في اقامة هذا الدين ايضا فضل كثير ثم عقبهم
ایک ایک دو دو مہینی کا سفر کرتا تہا اور احکام شریعت کو خوب ہی ضبط کیا انکو بہی دین کی قایم کرنی میں بڑی فضیلت حاصل ہوئی پہر اونکی بعد
تابعوا التابعين الذين ظهر فيهم الفقهاء المرجوع اليهم في النوازل فوجدوا القران مجموعا ميسرا و
تابعیوں کی تابع پیدا ہوئی جنمیں فقہاء ظاہر ہوئی جنکی سامنی حوادثات پیش کئی جاویں اونکو قرآن جمع کرایا آسانی سی ہاتھ آیا اور
وجدوا الاحاديث قد احرزت وضبطت فتفقهوا في القران والاحاديث على مقتضى قواعد
احادیث جمع اور ضبط کی ہوئی پائیں سو اونہوں نی احکام موافق اقتضاء قواعد شریعت کی قرآن اور احادیث سی
الشريعة واستنبطوا منهما احكاما على مقتضى الاصول وعينوا وجوه الدلالات ويسروها على الناس
استنباط کئی اور اصول کی موافق بہت احکام نکالی اور دلالت کی طریقی مقرر کئی اور اونکو اور لوگوں پر آسان کردیا
وانتظم الحال واستقر دين الامة المحمدية بسببهم فحصل لهم في اقامة هذا الدين خصوصية
اور اونکی سبب سی حال منتظم اور دین امت محمدی کا درست ہوگیا ان صاحبوں کو بہی اس دین کی اقامت سی ایک خصوصیت حاصل ہوئی
ايضا فلما مضوا سبيلهم اتى من بعدهم فلم يجدوا وظيفة يقوم بها بل وجد الامر على اكمل الحالات
جب یہ لوگ بہی گذر چکی تو اونکی بعد کی خلقت پیدا ہوئی تو اونکو ایسا کوئی وظیفہ نہ ملا جسکی درستی میں لگیں بلکہ انکو دین کامل تر حالات پر ملا
فلم يبق له الا ان يحفظ ما استنبطوه وبينوه ولا يحصل له خير الا باتباعهم وتقليدهم وبقائه في
انکا اتنا ہی کام ہی کہ جو پہلی لوگ جو احکام وغیرہ نکال گئی ہیں اوسکو یاد اور محفوظ رکہیں انکی حق میں بہتر یہی ہی کہ انہوں کی رستہ پر چلیں اور انکی مقلد اور اونکی
ميزانهم فان ظهر لهم فقه غير فقههم فهو مردود عليه الا ان يكون مسالة لم يقع بيانه في زمانهم لا بالفعل و
وضع پر قایم رہیں اگر کوئی حکم انکی احکام کی مخالف ظاہر کریں تو سب مردود ہی ہاں اگر ایسی حادثہ کا ہو کہ جسکا بیان اونکی زمانہ میں نہیں ہوا نہ فعل سی اور
لا بالقول فحينئذ ينبغي له ان ينظر فيه على مقتضى قواعدهم في الاحكام الثابت عنهم فاذا كان على مقتضى
نہ قول سی اب یہ چاہئی کہ اوس حکم میں اونکی قواعد کی موافق جو احکام میں ثابت کرگئی ہیں غور اور تامل کریں پہر اگر وہ حکم اونکی

اصولهم يقبل عنه والا فلا لان كل من أتى بعدهم يقول في بدعة انها مستحبة ثم يأتي على ذلك بدليل

قاعدہ اور اصل کی موافق ہو تو مقبول اور منظور ہی اور نہیں تو نہیں اسواسطی جو اونکی بعد پیدا ہوتا گیا ہی بدعت کو مستحسن کہتا رہا ہی پھر اوسپر ایک دلیل اونکی

خارج عن اصولهم فذلك غير مقبول منه لان التقليد والاقتداء بالغير بمجرد حسن الظن انما يجوز

اصول سی مخالف قایم کردیتا ہی سو یہہ دلیل اوسکی مقبول نہیں ہی اسواسطی کہ تقلید اور پیروی غیر کی صرف نیک گمان سی

لمن كان مجتهدا عدلا لا لمن كان مقلدا لكن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طويل انحصر طريق

مجتہد عادل ہی کی جایز ہی مقلد کی جایز نہیں ہی لیکن چونکہ اجتہاد ایک مدت درازسی نہیں ہی تو طریقہ

معرفة مذهب المجتهد في نقل كتاب معتبر متداول بين العلماء لمن كان قادرا على استخراجه

مجتہد کی مذہب دریافت کرنیکا بواسطہ نقل معتبر کتاب کی ہی جو علماء مین مستعمل ہوتی رہی ہو ایسی کی لئی جو اوسکی استخراج پہ قادر ہو

او اخبار عدل موثوقا به في علمه وعمله لمن لم يكن قادرا على استخراجه فلا يجوز العمل بكل كتاب

یا بواسطہ بیان عادل کی ہی جسکی علم اور عمل پر اعتماد ہو یہہ ایسی کی واسطی جو قدرت استخراج کی نرکہتا ہو سو ہر کتاب پر عمل جایز نہیں ہی

اذ ظهر في هذا الزمان كتب جمعها ضعفاء الرجال من غير معرفة بحقيقة الحال ولا بقول كل عالم

اسلئی کہ اس زمانہ مین بہت کتابین ایسی ہین کہ جو ضعیف لوگون نی بدون دریافت حقیقت حال کی جمع کین ہین اور نہ ہر عالم کی کہنی پر عمل جایز ہی

اذ غلب الفسق في الناس بعد القرون الثلثة فالمستور في حكم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة

اسواسطی کہ بعد قرون ثلثہ کی لوگون مین فسق غالب ہوگیا ہی پس مرد مستور الحال بہی فاسق کی مثال ہی پس ضرور ہی کہ عدالت صدق کو غالب کرنیوالی

لجانب الصدق ثم ههنا قاعدة مقررة لا بد من معرفتها وهي ان المسئلة الفقهية اذا نقلت

موجود ہو پہر یہان ایک قاعدہ ٹھرا ہوا ہی اوسکی دریافت کرنا ضرور ہی وہ یہہ ہی کوئی مسئلہ فقہی اگر نقل کیا جاوی

ينبغي ان ينظر فيها فان كان ماخذها معلوما مشهورا من الكتاب والسنة والاجماع فلا نزاع

تو اوسمین نظر کرنی چاہئی پہر اگر اوسکا اصل اور ماخذ معلوم اور مشہور ہو کتاب اور سنت اور اجماع سی تو اوسمین کسیکو

فيها لاحد وان لم يكن ماخذها معلوما بل كانت اجتهادية فان كان ناقلها مجتهدا يلزم على من

کچہہ خلاف نہین ہی اور اگر اوسکا ماخذ معلوم نہین ہی بلکہ وہ مسئلہ اجتہادی ہو پہر اگر اوسکا ناقل مجتہد ہی تو مقلد پر لازم ہی

كان مقلدا ان يتبعه ولا يلزم عليه ان يطلب منه دليلا لان كلام المجتهد دليل له وان لم يكن

کہ اوسکا اتباع کری اور دلیل طلب کرنی لازم نہین ہی اسلئی کہ مجتہد کا قول ہی اوسکی دلیل ہی اور اگر

ناقلها مجتهدا بل كان مقلدا فان نقلها من المجتهد فاثبت نقله منه يلزم الاتباع فيها ايضا

اوسکا ناقل مجتہد نہین بلکہ مقلد ہی پہر اگر اوسنی کسی مجتہد سی نقل کیا ہی اور نقل بہی ثابت کردی تو اوسمین بہی اتباع لازم ہی

وان لم ينقلها من المجتهد بل نقلها من قبل نفسه او من مقلد آخر او اطلق فان بين فيها دليلا شرعيا

اور اگر مجتہد سی نقل نہین کیا بلکہ اپنی طرف سی نقل کیا ہی یا اور مقلد سی نقل کیا ہی یا نام کسیکا نہین لیا پہر اگر اوسمین کوئی دلیل شرعی

فلا كلام فيها حينئذ وان لم يبين ينظر ان كان كلامه موافقا للاصول والكتب المعتبرة ولم يكن فيها خلاف

بیان کی ہی تو اوسمین اب بہی کچہہ کلام نہین ہی اور اگر دلیل نہین بیان کی تو اوسمین تامل کیا چاہئی اگر اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مطابق ہی اور اوسمین خلاف بہی نہین ہی

يجوز العمل بها لكن ينبغي للعامل بها ان لا يقف في مقام تقليده بل يطلب منه دليلا على ما نقل وان كان

تو اوسپر بہی عمل جایز ہی لیکن عمل کرنیوالی کو چاہئی کہ صرف تقلید پر نہ رہ جاوی بلکہ اوس منقول پر اوس سی دلیل طلب کری اور اگر

كلامه مخالفا للاصول والكتب المعتبرة فلا يلتفت اليه اصلا اذ قد صرح العلماء بان ما لا يعلم

اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مخالف ہو تو اوس طرف کچہہ توجہ نہین ہی اسواسطی کہ علماء صاف کہہ چکی ہین جس مسئلہ کی صحت نہ معلوم ہو

صحته لا يصح اتباعه وان لم يعلم بطلانه فضلا عما علم بطلانه المجلس التاسع عشر في

اسکا اتباع صحیح نہیں ہی اگرچہ بطلان بھی نہ معلوم ہو چہ جائیکہ اوسکا بطلان معلوم ہو انیسوین مجلس

بيان بدعية صلوة النوافل بالجماعة كالرغائب وغيرها قال رسول الله صلى

اس بیان مین نفلون جماعت سی پڑہنا بدعت ہی جیسی صلوۃ رغایب وغیرہ فرمایا رسول الله صلی

الله عليه وسلم في خطبة يوم النحر في حجة الوداع ان الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق السموات

الله علیه وسلم نی یوم النحر کو حجۃ الوداع کی خطبہ مین بیشک زمانہ اوسی ہیئت پہ پہرگیا کہ جسدن پیدا کیا الله نی آسمانون

والارض السنة اثنا عشر شهرا منها اربعة حرم ثلث متواليات ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب

اور زمین کو سال بارہ مہینہ کا ہی اونمین سی چار مہینی حرام یعنی عزت کی ہین تین تو پے درپے ہین ذیقعد اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب

مضر فرد الذي بين جمادى وشعبان هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو بكرة ومعناه ان الزمان

مضر والا اکیلا ہی جو درمیان جمادی الثانی اور شعبان کی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوبکرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ زمانہ

الذي انقسم الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره

جسکی مہینی اور برس ہوا کیے ہین ویسی کہ اصل مین تہا پہر ہوگیا اور سال بہی اوسیہی اصلی حساب پہ ہوگیا جو الله تعالی نی اختیار کیا ہی

الله تعالى يوم خلق السموات والارض وعاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله

جسدن کہ آسمانون اور زمین کو پیدا کیا تہا اور حج بہی ماہ ذیحجہ مین ہوگیا بعد ازان کہ کفار جاہلیت نی اوسکی محل سی اسکو ہٹا دیا تہا

بالنسيء الذي احدثوه وهو النسيء الذي ذكره الله تعالى في كتابه وقال انما النسيء زيادة في الكفر

نسی کا نیا طریقہ نکالکر اور وہ ہی نسی ہی جسکو الله تعالی اپنی کتاب مین ذکر کرتا ہی اور فرمایا یہہ جو مہینہ ہٹا دینا ہی سو بڑہانا ہی کفر مین

ومعناه تاخير تحريم شهر الى شهر اخر فانهم في الجاهلية كانوا يعظمون الاشهر الحرم وراثة من ابرهيم

اسکی معنی ٹلا دینا ایک مہینی کی تحریم کا دوسری مہینی پہ سبب کہ کفار جاہلیت میں اشہر حرام کی تعظیم ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کی عہد سی

واسمعيل عليهما السلام وكانوا يحرمون فيها القتال حتى احدثوا النسيء فغيروا التحريم لانهم بسبب كون

کرتی چلی آتی تہی پشت در پشت اور ان مہینون مین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی یہان تک کہ اون کفار نی نسی کا طریقہ نکالا اور تحریم کو بدل ڈالا کیونکہ اکثر گذران

عامة معاشهم من الغارة كانوا اصحاب حروب وغارات فاذا جاء شهر حرام وهم في حرب كان يشق عليهم

اور معاش اونکی اوس پہ تہی اور وہ لڑائی پہ رہتی تو اونکو اوس لڑائیکا ترک کرنا دشوار ہوتا تہا اور بڑی لڑنیوالی اور لٹیری تہی جب مہینہ حرام آجاتا

ترك الحرب فيحلونه ويحرمون مكانه شهرا اخر حتى رفضوا خصوص الاشهر واعتبروا مجرد العدد وربما

پہر اوس مہینہ کو حلال کرلیتی ہی اور اوسکی جگہہ اور مہینہ کو حرام ٹہرا دیتی تہی یہان تک خصوصیت ان مہینون کی ترک کردی صرف گنتی کا اعتبار رکہا اور بعضی وقت

زادوا في عدد شهور السنة وجعلوها ثلثة عشر او اربعة عشر ليتسع لهم الوقت ولذلك ورد التنصيص

گنتی برس ان کی بڑہا دیتی کہ ایک برس تیرہ مہینہ کا اور چودہ مہینہ کا ٹہرا دیتی تاکہ وقت مین گنجایش ہوجا اسیواسطی حدیث مین کہول کر

على العدد ... بانه عليه السلام بين فيه ان السنة اثنا عشر شهرا وانها في شرعه مقدرة

گنتی کو بیان کیا ... اور ہماری شرع مین اندازہ ... بارہ مہینہ کا ہوتا ہی

بسير القمر ... من هذه الاشهر القمرية اربعة حرم ثلثة منها متواليات

چاند کی رفتار کی ... اور انہین تو مہینون مین سی چار مہینہ حرام ہین تین اونمین سی پے درپے ہین

وهي ذو القعدة ... واحد فرد وهو رجب وانما اضيف الى مضر في الحديث لان قبيلته

یعنی ... اور حدیث مین اس مہینہ کو مضر کی طرف اس لئی نسبت کیا ہی کہ قبیلہ مضر

كانت تزيد في تعظيمه واحترامه ولذلك نسب اليهم وقد كان فيه لاهل الجاهلية احكام منها
اسکی تعظیم اور حرمت بہت کرتا تہا واسطی اونکی طرف منسوب ہوگیا اس مہینہ مین اہل جاہلیت کی بہت احکام تہی ایک یہہ حکم تہا

انهم كانوا يحرمون فيه القتال على ما سبق وكان تحريمه جاريا في ابتداء الاسلام واختلف
کہ اسمین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی چنانچہ اوپر گذرا اور یہہ تحریم ابتداء اسلام مین بہی جاری تہی اور اسکی قایم رہنی مین علماء کو

العلماء في بقائه فذهب الجمهور الى نسخه واستدلوا عليه بان الصحابة اشتغلوا بعد النبي عليه السلام
اختلاف ہی جمہور کی نزدیک منسوخ ہی اس دلیل سی کہ صحابہ رضی اللہ عنہ بعد نبی علیہ السلام کی فتح بلاد مین مشغول رہی

بفتح البلاد ومواصلة القتال والجهاد فلم ينقل عن احد منهم انه توقف على القتال في شيء من الاشهر
اور قتال اور جدال برابر کرتی رہی کسی ہی یہہ منقول نہین ہوا کہ اشہر حرام مین سی کسی مہینی مین جنگ مین توقف کیا ہو

الحرام وهذا يدل على اجماعهم على نسخه ومنها انهم كانوا في الجاهلية يذبحون فيه ذبيحة يسمونها
یہہ دلالت کرتا ہی کہ بالاجماع تحریم منسوخ ہوئی اور ایک یہہ حکم تہا کہ کفار جاہلیت مین اسمین قربانی ذبح کرتی تہی اسکا نام عتیرہ رکہہ چہوڑا تہا

عتيرة واختلف العلماء في حكمها بعد الاسلام فالاكثرون على ان الاسلام ابطلها لما ثبت في
اوسکی حکم مین بہی بعد اسلام کی علماء نی اختلاف کیا ہی اکثر علماء کا یہہ قول ہی کہ اسلام نی اسکو باطل کردیا چنانچہ

الصحيحين عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا فرع ولا عتيرة والفرع بفتحتين اول ولد تلده الناقة
صحیحین مین ابو ہریرہ کی روایت سی ثابت ہی کہ آپ نی فرمایا نہ فرع ہی اور نہ عتیرہ اور فرع ساتہہ زبر فا اور را کی پہلا بچہ جو اونٹنی جنی

وكان اهل الجاهلية يذبحونه لالهتهم في الجاهلية ويتبركون به والعتيرة ذبيحة كانت تذبح
اور اہل جاہلیت اوسکو اپنی بتون کی نام پر برکت کی واسطی جاہلیت مین ذبح کیا کرتی تہی اور عتیرہ ایک قربانی تہی

في العشر الاول من رجب وتسمى رجبية وكان يتقرب بها اهل الجاهلية في الجاهلية واهل الاسلام
جو رجب کی پہلی دہی مین ذبح کرتی تہی اسکا نام رجبیہ تہا اہل جاہلیت جاہلیت مین اسکو ثواب جانتی تہی اور اہل اسلام بہی

في صدر الاسلام ثم نسخت بحديث لا فرع ولا عتيرة وقد روي عن الحسن انه قال ليس في الاسلام
ابتداء اسلام مین پہر یہہ اس حدیث سی لا فرع ولا عتیرۃ منسوخ ہوگیا اور حسن سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا اسلام مین عتیرہ نہین ہی

عتيرة وانما كانت العتيرة في الجاهلية كان احدهم يصوم رجب ويعتر فيه وشبه الذبح فيه
عتیرہ جاہلیت کی مین تہا بعضا اونمین سی رجب مین روزہ رکہتا اور عتیرہ ذبح کرتا اور رجب مین ذبح کرنیکو تشبیہ دی ہی کہ

باتخاذه موسما وعيدا وروي عن طاؤس انه قال لا تتخذوا شهرا عيدا ولا يوما عيدا واصل هذا
گویا موسم اور عید بنایا ہی اور طاؤس سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مت بناؤ کسی مہینہ کو عید اور نہ کسی دن کو عید اور اسکی اصل یہہ ہی

ان المسلمين لا يجوز لهم ان يتخذوا وقتا من الاوقات عيدا الا ما جاءت الشريعة باتخاذه عيدا
کہ مسلمانون کو جایز نہین ہی کہ کسی وقت کو وقتون مین سی عید ٹہرائین سوا اوسکی جو شریعت مین عید ٹہر چکا ہی یعنی ہر ہفتہ مین

وهو في الاسبوع يوم الجمعة وفي العام يوم الفطر ويوم الاضحى وايام التشريق واما ما عدا ذلك
جمعہ کا دن اور ہر سال مین دن عید الفطر کا اور دن بقرہ عید کا اور ایام تشریق کی اور جو ان دنونسی سوا ہین

فاتخاذه عيدا وموسما بدعة لا اصل له في الشريعة المحمدية بل من اعياد المشركين وقد كانت لهم
سو اونکا عید اور موسم ٹہرانا بدعت ہی شریعت محمدی مین اوسکی کچہہ اصل نہین ہی بلکہ مشرکون کی عید ہی اور مشرکون کی

اعياد زمانية واعياد مكانية فلما جاء الاسلام ابطلها الله تعالى وعوض عن اعيادهم الزمانية
بہت عیدین تہین زمانی بہی اور عیدین مکانی بہی پہر جب اسلام آیا تو اللہ تعالی نی سب باطل کردی اور عوض مین اونکی زمانی عید کی

في الكتب المعتبرة كالكافي وغيره ان الفقهاء اتفقوا على كراهة الجماعة في النوافل عدا التراويح والكسوف والخسوف

جیسی کافی وغیرہ صاف مذکور ہی کہ فقہاء بالاتفاق قائل ہین کہ سوای تراویح اور صلوۃ کسوف اور خسوف

والاستسقاء اذا كان سوى الامام اربعة وقالوا ان التطوع بالجماعة انما يكره اذا كان على سبيل التداعي بان

اور استسقاء کی نفلون کی جماعت مکروہ ہی اگر سوای امام کی چار آدمی ہوجاوین اور کہتی ہین کہ نوافل جماعت سی جب مکروہ ہین کہ وہ جماعت بطور اجتماع کی ہو ایسا

يجتمع جماعة في الثلثة ويقتدوا بواحد واما لو اقتدى واحد او اثنان بواحد لا يكره وفي الثلثة اختلاف و

کہ تین سی زیادہ جمع ہو کر ایک امام کی اقتدا کرلین اور اگر ایک مقتدی ایک امام ہو یا دو مقتدی ایک امام ہو تو مکروہ نہین ہی اور تین مقتدی ہون تو اسمین اختلاف ہی

في الاربعة يكره اتفاقا وقد ثبت في الاصول ان الاداء بالجماعة فيما شرعت فيه الجماعة كالمكتوبات والجمعة و

اور چار مقتدی ہون تو بالاتفاق مکروہ ہی اور اصول مین ثابت ہوچکا ہی کہ ادا کرنا نماز کا جماعت سی جن نمازون مین جماعت جایز ہی جیسی فرایض پنجگانہ اور نماز جمعہ

العيدين والتراويح والوتر في رمضان اداء كامل وفي غيرها عيب ونقصان بمنزلة الاصبع الزائدة وتلك الصلوة

اور عیدین اور تراویح اور وتر رمضان مین درجہ اداء کامل ہی اور انکی سوا اور نمازین جماعت سی عیبدار اور ناقص ہین جیسی چھٹی انگلی اور یہہ نماز

ليست منها فيكون التجميع فيها عيبا ونقصانا ولو بعد النذر لان التنفل بالجماعة مكروه ومعصية والنذر

اون نمازون مین داخل نہین ہی پس جماعت سی نماز کی عیب اور نقصان ہی اگرچہ منت مانی ہو اسلئی کہ نفلین جماعت سی مکروہ اور گناہ ہی اور منت کرنی

بالمعصية لا يجوز ولا يلزم الوفاء به لما ثبت في صحيح البخاري عن عائشة انه عليه السلام قال من نذر

گناہ کی جایز نہین ہی اور اوسکا پورا کرنا بہی لازم نہین ہی اسواسطی کہ صحیح بخاری مین حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی طاعت

ان يطيع الله فليطعه ومن نذر ان يعصي الله فلا يعصه هذا الحديث يدل على ان النذر انما يجب الوفاء به اذا

الٰہی کی منت مانی تو لازم ہی کہ پوری کری اور جسنی معصیت کی منت مانی معصیت ہرگز پوری نکری تو یہہ حدیث اسپر دلالت کرتی ہی کہ نذر جب ہی پوری کرنی واجب ہوتی ہی کہ

كان في طاعة الله تعالى والمراد بطاعة الله ههنا ما ليس بواجب ولا معصية لان النذر مفهوم الشرعي ايجاب

طاعت الٰہی کی ہو اور مراد طاعت سی اسجگہ وہ ہی جو واجب نہو اور نہ معصیت ہو اسواسطی کہ شرع مین نذر کی معنی واجب کرلینا

المباح فلا ينعقد في الواجب ولا في المعصية بل ان وقع في المعصية يحرم الوفاء به ويلزم الكفارة كما في اليمين

مباح کا ہی پس امر واجب اور گناہ مین نذر ذمہ پر نہین آتی بلکہ اگر معصیت کی نذر مانی تو اوسکا پورا کرنا حرام ہی اور کفارہ لازم ہوجاتا ہی جیسی قسم مین

لان حكمه حكم اليمين عند كثير من العلماء منهم ابو حنيفة واصحابه وحجتهم ما روي عن عائشة انه

اسواسطی کہ نذر اور قسم کا اکثر علماء کی نزدیک ایک حکم ہی امام ابو حنیفہ اور انکی یارون کا یہی مذہب ہی اور دلیل انکی وہ ہی حدیث ہی عائشہ کی روایت سی

عليه السلام قال لا نذر في معصية وكفارته كفارة يمين وفي حديث آخر رواه ابن عباس انه عليه السلام

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین ہی نذر معصیت مین اور اوسکا کفارہ مانند کفارہ قسم کی ہی اور ایک اور حدیث مین ابن عباس کی روایت سی ہی کہ آپ نی فرمایا

قال من نذر نذرا في معصية فكفارته كفارة يمين فان قيل صلوة التسبيح اصلها ثابت عن النبي عليه السلام

جسنی کہ کوئی منت گناہ کی مانی تو اوسکا کفارہ کفارہ قسم کا سا ہی اگر کوئی پوچھی صلوۃ التسبیح کی اصل تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت ہی

فهل يجوز اداؤها بالجماعة بعد النذر في هذه الليلة فالجواب ان الجماعة في النوافل لما كانت مكروهة كراهة تحريم

پس اسکا بہی جماعت سی ادا کرنا منت کی بعد اسی رات مین جایز ہی یا نہین اسکا جواب یہہ ہی جب نفلون مین جماعت مکروہ تحریمی ٹھہری

لكونها بدعة كان النذر بها مكروها ايضا فلا يجوز ارتكابه لا سيما مع وجود تخصيص الوقت بل تجب على الخلق

بسبب بدعت ہونی کی تو اسکی نذر بہی مکروہ ہی تو اب اسطور پر ادا کرنا جایز نہین ہی خاص ایسی حال مین کہ وقت بہی خاص کر رکہا ہو بلکہ خلق کی ذمہ

اتباع الحق وان لم يدركوا ما فيه من المصالح والاحتراز عن البدع والمحدثات وان لم يفهموا ما فيها من المفاسد

اتباع حق کا ہی اگرچہ اوسکی خوبیوں سی واقف نہون اور بدعت اور محدثات سی احتراز کرنا واجب ہی اگرچہ اوسکی مفاسد کو نہ سمجہتی ہون

فإن

فان مفاسدها کثیرة من جملتها ان کل ما احدث من الاعمال فی یوم من الایام او فی لیلة من اللیالی

کیونکہ اسکی مفاسد بہت ہیں چنانچہ انہیں سی ایک یہہ ہی کہ ہر بدعت عمل مخصوص کسی دن میں تمام ایام میں سی یا کسی رات میں تمام راتوں میں سی

لابد ان یکون من یعمل به معتقدا ان ذلك الیوم افضل من سائر الایام والعمل فیه افضل من العمل فی سائر

ضرور اسکی عمل کرنیوالیکا یہہ عقیدہ ہوگا کہ یہہ دن تمام دنوں میں افضل ہے اور اس دن میں عمل تمام اعمال سی جو اور دنوں میں ہو افضل ہی

الایام وان تلك اللیلة افضل من سائر اللیالی والعمل فیها افضل من العمل فی سائر اللیالی ولولا هذا الاعتقاد علی قلبه لما اقدم علی تخصیص

اور یہہ رات تمام راتوں میں افضل ہی اور اس رات میں عمل اور راتوں کی اعمال سی افضل ہی اسو طرح کہ اگر یہہ عقیدہ اوسکی دل میں ہوتا تو کبھی روزہ اوس دن کا خاص

ذلك الیوم بصیام وتلك اللیلة بقیام لان النبی علیه السلام نهی عن تخصیص بعض الاوقات بصلوة وصیام وحصر فی ذلك اذا لم یکن علی وجه التخصیص

کرتا اور کیوں اوس رات کا جاگنا خاص کرتا اسلئی کہ منع کیا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی خاص کرنا بعض وقتوں واسطی نماز کی یا روزہ کی اور اگر روزہ اور نماز کی خصوصیت کی ساتھ

کما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال لا تخصوا لیلة الجمعة بقیام من بین اللیالی ولا تخصوا

اسواسطی کہ روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ فرمایا نبی علیہ السلام نی کہ جمعہ کی رات کو واسطی جاگنی کی تمام راتوں میں سی مت خاص کرو

یوم الجمعة بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومه احدکم فعلم من هذا ان الفساد انما نشأ من تخصیص

روز جمعہ کو واسطی روزہ کی تمام دنوں میں سی مت خاص کرو مگر یہہ کہ آجاوی جمعہ بیچ روزہ کی جسکو رکھا کرتا ہو پس اس سی معلوم ہوا کہ یہہ فساد اسی سی پیدا ہوا کہ خاص کیا

ما لا اختصاص له فی الشرع وهذا المعنی موجود فیما نحن فیه لان الناس انما یخصون تلك اللیلة بما

ایسی وقت کو جسکی شرع میں کچھ خصوصیت نہیں ہی اور یہہ ہی خصوصیت موجود ہی بیچ اسکی جس میں ہم بحث کرتی ہیں کیونکہ لوگ رغائب اسواسطی خاص کرتی ہیں شب کو اس نماز کی واسطی

یفعلونه فیها لاعتقادهم ان لها فضیلة زائدة علی ما یفعله فی غیرها فلما لم یکن فیه فضیلة منع

اسی اعتقاد سی خاص کرتی [illegible] نماز اس رات میں ادا ہو کی دوسری فضیلت ہی اور عبادت پر جو اور دنوں میں ادا ہو اور جب اس میں کوئی خصوصیت

عن تخصیصه [illegible] لاعتقادی ان الصلوة فی تلك

وخصوصیت [illegible]

اللیلة [illegible] الصلوة فلا بد ان یکون باعثه

اور اس [illegible]

اما موافقة [illegible] وکون ذلك [illegible] ظاهر لان [illegible]

[illegible]

ریاء [illegible] بان یکون فاسقا

[illegible] فاسق

[illegible] اهل الزمان یصلون

[illegible]

[illegible] الصلوة فی هذه اللیلة [illegible] یکونوا بفعلهم هذا فساقا

[illegible] فاسق

[illegible] فی الدین [illegible] من عادتهم اذا انکر علیهم

[illegible] اس بدعت [illegible] اعتقاد [illegible] عادت [illegible] جب انکو منع کریں

ان یقولوا هذا خیر من [illegible] هذه اللیلة فان هؤلاء المساکین لو تاملوا تامل الانصاف

تو کہتی ہیں یہہ عبادت بہتر [illegible] اگر تامل کرکر انصاف کریں

لوجدوا هذا العمل اشد ضررا من فعل المعاصی لان من یفعل المعاصی یعلم حرمة ما فعل فربما یستغفر عنه
تو جانتی کہ یہہ عمل معاصی سی ضرر مین سخت تر ہی اسواسطی کہ جو شخص گناہ کرتا ہی تو جانتا ہی کہ جیسی گناہ واقع ہوا تو اکثر اس سی توبہ کر کر مغفرت مانگتا ہی
ویندم علیه ویحصل له الذلة والانکسار بخلاف هؤلاء فانهم باعتقادهم انها قربة وعبادة مشروعة
اور اوسپر شرمندہ ہوتا ہی اور اوسکو ذلت اور انکسار حاصل ہوتا ہی برخلاف اس گروہ کی یہہ گروہ اس اعتقاد کی سبب کہ یہہ ثواب اور عبادت مشروعہ ہی
فی الدین لا یستغفرون منها ولا یندمون علیها بل یحصل لهم المباهاة والافتخار وهذا ما یذکر عن ابلیس
دین مین نہ تو استغفار کرتی ہین اور نہ اوسپر شرمندہ ہوتی ہین بلکہ اونکو اوسپر ناز اور افتخار حاصل ہوتا ہی یہہ ہی ہی جو ابلیس سی حکایت کرتی ہین
انه قال قصمت ظهور بنی ادم بالمعاصی والاوزار وقصموا ظهری بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم
کہ کہتا ہی مینی بنی آدم کی پشت معاصی اور گناہ کی بوجہہ سی توڑ دی اور بنی آدم نی میری پشت توبہ اور استغفار سی توڑ دی مینی اونکی لئی
ذنوبا لا یستغفرون منها ولا یتوبون عنها وهی البدع فی صورة العبادة ولذلك قیل البدعة شر من الفسق
ایسی گناہ تجویز کئی ہین کہ نہ اونسی استغفار کرین اور نہ اونسی توبہ کرین یعنی بدعتین ظاہر مین عبادت اسی لئی کہتی ہین کہ بدعت فسق سی بدتر ہی
فان من یفعل البدعة یزعم انه فی طاعة وعبادة فیکون شاقا لله تعالی ولرسوله لاستحسانه ما کرهه
کیونکہ بدعتی اپنی تئین طاعت اور عبادت مین مصروف جانتا ہی سو یہہ اللہ تعالی پر اور اوسکی رسول پر دشوار گذرتا ہی کیونکہ یہہ نیک سمجھتا ہی جسکو
الشرع ونهی عنه وهو الاحداث فی الدین فانه تعالی قد شرع لعباده من العبادات ما فیه کفایة لهم واکمل
شرع نی برا جانا اور منع کیا یعنی بدعت دین کی باب مین بیشک اللہ تعالی مقرر کر چکا ہی اپنی بندون کی لئی اتنی عبادات جسمین انکو کفایت ہی اور کامل کر چکا ہی
دینهم واتم علیهم نعمته کما اخبره فی کتابه اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ فالزیادة
اونکا دین اور پوری کر چکا ہی اونپر اپنی نعمت چنانچہ اپنی کتاب مین اسکی خبر دی ہی آج کامل کیا مینی واسطی تمہاری دین تمہارا اور پوری کی تمپر اپنی نعمت پس کامل پر
علی الکمال نقصان واختلال ولیس لاحد ان یقول تلك الصلوة وان کانت بدعة الا ان فیها الاذکار وقراءة
کچھہ زیادہ کرنا نقصان ہوتا ہی اور عیب اور نہین ہوسکتا کہ کوئی یہہ کہی یہہ نماز اگرچہ بدعت ہی پر اس نماز مین اللہ کا ذکر ہی اور قرآن کی
القران فیرجی الثواب فی مقابلة تلك الاذکار والقراءة اذ یقال له ان تلك الصلوة لما کانت بدعة وضلالة کان الاذکار والقراءة
تلاوت ہی پس امید ہی کہ اس ذکر اور تلاوت قرآن کا تو ثواب ہو اسواسطی کہ جواب یہہ ہی یہہ نماز جب بدعت اور گمراہی ٹہری تو تمام ذکر اور تلاوت جو
الواقعة فیها من قبیل خلط الطاعات بالمعصیة وهو معصیة اخری اشد استقباحا من الاولی فیجب الاحتراز عنها وکذا لیس لاحد ان یقول لا منع من تلك
اوس نماز مین ہی اسی کو یا طاعات مین معصیت ملا جا دی اب پھر ایک اور معصیت ہی پہلی سی بھی بدتر سو اس سی بھی احتراز ہی کرنا چاہئی ایسی ہی نہین ہوسکتا جو کوئی یہہ کہی
الصلوة لقوله تعالی اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ولا ان یستدل علی خیریتها بما روی انه علیه السلام
اس نماز سی منع کرنا ہر مرتبت کی ممانعت نہین تو نی دیکھا وہ جو منع کرتا ہی بندی کو جب نماز پڑھی اور نہ یہہ مجال کہ کوئی استدلال کری اسکی خوبی پر اس حدیث سی کہ آپ نی
قال الصلوة خیر موضوع اذ یقال له ما قلت انما هو فی صلوة لا یخالف الشرع بوجه من الوجوه وتلك
فرمایا نماز خوب سی وضع کی ہوئی اسواسطی کہ یہہ جواب ہی کہ یہہ حدیث ایسی نماز کی حق مین ہی جو کسی وجہ سی شرع کی خلاف نہو اور یہہ
الصلوة مخالفة للشرع من وجوه علی ما ذکره العلماء فی تصانیفهم منها الاعتماد علی الحدیث الموضوع
نماز شرع کی خلاف کئی وجہ سی ہی جنانچہ علماء نی اپنی اپنی تصانیف مین ذکر کیا ہی ایک یہہ کہ وضع حدیث پر اعتماد کیا
فانه اذا ثبت کونه موضوعا یخرج من المشروعیة ویکون فاعله مستعملة من خدام الشیطان ومنها فعلها
کیونکہ جب ثابت ہو کہ وضعی ہو یعنی بنا ہوا تو مشروعیت سی خارج ہوئی اب اوسپر عمل کرنیوالا شیطان کا خادم ہی اور ایک یہہ کہ
بالجماعة مع ان الجماعة فی النوافل مکروهة فکیف فیها ومنها تخصیصها بلیلة الجمعة وقد ورد النهی عن تخصیص
جماعت سی ادا کرنا اور جماعت نفلون مین مکروہ ہی نہین کیون نہو اور ایک یہہ کہ خصوصیت شب جمعہ کی اور حال یہہ کہ نہی آچکی خاص کرنی

ليلة الجمعة بقيام ويومها بصيام ومنها اسراج السرج الكثيرة لاجلها وذلك لا يجوز لكونه تبذيرا
شب جمعہ کی واسطے جاگنی کی اور خاص کرنی دن جمعہ کی سی واسطے روزے کی اور ایک یہہ کہ اسکی لئی روشنی خوب کرتی ہین اور یہہ جایز نہین ہی کہ اسراف ہی
والتبذير حرام بنص القران ومنها اعتقاد العامة انها سنة بل كثير من العوام يعتقدون فرضا
اور اسراف حرام ہی نص قرآن سی ثابت　اور ایک یہہ کہ عوام اوسکو مسنون سمجھتی ہین　بلکہ اکثر عوام فرض جانتی ہین
حتى انهم يتركون الفرائض ولا يتركونها بل يعدونها راس جميع الصلوة المفروضة بسبب فعلها وحضورها
یہان تک کہ وہ لوگ فرض کو تو ترک کردین اور اس نماز کو نہ چھوڑین بلکہ اسکو تمام فرض نمازونسی افضل شمار کرتی ہین کیونکہ اوسکو پڑہتی ہین اور اسمین
بعض من الاكابر ممن لا يحضر الجماعة في المكتوبات ومنها اتخاذها وظيفة من وظائف الدين وشعيرة من
وہ عمدہ لوگ حاضر ہوتی ہین جو فرایض کی جماعت مین حاضر نہین ہوتی　اور ایک یہہ کہ اسکو ایک وظیفہ دین کی وظیفون مین سی　اور ایک نشان
شعائر المسلمين حتى ان الحكام ينبّهون الائمة والمؤذنين ان لا يغفلوا عنها في هذه الليلة بل يظهرون النداء
مسلمانی کی　نشانیون مین سی مقرر کیا ہی یہان تک کہ حاکم وقت امام اور مؤذن کو خبردار کردیتی ہین کہ ایسا نہو غفلت سی اس رات مین قضا ہو جاوی بلکہ منادی کرتی ہین
بان من لا يصليها يضرب ضربا شديدا ويعزلون الامام الذين يتخلف عنها كما جرى كل ذلك في بعض
کہ جو شخص اس نماز کو نہین پڑہیگا تو خوب پٹی گا　اور امام کو موقوف کردیتی ہین جو اتفاقا نہ پڑہی چنانچہ یہہ تمام حال بعضی وقتون مین
الاوقات في بعض البلاد فياليتهم فعلوا مثل ذلك في الفرائض والواجبات وهذه هي الفتنة التي قال فيها
بعضی شہرون مین گذرا ہی پس کاشکی ایسی تاکید فرایض اور واجبات مین کرتی　اور یہہ وہ ہی فتنہ ہی　جسکی باب مین
ابن مسعود كيف انتم اذا لبستكم فتنة يهرم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير تجري على الناس يتخذونها سنة
ابن مسعود نی کہا ہی تمہارا کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ گہیرنی کہ بڑہا ہو جاوی اوسمین کبیر اور جوان ہو جاوی اوسمین صغیر عادت ہی لوگون کی کہ اوسکو سنت ٹہرا لیتی ہین
اذا غيرت قيل غيرت السنة اوهذا منكر وكان يقول ايضا اياكم وما يحدث من البدع فان الدين لا يذهب
جب تونی بدلا تو کہین تونی سنت کو تبدیل کیا یا یہہ بیجا ہی　اور ابن مسعود یہہ بہی کہتی تہی بچتی رہو نو احداث بدعتون سی　کیونکہ دین ایک بار ہی
من القلوب بمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان من قلوبكم فعلى هذا يجب على
دلون مین سی نہین نکلیجاویگا لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتین پیدا کریگا یہان تک کہ ایمان تمہاری دلون مین سی نکل جاویگا　اس بیان کی موافق ہر مسلمان پر
كل مسلم ان يحذر من الاغترار والميل الى شيء من البدع والمحدثات وتصون دينه عن العوائد التي استأنس
واجب ہی کہ بچتا رہی　فریفتگی　اور غفلت اور توجہ سی طرف تمام بدعات اور محدثات کی اور اپنی دین کو عادات سی بچاوی　جس مین الفت پکڑی
بها وتربي عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاته وظهر له الحق معها لان لها حلاوة في قلوب اهلها
اور پرورش پائی　بیشک یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفات سی کم بچتی ہین اور اسکی ساتہہ حق کبہی نہین ظاہر ہوتا اسلئی کہ اسکا مزہ بدعتیون کی دل مین ایسا آیا ہی
يستحسنها طباعهم فلا يتركونها ولذلك كان هشام بن عروة يقول لا تسئل الناس عما احدثوه فانهم قد
کہ اونکی دل اسکو پسند کرتی ہین　سو کبہی نہ چہوڑین گی اسی لئی ہشام بن عروہ کہتی تہی　کہ لوگون سی کیا پوچہتی ہو بدعات کو اسکا تو اونہون نی
اعدوا له جوابا لكن اسئلوهم عن السنة فانهم لا يعرفونها يسر الله اليوم العمل بالسنة والاحتراز عن البدع
جواب تیار کر رکہا ہی　لیکن اونسی یہہ پوچہو سنت کیا ہی　یہہ سنت کو نہین جانتی　اللہ تعالی ہمکو آج سنت پر عمل آسان کری اور بدعت سی بچاوی

المجلس العشرون في بيان فضائل حج المبرور وبيان البدعة فيه قال رسول الله صلى الله عليه
بیسوین مجلس　بیان مین فضایل حج مبرور کی　اور بیان حج کی بدعتون کا　فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة
وسلم نی جسنی حج کیا واسطی اللہ کی پہر نہ فحش کیا سامنی عورتون کی اور نہ بدکاری کی ایسا پاک ہوجاویگا جیسا جنا تہا اوسکی ما　نی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح میں ہی

ومعناه ان من حج واجتنب جمیع ما فیہ اثم من القول والفعل غفرت ذنوبه والمراد من الذنوب الصغائر
اسکے معنی یہہ ہیں کہ جسنے حج کیا اور بچا تمام ان باتوں سے قولی اور فعلی سے اوسکے گناہ معاف ہوجاوینگے اور گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں

لان الکبیرة لا یکفرها الا التوبة واما الصغیرة فلها مکفرات کثیرة وردبها السنة کالصلوات الخمس
اسلئے کہ کبیرہ گناہ کا کفارہ سوائے توبہ کے کچھہ نہیں ہے اور گناہ صغیرہ کی چھوڑانیوالی بہت چیزیں ہیں یہہ حدیث میں آیا ہے جیسے نماز پنجگانہ

والجمعة وصوم رمضان وغیرها فان کل واحد من مبانی الاسلام یکفر الذنوب والخطایا فیهدمها
اور نماز جمعہ و روزے رمضان کے اور سوا اسکے بیشک ہر ایک اصول اسلام میں سے گناہ اور خطا کا کفارہ ہے کہ سب برابر کردیتا ہے

فکلمة لا اله الا الله لا تبقی ذنبا ولا یسبقها عمل والصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی
پس کلمہ لا الہ الا اللہ کوئی گناہ باقی نہیں چھوڑتا اور اس سے کوئی عمل فایق ہے اور نمازیں پنجگانہ اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے

رمضان مکفرات لما بینهن ما اجتنب الکبائر والصدقة تطفی الخطیئة کما یطفی الماء النار والحج
رمضان تک کفارہ ہیں درمیان کے گناہوں کے جبتک کہ کبیرہ سے بچتا ہے اور صدقہ خیرات خطاؤں کو بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور حج

الذی لا رفث فیه ولا فسوق یخرج صاحبه من ذنوبه کیوم ولدته امه لما روی انه علیه السلام قال
جسمیں فحش ہو ساتھ عورتوں کے اور نہ بدکاری تو حاجی گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسے اوسکی ماں نے جنا تھا کیونکہ روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا

من قضی نسکه وسلم المسلمون من یده ولسانه غفر ما تقدم من ذنبه وما تأخر وفی الصحیحین انه علیه
کہ جسنے تمام ادا حج کی اداکی اور تمام مسلمان اوسکے ہاتھ اور زبان سے سلامت رہیں تو اوسکے تمام گناہ پہلے اور پچھلے معاف ہوئے اور صحیح مسلم و بخاری میں ہے کہ آپ نے

[illegible] لیس له جزاء الا الجنة واختلف العلماء فی کون الحج المبرور مکفر الکبائر والصحیح انه لا یکفرها
[illegible] سوا جنت کے اور نہیں اور علما نے اختلاف کیا ہے کہ آیا حج مبرور کبیرہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے یا نہیں صحیح یہہ ہے کہ کفارہ نہیں ہوتا

[illegible] لیس مراده انه یسقط عن مرتکبها قضاء ما [illegible] من العبادات [illegible] والمظالم
[illegible] کفارہ ہوتا ہے تو اوسکی مراد یہہ نہیں ہے کہ مرتکب کبیرہ کی ذمہ سے قضا عبادات اور [illegible]

[illegible] انه یکفر عنه تأخیر قضاء ما لزمه فانه اذا [illegible]
اسکی مراد [illegible] کہ جو اوسکی ذمہ ہے اوسکی تاخیر قضا کا کفارہ ہوتا ہے بیشک جب وہ [illegible]

[illegible] علیه یکون مرتکبا للکبائر لان والحج المبرور [illegible]
[illegible] تو مرتکب کبیرہ کا ہوگا اور حج مبرور وہ ہوتا ہے جسمیں کوئی گناہ [illegible]

[illegible] من الاول [illegible] المبرور [illegible]
[illegible] اور حج مبرور ہونیکی [illegible] یہہ ہے کہ حاجی تمام اعمال [illegible]

[illegible] صلاح نفسه [illegible] الحج الا [illegible]
[illegible] اپنے نفس میں سعی کرتا ہے [illegible] کہ حج کو مقبول ہونیکی علامت [illegible]

[illegible] الرجوع ویترك قرناء السوء [illegible] الله تعالی [illegible]
[illegible] اور برے ہمنشینوں کو ترک کردے [illegible] اللہ تعالی کی [illegible]

[illegible] فمن نکث فانما ینکث علی نفسه [illegible] علیه الله فسیؤتیه اجرا عظیما
[illegible] اور جو کوئی قول توڑے [illegible] اور جو کوئی پورا کرے [illegible] اللہ سے وہ دیگا اوسکو عوض بڑا

[illegible] ما روی عن ابن عباس انه قال [illegible] الله تعالی [illegible] فمن [illegible]
[illegible] روایت ابن عباس کی کہ [illegible] معاف کیا گیا

صافح الله تعالى وقبّل يمينه وقال عكرمة الحجر الاسود يمين الله تعالى في الارض فمن لم يدرك بيعة
اللہ تعالی سے مصافحہ کیا اور اوسکا ہاتھ چوما اور عکرمہ کہتا ہے حجر اسود داہنا ہاتھ ہے اللہ تعالی کا زمین میں جسکو بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
رسول الله فمسح الركن فقد بايع الله ورسوله وورد في الحديث ان الله تعالى لما استخرج من ظهر آدم
میسر نہیں ہوئی پہر اوسنے رکن کو ہاتھ سے چھوا تو اوسنے بیشک خدا اور اوسکے رسول سے بیعت کی اور حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالی نے جب آدم کی پشت میں سے
ذريته واخذ عليهم الميثاق كتب ذلك في رق ثم استودعه هذا الحجر الاسود وقيل فمن حج اذا استلم الحجر فانه
اوسکی اولاد کو نکالا اور اونسے عہد لیا الست بربکم کا اوسکو پوست آہو پر لکہہ کر اس حجر اسود میں امانت رکہدیا اور کہتے ہیں کہ حاجی جب حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے تو گویا
يجدد البيعة ويلتزم الوفاء بالعهد المتقدم فينبغي له اذا رجع من الحجران يحافظ ما عاهد الله عليه
از سر نو بیعت کرتا ہے اور اگلی عہد کا پورا کرنا اپنی ذمہ پر لیتا ہے اب یہہ ہی لائق ہے کہ جب حجر اسود کی پاس سے جدا ہو تو اللہ سے جو عہد کیا ہے
عند استلام الحجر اذ يقبح هذا لمن كمل مباني الاسلام ان يشرع في نقض ما بني بالمعاصي فان علامة
وقت بوسہ دینی حجر اسود کی اوسکی حفاظت کرے کتنا برا ہے کہ مبانی اسلام کی پورا کر کر اون مبانی کا نقض معصیت سے شروع کرے کیونکہ نشان
قبول الطاعة ان توصله بطاعة اخرى بعدها وعلامة ردها ان توصل بمعصية بعدها ما احسن
اوسکے مقبول ہونے کا یہہ ہے کہ اوس طاعت کی بعد اور طاعت کر کر ملا تا جاوے اور نشان مردود ہونیکا یہہ ہے کہ بعد اوسکی معصیت ہوئی [illegible]
الحسنة بعد الحسنة وما اقبح السيئة بعد الحسنة فقد قيل ذنب بعد التوبة اقبح من سبعين ذنبا
طاعت بعد طاعت کی اور کیا برا ہے بدی بعد طاعت کی کیونکہ کہتے ہیں ایک گناہ توبہ کی بعد بدتر ہے ستر گناہ سے
قبلها فان النكث صعب من المرض الاول فالحاج اذا كان حجه مبرورا يغفر له ولمن استغفر له
توبہ کی پہلے کیونکہ دوبارہ مرض کا عود کرنا اول مرض سے سخت ہوتا ہے پس حاجی اگر اوسکا حج مبرور ہوتا ہے تو وہ بخشا جاتا ہے اور جسکی واسطے مغفرت مانگی
واذا رجع يرجع وذنبه مغفور ودعائه مستجاب ولذلك يستحب تلقيه والسلام عليه وطلب الاستغفار
اور جب وہ پہرتا ہے تو اس حال میں کہ اوسکی گناہ معاف اور اوسکی دعا مقبول ہے اسیلیے مستحب ہے اوس سے ملنا اور سلام علیک کرنی اور اوس سے مغفرت کی دعا کرانے
منه لما روي عن ابن عمر انه عليه السلام قال اذا لقيت الحاج سلم عليه وصافحه ومره ان يستغفر
موافق روایت ابن عمر کی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جب تو کسی حاجی سے ملے تو سلام علیک کر اور مصافحہ کر اور عرض کر کہ تیری لیے [illegible]
لك قبل ان يدخل بيته فانه مغفور له وروي عن الحسن انه قال اذا خرج الحجاج [illegible]
مغفرت مانگے کیونکہ وہ بخشا ہوا ہوتا ہے اور حسن سے روایت ہے کہ کہتے تہے جب حاجی حج کی لیے [illegible]
فاذا فعلوا فالقوهم وصافحوهم قبل ان يخالطوا الذنوب فان البركة في ايديهم [illegible]
توشہ دو پہر جب وہ حج کر کر آویں تو اونسے ملو اور مصافحہ کرو پہلے اس سے کہ وہ گناہوں میں مبتلا ہوں کیونکہ اونکی ہاتہوں میں برکت ہے پر بہت کم شخص ہیں جنکا حج مبرور ہو
قيل لابن عمر ما اكثر الحاج فقال وما اقلهم وقال ايضا الركب كثير والحاج قليل وانما قال ذلك اذ هي البدع
کسی نے ابن عمر سے کہا حاجی کتنے بہت ہیں اونہے جواب دیا کہ حاجی بہت تہوڑے ہیں اور یہہ بہی کہا سوار تو بہت ہیں پر حاجی تہوڑے ہیں یہ اسی لیے کہا کہ [illegible]
والمنكرات الكثيرة بين الحجاج فاعظمها فتنة واكبرها مصيبة واكثرها وقوعا وبلية ترك اكثرهم الصلوة
اور منکرات بہت ہوتی ہیں پس بڑا فتنہ اور بڑی معصیت اور بڑی بلا جو اکثر واقع ہوتی ہے یہہ ہے کہ اکثر حاجیوں کی نماز [illegible]
ومن لم يتركها يضيع وقتها ويجمعها على غير الوجه الشرعي وذلك حرام بالاجماع ومن علم انه اذا [illegible]
اور جو نماز نہیں ترک کرتا تو وقت کو کہو دیتا ہے اور برخلاف وجہ شرعی کی جمع کر کر ادا کرتا ہے اور یہہ بالاتفاق حرام ہے اور جو جانتا ہے کہ جب وہ حج کی [illegible]
الى الحج تفوته صلوة واحدة يحرم عليه الحج رجلا كان او امراة لان من يترك صلوة واحدة لا يكفرها [illegible]
تو اوسکی ایک نماز فوت ہوگی تو اوسکو حج کو جانا حرام ہے مرد ہو یا عورت اسواسطے کہ جسکی ایک نماز قضا ہوتی ہے تو اوسکا عوض ستر حج سے [illegible]

من سبعین حجة فیکون کمن ضیّع الف دینار فی طلب درهم واحد فاذا کان کذلک فعلی الحجاج ان یلازم
نہین ہوتا پہر یہہ شخص ایسا ہی کہ ایک درہم کی واسطی ہزار دینار خراب کئی جب حال یہہ ہی تو حاجیون کو ضرور ہی کہ نماز مین
الصلوة فی وقتها بالجماعة عند التیسیر وبالانفراد عند التعسر مع الاحتیاط عن التیمم حال کفایة
وقت پر آسانی مین جماعت سی اور تنگی کو وقت تنہا ادا کیا کرین پر تیمم سی احتیاط کرین اگر پانی غلبۂ ظن مین
الماء للوضوء والشرب له ولرفیقه باعتبار غلبة الظن وعن الوضوء بماء نجس وعن الصلوة قبل وقتها
واسطی وضو اور پینی کی اور اسکی رفیق کی کافی ہو اور احتیاط وضوء کی ناپاک پانی سی اور احتیاط نماز کی وقت کی پہلی سی
ومع الاجتهاد فی امر القبلة فی موضع الاشتباه ومن منکرات الحاج تزیین الجمل بالحلی من الذهب و
اور کوشش کرین سمت قبلہ مین اشتباہ کی مقام مین اور حاجیون کی بدعات مین سی ہی اونٹ کا سونی اور چاندی کی گہنی سی
الفضة والقلائد والاساور والباس الحریر وتزیین المشاعل بذلک ایضا یفعلون ذلک عند خروجهم
اور قلادہ اور کنگن سی اور حریر پہنا کر سنگار کرنا اور ایسی ہی زیب و زینتون سی مشعلین روشن کرنی ہی اور یہہ سانگ جب اپنی شہر سی رخصت
من بلدهم ورجوعهم الیه وعند دخولهم مکة والمدینة وهم اثمون فی جمیع ذلک ویشارکهم فی الاثم
ہوتی ہین اور جب پہر اپنی شہر مین داخل ہوتی ہین اور جب مکہ اور مدینہ مین داخل ہوتی ہین تو کیا کرتی ہین اور وہ سب ان بدعات کی کرنی پر گنہگار ہوتی ہین
من یتطاول لرویة ذلک ویستحسنه او یسکت عنه ومن منکراتهم ایضا خروج النساء عند ذهابهم
جو دیکہنی کو جاتی ہین اور اسکو نیک سمجہتی ہین یا چپ ہو کر منع نہین کرتی اور حاجیون کی بدعات مین سی یہہ ہی کہ عورتین اونکی جاتی وقت
وعند مجیئهم فان الواجب علی المراة قعودها فی بیتها وعدم خروجها من منزلها وعلی الزوج منعها عن
اور آتی وقت ساتہہ نکلتی ہین کیونکہ عورتون پر اپنی گہر مین بیٹہی رہنا اور اپنی رہنی کی مقام سی باہر نجانا واجب ہی اور شوہر پر اونکا روکنا نکلنی سی
الخروج ولو اذن لها وخرجت کانا عاصیین والاذن قد یکون بالسکوت فهو کالقول لان النهی عن
واجب ہی اور خاوند نی اگر اسکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت کبہی چپ رہنی سی بہی ہوتی ہی وہ ایسی ہی جیسی زبانسی کہا اسوسطی کہ بازرکہنا
المنکر فرض وان خرجت بغیر اذن زوجها یلعنها کل ملک فی السماء وکل شئ یمر علیه الا الانس والجن وقد
بدی سی فرض ہی اور اگر وہ بغیر اجازت خاوند کی نکلی تو اوسپر تمام فرشتی آسمان کی اور جس جس چیز پر وہ گذرتی ہی بجز انسان اور جن کی سب لعنت کرتی ہین اور
جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال ما ترکت بعدی فتنة اضر من النساء فخروج النساء فی هذا الزمان
حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مینی کوئی فتنہ اپنی بعد بدتر عورتون سی نہین چہوڑا سو نکلنا عورتون کا اپنی گہرون مین سی
من بیوتهن من اکثر الفتن لاسیما الخروج المحرم کخروجهن خلف الجنازة ولزیارة القبور وعند خروج الحجاج
اس زمانہ مین بڑا ہی فتنہ ہی جسپہ حرام وجہ سی نکلنا بدتر ہی جیسا جانا عورتون کا جنازہ کی پیچہی اور قبرون کی زیارت کو اور حاجیون کی رخصت کی وقت
ومجیئهم والخیر لهن قعودهن فی بیوتهن وعدم خروجهن عن منزلهن الا تری انه تعالی امر خیر نساء الدنیا و
اور اونکی آتی وقت اونکی حق مین گہرون کی اندر بیٹہی رہنا ہی اور اپنی منزل سی باہر نہونا ہی بہتر ہی کیا نہین جانتا کہ اللہ تعالی دنیا مین سی بہترین عورتون کو
هن ازواج النبی علیه السلام بعدم الخروج من بیوتهن فقال وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وهذ النظم الکریم وان نزل فیهن
کہ وہ ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین اپنی گہرون مین سی نکلنی سی منع کرتا ہی فرمایا اور قرار پکڑو اپنی گہرون مین اور یہہ آیت بزرگ اگرچہ ازواج مطہرات کی حق مین
الا ان حکمه یعم الجمیع لما تقرر ان خطابات القران تعم الموجودین وقت نزوله ومن سیوجد الی یوم القیمة
پر اسکا حکم سب کی حق مین عام ہی کیونکہ اصول مین ٹہر چکا ہی کہ احکام خطابی قرآن شریف کی تمام موجودین کو وقت نزول کی اور انکو جو قیامت تک پیدا ہونگی
ومن منکراتهم ایضا ان بعض من لا یجب علیهم الحج من الفقراء یخرجون معهم بلا زاد ویقولون نحن متوکلون
اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بہی ہی کہ جن پر مقدور نہونی سی حج فرض نہین ہی وہ بہی اونکی ساتہہ ہو جاتی ہین بی توشہ خالی ہاتہہ اور کہتی ہین کہ ہم توکل پر ہین

فیکونون کلًّا علی الناس وثقلا علیہم غیر منفکین عن ابرامہم بالسؤال والسؤال حرام وھم یرتکبون

پہر وہ لوگون پر بہاری پڑتی ہین اور دشوار ہوتی ہین اونکی بہیک مانگنی نہین چہوٹتی اور حال یہہ ہی کہ مانگنا حرام ہی اور وہ اس حرام کو اوسطی (اوسکی)

ذلک الحرام لاداء مالم یجب علیہم بل یترکون کثیرا من الصلوات الخمس ویقعون فی انواع المعاصی فیکون

اداکی لئی اختیار کرتی ہین بلکہ اکثر اوقات نمازین پنجگانہ مین سی ترک کرتی ہین اور قسم قسم کی معاصی مین گرفتار ہوتی ہین پہر وہ ہی

سبب کمالہم وزیادتہم سببا لنقصانہم وخسرانہم وقد قال بعض المفسرین یاتی علی الناس زمان یحج اغنیاءھم

سبب جو اونکی خوبی اور زیادت کا ہی باعث اونکی نقصان اور خسارہ کا ہوجاتا ہی اور بعضی مفسرون نی کہا ہی لوگون پر ایسا زمانہ آویگا جسمین دولتمند تو

للترفہ واوساطہم للتجارۃ وقراءھم للریاء والسمعۃ وفقراءھم للمسئلۃ ولا یبعد ان یقال وسراقہم للسرقۃ

حج کرینگی واسطی عیش تن آسانی کی اور درمیانہ لوگ تجارت کی واسطی اور قاری واسطی دکہلاوی کی اور فقرا واسطی مانگ کہانی کی اور بعید نہین کہ یہہ بہی کہین اور چور

والحاصل ان الحج قد صار فی ھذا الزمان فتنۃ ومحنۃ لکثیر من الناس حیث لا ینظرون فیما اوجبہ اللہ تعالی

اور حاصل یہہ ہی کہ حج اس زمانہ مین بہت لوگون کی حق مین فتنہ اور محنت ہوگیا ہی اسواسطی کہ وہ یہہ نگاہ نہین کرتی کہ اللہ تعالی نی اونپر کیا کیا

علیہم فیہ من حقوقہ وحقوق عبادہ فانہ تعالی اوجب علیہم الحج بشرط الاستطاعۃ وھی تقتضی

اپنی حق اور اپنی بندون کی حق واجب کئی ہین بیشک اللہ تعالی نی اونپر حج اس شرط سی فرض کیا ہی کہ استطاعت ہو یعنی اتنی

القدرۃ علی ما یکفی الانسان مما یحتاج الیہ مدۃ ذھابہ ومجیئہ من ماکول ومشروب ومرکوب

قدرت ہو کہ انسان کو حاجات کی لئی جانی اور آنی کی مدت مین کفایت کرجاوی کہانی کو اور پینی کو اور سواری کو

فمن الناس من یخرج الی الحج بلا زاد وراحلۃ لفقرہ فربما یہلک فی الطریق عند حاجتہ الی الاکل والشرب

پہر بعضی لوگ جو حج کی واسطی ناداری کی خالی ہاتہہ بلا توشہ اور سواری روانہ ہوجاتی ہین تو اکثر راستہ کی اندر کہانی اور پینی

والرکوب فیموت عاصیا لان اللہ تعالی نہاہ عن السفر علی تلک الحالۃ ومن خرج الی الحج من غیر ان

اور سواری کی محتاج ہوکر تباہ ہوتی ہین پہر گنہگار ہوکر مرتی ہین اسواسطی کہ اللہ تعالی نی ایسی حالت مین سفر سی منع کیا ہی اور جو شخص حج کو جاوی بدون

یملک ما یکفیہ وقصد فی خروجہ ان یسئل الناس ما یحتاج الیہ فی وقت ضرورتہ من اکل وشرب ورکوب

اتنی مقدور کی کہ اوسکی واسطی کافی ہو اور ارادہ کری کہ جانی سی نکلتی ہی لوگون سی حاجت کی چیز کہانا پینا سواری ضرورت کی وقت مانگ لین گی

فقد اساء اکبر اساءۃ لان الغالب من حال الحجاج ان یتزود کل واحد منہم قدر کفایتہ لمشقۃ الحمل وبعد

تو اونہی بہت ہی برا کیا اسواسطی کہ اکثر حاجیون کا حال یہہ ہی کہ توشہ موافق کفایت اپنی باربرداری اور درازی راہ کی لیکر جاتی ہین

الطریق فمن سافر معہم بلا زاد فانہ یضایقہم فی زادھم فیکون سفرہ ھذا اذی لنفسہ ولغیرہ واکثر من

پہر جو خالی ہاتہہ اونکی ساتہہ ہوجاوی تو اونسی اونکی توشہ مین مہمانی مانگی کا پہر اوسکا یہہ سفر وبال ہوگا اوسکو بہی اور اورونکو بہی اور اکثر ایسا کام

یفعل ھذا ھم الذین لا یعرفون شرائط الدین واحکام الاسلام ولا یقصدون طاعۃ اللہ تعالی وطاعۃ

وہ ہی کرتی ہین جو شرائط دین کی اور احکام اسلام کی نہین جانتی اور نہ اونکو طاعت الہی اور اتباع رسول سی کچہہ غرض ہوتی ہی

رسولہ بل یقصدون قضاء ما تشتہیہ نفوسہم من رؤیۃ الاماکن البعیدۃ الغریبۃ ورؤیۃ مکۃ

بلکہ اپنی دل کی ارمان نکالتی ہین دیکہنا عجیب وغریب دور دور کی شہرون کا اور دیکہنا مکہ

والمدینۃ والتفرج علی الناس فی مجامعہم اذ یاتون من کل فج عمیق وان یقال لہ الحاج لا ھمۃ لہ الا

اور مدینہ کا اور سیر کرنا لوگون کی مجلسون کا اسواسطی کہ وہان دور دور کی لوگ آتی ہین اور حاجی کہلائین اسکی اتنی ہی ہمت تہی

ذلک ومنہم من یزین لہ الشیطان صحبۃ الرکب ولا مقصود لہ الا اخذ اموال الناس من سرقۃ

اور بعضون کی دل مین شیطان ڈالدیتا ہی اونکا مقصود صرف یہہ ہی ہوتا ہی کہ لوگون کا مال چورا کر

او غصب او كيف يمكن فان الشيطان يجتهد دائما في ايقاع بني آدم في الشر فيفتح له بابا من الخير ليوقعه
یا چھین کر یا جسطرح بنی یعنی کیونکہ شیطان ہمیشہ یہہ کوشش کرتا رہتا ہی کہ بنی آدم کو برائی میں مبتلا کری پہر اوسکی لئی ظاہر میں دروازہ خیر کا کہول کر

في انواع المعاصي والمحرمات في السر ومن منكراتهم ايضا انهم في اكثر الاحوال يضيعون حقوق ميتهم اذ قد
درپردہ قسم قسم کی معاصی اور حرام اور برائی میں مبتلا کر دیتا ہی اور حاجیوں کی منکرات میں سی یہہ بہی ہی کہ وہ اکثر حال میں اپنی مردہ کا حق تلف کر دیتی ہیں

يموت واحد من رفقائهم حين كونهم نازلين فلا يغسلونه ولا يكفنونه ولا يصلون عليه بل يرتحلون
جب کوئی اونکا رفیق منزل میں اوترتی ہوئی مرجاتا ہی پہر اوسکو نہ تو نہلاوین اور نہ کفن دین اور نہ اوسپر نماز جنازہ کی پڑہین بلکہ وہانسی کوچ کرتی ہین

ويتركونه هناك ضايعا بلا دفن ويقعون في الآثام لان كل واحد من هذه الامور من فروض الكفاية التي
اور مردہ کو اوسی جگہہ بی دفن ڈال جاتی ہین اور گناہ مین پہنستی ہین کیونکہ یہہ سب باتین فرض کفایہ ہین اگر کوئی ایک بہی

اذا ترك واحد منها يأثم الكل وقد يموت حين كونهم ذاهبين في الطريق فيرمونه في مكان قفر بلا دفن وياكله
متروک ہو تو سب گنہگار ہون اور بعضی وقت رستہ مین چلتی ہوئی مرجاتا ہی تو پہر اوسکو یونہین جنگل بیابان مین بی دفن کئی پہینک جاتی ہین اوسکو گیدڑ

السباع وسبب ارتكابهم امثال هذا الجرائم خوفهم ان ياخذ البيت المال ماله ويختارون متاع
بہیڑیی کہا جاتی ہین اور ایسی ایسی یہہ تمام گناہ صرف اس خوف کی ماری کرتی ہین کہ مبادا اوسکا مال بیت المال مین داخل ہو جاوے یہہ لوگ دنیا کی پونجی کو

الدنيا على الآخرة ويضيعون امثال هذه الفروض ويقعون في الآثام فكيف يكون حجتهم مبرورا والحاصل
آخرت کی مقابلہ مین پسند کرتی ہین اور ایسی ایسی فرض باتون کو ضایع کر کر گنہ مین مبتلا ہوتی ہین اب کیونکر اونکا حج مبرور ہوگا حاصل یہہ ہی

ان من يريد ان يكون حجه مبرورا يلزمه ان يحج باقامة اركانه وواجباته وسننه ويحترز في الاحرام
جو شخص چاہی کہ اوسکا حج مبرور ہووی تو اوسکو لازم ہی کہ حج مین تمام ارکان اور واجبات اور سنن ادا کری اور احرام کی مدت مین تمام

عن محظورات الاحرام وعن سائر المعاصي كلها كبائرها وصغائرها ويتوب قبل الاحرام عن الذنوب كلها
منہیات سی جو احرام مین ہین اور تمام اور معاصی کبایر اور صغایر سی احتراز کری اور احرام سی پہلی تمام گناہون سی توبہ کر کر

باداء الفروض والواجبات وارضاء الخصوم في حقوق العباد ويكون طعامه وشرابه ولباسه ومركبه من
فرض اور واجبات ادا کری اور حقوق العباد مین مدعیون کو راضی کری اور اوسکی کہانا اور پینا اور پہرنا اور سواری

الحلال لا من الحرام اذ قد اختلف الفقهاء فيمن يحج بمال حرام هل يصح حجه ام لا فعند الامام احمد لا يصح ويجب
حلال مال مین سی ہو حرام مین سی نہو اسواسطی کہ فقہاء نی اختلاف کیا ہی کہ جو شخص حرام مال خرچ کر کر حج کری تو آیا اوسکا حج ادا ہو جاتا ہی یا نہین امام احمد کی نزدیک

عليه ان يحج ثانيا بمال حلال وعند الثلثة يصح حجه ويسقط عنه الفرض ولا يجب عليه الاعادة لكن
ایسا حج صحیح نہین ہوتا اوسپر واجب ہی کہ حج دوبارہ مال حلال سی کری اور تینون امامون کی نزدیک وسکا حج تو صحیح ہی اور اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہو گیا اور اوسپر حج دوبارہ بہی واجب نہین

لا يكون حجه مبرورا لان الشرط في كون الحج مبرورا الاجتناب عن كل ما نهى الله عنه مع اداء الحج بشروطه
اوسکا حج مبرور نہین اسواسطی کہ حج مبرور کی لئی یہہ شرط ہی کہ اللہ کی تمام منہیات سی اجتناب کری اور حج کو تمام شرائط

واركانه وواجباته وسننه وادابه فشرائطه نوعان شرائط الاداء وشرائط الوجوب اما شرائط الاداء
اور ارکان اور واجبات اور سنن اور آداب کی ساتہہ ادا کری پس اوسکی شرطین دو قسم کی ہین ایک شرط ادا کی ہی اور ایک شرط واجب ہونی کی ہی شرط ادا کی

فهي الزمان والمكان والاحرام وشرائط الوجوب فهي العقل والبلوغ والحرية والاستطاعة وسلامة
تو وقت ہی اور مکان ہی اور احرام ہی اور شرط وجوب کی عقل اور جوانی اور آزادگی اور قدرت مالی اور صحت

البدن وامن الطريق فلكون امن الطريق من شرائط الوجوب اختلف العلماء في وجوب الحج في هذا الزمان
بدنی اور امن رستہ کا پس امن رستہ کا جو شرط وجوب کی ہی اسلئی علماء کو اختلاف پیدا ہو کہ اس زمانہ مین حج فرض ہی یا نہین

لانقطاع الامن بظهور القرامطة وغیرهم من الفساق والسراق فقال ابو القاسم الصغاری لاشك
کیونکہ امن رستہ کا جاتا رہا بسبب غلبہ قرامطہ وغیرہ فساق اور چوروں کی ابو القاسم صغاری کہتی ہین عورتون کی ذمہ سی
فی سقوط الحج عن النساء فی هذا الزمان وانما اشك فی سقوطه عن الرجال وقال ایضا لااری الحج فرضا منذ عشرین
حج کی ساقط ہونی مین اس زمانہ کی اندر کچھ شک نہین ہی شک اسمین ہی کہ مردون کی ذمہ سی بہی ساقط ہی یا نہین اور یہہ بہی کہا ہی کہ مین حج کو فرض نہین جانتا
سنة منذ خرجت القرامطة والبادیة عندی دار الحرب وقال ابو بکر الاسکاف ولا اقول الحج فریضة
بیس برس کی مدت سی جب سی قرامطہ پیدا ہوئی ہین اور بادیہ میری نزدیک دار الحرب ہی اور ابو بکر اسکاف کہتی ہین مین نہین قایل ہون کہ
فی زماننا قاله فی سنة ست وعشرین وثلثمائة وافتی ابو بکر الرازی ان الحج قد سقط عن اهل بغداد
اب ہمارے وقت مین حج فرض ہی یہہ گفتگو سنہ تین سو چهبیس کی ہی اور ابو بکر رازی نی یہہ فتوی دیا ہی کہ حج اس زمانہ مین اہل بغداد کی ذمہ سی
فی هذا الزمان وبه قال جماعة من المتاخرین قیل وانما قالوا ذلك لان الحاج لا یتوصل الی الحج الا بالرشوة
بیشک ساقط ہوگیا اور ایسی ہی اور متاخرین کہتی ہین اور کہتی ہین کہ عدم فرضیت کی اسواسطی قائل ہوئی ہین کہ حاجی قرامطہ وغیرہ کو رشوت دئی بغیر
الی القرامطة وغیرهم فیکون الطاعة سببا للمعصیة فمتی صارت الطاعة سببا للمعصیة یرتفع
حج نہین کرسکتی اب طاعت سی معصیت ذمہ آتی جب طاعت معصیت کا سبب ہو تو پہر طاعت نہین رہتی
الطاعة لکن ذکر فی القنیة ان من قدر علی الحج یجب علیه الحج وان علم انه یؤخذ منه المکس اذ لو سقط
لیکن قنیہ مین یہہ مذکور ہی کہ جسکو حج کی طاقت ہو تو اوسپر حج فرض ہی اگر چہ یہہ جانتا ہو کہ اوس سی خراج لیا جاویگا اسواسطی کہ اگر اس خوف سی
الحج به فمتی یعمل بقوله تعالی وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ وسئل ابو الحسن الکرخی عمن لا یخرج الی الحج خوفا
حج ساقط ہوجاوی تو پہر اس آیت پر کب عمل ہووےگا اور واسطی اللہ کی ہی لوگون پر حج بیت اللہ ابو الحسن کرخی سی پوچھا حال اوسکا جو جاوی خوف
من القرامطة فقال ما سلمت البادیة عن الآفات یعنی ان البادیة لا تخلو عن الآفات لقلة الماء وشدة
قرامطہ کی حج کو نہین جاتا اونی جواب دیا بادیہ آفات سی سالم نہین ہی یعنی بادیہ آفات سی کبہی خالی نہین ہی بسبب کوتاہی پانی اور شدت
الحر وهیجان الریح السموم وقال الفقیه ابو اللیث ان کان الغالب فی الطریق السلامة یجب وان کان
گرمی اور تیزی ہوا لون کی اور فقیہ ابو اللیث کہتی ہین اگر راستہ مین احتمال غالب سلامتی کا ہی تو حج فرض ہی اور اگر احتمال
الغالب خلاف ذلك لا یجب وعلیه الاعتماد وفرائضه الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزیارة فان فات
غالب تلف کا ہی تو واجب نہین ہی اسی قول پر اعتماد ہی اور فرائض حج کی یہہ ہین احرام اور عرفات پر ٹہرنا اور طواف الزیارۃ اگر ان تینون مین سی
واحد منها یبطل حجه ویجب قضائه فی العام القابل وواجباته السعی بین الصفا والمروة والوقوف
ایک بہی فوت ہوگا تو حج باطل ہوجاویگا پہر سال آیندہ مین اوسکی قضا واجب ہوگی اور واجبات حج کی یہہ ہین صفا اور مروہ کی بیچ مین دوڑنا اور
بالمزدلفة ورمی الجمار والحلق او التقصیر وطواف الصدر للآفاقی فان ترك شیئا منها یجوز حجه و
مزدلفہ مین ٹہرنا اور جمرات مین کنکر مارنی اور سر منڈانا یا بال کٹوانی اور طواف الصدر سوا مکہ والون کی پس اگر کوئی واجب ان واجبات مین سی ترک کیا تو حج تو جائز
علیه الدم وما عدا ذلك سنن وآداب ووقته شوال وذو القعدة وعشر ذی الحجة ویکره الاحرام للحج
ہوگا پر اوسپر ذبح لازم ہی اور سوا ان فرائض اور واجبات کی سنن اور آداب ہین اور حج کا وقت ماہ شوال اور ماہ ذیقعدہ اور دہہ ذی الحجہ کی ہین اس مدت سی پہلی احرام حج کا باندہنا
قبل ذلك لان الاحرام یطول فربما یقع فی الحرام ولا یکون حجه مبرورا فان من احرم للحج والعمرة وارتکب
مکروہ ہی اسلئی کہ مدت احرام کی دراز ہوجاوی کی سو اکثر حرام مین واقع ہوجاتا ہی پہر اوسکا حج مبرور نہوگا کیونکہ جسنی احرام حج کا یا عمرہ کا باندہا پہر کوئی قسم کی
شیئا من محظورات الاحرام بلا عذر یخرج حجه عن ان یکون مبرورا وان تاب فی الفور لان التوبة ترفع
ممنوعات مین سی بی عذر عمل کیا تو اوسکا حج مبرور نہین رہتا اگرچہ فی الفور توبہ کری اسواسطی کہ توبہ سی گناہ معاف ہوجاتا ہی

لاثم ولا ترفع ما وقع من نقصان ثواب الحج لان الشرط فی کون الحج مبرورا ان لا یقع فی حال الاحرام ذنب
اور جو نقصان حج کی ثواب مین ہوگیا وہ نہین موقوف ہوتا اسواسطی کہ شرط حج کی مبرور ہونی کی یہہ ہی کہ احرام کی اندر

من الذنوب بلا عذر والاحرام النیة والتلبیة وهما رکنان فی الاحرام لا یصح الاحرام باحدهما دون الاخر
بلا عذر کوئی گناہ کسی طرح کا نہوتی پاوی اور احرام کی دو جز ہین نیت اور تلبیہ یہہ دونو احرام کی رکن ہین احرام ایک سی بدون دوسری کی

فمن اراد الاحرام یتوضأ او یغتسل والغسل افضل وینزع المخیط ویلبس ثوبین ازارا ورداء اجدیدین
صحیح نہین ہوتا جو شخص احرام باندہی پہلی وضو کری یا نہاوی اور نہانا افضل ہی سیئین کپڑی اوتار ڈالی صرف دو کپڑی پہن لی تہمد اور چادر نئی ہون

او غسیلین والجدید افضل ویقص شاربه ویقلم اظفاره ویحلق عانته ثم یصلی رکعتین و
یا دہوئی ہوئی نئی ہون تو بہتر ہی موچہین کتروادی اور ناخون ترشوادی اور موئی زہار مونڈ ہی پہر دو رکعت نماز ادا کری

یقول بعد السلام اللهم انی ارید الحج فیسره لی وتقبله منی ثم یلبی ویقول برفع الصوت لبیك اللهم
پہر بعد سلام کی یہہ پڑہی الٰہی مین حج کیا چاہتا ہون سو تو مجہپر آسان کردی اور مجہسی قبول کرلی پہر یہہ تلبیہ پکار کر بلند آواز سی کہی حاضر ہوتا ہون الٰہی

لبیك لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك ولا ینقص منها وان زاد
حاضر ہوتا ہون حاضر ہوتا ہون تیرا کوئی شریک نہین بیشک حمد اور نعمت تیری ہی اور ملک تیرا ہی تیرا کوئی شریک نہین اس عبارت مین سی کچہہ کم نکری اگر کچہہ بڑہاوی

یجوز فاذا اتی بالنیة والتلبیة فقد احرم ویتقی محظورات احرامه وهی الرفث والفسوق والجدال
تو جائز ہی پہر نیت کرکر تلبیہ پڑہ چکا تو احرام ثابت ہوگیا اب احرام کی ممنوعات سی پرہیز کری اور وہ باتین بیحیائی کی عورتون کی سامنی اور بدکاری اور لڑائی

وتعرض الصید بالاخذ والاشارة والدلالة والاعانة ولا یلبس المخیط قباء او قمیصا او سراویل او
اور شکار کو چہیڑنا پکڑنا یا اشارہ سی بتانا یا ظاہر بتانا یا مدد کرنی اور سیا ہوا کپڑا نہ پہنی قبا یا کرتا یا پائجامہ اور

عمامة وقلنسوة او خفا الا ان یقطع الخف اسفل من الکعبین ولا یاخذ شعرا ولا ظفرا ولا یقتل القمل
پگڑی نہ باندہی ٹوپی نہ پہنی اور موزہ ہان اگر موزہ ٹخنی کی نیچی تک کتر ڈالی تو ڈر نہین پہر نہ بال کتری نہ ناخن کتری نہ جون ماری

ولا یغطی راسه ولا وجهه ولا باس بالاستظلال بالبیت او المحمل ولا یحك راسه الا برفق حتی روی
اور نہ سر ڈہکی اور نہ منہہ ڈہکی اور اسکا ڈر نہین کہ سایہ مین بیٹہی بیت کی یا کجاوہ کی اور سر کو نہ کہجاوی مگر نرمی سی یہان تک

عن ابی حنیفة انه یحکه ببطون الاصابع کیلا یوذی شیئا من هوام راسه ویکثر التلبیة برفع
ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ انگلیون کی پیٹ سی کہجاوی تاکہ کوئی جانور سر مین کا جون وغیرہ ایذا نہ پاوی اور تلبیہ بار بار جب نماز پڑہی

الصوت متی صلی او علی شرفا او هبط وادیا او لقی رکبا او اسحر واذا دخل مکة یبدأ بالمسجد وحین
یا اونچی پر چڑہی یا نیچی کو اوتری کسی نالہ مین یا سوار ملین یا صبح ہو پکار کر پڑہا کری اور جب مکہ مین داخل ہو تو پہلی مسجد الحرام مین جاوی

رای البیت یکبر ویهلل ثم یستقبل الحجر مکبرا مهللا رافعا یدیه کما فی الصلوٰة ویستلمه والاستلام
اور جب بیت کو دیکہی تو اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑہی پہر حجر اسود کی سامنی تکبیر اور لا الہ الا اللہ کہتا ہوا اتہا دونو ہاتہ اوٹہائی ہوئی جاوی جیسی نماز مین اور اسکو چوم لی اور

عند الفقهاء ان یضع کفیه علی الحجر ویقبله بفمه ان قدر بلا ایذاء احد فالاستلام سنة وترك
[illegible] دونو ہتہیلی حجر اسود پر رکہہ کر منہہ سی چوم لی اگر کسیکو تکلیف دی بغیر میسر ہوسکی اسواسطی کہ استلام تو سنت ہی اور

[illegible] بالواجب اولی وان لم یقدر علی ذلك یمسه شیئا فی یده ویقبله وان عجز
[illegible] اور اگر اسپر قابو نہو تو حجر اسود کو کسی چیز سی چہونا پہر اسکو چوم لی اور اگر یہہ دونو

عن [illegible] فعلا یدیه حذاء منکبیه جاعلا ظاهرهما نحو وجهه وباطنهما نحو الحجر مشیرا
[illegible] کہڑا ہوکر دونو ہاتہ برابر مونڈہون کی اوٹہائی ہوئی پشت ہاتہون کی اپنی منہہ کی طرف اور دونو کی حجر اسود کی طرف اشارہ کرتا ہوا

بهما الیه مكبرا مهللا حامدا لله تعالى ومصليا على النبي عليه السلام ويطوف للقدوم وراء الحطيم
طرف حجر کی اللہ اکبر کہتا ہوا لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوا اللہ کی حمد کرتا ہوا نبی علیہ السلام پر درود پڑھتا ہوا پھر طواف القدوم کری حطیم کو طواف کی اندر لیکر

اخذا عن يمينه مما يلي الباب جاعلا رداءه تحت ابطه اليمنى ملقيا طرفه على كتفه اليسرى
داہنی طرف سی شروع کرکر جسطرف باب سی متصل ہی چادر کو داہنی بغل تلی لیکر اور اسکی کونی بائیں مونڈھی پر ڈال کر

سبعة اشواط يرمل في الثلثة الاول فقط من الحجر الى الحجر وكلما مر بالحجر يفعل به ما ذكر من الاستلام
سات گردشیں اکڑکر صرف پہلی تین گردشوں میں حجر سی حجر تک اور جب حجر کی پاس پہنچی وہ ہی استلام کری موافق مذکور بالا کی

ويستلم الركن اليماني وهو حسن ولا يستلم غيرهما ويختم الطواف باستلام الحجر ثم يصلي ركعتين
اور استلام کری رکن یمانی کو یہہ بہتر ہی اور سوا ان دونوں کی اورکو استلام نہ کرے اور طواف کو حجر کی استلام پر ختم کردی پھر مقام کی پاس دو رکعت نفل

عند المقام او غيره من المسجد ان منعه الزحام وهذه الصلوة واجبة بعد كل اسبوع ثم
ادا کری یا مسجد میں اور جگہ اگر انبوہ کی سبب مقام میں میسر نہ آوی اور یہہ نماز واجب ہی بعد ہر یک پوری طواف یعنی سات گردش کی پھر

يعود ويستلم الحجر ويخرج من المسجد ويصعد الصفا ويستقبل البيت ويكبر ويهلل ويصلي
ہٹ کر حجر کا استلام کری اور مسجد سی باہر آکر صفا پر چڑھ جاوی اور بیت کی طرف منہہ کرکر اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑھی اور نبی علیہ السلام پر

على النبي عليه السلام ويرفع يديه ويدعو ما شاء ثم يمشي نحو المروة على هيئته حتى يصل بطن الوادي
درود پڑھی اور ہاتھ اوٹھا کر جو چاہی دعا مانگی پھر مروہ کی طرف چلی اپنی چال میں یعنی بی تکلف یہاں تک کہ بطن وادی پر پہنچی

ثم يسعى بين الميلين الاخضرين فاذا جاوز بطن الوادي يمشي على هيئته حتى يأتي المروة فاذا انتهى
پھر درمیان میلین اخضرین کی دوڑکر چلی جب بطن وادی سی نکل جاوی تو اپنی چال پر چلنی لگی یہاں تک کہ مروہ پر جا پہنچی وہاں جاکر

يصعد عليها ويفعل ما فعل على الصفا ثم ينزل عنها ويتوجه الى الصفا يفعل هكذا سبعا يبدأ
اوسکی پر چڑھی وہاں جاکر وہی عمل کری جو صفا پر کیا تھا پھر مروہ سی اوترکر صفا کی طرف جاوی اسی طرح سات دفعہ کری صفا سی شروع کرکر

بالصفا ويختم بالمروة ثم يسكن بمكة محرما ويطوف بالبيت نفلا ما شاء فاذا صلى بمكة فجر ثامن
مروہ پر ختم کروی پھر مکہ میں احرام باندھی ہوی رہنی لگی اور بیت کا طواف نفل کیا کری جسقدر چاہی جب مکہ میں یوم ترویہ یعنی اٹھویں تاریخ

الشهر يخرج الى منى ويمكث بها الى فجر عرفة ثم يروح الى عرفات وكلها موقف الا بطن عرنة فبعد
ذالحجہ کو صبح کی نماز پڑھ چکی منی کو جاوی وہاں جاکر نویں تاریخ کی فجر تک ٹھہرا رہی پھر عرفات میں جاوی وہ تمام ٹھہرنیکی جگہ ہی سوا بطن عرنہ کی جب

ما صلى الظهر والعصر في وقت الظهر يذهب الى الموقف بغسل سن وبعد الغروب يأتي الى المزدلفة
نماز ظہر اور عصر کی جمع کرکر ظہر کی وقت میں پڑھ چکی تو غسل مسنون کرکر موقف کو جاوی اور دن چھپی مزدلفہ کو چلا جاوی

وكلها موقف الا وادي محسر ينزل عند جبل قزح ويصلي العشائين ههنا باذان واقامة فاذا طلع
وہ تمام ٹہرنی کی جگہ ہی سوا وادی محسر کی اور جبل قزح کی پاس اوتری یہاں مغرب اور عشا ملاکر ایک اذان اور تکبیر سی ادا کری جب صبح صادق

الفجر يصلي الفجر بغلس وهو ظلمة في اخر الليل ثم يقف ويكبر ويهلل ويلبي ويصلي على النبي عليه السلام
کہل جاوی تو فجر کی نماز اندھیری میں پڑھی غلس اندھیرا ہوتا ہی آخر لیل میں پھر ٹہر کر اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑھی اور تلبیہ پڑھی اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھی

ويدعو واذا اسفر يأتي منى ويرمي جمرة العقبة من بطن الوادي من سفله الى علاه سبع حصيات
اور دعا مانگی جب خوب روشنی ہوجاوی تو منی میں آکر جمرة العقبہ کو رمی کری بطن وادی کی جانب اسفل سی اعلی کی طرف سات کنکریاں اوٹھی اوٹھی

حذفا ويكبر بكل منها فيقول بسم الله والله اكبر رجما للشيطان وحزبه اللهم اجعل حجي مبرورا
اور ہر کنکر پر اللہ اکبر کہتا جاوی اسطور بسم اللہ واللہ اکبر واسطی خاک آلودگی شیطان اور اوسکی گروہ کی الہی تو حج میرا مبرور

مشكورا وذنبي مغفورا ويقطع التلبية باولها ثم يذبح ان شاء ثم يقصر والحلق افضل ويحل له كل شيء
مشکور اور گناہ میری معاف کر اور اول رمی پر تلبیہ موقوف کری پہر قربانی کری اگر چاہی پہر بال کتروادی اور سر منڈانا افضل ہی اور اوسکو ممنوعات احرام مین
من محظورات الاحرام الا النساء ثم يطوف للزيارة يوما من ايام النحر سبعة اشواط بلا رمل ولا سعي
سوای جماع کی سب شی حلال ہو جاتی ہین پہر طواف زیارت کسی دن ایام نحر مین سی سات گردشین بدون اکڑ اور سعی کی کری
ان فعل الرمل والسعي قبل والا فيهما وان اخره عن ايام النحر يكره ويجب الدم ثم ياتي منى ويرمي الجمار
اگر رمل اور سعی پہلی کر چکا ہی اور نہین تو اب کری اور اگر طواف زیارت کو ایام نحر سی ٹال دی تو مکروہ ہی اور ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہی پہر منی مین آوی اور
الثلث بعد زوال ثاني النحر يبدا بما يلي مسجد الخيف ثم بما يليه ثم بالعقبة سبعا سبعا ويكبر بكل
تینون جمرون کو بعد دن ڈہلنی دوسری دن نحر کی کنکر ماری شروع اوس جمرہ سی کری جو مسجد خیف سی نزدیک ہی پہر جو اوس سی پاس ہی پہر جمرۃ العقبہ کو سات سات ہر کنکر
حصاة ويقف بعد رمي بعده رمي ويدعو ولا يقف بعد الثالثة ولا بعد رمي يوم النحر ثم غدا كذلك
کی ساتھ تکبیر کہتا جاوی اور ٹہری بعد اوس رمی کی کہ پیچھی اوسکی رمی ہو اور دعا مانگی اور نہ بعد تیسری کی نہ ٹہری اور نہ بعد رمی یوم نحر کی پہر اگلی دن اسی طور
وبعد غد كذلك ان مكث ويكره ان لا يبيت بمنى ليالي الرمي واذا اراد الرجوع الى وطنه يطوف للصدر
اور بعد اوسکی اگلی دن بہی یہی اگر ٹہری اور اگر رمی کی شبون مین منی مین شب کو نہ رہی تو مکروہ ہی اور اگر ارادہ مراجعت کا اپنی وطن کو کری تو طواف الصدر
سبعة اشواط بلا رمل ولا سعي ثم يصلي ركعتين ثم يشرب من زمزم ثم ياتي البيت ويقبل العتبة
سات گردشین بدون رمل اور سعی کی کری پہر دو رکعت نماز ادا کری پہر آب زمزم نوش کری پہر بیت کی پاس آوی اور آستانہ بوسی کری
ويضع صدره ووجهه على الملتزم وهو ما بين الحجر والباب ويتشبث بالاستار ساعة ويدعو بجهد
اور اپنا سینہ اور چہرہ ملتزم پر رکہی اور ملتزم حجر اور باب کی بیچ بیچ مین ہی اور ایک ساعت بہر پردہ کعبہ کا پکڑی رہی اور خوب تضرع سی دعا مانگی
ويبكي على فراق الكعبة ويرجع قهقرى حتى يخرج من المسجد والمراة كالرجل الا انها تلبس المخيط ولا
اور کعبہ کی جدائی پر روئی اور الٹی پشت ہٹی یہان تک کہ مسجد مین سی نکل آوی اور عورت کا حال بہی مرد کا سا ہی اتنا فرق ہی کہ عورت سیا کپڑا پہنی
تكشف راسها بل تكشف وجهها ولو اسدلت عليه شيئا وجافته عنه يصح ولا ترفع صوتها بالتلبية
اور اپنا سر نہ کہولی بلکہ منہہ کہولی رکہی اور اگر کسی کپڑا لیسی کہو نکشتہ رکہی اور منہہ سی کپڑی کو الگ رکہی تو بہی صحیح ہی اور تلبیہ مین پکار کر آواز نہ کری
ولا تقرب الحجر الا عند كونه خاليا ولا ترمل في الطواف ولا تسعى بين الميلين بل تمشي على هيئتها ولا
اور حجر کی پاس انبوہ مین نہ جاوی اگر جای خالی ہو تو جاوی اور طواف مین رمل نہ کری اور میلین کی بیچ مین نہ دوڑی بلکہ اپنی طرح پر چلی جاوی اور سر
تحلق بل تقصر وان حاضت عند الاحرام تغتسل ويكون هذا الغسل للاحرام لا للصلوة ويفيد النظافة
نہ مونڈاوی بلکہ لٹ کتروا ڈالی اور اگر احرام باندہتی وقت حائض ہو جاوی تو نہاوی اور یہہ غسل احرام کی لئی ہی نماز کی واسطی نہین اس سی سوا طواف کی طہارت
لغير الطواف وهو بعد الركنين اللذين هما الوقوف بعرفة وطواف الزيارة يسقط طواف الصدر ولا يجب عليها شيء
کا فائدہ ہوگا اور حیض بعد دو نون رکن کی کہ وہ وقوف عرفات اور طواف الزیارۃ ہی طواف الصدر کو ساقط کر دیتا ہی اور اوسکی ترک سی اوسپر کچہہ لازم
بتركه ولا بتاخير طواف الزيارة عن ايام النحر بسبب الحيض ثم ينبغي ان يعلم ان المراة شابة كانت او عجوزا
نہین آتا اور نہ طواف الزیارت کی تاخیر سی جو ایام نحر سی بسبب حیض کی ہو جا کچہہ لازم آوی پہر جاننی کی بات ہی کہ عورت جوان ہو یا بوڑہی
اذا كان بينها وبين مكة مسيرة سفر لا يثبت لها الاستطاعة الا بمحرم وهو الزوج ومن لا يجوز نكاحها
جب اوسمین اور مکہ مین مسافت سفر کی ہو تو اس عورت کو استطاعت حاصل نہین جسی حج فرض ہوتا ہی بدون محرم کی اور وہ خاوند ہوتا ہی یا وہ جس سی
على التابيد بنسب او رضاع او صهرية وان لم يكن لها محرم لا يجب عليها ان تتزوج ليحج بها وذكر في التجنيس
کبہی کسی حال مین نکاح جائز نہین ہا نسب کی یا دودہ کی یا سمدہانی کی اور اگر اوس عورت کی ساتھہ محرم نہین تو اوسپر یہہ واجب نہین کہ حج کی واسطی خاوند کری اور تجنیس مین مذکور ہی

ان

ان محرمها ان كان فاسقا او مجنونا او صبيا لا يجب عليها الحج ويحرم عليها السفر معه ويشترط لها

کہ اگر اوسکا محرم فاسق ہو یا دیوانہ ہو یا بچہ نابالغ ہو تو اوسپر حج واجب نہیں ہی اور ایسی محرم کی سانتہ سفر حرام ہی اور عورت کی واسطی

ان تكون خاليا عن العدة عند خروجها الى الحج حتى لو كانت فى العدة لا تخرج الى الحج وكذا لو وجب

یہہ بہی شرط ہی کہ جب وہ حج کو چلی تو عدت سی پاک ہو یہانتک کہ اگر عدت مین ہو تو حج کو نہ جاوی اور ایسی ہی اگر اوسپر

لها العدة فى الطريق فى مصر من الامصار وبينها وبين مكة مسيرة سفر لا تخرج عن ذلك المصر ما لم تنقض

عدت رستہ مین کسی شہر مین واجب ہوجاوی کہ اوسمین اور مکہ کی بیچمین مسافت سفر کی ہو تو اوس شہر مین سی عدت کی گذری بغیر نجاوی

عدتها يسر لنا الله تعالى اعمالا مطابقا لرضاه بمنه وفضله المجلس الحادى والعشرون

الٰہی ہمپر آسان کر وہ اعمال جو تیری رضا کی مطابق ہین اپنی احسان اور فضل سی اکیسوین مجلس

فى بيان فضائل الزكوة وغوائل تركها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من

زکوٰۃ دینی کی فضائل اور نہ دینی کی سختیون مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین کوئی

صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدى منها حقها الا اذا كان يوم القيمة صفحت له صفائح من نار

سونی چاندی والا کہ اوسمین سی اوسکا حق یعنی زکوٰۃ نہ ادا کرتا ہو مگر جب دن قیامت کا ہوگا تو اوسکی لئی تختی آگ کی بنائی جاویگی

فاحمى عليها فى نار جهنم فتكوى بها جنبيه وجبينه وظهره وكلما بردت اعيدت له فى يوم

پہر اونکو دوزخ کی آگ مین گرم کر کر اوسکی دونو کروٹین اور پیشانی اور پشت داغ دی جاوی گی اور جب ٹہنڈی ہونگی پہر گرم کی جاوینگی اوس روز

كان مقداره خمسين الف سنة حتى يقضى بين العباد فيرى سبيله اما الى الجنة واما الى النار

کہ برابر پچاس ہزار برس کی ہوگا یہانتک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہوچکی پہر دیکہی اوسکا راہ یا جنت کی طرف ہو اور یا دوزخ کی طرف

هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة فانه عليه السلام ذكر فيه جنسين من المال وهما

یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسمین نبی علیہ السلام نی مال کی دو جنس بیان فرمائین

الذهب والفضة ثم افرد الضمير الراجع اليهما فقال لا يؤدى منها حقها نظرا الى المعنى دون اللفظ

سونا اور چاندی پہر ضمیر جو اونکی طرف پہرتی ہی وہ مفرد بیان کی فرمایا کہ نہ ادا کری اوسمین سی حق اوسکا تو بلحاظ معنی کی لفظ کا لحاظ نہین کیا

لان المراد بهما دنانير ودراهم وقيل يحتمل ان يراد بهما الاموال لان الحكم عام وتخصيصهما بالذكر لفضلهما

اسواسطی کہ مراد اون دونون سی دنانیر اور دراہم ہین اور کوئی کہتا ہی کہ شاید سونی چاندی سی مراد ہر قسم کی مال ہون اسواسطی کہ حکم تو عام ہی اور خصوصیت چاندی سونی کی

على سائر الاموال من حيث انهما اصل التمول وثمن الاشياء وبمثله ورد قوله تعالى وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ

ذکر مین واسطی فضیلت کی تمام مالون پر ہی اسلئی کہ اصل مالیت اور قیمت تمام اشیاء کی یہہ ہی دونو ہین اور ایسی ہی قرآن مین وارد ہوا ہی اور جو لوگ گاڑ رکہتی ہین

الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ

سونا اور روپا اور خرچ نہین کرتی اللہ کی راہ مین سو اونکو خوشخبری سنا دکہ والی مار کی جسدن آگ دہکاوینگی اوسپر دوزخ کی

فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ

پس داغین گی اوس سی اونکی ماتہی اور کروٹین اور پیٹہین یہہ ہی جو تم گاڑتی تہی اپنی واسطی اب چکہو مزہ اپنی گاڑنیکا

والمراد بعدم اداء حقها وبعدم انفاقها فى سبيل الله عدم اداء زكوتها فان الذين يجمعون الاموال

اور حق نہ دینی سی اور راہ الٰہی مین خرچ نہ کرنی سی نہ دینا زکوٰۃ کا مراد ہی پس جو لوگ مال جمع کرتی ہین

ويدخرونها ولا يعطون زكوتها يعذبون يوم القيمة بانواع من العذاب فمن جملتها ما ذكر فى هذه الاية

اور اوسکو ذخیرہ کر رکہتی ہین اور اوسکی زکوٰۃ ادا نہین کرتی قیامت کی دن طرح طرح کی عذاب دئی جاوینگی ایک تو یہہ جو اس آیت مین

وهذا الحديث ووجه تخصيص هذه الاعضاء بذلك العذاب ان صاحب المال اذا لم يعوّد نفسه
اور اس حدیث میں مذکور ہی اور وجہ خصوصیت ان اعضا کی ساتھ اس عذاب کی یہہ ہی کہ مال والی آدمی کو جب زکوۃ دینی کی عادت نہیں ہوتی
اعطاء الزكوة بعد وجوبها بمجيء وقتها فهو اذا راى الفقير الطالب للزكوة يعبس وجهه واذا ساله يعرض
اگرچہ زکوۃ واجب ہو اور وقت بہا آپہنچی پس وہ شخص جب فقیر زکوۃ کی طالب کو دیکہتا ہی تو تیوڑی چڑہاتا ہی اور وہ اگر مانگتا ہی تو اوس سی منہہ
عنه ويولي اليه جنبه واذا بالغ في السوال يقوم من مقامه ويولي اليه ظهره ويذهب ولا يعطيه
پہیر کر کروٹ موڑ لیتا ہی پہر اگر فقیر نی سوال میں زیادتی کی تو اپنی جگہ سی اوٹہہ کر اوسکی طرف پشت کر کر چلا جاتا ہی اور زکوۃ میں سی جو
شيئا من حقه الذي هو الزكوة فتاذى الفقير بكل واحد من هذه الافعال فيعذبه الله تعالى
اوسکا حق ہی کچہہ نہیں دیتا پس فقیر کو اوسکی اس ہر ہر حرکت سی ایذا ہوتی ہی سوئی اللہ تعالی اوسکو
بجعل امواله التي هي الدنانير والدراهم الواحا من نار تكوى بها تلك الاعضاء التي اذى بها الفقير
یہہ عذاب دیتا ہی کہ اوسکی تمام مال کو جو دنانیر اور درہم ہین آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیگا جن سی اونی فقیر کو ایذا دی تہی
وروى عن ابن مسعود انه قال لا يوضع دينار على دينار ولا درهم على درهم ولكن يوسع جلده حتى
اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم نہیں رکہا جاویگا ولیکن اوسکی کہال کو فراخ کر کر
يوضع كل دينار ودرهم موضعا على حدة كلما تم ووصل كيها من اولها الى اخرها اعيد ذلك الكي الى
ہر ہر دینار اور درہم الگ الگ جگہہ رکہی جاوینگی جب پوری ہو کر داغ اول کا آخر سی ملجاویگا پہر وہ ہی داغ اول سی آخر تک دوہرا کرینگی
اولها حتى يصل الى اخرها هكذا يستمر هذا النوع من العذاب يوم القيمة حتى يحكم بين العباد
اسیطرح اس قسم کا عذاب قیامت کی روز ہوتی چلا جاویگا یہان تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہوچکی
فيرى سبيله اما الى الجنة ان لم يكن له ذنب سواه او كان لكن الله تعالى عفى عنه واما الى النار ان كان
پہر دیکہا چاہیئی کہ اوسکا راہ جنت کی طرف ہی اگر اوسکا کوئی اور گناہ نہیں ہی یا گناہ تو ہی پر اللہ تعالی نی معاف کر دیا اگیا دوزخ کی طرف ہی اگر اوسکا حال
على خلاف ذلك وفي حديث اخر انه عليه السلام قال من اتاه الله مالا فلم يؤد زكوته مثل له ماله
کی خلاف ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسکو اللہ تعالی نی مال دیا اور اوسنی زکوۃ نہ ادا کی تو قیامت کی دن
يوم القيمة شجاعا اقرع له زبيبتان يطوقه ثم ياخذ بلهزمتيه فيقول انا مالك انا كنزك ثم تلا
اوسکا مال گنجا سانپ جسکی دو داغ ہوں بن کر اوسکی گلی میں طوق ہو جاویگا پہر اوسکی دونو جبڑی پکڑ کر کہیگا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پہر آپ نی یہ آیت
وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا
پڑہی اور نہ سمجہیں جو لوگ بخل کرتی ایک چیز پر کہ اللہ نی اونکو دی ہی اپنی فضل سی کہ یہہ بہتر ہی اونکی حق میں بلکہ یہہ برا ہی اونکی واسطی آگی طوق پڑیگا اونکی جسکا بخل کیا تہا
بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من اعطاه الله تعالى مالا ولم يؤد زكوة ماله
دن قیامت کی سو پیغمبر علیہ السلام نی اس حدیث میں یہہ بیان فرمایا کہ جسکو اللہ تعالی نی مال عنایت کیا اور اوسنی اپنی مال کی زکوۃ ادا کی تو اللہ تعالی
يجعل ماله يوم القيمة في صورة الحية التي انحسر شعر راسها من كثرة سمها وطول عمرها ولها فوق
قیامت کی دن ایسی سانپ کی صورت بنا دیگا جسکی سر کی بال ماری زہر کی بسبب درازی عمر کی جہڑ گئی ہوں اور اوسکی
عينيها نكتتان سوداوان وهي اوحش ما يكون من الحيات ويجعل في عنقه كالطوق ثم ياخذ بشدقيه
دونو آنکہوں کی اوپر دو داغ سیاہ ہوں یہہ قسم تمام سانپوں میں بدتر ہوتی ہی اور اوسکی گردن میں طوق کی مثال ڈالا جاویگا پہر وہ اوسکی دونو کلی پکڑ کر
وتلدغه وتقول له انا مالك الذي جمعته ولم تؤد زكوته فلما كان في منع الزكوة مثل هذا التشديد
کاٹیگا اور کہیگی میں تیرا وہ ہی مال ہوں کہ جمع کر کر زکوۃ نہیں دی تہی چونکہ زکوۃ کی ندینی میں اتنی بڑی سختی ہی

الشدید لزم بیان وجه الحکمة فی ایجابها وهو الامتحان لان التلفظ بکلمة الشهادة التزام بالتوحید
تولازم ہوا بیان کرنا کہ اسکی فرض کرنی میں کیا حکمت ہی اور وہ امتحان ہی اسواسطی کہ کلمہ شہادت کا زبانسی پڑہنا توحید کا ذمہ پر لینا ہی

وشهادة بانفراد المعبود وادعاء المحبة فان من یقول اشهد ان لا اله الا الله یصیر کانه قال انی
اور گواہی ہی معبود کی یگانہ ہونی کی اور محبت کا دعوی ہی اسلئی کہ جو شخص کہتا ہی میں گواہی دیتا ہوں کہ سوای اللہ کی کوئی معبود نہیں ہی گویا یہہ کہتا ہی

رایت بقلبی وعلمت بعقلی ان لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمت عبادته ومحبته ولا اعبد ولا
میں نی دل سی دریافت کیا اور عقل سی جانا کہ نہ کوئی معبود اور نہ کوئی محبوب سوا اللہ کی سو میں نی اوسکی عبادت اور اوسکی محبت اپنی ذمہ لی نہیں پرستش کرونگا

احب الا ایاه فیلزم الوفاء بما ادعاه من التوحید فی المحبة وتمام الوفاء ان لا یبقی للموحد محبوب
اور نہ دوست رکہونگا سوا اوسکی اب اس دعوی توحید کا پورا کرنا چاہئی یعنی محبت ایک کی اور انجام وفا کا یہہ ہی کہ موحد کی واسطی کوئی محبوب

سوی الفرد الواحد لان المحبة لا تقبل الشرکة والتوحید باللسان قلیل النفع وانما یظهر درجة
سوا ایک ذات کی باقی نہ رہی اسواسطی کہ محبت میں شرکت نہیں ہوتی اور زبانی توحید بی فائدہ ہوتی ہی اور درجہ محبت کا جب ہی کہلتا ہی

المحبة بمفارقة المحبوبات والاموال محبوبة للخلق لکونها آلة تنعمهم وقضاء حاجاتهم فی الدنیا
تب تمام محبوبات چہوٹ جاویں اور مال دولت خلق کو اسلئی محبوب ہی کہ اوس سی دنیا میں اونکی لئی عیش عشرت اور کارروائی ہوتی ہی

وبسببها یانسون بهذا العالم وینفرون من الموت مع ان فیه لقاء المحبوب فامتحنوا فی صدق
اور اوسہی کی سبب سی اس عالم کی الفت پکڑکر موت سی نفرت کرتی ہیں باوجودیکہ موت سی محبوب کی ملاقات ہوگی سو اس مال کی خرچ کرنی سی کہ

دعواهم فی المحبة ببذل المال الذی هو معشوقهم وهم فی بذله ثلثة اقسام القسم الاول هم الذین
اونکا معشوق ہی یہہ امتحان لیا گیا کہ محبت کا دعوی راست ہی یا نہیں اور وہ لوگ مال خرچ کرنی میں تین قسم پر ہیں پہلی قسم وہ لوگ ہیں

صدقوا فی التوحید ... المحبة وبذلوا جمیع اموالهم ولم یدخروا لانفسهم شیئا کما فعله ابوبکر الصدیق
جو توحید میں اور محبت کی دعوی میں خوب سچی ہیں اور اپنا تمام مال خرچ کرڈالا اور اپنی واسطی کچہہ نہ بچایا چنانچہ ابوبکر صدیق نی یہہ ہی کیا

حیث جاء بماله کله الی رسول الله علیه السلام لینفقه فی سبیل الله تعالی وقال له رسول الله صلی
اسلئی کہ اپنا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لی آئی تاکہ خدا کی رستہ میں خرچ کردیں اور جب اونسی رسول اللہ صلی

الله علیه وسلم فماذا ابقیت لنفسك فقال الله ورسوله فانه وفی بتمام الصدق فلم یبق عنده سوی
اللہ علیہ وسلم نی پوچہا اپنی واسطی کتنا رکہا تو یہہ عرض کیا اللہ اور اوسکا رسول سو ابوبکر نی اپنا صدق پورا کیا سو اونکی پاس سوا

محبوبه الذی هو الله تعالی ورسوله وهذا جائز لمن کان توکله علی الله تعالی تاما کاملا ولهذا لما
محبوب کی جو اللہ ہی اور اوسکا رسول کچہہ نہیں تہا یہہ بذل اوسکی لئی جایز ہی جسکا توکل اللہ تعالی پر پورا اور کامل ہو اور اسہی لئی جب

سئل رسول الله علیه السلام عن افضل الصدقة قال جهد المقل فانه علیه السلام بین فی هذا
کسی نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا کہ بہتر صدقہ کونسا ہی تو آپ نی فرمایا کوشش مفلس کی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث

الحدیث ان افضل الصدقة ما یتصدق به الفقیر مع احتیاجه الیه واما من لم یکن توکله تاما کاملا
میں بیان فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہی جو فقیر اپنی حاجت روک کر دیتا ہی اور البتہ جسکا توکل پورا اور کامل نہو

فلا بد له ان یترك قوت نفسه وعیاله ثم یتصدق ما فضل من ذلك لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام
تو ضرور ہی کہ اپنا اور اپنی عیال کا کہانا رکہہ لیا کری پہر جو اس سی بچا رہی وہ خیرات کردی کیونکہ روایت ہی ابوہریرہ سی کہ نبی علیہ السلام نی

قال خیر الصدقة ما کان عن ظهر غنی ولا مخالفة بین هذا الحدیث والحدیث السابق لان المنفق قسمان
فرمایا اچہا صدقہ وہ ہی جو توانگری کی ساتہہ ہووی اور اس حدیث میں اور اوپر کی حدیث میں کچہہ مخالفت نہیں ہی اسلئی کہ توانگری دو طرح کی ہی

غنى المال وغنى النفس وخير الصدقة ما كان عن احد الغنيين اما عن غنى النفس وعن غنى المال اذ

توانگری مال کی اور توانگری دل کی   اور اچھا صدقہ وہ ہی جو کسی ایک توانگری سی ہو   یا دل کی توانگری سی   یا مال کی توانگری سی   اسواسطی

لابد للمتصدق فيما يبذله ان يستغني عنه اما بسخاوة نفسه وقوة عزيمته ثقة بالله تعالى كما

کہ ضرور ہی کہ خیرات کرنیوالا جو دیتا ہی اوسی بی نیاز ہو   یا تو اپنی دل کی سخاوت   اور قوت عزیمت سی   خدا تعالی پر بہروسا کر کر جیسا

فعله ابوبكر الصديق او بماله الذي بقي في يده بعد البذل اذ لا يجوز لاحد ان يصرف قوت عياله

ابوبکر صدیق نی کیا   یا اپنی مال کی سبب جو خرچ کرکر اسکی پاس بچا ہی   اسواسطی کہ کسیکو جایز نہین ہی کہ اپنی عیال کا کہانا بہی فقرا کو

الى الفقراء ويتركهم جياعا الا اذا رضوا به واذنوا له فيه بل لا يجوز له ان يعطي احدا الا مما يفضل

بانٹ دی اور اونکو بہوکا ماری   ہان اگر وہ راضی ہون اور اسکو اجازت دیدین بلکہ اسکو یہہ جایز نہین کہ سواء بچتی ہوئی کی

عن نفسه وعياله كما جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال خير الصدقة ما ابقت غنى يعني ان

اپنی اور اپنی عیال کی خرچ سی کسیکو دیوی چنانچہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بہتر صدقہ وہ ہی جو دئی پر بہی غنا باقی رہی یعنی

المتصدق لابد له فيما يبذله عن احد الامرين اما ان يستغني عنه بماله او يستغني عنه بحاله وهذان

خیرات کرنیوالی کو چاہئی کہ جو خرچ کرتا ہی دو امر مین سی ایک پر ہو   یا تو اپنی مال کی باعث سی صدقہ دیکر بی نیاز رہی یا اپنی دل سی مستغنی ہو   ان دونو

افضل اليسارين لما روي في الحديث الصحيح انه عم قال ليس الغنى عن كثرة المال وانما الغنى غنى النفس فان الفقير اذا

استغنا مین سی یہہ افضل ہی اسواسطی کہ حدیث صحیح مین روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ توانگری مال کی بہتایت سی نہین ہوتی توانگری وہ ہی کہ جو دل سی ہو بیشک

تصدق بما قدر عليه من قوت يومه وصبر على الجوع يكون صدقته افضل اذ لاشك في كون

خیرات کردی جو اوسکو قوت ایک روز کا میسر آتا ہی اور آپ بہوک پر صبر کری   تو اوسکا صدقہ بہت اچھا ہی اسواسطی کہ بیشک

الصدقة بالشيء مع الحاجة اليه افضل اذا لم يضر ذلك ببدنه من ضعفه عن القيام في الصلوة و

صدقہ ایسی چیز کا جسکی حاجت رکہتا ہو افضل ہی   اگر یہہ صدقہ اوسکی دین مین نقصان نکری جیسی نماز پڑہنی سی ضعیف ہو جاوی

كشف العورة وقد مدح الله تعالى الانصار على ذلك وقال ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة

یا ننگا رہ جاوی اور اللہ تعالی نی اسپر انصار کی تعریف کی ہی   اور فرمایا   اور اول رکہتی ہین اونکو اپنی جان سی   اور اگرچہ ہوا پنی اوپر بہوک

القسم الثاني هم الذين لا يقدرون على هذه المرتبة بل يمسكون اموالهم لمواقيت الحاجة ومواسم الخيرات

دوسری قسم وہ لوگ ہین جو اس مرتبہ تک نہین پہنچتی   بلکہ اپنی مالون کو واسطی اوقات حاجت   اور مواقع خیرات کی روک رکہتی ہین

وليس قصدهم في الامساك التنعم والتلذذ بل قصدهم فيه الانفاق بقدر الحاجة ثم صرف الفاضل الى

اور اس روکنی سی اونکی غرض عیش وعشرت اور حصول لذت نہین ہوتی اونکی یہہ مراد ہوتی ہی کہ بقدر حاجت خرچ کرکر   پہر بچتی کو اقسام

وجوه الخيرات مهما ظهرت القسم الثالث هم الذين يقتصرون على اداء ما وجب عليهم فلا يزيدون عليه

خیرات مین   جب پیش آوین تو لگادین   تیسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو اونپر واجب ہوتا ہی   سو ادا کردیتی ہین نہ اوس سی بڑہتی دین

ولا ينقصون عنه وهذه المرتبة اقل المراتب وعلى هذه المرتبة اقتصر اكثر الناس لبخلهم بالمال وميلهم

نہ اوس سی کچہہ کم دین   اور یہہ مرتبہ   سب سی کم تر ہی   اور اسہی مرتبہ پر اکثر لوگ ماری بخل   اور مال کی محبت کی

اليه وضعف حبهم للاخرة وليس بعد هذه المرتبة شيء من المحبة بل من ينزل من هذه المرتبة ينزل في

اور کمتر ہونی محبت آخرت کی اکتفا کرتی ہین اور اس مرتبہ کی بعد اصلا کوئی محبت نہین ہی   بلکہ جو شخص اس مرتبہ سی اوتر کر ہوتا ہی

الكذب في ادعاء المحبة ويظهر من نفسه ان ادعاه من المحبة كان من لقلقة اللسان فعلى هذا يجب

تو وہ سکا ساتھ دعوی محبت کی جھوٹا ہی گویا وہ یہہ ظاہر کر دیتا ہی کہ میرا دعوی محبت کا صرف تیز زبانی سی ہی   اس بیان کی موافق واجب ہی

على من لا يقدر على المرتبة الاولى والثانية ان لا ينزل من المرتبة الثالثة بل ينبغي له ان يسعى في اداء
نہ جاوے پہلی یا دوسری مرتبہ پر قدرت نہیں رکھتی تو تیسری مرتبہ سی تو نہ گر جاوین بلکہ اونکو لایق ہی کہ کوشش کرکر
ما وجب عليه على الفور اظهارا للرغبة في امتثال الامر وايصالا للسرور الى قلوب الفقراء واحترازا
واجب کو ترت ادا کیا کریں تا کہ رغبت فرمان برداری کی ظاہر ہووی اور فقیروں کی دلوں کو خوشی پہنچی اور مخالفت کی
عن شبهة الخلاف اذ عند بعض العلماء وجوبها فوري حتى يأثم بالتاخير ويرد شهادته وهي انما تجب اذا
شبہہ سی بچ جاوین اسواسطی کہ بعضی علماء کی نزدیک وجوب زکوٰۃ کا فوری ہی یعنی ترت چاہیے یہانتک کہ دیر کرنی سی گنہگار ہوتا ہی اور اوسکی شہادت مردود ہی اور زکوٰۃ جب
تم الحول على النصاب فلكل احد حول يخصه بحسب وقت كونه مالكا للنصاب فاذا تم حوله يجب عليه اخراج
واجب ہوتی ہی کہ نصاب پر برس دن پورا گذر جاوی پہر ہر ایک سال جدا جدا ہوتا ہی جس وقت سی وہ نصاب کا مالک ہوتا ہی جب سال پورا ہو جاوی تو اوسپر زکوٰۃ کا نکالنی واجب ہو جاتی ہی
زكوته في اي شهر كان وان عجل زكوته قبل حولان الحول يجوز عند جمهور العلماء سواء كان تعجيله لاجل
کوئی سا مہینہ ہو اور اگر جلدی کرکر اپنی زکوٰۃ برس روز گذرنی سی پہلی ادا کردی تو سب علماء کی نزدیک جایز ہی برابر ہی کہ اوسکی جلدی واسطی آجانی
الاشرف من الاوقات التي لا يوجد مثلها عند تمام الحول كشهر رمضان وما قبله من شهر رجب وشعبان
اچھی وقت کی ہو اور وقتوں سی کہ ایسا وقت برس کی تمامی پر نہ ملیگا جیسی رمضان کا مہینہ اور اوس سی پہلا حرام روزہ کا اور شب برات کا مہینہ
او لوجود الافضل من المصارف بان يكون من الاتقياء المتجردين لتجارة الاخرة فانهم يستعينون بما اعطاهم
یا اوسکی جلدی واسطی موجود ہونی اچھی مصرف کی ہو کہ کوئی متقی پرہیزگار دنیا سی الگ تاجر آخرت کا موجود ہو کیونکہ ایسی مرد جو اونکو دیا آتا ہی اوس سی مدد
على الطاعة فيكون المعطي شريكا لهم في طاعتهم باعانته اياهم فيها او بان يكون من العلماء فان اعطاءهم
طاعت کی حاصل کرتی ہیں پس دینی والا بہی اونکی عبادت میں شریک ہو جاتا ہی کیونکہ عبادت میں اونکا مددگار ہی یا کوئی عالم موجود ہو کیونکہ علماء کی خدمت
معاونة لهم على العلم والعلم اشرف العبادات حتى كان بعض السلف لا يصرف زكوته الا الى اهل العلم ويقول انه لا اعرف
کرنی علم کی مدد ہوتی ہی اور علم سب عبادات میں اشرف ہی یہانتک کہ بعضی اگلی بزرگ اپنی زکوٰۃ صرف علماء ہی کو دیتی تہی اور کہتی تہی کہ میں
بعد مقام النبوة افضل من مقام العلماء والمراد من اهل العلم هم الذين يطلبون العلم لاجل الاخرة لا لاجل الدنيا فان الذين
بعد مرتبہ نبوت کی کوئی مرتبہ علماء کی مرتبہ سی بہتر نہیں جانتا اور علماء سی مراد وہ عالم ہیں جو علم آخرت کی واسطی پڑہتی ہیں دنیا کی واسطی نہیں پڑہتی اور جو لوگ
يطلبون العلم لاجل الدنيا لا ينبغي للمتصدق ان يعاونهم بصدقته على عصيانهم حتى لا يكون شريكا
علم کو دنیا کی واسطی پڑہتی ہیں تو زکوٰۃ دینی والی کو نہیں چاہیے کہ اپنی زکوٰۃ سی اونکی گناہ کا مددگار بنی تا کہ استحقاق عذاب میں
لهم في استحقاق العقاب ومن افضل المصارف من يكون ذا عيال او مديونا او مريضا او قريبا فان الاعطاء
اونکا شریک نہو جاوی اور بہترین مصارف وہ ہی جو کنبہ والا ہو یا قرضدار ہو یا بیمار ہو یا ناتی دار ہو کیونکہ ناتی دار کو
الى القريب يكون صدقة وصلة ولا يخفى على احد ما في صلة الرحم من الثواب والاصدقاء والاخوان
دینا صدقہ اور صلہ دونو ہوتی ہیں اور سب کو معلوم ہی کہ صلہ رحم کا کتنا بڑا ثواب ہی اور دوست اور دینی بہائی
في الدين يقدمون على المصارف كما يقدم الاقارب على الاجانب لكن ينبغي ان يعلم ان المتصدق
اور مصارف پر مقدم ہوتی ہیں جیسی ناتی دار غیروں پر مقدم ہوتی ہیں لیکن یہہ بہی سمجہنا چاہیے کہ زکوٰۃ دینی والی کو
لا بد له ان يحترز عن ابطال صدقته بالمن والاذى اذ قال الله تعالى لا تبطلوا صدقاتكم بالمن
لازم ہی کہ اپنی صدقہ کو احسان جتا کر اور تکلیف دیکر باطل نہ کردی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی مت ضایع کرو اپنی خیرات احسان رکہکر
والاذى وحقيقة المن ان يرى نفسه محسنا الى الفقير فمهما رأى نفسه محسنا اليه يتفرع عنه
اور ستاکر اور حقیقت میں احسان کرنا اول ہوتا ہی کہ اپنی تئین فقیر کا محسن سمجہی پہر جب اوسنی اپنی تئین محسن جانا تو پہر اس سی بظاہر یہی حرکات

الی ظاهرہ افعال ماحیة للثواب مثل التحدث به واظهارہ وطلب المکافاة منه بالدعاء والثناء
صادر ہونگی جن سے ثواب جاتا رہی جیسے کہتے پھرنا اور ظاہر کرنا اور فقیر سے عوض کا طالب ہونا دعا سے اور تعریف سے
والخدمة والتوقیر والتعظیم وکان من حقه ان یری الفقیر محسنا الیه اذ جعل کفه نائبا عن
اور خدمت سے اور توقیر اور تعظیم سے اور حق یہہ تہا کہ فقیر کو اپنا محسن جانتا اسواسطے کہ اوسنے اپنا ہاتھ واسطے قبض حق اسکے
الله فی قبضه حقه الذی به نجاته من النار اذ روی عن ابن عباس انه علیه السلام قال الصدقة
اللہ کا نائب بنایا جس میں اوسکی دوزخ سے نجات ہوتی ہی اوسواسطے کہ ابن عباس سے روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیرات
تقع بید الله تعالی قبل ان تقع بید السائل فیتحقق انه مسلم الی الله تعالی حقه والفقیر اخذ من
اللہ کی ہاتھ میں اس سے پہلے پہنچتی ہی کہ سائل کی ہاتھ میں پہنچے سو حقیقت میں خیرات اللہ کا حق ہی اوسکی حوالہ ہوا ہی اور فقیر نے اللہ تعالی سے اپنا رزق لیا ہی
الله تعالی رزقه واما الاذی فظاهره التوبیخ والتعییر وتخشین فی الکلام وتقطیب الوجه وهتک الستر
اور ستانا سو ظاہر میں بدمزاجی اور ستانا اور بدزبانی گفتگو میں اور تیوری چڑہانی اوسکا کرنی آبروی کرنی
بالاظهار وفنون الاستخفاف وباطنه الذی هو منبعه امران احدهما کراهیة اخراج المال عن یده و
درصد طرح کی استخفاف اور باطن میں جس سے یہہ حالت ہوتی ہی دو باتیں ہیں ایک تو اپنی قبضہ میں سے مال نکالنی کا گلہ اور دل پہ
شدتة علی نفسه والثانی رویته انه خیر من الفقیر وان الفقیر بسبب حاجته اخس منه مرتبة
... دوسری یہہ سمجہا کہ میں فقیر سے بہتر ہوں اور فقیر بسبب احتیاج کی مجہسے رتبہ میں بہت کمتر ہی
... منشا الجهل اما کون کراهیة تسلیم المال جهلا فلان من کرہ بذل درهم فی مقابلة ما یساوی
اور اصل منشا دونوکا جہالت ہی یہہ سو جو مال دینی کی اسلئے جہالت کی بات ہی کہ جس شخصکو ایک روپیہ خرچ کرنا ہزار روپیہ کی واسطے دشوار گذری
الفا فهو شدید الحماقة لانه یبذل المال بطلب رضاء الله تعالی والثواب فی الدار الاخرة وهو خیر من الدنیا
سو بڑا احمق جاہل کون ہی اسواسطے کہ زکوة واسطے رضامندی اللہ تعالی کی دی جاتی ہی اور آخرت میں جو اوسکا ثواب حاصل ہوگا وہ تمام دنیا سے
وما فیها واما کون رویة نفسه خیرا منه جهلا فلانه لو عرف فضل الفقر علی الغنی وعرف خطر الاغنیاء
اور جو دنیا میں ہی سب سے بہتر ہی اور اپنی تئیں فقیر سے بہتر سمجہنا اسواسطے جہالت کی بات ہی کہ اگر یہہ شخص جانتا کہ فقیر کو غنی پر کتنی فضیلت ہی اور جانتا کہ غنی لوگوں کو
فی الاخرة لما استحقرہ بل یتبرک به وتمنی درجته لان صلحاء الاغنیاء یدخلون الجنة بعد الفقراء بخمسمائة
آخرت میں کیا کیا خوف و خطر ہی تو فقیر کو ہرگز حقیر نہ جانتا بلکہ اوس سے برکت لیتا اور اوسکی درجہ کی آرزو کرتا اسلئے کہ تونگر صلحاء فقیروں سے پانسو برس پیچہے جنت میں
عام وکیف یستحقرہ وقد جعل الله تعالی خادما له اذ یکتسب المال بجهدہ ویستکثرہ منه ویجتهد فی حفظه
... ہونگی اور کیونکر فقیر کی حقارت کرتا ہی اور حال یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے اسکو فقیر کا خادم بنایا ہی اسواسطے کہ محنت اور کوشش کرکر مال پیدا کرتا ہی اور اوسکو بڑہاتا ہی اور اوسکی محنت سے
وقد کلف ان یسلم الی الفقیر قدر حاجته ویکف عنه الفاضل التی یضرہ لو سلم الیه فالغنی مستخدم
... اور حکم ہی کہ فقیر کو اوسکی حاجت کی موافق حوالہ کردی اور باقی بچنی کو جسکی دینی سے فقیر کا ضرر ہوتا اپنی پاس محفوظ رکہی پس غنی خدمت گذار ہی
... رزق الفقیر ومیزعنه بالتزام مشاق الاسفار فی البراری والبحار وحراسة الفضلات من الدرهم
... اور بچتی درہم ...
الی ... الاغنیاء ... بقاء ما اکتسبه فی تحصلها علیه من الاوزار یسرنا الله تعالی
... جو گناہ کی وہ اپنی سر پر اونی لیجاتا ہی ... التی ... کر
... المجلس الثانی والعشرون فی بیان فضائل الصدقة
... اور احسان کی ... فضیلت میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احصوا هلال شعبان لرمضان هذا الحديث من حسان المصابيح
رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا گنتی رہو شعبان کی مہینہ کو رمضان کی واسطے یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے
رواه ابو هريرة فان صوم رمضان لما كان ركنا من اركان الدين وفرضا لازما على المسلمين ولم يعلم مجيئه
ابوہریرہ کی روایت سے کیونکہ روزہ رمضان کا چونکہ دین کی رکنوں میں سے ایک رکن اور مسلمانوں پر فرض لازم ہے اور اوسکا آنا بغیر ضبط کرنے
الا بضبط هلال شعبان امر النبي عليه السلام بضبطه فصار كانه قال اطلبوا هلال شعبان وعدوا ايامه
مہینہ شعبان کی معلوم نہیں ہوتا نبی علیہ السلام نے واسطے ضبط شعبان کی امر فرمایا انجام یہہ ہوا گویا فرمایا تو ڈھونڈو شعبان کی چاند کو اور اوسکی دن گنتی رہو
لتعلموا دخول رمضان ثم ان شعبان لما كان كالمقدمة لرمضان استحب التاهب له فيه بالصوم وقراءة
تاکہ رمضان کا آنا معلوم ہو پہر ماہ شعبان جب رمضان کا مقدمہ ٹھہرا تو شعبان میں رمضان کی تیاری مستحب ہے روزہ رکہنی اور قرآن پڑہنی
القرآن حتى ترتاض النفس بذلك على طاعة الله تعالى قبل دخول رمضان فانه عليه السلام كان يصوم
تاکہ نفس کو طاعت الہی کی عادت رمضان کی آنی سے پہلی ہو جاوے کیونکہ نبی علیہ السلام شعبان میں اتنی روزے رکہتے تہے
في شعبان ما لا يصومه في غيره من الشهور على ما روي عن عائشة انها قالت ما رأيت رسول الله صلى الله عليه
کہ اتنی اور کسی مہینہ میں نہیں رکہتے تہے موافق روایت عائشہ کی کہ وہ کہتی ہیں میں نہیں دیکہا میںنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
السلام استكمل صيام شهر قط الا رمضان وما رأيته في شهر اكثر منه صياما في شعبان وفي رواية
وسلم کو کہ کبہی پوری کی ہوں روزے کسی مہینہ کی سوا رمضان کی اور نہیں دیکہا میںنے کسی مہینہ میں زیادہ روزے رکہتے ہوئے سوا شعبان کے ...
كان يصوم شعبان كله وهذه الرواية موافقة لما روي عن ام سلمة انها قالت ما رأيت النبي عليه السلام
میں یہہ ہے کہ روزے رکہتے تہے تمام شعبان کی اور یہہ روایت ام سلمہ کی روایت سے موافق ہے کہ وہ کہتی ہیں میں نہیں دیکہا میںنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
يصوم شهرين متتابعين الا شعبان ورمضان وبهذه الرواية اخذ الفقهاء حتى قال قاضيخان في
کو روزہ رکہتے ہوں دو مہینے کی لگاتار سوا شعبان اور رمضان کی اور فقہاء نے اسی روایت کو اخذ کیا ہے یہاں تک کہ قاضیخان نے
فتاواه من صام شعبان ووصله برمضان فهو حسن وذلك لان الصوم قد يتأكد استحبابه
اپنی فتاوی میں کہا ہے جو شخص شعبان کی روزے رکہے کر اوسکو رمضان سے ملاوے تو یہہ بہتر ہے اور یہہ اسلئے کہ روزہ کبہی استحباب میں
في بعض الاوقات الفاضلة من الشهور والايام ويكون بابا للعبادة كما روي عن ابي الدرداء انه عليه السلام
بعضی نیک اوقات میں باعتبار مہینوں اور دنوں کی زیادہ تر ہوتا ہے اور دروازہ عبادت کا ہو جاتا ہے چنانچہ ابودرداء سے روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے
قال لكل شيء باب وباب العبادة الصوم ثم انه ربع الايمان بمقتضى ما جاء في الحديثين اللذين روى احدهما
فرمایا ہر شے کا دروازہ ہوتا ہے اور دروازہ عبادت کا روزہ ہے پہر روزہ ایمان کی چوتہائی ہوتا ہے موافق مضمون اون دو حدیثوں کی جو ایک
عن ابي هريرة وهو قوله عليه السلام الصوم نصف الصبر وروى الآخر عن ابن مسعود وهو قوله عليه السلام
ابوہریرہ سے روایت ہے یعنی قول علیہ السلام کا روزہ آدہا صبر ہے اور دوسری کا ابن مسعود سے روایت ہے یعنی قول علیہ السلام کا
الصبر نصف الايمان فلما كان الصوم نصف الصبر كان ثوابه متجاوزا عن قانون التقدير والحساب
صبر آدہا ایمان ہے پہر جب روزہ آدہا صبر ہوا تو اوسکا ثواب بہی اندازہ اور حساب کی قاعدہ سے زیادہ ہو ...
لقوله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم بغير حساب ثم انه مع ما ينضم ... ... المستفيضة
واسطے ارشاد الہی کی صبر کرنیوالوں ہی کو ملتا ہے نیک اونکا ان گنت ... روزہ کو تمام عبادات ...
الى الله تعالى اذ قال الله تعالى فيما اخبر عنه نبيه بقوله كل حسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف الا الصوم
... اللہ تعالی کی ایک طرح کی شرافت ہے سو واسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ... نیکی جزاء ... ...

النبی علیہ السلام ینبغی لہ ان یعرف حرمۃ الوقت وشرفہ ویحفظ فیہ بطنہ عن الحرام ولسانہ عن
ذکر فرمایا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ وقت کی حرمت کو پہچانی اور وقت کی خوبی کو دریافت کری اور اوسمین اپنی پیٹ کو حرام کہانی سی اور اپنی زبان کو
الکذب والغیبۃ وقبیح الکلام وجوارحہ عن الخطایا والاٰثام وقلبہ عن العجب والکبر وعداوۃ
جہوٹھ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی اور اپنی باقی اعضا کو خطا اور گناہوں سی اور اپنی دل کو خود بینی اور تکبر سی اور خلقت کی دشمنی سی
الانام ثم انہ اذا فعل ذلک ینبغی لہ ان یکون خائفا من اللہ تعالی ہل یقبل منہ ام لا یقبل ویدعو
بچاوی پہر وہ شخص جب یہہ سب کر چکا تو اب اوسکو لایق ہی کہ اللہ تعالی سی یہہ خوف کرتا رہی کہ آیا میرا یہہ روزہ قبول کرتا ہی یا نہیں قبول کرتا اور دعا کری
ان یقبل

المجلس الثالث والعشرون فی بیان فضیلۃ صوم شعبان

کہ قبول کری تیئیسوین مجلس فضیلت روزہ ماہ شعبان کی بیان مین

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم شعبان کلہ الا قلیلا وفی روایۃ بل کان یصوم شعبان کلہ ہذا الحدیث
تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمام شعبان کی روزی رکہا کرتی تہی مگر کچہہ تہوڑا سا افطار کرتی اور ایک روایت مین ہی بلکہ تمام شعبان کی روزی رکہتی تہی
من صحاح المصابیح رویہ ام المؤمنین عائشۃ وہذہ الروایۃ الاخیرۃ موافقۃ لما روی عن ام سلمۃ
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی حضرت عائشہ ام المؤمنین کی روایت سی یہہ پچھلی روایت اوس روایت کی موافق ہی جو ام سلمہ سی روایت ہی
انہا قالت ما رایت النبی علیہ السلام یصوم شہرین متتابعین الا شعبان ورمضان فان قیل یلزم
کہ وہ کہتی تہین نہین دیکہا مینی نبی علیہ السلام کو کہ دو مہینی پوری پی پی روزی رکہی ہون سوای شعبان اور رمضان کی اگر کوئی کہی
علی ہذہ الروایۃ ان یکون افضل الصیام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع انہ علیہ السلام
کہ اس روایت سی لازم آتا ہی کہ بعد روزہ رمضان کی شعبان کی روزی افضل ہون اور حال یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال افضل الصیام بعد شہر رمضان شہر اللہ المحرم فالجواب ان جماعۃ من الناس وان اعتقدوا ان
فرمایا ہی اچہی روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین سو جواب یہہ ہی کہ بیشک ایک جماعت کا اگرچہ یہہ ہی اعتقاد ہی
صیام المحرم والاشہر الحرم افضل من صیام شعبان لکن الاظہر خلاف ذلک فان صیام شعبان
کہ محرم اور اشہر الحرم کی روزی شعبان کی روزونسی بہتر ہین لیکن اسکی خلاف ظاہر تر ہی بیشک شعبان کی روزی
افضل من صیام الاشہر الحرم یدل علی ذلک ما روی عن انس انہ علیہ السلام سئل ای الصیام افضل
اشہر الحرام کی روزونسی بہتر ہین دلیل اسکی وہ ہی جو انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی کسی نی پوچہا رمضان کی بعد کونسی
بعد رمضان فقال شعبان تعظیما لرمضان وروی عن اسامۃ انہ کان یصوم اشہر الحرم فقال
روزی افضل ہین آپ نی فرمایا شعبان کی رمضان کی تعظیم کی لئی اور اسامہ سی روایت ہی کہ اسامہ اشہر الحرم کی روزی رکہا کرتی تہی سو
لہ رسول اللہ علیہ السلام صم شوالا فترک صوم اشہر الحرم فکان یصوم شوالا حتی مات فہذا نص
انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا شوال مین روزی رکہا کر پہر اسامہ نی اشہر الحرام کی روزی چہوڑ دئی پہر شوال مین روزی رکہا کئی آخر مر گئی سو یہہ روایت
فی تفضیل صیام شوال علی صیام اشہر الحرم فاذا کان صوم شوال افضل من صوم الاشہر الحرم
شوال کی روزون کی فضیلت پر نص ہی اشہر الحرم کی روزونسی پہر جب شوال کی روزی اشہر الحرم کی روزون سی بہتر ہوئی
فکون صوم شعبان افضل من صیام الاشہر الحرم اولی لصیام النبی علیہ السلام لہ دون شوال
تو شعبان کی روزی اشہر الحرم کی روزونسی زیادہ تر افضل ہونگی اسلئی کہ نبی علیہ السلام روزی شعبان مین رکہتی تہی شوال مین نہین رکہتی تہی
وانما کان کذلک لانہما یلیان من بعدہ ومن قبلہ فظہر من ہذا ان افضل التطوع من الصیام
اور یہہ اس لئی ہی کہ یہہ دونو مہینی یعنی شعبان اور شوال متصل ہین رمضان کی بعد اور رمضانسی پہلی اس سی معلوم ہوا کہ نفل روزون مین وہ ہی افضل ہی

قريبا من رمضان قبله وبعده فيكون منزلته من الصيام بمنزلة السنن الرواتب مع الفرائض
رمضان سی قریب ہون پہلی اورپیچھی پہر ایسی روزون کا درجہ ایسا ہی جیسی مرتبہ سنتون رواتب یعنی مؤکدہ کا فریضہ نماز سی
قبلها وبعدها فان السنن الرواتب كما يلحق بالفرائض في الفضل وتكون تكملة لنقص الفرائض فكذلك
فریضہ سی پہلی اور پیچھی بیشک سنن رواتب یعنی مؤکدہ جیسی فضیلت مین فرایض کی ساتہہ ہین اور فرایض کی نقصان کو پورا کرتی ہین ایسی ہی
صيام ما قبل رمضان وما بعده فانه ملتحق في الفضل بصيام رمضان لقربه منه ويكون قوله عم
نفل روزی رمضانسی پہلی اور پیچھی یہہ بہی فضیلت مین رمضان کی روزون کی ساتہہ شامل ہین کیونکہ رمضانسی متصل ہین اب معنی اس حدیث کی
افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم محمولا على التطوع المطلق واما ما كان قبل رمضان وبعده
کہ اچھی روزی بعد رمضان کی ماہ الٰہی محرم کی ہین مطلق نوافل پر محمول ہونگی اور جو روزی رمضانسی پہلی اور پیچھی ہین
فانه ملتحق به في الفضل كما ان قوله عليه السلام في تمام الحديث وافضل الصلوة بعد المكتوبة
وہ تو فضیلت مین رمضان کی ساتہہ شامل ہین جیسی یہہ قول علیہ السلام کا تتمہ حدیث مین اور بہتر نماز بعد فرایض کی
قيام الليل انما اريد به تفضيل قيام الليل على التطوع المطلق دون السنن الرواتب عند جمهور العلماء
رات کی نماز ہی اس سی بہی تمام علماء کی نزدیک فضیلت قیام لیل کی مطلق نوافل پر مراد ہی سنن مؤکدات پر نہین ہی
وقد ذكر في صيام النبي عليه السلام لشعبان دون غيره من الشهور معنى حسنا وهو ما روي عن اسامة
اور در باب روزہ رکہنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعبان مین سوا اور مہینون کی خوب معنی ذکر کئی ہین اور وہ یہہ ہین کہ اسامہ سی روایت ہی
انه عليه السلام قال ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان فانه عليه السلام اشار الى
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ ایسا مہینہ ہی کہ لوگ اس سی غافل ہین رجب اور رمضان کی بیچ مین پس نبی علیہ السلام نی یہہ اشارہ کیا
انه لما اكتنفه شهران عظيمان الشهر الحرام وشهر الصيام اشتغل الناس عنه بالاشتغال بهما فصار
کہ شعبان کو دو بڑی عظمت کی مہینون نی گہیر رکہا ہی ماہ محرم اور ماہ صیام نی تو شعبان سی لوگ ہر دو مہینون مین مشغول ہوگئی ہین سو یہہ مہینہ
مغفولا عنه حتى ظن كثير من الناس ان صيام رجب افضل من صيام شعبان لانه شهر حرام وليس
بہولا بسرا ہوگیا یہان تک کہ اکثر لوگ یہہ گمان کرتی ہین کہ رجب کی روزی شعبان کی روزونسی افضل ہین اسلئی کہ رجب ماہ حرام ہی اور
كذلك لما روي عن عائشة انها قالت ذكر لرسول الله عليه السلام قوم يصومون رجبا فقال واين هم
یہہ بات نہین ہی اسواسطی کہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی ایک قوم کا ذکر آیا کہ وہ رجب مین روزی رکہتی تہی آپ نی فرمایا
عن شعبان وفيه اشارة الى ان بعض ما اشتهر فضله من الازمان والاماكن والاشخاص قد يكون غيره
وہ لوگ شعبان کو چہوڑ کر کہان گئی اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ بعضی دفعہ جو کوئی وقت یا بعضا مکان یا بعضا شخص فضیلت مین مشہور ہوجاتا ہی کبہی اسکی غیر
افضل منه اما مطلقا او لخصوصية فيه لا يتفطن بها كثير من الناس فيشتغلون عنه بالمشهور
افضل ہوتا ہی یا تو مطلقا یا کسی خصوصیت سی جو اسمین ہوتی ہی کہ اکثر لوگون کی خیال مین نہین آتی
ويفوتون تحصيل فضيلة ما ليس بمشهور عندهم وفيه دليل على استحباب عمارة زمان غفلة
اور اسکی فضیلت سی جو انکی نزدیک مشہور نہین ہی محروم رہجاتی ہین
بالطاعة وان ذلك محبوب عند الله تعالى ولذلك كان طائفة من السلف يستحبون احياء ما بين
رہنی کو مستحب ہی اور یہہ ہی اللہ تعالی کو بہت پسند ہی
العشائين بالصلوة ويقولون هي ساعة الغفلة ولما خرج عليه السلام على اصحابه وهم ينتظرون
مغرب اور عشا کی بہت پسند کرتی تہی اور کہتی تہی کہ یہہ غفلت کا وقت ہی جب نبی علیہ السلام جب صحابہ کی پاس گئی اور صحابہ عشا کی نماز کی منتظر ہوتی

صلوة العشاء قال ما ینتظرها احد من اهل الارض غیرکم وفی هذا اشارة الی فضیلة التفرد بذکر الله
تو فرمایا اس نماز کا سواء تمہاری روی زمین پر کوئی منتظر نہیں ہی اسمین اشارہ ہی کہ تنہا ذکر الہی مین مشغول رہنا
فی وقت من الاوقات لا یوجد فیها ذاکر ولذلك فضل القیام فی وسط اللیل لشمول الغفلة عن الذکر فیه
تمام وقتون مین سی ایسی وقت کہ کوئی اوسوقت ذکر نہ کرتا ہو بہت افضل ہی اسیلئی آدہی رات کی وقت جاگنا بہت افضل ہی اسلئی کہ اوسوقت اکثر لوگ یاد الہی
لاکثر الناس وفی احیاء الوقت المغفول عنه بالطاعة فوائد منها انه یکون اخفی واخفاء النوافل و
غافل ہوتی ہین اور غفلت کی وقت عبادت کرنی مین بہت فائدی ہین ایک یہہ کہ یہہ وقت پوشیدہ ہی اور نوافل کا چہپانا اور
اسرارها افضل لاسیما الصیام فانه سر بین العبد وربه لا یطلع علیه غیره تعالی ولهذا قیل لا یکون
پوشیدہ رکہنا افضل ہوتا ہی خاص نفل روزی کیونکہ روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی راز ہوتا ہی اسپر سوای الله تعالی کی کسیکو اطلاع نہین ہوتی اسیلئی واسطی
فیه ریاء ومنها انه یکون اشق علی النفوس وافضل الاعمال اشقها علی النفوس وسبب ذلك ان النفوس
کہتی ہین کہ روزہ مین ریا نہین ہوتی اور ایک یہہ کہ روزہ طبیعتون پر دشوار ہوتا ہی اور اعمال مین افضل وہ ہی ہوتا ہی جو طبیعتون پر دشوار ہو اور سبب اسکا یہہ ہی کہ طبیعتین
تتاسی بما تشاهد من احوال ابناء الجنس فاذا کثرت یقظة الناس وطاعتهم یکثر اهل الطاعة لکثرة
ہمجنس کی حالات مین سی جو دیکہتی ہین وہ ہی عادت اختیار کر لیتی ہین پس اگر لوگون کی بیداری اور اونکی عبادت کثرت سی ہونی لگی تو اہل طاعت بہی زیادہ ہونگی
المقتدین بهم فتسهل الطاعة علیهم واذا کثرت الغفلة واهلها یتاسی بهم عموم الناس فیشق علی
کیونکہ دیکہا دیکہی بہت پیرو ہونگی پہر اونپر عبادت آسان ہو جاویگی اور اگر غفلت اور غفلت والی زیادہ ہونگی تو عام لوگونکی ویسی ہی عادت ہو جاویگی اب جاگنی والون پر
نفوس المتیقظین طاعاتهم لقلة من یقتدون بهم فیها ولهذا قال النبی علیه السلام للعامل منهم اجر
عبادت کرنی دشوار ہوگی اسواسطی کہ اسوقت مین ہمراہی کمتر ہین اسیلئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ اونمین سی ایک عمل کرنیوالی کو اجر
خمسین منکم انکم تجدون علی الخیر اعوانا ولا یجدون وقال علیه السلام العبادة فی الهرج کالهجرة
پچاس آدمیون کا تم مین سی ہی کیونکہ تمکو خیر پر بہت مددگار میسر آتی ہین اور اونکو نہین ملتی اور فرمایا علیہ السلام نی فساد کی وقت عبادت کرنی ایسی ہی جیسی
الی فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان ثواب العبادة فی وقت الفتنة واختلاف امور الناس
میری طرف ہجرت کی بیشک پیغمبر علیہ السلام نی اسحدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ ثواب عبادت کا بروقت آشوب اور ابتری چلن آدمیون کی ایسا ہی
کثواب الهجرة من مکة الی المدینة فی زمانه علیه السلام قبل فتح مکة وسبب ذلك ان الناس فی وقت الفتنة
گویا مکہ سی مدینہ کی طرف پیغمبر علیہ السلام کی عہد مین فتح مکہ سی پہلی ہجرت کی اور اسکا سبب یہہ ہی کہ آدمی فتنہ اور آشوب کی وقت
یتبعون اهواءهم ولا ینقیدون بدینهم فیکون حالهم شبیها بحال اهل الجاهلیة فاذا انفرد من بینهم من
اپنی ہوا ہوس کی تابع ہو جاتی ہین اور اپنی دین کی قید مین نہین رہتی پہر اونکا حال اہل جاہلیت کا سا ہو جاتا ہی پہر اگر اونمین سی ایک شخص الگ ہو جاوی
یتمسك بدینه ویعبد ربه ویتبع امره ویجتنب نهیه یکون کمن هاجر من بین اهل الجاهلیة الی رسول الله علیه السلام
کہ اپنی دین کو ہاتہہ سی نہ دی اور اپنی رب کی عبادت کری اور اوسکی امر کا تابع اور اوسکی نہی سی بچتا رہی تو وہ ایسا ہی کہ اہل جاہلیت مین سی رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی طرف
مؤمنا متبعا لاوامره مجتنبا لنواهیه وقال علیه السلام بدأ الاسلام غریبا وسیعود غریبا کما بدء
مؤمن اور اوامر کا تابع اور منہیات سی مجتنب ہو کر ہجرت کر گیا اور فرمایا علیہ السلام نی شروع ہوا ہی اسلام غریب ہو کر اور پہر غریب ہو جاویگا جیسی شروع ہوا تہا
فطوبی للغرباء یعنی ان الاسلام فی ابتداء ظهوره کان غریبا لم یوجد الا فی احاد من الناس وقلة منهم
سو خوشی ہی غریبون کو مراد یہہ ہی کہ اسلام ابتداء ظہور مین غربت تہا نہین پایا جاتا تہا مگر کسی کسی آدمی مین بہت کمتر
ثم انتشر وشاع قویا وبعد ذلك سیلحقه نقص واختلال حتی لا یبقی الا فی احاد من الناس وقلة منهم وهم
پہر پہیل گیا اور بہت قوی ہو کر منتشر ہو گیا اور بعد اسکی قریب ہی کہ اوسمین نقصان اور خلل آ جاوی یہان تک کہ باقی نہین رہیگا مگر کسی کسی آدمی مین بہت کمتر یعنی

الغرباء فطوبی لهم وقد جاء تفسيرهم فی حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعنی انهم الذين كانوا قليلا
غربا میں سو اونکو خوشی ہی اور غربا کی تفسیر ایک اور حدیث میں آئی ہی کہ وہ قبائل میں کوئی کوئی ہیں یعنی غربا وہ ہیں جو تھوڑی ہوں
فلا يوجد فی كل قبيلة منهم الا الواحد والاثنان بل لا يوجد احد منهم فی القبائل والبلدان كما كان كذلك فی
ہر ہر قبیلہ میں ایک ایک دو دو سیوا نہونگی بلکہ قبیلوں اور شہروں میں کوئی نہ ملیگا جیسیکہ ابتداء ظہور اسلام میں
ابتداء ظهور الاسلام وفی حديث اخر انهم الذين يصلحون اذا فسد الناس يعنی انهم قوم صالحون عاملون
یہی حال تہا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ غربا وہ ہیں جو اصلاح پر عمل کرتی ہیں اگر آدمیوں میں فساد پیدا ہو مراد یہ ہی کہ غربا قوم صالح ہی
بالسنة فی زمان فساد الناس ومنها ان المنفرد بالطاعة بين اهل الغفلة والمعاصی يدفع به البلاء
فساد کی زمانہ میں سنت پر عمل کرنیوالی اور ایک فائدہ یہہ ہی کہ جو تنہا عبادت کرنیوالا ہی غفلت اور معاصی والوں میں اوسکی سبب سی لوگوں کی بلا دفع ہوتی ہی
عن الناس فكانه يحميهم ويدافع عنهم والاثار فی هذا المعنى كثيرة جدا وقد ذكر لصومه عليه السلام لشعبان
گویا وہ شخص انکا حامی ہی اونکی بلا کو دفع کرتا ہی اس باب میں آثار بہت آئی ہیں اور واسطی روزی رکہنی پیغمبر علیہ السلام کی ماہ شعبان میں
معنى اخر وهو انه عليه السلام كان يصوم من كل شهر ثلثة ايام وربما اخر ذلك ليقضيه بصوم شعبان
ایک اور وجہ بہی بیان کرتی ہیں وہ یہہ ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ہر مہینی میں تین تین روزی رکہتی تہی اور بعضی وقت تاخیر فرما دیتی تاکہ اوسکا عوض شعبان کی روزوں میں
يعنی ان صومه عليه السلام ربما كان لا يبلغ ثلثة ايام فی بعض الشهور فيكمل ما فاته من ذلك فی شعبان اذا
کردیں مراد یہہ ہی کہ روزی پیغمبر علیہ السلام کی بعضی دفعہ بعضی مہینوں میں تین تین پوری نہیں ہوتی تہی سو جسقدر روزی فوت ہو جاتی تہی وہ سب شعبان میں پورا کر دیتا
كان اعماله عليه السلام دائمة فكان اذا دخل عليه شعبان وكان عليه بقية من صيام تطوع لم يصمه
تہی جن روزونکا رکہنا دایمی ہوتا تہا سو آپکا طریقہ یون تہا جب اونکو ماہ شعبان شروع ہوتا اور اونپر کچہہ نوافل روزی باقی ہوتی کہ نہ رکہی ہون
يقضيه فی شعبان حتی يكمل نوافله بالصوم قبل دخول رمضان كما كان يقضی ما فاته من سنن الصلوة
تو وہ روزی شعبان میں قضا کر دیتی تہی تاکہ تمام نوافل روزی رمضان کی آنی سی پہلی پوری ہو جائیں جیسا کہ نماز مسنون کو جو رہ جاتی تہی قضا کرتی تہی
وكما كان يقضی بالنهار ما فاته من قيام الليل وقالت عائشة ربما اردت ان اصوم فلم اطق حتی
اور جیسا کہ قیام لیل میں سی جو رہ جاتا تہا وہ دن میں پورا کر دیتی تہی اور عایشہ کہتی ہیں بعضی وقت میں روزہ رکہنی کا ارادہ کرتی سو نہو سکتا
اذا صام النبی عليه السلام فی شعبان صمت معه فانها كانت تغتنم فتقضی ما عليها من
یہان تک جب نبی علیہ السلام ماہ شعبان میں روزی رکہتی تو میں بہی اونکی ساتہہ روزی رکہتی پس عایشہ اسوقت کو غنیمت جانکر جو جو اونکی ذمہ پر
صوم رمضان لفطرها فيه بالحيض وكان فی غيره من الشهور مشتغلة بالنبی عليه السلام
رمضان کی روزی ہوتی تہی بسبب عارضہ حیض کی سب ادا کر دیتی تہیں اور اور باقی کی مہینوں میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں مشغول رہتی تہیں۔
فان المراة لا تصوم وبعلها شاهد الا باذنه فمن دخل عليها شعبان وقد بقی عليه شیء من
کیونکہ عورت اپنی خاوند کی سامنی بی اجازت روزہ نہیں رکہ سکتی پس جس شخصکو ماہ شعبان آجاوی اور اوسپر کچہہ نوافل روزی باقی ہون
نوافل صيامه يستحب له قضاءه فيه حتی يكمل نوافل صيامه بين رمضان ومن كان عليه شیء
تو اوسکو مستحب ہی کہ شعبان میں ادا کر دی تاکہ اوسکی نوافل روزی دونو رمضان کی بیچ میں ادا ہو جاوین اور جسپر کچہہ
من قضاء رمضان يجب عليه قضاءه قبل رمضان اخر مع القدرة عليه ولا يجوز له تاخيره
قضا رمضان کی باقی ہو تو اوسپر واجب ہی کہ دوسری رمضان سی پہلی اگر قدرت رکہتا ہو تو قضا کر دی اور اوسکو یہہ جایز نہیں ہی
الی ما بعد رمضان اخر لغير ضرورة وان كان تاخيره لعذر مستمر بين الرمضانين كان عليه قضاؤه
کہ بی ضرورت دوسری رمضان کی بعد تک تاخیر کری اور اگر یہہ تاخیر بسبب ایسی عذر کی جو دونو رمضان میں برابر چلا آیا ہی ہوئی ہو تو اوسپر

بعد رمضان الثانی ولا شیء علیه مع القضاء وان کان ذلك لغیر عذر قیل یقضی ویطعم مع قضاء
بعد دوسری رمضان کی قضا لازم ہوگی اور اوسپر سوا قضا کی اور کچھ نہیں ہی اور اگر یہہ تاخیر بلا عذر ہوئی ہی تو کہتی ہیں کہ قضا کری اور ہر ہر روزہ کی بدلے
کل یوم ستین مسکینا وهو قول الشافعی ومالك واحمد اتباعا للآثار وردت بذلك وقیل یقضی ولا اطعام
ساٹھ مسکین کو کہانا دی یہہ قول شافعی اور مالک اور احمد کا ہی موافق اون آثار کی جو اس باب میں آئی ہیں اور بعضی کہتی ہیں قضا کری اور اوسپر
علیه وهو قول ابی حنیفة وقیل یطعم ولا یقضی وهو ضعیف وقیل فی صوم شعبان معنی آخر وهو
کہانا نہیں ہی یہہ قول ابو حنیفہ کا ہی اور بعضی کہتی ہیں کہانا کہلا دی اور قضا نہیں ہی یہہ قول ضعیف ہی اور کہتی ہیں کہ شعبان کی روزوں کی ایک اور وجہ ہی وہ یہہ
ان صیامه کالتمرین علی صیام رمضان لئلا یدخل فی صیام رمضان علی مشقة وکلفة بل یکون
ہی کہ شعبان کی روزی واسطی مشاقی کی ہیں رمضان کی روزوں کی واسطی تا کہ رمضان کی روزوں میں کچھ مشقت اور کلفت نہ معلوم ہو بلکہ یہہ حال ہو
قد تمرن علی الصیام واعتاده ووجد بصیام شعبان حلاوة الصیام ولذته فیدخل فی صیام رمضان
کہ روزی کی عادت اور خو پکڑ چکا ہو اور شعبان کی روزوں سی روزوں کی حلاوت اور لذت اوٹھا چکا ہو پہر رمضان کی روزی
برغبة ونشاط یسر نا الله تعالی عمله بلطفه وتوفیقه المجلس الرابع والعشرون فی بیان فضیلة
اچہی رغبت اور خوشی سی رکہی اللہی ہمپر آسان کر یہہ عمل اپنی لطف اور توفیق سی چوبیسویں مجلس میں بیان

احیاء لیلة البراءة علی وجه السنة والاحتراز عن البدعة المکروهة

شب برات کی جاگنی کی فضیلت کا بطور مسنون کی اور احتراز بدعت مکروہہ سی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله ینزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالی ماہ شعبان کی پندرہویں شب کو طرف ورلی آسمان کی نزول فرماتا ہی پہر قبیلہ کلب کی بکریوں کی بالوں سی گنتی میں
غنم کلب هذا الحدیث من حسان المصابیح روته ام المؤمنین عائشة رض والمراد بلیلة النصف من شعبان
بہت زیادہ بخشدیتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سی اور مراد شعبان کی آدہی اوسکی رات سی
لیلة البراءة وانما خص قبیلة کلب بالذکر لانهم اکثر نفرا وغنما من سائر القبائل والمعنی انه تعالی ینتقل فی
شب برات ہی اور خاص قبیلہ کلب کو اسواسطی ذکر کیا ہی کہ وہ بہ نسبت اور قبیلوں کی باعتبار آدمیوں اور بکریوں کی زیادہ ہی اور معنی یہہ ہیں کہ اللہ تعالی
تلك اللیلة من صفة الجلال المقتضیة لقهر العداوة والانتقام من العصاة الی صفة الجمال المقتضیة
اوس رات میں صفت جلالی سی جو سبب ہی کنہگاروں کی انتقام اور عداوت کا طرف صفت جمال کی جو باعث ہی
للرحمة والمغفرة وانما حمل لفظ الحدیث علی هذا المعنی لان النزول والصعود والحرکة والسکون لما کانت
رحمت و بخشش کا نقل فرماتا ہی اور حدیث کی الفاظ کو ان معنوں پر اسواسطی حمل کیا ہی کہ اوترنا اور چڑہنا اور حرکت اور سکون چونکہ
من صفات الاجسام المتحیزة وقد ثبت بالقواطع العقلیة والنقلیة انه تعالی منزه عن الجسمیة والتحیز
یہہ صفات جسام متحیزہ کی ہیں اور برہان قطعی عقلی اور نقلی سی ثابت ہوچکا ہی کہ اللہ تعالی جسمیت اور تحیز وغیرہ صفات اجسام کی
امتنع علیه النزول بمعنی الانتقال من موضع اعلی الی ما هو اخفض منه فیکون المعنی ما ذکره اهل الحق وهو
پاک ہی اوسپر نزول بمعنی انتقال مکان بلند سی طرف مکان پست کی محال ہی پہر معنی حدیث کی وہ ہی ہیں جو اہل حق نی ذکر کئی ہیں یعنی
نزول رحمته ومزید لطفه ومغفرته علی عباده واجابة دعوتهم وقبول توبتهم کما هو دیدن الملوك الکرماء
رحمت کا اوترنا اور زیادت لطف اور مغفرت اپنی بندوں پر فرمانا اور مان لینا اونکی دعا کا اور قبول کرنا اونکی توبہ کا جیسا کہ عادت اور رسم کریم بادشاہوں
والسادة الرحماء اذا نزلوا بقرب قوم فقراء محتاجین یحسنون الیهم وهذا المعنی وان کان قد وعد فی سائر
اور رحیم سرداروں کی ہوتی ہی کہ جب وہ فقیر محتاجوں کی پاس گذرتی ہیں تو اونکی ساتھ احسان کرتی ہیں اور اس بات کا اگرچہ اور تمام راتوں میں

اللیالی ایضا لما روی انه علیه السلام قال ینزل ربنا تبارک وتعالی کل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث
یہی وعدہ ہی موافق اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ ظہور فرماتا ہی ہمارا رب تبارک وتعالی ہر شب مین طرف ورلی آسمان کی جب پچھلی
اللیل الاخیر یقول من یدعونی فاستجیب له من یستغفرنی فاغفر له من یسئلنی فاعطیه الا ان
تہائی رات باقی رہتی ہی فرماتا ہی کوئی ہی دعا کرنیوالا کہ مین اوسکی دعا قبول کرون کوئی ہی مغفرت مانگنی والا کہ مین اوسکو بخش دون کوئی ہی سائل کہ مین اوسکو عطا کرون ہم
النزول فی سائر اللیالی مقید بوقوعه حین یبقی من کل لیلة ثلثها الاخیر وفی لیلة البراءة لیس هذا
اتنا فرق ہی کہ ظہور اور تمام راتون مین اس قید سی ہی کہ جب پچھلی تہائی رات باقی رہی اور شب برات مین یہہ قید نہین ہی
التقیید بل المقصود تخصیص هذه اللیلة بمزید الشرف والفضل لکونها لیلة شریفة عظیمة
بلکہ مقصود یہہ ہی کہ اس رات مین خصوصیت شرافت اور فضیلت کی زیادہ ہی کیونکہ یہہ شب بہت ہی شریف ہی
کما روی عن عطاء بن یسار انه قال ما من لیلة بعد لیلة القدر افضل من لیلة نصف شعبان
چنانچہ روایت ہی عطاء بن یسار سی کہ کہتی تہی بعد شب قدر کی کوئی رات شب برات سی بہتر نہین ہی
وقد ورد فی فضلها احادیث اخر متعددة وکان التابعون من اهل الشام کخالد بن معدان ومکحول
اور اس شب کی فضیلت مین اور بہی چند حدیثین آئی ہین اور اہل شام مین سی تابعی جیسی خالد بن معدان اور مکحول
ولقمان بن عامر وغیرهم یعظمونها ویجتهدون بالعبادة فیها فلما اشتهر ذلک عنهم فی البلدان
اور لقمان بن عامر وغیرہ اس شب کی بہت تعظیم کرتی تہی اور اس شب مین عبادت مین مبالغہ کرتی تہی جب اونکا یہہ حال ملکون مین مشہور ہوا
اختلف الناس فی ذلک فمنهم من قبله منهم ووافقهم علی تعظیمها لکن اکثر العلماء من اهل الحجاز
تو لوگون مین اختلاف پیدا ہوا بعضون نی اس امر کو مان لیا اور اونکی موافق ہوکر تعظیم کرنی لگی لیکن اکثر علماء اہل حجاز
انکروا ذلک وقالوا کل ذلک بدعة والحق ان المؤمن اذا اشتغل فی تلک اللیلة الخاصة نفسه بانواع
اسکا انکار کرتی ہین اور کہتی ہین یہہ سب بدعت ہی اور حق یہہ ہی کہ مؤمن تنہا اگر اس شب مین عبادت مین مشغول ہوکر نماز پڑہی
العبادات من الصلوة والتلاوة والذکر والدعاء یجوز ولا یکره واما الاجتماع فیها فی المساجد والجوامع
یا تلاوت کری اور اللہ کا نام لی اور دعا مانگی تو جایز ہی مکروہ نہین اور اس شب مین مسجد محلہ یا مسجد جامع مین
للصلوة النافلة بالجماعة الکثیرة کما هو المعتاد فی زماننا فیکره وهذا قول الاوزاعی امام اهل الشام و
جمع ہونا اور نفلین پڑہنی جماعت کی ادا کرنی جیسی ہماری زمانہ مین عادت ہوگئی ہی سو سب مکروہ ہی یہہ قول اوزاعی کا ہی جو اہل شام کا پیشوا اور
عالمهم وفقیههم وکذا اسراج السرج الکثیرة فی المساجد وایقاد القنادیل الکثیرة فی الجوامع فی تلک
عالم اور فقیہہ ہی اور ایسی ہی مسجدون مین روشنی کرنی اور قندیل متعدد جامع مسجد مین روشن کرنی اس شب مین
اللیلة لا یجوز لما ذکر فی القنیة ان اسراج السرج الکثیرة لیلة البراءة فی السکک والاسواق بدعة وکذا
جایز نہین ہی اسواسطی کہ قنیہ مین یہہ مذکور ہی کہ بہت سی چراغ روشن کرنی شب برات کو کوچون اور بازارون مین بدعت ہی اور ایسی ہی
فی المساجد ویضمن القیم بل لو ذکره الواقف وشرطه لا یعتبر ذلک الشرط شرعا وان لم یکن من مال الوقف
مسجدون مین اور مہتمم ضامن ہوتا ہی بلکہ وقف کرنیوالا اگر صریح کرکر شرط کردی تو بہی شرعا وہ شرط معتبر نہین ہی اور اگر مال وقفی نہین ہی
بل تبرع به یکون ذلک تبذیرا واضاعة المال والتبذیر حرام بنص القران وقد نهی النبی علیه السلام عن
بلکہ تبرع ہی تو یہہ خرچ اسراف مین داخل ہی اور مال کا ضایع کرنا ہی اور اسراف حرام ہی نص قرآن سی اور بیشک نبی علیہ السلام نی مال تلف کرنی سی
اضاعة المال واعتقاد ان ذلک قربة من اعظم البدع واقبح السیات وکذا التنفل فی تلک اللیلة بالجماعة
منع فرمایا ہی اور یہہ اعتقاد کرنا کہ یہہ ثواب کی بڑی ہی بدعت اور سخت برائی ہی اور ایسی ہی اس رات کو بڑی جماعت سی نفلین پڑہنی

الكثيرة بدعة قبيحة يجب الاجتناب عنها لان الفقهاء قد اتفقوا على كراهة الجماعة في النوافل ما عدا التراويح

بڑی بدعت ہی اس بدعت سی بچنا چاہیے اسواسطی کہ فقہا اسپر سب متفق ہین کہ نفلون کی جماعت سوای تراویح

والاستسقاء والكسوف اذا كان سوى الامام اربعة والصلوة التي تصلى في تلك الليلة بالجماعة الكثيرة و

اور صلوۃ استسقا اور صلوۃ کسوف کی اگر سوا امام کی چار آدمی جمع ہون تو مکروہ ہی اور وہ نماز جو اوس رات کو بڑی جماعت سے پڑہتی ہین اور

نسمى صلوة البراءة بدعة ايضا لعدم وقوعها في عصر الصحابة والتابعين بل انما ظهرت بعد المائة

صلوۃ البرات اوسکا نام رکہہ چہوڑا ہی وہ بہی بدعت ہی اسواسطی کہ صحابہ اور تابعین کی عہد مین نہین تہی بلکہ ہجرت نبوی سی چارسو برس کی بعد

الرابعة من الهجرة النبوية فانها حدثت في المسجد الاقصا سنة ثمان واربعين واربعمائة واصلها على ما

پیدا ہوئی ہی کیونکہ یہہ نماز مسجد اقصا مین سنہ چارسو اڑتالیس مین شروع ہوئی ہی اور اسکی اصل موافق بیان

ذكره الامام الطرطوسي ان رجلا نابلسيا قدم بيت المقدس فقام يصلي ليلة النصف من شعبان في المسجد الاقصا

امام طرطوسی کی یہہ ہی کہ ایک شخص نابلسیا بیت المقدس مین آیا اور مسجد اقصا کی اندر شب برات کو نماز نفل پڑہنی شروع کی

فاحرم خلفه واحد ثم ثان ثم ثالث ثم رابع فما ختمها الا وهم جمع كثير ثم جاء في العام الثاني فصلى معه خلق

پہر اوسکی پیچہی ایک مقتدی ہوگیا پہر دوسرا ہوا پہر تیسرا پہر چوتہا ابہی نماز پوری نہ کرنی پایا تہا کہ بڑی جماعت ہوگئی پہر وہ شخص اگلی برس مین آیا تب اوسکی ساتہ

كثير ثم شاعت في المساجد وانتشرت في البلاد واستقرت سنة بين العباد وقد ذمها العلماء من

بہت خلق نی نماز پڑہی پہر اور مسجدون مین مشہور ہوگئی اور ملکون مین پہیل گئی اور خلقت نی طریق مسنون ٹہرالیا اور اسکی برائی عمدہ علما متاخرین نی

اعيان المتاخرين وصرحوا بانها بدعة قبيحة مشتملة على منكرات فعلى هذا ينبغي للعاجز عن تغيير تلك

بیان کی ہی اور صاف کہا ہی کہ یہہ نماز بڑی بدعت ہی اسمین بہت منکرات ہین اس بیان کی موافق لایق ہی کہ جو شخص ان منکرات کو دور

المنكرات ان لا يحضر الجماعة في تلك الليلة بل يصلي في بيته ان لم يجد مسجدا سالما من هذه البدع

نہین کرسکتا وہ اوس شب مین اس نماز مین شامل ہی نہو بلکہ تنہا اپنی گہر مین نماز پڑہ لی اگر کوئی مسجد ان بدعات سی خالی نہ میسر آوی

لان الصلوة في المسجد بالجماعة سنة وتكثير سواد اهل البدع منهي عنه وترك المنهي واجب وفعل الواجب متعين

اسلئی کہ مسجد مین جماعت کی نماز تو سنت ہی اور بدعتیون کا انبوہ بڑہانا ممنوع ہی اور امر ممنوع کا ترک کرنا واجب ہی اور واجب پر عمل کرنا متعین ہی

لاسيما لمن كان مشهورا بين الناس بالعلم والزهد فان الواجب عليه ان لا يحضر في مسجد يشاهد فيه

خاص ایسی شخص کو جسکی علم اور زہد کی دنیا مین شہرت ہو ایسی شخص پر یہہ ہی واجب ہی کہ جس مسجد مین یہہ بدعات منکر دیکہی تو وہان نجاوی

هذه المنكرات لان حضوره مع عدم الانكار يوهم للعامة ان هذه الافعال مباحة او مندوب

اسواسطی کہ اوسکا جانا بخوشی خاطر عام لوگون کو اس وہم مین مبتلا کریگا کہ یہہ افعال مباح ہین یا مستحب ہین

اليها فيكون حضوره شبهة عظيمة في ظن العوام ان تلك الافعال مستحسنة شرعا فاذا ترك

اوسکا جانا ہی ایسی مقام مین عام لوگون کی گمان مین بڑا شبہ ڈالیگا کہ یہہ افعال ازروی شرع مستحسن ہین جب وہ شخص

عادته ولم يجئ في المسجد تلك الليلة وانكر بقلبه لعجزه عن تغييره بيده ولسانه يسلم من الاثم

اپنی یہہ عادت چہوڑدیگا اور اوس شب کو مسجد مین نہین آویگا اور اپنی دلسی انکار کریگا اگر ہاتہہ اور زبانسی نہین روک سکتا تو آپ گناہ سی بچیگا

ولا يغتر به غيره بل يشعر بعض الناس من عدم حضوره ان هذه الافعال غير مرضية عند الله تعالى

اور دوسری کو وہم نہین ہوگا بلکہ اوسکی شامل نہونی سی بعضی لوگ یہہ سمجہین گی کہ یہہ افعال خداتعالی کو پسند نہین ہین

بل هي بدعة لا يستوغها الشرع ولا يرضاها اهل الدين فربما يمتنع بعض الناس عن ذلك فيحصل له الثواب

بلکہ بدعت ہین نہ شرع انکو جائز رکہتی ہی اور نہ اہل دین پسند کرتی ہین پس کیا عجب ہی کہ بعضی لوگ اس سی باز آوین پہر اسکو ثواب حاصل ہو

بفعل

بفعل ما يقدر عليه من الانكار بالقلب والامتناع عن الحضور والحاصل ان تلك الليلة وان ورد في
کہ جو اوس سی ہوسکتا تہا یعنی انکار قلبی اور شامل نہونا سو کرچکا خلاصہ یہہ ہی کہ اس رات کی فضیلت مین اگرچہ کئی حدیثین
فضلها احاديث متعددة لكن ليس لاحد ان يعظمها بما ذمه الشرع ونهى عنه مع ان بعض العلماء
آئی ہین پر کسیکو اختیار نہین کہ اوسکی تعظیم ایسی امور مین کری جسکو شرع برا کہتی ہی اور اوس سی ممانعت کرتی ہی باوجودیکہ بعض علماء
قالوا لم يثبت في قيامها شيء عن النبي عليه السلام ولا عن اصحابه فعلى هذا يجب على كل مسلم في هذا
یہہ کہتی ہین کہ اس رات کی نماز کی باب مین کچہہ ثابت نہین ہی نہ تو پیغمبر علیہ السلام سی اور نہ اونکی اصحاب سی اس بیان کی موافق اس زمانہ مین ہر مسلم پر واجب ہی
الزمان ان يحذر من الاغترار والميل الى شيء من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التي استأنس
کہ بدعات کی ریجہہ سی اور محدثات کی توجہہ سی پرہیز کری اور اپنی دین کو اون اشغال سی جسمین انس پکڑ رکہا ہی
بها وتربى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من آفاتها وظهر له الحق معها لان البدعة لها حلاوة في
اور پرورش پائی ہی سالم بچاوی کیونکہ بیشک یہ اشغال زہر قاتل ہین اسکی آفات سی آدمی کم بچتا ہی اور اوسکی ساتہہ حق کمتر ظاہر ہوتا ہی اسواسطی کہ بدعت کا مزہ
قلوب اهلها يستحسنها طباعهم فلا يتركونها وقد روي عن عكرمة وغيره من المفسرين ان الليلة
بدعتیوں کی دلوں مین ایسا رہتا ہی کہ طبیعت اوسکو نیک جانتی ہی سو ہرگز نہین چہوڑتی اور عکرمہ وغیرہ مفسرین سی روایت ہی کہ وہ مبارک رات
المباركة الواقعة في سورة الدخان قد فسرت بليلة نصف شعبان كما ذهب اليه الاكثرون فانها الليلة
جسکا ذکر سورۂ دخان مین ہی وہ شب برات ہی چنانچہ اکثر مفسرین یہہ ہی کہتی ہین کیونکہ یہہ ایسی رات ہی
يقدر فيها كل امر يكون في تلك السنة لقوله تعالى فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ قال عطاء بن يسار
کہ جو اوس سال مین ہونیوالا ہی سب اوس رات کو اندازہ کیا جاتا ہی اس آیت کی دلیل سی اوسمین جدا ہوتا ہی ہر کام جانچا ہوا عطاء بن یسار کہتا ہی
اذا كان ليلة النصف من شعبان يدفع الى ملك صحيفة فيقال له اقبض روح من في هذه الصحيفة
کہ جب شب برات ہوتی ہی فرشتہ کو نامہ دیکر کہدیتی ہین کہ جن جن کا نام اس کاغذ مین ہی انکی روح قبض کرلینا
فكم من شخص يبني الدور ويشيد القصور ويغرس الاشجار ويحفر الانهار ويتزوج النسوان ويتوغل في
سو بہتیری شخص گہر بناتی ہین اور محلوں کی گچ گیری کرتی ہین اور باغ لگاتی ہین اور نہرین کہودتی ہین اور عورتوں سی نکاح کرتی ہین اور عمارت مین پہنستی
البنيان وقد كتب عليه الموت ودفعت نسخته الى ملك الموت وهو في هواه ولا يعلم منتهاه فيا مغرور
ہین اور اونکی موت لکہی ہوئی ہوتی ہی اور وہ کاغذ ملک الموت کو مل چکتا ہی اور وہ اپنی ہوا ہوس مین بہول رہا ہی اور انجام کی خبر نہین سو ائی
بطول الامل ويا مسرفا بسوء العمل كن من الموت على الوجل فلا تدري متى ما يهجم عليك الاجل فكم
امیدوں کی دیوانہ اور ای اعمال بد کی متوالی موت سی ڈرتا رہ تو کیا جانی کہ موت تجہکو کسوقت آگہیری گی سو بہتیری
من مستقبل يوما لا يستكمله وكم من مؤمل غدا لا يدركه يسر الله تعالى التدارك للموت قبل هجومه
اونی سمجہنی والی ایکدن کی اوسکو پورا نہین کرتی اور بہت امیدوار اگلی دن کی کہ اوسکو نہین پاتی اتہی تعالی موت کا تدارک اوسکی آنی سی پہلی آسان کر

المجلس الخامس والعشرون في لزوم طلب رؤية هلال رمضان قال رسول الله صلى
پچیسوین مجلس مین تلاش رمضان کی چاند کی ضرورت رسول اللہ صلی
الله عليه وسلم لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروا الهلال فان غم عليكم فاقدروا له
اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ مت رکہو بدون دیکہنی ہلال کی اور نہ افطار کرو بدون دیکہنی ہلال کی اور اگر کہیں ابر ہوجاوی تو اوسکو اندازہ کرو
وفي رواية فاكملوا العدة ثلثين هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عمر معناه ان السماء
اور ایک روایت مین ہی تو گنتی تیس پوری کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی [illegible]

اذا كانت مصحية ولم يكن فيها علة فلا تصوموا صوم رمضان حتى تروا هلال رمضان ولا تفطروا
کہ آسمان اگر صاف ہو اور اوسمین کچھہ ابر یا غبار نہو تو روزہ رمضان کا بدون دیکھنے ہلال رمضان کی مت رکھو اور نہ عید الفطر کی دن

يوم الفطر حتى تروا هلال الفطر فان غم عليكم الهلال ولم تروه فقد روا عدد الشهر الذي كنتم فيه
بدون دیکھنے ہلال شوال کی افطار کرو پس اگر ہلال ابر مین آجاوی اور تمہاری نظر نہ آوی تو مہینہ حال کی گنتی جسمین تم موجود ہو

ثلثين يوما ثم صوموا ان كان الشهر المقدر شعبان وافطروا ان كان الشهر المقدر رمضان وذلك
تیس دن کرلو پہر روزہ رکہو اگر وہ ماہ حال جسکا اندازہ کیا ہی شعبان ہو اور افطار کرو اگر وہ ماہ حال جسکو اندازہ کیا ہی ماہ رمضان ہو اور یہہ

لان الاصل في كل ثابت بقاؤه الى ان يوجد دليل على عدم بقائه والشهر كان ثابتا بيقين فوقع الشك
اسلئی کہ قاعدہ یون ہی کہ ہر شی ثابت باقی رہتی ہی جبتک کوئی دلیل اوسکی عدم کی نہ ملی اور ماہ حال تو یقینی ثابت ہی پس شک ہوتی ہی

في خروجه فلا يخرج الا برؤية الهلال او كمال العدة ولم يوجد واحد منهما فيكون باقيا نظرا
کہ تمام ہوچکا یا نہین تو اوسکا تمام ہونا بدون دیکھنے چاند یا پوری کرنی گنتی کی نہین ہوسکتا اور دونو مین سی کچھہ نہو تو وہ ہی مہینا باقی رہیگا موافق

الى ما روي انه عليه السلام اشار باصابع يديه مكشوفة وقال الشهر هكذا وهكذا وهكذا وعقد ابهامه
اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی اپنی دونو ہاتہہ کی اونگلیان کہول کر اشارہ کیا فرمایا کہ مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ

في الثالث ثم قال الشهر هكذا وهكذا وهكذا من غير عقد ابهامه فعلم منه ان الشهر قد يكون
انگوٹہا موڑلیا یعنی انتیس دن پہر فرمایا مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا ایکی بار انگوٹہا بند نکیا یعنی تیس دن اس سی معلوم ہوا کہ مہینا کبہی

تسعة وعشرين يوما وقد يكون ثلثين فيقع الشك في دخول رمضان وخروجه وعلى تقدير عدم
انتیس دن کا ہوتا ہی اور کبہی تیس دن کا اب شبہہ رہتا ہی رمضان کی آنی مین اور تمام ہونی مین اور جس صورت مین کہ رمضان

خروجه يحرم الفطر وعلى تقدير عدم دخوله يكره الصوم على قصد انه صوم رمضان اذ يلزم
تمام نہوا ہو تو افطار کرنا حرام ہی اور جس صورت مین کہ رمضان نہ آیا ہو تو روزہ رمضان کی نیت سی مکروہ ہی کیونکہ لازم آتا ہی

ان يؤدى قبل اوانه فهو حرام ولهذا قال عمار بن ياسر من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم و
کہ وقت سی پہلی ادا ہوجا سو یہہ حرام ہی اسی واسطی عمار بن یاسر کہتے ہین جو شخص شک کی دن روزہ رکہی وہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہی

الشك فيه ان يستوي طرفا العلم والجهل بان يقع الغيم في التاسع والعشرين من شعبان ولا يدرى
شک اسمین یہہ ہوتا ہی کہ دونو جانب علم اور جہل کی برابر ہون اسطور کہ شعبان کی انتیسوین تاریخ مین ابر ہوجاوی اور یہہ نہ معلوم ہو

ان الغد من شعبان او من رمضان فعلى هذا ينبغي للناس ان يطلبوا هلال رمضان في التاسع
کہ کل کا دن شعبان ہی کا ہی یا رمضان کا ہی اس صورت مین لایق یہہ ہی کہ لوگ رمضان کا ہلال انتیسوین شعبان کو تلاش کرین

والعشرين من شعبان فان راوه صاموا وان لم يروه اكملوا عدد شعبان ثلثين يوما ثم صاموا
پہر اگر دیکہین تو صبح کو روزہ رکہین اور نہ دیکہین تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پوری کردین پہر روزہ رکہین

لقوله عليه السلام صوموا لرويته وافطروا لرويته فان غم عليكم الهلال فاكملوا عدة شعبان ثلثين
موافق قول علیہ السلام کی روزہ رکہو چاند دیکہہ کر اور افطار کرو چاند دیکہہ کر پس اگر تمہاری نظر سی ہلال ابر مین ہو تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پوری کرو

واما اليوم الذي يشك فيه انه من شعبان او من رمضان فالصحيح ان الصوم فيه غير مكروه
اور وہ دن جسمین یہہ شک ہی کہ شعبان کا ہی یا رمضان کا ہی صحیح روایت یہہ ہی کہ اوس دن کا روزہ مکروہ نہین

اذا كان تطوعا لكونه مستثنى من النهي بقوله عليه السلام لا يصام اليوم الذي يشك فيه انه
اگر نفل ہو اسلئی کہ نہی مین سی اسکو جدا کردیا ہی اس حدیث مین کہ شک کی دن مین جسمین یہہ شک ہو

من رمضان الا تطوعا والمراد بالنهی عن الصوم فیه الصوم بنیة صوم رمضان لانه یلزم ان یؤدی
کہ رمضان کا ہی یا نہین یعنی انتیسوین شعبان کی کوئی روزہ نہ رکہی مگر نفل اور مراد روزہ کی ممانعت سی وہ روزہ ہی جو رمضان کی نیت سی رکہین اسواسطی کہ یہہ لازم آتا ہی

قبل مجیئ وقته وقد مر انه حرام لحدیث عمار بن یاسر مع ما فیه من التشبه باهل الکتاب فی زیادتهم
کہ اپنی وقت سی پہلی ادا ہوجاوی اور گذر چکا ہی کہ موافق حدیث عمار بن یاسر کی حرام ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب سی تشبیہ لازم آتی ہی کہ وہ مدت اپنی روزونکی زیادہ کرلیا کرتی ہین

فی مدة صومهم فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان یصبح فی ذلك الیوم منتظرا غیر مفطر ولا عازم علی الصوم
اسکی موافق مؤمن کو یون چاہی کہ اوسدن کی صبح کو منتظر رہی نہ تو کچھ کہاوی اور نہ روزہ کی نیت کری

فان ثبت قبل الضحوة الکبری انه من رمضان یعزم علی الصوم لان النیة الی الضحوة الکبری جائزة
پہر اگر پہر پہر دن چڑہی سی پہلی ثابت ہو کہ یہہ دن رمضان کا ہی تو اب نیت روزہ کی کرلی اسلئی کہ نیت پہر پہر دن چڑہی تک رمضان کی روزونمین

فی صیام رمضان وفی صیام النفل ایضا وان لم یثبت ان شاء صام تطوعا وان شاء افطر ولکن ان
اور نوافل روزون مین بہی جایز ہی اور اگر نہ ثابت ہو تو پہر اختیار ہی چاہی نفل روزہ رکہی اور چاہی افطار کری لیکن اگر

وافق یوما کان یصومه بان کان یصوم یوم الاثنین والخمیس والجمعة فوافق یوم الشك فالصوم افضل
وہ دن شک کا وہی دن ہو جسمین یہہ شخص روزہ رکہا کرتا تہا اسطور کہ ہمیشہ پیر کا روزہ اور جمعرات اور جمعہ کا رکہا کرتا تہا سو انہین میں سی ایکدن وہ شک کا دن پڑا تو اس

لقوله علیه السلام لا یتقدمن احدکم رمضان بصوم یوم ولا بصوم یومین الا ان یوافق صوما کان
اس حدیث کی موافق رمضان سی پہلی کوئی ہرگز روزہ نہ رکہی نہ ایک دن نہ دو دن مگر اس صورت مین کہ موافق ہوجاوی یوم شک اوس

یصومه وکذا ان کان یصوم شعبان کله او نصفه الاخیر او ثلثة ایام من اخر کل شهر وان لم یوافق
دن سی کہ روزہ رکہا کرتا تہا اور ایسا ہی جایز ہی اگر یہہ شخص تمام شعبان کی روزی رکہا کرتا ہی یا اخیر کی آدہی شعبان کی یا ہر مہینہ کی آخر مین تین دن کی اور اگر موافق نہو

یوما کان یصومه فقد قیل الفطر افضل احترازا عن ظاهر النهی وقیل الصوم افضل اقتداء لعائشة
اوسدن سی جو یہہ روزہ رکہا کرتا تہا تو بعضی کہتی ہین افطار افضل ہی واسطی احتراز کی ظاہر نہی سی اور بعضی کہتی ہین روزہ افضل ہی واسطی متابعت عائشہ

وعلی فانهما کانا یصومانه ویقولان لان نصوم یوما من شعبان احب الینا من ان یفطر یوما من رمضان
اور علی کی یہہ دونو اوسدن روزہ رکہا کرتی تہی اور یہہ کہتی تہی شعبان کی ایکدن کا روزہ ہمکو بہت محبوب ہی رمضان مین ایکدن افطار کرنی سی

والمختار ان یصوم الخواص کالمفتی والقاضی تطوعا لانهم یعرفون کیفیة النیة ولا یخلطون الکراهة فکان
اور بات پسندیدہ یہہ ہی کہ خاص لوگ جیسی مفتی اور قاضی نفل روزہ رکہا کرین کیونکہ ان لوگون کو نیت کی کیفیت معلوم ہی یہہ لوگ کراہت کو نہ ملنی دینگی

اللایق بهم ان یصوموا بانفسهم ویامر العامة بالانتظار الی وقت الزوال ثم بالافطار ان لم یثبت الهلال
ان لوگون کو لایق ہی کہ آپ تو روزہ رکہا کرین اور عوام کو حکم زوال تک انتظار کا دیا کرین پہر زوال کی بعد اگر ہلال ثابت نہو تو افطار کا حکم دیا کرین

وکل من یعرف کیفیة النیة فهو من الخواص وکیفیتها ان ینوی التطوع ولا یخطر بباله صوم رمضان او
اور جو جو شخص نیت کی کیفیت سی واقف ہون وہ خواص ہین اور نیت کی کیفیت یہہ ہی کہ نفل کی نیت کری اور اوسکی دلمین رمضان کی روزہ کا یا

صوم واجب اخر ولا یتردد فیها فان النیة معرفته بقلبه انه یصوم وهی فی ذلك الیوم علی وجوه احدها
کسی اور واجب کا خطرہ نہ آوی اور اوسمین کچھہ تردد نہ واقع ہو کیونکہ نیت یہہ ہی کہ دل سی جانی کہ مین روزہ رکہتا ہون اور نیت اس دن کی اندر کئی طرح پر ہی ایک یہہ

ان ینوی صوم رمضان وهو مکروه لما مر من حدیث عمار بن یاسر مع ما فیه من التشبه باهل الکتاب ثم
کہ رمضان کی روزہ کی نیت کری یہہ تو مکروہ ہی چنانچہ عمار بن یاسر کی حدیث مین گذرا ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب کی تشبیہ ہی پہر

ان ظهر انه من رمضان یجزئه لانه نوی ان یکون صومه عن رمضان وکان ذلك الیوم من رمضان
اگر معلوم ہوجاوی کہ وہ دن رمضان ہی کا ہی تو یہہ ہی روزہ کافی ہی اسواسطی کہ نیت کرچکا تہا کہ میرا روزہ رمضان کا ہی اور وہ دن بہی رمضان ہی کا تہا

فيقع عن المستحق واصل الكراهة لا يمنع الجواز بل يستلزم عدم الاستحباب بدون عكس لان المباحات
سو حق دار ہی کا ہوگا اور اصل کی کراہت جواز کو نہیں منع کرتی بلکہ استحباب کو رفع کرتی ہی بدون عکس کہ اسواسطی کہ مباحات

لا يتصف بهما وان ظهر انه من شعبان يكون تطوعا ولو افطر لا قضاء عليه لانه في معنى المظنون حيث
ان دونو سی خالی ہوتی ہین اور اگر یہہ ظاہر ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو دیگا اور اگر افطار کر دی تو اوسپر قضا نہین ہی اسواسطی کہ حقیقت مین مظنون

ظن ان عليه صوما وتبين ان ليس عليه صوم والمظنون لا يقضى لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام
اس نی یہہ گمان کیا کہ میری ذمہ پر روزہ ہی پہر ظاہر ہوا کہ اوسپر روزہ نہین تہا اور مظنون کی قضا نہین آتی اسلئی کہ قضا یا تو اپنی ذمہ پر لیلینی سی آتی ہی یا شرع کی لازم کر دینی سی

والثاني ان ينوي عن واجب اخر وهو مكروه ايضا للحديث السابق الا انه ادون في الكراهة لعدم التشبه
دوسری یہہ کہ ایک اور واجب کی نیت کری اور یہہ بہی مکروہ ہی اوسہی حدیث سابق کی مضمون سی اتنا فرق ہی کہ اسکی کراہت کمتر ہی اسواسطی کہ اسمین

باهل الكتاب لان التشبه بهم انما يكون اذا صام فيه بنية صوم رمضان ثم ان ظهر انه من رمضان
اہل کتاب کی تشبیہ نہین ہی اسلئی کہ اہل کتاب سی تشبیہ تو جب ہو کہ اوس دن رمضان کی نیت سی روزہ رکہی پہر اگر معلوم ہو کہ رمضان کا دن ہی تو وہ روزہ رمضان

يقع عنه لان صوم رمضان يصح من الصحيح المقيم بمطلق النية وبنية النفل وبنية واجب اخر لكون الوقت
ہی کا ہوگا اسواسطی کہ رمضان کا روزہ صحیح اور مقیم سی مطلق روزہ کی نیت سی درست ہو جاتا ہی اور نفل کی نیت سی بہی اور اور واجب کی نیت سی بہی درست ہو جاتا ہی

متعينا لهذا الصوم فينتفي شرعية غيره فيه والاطلاق في المتعين تعيين ونية النفل وواجب اخر لغو لان
اسی روزہ کا مقرر ہی سو اس دن مین اور کوئی روزہ جایز نہین ہی اور متعین مین مطلق نیت بہی متعین کی ہوتی ہی اور نیت نفل کی اور اور واجب کی تمام لغو ہی اسواسطی

الوقت لا يحتملهما لعدم مشروعيتهما فيه فاذا بطل الوصف يبقى نية اصل الصوم فيكون في حكم المطلق
کہ یہہ وقت اون روزون کا نہین ہی کیونکہ وہ اس دن مین جایز نہین ہین جب وصف باطل ہوا تو اصل روزہ کی نیت باقی رہی اب وہ نیت مطلق کی حکم مین ہی

فينصرف الى المشروع في الوقت ونظيره من كان متوحدا في الدار فانه اذا نودي بيا رجل او باسم غير اسمه يراد به
سو اوس روزہ سی متعلق ہوگی جو اوس وقت مین جایز ہی اسکی نظیر یہہ ہی جو کوئی شخص اکیلا گہر مین ہو جب اوسکو کوئی یون پکار کا ای شخص یا کسی اور کا نام لیکر پکاری

ذلك وان ظهر انه من شعبان يكون تطوعا ولا يكون عما نوى لان الصوم فيه منهي كيوم العيد فلا يتادى
تو وہی شخص مراد ہوگا اور اگر یہہ معلوم ہو کہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو جاویگا اور جسکی نیت کی تہی وہ نہوگا اسواسطی کہ اوس دن روزہ ممنوع ہی جیسی عید کی دن پس کیونکر

به ما وجب كاملا والصحيح انه يكون عما نوى لانه ادى في يوم يصح فيه النفل بخلاف يوم العيد وان لم يستبن
ادا ہو دیگا جو کامل واجب ہوا ہی اور روایت صحیح یہہ ہی کہ جو نیت کی ہی وہی ہوتا ہی اسلئی کہ اسنی ایسی دن روزہ رکہا ہی کہ جسمین نفل جایز ہی عید کی دن کا اور حال ہی اور

لا يسقط الواجب عن ذمته لاحتمال كونه من رمضان والثالث ان يتردد في وصف النية بان ينوي
تو واجب اوسکی ذمہ سی ساقط نہین ہوگا کیونکہ احتمال ہی کہ رمضان کا ہو تیسرا یہہ کہ نیت کی وصف مین تردد کری یعنی اسطور نیت کری

ان كان الغد من رمضان فانا صائم عنه وان كان من شعبان فمن واجب اخر او عن النفل وهو
اگر کل دن رمضان کا ہی تو میرا روزہ بہی رمضان کا ہی اور اگر کل کا دن شعبان کا ہی تو روزہ فلانی واجب سی ہی یا نفل سی یہہ نیت

مكروه ايضا اما الاول فلتردده بين الامرين المكروهين نية صوم رمضان ونية صوم واجب اخر واما
بہی مکروہ ہی پہلی صورت اسلئی کہ اسکو تردد ہی درمیان دو امرون مکروہ کی نیت رمضان کی روزہ کی اور نیت دوسری واجب روزہ کی اور

الثاني فلكونه ناويا للفرض من وجه ثم ان ظهر انه من رمضان يقع عنه لعدم التردد في اصل النية
دوسری صورت اسلئی کہ ایک وجہ سی فرض کی نیت کی ہی پہر اگر وہ دن رمضان کا ٹہرا تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا اسواسطی کہ اصل نیت مین تردد نہین تہا

وهو كاف وان ظهر انه من شعبان لا يكون عن واجب اخر بل يكون تطوعا في كلا الوجهين ولو افطر لا قضاء
اور نیت ہی کافی ہی اور اگر معلوم ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو اوس واجب سی نہین ہوگا بلکہ دونو صورت مین نفل ہو جاویگا اور اگر افطار کر ڈالی تو اوسپر قضا

عليه

علیہ اما فی الاول فلانہ کالمظنون واما فی الثانی فلعدم وجود الالتزام من کل وجہ والرابع ان ینوی التطوع
نہیں ہی پہلی صورت مین تو اسلئی کہ مظنون سا ہی اور دوسری صورت مین اسلئی کہ ہر طرح سی التزام نہیں ہی اور چوتھی یہ کہ نفل کی نیت کری

وقد مر انہ یصح بنیۃ النفل من غیر کراھۃ فی الصحیح ثم ان ظھر انہ من رمضان یقع عنہ لما مر انہ یصح
ور گذر چکا ہی کہ نفل کی نیت موافق صحیح روایت کی بی کراہت صحیح ہی پہر اگر معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہی تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا کیونکہ گذر چکا ہی

بنیۃ النفل وان ظھر انہ من شعبان یکون تطوعا وان افطر یلزمہ القضاء لانہ شرع ملتزما بخلاف
نفل کی نیت سی بہی درست ہوجاتا ہی اور اگر معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہوجاگا اور اگر افطار کریگا تو قضا لازم آویگی اسواسطی کہ اپنی ذمہ پر لیکر شروع کیا ہی

مسئلۃ المظنون ثم ینبغی ان یعلم ان رویۃ الھلال وان کان سببا لوجوب الصوم والفطر لقولہ علیہ السلام
بخلاف مسئلہ مظنون کی پہر سمجہنا چاہئی کہ ہلال کا دیکہنا اگرچہ روزہ کی وجوب اور افطار دونو کا سبب ہی موافق اس حدیث کی

صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ لکن العمل بہ لا یلزم الا بقضاء القاضی ولھذا یلزم المراجعۃ الیہ ثم انہ اذا
کہ روزہ رکہو ہلال دیکہکر اور افطار کرو ہلال دیکہکر پر اس حدیث پر بدون حکم قاضی کی عمل نہیں ہوسکتا اسی واسطی قاضی کی سامنی پیش کرنا چاہئی پہر اگر

کان فی السماء علۃ سواء کانت غیما او دخانا او غبارا او بخارا او نحو ذلک یقبل فی ھلال رمضان خبر عدل
آسمان میں کچہ علت ہو برابر ہی کہ گہٹا ہو یا دہوان ہو یا غبار ہو یا بخار ہو یا ایسا ہی کچہہ اور ہو تو رمضان کی چاند میں خبر ایک عادل

مسلم عاقل بالغ حرا کان او عبدا ذکرا کان او انثی لانہ مخبر بامر دینی وھو وجوب الصوم علی الناس فیقبل
مسلمان کی کہ عاقل اور جوان ہو آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مقبول ہی اسواسطی کہ امر دینی کی خبر دیتا ہی یعنی لوگون پر روزہ واجب ہی سو اوسکی خبر مقبول ہوگی

خبرہ لکن بشرط ان یفسر ویقول رایتہ خارج البلد او بین خلال السحاب واما بدون التفسیر فلا یقبل لمکان
لیکن بشرطیکہ تفصیل بیان کری کہ میتی چاند شہر سی باہر ابر کی اندر دیکہا ہی اور بدون تفصیل کی معتبر نہوگی کیونکہ

التھمۃ والفاسق اذا ابصر ھلال رمضان ینبغی لہ ان یشھد عند القاضی لاحتمال قبول شھادتہ لکن
اشبہ کی جگہہ ہی اور اگر فاسق ہلال رمضان کا دیکہی تو اوسکو چاہئی کہ قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی شاید کہ اوسکی گواہی مقبول ہوجاوی لیکن

القاضی یرد شھادتہ لان خبر الفاسق فی الدیانات مردود غیر مقبول ویشترط العدالۃ وقال الطحاوی لا یشترط
قاضی اوسکی شہادت کو رد کردی کیونکہ فاسق کی خبر دیانات میں مردود ہوتی ہی مقبول نہیں ہوتی عدالت شرط ہی اور طحاوی نی کہا ہی کہ عدالت

العدالۃ ومن المشائخ من قال اراد بہ المستور ولا یشترط الدعوی ولا لفظ الشھادۃ ویقبل فی ھلال رمضان شھادۃ
شرط نہین ہی اور بعضی مشائخ کہتی ہین کہ اس سی مراد مستور الحال ہی اور دعوی بہی شرط نہین ہی اور نہ لفظ شہادت کچہہ ضرور ہی اور رمضان کی ہلال مین

الواحد علی شھادۃ الواحد ومن رای ھلال رمضان فی الرستاق ولم یکن ھناک وال ولا قاض فان کان
ایک شخص کی گواہی ایک شخص کی گواہی پر مقبول ہی اور جسنی رمضان کا ہلال ایسی گانو گون مین دیکہا جہان نہ امیر ہو اور نہ قاضی تو اگر وہ

الرائی ثقۃ یصوم الناس بقولہ ثم اذا قبل القاضی شھادۃ الواحد فی ھلال رمضان وصام الناس ثلثین
دیکہنیوالا ثقہ ہی تو سب لوگ اوسکی کہنی سی روزہ رکہین پہر اگر قاضی نی ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال کی قبول کرلی اور اوسکی موافق تیس روزی

یوما ولم یروا ھلال الفطر لا یفطرون فیما روی عن ابی حنیفۃ وابی یوسف لان الفطر لا یثبت بشھادۃ الواحد
پوری ہوگئی اور ہی عید کا چاند نظر نہین آیا تو بہی افطار نکرین موافق روایت ابوحنیفہ اور ابو یوسف کی اسواسطی کہ افطار ایک آدمی کی گواہی سی ثابت نہین ہوتا

وعن محمد انہم یفطرون ویثبت الفطر فی ضمن ثبوت الرمضانیۃ بشھادۃ الواحد وان کان لا یثبت ابتداء
اور محمد سی روایت ہی کہ افطار کرین کیونکہ افطار ثبوت رمضان کی ضمن مین ایک ہی آدمی کی گواہی سی ثابت ہوجاتا ہی اگرچہ ابتداءً ثابت نہین ہوتا

فان فی ھلال الفطر اذا کان فی السماء علۃ لا یقبل الا بشھادۃ حرین او حر وحرتین لتعلق حق العباد بہ لانھم
بیشک شوال کی چاند دیکہنی مین اگر آسمان مین ابر یا گرد غبار ہو تو مقبول نہین بدون گواہی دو آزاد مردون یا ایک مرد آزاد اور دو آزاد عورتون کی اسواسطی کہ اسمین حق عباد

ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فان المتعلق به حق الشرع
اس سی فائده مند هوتی هین سو اوسی طرز ثابت هوگا جسطرح اونکی تمام حقوق ثابت هوتی هین بخلاف هلال رمضان کی کیونکه اوس سی صرف حق شرع کا تعلق هی
وهو الصوم فيكتفى بخبر الواحد واما اذا لم يكن فى السماء علة فلا يقبل شهادة الواحد فى هلال رمضان
یعنی روزه سو ایک آدمی کی گواهی کفایت کرتی هی اور اگر آسمان صاف هو تو پهر ایک آدمی کی گواهی رمضان کی هلال مین مقبول نهین هوگی
ولا شهادة الاثنين فى هلال الفطر وانما يقبل شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم واختلفوا فى مقدار
اور نه دو کی گواهی عید الفطر کی هلال مین پهر تو اتنی بڑی جماعت چاهیئی جنکی خبر سی یقین حاصل هو جاوی اور اوس جماعت کی مقدار مین اختلاف هی
ذلك فقيل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر الخبر من كل جانب
بعضی کهتی هین ایک محله کی آدمی چاهیین اور بعضی کهتی هین پچاس آدمی هون اور امام محمد سی روایت هی هر طرف سی پی در پی خبر کا آنا چاهیئی
والصحيح انه مفوض الى راى الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم هو العلم الشرعى الموجب للعمل وهو غلبة
اور صحیح یهه هی که حاکم کی رای پر حواله هی اسواسطی که مراد علم سی جو اونکی خبر سی حاصل هو وه علم شرعی هی جس سی عمل کرنا واجب هو جا یعنی ظن غالب
الظن لا العلم بمعنى التيقن وان جاء واحد من خارج المصر فشهد برؤية الهلال ثمه ففى ظاهر الرواية
علم بمعنی یقین نهین هی اور اگر ایک شخص شهر کی باهر سی آکر گواهی دی که وهان چاند دیکها هی ظاهر روایت مین اوسکی گواهی مقبول نهین هوگی
لا يقبل شهادته لقيام التهمة وذكر الطحاوى ان شهادته مقبولة لقلة المانع فى خارج المصر وكذا لو شهد
کیونکه شبه کا مقام هی اور طحاوی نی ذکر کیا هی که اوسکی شهادت مقبول هی اسلوسطی شهر سی باهر رکاوٹ کم هوتی هی اور ایسی هی اگر چاند
برؤية الهلال فى المصر على مكان مرتفع ومن راى هلال رمضان وحده وشهد ولم يقبل شهادته كان عليه
دیکهنی کی شهر کی اندر اونچی مقام پر سی گواهی دی اور جسنی رمضان کا چاند تن تنها دیکها اور گواهی دی تو مقبول نهوئی تو بهی اوسکو لازم هی
ان يصوم لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته فانه قد رآه فيلزمه الصوم وان افطر كان عليه القضاء دون
که روزه رکهی اسحدیث کی موافق روزه رکهو چاند دیکهه کر کیونکه اسنی چاند دیکها هی سو اسکو روزه رکهنا لازم هی اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم هوگی
الكفارة وان افطر قبل ان ترد شهادته اختلفوا فيه والصحيح ان لا يجب عليه الكفارة والحاكم اذا راى هلال
کفاره نهین آویگا اور اگر شهادت رد هونی سی پهلی افطار کرڈالا تو اس صورت مین اختلاف هی صحیح یهه هی که کفاره واجب نهین اور اگر حاکم تن تنها رمضان کا
رمضان وحده يصوم ولا يامر الناس بالصوم ولو ان الناس غم عليهم هلال رمضان واكملوا شعبان
چاند دیکهه لی تو وه آپ روزه رکهی اور اورون کو روزه کا حکم نه دی اور اگر لوگون کو رمضان کا چاند بسبب ابر کی نظر نه آیا اور اونهون نی شعبان کی
ثلثين يوما ثم صاموا رمضان ثمانية وعشرين يوما ثم راوا هلال شوال فانهم ان كانوا عدوا شعبان
تیس دن پوری کر کی رمضان کی روزی اٹهائیس دن رکهی تهی پهر شوال کا چاند نظر آگیا اب اگر انهون نی گنتی شعبان کی
عن غير رؤية قضوا يومين وان كان عدوه عن رؤية قضوا يوما واحدا فيكون شهر رمضان فى تلك
بی چاند دیکهی پوری کی تهی تو دو روزی قضا کرین اور اگر چاند دیکهه کر گنتی پوری کی تهی تو ایک روزه قضا کرین اب ماه رمضان اوس سال مین
السنة تسعة وعشرين يوما حتى انهم لو كانوا راوا هلال شوال بعد ما صاموا رمضان تسعة وعشرين
انتیس دن کا هوا یهان تک که انهون نی اگر عید کا چاند رمضان کی انتیس روزی رکهه کر دیکها
يوما لا يلزمهم شئ ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان فصاموا تسعة وعشرين يوما فشهد جماعة
تو اونپر کچهه لازم نهین آتا اور اگر ایک شهر والون نی رمضان کا چاند دیکهه کر انتیس روزی رکهی پهر ایک جماعت نی قاضی کی پاس
عند القاضى فى اليوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة كذا راوا هلال رمضان فى ليلة كذا قبلكم بيوم
انتیسوین تاریخ مین یهه گواهی دی که فلانی شهر والون نی رمضان کا چاند فلانی رات مین تمسی ایک دن پهلی دیکهه کر روزی

نصاموا وهذا الیوم یوم الثلثین من رمضان واهل هذه البلدة لم یروا الهلال فی تلك اللیلة

رکھی ہین اور یہہ آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی اور اس شہر والون نی اوس رات کو چاند نہین دیکھا

والسماء مصحیة لا یباح لهم الفطر غدا ولا یترك التراویح فی تلك اللیلة لان هذه الجماعة لم یشهدوا

اور آسمان صاف تہا تو اونکو اگلی دن افطار کرنا جایز نہین ہی اور نہ اوس رات مین تراویح ترک کرنی جایز اسواسطی کہ اس جماعت نی چاند دیکھنی کی گواہی

بالرویة ولا علی شهادة غیرهم وانما حکوا رویة غیرهم واما لو کانوا شهدوا عند القاضی ان قاضی بلدة

نہین دی اور نہ غیر کی گواہی پر گواہی دی ہی انہون نی اورون کی دیکھنی کی خبر بیان کی ہی اور اگر وہ جماعت قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی

کذا شهد عنده شاهدان برویة الهلال فی لیلة کذا وقضی ذلك القاضی بشهادتهما جاز لهذا القاضی

سامنی دو گواہون نی فلانی رات مین چاند دیکھنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم دیا ہی تو اب اس قاضی کو جایز ہوتا

ان یقضی بشهادتهما لان قضاء القاضی الاول حجة وهذا علی قول من قال لا عبرة باختلاف المطالع

کہ انکی گواہی کی موافق حکم دیتا اسواسطی کہ حکم پہلی قاضی کا حجت ہی اور یہہ حکم اوسکی قول کی موافق ہی جو اختلاف مطالع کا اعتبار نہین کرتا

حتی اذا صام اهل بلدة ثلثین یوما للرویة واهل بلدة اخری تسعة وعشرین یوما للرویة ایضا

یہان تک کہ اگر ایک شہر والون نی چاند دیکھ کر تیس روزی رکہی اور ایک اور شہر والون نی چاند ہی دیکھ کر انتیس روزی رکہی

فعلی هذا علی من صام تسعة وعشرین یوما قضاء یوم والاشبه علی ما ذکره الزیلعی ان یعتبر لان

تو اس صورت مین جنہون نی انتیس روزی رکہی اون پر ایک روزی کی قضا ہی اور موافق بیان زیلعی کی بہتر یہہ ہی کہ اختلاف مطالع معتبر ہو اسلئی

کل قوم یخاطبون بما عندهم والدلیل علی اعتباره ما روی عن کریب انه قال قدمت الشام واستهل

کہ ہر قوم کو وہ ہی حکم ہی جو انکی پاس ہی اور یہہ دلیل اختلاف مطالع کی اعتبار کی کریب کی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین شام مین وارد ہوا اور مجھکو وہین

علی شهر رمضان فرایت الهلال لیلة الجمعة ثم قدمت المدینة فی اخر الشهر فسئلنی عبد الله بن عباس

ماہ رمضان کا چاند آگیا سو مینی شب جمعہ کو چاند دیکھا پہر مین مدینہ شریف مین آخر مہینی مین آیا تو مجہسی عبد اللہ بن عباس نی پوچہا

فقال متی رایتم الهلال فقلت رایناه لیلة الجمعة فقال نحن رایناه لیلة السبت فلا نزال نصوم حتی

تہی رمضان کا چاند کب دیکہا تہا مین نی کہا ہمنی چاند شب جمعہ کو دیکہا تہا عبد اللہ بن عباس نی کہا ہمنی ہفتہ کی شب کو دیکہا سو ہم روزی رکہی جاوینگی یہان تک

نکمل ثلثین او نراه فقلت له افلا تکتفی برویة معاویة وصیامه فقال لا هکذا امرنا رسول الله علیه السلام

کہ تیس دن پوری ہو جاوین یا چاند نظر آجاوی پہر مین نی کہا معاویہ کی دیکھنی اور روزہ رکہنی پر کیون نہین اکتفا کرتی پہر کہا نہین ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ حکم دیا ہی

وذلك لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس یختلف باختلاف الاقطار کما ان دخول الوقت وخروجه

اور یہہ اسلئی ہی کہ الگ ہونا ہلال کا آفتاب کی شعاع سی بسبب اختلاف مسافت کی مختلف ہو جاتا ہی جیسی ایک وقت کا آنا اور نکلنا

یختلف باختلاف الاقطار فان الشمس اذا زالت فی المشرق لا یلزم منه ان تزول فی المغرب بل کلما تحرکت

اختلاف مسافتی مختلف ہو جاتا ہی کیونکہ آفتاب کو اگر مشرق مین زوال ہووی تو لازم نہین آتا کہ مغرب مین بہی زوال ہو جاوی بلکہ آفتاب جب کوئی درجہ

درجة فذلك طلوع لقوم وغروب لاخرین ونصف لیل لبعض وطلوع فجر لغیرهم وروی ان ابا موسی

قطع کریگا تو وہ ایک کی لئی طلوع ہی اور دوسری کی واسطی غروب ہی اور کسیکو آدہی رات ہی اور کسیکو طلوع فجر ہی اور روایت ہی کہ ابو موسی

الضریر الفقیه قدم الاسکندریة فسئل عمن صعد المنارة فرای الشمس بعد غروبها فی البلدة بزمان طویل

نابینا فقیہ اسکندریہ مین آئی اونسی کسی نی حال ایسی شخص کا پوچہا کہ اوسنی اونچی مینار پر چڑہ کر آفتاب کو دیکہا اور شہر مین بہت دیر پہلی غروب ہو چکا ہی

ایحل له الافطار فقال لا یحل له الافطار ویحل لاهل البلدة لان کل احد مخاطب بما عنده ومن رای هلال

کیا اسکو افطار کرنا درست ہی فقیہ نی جواب دیا اوسکو افطار حلال نہین ہی اور شہر والون کو درست ہی اسلئی کہ ہر ایک کو وہ ہی حکم ہی جو اوسکی پاس ہی اور جسنی ہلال

الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال فی المحیط اختلفوا فی وجوب الکفارة والاکثر
فطر کا عصر کی وقت دیکہا پہر اس خیال سی کہ مدت روزی کی گذر گئی افطار کر ڈالا محیط مین کہا ہی کہ علماء کو درباب وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثرون کا مذہب

علی الوجوب وقد ظن بعض الناس ان النهی عن الصوم قبل رمضان بیوم او بیومین لاراده اغتنام
یہہ ہی کہ کفارہ واجب ہی اور بعضی لوگون کو یہہ گمان ہی کہ روزی کی ممانعت رمضان سی ایک یا دو دن پہلی اس لئی ہی کہ

الاکل والشرب واخذ النفوس شهواتها قبل ان تمتنع منها بالصیام وهذا کله خطاء وجهل اذ قد ذکر ان
کہانا پینا اور نفوس کو اپنی شہوات سی متلذذ ہونا اس سی پہلی کہ روزون کی سبب ممانعت ہوجاوی غنیمت ہی یہہ تمام خیالات خطا اور جہالت ہی اسوسطی کہ ذکر

اصل ذلك متلقی من النصاری فانهم عند قرب صومهم یفعلون کذلك فیلزم التشبیه بهم وقد کان
کرتی ہین کہ یہہ اصل مین نصاری سی لیا ہی کیونکہ نصاری کی جب روزی نزدیک آتی تہی تو ایسا ہی کیا کرتی تہی پہر نصاری سی تشبیہ لازم آتی ہی اور

النهی عن الصوم فی ذلك الوقت لمنع التشبیه بالکافر فیما لا منه بد وهو مذموم شرعا لقوله علیه السلام
نہی روزہ کی اوسوقت مین صرف کفار کی مشابہت کی سبب سی تہی جس جگہہ جسی مشابہت منع ہوسکتی ہی اور تشبہ شرعا مذموم ہی واسطی ارشاد رسول علیہ السلام

من تشبه قوما فهو منهم وربما لا یقتصر بعضهم علی الشهوات المباحة بل یتعدی الی المحرمات فمن
جو شخص مشابہ ہوا کسی قوم سی بس وہ انہی مین سی ہی اور کبہی کبہی بعضا شخص شہوات مباح پر حصر نہین کرتا بلکہ محرمات مین داخل ہوتا ہی جسکا

کان هذا حاله فالبهائم اعقل منه وله نصیب وافر من قوله تعالی وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ
ایسا حال ہو تو اوس سی ڈنگر ہوشیار ہین اوسکا اس آیت مین بڑا حصہ ہی اور ہمنی پہیلا رکہی ہین دوزخ کی واسطی بہت

الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ
جن اور آدمی جنکو دل ہین اوس سی سمجہتی نہین اور آنکہین ہین اوسی دیکہتی نہین اور کان ہین اوسی سنتی نہین وہ لوگ

كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ وبعضهم لا یجتنب کبائر الذنوب الا فی رمضان فیطول علیه ویکره صیامه ویشق
جیسی چوپائی بلکہ اونسی زیادہ بیراہ ہین اور بعضی شخص گناہ کبیرہ سی سوا رمضان کی کبہی نہین باز آتی سو اونکو رمضان دوبہر ہوجاتا ہی اور روزی بہی مکروہ معلوم

علی نفسه مفارقتها کالوفاة فیعد الایام واللیالی لیعود الی المعاصی وبعضهم لا یصلی الا فی رمضان فیستثقل
اور اوسکی دل پر مفارقت کبایر کی دشوار ہو تی ہی جیسی فوت ہوگئی پہر تو دن رات رات گنتا ہی تاکہ معاصی پہر حاصل کری اور بعضی سوا رمضان کی نماز نہین پڑہتی پہر

رمضان لاستثقال العبادات المشروعة فیه من الصلوة والصیام وبعضهم لا یصبر علی المعاصی فیواقعها
رمضان اون پر بہاری پڑ جاتا ہی بسبب گرانی عبادات کی جو رمضان مین ہوتی ہین نماز روزی اور بعضون کو گناہون سی صبر نہین ہوتا پہر وہ رمضان مین

فی رمضان وهذا هو الخسران المبین

المجلس السادس والعشرون فی بیان فضیلة رمضان
بہی مبتلا رہتا ہی اور یہہ ظاہر ٹوٹا اوٹہانا ہی چہبیسوین مجلس رمضان کی فضیلت مین

ورعایة حقه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی
اور اوسکی حق کی رعایت مین رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جب رمضان آتا ہی تو آسمان کی دروازی کہل جاتی ہین اور ایک

روایة ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وصفدت الشیاطین هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه
روایت مین جنت کی دروازی اور دوزخ کی دروازی بند کئی جاتی ہین اور سب شیاطین قید ہوجاتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں سی ہی

ابوهریرة وهو ان حمل علی معناه الظاهر لا یفید زیادة فائدة لان الانسان مادام فی الدنیا لا یتیسر له الصعود
ابوہریرہ کی روایت سی اس حدیث کی اگر ظاہر معنی مراد ہوین تو کچہہ خوب بڑا فائدہ نہین ہی اس لئی کہ انسان جبتک دنیا مین ہی تو اوسکو آسمان پر چڑہنا نصیب نہین

الی السماء ولا الدخول فی احدی الدارین فای فائدة فی فتح الابواب واغلاقها الا ان یقال من مات من
ہوسکتا اور نہ بہشت او ر دوزخ مین داخل ہوسکتا ہی پہر دروازون کی کہلنی اور بند ہونی سی کیا فائدہ ہوا مگر یون کہین کہ جو شخص صلحاء ایمان والون مین سی

صلحاء

صلحاء اهل الایمان اذا فتحت ابواب الجنة یاتیهم من روحها ونسیمها فوق ما کان یاتیهم قبل الفتح و

تو جب دروازے جنت کے کہلجاتے ہیں تو اونکو جنت کی ہوا اور خوشبو زیادہ تر آتی ہے بہ نسبت اوسکے کہ دروازے کہلنے سے پہلی آتی تہی اور

من مات من عصاتهم اذا غلقت ابواب جهنم لا یصیبهم من حرها وسمومها کما کان یصیبهم من حرها

جو گنہگار مر جاتا ہے تو اگر دروازے دوزخ کے بند ہوتے ہیں تو اونکو اوسکی گرمی اور لپٹ اوتنی نہیں آتی جتنی گرمی

وسمومها قبل التغلیق وهو بعید لانه انما ذکر لترغیب الناس فیما امر وا به من صوم شهر رمضان وتحریضهم

اور لپٹ بند ہونے سے پہلی آتی تہی اور یہہ معنی بعید ہیں اسواسطے کہ یہہ مضمون صرف واسطے آدمیوں کی ترغیب کے ہے جو اونکو حکم ہوا ہے ماہ رمضان کے روزوں کا

علیه حتی یستعدوا له وتصیر ابواب الجنان کانها فتحت لهم وابواب النیران کانها اغلقت علیهم فیلزم

تاکہ روزے کے واسطے تیار ہو جاویں اور گویا جنت کے دروازے اونکے لئے کہل گئے اور دوزخ کے دروازے گویا اونکے اوپر بند ہوگئے اب کوئی تاویل

الرجوع الی التاویل بان یقال فتح ابواب السماء کنایة عن تواتر نزول الرحمة وتوالی صعود الطاعات لان الباب اذا

کرنی لازم ہے کہ یوں کہیں کہ کہلنا آسمان کے دروازوں کا اشارہ ہے پے درپے رحمت کی آنیکا اور پے درپے عبادت کی چڑہنے کا اسواسطے کہ جب دروازہ

فتح یخرج ما فی داخله متتابعا ویدخل ما فی خارجه متوالیا ویؤیده هذا التاویل ما جاء فی روایة اخری فتحت

کہلجاتا ہے جو اوسکے اندر ہے فوراً نکل آتا ہے اور جو باہر ہوتا ہے وہ فوراً داخل ہوجاتا ہے اور اس تاویل کی تائید وہ ہے جو ایک اور روایت میں آیا ہے کہلجاتے ہیں

ابواب الرحمة وفتح ابواب الجنة کنایة عن حصول ما یؤدی الی دخولها من انواع العبادات وتغلیق

دروازے رحمت کے اور جنت کے دروازوں کا کہلنا اشارہ ہے اون امور کے حاصل ہونیکا جو جنت کے اندر پہنچاویں یعنی ہر قسم کی عبادتیں اور بند ہونا

ابواب جهنم کنایة عن انتفاء ما یؤدی الی دخولها من انواع السیئات لان الصائم یتنزه عن الکبائر

دوزخ کے دروازوں کا اشارہ ہے دور ہونے اون امور کا جو دوزخ میں داخل کر دیتے ہیں یعنی ہر قسم کے گناہ اسواسطے کہ روزہ دار ایسے کبائر گناہوں سے بچتا ہے

التی من جملتها الاصرار علی الصغائر فیغفر له ببرکة الصوم سائر الذنوب کما جاء فی الحدیث الصلوات الخمس

جنکے اندر اصرار کرنی صغیرہ گناہوں کی بہی داخل ہے سو روزہ کی برکت سے اوسکے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ پانچوں نمازیں

والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینهن ان اجتنبت الکبائر وتصفید الشیاطین

اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک بیچ کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں اگر کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیجاے اور قید ہونا شیاطین کا

یحتمل ان یکون المراد به ما هو الظاهر من کون الشیاطین مقیدة تعظیما للشهر وعلامة ذلک ان اکثر المنهمکین

احتمال یہہ ہے کہ اس سے مراد وہ ہی معنی ظاہری ہوں کہ شیاطین واسطے تعظیم اس مہینے کی قید ہوجاتے ہیں اسکی نشانی یہہ ہے کہ اکثر لوگ گناہوں میں کہ پہنسے

فی الطغیان یجتنبون المعاصی ولا یزال بعد حرصهم علیها ویشرعون فی اقامة الصلوة بعد ما کانوا

گناہوں اور بدی سے بچنے لگتے ہیں باوجودیکہ گناہوں کی بڑی حریص ہوتے ہیں اور نماز پڑہنی شروع کر دیتے ہیں باوجودیکہ نمازیں

یتهاونون بها ویقبلون علی استماع النصیحة وتلاوة القران واما ما یری من بعض الفسقة انهم لا یمتنعون

کاہل سستی کرتے تہے اور وعظ نصیحت سننے پر اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہوجاتے ہیں اور یہہ جو فاسق معلوم ہوتے ہیں کہ اپنے فسق سے ذرہ باز

عن فسقهم بل ان ترکوا نوعا منه یاتون نوعا اخر فذلک من اثر ما بقی فی نفوسهم الخبیثة من تسویلات

نہیں آتے بلکہ اگر ایک قسم ترک کرتے ہیں تو دوسری قسم کرنی شروع کر دیتے ہیں سو یہہ اثر اوس خباثت کا ہے جو اونکے دلوں میں وسوسہ شیطانی باقی ہیں

الشیاطین وقال بعض العلماء لفظ الشیاطین وان کان عاما الا ان المراد به رؤساؤهم یؤیده ما جاء فی بعض

اور بعضی علماء کہتے ہیں لفظ شیاطین کا اگرچہ عام ہے پر مراد اس سے شیطانوں کے گروکہنٹال ہیں اسکی تائید ہے جو اس حدیث کی بعضی

طرق هذا الحدیث وسلسلت مردة الشیاطین فیقع الفساد بتسویلات غیرهم من شیاطین الانس والجن

روایت میں واقع ہوا ہے کہ اور قید ہوجاتے ہیں سرکش شیطان پہر فساد اوروں کی وسوسے سے جو شیاطین جن اور انسان کے ہیں واقع ہوتا ہے

وقيل هو مجاز عن امتناع نفوس الصائمين عن قبول وساوسهم وذلك لان رمضان اذا دخل يشتغل الناس بالصوم

اور کہتی ہین کہ یہہ مجاز ہی اصل روزہ داروں کی دل شیطانی وسوسہ قبول کرنی سی باز رہتی ہین اسواسطی کہ جب رمضان آتا ہی تو آدمی روزہ مین مشغول ہوجاتی ہین

فتنكسر قوتهم الحيوانية التي هي مبدء الشهوة والغضب المتداعيين الى انواع الفسوق والفجور وتنبعث قوتهم

سو اونکی قوت حیوانی ضعیف ہوجاتی ہی جو باعث شہوت اور غصہ کی ہوکر ہر قسم کی فسق اور فجور کی طرف لیجاتی تہی اور اونکی قوت عقلی

العقلية داعية الى الطاعات ناهية عن المنكرات فتجعلهم مقبلين على وظائف العبادات معرضين عن

پیدا ہوکر طاعات کی طرف بلاتی ہی اور منکرات سی منع کرتی ہی پہر اونکو روز مرہ کی مقرری عبادات پر متوجہ اور ہر قسم کی منکرات سی

اصناف المنكرات فيصيرون كانهم فتحت لهم ابواب الجنان وغلقت عليهم ابواب النيران ولم يبق

بیزار کر دیتی ہی پہر وہ ایسی ہوجاتی ہین کو وہ اونکی لئی بہشت کی دروازی کہل گئی اور دوزخ کی دروازی اونپر بند ہوگئی اور

عليهم للشيطان سلطان وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال اذا كان اول ليلة من شهر رمضان

اون پر شیطانون کا اصلا تسلط غلبہ باقی نرہا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہی

صفدت الشياطين ومردة الجن وغلقت ابواب جهنم فلم يفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم

تو شیاطین اور سرکش جن قید ہوجاتی ہین اور دوزخ کی دروازی بند ہوکر کوئی دروازہ کہلا نہین رہتا اور دروازی بہشت کی کہل جاتی ہین سو

يغلق منها باب فينادى مناد يا باغي الخير اقبل ويا باغي الشر اقصر ولله فيه عتقاء من النار وذلك

اونمین سی کوئی دروازہ بند نہین رہتا پہر منادی پکارتا ہی ای طالب خیر کی ادہر آ اور ای حد سی بڑہنی والی شر کی بس کر اور رمضان مین اسکی آزاد کئی آگ سی بہت ہین اور یہہ

فى كل ليلة ومعنى هذا الحديث علم من تاويل الحديث السابق لكن هنا زيادة لابد من بيان معنى تلك

ہر شب مین ہوتی ہی اور اس حدیث کی معنی پہلی حدیث کی تاویل سی معلوم ہوگئی لیکن اسمین کچہہ لفظ زیادہ ہین اونکی معنون کا بیان کرنا بہی ضرور جا ہئی

الزيادة وهو ان منادياً ينادى فى ليالى رمضان ويقول يا طالب الخير تعال اطلب الثواب فانك تعطى

وہ یہہ ہین کہ منادی رمضان کی راتون مین پکارتا ہی یہہ کہتا ہی ای خیر کی طالب یہان آؤ ثواب لی یہہ ایسا وقت شریف ہی

ثواباً كثيراً بعمل قليل لشرف الوقت ويا طالب الشر اترك الشر فان عذاب المعصية فيه اكثر وتب الى الله تعالى

کہ تہوڑیسی کار پر بہت ہی بڑا ثواب عطا ہوگا اور ای شر کی طالب بدکاری سی باز آ کیونکہ رمضان مین معصیت کا عذاب بڑا سخت ہی اور اللہ تعالی کی طرف

فانه تعالى يعتق كثيراً من عباده الصائمين من النار ويغفر ذنوبهم الماضية لحرمة الشهر كما جاء فى

رجوع کر کیونکہ اللہ تعالی اپنی بہت بندی روزہ دار آگ سی آزاد کرتا ہی اور اونکی پچہلی گناہ اس مہینی کی برکت سی معاف کرتا ہی چنانچہ ایک اور حدیث مین آیا ہی

حديث آخر من صام رمضان ايماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه يعنى ان من صامه مصدقاً

جسنی رمضان کی روزہ واسطی ایمان اور ثواب کی رکہی تو اوسکی تمام پچہلی گناہ معاف ہوئی مراد یہہ ہی کہ جسنی رمضان کی روزہ اوسکی حقیقت

بحقيته وفرضيته طالباً لرضاء الله تعالى وثوابه لا خوفاً من الناس واستحياء منهم يغفر له ذنوبه

اور فرضیت تصدیق کرکر اللہ کی مرضی اور ثواب حاصل کرنیکو رکہی نہ کسی شخص کی خوف سی اور نہ کسیکی حیا لاج سی تو اوسکی تمام پچہلی گناہ

المتقدمة وذلك النداء يكون فى كل ليلة من ليالى رمضان وروى عن ابى امامة الباهلى انه عليه السلام

معاف ہونگی اور یہہ ندا رمضان کی راتون مین سی ہر ہر رات کو ہوتی ہی اور ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

قال من صام يوماً فى سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقاً كما بين السماء والارض وفى حديث آخر

جسنی ایک روز واسطی خدا کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی دوزخ اور اوس شخص کی بیچ مین ایسی چوڑی خندق کر دیگا جیسی بیچ آسمان اور زمین کا اور ایک اور حدیث مین

رواه ابو سعيد الخدرى انه عليه السلام قال من صام يوماً فى سبيل الله بعد الله تعالى وجهه من النار

ابو سعید خدری سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی روزہ ایک دن کا واسطی اللہ کی رکہا تو اللہ اوسکی چہرہ کو آگ سی ستر برس کی راہ پر دور کریگا

سبعین خریفا یعنی ان من صام یوما فی سبیل الله ورضائه بنجیه الله تعالی من النار عبر عن التنجیة

مراد یہہ ہی کہ جسنی ایکدن کا روزہ واسطی اللہ کی اوسکی رضامندی کی لئی رکہا اوسکو اللہ تعالی آگ سی نجات بخشیگا دوری کو بطور تمثیل کی

بطریق التمثیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شئ بهذا المقدار لا یصل الیه البتة والمراد بالخریف

بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہووی اسواسطی کہ جو شخص ایک چیز سی اسقدر دور مسافت پر ہو تو وہ چیز اوس تک ہرگز نہیں پہونچیگی اور خریف سی مراد

السنة ذکر الجزء وارید الکل وانما عبر عنها به دون غیره من الفصول لکونه وقت بلوغ الثمار وحصول

سال ہی جزو کو ذکر کیا اور کل مراد لیا اور فصول وغیرہ کو چہوڑ کر خریف کی ساتہ اسواسطی بیان کیا کہ اس وقت میوہ پہل پکتی ہین اور عیش

سعة العیش وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال کل ابن ادم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الی

فراخ ہوتا ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تمام بنی آدم کی حسنات دس گونہ بڑہتی ہین اور دس سی

سبعمائة ضعف قال الله تعالی الا الصوم فانه لی وانا اجزی به یدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلی

سات سو گونہ تک اللہ تعالی فرماتا ہی روزہ کی سوا کیونکہ روزہ میری واسطی ہی مین ہی اوسکا بدلہ ہون کیونکہ اپنی شہوت کہانا پینا میرے لئی ترک کرتا ہی

یعنی ان کل طاعة وخیر اذا لم یکن ریاء ونفاقا فاقل ما یعطی لصاحبه من الاجر عشرة لقوله تعالی مَنْ

مراد یہہ کہ ہریک عبادت اور خیر اگر بدون ریا اور نفاق کی ہو تو کم سی کم اوسکا اجر عابد کو دس گونہ عطا ہوگا اس آیت کی سند سی جو

جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وقد یزداد الی سبعمائة واکثر لقوله تعالی مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ

لاوی بہلائی اوسکی واسطی ہی اوس سی دس گونہ اور کبہی سات سو تک یا زیادہ تک نوبت بڑہ جاتی ہی اس سند سی مثال اونکی جو خرچ کرتی ہین اپنی مال

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ

اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ اوس سی اوگین سات خوشہ ہر خوشہ مین سو سو دانی اور اللہ بڑہاتا ہی جسکی واسطی چاہی

واما الصوم فثوابه بغیر حساب لانه لا یتادی الا بالصبر وقد قال الله تعالی اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ

اور روزہ کی ثواب کا تو کچہہ حساب ہی نہین کیونکہ روزہ بدون صبر کی پورا نہین ہوتا اور اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالون کو ملتا ہی اونکا اجر

بِغَيْرِ حِسَابٍ ثم الصبر وان کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجوده فیه لیس کوجوده فی غیره

بیگنت پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی اور عبادات مین بہی ہوتا ہی لیکن صبر روزہ کا ایسا نہین ہی جو اور عبادات مین ہوتا ہی

لانه ثلثة انواع صبر علی طاعة الله تعالی وصبر علی محارم الله تعالی وصبر علی الالام والشدائد کلها

کیونکہ صبر تین طرح پر ہی ایک تو صبر اللہ تعالی کی طاعت پر دوسرا صبر اللہ تعالی کی محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیون پر اور روزہ مین

یوجد فی الصوم اذ فیه صبر علی ما وجب علی الصائم من الطاعات وصبر عما حرم علیه من الشهوات

تینون قسم کا صبر موجود ہی اسواسطی کہ روزہ مین صبر ہی اوس طاعات پر جو روزہ دار پر واجب ہین اور اون شہوات پر صبر ہی جو اوسپر حرام ہین

وصبر علی ما یصیبه من الم الجوع وحرارة العطش وضعف البدن لان الصائم تعرض بدنه النحول والنقصان

اور اوس الم پر صبر ہی جو بہوک لگتی ہی اور پیاس کی گرمی ہوتی ہی اور بدن ناتوان ہوتا ہی کیونکہ روزہ دار کا بدن دبلا اور کم زور ہو جاتا ہی

والمفضی الی الهلاک طلبا لرضاء الله تعالی اشیر الیه حیث قیل یدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلی

اور واسطی طلبگاری مرضی الہی کی ہلاکت مین پڑتا ہی اسی کی طرف اشارہ ہی جو مذکور ہی کہ اپنی شہوت اور کہانا پینا میری خاطر چہوڑ دیتا ہی

وایضا ان الصائم بسبب منع نفسه عن الاکل والشرب والجماع یصیر متخلقا باخلاق الله تعالی لکونه تعالی

اور یہہ بہی ہی کہ روزہ دار اپنی جان کو کہانی اور پینی اور جماع سی روک کر خوگیر صفات الہی کا ہو جاتا ہی کیونکہ اللہ تعالی

منزها عن هذه الاشیاء فلما کان فی الصوم هذه المعانی خصه الله تعالی بذاته وتولی جزاءه بنفسه

ان سب امور سی پاک وصاف ہی اور چونکہ روزہ مین یہہ خوبیان ہوتی ہین تو اللہ تعالی نی روزہ کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ کی ثواب کا ذات

ولو يكله الى غيره فاعطى الصائم من عنده اجرا ليس له حد ولا عد وقيل ان الصوم سر بينه وبين العبد
ذمہ دار ہوا کسی اور پر حوالہ نکیا پہر روزہ دار کو اپنی درگاہ سے اتنا اجر عطا کیا کہ جسکی کچھ انتہا اور شمار نہیں اور بعضی یہہ کہتی ہیں کہ روزہ ایک راز ہے اللہ اور بندی کی
يفعله خالصا لوجهه وطالبا لرضائه لا يطلع عليه غيره لكونه نية وامساكا حتى قيل ان الحفظة
بیچ میں کہ اوسکو خالص واسطی اسکی اور واسطی اوسکی رضامندی کی ادا کرتا ہی اوسکی سوا کسیکو معلوم نہیں ہوتا کیونکہ روزہ نام نیت اور امساک کا ہی یہانتک کہ کہتی ہیں کہ
لا تطلع عليه ولا تكتبه بخلاف سائر الطاعات فانها مما يطلع عليه غيره تعالى فلما كان هو العالم به دون
کرام کاتبین کو بہی معلوم نہیں ہوتا اور نہ وہ اوسکو لکہتی ہیں بخلاف اور عبادات کی کیونکہ اور عبادات کو اور بہی سوا اللہ تعالی کی جان جاتی ہیں اور چونکہ روزہ کی خبر
غيره خصه بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يوكله الى غيره كانه تعالى قال الصوم لا يطلع عليه
سوای اللہ تعالی کی اور کو نہیں ہوتی تو اوسکو اللہ تعالی نی اپنی ذات سی خاص کر کر آپ ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہوا اور پر حوالہ نکیا گویا اللہ جل شانہ نی یہہ فرمایا روزہ
غيري وحدانا اتولى الجزاء عليه ولا اكله الى غيره والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء بنفسه يقتضي ان يكون
ثواب میں ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہوں اور پر حوالہ نہیں کرتا اور سخی جب یہہ کہی کہ میں آپ اوسکی عوض کا ذمہ دار ہوں تو لازم ہی کہ وہ
ذلك الجزاء في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا يكون له احصاء ولا حساب وروي عن ابي هريرة انه
عوض نہایت عظیم اور نہایت کثیر ہو ایسا کہ نہ گنتی میں آوی اور نہ حساب میں اور ابو ہریرہ سی روایت ہی
قال الصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه يعني ان الصائم له سرور مرتين على الفرحة
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ کہولتی ہوئی اور ایک خوشی خدا کی دیدار کی وقت مراد یہہ ہی کہ روزہ دار کو دو دفعہ
مرة من الفرح وهو السرور واما سروره عند لقاء ربه فيما يجده من ثواب الصوم مدخرا عند الله تعالى
فرح سی مشتق ہوئی اور سرور کو کہتی ہیں اور سرور پروردگار کی ملاقات پر اسبات کا ہی کہ ثواب روزہ کا ذخیرہ جمع کیا ہوا اللہ تعالی کی پاس پاویگا
فان من ترك طعامه وشرابه وشهوته لله تعالى يعوضه الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله تعالى
اس لیے کہ جسنی اپنا کہانا پینا اور شہوت خدا کی واسطی چہوڑی تو خدا تعالی اوسکا عوض اوس سی بہتر عطا کریگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی
وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وقال النبي عليه السلام لرجل
اور جو کچھ آگی بہیجو گی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاوگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور فرمایا نبی علیہ السلام نی ایک شخص کو
انك لن تدع شيئا اتقاء الله الا اتاك الله خيرا منه وروي ان الصائمين يوضع لهم يوم القيمة مائدة
تو ہرگز نہیں ترک کریگا کوئی گناہ خدا کی خوف سی مگر عطا کریگا تجکو اللہ تعالی بہتر اوس سی اور روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی دن دسترخوان
تحت العرش يأكلون عليها والناس في الحساب فيقول الناس ما لهؤلاء يأكلون ونحن في الحساب فيقال انهم كانوا
عرش کی تلی چنا جاویگا اوسپر بیٹہی کہاوینگی اور اور لوگ ابہی حساب میں مبتلا ہونگی وہ لوگ دیکہکی یہہ کہینگی یہہ کون لوگ ہیں کہ کہانا کہاتی ہیں اور ہم حساب میں ہیں
يصومون وانتم تفطرون وفي الصحيحين انه عليه السلام قال ان في الجنة بابا يقال له ريان لا يدخل منه
روزی رکہتی تہی اور تم روزہ خور تہی اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ریان ہی اوس دروازہ سی
الا الصائمون والمراد بالصائمين هم الذين يكثرون الصوم فانهم تحملوا تعب العطش خصوا بباب فيه الري والامان
صرف روزہ دار ہی داخل ہونگی اور روزہ داروں سی مراد وہ لوگ ہیں جو روزی بہت رکہتی ہیں کیونکہ انہوں نی جو بہوک پیاس کی شدت اوٹہائی تو ایسی دروازہ سی خاص ہوئی
من العطش قبل تمكنهم من الجنة واما سروره عند افطاره فيما يتناوله من الطعام والشراب والجماع لان النفس
کہ جسمیں تازگی اور پیاس کا بچاؤ جنت میں داخل ہونی سی پہلی ہی اور افطار کی وقت سرور اسلئی ہوتا ہی کہ کہانا پینا جماع سب حاصل ہوتا ہی کیونکہ آدمی کا جی
مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب والمنكح فاذا منعت من ذلك في وقت من الاوقات ثم اذن
بطور عادت کی اپنی مناسبات کہانی پینی جماع وغیرہ کی طرف متوجہ رہتا ہی جب اوسکو ان باتوں کی کسی وقت میں روک ہو کر پہر دوسری وقت میں

لها فی وقت آخر یفرح بذلك طبعا خصوصا عند اشتداد الحاجة الیه لتاثیر الجوع والعطش فیها وتقاضی

تو پھر خود بخود خوش ہوتا ہی خاص کر جب اوسکو اور بہت حاجت ہووی کیونکہ بھوک لگی ہوتی ہی پیاس کا زور ہوتا ہی دل کو

یاخذ حاجتها یشعر بهذا ما روی عن ابن عمر انه علیه السلام کان اذا افطر یقول ذهب الظمأ وابتلت

اپنی حاجت کا تقاضا ہوتا ہی ابن عمر کی روایت سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام افطار کی وقت فرمایا کرتی تہی پیاس بجھگئی اور رگین تازہ ہوئین

العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالی فان الله تعالی وان حرم علی الصائم فی نهار صیامه ان یتناول هذه

اور ثواب ثابت ہوگیا ان شاء اللہ تعالی کیونکہ اللہ تعالی نی اگرچہ روزہ دار پر روزہ کی دن مین یہہ حرام کردیا ہی کہ ان شہوت کو عمل مین لاوی

الشهوات لکن اذن له ان یتناولها فی اللیل بل احب منه تعجیل الفطر فی اول اللیل وتاخیر السحور الی آخر اللیل

لیکن اوسکو اجازت ہی کہ رات کی وقت عمل مین لاوی بلکہ رات کی آتی ہی جلدیسی افطار کرنا اور سحر تاخیر کرکر آخر شب مین کہانی مستحب کیا

لما روی عن ابی ذر انه علیه السلام قال لا تزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا الفطر وروی ان الله تعالی

ابوذر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہی گی جبتک سحر کہانی مین تاخیر اور افطار کرنی مین جلدی کرین اور روایت ہی کہ اللہ تعالی

وملئکته یصلون علی المتسحرین وان احب عباده الیه اعجلهم فطرا والحاصل ان الصائم یترك شهواته

اور اوسکی فرشتی سحر کہانی والون پر رحمت بہیجتی ہین اور بڑی محبوب بندی اللہ کی وہ ہین جو جلدی افطار کرتی ہین حاصل یہہ ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت

بالنهار تقربا الی الله تعالی وطاعة له ویتناولها فی اللیل تقربا الی الله تعالی وطاعة له فلا یترکها الا بامره ولا یعود الیها

دن کی وقت اللہ تعالی کی طاعت اور قربت کی لئی ترک کرتا ہی اور رات کی وقت اپنی شہوت کو واسطی قربت اور طاعت الٰہی کی عمل مین لاتا ہی سو اللہ تعالی کی حکم ہی سی

الا بامره فهو مطیع فی الحالین فان المؤمن الصائم لما علم ان رضی مولاه فی ترك شهواته قدم رضی مولاه علی هواه فصارت لذته فی ترك شهوته لله تعالی

ترک کرتا ہی اور اوسہی کی حکم سی اختیار کرتا ہی پس وہ دونو حال مین اللہ تعالی کا فرمانبردار ہی کیونکہ مؤمن روزہ دار نی جب دیکہا کہ خوشنودی میری صاحب کی شہوت

اعظم من لذته فی تناولها بل یکون کراهة تناولها عنده فی خلوته اشد من کراهته لالم الضرب لعلمه

ترک کرنی مین ہی تو خوشنودی اپنی صاحب کی اپنی ہوا ہوس پر مقدم رکہی تو اوسکو واسطی خدا کی شہوت ترک کرنی مین زیادہ لذت ہی بہ نسبت لذت شہوت برتنی کی بلکہ اوسکو شہوت کا

بکراهة مولاه لفطره فیکون لذته فیما یرضی مولاه وان کان مخالفا لهواه ویکون المه فیما یکرهه مولاه وان کان

کہ روزہ کہانا میری صاحب کو ناپسند ہی پہر اوسکو لذت اس بات مین ہوگی جسمین اوسکا صاحب خوش ہو اگرچہ وہ بات اوسکی خواہش کی برخلاف ہو اور اوسکو رنج و تکلیف اوس

موافقا لهواه فاذا کان هذا فیما حرم لعارض الصوم من الطعام والشراب والجماع ینبغی ان یتاکد ذلك فیما

بات میں ہوگی جسکو اوسکا مولی ناپسند کری اگرچہ وہ بات اوسکی مطلب کی ہو جب مؤمن کا یہہ حال اون محرمات مین ہی جو روزہ کی سبب سی ممنوع ہین جیسی کہانا پینا اور جماع

حرم علی الاطلاق کالزنا وشرب الخمر واخذ اموال الناس بغیر حق وکسر اعراضهم فان کل ذلك مما یسخط

تو لائق ہی کہ یہہ حالت زیادہ تر ہووی اون امور مین جو مطلقًا حرام ہین جیسی زنا اور شراب خوری اور کسیکا مال ناحق لینا اور کسیکی بی آبروئی کرنی کیونکہ یہہ تمام اعمال ایسی ہین کہ

الله تعالی فی کل حین ومکان فاذا کان ایمان المرء کاملا یکره ذلك کله اشد من کراهته لالم الضرب ثم ان

اللہ تعالی اوسی ہر وقت اور ہر جگہ بیزار ہوتا ہی جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہی تو ان سبکو چوٹ کہانی کی تکلیف سی بدتر جانتا ہی پہر

المؤمن فی حال صومه لما علم ان له ربا یطلع علیه فی خلوته وقد حرم علیه ان یتناول شهواته التی جبل

مؤمن روزہ دار عین روزہ مین چونکہ یہہ حال جانتا ہی کہ میرا رب میری حال سی خلوت مین بہی خبردار ہی اور میری اوپر تمام شہوت کا عمل کرنا جنکی طرف دل کو رغبت ہی

علی المیل الیها اطاع ربه وامتثل امره واجتنب نهیه خوفا من عقابه ومیلا الی ثوابه ولهذا کان نوم

حرام کردیا ہی تو یہہ اپنی رب کی فرمان برداری کرتا ہی اور اوسکی عذاب کی خوف سی اور ثواب کی رغبت سی حکم پر عمل کرتا ہی اور نہی سی بچتا ہی اسیہی لئی روزہ دار کا سونا بہی

عبادة کما جاء فی الحدیث نوم الصائم عبادة قال ابو العالیة الصائم فی العبادة ما لم یغتب وان کان نائما

عبادت ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کا سونا بہی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی روزہ دار جب تک کسیکی غیبت نکری عبادت مین ہی اگرچہ اپنی بچھونی پہ

على فراشه فعلى هذا يكون في ليله ونهاره على عبادة وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لخلوف
سوتا ہو اس قول کی موافق روزہ دار رات دن عبادت ہی مین ہوتا ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا البتہ
فم الصائم اطيب عند الله تعالى من ريح المسك يعني ان الخلوف وهو بضم الخاء رائحة حاصلة في
روزہ دار کی منہہ کی بو اللہ تعالی کی نزدیک مشک کی خوشبو سی پسندیدہ تر ہی مراد یہہ ہی کہ خلوف خا کی پیش سی اوس بو کو کہتی ہین جو
فم الصائم من تصاعد الابخرة لخلو المعدة من الطعام والشراب وان كانت عند الناس مستكرهة
روزہ دار کی منہہ مین معدہ مین سی بخارات چڑہ کر پیدا ہو جاتی ہی جب معدہ کہانی پینی سی خالی ہوتا ہی اگرچہ وہ بو آدمیون کو ناپسند ہو
لكنها عند الله احب من ريح المسك حيث كانت ناشئة عن طاعة الله تعالى فلذلك ذهب الشافعي الى
پر اللہ تعالی کو مشک کی خوشبو سی زیادہ تر پسند ہی کیونکہ اللہ تعالی کی عبادت سی پیدا ہوئی ہی اسہیواسطی امام شافعی کی مذہب مین
استحباب استدامتها وكراهة ازالتها بالسواك بخلاف الخلوف الذي يحدث من غير الصوم حيث يلزم
اوس بو کا باقی رکہنا مستحب ہی اور مسواک سی اوسکا دور کرنا مکروہ ہی برخلاف اوس بو کی جو فاقہ مین بدون روزہ کی پیدا ہو جاوی اسواسطی کہ اوسکا
ازالته بالسواك فان من عبد الله تعالى واطاعه وطلب رضاه فنشأ من ذلك العمل آثار مستكرهة النفوس
دور کرنا مسواک سی لازم ہوتا ہی بیشک جو شخص اللہ تعالی کی عبادت کری اور اطاعت بجالاوی اور اوسکی رضامندی طلب کری اسمین اگر کچہہ آثار آدمیون کی خلاف طبع
فتلك الآثار غير مستكرهة عند الله تعالى بل هي محبوبة طيبة عنده ويجعلها في الآخرة اطيب من
ناپسند پیدا ہو جاوین تو وہ آثار اللہ تعالی کو ناپسند نہین ہین بلکہ وہ اللہ تعالی کی ان محبوب اور پاکیزہ ہین اور اللہ تعالی ان آثار کو آخرت مین مشک کی زیادہ تر
ريح المسك فان الصوم لكونه سرا بين العبد وربه في الدنيا يظهر الله تعالى في الآخرة ويكون علانية
پاکیزہ کر دیگا کیونکہ روزہ جو درمیان بندہ اور پروردگار کی دنیا مین بہید تہا تو اللہ تعالی آخرت مین ظاہر کریگا پہر سب پر ظاہر ہو جائیگا اور
ويشتهر اهل الصيام بذلك بين الناس لما روى عن انس مرفوعا ان الصائمين يخرجون من قبورهم يعرفون بريح
روزہ دار اس سی تمام خلقت مین مشہور ہو جاویگی چنانچہ انس سی مرفوعا روایت ہی کہ روزہ دار جب اپنی قبرون مین سی اوٹہینگی تو منہہ کی خوشبو سی پہچانی جاوینگی
افواههم فان ريحها افواههم اطيب من ريح المسك والحاصل انه عليه السلام لما اراد ان يبين فضل الصيام
کیونکہ اونکی منہہ کی بو مشک سی زیادہ تر خوشبو ہوگی خلاصہ یہہ ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو ارادہ کیا کہ روزہ کی فضیلت
ودرجة الصائم شبه ما يستكره منه في الطباع البشرية من الرائحة بالطيب ما يرام ويطلب ويستنشق من
اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرماوین تو جو چیز آدمیون کی طبیعت کو ناپسند ہی یعنی منہہ کی بدبو اوسکو اوس پاکیزہ تر خوشبو سی تشبیہ دی جو مقصود اور مطلوب ہوتی ہی اور
الروائح والمقصود من هذا التشبيه الثناء على الصائم وتطييب قلبه لئلا يمتنع عن المواظبة على الصوم
سونگہی جاتی ہی اور غرض اس تشبیہ سی روزہ دار کی ثنا اور اوسکا دل خوش کرنا ہی تاکہ روزہ کی مداومت سی جس سی منہہ مین بو پیدا ہوتی ہی بیٹہہ نرہی
الجالب للخلوف وحيث فضل ما يستكره منه على اطيب ما يستلذ من جنس الطيب ليقاس عليه ما فوقه من الآثار
اور جب ایک ناپسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوئی جس سی لذت حاصل ہوتی ہی تو اب عمدہ آثار کو اوس پر قیاس کر لین باوجودیکہ افطار کی وقت
مع ان له عند الافطار دعوة مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة
روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ افطار کی وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہی
لكن بشرط ان يكون افطاره على حلال فان من صام عما احله الله تعالى وافطر على ما حرمه الله تعالى لا يستجاب
پر اس شرط سی کہ افطار حلال چیز سی ہو کیونکہ جو شخص حلال چیز ونسی بند ہو کر روزہ رکہی اور حرام چیز سی افطار کری تو اوسکی دعا قبول نہین ہوتی
دعاؤه ولا يقبل صومه لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله
اور نہ روزہ قبول ہوتا ہی اسواسطی کہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص جہوٹہہ بولنا اور اوسپر عمل کرنا ترک نہ کری تو اللہ تعالی

حاجة في ان يدع طعامه وشرابه يعني ان من لم يترك الكذب والعمل بمقتضاه لا يقبل الله تعالى
کیا پرواہ ہی اسکی کہ وہ اپنا کہانا اور پینا ترک کردی مراد یہہ ہی جو شخص جہوٹ بولنا اور باطل اعمال کو نہ چہوڑی تو اللہ تعالی اوسکا روزہ قبول نہین کرتا
صومه ولا ينظر اليه لانه امسك عما يحل له في غير حال الصوم ولم يمسك عما لا يحل له في جميع الاحوال
اور نہ اوسکی طرف توجہ کری اسلیئی کہ جو چیزین اوسکو بدون روزہ کی مباح تہین اونسی تو باز رہا اور جو چیزین اوسکو ہمیشہ کو حرام تہین اونسی باز نہ آیا
لان المقصود من الصوم ليس نفس الجوع والعطش فقط بل المقصود منه ما يتبعه من كسرة الشهوة
کیونکہ روزہ سی مقصود صرف بہوک پیاس نہین ہی بلکہ روزہ سی مقصود وہ ہی جو اوسکی بعد حاصل ہوتی ہین شہوت کا توڑنا نفس امارہ کا مغلوب
وقهر النفس الامارة بالسوء فاذا لم يحصل شيء من ذلك فاي فائدة في ترك الطعام والشراب فعلى هذا
کرنا جب انہین سی کچہہ بہی حاصل نہوا توپہر کہانا پینا ترک کرنی سی کیا فائدہ ہی اس تقریر کی موافق
يكون نفي الحاجة عبارة عن عدم القبول من قبيل نفي السبب وارادة المسبب وفي حديث اخر انه عم
حاجت کی نفی سی مقبول نہونا روزہ کا مراد ہی جیسی سبب کی نفی کرکر مسبب کی نفی مراد لیتی ہین اور ایک دوسری حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی
قال الصيام جنة فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احد او قاتله فليقل
فرمایا روزہ ڈہال ہی جب کوئی تم مین سی کسی روز روزہ دار ہو تو فحش نہ بکی اور نہ چلاوی پہر اگر اوسکو کوئی گالی دی یا لڑائی کری تو لازم ہی کہ کہدی
اني امرؤ صائم يعني ان الصوم جنة وهي بضم الجيم الترس وانما جعل الصوم ترسا لان الصائم يستتر به
مین تو روزہ دار ہون مراد یہہ ہی کہ روزہ جنہ ہی اور جنہ جیم کی پیش سی ڈہال کو کہتی ہین اور روزہ کو اسلیئی ڈہال ٹہرایا ہی کہ روزہ دار کو بسبب کثرت ثواب کی
عن النار لكثرة ثوابه ويتحفظ به عن المعاصي ووسوسة الشيطان لانه يطبق مجاري الدم التي هي
آگ سی بچالیتا ہی اور روزہ دار روزہ کی سبب گناہون اور شیطانی وسوسہ سی بچ جاتا ہی اسواسطی کہ مسامات خون کی جو شیطان کا رستہ ہوتا ہی
مجاري الشيطان فان الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم فتنكسر الشهوة ويسكن الغضب لكن ينبغي
بند ہوجاتی ہین کیونکہ شیطان ابن آدم کی اندر خون کی مثال پہرتا ہی اسواسطی شہوت ضعیف ہوجاتی ہی اور غصہ بجہہ جاتا ہی لیکن
ان يعلم ان الجنة كما لا يكمل الانتفاع بها الا اذا كانت محكمة من غير اختلال كذا الصوم لا يتحقق به
سمجہنی کی بات ہی کہ ڈہال سی جیسی کچہہ فائدہ حاصل نہین ہوتا جبتک وہ پوری اور مضبوط اور بی خلل نہو ایسی ہی روزہ سی اوٹ حاصل نہین ہوسکتی
التستر الا على حسب كونه محفوظا عن الخطاء والخلل فان وجد فيه شيء من الخلل ينتقص بمقداره
جبتک کہ وہ خطا اور خلل سی صاف محفوظ نہو اگر اوسمین کچہہ خلل ہوگا تو اوتنا ہی ثواب عمل کا کم ہوجاویگا
ثواب العمل ولهذا قال النبي عليه السلام في هذا الحديث فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب
اسیلیئی نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ فرمایا ہی اگر تم مین کوئی کسیدن روزہ دار ہو تو فحش نہ بکی اور نہ چلاوی
والرفث الفحش من القول وما يضاهيه من التصريح مما يجب ان يكنى عنه عن الفاظ الجماع والصخب بالخاء
اور رفث کی معنی بیہودہ باتین گالی گلوج وغیرہ اور جو اوسکی مانند ہو یعنی جماع کی لفظون مین سی صاف کہنا اوس لفظ کا جو اشارۃً کہا جاوی اور صخب خاء
المعجمة الصياح والخصومة والمعنى ان الصائم عند الخصومة يجب عليه ان لا يتكلم بالفحش ولا يرفع
نقطہ دار سی چیخنا چلانا اور جہگڑا کرنا اور مراد یہہ ہی کہ روزہ دار کو لازم ہی کہ تکرار کی وقت کلام بیہودہ فحش نہ کہی اور نہ بیہودہ پکار کر بولی
صوته بالهذيان بل يلزمه ان يكون ممسكا عن جميع المناهي لا من الطعام والشراب فقط فان شتمه
بلکہ اوسکو لازم ہی کہ تمام مناہی سی بند رہی نہ صرف کہانی اور پینی سی پہر اگر کوئی اوسکو گالی دی
احد فليقل بلسانه صيانة لصيامه ويسمع شاتمه اني صائم وليجعل هذا القول جوابا له وقيل يقول
تو چاہیئی کہ واسطی حفاظت روزہ کی اپنی زبان سی گالی دینی والی کو سنادی کہ مین روزہ دار ہون اور اوسکی گالی کا یہی جواب سمجہی اور بعضی کہتی ہین

ذلك بقلبه بان یتفکر فی کونه صائما لیرتدع نفسه عن سیئ القول ویقوی علی کظم الغیظ ولا یکافیه
کرا پنی دلمین بھی اسطور کہ خیال کری کہ مین روزہ دار ہون تاکہ اوسکا نفس سخن بیہودہ سی باز رہی اور غصہ کو پی جاوی اور گالی کی بدلی گالی ندوی

علی شتمه لئلا یحبط ثواب صومه ویکون من الذین قال النبی علیه السلام فیهم کم من صائم لیس من صیامه
تاکہ روزہ کا ثواب سوخت نہو جاوی پہر اون لوگون مین ہو جاویگا جنکی حق مین نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی بہت لوگ ایسی روزہ دار ہین کہ اونکو روزہ مین سی

الا الظمأ وکم من قائم لیس من قیامه الا السهر فان التقرب الی الله تعالی بترك المباحات لا یتم الا بعد التقرب
صرف پیاس ہی ہی بہت رات کی ایسی نمازی ہین کہ اونکو رات کی نماز مین سی صرف بیداری ہی کیونکہ خدا کی قربت مباحات کی ترک سی پوری نہین ہوتی

الیه بترك المحرمات فان من امتثل امره تعالی فی ترك الطعام والشراب فی نهار صیامه فلیمتثل امره فیما
جبتک محرمات کو چہوڑ کر قربت نہ حاصل کری کیونکہ جو شخص روزہ کی دن کہانا پینا چہوڑ کر خدا کا حکم بجا لایا تو اوسکو چاہئی کہ محرمات مین بہی

یحرم علیه فی کل وقت ولا یحل له بحال من الاحوال فمن تعجل فیما حرم علیه قبل وفاته یعاقب فی الاخرة
جو اوسپر دایمی حرام ہین اور کسی حالت مین حلال نہین ہین اوسکا حکم مانی سو جو کوئی جلدی کرکر محرمات کو زندگی مین برتیگا تو آخرت مین یہہ عقاب ہوگا کہ اوس شئی سی

بحرمانه وفواته وشاهد هذا قوله علیه السلام من شرب الخمر فی الدنیا لم یشربها فی الاخرة ومن لبس
محروم رہیگا اس دعوی کا شاہد یہہ حدیث ہی جس نی دنیا مین شراب پی آخرت مین نہین پیویگا اور جس نی دنیا مین

الحریر فی الدنیا لم یلبسه فی الاخرة فاتقوا الله یا عباد الله فی اقامة حدود الله اذ کثیر من الناس فی هذا
حریر پہنا آخرت مین نہین پہنیگا سو اَی بندگان الٰہی اللہ سی ڈرو اوسکی حدود کو قایم رکہو کیونکہ اکثر بنی آدم اس زمانہ مین

الزمان یمشی علی العوائد الشایعة بین الانام لا علی ما یقتضیه الایمان المجلس السابع والعشرون
اوس راہ و رسم پر چلتی ہین جو خلقت مین مشہور اور مستعمل ہین اوسپر نہین چلتی جو ایمان کی لایق ہی ستائیسوین مجلس مین

فی بیان کیفیة النیة یستدعیه الاسلام قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من
بیان نیت کی کیفیت کا مطابق اسلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی

صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما
رمضان کی روزی واسطی ایمان اور ثواب کی رکہی اوسکی خطائین معاف ہونگی گذری ہوئین اور جسنی رمضان مین واسطی ایمان اور ثواب کی شب بیداری کی اوسکی خطا

تقدم من ذنبه هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة وقد ذکر فیه نوعان من العبادة اختص
گذری ہوئین معاف ہونگی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث مین دو قسم کی عبادت کا ذکر ہی کہ

کل منهما بشهر رمضان احدهما صیام النهار والاخر قیام اللیالی فلا بد من معرفتهما اما الصوم فهو فی
دونو کو ماہ رمضان سی خصوصیت ہی ایک دن کی روزی اور دوسری راتون کا جاگنا اب ان دونو کی معرفت ضرور ہی پس صوم لغت مین

اللغة الامساك مطلقا وفی الشرع الامساك عن المفطرات المعهودة التی هی الاکل والشرب والجماع من
مطلق امساک یعنی روک کو کہتی ہین اور شرع مین کہتی ہین امساک کو مفطرات مقرری سی یعنی کہانی اور پینی اور جماع سی

الصبح الی غروب الشمس مع النیة وهو ثلثة اقسام فرض وواجب ونفل اما الفرض فصوم رمضان اداء وقضاء
فجر سی لیکر آفتاب کی ڈوبنی تک نیت کی ساتہہ اور روزہ کی تین قسم ہین فرض اور واجب اور نفل جسمین فرض تو رمضان کی روزی ہین ادا ہون یا قضا

وصوم الکفارة واما الواجب فالنذر معینا کان او مطلقا واما النفل فما عداها ومن شرع فیه قصدا
اور روزہ کفارہ کی اور واجب نذر کی ہوتی ہین نذر معین ہو یا مطلق نذر ہو اور نفل ان دونو کی سوا اور جسنی قصداً روزہ رکہلیا

یلزمه اتمامه وان افسده فعلیه قضاؤه ولا یجوز افطاره بلا عذر لانه ابطال العمل وقد قال الله تعالی
تو اوسکا پورا کرنا لازم ہو جاتا ہی اگر توڑیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی اور اوسکا افطار کرنا بلا عذر جایز نہین ہی اسواسطی کہ یہہ عمل کا باطل کرنا ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی

ولا تبطلوا اعمالکم والضیافة عذر فی حق الضیف والمضیف ومن ظن ان علیه صوما فشرع فیه

اور نہ باطل کرو تم اپنے اعمال کو اور مہمانی بھی مہمان اور میزبان کے حق میں ایک عذر ہوتا ہے اور جسنے یہہ خیال کیا کہ میرے ذمہ پر روزہ ہے پہر اس خیال سے

ثم علم عدمه فاکل لا یلزمه شئ لانه ظان والمظنون لا یقضی لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام

روزہ رکہا پہر معلوم ہوا کہ نہیں ہے پس کہا لیا تو اسپر کچہہ نہیں آتا اسواسطے کہ اسکو یقین نہیں تہا اور شبہہ کی بدلی قضا نہیں آتی اسواسطے کہ قضا یا تو لازم کرنیسے آتی ہے یا لازم کر دینے سے

ولم یوجد واحد منهما واشترط لفرضیة صوم رمضان الاسلام والعقل والبلوغ ولفرضیة ادائه

سو ان دونو میں سے کچہہ نہیں ہے اور رمضان کی روزوں کی فرض ہونی کی شرط اسلام ہے یعنی کافر پر نہیں اور عقل یعنی دیوانہ پر نہیں اور بلوغ یعنی بچہ پر نہیں اور ادا کی

الصحة والاقامة فان المریض والمسافر یجوز لهما الافطار ثم القضاء لکن صوم المسافر افضل ولصحة

شرط صحت ہے یعنی بیمار نہو اور اقامت یعنی مسافر نہو کیونکہ بیمار اور مسافر کی لئے جایز ہے کہ افطار کرکے پہر قضا کریں لیکن مسافر کو روزہ رکہنا افضل ہے اور واسطی صحت

ادائه الطهارة عن الحیض والنفاس لا الطهارة عن الجنابة اذ یجوز صوم من اصبح جنبا او نام واحتلم

ادا کی شرط ہے پاک ہونا حیض اور نفاس سے فقط جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں ہے اسواسطے کہ اگر جنابت میں صبح ہو جاوے یا دن کو سو گیا اور احتلام ہو گیا

واما الحائض والنفساء فلا یجوز صومها بل یلزمها الافطار ثم القضاء لکن الحائض تفطر سرا لا جهرا وکذا کل

تو روزہ جایز ہے اور حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ جایز نہیں ہے بلکہ انکو چاہیے کہ افطار کرکر قضا کریں لیکن حیض والی عورت چہپی ہوئی افطار کرے ظاہر کر کے نہیں

من ابیح له الافطار لانه اذا اکل ولم یکن العذر ظاهرا یکون متهما عند الناس بالفسق الذی هو اکل رمضان

جس جس کو افطار کرنا مباح ہے اسواسطے کہ اگر کوئی شخص کہاوے اور عذر ظاہر نہو تو اور لوگوں کی نزدیک فسق میں بدنام ہوگا یعنی رمضان میں دن کو کہانا

والاحتراز عن موضع التهم واجب لما روی انه علیه السلام قال من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلا یقفن

اور تہمت کی جگہہ سے پرہیز کرنا واجب ہے اسواسطے کہ روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لاوے تو تہمت کی

مواقف التهم وقد ذکر فی البزازیة ان من اکل فی شهر رمضان شهرة عیانا متعمدا یومر بقتله لان صنعه

مقام پر ہرگز نہ کہڑا ہو اور بزازیہ میں مذکور ہے کہ جو شخص ماہ رمضان میں تمام مہینے برملا قصدا کہایا کرے تو اوسکو قتل کریں اسواسطے کہ اوسکا یہہ عمل

دلیل الاستحلاله ویصح اداءه بنیة من اللیل الی الضحوة الکبری وبنیة مطلقة وبنیة النفل وبنیة واجب اخر

دلیل حلال سمجہنے کی ہے اور رمضان کی روزہ کا رات سے چاشت کی وقت تک نیت کرکر ادا کرنا صحیح ہے اور مطلق نیت سے اور نفل کی نیت سے اور دوسری واجب کی

ثم عندنا لا بد من النیة لکل یوم والافضل التبییت وهو النیة من اللیل لیقع اول جزء من الصوم مع النیة

نیت سے بہی صحیح ہے پہر ہمارے نزدیک ہر دن کی لئے علیحدہ نیت ضرور ہے اور تبییت افضل ہے یعنی رات سے نیت کرنی تاکہ پہلا جزو روزہ کا بہی نیت سے واقع ہو

والنیة ان یعرف بقلبه انه یصوم ولا عبرة بالنیة المتقدمة علی الغروب وانما الاعتبار للنیة المتأخرة

اور نیت یہہ ہے کہ دل میں قصد کرے کہ میں روزہ رکہونگا اور اوس نیت کا اعتبار نہیں ہے جو غروب آفتاب سے پہلی ہو اعتبار اوسی نیت کا ہے جو آفتاب کی ڈوبنی سے

عن الغروب حتی لو نوی قبل ان تغیب الشمس ان یکون صائما غدا ثم غفل الی الزوال من الغد لا یجوز صومه

پیچہی ہو یہاں تک کہ اگر آفتاب کی ڈوبنی سے پہلی یہہ نیت کی کہ میں کل روزہ رکہونگا پہر اگلی دن دوپہر تک بہول گیا تو اوسکا روزہ جایز نہیں ہے

ولو نوی بعد غروب الشمس یجوز والنذر المطلق لا یصح الا بالنیة من اللیل واما النذر المعین والنفل فکل

اور اگر آفتاب کی ڈوبنی کی بعد یہہ نیت کی تو روزہ جایز ہے اور نذر مطلق رات سے نیت کئے بغیر جایز نہیں ہے اور نذر معین اور نفل دونو

منهما کاداء صوم رمضان یجوز بالنیة من اللیل الی الضحوة الکبری لکن النیة من اللیل افضل کما مر

مانند ادا روزہ رمضان کی رات سے لیکر دوپہر سے پہلی پہلی نیت کرنی سے جایز ہو جاتی ہیں پر رات سے نیت کرنی افضل ہے چنانچہ گذر چکا ہے

فکل صوم لا یتادی الا بالنیة من اللیل اذا نواه مع طلوع الفجر یجوز لان الواجب قران النیة بالصوم لا تقدمها

پہر جو روزہ بدون رات کی نیت کی ادا نہیں ہوتا اگر صبح صادق کی ساتہہ ہی نیت کرلی تو بہی جایز ہو جاتا ہے اسواسطے کہ نیت کا روزہ کی ساتہہ ہونا واجب ہے نیت کا روزہ کی

عليه ولو نوى بعد طلوع الفجر عن القضاء لا يقع عن القضاء بل يكون تطوعا [illegible]

پہلی ہونا ضرور نہیں ہے اور اگر بعد طلوع صبح صادق کی قضا کی نیت کری تو قضا کا روزہ نہیں ہوتا بلکہ نفل ہو جاتا ہی اگر اب افطار کریگا تو اسکی قضا آویگی

واذا وجب على احد قضاء يومين من رمضان واحد واراد ان يقضيهما ينبغي له ان ينوي اول يوم

اور اگر کسی شخص پر ایک رمضان کی دو روزے کا ذمہ پر ہوں اور وہ شخص اونکو قضا کرنا چاہی تو اوسکو چاہی کہ پہلی نیت پہلی دن کی کری جو اوسپر اس رمضان میں سے

وجب عليه من هذا الرمضان وان لم يعين الاول يجوز وكذا لو كانا من رمضانين ينبغي له ان ينوي

واجب ہوا ہی اور اگر اول روز کو نہیں معین کریگا تو بہی جایز ہی اور اگر دو روزی دو رمضان کی ہوں تو اوسکو چاہی کہ اول نیت

قضاء يوم الرمضان الاول وان لم يعين اختلفوا فيه والمختار انه يجوز ومن افطر عمدا في يوم من رمضان

قضا پہلی رمضان کی روزہ کی کری اور اگر یوں معین نکری تو اسمیں اختلاف ہی اس اختلاف میں سی مختار یہہ ہی کہ جایز ہی اور جسنی عمدا رمضان کا ایک روزہ

حتى يجب عليه الكفارة وهو فقير وصام احدى وستين يوما عن القضاء والكفارة ولم يعين

کہا لیا یہاں تک کہ اسپر کفارہ واجب ہوگیا اور مفلس تہا اور اوسنی اکسٹھ روزی بابت قضا اور کفارہ کی رکہی اور قضا کا روزہ کوئی سا معین نکیا

يوم القضاء يجوز ويصير كانه نوى القضاء في اليوم الاول وستين يوما بعده عن الكفارة وتقديم

تو جایز ہو جاتی ہیں اور یوں ہو جاتا ہی گویا اوسنی پہلی دن قضا کا روزہ رکہا اور پہر بعد اوسکی ساٹہہ روزی کفارہ کی رکہی اور کفارہ کا مقدم کرنا

الكفارة على القضاء هل يجوز ام لا قال القاضي الامام يجوز والكفارة انما يجب بافساد اداء رمضان

قضا پر آیا جایز ہی یا نہیں قاضی امام کہتی ہیں جایز ہی اور کفارہ ادا رمضان کی فاسد کرنی سی واجب ہوتا ہی

لا بافساد قضائه ولا بافساد اداء غيره او قضائه وهي اعتاق رقبة وان عجز عنه فصيام شهرين

قضا کی فاسد کرنی سی یا اور ادا کی فاسد کرنی سی یا اوسکی قضا کی فاسد کرنی سی نہیں آتا اور کفارہ یہہ ہی اول غلام آزاد کرنا اگر یہہ نہو سکی تو روزی دو مہینی کی

متتابعين وان عجز عنه فاطعام ستين مسكينا بان يعطي لكل واحد منهم نصف صاع من

پی درپی بی تخلل اور اگر یہہ بہی نہو سکی تو ساٹہہ مسکینوں کو کہانا دینا اسطور کہ ہر ہر کو اونمیں سی آدہا آدہا صاع

بر او صاعا من شعير اذا تقرر هذا فلا بد من معرفة ما يفسد الصوم وما لا يفسده وما يوجب الكفارة

گیہوں کا یا پورا پورا صاع جو کا دیوی جب یہہ بیان ہو چکا تو جان لینا چاہی کہ روزہ کیونکر فاسد ہو جاتا ہی اور کیونکر فاسد نہیں ہوتا اور کس صورت میں کفارہ واجب

وما لا يوجبها فاعلم ان من جامع او جومع في احد السبيلين في نهار رمضان عمدا يلزمه القضاء والكفارة

ہو جاتا ہی اور کس صورت میں واجب نہیں ہوتا واضح ہو کہ جسنی جماع کیا یا جماع کیا گیا دونوں میں سی کسی رستہ میں رمضان میں دن کو قصدا تو اوسپر قضا اور کفارہ دونو لازم ہیں

ولا يشترط الانزال في الجانبين اذا توارت الحشفة وكذا لو اكل او شرب غذاء او دواء عمدا يلزمه القضاء

دونوں کی حقمیں انزال کا ہونا شرط نہیں ہی اگر سر ذکر غائب ہو جاوی اور ایسی ہی اگر کہاوی یا پیوی غذا یا دوا قصدا تو قضا اور کفارہ دونو لازم ہیں

والكفارة اما لو اكل او شرب او جامع ناسيا لا يفسد صومه سواء كان فرضا او نفلا ولو ظن ان صومه

ہاں اگر کہاوی یا پیوی یا جماع کری بہول کر تو روزہ فاسد نہیں ہوتا برابر ہی کہ روزہ فرض ہو یا نفل اور اگر اسنی یہہ گمان کیا کہ روزہ

فسد فاكل عمدا في رمضان يلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو افطر مخطئا بان كان ذاكر الصوم

جاتا رہا پہر اسنی قصدا رمضان میں کہا لیا تو اب قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر خطا سی بی اختیار افطار ہوگیا اسطور کہ روزہ تو یاد تہا

وتمضمض فوصل الماء في جوفه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة ولو ابتلع البزاق الذي

پر غرارہ کرتی ہوئی پانی حلق میں اتر گیا تو روزہ جاتا رہیگا اور قضا لازم آویگی کفارہ نہیں آتا اور اگر تہوک جو اوسکی منہہ میں

اجتمع في فيه لا يفسد صومه بل يكره وكذا لو ابتلع المخاط الذي ينزل من راسه الى الفم لا يفسد صومه

جمع ہو رہا تہا نگل گیا تو روزہ نہیں جاتا پر مکروہ ہی اور ایسی ہی اگر بلغم کو جو سر کی طرف سی منہہ میں آتا ہی نگل جاوی تو روزہ نہیں جاتا

ولو بقي في فيه بعد المضمضة بلل وابتلعه بالبزاق لا يفسد صومه لتعذر الاحتراز عنه وكذا اذا خرج
اور ایسی ہی اگر منہ کی اندر کلّی کی بعد تراوت پانی کی باقی رہی اور اوسکو ہمراہ تہوک کی نگل کیا تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سی بچا نہیں جاتا اور ایسی ہی اگر
الدم من بين اسنانه ودخل في حلقه وابتلعه ان كانت الغلبة للبزاق ولم يجد طعمه لا يفسد صومه
اوسکی دانتوں میں سی خون نکل کر حلق میں چلا گیا اور وہ شخص اوسکو نگل گیا اگر تہوک زیادہ تہا کہ مزہ خون کا نہ معلوم ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہی
وان كانت الغلبة للدم يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو استويا يفسد صومه
اور اگر خون زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر تہوک اور خون دونو برابر ہوں تو
احتياطا ولو كان بين اسنانه شئ فابتلعه لا يفسد صومه ان كان قليلا لانه تبع للريق وان كان
احتیاط کی لئی روزہ جاتا رہتا ہی اور اگر اوسکی دانتوں میں کوئی چیز رہگئی تہی اوسکو نگل گیا تو روزہ نہیں جاتا اگر وہ چیز تہوڑی ہی اسلئی کہ تہوک میں شامل ہی اور اگر کچہہ
كثيرا يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وقدر الحمصة فما فوقها كثير وما دونها قليل و
زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور چنی کی برابر اور اس سی زیادہ بہت میں داخل ہی اور اس سی کمتر تہوڑا کہلاتا ہی اور اگر آنکہ میں شامل ہی
الدمع وعرق الوجه اذا دخل فمه وابتلعه ان كان قليلا كالقطرة والقطرتين لا يفسد صومه وان كا
اور آنسو اور چہرہ کا پسینہ اگر منہ میں چلا جاوی اور یہہ نگل جاوی اگر وہ تہوڑا ہی ایک یا دو قطرہ تو روزہ نہیں جاتا اور اگر بہت ہو
كثيرا حتى وجد ملوحته في جميع فمه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو ادخل الابريسم
یہاں تک کہ اوسکی نمکینی تمام منہ میں ہوگئی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم ہوتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر ابریشم رنگین منہ میں چلا گیا
المصبوغ في فيه فخرج لون الصبغ واختلط بالريق وابتلعه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة
اور اوسکا رنگ اوترکر تہوک میں مل گیا اور اوسکو نگل گیا تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا
وكذا لو ابتلع شيئا مما لا يتغذى به ولا يتداوى به عادة كالتراب والحجر ونحوهما يفسد صومه ويلزمه
اور ایسی ہی اگر ایسی چیز نگل گیا جو عادت کی موافق نہ غذا ہوتی ہی اور نہ دوا جیسی مٹی اور کنکر اور مانند انکی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم
القضاء دون الكفارة وذكر في القنية نقلا عن الفقيه ابي جعفر ان من افطر في رمضان مرة بعد
آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور قنیہ میں فقیہ ابو جعفر سی نقل کرکر ذکر کرتا ہی کہ جو شخص رمضان میں باربار
اخرى بتراب او مدر لاجل المعصية فعليه الكفارة زجرا له وكتب غيره نعم والفتوى على ذلك وبه اخذ
مٹی یا کنکر سی روزہ توڑ ڈالی گناہ کی راہ سی تو اوسپر دہمکی کی راہ سی کفارہ ہی اور اوروں نی لکہا ہی کہ ہاں اور اسی پر فتوی ہی اور تمام ملک کی
ائمة الامصار وذكر فيها ايضا ان المحترف المحتاج اذا علم انه لو اشتغل بحرفته يلحقه ضرر مبيح للفطر
علماء کا یہہ ہی مذہب ہی اور اسی میں یہہ ہی مذکور ہی کہ کار یگر محتاج اگر یہہ جانی کہ اپنا پیشہ عمل کرنی سی ایسی ماندگی ہوجاوی گی جس سی افطار کرنا مباح ہی
يحرم عليه الفطر قبل ان يمرض وذكر فيها ايضا ان الخباز لا يجوز له ان يخبز خبزا يوصله الى ضعف
تو اوسپر ماندگی سی پہلی افطار کرنا حرام ہی اور یہہ ہی مذکور ہی کہ بہٹیارہ کو جایز نہیں کہ اتنی روٹیاں پکاوی جس سی ضعف ہوکر
مبيح للفطر بل يخبز نصف النهار ويستريح في النصف وذكر فيها ايضا ان من اتعب نفسه في عمل حتى
افطار مباح ہوجاوی بلکہ آدہی دن روٹی پکاوی اور آدہی دن آرام کری اور اسمیں یہہ ہی مذکور ہی جسنی اپنی جان پر کام کرنی میں اتنی محنت لی
اجهده العطش وافطر يلزمه الكفارة لانه ليس بمسافر ولا مريض بخلاف الامة فانها اذا اصابها ضعف
کہ اوسکو شدت کی پیاس لگ آئی اور افطار کر ڈالا تو اوسپر کفارہ لازم ہی کیونکہ یہہ شخص نہ مسافر ہی اور نہ بیمار ہی بخلاف لونڈی کی کیونکہ لونڈی اگر مولی کا
من عمل السيد من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها وخافت على نفسها وافطرت كان عليها القضاء دون
کار بار کرتی کرتی تہک جاوی سالن روٹی پکاکر اور کپڑی دہوکر اور اور کار بار میں اور اپنی جان پر خوف کر کی روزہ افطار کردی تو اوسپر قضا آویگی

الكفارة وكذا الزوجة اذا افطرت لذلك كان عليها القضاء دون الكفارة اذ يجب عليها ديانة ان تفعل
کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی بی بی اگر روزہ افطار کردی ایسی ہی کام باعث تو اوسپر قضا لازم ہی کفارہ نہیں آتا اسواسطی کہ ازروی دیانت بی بی پر واجب ہی

كل خدمة في داخل البيت من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل شيئا منها تكون آثمة
کبھو کار بار گہر کی اندر ہوتی ہین پکانا ریندہنا کپڑی دہونی اور سوا اوسکی جہاڑو وغیرہ کیا کری یہان تک کہ اگر بی بی کچہہ بہی کار نکری تو گنہگار ہوگی

وان لم يجبر عليها وكذا الرقيق او الخادم الذي ذهب بسكر النهر او لكريه او لاصلاح الربض وعليه
اگرچہ اوسپر جبر نہیں ہوسکتا ایسی ہی غلام یا خادم جو واسطی بند کرنی پانی نہر کی یا واسطی کہودنی نہر کی یا واسطی درستی فصیل شہر کی جاوی اور

موكل من جانب السلطان واشتد الحر وخاف على نفسه الهلاك فانه لو افطر كان عليه القضاء دون
سلطان کی طرف سی اوسپر تعینات ہو اور حرارت کی شدت سی جان پر ہلاکت کا خوف ہو تو اگر یہہ شخص افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہی

الكفارة ومن اكل عمدا حتى لزمته الكفارة ثم مرض تسقط عنه الكفارة وكذا المرأة اذا افطرت عمدا
کفارہ نہیں ہی اور جسنی قصداً روزہ توڑ دیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم آیا پہر اوسی روز بیمار ہوگیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط ہوجاتا ہی ایسا ہی اگر عورت قصداً

حتى لزمتها الكفارة ثم حاضت يسقط عنها الكفارة لان الكفارة تسقط لعروض الحيض او المرض ومن
روزہ توڑ ڈالی ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوجاوی پہر اوسی دن حائضہ ہوگئی تو اوسکی ذمہ سی کفارہ جاتا رہتا ہی اسلئی کہ کفارہ حیض یا بیماری کی عارضہ سی ساقط

افطر في اول النهار عمدا حتى لزمته الكفارة ثم سافر باختياره لا تسقط عنه الكفارة وكذا لو اكرهه السلطان
ہوجاتا ہی اور جس شخص نی اول روز روزہ افطار کیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوا پہر اوسنی اپنی اختیار سی سفر کیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط نہیں ہوگا اور ایسی ہی اگر

على السفر لا تسقط عنه الكفارة في ظاهر الرواية ومن سافر في نهار رمضان لا يحل له ان يفطر في ذلك
بادشاہ نی زبردستی سفر پر روانہ کیا تو ظاہر روایت مین کفارہ ساقط نہوگا اور جس نی رمضان مین دن کو سفر کیا تو اوس روز اوسکو افطار کرنا حلال نہین ہی

اليوم لان الوجوب قد ثبت عليه فلا يسقط بفعل باشره باختياره ولو افطر كان عليه القضاء لا الكفارة
اسواسطی کہ وجوب اوسپر ثابت ہوچکا ہی تو اب وہ وجوب ایسی کار سی جو اپنی اختیار سی کرتا ہی ساقط نہیں ہوگا اور اگر افطار کردیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی

ولو لم يفطر حتى تذكر شيئا نسيه في منزله فرجع الى منزله فاكل شيئا ثم خرج من منزله كان عليه القضاء
کفارہ نہیں ہوگا اور اگر ابہی افطار نہیں کیا تہا جو اوسکو کوئی چیز گہر مین بہولی ہوئی یاد آئی یہہ ہنکر گہر مین آیا اب کچہہ کہا لیا پہر گہر سی روانہ ہوا تو اوسپر قضا

والكفارة لكونه مقيما عند الاكل حيث رفض سفره بالعود الى منزله واذا علم المسافر انه يدخل في
اور کفارہ دونو لازم ہین کیونکہ کہاتی وقت مقیم تہا اسواسطی کہ سفر گہر مین آنی سی قطع ہوگیا تہا اور اگر مسافر کو معلوم ہو کہ آج اپنی شہر مین جا پہنچونگا

يومه مصره يكره له الفطر لاجتماع حكم الاقامة والسفر في هذا اليوم فيترجح جهة الاقامة ومن
تو اوسکو افطار کرنا مکروہ ہی اسواسطی کہ اوس روز حکم سفر اور اقامت کا جمع ہوگیا ہی تو اب اقامت کی جانب غالب ہوگی اور جسکو

غلبه القيء وقاء سواء كان ملء الفم او دونه لا يفسد صومه سواء كان فرضا او نفلا لقوله عليه السلام
خودبخود قی ہوئی برابر ہی کہ بہر دہن ہو یا کمتر ہو تو روزہ نہیں جاتا برابر ہی کہ فرض ہو یا نفل ہو واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

من قاء فلا قضاء عليه وان تقيأ فان كان ملء الفم يفسد صومه لقوله عليه السلام من تقيأ فعليه القضاء
جسنی قی کی تو قضا نہیں ہی اور اگر آپ سی قی کی تو اگر بہر دہن ہوگی تو روزہ جاتا رہیگا واسطی فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جسنی آپسی قی کی تو اوسپر قضا ہی

وان لم يكن ملء الفم يفسد صومه ايضا عند محمد لظاهر الحديث ولا يفسد عند ابي يوسف وينبغي للصائم
اور اگر قی بہر دہن نہو تو امام محمد کی نزدیک روزہ جاتا رہیگا واسطی ظاہر معنی حدیث کی اور امام یوسف کی نزدیک روزہ نہیں جاتا اور روزہ دار کو چاہی

ان لا يبالغ في الاستنجاء ولا يتنفس ولا يقوم من مقامه حتى ينشف ذلك الموضع بخرقة لئلا يصل
کہ استنجا کرتی ہوئی مبالغہ نکری کہل کر نہ بیٹہی نہ اوپر کو دم بہری اور اپنی جگہ سی جبتک موضع استنجا کو کپڑی سی نہ پونچہی کہڑا نہ ہوجا تاکہ پانی اندر

الماء الی باطنه فیفسد صومه فان من بالغ فی الاستنجاء حتی یبلغ موضع الحقنة یفسد صومه
نہ چلا جاوے پہر روزہ جاتا رہیگا کیونکہ جو استنجا میں مبالغہ کرے یہان تک کہ حقنہ کی جگہ پہنچ جاوے تو روزہ جاتا رہیگا

لکن لا یلزم الکفارة هذا حکم الصوم المجلس الثامن والعشرون فی بیان کیفیة التراویح
پر کفارہ نہین آتا یہہ ہین روزہ کی احکام اٹھائیسوین مجلس تراویح کی کیفیت

وفضیلتها واما القیام فی لیالی رمضان فالمراد به احیاء لیالیه واحیاء بعض من کل لیلة
اور فضیلت کی بیان مین اور قایم رہنا رمضان کی راتون مین اس سی تمام تمام راتون کو جاگنا یا ہر ایک رات مین سی تہوڑا تہوڑا جاگنا

باداء التراویح فانه علیه السلام کان یرغب الناس فی قیام رمضان من غیر ان یامرهم فیه بعزیمة
واسطی ادار تراویح کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو واسطی قیام رمضان کی رغبت دلاتی تہی لیکن حکم عزیمت کا نہین فرماتی تہی

فیقول من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه یعنی ان من قام الی الصلوة فی
یون ارشاد کرتی جو شخص رمضان مین واسطی ایمان اور ثواب کی جاگتا رہی تو اوسکی تمام گناہ گذری ہوئی معاف ہونگی مراد یہہ ہی جو شخص رمضان کی راتون مین

لیالی رمضان تصدیقا بحقیته وسنیته وطلبا لرضاء الله تعالی وثوابه لا خوفا من مذمة الناس
اوسکو حق اور مسنون سمجہ کر واسطی رضامندی اللہ تعالی کی اور ثواب کی نماز پڑہتا ہی کچہ خوف لوگون کی برا کہنی کا

واستحیاء منه یغفر له ذنوبه المتقدمة وهذان الشرطان لا ینفک عنهما عمل سواء کان فرضا او
اور لوگون کی شرم نہو تو اوسکی تمام پچہلی گناہ معاف ہونگی اور یہہ دونو شرطین تمام اعمال مین معتبر ہین کوئی عمل خالی نہین برابر ہی کہ فرض ہو یا

نفلا اذ هما شرطان لقبول کل عمل والله تعالی لا یقبل عملا الا بهما وبعدهما شرط اخر لا بد منه وهو ان
نفل ہو اسواسطی کہ ہر عمل کی مقبول ہونی کی یہہ ہی شرط ہی اور اللہ تعالی کوئی عمل بدون ان شرطون کی قبول نہین کرتا اور بعد انکی ایک اور یہی شرط ضروری ہی یعنی

یکون العمل موافقا للسنة لان العمل متی کان علی خلاف السنة لا یقبله الله تعالی والسنة فیها الجماعة
عمل سنت کی مطابق ہو اسواسطی کہ عمل اگر سنت کی برخلاف ہوگا تو اوسکو اللہ تعالی قبول نہین فرماتا اور تراویح مسجد مین جماعت سی

فی المسجد لکن علی طریق الکفایة حتی لو ترکها اهل مسجد اساءوا وکانوا تارکین للسنة ولو اقامها
اداکرنی مسنون ہی لیکن بطور فرض کفایہ کی ہی یہان تک کہ اگر کسی مسجد والی تمام جماعت ترک کرین تو سب گنہگار اور تارک سنت ہونگی اور اگر بعضون نی

البعض فی المسجد بالجماعة وتخلف البعض وصلاها فی بیته فالمتخلف یکون تارکا للفضیلة ولا یکون
مسجد مین جماعت سی ادا کی اور بعض جو نہ شامل ہوئی اپنی گہر مین پڑہلین سو جو جماعت مین شامل نہوا وہ فضیلت سی محروم رہا گنہگار

مسیئا ولا تارکا للسنة لان بعض الصحابة قد روی عنهم التخلف وعن ابی یوسف ان من قدر
اور سنت کا تارک نہین ہوگا اسلئی کہ بعضی اصحاب سی روایت ہی کہ جماعت مین شریک نہین ہوتی تہی اور ابو یوسف رح سی روایت ہی کہ جو شخص

علی ادائها بالجماعة فی بیته مع مراعاة السنة فالصلوة فی بیته افضل والصحیح ان للجماعة
تراویح کو جماعت سی اپنی گہر مین ادا کر سکتا ہی سنت کی رعایت کر کر تو اوسکو گہر مین پڑہنا افضل ہی اور صحیح یہہ ہی کہ گہر کی اندر

فی بیته فضیلة وللجماعة فی المسجد فضیلة اخری فهو حاز احدی الفضیلتین وترک الفضیلة
جماعت کرنی مین ایک فضیلت ہی اور مسجد مین جماعت کرنی مین اور ہی فضیلت ہی سو اوسنی دونو فضیلت مین سی ایک حاصل کی اور فضیلت زائدہ

الزائدة لترک الجماعة فی المسجد وقال صاحب الخلاصة وهکذا الجواب فی المکتوبات واما نفس التراویح
اسلئی نہ ملی کہ مسجد کی جماعت ترک کی اور خلاصہ والا کہتا ہی یہہ ہی جواب فرایض مین ہی اور لیکن صرف تراویح

فهو سنة مؤکدة علی الاعیان للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاریخ رسول الله علیه السلام
ہر ہر مرد اور عورت پر سنت موکدہ ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی آج تک پچہلی پہلون سی سنتی چلی آئی ہین

الی یومنا هذا فلا ینبغی ترکها والدلیل علی هذا ما روی ان النبی علیه السلام اتخذ فی المسجد حجرة
سو تراویح کا ترک کرنا سزاوار نہیں اور دلیل اسکی یہہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں حصیر یعنی بوریہ کا حجرہ بنایا تہا

من حصیر لیصلی فیها السنن وکان یخرج من الحجرة ویصلی التراویح للناس بالجماعة فعل هکذا ثلث
تاکہ اوسکی اندر سنتیں پڑہا کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں سے باہر آکر تراویح لوگوں کی ساتہہ جماعت سے پڑہا کرتی تہی تین رات تک ایسا ہی

لیال فلما کانت اللیلة الرابعة اجتمع ناس کثیر حتی عجز المسجد من اهله فلما رای رغبة الناس دخل الحجرة
اتفاق ہوا جب چوتھی رات آئی تو خلقت بہت جمع ہوگئی کہ مسجد میں تنگی سی جگہہ نہ ملو جب آپنی یہہ انبوہ دیکہا تو فرض پڑہتی ہی حجرہ میں تشریف لیگئی

بعد ما صلی الفریضة ولم یخرج الیهم فما زالوا ینتظرون خروجه وظنوا انه نام فجعل بعضهم یتنحنح لیخرج الیهم
پہر باہر نہ آئی اور یہہ لوگ تشریف لانی کی منتظر بیٹہی رہی آخر یہہ خیال کیا کہ آپ سوگئی پہر کسینی تو کہا نسا شروع کیا تاکہ جاگ کر باہر تشریف لاوین

وبعضهم یقول الصلوة فخرج الیهم فقال ما زال بکم الذی رایت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب
اور کوئی کہتا تہا نماز تیار ہی پہر آپ باہر تشریف لانی فرمانی لگی کہ میں تمہارا یہہ شوق ہمیشہ دیکہی جاتا ہوں یہاں تک کہ مجہکو یہہ خوف ہوا کہ تمپر فرض ہوجاوین

علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم به فصلوا ایها الناس فی بیوتکم فان افضل صلوة المرء فی بیته الا
اور اگر تمپر فرض ہوجاویگی تو ادا نہ کروگی سو تم ای صاحبو اپنی اپنی گہر میں پڑہ لو کیونکہ آدمی کی نماز سوا فرایض کی گہر میں افضل ہوتی ہی

الصلوة المکتوبة فتوفی رسول الله علیه السلام والامر علی ذلک ثم کان الامر علی ذلک فی خلافة
پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی وفات کی اور حال یہی رہا پہر حضرت ابوبکر کی خلافت میں بہی حال یوں ہی رہا

ابی بکر وصدرا من خلافة عمر ثم ان عمر فی ایام خلافته رای الناس یصلون التراویح فی المسجد
اور ابتدا خلافت میں حضرت عمر کی بہی پہر حضرت عمر نی اپنی ایام خلافت میں لوگوں کو دیکہا کہ تراویح مسجد میں الگ الگ پڑہتی ہیں

منفردین فامرهم ان یصلوها جماعة وامر ابی بن کعب وتمیم الداری لیصلیانها بالناس امامة فصلیاها
تو اونکو یہہ حکم کیا کہ جماعت سے پڑہا کرو اور ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم کیا کہ امام ہوکر اور لوگوں کو نماز پڑہا دیں سو ان دونوں نی

بالجماعة والصحابة متوافرون منهم عثمان وعلی وابن مسعود والعباس وابنه وطلحة والزبیر ومعاذ
جماعت کرائی اور اصحاب اوسوقت بہت موجود تہی یعنی عثمان اور علی اور ابن مسعود اور عباس اور عبداللہ بن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ

وغیرهم من المهاجرین والانصار وما رد علیه واحد منهم بل ساعدوه ووافقوه وامروه بذلك
اور سوا انکی اور بہت مہاجر اور انصار موجود تہی سو انمیں سی کسینی کچہہ اعتراض نکیا بلکہ اونکی مددگار اور شریک ہوئی اور اسکی صلاح دی

وواظبوا علیها حتی ان علیا اثنی علیه ودعا له بالخیر وقال نور الله مضجع عمر کما نور مساجدنا
اور آپ پڑہتی رہی یہاں تک کہ حضرت علی نی عمر کی تعریف کی اور نیک دعا دی اور دعا میں فرمایا اللہ عمر کی گور روشن کری جیسی اوسنی ہماری مسجدیں روشن کردیں

وقد قال النبی علیه السلام علیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدین من بعدی وهی عشرون رکعة
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا میری سنت اپنی ذمہ پر لازم کرلو اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور تراویح بیس رکعت ہیں

یسمی کل اربع رکعات منها ترویحة مجازا لما فی آخرها من الترویحة التی هی اسم للجلسة وانما سمی بها
ہر چار رکعت کا نام مجازًا ترویحہ ہی کیونکہ اوسکی آخر میں ترویحہ ہوتا ہی یعنی آرام کی لئی ٹہر جاتی ہیں ترویحہ نام جلسہ کا ہی اور جلسہ کو ترویحہ ان

لان الصحابة کانوا یستریحون بین کل اربع رکعات من اجل طول قیامهم فی الصلوة ولکل ترویحة تسلیمة
اسوسطی کہتی ہیں کہ صحابہ ہر چار رکعت کی بعد بیٹہہ کر آرام کیا کرتی تہی کیونکہ نماز میں قیام بہت طویل دراز کرتی تہی اور ہر ہر ترویحہ میں دو دو سلام ہیں

فتکون التسلیمات عشرا والترویحات خمسا والامام والجماعة یاتون بالثناء فی کل تکبیرة الافتتاح ویجب
اس لئی سلام دس ہوئی اور ترویحہ پانچ ہوئی اور امام اور مقتدی تکبیر تحریمہ کی بعد سبحانک اللهم آخر تک پڑہا کریں اور ہر دو ترویحہ کی

بين كل الترويحتين قدر ترويحة واحدة وكذا بين الخامسة والوتر لانه المتوارث من زمن الصحابة
بیچمین بقدر ایک ترویحہ کی بیٹھنی مرد کرین اور ایسی ہی پانچوین ترویحہ اور وترون کی بیچمین کیونکہ صحابہ کی وقت سی آج تک یہہ ہی چلا آتا ہی

الى يومنا هذا وهم في الانتظار مخيرون ان شاءوا سبحوا وان شاءوا هللوا وان شاءوا سكتوا اى
اور مصلیون کو استراحت کی وقت مین اختیار ہی چاہین سبحان اللہ پڑہین اور چاہین لا الہ الا اللہ پڑہین اور چاہین چپکی بیٹھی رہین

ذلك فعلوا فهو حسن لقوله عليه السلام المنتظر للصلوة كانه في الصلوة واهل مكة كانوا يطوفون
جو کرین سو ہی بہتر ہی واسطی قول علیہ السلام کی نماز کا منتظر گویا نماز مین ہی اور مکہ والی ہر دو ترویحہ کی

بالبيت بين كل ترويحتين اسبوعا ويصلون ركعتين للطواف واهل المدينة كانوا يصلون
بیچمین بیت اللہ کا طواف سات سات بار کرتی تہی اور دو رکعت طواف کی پڑہتی تہی اور مدینہ والی اوسوقت مین

في ذلك اربع ركعات ثم الافضل فيها استيعاب اكثر الليل بالصلوة والاستراحة ويستحب
چار رکعت پڑہا کرتی تہی پہر افضل تراویح مین یہہ ہی کہ آدہی سی زیادہ رات استراحت اور نماز مین صرف کری اور نماز کی تاخیر

تاخيرها الى انتهاء ثلث الليل ثم الاصح ان وقتها بعد العشاء الى اخر الليل قبل الوتر وبعده لانها
تہائی رات کی تمامی تک مستحب ہی پہر صحیح یہہ ہی کہ وقت تراویح کا عشاء کی بعد ہی آخر رات تک وتر سی پہلی اور پیچہی کیونکہ تراویح

نوافل سنة بعد العشاء وهل يحتاج في كل شفع ان ينوي التراويح قال بعضهم يحتاج لان كل شفع
نوافل بعد عشا کی سنت ہین اور آیا یہہ حاجت ہی کہ تراویح کی ہر ہر شفع مین جدا جدا نیت کری بعضی کہتی ہین ہان حاجت ہی کیونکہ ہر شفع

صلوة على حدة والاصح انه لا يحتاج لان الكل بمنزلة صلوة واحدة فان فاتت لا تقضى اصلا
جداگانہ نماز ہی اور صحیح یہہ ہی کہ حاجت نہین ہی اسواسطی کہ سب کی سب گویا ایک نماز ہی اگر فوت ہوجاوین تو اصلا قضا نہین ہی

لا بالجماعة ولا بدونها لان القضاء من خواص الفرض ومن صلى العشاء وحده فله ان يصلى
نہ جماعت سی اور نہ بدون جماعت کی اسواسطی قضا کرنا خاصہ فرض ہی کا ہی اور جسنی عشا کی نماز علیحدہ پڑہی تو اوسکو جایز ہی کہ تراویح

التراويح بالامام ولو تركوا الجماعة في الفرض لم يصلوا التراويح بالجماعة ومن لم يصل التراويح بالامام
جماعت سی پڑہ لی اور اگر سب نی فرض کی جماعت ترک کی تو پہر تراویح کی لئی جماعت نکرین اور جس نی تراویح جماعت سی نہین پڑہین

يجوز له ان يصلى الوتر به ولو اقاموا التراويح بامامين فصلى كل امام تسليمة قال بعضهم يجوز
تو اوسکو جایز ہی کہ وتر جماعت سی پڑہی اور اگر تراویح مین باری باری دو امام کئی پہر ہر امام نی ایک ایک شفعہ پڑہایا تو بعضی کہتی ہین کہ جایز ہی

والصحيح انه لا يستحب والمستحب ان يصلى كل امام ترويحة فاذا جاز اقامة التراويح بامامين
اور صحیح یہہ ہی کہ مستحب نہین مستحب یہہ ہی کہ ہر امام ایک ایک ترویحہ پڑہی اور جب کہ تراویح کا پڑہنا دو اماموں کی ساتہ

على هذا الوجه يجوز ان يصلى احدهما الفرض والاخر التراويح ويكره للامام في هذا الزمان التطويل
اسطور پہ جایز ہوا تو جایز ہی کہ ایک امام فرض پڑہاوی اور دوسرا امام تراویح اور امام کو اس زمانہ مین قرارت کو

الزائد عن حد اقل السنة في القراءة والاذكار على وجه يحصل للجماعة ملل لان ذلك سبب للتنفير
ادنی حد سنت سی زیادہ دراز کرنا اور ذکر اس طور پہ کرنا جس سی جماعت کو ملال پیدا ہو مکروہ ہی کیونکہ اسمین لوگ جماعت سی بہاگین گی

عن الجماعة والتنفير عن الجماعة مكروه ولكن لا ينبغي له ان ينقص عن قدر اقل السنة في القراءة و
اور جماعت سی بہگانا مکروہ ہی لیکن یہہ بہی نہ چاہی کہ سنت کی ادنی مقدار سی قرارت اور

التسبيحات لملالهم لانهم غير معذورين فيه وادنى ما يحصل به السنة في تسبيحات الركوع والسجود
تسبیحات مین اونکی ملالت کی خوف سی کوتاہی کری کیونکہ اونکو اسمین کچہہ عذر نہین ہی اور کم سی کم جسمین سنت تسبیحات رکوع اور سجود کی حاصل ہوجاوی

ثلث لقوله عليه السلام اذا ركع احدكم فليقل ثلث مرات سبحان ربي العظيم وذلك ادناه و
تین بار ہین واسطی ارشاد علیہ السلام کی جسوقت رکوع کری کوئی تمہارا تو چاہیے کہ سبحان ربی العظیم تین بار کہی اور یہہ ادنی عدد ہی اور
اذا سجد فليقل سبحان ربي الاعلى ثلث مرات وذلك ادناه والمراد به ادنى ما يحصل به السنة
جب سجدہ کری تو چاہیے کہ سبحان ربی الاعلی تین بار کہی اور یہہ ادنی عدد ہی اور مراد اس سی ادنی مرتبہ ہی جسمین سنت حاصل ہوجاوی
ولذلك يكره النقص عن الثلث وكذا يكره للامام التعجيل على وجه يعجز الجماعة عن اكمال اقل
اسی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور ایسی ہی امام کو اتنی جلدی مکروہ ہی کہ جماعت کی لوگ کم سی کم عدد مسنون کی پورا کرنی سی رکوع
السنة في تسبيحات الركوع والسجود وعن اكمال قراءة التشهد بل يزيد الامام على التشهد ويأتي
اور سجود کی تسبیحات مین اور قرارت تشہد کی پورا کرنی سی عاجز ہوجاوین بلکہ امام تشہد پر کچھ زیادہ کری اور
بالصلوة على النبي عليه السلام ان علم انها لا تثقل على الجماعة وان علم انها تثقل عليهم لا يأتي بها
نبی علیہ السلام پر درود پڑہی اگر جانی کہ جماعت کی لوگون پر اتنی دیر دشوار نہین ہی اور اگر یہہ جانی کہ یہہ اونپر دشوار ہی تو نہ پڑہی
بل يتركها لكن لا جميعها بل يقتصر فيها على قوله اللهم صل على محمد وعلى ال محمد لانها وان كانت
ترک کردی لیکن بتمامہ ترک نکری بلکہ اسمین اختصار کرکر اتنا پڑہی اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اسواسطی کہ درود اگرچہ
سنة عندنا الا انها فرض عند الشافعي وبهذا القدر يتأتى القولان ويكره للمقتدي ان يقعد
ہماری مذہب مین سنت ہی پر شافعی کی نزدیک فرض ہی اور اتنی کلمات مین دونو قول ادا ہوجاتی ہین اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ تراویح کی وقت بیٹھا رہی
في التراويح حتى اذا اراد الامام ان يركع يقوم ويقتدي لان فيه اظهار التكاسل في الصلوة والتشبه
یہان تک کہ جب امام رکوع مین جاوی تو کہڑا ہوکر نیت کرلی کیونکہ اسمین نماز کی سستی ظاہر ہوتی ہی اور منافقون سی
بالمنافقين الذين قال الله تعالى فيهم واذا قاموا الى الصلوة قاموا كسالى يراءون الناس وكذا اذا
مشابہت آتی ہی جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اور جب کہڑی ہون نماز کو تو کہڑی ہون جی ہاری دکہاتی کو لوگون کی ایسی ہی اگر
غلب النوم يكره له ان يصلي بالنوم بل ينبغي له ان ينصرف وينام ولا يصلي حتى يستيقظ لان
نیند غالب ہوجاوی تو مکروہ ہی کہ اونگہتا ہوا نماز پڑہی بلکہ اوسکو لوٹن چاہیی کہ جاکر سو رہی اور نماز نہ پڑہی جبتک ہوشیار نہو کیونکہ
في الصلوة مع النوم تهاونا وغفلة وترك التدبر ثم انه ان نام في القعدة كلها فانه اذا انتبه يفرض
اونگہتی ہوتی نماز پڑہنی مین اہانت اور غفلت اور ترک تدبیر ہی پہر اگر مصلی تمام قعدہ مین سوتا رہا تو جب ہوشیار ہوا اوسپر فرض ہی
عليه ان يقعد قدر التشهد وان لم يقعد تفسد صلوته لان ما حصل من افعال الصلوة حالة
کہ تشہد کی مقدار بیٹھا رہی اور اگر اتنی قدر قعود نہین کریگا تو اوسکی نماز فاسد ہوجائیگی اسواسطی کہ جتنی ارکان نماز کی نیند کی حالت مین
النوم لا تعتبر لصدورها بلا اختيار فيكون وجودها كعدمها وهذه المسئلة يكثر وقوعها لا سيما
ہوئی ہین اونکا کچھ اعتبار نہین ہی کیونکہ بی اختیار عمل مین آئی ہین تو اونکا ہونا نہونا برابر ہی اور یہہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر
في ليالي الصيف والناس عنها غافلون ثم اختلف المشائخ في مقدار القراءة فقال بعضهم يقرأ
گرمی کی راتو نمین اور لوگ اس مسئلہ سی غافل ہین پہر مشائخ مین اختلاف ہی مقدار قرارت مین سو بعضی یہہ کہتی ہین
في كل شفع مقدار ما يقرأ في المغرب يعني انه يقرأ من قصار المفصل وهي من سورة لم يكن الذين كفروا
کہ ہر شفع مین اتنا پڑہی جتنا مغرب کی نماز مین پڑہتی ہین مراد یہہ ہی کہ قصار مفصل مین سی اور وہ سورہ لم یکن سی
الى اخر القران لان التطوع اخف من المكتوبة فيعتبر باخف المكتوبات وهي المغرب وهذا القول
ختم قرآن تک ہی اسواسطی کہ نفل فرایض کی نسبت خفیف ہوتی ہین سو اب فرایض مین سی خفیف کا اعتبار ہوگا سو وہ مغرب ہی اور یہہ قول

يكن

ليس بصحيح لان بهذا القدر لا يحصل الختم والختم فيها مرة واحدة سنة ولا يترك لكسل الجماعة

صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اتنی قرارت سے ختم قرآن نہیں ہوسکتا اور ایک دفعہ ختم کرنا سنت ہے جماعت والوں کی کسالت کی مارے ترک نہ کریں

حتى لو قرء الامام بعض القرآن في سائر الصلوات لئلا يمل الجماعة من طول القراءة في التراويح يكون

یہاں تک کہ اگر امام نے کچھ کچھ قرآن تمام نمازوں میں اسلیے پڑھا کہ جماعت والے تراویح کے اندر طول قرارت سے ملول نہوں

له ثواب الصلوة ولا يكون لهم ثواب الختم وقيل الافضل في زماننا ان يقرء الامام على حسب

تو اونکو نماز کا ثواب ہوگا ختم کا ثواب نہیں ہوگا اور کہتے ہیں کہ ہماری زمانہ میں یہہ افضل ہے کہ امام جماعت کی

حال الجماعة من الرغبة والنفرة فيقرء قدر ما لا يوجب التنفير عن الجماعة لان تكثير الجماعة

حال کی موافق رغبت اور نفرت کی لحاظ سے پڑھا کرے سو اسقدر پڑھے جسمیں جماعت سے نفرت نہو اسواسطے کہ جماعت کا زیادہ ہونا

افضل من تطويل القراءة لكن لا يقتصر بعد الفاتحة على آية قصيرة او آيتين قصيرتين

تطویل قرارت سے بہتر ہے پہر بھی بعد فاتحہ کے ایک یا دو آیتوں چھوٹی چھوٹی پر اقتصار نکرے

لان قراءة ثلث آيات او آية طويلة مع الفاتحة واجبة وذكر في التجنيس ان بعض الناس اعتادوا

اسواسطے کہ تین آیت چھوٹی یا ایک آیت دراز ہمراہ فاتحہ کی پڑہنی واجب ہے اور تجنیس میں مذکور ہے کہ بعضے لوگوں کی عادت ہے

قراءة سورة الفيل الى آخر القرآن مرتين وهو حسن في هذا الزمان لانه يروى عن بعض المشائخ

کہ سورۂ فیل سے آخر قرآن تک دوبار پڑھتے ہیں اس زمانہ میں یہہ بہت خوب ہے اسواسطے کہ بعضے مشائخ سے روایت ہے

على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان لم يكن عارفا باهل زمانه فهو جاهل لان اكثر الناس في هذا الزمان

چنانچہ فتاوی قاضیخان میں مذکور ہے کہ جو شخص اپنی عہد کی لوگوں کا حال نہ پہچانے تو وہ جاہل ہے اسلیے کہ اس زمانہ کی اکثر لوگوں کی

طبايعهم جامدة صعبة الانقياد ان يروا سبيل الرشد لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي يتخذوه

طبیعتیں ایسی بستہ ہیں کہ مطیع ہونا دشوار ہے اگر دیکھیں راہ ہدایت کی تو وہ نہ ٹہراویں راہ اور اگر دیکھیں راہ الٹی ٹہراویں اوسکو

سبيلا فانهم قد جعلوا التراويح عادة لا عبادة يتقرب بها الى الله تعالى على ما شرطه رسول الله عم

راہ سو ان لوگوں نے تراویح کو عادت کرلی ہے عبادت نہیں جانتے جسمیں قرب الٰہی ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فيها من القراءة وغيرها فيتخذون صلوتها خلف امام لا يتم الركوع والسجود والقومة والجلسة

تراویح میں قرارت وغیرہ کی شرط کی ہے سو ایسے امام کے پیچھے نماز شروع کرتے ہیں جو نہ رکوع پورا کرے اور نہ سجدہ پورا کرے اور نہ قومہ اور نہ جلسہ

ولا يرتل القرآن كما امر الله به بل هو من غاية السرعة يقع في اللحن الجلي بترك بعض حروف الكلمة او

اور نہ جیسے حکم الٰہی ہے قرآن ترتیل کی ساتھ پڑھے بلکہ وہ جلدی کا مارا صاف راگنی میں پڑہنے لگتا ہے بعضے کلمات کی حرف یا حرکات رہ جاتی ہیں

حركاتها وقد ذكر في البزازية ان اللحن حرام بلا خلاف وذكر في الفتاوى ان الامام اذا كان لحانا لا باس

اور بزازیہ میں مذکور ہے کہ راگنی میں قرآن کا پڑھنا بالاتفاق حرام ہے اور فتاوی میں مذکور ہے کہ امام اگر راگنی میں پڑھتا ہو تو اگر کوئی شخص

للرجل ان يترك مسجده ويحول الى مسجد آخر فانه لا يأثم بذلك لانه قصد الصلوة خلف تقي

اوس مسجد کو چھوڑ کر اور مسجد میں جانے لگے تو کچھ مضائقہ نہیں اس سے گنہگار نہیں ہوتا اسواسطے کہ یہہ شخص پرہیزگار کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتا ہے

وقد قال النبي عليه السلام من صلى خلف عالم تقي فكانما صلى خلف نبي من الانبياء وفيه اشارة

اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جسنے نماز عالم پرہیزگار کے پیچھے پڑھی تو گویا نبیوں میں سے کسی نبی کے پیچھے پڑھی اسمیں یہہ اشارہ ہے

الى انه لو ترك مسجده بلا عذر يكون آثما فكيف يكون حال الذين يتركون مسجدهم بلا عذر ويسرعون

کہ اگر کوئی بلاعذر اپنی مسجد میں جانا چھوڑ دے تو گنہگار ہوتا ہے اب اونکا کیا حال ہوگا جو اپنی مسجد کو بلاعذر چھوڑ دیتے ہیں اور جلدی کرتے

الى مسجد يكون فيه انواع من الانغام والالحان ويطلبون اماما لا يتم الركوع والسجود ولا يرتل القرآن

ایسی مسجد مین جاتی ہین جہان طرح طرح کی لغمی اور راگ ہوتی ہین اور ایسا امام تلاش کرتی ہین جو نہ رکوع تمام کریگا اور نہ سجدہ پورا کریگا اور نہ قرآن کو ترتیل سی پڑھیگا

بل ربما ينكرون على من يتم الركوع والسجود ويرتل القرآن وينفرون عنه ويكونون من الذين اتخذوا

بلکہ بعضی وقت ایسی امام پر اعتراض کرتی ہین جو رکوع اور سجدہ پورا کری اور قرآن کو اچھی طرح پڑہی اور اوس سی نفرت کرتی ہین پہر وہ اون لوگون مین ہین جنہون نی اپنی

دينهم لعبا ولهوا وغرتهم الحيوة الدنيا وهم عن الاخرة غفلون فان من صلى التراويح بترك القومة

دین کو ہنسی کہیل ٹہرایا اور فریب کہایا دنیا کی زندگی کا اور وہ آخرت سی غافل ہین بیشک جسنی تراویح ایسی طور پر پڑہین کہ نہ قومہ پورا کیا

والجلسة والطمانينة المقدرة بمقدار تسبيحة فيهما يكون عاصيا مستحقا للعذاب بالنار لان هذه

اور نہ جلسہ کیا اور نہ اونمین کا ایک تسبیح کی برابر طمانیت کی تو گنہگار ہوتا ہی اور مستحق آگ کی عذاب کا کیونکہ یہہ

الاشياء فرض عند ابي يوسف والشافعي حتى تبطل الصلوة بتركها وواجب عند ابي حنيفة ومحمد في

سب چیزین امام ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہین انکی ترک سی نماز باطل ہوجاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی نزدیک ایک روایت مین

رواية حتى يجب اعادة الصلوة بتركها وفي رواية اخرى سنة وعلى هذه الرواية يكون تاركها مستحقا

واجب ہین یہان تک انکی ترک سی اعادہ نماز کا واجب ہی اور ایک اور روایت مین سنت ہین اور اس روایت کی موافق انکا تارک عتاب کا مستحق ہوگا

للعتاب وحرمان الشفاعة فيكون من الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون

اور شفاعت سی محروم پہر اون لوگون مین ہی جنکی دوڑ بہٹک گئی ہی دنیا کی زندگانی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین

صنعا ومن الذين بدا لهم من الله ما لم يكونوا يحتسبون وهذا هو الخسران المبين والغبن العظيم ثم

کام اور اون لوگون مین سی کہ نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سی جو خیال نرکہتی تہی اور یہہ صاف ٹوٹا اور بڑا ہی خسارہ ہی پہر

ان ههنا نكتة لا بد من التنبيه عليها حتى يتنصح من كان فيه انصاف وميل الى الحق وهي ان التراويح عشرون

یہان ایک نکتہ ہی اوسکا بیان بہی ضروری ہی تاکہ جسمین انصاف اور حق کی طرف رغبت ہی پند پذیر ہو وہ نکتہ یہہ ہی کہ تراویح بیس رکعتین ہین

ركعة وفي كل ركعة قومة وجلسة وطمانينتهما وفي ترك كل منهما ذنب فلو تركت طمانينة احدهما يكون

اور ہر ہر رکعت مین ایک قومہ اور ایک جلسہ ہی اور دونومین اطمینان اور دونومین سی ہر ایک کا ترک کرنا گناہ ہی پس اگر ایک کی طمانینت ترک ہوئی

عدد الذنوب عشرين ولو تركت طمانينتهما يصير عدد الذنوب اربعين ولو تركت انفسهما ايضا يصير

تو گنتی مین بیس گناہ ہوئی اور اگر دونو کی طمانینت ترک ہوئی تو گنتی مین چالیس گناہ ہوئی اور اگر وہ دونو خود بہی ترک ہوئی تو

مجموع الذنوب ثمانين واذا ضم اليه معصية الاظهار يصير مجموعها مائة وستين ذنبا واذا ضم

تمام گناہ اسی ہوجاوینگی اور اگر اسکی ساتہ معصیت ظاہر کرنی کی ملالین تو تمام گناہ ایک سو ساٹہ ہوجاوینگی اور اگر اسکی ساتہ

اليه عدم الاعادة الواجبة يصير المجموع مائة وثمانين ذنبا مع ان ترك هذه المذكورات يكون سببا

اعادہ نکرنا جو واجب تہا ملایا جاوی تو سب ملکر ایک سو اسی گناہ ہوجاوینگی باوجودیکہ ان مذکورات کی ترک کرنی سی جو جو ذکر انتقالات کی اندر

لاتيان الاذكار المشروعة في الانتقالات بعد تمام الانتقال وفي اتيان الاذكار المشروعة في الانتقالات

مشروع ہین وہ سب ذکر بعد تمامی انتقالات کی ہوجاتی ہین اور جو ذکر انتقالات کی اندر مشروع ہین اونکو

بعد تمام الانتقال كراهتان تركها عن موضعها وتحصيلها في غير موضعها فيقع في كل ركعة اربع مكروهات

بعد تمامی انتقال کی لانی مین دو کراہتین ہین ایک تو اپنی مقام سی ٹلا دینا اور غیر جگہ رکہدینا اب ہر ہر رکعت مین چار چار مکروہ ہونگی

فيلزم منه ترك اربع سنن فان من ترك القومة والطمانينة فيها يقع سمع الله لمن حمده والتكبير حين الانخفاض

اور اس سی ترک کرنا چار سنتون کا لازم آتا ہی کیونکہ جسنی قومہ یا قومہ کی اندر طمانینت کو ترک کیا تو سمع اللہ لمن حمدہ اور اللہ اکبر جہکتی ہوئی کہین ہین آویگی

بل یقع التکبیر بعد السجدة والسنة ان یقع سمع الله لمن حمده حین رفع الراس من الرکوع والتکبیر حین الانخفاض وکذا
بلکہ اللہ اکبر بعد سجدہ کی کہنی مین آویگا اور طریق مسنون یہہ ہی کہ سمع اللہ لمن حمدہ رکوع سی سر اوٹہاتی ہوئی کہی اور اللہ اکبر سجدہ کی طرف جہکتی ہوئی کہی اور ایسی ہی
اذا ترک الجلسة او الطمانینة فیها یقع بعض التکبیر الاول حین الانخفاض بل یقع بعض التکبیر الثانی بعد السجود والسنة ان یاتی
اگر جلسہ کو ترک کری یا جلسہ مین طمانیت کو ترک کری تو کچہہ لفظ پہلی تکبیر کی جہکتی ہوئی کہنی مین آویگی بلکہ کچہہ لفظ دوسری تکبیر کی سجدہ کی بعد کہنی مین آوینگی اور طریق مسنون یہہ ہی
التکبیر الاول حین الرفع والثانی حین الانخفاض فیصیر عدد المکروهات فی جمیع الرکعات ثمانین فیلزم منه ترک ثمانین سنة فاذا ضم
کہ پہلی تکبیر سجدہ سی اوٹہتی ہوئی کہی اور دوسری تکبیر جہکتی ہوئی سو اب مکروہات کی گنتی تمام رکعتوں مین اسّی ہو جاویگی اور اس سی اسّی سنتین چہوٹ جاتی ہین اور جب ان مکروہات کو ملا کر
الی ذلک اظهار کل منهما فان اظهار المکروه مکروه ایضا یصیر المجموع مائة وستین مکروها ومائة وستین ترک سنة وهل یعد من العقلاء
ظاہر کرنا بہی ساتہ شامل کرین کیونکہ مکروہات کا ظاہر کرنا بہی مکروہ ہی تو تمام مکروہات بہی ایک سو ساٹہہ ہو جاوینگی اور ایک سو ساٹہہ سنتین ترک ہونگی پہر کیا وہ شخص عاقل گنا جاویگا
من یفعل کل لیلة من لیالی رمضان فی اداء التراویح فقط مائة وستین اثما ومائة وستین مکروها ومائة وستین ترک سنة فان فی ترک کل
جو رمضان کی راتوں مین سی ہر رات کو صرف تراویح کی ادا کرتی ہوئی ایک سو ساٹہ تو گناہ کری اور ایک سو ساٹہہ مکروہ کری اور ایک سو ساٹہہ سنت ترک کری کیونکہ ہر سنت کی ترک
سنة عتابا وحرمان الشفاعة فهل یرضی العاقل ان یجعل نفسه محروما من شفاعة رسول رب
کرنی مین عتاب ہوتا ہی اور شفاعت سی محرومی پہر مرد عاقل کب پسند کرتا ہی کہ اپنی تئین رسول رب العالمین کی شفاعت سی محروم کری
العالمین التی یرجوها ویطلبها کل الخلائق حتی الانبیاء والاولیاء والصالحات نسال الله تعالی ان لا
جسکی تمام خلق اللہ امید اور تلاش رکہتی ہی یہان تک کہ انبیا اور اولیا اور صلحا ہم اللہ سی چاہتی ہین کہ ہمکو
یجعلنا من المحرومین المجلس التاسع والعشرون فی بیان فضیلة تاخیر السحور وتعجیل
محروم نکری اونتیسوین مجلس مین بیان سحر کہانی مین تاخیر اور افطار مین تعجیل کی فضیلت کا
الافطار قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تسحروا فان فی السحور برکة هذا الحدیث من صحاح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا سحر کہایا کرو کیونکہ سحر مین برکت ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح
المصابیح رواه انس والمحفوظ فیه عند اصحاب الحدیث فتح السین فی السحور وهو اسم لما یوکل فی وقت
حدیثون مین ہی انس کی روایت کی اور اس حدیث مین محدثین کی نزدیک سحور کی لفظ مین سین کا زبر محفوظ ہی اور طعام کا نام ہی جو سحر کی وقت کہاتی ہین
السحر الذی هو اخر اللیل ای سدسها الاخیر فیحتاج الی مضاف محذوف تقدیره ان فی اکل السحور برکة
اور سحر آخر شب یعنی چہٹا حصہ پچہلا سو اس کلام مین ایک مضاف محذوف ہی واقع مین یون ہی کہ سحور کہانی مین برکت ہی
لان البرکة لیست فیما یوکل من الطعام بل فی استعمال السنة ویجوز فیه ضم السین فعلی هذا یکون مصدرا
کیونکہ برکت طعام مین جو کہایا جاتا ہی نہین ہی بلکہ سنت کی استعمال مین ہی اور اس لفظ مین سین کا پیش بہی جایز ہی اسکی موافق سحور صیغہ مصدر کا ہی
فلا یحتاج الی تقدیر المضاف والمعنی ان فی الاکل وقت السحر برکة والمراد بالبرکة ههنا زیادة القوة علی
اب مضاف پیدا کرنی کی کچہ حاجت نہین اور معنی یہہ ہین کہ سحر کی وقت کہانا کہانی مین برکت ہی اور یہان برکت سی مراد زیادتی قوت روزہ رکہنی کی ہی
اداء الصوم بدلیل قوله علیه السلام استعینوا بقائلة النهار علی قیام اللیل وباکل السحور علی صیام
اس دلیل سی کہ حدیث مین آیا ہی دن کی سونی سی نماز کی لئی رات کی جاگنی پر مدد لیو اور سحر کہانی سی دن کی روزہ پر
النهار ویجوز ان یراد بها زیادة الثواب فی الاخرة وقوله علیه السلام تسحروا امر واقل مرتبة الامر الاستحباب
اور یہہ بہی جایز ہی کہ برکت سی مراد آخرت مین زیادتی ثواب کی ہو اور حدیث کا لفظ تسحروا امر کا صیغہ ہی اور کم سی کم مرتبہ اسمین استحباب کا ہی
فیکون السحور وهو الاکل فی وقت السحر مستحبا وقد روی عن عمرو بن العاص انه علیه السلام قال فصل ما بین
اب سحور یعنی سحر کی وقت طعام کہانا مستحب ہوگا اور روایت ہی عمرو بن عاص سی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ہماری روزہ مین

صيامنا وصيام اهل الكتاب اكلة السحر الاكلة بالضمة اللقمة والمعنى ان اللقمة التى تؤكل فى وقت
اور اہل کتاب کی روزہ مین فرق سحر کہانی کا ہی اور اکلہ ہمزہ کی پیش سی لقمہ کو کہتی ہین اور معنی حدیث کی یہہ ہین وہ لقمہ جو سحر کی وقت کہایا جاتا ہی

السحر هو الفارق بين صيامنا وصيام اهل الكتاب لان الله تعالى اباح لنا فى ليلة الصيام ما حرم عليهم
یہہ ہی فرق ہی ہماری روزی مین اور اہل کتاب کی روزہ مین کیونکہ اللہ تعالی نی ہمارے لئی رمضان کی راتون مین مباح کر دیا ہی جو جو اونپر حرام کر دیا تہا

فان بنى اسراءيل قبل تغير دينهم وتبدل شريعتهم كانوا ليلة صيامهم اذا ناموا كان الطعام والشراب
کیونکہ بنی اسرائیل اپنی دین کی تغیر اور اپنی شریعت کی تبدیل سی پہلی اگر روزون کی راتون مین سو جاتی تو اونپر کہانا پینا

والجماع حراما عليهم كما كان الحكم كذلك فى ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلك الحكم ورخص لنا فى هذه الاشياء
جماع سب حرام ہو جاتا تہا چنانچہ ابتدا اسلام مین بہی یہہ ہی حکم تہا پہر یہہ حکم منسوخ ہو گیا اور جب تک صبح صادق نہو ان اشیا کی ہمکو اجازت ہو گئی

ما لم يطلع الفجر وكان سبب ذلك امران احدهما ما روى عن عمر رض انه جامع امراته بعد النوم ثم ندم على
اور اسکا سبب دو چیزین ہوئین ایک تو یہہ جو عمر رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ انہون نی اپنی بی بی سی سونی کی بعد جماع کیا پہر اس حرکت سی نادم ہو کر

ما فعل واتى النبى عليه السلام واعتذر اليه فنزل قوله أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ وصارت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین گئی اور عذر کیا پہر یہہ آیت نازل ہوئی حلال ہوا تمکو روزی کی رات مین بی پردہ ہونا اپنی عورتون سی اور اونکی لغزش

زلته رحمة فى حق جميع الامة والثانى ما روى عن قيس بن صرمة انه صام ولم يجد وقت الافطار شيئا
[illegible] ہی کہ وہ ... روزہ رکہا ... افطار کی وقت کچہہ ایسا ... جس سی روزہ افطار

فطريه فذهبت امراته فى طلب شئ فغلب عليه النوم فنام وجاءت امراته بطعام بعد ما كان الطعام
کری پہر ... اونکی بی بی کچہہ ... کی تلاش میں گئی اس عرصہ مین نیند کا غلبہ جو ہوا تو سو گئی اور اونکی بی بی کہانا اوس وقت لائی کہ

عليه حراما فاتته بعد ما مضى وقت الاكل ولم ياكل شيئا فلما كان نصف النهار من الغد غشى عليه
... پہر سی وقت ... کہانی کا وقت گذر چکا تہا سو ... جب اگلی دن کا دوپہر ہوا تو انکو غش آگیا

فسأله النبى عليه السلام عن حالته فقص عليه بقصته فنزل قوله تعالى وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
نبی علیہ السلام نی پوچہا تیرا کیا حال ہی اونہی تمام قصہ بیان کیا پہر یہہ آیت اوتری اور کہاؤ اور پیؤ جبتک کہ صاف نظر آوی تمکو دہاری

الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ فانه تعالى لما احل لنا فى ليلة الصيام هذه الاشياء بعد النوم رغب النبى
سفید دہاری سیاہ سی فجر کی پس اللہ تعالی نی جب یہہ چیزین رمضان کی راتون مین سونی کی بعد حلال کر دین تو نبی علیہ السلام کو

فى السحور وقال تسحروا فان فى السحور بركة وبين انه فصل بين صيامنا وصيام اهل الكتاب وهذا
سحر کہانی مین رغبت ہوئی فرمایا سحر کہایا کرو کیونکہ سحور مین برکت ہی اور بیان کیا کہ ہماری روزہ مین اور اہل کتاب کی روزہ مین سحر کا فرق ہی اور اسی لئی

... ومن كان غير محتاج اليه يستحب له ان ياكل شيئا يسيرا ولو تمرة او تينة او شربة ماء
... اور جسکو سحر کہانی کی حاجت نہو تو اوسکو بہی مستحب ہی کہ کچہہ تہوڑا سا کہا لیا کری اگرچہ ایک چہوارہ ہو یا ایک انجیر یا ایک گہونٹ پانی

... رسول الله صلى الله عليه وسلم واغتناما لبركة السحور ويستحب تاخيره ايضا لما روى انه
... صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو اور سحور کی برکت غنیمت ہو اور تاخیر سحور کی مستحب ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

... من اخلاق المرسلين تعجيل الافطار وتاخير السحور والسواك فان قيل كيف يكون تاخير السحور
... مرسلین کی عادات مین سی ہین افطار مین تعجیل اور سحور مین تاخیر اور مسواک اگر کوئی کہی تاخیر سحور مرسلین کی

... المرسلين وهو مخصوص باهل ملتنا فالجواب ان المراد به الاكلة الثانية فانها كانت تجرى
... حال ... سحور صرف اسی امت کی واسطی ہی تو جواب یہہ ہی کہ سحور سی مراد دوبارہ کہانا ہی کیونکہ یہہ اونکی حق مین قایم

تجرى

مجری السحور فی حقہم وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال لایزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا
مقام سحور کی ہتا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ آپ نی فرمایا کہ میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہیگی جبتک سحر میں تاخیر اور افطار میں
الفطر لکن ینبغی ان لایؤخر علی وجه یقع الشك فی طلوع الفجر فان من شك فی طلوع الفجر فالافضل له
جلدی کرتی رہینگی لیکن لایق یہہ ہی کہ اتنی تاخیر نکریگا کہ صبح صادق کی کہلنی میں شک پیدا ہوجاوی کیونکہ جسکو صبح صادق میں شک ہو تو اوسکو یہہ ہی افضل ہی
ان یترك الاكل تحرزا عن الوقوع فی المحرم ولو اكل فصومه تام لان الاصل بقاء اللیل ولا یخرج بالشك وروی
کہ نہ کہاوی ایسا نہو کہ حرام میں واقع ہوجاوی اور اگر اس حال میں کہا لیا تو روزہ پورا ہی اسواسطی کہ اصل تو رات کا باقی رہنا ہی شک سی خارج نہیں ہوتی
عن ابی حنیفة انه لو كان فی موضع یتبین له الفجر لا یلتفت الی الشك ولو كان فی موضع لا یتبین فیه
اور ابوحنیفہ سی روایت ہی کہ سحر کہانیوالا اگر ایسی مقام میں ہی کہ فجر منکشف ہوجاتی ہی تو شک کا کچہہ اعتبار نہیں اور اگر ایسی مقام میں ہی جہان فجر ظاہر
الفجر او كانت اللیلة مقمرة او متغیمة او كان ببصره علة تكون مسیئا فی الاكل مع الشك لقوله علیه السلام
نہیں ہوتی یا وہ رات چاندنی ہو یا گہٹا ہو یا یہہ شخص کم سوجہہ ہو تو اب حالت شک میں کہانا اچہا نہیں واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
دع ما یریبك الی ما لا یریبك وان كان اكبر رایه انه اكل والفجر طالع فالاحتیاط فیه ان یقضی ذلك
چہوڑ دو اوسکو جسمیں شک ہی طرف اوسکی جسمیں تجہکو شک نہیں اور اگر اسکی رای میں احتمال غالب یہہ ہو کہ کہانا کہاتی ہوئی صبح صادق ہوگئی تو احتیاط اسمین یہہ ہی ہی
الیوم عملا بغالب الرای لان اكبر الرای كالیقین فیما یبنی علی الاحتیاط وعلی ظاهر الروایة لا قضاء علیه
غالب احتمال پر عمل کرنی کو اسواسطی کہ احتمال غالب یقین کی مانند ہوتا ہی جہان احتیاط کرنی ہوتی ہی اور ظاہر روایت پر اوسپر قضا نہیں ہی
لان الیقین لا یزول الا بمثله والاصل بقاء اللیل ولو ظهر ان الفجر قد كان طالعا یلزمه القضاء
اسواسطی کہ یقین بدون یقین کی نہیں جاتا اور اصل یہہ ہی کہ رات باقی ہو اور اگر یہہ معلوم ہوجاوی کہ فجر بیشک ہوگئی تہی تو اوسپر قضا لازم ہی
ولا كفارة علیه لانه بنی الامر علی الاصل الذی هو بقاء اللیل هذا كله حكم التسحر واما الافطار
اور کفارہ نہیں ہی اسواسطی کہ بنا اوسنی اصل پر کی کہ رات باقی تہی یہہ سب احکام سحر کی تہی اور رہا افطار
فیستحب تعجیله قبل طلوع النجوم لما روی عن سهل بن سعد انه علیه السلام قال لا یزال الناس
سو اوسکی تعجیل مستحب ہی ایسا کہ ستاری نکلنی نہ پاویں اسواسطی کہ سہل بن سعد سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہمیشہ خلقت
بخیر ما عجلوا الفطر یعنی ان الناس ما داموا یحفظون هذه الخصلة یكونون علی خیر واذا تركوها
بہلائی پر رہیگی جبتک افطار میں تعجیل کرینگی مراد یہہ ہی کہ خلقت جبتک اس طریقہ کو نگاہ رکہینگی تو بہلائی پر رہینگی اور جب اسکو چہوڑ دینگی
ینقص خیرهم فان السنة ان یعجل الصائم الافطار قبل الصلوة اذا تحقق غروب الشمس لان اهل الكتاب
تو اونکی بہلائی میں نقصان آویگا کیونکہ طریق مسنون یہہ ہی کہ روزہ دار افطار میں جلدی کری نماز سی پہلی جبکہ آفتاب کا ڈوبنا معلوم ہوچکی اسواسطی کہ اہل کتاب
كانوا یؤخرون الافطار الی اشتباك النجوم ثم صار فی ملتنا شعارا لاهل البدعة وسمة لهم وندب
افطار میں اتنی دیر کیا کرتی تہی کہ ستاری خوب روشن ہوجاویں پہر یہہ ہی ہماری امت میں بدعتیوں کی عادت ہوگئی اور طریق ٹہر گیا اور افطار میں تعجیل
تعجیله مخالفة لهم وقد روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال قال الله تعالی احب عبادی الی اعجلهم
اونکی مخالفت کی لئی مستحب ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی مجکو محبوب تر وہ بندی ہیں جو افطار میں
فطرا فان من كان اكثر تعجیلا فی الافطار فهو احب الی الله تعالی لكونه متمسكا بشریعة نبیه ومعرضا
جلدی کا کرتی ہیں سو جو شخص افطار میں جلدی کریگا وہ ہی اللہ تعالی کا زیادہ محبوب ہوگا کیونکہ اوسکی نبی کی شریعت کو خوب پکڑا اور شریعت کی مخالفت
عما یخالفها مع انه اذا فطر قبل الصلوة یؤدی الصلوة عن حضور القلب وطمانینة النفس فمن كان
بد توجہ نکی اور یہہ بہی ہی کہ اگر نماز سی پہلی افطار کریگا تو پہر نماز خوب دلکی حضور اور طبیعت کی قرار سی ادا ہوگی پہر ایسا شخص

بهذه الصفة فهو احب الی الله تعالی ممن لم یکن کذلك وینبغی ان یفطر علی تمر او ما یقوم مقامه
الله تعالی کا محبوب کیوں نہیں ہوگا بہ نسبت ایسی شخص کی جو ایسا نہو اور لایق ہی کہ چھوہارے سی افطار کری یا جو شیرینی میں اوسکی قایم

فی الحلاوة کالتین والزبیب وان لم یجده فعلی ماء لما روی عن انس انه علیه السلام کان یفطر قبل
مقام ہو جیسی انجیر یا مویز اور اگر نہ میسر آوی تو پانی اسواسطی کہ انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی الله علیه وسلم نماز سی پہلی

الصلوة علی رطبات وان لم یکن فتمیرات فان لم یکن حسا حسوات من الماء وقال علیه السلام اذا
تازہ چھوہاروں سی افطار کرتی اگر نہوتا تو خشک چھوہاری اگر یہہ بھی نہوتا تو کئی گھونٹ پانی اور فرمایا صلی الله علیه وسلم نی جب

افطر احدکم فلیفطر علی تمر فانه برکة فان لم یجد فلیفطر علی ماء فانه طهور ویدعو عند الافطار
کوئی افطار کری تو تمر سی افطار کری کیونکہ یہہ برکت ہی اگر نہ پاوی تو پانی سی افطار کری کیونکہ نہایت پاک ہی اور افطار کی وقت

باهم مهماته فانه من مظان الاجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة
اپنی بڑی سی بڑی مطلب کی دعا مانگی کیونکہ اوسوقت ظن قبولیت کا ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ روزہ دار کی لیئ افطار کی وقت دعا مقبول ہی

وروی عن ابن عباس انه علیه السلام کان اذا افطر قال اللهم لك صمت وبك امنت وعلی رزقك
اور عبدالله بن عباس سی روایت ہی کہ نبی صلی الله علیه وسلم افطار کرتی ہوئی یہہ فرماتی اللهم لک صمت الی آخرہ الہی تیری واسطی مینی روزہ رکہا اور تیری اوپر ایمان لایا

افطرت ووقت الافطار ما روی عن عمر بن الخطاب انه علیه السلام قال اذا اقبل اللیل من هٰهنا
مینی روزہ کہولا اور وقت افطار کا وہ ہی وقت ہی جو عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جب یہاں سی رات سامنی آوی

وادبر النهار من هٰهنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم فانه علیه السلام اتی باسم الاشارة هٰهنا فی
اور یہاں سی دن چلا جاوی اور آفتاب ڈوب جاوی تو روزہ دار نزت افطار کری اس حدیث میں دونو جگہہ لفظ ہہنا اسم اشارہ کا بیان فرمایا ہی

الموضعین واشار بالاول الی جانب المشرق لان ظلمة اللیل تظهر اولا من ذلك الجانب واللیل عبارة
اول مقام میں اشارہ مشرق کی طرف ہی اسواسطی کہ رات کی تاریکی پہلی ادہی طرف سی ظاہر ہوتی ہی اور رات اوس ہی

عن ظهور ظلمة اللیل من جانب المشرق واشار بالثانی الی جانب المغرب لان ضوء النهار الحاصل
تاریکی کا نام ہی جو مشرق کی طرف سی پیدا ہوتی ہی اور دوسری مقام میں مغرب کی طرف اشارہ فرمایا اسلیئ کہ دن کی روشنی جو

من الشمس یذهب الی ذلك الجانب والنهار عبارة عن بقاء الشمس واذا غربت یذهب النهار وعلی
آفتاب سی ہوتی ہی اوسی طرف کو جاتی ہی اور آفتاب کی باقی رہنی کو دن کہتی ہیں جب آفتاب ڈوب جاتا ہی تو دن جاتا رہتا ہی

هذا یکون غروب الشمس معلوما من قوله وادبر النهار لان الادبار بمعنی الذهاب ولا حاجة الی قوله
اس حال کی موافق آفتاب کا چھپ جانا تو لفظ ادبر النہار سی معلوم ہوچکا تہا اسواسطی کہ ادبار چلی جانی کو کہتی ہیں اب اس لفظ کی

وغربت الشمس لکن اتی به لبیان کمال الغروب حتی لا یظن ان بغروب بعض الشمس یجوز الافطار
وغربت الشمس کیا حاجت تہی لیکن پہر بہی یہہ لفظ واسطی بیان کمال غروب کی فرمایا کوئی یہہ خیال نکری کہ آفتاب کی آدہی تہائی ڈوبنی پر بہی افطار جایز ہی

والمعنی ان غروب الشمس اذا تم وکمل فقد دخل الصائم فی وقت الافطار فیجوز له الافطار بل یستحب
مراد یہہ ہی کہ آفتاب کا غروب جب خوب پورا ہوچکی تو روزہ دار کو وقت افطار کا آگیا پہر اوسکو افطار جایز ہی بلکہ تعجیل مستحب ہی

تعجیله لکن فی یوم الغیم لا یستحب تعجیله ولا یفطر حتی یغلب علی ظنه غروب الشمس وان اذن
لیکن ابر کی دن تعجیل مستحب نہیں ہی اور افطار ہرگز نکری جبتک کہ اسکی گمان غالب میں آفتاب غروب نہولی اگرچہ مغرب کی

للمغرب ومن شك فی غروب الشمس لا حل له الافطار لان الاصل بقاء النهار ولو افطر فعلیه القضاء
اذان ہوجاوی اور جسکو غروب میں شک ہو تو افطار اوسکو حلال نہیں ہی اسواسطی کہ اصل دن کا باقی رہنا ہی اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا ہی

تنبیه

لاسیما اذا افطر واکبر رایه انه افطر قبل الغروب یجب علیه القضاء عملا بالاصل الذی هو بقاء
خاص ایسی وقت کہ افطار کری اور اوسکی رای مین احتمال غالب ہو کہ غروب سی پہلی افطار کیا تو اوسپر قضا واجب ہی تاکہ اصل پر ہوجاوی کہ وہ دن کا
النهار بخلاف ما تقدم فی اکل السحور لان الاصل فیه بقاء اللیل ولو تبین ان الشمس لم تغرب ینبغی ان
باقی رہنا ہی بخلاف گذشتہ کی جو سحور کی حال مین گذرا کیونکہ وہان اصل رات کا باقی رہنا ہی اور اگر ظاہر ہوجاوی کہ آفتاب نہین چھپا تو لایق ہی کہ
یجب الکفارة نظرا الی الاصل الذی هو بقاء النهار وکل من افطر خطأ او بنی علی ظن یفسد صومه
بلحاظ اوس اصل کی جو دنکا باقی رہنا ہی کفارہ واجب ہوجاوی اور جسنی روزہ چوک کر یا گمان سی افطار کیا تو روزہ فاسد ہوجاتا ہی
ویلزمه امساك بقیة یومه ویجب علیه القضاء ولا یجب علیه الکفارة ولا یاثم اما فساد صومه
اور باقی دن پہر امساک لازم ہوتا ہی اور قضا اوسپر واجب ہی اور اوسپر کفارہ نہین آتا اور نہ گنہگار ہوتا ہی روزہ تو اسلئی فاسد
فلانتفاء رکنه بغلط یمکن الاحتراز عنه واما لزوم امساك بقیة یومه فلقضاء حق الوقت بالقدر
کہ غلطی سی اوسکا رکن فوت ہوا جس سی احتراز ہوسکتا تہا اور امساک باقی دن کا اسلئی لازم ہی کہ وقت کا حق جتنا ہوسکی ادا کرنا چاہئی
الممکن ولنفی التهمة عن نفسه لانه اذا اکل ولا عذر به یصیر متهما عند الناس بالفسق والتحرز
اور تاکہ ذمہ پر تہمت نرہی اسلئی کہ اگر بی عذر کہاوی پیویگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت لگی گی اور تہمت کی جگہ سی
عن مواضع التهم واجب لقوله علیه السلام من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلا یقفن مواقف التهم
بچتی رہنا واجب ہی واسطی ارشاد نبی صلی الله علیه وسلم کی جو شخص الله پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہو تو تہمت کی جگہ ہرگز نہ ٹہرا ہو
واما وجوب القضاء فلانه حق مضمون بالمثل شرعا فاذا فات یجب قضاءه واما وجوب الکفارة
اور قضا اسواسطی واجب ہی کہ روزہ ایک حق ہی شرع مین اوسکا بدلہ لینا ہی چاہی اگر وہ فوت ہوا تو قضا واجب ہی اور کفارہ اسواسطی واجب نہین ہی
فلکون الجنایة قاصرة غیر کاملة لعدم القصد واذا لم یوجد القصد ینتفی الاثم ایضا لما روی عن
کہ خطا کمتر ہی پوری نہین کیونکہ بلا قصد صادر ہوگئی ہی اور جب قصد نہین ہوتا تو گناہ بہی نہین ہوتا اسواسطی کہ روایت ہی
عمر انه کان جالسا مع اصحابه فی رحبة مسجد الکوفة عند غروب الشمس فی رمضان فاتی کاس
عمر سی کہ وہ اپنی یارون کی ہمراہ مسجد کوفہ کی صحن مین رمضان مین شام کی وقت بیٹہی تہی سو کوئی شخص
من اللبن فشرب هو واصحابه وامر المؤذن ان یؤذن فلما صعد المؤذن المئذنة رای الشمس فقال
پیالہ دودہ کا لایا پہر عمر نی اور اونکی اصحاب نی پیا پہر موذن کو اذان کا حکم دیا جب موذن مئذنہ پر چڑہا تو دیکہتا کیا ہی کہ آفتاب موجود ہی بولا
الشمس یا امیر المؤمنین فقال له عمر بعثناك داعیا لا راعیا ما تجانفنا لاثم نقضی یوما مکانه
یا امیر المؤمنین آفتاب ہی عمر نی جواب دیا تجہکو اذان پڑہنی کو بہیجا ہی یا آفتاب دیکہنی کو ہمنی گناہ کی طرف رغبت نہین کی ایکدن اسکی بدلی
فقضاء یوم علینا یسیر فان هذا الحدیث یدل علی لزوم القضاء وعدم لزوم الکفارة والاثم
قضا کردینگی ہمپر ایکدن کی قضا آسان ہی بیشک اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ قضا لازم ہی کفارہ اور گناہ کچہ نہین ہی
لان قوله ما تجانفنا لاثم معناه لم نمل الی الاثم وما تعمدنا فی ذلك ارتکاب المعصیة وکذا کل من
اسواسطی کہ اونکا قول ما تجانفنا لاثم اسکی معنی یہہ ہین کہ ہمنی گناہ کی رغبت نہین کی اور ہمنی اس افطار مین عزم معصیت کا نہین کیا اور ایسی ہی جو شخص
کان اهلا للصوم فی اثناء النهار ولم یکن فی اوله کذلك یلزم امساك بقیة یومه کما اذا اسلم الکافر
آخر روز مین روزہ کا اہل ہو اور اول روز مین روزہ کا اہل نہو تو اوسکو امساک باقی دن کا لازم ہی جیسی کہ آخر روز مین کافر مسلمان
وبلغ الصبی وافاق المجنون وقدم المسافر وبرئ المریض وطهرت الحائض والنفساء فان کل واحد منهم
یا بچہ بالغ یا دیوانہ ہوشیار یا مسافر مقیم یا بیمار چنگا یا حیض نفاس والی عورت پاک ہوجاوی تو ہریک کو اونمین سی

یلزمه امساك بقیة یومه تشبها بالصائمین والاصل فی هذا ان من کان فی اثناء النهار علی صفة
باقی روزکا امساک روزہ داروں کی طرح لازم ہی اور قاعدہ اسمین یہہ ہی کہ جو شخص درمیانہ روز ایسے حال پر ہو
لوکان علیها فی اوله یلزمه الصوم فعلیه الامساك ومن لم یکن کذلك لا یجب علیه الامساك
کہ اگر روز کی اول مین ویسا ہوتا تو اوسپر روزہ واجب ہوتا تو ایسی شخص پر امساک لازم ہی اور جو ایسا نہو تو اوسپر امساک واجب نہین ہی
کمن کان مریضا او مسافرا او حائضا او نفساء فان الامساك لا یجب علیهم لتحقق المانع عنه وهو قیام
جیسی کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو یا عورت حیض یا نفاس والی ہو ان لوگوں پر امساک واجب نہین ہی اسواسطی کہ روزہ کا مانع موجود ہی یعنی
هذه الاعذار فیهم فانها کما تمنع عن الصوم تمنع عن التشبه اما فی الحائض والنفساء فلان الصوم علیهما
اونمین یہہ عذرات باقی ہین ان لوگوں پر جیسی روزہ نہین ہی ایسا ہی روزہ دارونکی مشابہت بہی نہین حایضہ اور نفاس والی عورت کو تو اسلئی کہ اسپر روزہ
حرام والتشبه بالحرام حرام واما المریض والمسافر فلان الرخصة فی حقهما باعتبار الحرج ولو الزمناهما
حرام ہی اور حرام کی ساتھہ مشابہت بہی حرام ہی اور مریض اور مسافر کو اسلئی کہ انکی حقمین باعتبار حرج کی اجازت ہی اور اگر ان پر مشابہت لازم کرین
التشبه عاد الحرج ثم الحائض تاکل سرا لا جهرا وکذا کل من ابیح له الافطار یاکل سرا لا جهرا الا ان یکون
تو وہ ہی حرج کا حرج موجود رہی پہر حایضہ عورت پوشیدہ کہاوی ظاہر نکہاوی اور ایسی ہی جس جس کو افطار کرنا مباح ہی پوشیدہ کہاوی ظاہر نکہاوی ہان جسکا
العذر ظاهرا کالمرض والسفر والنفاس لانه اذا اکل ولم یکن العذر ظاهرا یصیر عند الناس متهما بالفسق
عذر ظاہر معلوم ہو وہ ظاہر کہاوی جیسی بیماری اور سفر اور نفاس اسواسطی کہ اگر یہہ کہاویگا اور عذر ظاہر نہین ہوگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت
الذی هو اکل رمضان والاحتراز عن مواضع التهم واجب کما مر ثم ینبغی ان یعلم ان المریض نوعان نوع
لگی کی یعنی رمضان مین دن کو کہاتا ہی اور تہمت کی جگہ سی احتراز کرنا واجب ہی چنانچہ گذر چکا پہر جاننی کی بات ہی کہ بیمار دو طرحکا ہوتا ہی ایک تو ایسا
لا یضره الصوم بل ینفعه ونوع یضره الصوم وهذا هو الذی یبیح الافطار لان الرخصة لا تتعلق بنفس
جسکو روزہ ضرر نہین کرتا بلکہ فائدہ کرتا ہی اور ایک ایسا کہ روزہ ضرر کرتا ہی ایسی بیمار کو روزہ افطار کرنا مباح ہی اسواسطی کہ اجازت افطار کی مطلق نفس
المرض بل بوجود المشقة فلابد من معرفته وطریق معرفته قد یکون باجتهاد المریض بان یعلم بنفسه
مرض سی نہین ہی بلکہ مشقت کا ہونا چاہی اب مشقت کو سمجہنا چاہئی اور طریقہ اوسکی پہچان کا بعضی دفعہ بیمار کی سمجہ پر ہی کہ وہ اپنی آپ تجربہ سی
بالتجربة انه ان صام یزداد المه ووجعه بالصوم وقد یکون باخبار طبیب حاذق مسلم عدل
جان لی کہ اگر مین روزہ رکہونگا تو روزہ رکہنی سی میرا دکہہ درد مرض بڑہ جاویگا اور بعضی دفعہ طبیب کی کہنی پر موقوف ہی لیکن طبیب دانا مسلمان عادل ہو
لا فاسق لان خبر الفاسق فی الدیانات مردود غیر مقبول بخلاف السفر فان الرخصة یتعلق بنفسه
فاسق نہو اسواسطی کہ فاسق کی خبر دیانات مین مقبول نہین ہی مردود ہی بخلاف سفر کی کیونکہ سفر مین اجازت صرف سفر ہی سی متعلق ہی
لانه لا یخلو عن المشقة فاقیم مقامها وادیر الحکم علیه المجلس الثلثون فی بیان غائلة من افطر
کیونکہ سفر مشقت سی کبہی خالی نہین ہوتا سو سفر کو قایم مقام مشقت کی ٹہراکر حکم لگادیا تیسوین مجلس ضرر کی بیان مین اوس شخص کی جو ایکدن رمضان کی
یوما من رمضان فیما یجب فیه الکفارة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من افطر
روزہ توڑ دی جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی رمضان کا ایک روزہ
یوما من رمضان من غیر رخصة ولا مرض لم یقض عنه صوم الدهر کله هذا الحدیث من حسان
بی اجازت شرعی اور بدون بیماری کی توڑ ڈالا تو اوسکا عوض تمام عمر کی روزی نہین ہو سکتی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین
المصابیح رواه ابو هریرة وهو وارد علی طریق الانذار والتخویف بما یلحقه من الاثم ویفوته من الاجر
ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور یہہ حدیث بر سبیل ڈرانی اور خوف دلانی کی وارد ہوئی ہی کہ روزہ توڑنی مین کتنا گناہ ہی اور کتنا ثواب جاتا رہتا ہے

فانه لا یجد فضیلة الصوم المفروض بصوم الدهر کله نافلة ولیس معناه انه لو صام الدهر کله بنیة قضاء
کیونکہ فضیلت فرض روزہ کی ساری عمر کی نفل روزوں سے نہین حاصل ہوتی اور یہہ مراد نہین ہی کہ اگر تمام عمر رمضان کی ایک روزہ کی بدلہ
یوم من رمضان لا یسقط قضاء ذلک فان الاجماع علی انه یجزیه قضاء یوم مکانه اما امر الکفارة
قضاء کی نیت سی روزہ رکہا کری تو اوسکی ذمہ سی قضاء اوس دن کی ساقط نہین ہوتی کیونکہ سبکا اتفاق ہو چکا ہی کہ اوسکی بدلہ ایک دن کی قضا کافی ہی اور امر
ان کان افطاره بما یوجب الکفارة بما هو غذاء او دواء او بغیر الکفارة ان کان افطاره بما لا یوجب الکفارة
کفارہ کی اگر روزہ افطار ایسی چیز سی کیا جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی جیسی غذا اور دوا یا بغیر کفارہ کی اگر ایسی چیز سی افطار کیا جسمین کفارہ واجب نہین ہوتا
مما لیس غذاء ولا دواء من المفسدات للصوم فعلی هذا فالدخان الذی ظهر فی هذا الزمان من قبل الکفرة
جیسی نہ غذا ہو اور نہ دوا روزہ فاسد کرنیوالی چیزوں مین سی اس بیان پر دہوان یعنی حقہ جو اس زمانہ مین کفار کی طرف سی
العدوة لاهل الایمان وابتلی به کافة الانام من الخواص والعوام هل یفسد الصوم ام لا فالجواب فیه ان قول
جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور اسمین تمام خلقت خاص و عام مبتلا ہو رہی ہین آیا روزہ فاسد کرتا ہی یا نہین سو اسکا جواب یہہ ہی کہ
الفقهاء فی عامة الکتب وان کان نصا علی ان مطلق الدخان اذا دخل الحلق لا یفسد الصوم لکنهم قالوا فی تعلیله
فقہاء کا صریح قول عام کتابون مین اگرچہ یہہ ہی کہ مطلق دہوان اگر حلق مین داخل ہو جاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا لیکن اوسکی علت یہہ بیان کی ہی
لانه لا یمکن الاحتراز عنه فان الصائم لا یجد بدا من فتح فمه عند التکلم فیدخل الدخان حلقه والقیاس
کہ روزہ اسواسطی فاسد نہین ہوتا کہ دہوئین سی بچاؤ نہین ہو سکتا کیونکہ روزہ دار کو اسکا کیا علاج کہ بات کرنی مین منہہ کہولی اور دہوان حلق مین چلا جاوی اور قیاس کا
ان یفسد صومه لوصول المفطر الی جوفه بفعله وکونه مما لا یتغذی لا ینافی الفساد کالتراب والحصاة وهذا
مین یہہ آتا ہی کہ روزہ جاتا رہی اسواسطی کہ مفطر پیٹ مین اوسکی اختیار سی گیا اور غذا نہونا فساد کی منافی نہین ہی جیسی مٹی اور کنکر سی روزہ فاسد ہو جاتا ہی
التعلیل یقتضی ان یکون ذلک الدخان مفسدا للصوم لانه یصل الی جوفه بفعله ویدل علیه ما قال قاضیخان
تعلیل چاہتی ہی کہ حقہ کا دہوان روزہ توڑنیوالا ہو کیونکہ یہہ دہوان اختیار سی پیٹ مین جاتا ہی اور قول قاضیخان کا فتاوی مین اسپر دلالت کرتا ہی
فی فتاواه وان صب الماء فی اذنه اختلفوا فیه والصحیح انه هو الفساد لانه وصل الی جوفه بفعله فانظر
اور اگر اوسکی کان مین پانی ڈالین تو اسمین اختلاف ہی صحیح یہہ ہی کہ روزہ جاتا رہتا ہی اسواسطی کہ اسکی اختیار سی اندر جاتا ہی اب دیکہہ تو
کیف اعتبر الوصول الی جوفه بفعله فی فساد صومه فانه لو اغتسل فدخل الماء فی اذنه لا یفسد صومه فعلم
اختیار سی اندر جانی کا روزہ ٹوٹنی مین کیسی اعتبار کیا ہی کیونکہ اگر نہاتی ہوئی پانی کان مین چلا جاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا اس سی معلوم ہوا
من هذا ان لفعله دخلا فی فساد صومه بل لو نظر الی ما ادعاه مستعملوه من انه دواء یلزم ان یجب الکفارة
کہ روزہ ٹوٹنی مین اختیار کو دخل ہی بلکہ اگر حقہ نوشونکی دعوی کو خیال کرو کہ حقہ دوا ہی تو لازم آتا ہی کہ کفارہ بہی واجب ہو
لان الاصل فی وجوبها وصول الغذاء او الدواء الی الجوف من المسلک المعتاد فی نهار رمضان علی وجه التعمد
اسواسطی کہ قاعدہ کفارہ واجب ہونیکا یہہ ہی کہ غذا یا دوا اندر پیٹ کی عادت کی راہ سی رمضان مین دن کو قصدًا داخل ہو
وهذا المعنی علی تقدیر صدق دعوٰهم یکون موجودا فیه ثم انه فی غیر حال الصوم حل استعماله ام لا قد کثر
اور یہہ امر اگر اونکا دعوی سچا ہی تو حقہ مین موجود ہی پہر یہہ بات کہ حقہ خالی دنون مین یعنی روزہ نہو تو آیا پینا حلال ہی یا نہین تو
فیه الاقاویل والحق الذی علیه التعویل ان الفعل الاختیاری الصادر عن المکلف ان لم یترتب علیه فائدة
اسمین بہت گفتگو ہی اور حق بات جسپر اعتماد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کام جو مکلف کی قصد سی صادر ہو تو اگر اوسمین کوئی فائدہ دین کا
دینیة او دنیویة فهو دائر بین العبث واللعب واللهو ولم یفرق بین هذه الثلثة فی کتب اللغة ولا بد من الفرق
یا دنیا کا نہو تو وہ کام یا عبث یا لعب اور لہو ہوتا ہی اور لغت کی کتابوں کی اندر انمین کچہہ فرق نہین لکہا اور فرق ضرور چاہیی

لعطف بعضها على بعض في القرآن وهو على ما ذكره بعض الفحول وكان حقيقا بالقبول ان العبث الفعل الذي
اسواسطے کہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہے اور وہ فرق موافق بیان بعضے علماء کی جو لایق قبول کرنے کی ہے یہہ ہے کہ عبث وہ کام ہوتا ہے
ليس فيه لذة ولا فائدة واما الذي فيه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فيه زيادة حظ النفس
جسمیں نہ کچھ لذت ہو نہ کوئی فائدہ اور جس کام میں لذت ہو پر بیفائدہ وہ لعب ہوتا ہے اور ایسی ہی لہو ہے پر لہو میں حظ نفس زیادہ ہوتا ہے
بحيث يشتغل به عما يهمها والكل حرام لانها لم تذكر في القرآن الا على طريق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
اسقدر کہ اوسکی شغل میں اور ضرورت کو بہول جاتا ہے اور یہہ سب حرام ہیں اسواسطے کہ قرآن میں جہاں انکا ذکر ہے سو ہجو کی طور پر ہے جب لعب اور لہو
والعبث علم حرمة استعمال ذلك الدخان لدخوله اما في اللعب واللهو او في العبث بل هو بالعبث انسب
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حرمت حقہ پینی کی بہی معلوم ہوئی کیونکہ حقہ یا تو لعب ہوگا یا لہو ہوگا یا عبث ہوگا بلکہ حقہ کو عبث سی زیادہ مناسبت ہے
لخلوه عن اللذة التي في اللعب واللهو اللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعملين له بتسويل شيطاني فيدخل
کیونکہ لذت سے خالی ہے جو لعب اور لہو میں معتبر ہے ان شاید بعضے حقہ نوشوں کو شیطانی آراستگی سی لذت حاصل ہوگی سوئی اب
في اللعب او اللهو لكن لا يكون فيه شيء من الفائدة اصلا لا من الفائدة الدينية وهو ظاهر ولا من الفائدة
لعب اور لہو میں داخل ہوگا لیکن حقہ میں کوئی فائدہ ہرگز نہیں ہے نہ تو دین کا یہہ تو ظاہر ہے اور نہ کوئی فائدہ
الدنيوية لانه لا يصلح لشيء من الغذاء او الدواء اصلا بل هو مضر لاطباق الاطباء على ان مطلق الدخان
دنیا کا کیونکہ نہ اسمیں ہرگز امکان غذا کا ہے نہ دوا کا بلکہ وہ ضرر رساں ہے کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہیں کہ مطلق دہوان
مضر قال ابن سينا لولا الدخان والقتام لعاش ابن آدم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة
ضرر کرتا ہے شیخ ابن سینا کہتا ہے اگر دہوان اور غبار نہوتا تو ابن آدم ہزار برس جیا کرتا اور جالینوس کہتا ہے تین چیز سی بچنا چاہیے اور چار چیز کا استعمال چاہیے
ولا حاجة لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعليكم بالدسم والحلوى والطيب والحمام
پہر طبیب کی کچھ حاجت نہیں بچتی رہو دہوئیں اور غبار اور بدبوسی اور استعمال کیا کرو چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام
وذكر في القانون ان جميع اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضي وفيه نارية يسيرة قال بعض الفضلاء
اور قانون میں مذکور ہے کہ دہوئیں کی تمام قسمیں باعتبار اپنی جوہر ارضی کی مجفف ہیں اور اسمیں کچھ ناریت ہوتی ہے بعضے فاضل کہتے ہیں
فاذا كان مجففا يكون مجففا للرطوبات البدنية فيؤدي الى حصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب
جب دہوان مجفف ہوا تو بدن کی رطوبت کو خشک کریگا پہر اس سی بہت سی بیماریاں پیدا ہونگی تو اسکا برتنا جایز نہیں ہے اسواسطے کہ
صيانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذكر في نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء
ضرر سی جان کا بچانا واجب ہے اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ بعضی دفعہ
قد يعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه
طبیب بعضی بیماریوں کا علاج بعضی قسم کی دہوئیں سی کرتے ہیں پہر اوسکا فائدہ ظاہر معلوم ہوتا ہے تمام قسم کی دہوں سی ممانعت کرنی کیونکر صحیح ہے
فالجواب انهم يعالجون به لحظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التخفيف فان قيل ما ذكر من التجفيف
تو جواب یہہ ہے کہ طبیب دہوئیں سی تہوڑی دیر کی واسطے علاج کرتے ہیں ہمیشہ کی واسطے نہیں کرتے تاکہ خشکی پیدا ہو پہر اگر کوئی یہہ اعتراض کرے کہ خشکی جو
لا يضر في البلغمي لكثرة رطوباته وانتفاعه بتجفيفها فما وجه المنع فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد
کہتی ہو سو بلغمی مزاج کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ بلغمی میں رطوبات بہت ہوتی ہیں اور خشکی سی بلغمی کو فائدہ ہوتا ہے پہر ممانعت کیوں ہے تو جواب یہہ ہے کہ دہوئیں سی فائدہ لینے کی حد نامعلوم ہے
في معرفة ذلك من طبيب حاذق عارف بالامزجة والقدر الذي ينتفع به والا فالاقدام عليه غير جائز
اب اسکے دریافت کی واسطے بڑا حاذق طبیب چاہیے جو آدمی کی مزاجوں سی واقف ہو اور اوس مقدار کو جانے جسمیں نفع ہوتا ہو اور نہیں تو عمل کرنا ہرگز جایز نہیں ہے

اصلا

اصلا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فان العدول ممن كانوا استعملوه قد اختلفوا فيه فمنهم

اسواسطی کہ سلامتی اور عدم سلامتی مین شک ہی کیونکہ منصف عادل حقہ نوشون کو اسمین اختلاف ہی بعضی اونمین کا

من يقول بضرره ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذى جانب الحق

ضرر کی قائل ہین اور بعضی کہتی ہین ضرر نہین ہی اور بعضون کو ضرر مین شک ہی لیکن اکثر اشخاص کہ حق بات اونکی طرف

اليه اقرب يقول انه فى ابتدائه يحدث قوة فى الجسم وحدة فى البصر وشهوة فى الطعام ونشاطا فى الاعضاء

قریب تر معلوم ہوتی ہی یہہ کہتی ہین کہ حقہ پہلی تو جسم مین قوت پیدا کرتا ہی اور نگاہ مین تیزی اور کہانی کی اشتہا اور اعضا مین سرور

فاذا حصلت المداومة يورث غشاوة فى البصر وثقلا فى الاعضاء وامساكا فى الهاضمة وضعفا فى البدن

پہر جب مداومت ہوجاتی ہی تو بینائی پر پردہ کرتا ہی اور اعضا مین گرانی اور ہاضمہ مین امساک اور بدن مین سستی

وذلك لانه كما قال الاطباء مجفف مع نوع حرارة فيفعل فى ابتدائه ما ذكره اولا وفى انتهائه ما ذكره ثانيا على انه

اور یہہ اسلئی کہ جیسا طبیب کہتی ہین کہ دہوان خشکی کرتا ہی کچہہ حرارت سی سوئی پہلی پہلی وہ ہی اثر کرتا ہی جو پہلی بیان کیا اور آخر کو وہ کرتا ہی جو پیچہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی

لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه ح يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا

کہ اگر فائدہ ثابت بہی ہو تو بعد فائدہ کی استعمال کی ممانعت اسلئی ہی کہ حقہ اب دوا ہوا اور دوا کا استعمال بیماری جانی کی بعد جایز نہین ہی کیونکہ دوا

لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن فيؤدى الى الضرر وما يؤدى الى الضرر يمنع من استعماله وان كان فيه

اگر بیماری کو نہین پاتی کہ جسکو دفع کری تو پہر بدن مین اثر کرتی ہی پہر اوس سی ضرر ہوتا ہی اور جس چیز مین ضرر ہوتا ہو اوسکا استعمال کرنا منع ہی اگرچہ اوسمین

نفع الا ترى ان الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القران بنفعها كما قال الله تعالى يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

فائدہ بہی ہو کیا معلوم نہین کہ شراب جو صریح آیت سی حرام ہی قرآن مین اوسکی فائدہ کی خبر مذکور ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئی کا

قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يحمى جانب الضرر حتى قال الفقهاء

تو کہہ اسمین گناہ بڑا ہی اور فائدی بہی ہین لوگون کو لیکن نفع کی جانب سی اگر ضرر کی جانب مقابل ہو جاتی ہی تو ضرر کی جانب ملحوظ ہوتی ہی یہان تک کہ فقہا کہتی ہین

لو كان فى شئ وجوه شتى توجب الحل والجواز ووجه واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة

اگر ایک چیز مین کئی وجوہ ہون جس سی حلت اور جواز لازم آتا ہو اور ایک وجہ ایسی ہو جس سی حرمت اور عدم جواز لازم آتا ہو تو اسواسطی احتیاط کی

احتياطا فان قيل ان المستعملين له يدعون انهم يجدون عقيب استعماله خفة فى البدن فكيف يصح القول

حرمت کی جانب کو غالب کہینگی اگر کوئی اعتراض کری کہ حقہ نوش دعوی کرتی ہین کہ حقہ پینی کی بعد بدن مین خفت پیدا ہوتی ہی پہر کیونکر کہتی ہو

بعدم النفع فيه فالجواب على ما ذكره بعض المتناولين لتجربة نفعه وضرره ان المستعملين له يحصل لهم

کہ اسمین فائدہ نہین ہی پس جواب موافق بیان بعضی حقہ نوشون کی جنہون نی اوسکی نفع ضرر کا تجربہ کیا ہی یہہ ہی کہ حقہ نوشونکو حقہ پینی ہوئی

حال استعماله الم شديد فعند فراغهم عنه ينجون من ذلك الالم ويحصل لهم راحة فيظن هؤلاء المساكين

ایک سخت الم ہوتا ہی جب وہ پی چکتی ہین تو تب اوس الم سی نجات ہوتی ہی اور ایک طرح کی راحت ملتی ہی سو یہہ بیچاری یہہ جانتی ہین

ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا يدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله ثم ان

کہ یہہ راحت حقہ پینی سی حاصل ہوئی ہی یہہ نہین سمجہتی کہ یہہ راحت حقہ موقوف کرنی سی ہوئی ہی پہر

لنا فى معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجها حسنا يرجع الى الاصول وهو ان الحق فى الاشياء قبل البعثة

ہماری پاس واسطی دریافت اشیاء کی حرمت اور اباحت کی ایک خوب وجہ ہی اصول سی متعلق ہی وہ یہہ ہی کہ حق یون ہی کہ بعثت سی پہلی

ان لا يكون فيها حكم وبعد البعثة اختلف العلماء فيها على ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا

اشیاء مین کوئی حکم حلت اور حرمت کا نہین تہا اور بعثت کی بعد علماء کی تین قول اختلافی ہین اول یہہ کہ تمام اشیاء حرام مگر

ما دل دليل الشرع على اباحته والثاني انها متصفة بالاباحة الا ما دل دليل الشرع على حرمته والثالث

جسکو دلیل شرعی نے مباح کردیا اور دوسرا قول تمام اشیاء مباح مگر جسکو دلیل شرعی نے حرام کردیا اور تیسرا قول

وهو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنى ان الاصل فيها الحرمة وان المنافع

جو صحیح ہے کہ اشیاء میں تفصیل ہے کہ تمام اشیاء ضرر رساں تو حرام یعنی اصل انمیں حرمت ہے اور اشیاء نفع مند

متصفة بالاباحة لقوله تعالى هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فانه تعالى ذكره في معرض الامتنان

مباح ہیں واسطے اس آیت کی وہی ہے جسنے بنایا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب کیونکہ اللہ تعالی نے یہہ آیت منت دہی کی جگہ پر نازل فرمائی ہے

ولا يكون الامتنان الا بالمنافع المباح فكانه قيل هو الذي خلق لاجل نفعكم جميع ما في الارض من المنافع لتنتفعوا

اور منت دہی بدون منفعت مباح کی نہیں ہوسکتی گویا یہہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالی وہ ہے جسنے تمہارے فائدہ کی واسطے تمام منفعت کی چیزیں جو زمین میں ہیں پیدا کیں

بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح يخرج حكم هذا الدخان ايضا فانه لو كان نافعا لكان الاصل فيه الاباحة

تاکہ اوس سے منفعت لو اسی تیسری قول سے جو صحیح ہے حقہ کا حکم بھی نکلتا ہے بیشک حقہ اگر مفید ہوتا تو البتہ اصل میں مباح ہوتا

لكن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو في الاجل فيكون الاصل فيه الحرمة بل لو وقع فيه الشك

لیکن حاذق طبیبوں کی خبر دینے سے ثابت ہوچکا ہے کہ حقہ مضر ہوتا ہے اگرچہ انجام میں پھر اصل حقہ میں حرمت ہے بلکہ اگر ضرر کرنے میں شک ہوتا

لغلب جانب الحرمة كما هو القاعدة الشرعية فانه عليه السلام قال الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات

تو بھی حرمت کی جانب غالب ہوتی چنانچہ یہی قاعدہ شرعی ہے کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے ان دونوں کی بیچمیں مشتبہات ہیں

لا يعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات وقع

جنکو اکثر آدمی نہیں جانتے پھر جو شخص شبہات سے بچتا رہا تو اوسنے اپنا دین اور آبرو بچالی اور جو شبہات میں گھس گیا تو حرام میں واقع ہوا

في الحرام كالراعي يرعى حول الحمى يوشك ان يقع فيه واختلف العلماء في حكم هذه الشبهات فذهب بعضهم

جیسے چوپایہ بیڑ کی گرد چرتا چرتا بیڑ کی اندر گھس جاتا ہے اور علماء نے اختلاف کیا ہے ان مشتبہات کی حکم میں بعضے تو

الى حرمتها لانه عليه السلام قد اخبر في هذا الحديث بان من ترك ما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف

اوسکی حرمت کی قائل ہوئے ہیں اسواسطے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے جس شخص نے ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم اوسکو معلوم نہوا اور اوسکا حال

امره يكون دينه سالما مما يفسده او ينقصه ونفسه ناجيا مما يعيبه ويلام عليه ومن لم يتركه بل فعل يقع

نکھلا ہو تو اوسکا دین مفسدت اور نقصان سے بچا اور اوسکی جان عیب سے اور ملامت سے بچی اور جس نے ترک نکیا بلکہ عمل میں لایا

في الحرام وهذا الدخان مما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف حقيقة امره فمن تركه ولم يستعمله يكون دينه

تو حرام میں پھنسا اور حقہ کا بھی حکم صاف معلوم نہیں ہے اور اوسکا حال کھلا ہوا نہیں ہے پھر جسنے اوسکو ترک کیا نہ پیا تو اوسکا دین

سالما من الفساد والنقصان ناجيا من العيب واللوم بين الانام ومن لم يتركه بل استعمله يقع في الحرام وذهب

فساد اور نقصان سے بچا ہوا ہے خلقت کی طرف سے نہ اوسکو کچھ عیب ہے نہ ملامت اور جسنے ترک نکیا بلکہ پیا حرام میں پھنسا اور

بعضهم الى كراهتها لما جاء في حديث آخر انه عليه السلام قال الامور ثلثة امر تبين لك رشده فاتبعه وامر تبين

بعضے علماء مشتبہات کی کراہت کی قائل ہوئے ہیں اسواسطے کہ اور حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا تین چیزیں ہیں ایک وہ جسکی خوبی تجھکو معلوم ہوگئی اوسکی پیروی کر

لك غيه فاجتنبه وامر اختلف فيه فدع ما يريبك الى ما لا يريبك ولا شك ان امر الدخان مما ارتاب واوقع في الاضطراب

عیب تجھکو معلوم ہوگیا تو اوس سے پرہیز کر ایک وہ ہے جسمیں اختلاف ہے سو اسے چھوڑ مشکوک کو طرف غیر مشکوک کی اور شک نہیں کہ حقہ کا حال ایسا ہے جسمیں شک اور اضطراب آواقع ہے

واقل مراتبه الكراهة ولا يظن انه ينتهي الى درجة الاباحة بتعلل كثير ممن يتعاطاه انه نافع لكل داء وانهم

اوسکا مرتبہ کمسے کم کراہت کا ہے یہہ خیال میں نہیں آتا کہ اباحت کی درجہ کو پہنچ جاوے اکثر حقہ نوشوں کی علت بیان کرنے سے کہ حقہ ہر مرض کی دوا ہے

یجدوا فی استعماله دواء لامراضهم لان ذلک من تلبیس ابلیس علیهم وتزیینه لهم حتی یتولد من تکاثفه فی

بہنی اوسکو پی کر اپنی بیماریونسی شفا پائی اسواسطی کہ اونپر یہہ شیطانی دہوکہا اور ابلیس کی آراستگی دی ہوئی ہی تاکہ دہوان جمتی جمتی آخر کو

عاقبة امره داء لا دواء فان تکراره یسود ما یقابله فیتولد منه الحرارة فیکون فی عاقبة امره داء لا دواء ثم یلزم

ایسی بیماری پیدا ہو جسکی کچہہ دوا نہین ہی کیونکہ حقہ کا باربار پینا سامنی کی جگہ کو سیاہ کر دیتا ہی پہر اوس سی گرمی پیدا ہوتی ہی پہر آخر کو ایسا مرض ہو جاتا ہی

علی دعواهم ان یکون الناس کلهم مرضی وان یکون مرضهم فی جمیع الفصول الاربعة من نوع واحد وان یکون

جسکی دوا نہین ہی پہر انکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام آدمی بیمار ہون اور اونکی بیماری تمام سال چارون فصلون مین ایک ہی قسم کی ہو اور

معالجتهم فیها بشیء واحد علی کیفیة واحدة وبطلانه غیر خفی علی احد من العقلاء ثم فیه اضاعة المال

اونکا علاج بہی ایک ہی دوا سی ایک ہی طریقہ پر ہو اور اسکا بطلان ہر ایک عاقل پر ظاہر ہی پہر اسمین مال کا تلف کرنا ہی

لانه یشتری بثمن غال فیدخل فی الاسراف المحرم مع نتن ریحه واذیته بشامة الذین لا یستعملونه وقد

کیونکہ مہنگی دام سی خریدتا ہی اب اسراف مین جو حرام ہی داخل ہوا اور اوسمین بدبو کہ اون لوگون کی دماغ کو جو نہین پیتی ہین بہت تکلیف دیتی ہی اور

روی انه علیه السلام قال کل مؤذ فی النار وقال الکناسی الرائحة المنتنة تحرق الخیاشیم وتصل الی الدماغ

روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ایذا دینی والی سب دوزخی ہین اور کناسی کہتا ہی بدبو ناک کی نتہنون کو جلا دیتی ہی اور دماغ مین جاکر

وتؤذی الانسان ولذلک قال النبی صلی الله علیه وسلم من اکل من هذه الشجرة فلا یقرب مسجدنا یؤذینا بریحه والمراد من هذه

آدمی کو ایذا دیتی ہی اسی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جس نی اس درخت مین سی کہایا ہو تو ہماری مسجد کی پاس نہ آوی کہ ہمکو اوسکی بو سی ایذا دیوی اور حضرت کی

الشجرة کل ماله رائحة کریهة یتاذی منها الانسان بدلیل تعلیله علیه السلام والمعنی ان من اکل شیئا ماله

علت بیان فرمانی سی ثابت ہی کہ مراد اس درخت سی وہ ہی جسمین ایسی بدبو موجود ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہو اور مراد یہہ ہی کہ جو شخص ایسی چیز کہاوی

رائحة کریهة یتاذی منها الانسان فلا یقربن مسجدنا لانه یؤذینا برائحة الکریهة وقد ثبت فی صحیح مسلم

جسمین بدبو ہو کہ انسان کو اوس سی ایذا ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی پاس ہرگز نہ آوی اسلئی کہ ہمکو بدبو سی ایذا دیگا اور صحیح مسلم مین ثابت ہو چکا ہی

انه علیه السلام کان اذا وجد من رجل فی المسجد ریح البصل والثوم امر به فاخرج الی البقیع ولهذا قال الفقهاء

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی شخص مین مسجد کی اندر بوی پیاز یا لہسن کی پاتی تو بقیع کی طرف نکلوا دیتی اسی واسطی فقہا کہتی ہین

کل من وجد فیه رائحة کریهة یتاذی بها الانسان یلزم اخراجه من المسجد ولو یجره من یده ورجله دون

جسمین ایسی بدبو آتی ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہووی تو اوسکا مسجد سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتہہ سی اور پانون سی کہینچکر

لحیته وشعر راسه فعلی هذا یلزم اخراج کثیر من الائمة والمؤذنین من المسجد فی هذا الزمان لوجود رائحة

ڈاڑہی اور سر کی بال پکڑکر نہین اس روایت کی موافق اس زمانہ مین اکثر امامون اور مؤذنون کا مسجد مین سی نکالدینا لازم آتا ہی کیونکہ اونمین یہہ

الکریهة فیهم بسبب مداومتهم علی استعمال الدخان الکریهة الرائحة بل هم قد یستعملونه فی داخل المسجد الجامع

بدبو موجود ہوتی ہی کیونکہ ہمیشہ حقہ پودا سی جاتی ہین بلکہ بعضی دفعہ جامع مسجد کی اندر پیتی ہین

فیکون الکراهة فی حقهم اشد واکثر وقد کتب بعض المالکیة فی الدیار الحجازیة جوابا عن سؤال یتعلق بالدخان

انکی حق مین کراہت بہت سخت اور بدتر ہی اور بعضی علما مالکی مذہب نی ملک حجاز مین ایک سوال کا جو حقہ کی باب مین تہا یہہ جواب لکہا ہی

وهو ان استعمال الدخان حرام کاصله لان اصله الخشبة والنار لکونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء

کہ دہوئین کو استعمال کرنا حرام ہی جیسی اوسکی اصل اسواسطی کہ اوسکی اصل لکڑی ہی اور آگ کیونکہ دہوان لکڑی کا جز ہوتا ہی کچہہ آگ ملی ہوئی سو دہوان

من النار فهو من حیث اجزائه الناریة التی فیه یحرم استعماله لقوله تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی

اسلئی کہ اوسمین کچہہ آگ ہوتی ہی استعمال کرنا حرام ہی واسطی قول اللہ تعالی کی جو لوگ کہاتی ہین مال یتیمون کی

ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا فدل النص على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى جعله
ناحق وہ یہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ یہہ آیت آگ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی سو دہوان بہی جو اس سی پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور یہہ بہی ہی کہ اللہ تعالی نی
مما يعذب به حيث قال في حق قوم يونس النبي عليه السلام لما آمنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا
دہوئین کو عذاب کی چیزون مین مقرر کیا ہی چنانچہ قوم یونس کی حق مین فرماتا ہی جب یقین لائی کہول دیا ہمنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی
فالعذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في آية اخرى فارتقب يوم تأتي السماء بدخان مبين يغشى الناس
سو عذاب جو اونسی موقوف ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرماتا ہی سو تو راہ دیکہ جسدن کرلاوی آسمان دہوان صریح جو گہیر لی لوگون کو
هذا عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الآية معناه الحقيقي على قول وعلى هذا القول يكون النظم
یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت مین ایک قول کی موافق حقیقی معنی ہین اور اس قول کی موافق آیت کی عبارت سی
الكريم صريحا في كون الدخان عذابا اليما وما به التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا على وجوب
صاف معلوم ہوتا ہی کہ دہوان دردناک عذاب ہی اور جس چیز سی عذاب واقع ہوتا ہو اوسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہا کا اتفاق ہی کہ
الفرار من محل العذاب كبطن محسر فانه على لفظه اسم الفاعل من التحسير اسم واد اهلك الله تعالى فيه
جس جگہ کسی امت کو عذاب ہوا ہو اوس جگہ سی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن محسر کیونکہ اسم فاعل کی وزن پر تحسیر مین سی نام ایک وادی کا ہی جہان اللہ تعالی نی
اصحب الفيل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجب الفرار مما به العذاب اولى ثم ان المستعملين له ترى بهم
اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا پہر جب عذاب کی جگہ سی بہاگنا واجب ہوا تو عذاب کی چیز سی بہاگنا بہت ضرور ہی پہر حقہ پینی والون کو تو دیکہتا ہی
انه يخرج من حلوقهم وانوفهم وفيه تشبيه باهل النار وبالذي يهلكون في آخر الزمان من الاشرار كما جاء في الحديث
کہ دہوان اونکی حلق میں سی اور ناک مین سی نکلتا ہی اور اس حال مین دوزخیون کی موافق اور اونکی برابر ہین جو آخر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی
انه يكون في آخر الزمان دخان يملأ الارض يقيم على الناس اربعين يوما اما المؤمن فيصيبه كهيئة الزكام واما
کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان پیدا ہوگا کہ تمام روی زمین کو ڈہانپ لیگا لوگون پر چالیس دن تک قایم رہیگا پہر مومن شخصون کو تو ایسا ہوگا جیسی زکام ہوتا ہی اور
الكافر فيخرج من منخريه واذنيه وعينيه حتى يصير راس احدهم كالراس الحنيذ اي المشوي فلا ينبغي للمؤمن
کافر کی دونو نتہنون مین سی اور دونو کانون مین سی اور دونو آنکہون مین سی دہوان نکلیگا ایسا کہ ہر ایک کا سر ایسا ہو جاویگا جیسی سر بہنا ہوا یعنی سوختہ سو ایمان والون کو
ان يتشبه باهل العذاب ولا ان يستعمل ما هو من نوع العذاب ولا هو من ملابسات اهل العذاب وقد كره جميع
نہین چاہیی کہ عذاب والون کا سا حال بنالین اور نہ یہہ چاہیی کہ عذاب کی چیزون کو استعمال کرین اور نہ عذاب والون کی سی صورت بنا وین اور تمام علمای ربانی
من العلماء التختم بالحديد والنحاس لما ثبت في الحديث انهما حلية اهل النار وصح على ما ذكره الهلالي في مختصر الاحياء
لوہی اور تانبی کی انگوٹہی برتنی کو مکروہ کیا ہی کیونکہ حدیث سی ثابت ہو چکا ہی کہ لوہا اور تانبا زیور دوزخیون کا ہی اور موافق بیان ہلالی کی مختصر الاحیاء مین
انه عليه السلام كان يكره الطعام السخن ويقول ان الله تعالى لم يطعمنا نارا فهذا الدخان اولى بالكراهة لانه مختلط
صحیح ہوا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گرم کہانی کو مکروہ جانتی اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی کو نہین دی سو اب یہہ دہوان کراہت مین زیادہ تر ہی اسواسطی کہ اسمین
باجزاء نارية كما مر فلو لم يكن في استعماله الا تسويد الثياب والابدان وكراهة الرائحة والانتان يكفي زاجرا للعاقل عن
اجزاء ناری ملی ہوئی ہین چنانچہ گذر چکا ہی پہر اگر حقہ پینی مین سوای سیاہی کپڑون اور جسم اور بدبو اور تعفن کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی اسی سی روکنی کو کافی تہا
استعماله بل لو لم يكن في استعماله الا احياء سنة الكفار الذين اخرجوه واظهروه في بلاد الاسلام توصلا الى اضرار اهل
بلکہ اگر اسکی پینی مین کچہہ نہوتا سوای رواج دینی طریق کفار کی جنہون نی اسکو نکال کر بلاد اسلام مین پہیلایا ہی اہل اسلام کی ضرر رسانی کی لئی
الاسلام لكان باعثا للعاقل على اجتنابه ومانعا عن ارتكابه لكن اكثر اهل الزمان طبايعهم خامدة صعبة
تو بہی عاقل کی لئی باعث اجتناب کا تہا اور اسکی اختیار کرنی سی مانع آتا لیکن اس زمانہ کی لوگون کی طبیعتین ایسی بجہی ہوئی ہین کہ اصلا مطیع نہین ہوتین

لا ينقاد

الانقیاد مائلة دائما الی مالا یعنیهم ان نصحوا لم یقبلوا وان علّموا لم یتعلموا وان فهموا لم یتفهموا
ہمیشہ بیفائدہ امور کی طرف جھکی رہتی ہیں اگر نصیحت کرو تو نہیں مانتی اگر سکھاؤ تو نہیں سیکھتی اگر سمجھاؤ تو نہیں سمجھتی
وان فهموا ترکوا اما فهموا وهم من الذین ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی
اور اگر سمجھیں تو سمجھ کر ترک کریں اور وہ ایسی لوگ ہیں کہ اگر دیکھیں راہ سنوار کی تو نہ ٹھہراویں راہ اور اگر دیکھیں راہ اولٹی
یتخذوه سبیلا نسئل الله تعالی ان یوفقنا سبیل الرشد ویبعدنا عن سبیل الغی

المجلس الحادی والثلثون

اوسکو ٹھہراویں راہ ہم اللہ تعالی سی سوال کرتی ہیں کہ ہمکو نیک رستہ کی توفیق دی اور ہمکو کجی کی راہ سی دور رکھی اکتیسویں مجلس

فی بیان سنة الاعتکاف وطلب لیلة القدر فیه وفضیلته

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
بیان میں سنت ہونی اعتکاف کی اور لیلۃ القدر کی تلاش اور اوسکی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
انی اعتکفت العشر الاول بطلب هذه اللیلة ثم اعتکفت العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی انها فی العشر
میں نی رمضان کی پہلی دہہ میں لیلۃ القدر کی تلاش میں اعتکاف کیا پہر بعد اوسکی بیچ کی دہہ میں اعتکاف کیا پہر میں تیار ہوا یا تو مجھسی کہا کہ لیلۃ القدر کو پچھلی عشرہ
الاواخر فمن کان اعتکف معی فلیعتکف فی العشر الاواخر فقد اریت هذه اللیلة ثم انسیتها هذا الحدیث من صحاح
میں تلاش سو جنہی میری ساتھہ اعتکاف کیا ہو تو وہ پچھلی عشرہ میں پہر اعتکاف کری میں نی لیلۃ القدر کو بیشک دیکھا پہر میری تئیں بہلادی یہہ حدیث مصابیح کی
المصابیح رواه ابو سعید الخدری واصله علی ما فی الصحیحین انه علیه السلام اعتکف العشر الاول من
صحیح حدیثوں میں ہی ابو سعید خدری کی روایت سی اور اصل اس حدیث کی جیسی کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہی یوں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی رمضان کی پہلی عشرہ میں
رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبة ترکیة ثم اطلع راسه فقال انی اعتکفت العشر الاول لطلب
اعتکاف کیا پہر بیچ کی دہہ میں ترکی خیمہ کی اندر اعتکاف کیا پہر سر مبارک باہر نکال کر فرمایا کہ میں نی پہلی دہہ میں اس شب کی تلاش میں اعتکاف کیا
هذه اللیلة الی آخر الحدیث وفیه دلیل علی ان المقصود من شرعیة الاعتکاف طلب لیلة القدر فانها
آخر حدیث تک اور اسمیں یہہ دلیل ہی کہ مقصود اعتکاف کی مشروع ہونی سی شب قدر کی تلاش ہی کیونکہ یہہ شب موافق مضمون نص
لکونها خیر من الف شهر بالنص یلزم احیاءها باشرف الاعمال اذ فیه تفریغ القلب عن امور الدنیا وتسلیم
کی ہزار مہینوں سی بہتر ہی تو اوس شب میں نیک اعمال کی شغل میں جاگتی رہنا لازم ہی کیونکہ اسمیں امور دنیا سی دل کا خالی رکھنا اور
النفس الی المولی والتحصن بحصن حصین وملازمة بیت رب العالمین فیکون کمن احتاج الی عظیم
مولی کو جان کا حوالہ کرنا اور پناہ لینی قلعہ مضبوط سی اور ملازمت پروردگار عالم کی گہر کی ہی پہر یہہ ایسا ہی جیسی کوئی ایک تونگر کا محتاج ہو کر اوسکی
فلازمه حتی قضی ماربه فان قیل اذا کان شرعیة الاعتکاف لطلب لیلة القدر فلم لم یختص باللیل فالجواب
دروازی پر یہاں تک پڑا رہی کہ اوسکا مطلب روا کردی اگر کوئی اعتراض کری جب مشروعیت اعتکاف کی واسطی تلاش لیلۃ القدر کی ہی تو پہر اعتکاف رات ہی سی خاص کیوں نہ ہوا
ان الشافعی قد نص علی کون الاجتهاد فی یومها کالاجتهاد فی لیلتها فی الاستحباب ذکره النووی فی الاذکار
کہ امام شافعی نی صاف کہا ہی کہ اسی دن کی اندر ایسی ہی مستحب ہی جیسی رات کو مستحب ہی یہہ نووی نی اذکار میں بیان کیا ہی
وهذا الحدیث یقتضیه ایضا لانه علیه السلام اعتکف العشر الاول من رمضان لطلب تلک اللیلة
اور اس حدیث سی بہی یہہ ہی لازم آتا ہی اسو اسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی رمضان کی پہلی عشرہ میں لیلۃ القدر کی تلاش کی لئی اعتکاف کیا
ثم اعتکف العشر الاوسط فلما اتی آت من الملئکة فقال انها فی العشر الاواخر لا فی العشر الاول ولا فی
پہر بیچ کی عشرہ میں اعتکاف کیا پہر جب ایک فرشتہ نی آکر کہا کہ لیلۃ القدر پچھلی عشرہ میں ہی نہ تو پہلی عشرہ میں ہی اور نہ
العشر الاوسط فعزم علیه السلام علی الاعتکاف فی العشر الاواخر وحث علی اعتکافها فانه علیه السلام کان
بیچ کی عشرہ میں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی پچھلی عشرہ میں اعتکاف کا عزم کیا اور اور لوگوں کو رغبت دی سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

يعتكف العشر الاواخر من رمضان حتى يتوفاه الله تعالى ثم اعتكف ازواجه من بعده قال الزهري
رمضان کی پچھلی عشرہ مین ہمیشہ اعتکاف کرتی رہی یہان تک کہ اللہ تعالی نی اونکو وفات دی پہر اونکی بعد ازواج مطہرات کرتی رہین زہری کہتا ہی
عجبا من الناس كيف يتركون الاعتكاف ورسول الله عليه السلام كان يفعل الشيء ويتركه ولم يترك الاعتكاف
لوگونسی تعجب آتا ہی کہ اعتکاف کیسا چہوڑ رکہا ہی اور حال یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام ہو کرتی بہی اور چہوڑ بہی دیتی اور اعتکاف
حتى قبض ثم الاعتكاف في اللغة الاقامة على الشيء وحبس النفس عليه وفي الشريعة الاقامة في المسجد واللبث
اخیر دم تک نہین چہوڑا پہر اعتکاف کی معنی لغت مین ایک شی پر قایم رہنا اور اوس شی پر نفس کو روکنا اور شریعت مین نیت کی ساتھہ مسجد مین دیر تک ٹہری
فيه مع النية اما اللبث فركنه واما المسجد والنية فشرطه والمعنى اللغوي موجود فيه مع زيادة وصف
رہنا درنگ کرنی یعنی ٹہری رہنا تو اعتکاف کا رکن ہی اور مسجد اور نیت اعتکاف کی شرط ہین اور لغوی معنی بہی شرعی معنون مین زیادتی وصف کی ساتھہ
وهو سنة مؤكدة في العشر الاخير من رمضان لانه عليه السلام واظب عليه بعد ما قدم المدينة الى
پائی جاتی ہین اور اعتکاف سنت مؤکدہ ہی رمضان کی پچھلی عشرہ مین اسواسطی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سی مدینہ مین تشریف لائی تو اعتکاف ہمیشہ کرتی رہی
ان توفاه الله تعالى فان قيل المواظبة من غير ترك دليل الوجوب فلم لم يجب الاعتكاف فالجواب انه عليه السلام
یہان تک کہ اللہ نی اونکو وفات دی اگر کوئی اعتراض کری ہمیشگی ایک عمل کی بدون ترک کی وجوب کی دلیل ہوتی ہی پہر اعتکاف واجب کیون نہین ہوا تو جواب یہ ہی
كان في حق الواجب بعد المواظبة عليه ينكر على تاركه ولم ينكر على من ترك الاعتكاف فعلم انه ليس بواجب
کہ نبی علیہ السلام عمل واجب کی باب مین بعد مواظبت کی اوس عمل کی تارک کو برا جانتی تہی اور اعتکاف کی تارک پر کبہی انکار نہین کیا اس سی معلوم ہوا کہ اعتکاف
بل هو سنة مؤكدة على طريق الكفاية في العشر الاخير من رمضان وفي غيره من الازمنة نفل وانما يجب
واجب نہین ہی بلکہ سنت مؤکدہ رمضان کی پچھلی عشرہ مین بطور کفایہ کی ہی اور رمضان کی پچھلی عشرہ کی سوا اور وقتون مین نفل ہی اور واجب تب ہوتا ہی
بالنذر والتعليق بالشرط واما ما كان بالشروع فهو تطوع ثم ان اقل الواجب يوم حتى لو نذر اعتكاف يوم
کہ نذر مانو یا کسی شرط سی متعلق کرو لیکن جو اعتکاف شروع کرنی سی لازم ہو جاتا ہی سو وہ تطوع ہی پہر کم سی کم مدت اعتکاف واجب کی ایکدن ہی یہان تک کہ اگر اعتکاف
يدخل المسجد قبل طلوع الفجر ولا يخرج الا بعد غروب الشمس فان قطعه قبل ذلك او افسده يقضيه
ایکدن کا نذر مانا تو مسجد مین صبح صادق سی پہلی داخل ہو اور بعد غروب آفتاب کی مسجد سی نکلی سو اگر غروب آفتاب سی پہلی اعتکاف کو قطع کیا یا فاسد کردیا تو اوسکو قضا کری
ولو نذر اعتكاف يومين او اكثر يدخل المسجد في ابتداء شروعه قبل غروب الشمس
اور اگر دو دن یا کئی دن کی اعتکاف کی نذر کری تو اعتکاف شروع کرنیکو مسجد مین غروب آفتاب سی پہلی داخل ہو
ولا يخرج عند تمامه الا بعد غروبها ولو مات قبل ان يعتكف يلزمه ان يوصي بان يطعم
اور پورا ہونی کی بعد مسجد سی بعد غروب آفتاب کی نکلی اور اگر اعتکاف کرنی سی پہلی مرجاوی تو لازم ہی کہ وصیت کردی
عنه لكل يوم نصف صاع من الحنطة ولا يصح ما وجب من الاعتكاف الا بالصوم
کہ ہر ہر دن کی بدلی آدہ آدہ صاع گیہون کا مساکین کو دیدین اور اعتکاف واجب بدون روزہ کی ادا نہین ہوتا
حتى لو نذر اعتكاف يوم قد اكل فيه لا يصح نذره ولا يلزمه شيء وكذا
یہان تک کہ اگر کسی نی ایکدن کا اعتکاف نذر مانا کہ اوسمین کہا چکا تہا تو اوسکی نذر صحیح نہین ہی اور اوسکی ذمہ کچہہ لازم نہین ہی اور ایسی ہی
لو نذر اعتكاف ليلة لا يصح لان الليل ليس محلا للصوم واما النفل فالصوم
اگر رات کی اعتکاف کی نذر کی تو صحیح نہین ہی مسلئی کہ رات کو روزہ نہین ہوتا اور اعتکاف نفلی مین ظاہر روایت کی موافق روزہ
ليس شرطا فيه في ظاهر الرواية وهو قولهما ايضا فعلى هذه الرواية ليس لاقله تقدير حتى ان من
شرط نہین ہی اور صاحبین کا بہی یہی قول ہی اب اس روایت کی موافق کم سی کم مدت اعتکاف کی مقرر نہین ہی یہان تک کہ جو شخص

دخل المسجد ونوى الاعتكاف الى ان يخرج يكون معتكفا مادام فيه ويحصل له ثواب المعتكفين فاذا خرج

مسجد میں آوی اور نکلنی تک کی وقت میں اعتکاف کی نیت کری تو معتکف ہو جاویگا جبتک مسجد میں رہیگا اور اوسکو اعتکاف والوں کا سا ثواب ملیگا اور جب

منه ينتهي اعتكافه وروى الحسن عن ابي حنيفة ان الصوم شرط الصحة فعلى هذه الرواية اقله يوم ثم الاعتكاف

مسجد سی نکلیگا تو اوسکا اعتکاف پورا ہو جاویگا اور حسن امام ابو حنیفہ سی روایت کرتا ہی کہ روزہ صحت اعتکاف کی شرط ہی پس اس روایت کی موافق کم سی کم مدت ایک دن

لا يصح الا في مسجد الجماعة له امام ومؤذن يصلي فيه الصلوات الخمس بالجماعة لانه عبادة انتظار الصلوة

سوا مسجد جماعت کی جسکا امام اور مؤذن معین ہو اور اوسمیں پانچوں نمازیں جماعت سی ہوتی ہوں درست نہیں ہوتا اسواسطی کہ نماز کی انتظاری عبادت ہی

فيختص بمكان يصلي فيه ذلك والمرأة تعتكف في مسجد بيتها اي في موضع صلوتها في بيتها ولا يخرج منه

سو ایسی جگہ ہونا چاہیٔ جہاں وہ نمازیں ہوتی ہوں اور عورت اپنی گہر کی مسجد میں اعتکاف کری یعنی جس جگہ اپنی گہر میں نماز پڑہتی ہی پہر اوس جگہ سی

اذا اعتكفت فيه وليس لها ان تعتكف في غير موضع صلوتها في بيتها وان لم يكن في بيتها موضع الصلوة

اگر اعتکاف کیا تو نہ نکلی اور عورت کو جایز نہیں ہی کہ اپنی گہر میں سوا نماز کی جگہ کی اور کہیں اعتکاف کری اور اگر اوسکی گہر میں نماز کی جگہ کوئی معین نہو

لا يجوز لها الاعتكاف فيه ولا يخرج المعتكف من المسجد الا لحاجة شرعية كالجمعة او طبيعية كالبول و

تو اوسکو گہر میں اعتکاف کرنا جایز نہیں ہی اور معتکف مسجد سی بدوں حاجت شرعی کی باہر نہ نکلی جیسی نماز جمعہ یا بدوں حاجت طبیعی کی جیسی پیشاب اور

الغائط واذا خرج لبول او غائط لا يمكث في منزله بعد الفراغ من الطهور ويخرج الى الجمعة حين زوال الشمس

پاخانہ اور اگر واسطی پیشاب یا پاخانہ کی مسجد سی باہر آیا تو طہارت سی فارغ ہو کر گہر میں دیر نہ لگاوی اور نماز جمعہ کی واسطی آفتاب ڈہلنی کی وقت جاوی

ان كان معتكفا قريبا من الجامع بحيث لو انتظر زوال الشمس لا يفوته الخطبة وان كان تفوته الخطبة

اگر مسجد جامع سی نزدیک معتکف ہو ایسا کہ اگر آفتاب ڈہلنی کا انتظار کری تو خطبہ نہ فوت ہو جاوی اور اگر جانی کہ خطبہ ہو چکیگا

لا ينتظر زوال الشمس بل يخرج في وقت يمكنه ان ياتي الجامع ويصلي اربع ركعات قبل الاذان الذي بين يدي

تو آفتاب ڈہلنی کا انتظار نکری بلکہ ایسی وقت روانہ ہو کر مسجد جامع میں جا کر چار رکعتیں نماز کی اوس اذان سی پہلی پڑہ لی جو منبر کی سامنی ہوتی ہی

المنبر وفي رواية ست ركعات ركعتان تحية المسجد واربع سنة وبعد الجمعة يمكث بقدر ما يصلي اربع

اور ایک روایت یہی ہی کہ چہ رکعتیں پڑہ لی دو رکعت تحیۃ المسجد کی اور چار سنتیں اور بعد نماز جمعہ کی اتنا ٹہری کہ چار رکعتیں

ركعات او ست ركعات على حسب اختلاف الاخبار الواردة في النافلة بعد الجمعة ولا يمكث اكثر من ذلك

یا چہ رکعتیں پڑہ لی موافق اختلاف حدیثوں کی کہ جمعہ کی بعد کی نفلوں میں وارد ہوئی ہیں اور اسقدر سی زیادہ دیر نہ لگاوی

وان مكث لا يضره ولو يوما وليلة لكن لا يستحب له ذلك ولا يخرج لعيادة المريض ولا لصلوة الجنازة ولا

اور اگر دیر لگاویگا تو کچہ نقصان نہیں ہی اگرچہ ایک دن رات تک لیکن یہہ خلاف مستحب ہی اور بیمار پرسی کی واسطی نہ جاوی اور نہ واسطی نماز جنازہ کی جاوی اور نہ

لاداء الشهادة وهذا كله قول ابي حنيفة لان الخروج من المسجد بلا عذر ولو ساعة يفسد الاعتكاف عنده

گواہی دینی جاوی یہہ تمام قول امام ابو حنیفہ کا ہی اسواسطی کہ مسجد میں سی بلا عذر نکلنا اگرچہ ایک ساعت کی لئی ہو اونکی نزدیک اعتکاف کو فاسد کرتا ہی

وهو الاقيس لان الخروج ينافي اللبث وما ينافي في الشيء يستوي فيه القليل والكثير كالاكل في الصوم والحدث

اور یہہ ہی قابل قیاس کی ہی اسواسطی کہ باہر نکلنا اندر ٹہرنی کی خلاف ہی اور جو شی کسی شی کی خلاف ہوتی ہی اسمیں تہوڑا بہت سب برابر ہی جیسی روزہ میں کہانا

في الطهارة وكذا اذا خرج ساعة بعذر المرض يبطل لان الخروج بعذر المرض من حيث انه لا يغلب وقوعه لم يكن

اور وضوء میں حدث اور ایسی ہی اگر ایک ساعت کی واسطی بیماری کی عذر سی نکلی تو اعتکاف باطل ہو جاتا ہی اسواسطی کہ بیماری کی عذر سی نکلنا باین اعتبار کہ نادر الوقوع ہی

مستثنى عن الايجاب فصار كانه خرج من غير عذر الا انه لا ياثم بالخروج بعذر المرض وكذا اذا خرج بغير عذر

کبہی کبہی ہوتی ہی ایجاب سی مستثنی نہیں ہوا ہی سو اب گویا بلا عذر باہر نکل آیا ہاں اتنا ہی کہ بیماری کی عذر سی نکلنی میں گنہگار نہیں ہوتا اور ایسی ہی اگر بلا عذر

ناسیا بطل اعتکافه ولکن اذا انهدم المسجد وانتقل الی مسجد اخر او اخرجه السلطان کرها او اخرجه
... نکل آوی تو اعتکاف باطل ہو جاتا ہی اور ایسی ہی اگر مسجد ڈھ جاوی اور معتکف دوسری مسجد میں چلا جاوی یا اوسکو حاکم زبردستی نکال دی یا قرض خواہ نکال دی

الغریم او خرج هو وحبسه الغریم ساعة یبطل اعتکافه وقالا لا یفسد ما لم یخرج اکثر من نصف یوم وهو
یا وہ آپ نکلی اور قرض خواہ ایک ساعت بہر پکڑ رکہی اعتکاف باطل ہو جاتا ہی اور صاحبین کہتی ہیں اعتکاف باطل نہیں ہوتا جبتک آدہی دن سی زیادہ نکلا

اوسع للناس اذ لا بد لهم من الخروج لاقامة حوائجهم فلو لم یبح القلیل منه لوقعوا فی الحرج ولا حرج فی الکثیر
اس قول میں لوگوں کو بہت گنجایش ہی کیونکہ واسطی اپنی کاربار ضروری کی نکلنا پڑتا ہی پس اگر تہوڑی مدت مباح نہووی تو البتہ حرج ہووی گا اور اس زیادت یعنی آدہی

الذی هو اکثر من نصف یوم ویجوز للمعتکف ان یاکل ویشرب وینام ویبیع ویشتری فی المسجد من غیر
دن سی زیادہ میں کچہہ حرج نہیں ہی اور معتکف کو جایز ہی کہ مسجد کی اندر کہاوی اور پیوی اور سووی اور بیچی اور خرید کی پر بکری کا اسباب مسجد میں

احضار السلعة فیه قال بعض العلماء المراد به ما لا بد منه کالطعام ونحوه واما اذا اراد ان یتخذه متجرا
نہ لاوی بعضی علماء کہتی ہیں کہ اس سی مراد ضروری کام ہیں جیسی کہانا وغیرہ اور اگر معتکف چاہی کہ مسجد کو دکان تجارت کی بناوی

یکره له ذلک قال الزیلعی وهذا صحیح لانه منقطع الی الله تعالی فلا ینبغی له ان یشتغل فیه بامور
تو یہہ مکروہ ہی زیلعی کہتا ہی کہ یہہ قول صحیح ہی کیونکہ خدا کی واسطی الگ ہو بیٹہا ہی تو اب اچہا نہیں ہی کہ مسجد میں امور دنیا میں مشغول ہو

الدنیا ویکره له الصمت والمراد صمت یعتقده عبادة وهو منهی عنه لکونه شریعة منسوخة ویلازم
اور معتکف کو مکروہ ہی چپکی رہنا اور مراد چپکی رہنا عبادت سمجہہ کر اور یہہ ممنوع ہی اسواسطی کہ یہہ طریق منسوخ ہی قرآن کی تلاوت

قراءة القران والحدیث وعلم الدین وسیر النبی وقصص الانبیاء وحکایات الصالحین وکتابة امور الدین و
کی جاوی اور حدیث اور علم دین فقہ وغیرہ اور تاریخ نبی اور احوال انبیا کی اور حکایات صالحین کی پڑہا کری امور دینی لکہا کری اور رہی

اما التکلم بما لیس بخیر فانه مکروه لغیر المعتکف فی غیر المسجد فما ظنک للمعتکف فی المسجد ویحرم علیه
گفتگو بیجا بیہودہ تو بدون اعتکاف کی مسجد سی باہر بہی مکروہ ہی پہر معتکف کی واسطی مسجد کی اندر تجہکو کیا خیال ہی اور معتکف پہ

الوطی بقوله تعالی وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ وکذا دواعیه کالمس والقبلة ویبطل الاعتکاف
وطی حرام ہی موافق اس آیت کی اور نہ لگو اونسی جب اعتکاف بیٹہی ہو مسجدوں میں اور ایسی ہی وطی کی سامان جیسی چہونا اور بوسہ لینا اور وطی سی مطلقا اعتکاف

بالوطی مطلقا وبالدواعی ان انزل والا فلا ولو اراد ایجاب الاعتکاف علی نفسه ینبغی ان یذکر بلسانه ولا
باطل ہو جاتا ہی اور وطی کی سامان سی اگر انزال ہوگیا تو باطل ہو جاتا ہی اور نہیں تو نہیں باطل ہوتا اور اگر کسی نی اپنی اوپر اعتکاف واجب کرنیکا ارادہ کیا تو چاہیی کہ زبان سی کہی

یکتفی بنیة القلب لان النذر عمل اللسان فلا یکون الا به بخلاف النیة فانها عمل القلب ولو اعتکف رجل
صرف دل کی نیت پر اکتفا نہ کری اسواسطی کہ نذر کرنا زبان کا کام ہی سو زبان ہی سی پورا ہوتا ہی بخلاف نیت کی کیونکہ یہہ دل ہی کا کام ہی اور اگر کسی شخص نی

من غیر ان یوجبه علی نفسه ثم خرج لا شیء علیه فی ظاهر الروایة المجلس الثانی والثلثون فی بیان
بلا وجوب اعتکاف شروع کیا پہر اعتکاف سی خارج ہوا تو ظاہر روایت میں اوسپر کچہہ نہیں آتا بتیسویں مجلس

صدقة الفطر واحکام العیدین وبیان البدع فیه فرض رسول الله صلی الله علیه وسلم
صدقة الفطر کی بیان اور دونو عید کی احکام میں اور بیان عید کی بدعتوں کا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی زکوة فطر کی

زکوة الفطر طهرة للصائم من اللهو واللغو والرفث وطعمة للمساکین هذا الحدیث من حسان المصابیح
فرض کر دی یہہ روزہ دار کی طہارت کی واسطی لہو اور لغو اور رفث سی اور واسطی روزی مساکین کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

[illegible] وهو یدل علی وجوب صدقة الفطر لان الفرض فی اللغة بمعنی التقدیر وفی الشرع بمعنی
[illegible] صدقہ فطر کا واجب معلوم ہوتا ہی [illegible] اندازہ کرنیکی ہیں اور شرع میں ایجاب کی

الايجاب ولفظ الشارع اذا دار بين المعنى الشرعي والمعنى اللغوي يتعين حمله على المعنى الشرعي ما امكن لان
معنی ہیں اور شارع کی کلام اگر درمیان معنوں شرعی اور معنوں لغوی کی دایر ہوتی ہی تو وہ جہاں تک ہوسکی شرعی معنوں پر حمل کی جاتی ہیں اسواسطی
الغالب من حال النبي عليه السلام تعريف الاحكام دون اللغات فعلى هذا يكون المعنى ان وجوب صدقة الفطر
کہ اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعی کو بیان فرماتی تہی لغات نہیں بیان کرتی تہی اس تقریر کی موافق معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ صدقہ فطر کا
على الانسان لفائدتين احدهما كونها كفارة لخطاياه وتطهيرا له مما صدر عنه في حال الصوم من اللهو واللغو
انسان پر دو فائدہ کی واسطی واجب ہوا ہی ایک تو کفارہ ہی اوسکی خطاؤں کا اور اوسکی پاکیزگی ہی اوس بیجا عمل سی جو روزہ کی حالت میں ہوا ہو لہو اور لغو
الذين ليس في واحد منهما فائدة دينية او دنيوية ومن الرفث الذي هو الكلام القبيح وما يضاهيه من الفاظ الجماع
جنمین کوئی فائدہ نہیں ہی نہ تو فائدہ دین کا اور نہ فائدہ دنیا کا اور طہارت ہی رفث سی یعنی کلام بد اور جو اوسکی مانند ہی الفاظ جماع کی
لان الحسنات يذهبن السيئات والثانية كونها قوتا للمساكين حتى يكون الفقير في هذا اليوم كالغني في
البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو اور دوسرا فائدہ مساکین کی روزی ہی یہاں تک کہ فقیر اوس روز قوت حاصل کرکر غنی کی مانند ہو جاتا ہی
وجدان القوة وعدم الاحتياج الى السؤال لانه عليه السلام قال اغنوهم عن المسئلة في مثل هذا اليوم واشار
اور حاجت سوال کی نہیں رہتی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا انکو سوال کرنی سی آج کی روز غنی کردو اور یہہ اشارہ ہو
الى ان هذا اليوم انما يكون عيدا للفقراء اذا استغنوا فيه عن السؤال بوصول صدقة الاغنياء اليهم
کہ یہہ دن فقیروں کی حق میں عید جب ہی ہی کہ توانگروں سی صدقہ لیکر سوال کرنی کی حاجت نرہی
لان الاغنياء مكلفون بانفاق المال في سبيل الخير وسر ذلك التكليف ان المال محبوب الخلق وهم مامورون
اسواسطی کہ توانگروں کو حکم ہی کہ راہ خیر میں مال خرچ کریں اس حکم میں بہید یہہ ہی کہ مال تمام خلقت کو محبوب ہوتا ہی اور اونکو محبت الہی کا حکم ہی
بحب الله تعالى وقد ادعوا ذلك بنفس الايمان لان قولهم لا اله الا الله معناه انا قد علمنا واعتقدنا ان
اور وہ بہی صرف ایمان کی راہ سی محبت کا دعوی کرتی ہیں اسلئی کہ اونکا قول لا الہ الا اللہ اسکی یہہ معنی ہیں ہمنی جان لیا اور اعتقاد کیا کہ
لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمنا عبادته ومحبته ولا نعبد ولا نحب الا اياه فجعل بذل المال معيارا
نہ کوئی معبود ہی اور نہ کوئی محبوب ہی سواء اللہ کی سو ہمنی اوسکی عبادت اور محبت اپنی ذمہ پر لی نہ ہم اوسکی سوای کسیکی عبادت کریں نہ کسیکو محبوب رکہیں سوال کا خرچ کرنا
لحبهم ومصدقا لصدقهم من حيث ان جميع المحبوبات تبذل في سبيل المحبوب الذي غلب حبه في قلبه
اونکی محبت کا نشان مقرر ہوا ہی اور اونکی سچی دعوی کی تصدیق ہی اس لحاظ سی کہ تمام محبوب چیزیں ایسی محبوب کی واسطی کہ اوسکی محبت دل میں زیادہ تر ہو خرچ کردیاکی
فمن بذل فهو من الذين صدقوا ما عاهدوا الله عليه ومن لم يبذل يكون من الذين يقولون بافواههم
سو جسنی مال خرچ کیا وہ اون لوگوں میں ہی کہ اللہ سی جو عہد کیا تہا وہ سچ کر دیکہایا اور جسنی مال نہ خرچ کیا وہ اون لوگوں میں ہی جو زبانی وہ باتیں بناتی ہیں
ما ليس في قلوبهم بل ممن اتبع هواه وجعله الها لنفسه حتى كانه يعبده فان من يعمل بهوى نفسه لا
جو اونکی دلمیں نہیں ہیں بلکہ اونمیں ہیں جو اپنی ہوا کی تابع ہیں اور ہوا کو اپنا معبود بنایا ہی گویا اوسی کی عبادت کرتا ہی کیونکہ جو ہوا نفسانی پر عمل کرتا ہی
يهوى نفسه شيئا الا يرتكبه ويخالف مولاه ولهذا قال النبي عليه السلام ابغض اله عبد في الارض عند
تو پہر اوسکا نفس جو تمنا کرتا ہی سو بہی کرتا ہی اور مولی کی مخالفت کرتا ہی اسیواسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بدتر معبود کہ زمین کی اوپر پوجا گیا ہی
الله تعالى هو الهوى فعلى هذا يجب على المكلف في هذا العيد [illegible] الاشياء الاول ترك المعاصي فان المعصية
خدا کی نزدیک ہوا ہوس ہی اسکی واقف مکلف [illegible] اس عید میں کئی چیزیں واجب ہیں اول [illegible] ترک کرنا کیونکہ معصیۃ کا ترک کرنا
وان كان تركها [illegible] لازم واوجب لقوله تعالى ان [illegible]
گرچہ ہمیشہ ہر وقت میں لازم [illegible] واجب ہوتا ہی اس لئی ہی مہینہ کی [illegible]

الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتب الله يوم خلق السموت والارض منها اربعة حرم ذلك الدين
اللہ کی پاس بارہ مہینے ہین اللہ کی حکم بیچ جسدن پیدا کئی آسمان وزمین اونمین چار ہین ادب کی یہہ ہی سیدہا

القيم فلا تظلموا فيهن انفسكم يعني ان عدة الشهور القمرية التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية
دین سو اونمین ظلم نکرو اپنی اوپر یعنی گنتی قمری مہینون کی جس پی بہت سی احکام شرعی موافق حکم الٰہی کی متعلق ہو رہی ہین

في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموت والارض من تلك الشهور الاثني عشر
وہ تمام بارہ مہینی ہین لوح محفوظ مین ثابت جبسی اللہ تعالی نی آسمان وزمین کو پیدا کیا ہی اون بارہ مہینون مین سی۔

اربعة حرم وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وكون هذه الشهور الاربعة المعينة حرما هو الدين
چار معزز ہین یعنی ذیقعد خالی اور ذالحج بقرعید اور محرم دہا اور رجب مریم روزہ اور یہہ چارون معین مہینی جو معزز اور حرم ٹہری ہین یہہ طریق

المستقيم دين ابراهيم واسمعيل عليهما السلام فلا تظلموا فيهن انفسكم بهتك حرمتها وارتكاب المعاصي
راست دین ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کا ہی سو تم لوگ ان مہینون کی حرمت توڑکر اور انکی اندر عمل بد کرکر اپنی جان پر ظلم مت اتارو

فيها فان العمل الصالح كما انها اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم وزرا من المعصية في غيرهن
کیونکہ نیک کار جیسی ان مہینون کی اندر ثواب مین زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی گناہ ان مہینون کی اندر سزا مین بہ نسبت اور مہینون کی سخت ہوتا ہی

وكذا المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر وايام العيدين ولياليهما
اور ایسی ہی گناہ ماہ رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین اور دونو عیدکی دن اور انکی راتون مین

اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل فيها وجعل ثواب العبادات ونزول
سزا مین زیادہ ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی ان اوقات کو یہہ فضیلت بخشی ہی کہ ان وقتون مین خاص خاص عبادتین مقرر فرمائین جو اونمین عمل مین آتی ہین اور ثواب عبادتکا

الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة فمن لم يعرف هذه النعمة التي كانت عليه فيها
اور رحمت کا نازل کرنا اور مغفرت کا دینا ان وقتون مین بہ نسبت اور وقت کی واسطی رحمت اس امت کی زیادہ مقرر فرمایا ہی پہر جو شخص اس نعمت کی قدر نہ سمجہی جو اسکو ان وقتون مین

بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى
حاصل ہی بلکہ ان مہینون کی حرمت طرح طرح کی گناہ عمل کرکر خراب کری تو بیشک وہ شخص سخت تر عذاب کا مستحق ہی اور اوسکا عذاب زیادہ تر چاہیی سو

المؤمن ان يعرف ما انعم عليه ويعظم ما عظمه الله تعالى حتى يكون عند الله عظيما وتعظيم هذه الاوقات
مومن کو لازم ہی کہ جو اوسکو اللہ نی انعام دیا ہی اوسکو پہچانی اور جسکو اللہ نی عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تاکہ اللہ کی نزدیک اوسکو بہی عظمت ملی اور ان اوقات کی تعظیم

انما يكون بزيادة الاعمال الصلحت فيها فمن عجز عنها فاقل حاله في التعظيم ان يحترز عما يحرم عليه ويكره له
یہی ہی کہ ان وقتون مین صالح اعمال زیادہ تر کیا کری جس سی یہہ نہو سکی تو پہر کم سی کم تعظیم اسکی حق مین یہہ ہی کہ محرمات اور مکروہات سی کنارہ کری سو تمام بدعات

فيترك البدع والمنكرات وما لا ينبغي له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمان فقد
اور منکرات اور جو جو بیہودہ کار اسکو ان اوقات مین لایق نہین ہین سب ترک کری اور اس زمانہ کی اکثر لوگون نی ان امور کی برخلاف اختیار کر لیا ہی

اخذ واضد هذا المعنى حيث كانوا يسارعون في ايام العيدين ولياليهما الى اللهو واللعب وغيرهما من انواع
چنانچہ ایام عیدین مین رات ہو یا دن لہو ولعب وغیرہ طرح طرح کی بیجا امور مین

السيات بعضهم بالمباشرة وبعضهم بالمشاهدة مع ان للسيئة الواحدة عشر اشياء من الضرر على ما
چالاکی اور چستی کرتی ہین بعضی تو اپنی ہاتہہ سی کرتی ہین اور بعضی تماشا دیکہتی ہین اور حال یہہ ہی کہ ایک گناہ مین موافق بیان

ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول اسخاطه خالقه بمخالفة امره والثاني تفريح ابليس الذي
فقیہ ابو اللیث کی تنبیہ الغافلین مین دس ضرر پیدا ہوتی ہین اول آزردگی اپنی خالق کی حکم کی نافرمانی کرنی سی دوسری ابلیس کا خوش کرنا

هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعده من الجنة والرابع قربه من جهنم والخامس جفاء من
جو اسکا بھی اور خدا کا دشمن ہی   تیسری جنت سی دوری   چوتھی دوزخ سی نزدیکی   پانچوین اپنی جان پر ظلم کرنا
هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي جعلها الله تعالى طاهرة والسابع ايذاء الحفظة
جسکو سب سی زیادہ محبوب رکھتا ہی   چھٹی اپنی جان کا ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالی نی پاک پیدا کیا ہی   ساتوین کرام کاتبین کو ایذا دینی
الذين لا يؤذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد الارض والليل والنهار على نفسه
جو کہ اسکو نہین ستاتی   آٹھوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمگین کرنا   نوین   زمین اور رات دن کو اپنی برائی پر گواہ کرنا
والعاشر خيانته لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة هذا فماذا
دسوین تمام عالم کی بدخواہی   اسواسطی کہ گناہون کی شامت سی مینہ برسنا بند ہوجاتا ہی جب ایک گناہ مین یہہ حال ہو تو پھر دیکھو
يكون حال من يفعل فنونا من السيئات لا سيما في هذه الايام المباركات مع ان الخطباء ينادون على
اوس شخص کا جو طرح طرح کی گناہ کرتا ہی کیا حال ہوگا   خاص کر ان مبارک دنون مین   باوجودیکہ وعّاظ نصیحت کرنیوالی منبرون پر پکار پکار کر
المنابر ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن امن الوعيد ليس العيد لمن تبخر بالعود انما
کہی جاتی ہین کہ عید اوسکی لئی نہین ہی جو نئی کپڑی پہن لی   عید اوسی کی ہی جو وعید سی پناہ مین ہی   عید اوسکی لئی نہین ہی جو خوشبو مین بسی
العيد للتائب الذي لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد
عید اوسی کی ہی کہ توبہ کرکر پھر نہ پھنسی   عید اوسکی نہین ہی جو دنیا کی زینت سی آرایش کری   عید اوسی کی ہی جو توشہ تقوی سی آمادہ کری   عید اوسکی نہین ہی
لمن ركب المطايا انما العيد لمن ترك الخطايا ليس العيد لمن بسط البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقال
جو اونٹنیون پر سوار ہو   عید اوسی کی ہی جو خطا سی بیزار ہو   عید اوسکی نہین ہی جو فرش فروش بچھاوی   عید اوسی کی ہی جو صراط پر سی سلامت گذر جاوی اور
النبي عليه السلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وروي انه عليه السلام
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین کہ ملاہی کو سننا تو معصیت ہی اور اوسکی عادت کرنا فسق ہی اور اس سی مزہ لینا کفر ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی
ادخل اصبعيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدعون
ملاہی کی آواز سنکر کانون مین اونگلیان دیدین تہین اب یہہ لوگ ایسی ایسی کلمون کو سنتی ہین اور اوس روایت کی طرف توجہ نہین کرتی   بلکہ الٹی اسلام کا دعوی
الاسلام ومحبة الله ورسوله ومع هذا يخالفونهما في الاوامر والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام
کرتی ہین اور اللہ اور رسول کی محبت جتاتی ہین   اور تمام امر اور نہی مین اللہ رسول کی مخالفت کئی جاتی ہین   اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت
يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل يساعدون فيها فمن كان باكيا فليبك على
ان تمام منہیات کو دیکھتی ہین   اور اسمین سی ذرہ منع نہین کرتی   بلکہ اسمین اور مدد دیتی ہین   اب جو کوئی روئی تو چاہئی کہ اسلام کی
الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غريبا كما بدأ غريبا نعم ان هذه الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان
غربت پر روئی   کیونکہ اسلام اب ویسا ہی غریب ہوگیا جیسی غریب شروع ہوا تہا   ہان یہہ دن فرح اور سرور کی ہین   پر یون چاہئی
يكون اظهار الفرح والسرور فيها بما كان مباحا او مستحبا كالاغتسال والتطيب ولبس احسن الثياب
کہ خوشی اور سرور ایسی اسباب سامان سی ظاہر کری جو مباح یا مستحب ہووی جیسی نہانا   اور خوشبو لگانی   اور اچھی اچھی مباح کپڑی پہنی
المباحة التي تكون جديدة او غسيلة على ما سيجيء لا بما كان حراما كلبس الحرير والخوض في الباطل لان العيد
کہ وہ یا نئی ہون   یا دہوئی ہوئی ہون   چنانچہ آگی آتا ہی   حرام سامان سی نہ کری جیسی حریر کا پہننا   اور باطل باتون مین گھسنا کیونکہ عید کو
انما سمي عيدا لانه تعالى يعود فيه على المؤمنين بالمغفرة والاحسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية والطغيان
اسی لئی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مؤمنون پر دوبارہ مغفرت اور احسان کرتا ہی پھر اون پر بھی واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی کنارہ کرین

حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان وقد حكى عن بعض العارفين انه
تاکہ سعادت مند اور لائق رضامندی کی ہوں بدبخت اور ٹوٹی والوں میں ہوں اور بعضی عارفوں سے حکایت کرتی ہیں کہ وہ
مر يوم العيد بقوم يلعبون ويضحكون فقال ان كان قد تقبل من هؤلاء لزمهم ان يشكروا وليس هذا
عید کی دن ایک قوم پر سے گذری کہ کھیل رہی تھی اور ہنستی تھی فرمایا اگر ان لوگوں کی عید مقبول ہوئی ہی تو انکو لازم ہی کہ شکر کریں اور یہہ شکرگذاروں کی
فعل الشاكرين وان كان لم تقبل منهم لزمهم ان يخافوا وليس هذا فعل الخائفين ثم ينبغي ان يعلم ان بعض
کام نہیں ہیں اور اگر مقبول نہیں ہوئی تو لازم ہی کہ خدا کا خوف کریں اور یہہ ڈرنیوالوں کی کام نہیں ہیں پھر سمجھنی کی بات ہی کہ بعضی لوگ
الناس قد زعموا ان ضرب الدف والغناء يوم العيد جائز لما روى عن عائشة ان ابا بكر رض دخل عليها يوم
کہتی ہیں کہ دف دائرہ بجانا ورگانا عید کی دن جائز ہی رسنی کہ روایت ہی حضرت عائشہ رض سی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اونکی یہاں عید کی
العيد وعندها جاريتان تغنيان بالدف ورسول الله عليه السلام متغش بثوبه فزجرهما ابو بكر فكشف النبي عم
دن آئی اسوقت اونکی پاس دو لڑکیاں گاتی تہیں اور دف بجاتی تہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھی ہوئی تھی اون لڑکیوں کو ابوبکر نی منع کیا تو نبی صلی اللہ
وجهه فقال دعهما يا ابا بكر فان لكل قوم عيدا فهذا عيدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما زعموا
علیہ وسلم نی منہہ کہولکر فرمایا ابوبکر جانی دی کیونکہ ہر ہر قوم کی عید ہوتی ہی آج ہماری عید ہی اب یہہ حدیث اگرچہ اونکی قول پر جو جایز بتاتی ہیں دلالت کرتی ہی
لكن ليس كما زعموا اذ قد ذكر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث متروك غير معمول به لقوله تعالى ومن الناس
پر یوں نہیں ہی جو وہ کہتی ہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ یہہ حدیث متروک ہی اس حدیث پر عمل نہیں ہی واسطی اس آیت کی ایک لوگ ہیں
من يشتري لهو الحديث فان المراد من لهو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس
کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کی کیونکہ مراد لہو الحدیث سی جو آیت میں ہی موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس
وعكرمة وسعيد بن جبير الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير والمراد من اشتراه اختياره والمعنى ان بعضا
اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سی غنا ہی اور جو اسکی مثل ہی گانا اور مزمار بجانی اور اشترا سی مراد ہی پسند کرنا یعنی بعضی ایسی لوگ ہیں
من الناس يختار الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا
جو غنا کو پسند کرتی ہیں اور اوسکی مثل کو سرود اور مزمار تا بچلاویں اللہ کی راہ سی بن سمجھی اور ٹہراویں اوسکو ہنسی
اولئك لهم عذاب مهين فدلت الاية على تحريم الغناء وما في معناه من الملاهي ويدل على هذا ايضا ان عائشة
وہ جو ہیں اونکو ذلت کی مار ہی یہہ آیت غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور جو اوسکی مثل لہو کی چیزیں ہیں اور حرمت اس سی بہی معلوم ہوتی ہی کہ
بعد بلوغها لم ينقل عنها الا الذم للغناء والمعازف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العيد صدقة الفطر
حضرت عائشہ رض سی بالغ ہوکر غنا اور معازف کی سوای برائی کی کچھہ منقول نہیں ہی اور دوسری جو اس عید میں انسان مکلف پر واجب ہی صدقۃ الفطر ہی
فانها تجب على كل مسلم حر غني والغنى الذي هو شرط لوجوبها ان يملك نصابا او ما يكون قيمته نصابا فاضلا
صدقۃ الفطر ہر ہر مسلم آزاد توانگر پر واجب ہی اور مقدور جو واسطی وجوب صدقہ فطر کی چاہئی اتنی ہی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی شی کا مالک ہو کہ اوسکی قیمت نصاب کی
عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف النماء فمن كانت له دار لا يسكنها فيؤجرها او لا يؤجرها تعتبر قيمتها
برابر ہو حاجت اصلی سی زیادہ ہو اور نامی ہونا یعنی بڑھنی والی چیز ہونا یہہ ضرور نہیں یہہ زکوۃ میں معتبر ہی سو جسکی پاس ایک گہر ہو کہ جسمیں رہا نہیں کرتا پہر کرایہ دیتا ہو
في الغنى وكذا اذا سكنها وفضل عن سكناه شيء يعتبر قيمة الفاضل في الغنى لان ما كان من حاجته الاصلية
اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور یہی ہی اگر اوسمیں رہتا ہو اور رہنی سی کوئی طبقہ فاضل ہو تو اب اوس فاضل کی قیمت اس غنا میں معتبر ہوگی کیونکہ جتنا اوسکی حاجت میں ہی
لابد ان يكون مشغولا بها لا بما سيحتاج اليه اذ ما من مال الا وقد يقع الحاجة اليه في وقت من الاوقات حتى
[illegible] اوسکی آگی کو حاجت پڑی ہوگی سو سمجھی کہ جو مال ہوتا ہی سو اوسکی حاجت کبھی نہ کبھی آہی لگتی ہی یہاں تک

لوكان في دار بكراء فاشترى قطعة ارض بمائتي درهم وبنى فيها دارا ليسكنها فهو غني بها لانها فاضلة
سو اگر کرایہ کی گہر مین رہتا ہو اور ایک قطعہ زمین کا دوسو درہم کو مول لیکر رہنی کی لئی گہر بنایا تو اب اس گہر کی ملکیت سی غنی ہو دیگا اسلئی کہ یہہ گہر اسوقت اوسکی حاجت
عن حاجته الحالية وانما يحتاج اليها في المستقبل ومن كان له دار فيها بيتان صيفي وشتوي
فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو زمانہ آیندہ مین ہوگی اور جسکی مکان مین دو مقام ہون گرمی کا اور جاڑی کا
لايكون بها غنيا ولوكان فيها ثلثة بيوت يعتبر قيمة الثالث في الغنى وصاحب الثياب لايكون
تو اس سی غنی نہین ہوتا اور اگر اوس مکان مین تین مقام ہون تو تیسری مقام کی قیمت غنا کی لئی اعتبار کی جائیگی اور کپڑون کا مالک
غنيا بثلث دستجات احدها للبذلة والثانية للمهنة والثالثة للجمع والاعياد وكذا بالفراشين
تین جوڑی کپڑی سی غنی نہین ہوتا ایک روزمرہ کی پہننی کا اور دوسرا کاروبار کی وقت کا تیسرا جمعہ اور عید کی دنون کا اور ایسی ہی دو بچہونون سی غنی نہین ہوتا
ومازاد على الدستجات الثلث من الثياب وعلى الفراشين يعتبر قيمته في الغنى والغازي بفرسين
اور جسقدر تین جوڑہ اور دو بچہونون سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی مین اوسکی قیمت حساب مین لیجاویگی اور غازی مجاہد دو گہوڑون سی
لايكون غنيا وان كان له ثلثة افراس يعتبر قيمة احدها في الغنى ومازاد على الواحد من الدواب
غنی نہین ہوتا اور اگر تین گہوڑی ہونگی تو ایک گہوڑی کی قیمت غنی ہونی مین حساب کیجاویگی اور جسقدر ایک چوپایہ سی زیادہ ہوگا
لغير الغازي فرسا كان او حمار الدهقان وغيره او الخادم الواحد يعتبر قيمته في الغنى وكذا كتب
سوای غازی کی اور شخص کی پاس گہوڑا ہو یا گدہا رئیس گانو کی لئی یا اور کسیکی یا ایک خادم سی زیادہ تو غنی ہونی کی لئی اوس زائد کی قیمت حساب مین لیجاویگی اور ایسی ہی
التفسير والحديث والفقه لاهله مازاد على نسخة واحدة من رواية واحدة يعتبر قيمته في الغنى
تفسیر حدیث فقہ کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہونگی تو ایک روایت مین غنی ہونیکی لئی قیمت اوسکی حساب کی جاویگی
وكذا مازاد على الواحد من المصاحف لمن يحسن القراءة يعتبر قيمته في الغنى والزارع بثورين ...
اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب مین اوسکی قیمت معتبر ہی اور کسان دو بیلون سی اور کہیتی کی ہر چیز ... کا
لايكون غنيا وان كان له ثلثة ثيران يعتبر قيمة احدها في الغنى والبقرة الواحدة يعتبر قيمته في الغنى
غنی نہین ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا مین اوسکی قیمت لیجاویگی
والخباز اذا كان له حنطة او ملح يعتبر قيمتها في الغنى وكذا القصار اذا كان له اشنان او صابون يعتبر
اور نان پز کی پاس اگر گیہون اور نمک ہو تو انکی قیمت واسطی غنا کی معتبر ہوگی اور ایسی ہی دہوبی اگر اوسکی پاس اشنان یا صابون ہوگا تو غنا کی لئی
قيمته في الغنى ومن كان له قوت سنة يساوي نصابا ففيه كلام والظاهر انه لايعد من الغنى ذكره قاضيخان
قیمت انکی لیجاویگی اور جسکی پاس ایک سال کا کہانا جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو تو اسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہہ ہی کہ وہ غنی نہین شمار کیا جاتا یہہ قول قاضیخان نی
في فتاواه والمراة اذا كانت لها جواهر ولآلي تلبسها في الاعياد وتتزين بها للزوج يعتبر قيمتها في الغنى وكذا
اپنی فتاوی مین ذکر کیا ہی اور جب عورت کی پاس جواہر اور موتی ہون کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی لئی اون سی سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اسکی قیمت معتبر ہوگی اور
ان كانت لها دار تسكن فيها مع زوجها يعتبر قيمتها في الغنى ان قدر الزوج على الاسكان ويتعلق بهذا النصاب
ایسی ہی اگر عورت کی ملک مین گہر ہو جسمین خاوند کی ساتہہ رہتی ہی تو اس گہر کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی بشرطیکہ اوسکا خاوند گہر دینی کا مقدور رکہتا ہو اور اسی نصاب سی
حرمة اخذ الزكوة ووجوب صدقة الفطر والاضحية لان الغنى على ثلث مراتب غني يحرم عليه السوال
زکوۃ لینی حرام ہوتی ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہی کیونکہ غنی تین قسم پر ہوتی ہین ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا
واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك نصابا كاملا ناميا وغني
اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقہ فطر اور قربانی اور زکوۃ واجب ہوتی ہی ایسا غنی وہ ہی جسکی ملک مین پورا نصاب کامل نامی بڑہتا ہوا ہو اور ایک

يحرم عليه السوال واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية دون الزكوة وهو من

لیا ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوۃ واجب نہین ہوتی وہ ایسا شخص ہی

يملك ما قيمته نصاب من غير ان يكون فيه نماء وغني يحرم عليه السوال لا اخذ الصدقة ولا يجب

جسکی پاس ایسی چیز ہو جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز نامی نہو اور ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جایز اور

عليه شئ مما ذكر من صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك قوت يومه وما يستر عورته ثم

کسپر جو چیز اوپر مذکور ہوا کچھ واجب نہین ہوتا نہ تو صدقہ فطر اور نہ قربانی اور نہ زکوۃ وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دن کا کہانا ہو اور بدن ڈہکنے کو کپڑا ہو

الواجب عندنا نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعير والصاع ما يسع فيه الف واربعون درهما

پہر ہماری نزدیک گیہوں کا آدہا صاع واجب ہوتا ہی اور پورا صاع چہوارے اور جو کا اور صاع وہ ہوتا ہی جسمین ایک ہزار چالیس درہم آجاوین

وهو صاع عمر رض وكان قد فقد واخرجه الحجاج ولذلك سمي حجاجيا والظاهر انه كان صاع رسول الله صلى الله عليه وسلم

یہہ صاع حضرت عمر رض کا ہی یہہ گم ہوگیا تہا اور حجاج نی نکالا اسیسی صاع حجاجی کہلاتا ہی اور ظاہر یون ہی کہ یہہ صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا

اذ كان عمر لا يخالفه في شئ هذا اذا اعطى صدقة الفطر بالصاع ولو اعطاها بالوزن يجوز ايضا

اسلیے کہ حضرت عمر کسی باب مین اصلا مخالفت نہین کرتی تہی یہہ صاع جب چاہیی کہ صدقہ فطر صاع سی ناپ کر ادا کری اور اگر صدقہ فطر تول کر دی تو بہی جایز ہی

لان تقدير الصاع لما كان بالوزن جاز الاعطاء بالوزن والزبيب عند ابي حنيفة كالبر وعندهما كالشعير

اسلیے کہ اندازہ کیا صاع کا جب وزن سی جایز ہوا تو ادا کرنا بہی وزن سی جایز ہی اور مویز امام ابو حنیفہ کی نزدیک گیہون مین داخل ہین یعنی آدہا صاع دینا چاہیی اور

وذكر في الجامع الصغير ان دقيق البر وسويقه كالبر الا ان العلماء قالوا الاولى ان يراعى فيهما القدر والقيمة

اور جامع صغیر مین مذکور ہی کہ گیہون کا آٹا اور گیہون کا ستو گیہون کی مثال ہی یعنی آدہا صاع دینا چاہیی پر علما یون کہتی ہین کہ بہتر یہہ ہی کہ آٹی اور ستو مین احتیاطا

احتياطا لضعف الاثار الواردة فيهما والمعتبر في الخبز القيمة ولا يراعى فيه القدر اذ لم يرد فيه اثر والاصل

دونو کا لحاظ کرنا چاہیی کیونکہ جو آثار کہ ان باب مین آئی ہین سب ضعیف ہین اور روٹی مین قیمت ہی کا اعتبار ہی اسمین اندازہ کی رعایت نہین ہی اسواسطی کہ اسمین کوئی اثر نہین آیا ہی اور اصل

في هذا الباب ان ما هو منصوص عليه لا يعتبر فيه القيمة وانما يعتبر فيه القدر حتى لو ادى مكان نصف

صدقہ فطر مین وہ ہی جو منصوص علیہ ہی یعنی جسکا صاف ذکر ہی اوسمین قیمت کا اصلا اعتبار نہین ہی اوسمین صرف اندازہ ہی کا اعتبار ہی یہان تک کہ اگر کسی نی گیہون کی آدہی

صاع من بر نصف صاع من تمر لا يجوز وان كان قيمة التمر اكثر من قيمة البر واما ما ليس بمنصوص عليه فانما

صاع کی جگہ آدہا صاع چہوارون کا ادا کر دیا تو جایز نہین ہی اگرچہ چہوارون کی قیمت گیہون سی بہت زیادہ ہی اور جو اناج صاف مذکور نہین ہین تو وہ

يلحق بالمنصوص عليه باعتبار القيمة لا بالقدر وعن ابي يوسف ان الدقيق اولى من البر لكونه اقرب الى

اونمین جنکا ذکر آیا ہی قیمت کر کر ملا دیتی ہین اندازہ کی رو سی نہین ملاتی اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ آٹا گیہون سی بہتر ہی کیونکہ کہانی مین جلد آسکتا ہی

المقصود والدراهم اولى من الكل لكونها ادفع للحاجة على المكلف الغني ان يودي ما ذكر من القدر او القيمة

اور نقد سب سی بہتر ہی کیونکہ نقد سی بہت خوب حاجتین پوری ہوتی ہین اور مکلف غنی پر لازم ہی کہ فطرہ باعتبار اندازہ یا قیمت کی

عن نفسه وعن ولده الصغير ذكرا كان او انثى ان لم يكن للصغير مال حتى لو كان للصغير مال يودي

اپنی طرف سی اور اپنی اولاد نابالغ کی طرف سی لڑکا ہو یا لڑکی جس صورت مین نابالغ کی ملک مین مال نہو ادا کری یہانتک کہ اگر صغیر نابالغ کی پاس مال ہو تو اوسکا

عنه ابوه او وصيه من ماله ولا يجب عليه صدقة ولده الكبير وان كان في عياله ولا صدقة زوجته

باپ یا وصی اوسکی مال مین سی ادا کردی اور اولاد بالغ کی طرف سی صدقہ فطر باپ پر واجب نہین ہوتا اگرچہ اوسکی عیال مین داخل ہی اور نہ صدقہ جورو کا واجب ہی

ولو ادى عنهما بغير امرهما يجوز استحسانا لانه ماذون فيه عادة ويعطي عن مملوكه للخدمة ولو مدبرا

اور اگر دونو کی طرف سی اونکی بلا کہی ادا کردی تو استحسانا جایز ہی کیونکہ عادت کی موافق اسمین اجازت ہوتی ہی اور اپنی غلام کی طرف سی بہی ادا کری جو خدمت کی واسطی ہی

قیمت اندازہ

او ام ولد او كافرا ولا يعطي عن عبيده للتجارة وعن مملوكه الابق فان عاد مملوكه عن الاباق بعد ما مضى
یا ام ولد ہو یا کافر ہو اور سوداگری کی غلام کی طرف سی دینا لازم نہیں ہی اور نہ بہاگی ہوئی غلام کی طرف سی پہر اگر غلام بہاگا ہوا ایسی وقت حاضر ہو کر روز فطر کا گذر گیا

یوم الفطر حتى ان من مات من مماليكه واولاده قبله لا يجب صدقته وكذا لو ولد له ولد ومات عبده
یہان تک کہ اگر کوئی غلاموں میں سی یا اولادوں میں سی صبح صادق سی پہلی مرجاوی تو اوسکا صدقہ واجب نہیں رہتا اور ایسی ہی اگر بعد صبح صادق کی بچہ پیدا ہوا

بعده لا يجب عليه صدقته ولو ولد له او ملك عبدا قبله كان عليه صدقته وكذا لو صار غنيا قبله
یا کسی غلام کا مالک ہوگیا تو صدقہ واجب نہیں ہوتا اور اگر صبح صادق کی پہلی بچہ پیدا ہوا یا غلام کا مالک ہوا تو اوسکا صدقہ واجب ہوگیا اور ایسی ہی اگر پہلی غنی ہوگیا

وبعده لا والمستحب اداءها قبل صلوة العيد ولا تسقط بتاخيرها وان افتقر وطال المدة لانها
تو واجب ہی اور بعد ہوا تو نہیں اور صدقہ عید کی نماز سی پہلی ادا کرنا مستحب ہی اور دیر کرنی سی ساقط نہیں ہوتا اگرچہ فقیر ہو جاوی اور اسپر مدت دراز گذر جاوی

متعلقة بالذمة دون المال ويجوز تقديمها عن وقت وجوبها بلا تفصيل فيه بين مدة ومدة في الصحيح
کیونکہ صدقہ فطر ذمہ پر لازم ہوتا ہی کچہ مال پر نہیں ہی اور صدقہ فطر وقت وجوب کی پہلی دیدینا صحیح مذہب میں جایز ہی کم مدت کہ زیادہ کا فرق نہیں ہی

ويجب دفع فطرة كل شخص الى فقير واحد حتى لو فرقت الى فقيرين لا يجوز لان المنصوص عليه الاغناء
اور ایک شخص کا فطرہ ایک ہی فقیر کو دینا واجب ہی یعنی گیہوں کی آدہی صاع سی کہ اگر دو فقیروں کو پاؤ پاؤ صاع تقسیم کردیگا تو جایز نہیں ہی اسواسطی کہ حدیث کا حکم

لقوله عليه السلام اغنوهم عن المسئلة في مثل هذا اليوم ولا يستغني بما دون ذلك وقيل يجوز دفعها
لفظ غنی کردینا ہی اس حدیث میں کہ ان فقیروں کو سوال کرنی سی آج کی دن غنی کردو اور اس سی کمتر میں غنی نہیں ہوتا اور بعضی کہتی ہیں ایک فطرہ

الى فقيرين لكن الاول اولى ويجوز دفع ما وجب على جماعة الى فقير لكن الاولى ان يكون الدفع بدفعات
دو فقیروں کو بہی دینا جایز ہی پر اول مذہب بہتر ہی اور کئی شخصوں کا فطرہ ایک فقیر کو دینا جایز ہی پر اولی یہہ ہی کہ کئی بار ایک ایک فطرہ علیحدہ کر کی دیوی

لا دفعة واحدة لان نصف الصاع من ادنى المقادير يمنع النقصان لا الزيادة فاذا وقع التفريق في
یک دفعہ ہی نہ دیوی اسواسطی کہ آدہ صاع کم سی کم مقدار ہی سو کمتی سی روکتا ہی زیادت سی نہیں منع کرتا سو جب دینی میں علیحدہ علیحدہ کردیا

الدفع يكون الفقير في الدفعة الثانية في حكم مسكين اخر ولا يجوز دفعها الى اصوله وفروعه ومماليكه
تو گویا وہ ہی فقیر دوسری دفعہ میں نیا اور مسکین ہی اور صدقہ فطر کا دینا اپنی اصل یعنی ماں باپ وغیرہ کو اور اپنی فروع کو یعنی بیٹا بیٹی کو اور اپنی غلاموں وغیرہ کو

وغيرهم ممن لا يجوز دفع الزكوة اليهم ويجوز صرفها الى فقراء اهل الذمة لكن يكره بخلاف الزكوة حيث لا يجوز
دینا جایز نہیں ہی جن جن کو زکوۃ کا دینا جایز نہیں ہی اور صدقہ فطر ذمی فقیروں کو دینا جایز ہی پر مکروہ برخلاف زکوۃ کی کیونکہ زکوۃ کا دینا

دفع الزكوة اليهم الثالث مما يجب على المكلف في هذا العيد الصلوة وقبل الصلوة يستحب للرجل السواك
ذمیوں کو ہرگز جایز نہیں ہی تیسری اس عید میں جو مکلف پر واجب ہی نماز ہی اور نماز سی پہلی مرد کو مستحب ہی مسواک کرنی

والاغتسال والتطيب و لبس احسن الثياب المباحة بان يكون جديدا وغسيلا لا حريرا فانه حرام
اور نہانا اور خوشبو لگانی اور اچہی کپڑی پہنی جو مباح ہوں یعنی نئی ہوں یا دہوئی ہوئی ہوں حریر نہو کیونکہ حریر

على الرجال حتى الصبيان لكن لا اثم على من البسهم والافطار بالحلو واداء صدقة الفطر وصلوة الغداة
مردوں پہ بچوں تک حرام ہی پر گناہ اونپر ہی جو اونکو پہناویں فقط اور میٹہا کہانا اور صدقہ فطر ادا کرنا اور نماز فجر کی

في مسجد حيه والتبكير وهو سرعة الانتباه والابتكار وهو المسارعة الى المصلى والتوجه اليه ماشيا
محلہ کی مسجد میں اور تبکیر یعنی جلد تیار ہونا اور ابتکار کی معنی یہاں عیدگاہ کی طرف جلد روانہ ہونا اور پیادہ جانا

والرجوع من طريق اخر ثم الخروج الى الجبانة سنة وان وسعهم الجامع لكن يستخلف الامام من
اور دوسری رستہ سی آنا پہر جنگل میں جانا مسنون ہی اگرچہ مسجد جامع میں تمام نمازی آسکتی ہوں لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کردی

كان عليه صدقتها مضى ووقت وجوبها طلوع الفجر من يوم الفطر
تو اوسپر صدقہ فطر کا دینا واجب ہی اور صدقہ فطر کی وجوب کا وقت یوم فطر کی صبح صادق ہی

يصلي في المصر بالضعفاء والمرضى بناء على ان صلوة العيد في الموضعين جائزة بالاتفاق بخلاف
جو شہر کے اندر ناتوانوں اور بیماروں کو نماز پڑھادے کیونکہ عید کی نماز ایک شہر میں دو جگہ بالاتفاق جائز ہے بخلاف
الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق ينافيه ويستحب التكبير في طريق المصلى لكن عند ابي حنيفة لا يجهر
جمعہ کی جو دو جگہ جائز نہیں ہے کیونکہ جمعہ جماعتوں کو جمع کردیتا ہے اور تفرقہ اسکے خلاف ہے اور عیدگاہ کی رستہ میں تکبیر پڑھتی ہوئی جانا مستحب ہے یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر
في هذا العيد وعندهما يجهر به وهو رواية عنه ايضا وعن ابي جعفر انه قال لا ينبغي ان يمنع
عید الفطر میں آہستہ آہستہ پڑھے اور صاحبین کی نزدیک پکار کر یہہ بھی ابو حنیفہ سے روایت ہے اور ابو جعفر سے روایت ہے کہ عام کو تکبیر سے منع کرنا
العامة عن ذلك لقلة رغبتهم في الخيرات فعلى هذا كان الاولى بهم ان يكبروا لكن لا على هيئة
اچھا نہیں ہے کیونکہ خیرات کی طرف پہلی ہی انکو توجہ کمتر ہے اس روایت کی موافق یہہ بہتر ہے کہ تکبیر پڑھا کریں پر سبکو ملکر
الاجماع والاتفاق في الصوت ومراعات الانغام فان ذلك كله حرام بل يكبر كل واحد بنفسه واذا
اور ایک آواز بناکر راگنی کی تال سم پر نہیں چاہیے کیونکہ یہہ تمام طریقے حرام ہیں بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑھے اور جب
بلغ المصلى قطع التكبير وروى عن ابي موسى الرضا انه يكبر في كل عشر خطوات مرة حتى بلغ الجبانة
عیدگاہ میں جا پہنچے تو تکبیر موقوف کرے اور ابو موسی رضا سے روایت ہے کہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑھتی ہوئی عیدگاہ تک پہنچ جاتی تھی
ولو توجه الرستاقي الى المصلى ليلا من فرسخ ونحوه يبدأ بالتكبير اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة
اور اگر کوئی گرد نواح کا رہنے والا رات کو عیدگاہ میں کوس بھر یا کم زیادہ فاصلے سے آجاوے تو صبح صادق ہوتی ہی تکبیر پڑھنی شروع کرے پھر جب نماز کا وقت
وخرج وقت الكراهة بارتفاع الشمس يصلي الامام بالناس ركعتين بلا اذان ولا اقامة يكبر اولا للافتتاح
آجاوے اور وقت مکروہ آفتاب بلند ہونے سے گذر جاوے تو امام لوگوں کی ساتھ دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑھے پہلی تکبیر تحریمہ کہے
ثم يضع يديه تحت سرته ثم يثني ثم يكبر ثلث تكبيرات يفصل بين كل تكبيرة بقدر ثلث تسبيحات
پھر دونوں ہاتھ ناف کی نیچے باندھ لے پھر سبحانک اللہم پڑھے پھر تین دفعہ تکبیر کہے ہر ہر تکبیر کی بیچ میں بقدر تین تین تسبیح کی فرق رکھے
لانها تقام بجمع عظيم وبالموالاة يشتبه على من كان بعيدا ويرفع يديه عند كل واحدة من تلك
اسواسطے کہ بڑا انبوہ میں اتفاق ہوتا ہے پے در پے بلا فاصلہ کہنی میں دور کی آدمیوں کو شاید سنائی نہ دے اور اپنے دونوں ہاتھ ہر ہر تکبیر کی ساتھ
التكبيرات الثلث ويرسلهما في اثنائهن ثم يضعهما تحت سرته بعد الثالثة ويتعوذ ويسمي ثم يقرأ
تینوں دفعہ کان تک اٹھاوے اور بیچ میں دونوں ہاتھ چھوڑے رکھے پھر بعد تین بار کی ناف کی تلے دستور کی موافق باندھ لے اور اعوذ باللہ آخر تک پڑھے اور بسم اللہ پڑھ کر
الفاتحة وسورة ثم يكبر ويركع فاذا قام الى الركعة الثانية يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها ثلثا يفصل
سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورۃ پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے پھر جب دوسری رکعت کی واسطے کھڑا ہو تو قرأت قرآن کی شروع کرے پھر بعد قرأت کی تین تکبیر کہے
بينهن بقدر ما ذكرنا ويرفع يديه ويرسلهما عند كل تكبيرة وليس هنا وضع ثم يكبر ويركع فيكون
اور انکی بیچ میں بھی اسی قدر فاصلہ کہے جو اب ذکر کیا ہے اور دونوں ہاتھ اٹھاوے اور ہر تکبیر پر چھوڑ دے کہ اسوقت میں ہاتھ کا باندھنا ثابت نہیں ہے پھر تکبیر کہکر رکوع کرے
الركعتين تسعا ثلث منها اصليات تكبيرة الافتتاح وتكبيرتان للركوع وستة منها زوائد ثلث في الركعة
اب تکبیریں دونوں رکعت کی نو ہوگئیں تین تو انہیں سے اصلی ہیں یعنی تکبیر تحریمہ اور دو تکبیریں دونوں رکوع کی اور انہیں سے چھ تکبیریں زائد ہیں تین پہلی رکعت میں
الاولى قبل القراءة وثلث في الركعة الثانية بعد القراءة ولو نسي التكبير في الركعة الاولى حتى قرأ بعض
قرأت سے پہلے اور تین دوسری رکعت میں قرأت کے پیچھے اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہنی بھول گیا اتنا کہ تھوڑی سی
الفاتحة او كلها ثم تذكر يكبر ويعيد الفاتحة وان تذكر بعد قراءة الفاتحة والسورة يكبر ولا يعيد القراءة
یا ساری سورۃ فاتحہ پڑھ لی پھر تنبیہ یاد آئی تو اب تکبیر کہہ کر فاتحہ کو دوبارہ پڑھے اور فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑھ کر یاد آئی تو صرف تکبیر ہی کہے قرأت کو دوبارہ

لانها

لانها تمت وبعد التمام لا یقبل النقض بالاعادة بخلاف الاول والثانی فانها لم تتم فیهما فصار کانه لم یشرع
اسواسطی کہ قرارت پوری ہوگئی اور پوری ہوئی کی بعد ہٹانی سی نقض نہیں ہوسکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت دونو صورتوں میں پوری نہیں

فیها فیعیدها رعایة للترتیب ثم یخطب بعد الصلوة خطبتین یبدأ فیهما بالتکبیر ویفصل بینهما
شروع نہیں کی سو قرارت کو ترتیب کی واسطی ہٹادی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دونو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو خطبوں میں اتنی دیر

بجلسة خفیفة مقدارها ان یستقر کل عضو منه فی موضعه ویسن فیهما ما یسن فی خطبة الجمعة
جلسہ خفیف کری کہ جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہوجاویں اور اس خطبہ میں وہ ہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مسنون ہی

ویکره فیها ما یکره فیها وفی هذه العید یعلم فیها احکام صدقة الفطر ومن لم یدرک صلوة العید مع الامام
اور وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مکروہ ہی اور اس عید یعنی عید الفطر میں خطبہ کی اندر فطرہ کی احکام لوگوں کو سناوی اور جسکو عید کی نماز امام کی ساتہ

لا یقضیها ومن ادرک الامام فی الرکوع کبر للافتتاح قائما لان تکبیرة الافتتاح شرع فی القیام المحض ثم
نہ آوی تو اوسپر قضا نہیں ہی اور جسنی امام کو رکوع میں پایا تو وہ حالت قیام میں تکبیر تحریمہ کہی اسواسطی کہ تکبیر تحریمہ صرف حالت قیام ہی میں جایز رکہی گئی

للعید ان ظن انه یدرک الامام فی الرکوع لان المحل الاصلی لتکبیرات العید القیام المحض وان خاف فوت
پہر عید کی تکبیریں کہی اگر یہہ معلوم ہو کہ تکبیریں عید کی کہہ کر بہی رکوع میں امام کی ساتہہ شامل ہوجاویگا اسلئی کہ اصلی جگہ عید کی تکبیروں کی صرف قیام ہی ہی اور اگر یہہ خوف

الرکوع مع الامام یکبر للرکوع ویرکع ثم یکبر تکبیرات العید فی الرکوع لانها واجبة والاشتغال بها اولی
کہ تکبیریں کہنی میں امام کی ساتہہ رکوع ہاتہہ نہیں آویگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع میں چلا جاوی پہر رکوع میں جاکر تکبیریں عید کی ادا کری اسلئی کہ عید کی

ویترک تسبیحات الرکوع لکونها سنة ولا یرفع یدیه فی الرکوع لان الرفع سنة ووضع الکف علی الرکبة سنة
اور تسبیحات رکوع کی ترک کردی اسواسطی کہ سنت ہیں اور رکوع میں رفع یدین بہی موقوف رکہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتہوں کا گہٹنوں پر رکہنا بہی سنت

ایضا ولا وجه لاشتغال سنة فیه ترک سنة اخری واذا رفع الامام راسه فیسقط عنه ما بقی من التکبیرات
ہی اسکی کوئی وجہ نہیں کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام کہڑا ہوجاوی تو پہر اوسکی ذمہ سی جو تکبیر عید کی رہ گئی ہو ساقط ہوجاتی

فلا یتمها فی الرکوع ولا فی القومة بل یسارع فی متابعة الامام لانها فرض فلا یترک للواجب ولو ادرک الامام
اب ایسی تکبیر کو نہ تو رکوع میں پوری کری اور نہ قومہ میں بلکہ امام کی متابعت کی لئی جلد رکوع سی کہڑا ہوجاوی کیونکہ متابعت فرض ہی واجب کی واسطی ترک نہیں ہوسکتی اور اگر

فی القومة لا یکبر فیها لانه یقضی تلک الرکعة مع التکبیرات ومن فاتته رکعة اذا قام الی قضاء ما سبق یبدأ
امام کو قومہ میں پایا تو قومہ میں تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ اس رکعت کو مع تکبیرات قضا کریگا اور جسکی ایک رکعت فوت ہوجاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کو کہڑا ہو تو اول قرأت

بالقراءة ثم یکبر بعدها تکبیرات العید ویرکع ولو ادرک الامام فی التشهد او بعد السلام فی سجدة السهو فانه یقوم
شروع کری پہر بعد قرارت کی تکبیریں عید کی ادا کری پہر رکوع میں جاوی اور اگر امام کو التحیات میں پایا یا سلام کی بعد سہو کی سجدہ میں پایا تو اب یہہ کہڑا ہوکر

ویصلی باتیان التکبیر فی محلها ویستحب تاخیر الصلوة فی هذا العید وتعجیلها فی عید الاضحی وفی
نماز پڑہی اور تکبیریں عید کی اپنی ٹہکانی سر کہی اور اس عید کی نماز میں کچہہ تاخیر کرنی مستحب ہی اور عید الاضحی میں شتابی کرنی مستحب ہی اور

القنیة تقدم صلوة العید علی صلوة الجنازة اذا اجتمعا وصلوة الجنازة علی الخطبة وفی البزازیة اذا اجتمع
قنیہ میں ہی کہ جنازہ اور عید کی نماز اگر جمع ہوجاویں تو عید کی نماز پہلی پڑہیں پہر جنازہ کی پڑہیں پہر خطبہ عید کا پڑہیں اور بزازیہ میں ہی اگر عید

العید والکسوف یقدم العید لانه واجب کما یقدم علی الجنازة لکون وجوبه عینا ووجوب الجنازة کفایة
اور نماز کسوف جمع ہوجاویں تو عید کی نماز پہلی پڑہیں کیونکہ عید کی نماز واجب ہی چنانچہ جنازہ کی نماز پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب عینی ہی اور جنازہ کی نماز

ویکره التنفل فی المصلی قبل صلوة العید وبعدها للامام وغیره وان غم هلال الفطر وشهدوا بعد الزوال
واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ میں جاکر عید کی نماز سی پہلی نفلیں پڑہنی مکروہ ہیں اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہیں اور اگر انتیسوں کو چاند چہپ جاوی اور گواہ آکر

عند الامام برؤية الهلال فانه يصلي بالناس صلوة العيد من الغد لان هذا تاخير بعذر وقد روى
امام کی پاس چاند کی گواہی دین تو اب امام عید کی نماز لوگون کو اگلی دن یعنی دوسری تاریخ پڑہادی کیونکہ لاچارگی مین تاخیر ہوئی اور روایت ہی

ان قوما شهدوا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الزوال برؤية الهلال فامر النبي عليه السلام
کہ ایک قوم نی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اکر دوپہر ڈہلی چاند کی گواہی دی تہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی حکم فرمایا تہا

بالخروج الى المصلى من الغد واما التاخير بغير عذر فلا يجوز وان حدث عذر يمنع من الصلوة بعد
کہ کل یعنی دوسری تاریخ عیدگاہ مین چلین اور بی عذر تاخیر کرنی جایز نہین ہی اور اگر ایسا عذر پیش آوی کہ جسمین اگلی دن بہی نماز نہوسکی

الغد لا يصلي بعده لان الاصل فيها ان لا يصلي في اليوم الثاني ايضا لكون يوم الفطر واحدا لكن قد ورد
تو پہر نماز نہین ہی کیونکہ اصل اسمین یہہ ہی کہ اگلی روز بہی نماز نہ پڑہین کیونکہ یوم فطر ایک ہی ہی لیکن حدیث شریف مین

الحديث بالتاخير الى اليوم الثاني عند العذر فبقي ماوراءه على قضية القياس ثم ينبغي ان يعلم
اگلی دن تک کی تاخیر عذر کی حالت مین آگئی ہی سواوسکی بعد قیاس کی مطابق ممنوع ہی پہر سمجہنی کی بات ہی

ان رؤية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا
کہ چاند کی دیکہنی سی اگرچہ روزہ رکہنا ہی اور روزہ افطار کرنا ہی واجب ہوجاتا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی روزہ رکہو چاند دیکہ کر اور لوٹا

لرؤيته لكن العمل به لا يلزم الا بعد قضاء القاضي ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء
کرو چاند دیکہ کر پر عمل اس حدیث کی موافق بدون حکم قاضی کی نہین ہوتا اسہیواسطی قاضی کی پاس رجوعت کرنی چاہی پہر اگر آسمان مین کچہہ

علة سواء كان غيما او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا يقبل في هلال الفطر الا شهادة رجلين
رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو یا دہوان ہو یا بخار ہو یا گرد غبار ہو یا مانند اسکی تو ہلال فطر مین گواہی مقبول نہین ہوگی بدون دو مردون

او رجل وامرأتين وكما يشترط فيه العدد يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة لتعلق حق العباد به لانهم
یا ایک مرد اور دو عورتون کی اور جیسی یہہ عدد شرط ہی ایسی ہی یہہ شرط ہی کہ گواہ ازاد عادل ہون اور لفظ شہادت کا ہو کیونکہ اس سی حق العباد متعلق ہین

ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فانه المتعلق به حق الشرع وهو
اسلئی کہ انکا اسمین نفع ہی سو عید کا چاند اسیطور پر ثابت ہوگا جسطور انکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہین برخلاف چاند رمضان کی کیونکہ اس چاند سی صرف حق شرع کا تعلق ہی

الصوم فيكتفى فيه بخبر الواحد العدل حرا كان او عبدا ذكرا كان او انثى واما اذا لم يكن في السماء علة فلا يقبل
یعنی روزہ سو اسمین ایک شخص عادل کی خبر بہی کافی ہی ازاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت ہان اگر آسمان صاف ہو کچہہ روک نہو تو اب

شهادة الواحد في هلال رمضان ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر وانما تقبل شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم
گواہی ایک شخص کی رمضان کی چاند مین اور گواہی دو شخصون کی عید الفطر کی چاند مین مقبول نہین ہوگی اب گواہی بہت انبوہ کی مقبول ہوگی جنکی خبر سی یقین آجاوی

واختلفوا في مقدار ذلك فقيل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر
اور اس انبوہ کی مقدار مین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین ایک محلہ والی چاہیین اور بعضی کہتی ہین پچاس مرد چاہیین اور امام محمد سی روایت ہی کہ ہر طرف سی

الخبر من كل جانب والصحيح انه مفوض الى راى الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب
خبر کا پی در پی آنا چاہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسواسطی کہ جو علم انکی خبر سی حاصل ہوتا ہی تو اوس سی علم شرعی مراد ہی جس سی عمل

للعمل وهو غلبة الظن لا العلم بمعنى اليقين ومن راى هلال الفطر وحده وشهد عند القاضي ولم يقبل
کرنا واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب ہوجاوی علم یقین کی درجہ کا مراد نہین ہی اور اگر کسی نی عید کا چاند اکیلی نی دیکہا اور قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی پر اوسکی گواہی

شهادته فانه يصوم ولا يفطر وان افطر يقضي ولا كفارة عليه ولو راى الامام هلال الفطر وحده لا يفطر
مقبول نہوئی تو اسکو چاہی کہ روزہ رکہی افطار نکری اور اگر افطار کیا تو قضا کری اور اوسپر کفارہ نہین ہی اور کسی امام نی اگر عید کا چاند دیکہا تو افطار نکری

ولا یخرج لصلوة العید ومن رای هلال الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال فی المحیط اختلفوا
اور عید کی نماز کو بہی نجاوی اور اگر کسی نی عید کا چاند عصر کی وقت دیکہہ کر اس خیال سی کہ مدت روزون کی تمام ہوئی روزہ افطار کر ڈالا محیط مین کہتا ہی
فی وجوب الکفارة والاکثر علی الوجوب ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان صاموا تسعة وعشرین
کہ بابت وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثر فقیہ کفارہ واجب بتاتی ہین اور اگر ایک شہر والون نی رمضان کا چاند دیکہہ کر انتیس روزی رکہی تہی
یوما فشهد جماعة عند القاضی فی الیوم التاسع والعشرین ان اهل بلدة کذا راوا هلال رمضان فی
کہ اسمین ایک گروہ نی قاضی کی پاس انتیسوین تاریخ آکر گواہی دی کہ فلانی شہر والون نی رمضان کا چاند فلانی شب مین تمسی ایک دن پہلی
لیلة کذا قبلکم بیوم فصاموا وهذا الیوم یوم الثلثین من رمضان واهل هذه البلدة لم یروا الهلال
دیکہہ کر روزہ رکہی ہین اور آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی فقط اور حال یہہ ہی کہ اس شہر والون کو اوس شب مین چاند نہین نظر آیا تہا
فی تلك اللیلة والسماء مصحیة لا یباح لهم الفطر غدا ولا یترك التراویح لان هذه الجماعة لم یشهدوا بالروية
باوجودیکہ آسمان صاف تہا تو اب ان لوگون کو اگلی دن افطار کرنا مباح نہین اور نہ تراویح ترک کرین اسلئی کہ اس گروہ نی نہ چاند دیکہنی کی گواہی دی ہی
ولا علی شهادة غیرهم وانما حکوا روية غیرهم واما لو کان شهدوا عند القاضی ان قاضی بلدة کذا
اور نہ اورونکی گواہی پر گواہی دی ہی صرف اورون کی رویت کا حال بیان کیا ہی ان اگر قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی سامنی
شهد عنده شاهدان بروية الهلال فی لیلة کذا وقضی ذلك القاضی بشادهما جاز لهذا القاضی ان
دو گواہون نی فلانی شب مین چاند دیکہنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم جاری کیا تو اب اس قاضی کو بہی جایز ہوتا کہ اونکی گواہی کی موافق
یقضی بشهادتهم لان قضاء القاضی لاول حجة فیجوز العمل به یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه
حکم کر دیتا اسواسطی کہ پہلی قاضی کا حکم حجت ہی اوسپر عمل کرنا جایز ہی الٰہی ہمپر آسان کر اعمال اپنی موافق رضا کی اپنی لطف اور
وکرمه امین یا معین المجلس الثالث والثلثون فی بیان فضیلة صوم شوال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
کرم سی قبول کر یا مددگار تینتیسوین مجلس مین بیان روزہ ماہ شوال کی فضیلت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال کان کصیام الدهر هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه
جس نی رمضان کی روزہ رکہی پہر اوسکی پیچہی چہہ روزہ شوال کی رکہی تو ایسا ہی جیسی تمام سال کی روزی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ اور
ابوهریرة وابوایوب الانصاری وانما کان ذلك کصیام الدهر لان الحسنة تضاعف بعشر امثالها
ابوایوب انصاری کی روایت سی اور یہہ روزی مانند روزون سال کی اسلئی ہین کہ حسنات دس گونہ زیادہ ہوتی ہین
فمن صام رمضان یصیر کانه صام عشرة اشهر ثم اذا صام بعده ستة ایام من شوال یصیر
پہر جسنی رمضان کی روزی رکہی تو گویا دس مہینی کی روزی رکہی پہر اگر بعد اوسکی شوال مین چہہ روزی رکہی تو
کانه صام شهرین فیکون المجموع کاثنی عشر شهرا فان قیل یفهم من هذا الکلام ان المراد من الدهر
گویا دو مہینی کی روزی رکہی پہر سب ملکر گویا بارہ مہینی کی روزی ہوئی اگر اعتراض کرین کہ اس کلام سی یہہ سمجہا جاتا ہی کہ دہر سی مراد
السنة لکن استعمال الدهر بمعنی السنة غیر متعارف فی کلامهم بل هو عند اهل اللغة یطلق علی الابد
ایک سال ہی پر دہر کا استعمال سال کی معنون مین عرب کی کلام مین پایا نہین جاتا بلکہ دہر کی لفظ کو لغت والی زمانہ ابد کا پر بولتی ہین
وقد اتفق ابوحنیفة وصاحباه علی ان الدهر المعرف باللام یکون للعمر فالظاهر ان یحمل علی مدة العمر
اور امام ابوحنیفہ اور صاحبین اس بات پر متفق ہین کہ دہر کا لفظ الف لام کی ساتہہ یعنی الدهر تمام عمر کی معنون مین ہی تو اب ظاہر یون معلوم ہوتا ہی کہ تمام عمر کا
ولا وجه لحمله علی السنة فالجواب ان الحمل علی السنة هو الحسن علی مدة العمر لان المکلف لا بد له ان یصوم
معنی لین ایک سال کی معنون کی کوئی وجہ نہین ہی تو جواب یہہ ہی کہ سال کی معنی لینی یہہ معنی مدت عمر کی ہین اسواسطی کہ مکلف آدمی کو ضرور ہی کہ رمضان کی روزی

رمضان ثم اذا اعتاد ان يصوم بعده ستة ايام من شوال يكون كمن صام مدة عمره فان قيل
رکہی پہر جب یہہ عادت ہوئی کہ بعد اوسکی شوال میں چہہ روزی رکہا کری تو ایسا ہی کہ اپنی تمام عمر روزی رکہی اگر کوئی اعتراض کری

من صام شهرا كاملا اى شهر كان ثم صام بعده ستة ايام يكون كصيام سنة بمقتضى قوله تعالى
جب کوئی کسی ایک پوری مہینی کی روزی رکہی پہر اوسکی بعد چہہ روزی اور رکہی تو یہہ بہی برابر ایک سال کی ہونگی موافق مضمون اس آیت کی

من جاء بالحسنة فله عشر امثالها فما وجه تخصيص رمضان وشوال بالذكر فالجواب ان شهر
جو کوئی لاویگا نیکی اوسکو ہی اوس سی دس گونہ پہر خاص رمضان اور شوال کی ذکر کرنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی کہ رمضان کا

رمضان متعين للصوم وشهر شوال لوقوعه عقيبه كان صيامه كصيامه فى الفضل وملحقا به فى الشرف
مہینہ روزوں کی لئی متعین چلا آتا ہی اور شوال کا مہینا چونکہ اوسکی بعد اوس سی متصل ہی تو شوال کی روزی بہی فضیلت میں رمضان کی مانند ہیں اور شرافت میں

حتى قيل صيام ستة ايام من شوال يلتحق بصيام رمضان ويكون لمن صامها مع رمضان كصيام
اوسکی ساتہہ ملی ہوئی ہیں یہاں تک کہتی ہیں چہہ روزی عید کی چاند کی رمضان کی روزوں میں داخل ہیں اور جو کوئی شوال کی چہہ روزی ہمراہ رمضان کی ادا کری اوسکو ایسا ہو

الدهر فرضا فلذلك خص ايامهما بالذكر من بين سائر الشهور ثم الافضل ان يكون صومها بعد يوم الفطر
ہی گویا تمام سال کی فرض روزی ادا کئی اس لئی خاص ان دونو مہینوں کا تمام مہینوں میں سی ذکر کیا پہر افضل یہہ ہی کہ روزی شوال میں بعد عید الفطر کی

متوالية وحكى عن بعض العلماء كراهة صومها متصلا به حذرا عن التشبيه باهل الكتاب فى زيادتهم
پی در پی ہوں اور بعضی علما سی مذکور ہی کہ متصلا روزی مکروہ ہیں تا کہ اہل کتاب کی مشابہت سی بچی اس طلب میں کہ انہوں نی فرض پر بڑہائی ہیں

على الفرض لكن لا كراهة فيه فى المختار لان الكراهة انما تكون فيما لا يؤمن ان يعد ذلك من رمضان
لیکن مختار مذہب میں کچہہ کراہت نہیں ہی کیونکہ کراہت تب ہی کہ یہہ خوف ہو کہ یہہ روزی رمضان میں شمار کی جائینگی

ويكون تشبيها بالنصارى فى زيادتهم على الفرض وقد زال هذا المعنى لانتفاء الاتصال بفصل يوم
اور مشابہت نصاری کی فرض پر بڑہا لینی میں ہوجائیگی اور یہہ بات کہاں سی جب کہ عید کا روز بیچ میں آجانی سی اتصال جاتا رہا

الفطر مع ان كلامهم يشير الى ان الكراهة فى حق العوام لا فى حق اهل العلم وروى عن ابى حنيفة انه
باوجودیکہ فقہا کی کلام میں یہہ اشارہ ہی کہ عوام کی حق میں مکروہ ہی اہل علم کی حق میں مکروہ نہیں ہی اور روایت ہی ابو حنیفہ سی کہ

كرهه متتابعا ومتفرقا والمتاخرون من علماء مذهبه لم يروا به باسا لكنهم اختلفوا فى ان الافضل
مکروہ جانتی تہی پی در پی کو اور جدا جدا کو اور متاخر علما حنفی مذہب اسمیں کچہہ باک نہیں جانتی پر اسمیں اختلاف کرتی ہیں کہ آیا افضل پی در پی ہیں

التتابع او التفرق فان فرقها او اخرها عن اوائل الشهر يحصل له فضيلة الاتباع ويكون ابعد من شبهة
یا جدا جدا اگر جدا جدا اسکی یا اول ماہ سی گذر کر آخر مہینی میں رکہی تو اوسکو فضیلت اتباع کی ملجاتی ہی اور اختلاف کی شبہہ سی بہی الگ ہتا ہی

الاختلاف واما ما قيل هذا شىء وضعه الجهال وكل حديث يروى فيه فهو موضوع فلا ينبغى ان يسمع هذا
اور یہہ جو کہتی ہیں کہ یہہ بات جاہلوں کی گہڑت ہی اور جو حدیث اس باب میں مروی ہی وہ سب موضوع ہیں تو یہہ طعن سننی کی لائق

الطعن لان هذا الحديث ثابت فى صحيح مسلم وكل حديث ثبت فى احدى الصحيحين لا يسمع طعن الوضع فيه
نہیں ہی کیونکہ یہہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہی اور جو حدیث صحیح مسلم یا صحیح بخاری میں موجود ہو اوسمیں عیب وضعی ہونیکا مسموع نہیں ہی

ثم ينبغى ان يعلم ان بعض الناس كانوا لا يرون يمنا فى التزوج فى شوال ويتطيرون به وهذا من امر الجاهلية
پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بعضی آدمی شوال میں نکاح کرنیکو مبارک نہیں جانتی اسمیں بد فالی لیتی ہیں سو یہہ بات جاہلیت کی ہی

فانهم كانوا يتشاءمون بشوال من النكاح فيه وسبب ذلك على ما قيل ان طاعونا وقع فى شوال فى سنة
جاہلیت والی شوال میں نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی اسکا سبب یہہ کہتی ہیں کہ ایک سال میں ماہ شوال کی اندر وبا و طاعون پیدا ہوئی تہی

من السنين ومات فيه كثير من العرايس فتشاءم به اهل الجاهلية وقد ورد فی الشرع بابطاله
اوسمین بہت سی دلہنین مرگئی تہین سو اہل جاہلیت نی اسکو نحس ٹہرا لیا اور شرع مین اسکا بطلان ظاہر موجود ہی

كما روی عن عائشة انها قالت تزوجنی رسول الله صلی الله وسلم فی شوال وبنی بی فی شوال فای
چنانچہ عائشة سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مجہسی ماہ شوال مین نکاح کیا اور ماہ شوال مین مجہسی مجامعت کی پہر کونسی

نساء رسول الله صلی الله عليه وسلم كان احظی عنده منی قال النووی انها قصدت بهذا رد ماكان عليه
بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجہسی زیادہ بہرہ مند تہی نووی کہتا ہی کہ عائشة کا مقصود اس بیان سی رد کرنا اعتقاد

اهل الجاهلية من تطير التزوج فی شوال فانهم كانوا يتشاءمون بشهر شوال فی النكاح خاصة كما كانوا يتشاءمون
اہل جاہلیت کا ہی یعنی ماہ شوال مین نکاح کرنیکی بدشگونی کیونکہ اہل جاہلیت ماہ شوال مین صرف نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی جیسی ماہ صفر کو

بشهر صفر مطلقا ويقولون انه شهر مشئوم وكثير من الناس فی هذا الزمان يوافقونهم ويتشاءمون
مطلق سب باب مین منحوس جانتی تہی اور کہتی تہی کہ یہہ مہینہ منحوس ہی اور بہت لوگ اس زمانہ مین بہی اونکی ساتہی بنکر ماہ صفر کو منحوس سمجہتی ہین

بشهر صفر ويمتنعون فيه عن السفر والتزوج وغيرهما فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كشهر شوال
اور اس مہینی مین سفر اور نکاح وغیرہ نہین کرتی بیشک خصوصیت نحوست کی کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہو جیسی ماہ شوال

وغيره غير صحيح فان الزمان كله من خلق الله تعالی ويقع فيه افعال العباد فكل زمان شغله العبد بطاعة
وغیرہ مین صحیح نہین ہی کیونکہ تمام زمانہ اللہ تعالی کا پیدا کیا ہوا ہی جسمین تمام عباد اللہ کاربار کرتی ہین سو جس زمانہ کو آدمی عبادت مین صرف کری

فهو زمان مبارك عليه وكل زمان شغله العبد بمعصية فهو زمان مشئوم عليه والشوم واليمن
وہ زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو آدمی معصیت مین صرف کری وہ زمانہ اوسکی حق مین نحس ہی اور نحس اور مبارک

فی الحقيقة هو المعصية والطاعة كما قال عدی بن حاتم يمن المرء وشومه بين لحييه يعنی لسانه
حقیقت مین معصیت اور طاعت ہی چنانچہ عدی ابن حاتم کہتا ہی آدمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی مراد زبان ہی

وقال ابن مسعود ان كان الشوم فی الشئ ففيما بين اللحيين يعنی اللسان وما شئ احوج الی طول السجن
اور ابن مسعود کہتی ہین اگر کسی چیز مین نحوست ہوا کرتی تو اسمین ہوتی جو دونو کلون مین ہی یعنی زبان اور کوئی چیز سوا زبان کی ایسی نہین جو قید کی زیادہ محتاج

من اللسان وروی عن عائشة انه عليه السلام قال الشوم سوء الخلق فلا شوم فی الحقيقة الا المعاصی و
ہو اور حضرت عائشة سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا نحوست بدخلقی ہوتی ہی سواب حقیقت مین نحوست سوای معاصی اور

الذنوب فانه تسخط الله تعالی فانه تعالی اذا سخط علی عبد يكون ذلك شقيا فی الدنيا والاخرة واذا
گناہون کی کوئی چیز نہین ہی کیونکہ گناہ سی اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی اور اللہ تعالی اگر کسی بندہ سی بیزار ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت مین بدبخت ہی اور اگر

رضی عن عبد يكون ذلك العبد سعيدا فی الدنيا والاخرة وبعض الصالحين قد شكی اليه عن
کسی بندہ سی راضی ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت مین نیکبخت ہی اور بعضی صلحاء کی پاس عام مصیبت کی جسمین

بلاء وقع الناس فيه فقال ما اری ما انتم فيه من البلاء الا بشوم الذنوب فعلی هذا يكون
تمام خلق گرفتار تہی شکایت کی جواب دیا جس بلا مین تم گرفتار ہو مجہکو سوا نحوست گناہونکی معلوم نہین ہوتی اس حکایت کی موافق

العاصی مشوما علی نفسه وعلی غيره فانه لا يؤمن ان ينزل عليه عذاب فيعم الناس
نافرمان بندہ آپ اپنی جان پر اور سب پر منحوس ہی کیا بعید ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہو پہر سبکو پکڑلی

خصوصا من لم ينكر عمله فالبعد عنه لازم وكذلك الاماكن التی يفعل فيها المعاصی
خاص اون لوگون کو جو اوسکی عمل سی انکار نہین کرتی سو اوس سی دور رہنا لازم ہی ایسی ہی اون مکانون سی جہان معاصی عمل مین آتی ہین

یلزم البعد عنها والهرب منها خشیة نزول العذاب علی من کان فیها کما قال النبی صلی الله علیه وسلم لاصحابه
دور رہنا اور بہاگنا چاہئی اس خوف کی ماری کہ مبادا جو جو اوس مکان مین ہین سب پر عذاب نازل ہو چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی یارون کو
حین مر علی دیار ثمود بالحجر لاتدخلوا اماکن هؤلاء المعتدین الا ان تکونوا باکین خشیة ان یصیبکم ما اصابهم
منع فرمایا جب وہ حجر مین دیار قوم ثمود پر گذری کہ ان لوگون حد سی بڑہی ہودنکی مکانون مین داخل نہونا مگر روتی ہوئی اس خوف کی ماری مبادا تمپر بہی وہ عذاب
فان هجران اهل العصیان من جملة الهجرة المامور بها التی سبب لمغفرة الذنوب والخطایا الا تری ان الذی
جو اونپر آیا تہا آجاوی بیشک اہل عصیان سی ملاپ ترک کرنا ہجرت مین داخل ہی جسکا حکم ہی اور باعث بخشش ذنوب اور خطا کا ہی کیا تجکو معلوم نہین کہ جسنی
قتل مائة نفس من بنی اسرائیل سئل عالما من علماءهم هل له توبة فقال له العالم نعم وامره ان ینتقل من
سو آدمی بنی اسرائیل کی قتل کرکر اپنی عالمون مین سی ایک سی پوچہا آیا میری کوئی توبہ ہی عالم نی اوسکو جواب دیا ہان اور اوسکو بتایا کہ مفسد
قریة الفساد الی قریة الصلاح وادرکه الموت بینهما واختصم فیه ملئکة الرحمة وملئکة العذاب فاوحی
گانو مین سی صالح گانو مین چلا جا پہر وہ دونو گانون کی بیچ مین جاتا ہوا مر گیا اب رحمت اور عذاب کی فرشتون مین جہگڑا ہوا کہ دونو مین سی اسکو کون لی
الله الیهم ان قیسوا بینهما والی ایهما کان اقرب الحقوه بها فوجدوه الی القریة الصالحة اقرب برمیة الحجر فالقوه
اور اللہ تعالی نی اونکو وحی بہیجی کہ پیمایش کرکر دیکہو جدہر نزدیک ہو اودہر ملا دو پہر اوسکو صالح گانو کی طرف اتنا نزدیک پایا جتنا ڈہیلا پہینکتی ہین
بها برحمة الله تعالی و مغفرته المجلس الرابع والثلثون فی بیان فضیلة العشر الاول من ذی
سو اللہ کی رحمت اور مغفرت سی اودہر ہی ملا دیا چونتیسوین مجلس ماہ ذی الحجہ کی پہلی عشرہ کی فضیلت کی بیان مین
الحجة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من ایام العمل الصالح فیهن احب الی الله تعالی من هذه الایام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کوئی دن ایسی نہین ہین جنمین عبادت اللہ تعالی کو محبوب تر ہو بہ نسبت ان دنون کی
هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابن عباس والمراد من هذه الایام العشر الاول من ذی الحجة بدلیل قوله علیه السلام
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی اور مراد ہذہ الایام سی ذالحجہ کا پہلا دہا ہی اسواسطی کہ اور حدیث مین ارشاد ہی
فی حدیث آخر ما من ایام احب الی الله تعالی ان یتعبد له فیها من عشر ذی الحجة یعدل صیام کل یوم منها
کوئی دن نہین ہین کہ اللہ تعالی کو اپنی عبادت اونمین محبوب تر ہو بہ نسبت عشرہ ذالحجہ کی کہ اسمین سی ہر روز کا روزہ برس دن کی روزون کی برابر
بصیام سنة وقیام کل لیلة منها بقیام لیلة القدر وانما کان العمل الصالح فی هذه الایام افضل لانها ایام
اور ہر شب کا قیام قیام لیلۃ القدر کی برابر ہوتا ہی اور ان دنون مین عمل صالح اسلئی افضل ہی کہ یہہ دن بیت اللہ
زیارة بیت الله تعالی والمسجد الحرام والبلد الحرام والوقت اذا کان افضل یکون العمل الصالح فیه افضل
اور مسجد حرام اور مکہ کی زیارت کی ہین اور وقت جب افضل ہوتا ہی تو اسمین عمل صالح بہی افضل ہوتا ہی
وروی عن ابی الدرداء انه قال علیکم بصوم ایام العشر واکثار الدعاء والاستغفار والصدقة فیها فانی
اور ابو درداء سی روایت ہی کہ کہتی تہی اپنی اوپر روزی ان دس دن کی اور بہت دعا اور استغفار اور خیرات لازم کرلو کیونکہ مینی
سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم الویل لمن حرم خیر ایام العشر وعلیکم بصوم الیوم التاسع خاصة فان فیه
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی افسوس ہی اوس شخص پر جو ان دس دن کی خوبی سی محروم رہا اور اپنی اوپر خاص کر نوین تاریخ کا روزہ لازم کرلو کیونکہ اسمین
من الخیرات اکثر من ان یحصیها العادون وروی انه علیه السلام قال یوم عرفة احتسب علی الله تعالی ان یکفر السنة
اسقدر خوبی ہی کہ شمار کرنیوالون کی اندازہ سی بڑہتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مین ایسا گمان کرتا ہون کہ عرفہ کا دن ایک سال گذشتہ
التی قبلها والسنة التی بعدها یعنی ان من صام یوم عرفة ارجو من الله تعالی ان یغفر ذنوبه الصغائر
اور ایک سال آیندہ کا کفارہ ہو جاوی مراد یہہ ہی کہ جسنی نوین تاریخ ذی الحجہ کو روزہ رکہا تو امید ہی اللہ تعالی ہی لہ اوسکی تمام صغیرہ گناہ

الواقعة في السنة الماضية ويكون في حفظ الله تعالى وكنفه من اقتران الذنوب في السنة الآتية قال قاضيخان

جو سال گذشتہ میں ہوئی ہیں معاف ہو جاوین اور سال آیندہ میں اللہ تعالی کی حفاظت میں رہیگا گناہ اوس سے تمام سال میں ہونے پاوینگی قاضیخان

في فتاواه ولا باس بصوم يوم عرفة سواء كان في الحضر او السفر اذا كان يقوى عليه ويكره صوم عرفة بعرفات وكذا

اپنی فتاوی میں کہتا ہی عرفہ کی دن کی روزہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہی برابر ہی مقیم ہو یا مسافر ہو اگر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہی اور عرفات میں عرفہ کی دن کا روزہ مکروہ ہی اور ایسی

يوم التروية لانه يعجز عن اداء افعال الحج فاذا اراد العبد ان ينال الثواب والفضائل التي ذكرها النبي عليه السلام

ذیحجہ کی آٹھویں تاریخ کا روزہ اسلئی کہ ارکان حج کی ادا کرنی سی تھک رہیگا اگر آدمی بہت آرزو کری کہ وہ ثواب اور فضیلت جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ذکر فرمائی ہی حاصل کرلی

ينبغي له ان يعرف حرمة الوقت وشرفه ويحفظ فيه لسانه عن الكذب والغيبة وقبيح الكلام وجوارحه عن الخطايا

تو اوسکو چاہئی کہ وقت کی عزت اور شرافت کا لحاظ رکھی اوسمین اپنی زبان کو جھوٹھ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی بند رکھی اور اپنی اعضا آنکھ ہاتھ وغیرہ کو خطاسی بچاوی

والآثام وقلبه عن العجب والكبر وعداوة الانام هذا ما بينه النبي عليه السلام من العبادة في يوم عرفة واما الاجتماع

اور اپنی دل کو غرور اور تکبر اور خلقت کی دشمنی سی نگاہ رکھی عرفہ کی دن میں یہہ عبادت ہی جو نبی علیہ السلام نی فرمائی ہی اور اس دن میں جمع ہوکر

في ذلك اليوم في الجامع او في مكان خارج المصر تشبيها بالواقفين فليس بشئ لان الوقوف عبادة مخصوصة بعرفات

مسجد جامع میں یا جنگل میں کسی مکان کی اندر ابنوہ کرنا عرفات والوں کی مشابہت کی لئی صرف بی اصل ہی اسلئی کہ وقوف بعرفات عبادت مخصوصہ عرفات پر ہی

فلا يكون عبادة في غيرها كسائر المناسك حتى ان احدا طاف حول المسجد سوى الكعبة يخشى عليه الكفر وروى عن

سوا اور کسی جگہ عبادت نہیں ہوسکتی جیسی حج کی اور احکام یہان تک کہ اگر کوئی شخص کسی مسجد کی گرد طواف کری سوای کعبہ کی تو کفر کا خوف ہی اور ام سلمہ سی

ام سلمة انه عليه السلام قال اذا دخل العشر واراد ان يضحي فلا يمس من شعره وبشرته شيئا وفي رواية من رأى هلال

روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جب عشرہ ذی الحجہ کا شروع ہوئی اور قربانی کرنیکا ارادہ ہو تو اپنی بال اور بدن کو کچھ نہ چھوئی اور ایک روایت ہی یہان ہی جسنی ذی الحجہ کا چاند دیکھا

ذي الحجة واراد ان يضحي فلا ياخذ من شعره واظفاره قال في شرح السنة اختلف العلماء في العمل بظاهر هذا الحديث

اور قربانی کرنیکا ارادہ ہوا تو بال اور ناخن نہ تراشی شرح السنہ میں مذکور ہی علما اس حدیث کی ظاہر پر عمل کرنی میں اختلاف کرتی ہین

فذهب قوم الى ان من يريد التضحية لا يجوز له بعد دخول العشر ان ياخذ من شعره وظفره ما لم يذبح وقالوا النهي

سو ایک گروہ کا یہہ مذہب ہی کہ جو شخص قربانی کا ارادہ کری تو اوسکو ماہ ذی الحجہ شروع ہونی کی بعد قربانی ذبح کرنی سی پہلی اپنی بال یا ناخن تراشنی جایز نہیں ہین اور کہتی ہین کہ ممانعت

فيه للتحريم وكان ابو حنيفة ومالك والشافعي يرون ذلك على الندب والاستحباب قال في شرح المنية يندب لمن

واسطی حرمت کی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اسکو مندوب اور مستحب سمجھتی تہی منیہ کی شرح میں کہتا ہی قربانی کرنیوالی کو مستحب ہی

اراد ان يضحي تاخير تقليم الاظفار وحلق الراس الى ان يضحي ولا يجب وان استلزم التاخير الكراهة لا يؤخر وهو ما

کہ قربانی ذبح کرنی تک ناخن تراشنی اور سر مونڈانی میں تاخیر کری اور واجب نہیں ہی اور اتنی تاخیر کرنی میں اگر کراہت لازم آتی ہو تو تاخیر نہ کری اور کراہت یہی ہی

زاد على الاربعين اذ قد ذكر في القنية ان الافضل للعبد ان يقلم اظفاره ويقص شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه

کہ چالیس دن سی زیادہ ہو جاوی اسلئی کہ قنیہ میں مذکور ہی کہ آدمی کو افضل یہہ ہی کہ ہر ہفتہ میں ناخن تراشی اور لبین کترواوی اور موی عانہ مونڈی اور بدن دہوکر بدن کو

بالاغتسال في كل اسبوع فان لم يفعل ففي كل خمسة عشر يوما ولا عذر في تركه وراء الاربعين فالاسبوع هو الافضل

پاک صاف کری پہر اگر ہر ہفتہ میں نہو سکی تو ہر پندرہ دن کی بعد اور چالیس دن کی بعد دیر کرنی میں کوئی عذر نہیں ہی سو ہفتہ تو افضل مدت ہی

والخمسة عشر الاوسط والاربعون الابعد ولا عذر له فيما وراء الاربعين ويستحق الوعيد ثم ان النهي ليس للتشبه

اور پندرہ دن مدت درمیانہ ہی اور چالیس دن انتہا کی مدت ہی پہر چالیس دن کی بعد کوئی عذر نہیں ہی پہر سزاوار وعید کا ہی پہر یہہ ممانعت بال مونڈانی کی اس لئی نہیں ہی

بالحجاج المحرمين كما ذهب اليه بعض العلماء اذ لو كان للتشبه لشاع في سائر محظورات الاحرام ولم يختص بما يؤخذ من اجزاء

کہ حجاج احرام والوں سی مشابہت ہو چنانچہ بعضی علما کا یہہ مذہب ہی کیونکہ اگر ممانعت مشابہت کی لئی ہوتی تو احرام کی تمام ممنوعات میں یہہ جاری ہوتی جیسی شکار قتل حیوان وغیرہ

البدن بل علة النهی علی ماذکره التورپشتی ان المضحی یجعل ضحیته فدیة یفدی بها نفسه من عذاب

خاص نہوتی بلکہ نہی کی علت موافق بیان تورپشتی کی یہہ ہی کہ قربانی کرنیوالا اپنی قربانی کو قیامت کی عذاب سی اپنی جان کا عوض دیتا ہی اور اس سی قربت الٰہی

یوم القیمة ویزداد بها قربة الی الله تعالی فکان بما اکتسب من السیئات وبما انی به فی حقوق الله تعالی من

زیادہ حاصل ہوتی ہی سو گویا کہ برائیان کرکر اور حقوق اللہ میں کوتاہی برت کر

التقصیرات رأی نفسه مستوجبة لاعظم العقوبات وهو القتل غیر انه احجم عن الاقدام علیه لانه لم یأذن

اپنی جان کو بڑی سی بڑی عذاب یعنی قتل کا سزاوار جانتا ہی پر اپنی جان کی قتل کرنی سی باز رہا کہ شرع میں اسکی اجازت نہیں ہی

له فیه فیجعل قربانه فداء لنفسه فصار کل جزء من قربانه فداء لکل جزء من بدنه فعمت برکة القربان

اب قربانی کو اپنی جان کا بدلہ دیا سو ہر ہر جز قربانی کا اسکی بدن کی ہر ہر جز کا بدلہ ہی اب قربانی کی برکت تمام اجزاء بدن کو شامل ہوجاتی ہی

جمیع اجزاء البدن فلم یخل منها ذرة ولم یحرم منها شعره فلما کانت هذه الفضیلة ملحقة بالاجزاء المتصلة

کوئی ذرہ بدن کا خالی اور کوئی بال تمام بدن میں سی محروم نہیں رہتا اور یہہ فضیلت جو ان ہی اجزا سی خاص تہی جو قربانی کرنیوالی کی بدن سی متصل ہوں

بالمضحی دون المنفصلة عنه رأی النبی علیه السلام ان لا یمس شیئا من شعره وبشرته لئلا یفقد من ذلك

اجزاء منفصل سی نہیں ہوتی تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی بال اور بدن کو نہ چہوئی تاکہ کوئی فضیلت بوقت اوترنی رحمت

شیئ ما عند نزول الرحمة وفیضان النور الالهی فیتم له الفضائل وینزع عنه النقائص فعلی هذا ینبغی

اور فیضان نور الٰہی کی گم نہو پہر فضائل تمام پوری ہوں اور نقصان کچہہ باقی نہ رہی اب لوگوں کو چاہئی

للناس ان یطلبوا هلال ذی الحجة ویعدوا ایامه لیعلموا وقت ذبح الاضحیة ویستعدوا لها لکن ثبوت

کہ ماہ ذی حجہ کا چاند تلاش کیا کریں اسکی دن گنتی رہیں تاکہ قربانی کی ذبح کا وقت ٹہیک معلوم ہو اور اوسکی تیاری کریں لیکن تقرر

رویة الهلال لما توقف علی حکم القاضی لزم المراجعة الیه ثم انه اذا کان فی السماء علة سواء کان غیما

چاند کا قاضی کی حکم پر جو موقوف ہی تو قاضی کی پاس رجوع کرنا لازم ہی پہر اگر آسمان میں کچہہ رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو

او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا یقبل الا شهادة رجلین او رجل وامرأتین فی ظاهر الروایة وهو الاصح

یا دہوان یا بخار یا غبار یا اسیا ہی اور کچہہ تو ظاہر روایت میں گواہی جب قبول ہوگی کہ دو مرد ہوں یا ایک مرد دو عورتیں اور یہہ ہی صحیح ہی

لتعلق حق العباد به بالتوسعة بلحوم الاضحی فیثبت بما یثبت به سائر حقوقهم وکما یشترط فیه العدد

کیونکہ اسمیں حق العباد علاقہ رکہتی ہیں قربانیوں کی گوشت کی فراخی ہوتی ہی چنانچہ اوسی طور پر ثابت ہوگا جسطور تمام حقوق ثابت ہوتی ہیں اور جیسی اسمیں عدد کی شرط ہی

یشترط الحریة والعدالة ولفظ الشهادة وان لم یکن فی السماء علة لا یقبل الا شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم

ویسی ہی آزادگی اور عدالت اور شہادت کا لفظ چاہئی اور اگر آسمان میں کوئی روک نہو تو پہر اتنی انبوہ کثیر کی گواہی مقبول ہوگی جنکی خبر دینی سی یقین آجاوی

واختلفوا فی مقدار ذلك فقیل لا بد من اهل محلة وقیل لا بد من خمسین رجلا وعن محمد لا بد ان یتواتر الخبر

اور اوس انبوہ کی مقدار میں اختلاف ہی بعضی کہتی ہیں ایک محلہ کی لوگ چاہییں اور بعضی کہتی ہیں پچاس مرد چاہییں اور امام محمد سی روایت ہی کہ پی در پی ہر طرف سی

من کل جانب والصحیح انه مفوض الی رأی الحاکم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعی الموجب للعمل وهو غلبة

خبر کا آنا چاہئی اور صحیح یہہ بات ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسلئی کہ مراد اس علم سی جو انکی خبر سی حاصل ہوتا ہی وہ علم شرعی ہی جس سی عمل واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب

الظن لا العلم بمعنی التیقن ولو وقع الشك ان هذا الیوم کان من عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فالاحوط

علم یقینی کی معنوں میں نہیں ہی اور اگر یہہ شبہ پڑجاوی کہ آجکا دن ذی الحجہ کی دسوین تاریخ ہی یا نوین تاریخ ہی تو اب احتیاط اسمیں ہی

ان یضحی فی الغد بعد الزوال ولا یؤخر الذبح بعده الی یوم الثالث لاحتمال ان یقع فی غیر وقته وان اخر کان

کہ قربانی اگلی روز دو پہر ڈہلی ذبح کری اور اوسکی بعد ذبح میں تیسری دن تک تاخیر نہ کری کیونکہ شاید کہ بی وقت ذبح ہوجاوی اور اگر تیسری دن تک تاخیر کری

المستحب ان يتصدق بجميع لحمه ولا ياكل منه المجلس الخامس والثلثون في بيان فضيلة

تو بہتر یون مستحب ہی کہ گوشت سارا صدقہ کرکر بانٹ دی اوسمین سی کہاوی نہین پینتیسوین مجلس مین بیان فضیلت قربانی ذبح کرنیکا

هراقة دم القربان في ايام النحر ونوعه وكيفيته قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما عمل

ایام نحر مین اور اوسکی اقسام اور کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کوئی عمل ابن آدم کا

ابن ادم من عمل يوم النحر احب الى الله تعالى من هراقة الدم وانه لياتي يوم القيمة بقرونها واشعارها واظلافها

یوم نحر مین ایسا نہین ہی کہ اللہ تعالی کو محبوب ہو بجز ریختہ کرنی خون کی اور وہ قربانی قیامت کی روز صحیح سالم مع سینگون اور بالان اور سمونکی موجود ہوگی

وان الدم ليقع من الله تعالى بمكان قبل ان يقع على الارض فطيبوا بها نفسا هذا الحديث من حسان المصابيح

اور البتہ وہ خون اس سی پہلی کہ زمین پر گری اللہ تعالی کی ہان قبول ہوجاتا ہی سو اس سی دل خوش رکہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون سی ہی

روته ام المؤمنين عائشة رض ومعناه ان افضل العبادات يوم النحر اراقة دم القربان وانه ياتي يوم القيمة

حضرت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ عمدہ سی عمدہ عبادت روز نحر مین قربانی کا ذبح کرنا ہی اور وہ قربانی اسی قیامت کی دن

كما كان في الدنيا من غير ان ينقص منه شئ ليكون لكل عضو منه اجر ويصير مركبه على الصراط وكل وقت يختص

جیسی دنیا مین تہی بعینہ موجود ہوگی کچہ اسمین سی کم نہوگا تاکہ اوسکی ہر ہر عضو کی بدلہ اجر حاصل ہو اور پلصراط پر سواری بن جاوی اور ہر وقت مین ایک ایک

بعبادة وهذا اليوم اختص بعبادة فعلها ابرهيم النبي عليه السلام ولو كان شئ افضل منه لما فدى به اسمعيل النبي عم

عبادت ہوتی ہی اور اس دن مین خاص وہ عبادت ہی جسکو ابراہیم نبی علیہ السلام نے کی تہی اور اگر اس سی کوئی اور عبادت افضل ہوتی تو حضرت اسماعیل نبی علیہ السلام کو کیون فدیہ دیتی

ولهذا قال صاحب الخلاصة شراء الاضحية بعشرة وذبحها افضل من التصدق بالف لان القربة التي تحصل

اسیلئی صاحب خلاصہ کہتا ہی قربانی دس درہم کو خریدکر ذبح کرنا ہزار درہم خیرات کرنی سی بہتر ہی کیونکہ جو ثواب خون بہانی سی حاصل ہوتا ہی

باراقة الدم لا تحصل بالصدقة لكن ينبغي ان يعلم ان اراقة الدم في هذا اليوم وان كانت افضل العبادات

وہ صدقہ دینی سی نہین حاصل ہوتا لیکن سمجہنا چاہئی کہ خون کا بہانا اس دن مین اگرچہ سب عبادات سی افضل ہی

الا ان قوله تعالى لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِن يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنكُمْ يشير الى ان المعتبر ليس مجرد اراقة

پر اس آیت مین اللہ کو نہین پہنچتی اونکی گوشت خون لیکن اوسکو پہنچتا ہی تمہاری دل کا ادب یہہ اشارہ ہی کہ صرف خون کا بہانا

الدم واطعام اللحوم بل المعتبر تحصيل التقوى التي هي شرط لقبول الطاعات كلها كما قال الله تعالى إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ

اور گوشت کا کہلانا معتبر نہین ہی بلکہ اصل معتبر تقوی ہی جو تمام عبادات کی مقبول ہونی کی شرط ہی جیسا کچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی

مِنَ الْمُتَّقِينَ والتقوى لا تحصل الا بالاجتناب عن جميع المنهيات والاتيان بجميع المامورات واذا لم يحصل ذلك لا يغني

ادب والون سی اور تقوی جبہی حاصل ہوتا ہی کہ تمام منہیات سی بچی اور تمام مامورات کو بجالاوی اور اگر یہہ بات نہین ہی

عنهم اراقة الدم والتصدق باللحم وان كثر منهم ذلك فعلى هذا يجب على المكلف في هذا العيد عدة اشياء الاول

تو خون بہانا اور گوشت کا خیرات کرنا کچہ کام نہ آویگا کتنا ہی بہت کیا کرو سو اس بیان کی موافق اس عید مین مکلف پر کئی چیزین واجب ہین اول

ترك المعاصي فان المعصية وان كانت قبيحة في جميع الازمنة الا انها في بعض الازمان يكون اكثر قبحا واكثر جرما

معاصی کا ترک کرنا کیونکہ گناہ کرنا اگرچہ ہر وقت مین بد ہی پر بعضی وقت زیادہ تر بد اور سخت تر جرم ہوتا ہی

لشرف الزمان فيكون تركها الزم واوجب لقوله تعالى إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ

واسطی شرافت اوس وقت کی اوسوقت مین گناہ کا ترک کرنا بہت لازم اور واجب تر ہی اس دلیل سی مہینون کی گنتی اللہ کی پاس بارہ مہینی ہین اللہ کی حکم مین جس دن

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ يعني ان عدد الشهور القمرية

پیدا کئی آسمان و زمین اونمین چار ہین ادب کی یہی ہی سیدہا دین سو اونمین ظلم نہ کرو اپنی اوپر یعنی قمری مہینون کی گنتی

التى عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية فى حكمه تعالى اثنا عشر شهرا مثبتا فى اللوح المحفوظ منذ خلق السموات

جن پر اکثر شرعی احکام کا مدار ہی حکم الہی مین بارہ مہینی ہین لوح محفوظ مین ثابت جب سی اسد تعالی نی آسمان

والارض من تلك الشهور الاثنى عشر اربعة حرم هى ذوالقعدة وذوالحجة والمحرم ورجب وكون هذه الاشهر

اور زمین پیدا کئی اون بارہ مین سی چار ادب اور عزت کی ہین ذیقعد اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب یعنی خالی بقرعید دا مرم روزہ اور ان چارون

الاربعة المعينة حرما هو الدين المستقيم دين ابرهيم النبى عليه السلام فلا تظلموا فيهن انفسكم بهتك

معین کا ادب عزت والا ہونا یہہ ہی دین درست دین ابرہیم علیہ السلام کا سو انہین تم اپنی جانون پر ان اوقات کی حرمت کہو کر

حرمها وارتكاب المعاصى فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم من

اور انہین معاصی اختیار کرکر ظلم مت اوتارو کیونکہ نیک عمل کا ان مہینون مین جیسی ثواب زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی معصیت ان مہینون مین

المعصية فى غيرهن وكذلك المعصية فى شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر

اور وقت کی معصیت سی بدتر ہی اور ایسی ہی معصیت ماہ رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین

وايام العيدين ولياليها اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التى تفعل

اور دونو عید کی دن اور انکی راتون مین سزا مین زیادہ تر ہی اسلئے کہ اسد تعالی نی ان اوقات کو خاص خاص عبادات سی جو ان اوقات مین عمل کی جاتی ہین فضیلت دی ہی

فيها وجعل ثواب العبادات ونزول الرحمة وصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة

اور عبادات کا ثواب اور رحمت کا نازل فرمانا اور مغفرت کرنی ان اوقات مین بہ نسبت اور اوقات کی مقرر فرمایا ہی اس امت پر واسطی رحمت کی

المرحومة فمن لم يعرف النعمة التى كانت عليه فيها بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد

مرحومہ پر سو جو شخص اس نعمت کی قدر جو اس وقت مین اسپر مبذول ہوتی ہی نجانی بلکہ اس وقت کی حرمت اوتہار کہی طرح طرح کی گناہ عمل کرکر تو بیشک

استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى المسلم ان يعرف النعمة التى كانت عليه ويعظم ما

یہہ شخص سزاوار ہی کہ اسکو سخت عذاب اور بڑا ہی عقاب ہو سو مسلمان کو لازم ہی کہ اس نعمت کی قدر جو اسپر مبذول ہی سمجھی اور جسکو اسد نی

عظمه الله حتى يكون عند الله تعالى عظيما وتعظيم هذه الازمنة انما يكون بزيادة الاعمال الصالحات

عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تاکہ اسد کی نزدیک عزت پاوی اور تعظیم ان اوقات کی یہہ ہی صالح اعمال کی کثرت سی ہوتی ہی

فيها فمن عجز عن ذلك فاقل احواله فى التعظيم ان يجتنب عما يحرم عليه ويكره له فيترك البدع والمنكرات

پہر جو شخص اعمال صالح سی عاجز ہو تو کم سی کم اوسکی تعظیم یہہ ہی کہ ان اوقات مین تمام محرمات اور مکروہات سی کنارہ کری پہر تمام بدعات اور منکرات

وما لا ينبغى له فيها من المنهيات وكثير من الناس فى بعض هذه الازمنة قد ارتكبوا ضد هذا المعنى حيث

اور جو جو بیہودہ کار اور ممنوع ہین ترک کری اور بعضی لوگ کبہی کبہی ان اوقات مین اسکی خلاف کر بیٹہتی ہین چنانچہ ایام

كانوا يسارعون فى ايام العيدين ولياليهما الى اللهو واللعب وغيرها من انواع السيات بعضهم بالمباشرة وبعضهم

عیدین مین شب و روز لہو و لعب وغیرہ اقسام منہیات مین معروف رہتی ہین بعضی خود عمل کرتی ہین اور بعضی

بالمشاهدة مع ان للسيئة الواحدة عشرة من الضرر على ما ذكره الفقيه ابو الليث فى تنبيه الغافلين الاول سخط

تماشا دیکہتی ہین باوجودیکہ ایک گناہ مین موافق بیان فقیہ ابو اللیث کی کتاب تنبیہ الغافلین مین دس ضرر مقرر ہین اول اپنی خالق کو

خالقه عليه بمخالفة امره والثانى تفريح ابليس الذى هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعده من الجنة والرابع

اپنی حال پر اوسکی حکم کی مخالفت کرکر آزردہ کرنا دوسری ابلیس کا خوش کرنا کہ وہ اسکا اور اسد کا بہی دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتہی

قربه من جهنم والخامس جفاء من هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التى قد خلقها الله تعالى

دوزخ سی نزدیکی پانچوین اپنی جان پہ جفا کرنا جو سب سی زیادہ محبوب ہی چہٹی اپنی جان کو ناپاک کرنا جسکو اسد تعالی نی پاکیزہ پیدا کیا ہی

طاهرة والسابع ايذاء الحفظة الذين لا يوذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد كلاً من
ساتوین کرام کاتبین کو ستانا اور وہ اسکو نہین ستاتے آٹھوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمناک کرنا نوین زمین

الليل والنهار على نفسه والعاشر خيانة لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة
اور رات اور دن کو اپنی گناہ پر گواہ مقرر کرنا دسوین تمام خلق اللہ کی بدخواہی کیونکہ گناہون کی شامت سے مینہ کم برستا ہے یہ حال اوسکا ہے جسنی ایک گناہ کیا

هذا فما ذا يكون حال من يفعل فنونا من السيأت سيما في هذه الايام المباركة مع ان الخطباء ينادون على المنابر
اب قیاس کیا چاہیے اوسکا حال جو قسم قسم کی گناہ کرتا ہے خاص ایسی مبارک ایام مین کیا ہوگا باوجودیکہ نصیحت گر منبرون پر پکار پکار کہتی ہین

ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن امن الوعيد ليس العيد لمن تبخر بالعود انما العيد للتائب الذي
کہ عید اوسکی لئی نہین ہے جو نئی کپڑی پہن لی عید اوسہی کی ہے جو وعید سے محفوظ رہے عید اوسکی نہین جو خوشبو مین بس جاوے عید اوسہی کی ہے جو توبہ کرکر

لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد لمن ركب المطايا انما العيد لمن
پہر نہ پہرے عید اوسکی نہین ہے جو دنیا کی زیب و زینت کرے عید اوسہی کی ہے جو تقوی کا توشہ پیدا کرے عید اوسکی نہین جو اونٹنی پر سوار ہو عید اوسہی کی ہے

ترك الخطايا ليس العيد لمن جلس على البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقال النبي عليه السلام استماع الملاهي معصية
جو خطا سے باز رہے عید اوسکی نہین جو فرش پر بیٹہے عید اوسہی کی ہے جو صراط پر کو سلامت گزر جاوے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ملاہی سنا تو معصیت ہے

والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وروى انه عليه السلام ادخل اصبعيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون
اور اوسپر بیٹہے رہنا یا پیشہ کرنا فسق ہے اور اوس سے مزا اوٹہانا کفر ہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے سماع کی آواز سے اپنی دونون کانون مین اونگلیان دہی تہین اور یہہ لوگ ایسی ایسی

امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدعون الاسلام ومحبة الله تعالى ورسوله ومع هذا يخالفونهما
کلمات سنتے ہین اور اودہر اصلا توجہ نہین کرتے بلکہ اسلام کا اور خدا اور رسول کی محبت کا دعوی کرتے ہین اور پہر بہی اوامر اور نواہی مین

في الاوامر والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل
خدا رسول کی مخالفت کئے جاتے ہین اب کیا مشکل کی بات ہے کہ حاکم وقت بہی ایسی ایسی حرکات ممنوعہ کو دیکہتے ہین اور ذرہ منع نہین کرتے بلکہ

يساعدون فيها فمن كان باكيا فليبك على الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غريبا كما بدأ غريبا نعم ان هذا
اسمین اور امداد کرتے ہین اب جو روے تو چاہیے کہ اسلام اور اوسکی غربت پر روے کیونکہ اب اسلام غریب ہوگیا ہے جیسے کہ شروع ہوا تہا ہان یہہ دن

الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان يكون الفرح والسرور فيها بما كان مستحبا او مباحا كالاغتسال والتطيب
خوشیان کرنے کی دن ہین پر یون چاہیے کہ خوشیان ایسی وقت مین یا مستحب ہون یا مباح جیسے نہانا خوشبو لگانی

ولبس احسن الثياب التي تكون جديدة او غسيلة لا بما كان حراما او مكروها كلبس الحرير والخوض في الباطل
اچہی کپڑی کا بدلنی یعنی نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون حرام یا مکروہ نہون جیسے حریر کا پہنا اور باطل امور مین کہسنا

لان العيد انما سمي عيدا لان الله تعالى يعود فيه على المؤمنين بالمغفرة والاحسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية
کیونکہ عید کو اسہی لئے عید کہتے ہین کہ اللہ تعالی مؤمنین پر دوبارہ مغفرت اور احسان فرماتا ہے سو مؤمنین پر واجب ہے کہ معصیت اور سرکشی سے

والطغيان حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس
اجتناب کرین تاکہ سعادتمند اور اہل رضوان ہو جاوین بدبخت نہون لوٹم نہ اوٹہاوین پہر سمجہنی کی بات ہے کہ بعضی لوگ کہتے ہین

قد زعموا ان ضرب الدف والغناء به في يوم العيد جائز لما روي عن عائشة ان ابا بكر دخل عليها يوم العيد وعندها
کہ دف کا بجانا اور گانا عید کی روز جایز ہے کیونکہ عائشہ سے روایت ہے کہ ابوبکر عید کی روز اونکی ہان آئے اونکی پاس

جاريتان تغنيان بالدف ورسول الله صلى الله عليه وسلم متغش بثوبه فزجرهما ابو بكر فكشف النبي عليه السلام وجهه
دو لڑکیان دف لئے گاتی بجاتی تہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا ڈالے ہوئے تہے سو اون لڑکیون کو ابوبکر نے ڈانٹا پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ کہول کر

فقال دعهما یا ابابکر فان لکل قوم عیدا فهذا عیدنا فان هذا الحدیث وان کان یدل علی ما زعموا لکن لیس کما زعموا

فرمایا ابوبکر جانی دو ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے سو یہ ہماری عید ہے کیونکہ یہ حدیث اگرچہ اونکے مطلب پر دلالت کرتی ہے لیکن ویسی نہیں ہے جو وہ کہتے ہیں

اذ قد ذکر فی نصاب الاحتساب ان هذا الحدیث متروک غیر معمول به لقوله تعالی ومن الناس من یشتری لهو

اسواسطے کہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ یہ حدیث متروک ہے اسپر عمل نہیں کرتے اس آیت کی موافق اور بعض لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی

الحدیث فان المراد من لهو الحدیث علی ما ذکر فی معالم التنزیل عن ابن مسعود وابن عباس وعکرمة وسعید بن

کیونکہ موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سے لہو الحدیث سے غنا اور جو اوسکی مثل ہے معازف

جبیر الغناء وما فی معناه من المعازف والمزامیر والمراد من اشترائه اختیاره والمعنی ان بعض من الناس یختار

اور مزامیر وغیرہ مراد ہے اور اشترا سے مراد اختیار اور پسند کرنا اور معنی آیت کی یہ ہیں کہ بعضی لوگ

الغناء وما فی معناه من المعازف والمزامیر لیضل عن سبیل الله بغیر علم ویتخذها هزوا اولئک لهم عذاب مهین

غنا کو پسند کرتے ہیں اور جو اوسکی مثل ہے معازف اور مزامیر وغیرہ تا بچلادیں اسکی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہرادیں اوسکو ہنسی وہ جو ہیں اونکو ذلت کی مار ہے

فدلت الایة علی تحریم الغناء وما فی معناه من الملاهی ویدل علی هذا ایضا ان عائشة بعد بلوغها لم ینقل عنها الا

سو یہ آیت غنا کی اور اوسکی مثل ملاہی وغیرہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہے اور حرمت اسکی اس سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عائشہ سے بعد بلوغ کی سوا

ذم الغناء والمعازف والثانی مما یجب علی المکلف فی هذا العید الاضحیة فانها تجب علی مسلم حر مقیم موسر

مذمت غنا اور معازف کی اور کچھ منقول نہیں ہے دوسرا امر جو اس عید میں مکلف پر واجب ہے قربانی ہے سو قربانی مسلم آزاد مقیم تونگر پر واجب ہے

والیسار فیها ان یملک نصابا او یکون قیمته نصابا فاضلا عن حاجته الاصلیة ولا یعتبر فیه وصف النماء فمن

تونگری میں مقدور اتنا ہے چاہیے کہ نصاب کا مالک ہو یا اسکی کا اسباب قیمت حاجت اصلی سے زیادہ برابر نصاب کی ہو بڑھنا اسمیں ضرور نہیں ہے جسکی ملک میں

کانت له دار لا یسکنها فیؤجرها یعتبر قیمتها فی الغنی وکذا اذا سکنها وفضل عن سکناه شیء یعتبر قیمة الفاضل

ایک گھر ہو جسمیں رہتا نہیں کرایہ دیتا ہے تو مقدور کی لیے اوسکی قیمت کا اعتبار کیا جاویگا اور یہی ہے اگر اوسمیں رہے لیکن اوسکی رہنے سے کچھ باقی رہجاوے تو اوس باقی کی قیمت

فی الغنی لان ما کان من حاجته الاصلیة لا بد ان یکون مشغولا بها لا ما یحتاج الیه فی زمن من الا زمان ویقع الحاجة

مقدور کی باب میں لیجاویگی اسواسطے کہ جسقدر اوسکی حاجت اصلی کی ہے تو ضرور ہے کہ اوسکی برتاو میں ہو یہ نہیں کہ اپنےکو بردوں میں آویگا اسواسطے کہ استعمال کبھی نہیں ہوا سکی

الیه فی وقت من الاوقات حتی لو کان فی دار کراء فاشتری قطعة ارض بمائتی درهم لیبنی فیها دارا یسکنها فهو غنی

کبھی کبھی حاجت پیش نہ آجاوی یہانتک کہ اگر ایک شخص ایسے گھر میں رہتا ہو پھر ایک قطعہ زمین کا دوسو درہم کو خریدے کہ رہنے کی لیے گھر بنائے تو اب یہ شخص اس گھر کی سبب

لانها فاضلة عن حاجته الحالیة ولم یحتج الیها فیما سیجیء ومن کان له دار فیها بیتان صیفی وشتوی لا یکون

کیونکہ بالفعل اوسکی حاجت سے فاضل ہے اگر حاجت ہوگی تو پھر کبھی ہوگی اور جسکی پاس ایک مکان ہو اوسکی اندر دو گھر گرمی اور جاڑی کی ہوں تو غنی

غنیا وان کان فیها ثلث بیوت یعتبر قیمة الثالث فی الغنی وصاحب الثیاب لا یکون غنیا بثلاثة دستجات

نہیں ہے اور اگر اوسمیں تین ہیں تیسرا گھر ہو تو اوس تیسرے کا گھر کی قیمت غنا کی لیے لی جاویگی اور کپڑوں کا مالک تین جوڑی کپڑی سے غنی نہیں ہوتا

احدها للبذلة والثانیة للمهنة والثالثة للجمعة والاعیاد وکذا بالفرشین وما زاد علی الدستجات الثلث

ایک روز مرہ کی پہنی کا دوسرا کارگری کی وقت کا تیسرا جمعہ کی دن اور عید کی دنوں کا اور ایسی دو بچھونی سے غنی نہیں ہوتا اور جسقدر تین جوڑی کپڑی

من الثیاب وعلی الفرشین یعتبر قیمته فی الغنی والغازی لا یکون غنیا بفرسین وان کان له ثلثة افراس یعتبر

اور دو بچھونوں سے زیادہ ہوگا تو غنی ہونے کی لیے اوسکی قیمت حساب میں لیجاویگی اور غازی کا مجاہد دو گھوڑوں سے غنی نہیں ہوتا اور اگر تین گھوڑی ہونگی تو ایک

قیمة احدها فی الغنی وما زاد علی الواحد من الدواب لغیر الغازی فرسا کان او حمارا للدهقان وغیره وعلی الخادم

... غنی ہونے میں حساب کیجاویگی اور جسقدر ایک چوپایہ سے زیادہ ہو سوا غازی کی اور شخص کی پاس گھوڑا ہو یا گدھا رئیس گانو یا اور کسیکی لیے ایک خادم سے زیادہ

الواحد يعتبر قيمته في الغنى وكذا كتب التفسير والحديث لاهله ما زاد على نسخة واحدة من رواية واحدة

ہو تو غنی ہونیکی لئی اوسکی قیمت حساب میں لیجاوی گی اور ایسی ہی تفسیر حدیث فقہ کی کتابیں علما کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہونگی ایک روایت سی

يعتبر قيمته في الغنى وكذا ما زاد على الواحد من المصحف لمن يحسن القراءة يعتبر قيمته في الغنى والزارع لا يكون

غنا کی بابت اوسکی قیمت حساب میں لیجاویگی اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب میں اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور کسان دو بیلوں

غنيا بثورين وآلة الحراثين وان كان له ثلث ثيران يعتبر قيمة احدهم في الغنى والبقرة الواحدة يعتبر قيمتها في

اور کہیتی کی ہتیار ... سی غنی نہیں ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک بیل کی قیمت غنا میں معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا میں اوسکی قیمت لیجاوی گی

الغنى ومن كان له قوت سنة يساوي نصابا ففيه كلام والظاهر انه لا يعد من الغنى ذكره قاضيخان في فتاويه

اور جسکی پاس ایک سال کا کہانا برابر قیمت نصاب کی ہو تو اوسمیں اختلاف ہی اور ظاہر یہہ ہی کہ وہ غنی نہیں ہی جسطرح قاضیخان نی اپنی فتاوی میں ذکر کیا ہی

والمرأة ان كانت لها جواهر ولآلي تلبسها للاعياد وتتزين للزوج يعتبر قيمتها في الغنى وكذا اذا كان لها دار تسكن فيها

اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہوں کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی واسطی سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر عورت کی ملک میں

مع زوجها يعتبر قيمتها في الغنى اذا كان الزوج قادرا على الاسكان ويتعلق بهذا النصاب حرمة اخذ الزكوة ووجوب

گہر ہو جسمیں خاوند کی ساتہہ رہتی ہی تو اس گہر کی قیمت غنا کی لئی معتبر ہوگی بشرطیکہ اوسکا خاوند گہر دینی کی مقدور رکہتا ہو اور اسی نصاب کی زکوة لینی حرام ہوتی ہی اور

صدقة الفطر والاضحية لان الغنى على ثلث مراتب غني يحرم عليه السؤال واخذ الصدقة ويجب عليه

صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہی اسوسطی کہ غنا کی تین درجی ہیں ایک وہ غنی ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقہ

صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك نصابا كاملا ناميا وغني يحرم عليه السؤال واخذ الصدقة

فطر اور قربانی اور زکوة واجب ہوتی ہی یہہ وہ غنی ہی جسکی ملک میں نصاب کامل بڑہتا ہو اور ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا

ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية دون الزكوة وهو من يملك ما قيمته نصاب من غير ان يكون فيه نماء

حرام ہی اور اوسپر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہی اور زکوة واجب نہیں ہوتی وہ ایسا شخص ہی جسکی ملک میں ایسی چیز ہو کہ اوسکی قیمت نصاب کی برابر ہو

وغني يحرم عليه السؤال لا اخذ الصدقة ولا يجب عليه شيء مما ذكر من صدقة الفطر والاضحية والزكوة

اور ایک غنی ایسا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جائز اور اوسپر جو چیزیں مذکور ہوئیں واجب نہیں ہوتیں صدقہ فطر قربانی زکوة

وهو من يملك قوت يومه وما يستر عورته ثم المعتبر في الفقر والغنى اخر ايام النحر فان جاء يوم النحر ولا مال له

وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دن کا کہانا ہو اور بدن ڈہکنی کو کپڑا ہو پہر مفلسی اور غنا میں ... ایام نحر کا اعتبار ہی جب ایام نحر ...

ثم استفاد قدر النصاب قبل مضي ايام النحر ولا دين عليه يجب عليه الاضحية وان جاء يوم النحر وهو غني بماله

... اور ایام نحر میں تونگری کی حالت میں آگئی پہر اوسکا

ثم انتقص من النصاب قبل مضي ايام النحر لا يجب عليه الاضحية ومن كان له على الناس ديون مؤجلة ولم يكن

مال بالکل یا تاہم نصاب سی کمی رہ گیا ... اور جسکا قرض لوگوں پر کسی کی وعدہ پر آتا ہو اور

في يده من مال الاضحية ما يشتري به الاضحية لا يجب عليه الاضحية وكذا لو كان له دين على مفلس مقر لا يجب

ایام نحر میں اوسکی ہاتہہ میں ... تو اوسپر قربانی واجب نہیں ہی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض کسی مفلس پر آتا ہو اگرچہ وہ اقرار کرتا ہی پر قربانی

عليه الاضحية ما لم يصل اليه الدين وكذا لو كان له دين على مقر مليء وليس في يده ما يمكنه شرى الاضحية لا يجب عليه

واجب نہیں ہی جبتک وہ قرض وصول نہو جاوی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض تونگر پر آتا ہو ... اور اسکی پاس اتنا نہیں کہ قربانی خریدی تو اسکو ضرور نہیں

ان يستقرض فيضحي بلا قيمتها اذا وصل اليه الدين لكن يلزمه ان يسأل عند ... الاضحية اذا غلب على ظنه انه

کہ قرض لیکر قربانی کری ... قیمت قربانی کی جب قرض وصول ... لیکن اسکو لازم ہی کہ قرضدار سی قیمت قربانی کی طلب کری

یعطیہ ولو کان لہ مال کثیر غائب فی ید شریکہ او مضاربہ ومعہ ما یشتری بہ الاضحیۃ من الحجرین
دیدیگا اور اگر بہت سا مال اسکی قبضہ سی باہر ہو شریک یا مضارب کی قبضہ مین یا حاضر اسکی قبضہ مین سونا یا چاندی اتنی ہی کہ قربانی خرید کرلی

او متاع البیت یلزمہ الاضحیۃ واول وقتہا بعد طلوع الفجر من یوم النحر لکن یشترط تقدیم صلوۃ
یا گہر کا اسباب ہی تو ایسی حال مین قربانی واجب ہی اور اول وقت قربانیکا دسوین تاریخ جسکو یوم نحر کہتی ہین بعد طلوع فجر کی ہی لیکن شہر کی رہنی والونکی حق مین

العید علیہا فی حق اہل الامصار حتی لا یجوز للذبح لمن کان فی المصر الا بعد فراغ الامام من الصلوۃ ولو
عید کا ادا کرلینا یہان تک کہ شہر مین رہنی والی کو قربانی ذبح کرنی جایز نہین ہی جبتک امام دوگانہ سی فارغ نہولی اور اگر امام کی نماز سی پہلی ذبح کردی تو درست نہین

ضحی قبل صلوۃ الامام لا یصح ولو خرج الامام بطائفۃ الی الجبانۃ وامر رجلا ان یصلی بالضعفاء فی
یعنی قربانی اوسکی ذمہ رہتی ہی اور اگر امام ہمراہ جماعت کی عیدگاہ کی طرف روانہ ہوا اور کسی شخص کو نایب کیا کہ ناتوانون کو شہر مین نماز پڑہاویگا

المصر وضحی البعض بعد ما صلی احد الفریقین یجوز استحسانا وان کانت بلدۃ لا یصلی فیہا صلوۃ
اور بعضی جلد بازون نی قربانی ذبح کردی بعد فراغت نماز ایک شخص امام یا نایب کی تو استحسانا جایز ہی اور اگر ایسا شہر ہی کہ اوسمین عید کی نماز نہین ہوتی

العید اما لعدم الامام او لغلبۃ اہل الفتنۃ یجوز التضحیۃ فی الیوم الاول بعد الزوال وفی الیوم الثانی و
یا تو اسلئی کہ امام نہین ہی یا اہل فتنہ کی غلبہ سی تو قربانی پہلی دن یعنی دسوین تاریخ دوپہر ڈہلی جایز ہی اور گیارہوین اور

الثالث یجوز قبل الزوال وبعدہ وقال بعضہم فی ذلک المکان یجوز التضحیۃ فی ای وقت کان لوقوع الیاس
بارہوین مین دوپہر ڈہلنی سی پہلی بہی اور بعد دوپہر کی بہی جایز ہی اور بعضی کہتی ہین کہ ایسی جگہ قربانی جس وقت کردی ہر وقت جایز ہی کیونکہ نماز کی توقع تو ہی نہین

عن الصلوۃ وان اخر الامام الصلوۃ یوم العید ینبغی للناس ان یؤخروا التضحیۃ الی وقت الزوال ولو اخرج
اور اگر امام عید کی روز نماز مین دیر لگادی تو لوگون کو بہی چاہیی کہ قربانی مین دوپہر ڈہلی تک تاخیر کرین اور اگر امام نماز کی لئی

الامام الی الصلوۃ فی الغد او بعد الغد وقد ضحی بعض الناس قبل ان یصلی الامام یجوز لانہ فات وقت الصلوۃ
اگلی دن یا اگلی سی اگلی دن روانہ ہوا اور بعضی لوگون نی امام کی نماز سی پہلی قربانی ذبح کردی تو جایز ہی اسواسطی کہ مسنون وقت نماز کا

علی وجہ السنۃ ثم المعتبر مکان المذبوح لا مکان المالک حتی لو کانت الاضحیۃ فی المصر وصاحبہا فی السواد
تو جاتا رہا پہر جواز ذبح مین قربانی کی مکان کا اعتبار ہی مالک کی مکان کا اعتبار نہین ہی یہان تک کہ اگر قربانی شہر مین ہو اور اوسکا مالک شہر سی دور ہو

فامر رجلا بالذبح فذبح الوکیل قبل الصلوۃ لا یجوز ولو کانت الاضحیۃ فی السواد وصاحبہا فی المصر وامر
پہر اوس مالک نی کسی شخص کو کہدیا کہ میری قربانی ذبح کردینا اوس شخص نی نماز سی پہلی ذبح کردی تو جایز نہوگی اور اگر قربانی شہر سی دور ہو اور مالک شہر مین ہو اور اوسنی

اہلہ بالذبح فذبح الاہل قبل الصلوۃ یجوز وکذا لو کان رجل فی مصر واہلہ فی مصر آخر وکتب الیہم ان یضحوا عنہ
اپنی اہل کو کہدیا کہ ذبح کردینا اور اوسکی اہل نی نماز سی پہلی ذبح کردی تو جایز ہی اور ایسی ہی اگر ایک شخص ایک شہر مین ہو اور اوسکی اہل اور شہر مین ہون اور اوس شخص نی اپنی اہل کو لکہا

یلزمہم ان یذبحوا عنہ بعد صلوۃ الامام فی البلد الذی ہم فیہ اعتبار المکان الذبیحۃ ومن اراد ان یتعجل
تو اونکی ذمہ پر لازم ہی کہ اوسکی طرف سی وہانکی امام کی نماز کی بعد جسمین وہ آپ رہتی ہین ذبح کرین کیونکہ اعتبار قربانی کی مکان کا ہی اور جسنی جلد ہی گوشت کہانا چاہا

لہ اللحم واخرج اضحیتہ من المصر وذبحہا قبل الصلوۃ قالوا ان اخرجہا مقدار ما یباح للمسافر قصر الصلوۃ
اور قربانی کو شہر سی باہر لیجا کر نماز سی پہلی ذبح کرلی تو علماء کہتی ہین اگر اوسنی قربانی کو اتنی دور لیجا کر ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قصر نماز مباح

فیہ یجوز والا فلا ہذا کلہ فی حق اہل الامصار واما اہل السواد والقری فیجوز لہم الذبح بعد الفجر الثانی من
تو جایز ہی اور نہین تو جایز نہین ہی یہ سب بیان شہر والون کا تہا اور گرد نواح اور گانو گون کی لوگون کو دسوین تاریخ ذیحجہ کی صبح صادق کی بعد

الیوم العاشر من ذی الحجۃ واما اہل البوادی وہم لا یذبحون الا بعد صلوۃ اقرب الائمۃ الیہم وآخر وقتہا
ذبح کرنا جایز ہی اور جنگل کی رہنی والی بدون فراغت نماز اپنی سی نزدیک سی نزدیک امام کی ذبح نکرین اور آخر وقت قربانی کا

فی حق الکل قبیل غروب الشمس من الیوم الثالث من ایام النحر وافضل اوقات التضحیة الیوم الاول ویکره

سب کی حق میں آفتاب ڈوبنے سی کچھ پہلی تک تیسری دن ایام نحر سی یعنی بارہوین کی اخیر عصر تک ہی اور قربانی کا افضل وقت پہلا روز ہی یعنی دسوین تاریخ اور مکروہ ہی

الیوم الاخیر ویکره الذبح لیلا وان جاز لاحتمال الغلط فی ظلمة اللیل ولو وقع الشک ان هذا الیوم کان من

سب سی پچھلا دن اور رات کو ذبح کرنا مکروہ ہی اگرچہ جایز ہی شاید کہ رات کی اندھیرے میں ٹھیک جگہ ذبح نہو اگر یہہ شبہہ آپڑی کہ آج ذیحجہ کی

عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فالاحوط ان یضحی فی الغد بعد الزوال قال قاضیخان فی فتاواه فی کتاب

دسوین تاریخ ہی یا ذیحجہ کی نوین ہی تو اب احتیاط یون ہی کہ اگلی دن دوپہر ڈھلی ذبح کری قاضیخان اپنی فتاوی کی کتاب الصوم میں کہتا ہی

الصوم شهر رمضان اذا جاء یوم الخمیس ویوم عرفة جاء یوم الخمیس ایضا کان ذلک الیوم یوم عرفة لا

کہ ماہ رمضان کا چاند اگر جمعرات کی دن ہووی پہر عرفہ بہی جمعرات کی روز کا آپڑی تو وہ روز بیشک عرفہ کا ہی یوم النحر یعنی دسوین تاریخ

یوم النحر حتی لا یجوز التضحیة فی هذا الیوم اعتمادا علی قول علی رض یوم نحرکم یوم صومکم لان ذلک محتمل

نہیں ہی اوسدن قربانی ذبح کرنی جایز نہیں ہی کیونکہ قول حضرت علی کا اسمین معتمد ہی دسوین ذیحجہ کی پہلی رمضان کی اتنی اسواسطی احتیاط کرنی چاہئی

یحتمل انه اراد به ذلک العام دون الابد ثم الاضحیة انما یجوز من اربعة اصناف من الحیوان الابل والبقر

کہ اس قول میں یہہ بہی احتمال ہی کہ آپنی اوسی سال کا حال ارشاد کیا ہو ہمیشہ کی لیے قاعدہ نفرمایا ہو پہر قربانی چار قسم کی حیوان کی جایز ہی اونٹ اور گای

والغنم والمعز ذکورها واناثها الا ان الانثی من الابل والبقر افضل والذکر من الغنم والمعز افضل ثم المعتبر من

اور بکری اور دنبہ نر اور مادہ دونوں پر اتنا ہی کہ اونٹنی اور گای کا مادہ افضل ہی اور بکری اور دنبہ سی نر افضل ہی پہر معتبر

هذه الاصناف الاربعة الثنی وهو من الغنم والمعز ما تمت له سنة وطعن فی الثانیة ومن البقر ما تمت له سنتان

ان چارون قسم میں ثنیہ ہی یعنی نوجوان اور نوجوان بکری اور دنبہ میں وہ ہی جسکو ایک سال پورا ہوکر دوسرا سال شروع ہوا ہو اور گای میں وہ ہی جسکو دو برس

وطعن فی الثالثة ومن الابل ما تمت له خمس سنین وطعن فی السادسة ولا یجوز ما دون ذلک من هذه الاصناف

پوری ہوکر تیسرا سال شروع ہوا ہو اور اونٹ میں وہ ہی جسکو پانچ برس پوری ہوکر چہٹا شروع ہوا ہو اور اس عمر سی چہوٹا ان قسمون میں سی کوئی جایز نہین ہی

الا الجذع من الضأن اذا کان عظیما بحیث لو اختلط بالثنیات لم یتمیز من بعید وهو ما کان له الیة واتی

مگر جذع مینڈہی کا اگر کلان راس ہو ایسا کہ اگر ایک برس کی عمر والون میں ملجاوی تو دور سی پہچانا نہ جاوی اور جذعہ وہ ہوتا ہی کہ جسکی چکتی ظاہر ہو

علیه ستة اشهر وشیء من الشهر السابع وذکر فی الخلاصة ان التضحیة بالدیک والدجاجة فی ایام النحر ممن

چہہ مہینی پوری ہوکر کچہہ دن ساتوین مہینہ کی گذری ہون اور خلاصہ میں مذکور ہی کہ مرغ اور مرغی کی ایام نحر میں قربانی کرنی جسکو

لا اضحیة علیه بعساره تشبها بالمضحین مکروه لانه من رسوم المجوس ولو اشتری فقیر شاة الاضحیة

اوس کی سبب سی قربانی واجب نہین ہی قربانی کرنیوالون کی مشابہت حاصل کرنیکو مکروہ ہی اسواسطی کہ یہہ مجوسیون کی رسم ہی اور اگر کسی فقیر نی قربانی کی واسطی بکری مول لی

ولم یضح حتی مضت ایام النحر کان علیه ان یتصدق بتلک الشاة حیة او بقیمتها ولو انه ذبحها بعد ایام

پہر ذبح نکی یہان تک کہ ایام نحر نکل گئی اب اوسپر لازم ہی کہ وہ بکری جیتی خیرات کردی یا اوسکی قیمت دیدی اور اگر بعد ایام نحر کی ذبح کرکر

النحر وتصدق بلحمها یجوز لکن ان کان قیمتها حیة اکثر یلزمه ان یتصدق بالفضل فان اکل منها یغرم

گوشت خیرات کردیا تو بہی جایز ہی لیکن اگر جیتی کی قیمت گوشت سی زیادہ ہو تو جتنی بڑہتی قیمت ہی خیرات کری اور اگر اوسمین سی آپ کہالی

قیمته وان لم یفعل شیئا من ذلک حتی جاء یوم النحر من القابل فضحی بها عن العام الاول لا یجوز لان کون اراقة

تو اوسنی کی قیمت ادا کری اور اگر اوسی ان امور میں سی کچہہ بہی نکیا یہان تک کہ اگلی سال کا یوم نحر آگیا اب اوسنی پہلی سال کی قضا کی نیت سی ذبح کی تو جایز نہین ہی

الدم قربة عرف اداء لا قضاء ویجوز الابل والبقر من احد الی سبعة اذا اراد کلهم القربة اتفقت جهة القربة او

جو عبادت ہی تو ادا یعنی اپنی وقت پر عبادت ہی بطور قضا نہین ہی اور اونٹ اور گای ایک سی لیکر سات آدمیون تک جایز ہی اگر ان سبکا ارادہ قربت کا ہو ایک ہی طرح کی عبادت ہو یا

اختلفت كالاضحية والقران والمتعة والعقيقة والتقدير بالسبعة يمنع الزيادة لا النقصان حتى يجوز

کئی طرح کی ہو جیسی قربانی اور قران اور متعہ اور عقیقہ اور سات تک کی حد باندہنی سی زیادہ کی ممانعت ہوگئی ہی کمتی کی ممانعت نہیں ہی یہاں تک

عن ستة وخمسة واربعة وثلثة واثنين ان لم يكن لاحدهم اقل من السبع كما اذا مات رجل وترك ابنا وامرأة

کہ چھہ یا پانچ یا چار یا تین یا دو آدمیوں کی طرفسی بہی جایز ہی اگر کسیکا حصہ ساتویں حصہ سی کمتر نہو جیسی ایک شخص موا اور ادسنی ایک بیٹا اور بیوی وارث

وبقرة وضحيا بها لا يجوز وكذا لو اشترى ثلثة نفر ودفع احدهم اربعة دنانير والاخر ثلثة دنانير والثالث

اور ایک گای ترکہ میں چہوڑی اونہوں نی وہ گای قربانی کی تو جایز نہیں اور ایسی ہی اگر تین آدمیوں نی ملکر قربانی خریدی ایک نی چار دینار دئی اور دوسری نی تین دینار اور تیسری نی

دينارا واشتروا بقرة على ان يكون البقرة بينهم بقدر اموالهم وضحوا بها لا يجوز ولو اشترك سبعة في بقرة

ایکہی دینار دیا پہر گای مول لی اسطور پر کہ دیناروں کی حساب پر شرکت ہی اور ذبح کی تو قربانی جایز نہیں ہی اور اگر سات آدمی ایک گای میں شریک ہوی

ونوى بعض الشركاء التطوع وبعضهم الاضحية لهذه السنة وبعضهم قضاء عن السنة الماضية يجوز

اور کسی نی نیت نفل کی کی اور کسی نی اوسی سال کی قربانی کی نیت کی اور کسینی پچہلی سال کی قضا کی نیت کی تو سب جایز ہی

الكل لكن يكون تطوعا عمن نوى القضاء عن السنة الماضية فلا يقع عن قضاءه بل يلزمه ان يتصدق

لیکن جسنی پچہلی سال کی قربانی سی قضا کی نیت کی تہی اوسکی نفل ہوجاتی کی اوسکی قضا ذمہ سی ساقط نہوگی بلکہ اوسکو لازم ہی کہ قیمت درمیانہ

بقيمة شاة وسط لما مضى ولو مات احد السبعة وقال ورثته اذبحوها عنه وعنكم يجوز استحسانا

بکری کی بعوض سال گذشتہ کی خیرات کردی اور اگر ساتوں شریک میں سی ایک مرگیا اور اوسکی وارثوں نی کہا کہ اوسکی طرفسی بہی اپنی طرف سی ذبح کرلو تو استحسانا جایز ہی

ولو اشترك سبعة وضحوا ببقرة واقتسموا اللحم وزنا يجوز ولو اقتسموه جزافا لا يجوز الا ان يضم الى اللحم شيء

اور اگر سات آدمیوں نی ملکر گای قربانی کی اور گوشت تول کر بانٹا تو جایز ہی اور اگر اٹکل سی بانٹا تو جایز نہیں ہی ہان اگر گوشت کی ساتہ کچہ کچہ

من الاكارع او الجلد سواء كان في كل جانب شيء من اللحم وشيء من الاكارع او كان في كل جانب شيء من اللحم

پائے یا چمڑا ملالیں تو جایز ہی برابر ہی کہ ہر حصہ پر کچہ گوشت اور کچہ پائے یا ہر حصہ پر کچہ گوشت اور

وشيء من الجلد او كان في جانب لحم واكارع وفي اخر لحم وجلد وانما يجوز جزافا لصرف الجنس الى خلاف الجنس ولو

کچہ چمڑا یا ایک حصہ پر گوشت اور پائے اور دوسری حصہ پر گوشت اور چمڑا اس صورت میں اٹکل کی تقسیم اسلئی جایز ہی کہ ہر جنس کا خلاف جنس کی

لم يضموا الى اللحم شيئا وحلل كل واحد منهم لصاحبه الفضل لا يجوز لان تحليل الفضل هبة وهبة المشاع

گوشت کی ساتہ بدون ملانی پایہ یا چمڑی کی تقسیم کرکی ہر ایک شخص دوسری کو کمتی برہتی کی اجازت دیکر حلال کردی تو جایز نہیں اسلئی کہ برہتی کا حلال کرنا ہبہ ہوتا ہی اور ہبہ مشاع

فيما يحتمل القسمة لا يجوز وان اقتسموا اللحم وزنا وتصدقوا بالجلد على فقير او وهبوا الغني يجوز ولو جعلوا

تقسیم ہونیوالی چیز میں جایز نہیں ہی اور اگر گوشت تول کر بانٹ لیا اور چمڑا سب نی ملکر ایک فقیر کو دیدیا یا کسی غنی کو بخشدیا تو جایز ہی اور اگر

اللحم والشحم سبعة اسهم وقسموه بينهم جزافا يجوز ويجوز الخصي والجماء التي لا قرن لها والثولاء اي المجنونة

گوشت اور چربی کی سات حصہ یعنی ملاکر کئی آپسمیں اٹکل سی تقسیم کرلیا تو جایز ہی اور بدہیا اور مینڈہا جسکی سینگہہ پیدایشی نہوں اور باولی جایز ہی

ولا يجوز العمياء التي ليس لها عينان ولا العوراء التي ليس لها عين واحد ولا العجفاء التي لا مخ في عظمها

اور اندہی جسکی دونو آنکہیں نہوں اور کانی جسکی ایک آنکہہ نہو اور ایسی دبلی جسکی ہڈی کی اندر مغز باقی نہو

ولا العرجاء التي تمشي بثلث قوائم ويجاف الرابعة عن الارض وان كانت تضع الرابعة على الارض وضعا

اور لنگڑی جو تین پاؤن پر چلتی ہو اور چوتہی پاؤن کو زمین پر نہ لگاتی ہو جایز نہیں ہی اور اگر چوتہا پاؤ بہی زمین پر ہولی سی رکہہ کر

خفيفا وتستعين بها الا انها تتمايل عند المشي تجوز ولا يجوز ما ذهب اكثر من ثلث اذنها واليتها او عينها

مدت لیتی ہی پر اتنا ہی کہ چلتی وقت جہکتی ہی تو جایز ہی اور جسکا تہائی سی زیادہ کان یا خصیہ یا آنکہہ جاتی رہی ہو تو جایز نہیں ہی

وطريق معرفة ذهاب الثلث من العين ان يشد عينها المفقودة بعد كونها جائعة فيقرب اليها العلف
اور طریقہ دریافت تہائی آنکہہ جانی کا یہہ ہی کہ اول پہوٹی ہوئی آنکہہ بند کرکر شدت بہوک کی حالت مین اوسکو گہاس دکہاوین
فينظر من اى مكان ترى العلف ثم يشد عينها الصحيحة ويقرب اليها العلف فينظر من اى مكان ترى العلف
پہر خیال رکہین کتنی دور سی گہاس دیکہہ لیتی ہی پہر اچہی آنکہہ بند کرکر گہاس دکہاوین اب یہہ خیال کرین کہ کتنی دور سی گہاس دیکہہ لیتی ہی
ثم ينظر تفاوت ما بين المكانين فان كان نصفا فالذاهب نصف وان كان ثلثا فالذاهب ثلث وهكذا
اب دونو مکان مین فرق دیکہین کتنا ہی اگر آدہوں آدہ کا فرق ہی تو آدہی آنکہہ نہین ہی اور اگر تہائی ہی تو تہائی آنکہہ نہین ہی اور ایسی ہی حساب پر
والشق لاذن والكى لا يمنع جواز الاضحية وكذا كسر القرن الا اذا بلغ المخ ولو ذهب عينها او كسرت رجلها فى
اور چری ہوئی کان اور داغدار ہونی سی قربانی منع نہین ہوتی اور ایسی ہی سینگ ٹوٹنی سی ان اگر مغز تک جا پہنچی تو جایز نہین اور اگر ذبح کرنیکی لئی پچہاڑنی ہوئی آنکہہ
معالجة الذبح فانه ان لم يرسلها يجوز وان ارسلها وضحى بها فى وقت اخر فى ذلك اليوم او فى يوم اخر
اگر اوسکو نہ چہوڑا اوسیوقت ذبح کردیا تو جایز ہی اور اگر اوسوقت چہوڑ دیا اور اور وقت اسیہی دن مین یا ایام نحر کی روز اور دن مین
من ايام النحر اختلفوا فيه وعن ابى يوسف انه يجوز وبه اخذ الزعفرانى ولو ولدت الاضحية كان
ذبح کیا تو اسمین اختلاف ہی امام ابو یوسف کی نزدیک جایز ہی اور یہہ ہی مذہب زعفرانی کا ہی اور اگر قربانی بیا پڑی تو
عليه ان يذبح الولد ايضا وان لم يذبحه حتى مضت ايام النحر فعليه ان يتصدق به حيا والافضل ان
لازم ہی کہ بچہ کو بہی ذبح کردے اور اگر بچہ کو ذبح نکیا اور ایام نحر گذر گئی تو لازم ہی کہ وہ بچہ جیتا خیرات کردی اور افضل یہہ ہی
يذبح اضحيته بيده ان قدر لانه عبادة فالاولى ان يفعلها بنفسه وان لم يقدر يامر غيره ولا يامر
کہ اپنی قربانی اگر ہو سکی تو اپنی ہاتہہ سی ذبح کری کیونکہ ذبح کرنا عبادت ہی تو اولی یہہ ہی کہ اپنی ذات سی ادا کری اور اگر نہین ہو سکتا تو اور کو کہدی اور
الكتابى لانه قربة وهو ليس من اهلها ولو امره فذبح يجوز لانه من اهل الذكوة والقربة يحصل باتابته و
کتابی شخص کو نہ کہی اسواسطی کہ عبادت ہی اور وہ اس کام کا نہین ہی اور اگر کتابی سی کہدیا اور اوسنی ذبح کردی تو جایز ہی اسلئی کہ ذبیحہ کتابی کا درست ہی اور عبادت
نيته لكن يكره ويستحب احداد شفرته قبل الاضجاع ويكره بعده لما روى انه عليه السلام مر على رجل
نیت سی ہوجائیگی پر مکروہ ہی اور چہری کا تیز کرنا پچہاڑنی کی پہلی مستحب ہی اور بعد پچہاڑنی کی مکروہ ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ایک شخص کی پاس جا پہنچی
اضجع شاته وهو يحد شفرته وهى تلحظ اليه ببصرها فقال اتريد ان تميتها موتات هلا احددت
کہ وہ بکری پچہاڑ کر چہری تیز کرتا تہا اور بکری اپنی آنکہوں سی اودہر دیکہتی تہی سو آپ نی فرمایا کہ تو چاہتا ہی کہ اسکو کئی موت سی مارے پچہاڑنی سی پہلی چہری تیز
شفرتك قبل ان تضجعها ويكره جرها برجلها الى المذبح وترك التوجه الى القبلة ويكره النخع وهو الذبح
کیوں نہ کرلی اور قربانی کو ٹانگ پکڑ کر مذبح تک کہینچتی ہوئی لی جانا اور قبلہ کی طرف منہہ نکرنا مکروہ ہی اور نخع بہی مکروہ ہی یعنی ایسا سخت ذبح کرنا
الشديد حتى يبلغ النخاع ويكره السلخ قبل ان يسكن عن الاضطراب ويستحب ان يحضر الانسان اضحيته
کہ نخاع تک نوبت جا پہنچی اور چمڑا چہیلنا ٹہنڈی ہونی سی پہلی مکروہ ہی اور مستحب ہی کہ آدمی اپنی قربانی کی ذبح ہوتی ہوئی
عند الذبح ولو وضع صاحب الشاة يده مع يد القصاب فى المذبح حتى يكون ذالجامع القصاب قال الشيخ الامام
پاس حاضر رہی اور اگر قربانی کی مالک نی بہی اپنا ہاتہہ قصائی کی ساتہہ چہری پر رکہہ لیا تاکہ قصائی کی ہمراہ ذبح مین شریک ہوجاوی تو شیخ امام محمد
محمد بن الفضل تجب على كل واحد منهما التسمية حتى لو ترك احدهما لا يحل المذبوح لان شرط حلة التسمية عليه
بن الفضل کہتی ہین کہ اون دونو پر تکبیر ذبح کی کہنی واجب ہی یہان تک کہ اگر دونو مین سی کوئی ایک تکبیر ترک کریگا تو مذبوح مردار ہوگا اسواسطی کہ شرط حلال ہونی کی
لقوله تعالى وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فالذابح اذا تركها عمدا يكون الذبيحة ميتة لا يحل اكلها ولو
موافق اس آیت کی اور اوسمین سی نہ کہاؤ جسپر نام نہ لیا اللہ کا پہر ذبح کرنیوالا اگر تکبیر عمدا ترک کریگا تو ذبیحہ مردار ہی اوسکا کہانا حلال نہین ہی اور اگر

ذكر مع اسم الله تعالى غيره ان كان بالعطف مثل ان يقول بسم الله ومحمد رسول الله يحرم وان كان بغير
اسم تعالیٰ کی نام کی ساتھہ اور کچھہ بھی کہدیا اگر عطف کی ساتھہ کہا اسطور کہا کہ بسم اللہ و محمد رسول اللہ تو ذبیحہ مردار ہی اور اگر بغیر
العطف لا يحرم بل يكره ويكره ايضا ان يدعو بشيء بعد التسمية قبل الذبح مثل ان يقول بسم الله اللهم
عطف کی کہا تو حرام نہیں ہی بلکہ مکروہ ہی اور یہہ مکروہ ہی کہ تسمیہ کی بعد ذبح سی پہلی کچھہ اور بات زبان پر لاوی مثلا یون کہی کہ بسم اللہ الٰہی
تقبل مني او من فلان واما بعد الذبح فلا باس به لما روي انه عليه السلام قال بعد الذبح اللهم تقبل هذه
مجھسی اور فلانی سی قبول کرلی پھر ذبح کری ان ذبح کی بعد اسکا کچھہ مضائقہ نہین کیونکر روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی بعد ذبح کی فرمایا الٰہی یہہ قربانی قبول کرلی
عن امة محمد ممن شهد لك بالواحدانية ولي بالبلاغ وما تداولته الالسن عند الذبح بسم الله والله اكبر
محمد کی تمام امت کی طرف سی جو جو تیری وحدانیت کی اور میری تبلیغ کی گواہی دیتی ہین اور ذبح کرتی ہوئی جو زبانون پر حسب رواج آتا ہی بسم اللہ واللہ اکبر
لكن ذكر في القنية ان المستحب ان يقول بسم الله الله اكبر بدون الواو ومع الواو يكره ولو ذبح رجل اضحية
قنیہ مین مذکور ہی کہ مستحب یہہ ہی کہ بسم اللہ اللہ اکبر بدون واو کی کہی اور واو کی ساتھہ مکروہ ہی اور اگر کسی شخص نی غیر کی قربانی
غيره بغير اذنه يجوز استحسانا ولو كان بين الاثنين شاتان فذبحهما عن نسكهما يجوز وياكل من لحمها
بی اجازت ذبح کردی تو استحسانا جایز ہی اور اگر دو آدمیون مین دو بکریان مشترک ہون پھر دونون نی بلا تعین اپنی اپنی طرف سی ذبح کردین تو جایز ہی اور اسکا
ويوكل غيره من الاغنياء والفقراء ويهب لمن يشاء ولا يعطي اجر الجزار منها وندب التصدق بثلثها وندب تركه
اور اور کو کھلاوی غنی ہو یا فقیر اور جسکو چاہی عطا کری اور مزدوری مین قصائی کو اوسمین سی ندی اور تہائی کا خیرات کردینا مستحب ہی اور
التصدق ايضا لذي عيال توسعة عليهم ويجوز الانتفاع بجلدها بان يتخذه جرابا او غربالا او بساطا او
صاحب عیال کنبہ والی کو خیرات نکرنا بھی مستحب ہی تاکہ عیال بفراغت ہوجاوی اور اوسکی چمڑی سی فائدہ اوٹھانا جایز ہی کہ تھیلا یا توبرہ یا ڈول یا بچھونا
غيرها وله ان يبدله بما ينتفع به مع بقاء عينه كالخف ونحوه لا بما لا ينتفع به الا باستهلاك عينه كالخل
وغیرہ بنالی اور اوسکو جایز ہی کہ اوسکی بدلہ مین ایسی چیز لیلی جس سی نفع ہووی بہ ذات باقی رہی جیسی موزہ اور مانند اسکی ایسی چیز بدلہ مین نلیوی جسی بدون ہلاک ذات فائدہ
ونحوه ولا باس بيعه بالدراهم ليتصدق بها على الفقراء وليس له ان يبيعه بالدراهم لينفقها على نفسه وعياله
وغیرہ اور اسکا ڈر نہین کہ چمڑہ بیچ کر فقیرون کو خیرات دیدی اور یہہ جایز نہین کہ چمڑا بدلہ دراہم کی بیچ کر اپنی اوپر یا اپنی عیال پر خرچ کری
وان فعل ذلك يتصدق بثمنه ولو اراد ان يبيع لحمها ليتصدق بثمنه ليس له في اللحم الا الاكل والاطعام
اور اگر ایسا کیا تو اوسکا ثمن خیرات کردی اور اگر چاہی کہ گوشت بیچ کر اوسکا ثمن خیرات کردی تو اوسکو گوشت مین اتنا ہی تصرف ہی کہ کہالی اور کسیکو دیدی
ليس على الرجل ان يضحي عن ولده الصغير في ظاهر الرواية وان كان للصغير مال قال بعض مشائخنا يضحي عنه
اور ظاہر روایت مین کسیکا یہہ ذمہ نہین ہی کہ نابالغ اولاد کی طرف سی قربانی کری اگرچہ نابالغ اولاد مالدار ہو ہماری بعضی علما صدقہ فطر پر قیاس کرکی کہتی ہین
ابوه او وصيه من مال الصغير عند ابي حنيفة قياسا على صدقة الفطر وقال الامام السرخسي زعم بعض المشائخ
کہ بچہ کا باپ یا وصی صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری اور امام سرخسی کہتی ہین کہ بعضی مشایخ یہہ کہتی ہین
ان على الاب والوصي ان يضحي من مال الصغير عند ابي حنيفة على قياس صدقة الفطر والاصح انه ليس له
کہ باپ یا وصی کا ذمہ ہی کہ صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری جیسی صدقہ فطر کا حال ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ اوسکو
ان يفعل ذلك وان فعل اخذا بقول بعض المشائخ لا يتصدق بشيء منه بل ياكل منه الصغير وما بقي يبدل
قربانی کرنیکا اختیار نہین ہی اور اگر موافق قول بعضی مشایخ کی قربانی کردی تو اوسمین سی کچھہ خیرات نکری بلکہ اوسمین سی وہ صغیر کہاوی اور بچتی کی بدلہ مین
بما ينتفع به الصغير مع بقاء عينه كالثوب ونحوه لا بما لا ينتفع به الصغير الا باستهلاك عينه كالخبز
صغیر کی واسطی ایسی چیز نفع رسان لیدی کہ جسکی ذات باقی رہی جیسی کپڑا وغیرہ ایسی چیز نلیدی جسی صغیر کو بدون ہلاک ذات کی فائدہ حاصل نہو جیسی روٹی

ونحوه وذلك لان الواجب اراقة الدم واما التصدق فتبرع ومال الصبي لا يحتمل التبرع وانما جاز التبديل قياساً

وغیرہ اسلئے کہ واجب تو صرف ذبح کرنا ہی سو خیرات کرنا سو وہ احسان ہی اور صغیر کا مال قابل احسان کی نہیں ہی اور تبدیل اسلئے جائز ہی کہ چمڑہ کو آخر تبدیل کرنا درست ہی

على الجلد فان الجلد يجوز ان ينتفع به وان يبدل بما ينتفع به مع بقاء عينه لان البدل يكون في حكم المبدل فيكون

کیونکہ چمڑے سے فائدہ لینا بھی جائز ہی اور بدل لینا نفع رسان چیز کا بھی جائز ہی پر اوسکی ذات باقی رہے کیونکہ بدلا ہوا چیز اوس اصل مبدل کی حکم میں ہی ایسا ہی

كالانتفاع بعينه فلما كان الحكم في الجلد هذا قاسوا عليه اللحم اذا كان للصبي ضرورة والثالث مما يجب على المكلف

گویا اصل ہی سے نفع پایا چمڑہ کا جو یہہ حکم تھا اسی پر گوشت کو قیاس کرلیا ہی اگر صغیر کو کچھہ ضرورت ہو　اور تیسری شی جو مکلف پر

في هذا العيد تكبير التشريق فانه عند ابي حنيفة يجب على الاحرار المقيمين في الامصار عقيب كل فريضة اديت

اس عید میں واجب ہی وہ تکبیرات تشریق ہیں سو یہہ تکبیریں امام ابو حنیفہ کی نزدیک آزادوں شہر میں موجود ہونیوالوں پر یعنی جو مسافر نہوں پیچھے ہر فرض نماز کی جو

بجماعة فلا يجب على اهل القرى ولا على المسافر ولا على العبد ولا على المنفرد ولا على المرأة الا اذا اقتدى هؤلاء بمن يجب

جماعت سے ادا ہو واجب ہیں　گانو کوین والوں پر واجب نہیں اور نہ مسافر پر اور نہ غلام پر　اور نہ منفرد پر جو اکیلا نماز پڑھے اور نہ عورت پر ان اگر یہہ لوگ جنکی اوپر

عليه التكبير فحينئذ يكبرون معه تبعا له الا ان المرأة لا ترفع صوتها لان صوتها عورة وغيرها يجهرون به لان

تکبیریں واجب نہیں ہیں مقتدی ہو جاویں جبپر واجب ہیں تو اب اوسکی ساتھہ تکبیریں امام کی تبعیت میں مگر عورت پکار کر نہ پڑھے اوسکو آواز کا بھی چھپانا چاہیے اور اور لوگ

السنة فيه الجهر ولا مانع ولا يجب عقيب صلوة العيد ولا عقيب الوتر ولا عقيب النوافل لان تلك الصلوات ليست بفرض ويجب

کا اسمیں آواز کا بلند کرنا مسنون ہی اور کوئی مانع بھی نہیں اور عید کی نماز کی پیچھے بھی واجب نہیں ہی اور نہ پیچھے وتر کی اور نہ پیچھے نفلوں کی کیونکہ یہہ سب نمازیں فرض نہیں ہیں اور نماز

عقيب صلوة الجمعة لانها فريضة وعندهما يجب على كل من يصلي المكتوبة ولو كان قرويا او مسافرا او عبدا او منفردا

جمعہ کی پیچھے واجب ہی کیونکہ جمعہ کی نماز فرض ہی اور صاحبین کی نزدیک ہر شخص پر جو نماز فرض ادا کری واجب ہی اگرچہ گانو میں ہو یا مسافر ہو یا غلام ہو یا اکیلا پڑھتا ہو

او امرأة وابتداؤه من فجر يوم عرفة الى عصر يوم النحر عند ابي حنيفة فيكون التكبير عقيب ثمان صلوات

یا عورت ہو اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک شروع تکبیر نویں تاریخ کی فجر سے ہی　دسویں کی عصر تک سو تمام تکبیریں آٹھہ نمازوں کی بعد ہوئیں

وعندهما الى عصر آخر ايام التشريق وهو الثالث عشر من ذي الحجة فيكون التكبير عقيب ثلثة وعشرين

اور صاحبین کی نزدیک آخر ایام تشریق کی عصر　تک واجب ہیں یعنی ذی الحجہ کی تیرہویں تاریخ تک اب تکبیریں تیئیس نمازوں کی بعد ہوئیں

صلوة والعمل في هذا الزمان على قولهما احتياطا في باب العبادات وكيفيته ان يقول مرة واحدة بعد السلام

اس زمانہ میں　واسطے احتیاط کی باب عبادات میں صاحبین کی قول پر عمل ہی اور اوسکی کیفیت یہہ ہی کہ ایک دفعہ سلام کی بعد

قبل الكلام الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد واصله ان ابرهيم النبي عليه السلام

بولنے سے پہلے کہے　اور اوسکی اصل یوں ہی کہ ابراہیم نبی علیہ السلام نے

لما اضجع ولده اسمعيل النبي عليه السلام للذبح امر الله تعالى جبريل عليه السلام ان يذهب بالفداء فلما جاء

جب اسماعیل نبی علیہ السلام کو　واسطے ذبح کرنے کی لٹایا تو اللہ تعالی نے جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فدیہ لیجا　جب جبریل علیہ السلام

جبريل عليه السلام بالقربان خاف ان يعجل ابرهيم عليه السلام فقال الله اكبر الله اكبر فلما سمع ابرهيم النبي عم

قربانی لیکر آئے　تو خوف کیا ایسا نہو کہ ابراہیم علیہ السلام ذبح میں جلدی کر بیٹھیں　تو جبریل نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا　جب ابراہیم علیہ السلام نے

صوت جبريل عليه السلام وقع في قلبه انه ياتيه بالبشارة فهلل وذكر الله تعالى بالوحدانية والكبرياء فقال

جبریل کی آواز سنی تو اونکی دل میں یہہ خیال آیا کہ جبریل کوئی خوشخبری لاتے ہیں سو انہوں نے لا الہ الا اللہ پڑھا اور اللہ کو وحدانیت اور بڑائی سے یاد کیا یہہ

لا اله الا الله والله اكبر فلما سمع اسمعيل النبي عليه السلام كلامهما تفطن بالفداء فحمد الله تعالى وشكره فقال

کلمات کہے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر　جب اسماعیل علیہ السلام نے دونوں کی کلام سنی تو سمجھہ گئے کہ فدیہ آیا　سو اللہ تعالی کی حمد کی اور شکر بجالائے اور کہا

الله اکبر ولله الحمد فصار ذلك منهم میراثا لنا فی هذه الایام وان نسی الامام التکبیر وقام وذهب فان لم یخرج
الله اکبر ولله الحمد اب پہر تکبیر لوگوں کی میراث پہلوں کا واسطی آج تک چلی آتی ہی اور اگر امام تکبیر کہنی بہول کر کہڑا ہو کر روانہ ہو تو جبتک مسجد میں سی باہر نہیں نکلا
من المسجد یعود ویکبر وان خرج لا یعود ولا یکبر بل یکبر القوم وحدهم ومن ترك صلوة فی هذه الایام وقضاها
تو ہٹ کر تکبیر کہی اور اگر مسجد سی باہر ہو گیا تو نہ ہٹی اور نہ تکبیر کہی بلکہ مقتدی تنہا کہلیں اور اگر کوئی شخص ان دنوں میں نماز ترک کر کر پہر انہیں دنوں میں
فیها یکبر ولو ترکها فی غیرها وقضاها فیها او ترکها فیها وقضاها فی غیرها لا یکبر وکذا لو ترکها فیها وقضاها فیها فی
تو تکبیر کہی اور اگر کبہی کی نماز رہی ہوئی ان دنوں میں قضا کری یا ان دنوں کی نماز رہی ہوئی اور دنوں میں قضا کری تو تکبیر نہ کہی اور ایسی ہی اگر ان دنوں کی نماز رہی ہوئی اگلی سال کی
عام اخر لا یکبر ومن احدث عمدا یسقط عنه التکبیر ومن سبقه الحدث یکبر بلا وضوء ولو اجتمع سجود
ایام تشریق میں قضا کری تو تکبیر نہ کہی اور جسنی قصدًا وضو توڑ دیا تو تکبیر اوسپر نہیں رہتی اور جسکا وضو بے اختیار ٹوٹ گیا تو وہ بے وضو تکبیر کہی اور اگر سجدہ سہو کا
السهو والتکبیر والتلبیة یبدأ بسجود السهو لانه یؤدی فی تحریمة الصلوة ثم بالتکبیر لانه یؤدی بعد الصلوة
اور تکبیر تشریق اور تلبیہ جمع ہو جاوین تو پہلی سجدہ سہو کا ادا کری کیونکہ سجدہ سہو نماز کی اندر ادا ہوتا ہی پہر تکبیر کہی کیونکہ تکبیر نماز کی بعد متصلا ادا ہوتی ہی
متصلا بها ثم بالتلبیة لانها یؤدی خارج الصلوة من کل وجه ولو قدم التکبیر یسجد لانه لا ینافی الصلوة ولو
پہر تلبیہ کہی کیونکہ تلبیہ بہر صورت نماز سی باہر ادا ہوتا ہی اور اگر اسنی تکبیر پہلی ادا کردی تو سجدہ کرلی کیونکہ تکبیر نماز کی منافی نہیں ہی اور اگر
قدم التلبیة یسقط التکبیر والسجود لانها کلام فیقطع الوصل والمسبوق یکبر عقیب قضاء ما فاته لا مع الامام
تلبیہ مقدم کیا تو تکبیر اور سجدہ دونو ساقط ہو جاتی ہین کیونکہ تلبیہ کلام ہی نماز تمام ہو جاتی ہی وصل کو قطع کر دیتا ہی اور مسبوق اپنی نماز فوت کی ہوئی پوری کر کر تکبیر کہی امام کی ساتھ نہیں
فانه وان کان یتابع الامام فی سجود السهو الا انه لا یتابعه فی التکبیر والمتطوع اذا اقتدی بالمفترض فی ایام
کیونکہ مسبوق اگرچہ سجدہ سہو میں امام کا تابع ہی پر تکبیر میں امام کا تابع نہیں ہی اور نفلیں پڑہنی والا اگر تکبیر کی دنوں میں فرض پڑہنی والی کا مقتدی ہو جاوی
التکبیر یکبر معه تبعا له والرابع مما یجب علی المکلف فی هذا العید الصلوة وقبل الصلوة یستحب للرجل السواك
تو امام کا تابع ہو کر تکبیر کہی چوتہی جو امر اس عید میں مکلف پر واجب ہی وہ نماز دوگانہ ہی اور نماز سی پہلی مرد کو مستحب ہی مسواک کرنی
والاغتسال والتطیب ولبس احسن الثیاب المباحة بان یکون جدیدا او غسیلا لا حریرا فانه حرام علی الرجال
نہانا خوشبو لگانی اچہی کپڑی مباح پہنی نئی ہوں یا دہوئی ہوئی ہوں حریر نہو کیونکہ حریر مردوں کو
حتی الصبیان لا ان الاثم علی من البسهم وصلوة الغداة فی مسجد حیه والتبکیر وهو سرعة الانتباه والابتکار
بچوں تک حرام ہی پر گناہ اوسکو ہوتا ہی جو بچوں کو حریر پہناوی اور اشراق کی نماز محلہ کی مسجد میں اور تبکیر یعنی صبح دم جلد تیار ہو جانا اور معنی ابتکار کی
وهو المسارعة الی المصلی والتوجه الیه ماشیا والرجوع من طریق اخر ثم الخروج الی المصلی سنة وان وسعهم
جلد ہی عیدگاہ کی طرف متوجہ ہو کر پیادہ پا جانا اور دوسری رستہ سی ہٹکر آنا پہر عیدگاہ میں جانا مسنون ہی اگرچہ جامع مسجد میں
الجامع لکن الامام یستخلف من یصلی فی المصر بالضعفاء والمرضی بناء علی ان صلوة العید فی الموضعین جائزة
اتنی گنجائش ہو لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کردی جو شہر کی اندر ناتوانوں اور بیماروں کو نماز پڑہاوی اسلئی کہ عید کی نماز دو جگہ بالاتفاق جائز ہی
بالاتفاق بخلاف الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق ینافیه ویستحب فی هذا العید تاخیر الاکل حتی
برخلاف جمعہ کی کیونکہ جمعہ جماعات کو جمع کرتا ہی اور تفریق اسکی منافی ہی اور اس عید میں کہانی میں اتنی تاخیر کرنی کہ عید کی نماز پڑہ لین
یصلی صلوة العید قیل هذا فی حق من یضحی لیاکل من اضحیته اولا لان السنة ان یاکل من کبدها اولا واما
مستحب ہی بعضی کہتی ہیں یہہ تاخیر قربانی کرنیوالی کی لئی ہی تاکہ پہلی اپنی قربانی میں سی کہاوی کیونکہ مسنون ہی کہ پہلی قربانی کی کلیجی کہاوی اور اوروں کی
فی حق غیره فلا والاول اصح لما روی ان الصحابة کانوا یمنعون صبیانهم عن الاکل واطفالهم عن الرضاع الی ان یصلی
حق میں نہیں چاہئی اول روایت صحیح ہی کیونکہ روایت ہی کہ صحابہ اپنی بچوں کو کہانی سی منع کیا کرتی تہی اور چہوٹی بچوں کو نماز ادا کرنی تک دودہ پینی سی روکتی

ویستحب

ويستحب في هذا العيد ايضا التكبير جهرا في طريق المصلى بالاتفاق لا على هيئة الاجتماع ولا تفاوت في الصوت
اور اس عید میں یہ بھی بالاتفاق مستحب ہے کہ عیدگاہ کی رستہ میں تکبیر بلند آواز سے کہتا جاوے پر سب کو ملکر اور ایک آواز بنا کر راگنی کی

ومراعاة الانغام فان ذلك كله حرام بل يكبر كل احد بنفسه واذا بلغ الى المصلى يقطع التكبير وروي عن ابي
تال سم پر نہیں چاہیے کیونکہ یہ سب حرام ہے بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑھے اور جب عیدگاہ میں جا پہنچے تو تکبیر موقوف کرے اور ابو موسیٰ

موسى الرضا انه كان يكبر في كل عشر خطوات مرة حتى يبلغ الجبانة ولو توجه الرستاقي الى المصلى ليلا
رضا سے روایت ہے کہ وہ دس دس قدم کے فاصلہ پر ایکبار تکبیر پڑھتے ہوئے عیدگاہ تک چلے جاتے تھے اور اگر کوئی گرد نواح کا رہنے والا رات کو

من فرسخ ونحوه يبدأ بالتكبير اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة وخرج وقت الكراهة بارتفاع الشمس
کوس بھر کے فاصلہ سے عیدگاہ میں آجاوے تو صبح ہوتے ہی تکبیر پڑھنی شروع کرے پھر جب نماز کا وقت آجاوے اور آفتاب بلند ہونے سے وقت مکروہ گذر جاوے

يصلي الامام بالناس ركعتين بلا اذان ولا اقامة يكبر اولا للافتتاح ثم يضع يديه تحت سرته ويثني ثم يكبر
تو امام لوگوں کے ساتھ دو رکعت بدون اذان اور اقامت کے پڑھے پہلی تکبیر تحریمہ کہے پھر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے پھر سبحانک اللہم پڑھے پھر تین بار

ثلث تكبيرات يفصل بين كل تكبيرتين بقدر ثلث تسبيحات لانها تقام بجمع عظيم بالموالاة يشتبه على من كان
تکبیر کہے ہر ہر تکبیر کے بیچ میں بقدر تین تین تسبیح کے فرق رکھے اسواسطے کہ بڑے انبوہ میں اتفاق ہوتا ہے پے درپے بلا فاصلہ کہنے میں دور کے آدمیوں کو شاید سنائی

بعيدا ويرفع يديه عند كل واحدة من تلك التكبيرات الثلث ويرسلهما في اثنائهن ثم يضعهما تحت سرته
نہ دے اور اپنے دونوں ہاتھ ہر ہر تکبیر کے ساتھ تینوں دفعہ کان تک اٹھاوے اور بیچ میں دونوں ہاتھ چھوڑے رکھے پھر دونوں ہاتھ بعد تین کے اسکی ناف کے نیچے

بعد الثالثة ويتعوذ ويسمي ثم يقرأ الفاتحة وسورة ثم يكبر ويركع واذا قام الى الركعة الثانية يبدأ بالقراءة ثم
اور اعوذ باللہ پڑھے اور بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورۃ پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے پھر جب دوسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو تو قرارت قرآن

يكبر بعدها ثلثا يفصل بينهن بقدر ما ذكرنا ويرفع يديه ويرسلهما عند كل تكبيرة وليس هناك وضع ثم
بعد قرارت کے تین بار تکبیر کہے اور ان کے بیچ میں اسیقدر فاصلہ رکھے جو اب ذکر کیا ہے اور دونوں ہاتھ اٹھاوے اور ہر تکبیر پر چھوڑے رکھے اسوقت ہاتھ کا باندھنا ثابت نہیں ہے پھر

يكبر ويركع فيكون تكبيرات الركعتين تسعا ثلث منها اصليات تكبيرة الافتتاح والتكبيرتان للركوع وست
تکبیر کہہ کر رکوع کرے اب تکبیریں دونوں رکعت کی نو ہو گئیں تین تو ان میں سے اصلی ہیں یعنی تکبیر تحریمہ اور دونوں تکبیریں دونوں رکوع کی اور چھ تکبیریں زاید ہیں

زوائد ثلث في الركعة الاولى قبل القراءة وثلث في الركعة الثانية بعد القراءة ولو نسي التكبير في الركعة
تین پہلی رکعت میں قرارت سے پہلے اور تین دوسری رکعت میں قرارت کے پیچھے اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہنی بھول گیا اتنا کہ

الاولى حتى قرأ بعض الفاتحة او كلها ثم يكبر ويعيد الفاتحة وان تذكر بعد قراءة الفاتحة والسورة
تھوڑی سی یا تمام سورہ فاتحہ پڑھ لی تو اب تکبیر کہہ کر سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑھے اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑھ کر یاد آوے تو صرف تکبیر کہے

يكبر ولا يعيد القراءة لانها تمت وبعد التمام لا تقبل النقض بالاعادة بخلاف الوجه الاول والثاني فانها لم تتم
قرارت کو نہ ہٹاوے اسواسطے کہ قرارت پوری ہو گئی اور پوری ہونے کے بعد ہٹانے سے نقض نہیں ہو سکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کے کیونکہ قرارت

فيها فصار كانه لم يشرع فيها فيعيدها رعاية للترتيب ثم يخطب بعد الصلوة خطبتين يبدأ فيهما بالتكبير ويفصل
سو یہ ایسا ہے گویا قرارت ابھی شروع نہیں ہوئی اب واسطے رعایت ترتیب کے قرارت کو ہٹا دے پھر امام نماز کے بعد دو خطبہ پڑھے دونوں خطبہ تکبیر سے شروع کرے اور دونوں

بينهما بجلسة خفيفة مقدارها ان يستقر كل عضو منه في موضعه والخطبة في العيدين سنة ويسن
خطبوں کے بیچ میں اتنی دیر جلسہ خفیف کرے کہ تمام جوڑ توڑ بدن کے اپنی اپنی جگہ درست ہو جاویں اور خطبہ دونوں عیدوں میں سنت ہے اور اس خطبہ میں

فيهما ما يسن في خطبة الجمعة ويكره فيهما ما يكره فيها ويعلم في هذا العيد احكام الاضحية وتكبير التشريق ومن
وہ ہی امر مسنون ہے جو جمعہ کے خطبہ میں مسنون ہے اور اسمیں وہ ہی امر مکروہ ہے جو جمعہ کے خطبہ میں مکروہ ہے اور اس عید میں احکام اور مسائل قربانی اور تکبیرات تشریق کی

لا يدرك صلوة العيد مع الامام لا يقضيها ومن ادرك الامام في الركوع يكبر للافتتاح قائما لان تكبيرة الافتتاح

عید کی نماز امام کی ساتھہ ہاتھہ نہ آوی تو اسپر قضا نہیں ہی اور جسنی امام کو رکوع مین پایا تو اول کہڑی ہوئی تکبیر تحریمہ کہی اسواسطی کہ تکبیر تحریمہ

شرعت في القيام المحض ثم للعيد ان ظن انه يدرك الامام في الركوع لان المحل الاصلي لتكبيرات العيد القيام

صرف حالت قیام مین جایز ہی پہر عید کی تکبیرین کہی اگر یہہ معلوم ہوتا ہو کہ تکبیرین عید کی کہہ کر امام کو رکوع مین جا لونگا اسلئی کہ اصلی جگہہ عید کی تکبیرون کی صرف

المحض وان خاف فوت الركوع يكبر للركوع ويركع ثم يكبر تكبيرات العيد في الركوع لانها واجبة والاشتغال

قیام ہی اور اگر یہہ خوف ہو کہ تکبیرین کہنی مین رکوع امام کی ساتھہ فوت ہوگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع مین چلا جاوی پہر رکوع مین تکبیرین عید کی اداکری

بها اولى ويترك تسبيحات الركوع لكونها سنة ولا يرفع يديه في الركوع لان الرفع سنة ووضع الكف على الركبة

اولی ہی اور تسبیحات رکوع کی ترک کردی اسواسطی کہ سنت ہین اور رکوع مین رفع یدین بہی موقوف رکہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتہون کا گہٹنون پر رکہنا ہی

سنة ايضا ولا وجه لاتيان سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام راسه يسقط ما بقي من التكبيرات

سنت ہی اسکی کوئی وجہ نہین کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑ کر دوسری سنت اداکری اور جب امام رکوع سی سر اوٹہا دی تو پہر اوسکی ذمہ سی جو تکبیر عید کی باقی ہو ساقط ہو جاوی

فلا يتمها في الركوع ولا في القومة بل يسارع في متابعة الامام لانها فرض فلا يترك للواجب ولو ادرك الامام

اب وہ اس تکبیر کو نہ رکوع مین پوری کری اور نہ قومہ مین بلکہ امام کی متابعت مین جلد رکوع سی کہڑا ہو جاوی کیونکہ متابعت فرض ہی سو واجب کی واسطی ترک نہین ہو سکتی اور اگر امام کو

في القومة لا يكبر فيها لانه يقضي تلك الركعة مع التكبيرات ومن فاتته ركعة واحدة اذا قام الى قضاء

قومہ مین پایا تو قومہ مین تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ رکعت معہ تکبیرات قضا کرنی ذمہ ہی اور جسکی ایک رکعت فوت ہو جاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کہڑا ہو

ما سبق يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها تكبيرات العيد ويركع ولو ادرك الامام في التشهد وبعد السلام في

تو اول قراءت شروع کری پہر بعد قراءت کی تکبیرین عید کی اداکری پہر رکوع کری اور اگر امام کو التحیات مین پایا یا سلام کی بعد

سجود السهو فانه يقوم ويصلي ويأتي بالتكبيرات في محلها ويستحب تعجيل الصلوة في هذا العيد وتاخيرها

سہو کی سجدہ مین پایا تو اب یہہ کہڑا ہو کر نماز بدستور پڑہی اور تکبیرین عید کی اپنی ٹہکانی سر کہی اور اس عید مین نماز کی تعجیل اور عید الفطر مین تاخیر مستحب ہی

في عيد الفطر وفي القنية تقدم صلوة العيد على صلوة الجنازة اذا اجتمعتا وصلوة الجنازة على الخطبة

اور قنیہ مین ہی کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سی پہلی اداکرین اگر دونو جمع ہو جاوین اور نماز جنازہ خطبہ سی پہلی اداکرین

وفي البزازية ان اجتمع العيد والكسوف يقدم العيد لانه واجب كما تقدم على الجنازة لكون وجوبه

اور بزازیہ مین ہی اگر نماز عید اور نماز کسوف جمع ہو جاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین کیونکہ واجب ہی جیسی نماز جنازہ پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب

عينا ووجوب الجنازة كفاية ويكره التنفل في المصلى قبل صلوة العيد وبعدها للامام وغيره وان وقع

عینی ہی اور جنازہ کی نماز واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ مین جا کر عید کی نماز سی پہلی نفلین پڑہنی مکروہ ہین اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہی اور اگر

في هذا العيد عذر يمنع من صلوة العيد تصلي من الغد وبعد الغد ولا تصلي بعد ذلك لانها موقتة

اس عید مین کوئی عذر عید کی نماز سی روک دی تو اگلی دن گیارہوین کو پڑہین اور اوس سی اگلی دن بارہوین کو پہر بارہوین کی بعد نہ پڑہین کیونکہ اسکا وقت

بوقت الاضحية فتجوز ما دام وقتها باقيا ولا تجوز بعد خروج وقتها اثر العذر ههنا ليس لنفي الجواز بل لنفي الكراهة

وہ ہی اضحیہ کا وقت ہی سو جب تک ہی جایز ہی کہ قربانی کا وقت باقی ہو پہر قربانیکا وقت نکل پیچہی جایز نہین پہر اس عید مین عذر کا ہونا واسطی نفی جواز کی نہین ہی بلکہ واسطی

حتى لو كان تاخيرها الى الغد وبعد الغد بغير عذر يجوز الصلوة لكن يلزم الاساءة بخلاف الفطر فان العذر

یہانتک کہ اگر تاخیر اگلی دن تک اور اگلی سی اگلی دن تک بی عذر ہو تو بہی جایز ہی لیکن برائی لازم آتی ہی برخلاف عید الفطر کی کیونکہ اوسمین عذر

فيه لنفي الجواز حتى لو كان تاخيرها الى الغد بغير عذر لا يصح يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه و

واسطی نفی جواز کی ہی یہان تک کہ اگر اس نماز مین تاخیر اگلی دن تک بی عذر ہو تو صحیح نہین ہی الہی ہمکو آسان کر اعمال موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور

کرمہ

ذکر فیه المجلس السادس والثلثون فی بیان فضیلة شهر الله المحرم وصوم یوم عاشوراء

اورکرم سی چھتیسوین مجلس ماہ اللہ محرم اور صوم عاشوراء کی روزہ کی فضیلت مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم هذا الحدیث من صحاح المصابیح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ اللہ محرم کی ہین یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

رواه ابو هریرة واضاف الشهر الی الله تعالی لتعظیم شان الشهر والمضاف محذوف وتقدیره ان افضل الصیام بعد صیام رمضان صیام

ابوہریرہ کی روایت سی اور شہر کی اضافت اللہ کی طرف واسطی تعظیم مرتبہ مہینی کی ہی اور مضاف محذوف ہی اصل مین عبارت یون تہی افضل روزی بعد روزہ رمضان

شهر الله المحرم وهو صریح فی ان افضل ما تطوع به من الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم لکن یحتمل ان یراد به انه افضل

کی روزی ماہ اللہ محرم کی ہین اس عبارت سی صاف یہہ معلوم ہوتا ہی کہ افضل نفل روزی ... ہی محرم کی ہین لیکن یہہ بہی احتمال ہی کہ اس سی یہہ مراد ہو افضل

شهر تطوع بصیامه کاملا بعد رمضان واما التطوع ببعض الشهر فقد یکون غیره افضل منه کصیام یوم عرفة وعشر

مہینا جسکی پوری روزی رکہی جاوین بعد رمضان کی محرم ہی اور نفل روزی تہوڑی مہینی کی بعضی دوسری مہینی کی محرم سی افضل ہوتی ہین جیسی روزہ روز عرفہ کا یا دس روز ذی

ذی الحجة او ستة شوال ونحو ذلك ویشهد لهذا ما روی عن علی ان رجلا اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول

ذی الحجہ کی یا چہہ روزی شوال کی اور مانند اسکی اور اسکی سند وہ روایت علی رضی سی ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوکر پوچھا یا رسول اللہ

اخبرنی بشهر اصومه بعد رمضان فقال له النبی علیه السلام ان کنت صائما شهرا بعد رمضان فصم المحرم فانه

بتا دی بعد رمضان کی کس مہینہ مین روزی رکہوں آپ نی فرمایا اگر تو تمام مہینی کی روزی بعد رمضان کی رکہ جاننا ہی تو محرم مین رکہہ کیونکہ

شهر الله وفیه یوم تاب الله فیه علی قوم ویتوب علی اخرین لکن قد کان النبی علیه السلام یصوم شهر شعبان

مہینا اللہ کا ہی اور اس مہینی مین ایک ایسا دن ہی جس مین اللہ تعالی نی ایک قوم کی خطا معاف کی اور اوروں کی خطا معاف کریگا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان مین روزی رکہتی تہی

ولم ینقل عنه انه کان یصوم المحرم وانما کان یصوم منه یوم عاشوراء وقوله علیه السلام فی حدیث ابن عباس

اور یہہ کسینی بیان نہین کیا کہ محرم مین روزی رکہتی تہی محرم مین صرف یوم عاشوراء کا روزہ رکہتی تہی اور آپ کا ارشاد ابن عباس کی حدیث مین

ان بقیت الی قابل لاصومن التاسع یدل علی انه علیه السلام کان لا یصوم التاسع لکن روی انه علیه السلام امر

اگر مین اگلی سال تک جیتا رہا تو البتہ نوین تاریخ روزہ رکہونگا اس سی یہہ ثابت ہی کہ نوین تاریخ مین روزہ نہین رکہتی تہی لیکن روایت ہی کہ آپ نی ایک شخص کو فرمایا

رجلا ان یصوم الاشهر الحرم وافضل صیام الاشهر الحرم صیام شهر الله المحرم وافضل شهر الله المحرم عشرة الاول

کہ اشہر حرم مین روزی رکہی اور اشہر حرم مین افضل روزی ماہ اللہ محرم کی ہین اور ماہ اللہ محرم مین سی افضل روزی پہلی دہی کی ہین

فلما کان هذا الشهر من بین الشهور مضافا الی الله تعالی ناسب ان یختص بعمل مضاف الی الله تعالی وهو الصوم

اور یہہ مہینا تمام مہینون مین سی جو اللہ کی طرف مضاف ہی تو مناسب یون ہی کہ اس مہینہ مین عمل ہی ایسا ہو جو اللہ کی طرف مضاف ہو سو وہ عمل روزہ ہی

فان الصوم سر بین العبد وربه یفعله خالصا لوجهه طالبا لرضائه ولا یطلع علیه غیره لکونه نیة وامساکا

کیونکہ روزہ بندہ کی بیچ اور اسکی رب مین بہید ہوتا ہی کہ صرف واسطی خدا کی اسکی رضامندی کی نیت رکہتا ہی اور سوا اللہ تعالی کی کوئی اوس سی خبر نہین ہوتا کیونکہ روزہ نیت

حتی قیل ان الحفظة لا یطلع علیه ولا تکتبه بخلاف سائر العبادات فانها مما یطلع علیه غیره تعالی فلکونه هو العالم به

یہان تک کہ کہتی ہین کراما کاتبین کو خبر نہین ہوتی اور نہ وہ لکہتی ہین برخلاف تمام اور عبادات کی کہ وہ سوای اللہ تعالی اوروں کو بہی معلوم ہوتی ہین اور اس لئی کہ روزہ کا اللہ ہی عالم ہی

دون غیره خصه بذاته وتولی جزاءه بنفسه ولم یکله الی غیره کما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال کل عمل ابن

اورکو نہین ہوتا تو اللہ تعالی نی اوسکو اپنی ذات سی خاص کیا اور جزا اوسکی ثواب کا بذات خود ہوا اور پر حوالہ نکیا چنانچہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ابن آدم کی

آدم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الی سبعمائة ضعف قال الله تعالی الا الصوم فانه لی وانا اجزی به

ہر ایک عمل کا ثواب دس گونہ بڑہتا ہی سات سو گونہ تک اللہ تعالی فرماتا ہی سوا روزہ کی کہ روزہ میری لئی ہی مین ہی اوسکی جزا دونگا

علم

بترك شهوته وطعامه وشرابه من اجلي والمعنى ان كل طاعة وخير اذا لم يكن رياء فاقل ما يعطى لصاحبه من الاجر
مرى لئى اپنى شہوت کہانا پینا سب چہوڑ دیتا ہی یعنی ہر طاعت اور نیک عمل جسمین ریا نہو تو کم سی کم عابد کو اوسکا ثواب دس گونہ ہی
عشرة لقوله تعالى من جاء بالحسنة فله عشر امثالها وقد يزداد الى سبعمائة واكثر لقوله تعالى مثل الذين
یعنی فرمانی اللہ تعالیٰ کی جو کوئی لاوی نیکی تو کوہی اوسکی دس برابر اور کبہی سات سوگونہ اور اس سی زیادہ ہوجاتا ہی واسطی قول اللہ تعالیٰ کی مثال
يُنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللهُ يُضٰعِفُ
جو خرچ کرتی ہین اپنی مال اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ اوس سی اوگین سات بالین ہر بال مین سو سو دانہ اور اللہ بڑہاتا ہی
لِمَنْ يَّشَاءُ واما الصوم فثوابه بغير حساب لانه لا يتاتى الا بالصبر وقد قال الله تعالى اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ
جسکی واسطی چاہی اور روزہ کا ثواب بی حساب ہی کیونکہ بدون صبر کی ادا نہین ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی صبر کرنیوالون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ
بِغَيْرِ حِسَابٍ ثم الصبر وان كان يوجد في غير الصوم من العبادات لكن وجوده في غيره ليس كوجوده فيه لانه ثلثة
بن گنت پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی تمام عبادات مین بہی ہوتا ہی پر صبر اور عبادات مین اتنا نہین ہوتا جتنا روزہ مین ہوتا ہی
انواع صبر على طاعة الله تعالى وصبر عن محارم الله تعالى وصبر على الالام والشدائد وكلها يوجد في الصوم اذ
قسم پہ ہوتا ہی صبر طاعت الہی پر اور صبر اللہ تعالیٰ کی محرمات سی اور صبر رنج اور سختیون پر اور یہہ تینون صبر روزہ مین موجود ہوتی ہین
فيه صبر على ما وجب على الصائم من الطاعات وصبر عما حرم عليه من الشهوات وصبر عما يصيبه من الم الجوع
کیونکہ روزہ مین طاعت پر صبر ہی جو روزہ دار پر واجب ہوتی ہی اور شہوات سی صبر ہی جو روزہ دار پر حرام ہوگئی ہین اور بہوک کی تکلیف پہ
وحرارة العطش وضعف البدن فانه يعرض بدنه النحول والنقصان الذى يفضى الى الهلاك طلبا لرضائه ثم
ور پیاس کی گرمی پہ صبر ہی اور بدن کی سستی پہ کیونکہ روزہ دار کی بدن مین لاغری اور نقصان ایسا آجاتا ہی کہ جسمین ہلاک ہو جاوی یہہ سبب اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی
تشير اليه حيث قيل يدع شهوته وطعامه وشرابه لاجلى بخلاف سائر الطاعات ثم انه بسبب منع نفسه عن
سی طرف اشارہ ہی یہہ جو کہا ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت کہانا پینا میری لئی چہوڑ دیتا ہی برخلاف اور طاعات کی پہر روزہ دار اپنی نفس کو کہانی
الاكل والشرب والجماع يصير متخلقا باخلاق الله تعالى لكونه منزها عن هذه الاشياء فلما كان في الصوم
پینی جماع سی بند کر کی اللہ تعالیٰ کی اخلاق سی متخلق ہو جاتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ان تمام صفات سی پاک و صاف ہی پہہ یہ اوصاف جو روزی مین ہوئی
هذا المعنى خصه الله تعالى بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يكله الى غيره والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء
سبب سی اللہ تعالیٰ نی روزہ دار کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور ذمہ دار اوسکی ثواب کا آپ ہوا اور پہر حوالہ نہین کیا اور ذات کریم جو یہہ خبر دی کہ مین آپ اوسکی عوض کا
بنفسه يقتضى ان يكون ذلك الجزاء في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث يكون له حد ولا عد وقد روى
مقتضی یہہ ہی کہ وہ عوض بہت ہی بڑا اور اتنی کثرت سی ہو کہ اوسکی نہ کچہہ حد ہو اور نہ کچہہ شمار اور
عن ابى امامة الباهلى انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء
ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکروز روزہ واسطی اللہ کی رکہا تو اللہ تعالیٰ درمیان اوسکی اور دوزخ کی ایک خندق اس فاصلہ پر ہوگا
والارض وفي حديث اخر رواه ابو سعيد الخدرى انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله بعد الله وجهه
درمیان زمین و آسمان کی اور ایک اور حدیث مین کہ ابو سعید خدری کی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایک روز واسطی اللہ کی روزہ رکہا تو اللہ تعالیٰ اوسکا منہہ
عن النار سبعين خريفا ومعنى الحديث ان من صام يوما لوجهه ورضائه ينجيه الله تعالى من النار عبر عن التنجية
دوزخ سی ستر خریف دور رکہیگا اور معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جسنی ایکروز صرف واسطی رضا مندی الہی کی روزہ رکہا تو اللہ تعالیٰ اوسکو دوزخ سی نجات دیگا نجات کو
بطريق التمثيل ليكون ابلغ لان من كان بعيدا عن شئ بهذا المقدار لا يصل اليه البتة والمراد بالخريف السنة
بطور تمثیل واسطی مبالغہ کی اس عبارت مین بیان کیا اسواسطی کہ جو شخص کسی شی سی اتنی دور ہوجاوی تو وہ شی اوس تک ہرگز نہ پہنچی گی اور خریف سی مراد سال ہی

ذكر

ذكر الجزء واريد الكل وانما عبر به عنها دون شجرة من الفصول لكونه وقت بلوغ الثمار وسعة العيش وروى عن
جز کا ذکر کر کی کل مراد لیا ہی اور خریف خاص کر کی بیان اور فصلوں کی سو سطی کیا کہ یہہ وقت میوون کی پختگی اور عیش کی فراخی کا ہی اور ابوہریرہ

ابي هريرة انه عليه السلام قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ومعنى هذا الحديث
سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ افطار کرتی ہوئی اور ایک خوشی رب کی ملاقات کی وقت اور اس حدیث کی معنی

ان للصائم سرورا مرتين على ان الفرحة مرة من الفرح وهو السرور واما سروره عند لقاء ربه فيما يجده من ثواب الصوم
کہ روزہ دار کو دو بار سرور ہوتا ہی اسواسطی کہ فرحۃ کا لفظ مرت کی واسطی فرح سی مشتق ہوا ہی اور فرح کی معنی سرور کی ہیں اب سرور روزہ دار کا رب کی ملاقات [illegible]

مدخرا عند الله تعالى فان من ترك لله تعالى طعامه وشرابه وشهوته يعوضه الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله
اللہ تعالی کی ہاں یکبار ذخیرہ کیا ہوا پاویگا کیونکہ جو شخص اللہ کی واسطی اپنا کھانا پینا شہوت بند رکھیگا تو اللہ تعالی اسکو اوس سے بہتر عطا فرمائیگا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وقال النبي عليه السلام انك
اور جو آگی بھیجوگی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاؤگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور نبی علیہ السلام نی فرمایا

لن تدع شيئا اتقاء الله تعالى الا اتاك الله خيرا منه وروى ان الصائمين يوضع لهم يوم القيمة مائدة تحت العرش
تو جب کسی منکر کو خدا کی خوف کا مارا ترک کریگا تب ہی اللہ تعالی تجھکو اوس سی بہتر عنایت کریگا اور روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی [illegible] عرش کی [illegible]

يأكلون عليها والناس في الحساب فيقول الناس هؤلاء يأكلون ونحن في الحساب فيقال لهم انهم كانوا يصومون وانتم تفطرون
اوسپر بیٹھی کھاوینگی باقی لوگ ابھی حساب میں ہونگی سو وہ لوگ کہینگی یہہ کون لوگ ہیں کہ بیٹھی کھاتی ہیں اور ہم حساب میں پھنسی ہیں تو جواب ملیگا [illegible]

وفي الصحيحين انه عليه السلام قال ان في الجنة بابا يقال له الريان لا يدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمين
اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہی اوسکا نام ریان کہتی ہیں اوسمیں سی صرف روزہ دار داخل ہونگی اور مراد روزہ داروں سی

هم الذين يكثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوا بباب فيه الري والامان من العطش قبل تمكنهم من الجنة
وہ لوگ ہیں جو اکثر روزہ دار رہتی ہیں کیونکہ ان لوگوں نی جو پیاس کی شدت اوٹھائی تو انکی لیئی سیرابی کا دروازہ خاص کیا گیا جسمیں جنت میں جانی سی پہلی [illegible]

واما سروره عند افطاره فيما يتناوله من الطعام والشراب لان النفس مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب
اور روزہ دار کو جو افطار کی وقت اسواسطی خوشی ہوتی ہی کہ [illegible] اسواسطی کہ نفس کی عادت ہی کہ اپنی لائق [illegible]

والمنكح فاذا منعت من ذلك في وقت من الاوقات ثم اذن لها في وقت آخر تفرح بذلك طبعا خصوصا عند اشتداد
اور نکاح کی طرف متوجہ ہوتا ہی نفس کو اگر کسی وقت ممانعت ہووی پھر دوسرے وقت میں اجازت ہو جاوی تو ضرور خوش ہوتا ہی [illegible]

الحاجة اليه لتأثير الجوع والعطش فيها وتقاضيها بخلاف حاجة يشعر بهذا ما روي عن ابن عمر انه عليه السلام
اور پیاس کی نہایت حاجتمند ہو اور اپنی حاجت کا تقاضا [illegible] ابن عمر کی روایت سی یہہ مضمون ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

كان اذا افطر يقول ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالى ثم ان له عند افطاره دعوة
افطار کی وقت یہہ فرمایا کرتی تھی کہ گئی پیاس اور تر ہو گئیں رگیں اور ثابت ہو گیا ثواب ان شاء اللہ تعالی [illegible] افطار کی وقت [illegible]

مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة بل يكون نومه عبادة [illegible]
مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ روزہ دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ اوسکی خواب بھی عبادت [illegible] جاتا ہی

الصائم في العبادة ما لم يغتب وان كان نائما على فراشه فعلى هذا يكون في ليله ونهاره على العبادة ثم في صوم المحرم
کہ روزہ دار ہر وقت عبادت میں ہی جبتک غیبت نکرے اگرچہ اپنی بستر پر سوتا رہی اس قول کی موافق روزہ دار شب و روز عبادت میں ہی پھر محرم کی روزی میں

معنى آخر وهو ان الاشهر الحرم لما كانت افضل الشهور بعد رمضان وكان صوم كلها مندوبا لامر النبي عليه السلام
ایک اور بات ہی یعنی اشہر الحرم چونکہ بعد رمضان کی تمام مہینوں میں افضل ہیں اور ان سب مہینوں کی روزی مستحب ہیں موافق ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم

به وكان بعضها ختام السنة الهلالية وبعضها مفتاحها لزم ان يكون من صام ذي الحجة سوى ايام المحرم فيها

اور انمین سی بعضا مہینا قمری سال کی تمامی ہی اور بعضا مہینا قمری سال کا ابتدا ہی تو لازم ہی کہ جسنی ذی الحجہ مین سوا چار دن کی جنمین روزی حرام ہین

الصيام وصام المحرم قد ختم السنة بالطاعة وافتتحها بالطاعة فيرجى ان يكتب سنة كلها طاعة وعبادة بيسر الله تعالى

روزی رکھی پہر محرم کی روزی رکھی تو اوسنی سال عبادت ہی مین تمام کیا اور عبادت ہی مین شروع کیا اب امید ہی کہ سارا سال کا سال عبادت اور طاعت مین لکہا جاوی اپنی

عمله بلطفه وكرمه المجلس السابع والثلثون فی بیان فضيلة يوم عاشوراء وبيان ما يفعل فيه

اعمال اپنی لطف اور کرم سی آسان کری سینتیسوین مجلس یوم عاشوراء کی فضیلت مین اور اس روز کیا کیا عمل مین آوی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صيام يوم عاشوراء احتسب على الله تعالى ان يكفر السنة التي قبلها هذا الحديث من

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا یوم عاشوراء کی روزی گمان غالب ہی کہ اللہ تعالی ایک سال گذشتہ کا کفارہ کردی یہہ حدیث مصابیح کی

صحاح المصابيح رواه ابو قتادة ومعناه ان من صام يوم عاشوراء ارجو من الله تعالى ان يغفر ذنوبه التي وقعت في

صحیح حدیثون مین ہی ابو قتادہ کی روایت سی اور معنی اس حدیث کی یہہ ہین جسنی یوم عاشوراء مین روزہ رکہا تو مین اللہ تعالی سی امید کرتا ہون کہ اسکی گناہ جو کہ

السنة الماضية والمراد من الذنوب الصغائر لان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه عم

سال گذشتہ مین ہوئی ہون معاف کردی اور گناہ ہونسی مراد صغیرہ گناہ ہین یاسواسطی کہ گناہ کبیرہ بدون توبہ کی معاف نہین ہوتی اور ایک اور حدیث مین ابوہریرہ کی روایت کا

قال افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم يعني ان افضل الصيام بعد رمضان صيام شهر الله المحرم وهو

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین مراد یہہ ہی کہ افضل روزی بعد رمضان کی روزی ماہ الہی محرم کی ہین اور یہہ حدیث

ان كان ظاهرا في فضيلة صيام شهر الله المحرم بعد صيام رمضان لكن قيل المراد به صيام يوم عاشوراء وانما كان صيام

اگرچہ بظاہر تمام ماہ الہی محرم کی روزون کی فضیلت مین ہی بعد روزون ماہ رمضان کی لیکن کہتی ہین کہ مراد اس سی روزہ یوم عاشوراء کا ہی اور اوسدن کا روزہ

ذلك اليوم افضل لكونه فرضا في اوائل الاسلام ثم نسخت فرضيته بوجوب صوم رمضان والعبادة التي نسخت

اسلئی افضل ہی کہ اوائل اسلام مین فرض تہا پہر جب رمضان کی روزی فرض ہوئی تو اسکی فرضیت منسوخ ہوگئی اور جس عبادت کی فرضیت منسوخ

فرضيتها افضل من العبادة التي لم تكن فرضا اصلا فان قيل قد ذكر في الاصول ان الجواز يزول بنسخ الوجوب فكيف

ہوجاتی ہی تو وہ ایسی عبادت سی جو کبہی فرض نہ ہوئی ہو افضل ہوتی ہی اگر کوئی کہی کہ اصول مین مذکور ہی کہ وجوب کی نسخ سی جواز بہی زائل ہوجاتا ہی پہر

يكون الصيام فيه افضل فالجواب ان ذلك اليوم لما نسخ وجوب الصيام فيه صار كسائر الايام في جواز الصيام فيه

یہ دن افضل کیون کر ہوسکتی ہی سو جواب یہہ ہی کہ اس دن کی اندر وجوب صیام جب منسوخ ہوا تو وہ اور روزون کی واسطی ایسا ہوگیا جیسی اور ساری دن ہین

فيكون افضل قال ابن عباس ما رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتحرى صيام يوم فضله على غيره الا هذا

سو افضل ہی ہوگا ابن عباس کہتی ہین مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکہا کہ تلاش کرتی ہون روزہ کسی روز کا جسکو اوپر فضیلت دی ہو سوا اس

اليوم يعني عاشوراء فانه عليه الصلوة والسلام كان يبالغ في تفضيل صومه ما لم يبالغ في تفضيل صوم غيره وقال ابن

دن یعنی یوم عاشوراء کی کیونکہ پیغمبر علیہ السلام یوم عاشوراء کی فضیلت مین تا مبالغہ فرماتی تہی جو اور روزی کی فضیلت مین نہین فرماتی تہی اور ابن

عباس ايضا حين صام رسول الله عليه السلام يوم عاشوراء وامر بصيامه قالوا يا رسول الله انه يوم يعظمه اليهود والنصارى

عباس یہہ بہی کہتی تہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یوم عاشوراء کا روزہ رکہا اور اور صحابہ کو اس روزہ کا ارشاد کیا تو عرض کیا یارسول اللہ یہہ دن ہی کہ اسکی یہود و نصاری

فقال النبي عليه السلام ان بقيت الى قابل لاصومن التاسع قيل انما اراد ان يضم اليها يوما اخر ليكون هديه مخالفا

سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اگر مین اگلی سال تک جیتا رہا تو بالضرور نوین تاریخ کا بہی روزہ رکہونگا کہتی ہین عاشوراء کی ساتہہ ایک اور دن کی ملانی کا اسلئی ارادہ کیا تہا تاکہ

لهدي اهل الكتاب فلم يات العام القابل لا توفي رسول الله عليه السلام فعلم من هذه الاخبار ان يوم عاشوراء

اہل کتاب کی طریقہ کی مخالف ہو سو وہ سال آنی نہ پایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اب ان حدیثون سی معلوم ہوا کہ یوم عاشوراء

یوم مبارک ینبغی للمؤمن ان یصومه لکن المستحب ان یصوم معه التاسع او الحادی عشر مخالفة للیهود والنصٰری
روز مبارک ہی مؤمن کو چاہئی کہ اوس روز روزہ رکہا کری پر مستحب یہہ ہی کہ اوسکی ساتہہ یہود و نصاری کی مخالفت کی لئی نوین تاریخ یا گیارہوین تاریخ کا بہی روزہ رکہی
ویتصدق علی الفقراء بما قدر واما الصلوة فی هذا الیوم لارضاء الخصوم علی ما وقع فی بعض الکتب فقد ذکر فی البزازیة
اور اپنی مقدور کی موافق فقراء کو خیرات دی اور اوس روز کی نماز مدعیون کی پرجانی کی لئی جو بعضی کتابون مین آئی ہی تو بزازیہ مین مذکور ہی کہ
انها لا تفید لان خصمه ان کان عافیا فهو لا یؤاخذ بما علیه یوم القیمة فما الفائدة وان کان لم یعف یاخذ من
اس نماز کا کچہہ فائدہ نہین ہی اسواسطی کہ مدعی اگر معاف کر چکا ہی تو اوس سی قیامت کی دن کچہہ مواخذہ نکریگا پہر اب کیا فائدہ ہوا اور اگر معاف نہین کیا
حسناته یوم القیمة ان کان له حسنات وان لم یکن له حسنات یوخذ من سیأت خصمه ویحمل علیه ثم یطرح
تو قیامت کی دن اوسکی حسنات لیلیگا اگر اوسکی پاس حسنات ہونگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہونگی تو اوس مدعی کی گناہ لیکر اوسکی سر رکہدینگی پہر آگ مین پہینک دینگی
فی النار کما جاء فی حدیث رواه ابو هریرة انه علیه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درهم معه
چنانچہ حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت سی آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی پوچہا تم جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا ہم مین مفلس وہ ہی جسکی پاس نہ درہم ہو
ولا متاع فقال المفلس من امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة وزکوة وصیام ویاتی قد شتم هذا وقذف هذا وضرب
اور نہ کچہہ اسباب ہو آپ نی فرمایا مفلس میری امت مین وہ ہی جو قیامت کی دن سو نماز اور زکوة اور روزون کی آویگا اور آویگا کہ اوسکو گالی دی تہی اور اسکو تہمت لگائی تہی اور اسکو مارا تہا
هذا واکل مال هذا فیعطی هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه
اور اسکا مال کہا لیا تہا پہر اوسکی کچہہ حسنات اسکو دیجاوینگی اور کچہہ اوسکو دیجاوینگی پہر اگر اوسکی حسنات اس سی پہلی کہ حقوق ادا ہون ہوچکی تو اونکی گناہ لیکر
اخذ من خطایاهم فطرحت علیه ثم طرح فی النار وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة ایضا انه علیه السلام قال من
اسکی ذمہ رکہہ کر آگ مین ڈالا جاویگا اور ایک اور حدیث مین بہی ابو ہریرہ کی روایت سی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکی
کانت عنده مظلمة لاخیه من عرض او مال فلیتحلل منه الیوم قبل ان یوخذ منه یوم لا دینار فیه ولا درهم ان
ذمہ کوئی حق کسی بندہ کا ہو آبرو کا یا مال کا تو آج اوس سی معاف کرالی اس سی پہلی کہ وہ ایسی روز مواخذہ کری کہ وہان نہ دینار ہوگا اور نہ درہم اگر
کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم یکن له حسنات یوخذ من سیأت صاحبه فحمل علیه قیل یوخذ
اسکی پاس عمل صالح ہوگا تو اوس حق کی موافق لیلیا جاویگا اور اگر حسنات کچہہ نہونگی تو اوس مدعی کی گناہ اسکی ذمہ رکہی جاوینگی کہتی ہین
بقدر دانق وهو سدس درهم سبعمائة صلوة مقبولة ادیت بجماعة فیعطی للخصم واما خلط الحوائج فی هذا الیوم فقد
ایک دانق کی بدلہ کہ چہٹا حصہ درہم کا ہوتا ہی سات سو نمازین مقبول جو جماعت سی ادا کین ہون لیکر مدعی کو دیدینگی اور کرنا ختیون کا یعنی غمگین ہونا اس دن مین
ذکر فی القنیة انه لم یرد فیه اثر قوی لکن لا باس به بل ربما یثاب علیه وکان الاکتحال فیه سنة لکن لما صار علامة
سو قنیہ مین مذکور ہی کہ اس باب مین کوئی روایت قوی وارد نہین ہی پر اسکا کچہہ مضائقہ نہین بلکہ کبہی کبہی ثواب ہوتا ہی اور سرمہ لگانا اس دن مین سنت تہا لیکن جب سی یہہ نشانی
لمبغضی اهل البیت وجب ترکه وکره فعله حتی قیل لبعض السلف اهو سنة من غیر ذلک یوم عاشوراء فقال انه
دشمنان اہل بیت کی ٹہر گئی ہی تو اسکا ترک واجب ہی اور اسکا کرنا مکروہ ہی یہان تک کہ کسی نی اہل سلف سی پوچہا کیا سرمہ لگانا بغیر بغض اہل بیت کی روز عاشوراء مین سنت ہی
سنة المخنثین واما اتخاذه ماتما لاجل قتل الحسین بن علی رض کما یفعله الروافض فهو من عمل الذین ضل سعیهم
یہہ سنت زنانون کی ہی اور اس دن مین ماتم کرنا واسطی شہادت امام حسین بن علی رض کی جیسی رافضی کرتی ہین سو یہہ اون لوگون کا عمل ہی جنکی جاتی رہی کمائی
فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا اذ لم یامر الله ولا رسوله باتخاذ ایام مصائب الانبیاء وموتهم
دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام اسواسطی کہ نہ اللہ نی امر کیا اور نہ اوسکی رسول نی کہ انبیاء علیہم السلام کی ایام مصیبت اور ایام موت کو
ماتما فکیف بمادونهم والقاص الذی یذکر الناس قصة القتل یوم عاشوراء ویخرق ثوبه ویکشف راسه ویامرهم
ماتم کیا کرو پہر جو انبیاء سی کمتر ہی اونکا تو ماتم کہان اور قصہ خوان جو لوگون کی سامنی قصہ شہادت کا یوم عاشوراء مین سناتی ہین اور اپنی کپڑی پہاڑتی ہین اور ننگی سر ہوتی ہین

بالقيام والتسبيح تأسفا على المصيبة يجب على ولاة الدين ان يمنعوهم والمستمعون لا يعذرون في الاستماع

کھڑا کر کر تاسف کی حالت میں مصیبت پر کلمات بیہودہ بکتی ہیں دین کی حاکموں پر واجب ہی کہ انکو منع کردیں اور سننی والی بھی معذور نہیں ہیں کہ سنا کریں

قال الامام الغزالي وغيره يحرم على الواعظ وغيره رواية مقتل حسين وحكاية ما جرى بين الصحابيين

امام غزالی وغیرہ فرماتی ہیں کہ واعظوں پر حرام ہی بیان کرنا امام حسین کی شہادت کا اور بیان کرنا اون حالات کا جو صحابہ رضؓ میں

التشاجر والتخاصم فانه مهيج على بغض الصحابة والطعن فيهم وهم اعلام الدين تلقى ائمة الدين عنهم وتلقينا

جھگڑا اور خصومت واقع ہوئیں کیونکہ ایسی کہانیوں سی صحابہ کا بغض پیدا ہوتا ہی اور اون پر طعنہ ہوتی لگتا ہی اور حال یہ ہی کہ صحابہ دین کی پیشوا ہیں بزرگان دین نی

من الائمة فالطاعن فيه طاعن في نفسه ودينه وقال الشافعي وغيره من السلف تلك دماء طهر الله تعالى عنها

اون بزرگوں سی سیکھا سو جو اونکی عیب جوئی کری وہ اپنی اپنی دین میں طعن کرتا ہی اور امام شافعی اور سوا اونکی اور بزرگ سلف کی کہتی ہیں کہ اس خون سی اللہ تعالی نی ہماری ہاتھ پاک رکھی

ايدينا فلنطهر عنها السنتنا وقد روى عن عبد الله بن مغفل انه عليه السلام قال الله الله في اصحابي لا تتخذوهم غرضا

تو چاہی کہ ہماری زبان بھی پاک رکھیں اور عبد اللہ بن مغفل سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا خدا سی ڈرو میری یاروں کی حق میں میری بعد انکو

من بعدي ومن احبهم فبحبي احبهم ومن ابغضهم فببغضي ابغضهم ومن اذاهم فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى

نشانہ مت بناؤ اور جو شخص انکو محبوب رکھیگا سو میری محبت سی محبوب رکھیگا اور جو انکو دشمن رکھیگا سو میری بغض کا مارا دشمن رکھیگا اور جس نی انکو ستایا تو اوس نی مجھکو ستایا اور جس نی مجھکو

الله ومن اذى الله تعالى فيوشك ان ياخذه وفي حديث اخر رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال لا تسبوا

اللہ کو ستایا اور جس نی اللہ کو ستایا تو قریب ہی کہ اللہ اوسکو پکڑی اور ایک حدیث میں آیا ہی ابو سعید خدری کی روایت سی کہ آپ نی فرمایا میری یاروں کو برا مت کہو کیونکہ

اصحابي فلو ان احدكم لو انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه فعلى هذا يجب على المؤمن تعظيمهم وذكرهم

کوئی تم میں سی کوہ احد کی برابر سونا خرچ کری تو صحابہ میں سی کسیکی مد کی برابر نہوگا اور نہ آدہی مد کی برابر اب موافق اس حدیث کی ہر مومن پر اونکی تعظیم اور خوبی کا

بالخير وكف اللسان عن الطعن فيهم اذ بسبب قتل عثمان وقتل حسين جرت فتن كبيرة واكاذيب كثيرة وظهرت

یاد کرنا اور اون پر طعن وطنز سی زبان بند رکھنا واجب ہی اسوسطی کہ بسبب شہادت حضرت عثمانؓ اور شہادت امام حسینؓ کی بڑی بڑی فتنہ کھڑی ہوگئی اور بہت جھوٹی باتیں مشہور ہوئیں

اهواء وبدع وقع فيها طوائف من المتقدمين والمتاخرين وصارت الاكاذيب والاهواء والبدع لا تزال تزداد حتى

اور بہت مذاہب باطل اور بدعتیں پیدا ہوگئیں جنمیں بہتیری متقدم اور بہتیری متاخر مبتلا ہوگئی اور صدہا جھوٹی قصی اور باطل مذہب اور بدعتیں بڑھتی چلی جاتی ہیں یہانتک

حدثت امور يطول شرحها فمن جملتها ما ابتدعه كثير من الناس يوم عاشوراء فجعلوه ماتما يظهرون فيه النياحة

کہ ایسی امور پیدا ہوگئی ہیں جنکا بیان دراز ہی چنانچہ اونہیں سی ایک یہ بدعت ہی جو بہت لوگوں نی یوم عاشورا کو ماتم ٹہرا رکہا ہی اوس روز نوحہ کرتی ہیں

والجزع وتعذيب النفوس وسب من مات من اولياء الله تعالى والكذب على اهل البيت وغير ذلك من المنكرات المنهي عنها

اور رونا پیٹنا اور تکلیف اوٹھانی اور اولیاء اللہ کو جو مر چکی ہیں برا کہنا اور اہل بیت پر جھوٹ بولنا اور سوا اسکی بہت منکرات جو موافق

بكتاب الله تعالى وسنة رسوله واتفاق المسلمين فان الحسين قد اكرمه الله تعالى بالشهادة في ذلك اليوم وهو واخوه الحسن سيدا

کتاب اللہ اور سنت رسول کی ممنوع ہیں اور باتفاق مسلمانوں کی ناجائز ہیں بیشک حضرت امام حسینؓ کو اوس روز اللہ تعالی نی شہادت سی مشرف فرمایا وہ اور اونکی بہائی حسنؓ سردار

شبان اهل الجنة وقتلهما وان كانت مصيبة عظيمة الا انه تعالى شرع للمسلمين عند المصيبة الاسترجاع

جوانان بہشت کی ہیں اور اونکا قتل اگرچہ بڑی مصیبت تہی پر اللہ تعالی نی مسلمانوں کی لئی مصیبت کی وقت انا للہ و انا الیہ راجعون کہنا مشروع کیا ہی

بقوله تعالى وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

اور خوشی سنا ثابت رہنی والوں کو کہ جب اونکو پہنچی کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسکی طرف پہر جانا ایسی لوگ وہ ہیں انپر شاباشیاں ہیں رب کی

وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ وروى عن سعيد بن جبير انه قال لم يعط الاسترجاع لامة من الامم الا لهذه الامة ولو اعطي الاحد

اور مہربانی اور وہ ہی ہیں راہ پر اور سعید بن جبیر سی روایت ہی کہ کہتی ہیں کہ استرجاع تمام امتوں میں سی سوا اس امت کی کسیکو عطا نہیں ہوا اور اگر عطا ہوتا

يعقوب عليه السلام في الاثر انه قال في مقام الاسترجاع يا اسفي وفي الصحيحين انه عليه السلام قال ما من مسلم يصاب بمصيبة
تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو عطا ہوتا یا تو نہیں جاتا کہ حضرت یعقوب نے مقام استرجاع میں یا اسفی یا افسوس کہا صحیحین میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا نہیں ہے کوئی

فيقول انا لله وانا اليه راجعون اللهم اجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها الا اجره الله في مصيبته واخلف له خيرا منها وقد روى
پھر کہے ہم ملک اللہ کے ہیں اور ہم طرف اسکی جانے والے ہیں الٰہی مجکو میری مصیبت کا اجر دے اور اس سے بہتر بدلا دے مگر اللہ تعالیٰ اوسکی مصیبت کا اجر اور اوسکو اس سے بہتر بدلا دیتا ہے اور

الامام احمد وابن ماجة عن فاطمة بنت الحسين عن ابيها الحسين انه عليه السلام قال ما من مسلم يصاب بمصيبة فيذكرها وان
امام احمد اور ابن ماجہ فاطمہ بنت حسین سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے باپ حسین سے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا نہیں ہے کوئی مسلمان کہ پہنچے اوسکو کوئی مصیبت پھر یاد کرے اوسکو اگرچہ مدت

قدم عهدها فيحدث لها الاسترجاع الا كتب الله له من الاجر مثلها يوم اصيب وهذا الحديث رواه عن النبي عليه السلام
دراز کی یاد کر کر انا لله وانا اليه راجعون پڑھے تو اللہ تعالیٰ اوسکی واسطے ویسا ہی اجر لکھتا ہے کہ جتنا مصیبت کی دن دیا تھا اور یہہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

الحسين وحدثه بنته فاطمة التي شهدت مصرعه وقد ثبت في علم الله تعالى ان المصيبة بالحسين يذكر مع تقدم
امام حسین نے روایت کی ہے اور اونسے اونکی بیٹی فاطمہ نے جو کہ اونکے مقتل میں ہمراہ موجود تہیں روایت کی ہے اور علم الٰہی میں ثابت ہو چکا تہا کہ مصیبت حسین کی ہمیشہ کے واسطے یاد رہیگی

العهد فكان من محاسن الاسلام ان تجري هذه السنة كلما ذكرت تلك المصيبة بان يسترجع لها فيكون للانسان
سو یہہ اسلام کی خوبیوں میں سے ہے کہ یہہ طریقہ جاری رہیگا کہ جب وہ مصیبت یاد آوے تو اوسکی لیے انا لله وانا اليه راجعون کہا جاوے تو انسان کو اب بہی

من الاجر الذي كان لمن استرجع يوم اصيب المسلمون بها واما من يفعل من تقادم العهد بها ما نهى عنه النبي عن حدثان
ویسا ہی اجر ملے جتنا اوسکو ملا تہا جسنے انا لله وانا اليه راجعون کہا تہا جب وہ مصیبت مسلمانوں پر آئی تہی اب جو شخص اتنی مدت دراز گذرے منکرات کرتا ہے جو کہ پیغمبر علیہ السلام نے کیا ہی صد

العهد بها فعقوبته اشد مثل لطم الخدود وشق الجيوب ودعوى بدعوى الجاهلية فكيف اذا انظم الى ذلك ظلم المؤمنين
عہد میں سو اوسکی لیے عقوبت بہت سخت ہے جیسی منہہ پیٹنا اور گریبان پہاڑنا اور جاہلیت کی عہد کی طرح پکارنا پہر کیا حال ہوگا اگر اوسپر یہہ اور زیادہ کرے مومنین کو ظلم

ولعنهم وسبهم واعانة اهل الشقاق والالحاد على ما يقصدونه للدين من الفساد وغير ذلك مما لا يحصيه الا الله تعالى
اور مومنین کو لعنت کرنی اور برا کہنا اور اہل شقاق اور ملحدوں کی جو دین میں فساد کا قصد کرتی ہیں مدد کرنی اور سوا اسکی اور منکرات جنکو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے

فالواجب على كل مسلم ان يجتنب عن هذه المواضع التي يفعل فيها امثال هذه المعاصي والمحرمات والانكار على مرتكبها
سو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ایسی مقام میں جہاں ایسی ایسی معاصی اور محرمات عمل میں آتی ہوں جانے سے کنارہ کرے اور

بقدر الاستطاعة يسرنا الله تعالى للاجتناب عنها

المجلس الثامن والثلثون في بيان عدم سراية

بقدر طاقت کے ان عمل والوں کو منع کرے اللہ تعالیٰ ہمپر ان معاصی سے بچنا آسان کرے اڑتیسویں مجلس بیچ بیان اثر نکرنے ایک کی

المرض وعدم جواز الطيرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عدوى ولا صفر ولا غول هذا الحديث
بیماری کی دوسری میں اور نہ جایز ہونی شگون کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ بیماری لگتی ہے اور نہ صفر کی نحوست اور نہ غول ہے یہہ حدیث

من صحاح المصابيح رواه جابر والمراد بالعدوى سراية العلة من صاحبها الى من يقارنه من الاصحاء واختلف العلماء ان المنفي
مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے جابر کی روایت سے اور عدوی سے بیماری کا بیمار میں سے بہلی چنگی ہمنشین میں سرایت کرنا مراد ہے اور علماء کو اختلاف ہے کہ منفی آیا

هل هو عين السراية او اضافتها الى العلة فذهب بعضهم الى ان المنفي نفس السراية فانه عليه السلام اراد نفيها وابطالها
عین سرایت ہے یا سرایت بیماری کی ہے سو بعضوں کا یہہ مذہب ہے کہ منفی عین سرایت ہے کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے سرایت کی نفی کی اور باطل کیا

لتخلفها وجودا وعدما اما تخلفها وجودا فلان كثيرا ما يقارن الشخص ممن هو مجذوم او اجرب ولا يتعدى اليه مرضه كما اشير
واسطے نہونے اثر کی وجود میں اور عدم میں وجود میں اثر نکرنا تو اس سے ثابت ہے کہ اکثر اوقات کوئی شخص جذامی یا خارشتی سے نزدیک ہوتا ہے اور اوسکا مرض اوسکو نہیں لگتا

اليه فيما روى عن جابر انه عليه السلام اخذ بيد مجذوم فوضعها معه في القصعة واما تخلفها عدما فلان كثيرا ما
جابر کی روایت میں یہہ اشارہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ایک مجذوم کا ہاتہہ پکڑ کر اپنے ساتہہ پیالہ میں رکہدیا اور اوسکا اثر نکرنا عدم میں اس سے ثابت ہے کہ اکثر اوقات

يعرض هذه الامراض فيها لا احتمال فيه للسراية كما اشير اليه فيما روى عن ابی هریرة ان اعرابيا قال للنبي عليه السلام
يهه بيماريان ايسی جگهه پيدا ہوجاتی ہين جہان اصلا احتمال سرايت کا نہين ہی چنانچہ ابی ہریرہ کی روايت مين يهہی اشارہ ہی کہ ايک اعرابی نی پيغمبر صلی اللہ عليہ وسلم کی
ما بال الابل تكون في الرمل كانها الظبا فيخالطها البعير الاجرب فيجربها فقال النبي عم فمن اعدى الاول فانه عم اشار بهذا
کيا حال ہی اونٹ کا کہ دوڑتا ہی جيسی ہرن پهر اوس مين خارشتی اونٹ ملتا ہی اوسکو بهی خارشتی کرديتا ہی نبی عليہ السلام نی فرمايا پهلی اونٹ کو کسنی خارشتی کرديا پس نبی عليہ السلام
القول الى ان الجرب في البعير الاول ان حصل من بعير اخر اجرب يلزم التسلسل الى ما لا نهاية له وهو محال وان لم
فرمايا کہ اگر پہلی اونٹ مين بهی خارش دوسری خارشتی اونٹ سی ہوئی ہی تو تسلسل لازم آويگا جو کہين جاکر نہ ٹوٹی يهہ تو محال ہی اور اگر
يحصل عنه بل بسبب اخر فالذی اوصله الى البعير الاول هو الذی يوصل الى غيره من الاصحاء وهو الله الخالق
دوسری خارشتی اونٹ سی نہين ہوئی بلکہ کسی اور سبب سی ہوئی تو پهر جسنی پہلی اونٹ مين پيدا کردی ہی وہی پہلی چنگی اچهی بهی اونٹون مين پيدا کرسکتا ہی وہ اللہ ہر شئی کا پيدا کرنيوالا
لكل شیٔ القادر على كل شیٔ وذهب بعضهم الى ان المنفی ليس نفس السراية لما روی انه عليه السلام قال لا يورد ممرض
اور تمام اشيا پر قدرت رکهنی والا ہی اور بعضون کا يهہ مذہب ہی کہ منفی عين سرايت نہين ہی کيونکہ روايت ہی کہ پيغمبر عليہ السلام نی فرمايا بيمار اونٹون والا اپنی اونٹ اچهی بهی
على مصح والممرض صاحب الابل المريضة والمصح صاحب الابل الصحيحة والمراد النهی عن ايراد الابل المريضة على الصحيحة
اونٹون مين نہ پهساوی اور ممرض کہتی ہين بيمار اونٹون والی کو اور مصح کہتی ہين پہلی چنگی اونٹون والی کو اور مقصود بيمار اونٹون کو اچهی بهی اونٹون مين ملانی سی منع کرنا ہی
وفي حديث اخر انه عليه السلام قال فر من المجذوم فرارك عن الاسد فعلم من هذين الحديثين ان المنفی ليس نفس
اور ايک اور حديث مين ہی کہ پيغمبر عليہ السلام نی فرمايا بهاگ مجذوم سی جيسی تو شير سی بهاگتا ہی اب ان دونو حديثون سی معلوم ہوا کہ منفی عين سرايت نہين ہی
السراية بل المنفی اضافتها الى العلة وهذا القول الثانی اولى لما فيه من التوفيق بين الاحاديث الواردة فيه مع ما فيه
بلکہ منفی سرايت بنسبت بيماری کی ہی اور يهہ دوسرا مذہب اولی ہی کيونکہ اسمين تمام حديثين جو اسباب مين وارد ہين موافق ہوجاتی ہين
من صيانة الاصول الطبية عن التعطيل بخلاف القول الاول فانه يفضی الى تعطيلها ولم يرد الشرع بتعطيلها بل ورد
اور طبی قاعدی بهی بيکار ہونی سی بچ جاتی ہين برخلاف پہلی مذہب کی کہ اسمين قاعدی طبی بيکار ہوئی جاتی ہين اور شرع نی طب کو بيکار نہين ٹهرايا بلکہ
باثباتها واعتبارها على وجه لا يناقض اصول التوحيد فانه عليه السلام اراد ابطال ما كان اهل الجاهلية يعتقدونه
قواعد طبی کو ايسی طرح پر ثابت کرکر اعتبار کيا ہی کہ اصول توحيد کی برخلاف نہو سو نبی صلی اللہ عليہ وسلم کی غرض اہل جاہليت کی عقايد کا باطل کرنا ہی وہ يون جانتی تهی
من ان العلة تسری بطبعها فقال لا عدوی وبين بقوله هذا ان الامر ليس كما زعموا بل العلة تحصل بقضاء الله تع
کہ بيماری خود بخود اثر کرجاتی ہی سو آپ نی فرمايا کہ عدوی نہين ہی اور شرح کردی کہ يون نہين ہی جيسی اہل جاہليت کہتی ہين بلکہ بيماری حکم الہی سی اور اوسکی تقديری سی ہوتی ہی
وقدره لكن قد تكون المداناة من الاسباب المقدرة لحصول العلة بالنسبة الى بعض الاشخاص ولذلك نهی النبی
پر کبهی نزديک ہونا يعنی مجا مل ہونا مداومت کی بعض شخصون مين سبب تقديری ہوجاتا ہی اور اسی ليئی نبی عليہ السلام نی
عن ايراد ممرض على مصح وامر بالفرار عن المجذوم فان ذلك من باب الاجتناب عن الاسباب التی خلقها الله تعالى و
بيمار اونٹون کو اچهی اونٹون مين ملانی سی منع کرديا اور مجذوم سی دور رہنی کو امر فرمايا کيونکہ اسمين اون اسباب سی جو کہ اللہ تعالی نی پيدا کرکر سبب بلا کا مقرر کيا ہی بچا دی اور
جعلها اسبابا للبلايا والعبد المامور بالاجتناب عن اسباب البلايا اذا كان فی عافية منها فانه كما يؤمر بعدم
بندہ کو حکم ہی کہ بلا کی اسباب سی جب کہ وہ بندہ اوس بلا سی امن مين ہی بچا کری جيسی کہ يهہ حکم ہی
القاء نفسه فی الماء او فی النار وبعدم دخوله تحت الهدم ونحوه مما هو من اسباب الهلاك كذلك يؤمر
کہ ڈوب کر نہ مرو يا آگ مين مت جلو يا گرتی ہوئی مکان تلی مت گهسو اور ايسی اور امر جو موت کا سبب ہوسکی ايسا ہی يهہ حکم ہی
بالاجتناب عن مقاربة الاجرب والمجذوم ونحوهما مما هو من العلل المتعدية باذن الله تعالى فان هذه الاسباب
کہ خارشتی اور مجذوم سی اور مانند اسکی اور بيماريون سی جو اللہ تعالی کی حکم سی دوسری مين اثر کرجاتی ہين الگ رہو کيونکہ يهہ امور

اسباب

اسباب للمرض والتلف والله تعالى يخلق المسبّبات عندها لا بها فانه تعالى هو خالق الاسباب ومسبّباتها لا خالق

اور ہلاک کی اسباب ہیں اور اللہ تعالی اسی وقت پر مرض کو جو مسبب ہی پیدا کر دیتا ہی کچھ اسکی سبب سی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالی ہی اسباب اور مسبب دونو کا خالق ہی

سواه لكن الاسباب نوعان النوع الاول اسباب الخير فان النعم لا تضاف الى الاسباب بل انما تضاف الى مسببها و

اوسکی سوا اوکوئی خالق نہیں ہی لیکن اسباب دو قسم پر ہیں پہلی قسم تو اسباب خیر ہیں سو نعیم کو اسباب سی کچھ علاقہ نہیں ہی بلکہ نعیم صرف مسبب اور مقدر کی تعلیت ہی

مقدرها فما ظهر منها ينبغي ان يفرح بها ويبشر عند ظهورها ولا يسكن اليها بل الى خالقها ومسببها كما قال الله تعالى

سو جو بہتری پیش آوی تو لایق ہی کہ اوس سی خوش ہو اور وقت بشارت حاصل کری اور اوسکی طرف متوجہ نرہی بلکہ خالق اور مسبب کی طرف متوجہ ہو جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

في امداد المؤمنين بالملئكة وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ واكثر الناس

جب فرشتوں سی مؤمنین کی امداد کی اور یہہ تو دی اسنی خوشخبری اور تا چین پکڑیں دل تمہاری اور مدد نہیں مگر اللہ سی اور اس زمانہ کی اکثر لوگ

في هذا الزمان يركنون بقلوبهم الى الاسباب وينسون مسببها فمن اضاف شيئا من النعم الى غير الله تعالى ان كان مع

اسباب کی طرف تو دل متوجہ ہوتی ہیں اور اصل مسبب کو بھول جاتی ہیں سو جو شخص نعیم کو سوا اللہ کی اور جہت سی سمجھی اگر یہہ بھی

اعتقاده انه ليس من الله تعالى فهو شرك حقيقي وان كان مع اعتقاده انه من الله تعالى فهو نوع من شرك خفي والنوع

اعتقاد ہی کہ اللہ تعالی کی طرف سی نہیں ہی تو حقیقی شرک ہی اور اگر اسباب کو لحاظ کرتا ہی سو سمجھتا ہی کہ اللہ تعالی کی طرف سی ہی تو یہہ ایک قسم شرک خفی ہی اور دوسری

الثاني اسباب الشر فان المصائب لا تضاف الا الى الذنوب كما قال الله تعالى وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ الاية

قسم اسباب شر سو مصائب صرف گناہوں ہی سی علاقہ رکھتی ہیں جنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑی تم پر کوئی سختی سو بدلا اوسکا ہی جو کمایا تمہاری ہاتھوں نی

وما ظهر منها ينبغي ان يتقى عنها بقدر ما ورد به الشرع مثل اتقاء مقاربة الاجرب والمجذوم والقدوم على مكان الطا

اور جو اسباب یا مصائب ظاہر ہوں تو اوس سی اتنا پرہیز کرنا چاہیی کہ جتنا شرع کی اجازت دی ہی جیسی خارشتی اور مجذوم کی ہمنشینی سی اور وبائی مکان میں داخل ہونی سی

واما ما خفي منها فلا يشرع اتقاؤها واجتنابها لان ذلك من الطيرة المنهي عنها التي من اعمال الشرك والكفر كما حكى

اور جو اسباب یا مصائب پوشیدہ ہیں تو اوس سی پرہیز کرنا شرع میں نہیں آیا کیونکہ یہہ بدشگونی میں داخل ہی جو نہایت ممنوع اور شرک اور کفر کا عمل ہی جنانچہ

الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا يتطيرون ويتشاءمون بالرسل واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم

اللہ تعالی اسکو اپنی کتاب میں کئی جگہہ بیان فرماتا ہی کیونکہ وہ لوگ رسل علیہم السلام اور اونکی اصحاب سی بدشگونی کر کر نحوست سمجھا کرتی تہی اور سبب منحوس سمجھنی کا یہہ تہا

ان الرسل لما دعوهم الى دين غير ما الفوه استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة العوام ان

کہ رسل علیہم السلام نی جب اون لوگوں کو نئی دین کی دعوت کی تو وہ لوگ عجیب سمجھ کر قبیح سمجھنی لگی اور اونکی طبیعتیں نفرت کرنی لگیں کیونکہ عوام کی یہہ عادت ہی

يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان يتشاءموا بكل ما يخالف هواهم وان كان جاذبا لكل خير

کہ اپنی ہوس کی موافق آرزو کیا کرتی ہیں اگرچہ اوسمیں سراسر بدی اور وبال ہو اور جو اونکی مرضی کی مخالف ہو اوسکو نحس جانتی ہیں اگرچہ اوسمیں سراسر خیر اور برکت ہو

ونوال وقد ثبت انه عليه السلام قال لا طيرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال الطيرة من الشرك والبحث عن

اور ثابت ہو چکا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بدشگونی بالکل نہیں ہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ آپ نی فرمایا بدشگونی شرک ہی اور گفتگو کرنی

اسباب الستر بالرمل والنظر في النجوم وضرب الحصى والشعير وغير ذلك هو الطيرة المنهي عنها والباحثون عنها لا

غیب کی باتوں میں بوسیلہ رمل کی اور ستاروں کی تاثیر دیکھہ کر اور کنکر لو سی اور جو کی دانہ وغیرہ سی یہہ بہی طیرہ ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور اوسمیں گفتگو کرنیوالی

يشتغلون لما يدفع البلاء من الطاعات بل يشتغلون بلزوم البيت وعدم الحركة وهذا لا يمنع نزول القضاء والقدر

وہ کام نہیں کرتی جس سی بلا دفع ہو یعنی عبادات بلکہ گہر میں بیٹہہ کر بیٹہہ رہتی ہیں اور چلنا پہرنا موقوف کر دیتی ہیں اس سی قضا اور قدر بند نہیں ہوتی

ومنهم من يشتغل بالمعاصي وهذا مما يقوي وقوع البلاء ونفوذه والذي جاءت به الشريعة هو ترك البحث عن

اور بعضی لوگ گناہوں میں مشغول ہو جاتی ہیں یہہ ایسا کام ہی جسمیں خواہ مخواہ بلا آوی اور اثر کری جو علاج واسطی دفع بلا کی شرع میں آیا ہی وہ یہہ ہی کہ اوسمیں کچھ گفتگو

ذلك والاعراض عنه والاشتغال بما يدفع البلاء من الدعاء والذكر والصدقة والتوكل على الله تعالى والايمان
اور نہ اوسپر توجہ کرے اور وہ شغل اختیار کرے جسمیں بلا دفع ہو یعنی دعا اور یاد الٰہی اور خیرات اور خدا تعالی پر بھروسہ اور قضا

بقضائه وقدره فانه عليه السلام عند ظهور اسباب العقوبات السماوية المخوفة كالكسوف والخسوف كان يامر
اور قدر کو تسلیم کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بروقت ظاہر ہونے سامان خوفناک عذاب آسمانی کے جیسے سورج گہن اور چاند گہن اور ان کو یہہ حکم فرماتے

بالاشتغال باعمال البر من الصلوة والدعاء حتى ينكشف ذلك عن الناس وهذا كله مما يدل على ان اسباب العذاب اذا
اور کچہہ نیک اعمال میں مصروف ہوتے جیسے نماز نفل اور دعا یہان تک کہ وہ سامان لوگون پرسے دور ہوجاتا ان تمام روایات سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب عذاب کے سامان

ظهرت فالمشروع الاشتغال بما يرجى ان يدفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى فان هذه الاشياء
ظاہر ہوں تو موافق شرع کی ایسی عبادت میں مشغول ہو جسمیں امید ہے کہ عذاب خوفناک موقوف ہوجاوے یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری بیشک یہہ تمام اشیاء

كلها من اعظم ما يستدفع به البلاء فانه تعالى يخلق اسبابا للعذاب واسبابا للرحمة اما اسباب العذاب فيخوف
بلا کی دفع کرنے میں بڑی ہی تاثیر رکہتی ہیں بیشک اللہ تعالی سامان عذاب کا اور رحمت کا دونو پیدا کرتا ہے عذاب کی سامان سے تو اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہے

الله تعالى بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه كالرياح الشديدة فان الريح من روح الله تعالى تاتي بالرحمة
تاکہ اسکی طرف رجوع لاوین اور خوار ہوکر روویں جیسے تند اندہیان بیشک ہوا اللہ تعالی کا فیض ہے کبہی رحمت لاتی ہے

وتاتي بالعذاب وعند اشتدادها امر النبي عليه السلام ان يسئل الله تعالى خيرها وخير ما ارسلت به ويستعيذ
اور کبہی عذاب اور تندی کی وقت نبی علیہ السلام کا حکم ہے کہ اللہ تعالی سے خیر کی دعا کرین اور جو اوس سے آوے اسکی خیر مانگیں اور اوسکی

به تعالى من شرها وشر ما ارسلت به فانه عليه السلام قد كان اذا راى ريحا او غيما تغير وجهه واقبل وادبر فاذا
شر سے اور اسکی شر سے جو وہ لاتی ہے پناہ مانگیں پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آندہی یا ابر دیکہتے تو چہرہ کی حالت بدل جاتی اور کبہی آتے اور کبہی جاتے پہر اگر

امطرت سري عنه ويقول قد عذب قوم بالريح وراى قوم السحاب فقالوا هذا عارض ممطرنا فنزل منه العذاب واما اسباب
مینہ برس جاتا تو خوش ہوجاتے اور فرماتے کہ ایک قوم کو عذاب آندہی سے ہوا تہا اور ایک قوم ابر کو دیکہہ کر کہنے لگی یہہ ابر ہے جو برسیگا سو اوسمین سے عذاب نازل ہوا اور رحمت کی

الرحمة فيرجي الله تعالى بها عباده كالريح الطيبة والمطر المعتاد عند الحاجة اليه ولهذا يقال عند نزوله اللهم
سامان سے اللہ تعالی اپنی بندون کو امیدوار کرتا ہے جیسے ہوا نرم ٹہنڈی اور مینہ عادت کی موافق حاجت کی وقت اور اسی واسطے مینہ برستے وقت یہ دعا کرتے ہیں اے

سقيا رحمة لا سقيا عذاب واما من اتقى عن اسباب الضرر بعد ظهورها بالاسباب المنهي عنها فلا ينفعه بل
اللہ برسانا رحمت کا نہ برسانا عذاب کا اور جو شخص اسباب ضرر سے بعد ظاہر ہونے کے بطور ممنوع کی بچنا چاہے تو اوسکو کچہہ فائدہ نہیں بلکہ

كثيرا ما يقع فيما يخاف منها واما قوله عليه السلام ولا صفر فقد اختلف في تفسيره والقول الاشبه ان المراد به شهر
اکثر اوقات خوفناک بلا میں آجاتا ہے اور یہہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صفر نہیں ہے سو اسکی تفسیر میں اختلاف ہے ظاہر حق یون معلوم ہوتا ہے کہ مراد ماہ صفر کا

صفر فان اهل الجاهلية كانوا يتشاءمون ويقولون انه شهر مشؤم فابطل النبي عليه السلام ذلك وكثير من الناس
کیونکہ ایام جاہلیت میں اسکو منحوس جانتے تہے اور یون کہا کرتے تہے کہ صفر بڑا منحوس ہے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو باطل کردیا اور بہتیرے لوگ

في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوج وغيرهما والتشاءم به من جنس الطيرة المنهي عنها وكذلك
اب بہی اسکو منحوس بتاتے ہیں اور بعضے دفعہ اس مہینہ میں سفر نہیں کرتے اور نہ بیاہ کرین اور نہ اور کوئی کام اسکی نحوست ماننی بہی بدشگونی کی قسم ہے جسکی ممانعت ہوچکی ہے اور

التشاءم بيوم من الايام فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كشهر صفر وغيره غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة
نحوست کسی اور دن کی تمام ایام میں سے بدشگونی ہے کیونکہ نحوست کی خصوصیت کسی کسی وقت کی جیسے ماہ صفر وغیرہ کی جایز نہیں ہے اسواسطے کہ زمانہ تو ایک مدت دراز کا نام ہے

ممتدة يعرف مقدارها بحركة الافلاك والكواكب وهو في ذاته امر واحد متشابه الاجزاء لا يحصل الا بخلق الله تعالى
جسکا اندازہ فلک کی حرکت اور ستارون سے معلوم ہوتا ہے اور وہ اپنی ذات میں ایک متصل چیز ہے اسکے سب اجزا ایکسے ہیں صرف خدا تعالی کی پیدائش ہی

ديفهم

ويقع فيه افعال العباد فلا يكون فيه يمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فكل زمان شغله العبد بالطاعة فهو
اوسی کی اندر افعال عباد ہوتی ہین سو اوسمین نہ برکت نہ کچھ نحوست ہان باعتبار کاربار بندوں کی ہی سو جس زمانکو انسان نی عبادت مین مشغول رکہا تو وہ
زمان مبارك عليه وكل زمان شغله العبد بالمعصية فهو زمان مشؤم عليه واليمن والشوم في الحقيقة هو الطاعة
زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو انسان نی گناہون مین لگا دیا تو وہ زمانہ اوسپر منحوس ہی حقیقت مین مبارک اور منحوس عبادت
والمعصية كما قال عدي بن حاتم يمن المرء وشومه بين لحييه يعني لسانه وقال ابن مسعود ان كان الشوم في شئ
اور معصیت ہوتی ہی چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہی آدمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی مراد ہوتی زبان ہی اور ابن مسعود کہتی ہین اگر بالفرض کسی شی مین نحوست ہوتی
ففيما بين اللحيين يعني اللسان وقال ايضا ما شئ احوج الى طول السجن من اللسان وروي عن عائشة انه عليه السلام
تو دونو جبڑون مین یعنی زبان مین ہوتی اور یہ بہی کہا زبان سی زیادہ کوئی شی نہین قید کی زیادہ حاجتمند ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی
قال الشوم سوء الخلق فعلى هذا لا الشوم الا المعاصي والذنوب فانها تسخط الله تعالى فانه اذا سخط على عبد يكون ذلك
فرمایا نحوست بدخلقی ہی اس روایت کی موافق بجز معاصی اور ذنوب کی نحوست کسی چیز مین نہین کیونکہ اسی سی اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی سو جس بندی سی اللہ بیزار ہوا تو وہی بندہ
العبد شقيا في الدنيا والاخرة واذا رضي عن عبد يكون ذلك العبد سعيدا في الدنيا والاخرة وبعض الصالحين قد شكى اليه
دنیا اور آخرت مین بدبخت ہی اور جس بندی سی اللہ تعالی راضی ہوا وہی بندہ دنیا اور آخرت مین نیکبخت ہی کسی صالح مرد کی سامنی ایسی مصیبت کا شکوہ ہوا
عن بلاء وقع الناس فيه فقال ما ارى ما انتم فيه من البلاء الا بشوم الذنوب فالعاصي مشوم على نفسه وعلى غيره اذ لا
جسمین تمام خلق مبتلا تہی سو اونہون نی کہا مجکو تمہاری یہ مصیبت بجز نحوست ذنوب کی معلوم نہین ہوتی تو گنہگار آدمی اپنی حق مین ہی اور غیر کی حق مین ہی منحوس ہوتا ہی کیونکہ
يؤمن ان ينزل عليه العذاب فيعم الناس خصوصا من لم ينكر عمله والبعد عنه لازم وكذلك الاماكن التي يفعل فيها المعاصي
کہ اگر اوسپر عذاب نازل ہووی پہر سب خلق پر پہیل جاوی خصوص ان لوگون پر جو اوسکی عمل کو برا نجانتی تہی اور اوس سی دور رہنا ضرور ہی اور ایسی ہی
يلزم البعد عنها والهرب منها خشية نزول العذاب على من يوجد فيها كما روي انه عليه السلام حين مر على ديار ثمود بالحجر
بہاگ کر دور رہنا چاہئی اس خوف سی کہ مبادا جو جو وہان موجود ہووین سب پر عذاب نازل ہو جاوی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت حجر مین دیار ثمود پر پہنچی
قال لاصحابه لا تدخلوا اماكن هؤلاء المعذبين الا ان تكونوا باكين خشية ان يصيبكم ما اصابهم فان هجران اهل
تو اپنی اصحاب سی فرمایا اس قوم عذاب کی ماری ہوئی کی مکانات مین نہ جانا مگر روتی ہوئی اس خوف سی مبادا کہ تمپر بہی آجاوی جو عذاب اونپر آیا تہا بیشک ترک کرنا اہل
العصيان واماكنهم من جملة الهجرة المامور بها بل العدوى عند التحقيق في مخالطة من يرتكب المعاصي ويحسنها ويزينها
عصیان اور اونکی مکانات کا ہجرت مین داخل ہی جو کہ مامور بہ ہی بلکہ عدوی یعنی لگنا حقیقت مین اوس شخص کی ملاپ مین ہی جو معاصی مین مبتلا ہی اور معاصی کو خوبی کی ساتہ زیب — زینت دیکر
ويدعو اليها من شياطين الانس الذين هم اضر من شياطين الجن فان شياطين الجن يستعاذ منه بالله تعالى فينصرف
اور لوگون کو بلاتا ہی یعنی آدمی کی صورت کا شیطان کہ وہ جنی شیطانون سی زیادہ ضرر کرتا ہی کیونکہ جنی شیاطین تو اللہ تعالی کی پناہ لینی سی دور ہو جاتی ہین
واما شياطين الانس فلا يبرح حتى يوقعك في المعصية وقد جاء في الحديث انه عليه السلام قال يحشر المرء على دين خليله
اور آدمی کی صورت کا شیاطین کبہی نہین جاتی آخر تجکو معصیت مین گرفتار کر چھوڑتی ہین اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی آدمی اپنی اپنی دوستون کی دین پر اوٹہینگی
فلينظر احدكم من يخالل وفي الحديث الاخر انه عليه السلام قال لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي واما الغول بالضم
اب تمکو خیال کرنا چاہئی کس سی دوستی کرتی ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ نی فرمایا ہی مومن کی سوا کسیکا ہمنشین مت ہو اور سوا پرہیزگار کی کسیکو کہانا مت کہلا اور غول
فهو من زعمات الجاهلية فانهم كانوا يقولون انه نوع من الجن يتراءى للناس في الفلوات باشكال مختلفة ويضلهم
جاہلیت کی اقوال مین اہل جاہلیت کہا کرتی تہی کہ غول ایک قسم جن کی ہی آدمیون کو جنگل مین طرح طرح کی شکلین بنا کر دکہایا کرتی ہین اور رستی سی بہٹکا کر
عن الطريق ويهلكهم وقوله عليه السلام لا غول يحتمل ان يكون المراد منه نفي وجوده كما هو ظاهر من لفظه لان المتبادر
ہلاک کر دیتی ہین اور یہ ارشاد نبی علیہ السلام کا کہ غول نہین ہی اسمین یہ بہی احتمال ہی کہ اس سی مراد نفی اوسکی وجود کی ہو چنانچہ لفظون سی یہی ظاہر ہی کیونکہ

من نفی الشئ نفی وجودہ لکن قال بعض العلماء لیس المراد بہ نفی وجودہ بل المراد بہ نفی ما کان یعتقدہ اهل الجاهلیۃ
کسی شئ کی نفی سی یہہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہ چیز موجود نہیں ہی لیکن بعضی علما یہہ کہتی ہیں کہ نفی اوسکی وجود کی مراد نہیں ہی بلکہ اہل جاہلیت کی اون معتقدات کی نفی مراد ہی

من التشکل باشکال مختلفۃ والاضلال عن الطریق والاهلاک فیکون المعنی انہ لا یستطیع ان یضل احدا عن الطریق
کہ وہ طرح طرح کی شکل بناتی ہیں اور رستہ سی بہکاتی ہیں اور ہلاک کردیتی ہیں اب حدیث کی یہہ معنی ہوئی کہ غول کسیکو رستی سی نہیں بہکا سکتی

ولا ان یفعل شیئا مما ذکر وهذا الوجہ اولی الوجهین لورود اخبار تدل علی وجودہ من جملتها ما روی انہ علیہ السلام
اور نہ کچھ اور ان مذکورات میں سی کرسکتی ہیں یہہ معنی دونوں معنی میں اولی ہیں کیونکہ ایسی حدیثیں بہا آئی ہیں جو غول کی وجود پر دلالت کرتی ہیں اونہیں سی ایک یہہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام

قال اذا تغولت الغیلان فبادروا بالاذان فانہ علیہ السلام بین ان شرها یدفع بذکر اللہ تعالی فعلی المؤمن ان یشتغل
فرمایا جس وقت غیلان شرارت کریں تو جلدی اذان کہو سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی بیان کردیا کہ انکی شرارت ذکر الٰہی سی دفع ہوجاتی ہی سو مؤمن کو لازم ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت میں مشغول

بطاعۃ اللہ تعالی ویتوکل علیہ ویترک کل ما شاع بین الانام مما کان مخالفا لدین الاسلام ونهی عنہ النبی علیہ السلام
اور اوسی پر بہروسا کری اور جو خلقت میں خلاف شرع پہیل رہا ہی سب ترک کری یعنی جو دین کی مخالف ہو اور نبی علیہ السلام نی منع فرمایا ہو

یسر نا اللہ تعالی عملا موافقا لرضائہ بلطفہ وکرمہ المجلس التاسع والثلثون فی ذم الطیرۃ والفال
الٰہی ہمپر آسان کر عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف اور کرم سی انتالیسوین مجلس شگون بد اور فال بد کی برائی میں

المذموم ومدح فال المسنون وانواعہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا طیرۃ وخیرها
اور مسنون فال کی مدح اور اوسکی اقسام میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی طیرہ کی کچھ اصل نہیں ہی اوسمیں سی بہتر

الفال قالوا وما الفال یا رسول اللہ قال الکلمۃ الصالحۃ یسمعها احدکم هذا الحدیث من صحاح المصابیح
فال ہی پوچھا یا رسول اللہ فال کیا ہوتی ہی فرمایا اچھی بات جو کوئی سن لی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی

رواہ ابو هریرۃ ومعناہ ان الطیرۃ لا یجوز العمل بها لعدم الخیر فیها وانما الخیر فی الفال الذی هو الکلمۃ الصالحۃ
ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہیں کہ بد شگونی پر عمل کرنا جایز نہیں ہی کیونکہ اسمیں خیر نہیں ہوتی خیر صرف فال ہی میں ہی جو کہ نیک بات ہوتی ہی جو

یسمعها احدکم ولیس معناہ ان فی الطیرۃ خیرا والفال خیر منها اذ لا خیر فی الطیرۃ اصلا وهی مصدر بمعنی
کوئی سن پاوی اور یہہ معنی نہیں ہیں کہ بد شگونی میں خیر ہی پر فال اوس سی بہتر ہی اسوسطی کہ بد شگونی میں اصلا خیر نہیں ہی و طیرہ مصدر ہی

التطیر ماخوذۃ من الطیر لان العرب فی الجاهلیۃ کانوا یتبرکون بسنوحها ای بمرورها من میاسرک الی میامنک
تطیر کی معنوں میں طیر سی مشتق ہوا ہی اسلئی کہ عرب کی لوگ جاہلیت میں سنوح کو مبارک جانتی تہی یعنی جو کہ بائیں ہاتہ کی طرف سی داہنی طرف چلا جاوی

ویتشاءمون ببروحها ای بمرورها من میامنک الی میاسرک اذ کان من عادتهم اذا خرجوا لحاجۃ فان راوا الطیر
اور بروح کو منحوس سمجہتی تہی یعنی جو کہ داہنی ہاتہ کی طرف سی بائیں طرف چلا جاوی کیونکہ عرب کی یہہ عادت تہی جب کسی کار کو نکلتی پہر اگر کسی پرندہ

او الوحش یمر بیمینہ یتبرکون بہ ویذهبون فی حاجتهم وان راوا الطیر او الوحش بیسرۃ یتشاءمون بہ ویرجعون
یا وحشی کو دیکہا کہ وہ داہنی طرف کو گیا تو اسی مبارک جان کر اپنی کار کو چلی جاتی اور اگر دیکہتی کہ پرندہ یا وحشی جانور بائیں طرف کو گیا تو منحوس جانکر راہ میں سی اپنی گہر ہٹ آتی

الی بیوتهم وربما کانوا ینفرون الطیور والوحوش فینظرون انها ان اخذت ذات الیمین یتبرکون بہ ویمضون فی سفرهم
اور بعضی دفعہ پرندہ کو اوڑاکر اور وحشی کو بہکاکر دیکہتی کہ کدہر کو جاتا ہی اگر وہ داہنی طرف کو گیا تو مبارک جان کر سفر کار بار کو چلی جاتی

وحاجتهم وان اخذت ذات الشمال یتشاءمون بها ویرجعون عن سفرهم وحاجتهم والحاصل انهم کانوا یتبرکون
اور اگر اوسنی بائیں طرف لی تو اوسکو منحوس سمجہکر اپنی سفر سی اور کار بار کی ہٹ آتی حاصل یہہ ہی کہ سوانح کو

بالسوانح ویتشاءمون بالبوارح والسانح ما یمر من الطیر والوحش بین یدیک من جهۃ یسارک الی یمینک والعرب
نیک برکت والا جانتی اور بوارح کو منحوس سمجہتی سانح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی جو سامنی سی بائیں طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ

كانوا يتيمنون به لامكان رميه وصيده من غير الانحراف والبارح ما يمر من الطير او الوحش من جهة يمينك
اسکو مبارک جانتی تھی کیونکہ اوسکو تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی سہل ہوتا ہی اور بارح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی کہ داہنی طرف سی
الى يسارك والعرب كانوا يتشاءمون به لعدم امكان رميه وصيده من غير الانحراف فنفى النبي عليه السلام ذلك
بائین طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اوسکو منحوس جانتی ہین کیونکہ اسکا تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی ممکن نہین ہوتا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسکو منع کیا
وابطل واخبر انه ليس له تاثير بنفع ولا ضر فهذا معنى قوله لا طيرة فان الطيرة على وزن مصدر بمعنى التطير واصل
اور مٹا دیا اور خبر سنائی کہ اسمین نہ کچھ نیک تاثیر فائدہ مند ہی اور نہ کچھ ضرر ہی سو معنی حدیث لا طیرة کیہ ہی ہین کیونکہ طیرة چنانچہ گذر چکا ہی مصدر، تطیر کی معنون میں ہی اور اصل میں
التطير التفاؤل بالطير ثم استعمل في كل ما يتفاءل به ويعد شوما سواء كان طيرا او غيره وقد روى انه عليه السلام
تطیر طیر سی فال لینی کو کہتی ہین پھر اسکی استعمال ہر ایک چیز مین جو منحوس سمجھی گئی برابر ہی کہ طیر سی ہو یا سوا اسکی اور کچھ ہو اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی
قال الطيرة من الشرك يعني انها من اعمال اهل الشرك والكفر كما حكاها الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا
فرمایا بدشکونی شرک ہی مراد یہ ہی کہ طیرہ مشرکون اور کفار کی اعمال مین سی ہی چنانچہ اللہ تعالی نی اونکی حال کئی جگہ اپنی کتاب مین حکایت کی ہی کیونکہ وہ کفار
يتشاءمون بالرسل واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم ان الرسل لما دعوهم الى دين غير ما الوفهم استغربوه واستنجبوه
رسولون اور اونکی ساتھیون کو منحوس سمجھتی تھی اور اونکی منحوس سمجھنی کا سبب یہ تھا کہ رسول جو اونکو نیا دین خلاف طبع سکہاتی تھی تو اوسکو عجیب و غریب جانتی تھی
ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة الجهلة ان يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان يتشاءموا
اور اوس سی کفار کو بالطبع نفرت تھی کیونکہ جاہلون کی عادت ہی کہ جو اونکی دل لگتی بات مرضی کی موافق ہو اوسکو مبارک سمجھین اگرچہ اوسمین تمام خرابیان موجود ہون اور جو بات
بما يخالف هواهم وان كان جاذبا بكل خير ونوال ومن عادتهم ايضا التشاؤم ببعض الايام والشهر كشهر صفر فان كثيرا
اونکی مرضی کی خلاف ہو تو اوسکو منحوس سمجھین اگرچہ اوسمین ہر طرح کی خیر اور خوبی حاصل ہو اور اونکی یہ بہی عادت ہی کہ بعضی تاریخون اور بعضی مہینون کو منحوس جانتی ہین جیسی صفر کا
من الناس في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوج ونحوهما والتشاؤم به من جنس الطيرة
لوگ اس زمانہ کی بہی اوسکو منحوس گنتی ہین اکثر اوقات اس مہینہ مین سفر اور بیاہ وغیرہ نہین کرتی یہ بدشکونی بہی ایسی ہی ممنوع ہی جیسی طیرہ
المنهي عنها فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة ممتدة يعرف مقدارها
کیونکہ نحوست کی خصوصیت بعضی بعضی وقت سی ہرگز نہین ہوسکتی اسلئی کہ زمانہ ایک مدت متصل دراز کو کہتی ہین جسکی مقدار افلاک
بحركة الافلاك والنجوم وهو في ذاته امر واحد متشابه الاجزاء يحصل بخلق الله تعالى ويقع فيه افعال العباد فلا يكون
اور ستارون کی حرکت سی معلوم ہوتی ہی اور زمانہ اصل مین ایک چیز اوسکی ایک طرح کی اجزا ہین خدا کی پیدایش سی موجود ہی بندون کی افعال اوسمین واقع ہوتی ہین
فيه يمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فكل زمان شغله العبد بالعبادة فهو زمان مبارك عليه وكل زمان
سو اوسمین نہ کچھ برکت ہی نہ کوئی نحوست مگر باعتبار کردار بندون کی سو جس وقت کو بندہ نی عبادت مین صرف کیا وہ زمانہ اوسکی حق مین مبارک ہی اور جو وقت
شغله العبد بالمعصية فهو زمان مشوم عليه وفي الحقيقة اليمن هو الطاعة والشوم هو المعصية كما قال عدي
معصیت مین صرف ہوا وہ زمانہ اوسکی حق مین منحوس ہی اور حقیقت مین برکت عبادت مین ہی اور نحوست گناہ مین چنانچہ عدی
بن حاتم يمن المرء وشومه بين لحييه يعني لسانه وقال ابن مسعود ان كان الشوم في شيء ففيما بين اللحيين يعني
بن حاتم کہتی ہین کہ انسان کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی یعنی زبان مین اور ابن مسعود کہتی ہین اگر کسی چیز مین نحوست ہو تو اوسمین ہی جو دونو جبڑون مین ہی
اللسان وروى عن عائشة رض انه عليه السلام قال الشوم سوء الخلق فعلى هذا ليس الشوم الا المعاصي
یعنی زبان مین اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نحوست بدخلقی ہی سو اس حدیث کی موافق منحوس صرف معاصی اور ذنوب ہوتی ہین
والذنوب فانها تسخط الله تعالى فانه تعالى اذا سخط على عبد يكون ذلك العبد
سبب یہ ہی خدا تعالی کو غصہ دلاتی ہین کیونکہ جب اللہ تعالی کسی بندہ پر غضبناک ہوا تو وہ شخص

اور اصل میں

مہینا یت

شقیا فی الدنیا والاخرۃ واذا رضی عن عبد یکون ذلک العبد سعیدا فی الدنیا والاخرۃ وبعض الصالحین
دنیا اور آخرت مین شقی بدبخت ہوا اور جب بندہ سی اللہ تعالی راضی ہوا تو وہ شخص دنیا اور آخرت مین نیک بخت ہوا کسی ایک بخت کی پاس
قد شکی الیہ عن بلاء وقع فیہ الناس فقال ما اری ما انتم فیہ من البلاء الا بشوم الذنوب والمعاصی فالعاصی مشوم
لوگون نی ایک بلا مین مبتلا ہوکر شکایت کی اونہون نی جواب دیا کہ مجھکو یہہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ تمپر یہہ بلا صرف گناہ اور معاصی کی نحوست سی نازل ہوئی ہی گنہگار
علی نفسہ وعلی غیرہ اذ لا یؤمن ان ینزل علیہ العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر عملہ فالبعد عنہ لازم و
اوسپر اور غیرون پربہی ہوتی ہی اسواسطی کہ کہان پناہ ہی کہ اوس گنہگار پر عذاب نازل ہو پہر سب خلق پر پہیل جاوی خاص اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو برا نہین جانتی
کذا الاماکن التی یفعل فیہا المعاصی یلزم البعد عنہا والہرب منہا خشیۃ نزول العذاب علی من یوجد فیہا فان
ایسی ہی اون مکانات سی الگ دور رہنا ضرور ہی جہان معاصی عمل مین آتی ہون اس ڈرسی کہ مبادا عذاب اون سب پر نازل ہو جو وہان موجود ہون کیونکہ
ہجران اہل العصیان واماکنہم من جملۃ الہجرۃ المامور بہا ومن عادتہم ایضا البحث عن اسباب الشر بالرمل وضرب
ترک کرنا نافرمانون کا اور اونکی مکانات کا ہجرت مین داخل ہی جسکا حکم ہی اور اونکی عادت مین یہہ بہی ہی کہ بوسیلۂ رمل اور
الحصی والشعیر والنظر فی النجوم وغیر ذلک وذلک کلہ من قبیل الطیرۃ المنہی عنہا ومن قبیل الاستقسام بالازلام
کنکریان اور دانہ جو کی اور ستارون مین نظر کرکی اور سوا اسکی غیب کی حالات مین بحث کرتی ہین یہہ تمام بدشگونی مین داخل ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور استقسام بالازلام
ومعنی الاستقسام طلب معرفۃ ما قسم مما لم یقسم والازلام القداح التی کان اہل الجاہلیۃ یکتبون علیہا الامر و
اور معنی استقسام کی یہہ ہین کہ طلب کرنا علم شدنی اور ناشدنی کا اور ازلام تیرون کو کہتی ہین جن پر اہل جاہلیت امر اور نہی یعنی ہان یا نہین لکہتی تہی
والنہی یکتبون علی بعضہا افعل وامرنی ربی وعلی بعضہا لا تفعل ونہانی ربی ویضعونہا فی وعاء فاذا اراد احدہم امرا
بعضی پر افعل یعنی کر یا امرنی ربی یعنی اسکا حکم آلہی ہی لکہتی تہی اور بعضی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی اللہ کا حکم نہین لکہتی پہر اونکو ایک باسن مین رکہتی پہر جب کوئی
ادخل یدہ فی ذلک الوعاء واخرج قدحا فان خرج ما فیہ الامر مضی لما قصدہ وان خرج ما فیہ النہی کف عما قصدہ وقال
تو اوس برتن مین ہاتہہ ڈالکر ایک تیر نکال لیتا اگر ایسا تیر نکلا جسمین حکم تہا تو وہ اپنی کار کو چلا جاتا اور اگر ایسا تیر نکلتا کہ جسمین ممانعت تہی تو اپنا کار موقوف کرتا اور
سعید بن جبیر کان لاہل الجاہلیۃ حصیات قدام اصنامہم اذا اراد احدہم امرا من السفر وغیرہ استقسم بہا ای
سعید بن جبیر کہتی ہین کہ اہل جاہلیت بتون کی سامنی کنکر رکہتی تہی جب کوئی سفر وغیرہ کا ارادہ کرتا تو استقسام کرتا یعنی علم شدنی اور ناشدنی کا حاصل کرتا کہ یہہ کار کرون
طلب بہا علم ما قسم لہ من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغیرہ الاستقسام بالازلام حرام لانہ دخول فی
یا نہ کرون
اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہین استقسام بالازلام حرام ہی اسلئی کہ یہہ علم الہی مین
علمہ تعالی وہو غیب عنا ویدخل فیہ ما یفعل فی زماننا ویسمونہ فال القران وفال دانیال ونحوہما فانہا لیست من
مداخلت ہوتی ہی حالانکہ وہ ہمسی پوشیدہ ہی اور اسی مین داخل ہی جو اس زمانہ مین کرتی ہین اور اوسکا نام قرآن کی فال اور دانیال کی فال اور مانند اسکی رکہہ چہوڑا ہی کیونکہ یہہ
الفال المحمود فی الشرع بل ہی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالہا ولا اعتقادہا حقا لان فیہا الخبر عن
طریقہ وہ فال نہین ہی جو شرع مین محمود ہو بلکہ یہہ بہی استقسام بالازلام کی جنس سی ہی سو اسکا عمل کرنا اور حق اعتقاد کرنا جایز نہین ہی کیونکہ اسمین غیب کی خبر
الغیب والتطیر بالقران العظیم وانما الفال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمۃ الموافقۃ للمراد کالراشد والنجیح علی ما
اور قرآن کی ساتہہ تطیر ہی
اور فال جو شرع مین محمود ہی وہ یہہ ہی کہ یمن اور برکت کسی کلمہ سی لینی جو مراد کی موافق ہو جیسی راشد یعنی راہ پانیدہ اور نجیح
روی عن انس انہ علیہ السلام کان یعجبہ اذا خرج لحاجۃ ان یسمع یا راشد یا نجیح وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام
چنانچہ انس سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تہا کسی کار کو جاتی ہوئی کہ سن پاوین یا راشد یا یا نجیح اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کان یتفاول ولا یتطیر وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام کان یحب الفال ویکرہ الطیرۃ قال العلماء انما کان النبی علیہ الصلوۃ والسلام
فال لیا کرتی تہی اور تطیر نہین کیا کرتی تہی اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فال کو محبوب رکہتی تہی اور تطیر کو مکروہ جانتی تہی علماء کہتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

يجب التفاؤل ويكره الطيرة لان الطيرة فيها الحكم على الغيب وسوء الظن بالله تعالى وتوقع البلاء واما الفال فليس فيه الحكم
فال کو محبوب اور تطیر کو مکروہ جانتی تہی کہ تطیر مین غیب کی خبر اور اللہ تعالی کی جانب مین بدگمانی اور توقع بلا کی ہوتی ہی رہے فال سو اوسمین غیب کی
على الغيب بل فيه مجرد طلب الخير وحسن الظن بالله تعالى ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظهور سبب اذا رجى و
خبر نہین ہوتی بلکہ اوسمین محض خیر کی طلب اور اللہ تعالی کی جانب مین نیک گمانی اور امیدواری حصول مراد کی ہی بیشک انسان بروقت ظہور کسی سبب قوی یا ضعیف کی اگر اسکی امید
امل من الله تعالى خيرا ونعمة عند سبب قوي وضعيف فهو خير له واذا قطع رجاءه واملة من الله تعالى فهو شر له لقوله تعالى
خیر کی اور آرزو نعمت کی کری تو اوسکی حق مین بہتر ہی اور اگر اللہ تعالی سی اپنی امید منقطع کری تو اوسکی حق مین بہ ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی
إِنَّهُ لَا يَايْئَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ وقد ذكر في نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الى السفر فصاح العقعق
ناامید نہین ہوتا اللہ کی فیض سی مگر قوم منکر اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ آدمی جب سفر کی لئی روانہ ہو اور کوا ابولی بڑکا
ورجع من سفره يكفر عند بعض المشائخ وذكر في المحيط ان الهامة اذا صاحت فقال رجل يموت المريض يكفر القائل
اور یہہ شخص سفر موقوف رکہی تو بعض مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور محیط مین مذکور ہی کہ چغد کی آواز پر اگر کوئی شخص کہی بیمار مر جاویگا تو وہ شخص
عند بعض المشائخ ومثال التفاؤل ان يكون له حاجة فيسمع من يقول يا واجد فيقع في قلبه رجاء الوجدان او يكون
بعض مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی کہ کسی شخص کو کچہہ مطلب پیش آوی وہ یہہ سنی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد یعنی ای پانیوالی پہر اسکی دلمین توقع اوس مطلب
له مرض فيسمع من يقول يا سالم فيقع في قلبه رجاء السلامة والفرق بين الفال والطيرة مع كون كل واحد منهما
شخص کچہہ بیمار ہو اور سنی کہ کوئی کہتا ہی یا سالم یعنی ای سلامت رہنی والی اب اوسکی دلمین امید سلامتی کی پیدا ہو اور فرق فال اور طیرہ مین باوجودیکہ دونو مین
استدلالا بالعلامة على عاقبة الامر ومآله ان الكلمة الحسنة التي تجري على لسان الانسان لدلالتها على المعنى الموافق
کار کی انجام اور مآل پر نشانیون سی استدلال کرتی ہین یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر گذرتا ہی اسلئی کہ مراد کی موافق معنون پر دلالت کرتا ہی تو اوسکا مراد پر
للمراد يمكن الاستدلال بها على المراد بخلاف طيران الطير وحركات البهائم واصواتها فانها لعدم دلالتها على معنى لا يمكن
استدلال کرنا ہوسکتا ہی یہہ بات جانور کی پرواز مین اور وحشیون کی حرکات اور آوازون مین نہین ہی وہ کسی معنی پر دلالت نہین کرتی تو اوس سی
الاستدلال بها على شيء وان كان اهل الجاهلية جعلوا العبرة فيها تارة بحركاتها وتارة باصواتها وتارة بالوانها وتارة
کسی بات پر استدلال نہین ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نی اوسمین کئی اعتبار ٹہرائی ہین کبہی اونکی حرکات سی اور کبہی آوازون سی اور کبہی رنگون سی اور کبہی
باسمائها ويتشاءمون ببعضها ويتيمنون ببعضها فانهم كانوا يتشاءمون بالعقاب على العقوبة وبالغراب على الغربة ويتيمنون بالهدهد على الهدى وكذلك كانوا يتبركون
نامونسی اور بعضی کو منحوس لیتی ہین اور بعضی کو برکت سمجہتی ہین اہل جاہلیت عقاب سی عقوبت یعنی عذاب کی نحوست لیتی تہی اور غراب سی غربت یعنی مسافری کی اور ہدہد سی ہدایت کی برکت لیتی تہی اور
بالسانح ويتشاءمون بالبارح السانح ما يمر من الطير او الوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يتيمنون به لامكان رميه وصيده
اور بارح سی نحوست لیتی تہی اور سانح وہ پرندہ یا وحشی ہی کہ بائین طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ ایسی جانور کو مبارک سمجہتی تہی کیونکہ اوسکی تیر مارنا اور شکار کرنا
من غير انحراف والبارح ما يمر من الطير او الوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون لعدم
بدون گردش کی ممکن ہی اور بارح وہ پرندہ یا وحشی ہوتا ہی جو داہنی طرف سی بائین طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اسکو نحس جانتی تہی
امكان رميه وصيده من غير الانحراف اذ كان من عادتهم انهم اذا خرجوا لحاجة ورأوا الطير او الوحش يمر يمنة
کیونکہ اسکو تیر مارنا یا شکار کرنا بدون گردش کی نہین ہوسکتا قدیم عرب کی یہہ عادت تہی کہ جب وہ کسی کار کی لئی باہر نکلتی اور کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ داہنی طرف کو
يتبركون به ويذهبون في حاجتهم وان رأوا الطير او الوحش يمر يسرة يتشاءمون به ويرجعون الى بيوتهم وربما كانوا
چلا گیا تو اوسکو مبارک جان کر اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ بائین طرف چلا گیا تو اوسکو منحوس جان کر اپنی گہر بیٹہ جاتی اور بعضی وقت
ينفرون الطيور والوحوش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين يتبركون بها ويذهبون في حاجتهم وان اخذت ذات الشمال
پرندہ کو اوڑا کر اور وحشی کو بہکا کر دیکہتی رہتی کہ اگر وہ داہنی طرف کو چلا گیا تو اوسکو مبارک سمجہکر اپنی کاروبار کو چلی جاتی اور اگر بائین طرف کو چلا گیا

يتشاءمون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي عليه الصلوة والسلام عن ذلك بقوله اقروا الطير على وكناتها
تو نحوست جانکر کاروبار سی رکھی ہٹیاتی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس عادت سی رد کردیا فرمایا جانور کو کہونسلون مین ٹہیرا رہنی دو

وروی عن معاویة بن حکم انه قال قلت یارسول الله کنا نتطیر قال ذلك شیء یجده احدکم فی نفسه فلا یصدنکم
اور معاویہ بن حکم سی روایت ہی کہتا ہی کہ مینی عرض کیا یارسول اللہ ہم تطیر کیا کرتی تہی آپ نی فرمایا یہہ تمہاری دل کی وہمی اعتقاد ہین سو اوسی اپنی کاروبار بند کرو

یعنی ان ذلك شیء یوجد فی النفوس من قبل الظنون التی تقربکم بحکم البشریة من غیر ان یکون له تاثیر فی شیء
مراد یہہ ہی کہ یہہ ایسی بات جو دلون مین آتی ہی تو وہمی بشریت کی جہت سی پیدا ہوتی ہی صرف بی تاثیر ہی اسمین نہ کچہہ

من النفع والضر فلا یصدنکم عما تتوجهون الیه من مقاصدکم وقد جاء فی حدیث اخر انه علیه السلام قال
نفع دے کوئی ضرر سو یہہ وہم تمکو کار بار مقصود کی آمدرفت سی نہ روک دی اور ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

من ردته الطیرة عن حاجة فقد اشرك فقیل وما کفارته یارسول الله فقال ان یقول اللهم لا طیر الا طیرك
جسکو کار بار سی بدشگونی روک رکہی وہ مشرک ہی کسی نی پوچہا یارسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہی آپ نی فرمایا یہہ کہنا چاہیئ اللہم الی آخرہ نہین کوئی فال بجز تیری

ولا خیر الا خیرك ولا اله غیرك ثم یمضی الی حاجته یعنی ان کل ما یصیب الانسان من الخیر والشر والنفع والضر
فال کی اور نکوئی خیر سوای تیری خیر کی اور نہین کوئی معبود سوا تیری پہر اپنی کام کو چلا جاوی مراد یہہ ہی کہ انسان کو جو بہلائی اور برائی اور نفع اور ضرر

والیمن والشوم لا یصیبه الا بقضائك وتقدیرك وحکمك ومشیتك وفی حدیث اخر رواه ابن مسعود انه علیه السلام قال
اور برکت اور نحوست پیش آتی ہی بدون تیری قضا اور تقدیر اور تیری حکم اور مرضی کی نہین ہی اور ایک اور حدیث مین ابن مسعود کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام

الطیرة شرك الطیرة شرك قال ثلثا وما منا الا ولکن الله تعالی یذهبه بالتوکل وقیل قول وما منا الا لیس من کلام النبی علیه السلام
فال بد شرک ہی فال بد شرک ہی تین بار فرمایا اور کوئی ایسا نہین جو دل مین خیال نہ لاوی لیکن اللہ تعالی اوسکو توکل کی برکت سی دفع کردیتا ہی اور کہتی ہین کہ اتنا کلمہ وما منا الا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بل هو من کلام ابن مسعود وفیه حذف اختصار ومعناه لیس منا الا من یقع فی قلبه عند ذلك شیء من ذلك علی ما جرت
بلکہ یہہ کلمہ ابن مسعود کا کلام ہی اسمین سی واسطی اختصار کی حذف ہوا ہی اسکی یہہ معنی ہین کہ آدمیوں سی جو ہی سو اوسکی دل مین اوس وقت کچہہ نہ کچہہ اس قسم کا خیال آجاتا ہی

به العادة لکن لا یستقر فیه بل یحسن اعتقاده بان لا مؤثر الا الله فیساله الخیر ویستعیذ به من الشر ویمضی علی
چنانچہ یہہ بات عادت جاری ہی پر وہ خیال جم نہین جاتا بلکہ اوسکا اعتقاد درست ہوتا ہی کہ سوای اللہ تعالی کی کوئی موثر نہین سو اوسی بہلائی طلب کرتا ہی اور بدی سی پناہ مانگتا ہی

مقصوده متوکلا علیه یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وکرمه المجلس الاربعون فی
اور اوسپر بہروسا کرکر اپنی مقصود کی لئی چلا جاتا ہی اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی ایسا عمل آسان کردی جو اوسکی رضی کی موافق ہی چالیسوین مجلس بیچ

بیان استحسان التانی فی عمل الدنیا دون الاخرة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التوءدة
بیان خوبی درنگ کی دنیا کی کار بار مین سوای اعمال آخرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا درنگ

فی کل شیء الا فی عمل الاخرة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه مصعب بن سعد عن ابیه ومعناه ان
ہر شی مین اچہی ہی مگر آخرت کی عمل مین یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی مصعب بن سعد اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اوسکی معنی یہہ ہین کہ

التانی مستحسن فی جمیع الامور الا فی عمل الاخرة فان التانی فیه غیر مستحسن اذ لا شك فی کونه خیرا فلا خیر فی تاخیره
درنگ اور تامل تمام امور مین بہتر ہی سوای اعمال آخرت کی سو اسمین درنگ اور تامل خوب نہین ہی اسلئی کہ اسکی خوبی مین شک نہین ہی سو اسکی تاخیر مین خوبی نہین

بل المستحسن فیه المسارعة الیه بقوله تعالی وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ
بلکہ اسمین جلدی خوب ہوتی ہی اس آیت سی اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاو ہی آسمان اور زمین طیار ہوئی ہی

لِلْمُتَّقِينَ واما امور الدنیا فلا یعلم انها خیر فیعمل بها او شر فیحترز عنها فلذلك شرعت المسارعة فیها فان هم بالامر
واسطی پرہیزگارون کی اور رہی دنیا کی کاروبار سو یہہ معلوم نہین ہوتا کہ نیک ہی کیا چاہیی یا برا ہی اس سی بچا چاہیی سو اسلئی اوسمین جلدی مشروع ہوئی پہر اگر کوئی

یستخیر

يستحب له ان يشاور فيه لما روي انه عليه السلام كان يشاور اصحابه في جميع الامور حتى حوائج بيته وروي
تو مستحب ہی کہ اوسمین مشورہ کرلی باعتبار اس روایت کی کہ نبی علیہ السلام اپنی اصحاب سی تمام کاروبار مین مشورہ کیا کرتی یہان تک کہ گھر کی کاروبار مین اور یہ بھی

انه قال ما هلك امرء عن المشاورة وقيل لو شاور آدم عليه السلام الملائكة في اكله من الشجرة المنهية لما وقع فيما
روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مشورہ کرلی سی کوئی خراب نہین ہوا اور کہتی ہین کہ اگر آدم علیہ السلام فرشتون سی مشورہ کرلیتی گیہون کہانی مین تو اونپر یہہ مصیبت نہ آتی

وقع وقيل افراد الانسان ثلثة اقسام رجل ونصف رجل ولا شيء فالرجل من له راي صائب ويشاور ونصف الرجل
جو آئی اور کہتی ہین بنی آدم تین قسم کی ہین پورا مرد اور آدہا مرد اور نکما سو پورا مرد وہ ہی جو خود دانا ہو پہر مشورہ کری اور آدہا مرد وہ ہی

من له راي صائب لكن لا يشاور او يشاور لكن ليس له راي صائب ولا شيء من ليس له براي صائب ولا يشاور فباجتماع
جو دانا تو ہو پر مشورہ نکری یا مشورہ تو کری پر خود دانا نہو اور نکما وہ ہی جو نہ خود دانا ہو اور نہ مشورہ کری پس دونو بات کی

الامرين الرجل تام وبانتصافهما نصف وبانتفائهما لا شيء والاحاديث الصحيحة الواردة في المشاورة كثيرة
جمع ہونی سی مرد پورا ہوتا ہی اور ایک بات سی آدہا ہوتا ہی اور جب دونو بات کم ہون تو نکما ہی اور صحیح حدیثین جو مشورہ کی باب مین آئی ہین بہت ہین اون سبکی

ويغني عن جميعها وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فانه عليه السلام مع كونه اكمل الخلق ولم يكن احد فطن منه امر
بدلی یہہ آیت کافی ہی اور مشورہ لی اونسی سو نبی علیہ السلام کو باوجودیکہ سب سی زیادہ کامل اور اونکی برابر کوئی فہمیدہ نہین ہی جب مشورہ کرنی کا حکم ہی

بالمشاورة في هذه الاية فما الظن لغيره لكن من يريد المشاورة لامر يستحب له ان يشاور فيه جماعة من اهل
اس آیت مین پہر اورون پر تیرا کیا خیال ہی لیکن جو شخص کسی کار مین مشورہ کا ارادہ کری تو اوسکو مستحب ہی کہ مشورہ ایک جماعت اہل بصیرت دانا سی کری

البصيرة يكون اقلهم عشرة ويعلم من حالهم النصيحة والشفقة ويثق بدينهم وصدقهم وورعهم وعلمهم
کم سی کم دس تو ہون اور اونکی حال عادت سی خیرخواہی اور شفقت معلوم ہوتی ہو اور اونکی دین اور راستی اور پرہیزگاری اور علم پر اعتماد ہو

ويعرفهم مقصوده من ذلك الامر ويبين لهم ما فيه من المصلحة والمفسدة ان علم شيئا من ذلك وان
اور اوس کام مین سی اپنا مقصود اونکو جتلا دی اور جو جو اوسمین خوبی اور برائی ہو اگر کچہ جانتا ہو تو سب اونکی سامنی بیان کردی اور اگر

لم يجد منهم الا واحدا يشاور ذلك الواحد عشر مرات وان لم يجد واحدا يرجع الى امراته والى امرأة اخرى يجوز
سوا ایک شخص کی کہ جس سی مشورہ کری کوئی نہ ملی تو اوس ایک شخص ہی سی دس مرتبہ مشورہ کری اور اگر ایک بہی نہ میسر ہو تو اپنی بی بی سی رجوع کری یا کسی اور عورت سی

مكالمته ويشاورها وبعد المشاورة يخالفها وفي مخالفتها خير وبركة وقد روي انه عليه السلام قال
جس سی بات چیت کرنی جایز ہو اور بعد مشورہ کی اوسکا خلاف کری اوسکی خلاف مین خیر اور برکت ہوتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

شاوروهن وخالفوهن وحكي ان واحدا من اهل الشام شاور امراته في ايام فتنة يزيد ان يطرح نفسه من
کہ عورتون سی مشورہ کر اور خلاف کر اور حکایت ہی کہ اہل شام مین سی کسی نی اپنی بی بی سی جن دنون یزید کا فتنہ برپا تہا یہہ مشورہ کیا کہ مین چہت پرسی نیچی گر پڑون

السطح فقالت لا تطرح فخالفها وطرح نفسه من السطح فانكسر رجله فلما اصبح جاء اعوان يزيد ليرسلوه
سو بی بی کہا مت گرنا پر وہ شخص اوسکا خلاف کرکر چہت پرسی نیچی گر پڑا اور اوسکی ٹانگ ٹوٹ گئی جب صبح ہوئی تو یزید کی نوکر چاکر آئی تاکہ اوسکو

الى محاربة الحسين فلما راوا حاله تركوه فنجي من شقاوة الدنيا والاخرة ببركة عمله بالحديث لان من اكره
حضرت حسین رض کی مقابلہ پر روانہ کرین جب اوسکا یہہ حال دیکہا تو معاف کیا سو وہ شخص دنیا اور دین کی بدبختی سی بچ گیا اس برکت سی کہ حدیث پر عمل کیا تہا کیونکہ جس پر

بقتل او قطع عضو على قتل مسلم لا يجوز له ان يقتله بل يلزمه ان يصبر حتى يقتل فان قتله يكون اثما اذ
قتل کی یا قطع اعضا کی زبردستی کیجاوی واسطی قتل مسلم کی تو اوسکو جایز نہین کہ مسلم کو قتل کری بلکہ اوسکو یہہ لازم ہی کہ صبر کری اور اپنی جان دی اور اگر اوس مسلم کو قتل کریگا تو گنہگار ہوگا کیونکہ

لا يستباح قتل مسلم بضرورة ما ثم يجب على المستشار بذل الوسع وعمل الفكر في النصيحة وترك الخيانة في
کسی ضرورت مین بہی قتل مسلم کا مباح نہین ہی پس مشورہ دینی والی پر واجب ہی تا بمقدور کوشش کرکر خیرخواہی کا فکر کری اور مشورہ مین ہرگز خیانت نکری

للمشاورة لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال المستشار مؤتمن وفي حديث اخر انه عليه السلام

کیونکہ ابو ہریرہ رض سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ مشورہ دینی والا امین ہوتا ہی اور ایک اور حدیث میں ہی

قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه وفي حديث اخر قال من اشار الى اخيه بامر يعلم ان

کہ آپ نی فرمایا مومن نہیں ہوتا کوئی تم میں سی جب تک نہ بہتر سمجھی اپنی بھائی کی لئی جو بہتر جانتا ہی اپنی لئی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ فرمایا جسنی کسی بھائی کو ایک کار بتایا

الرشد في غيره فقد خانه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من استشار اخاه المسلم في امر فقال المستشار

یہہ جان کر کہ خوبی دوسری کار میں ہی سو اوسنی اوسکی خیانت کی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث میں صاف فرمایا کہ جسنی کسی بھائی مسلمان سی کسی باب میں مشورہ کیا اور مشورہ دینی والی

ان المصلحة في فعله وهو يعلم او يظن ان المصلحة في عدم فعله فقد خانه واذا اشار وظهر كونه مصلحة

کہا کہ اس عمل میں بہتری ہی پر وہ یقین جانتا ہی یا گمان غالب کرتا ہی کہ خوبی اسکی نہ کرنی میں ہی تو اوسنی خیانت کی اور جب اوسنی مشورہ کیا اور اوسکی خوبی معلوم ہوئی

يلزمه ان يقبل ذلك من المستشار لكن بعد ان يستخير الله تعالى في ذلك بالاستخارة التي رواه البخاري في صحيحه

تو لازم ہی کہ مشورہ دینی والی کا مشورہ مان لی پر اول اس باب میں اللہ تعالی کی استخارہ کری جو کہ امام بخاری نی اپنی صحیح میں

عن جابر انه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة في الامور كلها كما يعلمنا السورة من القرآن فيقول

جابر سی روایت کیا ہی کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تمام امور میں استخارہ سکہاتی تہی جیسی قرآن کی سورت سکہاتی تہی فرماتی تہی

اذا هم احدكم بالامر فليركع ركعتين من غير الفريضة ثم ليقل اللهم اني استخيرك بعلمك واستقدرك بقدرتك و

کہ جب کوئی کسی کام کا ارادہ کری تو دو رکعت نفل پڑہی پہر یہہ دعا پڑہی الہی میں تجھسی خیر طلب کرتا ہوں موافق تیری علم کی اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت سی اور

اسألك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب اللهم ان كنت

تجھسی مانگتا ہوں تیرا فضل بڑا کیونکہ تو قدرت والا ہی اور میں ناتوان ہوں اور تو جانتا ہی اور میں بیخبر ہوں اور تو تمام غیبوں سی آگاہ ہی الہی اگر

تعلم ان هذا الامر خير لي في ديني ومعاشي وعاقبة امري وعاجله وآجله فاقدره لي ويسره لي ثم

تیری علم میں یہہ کام میری حق میں بہتر ہی میری دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں اب بہی اور آگی کو تو اس کام کو میری لئی جاری اور آسان کر دی پہر

بارك لي فيه وان كنت تعلم ان هذا الامر شر لي في ديني ومعاشي وعاقبة امري وعاجله وآجله فاصرفه

اوس میں مجھکو برکت دی اور اگر تو جانتا ہی کہ یہہ کام میری حق میں بد ہی میری دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں اب بہی اور آگی کو تو پہیر دی

عني واصرفني عنه واقدر لي الخير حيث كان ثم ارضني به قال العلماء يستحب الاستخارة بالصلوة

اوسکو مجھسی اور مجھکو اوس سی اور خیر پیدا کر میری لئی جہاں ہو اور اوس پر مجھکو راضی کر دی علما کہتی ہیں کہ استخارہ نماز

والدعاء المذكور في جميع الامور كما صرح به في الحديث المذكور ويكون الصلوة ركعتين من النافلة والظاهر انها

اور دعا مذکور سی تمام امور میں مستحب ہی چنانچہ حدیث مذکور میں تصریح ہی اور نماز نفل کی دو رکعت ہیں اور ظاہر یوں ہی

تحصل بركعتين من السنن الرواتب وتحية المسجد وغيرها من النوافل ولو تعذرت الصلوة يستخير بالدعاء المذكور

کہ سنت رواتب کی دو رکعت اور تحیۃ المسجد وغیرہ نوافل میں سی بہی کافی ہیں اور اگر نماز متعذر ہو تو صرف دعا مذکور سی استخارہ کری

واذا استخار يستخير سبع مرات ثم يمضي بعدها لما ينشرح له صدره لما روي عن انس انه عليه السلام قال له

اور اگر استخارہ کری تو سات مرتبہ کری پہر بعد اوسکی وہ ہی عمل میں لاوی جو اوسکی دل کو پسند آوی کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اونسی فرمایا

يا انس اذا هممت بامر فاستخر ربك فيه سبع مرات ثم انظر الى الذي سبق الى قلبك فانه الخير فيه هكذا يكون فعل

ای انس جب تو کسی کار کا قصد کری تو اوس میں اپنی رب سی سات مرتبہ استخارہ کر پہر خیال کر جو تیری دل پر آتا ہی سب اوس میں خیر ہی

عباد الله المؤمنين اذا عزم امر من امور الدين والدنيا فيكون الاستخارة في امور الدين كالحج والجهاد وسائر

اللہ کی مومن بندوں کی عمل جب انکو کوئی کار دین یا دنیا کا پیش آتا تو ایسی ہی ہوتی ہی استخارہ امور دینی میں جیسی حج اور جہاد اور تمام

الخیرات علی تعیین الوقت لا علی نفس الفعل وفی امور الدنیا علی نفس الفعل واما الجهلة والفسقة الذین
خیرات واسطی شرائی وقت کی ہوتا ہی نفس فعل کی نہیں ہوتا اور امور دنیاوی میں صرف فعل پہ ہوتا ہی یعنی کروں یا نکروں اور وقت کا ٹھہرانا الگ ہی اور جاہل و فاسق

ضلوا عن طریق الحق وخرجوا عن سواء السبیل اذا عزم احدهم علی امر یذهب الی صاحب الرمل والحصی والشعیر
جو راہ حق سی بہکی ہیں اور سیدہی راہ سی خارج ہیں جب وہ کسی کار بار کا عزم کرتی ہیں تو رمال اور کنکریوں والی اور جو والی

والبا قلاء فیلعبون بعقله ویزداد بسوالهم جهلا وخسارة بصدقهم فیما یقولون له ویعطیهم علی ذلك اجرة
اور باقلا والی پاس جاتا ہی سو وہ لوگ اوسکو باؤلا بنا دیتی ہیں اور اونسی پوچھ کر اور بہی جہل اور خسارت زیادہ ہوجاتی ہی کیونکہ لونکی قول کی تصدیق کرتا ہی اور اوسپر اونکو مزدوری دیتا ہی

ولا یعلم ذلك المسکین انه بذلك یهدم دینه ودنیاه لما ذکر فی شرح العقائد ان تصدیق الکاهن بما یخبره
اور بیچارہ کو یہہ خبر ہی نہیں کہ اسمین دین اور دنیا سب تباہ ہوئی اسلئی کہ شرح عقاید میں مذکور ہی کہ غیب کی خبروں میں کاہن کو سچا سمجھنا کفر ہی

عن الغیب کفر لقوله علیه السلام من اتی کاهنا فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد والکاهن هو المخبر
کیونکہ حدیث میں آیا ہی کہ جو شخص کاہن کی پاس آکر اوسکی قول کو سچا مانی بیشک کافر ہوا اون آیات سی جو محمد پہ نازل ہوئی ہیں اور کاہن وہ ہی ہوتا ہی جو غیب کی

عن الغیب سواء کان بالرمل او الحصی والشعیر او غیر ذلك فذلك کله حرام لکونه من قبیل الطیرة المنهی عنها ومن قبیل
خبر بتاتا ہی برابر ہی کہ رمل سی ہو یا کنکریوں سی یا جو سی یا سوا اسکی اور سی یہہ سب حرام ہی کیونکہ یہہ طیرہ کی طرح کا ہی جسکی نہی ہوگئی ہی اور

الاستقسام بالازلام والطیرة مصدر بمعنی التطیر واصل التطیر التفاؤل بالطیر ثم استعمل فی کل ما یتفاول به ویعد
استقسام بالازلام کی مانند ہی اور طیرہ مصدر ہی تطیر کی معنوں میں اصل میں تطیر کی معنی ہیں طیر سی فال لینی پہر ہر ایک فال میں جو منحوس ہوتی ہو مستعمل ہوگیا

شوما سواء کان طیرا او غیره وقد روی انه علیه السلام قال الطیرة شرك یعنی انها من اعمال الشرك کما حکاها
برابر ہی کہ طیر ہو یا کچہہ اور ہو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا طیرہ شرک ہی مراد یہہ ہی کہ طیرہ شرک کی اعمال میں داخل ہی چنانچہ اللہ تعالی

الله تعالی عنهم فی مواضع من کتابه فانهم کانوا یتشاؤمون بالانبیاء واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم ان الانبیاء
اونکی طرف سی اپنی کتاب میں کئی جگہہ حکایت کرتا ہی وہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور اونکی اتباع کو منحوس سمجہتی تہی اور سبب منحوس سمجہنی کا یہہ تہا کہ انبیا جو اونکو

لما دعوا الی دین غیر مالوف لهم استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة الجهلة والفسقة
نیا دین سکہاتی تہی تو اوسکو غریب دیکہکر قبیح جانتی تہی اور اونکی طبیعت اوس سی نفرت کرتی تہی کیونکہ جاہلوں اور فاسقوں کی یہہ عادت ہوتی ہی کہ جو اونکی خواہش کی

ان یتیمنوا بکل ما یوافق هواهم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یتشاءموا بکل ما یخالف هواهم وان کان
موافق ہو اوسکو مبارک جانتی ہیں اگرچہ سراسر بد اور وبال ہو اور جو اونکی خواہش کی خلاف ہو اوسکو منحوس سمجہتی ہیں اگرچہ

جاذبا لکل خیر ونوال والاستقسام طلب معرفة ما قسم مما لم یقسم والازلام القداح التی کان اهل الجاهلیة
سراسر خیر برکت ہو اور استقسام کی معنی طلب گاری معلوم کرنی مقسوم کی غیر مقسوم میں سی اور ازلام قمار کی تیر ہوتی ہیں جن پہ جاہلیت کی لوگ

یکتبون علیها الامر والنهی ویکتبون علی بعضها افعل او امرنی ربی وعلی بعضها لا تفعل او نهانی ربی ویضعونها فی وعاء
امر اور نہی لکہہ دیتی تہی اور کسی پہ افعل یعنی کر یا امرنی ربی یعنی یہہ حکم رب کا ہی اور کسی پہ لا تفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی حکم رب کا نہیں لکہدیتی تہی

فاذا اراد احدهم امرا ادخل یده فی ذلك الوعاء واخرج قدحا فان خرج ما فیه الامر مضی لما قصد وان خرج ما فیه
اور لکہکر اونکو ایک برتن میں رکہدیتی تہی پہر جب کوئی کچہہ کام کرنیکو ہوتا تو اوس برتن میں ہاتہہ ڈالکر ایک تیر نکالتا اگر ایسا تیر نکلتا جسپر اجازت تہی تو اپنا کار شروع کرتا اور اگر ایسا نکلتا

النهی کف عما قصده وقال سعید بن جبیر کان لاهل الجاهلیة حصیات قدام اصنامهم اذا اراد احدهم امرا من السفر
جسمیں ممانعت تہی تو اپنی کار سی بند رہتا اور سعید بن جبیر کہتی ہیں اہل جاہلیت بتوں کی سامنی کنکریں رکہا کرتی تہی جب کوئی شخص سفر وغیرہ کسی کار کا ارادہ کرتا

وغیره استقسم بها ای طلب بها علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغیره الاستقسام
تو استقسام کرتا یعنی اوس سی اپنی قسمت کا لکہا جیر اور شر اوس کار کی کرنی اور نکرنی میں دریافت کرتا اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہیں کہ ازلام سی

بالازلام حرام لانه دخول في علمه تعالى وهو غيب عنا ويدخل فيه ما يفعل في زماننا ويسمونه فال دانيال ونحوها

خیر اور شر دریافت کرنا حرام ہی کیونکہ علم الٰہی میں مداخلت ہوتی ہی اور وہ ہمسی پوشیدہ ہی اور اسہی میں داخل ہی جو اب ہماری زمانہ میں کرتی ہیں اور اوسکا نام فال دانیال رکہہ چہوڑا ہی

فانها ليست من الفال المحمود في الشرع بل هي من قبيل الاستقسام بالازلام فلا يجوز استعمالها ولا اعتقادها

اور اوسکی مانند تو ایسی فال شرع میں محمود نہیں ہی بلکہ یہہ ایسی ہی ہی جیسی تیروں سی قسمت کا دریافت کرنا سو نہ اسکا استعمال جائز ہی اور نہ اسکی حقیت کا اعتقاد

حقا لان فيها الخبر عن الغيب والتطير بالقران العظيم وانما الفال المحمود في الشرع التيمن والتبرك بالكلمة

کیونکہ اسمیں غیب کی خبر بتاتی ہیں اور قرآن عظیم سی تطیر کرتی ہیں شرع میں فال محمود وہ ہی ہی جو خیر اور برکت کسی کلمہ سی لیوی کہ مراد کی موافق ہو

الموافقة للمراد كالراشد والنجيح على ما روى عن انس انه عليه السلام كان يعجبه اذا خرج لحاجة ان يسمع يا راشد

جیسی راشد اور نجیح موافق روایت انسؓ کی کہ نبی علیہ السلام کو پسند آتا تہا جب کسی کام کو تشریف لیجاتی سننا یا راشد یا نجیح کا

يا نجيح وفي حديث اخر انه عليه السلام كان يتفاءل ولا يتطير وفي حديث اخر انه عليه السلام كان يحب الفال

اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فال لیا کرتی تہی اور تطیر نہیں کرتی تہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فال کو محبوب رکہتی تہی

ويكره الطيرة قال العلماء انما كان النبي عليه السلام يحب التفاؤل ويكره الطيرة لان الطيرة فيها الحكم على الغيب

اور تطیر کو مکروہ علماء کہتی ہیں کہ نبی علیہ السلام اسلئی فال کو محبوب اور طیرہ کو مکروہ جانتی تہی کہ طیرہ میں غیب پر حکم ہوتا ہی

وسوء الظن بالله وتوقع البلاء واما الفال فليس فيه الحكم على الغيب بل فيه مجرد طلب الخير وحسن الظن بالله تعالى

اور اللہ کی نسبت بدگمانی اور مصیبت کی توقع ہوتی ہی اور فال میں غیب پر حکم نہیں ہوتا بلکہ فال میں صرف خیر کی طلب اور اللہ تعالی کی نسبت گمان نیک

ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظهور سبب اذا رجى وامل من الله تعالى خيرا ونعمة فهو خير له واذا

اور مراد حاصل ہونی کی آرزو ہوتی ہی پس انسان کسی سبب سی اگر اللہ تعالی سی خیر اور نعمت کی آرزو کری اور امیدوار ہو تو یہہ اسکی حق میں بہتر ہی اور اگر

قطع رجاءه وامله من الله تعالى فهو شر له لقوله تعالى وَلَا يَايْئَسُ مِن رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ وقد

اللہ تعالی سی اپنی امید قطع کی اور نا امید ہوا تو یہہ برا ہی بدلیل اس آیت کی نا امید نہیں ہوتا اللہ کی فیض سی مگر قوم منکر اور

ذكر في نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الى سفر فصاح العقعق ورجع من سفره يكفر عند بعض المشائخ وذكر

نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ کوئی شخص اگر سفر کی لئی روانہ ہو اسمیں ناگاہ کوا بول پڑا اور اوسنی سفر موقوف کیا تو بعض مشائخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور

في المحيط ان الهامة اذا صاحت فقال رجل يموت المريض يكفر القائل عند بعض المشائخ ومثال التفاؤل ان

محیط میں مذکور ہی کہ چغد یا بوم کی بولنی پر اگر کوئی کہی بیمار مر جاویگا تو یہہ کہنی والا بعض مشائخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی

يكون له حاجة فيسمع من يقول يا واجد فيقع في قلبه رجاء الوجدان او يكون له مرض فيسمع من يقول

کسیکو کچھہ کار درپیش ہو تو وہ اتفاقاً یہہ سنی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد اسی اوسکی دلمیں توقع اسلوبی کار کی پیدا ہوجاوی یا کوئی بیمار ہو وہ یہہ سنی کوئی کہتا ہی

يا سالم فيقع في قلبه رجاء السلامة والفرق بين الفال والطيرة مع كون كل واحد منهما استدلالا بالعلامة

یا سالم اب اوسکی دلمیں توقع صحت سلامتی کی پیدا ہوجاوی اور فرق فال اور طیرہ میں باوجودیکہ دونوں میں علامت اور نشانی سی

على عاقبة الامر وحاله ان الكلمة الحسنة التي تجري على لسان الانسان لدلالتها على المعنى الموافق للمراد يمكن

انجام اور مآل کار پر استدلال کرتی ہیں یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر آجاتا ہی چونکہ وہ مراد کی موافق معنوں پر دلالت کرتا ہی تو اوس سی مراد پر

الاستدلال بها على المراد بخلاف طيران الطير وحركات البهائم واصواتها فانها لعدم دلالتها على معنى لا يمكن

استدلال ہوسکتا ہی برخلاف جانور کی پرواز اور چارپایوں کی حرکات اور آوازوں کی کیونکہ اسمیں کسیطرح کی دلالت نہیں ہی تو اس سی کسی شی پر

الاستدلال بها على شيء وان كان اهل الجاهلية جعلوا العبرة فيها تارة بحركاتها وتارة باصواتها وتارة بالوانها

استدلال نہیں ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نی اسمیں سی معنی مقرر کر رکہی ہیں کبہی حرکات سی کبہی آوازوں سی کبہی رنگوں سی

وتارة باسمائها ويتشاءمون بعضها ويتيمنون ببعضها فانهم كانوا يتشاءمون بالغراب على الغربة وبالعقاب
کبھی ناموں سے اور بعضوں کو منحوس جانتے ہیں اور بعضوں کو مبارک سمجھتے ہیں چنانچہ جاہلیت والے غراب سے غربت کی نحوست مانتے تھے اور عقاب سے
على العقوبة ويتيمنون بالهدهد على الهدى وكذلك كانوا يتبركون بالسانح ويتشاءمون بالبارح والسانح
عقوبت کی نحوست سمجھتے تھے اور ہدہد سے ہدایت کی برکت کے قائل تھے اور ایسے ہی سانح کو مبارک اور بارح کو منحوس جانتے تھے اور سانح
مايمر من الطير او الوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يتيمنون به لامكان رميه
وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہے جو تیری بائیں طرف سے داہنی طرف کو چلا جاوے اور عرب اسکو بہت مبارک مانتے تھے کیونکہ اسکا شکار
وصيده من غير انحراف والبارح مايمر من الطير او الوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون
تیر سے بغیر گردش کے ہو سکتا ہے اور بارح وہ جانور اور وحشی ہوتا ہے جو تیری داہنی طرف سے بائیں طرف کو چلا جاوے اور عرب ایسے کو منحوس شمار کرتی تھی
به لعدم امكان رميه وصيده من غير الانحراف اذ كان من عادتهم انهم كانوا اذا خرجوا لحاجة وراوا الطير
کیونکہ اسکا شکار تیر سے بدون گردش کے ممکن نہیں ہے کیونکہ انکی یہہ عادت تھی کہ جب وہ کسی کام کو نکلتے اور دیکھتے کہ پرندہ
او الوحش يمر بيمينه يتبركون به ويذهبون فی حاجتهم وان راوا الطير او الوحش يمر بيساره يتشاءمون به ويرجعون
یا چرندہ داہنی طرف کو جاتا ہے تو اوسکو مبارک جانتے اور اپنی کام کو چلے جاتے اور اگر دیکھتے کہ پرندہ یا وحشی بائیں طرف کو جاتا ہے اوسکو منحوس مانتے اور واپس آتے
الى بيوتهم وربما كانوا ينفرون الطيور او الوحش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين فيتبركون بها ويذهبون فی
گھر کو اور بعضی وقت جانوروں کو اوڑا کر اور چوپایوں کو بھگا کر دیکھتے کہ وہ اگر داہنی طرف کو چلا تو اوسکو مبارک سمجھ کر اپنی کار پر کو نکلتے
حاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشاءمون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهی النبی عليه السلام عن ذلك بقوله
اور اگر وہ بائیں طرف کو روانہ ہوا تو منحوس مانکر اپنی کار سے الٹے چلے آتے سو نبی علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا
اقروا الطير على وكناتها وروی عن معاوية بن حكم انه قال قلت يارسول الله كنا نتطير قال ذلك شیء يجده احدكم
کہ جانوروں کو کہونسلہ میں بیٹھا رہنے دو اور معاویہ بن حکم سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم تطیر کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا یہہ ایک بات ہے جو تمہارے
فی نفسه فلا يصدنكم يعنی ان ذلك شیء يوجد فی النفوس من قبل الظنون التی تقربكم بحكم البشرية من غير
دل میں پیدا ہوتی ہے سو یہہ تمکو کام سے نہ روکے مراد یہہ ہے کہ یہہ وہمی بات ہے دل میں پیدا ہوتی ہے جیسی خیالات بشریت کی جہت سے آجاتی ہیں کسی باب میں
ان يكون له تاثير فی شیء من النفع والضرر فلا يصدنكم عما تتوجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء فی حديث
نفع ضرر کی اسمیں اصلا تاثیر نہیں ہے سو اس خیال کی مارے اپنی مقصود کی توجہ سے بند نہ ہونا چاہیئے اور ایک اور حدیث میں آیا ہے
اخر انه عليه السلام قال من ردته الطيرة عن حاجته فقد اشرك فقيل وما كفارته يارسول الله قال ان يقول اللهم
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص طیرہ کو مان کر اپنی کار بار سے باز رہے سو وہ مشرک ہے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہے فرمایا یہہ دعا پڑھے الٰہی
لا طير الا طيرك ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك ثم يمضی الى حاجته يعنی ان كان ما يصيب الانسان من الخير و
نہیں کوئی طیر بجز تیری طیر کی اور نہیں کچھ خیر سوای تیری خیر کی اور نہیں کوئی معبود سوائی تیری یہہ پڑھ کر اپنی کار کو چلا جاوے مراد یہہ ہے کہ انسان کو جو پیش آتا ہے خیر اور
الشر والنفع والضرر واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيتك وفی حديث
شر اور نفع اور نقصان اور برکت اور نحوست وہ بدون تیری قضا اور تیری تقدیر اور تیری حکم اور تیری مرضی کی نہیں اور ایک اور حدیث
اخر رواه ابن مسعود انه عليه السلام قال الطيرة شرك قاله ثلثا وما منا الا ولكن الله
میں ابن مسعود کی روایت سے ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا طیرہ شرک ہے طیرہ شرک ہے اسکو تین بار فرمایا اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جو خیال نکرے پر اللہ تعالی
يذهبه بالتوكل ذکر ان قوله ما منا الا ليس من كلام النبی صلى الله عليه وسلم بل هو من كلام ابن مسعود رضی
اوسکو توکل سے دفع کرتا ہے کہتے ہیں کہ یہہ قول ما منا الا حدیث میں کا نہیں ہے بلکہ یہہ کلام ابن مسعود کا ہے اسمیں سے

حذف واختصار ومعناه ليس منا الا من يقع في قلبه عند ذلك شيء من قلك على ما جرت به العادة
یہہ محذوف اور مختصر ہی اسکی یہہ معنی ہین کہ ہم مین کا ایسا کوئی نہین کہ اوسوقت اوسکی دلمین کچہہ وہم وخطرہ نہ آوی کیونکہ یہہ ہی عادت پڑی ہوئی ہی

لكن لا يستقر فيه بل يحسن اعتقاده بان لا موثر الا الله فيسال الخير ويستعيذ به من الشر ويمضي
پہ وہ دلمین نہین ٹہرتا بلکہ اعتقاد درست ہوجاتا ہی کہ سوای اللہ تعالی کی کوئی کچہہ اثر نہین کرتا ہم وہ بندہ خدا سی خیر مانگتا ہی اور برائی سی پناہ

على مقصوده متوكلا عليه يسر الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه وفضله المجلس
اور خدا پر بہروسا کرکر اپنی کام لگتا ہی الہی عمل اپنی مرضی کی موافق اپنی لطف وکرم اور فضل سی ہمپر آسان کردی

الحادي والاربعون في سبب نزول البليات وسبب دفعها من التوبة والدعوات
اکتالیسون مجلس مین نزول بلا کی اسباب کا اور اوسکی دفع کی سبب کا بیان جو توبہ اور استغفار ہی اور دعا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فعلت امتي خمس عشرة خصلة حل بها البلاء هذا الحديث
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب میری امت پندرہ عادتین اختیار کریگی تو اوسپر بلا نازل ہوگی یہہ حدیث

من صحاح المصابيح رواه علي بن ابي طالب وعد هذه الخصال وقال اذا اتخذ الفيء دولا والامانة مغنما
مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی علی بن ابی طالب کی روایت سی اور وہ عادتین گن دین اور فرمایا جب فیٔ یعنی غنیمت کو دولت سمجہین اور امانت کو لوٹ

والزكوة مغرما واطاع الرجل امراته وعق امه وبر صديقه وجفا اباه وظهرت الاصوات في المسجد وساد
اور زکوۃ کو ڈنڈہ اور مرد جورو کا فرمان بردار ہوجاوی اور ماسی سرکشی کری اور دوست سی احسان کری اور باپ پر جفا کری اور مسجد مین پکارین اور قوم کا سردار

القبيلة فاسقهم وكان زعيم القوم ارذلهم واكرم الرجل مخافة شره وظهرت المغنيات والمعازف و
[illegible] اور رئیس قوم کا اونمین کا رذیل رہی اور مرد کی عزت اوسکی بدی کی خوف سی کرین اور گانی والیان اور تال بیہودہ عمدہ ظاہر ہو جاوین

شرب الخمر ولبس الحرير ولعن آخر هذه الامة اولها فعند ذلك يكون الناس مستحقين لنزول البلاء عليهم فعلى
اور شراب پینی لگین اور حریر پہننا شروع کرین اور پچہلی امت پہلی امت پر لعنت کرنی لگی تو اب یہہ لوگ سزاوار ہونگی کہ اونپر بلا نازل ہووی

هذا ما توجه على قوم من البلاء فليس ذلك البلاء الا بسبب ذنوبهم كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة
اس حدیث کی موافق جو جو بلا ومصیبت کسی قوم پر آتی ہی سو صرف وبال اونکی گناہون کا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جب پڑی تمپر کوئی سختی

فبما كسبت ايديكم وفي اية اخرى انه تعالى قال وما كنا مهلكي القرى الا واهلها ظالمون فيلزمهم ان يتركوا ما
سو بدلا وسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور ایک آیت مین ہی کہ اللہ تعالی نی فرمایا اور ہم نہین کبہی ہلاک کرنی والی بستیون کو مگر جبکہ وہان کی لوگ گنہگار ہون اب اونکو لازم ہی کہ جو گناہ اختیار کری

ارتكبوه من الاوزار ويشتغلوا بالتوبة والاستغفار ليرفع عنهم ما توجه عليهم من البلاء لما روي عن عبد الله
ہین وہ سب ترک کرین اور توبہ اور استغفار مین مشغول ہون تاکہ اونکی سرسی وہ بلا جو اونپر متوجہ ہوئی ہی رفع ہوجاوی اسلئی کہ عبد اللہ

بن عمر انه عليه السلام قال من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورزقه من حيث لا
بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنا خاصہ بنالی تو اللہ اوسکی واسطی ہر تنگی سی چہٹکارا اور ہر غم سی کشائش پیدا کردیگا اور اوسکو رزق دیگا

يحتسب بل يلزمهم ان يقوموا الى الصلوة في الاوقات الاسحار التي هي اوقات استجابة الدعاء لما روي انه عليه السلام
جہان سی گمان نہو بلکہ اونکو یہہ لازم ہی کہ ہر صبح اوٹہکر نماز پڑہا کرین کہ وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہی اس لئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو

كان اذا احزنه امر فزع الى الصلوة ثم اشتغل بالدعاء لما روي عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال الدعاء ينفع
اگر کسی کا رسی غم پیش آتا تو نماز شروع کردیتی پہر دعا مین مشغول ہوتی اسلئی کہ عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ دعا بچا دیتی ہی

مما نزل ومما لم ينزل فعليكم عباد الله تعالى بالدعاء فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الدعاء يرفع
اوس بلا سی جو نازل ہوچکی اور جو ابہی نازل نہین ہوئی سو تم اللہ کی بندو اپنی اوپر دعا لازم کرو کیونکہ اس حدیث مین بیان ہوچکا کہ دعا اوس بلا کو رفع کرتی ہی

البلاء

البلاء النازل ویدفع البلاء الذی فی صدد النزول فداوموا یا عباد الله بالدعاء فلا تترکوه فان البلاء ینزل فیلقاه

جو نازل ہو چکی اور اوس بلا کو دفع کرتی ہی جو نازل ہونی کو ہی سوای بندو اللہ کی ہمیشہ دعا کرتی رہو دعا کو ہرگز نہ چھوڑو کیونکہ بلا جب نازل ہوتی ہی تو اوسکا

الدعاء فیعتلجان الی یوم القیمة کما جاء فی الحدیث ان الدعاء والبلاء یلتقیان بین السماء والارض فیعتلجان الی یوم

دعا ملتی ہی پہر قیامت تک دونو لڑی جاتی ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا زمین اور آسمان کی وسط میں ملجاتی ہیں پہر قیامت تک دونو لڑی جاتی ہیں

القیمة وفی حدیث آخر رواه سلمان الفارسی انه عم قال لا یرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان کان لا مرد له ولکن

اور ایک اور حدیث میں سلمان فارسی کی روایت سی آیا ہی کہ قضا کو سوا دعا کی کوئی نہیں رد کر سکتا بیشک قضا کا اگرچہ کوئی ہٹانیوالا نہیں ہی پر یہ بہی

من جملة القضاء رد البلاء بالدعاء فکل بلاء قدر ان یندفع بالدعاء یکون الدعاء سببا لرد ذلک البلاء کالترس الذی

حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہو جاتی ہی پہر جو بلا بالفرض دعا سی رفع ہو سکتی ہی تو دعا اوس بلا کی رد ہونیکا سبب ہی جیسی ڈال کہ

یکون سببا لرد السهم فکما ان الترس یدفع السهم کذلک الدعاء یدفع البلاء وکذا الصدقة تدفع البلاء لما روی عن

واسطی رک جانی تیر کی سبب ہوتی ہی پہر جیسی ڈال تیر کو روک دیتی ہی اسیطرح دعا بلا کو دفع کر دیتی ہی اور ایسی ہی خیرات کرنا بلا کو دفع کرتا ہی اسواسطی کہ

علی انه علیه السلام قال باکروا بالصدقة فان البلاء لا یتخطاها وفی حدیث آخر انه علیه السلام قال لکل یوم نحس

علی رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صبح ہوتی ہی صدقہ دو پس بلا اوس سی آگی قدم نہیں بڑہاتی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر دن میں نحوست ہوتی ہی

فادفعوا نحس ذلک الیوم بالصدقة فان الصدقة تمنع وقوع البلاء بعد انعقاد اسبابه وکذا التسبیح یمنع وقوع البلاء

سو نحوست اوس دن کی صدقہ سی دور کرو بیشک صدقہ آئی بلا کو بعد تیار ہونی اسباب کی روک دیتا ہی اور ایسی ہی تسبیح بلا کو بند کر دیتی ہی

لما روی عن کعب انه قال سبحان الله یمنع العذاب ویدل علیه قوله تعالی فی حق یونس النبی علیه السلام فلولا

اسلئی کہ کعب سی روایت ہی کہ فرمایا سبحان اللہ عذاب کو روک دیتا ہی اور قول اللہ تعالی کا یونس نبی علیہ السلام کی حق میں اسپر دلالت کرتا ہی پہر اگر نہ

انه کان من المسبحین للبث فی بطنه وکان تسبیحه ماحکاه الله تعالی ... ذی ... الظلمات ان لا اله الا

ہوتا کہ وہ تہا یاد کرتا پاک ذات کو تو رہتا اوسکی پیٹ میں جسدن تک مردی جیوین اور تسبیح یونس کی یہہ ہی جسکو اللہ تعالی نی بیان فرمایا ... اندہیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں سوا

انت سبحانک انی کنت من الظلمین ثم انه تعالی عقیب ذلک قال فاستجبنا له ونجینه من الغم وکذلک

سوا تیری تو بی عیب ہی میں تہا گنہگاروں میں سی پہر اللہ تعالی نی اوسکی بعد یہہ فرمایا پہر ہم نی سنی اوسکی پکار اور بچا دیا اوسکو گہٹنی سی اور یونہی ہم

ننجی المؤمنین وروی انه علیه السلام قال ما من مکروب یدعو بهذا الدعاء الا استجیب له وفی روایة اخری انه

بچا دیتی ہیں ایمان والوں کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مصیبت زدہ یہہ پڑہ کر دعا مانگی تو قبول ہی ہوتی ہی اور ایک اور روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال الا اخبرکم بشیء اذا نزل باحدکم کرب او بلاء فدعا به فرج الله عنه قیل بلی یا رسول الله قال دعاء ذی النون

فرمایا کہ تمکو ایک دعا بتا دوں اگر کسی پر تم میں کچھ سختی یا بلا نازل ہووی پہر اوسکی وسیلہ سی دعا مانگی تو اوسکو اللہ دفع کری عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نی فرمایا وہ دعا ذی النون

لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین وذکر عن بعض الصالحین ان من اعظم الاشیاء الدافعة للبلاء کثرة

کی ہی نہیں کوئی حاکم سوا تیری تو بی عیب ہی میں تہا گنہگاروں میں سی اور بعضی صلحا ذکر کرتی ہیں کہ تمام شیاء میں سی ... دفع کرنیوالی درود کی کثرت ہی

الصلوة علی النبی علیه السلام فان کثرة الصلوة علی النبی علیه السلام من الوسائل للامن من المخوفات والفوز باعلی الدرجات یدل علی ذلک حدیث ...

نبی علیہ الصلوة والسلام پر بیشک درود کی کثرت نبی علیہ السلام پر واسطی امن کی خوفناک چیزوں سی ... ترقی ... درجوں کی ایک ... حدیث ...

بن کعب ان رجلا التزم ان یجعل صلوته کلها للنبی علیه السلام فقال له النبی علیه السلام ... همک ویغفر ذنوبک ونجاه ...

بن کعب کی دلالت کرتی ہی کہ ایک شخص نی عہد کیا تہا کہ اپنی تمام وظیفی مرف نبی علیہ السلام پر درود ... تیری ...

اذا توجه فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار ... اعمال البر ... عونه ...

کہ جب کوئی بلا سامنی آوی تو مشروع یہہ ہی کہ توبہ اور استغفار میں مشغول ہو اور ... نیک ... بلا دفع ...

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ فانه تعالى بين في هذه الاية ان من يتق الله تعـ
اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سی وہ کردیگا اوسکا گذارا اور روزی دیگا اوسکو جہاں سی اوسکو نہ خیال ہو اب اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی سی ڈرتا رہیگا

في كل ما ياتي ولابد يجعل الله تعالى له مخرجا ومخلصا من غموم الدنيا والاخرة وروي انه عليه السلام قال
ہر کار کی کرنی اور تنگی میں تو اللہ تعالی اوسکو گذر کی راہ اور رستگاری دنیا اور آخرت کی غموں سی دیگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

اني لاعلم اية لو اخذ الناس بها لكفتهم ومن يتق الله فما زال يقرأها ويعيدها وروي ان عوف بن مالك الاشجعي اسر
مجکو ایسی آیت معلوم ہی اگر خلقت اوسکو اپنا وسیلہ کرلیں تو اونکو کافی ہی وہ ومن یتق اللہ ہی پھر دیر تک اوسکو بار بار پڑہتی رہی اور روایت ہی کہ عوف بن مالک اشجعی کا بیٹا

المشركون ابنا له يقال له سالم فاتى النبي عم فقال اسر ابني يا رسول الله وشكى اليه الفاقة فقال له النبي عليه السلام
سالم نام مشرکوں نی گرفتار کرلیا سو اونسی نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرا بیٹا پکڑا گیا اور فاقہ کی شکایت کی سو نبی علیہ السلام نی اوسکو فرمایا

اتق الله واكثر لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ففعل فبينا هو في بيته اذ قرع ابنه الباب ومعه مائة من الابل
خدا سی ڈرتا رہ اور لا حول ولا قوة آخر تک کثرت سی پڑہا کر سو اوسنی یہی کیا ایکدن وہ بیٹھا گہر میں تہا کہ ناگاہ اوسکی بیٹی نی دروازہ کہٹکہٹایا اور اوسکی ساتھ سو اونٹ تہی

غفل عنها العدو فاستاقها وعلم من هذا كله ان كل خير وطاعة من اعظم ما يستدفع به البلاء واما الاشتغال
کہ دشمن وہاں سی غافل ہوگیا تہا تب اونکو ہنکا لایا [illegible] معلوم ہوا کہ تمام خیر اور طاعت بلا کی بڑی دفع کرنیوالی ہیں اور گناہوں

بالمعاصي والمناهي فلا يمنع نزول البلاء بل يقوى وقوعه لما روي انه عليه السلام قال لا يصيب العبد نكبة فما فوقها
اور معصیات میں مصروف ہونی سی آنی بلا ہرگز نہیں تھمتی بلکہ اوسکا آنا زور پکڑجاتا ہی اسواسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو درد انسان کو حاصل ہوتا ہی بہت یا

او دونها الا بذنب وما يعفو الله عنه اكثر ثم قرأ قوله تعالى وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن
تہوڑا بدون گناہ کی نہیں ہوتا اور جو اللہ تعالی معاف کردیتا ہی وہ بہت ہی پھر آپنی یہ آیت پڑہی اور جو پڑتی ہی تمپر کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتھوں نی اور معاف کردیتا

كَثِيرٍ فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان العبد لا يصيبه مشقة في الدنيا الا بسبب ذنب صدر عنه وتكون تلك المصيبة
بہت سی نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ انسان کو دنیا میں کوئی مشقت بدون گناہ کی پیش نہیں آتی جو وہ انسان کر بیٹھتا ہی اور وہ مصیبت

التي لحقته في الدنيا كفارة لذنبه والذي يعفو الله تعالى عنه من الذنوب من غير ان يجازيه في الدنيا ولا في الاخرة اكثر
جو اوسکو پیش آتی ہی اوسکی گناہ کا عوض ہوجاتا ہی اور وہ گناہ جو اللہ تعالی اونسی درگذر فرماتا ہی بدون سزا کی نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں اوس سی زیادہ

من ذلك وقال علي كرم الله وجهه للمؤمن عند الله خمس نقمات فاولها المرض ثم المصائب فان كانت ذنوبه اكثر من ذلك يعذب في قبره فان كان
ہی اور علی کرم اللہ وجہہ نی فرمایا مؤمن کی واسطی اللہ کی ہاں پانچ قسم کی عقوبت ہی پہلی تو بیماری پہر مصیبتیں پہر اگر اوسکی گناہ اوس سی زیادہ ہیں تو گور میں عذاب دیا جاویگا پہر

اكثر من ذلك يحبس على الصراط فان كانت اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج منها بالتوحيد ان كان
زیادہ ہیں تو صراط پر روکا جاویگا پہر اگر اوس سی زیادہ ہیں تو بقدر گناہوں کی دوزخ میں عذاب دیا جاویگا پہر اوسمیں سی توحید کی برکت سی نکلیگا اگر

توحيده صحيحا وان لم يكن توحيده صحيحا لا يخرج منها بل يبقى فيها ابدا لابادلان الناس في الاخرة ينقسم الى عدة
اوسکی توحید صحیح اور درست ہوئی اور اگر اوسکی توحید صحیح نہیں ہی تو دوزخ سی نہیں نکلیگا بلکہ ہمیشہ کو اوسی میں رہیگا اسواسطی کہ آدمیوں کی آخرت میں کئی قسمیں ہونگی

اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ
پہلی قسم تو قسم کامیاب ہونی کی وہی وہ لوگ ہیں جنکی حق میں اللہ تعالی فرماتا ہی سو کسی جیکو معلوم نہیں جو چھپا دہرا ہی اونکی واسطی جو ٹہنڈک ہی آنکہوں کی

جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وقال النبي عليه السلام اخبارا عن الله تعالى اني اعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رأت
بدلہ اوسکا جو کرتی تہی اور نبی علیہ السلام اللہ تعالی کی طرف سی خبر دیتی ہیں میں نی نیک کار بندوں کی واسطی تیار کی ہی وہ راحت کہ نہ کسی آنکہ نی دیکہی

ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر والقسم الثاني قسم الهالكين وهم الذين كذبوا بالحق ولم يصدقوا به وقال
اور نہ کسی کان نی سنی اور نہ کسی بشر کی دل پر گذری اور دوسری قسم تباہ کاروں کی قسم ہی وہی وہ لوگ ہیں جنہوں نی حق کی تکذیب کی اور اوسکو سچ نہ مانا بیشک

سعادة الآخرة لا تكون الا في القرب من الله تعالى والنظر الى وجهه الكريم وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التي يعبر عنها
آخرت کی سعادت بدون قرب الہی اور مشاہدہ وجہ کریم کی کبھی نہیں ہوتی اور یہہ قرب اور مشاہدہ بدون معرفت کی حاصل نہیں ہوتا
بالایمان والتصديق وهم لما كذبوا بالحق ولم يصدقوا به كانوا بعيدا عنه وهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون وكل محجوب
جسکا نام ایمان اور تصدیق ہی اور ان لوگون نی جو حق کی تکذیب کی اور اوسکو سچا نہ مانا تو اوس سی دور ہوگئی وہ اپنی رب سی اوسدن رکی جاوینگی اور جو شخص اپنی
عن ربه يكون هالكا محترقا بنار الفراق ونار جهنم ابد الاباد والقسم الثالث قسم المعذبين وهم الذين تحلو بالصل
رب سی محجوب ہوا وہ ہلاک ہوا فراق اور دوزخ کی آگ مین قدیم کو جلتا رہیگا اور تیسری قسم عذاب کی لوگ ہین یہہ لوگ ہین جنمین اصل ایمان تو موجود ہی
الايمان لكنهم قصروا في العمل بمقتضاه فان راس الايمان هو التوحيد والتوحيد نفي الشرك باعتقاد العبد ان الله تعالى
پر انہون نی مطابق ایمان کی اعمال مین قصور کیا کیونکہ اصل ایمان تو توحید ہی اور توحید دور کرنا شرک کا ہی جب آدمی یہہ اعتقاد کری کہ اللہ تعالی
واحد في ذاته وصفاته وافعاله فما يظهر شئ في العالم الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو
ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین اور کوئی شئی عالم کی اندر بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا ایش کی پیدا نہین ہوسکتی اور نہ کوئی سزاوار عبادت کا ہی
فعلى هذا كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول اني اعتقد ان الله تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله
سوا اوسکی اس اعتقاد کی موافق جو شخص یہہ اقرار کرتا ہی کہ بجز اللہ کی کوئی معبود نہو تو گویا ایسا ہی کہ یون کہتا ہی مجکو یقین ہی کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین
ولا يظهر في العالم شئ الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو فاني التزمت عبادته ولا اعبد الا اياه
اور عالم مین کوئی شئی بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا ایش کی پیدا نہین ہوسکتی اور وہ اوسکی کوئی سزاوار پرستش کا نہین سو مین اوسکی عبادت اپنی ذمہ لیتا ہون اور سوا اوسکی
وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هوية فقد اتخذ الهه هوية فهو موحد بلسانه فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقامة
کسیکی عبادت نکرونگا اور بعد اس اقرار کی جو شخص اپنی ہوا ہوس کا تابع ہوا تو وہ اپنی ہوا ہوس کو معبود بنا لیا پس وہ شخص صرف زبانی موحد ہی اور توحید بغیر قایم رہنی کامل نہین ہوتی
عليه ومن لم يستقم عليه ولو في امر يسير بل اتبع هوية ولو في فعل قليل يكون خارجا عن سواء السبيل وذلك قدح
اور جو شخص توحید پر قایم نرہا گرچہ ادنی بات مین بلکہ اپنی ہوس کا تابع ہوا اگرچہ چھوٹی سی کام مین تو وہ سیدہی راہ سی الگ ہی اور اس ہی کمال توحید مین
في كمال التوحيد ولعدم خلو بشر عن ذلك قال الله تعالى وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فيكون الورود على النار لكل احد
نقصان آتا ہی اور چونکہ اس سی کوئی بشر خالی نہین ہی تو اسی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی اور کوئی نہین تم مین جو نہ پہنچیگا اوسپر پس ہر کوئی گذر یقینا آگ پر ہوگا
متيقنا وانما الشك فيمن ينجو منها وفي اي وقت يخرج منها وقد جاء في بعض الاخبار ما يدل على ان اخر من يخرج بعد
شک اوسمین ہی جو اوس سی نجات پاویگی اور کس وقت اوسمین سی باہر آویگی اور بیشک بعض احادیث کی مضمون سی معلوم ہوتا ہی کہ سب کی بعد سات ہزار برس کی
سبعة الاف سنة وبعضهم يجوز عنها كبرق خاطف ولا يوجد له فيها لبث نرجو الله تعالى ان يجعلنا منهم بلطفه
نکلیگا اور بعض اوسپر سی چمکتی بجلی کی طرح جھپٹ جاوینگی اور انکی لئی اوسمین ذرا درنگ نہوگی ہمکو امید ہی کہ اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل

وفضله وكرمه

المجلس الثاني والاربعون في بيان دفع الدعاء البلاء حين نزول البلاء

اور کرم سی ہمکو انہی گروہ مین داخل کری بیالیسوین مجلس اس بیان مین کہ دعا اوترتی بلا کو اور اوتری ہوئی بلا کو دفع کردیتی ہی

وبعد النزول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل فعليكم عباد الله بالدعاء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک نفع کرتی ہی دعا بلا کو جو اوترچکی اور جو نہین اوتری سو ای اللہ کی بندو اسکی دعا کو لازم کرلو
هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عبد الله بن عمر ومعناه ان الدعاء يدفع البلاء النازل ويدفع البلاء الذي
یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں مین ہی عبد اللہ بن عمر کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ دعا آئی ہوئی بلا کو دفع کردیتی ہی اور اوس بلا کو بھی
كان في صدد النزول فداوموا يا عباد الله بالدعاء فلا تتركوه فان البلاء ينزل فيلقاه الدعاء فيعتلجان الى يوم القيمة
جو آنی پر تیار ہو دفع کردیتی ہی سو تم ای بندو اللہ کی ہمیشہ دعا کرتی رہا کرو اوسکو چھوڑا مت کرو بیشک بلا آتی ہی اور دعا اوس سی ملتی ہی پہر قیامت تک دونو لڑتی رہتی ہین

كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء يلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم القيمة وقد روى عن سلمان الفارسي

چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا آسمان اور زمین کی بیچ میں ملتی ہیں پہر قیامت تک لڑتی جاتی ہیں اور سلمان فارسی سی روایت ہی

انه عليه السلام قال لا يرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان مما لا مرد له لكن من جملة القضاء رد البلاء

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قضا کو دعا کی سوا کوئی نہیں رد کرتا کیونکہ قضا کا اگرچہ کوئی ہٹانی والا نہیں پر یہہ بہی حکم قضا کا ہی کہ دعاسی بلا رد ہو جاوی

بالدعاء فكل بلاء قدر ان يندفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء كالترس الذي يكون سببا لرد السهم فكما

پہر جو بلا بالفرض دعاسی دفع ہوجاوی تو دعا واسطی دفع ہونی اوس بلا کی سبب ہووی گی مانند ڈہال کی جیسی ڈہال

ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وقد روى عن ابن مسعود انه عليه السلام قال سلوا الله من فضله

تیر کو روک دیتی ہی ایسی ہی دعا بلا کو دفع کر دیتی ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اسد سی اسد کا فضل مانگا کرو

فان الله يحب ان يسال يعني ان الله تعالى كريم قادر على قضاء الحوائج يحب ان يطلب منه قضاء الحوائج فاطلبوا

کیونکہ اسد تعالی سوال کرنیکو محبوب رکہتا ہی مراد یہہ ہی کہ اسد تعالی کریم ہی اور حاجات روا کرنی پر قادر ہی یہہ محبوب رکہتا ہی کہ مجہ سی حاجات طلب کیا کریں سوای ایمان والو

منه قضاء حوائجكم ايها المؤمنون وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال من لم يسال الله يغضب عليه

اوس ہی سی اپنی حاجتیں طلب کرو اور ایک اور حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اسد سی سوال نہیں کرتا تو اسد اوسپر غصہ کرتا ہی

لان من لم يطلب منه تعالى حاجة يكون في صورة الاستغناء عنه تعالى ولا يجوز للعبد ان لا يعرض حاجة على الله تعالى

اسلئی کہ جو اسد تعالی سی حاجت طلب نہیں کرتا تو وہ ظاہر میں اسد تعالی سی بی نیاز ہوتا ہی اور بندہ کو یہہ جایز نہیں ہی کہ اسد تعالی سی کوئی حاجت پیش نکری بلکہ چاہئی ہی کہ اپنی تمام حاجتیں

ليكون هذا اعترافا بعبوديته وفقره وعجزه واحتياجه الى الله تعالى في قضاء حوائجه فان احب العباد الى الله تعالى

تاکہ یہہ ہی اپنی عبودیت کا اور فقر کا اور عجز کا اور اسد تعالی کی طرف حاجتمندی کا تمام حاجات کی روا کرنی میں اقرار ہوجاوی کیونکہ محبوب تر بندہ اسد تعالی کا

من يساله وابغض العباد اليه من يستغني عنه واحب العباد الى الناس من يستغني عنهم ولا يسالهم شيئا وابغض

وہ ہی ہی جو اوس سی مانگتا رہی اور بدتر بندہ اسد کا وہ ہی جو اوس سی بی پروائی کری اور محبوب یعنی پسندیدہ آدمی الیسین وہ ہوتا ہی جو اونسی بی پروا رہی اور اونسی کچہ نہ مانگی اور ناکارہ

العباد اليهم من يسالهم وقد روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال ليس شيء اكرم على الله تعالى من الدعاء يعني ان اكرم

آدمی الیسین وہ ہی جو اونسی سوال کیا کری اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کوئی شی اسد تعالی پر دعاسی زیادہ تر مکرم نہیں مراد یہہ ہی

العبادات على الله تعالى الدعاء بل جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة ثم قرا قوله تعالى ادعوني

کہ عبادات میں بڑی معزز اسد تعالی پر دعا ہی بلکہ ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا دعا ہی عبادت ہی پہر آیت پڑہی مجکو پکارو

استجب لكم فانه عليه السلام لما حكم في هذا الحديث ان الدعاء هو العبادة استدل عليه بالاية لان في الاية

کہ سنونگا تمہاری پکار سو نبی علیہ السلام نی جب اس حدیث میں یہہ ارشاد کیا کہ دعا ہی عبادت ہی تو اوسپر اس آیت سی استدلال کیا اسلئی کہ آیت میں دعا کرنیکا

امر بالدعاء وامتثال الامر عبادة يحصل للداعي في مقابلتها ثواب وان لم يحصل مراده لكن ظاهر عبارته عليه السلام

امر ہوا ہی اور فرمان برداری امر کی عبادت ہوتی ہی اسکی مقابلہ میں دعا کرنی والی کو ثواب ملتا ہی اگرچہ اوسکا مطلب نہ ملی لیکن حدیث کی ظاہر عبارت سی یہہ

يدل على ان لا عبادة الا الدعاء وليس كذلك بل معنى الحديث ان الدعاء معظم العبادة لان في الدعاء اظهار العجز والاعتراف

معلوم ہوتا ہی کہ سوای دعا کی اور کچہہ عبادت ہی نہیں اور واقع میں یوں نہیں ہی بلکہ حدیث کی معنی یہہ ہیں کہ دعا عمدہ عبادت ہی اسلئی کہ دعا میں عجز کا اظہار اور فقر کا اقرار ہوتا ہی

بالفقر والاقبال على الله تعالى والرجاء منه والاعراض عما سواه وهذه الاشياء عين العبادة ويقرب من هذا المعنى

اور اسد تعالی کی طرف توجہ اور اسی سی امیدواری اور ما سوا سی بیزاری ہوتی ہی اور یہہ سب باتیں عبادت کی ہیں اور اسی مضمون سی ملتا ہوا ہی

ما روى عن انس انه عليه السلام قال الدعاء مخ العبادة فان مخ الشيء خالصه وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام

جو انس روایت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا دعا عبادت کا مغز ہی کیونکہ مغز ہر شی میں سی خالص ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال

قال من سره ان يستجيب الله دعاءه عند الشدائد فليكثر الدعاء عند الرخاء فعلى هذا ينبغي للعبد ان يواظب على
فرمایا جسکو یہہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالی اوسکی دعا سختی مصیبت مین قبول کرے تو چاہیے کہ عیش اور آسانی مین خوب دعا کیا کرے اس بیان کی موافق بندہ کو لایق ہے کہ ہمیشہ بلاناغہ
الدعاء ويكثره في حالة النعمة والرخاء لينال النجاح في حال الضيق والبلاء فان من يداوم على الدعاء في الرخاء يصير
اور نعمت اور عیش کی حالت مین زیادہ تر دعا کیا کرے تاکہ تنگی اور بلا کی وقت مخلصی حاصل ہو بیشک جو شخص عیش مین دعا کی مداومت کریگا تو وہ
من حزب الله تعالى ومن عادة العظماء ان ينصروا حزبهم عند الشدائد ثم انه اذا دعى ينبغي له ان يكون موقنا
اللہ والون مین داخل ہوجاویگا اور عظماء کی عادت ہے کہ سختی مین اپنی وابستون کی مدد کرتی ہین پہر جب یہہ دعا مانگی تو اوسکو لایق ہے کہ قبولیت کا یقین کرے اسواسطے
بالاجابة لانه تعالى وعد بالاجابة قال ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ وروى عن ابي هريرة رض انه عليه السلام قال ادعوا الله وانتم
کہ اللہ تعالی قبول کرنے کا وعدہ کرچکا ہے فرمایا مجکو پکارو کہ پہنچون تمہاری پکار اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالی سے قبولیت کا یقین کرکے
موقنون بالاجابة فان الداعي اذا لم يكن موقنا بالاجابة لا يكون مستحقا في الرجاء فلا يكون رجاؤه صادقا ولا دعاؤه
دعا مانگو اسلئے کہ دعا مانگنے والا اگر قبولیت کا یقین نہین کرتا تو مستحق امید برآری کا نہین ہوتا پہر اوسکی امید صادق نہین ہوتی اور نہ اوسکی دعا
خالصا لان الرجاء هو الباعث على الطلب فاذا لم يتحقق الرجاء لا يتحقق الطلب فان قيل كيف يمكن للداعي ان يكون موقنا
خالص ہوتی ہے اسواسطے کہ امیدواری ہی طلب کی باعث ہوتی ہے پہر جب امیدواری ہی نہین تو طلب بہی نہین ہوگی اگر کوئی یہہ اعتراض کرے کیونکر ہوسکتا ہے کہ دعا مانگنے والا اپنی
باجابة دعائه مع وقوع التخلف في الاجابة حيث يرى ان بعض الدعاء يستجاب وبعضه لا يستجاب فالجواب ان الداعي
دعا کی قبولیت کا یقین کرے باوجودیکہ قبولیت مین خلاف واقع ہوتا ہے اسلئے کہ یہہ دیکہتا ہے کہ کوئی دعا تو قبول ہوجاتی ہے اور کوئی دعا قبول نہین ہوتی تو اسکا یہہ جواب ہے کہ دعا
لا يكون محروما عن الاجابة البتة فان الاجابة المطلقة حاصلة له حيث ورد الوعد الصدق لكن امرها الى الله تعالى
مانگنے والا ہرگز قبولیت سے محروم نہین رہتا مطلق اجابت اوسکی لئے بیشک حاصل ہوتی ہے اسواسطے کہ سچا وعدہ ہوچکا ہے لیکن اوسکا حال قبضہ الہی مین ہے
ان يجعلها ما يشاء في اي وقت شاء فان ما سال الداعي ان كان حصوله مقدرا في الحال يحصل في الحال وان كان
اوسکو جو چاہے اور جسوقت چاہے کردے کیونکہ سوال دعا مانگنے والے کا اگر تقدیر مین ابہی ہونیوالا ہے تو فورًا ہوجاتا ہے اور اگر اوس سوال کا ہونا
حصوله مقدرا في وقت اخر يحصل في ذلك وان لم يكن مقدرا يدفع عنه من البلاء مثل ما سال او عوضا عما سال او
اور وقت پر منحصر ہے تو اوسوقت ہوویگا اور اگر مقدر یعنی ہونیوالا ہی نہین تو اوس سے کوئی بلا اوسکی بدلے مین سوال کی برابر دفع ہوجاتی ہے یا اوسکو آخرت مین اوس سوال کی بدلے
يحصل له في الاخرة من الثواب عوض ما سال لان الدعاء عبادة والعبادة لا يكون فاعلها محروما من الثواب وقد
ثواب ملیگا اسلئے کہ دعا تو عبادت ہے اور عبادت کرنیوالا یعنی عابد ثواب سے محروم نہین ہوتا
روى عن يزيد الرقاشي انه قال اذا كان يوم القيمة عرض الله تعالى للعبد دعوات دعى بها في الدنيا ولم يستجب له فيقول
اور یزید رقاشی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی بندہ کو اوسکی دعائین دنیا مین مانگی ہوئی جو قبول نہین ہوئی تہی دکہاویگا فرمایگا
عبدي دعوتني يوم كذا وكذا فامسكت عليك دعاءك فخذ مكان دعائك بما ادخرت لك من الثواب فلا يزال العبد
ای بندہ تونے مجہسے فلانے فلانے دن یہہ دعا مانگی تہی سو مینے تیری لئے وہ دعائین جمع کر رکہی ہین اب تو اپنی دعا کا عوض یہہ لے جو مینے تیری لئے ثواب جمع کر رکہا ہے پہر
يعطى من الثواب حتى يتمنى ليته تعالى لم يقض له حاجة قط فاذا كان كذلك يلزم للداعي ان يكون موقنا في اجابة ما
اوسکو ثواب ملی جاویگا آخر کو یہہ آرزو کریگا کاشکے اللہ تعالی میری کوئی حاجت کبہی نہ روا کرتا جب دعا کا یہہ حال ہے تو دعا مانگنے والے کو لازم ہے کہ بعینہ دعا کی قبولیت کا یقین کرے
ادعى به او بعوضه اما في الدنيا او في الاخرة لما روى انه عليه السلام قال ما من مسلم يدعو بدعوة ليس فيها اثم ولا
یا اوسکی بدلہ کا یا دنیا مین یا آخرت مین کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہین کوئی مسلم جو ایسی دعائین مانگے جسمین نہ کچہ گناہ ہو اور نہ
قطيعة رحم الا اعطاه الله بها احدى ثلث اما ان يعجل له دعوته واما ان يؤخرها في الاخرة واما ان يصرف عنه من السوء
قطع رحم مگر عطا فرماویگا اوسکو اللہ تعالی ایک بات تین مین سے یا تو اوسکی دعا بعینہ فورًا ہوگی یا اوسکو بہتر بہر رکہیگا آخرت مین اور یا اوس سے کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کردیگا

مثلها وفي لفظ اخر اما ان يكفر عنه من ذنوبه بقدر ما دعاه وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ما من مسلم
اور دوسری عبارت میں اوس سی دعا کی برابر گناہ معاف ہوجاوینگی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہیں کوئی مسلم
يدعو بدعاء الا اعطاه الله ما سال او كف عنه من السوء مثله ما لم يدع باثم او قطيعة رحم فالدعاء بالاثم مثل
جو کچھہ دعا مانگی مگر اوسکو اللہ تعالی جو طلب کری عطا فرماتا ہی یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کرتا ہی جبتک کہ گناہ کی یا قطع رحم کی دعا نہ کری پہر گناہ کی دعا تو ایسی ہی
ان يقول اللهم ارزقني شرب الخمر او قتل انسان او وطي غلام او غير ذلك ما يحرم عليه فعله والدعاء بقطيعة الرحم
کہ مثلا کہی الہی مجکو پینا شراب کا یا قتل انسان کا یا وطی غلام کی میسر کر یا اور کچھہ سوا اسکی جسکا عمل اوسپر حرام ہی اور دعا قطع رحم کی مثلا
مثل ان يقول اللهم باعد بيني وبين ابي وامي او اخي او غير ذلك فان الدعاء بهذين الوجهين لا يقبل ثم انه اذا اراد
یون کہی الہی دور رکہہ مجکو اور میری باپ کو اور ماں کو یا بہائی کو یا اور سوا اوسکی بیشک یہہ دو نو طرح کی دعا قبول نہیں ہوتی پہر یہہ شخص جب دعا مانگنی کا قصد کری
ان يدعو ينبغي له ان يتوب اولا عن خطايا والاثام ويرد المظالم وحقوق الانام ثم يتوضأ ويستقبل القبلة ويجثو على
تو لائق ہی کہ پہلی اپنی گناہوں اور معصیت سی توبہ کری اور مظالم اور خلقت کی حقوق ادا کری پہر وضو کر کی قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دو زانو بیٹھی
ركبتيه ثم يرفع يديه ويدعو بالخضوع والخشوع ويساله ما دعا به ثلثا لما روي عن ابن مسعود انه عليه السلام
پہر دونو ہاتہہ اوٹہا کر نہایت انکسار اور فروتنی سی دعا مانگی اور جو کہی تین تین بار سوال کری اسواسطی کہ ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
كان اذا دعى دعا ثلثا واذا سال سال ثلاثا ويختار في الدعاء الجوامع والمراد بالجوامع ما كان لفظه قليلا ومعناه كثيرا
جب دعا مانگتی تو تین تین بار مانگتی اور جب سوال کرتی تین بار سوال کرتی اور دعا میں عبارت جوامع کو پسند فرماتی اور مراد جوامع کی وہ عبارت ہی جسمین لفظ تہوڑی ہوں
قد جمع بين خير الدنيا والاخرة كما في قوله تعالى رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ويجتنب
اور معانی بہت ہوں جسمین تمام خوبی دنیا اور آخرت کی آجاوی چنانچہ اس آیت میں ہی ای رب ہمارے دی ہمکو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کی عذاب سی اور دعا میں
فيه الاعتداء وهو التجاوز عن الحد المشروع فالاولى ان لا يتجاوز الدعوات الماثورة كيلا يعتدي في دعائه فيسال ما لا يليق به
تعدی سی بچی اور تعدی یہہ ہی کہ شرع کی حد سی باہر ہو جاوی اب اولی یہہ ہی کہ دعوات ماثورہ سی جو حدیثوں میں ہیں تجاوز نکری تا کہ دعا کی اندر تعدی نہ واقع ہو کہ ایسا
اذ ليس كل احد يحسن الدعاء وقيل ان العلماء كانوا لا يزيدون في الدعاء على سبع كلمات ويشهد هذا اخر سورة البقرة فانه تعالى
اسواسطی کہ ہر ایک شخص اچھی دعا نہیں جان سکتا اور کہتی ہیں کہ اگلی علما دعا کی اندر سات کلمات سی زیادہ نہیں بڑہاتی تہی اور اسکا گواہ آخر سورہ بقرہ کا ہی سو اللہ تعالی نی
لم يخبر في موضع من ادعية عباده اكثر من ذلك حيث بين فيه انهم قالوا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا
کسی مقام میں بندوں کی دعاؤں میں اس سی زیادہ نہیں بڑہایا جہاں یہہ بیان فرمایا ہی کہ اونہوں نی یہہ کہا ای رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو اگر ہم بہولیں یا چوکیں ای رب ہمارے
وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا
اور نہ رکہہ ہمپر بوجہہ جیسا رکہا تہا ہمسی اگلوں پر ای رب ہمارے اور نہ اوٹہوا ہمسی جسکی طاقت نہیں ہمکو اور در گذر کر ہمسی اور بخش ہمکو اور رحم کر ہمپر
اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه

المجلس الثالث والاربعون

تو ہمارا صاحب ہی تو مدد کر ہماری قوم کافر پر ہمپر آسان کری اللہ تعالی عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف سی
تینتالیسوین مجلس میں

في بيان مسنونية الصلوة عند ظهور الاية المخوفة

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا
بیان نماز مسنون ہونیکا وقت ظاہر ہونی نشان خوفناک کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ نی فرمایا جب تم کوئی
رايتم اية فاسجدوا هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن عباس والمراد بالاية العلامة التي يخوف الله تعالى
خوفناک نشان دیکہو تو نماز پڑہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سی اور مراد آیت سی وہ علامت ہی جسمین اللہ تعالی اپنی بندوں کو
فيها عباده والمراد بالسجود الصلوة كانه عليه السلام قال يا ايها الناس اذا رايتم علامة من العلامات التي يخوف الله تعالى
ڈراتا ہی اور سجود سی مراد نماز ہی گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا ای لوگو جب تم کوئی سی علامت دیکہو علامتوں میں سی جس سی اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی

بها عباده فقوموا الی الصلوٰة فعلی هذا اذا ظهر علامة من العلامات المخوفة كالكسوف والخسوف والزلازل والصواعق
اپنی بندوں کو ڈراتا ہی تو تم نماز میں مصروف ہو جاؤ اس مضمون کی موافق جب کوئی علامت خوفناک پیدا ہووی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اور بہونچال اور بجلی کا گرنا
والامطار الدائمة والريح الشديدة والظلمة الهائلة بالنهار والضوء الهائل بالليل وعموم الامراض والخوف الغالب
اور متصل بارش اور سخت اندہیان اور دن میں اندہیرا ہولناک اور رات کو روشنی ہولناک اور وبائی بیماریان اور دشمن کا قوی
من العدو ونحو ذلك من الاهوال والافزاع ينبغي للناس ان يقوموا الى الصلوٰة ويصلون ان شاؤا ركعتين
خوف اور مانند اسکی اور ہول اور خوف تو لوگون کو یہ چاہی کہ نماز میں مشغول ہو جاوین اور چاہین تو دو رکعت پڑہین
وان شاؤا اربعا لان كل ذلك من الايات المخوفة التي يخوف الله تعالى به عباده كما قال تعالى وما نرسل
اور چاہین چار رکعت پڑہین کیونکہ یہہ تمام نشان خوفناک ہین جن سی اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور نشانیان جو ہم
بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا وقد روى انه عليه السلام قال اذا رايتم شيئا من هذه الافزاع فافزعوا الى الصلوٰة فانه
بہیجتی ہین سو ڈرانی کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب تم اونمین سی کوئی شئ خوفناک کی دیکہو تو نماز پڑہنی لگو اسلئی کہ
عليه السلام كان اذا حزنه امر فزع الى الصلوٰة وعند ظهور علامة من علامات العقوبات كان يامر
نبی علیہ السلام کو جب کسی باب میں حزن پیدا ہوتا تو نماز شروع کر دیتی اور ہر وقت پیدا ہونی کسی نشان کی عذاب کی نشانیون میں سی نماز پڑہنی
بالصلوٰة والدعاء والاستغفار ويشتغل بها حتى ينكشف ذلك عن الناس لانه تعالى قد يرسل علامة من علامات
اور دعا مانگنی اور توبہ کرنیکا امر فرماتی اور آپ بہی اونمین مشغول رہتی یہان تک کہ لوگون کی سر پر سی وہ نشان ٹل جاتا اسواسطی کہ اللہ تعالی بعضی دفعہ علامات عذاب مین سی
العذاب ويخوف بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه وعلم من هذا كله ان علامة من علامات العذاب اذا
کوئی نشانی پیدا کرتا ہی اور اپنی بندون کو اوس سی ڈراتا ہی تاکہ اوسکی طرف رجوع کر کر انکسار کرین اس تمام بیان سی معلوم ہوا کہ علامات عذاب مین سی جب کوئی علامت پیدا ہوئی
ظهرت فالشروع والاشتغال بالتوبة والاستغفار ربما يرجى ان يرفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى
تو توبہ اور استغفار مین اور اون اعمال مین مشغول ہونا شروع ہی جسمین توقع عذاب ہولناک کی دفع ہونیکی ہو یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری
فان كل ذلك من اعظم ما يستدفع به البلاء واما الاشتغال بالمعاصي والملاهي فلا يمنع زوال البلاء بل
بیشک یہہ تمام واسطی دفع کرنی بلا کی بڑا ہی علاج ہی اور مشغول معاصی اور لہو لعب کا سو اس سی بلا نہین ٹلتی بلکہ بلا کی
يقوي وقوعه كما يدل عليه قوله تعالى وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وقد روى ان بعض
آمدنی اور زور پکڑتی ہی چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اور جو پڑی تمپر کوئی مصیبت سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور روایت ہی کہ ایک
الصالحين قد شكى اليه عن بلاء وقع فيه الناس فقال ما ارى ما انتم فيه من البلاء الا بشوم المعاصي فالعاصي
صالح مرد کی پاس عام بلا کی شکایت گذری جسمین تمام خلقت مبتلا تہی سو اوس صالح مرد نی فرمایا مین اس بلا کو بجز نحوست تمہاری گناہون کی نہین جانتا پس گنہگار آدمی
مشوم على نفسه وعلى غيره اذ لا يؤمن ان ينزل عليه العذاب فيعم الناس خصوصا من لم ينكر عمله لان النهي
منحوس ہو تا ہی اپنی جان پر اور غیرون پر اسلئی کہ یہہ بچاؤ کہان ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہو کر سب خلقت پر پہیل جاوی خاص اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو ناپسند نہین کرتی
عن المنكر واجب فاذا تركه الناس يكون جميعهم مستحقين للعذاب كما روى عن جرير بن عبد الله رض انه عليه السلام
اسواسطی کہ بدبات کی ممانعت واجب ہی جب اس وجوب کو لوگون نی ترک کیا تو سب ہی سزاوار عذاب کی ہونگی چنانچہ جریر بن عبد اللہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال ما من رجل يكون في قوم يعمل فيهم بالمعاصي وهم يقدرون على ان يغيروا عليه ولا يغيرون الا اصابهم
فرمایا نہین کوئی شخص کہ ایک قوم مین رہکر معاصی کیا کری اور حال یہہ ہی کہ اونکو یہہ قدرت ہی کہ منع کر دین پر منع نہین کرتی مگر او ن سب پر
منه بعقاب قبل ان يموتوا وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان الله تعالى لا يعذب العامة بذنوب الخاصة
جیتی جی عذاب آویگا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک اللہ تعالی بعض بعض کی گناہون سی تمام خلقت کو عذاب نہین کرتا

حتى يروا المنكر بين ظهرهم وهم قادرون على ان ينكروه فلا ينكرونه فاذا فعلوا ذلك عذب الله العامة
جبتک وہ خلقت امر بد کو اپنی سامنی دیکہیں اور وہ یہہ قدرت رکہتی ہیں کہ منع کر دیں پہر منع نکریں جب وہ ایسا کرتی ہیں تو پہر اللہ تعالی عوام
والخاصة فان المنكر اذا ظهر بين الناس يجب على كل من يراه ان يغيروه فان لم يغيروا فكلهم عاص بعضهم
و خواص کو عذاب کرتا ہی اسلئی کہ کار بد جب سب کی سامنی ہونی لگی تو جو دیکہی سب پر واجب ہی کہ منع کری اگر منع نکرینگی تو پہر سب کی سب گنہگار ہیں
بفعله وبعضهم برضاه وقد جعل الله تعالى بحكمه وحكمته الراضي بمنزلة العاصي ولهذا قال الله تعالى واتقوا
بعضی تو عمل کر کر اور بعضی پسند کر کر اور اللہ تعالی نی اپنی حکم اور حکمت سی پسند کرنیوالیکو برابر گنہگار کی ٹہرایا ہی اسی لئی اللہ تعالی نی فرمایا ہی اور بچتی رہو
فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً قال ابن عباس رض في تفسير هذه الاية قد امر الله المؤمنين ان لا يقروا
اوس فساد سی کہ نہ پڑیگا تم میں سی ظالموں پر چنکر ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں کہتی ہیں بیشک اللہ تعالی مؤمنوں کو امر کرتا ہی کہ امر منکر کو
منكرا بين ظهرهم فيعمهم العذاب فانظر بها العاقل ان عاقر الناقة كان واحدا من قوم صالح النبي عليه السلام
اپنی سامنی نہ ہونی دیں پہر سب پر عذاب آویگا سوای عقلمند دیکہ تو حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی اوٹنی کا کاٹنیوالا تمام قوم میں سی ایک ہی تہا
كما اخبر الله به حيث قال فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ فتبعه ثمانية فكانوا تسعة كما بينه الله حيث قال
چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر اس آیت میں دیتا ہی پہر پکاری اپنی رفیق کو پہر اوٹہہ چلا یا اور کاٹا پہر اوسکی ساتہ آٹہہ آدمی ہوگئی تو وہ کل نو ہوگئی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی
وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ فانزل الله تعالى العذاب على قوم صالح النبي عليه السلام
اور تہی اوس شہر میں نو شخص خرابی کرتی ملک میں اور سنوار نکرتی پہر اللہ تعالی نی حضرت صالح نبی علیہ السلام کی قوم پر عذاب اوتار کر
واهلكهم وشمل الاصاغر والبهائم من العذاب كما شمل الاكابر حين لم ينهوا عاقر الناقة عن عقرها وكذلك سائر الامم
ہلاک کیا اور بچوں اور جانوروں پر وہ ہی عذاب آیا جو بڑوں پر آیا تہا جب اونہوں نی اوٹنی کی قاتل کو قتل سی منع نکیا اور ایسی ہی تمام امتیں معذب
المهلكة شمل العذاب صغارهم وكبارهم ونساءهم وحيواناتهم ولهذا كان الله تعالى يامر الانبياء عليهم السلام ان يخرجوا
کہ اونکی بچوں اور بڑوں اور عورتوں اور جانوروں پر عذاب آگیا اور اسی لئی اللہ تعالی انبیا علیہم السلام کو امر فرما دیتا تہا کہ مسلمانوں کو ساتہ لیکر
مع المؤمنين من بين قومهم قبل نزول العذاب مع كون القدرة صالحة لانجائهم وان قعدوا في اماكنهم لكن لا تبديل
اپنی قوم میں سی عذاب کی آنی سی پہلی باہر چلی جاویں باوجودیکہ اونکی بچا لینی کی قدرت ہی اگرچہ وہ اپنی مکانوں میں بیٹہی رہیں پر عادات الہی میں تبدیل نہیں ہوتی
لسنة الله تعالى وقد كان من قاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم يعم المستحق وغيرهم ثم يبعثون على نياتهم كما جاء
اور قاعدہ عذاب کا یوں ہی جاری تہا کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا تو مستحق وغیرہ سب پر عام ہوجاتا تہا پہر اپنی اپنی نیت پر اوٹہینگی چنانچہ
في الصحيحين عن عبد الله بن عمر رض انه عليه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب من كان فيهم ثم يبعثون
صحیح بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عمر رض کی روایت سی آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب اللہ تعالی کسی قوم پر عذاب بہیجتا ہی تو جو اون میں ہوتی ہیں
على نياتهم وروى عن مالك بن دينار رح انه قرأ هذه الاية وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ
سب پر آتا ہی پہر اپنی نیتوں پر اوٹہائی جاتی ہیں اور مالک بن دینار سی روایت ہی کہ اونہوں نی یہہ آیت پڑہی اور تہی اوس شہر میں نو شخص خرابی کرتی ملک میں
وَلَا يُصْلِحُونَ قال فكم اليوم في كل محلة وكل جماعة من يفسد في الارض ولا يصلح مع انه تعالى فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ
اور اصلاح نہ کرتی فرمایا آج ہر ہر محلہ اور ہر ہر جماعت میں کتنی ہیں جو ملک میں خرابی کرتی ہیں اور اصلاح نہیں کرتی باوجودیکہ اللہ تعالی فرماتا ہی سو ڈرتی
عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وقد روى عن ام سلمة رض انها قالت سمعت رسول الله صلى
رہیں جو لوگ خلاف کرتی ہیں اوسکی حکم کا کہ پڑی اونپر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار اور ام سلمہ رض سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
الله عليه وسلم يقول اذا ظهرت المعاصي في امتي عمهم الله بعذاب من عنده فقلت يا رسول الله اما فيهم
وسلم سی سنا کہ فرماتی تہی جب میری امت میں معاصی ظاہر ہونی لگی تو اللہ تعالی کی پاس سی سب پر عذاب آویگا میں نی عرض کیا یا رسول اللہ کیا اوس امت میں

اناس صالحون قال بلى قلت كيف يصنعون اولئك قال يصيبهم ما اصاب الناس ثم يصيرون الى
خلق نیکوکار بھی ہونگے فرمایا ہان مینے عرض کیا اونکا کیا حال ہوگا فرمایا اونپر وہ ہی مصیبت ہوگی جو سب لوگون پر پہر انجام اونکا خدا کی مغفرت
مغفرة الله ورضوانه فالظاهر من هذا الحديث ان المؤمن اذا انكر بقدر استطاعته ولم يغير
اور رضا مندی پر ہی اب اس حدیث سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرد مؤمن اگر تا بمقدور بیزار ہو اور منکر کو بند نکری
المنكر يعمه العقاب في الدنيا دون الاخرة ويدل عليه ايضا ما روى عن عائشة رض انها قالت يا رسول الله
تو اوسکو عذاب دنیا مین عام ہوگا آخرت مین نہوگا اور یہہ ہی مضمون عائشہ رض کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مینے عرض کیا یا رسول اللہ
ان الله تعالى اذا انزل سطوته باهل الارض وفيهم صالحون فيهلكون بهلاكهم فقال يا عائشة ان
اللہ تعالی جب اپنا قہر زمین کی باشندون پر اوتارتا ہی اور زمین نیکوکار بہی ہوتی ہین کیا وہ بہی اونکی ساتہہ ہلاک ہوتی ہین فرمایا یا عائشہ
الله تعالى اذا انزل سطوته باهل نقمة وفيهم صالحون فيصيبون معهم ثم يبعثون على نياتهم والمرء
اللہ تعالی جب اپنا قہر عذاب والون پر نازل کرتا ہی اور اون مین صلحاء بہی ہوتی ہین تو وہ بہی اونکی ساتہہ مصیبت مین آجاتی ہین پہر اپنی اپنی نیتون پر اوٹہیں گی اور آدمی
لا يسمى صالحا الا اذا انكر بمقدار وسعه واما من داهن ولم ينكر مع استطاعته فانه يصير من الفاسقين
صالح جب ہی ہوتا ہی کہ اپنی مقدور تک برائی سے بیزار رہی اور جسنی سستی کی اور باوجود طاقت کی بند نکیا تو وہ فاسقون مین داخل ہوتا ہی
لا من الصالحين وقد ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم للمداهن في حدود الله والواقع فيها مثلا
صلحاء مین نہین ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک مثال بیان فرمائی ہی حدود الٰہی مین سستی کرنیوالی کی اور جو حدود الٰہی مین مبتلا ہی
فقال عليه السلام مثل المداهن في حدود الله تعالى والواقع فيها مثل قوم استهموا سفينة فصار بعضهم
سو فرمایا مثال حدود الٰہی مین سستی کرنیوالی کی اور جو حدود مین مبتلا ہی ایسی ہی گویا ایک قوم نی کشتی حصہ وار لی پہر کوئی تو
في اسفلها وجاء بعضهم في اعلاها فكان الذي في اسفلها يمر بالماء على الذين في اعلاها فتاذوا به فاخذ فاسا
نیچی کی درجہ مین آیا اور کوئی اوپر کی درجہ مین آیا اور جو کہ نیچی کی درجہ مین تہا وہ اوپر والون کی پاس پانی لیتی آتا جاتا اونکو اس سے ایذا ہوئی اب اوسنی کلہاڑا لیکر
فجعل ينقر السفينة فاتوه فقالوا ما لك فقال تاذيتم بي ولا بد من الماء فان اخذوا على يديه انجوه وانجوا انفسهم
کشتی مین چہید کرنا شروع کیا وہ لوگ اوسکی پاس آکر پوچہا تو کیا کرتا ہی کہا تمکو مجہسے ایذا ہوتی ہی اور مجہکو پانی کی ضرورت ہی اب اگر اونہون نی اوسکا ہاتہہ پکڑ لیا تو اوسکو بچایا اور اپنی
وان تركوه اهلكوه واهلكوا انفسهم فانه عليه السلام قد ادرج في تمثيله هذا جملة من الفوائد منها ان الدين
جان بہی بچائی اور اگر اوسکو کہود نی دیا تو اوسکو مارا اور آپ بہی مری بیشک نبی علیہ السلام نی اس تمثیل مین بہت فائدی درج کئی ہین ایک یہہ ہی کہ دین
كالسفينة فان السفينة كما تكون سبب النجاة في الدنيا كذلك الدين يكون سبب النجاة في الاخرة ومنها ان
مثل جہاز کی ہی سو جہاز جیسے دنیا مین ڈوبنی سے بچاتا ہی ایسی ہی دین آخرت مین بچاتا ہی اور ایک یہہ ہی
سكوت اهل السفينة عمن يريد ان ينقرها كما يكون سبب هلاكهم في الدنيا كذلك سكوت المسلمين عن الفاسق
کہ کشتی والون کا چپ رہنا اوسکی حال سے جو کشتی مین چہید کیا چاہتا ہی جیسے دنیا مین اونکی ہلاکت کا سبب ہی ایسی ہی چپ رہنا مسلمانون کا فاسق کی حال سے
وعدم الانكار عليه يكون سبب هلاكهم في الدنيا والاخرة ومنها ان قول الناقر انما انقر فيما يختص بي كما لا ينجي
اور اوسپر انکار نکرنا دنیا اور آخرت مین اونکی ہلاکت کا سبب ہی اور ایک یہہ ہی کہ سوراخ کرنیوالی کا یہہ کہنا کہ مین تو اپنی حصہ مین چہید کرتا ہون جیسی
من كان في السفينة من الهلاك كذلك لا ينجي المؤمنين من الاثم والعقوبة قول الجاني انما اجني على ديني لا على
اورون کو جو کشتی مین ہین ہلاکت سے نہین بچاتا ایسی ہی اور مؤمنین کو گنہگار کا یہہ کہنا گناہ اور عقوبت سے نہین بچاتا کہ مین اپنی دین پر گناہ کرتا ہون تمہاری دین پر نہین
دينكم عليكم انفسكم ما تريدون مني لي عملي ولكم عملكم كل شاة تعلق بعرقوبها ونحو هذه الكلمات التي تجري
کرتا تم اپنی سنبہالو تمہین مجہسے کیا غرض میری لئی میرا کیا تمہارا تمہاری لئی تمہارا کیا ہر ایک بکری اپنی پانوسے بندہتی ہی اور ایسی ایسی اور باتین جو عوام

على السنة العوام الذين لا يعلمون ان شوم فعله وسوء عاقبته فساده يشمل الجميع ومنها ان قيام اهل السفينة
کی زبان پر گذرتی ہیں جو یہہ نہیں جانتے کہ نحوست اوسکی عمل کی اور انجام بد اوسکی فساد کا سب پر آتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ اہل سفینہ کا کھڑا ہوکر
ومنع من يريد خرقها كما يكون سببا لنجاة جميع اهل السفينة من الغرق كذلك قيام اهل الدين ومنع المنكر
کشتی توڑنیوالی کو منع کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو ڈوبنی سی بچاتا ہی ایسی ہی دینداروں کا مستعد ہوکر کھڑا ہونا اور منکر سی روکنا
يكون سببا لنجاة جميع المسلمين من الاثم والعقوبة ومنها ان خرق السفينة كما لا يقدم عليه الا من هو احمق
گناہ اور عقوبت سی تمام مسلمانوں کی نجات کا سبب ہوتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی کا توڑنا جیسی وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اتنا احمق ہو
يستحسن ما هو قبيح في الحقيقة ولا يعلم هلاكه كذلك لا يقدم على المعصية الا من يستحسنها ولا يعلم ما فيها
کہ اچھا بد امور کو نیک سمجھی اور ڈوبنی سی واقف نہو ایسی ہی معصیت کو وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اوسکو نیک سمجھی اور یہہ نجانی کہ اسمین
من عظيم الاثم واليم العقاب اذ لو علم يقينا انه بمعصيته يفعل في دينه من الضرر ما يفعله خارق السفينة لما
کتنا بڑا گناہ اور کیسا سخت عذاب ہی کیونکہ اگر یقینا یہہ جانتا کہ معصیت میری دین کو ایسا نقصان کرتی ہی جیسی کشتی کا توڑنیوالا کرتا ہی تو معصیت کو کبھی
اقدم عليها ابدا ومنها ان واحدا من اهل السفينة اذا انكر على الذي يريد خرقها واعترض عليه واحد منهم
اختیار نکرتا اور ایک یہہ ہی کہ کوئی اہل سفینہ مین سی جب اوس کشتی توڑنیوالیکو تنبیہ کری اب اگر کوئی اور شخص اونمین سی اسپر یہہ اعتراض کری کہ تجھی کیا کام
فان ذلك المعترض كما ينسب الى الحمق وقلة العقل وعدم العلم بعاقبة هذا الفعل من جهة كون المانع من
تو بیشک یہہ اعتراض کرنیوالا جیسی احمق اور بیوقوف اور اس حرکت کی انجام سی نادان کہلاویگا اسواسطی کہ روکنی والا
الخرق ساعيا في نجاة المعترض وغيره من الهلاك كذلك من يعترض على من يغير المنكر لا يعترض عليه الا
کشتی کی توڑنی سی معترض وغیرہ کو ہلاک ہونی سی بچاتا ہی ایسی ہی جو شخص اوسپر اعتراض کری جو منکرات سی منع کرتا ہی تو وہ اعتراض
من عظيم حمقه وقلة عقله وعدم علمه بعاقبة المعصية وشومها فان من يغير المنكر يكون قائما باسقاط الفرض
بڑی حماقت اور بیوقوفی اور معصیت کی انجام اور نحوست کی نادانی سی ہی بیشک جو شخص منکرات کو رد کرتا ہی تو وہ واسطی ادا کرنی فرض کی
المتوجه على المعترض وغيره وساعيا في نجاتهم من الاثم وخلاصهم من العقوبة ومنها ان اهل السفينة اذا سكتوا
جو معترض وغیرہ پر آئی کوشش کرتا ہی اور اونکو خطا سی بچانی اور عقاب سی چھوڑانی مین سعی کرتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی والی اگر توڑنیوالی سی
عمن يريد خرقها ولم يمنعوه فانهم كما يكونون سواء في الهلاك معه ولا يميز الخارق من غيره ولا الصالح من الطالح كذلك
چشم پوشی کرینگی اور اوسکو منع نکرینگی تو یہہ سب جس حال مین ہونگی اوسکی ساتھ ڈوبنی مین برابر ہونگی اور یہہ نہ معلوم ہوگا انمین توڑنیوالا کونسا ہی اور نہ نیک کو کونسا
اهل الاسلام اذا سكتوا عن تغيير المنكر يعمهم العذاب ولا يميز بين مرتكبه الاثم وغيره ولا بين الصالح منهم وغيره
ہی اور بدکار کونسا ایسی ہی اہل اسلام جب منکرات کی روکنی مین چشم پوشی کرینگی تو سب پر عذاب آویگا یہہ پہچان نہوگی منکر کا عمل کرنیوالا کونسا ہی اور صاف کونسا ہی اور نہ
ولذلك قال النبي عليه السلام لا تزال لا اله الا الله ينفع من قالها وترد عنهم العذاب والنقمة ما لم يستخفوا بحقها
پہچانی نیکوکار بدکار کی سو اسواسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا کلمہ لا الہ الا اللہ سدا جو سی پڑھیگا ہمیشہ فائدہ دیتا رہیگا اور اونپر سی عذاب اور قہر کو ہٹاتا رہیگا جبتک اوسکی حق کو ضعیف نکری
قالوا يا رسول الله وما الاستخفاف بحقها قال يظهر العمل بمعاصي الله تعالى فلا ينكر ولا يغير فانه عليه الصلوة والسلام
عرض کیا یا رسول اللہ اوسکا حق کیونکر ضعیف ہوتا ہی فرمایا جب اعمال بد ظاہر ہونی لگین پہر نہ کوئی اوسکو ناپسند کری اور نہ کوئی بند کری بیشک نبی علیہ السلام نی
اخبر في هذا الحديث ان ترك الانكار والتغيير يكون استخفافا بكلمة التوحيد فلا يرد العذاب عن الناطقين بها
اس حدیث مین ارشاد فرمایا کہ انکار اور تغیر کی ترک کرنی مین کلمہ توحید کی خفت ہوتی ہی سو کلمہ پڑھنی والون پرسی عذاب کو دفع نہین کریگا
لكن ينبغي ان يعلم ان الفعل الذي يجب انكاره يشترط ان يكون منكرا سواء كان من الصغائر او من الكبائر ان وجوب
لیکن یہہ بہی یاد رکہنا چاہئی کہ جس کام سی انکار کرنا واجب ہی تو اسمین شرط یہہ ہی کہ وہ مذموم ہو پہر برابر ہی صغیرہ ہو یا کبیرہ اسواسطی کہ وجوب

الانکار لا یختص بالکبائر بل یعم الصغائر ایضا ولا یشترط فی کونہ منکرا ان یکون معصیۃ فان من رای صبیا او
انکار کا کچھ کبایر ہی سی خاص نہین ہی بلکہ صغایر مین بہی چاہیئی اور منکر ہونی مین یہہ شرط نہین ہی کہ معصیت ہو اگرچہ کیونکہ جو شخص نابالغ لڑکی یا
مجنونا یشرب الخمر فعلیہ ان یریق خمرہ ویمنعہ من الشرب وکذا لو رای واحدا منہما یفعل شیئا من المنکرات
باولی کو شراب پیتا دیکہی تو اوسکو لازم ہی کہ شراب کہینک دوے اور پینی سی منع کردی اور ایسی ہی اگر کسیکو اونمین سی کوئی اور منکر عمل کرتی ہوئی دیکہی
یجب علیہ ان یمنعہ ولیس ہذا المنع لکون فعلہما معصیۃ اذ لا یسمی فعلہما معصیۃ بل لکونہ منکرا ومما
تو اوسکو واجب ہی کہ منع کری اور یہہ ممانعت اسلئی نہین ہی کہ وہ اونکی حق مین معصیت ہی اسلئی کہ نابالغ اور باولی کی اعمال معصیت نہین ہوتی بلکہ اسلئی کہ منکر ہی اور
ینبغی ان یعلم ایضا ان تغییر المنکر لا یختص بالحاکم ولا یتوقف علی اذنہم بل یجب علی کل احد بحسب استطاعتہ
یہہ بہی یاد رکہنی کی بات ہی کہ منہیات سی روکنا صرف حاکمون سی خصوصیت نہین رکہتا اور نہ اونکی اجازت پر موقوف ہی بلکہ ہر ایک پر اوسکی طاقت کی موافق ہوتا ہی
وان لم یکن ماذونا من جہتہم سواء کان رجلا وامراۃ وحرا وعبدا کما علیہ الاجماع لما روی عن ابی سعید الخدری رض
اگرچہ حاکمون کی طرف سی مامور نہو برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام چنانچہ اسپر امت کا اجماع ہوا ہی اسلئی کہ ابو سعید خدری سی روایت ہی
انہ علیہ السلام قال من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ وان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو کوئی تم مین سی منکر کو دیکہی تو چاہیئی کہ ہاتہ سی روک دی اور اگر یہہ طاقت نہو تو زبان سی روکی اور اگر یہہ بہی طاقت نہو تو دل سی برا سمجہی
وذلک اضعف الایمان فقولہ علیہ السلام فلیغیرہ امر ایجاب بالاجماع وقولہ من رای منکم عام یشمل الوجوب
اور یہہ ادنی ایمان ہی پس ارشاد علیہ السلام کا چاہیئی کہ روک دی بالاجماع امر ایجاب کی لئی ہی اور آپ کا قول جو کوئی تم مین سی دیکہی عام ہی تمام امت پر واجب ہوتا ہی
جمیع الامۃ لکن قولہ تعالی وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یدل علی
لیکن یہہ آیت اور چاہیئی کہ رہی تم مین ایک جماعت بلاتی نیک کام پر اور حکم کرتی پسند بات کو اور منع کرتی ناپسند کو یہہ دلالت کرتی ہی کہ
انہ فرض کفایۃ وفرض الکفایۃ اہم من فرض العین والاشتغال بہ افضل من الاشتغال بفرض العین لان
فرض کفایہ ہی اور فرض کفایہ کا اہتمام فرض عین سی زیادہ ہوتا ہی اور فرض کفایہ مین مشغول رہنا فرض عین کی شغل سی افضل ہوتا ہی اسواسطی
من یترک فرض العین یختص ہو بالاثم ومن یفعلہ یختص ہو باسقاط الفرض عن نفسہ واما فرض الکفایۃ
کہ جو شخص فرض عین کو ترک کریگا تو وہ ہی ایک گنہگار ہوگا اور جو شخص فرض عین کو ادا کریگا تو وہ صرف اپنی ذمہ کا فرض ادا کریگا اور فرض کفایہ
فلو ترک یاثم الجمیع ولو فعل یسقط الاثم عن الجمیع ففاعلہ ساع فی صیانۃ جمیع الامۃ عن الاثم ولا شک ان من قام
اگر ترک کریگا تو تمام امت گنہگار ہوگی اور اگر فرض کفایہ ادا کریگا تو تمام امت گناہ سی بچیگی پس فرض کفایہ کا ادا کرنیوالا تمام امت کو گناہ سی بچانی مین سعی کرتا ہی اور بیشک جو شخص
مقام جمیع المسلمین فی اقامۃ مہم من مہمات الدین یکون افضل ولذلک قال النبی علیہ السلام من امر بالمعروف
ضروری امر دینی کی قایم کرنی مین تمام مسلمانون کا قایم مقام ہو دی وہ بہت بہتر ہی اسی واسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص نیک کام سکہا دی اور
ونہی عن المنکر فہو خلیفۃ اللہ تعالی فی ارضہ وخلیفۃ کتابہ ورسولہ وانما کان کذلک لان الانبیاء ما بعثوا
بد کام سی روکی بس وہ زمین مین اللہ تعالی کا اور اوسکی کتاب اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہہ خلافت اسلئی ہی کہ انبیاء علیہم السلام اسی واسطی مبعوث ہوئی ہین
الا للامر بالمعروف والنہی عن المنکر وذلک وظیفتہم التی جاؤا بہا فمن تبعہم فیہا وامر ونہی یکون نائبا عنہم فی ہذا
کہ نیک کام سکہاوین اور بد کام سی روکین اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو لائی ہین اس باب مین جو اونکا پیرو ہو کر نیک کام سکہاوی اور بد کام سی روک دے وہ ہی
الامر العظیم وتلی منزلتہ منزلتہم فی ہذا الخطب الجسیم سواء کان حاکما او ماذونا من جہتہ او غیر ماذون نعم من
اس امر عظیم مین اونکا نائب ہوویگا اور اسکا مرتبہ اس کام معظم مین اونکی مرتبہ تک پہنچ جاویگا برابر ہی کہ وہ حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متعین ہو یا غیر متعین ہان جو شخص
کان حاکما او ماذونا من جہتہ یتعین علیہ ذلک ویکون لہ من اقامۃ الحدود والتعزیر ما لیس لغیرہم من المسلمین
حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متعین ہو تو اوسکا یہہ ذمہ ہی اور اوسکو بسبب انتظام حدود اور تعزیر کی اتنا ثواب ہوگا جو اور کسی مسلم کو نہوگا

واذا اصمل فعلى كل مسلم ان يامر بالمعروف وينهى عن المنكر بقدر طاقته ثم ان كان الوالي راضيا به فبها وان لم

اور جب وہ سستی کریں تو پھر ہر ایک مسلمان کو لازم ہی کہ امر بالمعروف اور منکر سی ممانعت اپنی مقدور موافق کیا کری پھر اگر حاکم اسپر خوش ہو تو کیا بات ہی اور اگر

يكن راضيا بل كان ساخطا فسخطه منكر يجب الانكار عليه لان العلماء قد فهموا من العمومات الواردة في الامر

راضی نہو بلکہ ناخوش ہو تو اوسکی ناخوشی بھی منکر ہی اس سی بھی انکار چاہیی اوسلئی کہ علما اون عمومات سی جو درباب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وارد ہیں

بالمعروف والنهي عن المنكر دخول الامراء والسلاطين تحت تلك العمومات فكيف يحتاج الى اذنهم في الانكار عليهم

یہہ ہی سمجھتی ہیں کہ امرا اور سلاطین ان عمومات کی تلی داخل ہیں پھر اونکی اجازت اونکی عمل کی بند کرنی مین کیا حاجت ہی اور سلف کی عادت میں

وقد كان من عادات السلف الانكار على الامراء والسلاطين كما روي ان المامون بن هارون الرشيد بلغه ان رجلا

تنبیہ کرنا امرا اور سلاطین کا مقرر تہا چنانچہ روایت ہی کہ مامون بن ہارون رشید نی یہہ سنا کہ ایک شخص

يمشي في الناس ويامرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر ولم يكن مامورا بذلك من عنده فامر ان يدخل عليه فلما قام بين

لوگون مین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا پھرتا ہی اور مامون کی طرف سی اوسکو یہہ حکم نہتا سو مامون نی اوسکو طلب کیا جب وہ سامنی آکر کھڑا ہوا

يديه قال بلغني انك رايت نفسك اهلا للامر بالمعروف والنهي عن المنكر وكان المامون جالسا على كرسيه ينظر

تو مامون نی کہا میں سنا ہی تو اپنی تئین لایق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی سمجھتا ہی اور مامون کرسی پر بیٹہا ہوا کتاب کا مطالعہ کرتا تہا

في كتاب فغفل فوقع منه الكتاب وصار تحت قدمه من حيث لا يشعر فقال له الرجل ارفع قدمك عن اسماء الله ثم

سو ایسا بھولا اس ہوا کہ کتاب اوسکی ہاتہہ سی گر کر پاؤن کی تلی آگئی ایسا کہ مطلق اوسکو خبر نہوئی تو اوس شخص نی کہا اللہ کی نام پر سی اپنا پاؤن اوٹہالی پہر

قل ما شئت ولم يفهم المامون مراده فقال ماذا تقول حتى عاده ثلثا ولم يفهم فقال هل ترفع ام تاذن لي حتى ارفع

جو چاہی سو کہنا مامون اوسکی مراد کو نہ سمجہا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اوس شخص نی تین بار یہہ ہی کہا پر وہ نہ سمجہا پہر اوس شخص نی کہا کیا تو اوٹہاتا ہی یا مجہی اجازت دیتا ہی کہ میں

فقال ذنت فلما توجه الرجل الى الرفع نظر المامون فراى الكتاب تحت قدمه واخذه وقبله ثم عاد وقال لم تامر بالمعروف

اوٹہا دون مامون نی کہا میں اجازت دی جب وہ شخص اوٹہانی کو جہکا تو مامون نی دیکہا کہ کتاب پاؤن تلی آگئی ہی پہر آپ ہی اوٹہا کر چوم لی پہر وہ ہی کہنی لگا تو کیون امر بالمعروف

وتنهى عن المنكر وقد جعل الله ذلك الينا ونحن من الذين قال الله تعالى فيهم الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ

اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہہ کار تو اللہ تعالی نی ہمکو دیا ہی اور ہم لوگ ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی وہ کہ اگر ہم اونکو مقدور دین ملک میں کہڑی کرین نماز

وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ فقال رجل صدقت يا امير انت كما وصفت نفسك من السلطان والتمكن

اور دین زکوۃ اور حکم کرین بہلی کام کا اور منع کرین بری سی تب اوس شخص نی کہا امیر المؤمنین تو سچا ہی جیسا اپنا وصف بیان کرتا ہی صاحب سلطنت اور صاحب مکنت پہر

غير انا اعوانك واولياءك فيه لا ينكر ذلك الا من لا يعرف كتاب الله تعالى وسنة رسوله اما الكتاب فقوله تعالى

ہم تمہاری اس باب میں مددگار اور ساتہی ہین اس امر کا وہ ہی انکار کرتا ہی جو اللہ تعالی کی کتاب اور اوسکی رسول کی حدیث کو نہیں جانتا قرآن میں یہہ آیت ہی

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ واما السنة فقوله عليه السلام

اور ایمان والی مرد اور عورتین ایک دوسری کی مددگار ہین سکہاتی ہین نیک بات اور منع کرتی ہین بری سی اور حدیث علیہ السلام کا یہہ ارشاد ہی

المؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا وهذا كتاب الله وسنة رسوله فان انقدت لهما شكرت لمن اعانك بجزء منهما

مسلمان مثل عمارت کی ایک دوسری مین گتہی ہوئی ہین یہہ ہی کتاب اللہ کی اور حدیث اللہ کی رسول کی پس اگر تو ان دونو کا مطیع ہی تو اپنی مددگار کا شکر گذار ہوگا انمین سی جسنے

وان لم تنقد لهما لزمك منهما فان الذي اليه امرك وبيده عزك قد شرط ان لا يضيع اجر من احسن عملا فقل الان ما

اور اگر تو ان دونون کا مطیع نہین تو ان دونون کا وبال تیری سر ہی بیشک جسکی طرف تیرا مآل ہی اور جسکی ہاتہہ مین تیری عزت ہی اوسنی شرط کی ہی کہ نیکو کار کا اجر ضایع نہین کرتا اب جو

شئت فتعجب المامون من كلامه وسر به وقال مثلك يليق ان يامر بالمعروف وينهى عن المنكر فامض على ما كنت عليه

چاہو سو کہو پہر مامون کو اوسکی کلام سی تعجب آیا اور اوس سی خوش ہو کر کہا تجہ سی شخص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لایق ہی جا اپنا وہ ہی کام کئی جا

فاستر

فاستمر الرجل على ذلك وقد جرى كثير من ذلك الجماعة من السلف وقالوا ليس من مقتضى رحمة اهل المعاصي ترك
سو وہ شخص اوسی حال پر رہا اور ایسی بہت لوگ سلف مین گذری ہین وہ یہہ کہتی ہین گنہگارون پر رحمت کا مقتضی یہہ نہین کہ اونکو منع نہ کری
الانكار عليهم وعدم التعرض لهم بل من كمال الرحمة لهم الانكار عليهم وردهم الى منهج القويم والصراط المستقيم فان المؤمن
اور اونکی حال سی متعرض نہو بلکہ اونکی حال پر بڑی رحمت یہی ہی کہ اونکو منع کرتا رہی اور اونکو روککر شاہ راہ استوار اور طریق راست پر لاوی کیونکہ ایمان والا
اذا سمع باسير من اسارى المسلمين في ارض العدو يرحمه ويبذل ماله ونفسه في تخليصه فكيف لا يجتهد في تخليص
جب سنتا ہی کہ کوئی شخص مسلمان دشمن کی ملک مین قید ہوگیا ہی تو اوسپر رحمت کرتا ہی اور اپنا مال اور جان اوسکی چہڑانی مین لگاتا ہی پہر اپنی بہائی مسلمان کی چہڑانی اور بچانی مین
اخيه المسلم وانقاذه اذا رآه اسير نفسه وشيطانه وهما اعدى عدوه فان اعرض عنه وترك اسيرهما
کیونکر سعی نہ کریگا جب اوسکو نفس اور شیطان کا قیدی دیکھتا ہی اور یہہ دونو سب سی بڑی دشمن ہین اب جو اس سی بی پروائی کری اور مسلم کو نفس اور شیطان کی قید مین
فذلك من جهله فان المؤمن بانقاذ اسير من يد عدوه الاصغر يكون ثوابه ما ذكره الله تعالى في كتابه بقوله
قید رہنی دی یہہ اوسکی جہالت ہی کیونکہ مؤمن کو چہوٹی سی دشمن کی ہاتہ سی قیدی کی چہڑانی مین تو یہہ ثواب ہوتا ہی جسکا اللہ تعالی اپنی کتاب مین بیان کرتا ہی
وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا فما ظنك بمن انقذ اسير المعاصي من يد عدوه الاكبر وقد اقام العلماء
اور جسنی جلائی ایک جان تو گویا جلایا سب لوگون کو پہر تیرا خیال کدہر ہی اوسکی حق مین جو معاصی کی قیدی کو بڑی دشمن کی ہاتہ سی خلاصی دی اور بیشک علما نی
الامر بالمعروف والنهي عن المنكر مقام جهاد لان منع المسلمين من المعاصي التي تفضي الى دخول النار افضل
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قائم مقام جہاد کا ٹہرایا ہی اسواسطی کہ مسلمانون کا معاصی سی روکنا جو دوزخ مین کہینچ لیجاوی کفار کی قتال سی
من قتال الكفار فكما لا يجوز في الجهاد ان يفر واحد من اثنين كذلك في الامر بالمعروف والنهي عن المنكر من راى
بہت بہتر ہی اب جیسی جہاد مین یہہ جایز نہین کہ ایک شخص دو کی مقابلہ سی بہاگ جاوی ایسی ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین جو کوئی دو شخصونکو
رجلين على منكر لا يجوز له ان يتركهما على منكر بل يجب عليه ان يامر وينهى وان كانوا اكثر وخاف على نفسه
کسی کار منکر پر دیکہی تو اوسکو جایز نہین کہ اونکو منکر پر متوجہ رہنی دی بلکہ اوسکو واجب ہی کہ مواخذہ کری اور اگر زیادہ ہون اور یہہ اپنی جان کا خوف کری
فهو في سعة من تركهم لكن الانكار اولى وافضل اذ قد قيل من قدر على انكار المعاصي مع الخوف على نفسه كان
تو اوسکو گنجایش ہی کہ چپ ہو رہی پر منع کرنا تو بہی اولی اور افضل ہی اسواسطی کہ کہتی ہین جسکو معاصی کی بند کرنیکی طاقت ہو پر جان کا خوف ہو
انكارها مندوبا اليه ومحثوثا عليه لان المخاطرة بالنفوس في اعزاز الدين مامور بها كما في قتل الكفار والبغاة
تو اوسکی ممانعت محبوب ہی اور نہایت مرغوب کیونکہ واسطی عزت دین کی جان کو خطرہ مین ڈالنا بہی فرمان برداری ہی جیسی کفار اور باغیون کی قتل مین
وقد روى ان رجلا سال النبي عليه السلام اي الجهاد افضل فقال كلمة حق عند سلطان جائر فانه عليه السلام
اور روایت ہی کہ کسی شخص نی نبی علیہ السلام سی پوچہا کونسا جہاد افضل ہی فرمایا حق بات زبردست حاکم کی سامنی بیشک نبی علیہ السلام نی
جعل كلمة حق عند سلطان جائر افضل الجهاد لان قائلها يجود نفسه لاعلاء كلمة الحق ونصرة الدين مع كف
حق بات کو زبردست حاکم کی سامنی جہاد سی افضل ٹہرایا اسواسطی کہ حق بیان کرنیوالا واسطی بلندی کلمہ حق اور امداد دین کی اپنی جان تک درگذر نہین کرتا باوجودیکہ اوسکا ہاتہ
يده عنه بخلاف من يلاقي عدوه في القتال فانه يبسط يده اليه ويرجو ان يغلبه ويقتله فلا يكون بذله
بندہی برخلاف اوسکی جو صف جنگ مین دشمن کا مقابلہ کرتا ہی کیونکہ یہہ تو دشمن پر ہاتہ چلاتا ہی اور امید کرتا ہی کہ غالب ہوکر اوسکو مار ڈالی سو اس حالت مین
لنفسه مع رجاء سلامتها كمن يبذلها مع ياسه من سلامتها لكن ينبغي ان يراعي فيه التدريج فيبدا في الانكار
جان کا آگی کردینا باوجود امید سلامتی کی اوسکی برابر نہین جو باوجود خوف سلامتی کی جان آگی کردیتا ہی لیکن لایق یون ہی کہ اس باب مین آہستگی اور سہولت کی رعایت رکہی پہلی پہل
اولا بالاسهل والارفق فانه يبدا اولا بالوعظ والنصيحة والتخويف بالله تعالى وينظر الى العاصي بنظر الرحمة
ممانعت بطور سہل نرمی کی ساتہہ شروع کری پہلی وعظ اور نصیحت کرنی شروع کری اور اللہ تعالی سی ڈراوی اور عاصی کی حق مین رحمت کی نظر کری

ويرى اقدامه على المعصية مصيبة على نفسه لكون المسلمين كنفس واحدة فان امرته بالمعروف ونهيته عن المنكر
اور معصیت میں اوسکا مبتلا ہونا اپنی مصیبت سمجھی کیونکہ مسلمان تمام مانند ایک جان کی ہیں اب جسکو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی
فهو على شفير جهنم فاياك ان تدفعه فترمي به في قعر جهنم اذ قد يتعلق بك فتقع معه فيها وذلك انك ان امرته
پس وہ دوزخ کی کنارہ پر لگا ہوا ہی سو بیچارہ ایسا نہو کہ اوسکو دھکا دیکر دوزخ کی تہ میں پھینک دی اسواسطی کہ شاید تجھسی لپٹ جاوی پہر تو بھی اوسکی ساتھ جاوی یہ اسطرح
بالغلظة والعنف اول مرة فلعله يتعدى عليك بالاذى باليد واللسان فتكون قد زدته شرا على شره فتهلكه
کہ اگر تو نی پہلی ہی اوسکو سختی اور شدت سی کہا تو شاید وہ تجھہ پر جور کری ہاتھہ سی اور زبان سی ایذا دی اب تو نی خرابی پر خرابی زیادہ کی اب تو نی اپنی جان ہلاک کر کر
بعد اهلاك نفسك واما اذا لم يرجع بالوعظ والنصيحة وعلم منه الاصرار على المعصية فلا بد ان يغلظ له
اوسکو ہلاک کیا ہاں اگر وعظ اور نصیحت سی باز نہ آوی اور معلوم ہو کہ معصیت پر جم رہا ہی اب ناچار ضرور ہی کہ سختی سی کہا جاوی
الكلام ويسب من غير فحش مثل ان يقال يا فاسق يا جاهل يا احمق يا ظالم نفسه يا من لا يخاف الله تعالى و
اور ایسا برا کہی جسمیں فحش نہو مثلا یہ الفاظ کہی ای فاسق ای جاہل ای بی وقوف ای اپنی جان کی دشمن ای وہ شخص جو خدا سی نہیں ڈرتا
نحو هذا الكلام ويراعي فيه الصدق فان مثل هذا الكلام صدق في الحقيقة اذ كل من يرتكب المنكر فاسق جاهل
ایسی ہی اور لفظ اور اسمیں سچ کی رعایت کرتا رہی بیشک یہ الفاظ حقیقت میں سچی ہیں اسواسطی کہ جو شخص گناہ کو اختیار کرتا ہی فاسق جاہل
احمق لان الاحمق من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله تعالى كما ورد في الحديث وليحترز من استرسال الغضب
احمق ہوتا ہی کیونکہ احمق وہی ہی جو اپنی جان کو ہوا کی تابع کردی اور خدا سی آرزوئیں مانگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی اور لازم ہی کہ غصہ کی ماری کلام ناجائز نہ کہنی لگی
وخروج الكلام الى ما لا يجوز مما هو كذب صريح وفحش قبيح ومن لم يتمكن من ازالة المنكر الا بضرب مرتكبه
جو کہ صاف جھوٹھ ہو اور فحش قبیح اور جس سی دور کرنا منکر کا بدون زد و کوب گنہگار کی نہیں ہو سکتا
فليضرب بيده ورجله ونحو ذلك فاذا اندفع المنكر يجب ان يكف وليحذر مما يفعل كثير من الناس من الاسترسال
تو چاہی کہ گھونسا لات وغیرہ ماری پہر جب وہ منکر چھوٹ جاوی تو واجب ہی کہ باز رہی اور اس سی بچتا رہی جو اکثر لوگ بعد دور ہونی منکر کی مار پیٹ میں
في الضرب بعد زوال المنكر فان ذلك ليس الا للحاكم ومن لم يستطع ان يغير المنكر بيده ولا بلسانه يكره له تحريما
زیادتی کرتی ہیں یہہ مرتبہ حاکم کا ہی اور جو شخص منکر کو دور نہیں کر سکتا نہ ہاتھہ سی اور نہ زبان سی تو اوسکو مکروہ تحریمی ہی
ان يذكر مساوي اخيه المسلم لاحد سوى اهل القوة يقدر على منعه لانه اذا لم يطع الله تعالى بازالة المنكر فلا يعصيه
کہ اپنی بہائی مسلمان کی عیوب کسیکی سامنی کہتا پہری سوای ایسی صاحب طاقت کی جو اوسکی روکنی کی طاقت رکہتا ہو اسلئی کہ جب اللہ تعالی کی فرمان برداری منکر کی دور کرنی میں
بغيبة المسلم

المجلس الرابع والاربعون في بيان صلوة الكسوف والخسوف في ظهور الامور المخوفة

نہ کی تو مسلمان کی غیبت کر کر نافرمانی بہی نہ کری چوالیسویں مجلس سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کا بیان ہر وقت ظاہر ہونی امور ہولناک کی
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله تعالى لا يخسفان بموت احد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی دو نشانیاں ہیں نشانیوں میں سی کسیکی موت
ولا لحيوته فاذا رايتم ذلك فاذكروا الله تعالى هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عبد الله بن عباس
اور جینے کی سبب سی نہیں گہتی جب تم ایسا نشان دیکھو تو اللہ کی یاد کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی عبد اللہ بن عباس کی روایت سی
وسبب وروده على ما جاء في حديث اخر رواه ابو مسعود الانصاري ان الشمس انكسفت يوم مات ابراهيم ابن رسول
اور سبب ارشاد اس حکم کا موافق اوس مضمون کی جو اور حدیث میں ابو مسعود انصاری کی روایت سی آیا ہی یہہ ہی کہ جس روز ابراہیم ابن رسول اللہ موا سورج گہن ہوا
الله فقال الناس انكسفت لموته فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله تعالى
تو لوگ کہنی لگی ابراہیم کی مرنے سی سورج گہن ہوا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک آفتاب اور مہتاب اللہ تعالی کی نشانیوں میں سی دو نشانیاں ہیں

لا ينكسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رأيتم شيئا من هذه الافزاع فافزعوا الى الصلوة فانه عليه

کسیکی موت اور حیات پر نہین گہنتی جب تم کچہ ایسی ہون اور خوف دیکہو تو نماز پڑہنی شروع کرو پس نبی علیہ السلام نی

السلام قد امر في هذا الحديث بالصلوة عند ظهور شيء من هذه الاهوال التي من جملتها كسوف الشمس

اس حدیث مین بروقت ظاہر ہونی ایسی ایسی اہوال کی جنمین سورج گہن بہی داخل ہی نماز کا حکم فرمایا

وعلم من هذا ان المراد من الامر بذكر الله تعالى في الحديث السابق الامر بالصلوة فانه عليه السلام

اور اس سی یہ معلوم ہوا کہ مراد یاد الٰہی سی جو پہلی حدیث مین مذکور ہی نماز کا حکم ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی

قد صلاها بالجماعة وكان القياس ان تكون صلوة الكسوف واجبة كما ذهب اليه بعض العلماء

صلوۃ کسوف جماعت سی پڑہی ہی اور قیاس مین آتا ہی کہ صلوۃ کسوف واجب ہو چنانچہ بعضی علماء کا یہی مذہب ہی

واختاره صاحب الاسرار لكون الامر للوجوب لكن الجمهور قالوا انها سنة لانها ليست من شعائر

اور صاحب اسرار نی یہی اختیار کیا ہی اسواسطی کہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی پر جمہور علما سنت کہتی ہین کیونکہ یہ نماز اسلام کی نشانیون سی نہین ہی

الاسلام وانما توجد بعروض الكسوف الا انه عليه السلام لما صلاها بالجماعة كانت سنة مشروعة

بلکہ جب ہی ہوتی ہی کہ عارضہ گہن کا ہو مگر ان نبی علیہ السلام نی جو یہ نماز جماعت سی پڑہی ہی تو سنت ہی جماعت سی بلا کراہت

بالجماعة من غير كراهة وحملوا الامر على الندب فعلى هذا ينبغي لامام الجمعة اذا انكسفت الشمس ان يصلي

درست ہی اور علماء نی اس امر کو استحباب کی لئی رکہا اس بیان کی موافق امام جمعہ کو لازم ہی کہ جب سورج گہن ہووی تو ہمراہ لیکر [illegible]

بالناس في الجامع او في المصلى ركعتين كل ركعة بركوع واحد كهيئة النافلة بلا اذان ولا اقامة ولا

مسجد جامع مین یا عیدگاہ مین دو رکعت پڑہی ہر یک رکعت مین ایک ایک رکوع کری جیسی [illegible]

خطبة ويقرأ فيهما ما شاء من القرآن ويخفي القراءة عند ابي حنيفة وعندهما يجهر [illegible] تطويل

خطبہ اور اون دونون رکعت مین جتنا چاہی قرآن پڑہی اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک قرارت چپکی سی پڑہی [illegible]

القراءة فيهما لان فيه متابعة النبي عليه السلام اذ قد ثبت ان قيامه عليه السلام كان في الركعة الاولى

تطویل قرارت افضل ہی اسلئی کہ اسمین نبی علیہ السلام کی متابعت ہی اسواسطی کہ ثابت ہوچکی ہی کہ نبی علیہ السلام کا [illegible]

بقدر قراءة سورة البقرة وفي الثانية بقدر سورة آل عمران ويجوز تخفيفهما لان السنة استيعاب

بقدر قرارت سورۂ بقرہ کی تہا اور دوسری رکعت مین بقدر قرارت سورۂ آل عمران کی تہا [illegible]

الوقت بالصلوة والدعاء لما روى عن مغيرة بن شعبة انه عليه السلام قال ان الشمس والقمر آيتان

اور دعا مین وقت کا پورا کردینا ہی اسواسطی کہ مغیرہ بن شعبہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ سورج [illegible]

من آيات الله تعالى لا ينكسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رأيتموها فادعوا الله تعالى وصلوا حتى

دو نشانیان ہین نہ کسیکی موت پر گہنتی ہین اور نہ کسیکی حیات پر جب تم اوسکو دیکہو تو اللہ تعالی سی دعا مانگو اور نماز پڑہو

تنجلي الشمس وهذا الحديث يفيد استيعاب الوقت بالصلوة والدعاء فان خفف احدهما يطول الآخر

کہ سورج صاف ہوجاوی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ نماز اور دعا مین وقت کا پورا کرنا چاہیی اگر ایک رکعت چہوٹی کروی تو دوسری کو بڑہاوی

وبعد الصلوة يدعو حتى تنجلي الشمس لان السنة في الادعية تاخيرها عن الصلوة ثم هو في الدعاء

اور نماز کی بعد اتنی دعا مانگی کہ سورج صاف ہوجاوی اسواسطی کہ طریق مسنون دعاؤن مین دعا نماز کی پیچہی ہی پہر امام کو دعا مانگنی مین

مخير ان شاء دعا جالسا مستقبل القبلة وان شاء دعا قائما مستقبل الناس بوجهه او مستقبل القبلة

اختیار ہی چاہی بیٹہ کر روبقبلہ دعا مانگی اور چاہی کہڑا ہوکر لوگون کی طرف منہ کرکر یا روبقبلہ ہوکر دعا مانگی

والناس قاعدون مستقبلو القبلة على كل حال وان لم يوجد امام الجمعة يصلي الناس فرادى ان شاءوا
اور لوگ بہرحال رو بقبلہ بیٹھی رہیں اور اگر امام جمعہ موجود نہو تو سب لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں چاہیں تو دو رکعت
ركعتين وان شاءوا اربعا لان هذه الصلوة تطوع والاصل في التطوعات ذلك وكذا في خسوف القمر
اور چاہیں چار رکعت کیونکہ یہہ نماز نفل ہی اور نوافل میں یہی قاعدہ ہی اور ایسی ہی چاندگہن میں
يصلي الناس فرادى وليس فيه جماعة لتعذر الاجتماع بالليل وربما يكون سببا للفتنة بل يصلي كل واحد
لوگ جدا جدا نماز پڑھیں چاندگہن کی نماز میں جماعت نہیں ہی اسلئی کہ رات کی وقت آدمیوں کا جمع ہونا دشوار ہی اور بعضی وقت اسمین فساد ہو سکتا ہی
بنفسه وكذلك في انتثار الكواكب والضوء الهائل بالليل والظلمة الهائلة بالنهار والرياح الشديدة والامطار
بلکہ ہر ایک اپنی نماز پڑھہ لی اور ایسی ہی ستارہ ٹوٹنی میں اور خوفناک روشنی میں رات کو اور خوفناک اندھیری میں دن کو اور سخت آندھیوں میں
الدائمة والصواعق والزلازل وعموم الامراض والخوف الغالب من العدو ونحو ذلك من الافزاع و
اور متصل مینہ میں اور بجلی گرنی میں اور بھونچال میں اور وبا پھیلنی میں اور دشمن کی سخت خوف میں اور سوا اسکی اور جو ہو خوفناک امور اور
الاهوال يصلي كل واحد بنفسه لعموم قوله عليه السلام فاذا رأيتم شيئا من هذه الافزاع فافزعوا
خوفناک اوقات میں ہر ایک اپنی اپنی نماز پڑھہ لی واسطی عموم ارشاد نبی علیہ السلام کی جب تم دیکھو ایسا خوفناک امر تو دوڑ کر نماز شروع کرو
الى الصلوة فان كل ذلك من الايات المخوفة التي يخوف الله تعالى بها عباده كما قال الله تعالى وما نرسل بالايات
کیونکہ یہہ سب نشانیاں خوف کی ہیں جس سی اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور نشانیاں جو ہم بھیجتی ہیں
الا تخويفا وجاء في الحديث انه عليه السلام قال هذه الايات التي يرسل الله تعالى بها لا تكون لموت
سو [illegible] اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ وہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالی بھیجا کرتا ہی یہہ کسیکی موت
احد ولا لحيوته ولكن يخوف بها عباده فاذا رأيتم شيئا من ذلك فافزعوا الى ذكر الله تعالى ودعائه
اور کسیکی حیات پر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی جب تم انمیں سی کوئی بات دیکھو تو دوڑ کر خدا کی یاد اور دعا اور استغفار کرو
واستغفاره وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله تعالى
اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سی دو نشانیاں ہیں
لا ينخسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رأيتم ذلك فادعوا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا فان كل خير
کسیکی موت اور کسیکی حیات سی نہیں گہتی جب تم یہہ حال دیکھو تو اللہ سی دعا مانگو اور بڑائی اسکی یاد کرو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو کیونکہ ہر طرح کی خیرخیرات
في مثل هذه الاهوال والافزاع مامور به لكون الخيرات دافعة للبليات وروى عن ابن عمر انه عليه السلام
ایسی خوف اور ہول کی وقت موافق حکم کی ہی اسلئی کہ خیرات بلیات کو دفع کرتی ہی اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
كان اذا سمع صوت الرعد والصواعق يقول اللهم لا تقتلنا بغضبك ولا تهلكنا بعذابك وعافنا قبل ذلك
جب [illegible] کی آواز سنتی تو کہتی الہی مار اپنی غضب سی مت قتل کر اور اپنی عذاب سی مت ہلاک کر اور ہمکو اس سی پہلی معاف کر
وروى عن عائشة رضي الله عنها انه كان اذا ابصر سحابا ترك عمله واستقبله وقال اللهم اني اعوذ بك من
اور [illegible] کہ نبی علیہ السلام جب ابر دیکھتی تو کام چھوڑ کر اوسکی طرف متوجہ ہوتی اور یہہ کہتی الہی میں تیری پناہ لیتا ہوں
شر ما ارسل به فان كشفه الله تعالى حمد الله تعالى وان مطر قال اللهم سقيا نافعا وروى عن عائشة ايضا
[illegible] سی جو اس میں ہی پہر اگر اللہ تعالی اوسکو کہول دیتا تو اللہ کی حمد کرتی اور اگر برستا تو یہہ کہتی الہی پانی [illegible] فائدہ مند اور حضرت عائشہ سی یہہ روایت ہی
انه عليه السلام كان اذا عصفت الريح قال اللهم اني اسئلك خيرها وخير ما فيها وخير ما ارسلت به واعوذ
[illegible] کہ نبی علیہ السلام [illegible] الہی میں تجھسی اسکی بہلائی مانگتا ہوں اور اوسکی بہلائی جو اوسکی اندر ہی اور وہ کی بہلائی جو اسکی ساتہ بھیجا

بك من شرها وشر ما فيها وشر ما ارسلت به وروى عن ابن عباس ان رجلا لعن الريح عند النبى عليه
اور اسکی برائی سی تیری پناہ لیتا ہوں اور اوسکی برائی سی جو اسکی اندر ہی اور اوسکی برائی سی جو اوسکی ساتھ تونی بہیجا ہی اور ابن عباس سی روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام
فقال له النبى عليه السلام لا تلعن الريح فانها مامورة وانه من لعن شيئا ليس له باهل رجعت اللعنة عليه
سامنی ہوا پر لعنت کی تب نبی علیہ السلام نی فرمایا لعنت مت کر ہوا کو کیونکہ وہ ماموری اور حال یہ ہی کہ جو شخص کسی شئی پر لعنت کری کہ وہ قابل لعنت کی نہو تو وہ لعنت اوسی پر پڑتی ہی
وروى عن ابى هريرة انه قال الريح من روح الله تاتى بالرحمة والعذاب فلا تسبوها واسئلوا الله خيرها
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہوا ایک حکم الٰہی ہی کبھی رحمت لاتی ہی اور کبھی عذاب سو اسکو برا نکہو اور خدا تعالیٰ سی اسکی بہلائی مانگو
وعوذوا من شرها يعنى ان الريح من الاشياء التى تجئ من عند الله تعالى كالمطر والبرودة والحرارة وغير
اور اسکی شر سی خدا کی پناہ لو مراد یہ ہی کہ ہوا وہ شی ہی جو خدا کی طرف سی آتی ہی جیسی مینہ اور سردی اور گرمی اور سوای
ذلك تجئ تارة للرحمة وتارة للعذاب فاذا كان مجيئها بامر الله تعالى فلا يجوز سبها بحصول ضرر منها
اسکی کبھی رحمت کی واسطی اور کبھی عذاب کی واسطی جب اسکا آنا خدا تعالیٰ کی حکم سی ہوا تو اسکو برا کہنا جائز نہیں اگرچہ اوسی ضرر حاصل ہو
بل سبيل العباد فيما يتوهم منها الالتجاء الى الله والاعتصام بحبله والاستعاذة به من شرها ومن شر
بلکہ بندہ کو جب اسمین کچھ وہم پیدا ہو تو لازم ہی اللہ تعالیٰ کی طرف التجا کرنا اور اوسکی رسی کو مضبوط پکڑنا اور اوسکی شر سی اور جو اوسکی اندر ہی اوسکی شر سی
ما فيها كما روى عن ابى بن كعب انه عليه السلام قال لا تسبوا الريح فاذا رايتم ما تكرهون فقولوا اللهم
پناہ لینی چنانچہ ابی بن کعب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہوا کو برا مت کہو جب تمکو کچھ مکروہ معلوم ہو تو یہ کہا کرو الٰہی
انا نسالك خير هذه الريح وخير ما فيها وخير ما امرت به ونعوذ بك من هذه الريح وشر ما فيها وشر
ہم تجھسی اس ہوا کی خوبی مانگتی ہیں ... اور پناہ لیتی ہیں اس ہوا کی برائی سی اور اوسکی اندر کی برائی سی
ما امرت به وكذا من نزل منزلا يستعيذ بالله تعالى لما روى انه عليه السلام قال من نزل منزلا فقال
جو تونی اوسکو حکم دیا اور ایسا ہی جو کوئی کسی مکان میں داخل ہو اللہ سی پناہ لی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مکان کی اندر جاکر یہ پڑہی
اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضره شئ حتى يرتحل منه منزلا وروى عن ابن عباس انه عليه السلام
کہ پناہ لیتا ہوں بوسیلہ اللہ تعالیٰ کی کلمات پوری کی مخلوق کی برائی سی تو اوسکو کوئی ضرر نہیں ہوتا جبتک کہ وہاں سی دوسری جگہ نہ جاوی اور ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
كان يقول عند الكرب لا اله الا الله العظيم الحليم لا اله الا الله رب العرش العظيم لا اله الا الله رب
سختی کی وقت فرمایا کرتی تہی نہیں کوئی معبود سوا اللہ عظیم بردبار کی نہیں کوئی معبود سوای اللہ رب عرش بزرگ کی نہیں کوئی معبود سوای اللہ پروردگار
السموات السبع ورب الارض ورب العرش الكريم وفهم من هذا الحديث ان ذكر الله تعالى واوصافه العظام
ساتوں آسمان کی اور پروردگار زمین اور پروردگار عرش بزرگ کی اس حدیث سی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اسکی بزرگ اوصاف کا ذکر
سبب لزوال الغم وقد روى انه عليه السلام قال الا اخبركم بشئ اذا نزل بكم كرب او بلاء فدعا به فرج عنه
عقوبت کو دور کرتا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ... کہ جب تمپر کوئی سختی یا بلا آوی ...
قيل بلى يا رسول الله قال دعاء ذى النون لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين فاستجبنا له
کسی نی عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا دعا یونس علیہ السلام کی کوئی معبود نہیں سوا تیری تو پاک ہی بیشک میں ظالموں میں تہا ... ہم نی اوسکی دعا قبول کی
ونجيناه من الغم وكذلك ننجى المؤمنين وروى انه عليه السلام قال ما من مكروب يدعو بهذا الدعاء
بچا دیا اوسکو غم سی اور یونہیں ہم بچا دیتی ہیں ایمان والوں کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہیں کوئی مصیبت والا کہ یہ دعا پڑہی
الا استجيب له يسر نا الله تعالى دعوة مستجابة بلطفه وكرمه

المجلس الخامس والاربعون

مگر قبول ہی ہوگی ... دعا مستجاب اپنی لطف اور کرم سی سہل کیجو
پینتالیسویں مجلس میں

فی بیان مسنونیۃ صلوۃ الاستسقاء عند امساک المطر قال رسول اللہ صلی اللہ
بیان مسنون ہونی نماز استسقا کا بوقت خشکی بارش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
علیہ وسلم لیست السنۃ بان لا یمطروا ولکن السنۃ ان تمطروا ولا تنبت الارض شیئا ھذا الحدیث من صحاح
فرمایا کال اس سی نہین پڑتا کہ مینہہ نہ برسی بلکہ کال اس سی پڑتا ہی کہ مینہہ تو برسی پر زمین سی کچھہ پیدا نہو یہہ حدیث مصابیح کی
المصابیح رواہ ابو ھریرۃ ومعناہ ان القحط لیس بان لا ینزل علیکم المطر بل القحط ان ینزل علیکم المطر
صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسکی معنی یہہ ہین کہ کال یون نہین ہوتا کہ تمپر مینہہ نہ برسی بلکہ کال یون پڑتا ہی کہ تمپر مینہہ تو برسی
لکن لا ینبت من الارض شیء او ینبت ولکن یھلک ولا یدخل فی ایدیکم شیء فان وقوع الشدۃ بعد توقع
پر زمین مین سی کچھہ نہ پیدا ہو یا اوگی تو سہی پر ایسا تباہ ہو جاوی کہ تمہاری ہاتھہ کچھہ نہ آوی بیشک سختی کا آنا بعد امید فراخی
السعۃ وحصول اسبابھا اقطع مما کان الیاس حاصلا من اول الامر ولیس ھذا نھی عن الاستمطار و
اور حاصل ہونی اسباب فراخی کی بہت ناگوار ہوتا ہی بہ نسبت ناامیدی کی جو پہلی ہی سی حاصل ہو اور یہہ ممانعت نہین ہی کہ مینہہ نہ مانگو اور
الاستسقاء بل ھو نھی عن اعتقاد حصول الرزق بالمطر وعدم حصولہ بعدم المطر فاللازم علی العبد ان
استسقا کی دعا نکرو بلکہ اس اعتقاد کی ممانعت ہی کہ رزق کا ملنا مینہہ پر موقوف ہی اور رزق نہ ملنا مینہہ نہ برسنی پر ہی اب بندہ کو لازم یہہ ہی
یسلم نفسہ الی مولاہ ویعتقد ان الخیر لہ فی جمیع ما یجیء الیہ من مولاہ وان کان مخالف المرادہ وھواہ فعلی
کہ اپنی جان اپنی صاحب کی حوالہ کردی اور یہہ جانی کہ جو مجھہ پر گذرتا ہی مولا کی طرف سی ہی سو سب بہتر اور خیر ہی اگرچہ مراد اور خواہش کی موافق نہو اب اس مضمون کی
ھذا ینبغی للعبد ان یستمطر ویستسقی ویعلم ان الرزق من اللہ تعالی فان الاستمطار والاستسقاء سنۃ
موافق آدمی کو چاہی کہ مینہہ کی دعا مانگی اور استسقا کی دعا کری اور یہہ سمجھی کہ رزق اللہ کا دیا ملتا ہی اسلئی کہ مینہہ مانگنا اور استسقا کی دعا کرنی مسنون ہی
لورود الاخبار والآثار الکثیرۃ فیہ فیستحب للحاکم ان یامر الناس اولا بصیام ثلثۃ ایام ثم یخرج بھم فی الیوم
کیونکہ اس باب مین خبرین اور آثار بہت وارد ہین سو حاکم کو مستحب ہی کہ پہلی تمام لوگون سی تین دن کی روزی رکھوادی پھر چوتھی روز سبکو جنگل مین لیجاوی
الرابع الی الصحراء قیل ینبغی لھم ان یخرجوا ثلثۃ ایام متوالیۃ لانھا مدۃ ضربت لارباب الاعذار ولم ینقل
کہتی ہین کہ بہتر یون ہی کہ تین روز برابر پی در پی استسقا کی لئی جاوین اسواسطی کہ عذر والون کی لئی یہہ ہی مدت مقرر ہی اس سی زیادہ
اکثر من ذلک ویخرجون مشاۃ فی ثیاب البذلۃ التی تلبس کل یوم لا بثیاب الزینۃ کالعید بل یخرجون
مدت منقول نہین ہی اور پیادہ پا پہنی پڑانی میلی کچیلی کپڑی جو روزمرہ پہنتی ہون پہن کر جاوین عزت کی کپڑی عید کی دن کی سی پہن کر نہ جاوین
متذللین متواضعین خاشعین للہ تعالی ناکسین رءوسھم ویقدمون الصدقۃ فی کل یوم قبل خروجھم
بلکہ بری حالت منکسار کرتی ہوئی خدا کا خوف مانتی ہوئی سر جھکائی ہوئی جاوین اور ہر روز عیدگاہ کی طرف جانی سی پہلی خیرات کیا کرین
الی المصلی فان کل خیر فی مثل ھذہ الاوقات ماموربہ لکون الخیرات دافعۃ للعقوبات ویردون المظالم
کیونکہ ایسی ایسی وقتون مین خیرات کرنیکا حکم ہی اسواسطی کہ خیرات کرنا عقوبات کو دفع کرتا ہی اور حق حقوق لوگون کی ادا کرین
ویجددون التوبۃ فان ذلک ھو السبب القریب فی الاجابۃ ام روی عن کعب الاحبار انہ قال اصاب
اور از سر نو خطا سی توبہ کرین کیونکہ بڑا سبب دعا کی جلد قبولیت کا یہہ ہی ہی اسلئی کہ کعب اخبار سی روایت ہی وہ کہتی ہین کہ حضرت موسی نبی
الناس قحط شدید علی عھد موسی النبی علیہ السلام فخرج موسی النبی علیہ السلام ببنی اسرائیل الی الاستسقاء
علیہ السلام کی عہد مین لوگون پر بڑا ہی سخت کال پڑا پس موسی علیہ السلام استسقا کی واسطی بنی اسرائیل کو لیکر
ثلثۃ ایام فلم یسقوا فاوحی اللہ تعالی الی موسی النبی علیہ السلام انی لا استجیب لکم وفیکم نمام فقال موسی
تین دن تک برابر گئی پر مینہہ نہ برسا پھر اللہ تعالی نی موسی نبی کو وحی بھیجی کہ مین تمہاری دعا اسلئی قبول نہین کرتا کہ تم مین ایک چغل خور ہی پھر موسی

النبی علیہ السلام یا رب من ھو حتی نخرجہ من بیننا فاوحی اللہ تعالی یموسی انی انھکم عن النمیمۃ فاکون
یا الٰہی وہ کون ہی تاکہ ہم اوسکو اپنی میں سی نکال دین پہر اللہ تعالی نی یہہ وحی بھیجی ای موسی میں تمکو چغل خوری سی منع کرتا ہون پہر میں خود
نماما فقال موسی النبی علیہ السلام لبنی اسرائیل توبوا باجمعکم من النمیمۃ فتابوا فارسل اللہ تعالی علیھم
چغل خوری کرنی لگون پہر موسی علیہ السلام نی بنی اسرائیل سی فرمایا تم سب نمیمہ سی توبہ کرو سو انہون نی توبہ کی پہر اللہ تعالی نی اونپر
الغیث وروی عن سفیان انہ قال بلغنی ان بنی اسرائیل قحطوا سبع سنین حتی اکلوا الجیف والاطفال
مینہہ برسایا اور سفیان سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں میں نی سنا ہی کہ بنی اسرائیل پر سات برس کا قحط پڑا یہان تک کہ مردار اور بچون کو کہا گئی
وکانوا یخرجون الی الجبال ویتضرعون الی اللہ تعالی فاوحی اللہ الی انبیائھم انی لا اجیب لکم داعیا ولا ارحم
اور وہ پہاڑون میں جاکر نہایت انکسار سی دعا کیا کرتی پہر اللہ تعالی نی اونکی نبیون پر وحی بھیجی میں نہ تمہاری دعا قبول کرون اور نہ
لکم باکیا حتی تردوا المظالم الی اھلھا ففعلوا فمطروا وروی ان عیسی النبی علیہ السلام خرج مع قومہ
تمہاری رونی پر رحم کرون جبتک کہ تم حق دارون کی حقوق نہ ادا کرو سو انہون نی حق ادا کئی تو پہر مینہہ برسا اور روایت ہی کہ عیسی نبی علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر
لیستسقی فلما ضجروا قال لھم عیسی النبی علیہ السلام من اصاب منکم ذنب فلیرجع فرجعوا کلھم
دعاء استسقا کی لئی باہر گئی جب مینہہ نہ برسا تو اونسی عیسی علیہ السلام نی کہا تم میں سی جو گنہگار ہو وہ ہٹ جاوی تب سب کی سب ہٹ گئی
ولم یبق معہ الا رجل واحد فقال لہ عیسی النبی علیہ السلام اما لک ذنب فقال واللہ لا اعلم لی ذنب
اونکی ساتہہ سوای ایک شخص کی کوئی باقی نرہا پہر عیسی علیہ السلام نی اوس سی پوچہا تونی کوئی گناہ نہیں کیا کہا اللہ کی قسم مجکو اپنا کوئی گناہ معلوم نہیں
غیر انی کنت ذات یوم اصلی فمرت بی امراۃ فنظرت الیھا بعینی ھذہ فلما جاوزت ادخلت اصبعی
سوای اسکی کہ میں ایکدن نماز پڑہتا تہا میری پاس کو ایک عورت آگئی سو میںنی اوسکی طرف اس آنکہہ سی دیکہا جب وہ چلی گئی تو میں نی اپنی اونگلی آنکہہ
فی عینی فانتزعتھا فاتبعت المراۃ بھا فقال لہ عیسی علیہ السلام فادع حتی اؤمن علی دعائک فدعا
میں ڈال کر آنکہہ نکال لی اور اوس عورت کی پیچہی پہینک دی پہر اوس سی عیسی علیہ السلام نی کہا تو دعا مانگ اور میں تیری دعا پر آمین کہون پہر اوسنی دعا کی
فتجللت السماء سحابا فسقوا وروی عن عطاء السلمی انہ قال منعنا الغیث فخرجنا نستسقی
پہر ترت آسمان میں گہٹا گہر گئی اور مینہہ برسا اور عطاء سلمی سی روایت ہی کہتا ہی کہ ہمپر مینہہ برسنا بند ہوگیا سو ہم استسقا کی واسطی نکلی
فاذا نحن بسعدون المجنون فی المقابر فنظر الی فقال یا عطاء ھذا یوم النشور او بعث من فی القبور
ناگاہ گورستان میں سعدون دیوانہ مل گیا میری طرف دیکہہ کر کہنی لگا ای عطا یہہ دن نشر کا ہی یا قبرون سی مردون کی اوٹہنی کا
فقلت لا لکنا منعنا الغیث فخرجنا نستسقی فقال یا عطاء بقلوب سماویۃ او بقلوب
میں نی کہا نہیں تو پہ ہم پر سی مینہہ برسنا بند ہوگیا اسلئی استسقا کی واسطی باہر آئی ہیں پہر کہا ای عطا آسمانی دل لیکر آئی ہو یا زمینی دل
ارضیۃ فقلت بل بقلوب سماویۃ فقال ھیھات یا عطاء قل للمبھرجین لا یبھرجوا فان الناقد
میں نی کہا نہیں بلکہ آسمانی دل لیکر آئی ہین پہر کہا افسوس ہی ای عطا کہوٹی شخصون سی کہدی کہوٹی نہ بنین کیونکہ پرکہنی والا
بصیر ثم نظر الی السماء فقال الھی وسیدی لا تھلک بلادک بذنوب عبادک ولکن بالمکنون
بینا ہی پہر آسمان کی طرف دیکہہ کر کہا الٰہی وسیدی اپنی شہرون کو گنہگار بندون کی بدلی میں ہلاک مت کر لیکن اپنی پوشیدہ
من اسمائک وما وارت الحجب من الائک اسقنا ماء غدقا تحیی بہ البلاد وتروی بہ العباد یا من ھو علی
نامون کی برکت سی اور جو کہ تیری نعمتین پس پردہ ہین ہمکو پانی بی انتہا پلا جسمیں تمام شہر زندہ اور بندی سیراب ہوجاوین ای وہ
کل شیء قدیر قال العطاء فما استتم الکلام حتی ارعدت السماء وابرقت وجاءت بمطر کافواہ القرب
جو ہر شی پر قدرت رکہتا ہی عطاء بیان کرتا ہی کہ اوسنی ابہی صاف پوری نکی تہی کہ آسمان گرجا اور بجلی چمکی اور مینہہ برسنی لگا جیسی مشک منہہ کہل جاتا ہی

وروی عن ابن المبارك انه قال قدمت المدينة فی عام شديد القحط فخرج الناس يستسقون وخرجت
اور ابن مبارک سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں مدینہ میں ایسے سال میں آیا کہ بڑا سخت کال پڑ رہا تھا سو تمام لوگ واسطے دعاء استسقا کی نکلے اور میں بھی
معهم اذ اقبل غلام اسود عليه قطعتی الخيش قد اتزر باحدهما والقی الاخری علی عاتقه فجلس الی جنبی فسمعته
انکے ساتھ چنانچہ ناگاہ ایک حبشی رنگ کا موٹی کملی کی چیتھڑی لگی ہوئی کہ ایک کا انمیں سے تہبند کر رکھا تھا اور دوسرا اپنی مونڈھی پر ڈال رکھا تھا آکر میرے برابر بیٹھ گیا پس میں نے سنا
يقول الهی اخلقت الوجوه عند كثرة الذنوب ومساوی الاعمال وقد حبست عنا غيث السماء
کہ وہ کہتا تھا الہی گناہوں کی کثرت اور اعمال کی برائی سے چہرے بگڑ گئے اور پھر آسمان سے مینہ برسنا موقوف ہوا
لتؤدب بذلك عبادك فاسئلك يا حليما ذا اناة يا من لا يعرف عباده عنه الا الجميل ان يسقيهم
تاکہ تیرے بندے ادب پذیر ہوں سو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے حلیم سخاوت والے اے وہ ذات جسکی بندے سوائے رحمت کی کچھ نہیں جانتے تو انکو اسی ساعت سیراب
الساعة فلم يزل يقول الساعة الساعة حتی اكتسب السماء بالغمام واقبل المطر من كل مكان
کر دے پھر وہ یہی کہتا جاتا تھا ابھی ابھی یہاں تک کہ آسمان میں گھٹا گھر گئی اور ہر طرف سے مینہ برسنا شروع ہوا
فعلی هذا ينبغی للحاكم ان يستسقی بصلحاء الناس وضعفائهم وفقرائهم لاجل الدواب الهائمة
اس بیان کی موافق حاکم کو لازم ہے کہ استسقا کرے نیکوں سے اور ضعیفوں سے اور فقیروں سے واسطے پیاسے چوپاؤں
والانعام السائمة والاطفال المجلة لما روی انه عليه السلام قال لولا صبيان رضع وبهائم رتع
اور چرنے والے مویشی اور بچوں جلد باز کے اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر دودھ پیتے بچے اور چرتی ہوئی جانور
وعباد ركع لصب عليكم العذاب صبا ويعوذ فی دعائه كما قال النبی عليه السلام اللهم اسق عبادك
اور عابد بندے نہ ہوتی تو تم پر عذاب ٹوٹ پڑتا اور دعا میں عرض کرے جیسے نبی علیہ السلام نے کی ہے الہی پانی دے اپنے بندوں کو
وبهائمك وانشر رحمتك واحی بلدك الميت ويستقبل القبلة بالدعاء قائما والناس قاعدون
اور اپنی بہائم کو پانی پلا اور اپنی رحمت پہنچا اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کر اور رو بقبلہ کھڑا ہو کر دعا مانگے اور باقی لوگ رو بقبلہ بیٹھے رہیں
مستقبلين القبلة لما روی انه عليه السلام استقبل القبلة ودعا فاذا دعی يوقن بالاجابة
اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے رو بقبلہ ہو کر دعا کی تھی اور جب دعا مانگے تو قبولیت کا یقین کرے
ويصدق رجاءه لما روی انه عليه السلام قال ادعوا الله وانتم موقنون بالاجابة وقد قال الله تعالی
اور اپنی امید کو سچی جانے اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ سے قبولیت کا یقین کرکے مانگو اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے
ادْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ وقال فی اية اخری وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ
مجھکو پکارو تو میں تمہاری پکار کو سنوں اور ایک اور آیت میں فرمایا ہے اور جب تجھ سے پوچھیں میرے بندے مجھکو تو میں نزدیک ہوں پہنچتا ہوں پکارنے کی پکار کو
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ويجتهد فی الدعاء سرا ويقول اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك
جس وقت مجھکو پکارتا ہے اور دعا میں خوب مبالغہ کرے پوشیدہ اور یوں کہے الہی تو نے ہمکو تجھ سے دعا کرنیکا حکم کیا اور قبولیت کا وعدہ کیا
فقد دعوناك كما امرتنا فاجبنا كما وعدتنا اللهم فامنن علينا بمغفرة ما فرطنا واجابتك فی سقيانا
سو ہم نے تیرے حکم کی موافق دعا مانگی اب تو اپنے وعدہ کی موافق قبول کر الہی ہماری زیادتیاں بخش کر اور اپنی قبولیت سے پانی برسا کر
وسعة رزقنا ويستحب للناس اذا كان فيهم رجل مشهور بالصلاح ان يستسقوا به ويقولوا
اور ہماری رزق کی فراخی کر ہم پر منت رکھ اور لوگوں کو مستحب ہے کہ اگر کوئی شخص ان میں نیکبخت مشہور ہو تو اس سے استسقا کی دعا کرائیں اور یوں کہیں
اللهم انا نستسقی ونستشفع اليك بعبدك فلان اذ روی فی صحيح البخاری ان عمر بن الخطاب كان
الہی ہم تجھ سے مینہ مانگتے ہیں اور تیرے سامنے تیرے فلانے بندہ سے شفاعت کراتے ہیں اس لئے کہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ عمر بن الخطاب

اذا قحطوا يستسقي بالعباس ويقول اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا محمد عليه السلام فتسقينا وانا

جب قحط پڑتا تو حضرت عباس کی وسیلہ سی دعا استسقا کرتی یوں کہتی تہی ہم تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کیا کرتی تہی سو تو مینہ برساتا تہا اب ہم

نتوسل اليك بعم نبينا محمد عليه السلام فاسقنا فيسقون وليس في الاستسقاء عند ابي حنيفة رحمه

تیری سامنی نبی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کو وسیلہ کرتی ہیں سو ہمکو پانی دی پس مینہ برستا تہا اور استسقاء میں امام ابو حنیفہ کی نزدیک کوئی

صلوة مسنونة بالجماعة فان صلى الناس وحدانا جاز وانما الاستسقاء عنده دعاء واستغفار

نماز مسنون جماعت سی ثابت نہیں ہی اگر لوگ جدا جدا نماز پڑہ لیں تو جائز ہی انکی نزدیک استسقاء دعا و استغفار ہی

لقوله تعالى فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَ

اس دلیل سی تو میں نی کہا گناہ بخشواؤ اپنی رب سی بیشک وہ ہی بخشنی والا چہوڑ دیگا آسمان کی تمپر دہاریں اور بڑہتی دیگا تمکو مال اور

بَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا فهذه الاية وان كانت حكاية لما قال نوح النبي عليه السلام لقومه

بیٹوں سی اور بنادی تمکو باغ اور بنادی تمکو نہریں پس یہہ آیت اگرچہ نوح نبی علیہ السلام کی قول کی حکایت ہی جو اپنی قوم کو فرمایا تہا

لكن يصح الاستدلال بها لان شريعة من قبلنا شريعة لنا اذا قصها الله تعالى في كتابه ولم ينكرها ولم يرد

پر اس آیت سی استدلال صحیح ہی اس لئی کہ ہم سی پہلی شریعتیں ہی ہماری لئی شریعت ہیں جب اوسکو اللہ تعالی اپنی کتاب میں بیان فرمادی اور اوسکا انکار نکری اور نہ

فيها النسخ كما في هذه الاية فانه تعالى بين فيها ان الاستغفار سبب لارسال السماء وهو المطر اذ روي ان

اوسکا نسخ وارد ہو جیسی اس آیت میں ہی پس اللہ تعالی نی اس آیت میں یہہ بیان فرمایا کہ استغفار کی سبب سی مینہ برستا ہی اسلئی کہ روایت ہی

نوح النبي عليه السلام كذبه قومه بعد تكرير الدعوة دهرا طويلا فحبس الله تعالى عليهم المطر واعقم

کہ نوح نبی علیہ السلام کو اوسکی قوم نی بعد تکرار دعوت کی مدت دراز تک تکذیب کی سو اللہ تعالی نی چالیس برس تک اور ستر برس تک

ارحام نسائهم اربعين سنة وقيل سبعين سنة فوعدهم نوح النبي عليه السلام انهم ان استغفروا من

مینہ برسانا بند کیا اور عورتوں کو بانجہ کر دیا پہر نوح نبی علیہ السلام نی وعدہ کیا کہ اگر وہ اپنی گناہوں سی توبہ کریں تو آخر کو

ذنوبهم يرزقهم الله تعالى الخصب ويرفع عنهم ما كانوا فيه فعلم منه ان المسنون في الاستسقاء الدعاء والاستغفار

اللہ تعالی تازگی اور رزق کی فراخی دی اور مصیبت میں مبتلا ہیں وہ دور کردی اس سی معلوم ہوا کہ استسقاء میں دعا اور استغفار ہی مسنون ہی

وروي عن انس ان رجلا دخل المسجد يوم الجمعة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب فقال يا رسول

اور انس سی روایت ہی کہ ایک شخص جمعہ کی دن مسجد میں آیا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اوسنی عرض کیا یا رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم هلكت المواشي وخشينا الهلاك على انفسنا فادع الله تعالى ان يسقينا ورفع رسول

صلی اللہ علیہ وسلم مواشی تو مرگئی اب ہمکو اپنی جانوں کا خوف ہی سو آپ اللہ تعالی سی دعا کیجئی کہ ہمکو پانی عنایت کری پہر رسول

الله صلى الله عليه وسلم يديه قال اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريئا غدقا مغدقا عاجلا غير اجل قال الراوي

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دونوں ہاتھ اوٹہا کر دعا کی کہ الہی مینہ برسا ہمپر ایسا مینہ کہ فریاد رسی کرنیوالا بہت فائدہ مند جلدی دیر نہو راوی کہتا ہی

فما كان في السماء قزعة فارتفع السحاب من ههنا وههنا حتى صار ركاما ثم مطرت سبعا من الجمعة الى الجمعة

کہ آسمان میں کچہہ ابر نہ تہا پہر ادہر ادہر سی ابر نمودار ہوئی یہاں تک کہ گہتا گہر گئی پہر سات دن تک اس جمعہ سی اگلی جمعہ تک برستی رہا

ودخل ذلك الرجل المسجد في الجمعة القابلة ورسول الله عليه السلام يخطب والسماء تسكب فقال يا رسول

پہر وہی شخص اگلی جمعہ کو مسجد میں آیا اوسوقت بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اور مینہ برستا تہا عرض کیا یا رسول

الله تهدم البنيان وانقطعت السبل فادع الله تعالى ان يمسكه فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم

اللہ مکان گر گئی اور رستی بند ہو گئی سو دعا کرو کہ اللہ تعالی مینہ کہول دی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

بملالة بني ادم ثم رفع يديه فقال اللهم حوالينا لا علينا اللهم على الآكام والظراب وبطون الاودية ومنابت
بنی آدم کی ملالت سے تبسم کیا پہر دونو ہاتھ اوٹھا کر یہہ دعا کی الٰہی ہماری گرد نواح پر پہیر نہیں اوپر ہمارے اور زمین کی پشتوں پر اور پہاڑوں پر اور نالوں کی اندر اور جہاں
الشجر قال الراوي فما كان في السماء خرقا فانجابت السحاب عن المدينة حتى صارت حولها كالاكليل فالراوي
درخت پیدا ہوتی ہوں راوی کہتا ہے آسمان میں کہیں ذرہ کہلا ہوا نہ تہا سو مدینہ کی اوپر سے ابر کہل گیا یہاں تک کہ اوسکی گرد تاج کی مثال ہوگیا پس راوی نے اس خبر میں
لم يذكر في هذا الخبر غير الدعاء فعلم منه ان الصلوة في الاستسقاء غير مسنونة وقد ثبت ان عمر
سوا دعا کی اور کچہہ بیان نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء میں نماز مسنون نہیں ہے اور بیشک ثابت ہوا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے
استسقى ولم يصل ولو كانت الصلوة سنة لما تركها لانه كان اشد الناس اتباعا السنة رسول الله عليه السلام
استسقاء کی دعا کی اور نماز نہیں پڑہی اگر نماز مسنون ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ ہرگز نہ چہوڑتے اسلئے کہ عمر کی برابر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع کوئی نہیں تہا
صلى فيه ركعتين كصلوة العيد فذلك انما يدل على الجواز وليس الكلام فيه بل الكلام في كونها سنة والسنة
استسقاء میں دو رکعت عید کی سی نماز پڑہی ہو اس سے جواز معلوم ہوتا ہے اور اسمیں کلام نہیں ہے بلکہ کلام مسنون ہونے میں ہے اور سنت ہونا ایسی حکایات سے
لا تثبت بمثله بل انما تثبت بالمواظبة ولم يوجد المواظبة لانه عليه السلام فعلها مرة وتركها اخرى ولم يكن
ثابت نہیں ہوتا سنت ہونا مواظبت سے ثابت ہوتا ہے اور مواظبت نہیں پائی جاتی اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے کبہی اسکو کیا اور کبہی ترک کیا اور عمل کرنا
فعله اكبر من تركه حتى يكون مواظبة وقالا يصلي الامام بالناس ركعتين كصلوة العيد بلا اذان ولا اقامة
ترک کرنے سے زیادہ نہیں تہا جسکو مواظبت کہہ سکیں اور صاحبین کہتے ہیں کہ امام لوگوں کو ہمراہ لیکر عید کی طرح دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کے پڑہے
مع التكبيرات الزوائد والجهر بالقراءة ثم يخطب خطبتين يفصل بينهما بجلسة خفيفة ويكون الاستغفار
اور تکبیرات زوائد ادا کرے اور قرارت پکار کر پڑہے پہر دو خطبہ پڑہے دونو کے بیچ میں ہلکا سا جلسہ کرے اور استغفار دونو خطبوں کا عمدہ مضمون ہو
معظم الخطبتين فاذا فرغ من الخطبة يستقبل القبلة ويحول رداءه في هذه الساعة تفولا بتحويل الحال
جب خطبہ پڑہ چکے تو روبقبلہ ہوکر اب چادر کو واسطے تفاول بدل جانے حالت کی اولٹے
فيجعل ما على اليمين على الشمال وما على الشمال على اليمين ثم يدعو ويقول في دعائه اللهم اسق عبادك وبهائمك
پس داہنی طرف کا پلہ بائیں طرف کرلے اور بائیں طرف کا پلہ داہنی طرف کرلے پہر دعا مانگے اور دعا کے اندر یہہ مضمون ادا کرے الٰہی اپنے بندوں اور اپنے حیوانات کو پانی دے
وانشر رحمتك واحي بلادك الميت اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك فقد دعوناك كما امرتنا
اور اپنی رحمت کو وسیع کر اور اپنی مردہ شہروں کو زندہ کر الٰہی تو نے ہمکو دعا کرنیکا حکم دیا اور قبول کرنیکا وعدہ فرمایا سو ہم تو بیشک تیری حکم کی موافق دعا مانگ چکے
فاجبنا كما وعدتنا اللهم فامنن علينا بمغفرة ما قارفنا واجابتك في سقيانا وسعة رزقنا اللهم لا تهلك بلادك بذنوب
اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر الٰہی ہماری زیادتیاں بخش کر اور اپنی قبولیت سے ہمکو پانی دیکر اور رزق کی فراخی کرکر ہمپر منت کر الٰہی گنہگار بندوں کی بدلے اپنی شہروں
عبادك ولكن برحمتك الشاملة ونعمتك الكاملة اسقنا ماء غدقا يحيي به البلاد وتروى به العباد انك
ولیکن اپنی رحمت شامل اور نعمت کامل سے ہمکو اتنا بہت پانی دے جس سے شہر زندہ اور تمام بندے سیراب ہوجاویں تو بیشک
على كل شيء قدير ربنا اٰتنا في الدنيا حسنة وفي الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار

المجلس السادس والاربعون في بيان وجوب تعليم الفرائض والقرآن ولحن الخفي والجلي

ہر شے پر قادر ہے اے رب ہمارے ہمکو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی دے اور ہمکو دوزخ کی عذاب سے بچا چہیالیسویں
مجلس میں بیان وجوب تعلیم فرایض کا اور قرآن کا اور لحن پوشیدہ اور ظاہر کا
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلموا الفرائض والقرآن فاني مقبوض هذا الحديث من حسان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیکہو تم فرایض اور قرآن کو کیونکہ میں قبض ہونیوالا ہوں یہہ حدیث مصابیح کی

المصابيح

المصابيح رواه ابو هريرة وفيه تحريض للامة على تعلم النوعين من العلم لانهما لا يتلقفان التلقف بمعنى

مصابیح میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سے اور اسمیں امت کی لئے دونوں قسم علم کی سیکھنے کی ترغیب ہے کیونکہ یہہ دونوں سوای نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سے

الاخذ الا منه عليه السلام فانه عليه السلام اذا قبض لا يحصل للناس منهما شيء بعده الا ما تعلموا منه

نہیں حاصل ہوتی تلقف کا معنی لینی کی ہیں کیونکہ نبی علیہ السلام کی جب وفات کی تو پہر بعد اونکی لوگوں کو دونوں میں سے کوئی علم نہیں حاصل ہو سکتا مگر وہ تا سے جو سیکھ چکی

وهما الفرائض والقرآن اما الفرائض فقد ذهب بعض الناس الى ان المراد بها قسمة المواريث ولا دليل له

اور وہ دونوں علم فرائض اور قرآن ہی جسمیں فرائض سے مراد تو بعضی لوگ ورثت کا تقسیم کرنا بتاتی ہیں اور موافق ذکر توربشتی کی اس خصوصیت کی دلیل نہیں معلوم ہوتی

في هذا التخصيص على ما ذكره التوربشتي بل الصحيح ان المراد بها الفرائض التي فرضها الله تعالى على عباده

بلکہ صحیح یہہ ہی کہ مراد اس سے وہ امور ضروری ہیں جو اللہ تعالی نے اپنی بندوں پر فرض کردئی ہیں

واما القرآن على ما ذكر في الاصول فهو ما كان منقولا بالتواتر كالقراءة السبع المعروفة التي اختارها الائمة

اور را قرآن علم اصول کی مضمون کہ موافق وہ ہی جو تواتر سے منقول ہی جیسی ساتوں قرائتیں مشہور جسکو قرات کی ساتوں اماموں نی اختیار کرکہا ہی

السبعة من القراء لا ما كان منقولا بلا تواتر فانه ليس بقرآن بل هو من القراءة الشاذة سواء نقلت بطريق الشهرة

وہ نہیں ہی جو بلا تواتر منقول ہی سو یہہ قرآن کی احکام میں داخل نہیں ہی بلکہ وہ قرارت شاذہ ہی برابر ہی کہ بطریق شہرت منقول ہو

او بطريق الاحاد والنقل بالتواتر شرط في كون المنقول قرآنا سواء كان في جوهر اللفظ او في هيئته والمراد من

یا بطریق آحاد اور نقل بالتواتر منقول کی لئے قرآن ہونیں شرط ہی برابر ہی کہ جوہر لفظ میں ہو یا اوسکی صورت میں اور جوہر لفظ سے یہہ مراد ہی

جوهر اللفظ ان يختلف خطوط المصاحف في القراءات السبع نحو مالك يوم الدين وملك يوم الدين والمراد من

کہ خطوط مصاحف کی قرارت سبعہ میں بدل جاویں جیسی مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین اور مراد لفظ کی

هيئة اللفظ ان لا يختلف خطوط المصاحف في القراءة السبع كالتفخيم والامالة ونحوها فاذا كان

ہیئت سے یہہ ہی کہ مصاحف کی خطوط قرارت سبعہ میں نہ بدلیں جیسی امالہ نہ کرنا اور امالہ کرنا او مانند اسکی اور جب

النقل بالتواتر شرطا في كون المنقول قرآنا ظهر ان الشاذ سواء نقل بطريق الشهرة او بطريق الاحاد لا يكون له

نقل بالتواتر منقول کی قرآن ہونی میں شرط ہوئی تو ظاہر ہوا کہ قرارت شاذ برابر ہی کہ نقل بطریق مشہور ہو یا بطریق احاد ہو اسکو

حكم القرآن حتى لا يجوز قراءته في الصلوة والحاصل ان المشهورين من ائمة القراء هم السبعة المذكورون في

حکم قرآن کا نہیں ہوگا یہاں تک کہ اوسکو نماز کی اندر پڑھنا جایز نہیں خلاصہ یہہ ہی کہ قرارت کی مشہور امام وہ ہی ساتوں ہیں جو

التيسير والشاطبي وهم عاصم وحمزة والكسائي هذه الثلثة من الكوفة وابن كثير من مكة ونافع من المدينة

تیسیر اور شاطبی میں مذکور ہیں اور وہ یہہ ہیں عاصم اور حمزہ اور کسائی یہہ تینوں تو کوفہ کی ہیں اور ابن کثیر مکہ کا اور نافع مدینہ کا

وابو عمرو من البصرة وابن عامر من الشام وقد ثبت شيوخ ثلثة اخرون وهم يعقوب بن اسحق ويزيد بن

اور ابو عمرو بصرہ کا اور ابن عامر شام کا اور تین شیخ اور بہی ثابت ہیں وہ یہہ ہیں یعقوب بن اسحاق اور یزید بن

القعقاع وخلف بن هشام والصحيح ان احكام القرآن من جواز الصلوة وغيره جارية في هذه الثلثة ايضا

قعقاع اور خلف بن ہشام اور صحیح یہہ ہی کہ احکام قرآن کی یعنی نماز کا جایز ہونا اور سوا اسکی ان تینوں میں ہی

كالسبعة واما ما وراءها من القراءة الشاذة مشهورا كان او غير مشهور فلا خلاف في عدم جواز قراءته في

اون ساتوں کی مانند جاری ہیں اور ماسوا انکی اور شاذ قرائتیں مشہور ہوں یا غیر مشہور اسمیں خلاف نہیں ہی کہ وہ نماز میں پڑھنی جایز نہیں ہیں

الصلوة وانما الخلاف في فسادها قال الاصفهاني ما لم يتواتر من القراءات الشاذة فحكمها في الصلوة حكم كلام البشر

اور خلاف [illegible] ہی اصفہانی کہتا ہی کہ قرارت شاذہ جبتک متواتر نہو تو اوسکا حکم نماز کی اندر حکم آدمی کی کلام کا سا ہی

واذا لم يكن الشاذ فيه حكم القرآن ولم يجز قراءته في الصلوة فما ظنك بالقراءة التي ليست من القراءة المتواترة

اور جب قرارت شاذ مین حکم قرآن کا نہین ہی اور نہ اوسکا نماز مین پڑھنا جایز ہی تو پہر تیرا کیا خیال ہی اوس قراءت مین جو نہ قرارت متواترہ سی ہی

ولا من القراءة الشاذة بل هي لحن محض هل يكون له حكم القرآن وهل يجوز قراءته في الصلوة التي هي فرض على الناس

اور نہ قرارت شاذہ سی بلکہ وہ صرف ترنم ہی تو کیا اوسکو حکم قرآن کا ہوسکتا ہی اور کیا اوسکا پڑھنا نماز مین جایز ہوگا جو کہ لوگون کی ذمہ پر

بعد الايمان واحد اركانها قراءة القرآن الذي انزل بافصح اللغات فلا بد ان يقرأ بافصح اللغات ولا يتحقق ذلك

بعد ایمان کی فرض ہی اور اوسکی ارکان مین سی قرارت قرآن کی ہی جو بڑی فصیح زبان مین نازل ہوا ہی اس ضروری کہ اوسکو فصیح زبان سی پڑہین اور فصاحت

الا بالتجويد فعلى هذا يكون العمل بالتجويد فرضا لازما لانه تعالى انزل القرآن بالتجويد حيث قال ورتل القرآن ترتيلا

بدون تجوید کی نہین ہوسکتی اس بیان کی موافق تجوید فرض لازم ہوئی اس لئی کہ اللہ تعالی نی قرآن کو تجوید کی ساتھ اوتارا ہی اسلئی کہ کہتا ہی اور پڑھ سنایا ہمنی اوسکو ٹہر ٹہر کر

فقال الترتيل تجويد الحروف ومعرفة الوقوف وليس المراد بالتجويد قراءة تمضيغ اللسان وتقصير الفم وتعويج الفك

سو علی نی فرمایا ترتیل حروف کی تجوید ہی اور وقفون کا معلوم کرنا اور تجوید سی مراد ایسی قرارت نہین ہی کہ زبان کو چباوی اور منہہ کو دباوی اور جبڑی کو ٹیڑھا کری

وترديد الصوت اذ هي قراءة تنفر عنها الطباع ولا يقبلها القلوب والاسماع بل هو قراءة سهلة لطيفة لا مضغ

اور آواز کو گردش دی اسواسطی کہ ایسی قرارت سی طبیعتون کو نفرت آتی ہی اور نہ دل اور کان پسند کرتی ہین بلکہ تجوید ایسی قرارت سہل لطیف ہی نہ اوسمین زبان کا

فيها ولا تعسف ولا تكلف فاذا كان التجويد فرضا يكون ما ينافيه حراما لان القرآن انما كان معجزا بفصاحة

چبانا ہی اور نہ بی راہی آواز کی ہی اور نہ کچھہ تکلف ہی جب تجوید فرض ہوئی تو اوسکی برخلاف حرام ہوا اسلئی کہ قرآن تو اپنی فصاحت الفاظ اور بلاغت معنی کی معجز ہی

لفظه وبلاغة معناه فقراءته بالتجويد قراءة له بالفصاحة واذا لم يقرأ بالفصاحة يكون لحنا واللحن

سو اوسکا جو تجوید کی ساتہہ پڑھنا فصیح ہی اور جب فصاحت کی ساتہہ نہ پڑھا تو پہر لحن ہوجاتا ہی اور لحن

في لغة العرب يجيء على معان والمراد به ههنا الخطاء والميل عن الصواب وهو جلي وخفي اما الجلي فهو خطأ يطرأ

لغت عرب مین کئی معنون مین آتا ہی اور لحن سی مراد یہان خطا اور راہ صواب سی الگ ہوجانا ہی اور لحن ایک جلی ہی اور ایک خفی لحن جلی جو الفاظ پر آتا ہی

الالفاظ ويخل بالمعنى في بعض المواضع فيفسد الصلوة وهذا اللحن يشترك في معرفته علماء القراءة وغيرهم

تو صرف خطا ہی اور بعضی جگہ معنی بگاڑ دیتا ہی پہر نماز بہی فاسد ہوجاتی ہی یہہ لحن سب علماء کو معلوم ہوتا ہی یعنی علماء قرارت اور اور علماء سب پہچانتی ہین

اذ هو قد يكون بتغيير الحركات والسكنات الاعرابية والبنائية وقد يكون بنقص حرف وزيادته وابداله الى حرف

اسواسطی کہ یہہ لحن کبہی تو حرکات اور سکنات اعرابی اور بنائی کی بدلنی سی ہوتا ہی اور کبہی حرف کی کم وبیشی اور ایک حرف سی دوسرا حرف بدلنی سی ہوتا ہی

اخر واما الخفي فهو خلل يطرأ الالفاظ لكن لا يخل بالمعنى ولا يفسد الصلوة بل يخل بالفصاحة ويورث القباحة

اور لحن خفی سو وہ الفاظ کو بگاڑتا ہی پر معنی نہین بگاڑتا اور نماز بہی نہین جاتی بلکہ فصاحت مین خلل اور قباحت پیدا کرتا ہی

ولذا حرم في القرآن كما ذكر في البزازية ان اللحن فيه حرام بلا خلاف اذ قال الله تعالى قرآنا عربيا غير ذي عوج

اسی لئی قرآن کی اندر حرام ہی چنانچہ بزازیہ مین مذکور ہی کہ قرآن مین لحن بلا خلاف حرام ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی قرآن ہی عربی زبان کا جسمین کجی نہین

وهذا اللحن يختص بمعرفة علماء القراءة اذ هو انما يكون بتكرير الراءات وتطنين النونات وتغليظ اللامات وتشقيق

اس لحن کو صرف علماء قرارت ہی پہچانتی ہین اسلئی کہ یہہ لحن یہہ ہی حرف را کی بڑہانی سی اور نون کی گنگنانی سی اور لام کی پر کرنی سی اور غنہ کو نکالنی مین

الغنة وغير ذلك من ترك الادغام في محل الادغام وترك الاخفاء في محل الاخفاء وترك الاظهار في محل الاظهار وترك الاقلاب

پیدا ہوتا ہی اور سوا اوسکی جیسی ادغام کی جگہہ ترک ادغام اور اخفا کی جگہہ ترک اخفا اور اظہار کی مقام پر ترک اظہار اور ترک کرنا بدلنی کا

في محل الاقلاب وترك التفخيم في محل التفخيم وترك الترقيق في محل الترقيق فان ذلك كله وان لم يخل بالمعنى

جگہ بدلنی کی اور ترک کرنا پر کرنی کا جگہ پر کرنی کی اور ترک کرنا باریک کرنیکا جگہ باریک کرنیکی بیشک یہہ تمام گو معنی نہین بگاڑتی

بل انما یخل باللفظ لفساد رونقه وذهاب حسنه لکن یخل بالفصاحة ولا قائل من اهل الایمان
مگر لفظ بگڑ جاتا ہی کیونکہ لفظ کی رونق اور حسن جاتا رہتا ہی پر فصاحت میں خلل پڑتا ہی اور اہل ایمان میں سی یہ کوئی قایل نہیں ہی

بعدم فصاحة القرآن ولذلك حرمت هذه التغییرات کلها فی الصلوٰة وغیرها بیان ذلك ان القرآن
کہ قرآن فصیح نہیں ہی اور اسہی لئی ایسی ایسی تمام تغیرات نماز کی اندر اور سوا نماز کی حرام ہیں اسکا بیان یہہ ہی

انما انزل بافصح اللغات التی هی لغة العرب العرباء وهی لغة قریش وهذیل وهوازن وطی وثقیف والیمن وبنو تمیم
کہ قرآن افصح لغات میں نازل ہوا ہی جو خالص عربوں کی بولی ہی اور وہ بولی قریش اور ہذیل اور ہوازن اور طی اور ثقیف اور یمن اور بنو تمیم کی

فلابد ان یراعی فیه قواعد لغتهم من اخراج الحروف من مخارجها ومحافظة صفاتها من ترقیق المرقق وتفخیم
اب ضروری ہی کہ انکی بولی کی قاعدی رعایت کئی جاویں یعنی حرفوں کو اونکی مخرج سی نکالنا اور نگہبانی اونکی صفات کی نرمی کی جگہ نرمی پر کی جگہ

المفخم ومد الممدود وقصر المقصور وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفی وغیر ذلك مما هو لازم فی کلامهم
پر مد کی جگہ مد قصر کی جگہ قصر ادغام کی جگہ ادغام اور اظہار کی جگہ اظہار اور اخفا کی جگہ اخفا اور سوا اسکی جو جو اونکی کلام میں ضروری ہی

الذی هو سلیقة لهم لا یحسنون غیره فالقاری اذا لم یراع ذلك یصیر کانه قرء القرآن بغیر لغة العرب وهو
اور جو اونکا طریقہ ہی کہ سوائی اوسکی پسند نہیں کرتی پس قاری اگر ان تمام امور کی رعایت نکریگا تو اوسنی قرآن کو گویا سوا عربی کی اور زبان میں پڑھا اور وہ

ان کان قاریا صورة لکنه لیس بقاری حقیقة بل هو هازی وعدم قراءته اولی من قراءته لانه بهذه القراءة
اگرچہ ظاہر میں قاری ہی پر وہ حقیقت میں قاری نہیں ہی بلکہ وہ جہل باز ہی ایسی قرات سی نہ پڑھنا ہی بہتر ہی اسلئی کہ ایسی قرات سی

یصیر من الَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ولهذا قال الامام ابن الجوزی
اون لوگوں میں داخل ہوگا جنکی دوڑ بیشک یہی دنیا کی زندگی ہی اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں کام اسی لئی امام ابن الجوزی

فی کتابه المسمی بالنشر لاشك ان الامة کما هم متعبدون بتصحیح الفاظه واقامة حروفه علی الصفة المتلقیة
اپنی کتاب میں جسکا نام نشر ہی کہتی ہیں بیشک امت کو جیسی کہ قرآن کی فہم معانی کا حکم اور صحت اور حروف کی قایم رکہنی کا حکم ہی اسطرح پر جو قرات کی

من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبویة الافصحیة العربیة التی لا تجوز مخالفتها ولا العدول عنها الی
اماموں سی منقول اور حضرت نبوی سی فصیح عربیت کی وضع پر متصل ہوا ہی جسکی مخالفت جائز نہیں اور نہ اوسکو چھوڑکر اور وضع اختیار کرنی

غیرها والناس فی ذلك بین محسن ماجور ومسیء اثم ومعذور فمن قدر علی تصحیح کلام الله تعالی باللفظ
اور اس باب میں لوگ کئی وضع کی ہیں بعض محسن قابل ثواب کی اور بعضی ناکارہ گنہگار اور بعضی معذور لاچار اب جس سی یہہ ہو سکتا ہی کہ کلام اللہ کو صحت الفاظ

الصحیح العربی الفصیح وعدل عنه الی اللفظ الفاسد العجمی القبیح فانه مقصر بلا شك واثم بلا ریب
اور فصاحت عربی کی وضع پر درست کر سکتا ہو پہر اوس وضع کو چھوڑکر لفظ فاسد عجمی قبیح اختیار کری تو بیشک قصور وار اور بی شبہ گنہگار ہی اور

واما من کان لا یطاوعه لسانه اولا یجد من یرشده الی الصواب فان الله تعالی قال لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا
پس جسکی زبان قابو میں نہیں ہی یا کوئی تجوید سکہانیوالا نہیں ملتا تو اللہ تعالی خود فرماتا ہی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر

وُسْعَهَا لکن یجب علیه ان یجتهد جهده لعل الله یحدث بعد ذلك امرا وقد ذکر فی فتاوی قاضیخان ان
جو اوسکی گنجایش ہی لیکن ایسی شخصکو واجب ہی کہ خوب محنت کی جای شاید کہ اللہ تعالی بعد اسکی قدرت عنایت کری اور فتاوی قاضیخان میں مذکور ہی

الرجل اذا کان لا یحسن بعض الحروف ینبغی له ان یجتهد ولا یعذر فی ذلك وان کان لا ینطلق لسانه فی
کہ ایسا شخص کہ بعضی حرفوں کو ٹہیک طور نہیں پڑھ سکتا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ خوب محنت کری اسمیں وہ معذور نہیں ہی اور اگر اوسکی زبان بعضی حروف میں نہیں چلتی

بعض الحروف ان لم یجد آیة لیس فیها تلك الحروف وقراها فی صلوته یجوز عند الکل وان قرا الایة التی فیها
اگر سوا ایسی آیت کی جسمیں وہ حروف نہیں ہیں اور آیت ... پڑھی تو بالاتفاق جائز ہی اور اگر ایسی آیت پڑھی جسمیں وہ حروف

مفهم معانی القرآن واقامة حدوده كذلك هم متعبدون بتصحیح الفاظه ... الخ

تلك الحروف تجوز صلوته لکن لا یؤم غیرہ وکذا اذا کان الرجل لا یقف موضع الوقف او کان یتنحنح عند القراءة

موجود ہیں تو اوسکی نماز تو جایز ہی مگر دوسروں کی امامت نکری اور ایسی ہی جو شخص وقف کی جگہ وقف نکری یا قرارت میں کھنکھار کری

لا یؤم غیرہ

المجلس السابع والاربعون فی جواز التغنی فی القرآن ومالا یجوز فیه

تو دوسروں کی امامت نکری سینتالیسوین مجلس قرآن میں تغنی وغیرہ جایز ہونی اور نہ جایز ہونی میں

وغیرہ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس منا من لم یتغن بالقرآن هذا الحدیث من صحاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہم میں سی نہیں ہی جو قرآن میں تغنی نکری یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں

المصابیح رواہ سعد بن ابی وقاص والمراد بالتغنی المذکور فیه لیس هو المشهور المعروف بوجوہ الاول

میں سی ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اور تغنی سی مراد جو اس حدیث میں مذکور ہی وہ تغنی مشہور و معروف نہیں ہی کئی وجہ سی پہلی وجہ یہہ ہی

ان اول الحدیث وهو قوله علیه السلام لیس منا یمنع عنه لکون معناه لیس من اهل ملتنا ومن یتبعنا

کہ اول حدیث قول علیہ السلام کا لیس منا اس مراد سی روکتا ہی اسواسطی کہ اسکی معنی یہہ ہین کہ ہماری دین میں اور ہماری فرمان برداروں میں نہیں ہی

فی امرنا وهو من قبیل الوعید ولا خلاف بین الامة ان قاری القرآن من غیر التغنی یثاب بما جور فکیف یستحق

تو ایک وعید ہی اور تمام امت میں کسیکو خلاف نہیں ہی کہ بغیر تغنی قرآن پڑہنی والا ثواب دیا جاتا ہی اور ماجور ہی پہر وہ کیونکر سزاوار

الوعید والثانی ان الفقهاء صرحوا بکون قراءة القرآن بالتغنی معصیة ویکون التالی والسامع اثمان

وعید کا ہوا دوسری وجہ یہہ ہی کہ فقہا نی صاف کہدیا ہی کہ تغنی کی ساتہہ قرآن کا پڑہنا گناہ ہی اور پڑہنی والا اور سننی والا دونو گنہگار ہوتی ہین

بل یکون المستحل کافرا وذلك لان التغنی حرام فی جمیع الادیان وکذا اللحن حرام بالاجماع قال البزازی

بلکہ اوسکو حلال سمجہنی والا کافر ہوتا ہی اور یہہ اسلئی کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہی اور ایسی ہی لحن بالاتفاق حرام ہی بزازی کہتا ہی

اللحن حرام بلا خلاف وذکر ابو البرکات فی شرح النافع ان التغنی حرام فی جمیع الادیان وحکی عن ظهیر الدین

لحن بالاتفاق بلا خلاف حرام ہی اور ابو البرکات نی نافع کی شرح میں یہہ ذکر کیا ہی کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہی اور ظہیر الدین مرغینانی سی

المرغینانی ان من قال لمقری زماننا عند قراءته احسنت یکفر ووجه کون التحسین کفرا ان قراء هذا

حکایت کرتی ہین کہ جسنی ہماری وقت کی قاری کو قرارت پڑہتی ہوئی کہا احسنت واہ کیا خوب کافر ہوجاتا ہی اور اچہا کہنا کفر اسلئی ہی کہ قرارت اس

الزمان قلما یخلو قراءتهم فی المجالس والمحافل عن التغنی والتغنی للناس لما کان حراما بالاجماع کان قطعیا

زمانی کی قاریوں کی مجلسوں اور محفلوں میں تغنی سی خالی نہیں ہی اور تغنی لوگوں کی حق میں جو بالاتفاق حرام ہی تو قطعی ہوئی

ولذلك سماه صاحب الذخیرة کبیرة وکذا صاحب الهدایة حیث قال فیها ولا یقبل شهادة من یغنی للناس

اور اسیلئی صاحب ذخیرہ اسکو کبیرہ نام لیتا ہی اور ایسی ہی صاحب ہدایہ جس جگہ تغنی کی باب میں کہا ہی کہ اوسکی گواہی مقبول نہیں جو لوگوں کی لئی تغنی کری

لانه یجمعهم علی ارتکاب کبیرة فدل کلامه هذا علی ان استماع التغنی کبیرة فاذا کان استماع التغنی کبیرة

اسلوسطی کہ اونکو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہی اس تقریر سی معلوم ہوا کہ تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہی پس جب تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہوا

فکون التغنی کبیرة اولی فالمغنی مرتکب لهذه الکبیرة فتحسینه تحلیل للحرام القطعی وهو کفر فظهر من هذا

تو تغنی بطریق اولی کبیرہ ہوگی پس مغنی اس کبیرہ کو اختیار کرتا ہی اب اوسکا اچہا کہنا حرام قطعی کو حلال کرنا ہی یہہ کفر ہی اب اس سی معلوم ہوا

ان من یحضر الجمعة والجماعة فی هذا الزمان قلما ینجو عن ارتکاب کبیرة لان کثیرا من الخطباء والقراء

کہ جو شخص جمعہ اور جماعت میں آتی ہین اس زمانہ میں ارتکاب کبیرہ سی بہت کم خالی ہوتی ہیں اسلئی کہ اکثر خطیب اور قاریوں کی خطبی

قلما یخلو خطبتهم وقراءتهم عن التغنی بل هم یاخذون فی الخطبة والقرآن ماخذهم فی الشعر والغزل

تغنی سی بہت کم خالی ہین بلکہ وہ خطبہ اور قرآن میں شعر اور غزل کا ... مرتبہ ...

حتى لا يكاد يفهم ما يقولون وما يقرءون من كثرة النغمات والتقطيعات وكذا حال المؤذنين في التصلية والترضية

یہاں تک کہ نغمات اور تقطیعات کی کثرت سے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہتے ہیں اور کیا پڑھتے ہیں اور یہی حال ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور رضی اللہ عنہ

والتامين وتكبيرات الانتقالات والسامعون الحاضرون مرتكبون لهذه الكبيرة وربما يستحسنه بعضهم

اور آمین کہنے میں اور تکبیرات انتقالات میں موذنوں کا حال ہے اور سننے والے جو موجود ہوتے ہیں یہ کبیرہ اختیار کرتے ہیں اور بعضے وقت کوئی کوئی اچھا بھی کہنے لگتا ہے

بل هو الاكثر في اكثرهم لغلبة الهوى وعدم مبالاتهم في امر الدين فيلزم ان يكفروا على ما حكي عن ظهير الدين المرغيناني

بلکہ اکثر اشخاص میں اکثر یہی ہوتا ہے کیونکہ ہوائے نفسانی کا غلبہ اور امر دین میں بے پروائی بہت ہوگئی ہے سو لازم یہ آتا ہے کہ موافق حکایت ظہیر الدین مرغینانی کی

وكذا من يحضر التراويح في ليالي رمضان لاستماع تسبيحات المؤذنين في الجوامع والمساجد فان اسماء الله

کافر ہو جاویں اور ایسے ہی جو تراویح میں ماہ رمضان کی راتوں کو جوامع اور مساجد میں موذنوں کی تسبیحات سننے کی واسطے جمع ہوتے ہیں کیونکہ خدا کے

الواقعة فيها مثل يا حنان يا منان يا ذا الجود والاحسان ونحو سبحان ذي الملك والملكوت سبحان ذي

ناموں میں جو تسبیحات کی اندر آتی ہیں جیسے یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان اور جیسے سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی

العزة والجبروت وغير ذلك من الاسماء الحسنى والصفات العليا بكثرة الابغاء والالحان يغيرونها ويحرفونها و

العزت والجبروت اور اور سوا اسکے اسماء حسنی اور صفات علیا انہیں کثرت سے نغمی اور الحان کر کر اسقدر تبدیل اور تغیر اور تحریف اور اخفا کر دیتے ہیں

يخفونها الى مرتبة لا يمكن تمييزها وتشخيصها مثل قولهم سوبحان المالكي الحانان سوبحان المالوكي المانان

کہ ممکن نہیں کہ ذرہ تمیز اور تعیین ہو سکے چنانچہ سبحان الملک الحنان کو یوں پڑھتے ہیں سوبحان المالیکی الحانان سوبحان المالیکی المانان

بافراط المد في ضمة السين وفتحة النون والميم وفي كسرة اللام والكاف وغير ذلك وكذا الحان الصوفية مثل

سین کی ضمہ میں اور نون اور میم کی فتحہ میں اور لام اور کاف کی کسرہ میں خوب کھینچ کر اور سوا اسکی اور ایسا ہی صوفیوں کا الحان ہے جیسے

قولهم عقب الطعام بزعم الشكر الحمد ولله الشكر ولله بمد الدال والراء واللام ونحوها فينبغي للمسلم ان يحترز

کھانا کھا کر شکر کی خیال پر کہا کرتے ہیں الحمد ولله والشکر ولله دال اور را اور لام کو خوب کھینچکر اور مانند اسکی سو مسلم کو لائق ہے کہ ایسی مجالس میں

عن حضورها وسماعها ويطلب مسجدا خاليا عنها اذ صورتها عبادة وحقيقتها معصية وكبيرة فلعله

نہ جاوے اور ایسی کلمات نہ سنے اور مسجد جو ان مفاسد سے خالی ہو تلاش کرے اسواسطے کہ یہ بظاہر میں تو عبادت ہے اور حقیقت میں معصیت کبیرہ ہے ایسا نہو

يستحسنها ويهدم دينه وهو لا يشعر والحال ان الجهل لا يكون عذرا ولا يظن احد ان المراد بالتغني للناس قراءة

کہ اسکو اچھا کہنے لگے اور سکا دین بے خبری میں برباد ہو جاوے اور حال یوں ہے کہ نادانی کوئی عذر نہیں ہے اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ تغنی لوگوں کی سامنے یہ ہے

الابيات والاشعار بالاصوات الموزونة دون قراءة القران والاذكار فانه ظن فاسد بل هو يعم التغني بالقران

کہ بیتیں اور شعر آواز موزون بنا کر سناوے قرآن اور ذکر میں تغنی نہیں ہوتی یہ خیال فاسد ہے بلکہ تغنی قرآن وغیرہ سب میں ہوتی ہے

وغيره لان الفقهاء صرحوا بكون قراءة القران بالالحان معصية وبكون التالي والسامع آثمين قال البزازي

اسلئے کہ فقہاء نے صاف کہا ہے کہ قرآن کو الحان سے پڑھنا گناہ ہے اور پڑھنے والا اور سننے والا دونو گنہگار ہوتے ہیں بزازی کہتا ہے

القران بالالحان معصية والتالي والسامع آثمان والوجه الثالث من تلك الوجوه المذكورة ان الحديث المذكور

قرآن الحان سے پڑھنا گناہ ہے اور پڑھنے والا اور سننے والا دونو گنہگار ہوتے ہیں اور تیسری وجہ وجوہات مذکورہ میں سے یہ ہے کہ یہ حدیث مذکور

يكون معارضا لما اخرجه الترمذي عن حذيفة انه عليه السلام قال اقرؤا القران بلحون العرب واصواتها واياكم

اس حدیث سے معارض ہے جو ترمذی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کو عرب کی لہجہ اور آواز پہ پڑھا کرو اور فاسقوں کی

ولحون اهل الفسق ولحون اهل الكتابين فانه سيجئ بعدي قوم يرجعون القران في ترجيع الغناء والرهبانية والنوح

لحن سے اور یہود اور نصاری کی لحن سے بچو البتہ قریب ہے میرے بعد ایک قوم پیدا ہوگی کہ قرآن میں مانند ترجیع غنا اور رہبانیت اور نوحہ گر کے ترجیع کریگی

ولا يجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب من يعجبهم شأنهم ذكر هذا الحديث الامام الجعبري
اور قرآن اونکی گلونسی نیچی نہ اوتریگا اونکی دل اور اونکی دل جو اونکی وضع پسند کرتی ہین فتنے مین ہین اس حدیث کو امام جعبری نی
في شرح الشاطبي وهو اصل عظيم في هذا الباب الذي هو جواز التغني بالقرآن وعدم جوازه وعليه
شاطبیہ کی شرح مین ذکر کیا ہی اس باب مین یہہ بڑی اصل ہی یعنی قرآن مین تغنی جایز ہونی کا اور نہ جایز ہونی کی اور
يتفرع مسائل هذا الباب ومن لم يقف على هذا الاصل يغلط كثيرا اذ جعل بعضهم التغني حراما
اس باب کی مسائل اسی پر مبنی ہین اور جو شخص اس اصل سی واقف نہین ہی بہت غلطی کرتا ہی اسواسطی کہ بعضی تغنی کو جمیع
في جميع الاديان فيلزم اكفار مستحله وبعضهم اجازه في الشريعة المحمدية وكذا اللحن فتحير
ادیان مین حرام کہتی ہین اب لازم آتا ہی کہ حلال سمجھنی والا کافر ہووی اور بعضون نی شریعت محمدیہ مین جایز رکہا ہی اور ایسی ہی لحن کا حال ہی
الناظر الى هذه الاقوال فلابد من معرفة معنى التغني واللحن وما هو المراد منهما عند القائلين
سو جو کہ ان اقوال کو دیکھتا ہی حیران ہوتا ہی اب تغنی اور لحن کی معنون کا سمجھنا ضرور ہی اور جو ان دونون سی مراد ہی اونکی جو جواز کی قائل ہین
بالجواز والقائلين بعدم الجواز حتى يتخلص من ورطة التحير والهلاك اما التغني فهو اما من الغنى بالكسر
اور اونکی جو نا جایز بتاتی ہین تاکہ وہ حیرانی اور ہلاکت کی بہنور سی خلاص ہووی اب تغنی یا تو مشتق ہی غنی سی جو غین کی زیر سی ہی
والقصر او من الغناء بالكسر والمد فان كان من الاول فهو بمعنى الاستغناء وان كان من الثاني فهو
بدون مد کی اور یا غنا سی مشتق ہی غین کی زیر اور مد سی پہر اگر تغنی اول سی مشتق ہی تو اوسکی معنی استغنا و بی نیازی کی ہین اور اگر دوسری سی مشتق ہی تو
بمعنى الترنم والترجيع والتطريب اذ الغناء هو الصوت الموزون الرقيق الحزين والتغني والترنم والترجيع
اوسکی معنی سرود اور آواز کا بلند اور پست کرنا اور رجہانا اسواسطی کہ غنا یہہ ہی آواز موزون بنی ہووی نرم دلین چہبتی ہوئی کو کہتی ہین اور تغنی اور ترنم اور ترجیع
والتطريب استعمال ذلك الصوت الموزون وترديده في الحلق بادخاله داخل الحلق مرة واخراجه
اور تطریب اوس آواز موزون کا برتنا اور استعمال کرنا اور اوسکا حلق مین پہرانا کہ ایک بار حلق کی اندر لیجانا اور پہر اوسکا باہر لانا
اخرى على الطريقة المستفادة من الموسيقى وهذا هو المشهور المعروف المراد بالتغني المحرم في جميع
اوس طرز پر جو گوییّ کرتی ہین اور یہہ ہی مشہور معروف تغنی سی مراد ہی جو کہ تمام دینون مین حرام ہی
الاديان سواء اقترن بالقرآن او بالاذان او بالخطبة او بالاذكار او بالاشعار او لم يقترن بشيء منها
برابر ہی کہ قرآن مین جاری ہو یا اذان مین یا خطبہ مین یا ذکرون مین یا شعرون مین یا ان مین سی کسی مین بہی نہو
ولذلك لما بين صاحب مجمع الفتاوى ان استماع صوت الملاهي كالضرب بالقصب وغير ذلك
اور اسہی لئی چونکہ صاحب مجمع الفتاوی نی بیان کیا کہ بیشک ملاہی کی آواز کا سننا جیسی ڈنکی وغیرہ سی بجانا
هي حرام ومعصية لقوله استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسوق والتلذذ بها من الكفر ومن سمع
یہہ سب حرام اور معصیت ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ سننا ملاہی کا معصیت ہی اور اوسکو بیٹہکر کرنا فسق ہی اور اوسی مزہ اوٹہانا کفر ہی اور جسکی کان مین
بغتة فلا اثم عليه لكن يجب ان يجتهد كل الجهد حتى لا يسمع لما روي انه عليه السلام ادخل اصبعيه
ناگاہ آواز آگئی تو اوسپر گناہ نہین لیکن واجب ہی کہ تمام تر کوشش کری کہ وہ آواز کان مین نہ آوی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی آواز سنکر اپنی کانون مین
في اذنيه عند سماعه قال دلت المسئلة على ان مجرد الغناء والاستماع اليه معصية وان لم يقترن
اونگلیان دی لین تہین کہا ہی کہ اس مسئلہ سی معلوم ہوتا ہی کہ مطلق غنا اور اوسکا سننا معصیت ہی اگرچہ کسی شئی مین
بشيء من القرآن وغيره ووجه الدلالة ان الحاصل من الملاهي مجرد الصوت الموزون لا غير فيكون مجرد
قرآن وغیرہ سی جاری نہو اور وجہ دلالت کی یہہ ہی کہ حاصل ملاہی سی نری آواز موزون ہوتی ہی اور کچہہ نہین ہوتا تو اب صرف

نغم

رفع الصوت الموزون وخفضه ولزديده في الحلق من غير اقتران بشيء من القرآن وغيره كما يفعله المغنون فهو معصية
آواز موزون کا بلند کرنا اور پست کرنا اور حلق کی اندر پھیرنا بدون اسکی کہ قرآن وغیرہ میں جاری ہو جیسی کہ خوشخوان پڑھتی ہیں سب گناہ ہی

ولكن اذا اقترن بالقرآن او الاذان او الخطبة او غيرها من الاذكار بل هو اسوء واشنع لانه خلط المعصية بالعبادة
اور ایسی ہی جب قرآن اور اذان اور خطبہ اور اور اذکار میں جاری ہو بلکہ یہہ بدتر اور شنیع تر ہی اسلئی کہ معصیت کو عبادت میں ملا دیا

وتلعب بالدين وان اعتقد هذا الصنيع الشنيع عبادة فهو معصية اخرى اشد استقباحا من الاولى واما اللحن
اور دین میں کھیل شروع کیا اور اگر اعتقاد کرتا ہی کہ یہہ عمل بد عبادت ہی تو یہہ الگ بڑا ہی گناہ پہلی گناہ سی سخت تر ہی اور رہا لحن

فهو على ما فهم من كلام صدر الشريعة في باب الاذان انه قد يكون بتحريف الكلمات بان ينقص حرفا من
سو وہ موافق اوس مضمون کی جو صدر الشریعۃ کی کلام سی باب اذان میں معلوم ہوتا ہی یہہ ہی کہ لحن کبھی کلمات کی تغیر سی ہوتا ہی اسطور کہ کوئی حرف اسکی حروف

حروفها سواء كان حرف مد او غيره او بان يزيد فيها حرفا من حروف المد او غيرها وقد يكون بتغيير صفات
میں سی کم کردی برابر ہی کہ حرف مد ہو یا کوئی اور ہو یا اسطور ہوتا ہی کہ اوسمیں کوئی حرف حروف مد وغیرہ میں سی بڑھا دی اور کبھی حروف کی صفات کی بدلنی سی

حروفها بان ينقص شيئا من كيفيات الحروف او يزيد كالحركات والسكنات والمدات وغير ذلك من الادغام والاخفاء
ہوتا ہی اسطور کہ کچھ کیفیات حروف کی کم کردی یا زیادہ کردی جیسی حرکات اور سکنات اور مدات اور سوا اسکی ادغام اور خفی کرنا

واشباع الحركات وتوفير الغنات ونحوها مما يطول تعدادها على ما ذكر في كتب التجويد وقد يستعمل اللحن بمعنى التغني
اور حرکت کا بڑھانا اور غنہ کا پورا کرنا اور مانند اسکی جنکی گنتی بہت ہی چنانچہ کتب تجوید میں مذکور ہی اور کبھی لحن کو تغنی کی معنوں میں لیتی ہیں

وقد يطلق كل من هذه الالفاظ ويراد به مجرد حسن الصوت من غير تغيير لفظ فعلى هذا متى قيل يجوز قراءة القرآن
اور کبھی ان تمام لفظوں سی نری خوش آوازی بدون تغیر لفظ کی مراد ہوتی ہی پس اس اختلاف کی موافق جب کوئی بول کہی کہ قرآن کا

بالالحان يراد به حسن الصوت ولحون العرب كما في قوله عم اقرؤا القرآن بلحون العرب والمراد بلحون العرب صواتهم الطبيعية التي
پڑھنا الحان سی جائز ہی تو خوش آوازی اور عرب کا لہجہ مراد ہوگا چنانچہ اس حدیث میں ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑھو اور مراد عرب کی لہجہ سی عربوں کی اصلی طبیعی

هي مد الممدود وقصر المقصور وترقيق المرقق وتفخيم المفخم وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفي وغير ذلك مما هو لازم في
آوازیں ہیں یعنی دراز کرنا ممدود کا اور قصر کرنا مقصور کا اور ہلکا کرنا ہلکی کا اور بھر کرنا بھر کا اور ادغام کرنا قابل ادغام کا اور ظاہر کرنا قابل اظہار کا اور خفی کرنا قابل اخفا کا اور سوا اسکی جو عربوں

كلامهم الذي هو سليقة لهم لا يحسنون غيره ومتى قيل قراءة القرآن بالالحان حرام يراد به لحون اهل الفسق كما في قوله عم اياكم ولحون
کی کلام میں لوازمات ہیں جو اونکا اصلی طریقہ ہی کہ اوسکی خلاف کو اچھا نہیں سمجھتی اور جب کوئی یہہ کہی کہ قرآن کا پڑھنا الحان سی حرام ہی تو اب لحن فاسقوں کی مراد ہیں جیسے اس حدیث میں ہی

اهل الفسق والمراد بلحون اهل الفسق الانغام المستفادة من الموسيقي اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق لارتكابه كبيرة
فاسقوں کی لحن سی بچتی رہو اور فاسقوں کی لحن سی وہ نغمات مراد ہیں جو گویوں کی طرز پر ہوتی ہیں اسلئی کہ جو شخص یہہ نغمی کرتا ہی وہ فاسق ہی کیونکہ کبیرہ گناہ کیا ہی

الا ترى ان ابا حنيفة وغيره من المشائخ يبيحون قراءة القرآن بالالحان على ما ذكر في بعض الفتاوى وعلى تقدير كون المراد بها الانغام
کیا نہیں کہ امام ابوحنیفہ وغیرہ مشائخ الحان سی قرآن کا پڑھنا مباح کہتی ہیں چنانچہ بعض فتاووں میں مذکور ہی اور جس صورت میں کہ مراد اس سی وہ نغمات ہوں

المستفادة من الموسيقي كيف يبيحونها مع صريح النهي عنها بقوله عليه السلام اياكم ولحون اهل الفسق وعلى تقدير كون المراد بها حسن
جو علم موسیقی کی طرز پر ہوتی ہیں تو کیونکر مباح کہہ سکتی باوجودیکہ اس حدیث میں صاف منع فرمایا ہی فاسقوں کی لحن سی بچتی رہو اور اگر مراد اوس سی خوش آوازی

الصوت ولحون العرب كيف لا يبيحونها وقد امر بها النبي عم بقوله اقرؤا القرآن بلحون العرب وقد يقع الغلط على اوهام بعض الناس فيظنون المراد بحسن الصوت المطلوب
اور لہجہ عرب کا ہو تو کیونکر منع کر سکتی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں ارشاد کیا ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑھا کرو اور بیشک بعضی لوگوں کی سمجھ پر غلطی پڑتی ہی وہ یہہ

في قراءة القرآن والخطبة والاذان هي التغني المعروف المشهور بينهم كما يرشد به تحذيرنا اياهم عن هذا المعنى لعزولون ثم انهم لا يكتفون بما ارتكبوا
کہ قرآن کی پڑھنی اور خطبہ اور اذان میں درکار ہی وہ یہی نغمی مشہور و معروف ہی افسوس افسوس اونکی سمجھ پر حق تو یہہ ہی کہ وہ ان معنوں سی بہت دور ہیں پھر یہہ بھی تو نہیں کہ جو اختیار کر رکھا ہی

بل يقعون في طعن السلف الصالحين وينسبون اليهم الفعل المحرم في جميع الاديان حيث يعتقدون ان الغناء
بلکہ علماء سلف کو طعنہ دیتے ہیں اور وہ نسبت ایسی فعل کی جو تمام مذہبوں میں حرام ہے تہمت لیتے ہیں اوسلیے کہ یہہ اعتقاد کرتے ہیں کہ بیشک یہہ غنا
الذي يفعلونه اليوم هذا الذي كان السلف يفعلونه ومعاذ الله ان يظن بهم هذا ومن وقع له ذلك يتعين
کہ جو اب عمل میں آتی ہے یہہ وہی غنا ہے جو سلف بزرگ استعمال کرتے تھے خدا کی پناہ اونکی طرف ایسی گمان سے اور جسکی خیال میں یہہ وسوسہ گذرتا ہو
عليه ان يتوب عنه ويرجع الى الله تعالى والا فهو من الهالكين الا ترى ان حسن الصوت في الاذان مندوب
تو اوسکو یہی چاہیے کہ اس عقیدہ سے توبہ کرے اور خدا کی طرف رجوع کرے نہیں تو وہ ہلاک ہوا کیا نہیں دیکھتا کہ حسن صوت اذان میں مستحب
ومطلوب مع ان التغني فيه حرام ومكروه منصوص كراهته في عامة الكتب من المتون والشروح والفتاوى
اور مقصود ہے باوجودیکہ تغنی اذان میں حرام اور مکروہ ہے اوسکی کراہت صاف صاف تمام متون اور شرحوں اور فتاووں میں
مع ضرب من التاكيد والتهديد وقد صدر الانكار على فاعله عن النبي عليه السلام وعن الصحابة والتابعين وغيرهم
بتاکید اور تہدید مذکور ہے اور بیشک برائی تغنی کرنیوالی کی نبی علیہ السلام سے اور صحابہ اور تابعین وغیرہ
من السلف والخلف اذ روى عن ابن عباس رضي الله عنه انه عليه السلام كان له مؤذن يطرب ونهاه عن ذلك وروى ان
اگلی اور پچھلوں سے ثابت ہوتی ہے اسوسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی ہان ایک موذن مطرب تہا اوس موذن کو اس سے باز رکہا اور روایت ہے کہ
رجلا قال لابن عمر اني احبك في الله فقال له ابن عمر اني ابغضك في الله لانك تغني في اذانك فظهر من
کہ ایک شخص نے ابن عمر سے کہا میں تمکو اللہ کی واسطے محبوب رکہتا ہوں پس ابن عمر نے جواب دیا میں تجھکو خدا کی واسطے برا جانتا ہوں اسلیے کہ تو اذان میں تغنی کرتا ہے
هذه الوجوه كلها ان المراد بالتغني في الحديث المذكور سابقا ليس ما هو المعروف والمشهور بل المراد به الاعلان
اب ان تمام وجوہات سے ظاہر ہوتا ہے کہ تغنی سے جو پہلی حدیث میں آیا ہے وہ یہی تغنی معروف ومشہور مراد نہیں ہے بلکہ تغنی سے قرآن کا ظاہر پڑہنا
بالقران والافصاح به كانه عليه السلام جعل الجهر به تبعا لاقرار بتوحيد الله تعالى ونبوة انبياءه في كونه
اور فصیح زبان سے پڑہنا مراد ہے گویا نبی علیہ السلام نے قرآن بلند آواز سے پڑہنے کو مزید اقرار کے ٹہرایا ہے واسطے توحید اللہ تعالی کی اور انبیاء کی نبوت کی اس باب میں
من شعائر الاسلام كالاعلام بالشهادتين في صحة الايمان او المراد به الاستغناء بالقران عن الاشعار و
کہ نشان اسلام کا ہے جیسی دونوں کلمے شہادت کا ظاہر کرنا واسطے درستی ایمان کی نشان ہے یا تغنی سے مراد نسبت قرآن کی شعروں سے اور
احاديث الناس فقد ورد التغني بهذا المعنى وان ما يجيء تفعل بمعنى تستفعل قليلا لكن قلة الاستعمال لا يمنع
جہان کی قصے کہانیوں سے بے نیاز ہونا بیشک تغنی کی یہہ بہی معنی ہیں اگرچہ وزن تفعل کا استفعل کی معنوں میں کمتر آتا ہے لیکن قلت استعمال سے احتمال
احتمال الارادة والمراد به التجويد والترتيل فانه زين للقران لا سيما مع حسن الصوت فان التغني بمعنى حسن
ارادہ کا نہیں دفع ہوتا اور مراد اس سے تجوید یا ترتیل ہے کیونکہ اس میں قرآن کو زینت ہوتی ہے خاص کر خوش آوازی سے تو بیشک تغنی بمعنی خوش آوازی
الصوت مندوب على ما ذكر في التاتارخانية ان التغني بالقراءة ان لم يغير الكلمة عن وضعها بل يحسنه تحسين
مستحب ہے چنانچہ تاتارخانیہ میں یہہ مذکور ہے کہ تغنی قرآن میں اگر کلمات کو اپنی وضع سے نہ بدل دے بلکہ اوسکو آراستہ کردے
الصوت وتزيين القراءة فذلك مستحب عندنا في الصلوة وخارجها وان كان يغير الكلمة عن وضعها يوجب
اور قرارت کو زینت دے تو یہہ تغنی ہمارے نزدیک نماز میں اور نماز سے باہر بہی مستحب ہے اور اگر تغنی کلمات کو اپنی وضع سے بدل ڈالے تو نماز کو
فساد الصلوة لان ذلك منهي عنه وقال التوربشتي القراءة على الوجه الذي يهيج الوجد في قلوب السامعين
بگاڑتی ہے اس لیے کہ یہہ تغنی ممنوع ہے اور توربشتی کہتا ہے کہ اس وضع کی قرارت جو سننے والوں کی دلوں میں شور محبت بہڑکا دے
ويورث الحزن ويجلب الدموع مستحبة ما لم يخرجه التغني عن التجويد ولم يصرفه عن مراعات النظم في الكلمات
اور اندوہ پیدا کرے اور آنسو بہادے مستحب ہے جبتک کہ تغنی تجوید سے نہ نکالدے اور اوس نظم سے جو کلمات اور حروف میں رعایت کی جاتی ہے دور نہ کردے

والحروف فاذا انتهی الی ذلک عاد الاستحباب کراهة اذا تقرر هذا ینبغی ان یعلم ان الفقهاء لما صرحوا بکون التغنی
پھر اگر اس نوبت کو پہنچی تو مستحب نہیں مکروہ ہی جب یہہ معلوم ہو چکا تو یہہ بات بھی لائق سمجھنی ہی کہ فقہا جب تغنی کو

فی القرآن حراما وشددوا فیه مع ظواهر بعض الاحادیث الذی توهم جوازه فیه فکونه حراما فی غیر القرآن من الاذان
قرآن میں صاف حرام کہہ چکی اور اسباب میں تشدد کر چکی باوجودیکہ بعض احادیث کی ظاہر معنوں سی جواز کا وہم پڑتا ہی تو ایسی تغنی سوا قرآن کی اذان

والخطبة والاذکار وغیرها مع عدم ورود شیء مما یوهم جوازه فیها اصلا من ظواهر الاحادیث واقوال العلماء اولی
اور خطبہ اور اذکار وغیرہ میں باوجودیکہ ہرگز کوئی ایسی روایت بھی نہیں جس سی جواز تغنی کا اذان وغیرہ میں وہم پڑتا ہی نہ کوئی ظاہر حدیث نہ قول کسی عالم کا بطریق اولی حرام ہی

لانه بقی علی الخطر الاصلی المستفاد من قولهم التغنی حرام فی جمیع الادیان المجلس الثامن والاربعون
اسواسطی کہ وہ خطر اصلی پر باقی ہی جو ادنکی اس قول سی مفہوم ہوتا ہی کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہی اڑتالیسویں مجلس میں

فی بیان فضیلة المؤذن وبیان سبب وضع الاذان قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یسمع
بیان مؤذن کی فضیلت کا اور بیان سبب اذان کی مقرر ہونیکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہیں سنیگا

مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیء الا شهد له یوم القیمة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو سعید
انتہا آواز مؤذن کی جن اور نہ انسان اور نہ کوئی اور شی مگر واسطی مؤذن کی قیامت کی روز گواہی دیگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو سعید کی روایت

الخدری وفیه حث علی استفراغ الجهد فی رفع الصوت بالاذان لیکثر شهوده من الجن والانس وغیرهما من
سی اور اسمیں یہہ ترغیب ہی کہ جہان تک ہو سکی بتمام قوت اذان میں آواز بلند کری تاکہ گواہ جن وانس وغیرہ حیوانات

الحیوانات والجمادات یوم القیمة فان المؤذن کلما جعل صوته اجهر یکون شهوده یوم القیمة اکثر وانما
اور جمادات قیامت کی روز زیادہ ہو جاوین کیونکہ مؤذن جتنی آواز بلند کریگا دتنی ہی اوسکی گواہ قیامت کی دن زیادہ ہونگی اور نہیں سنیگا

قال لا یسمع صوته لان مدی الصوت غایته وغایة الصوت تکون اخفی لا محالة فاذا شهد له من بعد عنه
آواز اوسکی اس لئی فرمایا کہ مدی صوت انتہا آواز کا ہوتا ہی اور انتہا آواز کا بالضرور بہت خفی ہو جاتا ہی پھر جب اوسکی گواہی وہ چیزین دیوین جو اوس سی دور ہیں

ووصل الیه همس صوته فاولی ان یشهد له من قرب منه وسمع مبادی صوته والمراد من شهادة الشهود له
اور اوسکی کہسکہساہٹ ہی سنی ہو تو جو پاس کی چیزین ہین اور اول آواز سنتی ہین بطریق اولی گواہی دیگی اور اوسکی حق میں قیامت کی دن گواہوں کی گواہی سی مراد یہہ ہی کہ اوس روز اہل محشر کی بیچ

یوم القیمة اشهاده فی ذلک الیوم فیما بین اهل المحشر بالفضل وعلو الدرجة فانه تعالی کما یهین قوما
بزرگی اور بلند مرتبہ کی گواہی ہوگی بیشک اللہ تعالی جیسی کسی قوم کو قیامت کی دن اوسکی حق میں گواہ ہونی کی برا گواہی سنکر ذلیل کرتا ہی تاکہ سب کی سامنی خوار و ذلیل

یوم القیمة بشهادة الشهود علیهم تحقیقا لفضوحهم علی رءوس الاشهاد وتسوید الوجوههم فکذلک یکرم
اور کالا منہہ ہو وی سو ایسا ہی بعضی قوم کو

قوما فی ذلک الیوم بشهادة الشهود لهم تکمیدا لسرورهم تطییبا لقلوبهم ثم انهم بکثرة شهادة الشهود لهم یزداد
اوس روز گواہوں کی گواہی دینی اونکی خوشی پوری اور دل خوش کرینگی لئی عزت کرتا ہی پھر اوس قوم کی فرح اور سرور بسبب بہت اچھی گواہوں کی بڑہتی جاتی ہی

سرورهم وفرحهم فان قیل الاذان ذکر والاصل فی الاذکار الاخفاء لقوله تعالی وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِی نَفْسِکَ تَضَرُّعًا
پھر اگر کوئی یہہ کہی کہ اذان تو ذکر ہی اور تمام ذکروں میں اصل اخفا ہی یعنی چپکی سی بدلیل اس آیت کی اور یاد کرتا رہ اپنی رب کو دل میں گڑگڑاتا

وَخِیفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ ولقوله علیه السلام للذی رفع صوته بالذکر انکم لن تدعوا اصم ولا غائبا
اور ڈرتا اور پکار سی کم آواز بولنی میں اور اس لئی کہ حضور علیہ السلام نی اوس شخص کو جو پکار کر ذکر کرتا تہا فرمایا تم ہرگز نہیں پکارتا بہرے کو اور غائب کو

فما وجه الجهر فیه فالجواب ان الاذان وان کان ذکرا وکان الاصل فی الاذکار الاخفاء الا ان فیه معنی زائد
پھر اس میں پکارنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی اور اصل بھی ذکروں میں اخفا ہی ہی پر اذان میں ایک اور بات بڑھتی ہی

یوجب الجهر علی خلاف الاصل وهو کونه اعلاما لاوقات الصلوٰت وهذا المعنی الزائد اوجب فیه حکما عارضا علی
جس سی پکار کر کہنا اصل کی برخلاف ثابت ہوگیا اور وہ بات یہی کہ نماز کی وقتوں کی خبر دیتی ہیں اس ہی بڑہتی بات نی اوسمین ایک حکم عارضی اصل سی الگ واجب کردیا ہی

الاصل وهو الجهر لانه لا یصلح ان یکون اعلاما الا بصفة الجهر بیان ان الاذان وان کان ذکرا یوجب الاخفاء
یعنی پکار کر کہنا اسواسطی کہ اذان سی بدون پکار کر کہنی کی اعلام نہین ہوسکتا اسکا بیان یہہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی جسمین اخفا واجب ہی

الا ان الاخفاء امتنع فیه لمانع قوی هو کونه اعلاما لان الاعلام لا یمکن حصوله الا بصفة الجهر ووجود
لیکن اسمین اخفا ایک قوی مانع کی سبب سی ممنوع ہی وہ مانع یہہ ہی کہ وہ اعلام ہی اسواسطی کہ اعلام بدون پکار کر کہنی کی حاصل ہونا ممکن نہین ہی اور ایک

علة توجب حکما علی وجه لا یمنع وجود علة اخری توجب حکما اخر مخالفا للاول بل اسمه ایضا یدل علی
علت سی اوسکا حکم اس طور پر واجب ہوتا ہی کہ اوس سی دوسری ایسی علت کا پیدا ہونا ممنوع نہین ہوتا جس سی دوسرا حکم اول کی برخلاف واجب ہوجاوی بلکہ اوسکا نام بہی یعنی اذان دلالت

وجوب الجهر فیه لانه فی اللغة الاعلام مطلقا وفی الشریعة اعلام مخصوص علی وجه مخصوص بالفاظ
کرتا ہی کہ اسمین جہر واجب ہی اسلئی کہ اذان کی معنی مطلق اعلام کی ہین اور شریعت مین خاص اعلام کو کہتی ہین بطور خاص الفاظ مخصوصہ سی

مخصوصة وقد سبق ان الاعلام یمتنع حصوله بدون الجهر بل سببه ایضا یدل علی لزوم الجهر فیه وهو انه
اوپر گذر چکا ہی کہ اعلام بدون جہر کی ہرگز نہین ہوسکتا بلکہ اذان کی ایجاد کا سبب بہی دلالت کرتا ہی کہ اوسمین جہر لازم ہی وہ سبب یہہ ہی

علیه السلام لما قدم المدینة وبنی المسجد شاور اصحابه فیما یجعل علامة لمعرفة وقت الصلوٰة وحضور الجماعة
کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لائی اور مسجد تیار کی تو صحابہ سی مشورہ کیا کہ اوقات نماز کی پہچان اور جماعت مین آنی کی لئی کیا علامت مقرر کرین

فذکر له ضرب الناقوس فقال هو من شعائر النصاری فذکر له النفخ فی القرن فقال هو من شعائر الیهود فذکر
کسینی ناقوس کا بجانا ذکر کیا تو آپ نی فرمایا وہ طریقہ نصاری کا ہی پہر صور پہونکنی کا ذکر کیا پہر آپ نی فرمایا یہہ یہود کا طریق ہی پہر کسینی

له ایقاد النار فقال هو من شعائر المجوس فتفرقوا من غیر ان یتفقوا علی شیء وکان فیهم عبد الله بن زید الانصاری
آگ جلانی کا ذکر کیا پہر آپ نی فرمایا یہہ طریقہ مجوسیون کا ہی پہر یہہ ہی اختلاف رہا کسی ایک بات پر متفق نہوئی اور اوس مجمع مین عبد اللہ بن زید انصاری ہی تہی

فاهتم همّا شدیدا لهمّ رسول الله علیه السلام فلم یاکل الطعام تلک اللیلة فبات مهتما فلما اصبح اتی رسول
سو اونکو بسبب فکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑا سخت فکر لگا کہ اوسنی اوس رات کو کہانا نہ کہایا اسی فکر مین سوگیا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ

الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله انی کنت بین النوم والیقظة اذ رایت نازلا من السماء علیه
صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ مین کچہہ سوتا کچہہ جاگتا تہا ناگاہ مجہکو ایک شخص آسمان سی اوترتا نظر آیا

بردان اخضران فقام علی جرم حائط واستقبل القبلة وقال الله اکبر الله اکبر الی تمام کلمات الاذان فقال
دو چادر سبز اوڑہی ہوئی پہر وہ کہر کی دیوار پر رو بقبلہ کہڑا ہوکر کہنی لگا اللہ اکبر اللہ اکبر اذان کی آخر عبارت تک پس رسول

رسول الله صلی الله علیه وسلم هذه الرؤیا حق فالق ما رایته علی بلال فانه امد منک صوتا فالقیته
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا یہہ خواب حق ہی سو جو تونی دیکہا ہی بلال کو سکہادی کیونکہ بلال تجہسی بلند آواز ہی سو مینی اوسکو سکہادی

علیه فقام علی رفع سطح فاذن فسمعه عمر بن الخطاب وکان فی بیته فخرج یجر ردائه حتی اتی رسول الله
پہر بلال نی ایک اونچی جگہہ پر کہڑی ہوکر اذان پڑہی پس وہ اذان عمر بن الخطاب نی اپنی گہر مین سنی سو چادر کہینچتی ہوئی گہر سی نکل کر رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله والذی بعثک بالحق لقد رایت مثل ما قال فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم
صلی اللہ کی پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہی اوس اللہ کی جسنی تمکو برحق بہیجا ہی مین نی بہی یہی دیکہا ہی جیسی بلال کہتا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

فلله الحمد وروی انه رای فی المنام تلک اللیلة احد عشر رجلا من الصحابة ما رواه عبد الله بن زید فلما
فرمایا سو اللہ حمد اور روایت ہی کہ اوس رات کو گیارہ مرد صحابیون نی خواب مین یہہ ہی دیکہا تہا جو عبد اللہ بن زید نی روایت کی پہر جب

ثمن

ثبت شرعية الاذان بهذه الرؤية التي شهد بحقيتها النبي عليه السلام كان من شعائر الاسلام حتى لو

اذان کا مشروع ہونا اوس خواب سے ثابت ہوچکا جسکی حقیت میں نبی علیہ السلام نے گواہی دی تو اذان نشان اسلام کا مقرر ہوئی یہاں تک کہ اگر

اصر على تركه اهل مصر او اهل قرية او اهل محلة اجبرهم الامام على الاتيان به وان لم

کسی شہر یا گاؤں والے یا اہل محلہ والے اذان سراسر چھوڑ دیں تو امام وقت اذان پر زور دے پڑھاوے اور اگر

يفعلوا قاتلهم لانه لما كان من اعلام الدين كان الاصرار على تركه استخفافا بالدين فيلزم القتال وقد

مانیں تو ان پر جہاد کرے اسواسطے کہ جب اذان اعلام دین سے ہوئی تو اوسکا سراسر ترک کردینا دین کا استخفاف ہے سو ان پر جہاد کرنا لازم ہوا اور

روى عن انس انه عليه السلام كان اذا طلع الفجر وكان يسمع الاذان فان سمع الاذان امسك والا اغار

انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کا سفر جہاد میں یہہ رویہ تھا جب صبح ہوتی تو اذان کی طرف کان لگاتے اگر اذان کی آواز سنتے تو رک جاتے اور نہیں تو غارت کرتے

يعني انه عليه السلام اذا اراد ان يغير الكفار كان من عادته ان يسير بالليل فاذا وصل الى بلدة لا يعرف

مراد یہہ ہے کہ نبی علیہ السلام کفار پر غارت گری کا ارادہ کرتے تو یہہ عادت تھی کہ رات کو روانہ ہوتے جب کسی ایسے شہر پہ پہنچتے کہ اوسکا حال معلوم نہوتا

حالها ينتظر الصبح ويستمع الاذان ليعلم ان تلك البلدة بلدة المسلمين او بلدة الكفار فان سمع الاذان امسك

تو صبح تک منتظر رہتے اور اذان کی طرف کان لگاتے تاکہ یہہ امر معلوم ہو جاوے کہ یہہ شہر مسلمانوں کا ہے یا شہر کفار کا ہے پھر اگر اذان سن پاتے تو غارت گری سے

عن الاغارة وتركها وان لم يسمع الاذان اغار فهذا الحديث دل على كون الاذان من اعلام الدين ومع هذا

باز رہتے اور اوس شہر کو چھوڑ دیتے اور اگر اذان نہ سنتے تو غارت کرتے پس یہہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اذان اعلام دین سے ہے اور باوجود اسکی

يفهم منه كونه واجبا لكن عند عامة المشائخ وهو الصحيح انه سنة مؤكدة وكذا الاقامة سنة مؤكدة للصلوة

اسہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان واجب ہے پر عام مشائخ کے نزدیک اذان سنت مؤکدہ ہے یہہ صحیح ہے اور ایسے ہی تکبیر پانچوں نمازوں کے واسطے سنت مؤکدہ ہے

الخمس اذا صليت بالجماعة اداء وقضاء وللجمعة لانها فرض لا للواجبات كصلوة الوتر والعيدين ولا للسنن

بشرطیکہ باجماعت ہوں وقت پر ادا ہوں یا قضا اور جمعہ کی بھی اسواسطے کہ جمعہ فرض ہے اور نماز واجب کی واسطے نہیں ہے جیسے نماز وتر اور دونوں عید اور نہ سنتوں کی واسطے

كالتراويح ولا للنوافل كصلوة الكسوف والاستسقاء اذا صليت بالجماعة كل واحد من تلك الصلوات ويزيد المؤذن

جیسے تراویح اور نہ نفلوں کی واسطے جیسے نماز سورج گہن اور استسقا کی اگرچہ یہہ سب نمازیں باجماعت پڑھیں اور مؤذن فجر کی اذان میں

بعد فلاح الاذان في الفجر قوله الصلوة خير من النوم مرتين لما روى ان بلالا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم

بعد حی علی الفلاح کے الصلوة خیر من النوم دوبار زیادہ کہے اسواسطے کہ روایت ہے کہ بلال نبی علیہ السلام کے پاس آیا

فوجده نائما فقال الصلوة خير من النوم فقال النبي عليه السلام ما احسن هذا اجعله في اذانك وانما خص

تو آپکو سوتے پایا پس بلال نے کہا الصلوة خیر من النوم پس نبی علیہ السلام نے فرمایا کیا خوب بات ہے اسکو تو اپنی اذان میں داخل کرلے اور خصوصیت

الفجر به لانه وقت نوم وغفلة فاحتيج الى زيادة الاعلام والاقامة مثل الاذان الا انه يزيد بعد فلاحها قوله

فجر کی اسلئے ہے کہ نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہے سو اوسی وقت تنبیہ کی حاجت زیادہ ہے اور تکبیر مانند اذان کی ہے پر اتنا فرق ہے کہ تکبیر میں بعد حی علی الفلاح کے اتنا لفظ

قد قامت الصلوة مرتين ويترسل في الاذان ويحدر في الاقامة لما روى انه عليه السلام قال لبلال اذا اذنت

قد قامت الصلوة یعنی قایم ہوئی نماز دوبار کہے اور اذان میں ٹھہر ٹھہر کر کہے اور تکبیر میں شتاب شتاب کہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے بلال سے فرمایا جب تو اذان پڑھے

فترسل واذا اقمت فاحدر والترسيل ان يفصل بين كلمات الاذان بسكتة والحدر ان يوصل بين كلمات

تو ٹھہر ٹھہر کر اور جب تو تکبیر کہے تو جلدی کر اور ترسیل یہہ ہے کہ اذان کی کلمات میں ایک ایک سکتہ کا فرق کرتا جاوے اور حدر یہہ ہے کہ تکبیر کی کلمات کو جلد جلد ملاتا جاوے

الاقامة بسرعة ويترك الاعراب فيهما لما روى عن ابرهيم النخعي انه قال شيئان مجزومان كانوا لا يعربونهما الاذان

اور اعراب یعنی حرکات کو دونوں میں ترک کرے اسواسطے کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ کہتا تھا دو چیزیں جزم سے ہیں پہلی لوگ اونکو اعراب نہیں دیتے تھے اذان

والاقامة قال الزيلعي يعني على الوقف لكن في الاذان حقيقة وفي الاقامة ينوي الوقف قاله المروي وعوام الناس

اور تکبیر زیلعی کہتا ہی یعنی وقف پر لیکن اذان میں وقف حقیقی ہی اور تکبیر میں وقف کی نیت کری یہہ قول ہروی کا ہی اور عوام لوگ یون

يقولون الله اكبر الله اكبر بضم الراء الاولى وكان ابو العباس المبرد يفتحها بنقل فتحة همزة اسم الله تعالى اليها

کہتی ہین الله اکبر الله اکبر پہلی راء کی ضمہ سی اور ابو العباس مبرد اوس راء پر زبر پڑھتا ہی الله کی الف کا زبر نقل کرکر اوس راء کو دیتا ہی

لالتقاء الساكنين كما يفتح الميم في قوله تعالى الم الله لا اله الا هو مع ان الاصل في الحروف المقطعة الاسكان ويترتب بين

واسطی جمع ہونی دو ساکن کی جیسی میم اس آیت مین مفتوح ہوجاتا ہی باوجودیکہ اصل حروف مقطعات مین سکون ہی اور اوسکی کلمات کو ایسی ہی مرتب کہی

كلماتها كما شرع حتى لو قدم بعضا او اخر بعضا فالافضل الاعادة مراعاة للترتيب ولا يتكلم فيهما ويستقبل بهما

جیسی مشروع ہوئی ہین یہان تک کہ اگر کسیکو آگی اور کسیکو پیچھی کردی تو واسطی رعایت ترتیب کی دوہرانا بہتر ہی اور دونوکو پڑھتی ہوئی بیچ مین نبولی اور دونوکو روبقبلہ ہوکر

القبلة ويلتفت في الاذان مع ثبات قدميه في مكانه يمينا عند قوله حي على الصلوة وشمالا عند قوله حي

پڑھی اور اذان مین دونو پاؤن جمائی ہوئی اپنی جگہ مین حی علی الصلوٰۃ کہتی ہوئی دہنی طرف منہ پھیری اور حی علی الفلاح کہتی ہوئی بائین طرف

على الفلاح لان طرفي الاذان مناجاة ووسطه مناداة ففي المناجات يستقبل القبلة لان احسن احوال

اسواسطی کہ اذان کی اول اور آخر مین مناجات ہی اور اوسکی بیچ مین منادات یعنی لوگونکو پکارنا ہی سو مناجات مین روبقبلہ رہی اسواسطی کہ بہتر حال

الذاكرين استقبال القبلة وفي المنادات يلتفت الى من يناديهم لانه خطابهم فيتوجه اليهم واذا كان في

یاد الٰہی کرنیوالون کا روبقبلہ رہنا ہی اور پکارتی وقت اوس طرف منہ پھیری جنکو پکارتا ہی اسلئی کہ اب اونہی کو خطاب ہی سو اونہی کو منہ پھیری اور اگر مؤذن

المنارة ولم يحصل تمام الفائدة بتحويل وجهه مع ثبات قدميه في مكانه يستدير فيها ويجعل اصبعيه في اذنيه

منارہ کی اندر ہووی اور منہ پھیرانی سی دونو پاؤن اپنی جگہ پر جمی ہوئی میں پورا فائدہ نہو تو اوسکی اندر گردش کری اور اپنی دونو اونگلیان اپنی کانون مین کرلی

لما روي انه عليه السلام قال لبلال اجعل اصبعيك في اذنيك فانه ارفع لصوتك وان لم يجعل اصبعيه

اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی بلال کو فرمایا اپنی دونو کانون مین اونگلیان دی لی اس سی تیری آواز بلند ہووی گی اور اگر وہ اونگلیان کانو نین ندی

في اذنيه بل جعل يديه على اذنيه فحسن لما روي ان ابا محذورة ضم اصابعه

بلکہ دونو ہاتھ کانون پر رکھ لی تو بھی بہتر ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ ابو محذورہ نی اپنی چارون اونگلیان ملاکر

الاربع ووضعها على اذنيه وعن ابي حنيفة انه قال ان جعل احدى يديه على اذنه فحسن ولا يؤذن لصلوة

کانون پر رکھ لین تھین اور ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ فرمایا اگر کوئی سا ایک ہاتھ اپنی کان پر رکھ لی تو بھی اچھا ہی اور کسی نماز کی واسطی

قبل دخول وقتها ويعيد في الوقت ان اذن قبله لان الاذان للاعلام بدخول الوقت فالاذان قبله يكون تجهيلا

وقت آنی سی پہلی اذان نکہی اور وقت ہونی کی بعد دہرائی جاوی اگر اذان پہلی کہدی ہو اسواسطی کہ اذان وقت کی آنی کی خبر دینی کی واسطی ہی پس اذان وقت سی پہلی بہلاوا دینا ہی

لا اعلاما وعند ابي يوسف وهو قول الشافعي يجوز للفجر في النصف الاخير من الليل لتوارث اهل الحرمين اهل مكة و

اعلام نہین ہی اور ابو یوسف کی نزدیک اور یہی قول شافعی کا ہی فجر کی لئی آدہی رات گذرنی کی بعد اذان جایز ہی بسبب عمل درآمد اہل حرمین اہل مکہ اور

اهل المدينة والحجة على الكل قوله عليه السلام لبلال لا تؤذن حتى يستبين لك الفجر هكذا ومد يديه عرضا و

اہل مدینہ کی اور سب کی دلیل یہہ حدیث ہی جو آپ نی بلال سی فرمایا اذان مت دیا جبتک تجھکو فجر اسطور پر ظاہر نہوجاوی پھر اپنا ہاتھ عرض مین کھینچا اور

لظهور التواني في الامور الدينية استحسن المتاخرون التثويب بين الاذان والاقامة في الصلوات كلها سوى المغرب

امور دینی مین سستی جو ظاہر ہونی لگی ہی تو متاخرین علماء نی تثویب کو درمیان اذان اور تکبیر کی بجز مغرب کی تمام نمازون مین پسند کیا ہی

وهو العود الى الاعلام بعد الاعلام بحسب ما تعارفه كل قوم لانه مبالغة في الاعلام فلا يحصل ذلك الا بما يتعارفونه

اور تثویب دوبارہ آگاہ کرنا ایک دفعہ آگاہ کرکی موافق تعارف ہریک قوم کی اسواسطی کہ تثویب اعلام مین مبالغہ ہوتا ہی بدون تعارف قوم کی نہین ہوسکتا

وابو یوسف خص به من له زیادة اشتغال بامور المسلمین کالامیر والقاضی والمفتی لانهم لا یعرفون وقت
اور امام ابو یوسف تثویب کو خاص کرتے ہیں اوس شخص کے واسطے جسکو مشغولی کار بار مسلمانوں کا لگا رہتا ہو جیسے امیر حاکم اور قاضی اور مفتی اسلئے کہ ان حضرات کو وقت
الحضور ولو حضروا کما سمعوا الاذان ولم یحضر الجماعة یحتاجون الی انتظار فیتعطل مصالح المسلمین وینبغی
حضور کا دھیان نہیں ہوتا اور اگر یہہ لوگ اذان سنتے ہی چلے آیا کریں اور جماعت جمع نہو تو انتظار کرنا پڑیگا پھر مسلمانوں کی کار بار معطل ہوتی رہینگی اور موذن کو یون چاہئے
للمؤذن ان یفصل بین الاذان والاقامة ویکره وصلهما لان المقصود من الاذان اعلام الناس بدخول
کہ اذان اور اقامت کی بیچمین کچھ درنگ کیا کرے دونوں کا متصل بدون فاصلہ کے کہنا مکروہ ہے اسلئے کہ غرض اذان سے لوگوں کا آگاہ کرنا ہے کہ وقت نماز کا آگیا ہے
وقت الصلوة لیتهیئوا لها بالطهارة فیحضروا المسجد لاقامتها وبالوصل ینتفی هذا المقصود وطریق الفصل
تاکہ وہ نماز کی تیاری کریں وضو وغسل کرکر مسجد میں نماز کی لئے آئیں اور دونوں کی ملادینے میں یہہ غرض فوت ہوتی ہے اور طریق فاصلہ کا یہہ ہے
ان الصلوة ان کانت مما یتطوع قبلها یفصل بینهما بصلوة سنة کانت او غیرها لما روی عن عبد الله
کہ اگر نماز ایسی ہے کہ اوس سے پہلی نفلیں پڑھی جاتی ہیں تو اونکی بیچ میں نماز پڑھنی لگی خواہ سنت ہو خواہ اور کچھ اسلئے کہ روایت ہے عبد اللہ
بن مغفل انه علیه السلام قال بین کل اذانین صلوة بین کل اذانین صلوة ثم قال فی الثالثة لمن شاء والمراد
بن مغفل سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہر وقت درمیان دو دو اذان کی نماز ہے ہر وقت درمیان دو اذان کی نماز ہے پھر تیسری دفعہ میں فرمایا جو شخص پڑھا چاہے اور مراد
بالاذانین الاذان والاقامة علی طریق التغلیب والمراد بالصلوة التطوع سواء کان سنة او غیرها من النوافل
دو اذان سے اذان اور تکبیر ہے بطور تغلیب کی اور نماز سے مراد نماز نفل ہے برابر ہے خواہ سنت ہو یا اور کوئی نفل
لا الفرض بدلیل تخییره علیه السلام فی المرة الثالثة بقوله لمن شاء وهو حث علی التنفل بین الاذان
فرض مراد نہیں ہے اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام نے تیسری بار میں اختیار دیدیا اس لفظ سے لمن شاء اور اسمین اذان و تکبیر کی بیچمین نفل پڑھنے کی ترغیب ہے
والاقامة لان الدعاء لا یرد بینهما علی ما روی عن انس انه علیه السلام قال لا یرد الدعاء بین الاذان والاقامة
اسواسطے کہ دعا اذان اور تکبیر کی بیچ کی رد نہیں ہوتی موافق روایت انس کی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا درمیان اذان اور تکبیر کی رد نہیں ہے
فاذا کان الدعاء غیر مردود بینهما یکون العبادة بینهما افضل وان لم یفصل بینهما بصلوة یفصل
جب اذان اور تکبیر کی بیچمین دعا مردود نہیں ہوتی تو عبادت اونکی بیچ میں افضل ہے اور اگر انکی بیچ میں نماز پڑھکر درنگ نکرے تو اتنی دیر تک
بینهما بجلسة مقدارها ما یتمکن فیه قراءة عشرین اية او مقدار ما یصلی اربع رکعات لحصول المقصود
بیٹھا رہے جتنی دیر میں بیس آیتیں پڑھ سکے یا اتنی دیر تک جسمین چار رکعت نماز پڑھ سکے کیونکہ اسمین مقصود پورا ہوتا ہے
وان کانت الصلوة مما لا یتطوع قبلها کصلوة المغرب فعند ابی حنیفة یفصل بینهما قائما بسکتة
اور اگر وہ نماز ایسی ہے جسمین اوس سے پہلی نفلیں نہیں ہیں جیسے مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک اذان اور تکبیر میں اتنی دیر چپکا کھڑا رہے
مقدار ما یتمکن فیه من قراءة ثلث ایات قصارا او اية طویلة وفی روایة عنه مقدار ما یخطو ثلث
جسمین تین آیتیں چھوٹی یا ایک آیت طویل پڑھ سکے اور ایک روایت میں امام سے اتنی دیر جسمین تین قدم پھر لی
خطوات ثم یقیم لان التعجیل مامور به والتاخیر مکروه فیکتفی بادنی الفصل لیکون اقرب الی التعجیل
پھر تکبیر کہے اسواسطے کہ تعجیل کا حکم ہے اور دیر لگانی مکروہ ہے سو ادنی فاصلہ کفایت کرتا ہے تاکہ تعجیل سے قریب رہے
وعندهما یفصل بینهما بجلسة خفیفة لان الفصل مکروه ولا یحصل الفصل بالسکتة لوجودها
اور صاحبین کی نزدیک اون دونوں میں تھوڑی سی نشست کا فاصلہ کرے اسلئے کہ ملادینا مکروہ ہے اور سکتہ کا کچھہ فاصلہ نہیں ہے کیونکہ سکتہ تو
بین کلمات الاذان فیجلس مقدار ما یجلس الخطیب فی الخطبتین وتقضی الفائتة باذان واقامة لانهما
اذان کی کلمات میں بھی موجود ہے سو اتنی دیر بیٹھہ جاوے جتنی دیر خطیب دونو خطبوں میں بیٹھتا ہے اور نماز فائتہ کی قضا کی لئے اذان اور اقامت دونو چاہیں اسلئے

من سنن الصلوٰة لا من سنن الوقت فان كانت الفائتة واحدة تقضي بهما ليكون القضاء على

کیونکہ وہ دونو نماز کی سنتیں ہیں کچھ وقت کی سنتیں نہیں ہیں پھر اگر نماز فائتہ ایک ہی ہو تو اذان اور تکبیر دونو چاہییں تاکہ قضا ادا کی وضع پر

سنن الاداء وقد روى انه عليه السلام قضى صلوٰة الفجر غداة ليلة التعريس مع الجماعة باذان واقامة

ہوجاوے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے لیلۃ التعریس کی صبح کو فجر کی نماز جماعت کے ساتھ اذان اور تکبیر سے قضا کی

وان كانت متعددة واريد قضاءها متوالية يؤذن ويقيم للاولى منها ويكون مخيرا في الباقي ان شاء

اور اگر وہ نمازیں کئی ہوں اور ایک دفعہ ہی پے در پے قضا کیا چاہے تو پہلی نماز کی لیے اذان اور تکبیر دونو کہے اور باقی نمازوں میں مختار ہے چاہے

اذن واقام ليكون القضاء على حسب الاداء وان شاء اقتصر على الاقامة لما روى انه عليه السلام شغله

اذان اور تکبیر دونو کہے تاکہ قضا ادا کی صورت پر ہوجاوے اور اگر چاہے اقامت ہی پر اکتفا کرے اسلیے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو مشرکوں نے

المشركون يوم الخندق عن اربع صلوات سوى الفجر فقضى الاولى مع الجماعة باذان واقامة وما سواها باقامة

جنگ خندق میں سوا نماز فجر کی چار نمازوں کی فرصت نہ دی سو آپ نے پہلی نماز مع الجماعت اذان اور تکبیر سے قضا کی اور باقی نری تکبیر سے کی

فقط واهل السفر في المفازة يصلون بهما ويكره لهم تركهما لانهما من سنن الجماعة والسفر لا يسقط الجماعة ولا يسقط

اور مسافر جنگل میں اذان اور تکبیر دونو سے نماز پڑہا کریں اور انکو دونو کا ترک کرنا مکروہ ہے اسلیے کہ اذان اور تکبیر متعلق ساتھ جماعت کے ہیں اور سفر سے جماعت

ما هو من سننها ولو اكتفوا بالاقامة وتركوا الاذان لا يكره لان الاذان للاعلام بدخول الوقت ليحضر الغائبون

نہیں ساقط ہوتی اور نہ وہ جو جماعت سے متعلق ہے اور اگر مسافر نری تکبیر ہی پر اکتفا کریں اور اذان نہ پڑہا کریں تو مکروہ نہیں ہے اسلیے کہ اذان وقت آجانے کی خبر دینی کی واسطے ہے تاکہ جو لوگ

والذين هم في اشغالهم متفرقون والرفقة حاضرون وفي محل نزولهم مجتمعون ولا حاجة الى جمعهم واحضارهم

غائب ہیں اور جو اپنی کاروبار میں جابجا لگے ہوتے ہیں وہ سب آجاویں اور رفیق سفر کے حاضر رہتے ہیں اور اپنی فرودگاہ میں جمع ہوتے ہیں تو انکو جمع کرنے کی حاجت اور بلانے کی ضرورت نہیں ہے

واما الاقامة فهي للاعلام بالشروع في الصلوٰة وهم اليه محتاجون ويكره اداء المكتوبة مع الجماعة في

رہی تکبیر سو اس خبر کی واسطے ہے کہ نماز شروع ہوگئی اور انکو اسکی حاجت ہوتی ہے اور فرضوں کا جماعت سے مسجد میں ادا کرنا

المسجد بغير اذان واقامة ولا يكره في البيوت والكروم وضياع القرية لان ما كان في المصر والقرية من الاذان

بدون اذان اور تکبیر کے مکروہ ہے اور گھروں میں اور باغوں میں اور باہر متصل قریہ میں مکروہ نہیں ہے اسلیے کہ شہر اور قریہ کی اذان اور تکبیر انکو کافی ہے

والاقامة يكفيهم والمقيم في المصر اذا صلى في بيته وحده ينبغي له ان يصلي باذان واقامة ليكون الاداء

اور مقیم شہر کی اندر اگر تنہا اپنی گھر میں نماز پڑہے تو بہتر اسکو یہ ہے کہ اذان اور تکبیر کہہ لے تاکہ نماز جماعت کی وضع پر ادا ہوجاوے

على هيئة الجماعة وان تركهما معا لا يكره ان وجدا في مسجد محلته لانه وان كان مصليا بغير اذان واقامة

اور اگر اوسنے دونو کو ترک کیا تو مکروہ نہیں ہے جس صورت میں کہ محلہ کی مسجد میں ہوتی ہوں سو اسلیے کہ یہ مصلی اگرچہ حقیقت میں بدون اذان اور تکبیر

حقيقة لكنه مصل بهما حكما لان المؤذن في المحلة نائب عن اهل المحلة في الاذان والاقامة لنصبهم اياه

کی نماز پڑہتا ہے پر وہ حکماً اذان اور تکبیر سے پڑہتا ہے اسلیے کہ محلہ کا مؤذن اذان اور تکبیر میں اہل محلہ کا نائب ہوتا ہے کیونکہ اہل محلہ نے اوسکو اپنا مقرر کیا ہے

لذلك فيكون اذانه واقامته كاذان الكل واقامتهم ولهذا حين اراد ابن مسعود ان يصلي في بيته بعلقمة

تو اب اوسکے اذان اور تکبیر ایسی ہے جیسی سب کی اذان اور تکبیر اسی واسطے جب ابن مسعود نے اپنے گھر میں نماز پڑہنے کا ارادہ کیا تہا ہمراہ علقمہ

والاسود فقيل له الا تؤذن وتقيم فقال اذان الحي يكفينا واما المسافر اذا صلى في المفازة وحده بغير اذان

اور اسود کے تو کسینے اونسے کہا اذان اور تکبیر کیوں نہیں کہتے تو ابن مسعود نے جواب دیا محلہ کی اذان ہماری لیے کافی ہے اور مسافر اگر جنگل میں اکیلا بدون اذان اور

اقامة يكره له ذلك لكونه مصليا بغير اذان واقامة حقيقة وحكما لان المكان الذي هو فيه ليس فيه

تکبیر کی نماز پڑہے تو اوسکو مکروہ ہے اسواسطے کہ وہ حقیقۃً اور حکماً بدون اذان اور تکبیر کی نماز پڑہتا ہے اسلیے کہ اوس جگہ جہاں وہ ہے ہرگز کوئی اور نہیں ہے

احد يؤذن ويقيم لتلك الصلوة اصلا والمصلي في المسجد ان صلى جماعة يصلي باذان واقامة ويكره له

جس نے اس نماز کے لئے اذان اور اقامت کہی ہو اور مصلی مسجد میں اگر جماعت سے نماز پڑھتا ہے تو اذان اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھے اور اوسکو

ترك كل منهما وان صلى منفردا فحكمه حكم المصلي في بيته واما القرى فان كان فيها مسجد كان في ذلك

دونو کا ترک کرنا مکروہ ہے اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہے تو اوسکا حال ایسا ہے جیسے گھر میں نماز پڑھتا ہے اور گانوؤں میں اگر اونمیں مسجد ہے اور اوس مسجد میں

المسجد اذان واقامة فحكم من يصلي فيه او في بيته كما مر وان لم يكن فيها مسجد كذلك فحكم المصلي فيها

اذان اور تکبیر بھی ہوتی ہے تو اوسکا حال ویسا ہی ہے جو مسجد میں نماز پڑھے یا اپنے گھر میں چنانچہ گذر چکا اور اگر اونمیں ایسی مسجد نہیں ہے تو اوسکا حال ایسا ہے

حكم المسافر ثم ينبغي ان يعلم ان السنة في الاذان ان يكون بلا لحن ولا تغن لان المقصود منه دعوة الخلق

جیسے حال مسافر کا پھر سمجھنا چاہئے کہ طریق مسنون اذان میں یوں ہے کہ بدون لحن اور تغنی کے ہوا کرے اسلئے کہ غرض اذان سے نماز کی لئے خلقت کا بلانا ہے

الى الصلوة باعلام دخول وقتها فلا بد ان يكون على وجه تفهم السامع الفاظه حتى يظهر فائدة معنى قوله

یہہ خبر جتلاکر کہ وقت ہوگیا ہے اب ضروری ہے کہ اس وضع پر ہووے کہ الفاظ کا سننے والا سمجھ لے تاکہ اس قول کی معنوں کا فائدہ ظاہر ہووے کہ

حي على الصلوة حي على الفلاح فان معناهما اسرعوا الى الصلوة التي فيه نجاتكم من النار وبقاؤكم في الجنة

حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کیونکہ معنی انکی یہہ ہیں جلد آؤ واسطے نماز کی جلد اوسمیں آگ سے تمہاری نجات ہے اور بہشت میں ہمیشہ کو رہنا ہے

لكن قد غيرت هذه السنة في هذا الزمان في اكثر البلدان لان اهلها يؤذنون بانواع النغمات والالحان بحيث

لیکن اس طریق مسنون کو اس زمانہ میں اکثر شہروں میں بدل ڈالا ہے کیونکہ اکثر شہری اذان ایسی ایسی نغمات اور الحان سے پڑھتے ہیں کہ

لا يفهم ما يقولون من الفاظ الاذان ولا يسمع منهم الا اصوات ترفع وتنخفض كصوت المزمار وهي على ما ذكر في المدخل

پھر نہیں سمجھ میں آتا کہ الفاظ اذان میں سے کیا کہتے ہیں اور کچھ سنا میں نہیں آتا سواے آواز کی کہ کبھی بلند ہوتی ہے اور کبھی پست جیسے آواز مزمار کی اور یہہ طرز موافق بیان مدخل کی

بدعة قبيحة احدثها بعض الامراء في مدرسته بناها ثم سرى ذلك منها الى غيرها ثم انهم لحرصهم على التغني لم يكتفوا

بدعت قبیحہ ہے اسکو بعض امیروں نے اپنے مدرسے میں جاری کی تھی پھر یہہ رسم سب جگہ جاری ہوگئی ہے پھر اونہوں نے تغنی کی حرص کی مارے اذان کی الفاظ پر بس کیا

بكلمات الاذان بل زادوا فيها بعض الكلمات من الصلوة والتسليم على النبي عليه السلام فان الصلوة والتسليم

بلکہ اذان پر اونہوں نے بعض اور کلمات درود اور تسلیم نبی علیہ السلام کی بڑھا لئے بیشک درود اور تسلیم کا

وان كان مشروعا بنص الكتاب والسنة وكان من اكبر العبادات واجلها لكن اتخاذها عادة في الاذان على المنارة

مشروع ہونا اگرچہ صاف کتاب اور حدیث سے ثابت ہے اور بڑی اور بہتر عبادت میں سے ہے پر اسکا اذان کی اندر منارہ کی اوپر عادت کرنا

لم يكن مشروعا اذ لم يفعلها احد من الصحابة والتابعين ولا غيرهم من ائمة الدين وليس لاحد ان يضع العبادات

مشروع نہیں ہے اسلئے کہ یہہ کسی نے نہیں کیا نہ صحابہ نے اور نہ تابعین نے نہ کسی اور پیشوایان دین نے اور کسیکو یہہ اختیار نہیں ہے کہ عبادتوں کو اونکی

الا في مواضعها التي وضعها فيها الشرع ومضى عليها السلف الا ترى ان قراءة القرآن مع كونها من اعظم العبادات

سوا اور مواضع کی جہاں اوسکو شرع نے وضع کیا ہے اور بزرگ متقدمین اوسپر عمل کرتے چلے آئے ہیں نہیں دیکھتا کہ تلاوت قرآن کی باوجودیکہ عمدہ عبادت ہے

لا يجوز للمكلف ان يقرأها في الركوع ولا في السجود ولا في القعدة لان كلا منها ليس محلا للتلاوة ثم انظر الى هذه

مکلف کو جائز نہیں کہ رکوع میں قرآن پڑھا کرے اور نہ سجدہ میں اور نہ قعدہ میں اسلئے کہ یہہ تینوں مقام تلاوت کی محل نہیں ہیں پھر اس بدعت کو دیکھو تو

البدعة التي احدثوها في الاذان من النغمات والالحان كيف تعدت الى محرم اخر وهو انهم جعلوها في الصلوة

جو ان لوگوں نے اذان کی اندر نغمات اور الحان پیدا کئے ہیں ایک اور حرام کی طرف کیسی بڑھ گئی ہے وہ یہہ ہے کہ ان لوگوں نے نغمات کو نماز کی اندر تکبیرات انتقالات میں

حال التبليغ في الانتقالات وذلك كلام في الصلوة على طريق العمد فيبطل صلوتهم فاذا بطلت صلوتهم يسري

داخل کیا ہے اور یہہ طرز نماز کی اندر گویا عمدہ کلام ہے سو اونکی نماز باطل ہوجاتی ہے اور جب اونکی نماز باطل ہوئی تو اب یہہ فساد

ذلك الفساد الى من يقتدي الامام بتسميعهم التكبير في الافتتاح والانتقالات لان المأموم لا يجوز له الاقتداء
واسطے جو مقتدیوں میں آیا جو انکی تکبیر تحریمہ اور تکبیر انتقالات سنکر اقتدا کرتی ہیں اسواسطے کہ مقتدی کا اقتدا بدون کسی ایک کی
الا باحد اربعة اشياء فان لم يوجد لا يوجد الاقتداء في تلك الصلوة اولها وهو اعلاها ان يرى افعال
چار چیزوں میں سے صحیح نہیں ہے سو اگر اونمیں سے کوئی نہوگی تو اوس نماز میں اقتدا بھی نہوگا اول سب سے افضل یہہ ہے کہ مقتدی امام کی افعال کو دیکھتا ہو
الامام فان تعذر فسماع اقواله فان تعذر فروية افعال المأموم فان تعذر فسماع اقواله فهؤلاء لبطلان
پھر اگر یہہ میسر نہو تو اوسکی آواز سنتا ہو پھر اگر یہہ بھی دشوار ہو تو افعال اور مقتدیوں کی دیکھتا ہو پھر اگر یہہ بھی نہو تو مقتدی کی آواز سنتا ہو سو یہہ لوگ جو انکی
صلاتهم بالنغمات والالحان لا يكونوا من المأمومين وانتقال المأموم من ركن الى ركن بسماع اصواتهم من غير
نماز بسبب نغمات اور الحان کی باطل ہوگئی ہے تو مقتدی نہیں ہیں اور انتقال کرنا مقتدی کا ایک رکن سے دوسری رکن پر انکی آواز سنکر بدون
روية افعال الامام وسماع اقواله لا يصح صلوته وههنا مفسدة اخرى وهي ان الامام اذا كبر للصلوة ودخل
دیکھنے افعال اور سنی اقوال امام کی اوسکی نماز کو فاسد کرتا ہے اور یہاں ایک اور مفسدہ ہے وہ یہہ ہے کہ امام جب تکبیر کہکر نماز میں داخل ہوجاتا ہے
فيها يكبرون خلفه قبل ان يدخلوا في الصلوة ليسمع الناس تكبيرهم ويدخلوا في الصلوة فمن احرم من الناس بتكبيرهم
تو امام کی پیچھے تکبیر کہدیتے ہیں اس سے پہلی کہ آپ نماز میں داخل ہوں تاکہ اور لوگ اونکی تکبیر سنکر نماز میں داخل ہوجاویں پھر جو کوئی انکی تکبیر سنکر بدون
من غير سماع تكبير الامام يدخل في صلوته خلل من هذا الوجه ايضا لما تقدم ان الاقتداء لا يصح الا باحد
سنی امام کی تکبیر کی تکبیر تحریمہ کہیگا اوسکی نماز میں یہہ بھی خلل داخل ہیگا اسواسطے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ اقتدا بدون ایک کی
اربعة اشياء وهذا ليس بواحدة منها يسرنا الله تعالى العمل بالسنة والاجتناب عن البدعة المجلس
چار چیزوں کی بھی صحیح نہیں ہوتا اور یہہ اون چاروں میں سے کچھ بھی نہیں ہے آپی پھر آسان کر سنت پر عمل کرنا اور بدعت سے اجتناب کرنا انچاسوان مجلس

التاسع والاربعون في بيان فضيلة الجمعة وفي تفضيل يومها على سائر الايام

میں بیان جمعہ کی فضیلت کا اور جمعہ کی روز کی تفضیل تمام ایام پر

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه ادخل
رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا دن جسپر آفتاب چمکا ہے جمعہ کا دن ہے اسیمیں آدم پیدا ہوا اور اسی دن میں
الجنة وفيه اخرج منها ولا تقوم الساعة الا في يوم الجمعة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة
جنت میں داخل ہوا اور اوسی روز میں جنت سے نکلا اور قیامت بھی نہوگی سوا دن جمعہ کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے
وقد بين فيه ان يوم الجمعة خير الايام اذ فيه خلق آدم النبي عليه السلام وفيه ادخل الجنة وفيه اخرج
بیشک اسمیں یہہ بیان فرمایا کہ جمعہ کا دن سب دنوں سے بہتر ہے اسواسطے کہ اسی میں آدم نبی علیہ السلام پیدا ہوئی اور اسیمیں جنت میں داخل ہوئی اور اسی میں جنت سے نکلی
منها فان قيل دخول آدم النبي عليه السلام الجنة خير وحسن لكن خروجه منها كيف يكون خيرا وحسنا
پھر اگر کوئی کہی آدم نبی علیہ السلام کا جنت میں داخل ہونا تو بہتر ہے اور نیک ہی ہے پر اونکا جنت میں سے نکلنا کیا اچھا اور خوب ہے
فالجواب ان خروجه منها المتضمنة للفوائد الكثيرة والمصالح يكون خيرا وحسنا لانه بواسطة خروجه
تو جواب یہہ ہے کہ اونکا جنت میں سے نکلنا جسمیں بہت سی فائدے اور خوبیاں ہونی کو نہیں بہت خوب اور بہتر ہے اسواسطے کہ وہ جنت میں سے نکلی
منها حصل منه عليه السلام اولاد كثيرة وتناسلوا وبعث الله تعالى من نسله على ذريته الانبياء وانزل فيهم
تو اونسے بہت سی اولاد پیدا ہوئی اور آگی کو نسل چلی اور اللہ تعالی اونکی نسل میں سے اونکی اولاد پر نبی بھیجی اور کتابیں اوتاریں
الكتب وجعل منهم الاخيار والابرار وظهر منهم عبادات مرضية وطاعات مرعية وهذا كله خير كثير
اور اونمیں سے صلحاء اور ابرار پیدا کئی اور اونسے عبادات پسندیدہ اور طاعات مرغوب عمل میں آئیں یہہ تمام خیر ہی خیر ہے

بالنسبة

بالنسبة الى خروجه من الجنة فعلى هذا يكون يوم الجمعة خير الايام وقد عظم الله تعالى به دين الاسلام
جو بہشت کی نکلنی سی ہوئین اس بات کی موافق جمعہ کا دن سب دنون مین بہتر ہی اور بیشک اللہ تعالی نی اس دن سی دین اسلام کو عظمت دی

وخصه بالمسلمين من بين الانام لما روي عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال هذا يومهم الذي
اور تمام خلق مین سی مسلمانون کی لئی خاص کیا کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا یہہ وہ دن ہی

فرض عليهم واختلفوا فيه فهدينا الله له والناس لنا تبع اليهود غدا والنصرى بعد غد يعني انه تعالى
جو اللہ تعالی نی اونپر فرض کیا تہا اور اونہون نی اسمین اختلاف کیا سو اللہ تعالی نی اسکی ہمکو ہدایت کی اور اور لوگ ہمارا پیرو ہین یہود تو اگلی دن اور نصاری اوس سی اگلی دن مراد یہہ کی

امر عباده ان يجتمعوا في يوم الجمعة ويعظموه بالطاعة ولم يعينه لهم بل امرهم ان يعينوه باجتهادهم
کہ اللہ تعالی نی اپنی بندون کو یہہ امر فرمایا کہ جمعہ کی دن جمع ہوا کرین اور طاعت سی اوسکی تعظیم کرین اور دن نہین مقرر کر دیا تہا بلکہ یون حکم تہا کہ آپ اپنی اٹکل سی معین کرین

فاختلفوا فيه فقالت اليهود هو يوم السبت لانه تعالى فرغ في هذا اليوم من خلق المخلوقات ونحن نفرغ
سو اونہون نی اسمین اختلاف کیا یہود تو کہنی لگی وہ شنبہ کا روز ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی شنبہ کی روز تمام مخلوقات کو پیدا کر چکا ہم بہی

فيه من الاشغال الدنيوية ونشتغل بالعبادة وقالت النصرى هو يوم الاحد لانه تعالى ابتدأ في
اس روز مین دنیا کی کاروبار چہوڑکر عبادت مین مشغول رہین اور نصاری کہنی لگی وہ یکشنبہ کا دن ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس دن مین

هذا اليوم بخلق المخلوقات فهو اولى بالتعظيم فهدى الله تعالى هذه الامة ووفقهم باصابة حتى
مخلوقات کا پیدا کرنا شروع کیا تہا تو اسی دن کی تعظیم اولی ہی آخر اللہ تعالی نی اس امت کو ہدایت کیا اور توفیق صواب کی دی یہان تک

عينوه وقالوا ان الله تعالى اوجد في سائر الايام ما ينتفع به الانسان وفي يوم الجمعة اوجد نفس الانسان
کہ جمعہ مقرر کر لیا اس دلیل سی کہ اللہ تعالی نی تمام ایام مین تو وہ چیزین پیدا کین جسمین انسان کی منفعت ہی اور جمعہ کی دن مین انسان کی ذات کو پیدا کیا

والشكر على نعمة الوجود اهم واقدم وقد بين الله تعالى كيفية الشكر في هذا اليوم فقال اذا نودي للصلوة
اور شکر گذاری نعمت وجود کی بہت ضرور اور بہت مقدم ہی اور اللہ تعالی نی اس دن مین شکر کی کیفیت یون بیان کی فرمایا جب اذان ہو

من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذروا البيع فانه تعالى امر اولا بالسعي الى الجمعة ثم امر بترك الاشتغال
دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چہوڑو بیچنا سو اللہ تعالی نی اول واسطی سعی کی طرف جمعہ کی امر فرمایا پہر واسطی ترک شغل کاروبار

بالامور الدنيوية الصارفة عن السعي الى الجمعة وقد روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام
دنیا کی جو جمعہ کی طرف جانی سی روکتی ہون امر کیا اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال لينتهين اقوام عن تركهم الجمعة او ليختمن الله على قلوبهم ثم ليكونن من الغفلين فانه عليه السلام
البتہ باز آوین لوگ جمعہ ترک کرنی سی یا بیشک اللہ تعالی اونکی دلون پر مہر لگاویگا پہر وہ سراسر غافل ہو جاوینگی اب نبی علیہ السلام نی

بين في هذا الحديث ان احد الامرين كائن لا محالة اما الانتهاء عن تركهم الجمعة او ختم الله على قلوبهم
اس حدیث مین بیان فرمایا کہ دو باتون مین سی ایک بالضرور ہونیوالی ہی یا باز آنا جمعہ ترک کرنی سی یا اونکی دلون پر اللہ کا مہر لگانا

ثم ليكونن من الغفلين لان العبد اذا ترك امرا من اوامر الله تعالى مرة يحصل في قلبه نكتة سوداء
پہر ہو جاوینگی وہ غفلت والی اسواسطی کہ آدمی جب کوئی حکم اللہ کی حکمون مین سی ایک بار ترک کرتا ہی تو اوسکی دل مین ایک داغ سیاہ پیدا ہو جاتا ہی

واذا ترك مرة اخرى يحصل في قلبه نكتة سوداء اخرى ثم كذلك حتى يسود قلبه فاذا اسود قلبه يغلب
اور جب اوسی دوبارہ ترک کیا تو اوسمین دوسرا داغ سیاہ پڑ جاتا ہی پہر اسی طور آخر سارا دل سیاہ ہو جاتا ہی پہر جب دل تمام سیاہ ہو گیا

عليه الغفلة وينسى الموت وكونه من اهل القبور وينهمك في الفسوق والفجور فان تاب وانتهى عن ترك
تو اوسپر غفلت چہا جاتی ہی اور موت کو بہول جاتا ہی اور گور مین جانا یاد نہین رہتا اور فسق و فجور مین کہپ رہتا ہی پہر اگر اوسنی توبہ کی اور فرمان ترک کرنی سی باز آیا

ما امر به تزول تلك النكتة عن قلبه نكتة نكتة فيعرض عن ارتكاب المنهيات ويشتغل باداء المامورات
تو وہ داغ اوسکی دل پرسی ایک ایک دور ہوتی گھٹتا ہی پھر گناہ کرنی سی پرہیز کرتا ہی اور اداء مامورات مین مشغول ہوتا ہی کا

التی من جملتها صلوة الجمعة فانها فرض ثبت فرضيتها بالكتاب والسنة واجماع الامة اما الكتاب
جنمین جمعہ کی نماز بھی داخل ہی بیشک یہہ فرض ہی اسکی فرضیت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو

فقوله تعالی يا ايها الذين امنوا اذا نودی للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الی ذكر الله فانه تعالی
یہہ آیت ہی ای ایمان والو جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو بیشک اللہ تعالی نی

امر فی هذه الاية بالسعی الی ذكر الله تعالی والامر للوجوب والمراد بذكر الله تعالی الخطبة وهی شرط لجواز
اس آیت مین یہہ امر کیا کہ طرف ذکر الٰہی کی جلد جاؤ اور امر واسطی وجوب کی ہوتا ہی اور ذکر الٰہی کا مراد خطبہ ہی اور خطبہ نماز جمعہ کی لئی

صلوة الجمعة فاذا كان السعی الی الخطبة التی هی شرط لجواز صلوة الجمعة واجبا فيكون السعی الی ما هو
صحت کی شرط ہی پھر جب سعی خطبہ کی لئی جو نماز جمعہ کی صحت کی واسطی شرط ہی واجب ہوئی تو سعی واسطی مقصود اصلی کی

المقصود الاصلی وهو صلوة اولی واحری ثم انه تعالی لتاكيد هذا الجواز امر بترك البيع المباح فقال
کہ وہ نماز جمعہ ہی بطریق اولی واجب بہتر اور لائق تر ہوگی پھر اللہ تعالی نی واسطی تاکید اس جواز کی واسطی ترک بیع مباح کی امر کیا فرمایا

وذروا البيع لان ذلك لا يكون الا لامر واجب واما السنة فقوله عليه الصلوة والسلام اعلموا ان الله تعالی
اور ترک کرو بیع کو اسواسطی کہ ایسا حکم بدون امر واجب کی نہین ہوسکتا اور حدیث یہہ ہی قول علیہ الصلوة والسلام کا جان لو کہ اللہ تعالی نی

كتب عليكم الجمعة فی يومی هذا فی شهری هذا فی مقامی هذا فمن تركها تهاونا بها واستخفافا
تمپر جمعہ فرض کیا ہی آج اس مہینہ مین اس مقام مین پھر جسنی اسکو ترک کیا حقیر جان کر اور اسکا حق ہلکا سمجھ کر

بحقها وله امام جائر او عادل الا فلا جمع الله شمله الا فلا صلوة له الا فلا زكوة له الا فلا صوم له الا
اور حال یہہ ہی کہ اوسکا امام بھی جائر یا عادل ہو خبردار جمع نہ کریو اللہ اوسکی پریشانی خبردار نہین ہی اوسکی نماز خبردار نہین ہی اوسکی زکوة خبردار نہین ہی اوسکا روزہ الا

ان يتوب فمن تاب تاب الله عليه واما الاجماع فلان الامة قد اجتمعت من لدن رسول الله صلی الله عليه وسلم
اگر توبہ کر لی پھر جسنی توبہ کی اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اجماع امت یہہ ہی کہ تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی

الی يومنا هذا علی فرضيتها ولم يختلفوا فيها وانما اختلفوا فی اصل الفرض هل هو الظهر ام الجمعة وايا ما
آج تک جمعہ کی فرضیت پر متفق ہی کسیکو اسمین اختلاف نہین ہی اور اختلاف ہی تو اصل فرض مین ہی کہ آیا ظہر ہی یا جمعہ ہی اور ہر صورت

كان يسقط الفرض باداء احدهما ولها شروط زائدة علی شروط سائر الصلوات وهی اثنا عشر شرطا ستة منها
دونون مین سی ہر ایک کی ادا کرنی سی فرض ذمہ سی ساقط ہوجاتا ہی اور اوسکی لئی شرطین تمام نمازون کی شرطون سی زیادہ ہین اور وہ بارہ شرطین ہین چھ اونمین سی

فی المصلی وهی شروط لوجوب صلوة الجمعة لا لادائها ولا لصحتها الاول الذكورة فلا تجب علی المراة والثانی
مصلی مین ہین یہہ شرطین تو نماز جمعہ کی وجوب کی ہین یہہ شرطین ادا اور صحت کی نہین ہین پہلی مصلی کا مرد ہونا سو عورت پر واجب نہین ہی دوسری

الاقامة فلا تجب علی المسافر وكل من وجد يوم الجمعة خارج المصر فهو فی حكم المسافر والثالث الحرية
مقیم ہونا پس مسافر پر واجب نہین ہی اور جسکو جمعہ کا دن مصر سی باہر ہو جاوی پس وہ مسافر کی حکم مین ہی تیسرا آزادی

فلا تجب علی العبد اتفاقا واختلف فی المكاتب والماذون والعبد الذی حضر باب الجامع ليحفظ دابة مولاه
سو غلام پر کسیکی نزدیک واجب نہین ہی اور مکاتب اور ماذون کی باب مین اور اوس غلام کی حق مین جو جامع مسجد کی دروازہ پر میان کا گھوڑا پکڑی کھڑا ہو اختلاف

والرابع الصحة فلا تجب علی المريض اذا خاف زيادة المرض او بطوء البرء بالذهاب اليها ومثله الشيخ الكبير
چوتھی صحیح وسالم ہونا پس بیمار پر واجب نہین اگر جمعہ مین جانی سی بیماری بڑھیگا یا دیر مین اچھا ہونیکا خوف ہو اور ایسی ہی پیر فرتوت

الضعیف

الضعيف عن السعي والخامس سلامة العينين فلا تجب على الاعمى عند ابي حنيفة وعندهما تجب ان وجد
چلنے میں ناتواں پانچویں آنکھوں والا ہونا پس اندھے پر امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب نہیں اور صاحبین کے نزدیک واجب ہے اگر

قائدا والسادس سلامة الرجلين فلا تجب على المقعد وان وجد من يحمله الى الجمعة والممرض كالمريض على الاصح
اسے پکڑنے والا میسر آوے چھٹی دونوں پاؤں کی سلامتی پس لنگڑے پر واجب نہیں اگرچہ ایسا شخص میسر آوے کہ جو اسے جمعہ میں لیجاوے اور بیمار دار اصح قول پر بیمار کی مانند ہے

ان بقي المريض ضايعا والتمريض من جملة الاعذار المبيحة للتخلف عن الجمعة وكذا الخوف من ظالم ونحوه و
اگر مریض حیران رہ جاوے اور بیمارداری ان عذرات میں ہے جس سے جمعہ میں نجانا مباح ہوجاتا ہے ایسے ہی ظالم وغیرہ کا خوف اور

المطر والثلج والوحل ونحوها فهؤلاء الذين لم يستكملوا الشرائط لا تجب عليهم الجمعة لكنهم لو حضروها
بارش اور اولے اور کیچڑ وغیرہ پس یہ لوگ جنمیں یہ شرطیں پوری نہیں ہیں ان پر جمعہ واجب نہیں ہے لیکن یہ لوگ اگر جمعہ میں چلے جاویں

وصلوها يجزيهم عن فرض الوقت وستة منها في غير المصلي وهي شروط لادائها وصحتها الاول
اور پڑھیں تو وقتی فرض نماز سے بدلا ہو جاتا ہے اور چھ شرطیں سوای مصلی کی ہیں اور یہ شرطیں ادا کی اور صحت کی ہیں پہلی

المصر فلا يجوز ادائها في المفازة والقرى لكن ان صليت في القرية وكنت فيها يلزمك ان تحضرها وتعمل بقول
شہر کا ہونا پس جمعہ کا ادا کرنا جنگل اور گانوؤں میں جایز نہیں ہے لیکن اگر گانوں کے اندر جمعہ پڑھی گئیں اور تو وہاں موجود ہو تو تجھکو جمعہ میں جانا اور علی رض کی

علي اياك وما يسبق الى القلوب انكاره وان كان عندك اعتذار فليس كل سامع نكرا تطيق ان تسمعه عذرا
قول پر عمل کرنا لازم ہے بچتا رہ ایسی بات سے جسمیں لوگوں کی دلوں میں شبہ انکار کا پیدا ہو اگرچہ تجھکو عذر حاصل ہو کیونکہ ہر ایک سامع منکر ایسا نہیں ہے کہ تو اوسکو اپنا عذر سنا سکے

قد جاء في الحديث انه عليه السلام قال من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يقعد مواقع التهم واختلفوا
اور ضرور حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے وہ تہمت کی جگہ نہ بیٹھا کرے اور مصر کی

في تفسير المصر والصحيح انه الموضع الذي يكون فيه بيوت وسكك واسواق وامير وقاض ينفذ الاحكام
تعریف میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مصر ایسا موضع ہے جسمیں گھر ہوں اور کوچے اور بازاریں اور حاکم اور قاضی جو احکام جاری

ويقيم الحدود وليس من شرط ادائها المسجد الجامع لجواز ادائها في فناء المصر وهو ما اتصل به معدا لمصالحه
اور حدود قایم کرے اور شروط ادا میں مسجد جامع کا ہونا داخل نہیں ہے اسواسطے کہ فناء مصر میں بھی جمعہ جایز ہے اور فناء وہ ہے جو میدان مصر کی قریب مصالح کی

كركض الخيل وجمع العسكر ودفن الموتى وصلوة الجنازة ونحوها ويجوز للخليفة وامير الحجاج اقامتها بمنى
واسطے چھوڑا ہو جیسے گھوڑوں کا باندھنا اور لشکر کا جمع کرنا اور مردوں کا دابنا اور جنازہ کی نماز پڑھنی اور مانند اسکی اور خلیفہ اور امیر حاج کو جمعہ قایم کرنا منی میں موسم کی

في الموسم لانها تكون مصرا في ايام الموسم لاجتماع شرائط المصر فيها من الامير والقاضي والابنية والاسواق
دنوں میں جایز ہے اسلئے کہ منی موسم کی دنوں میں بمنزلہ مصر کی ہوجاتی ہے اسواسطے کہ تمام شرطیں مصر کی اوسمیں جمع ہوجاتی ہیں امیر قاضی اور مکانات اور بازاریں

الا انها لا تبقى مصرا بعد انقضاء الموسم وبقاءها مصرا ليس بشرط ولا يجوز اقامتها بعرفات لانها ليست
ہاں اتنا ہے کہ موسم کی گذرنے کی بعد مصر باقی نہیں رہتی اور باقی رہنا مصر کا کچھ شرط نہیں ہے اور عرفات میں جمعہ قایم کرنا جایز نہیں اسواسطے کہ عرفات نہ تو

بمصر ولا من فنائه بل هو فضاء ومفازة وفي ظاهر الرواية عن ابي حنيفة لا يجوز اقامتها في المصر الا في موضع
مصر ہے اور نہ فناء مصر بلکہ وہ ایک میدان اور جنگل ہے اور ظاہر روایت میں امام ابوحنیفہ سے ہے کہ جمعہ قایم کرنا مصر میں سوا ایک مسجد کی

واحد فان اديت في موضعين او اكثر فالجمعة للاولين تحريمة وقيل فراغا وقيل فيهما جميعا وان لم يعلم
جایز نہیں ہے پہر اگر دو جگہ سے یا زیادہ پڑھا جاوے تو جمعہ اونکا ہے جنہوں نے پہلی نیت باندہی اور بعضے کہتے ہیں جو پہلے پڑھ چکے اور بعضے کہتے ہیں دونوں میں اور اگر یہ نہ

ايهما الاول تبطل صلوة الكل وفي رواية عنه وهو قول محمد يجوز اقامته في مواضع متعددة وفي رواية
معلوم ہو اول کون ہیں تو سب کی نماز باطل ہے اور ایک روایت میں ابوحنیفہ سے اور یہی قول امام محمد کا ہے کہ قایم کرنا جمعہ کا کئی جگہ جایز ہے اور ابو یوسف کی روایت

ابي يوسف لا يجوز اقامتها في موضعين الا اذا كان بينهما نهر عظيم كدجلة في بغداد وفي رواية عنه لا يجوز
مین قایم کرنا جمعہ کا دوجگہہ جایز نہین مگر ایسی دوجگہہ کہ اونکی بیچ مین بڑی نہر حائل ہو جیسی بغداد مین دجلہ اور ایک روایت مین ابو یوسف سی

اقامتها اذا كان عليه جسر حتى روي عنه انه كان يامر يوم الجمعة برفع الجسر وقت الصلوة ليكون
قایم کرنا جمعہ کا یعنی دوجگہہ جایز نہین اگر اوس نہر پر پل ہو یہان تک کہ روایت ہی کہ امام ابو یوسف جمعہ کی دن نماز کی وقت پل اوٹھوا دیتی تہی تا کہ وہ جگہہ

كمصرين في كل موضع وقع الاشتباه في صحة الجمعة لتعددها ولوقوع الشك في المصر اذا اقامها اهله ينبغي لهم
مانند دو شہرون کی ہو جاوی اور جس جگہہ صحت جمعہ مین بسبب تعدد کی یا بسبب مصر کی مشکوک ہونی کی یہہ شبہہ پڑی کہ ادا ہوا یا نہین تو جب وہان کی لوگ جمعہ پڑہ چکین

ان يصلوا بعدها فرادى اربع ركعات قائلا كل واحد منهم نويت ان اصلي اخر ظهر ادركت وقته ولم اصله
تو اونکو سزاوار ہی کہ بعد اوسکی چار رکعت اور الگ الگ پڑہ لین ہر یک نیت کی وقت یہہ کہی نیت کرتا ہون کہ ادا کرون پچھلی ظہر جسکا مین نی وقت پایا ہی اور اب تک پڑہی

بعد واصل هذا على ما ذكر في القنية ان اهل مرو لما ابتلوا باقامة الجمعتين فيها مع اختلاف العلماء في
نہین اور اسکی اصل موافق بیان قنیہ کی یہہ ہی کہ مرو کی لوگ متردد ہین دوجگہہ جمعہ پڑہنی لگی باوجودیکہ علماء مین دو جمعہ کی جواز مین اختلاف تہا

جوازهما امرهم ائمتهم باداء كل واحد منهم اربع ركعات بهذه النية حتما احتياطا لان الجمعة التي صلاها
تو اونکو اونکی پیشواؤن نی فتوی دیا کہ ہر یک احتیاط کی واسطی چار چار رکعت اس نیت سی ضرور پڑہا کری کیونکہ یہہ جمعہ جو اوسنی ادا کیا

ان لم تجز يخرج عن عهدة فرض الوقت بيقين وان جازت فان كان عليه ظهر فائتة يسقط عنه ذلك
اگر جایز نہین ہوا تو فرض وقتی کی ذمہ سی یقینا پاک ہو جاویگا اور اگر جمعہ جایز ہو گیا تو پہر اگر اوسکی ذمہ کوئی ظہر فائتہ ہو گی تو اب وہ فائتہ ادا ہو جاویگی

الفائتة وان لم يكن عليه ظهر فائتة تكون تلك الاربع نفلا ولاحتمال كونها نفلا لابد ان يقرأ في الاخريين
اور اگر اوسکی ذمہ ظہر فائتہ نہین ہی تو یہہ چارون رکعت نفل ہو جاوینگی سو اس احتمال کی لئی کہ شاید نفل ہون ضرور ہی کہ پچھلی دو دو رکعت مین

بعد الفاتحة سورة لانها ان وقعت فرضا فقراءة السورة لا تضر وان وقعت نفلا فقراءة السورة واجبة والثاني
بعد سورۂ فاتحہ کی کوئی سورۃ پڑہی اسواسطی کہ اگر وہ فرض ہوئین تو سورۃ کی پڑہنی مین کچہہ نقصان نہین ہی اور اگر وہ رکعتین نفل ہوئین تو سورۃ کا پڑہنا واجب ہی اور دوسری

من الشروط التي في غير المصلي السلطان او نائبه والمتغلب الذي لا منشور له من السلطان يجوز له اقامة
شرط جو غیر مصلی مین ہو سلطان کا یا اوسکی نائب کا ہونا اور جو متغلب کے سند سلطانی نہین رکہتا اوسکو قایم کرنا جمعہ کا جایز ہی

الجمعة اذا كان سيرته في رعيته سيرة الامراء وكان يحكم بينهم بحكم الولاية اذ بذلك يثبت السلطنة
اگر اوسکا معاملہ رعیت سی بطور امراء کی ہو اور رعیت پر حکومت حاکمون کی طور پر کرتا ہو اسواسطی کہ اس سی سلطنت ثابت ہو جاتی ہی

فيتحقق الشرط وللمامور بالجمعة ان يستخلف وان لم يؤذن له في الاستخلاف ولا فرق في ذلك بين وجود
پہر شرط موجود ہو جاتی ہی اور جو شخص جمعہ کی لئی مامور ہین جیسی قاضی وغیرہ اختیار رکہتی ہین کہ اپنا خلیفہ کر دین اگرچہ اونکو خلیفہ کرنی کی اجازت نہو اور اس باب مین کچہہ فرق

العذر وعدم وجوده ولا بين الخطبة والصلوة والاذان في الخطبة اذان في الصلوة وبالعكس وليس
نہین خواہ کچہہ عذر ہو یا عذر نہو اور نہ کچہہ فرق خطبہ کا ہی ورنہ نماز کا اور خطبہ کی اذان بعینہ نماز کی اذان ہی اور بالعکس اور

للقاضي ان يصلي الجمعة بالناس اذا لم يؤمر بها وكذا صاحب الشرطة ليس له ان يصليها بهم فان مات
قاضی کو اختیار نہین کہ لوگون کو جمعہ پڑہا دی اگر اوسکو سلطان کا حکم نہین ہی اور ایسا ہی محتسب کو جایز نہین کہ لوگون کو جمعہ پڑہا دی اور اگر حاکم شہر کا مر جاوی

والي المصر فقبل اتيان وال اخر لو صلى بهم خليفة او القاضي او صاحب الشرطة يجوز لان امر العامة فوض
تو دوسری حاکم کی مقرر ہونی سی پہلی اگر لوگون کو خلیفہ یعنی نائب یا قاضی یا محتسب جمعہ پڑہا دی تو جایز ہی اسلئی کہ انتظام عوام کا اونکو سپرد ہی

اليهم وان لم يكن احد من هؤلاء فاجتمع الناس على احد وصلى بهم يجوز ومع وجود احد منهم لا يجوز
اور اگر ان مین سی کوئی موجود نہو لوگ ایک پر جمع ہو کر ایک کو امام کر لیا اور اوسنی جمعہ پڑہا دیا تو بہی جایز ہی اور اگر ان مین سی کوئی موجود ہو تو بدون اوسکی

الا باذنه ولو شرع المامور بها فيها ثم حضر اخر فكانه مضى عليها ولو حضر قبل شروعه لا يصح شروعه

بدون اوسکی اذن کی جایز نہین اور اگر قاضی وغیرہ جسکو جمعہ پڑہانیکی اجازت تہی نماز شروع کرچکا ہو پہر اوسکی جگہ پر دوسرا مقرر ہوکر آگیا تو نماز کو توڑنی نہین اور اگر نماز شروع کرنی سی

والثالث من تلك الشروط الوقت وهو وقت الظهر فلا يجوز قبل الزوال ولا بعد دخول وقت العصر حتى لو

پہلی آگیا تو شروع کرنا صحیح نہین اور تیسری شرط اون شرطون مین سی وقت کا ہونا اور وہ وقت ظہر کا ہی سو دوپہر ڈہلنی سی پہلی جایز نہین اور نہ بعد جانی وقت عصر کی اور اگر

خرج الوقت وهو فيها يستانف الظهر ولا يبنيه عليها لاختلافهما كمية وشروطا والرابع من تلك

نماز ہی کی اندر وقت ہوچکا تو از سر نو ظہر کو پڑہی اوسیکو بڑہا کر ظہر نہ کرلی کیونکہ جمعہ اور ظہر مقدار اور شرطون مین مختلف ہین اور چوتہی شرط اون

الشروط الخطبة ولها شرط وركن وواجب وسنة اما شرطها فكونها في الوقت حتى لو خطب

شرطون مین سی خطبہ ہی اور خطبہ کی ہی شرط اور رکن اور واجب او سنت ہین خطبہ کی شرط تو یہہ ہی کہ وقت کی اندر ہو دی یہان تک کہ اگر پیش از وقت

قبله لا تصح وكونها بحضرة الجماعة حتى لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تصح وكونها جهرا

خطبہ پڑہیگا تو صحیح نہین اور جماعت کی سامنی چاہی یہان تک کہ اگر خطبہ تنہا پڑہیگا اور پہر جماعت جمع ہوگی تو صحیح نہین ہی اور اتنا پکار کر پڑہنا چاہی

بحيث يسمعها من يكون عنده اذا لم يكن مانع واما ركنها فمطلق ذكر الله تعالى بنيتها حتى لو قال

کہ جو اوسکی پاس موجود ہون سب سنلیں اگر کچہہ مانع نہو اور خطبہ کا رکن مطلق ذکر اللہ تعالی کا خطبہ کی نیت سی ہی یہان تک کہ اگر خطیب نی

الحمد لله او سبحان الله او لا اله الا الله على قصد الخطبة يجزئ عند ابي حنيفة اما لو قال لعطاس

الحمد لله یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ خطبہ کی نیت سی کہا تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافی ہی ہان اگر چہینک کر

او تعجب فلا يجزئ وعندهما لا بد من ذكر طويل يسمى خطبة وهو مقدار ثلث آيات وقيل مقدار التشهد

یا تعجب سی کہیگا تو کافی نہین ہی اور صاحبین کی نزدیک اتنا ذکر درکار ضروری ہی جسکو خطبہ کہہ سکین اور وہ تین آیتون کی برابر ہو اور کوئی کہتا ہی کہ تشہد کی برابر ہو

من قوله التحيات لله الى قوله عبده ورسوله لان الخطبة واجبة بالاجماع والتحميدة الواحدة

لفظ التحيات للہ سی عبدہ ورسولہ تک اسواسطی کہ خطبہ متفق علیہ واجب ہی اور الحمد للہ ایکبار

والتسبيحة الواحدة والتهليلة الواحدة لا تسمى خطبة واما واجبها فالطهارة والقيام وستر

اور سبحان اللہ ایک بار اور لا الہ الا اللہ ایک بار خطبہ نہین کہاتا اور خطبہ کی واجبات با وضو ہو اور کہڑی رہین اور عورت کا

العورة واما سننها فكونها خطبتين بجلسة بينهما يشتمل كل منهما على الحمد والتشهد والصلوة على

ڈہانپنا اور خطبہ کی سنت دو خطبون کا ہونا بیچ مین ایک جلسہ کی فرق سی اور دونون مین حمد اور تشہد اور درود

النبي صلى الله عليه وسلم والاولى على تلاوة اية والوعظ والثانية على الدعاء للمؤمنين والمؤمنات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو اور پہلی خطبہ مین تلاوت آیت کی اور پند ہو اور دوسری مین مسلمان مرد اور عورتون کی حق مین

بدل الوعظ والخامس من تلك الشروط الجماعة واقلهم ثلثة سوى الامام وبشرط كونهم رجالا عاقلين

بدلہ پند کی دعا ہو اور پانچوین شرط اون شرطون مین سی جماعت ہی کم سی کم تین آدمی سوا امام کی ہون بشرطیکہ تینون مرد عاقل بالغ ہون

بالغين فلا ينعقد بالنساء والصبيان والمجانين ولا يشترط كونهم احرارا ومقيمين فتنعقد بالعبيد

پس جماعت نری عورتون اور بچون اور دیوانون سی نہین ہوگی اور یہہ شرط نہین ہی کہ آزاد یا مقیم ہون پس جماعت نری غلامون

والمسافرين ويشترط بقاؤهم الى السجدة الاولى عند ابي حنيفة فلو نفروا قبلها او نقصوا عن ثلثة

اور مسافرون سی ہو جاویگی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک یہہ شرط ہی کہ پہلی سجدہ تک سب موجود رہین پس اگر پہلی سجدہ سی پہلی بہاگ گئی یا تین سی کم رہ گئی

يستقبل الظهر وعندهما لو نفروا بعد التحريمة يتم الجمعة والسادس من تلك الشروط الاذن العام

تو ظہر ادا کری اور صاحبین کی نزدیک اگر بعد تکبیر تحریمہ کی چلی جاوین تو جمعہ پورا کرلی اور چہٹی شرط اون شرطون مین سی اذن عام ہی

وهو ان يفتح باب الجامع ويؤذن للناس حتى لو اجتمعوا في الجامع واغلقوا بابه وصلوا فيه الجمعة لا
اسطور ہی کہ مسجد جامع کا دروازہ کہل جاوی اور لوگوں کو آنی کی اجازت ملی یہاں تک کہ اگر مسجد میں جمع ہوکر پہر دروازہ اوسکا بند کردیں اور جمعہ کی نماز مسجد میں پڑہلیں

يجوز وكذا السلطان لو اغلق باب قصره وصلى فيه بحشمه لا يجوز لانها من شعائر الاسلام وخصائص
توجایز نہیں ہی اور ایسی ہی سلطان اگر اپنی محل کا دروازہ بند کرکر اپنی فوج کی ہمراہ جمعہ کی نماز پڑہ لی تو جایز نہیں ہی اسواسطی کہ جمعہ اسلام کی نشانیوں اور دین کی خاص

الدين فلابد من اقامتها على طريق الاشتهار وان فتح باب قصره واذن للناس بالدخول فيه يجوز سواء
امروں میں سی ہی سواوسکو خواہ مخواہ بطور اشتہار کی قایم کرنا چاہیئی اور اگر بادشاہ اپنی محل کا دروازہ کہول کر لوگوں کو اجازت آنی کی دیدیوی تو جایز ہی پہر برابر ہی

دخلوا اولا لكن يكره لعدم قضاء حق المسجد الجامع فاذا وجدت هذه الشروط كلها يجب السعي و
کہ کوئی جاوی یا نہ جاوی پر مکروہ ہی اسواسطی کہ مسجد جامع کا حق ادا نہوا اور جب یہہ تمام شرطیں پوری پائی جاویں تو اصح قول پر سعی اور

ترك البيع بالاذان الاول وهو الذي يكون على المنارة بعد دخول الوقت في الاصح لانه المعتبر في
بیع کا ترک کرنا پہلی اذان پر واجب ہی یعنی وہ اذان جو منارہ پر وقت ہوجانی کی بعد ہوتی ہی موافق اصح قول کی اسواسطی کہ یہی اذان

هذا الزمان وان كان حادثا غير واقع في عهد النبي صلى الله عليه وسلم لما روي انه عليه السلام
اس زمانہ میں معتبر ہی اگرچہ نواحداث ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں نہ تہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

والائمة من بعده كانوا يصعدون المنبر بعد الزوال قبل النداء فيؤذن المؤذن بين ايديهم فلما كان زمن
اور بعد حضرت کی دو نو امام زوال کی بعد اذان سی پہلی منبر پر جاتی تہی پہر مؤذن اونکی سامنی اذان پڑہتا تہا پہر جب زمانہ

خلافة عثمان وكثر الناس راى ان يؤذن المؤذن قبل صعود الامام المنبر لينتهي الصوت اليهم فيحضروا
عثمان کی خلافت کا آیا اور لوگوں کی کثرت ہوگئی تو اونکی رای میں یہہ آیا کہ مؤذن امام کی منبر پر جانی سی پہلی اذان کہا کری تاکہ اونکو آواز جاوی اور سنکر آجاویں

وزاد اذانا ثانيا على دار في سوق المدينة بقرب المسجد يقال له زوراء وكان هذا الاذان سنة ايضا
اور دوسری اور اذان بڑہا دی ایک گہر پر جو مدینہ کی بازار میں مسجد کی پاس تہا اوسکا نام زوراء ہی اور یہہ اذان بہی مسنون ہی

لقوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي واما النداء الذي يكون في وقت
اس حدیث کی موافق لازم کر لو اپنی اوپر میری سنت اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور وہ اذان جو چاشت کی وقت ہوتی ہی

الضحى للتنبيه على ان هذا اليوم يوم الجمعة فبدعة احدثه الحجاج كذا ذكر في مجمع الفوائد والحاصل ان كل
اطلاع دینی کو کہ یہہ دن جمعہ کا ہی سو یہہ بدعت ہی اسکو حجاج نی جاری کیا تہا کتاب مجمع الفوائد میں یہہ ذکر کیا ہی مطلب یہہ ہی کہ جو

اذان يكون قبل الزوال فهو غير معتبر بل المعتبر الاذان الاول الذي يكون بعد الزوال اذ به يحصل الاعلام
اذان دوپہر ڈہلنی سی پہلی ہووی سو اوسکا کچہہ اعتبار نہیں ہی بلکہ معتبر پہلی اذان ہی جو دوپہر ڈہلنی کی بعد ہوتی ہی اسلئی کہ اس ہی اعلام حاصل ہوتا ہی

فان كل من يجب عليه الجمعة اذا اذن هذا الاذان يلزمه السعي الى الجمعة فاذا حضر المسجد الجامع يصلي
بیشک جسپر جمعہ واجب ہی جب یہہ اذان ہوگی اوسکو جلد جمعہ میں دوڑ جانا چاہیئی پہر جب وہ مسجد جامع میں پہنچی تو بیٹہنی سی پہلی

قبل القعود ركعتين تحية المسجد ثم اربع ركعات سنة الجمعة واذا توجه الامام الى صعود المنبر يحرم
دو رکعت تحیۃ المسجد کی پہر چار رکعت سنتیں جمعہ کی پڑہی پہر جب امام منبر پر جانی کو متوجہ ہو تو امام ابوحنیفہ کی نزدیک

الصلوة والكلام عند ابي حنيفة حتى يتم الخطبة وعندهما لا باس بالكلام قبل الشروع في الخطبة واذا
نماز اور بات جیت سب حرام ہی جبتک خطبہ تمام ہوجاوی اور صاحبین کی نزدیک خطبہ شروع کرنی سی پہلی بولنی کا کچہہ مضائقہ نہیں اور جب

جلس على المنبر يؤذن المؤذن بين يديه الاذان الثاني واذا تم الاذان يقوم ويخطب خطبتين يفصل بينهما بجلسة
امام منبر پر جا بیٹہی تو مؤذن اوسکی سامنی دوسری اذان پڑہی اور جب یہہ اذان ہوچکی تو امام کہڑا ہوکر دو خطبی پڑہی دونوں کی بیچ میں

خفيفة

خفيفة مقدارها ان يستقر كل عضو منه في موضعه ويستحب للقوم ان يستقبلوا الامام عند

ہلکی سی جلسہ کا فاصلہ کری اسقدر کہ بدن کا ہر ہر جوڑ اپنی اپنی جگہ پر راست ہو جاوی اور قوم کو مستحب یوں ہی کہ خطبہ کی وقت امام کی طرف منہہ کئے بیٹھیں

الخطبة لكن الرسم الآن انهم يستقبلون القبلة للحرج في تسوية الصفوف لكثرة الزحام كذا ذكر في

پر اب رسم یہہ ہو رہی ہی کہ روبقبلہ بیٹھی رہتی ہیں اسواسطی کہ صفیں سیدہی کرنی میں بسبب کثرت انبوہ کی حرج ہوتا ہی ہدایہ کی شرح میں یہہ ہی مذکور ہی

شرح الهداية للسروجي واذا فرغ من الخطبة وشرع المؤذن في الاقامة ينزل من المنبر ويصلي

جو سروجی کی ہی اور جب خطبہ پڑھ چکی اور موذن تکبیر کہنی لگی تو امام منبر پر سی اوتر کر قوم کو دو رکعت نماز جمعہ کی پڑہاوی

بالناس ركعتين صلوة الجمعة ولو وقع الاشتباه في صحتها بتعددها ووقوع الشك في المصر

اور اگر جمعہ کی صحت میں کچھہ شبہ پیدا ہووی کئی جگہ ہونی کی سبب یا مصر مشکوک ہونی سی

يصلي بعدها كل واحد منهم فرادى اربع ركعات اخر ظهر كما سبق ثم اربع ركعات بنية السنة

تو ہر ایک بعد اوسکی الگ الگ چار رکعت پچھلی ظہر کی پڑہیں جیسی کہ اوپر مذکور ہو چکا پہر چار چار رکعت سنتوں کی نیت سی

عند ابي حنيفة وعندهما ست ركعات ومن ادرك الامام فيها ولو في التشهد او في سجود السهو يصلي

امام ابوحنیفہ کی نزدیک اور پڑہیں اور صاحبین کی موافق چہہ رکعت پڑہیں اور جسنی امام کو نماز جمعہ میں پایا اگرچہ تشہد میں یا سجدہ سہو میں تو امام کی ساتہہ

معه ما ادرك ويبني عليه الجمعة وقال محمد ان ادرك في الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الجمعة

پڑہ لی جو اوسنے پائی اور نماز جمعہ پوری کرلی اور امام محمد کہتی ہیں اگر دوسری رکعت کی رکوع میں جاملا تو نماز جمعہ کی پوری کرلی

وان ادرك بعد ما رفع راسه من الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الظهر ومن لا عذر له اذا صلى

اور اگر بعد اسکی ملا کہ امام دوسری رکعت کا رکوع پورا کرکر کہڑا ہو گیا تو اب ظہر کی نماز پوری کرلی اور جسکو کوئی عذر نہیں ہی اگر وہ ظہر

الظهر قبل ان يصلي الامام الجمعة يصح ظهره لكن يكون عاصيا لترك الجمعة ويكره للمعذورين

پہلی اس سی پڑہ لی کہ امام نماز جمعہ کی پڑہ چکی تو اوسکی ظہر صحیح ہی پر گنہگار ہوگا کیونکہ اسنی جمعہ ترک کیا اور معذور لوگوں کو

والمسجونين اداء الظهر في المصر بالجماعة سواء كان قبل فراغ الامام من الجمعة او بعده لان الجمعة

اور قیدیوں کو مصر میں ظہر کی نماز جماعت سی پڑہنی مکروہ ہی برابر ہی کہ امام نماز جمعہ سی فارغ ہو ہو یا فارغ ہولیا ہو اسواسطی کہ جمعہ جمع کرنیوالا

للجماعات وفي اداء الظهر بالجماعة تفريق الجماعة عن الجمعة وتقليلها فيها بخلاف اهل القرى اذ لا جمعة

جماعتوں کا ہی اور ظہر کو جماعت سی پڑہنی میں جمعہ کی جماعت کی تفریق ہوتی ہی اور اوسمیں کمی پڑتی ہی برخلاف گانوں والوں کی اسواسطی کہ اونپر

عليهم ولا يفضي اداء الظهر بالجماعة الى تفريق الجمعة وتقليلها فيكون ذلك في حقهم كسائر الايام

جمعہ نہیں ہی وہاں ظہر کو جماعت سی پڑہنی میں نہ تفریق جماعت جمعہ کی ہوتی ہی اور نہ کمی پڑتی ہی سو جمعہ کا دن بلا کراہت ظہر جماعت سی پڑہنی کو اونکی حق میں ایسا ہی

في جواز اداء الظهر بالجماعة من غير كراهة ويستحب للمريض ان لا يصلي الظهر قبل فراغ الامام من الجمعة

جیسی تمام اور دن ہیں اور بیمار کو مستحب ہی کہ جبتک امام نماز جمعہ سی فارغ ہو ظہر نہ پڑہی

لرجاء البرء في كل ساعة ومن جاء الى الجمعة ووجد المسجد ملآن واراد ان يتخطى الناس ان كان يؤذيهم

اسواسطی کہ ہر ہر آن میں صحت کی امید ہی اور جو شخص جمعہ میں جاکر دیکہی کہ مسجد بہر چکی اور اسنی ارادہ کیا کہ صفوں میں کو گذر جاوی اگر اس طور پر جانی سی ایذا ہووی

بالتخطي لا يتخطى وان كان لا يؤذي احدا بان لا يطأ ثوبا ولا جسدا لا باس بان يتخطى ويدنو من الامام

تو نہ جاوی اور اگر کسیکو کچہہ ایذا نہیں ہوتی اسطور کہ نہ پاؤں تلی کسیکا کپڑا دبائی اور نہ کسیکا کچہہ بدن تو چلی جانی کا کچہہ مضائقہ نہیں کہ امام سی نزدیک ہو جاوی

وذكر الفقيه ابو جعفر عن اصحابنا ان التخطي لا باس به ما لم يأخذ الامام في الخطبة ويكره اذا اخذ

اور فقیہ ابوجعفر ہماری اصحاب سی نقل کرتا ہی کہ تخطی کا کچہہ مضائقہ نہیں جب تک امام نی خطبہ نہیں شروع کیا اور اگر خطبہ شروع کرلیا تو مکروہ ہی

فعلى هذا يكون جواز التخطي مشروطا بشرطين احدهما ان لا يؤذي احدا والثاني ان لا يكون الامام في
اس روایت کی موافق تخطی جایز ہونی کی لئی دو شرطین ہین ایک تو یہہ کہ کسیکو ایذا نہو اور دوسری یہہ کہ امام خطبہ نہ پڑھتا ہو
الخطبة يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه

المجلس الخمسون في بيان المصافحة وبيان كيفيتها و فوائدها وبدعيتها في غير محلها

الٰہی ہمکو آسان کر موافق اپنی رضا کی عمل کرنا اپنی لطف اور کرم سی بچاسوین مجلس مصافحہ کی بیان مین
اور اوسکی کیفیت اور طرز اور فائدی اور اوسکا بدعت ہونا بی محل

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفر لهما قبل ان يتفرقا وفي رواية اذا التقى المسلمان
رسول الله صلی الله علیہ نی فرمایا نہین کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کرین مگر دو نو جدا ہونی سی پہلی بخشی جاینگی اور ایک روایت مین ہی جب دو مسلمان ملین
فيتصافحان وحمدا الله واستغفرا الله غفر لهما هذا الحديث من حسان المصابيح رواه البراء بن عازب
اور مصافحہ کرین اور الله تعالی حمد کرین اور الله تعالی سی مغفرت مانگین تو الله اون دونون کو بخش دیگا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی براء بن عازب کی روایت ہی
والفاء فيه لفظ خاص للتعقيب موجبه تعقيب التصافح الالتقاء والتصافح على ما ذكر في صحاح الجوهري
اور فا اسمین لفظ خاص تعقیب کی واسطی ہی جس سی مصافحہ ملاقات سی پیچھی واجب ہوتا ہی اور تصافح موافق مضمون صحاح جوہری کی مصافحہ ہی
المصافحة فيثبت شرعية المصافحة عند لقاء المسلم لاخيه وتكون من تمام التحية بينهما لما
سو مصافحہ کا مشروع ہونا بوقت ملاقات ایک مسلم کی بھائی مسلمان سی ثابت ہوتا ہی اور اون دونو مین سلام کی تمامی ہی اسواسطی کہ
روى عن ابي امامة انه عليه الصلوة والسلام قال تمام تحياتكم بينكم المصافحة وهذا الحديث ايضا
ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپکی سلاموں کی مصافحہ ہی یہہ حدیث بھی اسکی دلالت کرتی ہی
يدل على كون شرعية المصافحة عند الملاقاة لانه عليه السلام جعلها من تمام التحيات والتحيات
کہ مصافحہ ملاقات کی وقت مشروع ہی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی مصافحہ کو تمامی تحیات کا ٹھرایا اور تحیات
جمع التحية وهي السلام والسلام انما يكون عند الملاقات وكذا ما هو من تمامه فينبغي ان توضع
جمع تحیہ کی ہی سلام کو کہتی ہین اور سلام سواء وقت ملاقات کی نہین ہوتا اور ایسی ہی جو چیز سلام کی تمامی ہی اب سزاوار یہہ ہی کہ
حيث وضعها الشرع ويراعى سننها والسنة فيها ان تكون بكلتا اليدين واما في غير حال الملاقات
مصافحہ اوسی جگہ ہوا کری جہان اوسکو شرع نی قایم کیا ہی اور اوسکی طریقہ مسنون کی رعایت ہو اور مسنون اسطور پر ہی کہ دونو ہاتہوں سی ہو اور بیدون وقت ملاقات کی
مثل كونها عقيب صلوة الجمعة والعيدين كما هو العادة في زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى
جیسی بعد نماز جمعہ اور عیدین کی جو اس زمانہ مین عادت جاری ہی سو حدیث سی ثابت نہین ہی پس یہہ
بلا دليل وقد تقرر في موضعه ان ما لا دليل عليه فهو مردود ولا يجوز التقليد فيه بل يرده ما روى عن
بلا دلیل ہی اور اپنی جگہہ مین یہہ ثابت ہی کہ جس امر کی کچھہ دلیل نہین ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہی اوسمین تقلید جایز نہین بلکہ یہہ عایشہ رض کی روایت سی رد ہوتا ہی
عائشة انه عليه السلام قال من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد اي مردود فان الاقتداء
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی کچھہ نیا پیدا کیا ہماری اس دین مین جو دین مین سی نہین ہی سو وہ سب رد ہی یعنی مردود ہی کیونکہ پیروی
لا يكون الا بالنبي عليه السلام اذ قال الله تعالى وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
سوا نبی علیہ السلام کی کسیکی نہین ہی اسواسطی کہ الله تعالی فرماتا ہی اور جو دی تمکو رسول سو لی لو اور جس سی منع کری سو چھوڑ دو
وقال في اية اخرى فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتی رہین جو لوگ خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اون پر کچھہ خرابی یا پہنچی اونکو دکھہ کی مار

علی ان الفقهاء من الحنفیة والشافعیة والمالکیة صرحوا بکراهتها وکونها بدعة قال فی الملتقط یکره المصافحة
علاوہ یہہ ہی کہ فقہاء حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبوں نی اس مصافحہ کو صاف مکروہ کہا ہی اور بدعت بتایا ہی ملتقط میں کہتا ہی مصافحہ بہرحال
بعد الصلوة بکل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد الصلوة ولانها من سنن الروافض وقال ابن حجر من الشافعیة ما
بعد نماز کی مکروہ ہی اسواسطی کہ صحابہ رضی نی بعد نماز کی مصافحہ نہیں کیا اور اسلئی کہ یہہ طریقہ رافضیوں کا ہی اور ابن حجر شافعی مذہب کہتا ہی یہہ
یفعله الناس من المصافحة عقیب الصلوات الخمس بدعة مکروهة لا اصل لها فی الشریعة المحمدیة تنبیهة فاعلها اولا
جو لوگ پنجگانہ نمازوں کی پیچھی مصافحہ کیا کرتی ہیں بدعت مکروہہ ہی شریعت محمدی میں اسکی کچہہ اصل نہیں مصافحہ کرنیوالی کو پہلی جتلانا چاہئی
بانها بدعة مکروهة ویعزر ثانیا ان فعلها وقال ابن الحاج من المالکیة فی المدخل ینبغی ان یمنع الامام ما احدثوه
کہ یہہ بدعت مکروہہ ہی اور اگر ترک نکریں تو پہر تعزیر دینی چاہئی اور ابن الحاج مالکی مذہب مدخل میں کہتا ہی امام کو لازم ہی کہ مصافحہ سی جو بعد نماز صبح کی
من المصافحة بعد صلوة الصبح وبعد صلوة الجمعة وبعد صلوة العصر بل زاد بعضهم فعل ذلك بعد الصلوات الخمس
اور بعد نماز جمعہ کی اور بعد نماز عصر کی نیا نکال کر شروع کیا ہی منع کردی بلکہ بعضی بڑہا کر پنجگانہ نماز کی بعد کرنی لگی ہیں
وذلك کله من البدع وموضع المصافحة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخیه لا فی ادبار الصلوات فحیث وضعها الشرع
یہہ تمام بدعت ہی اور شرع میں مقام مصافحہ کا صرف وقت ملاقات مسلم کا ہی بہائی مسلمان سی نمازوں کی بعد نہیں ہی پہر جسجگہہ شرع نی مقرر کیا ہی
یضعها وینهی عنها ویزجر فاعلها لما اتی من خلاف السنة وهذا التصریح منهم یشعر بالاجماع فلا یجوز المخالفة بل یلزم الاتباع
وہی جگہہ قایم رکہنا چاہئی اور مصافحہ سی منع کرنا چاہئی اور مصافحہ کرنیوالیکو زجر کرنا چاہئی جبکہ خلاف سنت کرنی لگی اور اونکی اس تصریح سی اجماع معلوم ہوتا ہی سو مخالفت جایز نہیں ہی بلکہ اتباع
لقوله تعالی وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ
لازم ہی واسطی قول اللہ تعالی کی اور جکوئی مخالفت کری رسول کی جب کہل چکی اوسپر راہ کی بات اور چلی خلاف سب مسلمانوں کی راہ سی سو ہم اوسکو حوالہ کریں جو اوسنی پکڑی اور ڈالیں اوسکو
وَسَآءَتْ مَصِیْرًا وما ذکره النووی فی الاذکار وان کان مشعرا باباحة المصافحة بعد صلوة الصبح والعصر الا انه یفصح عن
دوزخ میں اور بہت بری جگہہ پہنچا اور وہ جو نووی نی اذکار میں ذکر کیا ہی اگرچہ اوس سی اباحت مصافحہ کی بعد نماز صبح اور عصر کی معلوم ہوتی ہی پر اوس سی مصافحہ کا
عدم مشروعیتها لانه بعد بیان کون المصافحة سنة ومستحبة عند الملاقاة قال واما ما اعتاده الناس من المصافحة
غیر مشروع ہونا نکلتا ہی اسلئی کہ مصافحہ کو وقت ملاقات کی سنت اور مستحب بیان کرکر پہر یہہ کہتا ہی اور وہ جو لوگوں نی بعد نماز صبح اور
بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه لکن لا باس به فانظر کیف اعترف بان لا اصل له فی الشرع وبعد
عصر کی مصافحہ کی عادت کرلی ہی سو شرع میں اس طور پر اسکی کچہہ اصل نہیں ہی لیکن اسکا کچہہ مضائقہ نہیں اب دیکہہ تو کیسی اقرار کیا کہ شرع میں اسکی کچہہ اصل نہیں ہی
هذه الاعتراف لا یفیده ما ذکر بعده من قوله ولکن لا باس به الی اخر ما قال ولو لم یصرح الفقهاء بکراهتها بل کانت مباحة
پہر اس اقرار کی بعد کیا فائدہ کرتا ہی آگی جاکر یہہ کہنا پر اسکا کچہہ مضائقہ نہیں ہی آخر تک جو کہا ہی اور اگر فقہاء اس مصافحہ کو صاف مکروہ نہ کہتی بلکہ فی نفسہ مباح
فی نفسها لحکمنا فی هذا الزمان بکراهتها اذ واظب علیها الناس واعتقدوها سنة لازمة بحیث لا یجیزون ترکها حتی وصل
ہوتا تو بہی ہم اس زمانہ میں کراہت کا حکم کرتی اسلئی کہ لوگ اسپر جم گئی ہیں اور ایسی سنت لازمہ جانتی ہیں کہ اسکا ترک کرنا جایز نہیں رکہتی یہاں تک کہ ہمکو
الینا من بعض من اشتهر بالعلم انه قال هی من شعائر الاسلام فکیف یترکها من کان من اهل الایمان فانظروا یا اهل الانصاف
یہہ خبر پہنچی ہی ایک شخص سی جو صاحب علم مشہور ہی کہ وہ کہتا ہی یہہ مصافحہ اسلام کی نشانیوں میں سی ہی جو ایمان والا ہی اسکو کیونکر چہوڑ سکتا ہی اب ای انصاف والو دیکہو تو
اذا کان اعتقاد الخواص هکذا فاعتقاد العوام ماذا یکون وکل مباح ادی الی هذا فهو مکروه حتی افتی بعض الفقهاء حین
جب خواص کا یہہ اعتقاد ہو تو عوام کا اعتقاد کیا ہوگا اور جو امر مباح اس نوبت کو پہنچ جاوی پہر وہ بہی مکروہ ہی یہاں تک کہ بعضی فقہاء نی جب
شاع صوم ایام البیض فی زمانه بکراهیته لئلا یؤدی الی اعتقاد الواجب مع ان صوم ایام البیض مستحب وردت فیه اخبار
کہ انکی زمانہ میں ایام بیض کی روزوں کا دستور پڑگیا تو فتوی دیا ہی کہ مکروہ ہیں تا کہ ہوتی ہوتی واجب نہ سمجہہ لیں باوجودیکہ روزی ایام بیض کی مستحب ہیں سہی سند نہیں

كثيرة فما ظنك بالمباح وما ظنك بالمكروه وليس هذا الا الفتنة التي قال فيها عبد الله بن مسعود كيف انتم اذا اتتكم فتنة

آتی ہیں اب تیرا کیا خیال ہی مباح میں اور کیا گمان ہی مکروہ میں اور یہہ وہی فتنہ ہی جسمیں عبد اللہ بن مسعود کہتی ہیں تمہارا کیا حال ہوگا جب تمپر ایسا فتنہ آویگا

يهرم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير تجري على الناس بدعة يتخذونها سنة اذا غيرت قيل غيرت السنة او هذا منكر

جسمیں بڈہا اور صغیر جوان ہوجاویگا لوگوں میں ایسی بدعت پہیل جاویگی کہ اوسکو سنت سمجہہ لین گی اگر تغیر دی جاوی وہ بدعت تو کہین سنت بدلڈالی یا کہین یہہ برا ہوا

قال ابن القيم في اغاثته هذا يدل على ان العمل اذا جرى على خلاف السنة فلا اعتبار به ولا التفات اليه وقد جرى العمل على

ابن القیم اپنی کتاب اغاثہ میں کہتا ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل جب خلاف سنت ہونی لگتا ہی تو اوسکا کچہہ اعتبار نہین اور نہ اوسکی طرف کچہہ التفات ہی اور بیشک عمل

خلاف السنة منذ زمن طويل فاذن لا بد لك ان تكون شديد التوقي من محدثات الامور وان اتفق عليه الجمهور

برخلاف سنت مدت دراز سی جاری ہورہا ہی سو اب تجہکو ضرور ہی کہ محدثات یعنی نئی نئی باتون سی بہت ہی ڈرتا رہی اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہوگئی ہون

فلا يغرنك اطباقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي لك ان تكون حريصا على التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم

سو تجہکو اونکا اتفاق نئی امور پر جو بعد صحابہ کی ہوگئی ہین فریب نہ دیوی بلکہ تجہکو یہہ لایق ہی کہ بحرص تمام اونکی احوال اور اعمال کو ڈہونڈتا رہی کیونکہ تمام

الناس واقربهم الى الله تعالى اشبههم بهم واعرفهم بطريقهم اذ منهم اخذ الدين وهم اصول في نقل الشريعة عن صاحب الشرع

لوگون میں بڑا عالم اور مقرب خدا تعالی کا وہ ہی جو صحابہ سی بہت مشابہہ اور اونکی طریقہ سی خوب واقف ہی کیونکہ دین اون ہی سی حاصل ہوا ہی اور نقل شریعت میں

ينبغي لك ان لا تكترث بمخالفتك لاهل عصرك في موافقتك لاهل عصر النبي عليه الصلوة والسلام اذ قد جاء في الحديث

وہ ہی اصل ہین سو تجہکو لایق ہی کہ اسکی کچہہ پروا نکری کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موافقت میں اپنی زمانہ کی لوگون سی مخالفت ہوگی اسواسطی کہ حدیث میں آیا ہی

اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم قال عبد الرحمن ابن اسمعيل المعروف بابي شامة وحيث جاء الامر بلزوم الجماعة

جب لوگون میں اختلاف پڑجاوی تو بڑی گروہ کی ساتہہ رہو عبد الرحمن بن اسماعیل جو ابو شامہ مشہور ہین کہتی ہین جسجگہہ لزوم جماعت کا حکم ہی

فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان المتمسك به قليلا والمخالف له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة

تو مراد یہہ ہی کہ حق کا اتباع لازم کرو اگرچہ بجانب حق تہوڑی لوگ ہون اور مخالف حق کی بہت ہون اسواسطی کہ حق وہی ہی جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم تہی

ولا عبرة الى كثرة اهل الباطل بعدهم وقد قال الفضل بن عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك

اور اونکی بعد اہل باطل کی کثرت کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور فضل بن عیاض نی کہا ہی جسکی یہہ معنی ہین ہدایت کی جانب لئی رہ اور کمی سالکین کی تجہکو کچہہ ضرر نکریگی اور

وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال ابن مسعود انتم في زمان خيركم فيه المتسارع في الامور وسياتي زمان

گمراہی کی راہ سی بچتا رہ اور ہالکین کی کثرت سی دہوکا نکہانا اور ابن مسعود کہتی ہین تم ایسی زمانہ میں ہو کہ تم میں بہتر وہ ہی جو کارمین جلدی کرنیوالا ہی اور اب قریب

بعدكم خيرهم فيه المثبت المتوقف لكثرة الشبهات قال الامام الغزالي لقد صدق لان من لم يثبت في هذا الزمان ووافق الجماهير

تمہاری پیچہی زمانہ آتا ہی اون میں بہتر وہ ہوگا جو ثابت رہی اور توقف کری بسبب کثرت شبہات کی امام غزالی کہتی ہین یہہ قول سچا ہی اسواسطی کہ جو شخص اس زمانہ میں ثابت نرہیگا

فيما هم فيه وخاض فيما خاضوا فيه فيهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة والمجاهدة

بلا میں مبتلا ہوجاوی اور اونکی سی بحث کرنی لگی تو ہلاک ہوجاویگا جیسی وہ ہلاک ہوئی ہین کیونکہ دین کی اصل اور اوسکی حیلہ اور ثبات عبادت کی کثرت اور تلاوت کی زیادت اور

بالجوع وغيره وانما هو بالاحتراز من الافات والعاهات التي تاتي عليه من البدع والمحدثات التي تودي الى تبدله وتغيره فانها

بہوک وغیرہ کی مشقت سی نہین ہی بلکہ یہہ سبب ہی کہ دین کو اون تمام آفات اور صدمات سی بچاوی کہ دین پر بدعتین اور نئی نئی اختراع آتی ہین جس سی دین میں تبدل اور تغیر

لكثرتها وشيوعها صارت كانها من شعائر الدين ومن الامور المفروضة علينا فيا ليتنا كنا نباشرها على انها بدعة اذ لو كان

پیدا ہوتا ہی کیونکہ یہہ بدعات اسقدر کثرت سی پہیل گئی ہین گویا دین کی نشانیان ہین یا ہماری اوپر اونکا عمل فرض ہی سو کاشکی ہم اون بدعات کو بدعات ہی جانکر عمل میں لاتی

كذلك لرجي من التوبة والاستغفار ولكنا اتخذناها طاعة وعبادة وجعلناها دينا مقتفين في ذلك اثار من سبق او

اسواسطی کہ اگر ایسا ہوتا تو توبہ اور استغفار کی امید رہتی پر ہمنی تو اون بدعات کو طاعت اور عبادت مان لی ہی اور دین ٹہرا لیا ہی اسمین ہمنی پہیرو سلف میں سی کسی شخص کی کی ہی

غفل او غلط من بعض من تقدمنا وجعلناه قدوة فی دیننا فاذا جاء احد وانکر علینا ما ارتکبنا من تلك الامور
جسکا سہو ہوا یا اوسنی غفلت کی یا غلطی کی اور ہمنی اوسکو اپنی دین کا پیشوا ٹھہرا لیا ہی پہر اگر کوئی آکر ہمکو اوس بدعت سی جو ہمنی اختیار کر رکہی ہی منع کری اور روکی

فان کان له توقیر فی قلوبنا نقول له هذا جائز ذهب الی جوازه فلان ونذکر بعض من تقدمنا ممن سهی او غفل او
تو وہ شخص مانع ہماری دلوں عزت والا ہی تو ہم اتنا ہی جواب دینگی کہ صاحب یہہ تو جایز ہی فلانا اسکا قائل ہی اور اوسکی روبرو ہم اوسی سہو یا غفلت یا

غلط وان کان ممن لا توقیر له فی قلوبنا یسمع منا من الکلمات المنکرة ما لا یظنه ولا یخطر باله کل ذلك بسبب جهل المرکب
غلطی کرنیوالی کا نام بیان کر دینگی اور اگر وہ مانع ایسا ہی کہ ہماری دلوں اوسکی کچہہ عزت نہیں تو ہم سی ایسی دہشکار سنیگا کہ اوسکو نہ گمان ہوگا اور نہ اوسکی دلمین گذرا ہوگا یہہ تمام ہماری جہل

فینا لانا لو رأینا انفسنا علی ما هی علیه من الجهل لقبلنا جواب من ارشدنا الی الحق وما اقمنا من سهی وغلط حجة فی دیننا
مرکب ہونی کی خرابی ہی کیونکہ اگر ہم اپنی تئین اپنی جہالت کا خیال کرتی تو اوسکا جواب جو حق کا راستہ بتاتا ہی بیشک مانتی اور اوس سہو اور غفلت اور غلطی کرنیوالی کو اپنی دین کی حجت

اذ لا یجوز ان یقلد الانسان فی دینه الا من هو صاحب الشریعة او من شهد له صاحب الشریعة بالخیر لا من شهد لهم بالکذب
نہ قایم کرتی اسواسطی کہ انسان کو اپنی دین مین صرف صاحب شریعت کی یا اوسکی جسکی حق مین صاحب شریعت نی بہلائی کی گواہی دی ہی پیروی چاہیئی اوسکی پیروی نہین جسکی حق مین صاحب شریعت نی کذب کی گواہی دی ہی

وهی عن الاعتماد له بقوله علیه السلام خیر القرون قرنی الذین بعثت فیهم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یفشو الکذب
اور اسپر بہروسا کرنی سی منع کیا اسحدیث مین بہتر لوگ میری عہد کی ہین جنمین میں مبعوث ہوا ہون پہر وہ لوگ جو اونسی متصل ہین پہر جو

فلا تعتمدوا اقوالهم وافعالهم فان کل من اتی بعدهم یقول فی بدعة انها مستحبة ثم یاتی علی ذلك بدلیل خارج عن اصولهم
سو بہروسا نکرو نہ اونکی کہی پر نہ کئی پر کیونکہ جو بعد آیا ہی بدعت کو یہہ ہی کہتا ہی یہہ مستحب ہی پہر اوسپر ایک دلیل اونکی اصول سی مخالف قایم کر دیتا ہی

فذلك غیر مقبول منه لان التقلید والاقتداء بالغیر بمجرد حسن الظن انما یجوز لمن کان مجتهدا عدلا لا لمن کان مقلدا
سو اسکو کون مانتا ہی اسواسطی کہ غیر کی تقلید اور پیروی صرف حسن ظن سی اوسہی کی جایز ہی جو مجتہد اور عادل ہو اوسکی نہین ہی جو خود مقلد ہو

لکن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طویل انحصر طریق معرفة مذهب المجتهد فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء واخبار
لیکن مدت دراز ہوئی کہ اجتہاد منقطع ہو گیا طریقہ مذہب مجتہد کی معرفت کا صرف یہہ ہی ہی کہ ایسی کتاب معتبر سی منقول ہو جو علماء کی تدریس میں رہتی ہو

عدل موثوق به فی علمه وعمله فلا یجوز العمل بکل کتاب اذ ظهر فی هذا الزمان کتب جمعها ضعفاء الرجال ولا بقول کل عالم
اور ایسی عادل کی خبر سی جسکی علم اور عمل کا اعتبار ہو سو ہر کتاب پر عمل کرنا جایز نہین اسواسطی کہ اس زمانہ مین ایسی کتابین بہت مشہور ہو رہی ہین جنکو ضعیف لوگون نی جمع کیا

اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلثة والمستور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة لجانب الصدق حتی
اور نہ ہر عالم کی قول پر عمل جایز ہی اسواسطی کہ لوگون مین بعد قرون ثلثہ کی فسق غالب ہو گیا ہی اور شخص مستور فاسق کی حکم مین ہوتا ہی سو ایسی عدالت کا ہونا ضرور ہی جس سی صدق کا

یقبل قوله فی الدیانات یسر لنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه **المجلس الحادی والخمسون فی بیان**
غلبہ ہووی تا کہ اوسکا قول دیانات مین مقبول ہو اللہ تعالی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کری **مجلس اکیاونی بیان مین**

فرضیة الصلوة بالکتاب والسنة واجماع الامة والوعید فی حق تارکها
فرضیت نماز کی کتاب اور حدیث اور اجماع امت سی اور وعید تارک الصلوة کی حق مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بین العبد والکفر ترك الصلوة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه جابر بن عبد الله ومعناه
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا فرق درمیان بندہ اور کفر کی نماز چہوڑنی کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی جابر بن عبد اللہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی

ان بین العبد وبین ان یصل الی الکفر ان یترك الصلوة وعلم من هذا ان الصلوة اهم ارکان الاسلام واقوی الذرائع فی
ہین کہ فرق درمیان بندہ کی اور اسمین کہ وہ کافر ہو جاوی یہہ ہی کہ نماز کو ترک کر دی اس سی معلوم ہوا کہ نماز بڑا ضروری رکن اسلام کا اور بڑا قوی ذریعہ

دخول دار السلام وهی فریضة علی کل مسلم عاقل بالغ سواء کان رجلا او امرأة لا علی کافر ولا علی مجنون ولا علی صبی الا
بہشت مین جانی کا ہی اور وہ نماز ہر ایک مسلمان صاحب عقل جوان پر فرض ہی برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت کافر پر نہیں اور نہ دیوانہ پر اور نہ بچی پر لیکن

ان الصبی اذا بلغ سبع سنین یؤمر بها واذا بلغ عشر سنین ولم یصلها یضرب علیها لما روی انه علیه السلام قال
بچہ جب سات برس کا ہو جاوے تو اوسکو نماز پڑھنی سکھاویں اور جب دس برس کا ہو کر نماز نہ پڑھے تو مار کر پڑھانا چاہیے اسلیے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
مروا اولادکم بالصلوٰة وهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابناء عشر سنین فانهم وان لم یکن الصلوٰة فرضا
کہا کرو اپنی اولاد کو واسطے نماز کے جب سات برس کی ہوں اور انکو مار کر نماز پڑھاؤ جب وہ دس برس کی ہوں کیونکہ اس عمر میں اگرچہ اونپر نماز فرض نہیں ہے
علیهم الا انهم عند بلوغهم عشر سنین یستحقون بترکها عقوبة الشرع فی الدنیا لیعتادوها ویستانسوا بها فی صغرهم
پر جب وہ دس برس کے ہوویں تو نماز چھوڑنے پر دنیا میں سزا اور شرعی سزا کے ہیں تاکہ نماز کی خوگر ہو جاویں اور لڑکپن میں اوس سے دل لگا رہے
حتی لا یترکوها فی کبرهم وقد ثبت فرضیتها بالکتاب والسنة واجماع الامة اما الکتاب فقوله ان الصلوٰة کانت علی
تاکہ پھر جوان ہو کر ترک نکریں اور بیشک فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے قرآن تو یہہ آیت ہے یہہ نماز ہے مسلمانوں پر
المؤمنین کتابا موقوتا ای فرضا موقتا فدل النص علی ان الصلوٰة فرض موقت محدود باوقات لا یجوز اخراجها عنها
وقت باندھا حکم یعنی فرض وقت بندھا ہوا سو یہہ آیت دلالت کرتی ہے کہ نماز فرض وقت بندھی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتوں کی ہے بلا عذر وقت سے اوسکو نہ کرنا
بلا عذر لما روی انه علیه السلام قال من ترک الصلوٰة حتی مضی وقتها ثم قضی عذب فی النار حقبا والحقب ثمانون سنة
ہرگز جایز نہیں اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے نماز نہ پڑھی اتنی کہ اوسکا وقت نکل گیا پھر قضا کی تو دوزخ میں ایک حقبہ عذاب کیا جاویگا اور حقبہ اسّی برس کا ہوتا ہے
والسنة ثلثمائة وستون یوما کل یوم کان مقداره الف سنة والعذر الشرعی المبیح لتاخیر الصلوٰة عن وقتها ستة
اور برس تین سو ساٹھ دن کا ہر ہر دن کی مقدار ہزار ہزار برس کی اور عذر شرعی جس سے نماز کی وقت کا ٹلانا مباح ہوتا ہے چھ
اشیاء احدها النسیان والثانی النوم والثالث الاغماء والرابع الجنون والخامس الحیض والسادس النفاس وفیما عدا هذه الاعذار
چیزیں ہیں ایک تو بھول جانا دوسری سو جانا تیسری بیہوش ہو جانا چوتھی دیوانگی پانچویں حیض چھٹی نفاس اور سوای ان عذرات
المذکورة لا یجوز تاخیرها عن وقتها حتی ذکر فی الذخیرة ان امرأة اذا خرج راس ولدها وخافت وقت الصلوٰة تتوضأ
مذکورہ کی نماز میں وقت سے دیر کرنی جایز نہیں ہے یہانتک کہ ذخیرہ میں یہہ مذکور ہے کہ حاملہ عورت اگر جنتی ہوئے سر بچہ کا نکل چکا ہو اوسوقت نماز کا وقت گذرنے لگے
ان قدرت والا تیمم وتجعل راس ولدها فی قدر او حفرة وتصلی قاعدة برکوع وسجود فان لم تستطعهما تومی ایماء یعنی
تو وضو کرے اگر کر سکے نہیں تو تیمم کرے اور اوس بچہ کا سر ہنڈیا میں یا گڑھے میں رکھدے اور نماز بیٹھکر رکوع اور سجدہ سے ادا کرے اور اگر یہہ نہو سکے تو اشارہ سے مرادیہ ہے
انها تصلی بحسب طاقتها ولا تترک الصلوٰة لان الصلوٰة لا تسقط عنها ما لم تصر نفساء وذلک بخروج اکثر الولد والدم وکذا
کہ اوسوقت میں عورت اپنی قدرت کے موافق نماز ادا کرے اور نماز کو نہ چھوڑے اسواسطے کہ نماز اوسکے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی جبتک وہ صاحب نفاس نہیں ہوتی اور نفاس جب ہوتا ہے
من وقع فی البحر علی لوح وخاف خروج وقت الصلوٰة یدخل اعضاء الوضوء فی الماء بنیة الوضوء ثم یصلی بالایماء ولا یترک
جو دریا کے اندر تختہ پر بیٹھا رہ جاوے اور نماز کا وقت جانے لگے تو اعضاء وضو کو وضو کی نیت سے پانی میں داخل کرے پھر اشارہ سے نماز پڑھلے اور نماز کو ترک
الصلوٰة وکذا من شلت یداه ولم یکن معه احد یوضیه او یتیممه یمسح وجهه وذراعیه علی الحائط بنیة التیمم
نکرے اور ایسے ہی جسکے دونوں ہاتھ سن ہو جاویں اور اوسکے ساتھ کوئی ایسا نہو جو وضو یا تیمم کرا دے تو اپنا منہ اور ہاتھ کہنیوں تک تیمم کی نیت سے دیوار پر مل لے
ویصلی ولا یجوز له ترک الصلوٰة ولا تاخیرها عن وقتها فانظر ایها العاقل وتامل فی هذه المسائل التی بینها الفقهاء هل
اور نماز پڑھ لے اور اوسکو نماز کا ترک کرنا جایز نہیں اور نہ درنگ کرنا وقت سے جایز ہے اب دیکھ تو اے عاقل اور سوچ تو ان مسائل میں جو فقہا نے بیان کئے ہیں کیا
تجد فیها عذرا غیر العجز التام لتاخیر الصلوٰة عن وقتها فضلا عن ترکها والحاصل ان المکلف لا وسعة له فی ترک الصلوٰة
تجھکو تاخیر نماز کا بھی وقت سے سوا عجز تام کی کوئی عذر ملتا ہے چہ جای کہ ترک کرنا نماز کا حاصل یہہ ہے مکلف کو نماز ترک کرنے کی اور نہ وقت سے
ولا فی تاخیرها عن وقتها مع امکان ادائها فی وقتها بای وجه کان هذا بیان کونها فرضا موقتا واما کونها خمسا فلقوله تعالی
تاخیر کرنے کی باوجود طاقت ادا کی ہرگز گنجایش نہیں ہے کوئی ہی عذر ہو اگرچہ یہہ تو استدلال فرض موقت ہونے کا ہے اور پنجگانہ ہونا سو اس آیت سے ثابت ہے

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی وهذه الایة قاطعة الدلالة علی کون الصلوٰت المفروضات خمسا
خبردار رہو نمازون سی اور بیچ والی نماز سی اور یہہ آیت قطعی دلیل ہی اسکی کہ نماز مفروضہ پانچ ہین

لانه تعالی فرض جمعا من الصلوٰة التی معها وسطی واقل جمع صحیح معه وسطی هو الاربع لا الثلث فکان الامر
اسواسطی کہ اللہ تعالی نی نمازکا ایسا مجموعہ فرض کیا ہی جسکی ساتھہ نماز میانہ ہو اور کم سی کم جمع سالم جسکی ساتھہ درمیانہ ہو چار ہین تین نہین ہین سو امر

بمحافظة الصلوٰة التی معها وسطی امرا بالصلوٰت الخمس ضرورة وقد قال الله تعالی فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ
واسطی محافظت نمازون کی جسکی ساتھہ درمیانہ ہی ہو درحقیقت امر ہی پانچ نمازکا بالضرور اور بیشک اللہ تعالی فرماتاہی سو پاک اللہ کی یاد ہی جب شام کرو

وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ والمراد من الامر بالتسبیح فی هذه
اور جب صبح کرو اور اسیکی خوبی ہی آسمان اور زمین مین اور پچھلے وقت اور جب دوپہر ہو اور مراد تسبیح سی جو ان

الاوقات الامر بالصلوٰة فیها علی طریق ذکر الجزو وارادة الکل کانه قیل صلوا الله فی هذه الاوقات وروی عن
وقات مین حکم ہوا ہی ان اوقات کی نمازین ہین جیسی جزو کو ذکر کرکی کل مراد لیتی ہین گویا یہہ امر ہوا خدا کی نماز ان اوقات مین اداکرو اور ابن عباس رض

ابن عباس رض انه قیل له هل تجد ذکر الصلوٰت الخمس فی القرآن قال نعم وتلا هذه الایة فالمراد بقوله تعالی
سی روایت ہی کہ اونسی کسینی پوچھا تمکو معلوم ہی ذکر پانچون نمازکا قرآن مین جواب دیا ہان اور یہہ آیت پڑھی سو مراد آیت مین

حِيْنَ تُمْسُوْنَ صلوٰة المغرب والعشاء وبقوله حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ صلوٰة الفجر وبقوله عَشِيًّا صلوٰة العصر وبقوله
حین تمسون سی نماز مغرب اور عشا کی ہی اور حین تصبحون سی نماز فجر کی اور عشیا سی نماز عصر کی ہی اور

حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ صلوٰة الظهر واما السنة فقوله علیه السلام ان الله تعالی فرض علی کل مسلم ومسلمة فی کل یوم
حین تظہرون سی نماز ظہر کی ہی اور حدیث مین پنجگانہ ہونا نماز کا اس سی ثابت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالی نی ہر مسلم اور

ولیلة خمس صلوٰت وهذا الحدیث من جملة الاحادیث المشهورة التی تثبت بها الاحکام واما اجماع الامة فقد
پانچ نمازین فرض کین ہین اور یہہ حدیث احادیث مشہور مین سی ہی جس سی احکام فقہی ثابت ہوا کرتی ہین اور اجماع سی یون ثابت ہی کہ

اجتمع الامة من لدن رسول الله صلی الله علیه وسلم الی یومنا هذا علی فرضیة الصلوٰت الخمس فاذا ثبت
تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی آج کی دن تک پنجگانہ نماز کی فرضیت پر بلا خلاف متفق ہی جب فرضیت

فرضیتها بهذه الادلة القطعیة لا یجوز ترکها وقد وردت وعیدات شدیدة وتهدیدات غلیظة لتارکها من جملتها
نماز کی ان دلایل قطعیہ سی ثابت ہوچکی تو اب اوسکا ترک جایز نہین ہی اور بیشک وعید سخت اور دھمکیان غلیظ بی نمازکی حق مین آئی ہین ایک یہہ

ما روی انه علیه السلام قال من ترک الصلوٰة متعمدا فقد کفر جهارا وفی حدیث اخر انه علیه الصلوٰة والسلام قال
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جس شخص نی نماز قصدا ترک کی تو وہ ظاہر کافر ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لا تترکوا الصلوٰة متعمدا فمن ترکها فقد خرج من الملة وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال الصلوٰة عماد الدین فمن
قصدا نماز نہ چھوڑو سو جسنی نماز ترک کی تو وہ دین سی باہر ہوا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نماز دین کا ستون ہی جس نی

اقامها فقد اقام الدین ومن ترکها فقد هدم الدین فلورود امثال هذه الوعیدات اختلف العلماء فی کفر تارکها
نماز قایم رکھی تو دین کو قایم رکھا اور جس نی نماز کو ترک کیا تو دین کو گرادیا ایسی ایسی وعید جو وارد ہوئی ہین اسیلئی علماء مین اختلاف ہی قصدا بی نمازکی تکفیر

عمدا فذهب جماعة من الصحابة ومن بعدهم الی الکفر اما الصحابة فمنهم عمر وعبد الله بن مسعود وعبد الله
مین سو ایک جماعت صحابہ میں سی اور اونکی بعد کی لوگ کفر کی قایل ہوئی ہین صحابہ مین سی یہہ قایل ہین عمر اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ

بن عباس ومعاذ بن جبل وجابر بن عبد الله وابو الدرداء وابو هریرة وعبد الرحمن بن عوف واما غیر الصحابة فمنهم
بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوائی صحابہ کی انہین

احمد بن حنبل واسحق بن راهويه وعبد الله بن المبارك والنخعي والحكم بن عتيبة وايوب السختياني وابو داود
احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن المبارک اور نخعی اور حکم بن عتیبہ اور ابو ایوب سختیانی اور ابو داود

الطيالسي وابو بكر بن ابي شيبة وغيرهم وذهب آخرون الى انه لا يكفر وحملوا الاحاديث التي تدل على كفر تاركها
طیالسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور سوا انکے اور اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوتا اور ان احادیث کی جو بے نمازی کے کفر پر دلالت کرتی ہیں یہ تاویل

على تركها جاحدا او على الزجر والوعيد يعني ان المؤمن لا يتركها ومن ادلتهم على عدم كفره قوله عليه الصلوة والسلام
کرتے ہیں کہ بطور انکار کے ترک کرے یا زجر اور وعید پر حمل کرتے ہیں یعنی مؤمن شخص نماز نہیں ترک کرتا اور انکی دلیلوں میں سے ایک دلیل بے نمازی کے کافر نہونے پر یہ قول نبی علیہ السلام

خمس صلوات افترضهن الله تعالى من احسن وضوءهن وصلاهن لوقتهن واتم ركوعهن وسجودهن وخشوعهن
کا ہے پانچ نمازیں اللہ تعالی نے فرض کی ہیں جسنے خوب طرح وضو کیا اور وقت پر ادا کیں اور رکوع اور سجود پوری پوری کئے اور خوب انکسار کیا

كان له على الله عهد ان يغفر له ومن لم يفعل فليس له على الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه فقوله
تو اوسکا یہ ذمہ ہے اللہ پر کہ اوسکو بخشیگا اور جسنے یہ نکیا تو اوسکا اللہ پر کچھ ذمہ نہیں چاہے اوسکو بخشدے اور چاہے عذاب کرے سو اب یہ قول

عليه السلام ان شاء غفر له دليل على عدم كفره للاجماع على ان الكافر لا مغفرة له وقد قال الله تعالى اِنَّ اللّٰهَ لَا
حضرت کا اگر چاہے اوسکو بخشدے کافر نہونے کی دلیل ہے کیونکہ سب متفق ہیں کہ کافر کی مغفرت نہیں ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے البتہ اللہ نہیں

يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وايضا قد اختلف الفقهاء في حد تاركها عمدا بلا عذر فقال حماد
بخشتا کہ اوسکا شریک ٹھہرائے اور اوس سے نیچے بخشتا ہے جسکو چاہے اور یہ بھی ہے کہ فقہا نے اختلاف کیا ہے بے نمازی کی سزا میں جو عمدا بلا عذر ترک کرے سو حماد

بن زيد ومكحول والشافعي ومالك واحمد بن حنبل تاركها عمدا بلا عذر يقتل الا انه عند احمد يقتل كفرا وعند غيره
بن زید اور مکحول اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ بے نماز عمدا بلا عذر کو قتل کریں اتنا فرق ہے کہ احمد کے نزدیک کافر سمجھکر قتل کریں اور اوروں کے

هو لا يقتل حدا لا كفرا وحملوا الاحاديث الدالة على كفر تاركها على استحقاق جزاء الكفر وليس للكفر في الدنيا
نزدیک حد میں قتل کریں کفر کے سبب سے نہیں اور ان احادیث کو جو بے نمازی کے کفر پر دلالت کرتی ہیں حمل کیا ہے اس پر کہ وہ مستحق کفر کی سزا کا ہے اور کفر کا بدلا دنیا

جزاء غير القتل وعند ابي حنيفة لا يكفر ولا يقتل بل يحبس ابدا وقيل يضرب ضربا شديدا حتى يسيل منه الدم مبالغة
میں سوا قتل کے اور کچھ نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کافر نہیں ہوتا اور نہ اوسکو قتل کریں بلکہ دائم الحبس ہو جاوے اور کوئی کہتا ہے اوسکو اتنا ماریں کہ خون بہنے لگے تاکہ خوب

في الزجر وقيل يضرب ضربا حتى يصلي او يموت وقيل يعزر باخذ المال لو راى الحاكم فيه مصلحة لا طمعا اذ قيل في كيفية
سرزنش ہو اور کوئی کہتا ہے اتنا ماریں کہ نماز پڑھے یا مر جاوے اور کوئی کہتا ہے اوسکا مال لے لیں اگر حاکم کو اسمیں مصلحت معلوم ہو کچھ طمع کی راہ سے نہیں اسواسطے کہ کیفیت

به يحبسه حتى يتوب فاذا تاب رد عليه ماله واموال ابنائه وان ايس من توبته يصرفه الى ما يرى فعلى هذا
اسکی یہ بیان کرتے ہیں کہ اوسکا مال لیکر رکھیں یہاں تک کہ توبہ کرے اور جب توبہ کرے تو اوسکا مال پھیر دیتے ہیں اور اگر توبہ کی امید منقطع ہو تو جہاں مناسب سمجھے خرچ کرے

يجب على المؤمن ان يحافظ على اداء الصلوات الخمس ويصليها كما امر بالاحسان وضوئها ورعاية وقتها واتمام ركوعها
سب اس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہے کہ پانچوں نمازوں کی محافظت رکھے اور جیسا حکم فرمایا ہے اسی طرح وضو کرے اور وقتوں کی رعایت رکھے اور رکوع

وسجودها وخشوعها وان غفل عن شيء منها فيجتهد في سننه ونوافله ولا يتساهل فيها حتى يكمل بها فرضه
اور سجود پوری پوری کرے نہایت فروتنی سے اور اگر انمیں سے کسی رکن کی غفلت ہو جاوے تو چاہیے کہ اوسکی سنن اور نوافل میں خوب کوشش کرے سستی نکرے تاکہ اوسکے فرض کامل ہو جاویں

لما روي انه عليه السلام قال اول ما يحاسب به العبد يوم القيمة صلوته فان وجدت تامة كتبت تامة
اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا پہلے پہل کہ بندہ سے قیامت کے دن حساب لیا جائیگا تو نماز کا اور اگر وہ پوری نکلی تو پوری لکھی جاویگی

وان نقص منها شيء قال الله تعالى انظروا هل لعبدي من تطوع فان كان له تطوع يكمل له ما ضيع من فريضته
اور اگر اوسمیں کچھ نقصان نکلا تو اللہ فرماویگا دیکھو تو اس بندہ کی نفلیں بھی ہیں پھر اگر اوسکی نفلیں ہونگی تو اوسکے فرض میں جو نقصان تھا

من تطوعه يعني ان من صلى صلوته المفروضة ووقع فيها نقصان يكمل ذلك النقصان بالتطوع ان كان تطوعه ولكن من
نفلوں سے پورا ہو جائیگا مراد یہ ہے کہ جس نے فرض کی نماز پڑھی اور اوس میں کچھ نقصان ہو گیا تو وہ نقصان نفلوں سے عوض ہو کر نکل جاویگا اگر نفلیں ہونگی ہر حال تو یہ ہی جو
لا يحسن الفرض كيف يحسن النفل بل هو في النقصان اشد لخفة النفل عند الناس وعدم مبالاتهم له اذ كثيرا ما نشاهد كثيرا ممن يظن
شخص فرضوں کو درست نہیں کرتا وہ نفلوں کو کب درست کریگا بلکہ وہ زیادہ تر خراب ہونگی کیونکہ نفلیں لوگوں کی نظروں میں بہت خفیف ہوتی ہیں انکی کچھ پروا نہیں کرتے اور بیشک اکثر دیکھتے
به العلم انه في نفله بل في فرضه يترك تعديل الاركان وينقر نقر الديك فكيف العوام الذين هم كالهوام لا يعلمون الدين اصلا
ہیں جن کو علم کا گمان ہے کہ وہ نفلوں بلکہ فرضوں میں ارکان کی تعدیل نہیں کرتے اور مرغ کی سی ٹھونگیں مار دیتے ہیں اب عوام کا جو جانوروں کی مثال ہیں نہ دین کو جانتے ہیں نہ اسلام کو کیا ذکر
وان تعديل الاركان عند ابي يوسف والشافعي فرض يبطل الصلوة بتركه وعند ابي حنيفة ومحمد واجب وفي رواية الكرخي
بیشک تعدیل ارکان کی ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہے تعدیل ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور امام ابو حنیفہ اور محمد کی نزدیک واجب ہے اور امام کرخی کی
لا يبطل الصلوة بتركه بل ان ترك سهوا يلزم سجدة السهو وان ترك عمدا يلزم الاثم ويجب الاعادة كما هو الحكم في كل صلوة
روایت میں ہے کہ اوسکے ترک کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ اگر سہوا ترک کیا تو سجدہ سہو کا لازم آتا ہے اور اگر عمدا ترک کیا تو گنہگار ہوتا ہے اور اعادہ واجب ہے جیسا حکم تمام نمازوں
اديت مع الكراهة التحريمية وسنة في رواية الجرجاني فعلى هذه الرواية لا يلزم سجدة السهو بتركه سهوا ولا يجب الاعادة
کا ہے جو مکروہ تحریمی ہو جاتی ہیں اور تعدیل جرجانی کی روایت میں سنت ہے پس اس روایت کی موافق نہ سجدہ سہو کا لازم آتا ہے سہوا چھوٹنے سے اور نہ اعادہ لازم آتا ہے
بتركه عمدا بل يستحب مع استحقاق العتاب وحرمان الشفاعة فاذا كان كذلك فمن يصلي النوافل بغير تعديل الاركان
عمدا ترک سے بلکہ مستحب ہے لیکن سزاوار عتاب اور محرومی شفاعت کا ہے پس جب حال یہ ہے تو جو شخص نفلیں بدون تعدیل ارکان کی پڑھتا ہے
فعلى رواية الوجوب يكون عاصيا مستحقا العذاب بالنار ويجب عليه اعادتها وان لم يعدها يكون معصية اخرى مثل
تو اوس روایت وجوب اعادہ کی گنہگار مستحق عذاب دوزخ کا ہے اور اوسپر اعادہ واجب ہوتا ہے اور اگر اعادہ نکریگا تو یہ دوسرا گناہ ہوگا جیسا
الاولى ولو تنزلنا الى السنة يكون مستحقا للعتاب وحرمان الشفاعة فاذا كان الحال هذا فكيف يكمل امثال هذه
پہلا ہے اور اگر ہم مانا کہ تعدیل سنت ہے تو بھی مستحق عتاب اور محرومی شفاعت کا ہے پھر جب نفلوں کا یہ حال ہے تو ایسی نفلیں فرضوں کی نقصان کو کیا پورا
النوافل ما انتقص من الفرض هيهات هيهات بل لو لم يصل تلك النوافل لم يكن مستحقا للعذاب ولا للعتاب ولا محروما
کریگی ہای ہای بلکہ اگر ایسی نفلیں نہ پڑھتا تو نہ مستحق عذاب کا ہوتا نہ عتاب کا اور نہ شفاعت سے
عن الشفاعة وقد روي انه عليه الصلوة والسلام راى رجلا يصلي وهو لا يتم ركوعه وينقر في سجوده فقال لو مات هذا
محروم ہوتا اور روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے ایک شخص کو نماز پڑھتی ہوئی دیکھا کہ وہ رکوع پورا نکرتا تھا اور سجدہ میں ٹھونگیں مارتا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ
على حالته هذه مات على غير ملة محمد وتقول بعض الغافلين بكلمة الجواز الواقع في كتب الائمة ان ترك القومة والجلسة
اسی حالت میں مرجاتا تو برخلاف ملت محمدی کی مرتا اور بعضی غافل لوگ بھولے ہیں حرف جواز پر جو ائمہ کی کتابوں میں واقع ہوا ہے کہ ترک قومہ و جلسہ
والطمانينة فيهما لا يبطل الصلوة فاذكر لهم ما يريد الائمة من الجواز في العبادات بمعنى صحة وسقوط فرضية الاداء لا انه يحل بلا
اور ان دونوں میں طمانینت کو ترک کرے اور یہ نہیں خبر کہ ائمہ نے جواز سے کیا مراد لیا ہے یعنی عبادات میں جواز سے یہ مقصود ہے کہ فرضیت [illegible]
يجب به الاثم كيف وقد صرحوا بكراهة ترك القومة والجلسة والطمانينة فيهما وقال القرطبي في تذكرته نقلا عن شيخه
[illegible] نہیں ہوتا بلکہ [illegible] صاف کہہ دیا ہے کہ قومہ اور جلسہ اور اونکی بیچ کی طمانینت ترک کرنا مکروہ ہے اور قرطبی نے تذکرہ میں اپنے شیخ سے نقل کیا ہے
فلا اعتبار بقول من قال الواجب من اركان الصلوة اقل ما يطلق عليه الاسم لان من اقتصر على ذلك [illegible]
[illegible] ارکان نماز میں کم سے کم اتنا واجب ہے کہ اوسکو رکن کہہ سکیں فقط اسواسطے کہ جو نماز کا اتنے ہی پر اکتفا کریگا تو اوسکو [illegible]
[illegible] في الصلوة ويدخل في الذم المرتب على ذلك بقوله عليه السلام تلك صلوة المنافق يجلس يرقب الشمس حتى اذا كانت بين
[illegible] اور اوس گناہ میں جو اس فعل پر اس حدیث میں ثابت ہوا ہے داخل ہوگا یہہ نماز منافق کی ہے کہ بیٹھا ہوا آفتاب کا منتظر رہتا ہے [illegible]

قرني الشيطان قام فنقر فاذا كانت الصلوة بهذه الصفة يدخل صاحبها تحت قوله تعالى فخلف من بعدهم خلف
شیطان کی سینگون مین جاپہنچا اوٹہا پہر ٹہونگین ماری جب نماز کا یہہ حال ہی تو نمازی اس آیت کی مضمون مین داخل ہی پہر اونکی جگہہ ناخلف آئی جنہون نی
اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا فان جماعة من العلماء قالوا ليس المراد باضاعة الصلوة تركها
گنوائی نماز اور پیچہی پڑی مزون کی سو آگی ملیگی گمراہی بیشک بہت سی علما کا یہہ قول ہی کہ نماز ضایع کرنی سی یہہ مراد نہین ہی کہ نماز ترک کردی
بل هو ان لا يقيم حدودها بعدم رعاية وقتها وطهارتها وعدم اتمام ركوعها وسجودها ونحوها وقد روى عن ابن مسعود
بلکہ یہہ مراد ہی کہ نماز کی حدود کو قایم نرکہی یعنی نہ رعایت وقت اور طہارت کی کری اور نہ رکوع اور سجود وغیرہ کو پورا پورا کری اور ابن مسعود انصاری سی
الانصاري انه عليه السلام قال لا تجزئ صلوة لا يقيم الرجل فيها صلبه في الركوع والسجود والاخبار في هذا المعنى كثيرة
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا وہ نماز کافی نہین ہی جسمین نمازی رکوع اور سجود مین کمر سیدہی نہ کری اور اس باب مین ایسی بہت حدیثین آئی ہین
وهو تبيين المراد من قوله تعالى واضاعوا الصلوة فان من لم يحافظ على اوقات الصلوة وطهارتها وركوعها وسجودها
کروہ اس آیت سی واضاعوا الصلوة معنی مراد کی تفسیر کرتی ہین کیونکہ جو شخص نماز کی اوقات اور وضو اور رکوع اور سجود کی محافظت نہین
لا يحافظ عليها ومن لم يحافظ فقد ضيعها فهو لما سواها اضيع وقد روى انه عليه السلام قال اذا احسن الرجل الصلوة
کرتا تو وہ نماز کی محافظت نہین کرتا اور جسنی حدود کی محافظت کی تو بیشک نماز کو ضایع کیا سو وہ اور کو زیادہ ترکہونی والا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
فاتم ركوعها وسجودها قالت الصلوة حفظك الله كما حفظتني فترفع واذا اساء الصلوة فلم يتم ركوعها وسجودها
اوسکا رکوع اور سجود پورا کرتا ہی تو نماز یہہ دعا دیتی ہی خدا تیری حفاظت کری جیسی تو نی میری حفاظت کی پہر نماز مقبول ہوتی ہی اور اگر نماز برکا طرح پڑہی کہ رکوع اور سجود پورا نہ کیا
قالت الصلوة ضيعك الله كما ضيعتني فتلف كما يلف الثوب الخلق فيضرب بها وجهه وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام
تو نماز کوستی ہی اللہ تجہکو ضایع کری جیسا تو نی مجہکو ضایع کیا پہر اوس نماز کو پرانی کپڑی کی طرح لپیٹ کر اوسکی منہہ پر مارتی ہین اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال ان الرجل ليصلي ستين سنة ولا يقبل له صلوة لعله يتم الركوع ولا يتم السجود او يتم السجود ولا يتم الركوع فمن اراد
کہ بعضا آدمی ساٹہہ برس تک نماز پڑہی جاتا ہی اور اوسکی نماز ایک بہی مقبول نہین ہوتی اسلئی کہ کبہی رکوع پورا کرتا ہی تو سجدہ پورا نہین کرتا یا سجدہ پورا کرتا ہی تو رکوع پورا نہین کرتا
ان يعرف صلوته مقبولة ام لا فلينظر الى قوله تعالى ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر فانه ان كان يصلي الصلوات
معلوم کیا چاہی کہ اوسکی نمازین مقبول ہین یا نہین تو اس آیت مین غور کری بیشک نماز روکتی ہی بحیائی سی اور بری باتسی کیونکہ یہہ شخص اگرچہ پنجگانہ نماز پڑہتا ہی
الخمس ولم يكن بعد ذلك حسن حال مع ربه بل يقع منه بعض من الفواحش والمنكرات فليعلم ان صلوته غير
اور پہر بہی اوسکا حال رب کی ساتہہ درست نہین ہی بلکہ اوس سی کچہہ کچہہ فحش اور منکرات عمل مین آتی ہین تو جاننا چاہی کہ اوسکی نمازین
مقبولة بل هي وبال عليه ومبعدة من الله تعالى كما قال ابن مسعود وابن عباس من لم تامره صلوته بالمعروف ولم تنهه
مقبول نہین ہین بلکہ وہ نمازین اوسپر وبال ہین اور خدا سی دور کرتی ہین چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتی ہین کہ جسکو نماز امر بالمعروف پر شوق نہ دی اور منکرات سی
عن المنكر لم يزدد بصلوته من الله الا بعدا وقال الحسن وقتادة من لم تنهه صلوته عن الفحشاء والمنكر فصلوته وبال
منع نکری وہ نماز اللہ سی سوا دوری کی کچہہ نہ بڑہا دی گی اور حسن اور قتادہ کہتی ہین جسکو نماز فحش اور منکر سی منع نکری تو وہ نماز اوسپر وبال ہی
عليه فان من يصلي الصلوات برعاية شرائطها واركانها وواجباتها وسننها وادابها يعصمه الله تعالى عن الفحشاء والمنكر
بیشک جو شخص تمام نمازین شرایط اور ارکان اور واجبات اور سنن اور اداب کی رعایت کر کی پڑہی گا تو اللہ اوسکو فحش اور منکرات سی محفوظ رکہیگا
كما روى عن انس انه قال كان فتى من الانصار يصلي الصلوات الخمس مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم لم يدع شيئا
چنانچہ انس سی روایت ہی کہ ایک جوان انصاری پنجگانہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ ادا کرتا تہا پہر بہی جو فحش ہوتا تہا
من الفواحش الا ركبه فوصف ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عليه السلام ان صلوته تنهاه يوما فلم يلبث
سو کر چہتا تہا پہر کسینی یہہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کیا آپنی فرمایا بیشک اوسکی نماز کسی دن اوسکو روک دیگی پہر کچہہ دیر نلگی

گی

حتى تاب وحسن حاله اللهم حول حالنا الى حسن المآل المجلس الثاني والخمسون في بيان فرضية

کہ اوسنی توبہ کی اور اوسکا حال سنور گیا الٰہی ہمارا حال نیک انجام کا بدل دی مجلس ۵۲ دوں میں بیان فرضیت نماز

الصلوة المفروضة واركانها تفصيلا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من امرء مسلم يحضره

مفروضہ کا اور اوسکی ارکان کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہیں کوئی شخص مسلمان جو آوی اوسکو ہر وقت

صلوة مكتوبة فيحسن وضوءها وخشوعها وركوعها الا كانت كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم يأت

نماز مفروضہ کا پہر وہ اوسکی وضو اور خشوع اور رکوع کو خوب پورا کری مگر وہ پہلی گناہوں کا بدلہ ہوجاویگی جب تک

كبيرة وذلك الدهر كله هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عثمان بن عفان وقد بين فيه ان من يصلي الصلوة

کبیرہ گناہ نکیا ہوگا اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عثمان بن عفان کی روایت سی اس حدیث میں یہہ بیان کیا کہ جو شخص

المفروضة عند دخول وقتها باحسان وضوءها وخشوعها وركوعها وسائر اركانها تكون كفارة لذنوبه

فرض نمازیں اول وقت پر اچھی طرح وضو کر کی اور اوسکا خشوع اور رکوع اور تمام ارکان پوری پوری کر کی ادا کریگا تو وہ نماز گذشتہ گناہوں کا

الماضية ما لم يعمل بكبيرة وذلك التكفير يكون في جميع الزمان وانما اكتفى بذكر الركوع دون سائر الاركان لان

کفارہ ہوجاویگی جبتک کبیرہ گناہ نکیا ہو اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو تمام زمانہ میں ہوتا رہیگا اور اکتفا صرف رکوع کی ذکر پر بدون ذکر تمام اور ارکان کی اسلئی ہی

الشارع اذا امر باحسان ركن واحد من اركان الصلوة يفهم منه احسان سائر اركانها فانها وان وقعت

کہ شارع نی واسطی درستی کسی ایک رکن کی نماز کی تمام ارکان میں سی امر کیا تو اوس سی تمام ارکان کی درستی سمجھی جاتی ہی کیونکہ تمام ارکان اگرچہ قرآن میں

في كتاب الله تعالى متفرقة حيث تثبت فرضية تكبيرة الافتتاح بقوله تعالى في سورة المدثر وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

متفرق جگہہ مذکور ہیں اسواسطی کہ فرضیت تکبیر تحریمہ کی سورہ مدثر کی اس آیت سی ثابت ہی اور اپنی رب کی بڑائی بول

وفرضية القيام بقوله تعالى في سورة البقرة وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ وفرضية القراءة بقوله تعالى في سورة المزمل فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ

اور فرضیت قیام کی سورہ بقرہ میں اس آیت سی ہی اور کہڑی رہو اللہ کی آگی ادب سی اور فرضیت قرات کی سورہ مزمل میں اس آیت سی سو پڑہو جتنا

مِنَ الْقُرْآنِ وفرضية الركوع والسجود بقوله تعالى في سورة الحج يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا لكن علم الترتيب

آسان ہو قرآن سی اور فرضیت رکوع اور سجدہ کی سورہ حج میں اس آیت سی ای ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو پر ترتیب ارکان کی

بتعليم النبي عليه الصلوة والسلام تارة بفعله وتارة بقوله على ما بينه العلماء في كتبهم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان

نبی علیہ السلام کی تعلیم سی معلوم ہوئی کبہی فعل سی اور کبہی ارشاد کرنی سی چنانچہ اسکو علما نی اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہی اب اس بیان کی موافق مؤمن کو

يداوم عليها في اوقاتها باتمام جميع فرائضها وهو ست الاولى تكبيرة الافتتاح ولا دخول في الصلوة الا بها وهي ان

چاہئی کہ نماز کو ہمیشہ وقت پر تمام فرائض پوری کر کر ادا کرتا رہی اور فرائض چھہ ہیں اول تکبیر تحریمہ جسکو تکبیر افتتاح بہی کہتی ہیں اور بدون اسکی نماز شروع نہیں ہوتی اور وہ

يقول من يريد الدخول في الصلوة الله اكبر بلا ادخال مد في همزة الله وهمزة اكبر وبائه اذ لو حصل المد في

اس طور پر ہی کہ جو شخص نماز شروع کری تو کہی اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ پر اور با پر مد نکری اسواسطی کہ اگر دونو ہمزہ میں سی

احدى الهمزتين لا يصير داخلا في الصلوة بل تفسد لو وقع في اثنائها ولو تعمده يكفر لانه يصير استفهاما مقتضيا

کسی پر مد واقع ہوگا تو نماز میں داخل نہوگا بلکہ نماز فاسد ہوجاویگی اگر مد نماز میں بیچ کی تکبیروں میں آجاویگا اور اگر قصداً مد کہینچیگا تو کافر ہوگا اسواسطی کہ استفہام

الشك في كبرياء الله وقال محمد بن مقاتل ان كان لا يميز بين المد وعدمه يكون داخلا في الصلوة ولا تفسد لو وقع

شک کا ہوتا ہی اللہ کی بڑائی میں اور محمد بن مقاتل کہتا ہی اگر وہ شخص مد اور بی مد میں کچہہ تمیز نہیں کرتا تو نماز میں داخل ہوجاتا ہی اور نماز بہی فاسد نہیں ہوتی اگر مد

في اثنائها والاستفهام يحتمل ان يكون للتقرير والاول اصح لان مثل هذا الجهل لا يصلح ان يكون عذرا والتقرير المستفاد

نماز میں بیچ کی تکبیروں میں آجاوی اور استفہام میں یہہ احتمال ہی کہ واسطی تقریر کی ہو اور روایت اول صحیح تر ہی اسلئی کہ ایسی جہالت قابل عذر کی نہیں ہی اور استفہام جو تقریر کی

من الاستفهام معناه حمل المخاطب على الاقرار بما يعرف والانسان لا يصلح ان يحمل نفسه على الاقرار بان الله تعالى
تو اس سے یہہ مراد ہے کہ مخاطب کو اپنی معلومات کا مقرر کردے • اور انسان اس کام کا نہیں ہے کہ اپنے آپ کو اس اقرار پر برانگیختہ کرے کہ اللہ

اکبر ولو وقع المد في باء اکبر بان یقول اکبار بزیادة الالف الممال بین الباء والراء لا یصیر داخلا في الصلوة وتفسد
بڑا ہے اور اگر مد اکبر کی با پر واقع ہو یعنی لفظ اکبار بار اور را کی بیچ میں الف بڑھا کر کہے تو نماز میں داخل نہیں ہوتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے

لو وقع في اثنائها اذ قيل انه اسم من اسماء الشيطان وقيل لانه جمع كبر بفتحتين وهو الطبل وقيل يصير داخلا في
اگر مد نماز میں بیچ تکبیروں کی آجاوے اسواسطے کہ کہتے ہیں کہ یہہ نام شیطان کی ناموں میں سے ہے اور کوئی کہتا ہے اسلئے کہ اکبار جمع کبر کی ہے دو زبر سے طبل کو کہتے ہیں اور بعضی کہتے ہیں

الصلوة ولا تفسد لو وقع في اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان الاشباع انما يكون في الاخر لا الوسط ومحل التكبير
نماز میں داخل ہو جاتا ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ نماز کی بیچ آجاوے اسواسطے کہ یہہ اشباع ہے اور روایت اول صحیح تر ہے اسواسطے کہ اشباع آخر میں ہوتا ہے بیچمیں نہیں ہوتا اور موقع تکبیر کا

القيام المحض حتى لو ادرك الامام في الركوع وكبر حال الانحطاط لا يصير داخلا في الصلوة لان شرط الدخول فيها وقوع
صرف قیام ہی یہانتک کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور جھکتی ہوئی تکبیر کہتا ہوا رکوع میں شامل ہوگیا تو نماز میں داخل نہیں ہوتا اسواسطے کہ نماز میں داخل ہونی کی شرط یہہ ہے

التكبير في محض القيام ولو قال في القيام الله وفي الركوع اكبر لا يصير داخلا فيها ايضا والثانية من فرائض الصلوة القيام
کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر قیام میں اللہ کہا اور رکوع میں اکبر تو بھی نماز میں داخل نہیں ہوتا اور دوسرا فرض نماز کا قیام ہے

وهو ركن في الفرض والواجب دون النفل ومطلق عن التقدير نظرا الى الدليل وهو قوله تعالى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ حتى لو كبر
اور قیام فرض اور واجب میں رکن ہے نفل میں نہیں اور اسکی مقدار باعتبار دلیل کی کچھہ معین نہیں ہے دلیل یہہ ہے اور کھڑے رہو اللہ کی آگے ادب سے یہانتک کہ اگر تکبیر کھڑے

قائما ولم يقف يصير موديا فرضي التكبير والقيام جميعا ولا يلزمه التوقف بعده قائما لان قدر ما وجد من القيام يكفيه
ہوئے کہی اور پھر توقف نکیا تو فرض تکبیر اور قیام دونو ادا کر چکا اوسپر بعد اسکی توقف کرنا قیام میں کچھہ ضرور نہیں ہے اسلئے کہ جسقدر اس سے قیام عمل میں آیا سو کافی ہے

ويظهر نفعه في الامي والاخرس ومدرك الامام في الركوع الا ان المتعارف في حق القاري تقديره في الاوليين بالقراءة
اور اسکا فائدہ ناخواندہ اور گنگ میں اور جو شخص کہ امام کو رکوع میں پاوے ظاہر ہوتا ہے اتنا ہے کہ قاری کی حق میں مقدار قیام کی پہلی دو رکعت میں برابر قرارت کی ٹھہری ہے اور

وفي الاخريين قول المتقدمين ان شاء قرأ وان شاء سبح وان شاء سكت يشير الى عدم التقدير فيهما
پچھلی دو رکعت میں متقدمین کا جو یہہ قول ہے چاہے کچھہ قرآن پڑھے چاہے سبحان اللہ کہے اور چاہے چپکا رہے اشارہ ہے کہ ان دونوں میں بھی اندازہ قیام کا

ايضا لكن ذكر في القنية انه مقدر بمقدار ثلث تسبيحات سواء سبح او سكت هذا كله عند القدرة على القيام فان
مقرر نہیں ہے لیکن قنیہ میں یوں مذکور ہے کہ قیام کم سے کم برابر تین تسبیحات کی ہے برابر ہے کہ تسبیح کہے یا چپ رہے یہہ تمام جب ہے کہ قیام پر قادر ہو کیونکہ

المريض اذا قدر على القيام لو صلى قاعدا لا يجوز ولو قدر على بعض قيامه دون كله يلزمه ذلك حتى لو قدر على التكبير
بیمار اگر باوجود طاقت قیام کی بیٹھ کر نماز پڑھ لے تو جائز نہیں ہے اور اگر کچھہ تھوڑا کھڑے ہونے کی طاقت ہے پوری قیام کی نہو تو اتنا ہی اوسپر لازم ہے یہانتک کہ اگر کھڑے

يكبر قائما ثم يقعد واما المريض الذي عجز عن القيام حقيقة بحيث لو قام لسقط او خاف زيادة مرضه او بطوء برئه
رہکر تکبیر کہنی کی طاقت ہو تو تکبیر کھڑا ہو کر کہے پھر بیٹھ جاوے اور وہ بیمار جو حقیقت میں قیام سے عاجز ہو ایسا کہ اگر کھڑا ہووے تو گر پڑے یا خوف مرض کی بڑھنے کا یا دیر تک رہنے کا

او كان يجد الما شديدا فان استطاع القعود يقعد كما يقعد في التشهد وهو قول زفر وعليه الفتوى بانه المعهود في
یا سخت تکلیف ہوتی ہو پھر اگر بیٹھنے کی طاقت ہو تو بیٹھ جاوے جیسے تشہد میں بیٹھتے ہیں یہہ ہی قول زفر کا ہے اور اسی پر فتوی ہے کہ نماز میں یہہ طور ٹھہرا ہوا ہے

الصلوة وفي رواية محمد عن ابي حنيفة يقعد كما يشاء من التربع وغيره وقيل يقعد فيما عدا التشهد كما يشاء وفي التشهد
اور امام محمد کی روایت میں ابو حنیفہ سے یہہ ہے کہ بیٹھ جاوے جیسے چاہے مربع وغیرہ سے اور بعضی کہتے ہیں کہ سوا تشہد کی تو جسطرح چاہے بیٹھا رہے اور تشہد میں

كسائر الصلوات والظاهر هو الاول عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة يقعد بحسب قدرته ويصلي قاعدا
موافق تمام نمازوں کی بیٹھے اور طاقت ہوتی ہوئی ظاہر اول روایت ہے اور جب طاقت نہو تو پھر جیسے بن آوے اور نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوا

برکوع وسجود لان الطاعۃ بحسب الطاقۃ لقولہ تعالی لا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا وان لم یستطع الرکوع والسجود
رکوع کری اور سجدہ کری اسوسطی کہ طاعت طاقت کی موافق ہی اس دلیل سی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخصکو مگر جو اوسکی گنجایش ہی اور اگر رکوع اور سجدہ کی طاقت نہین
یومی براسہ قاعدا ویجعل سجودہ اخفض من رکوعہ لیتحقق الفرق بینہما ولا یرفع الیہ شئ لیسجد علیہ اذ لو رفع الیہ
تو بیٹہا ہوا سر سی اشارہ کری اور سجدہ کو رکوع کی بہ نسبت زیادہ لپست کری تاکہ دونوں مین فرق ہوجاوی اور یہہ نہیں چاہئی کہ کوئی چیز اونچی کردین تاکہ اوسپر سجدہ کری اسوسطی کہ اگر
فسجد علیہ ان کان خفض راسہ یصح ویکون صلاتہ بالایماء والا فلا وان لم یستطع القعود یستلقی علی ظہرہ و
اور اوسپر سجدہ کیا پہر اگر اوسنی سر کو نیچا کیا ہی تو درست ہی اوسکی نماز اشارہ سی ہوگئی اور نہیں تو نہیں ہوئی اور اگر طاقت بیٹھنی کی نہین تو چت لٹ جاوی اور
یجعل رجلیہ نحو القبلۃ ویومی براسہ للرکوع والسجود لکن ینبغی ان یوضع تحت راسہ وسادۃ لیمکنہ الایماء بالراس
اوسکی پاؤں قبلہ کی طرف کردین اور وہ رکوع اور سجود کی لئی سر سی اشارہ کری پر یہہ چاہئی کہ اوسکی سر تلی تکیہ رکہدین تاکہ اوس سی سر کا اشارہ ہو سکی
لان حقیقۃ الاستلقاء یمنع الایماء للصحیح فکیف للمریض وان لم یستطع الایماء بالراس لا یومی بعینہ ولا بحاجبیہ
اسلئی کہ حقیقت مین چت پڑی ہوئی اچھی بہلی سی بہی اشارہ نہیں ہوسکتا پہر بیمار سی تو کہاں اور اگر سر سی اشارہ کرنی کی بہی طاقت نہیں تو آنکہہ کا اشارہ یا ابرو کا
ولا بقلبہ بل ان کان یعقل الصلوٰۃ فی تلک الحالۃ توخر عنہ الی زمان القدرۃ ولا تسقط ہو الصحیح علی ما ذکر فی الہدایۃ لانہ
یا دل کا اشارہ نکری بلکہ اگر نماز کی سمجہہ باقی ہی اوس حالت میں تو قدرت کی وقت تک ملتوی رکہی جاوی گی اور ذمہ سی ساقط نہیں ہی موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی صحیح ہی
یفہم مضمون الخطاب وان کان لا یعقلہا اکثر من یوم ولیلۃ تسقط ان لم یفق فی المدۃ وان افاق وکان للافاقۃ وقت
کہ مضمون حکم کا سمجہتا ہی اور اگر ایک رات دن سی زیادہ غفلت میں رہا تو نماز ساقط ہوجاتی ہی اگر اس مدت کی اندر افاقہ نہوا اور اگر افاقہ ہوا اور کسی ایک وقت
معلوم مثل ان یفیق عند الصبح قلیلا ثم یعود الاغماء فہو افاقۃ معتبرۃ فی بطلان حکم ما قبلہا من الاغماء وان لم یکن
معین پر جیسی مثلا صبح کی وقت کچہہ افاقہ ہوکر پہر بیہوش ہوجاتا ہی تو اتنا افاقہ ہی واسطی باطل کرنی حکم پہلی بیہوشی کی معتبر ہی اور اگر افاقہ کسی وقت معین پر
للافاقۃ وقت معلوم بل یفیق بغتۃ ثم یعود الاغماء فلا اعتبار لہذہ الافاقۃ ومن کان فی السفینۃ الجاریۃ اذا
نہیں ہوتا بلکہ ناگاہ کبہی افاقہ ہوکر پہر بیہوش ہوجاتا ہی تو ایسی افاقہ کا اعتبار نہیں ہی اور جو شخص چلتی کشتی مین ہو اگر
صلی الفرض قاعدا برکوع وسجود مع القدرۃ علی القیام لا یجوز عندہما لان القیام رکن فلا یسقط الا بعذر محقق وعند
فرض نماز بیٹھ کر رکوع اور سجود کی ساتہہ باوجود طاقت قیام کی پڑہلی تو صاحبین کی نزدیک جایز نہیں ہی اسلئی کہ قیام نماز کا رکن ہی سو یہہ بدون عذر واقعی کی ساقط
ابی حنیفۃ یجوز لان دوران الراس فیہا غالب والغالب کالمحقق لکن الافضل القیام واما فی المربوطۃ فی الشط فلا یجوز
اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ اسمین دوران سر اکثر ہوتا ہی اور اکثری بات بہی مانند ثابت کی ہی لیکن افضل قیام ہی ہی اور جو کشتی کنارہ پر بندہی ہوئی ہو سو اوسمین
بالاجماع والثالثۃ من فرائض الصلوٰۃ القراءۃ وہی فرض فی جمیع رکعات النفل والوتر والفرض من ذوات الرکعتین ولیست
بالاجماع جایز نہیں اور تیسرا فرض نماز کی فرایض میں سی قرارت ہی اور قرارت تمام رکعات نفل اور وتر میں اور فرض دوگانہ میں فرض ہی اور ان
بفرض فی جمیع رکعات الفرض من ذوات الاربع والثلث بل فی الرکعتین من غیر تعیین وانما عینت فی الاولیین لقولہ علیہ الصلوٰۃ
فرضوں کی تمام رکعات میں فرض نہیں ہی جو چار رکعت یا تین رکعت کی ہیں بلکہ دو دو رکعت میں بلا تعیین فرض ہی اور پہلی دو رکعت میں اسلئی معین ہوگئی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام القراءۃ فی الاولیین قراءۃ فی الاخریین وادنی ما یجزی منہا عند ابی حنیفۃ آیۃ وان کانت من الفاتحۃ او کانت
والسلام نی فرمایا پہلی دو رکعت میں قرارت بعینہ پچہلی دو رکعت میں ہی اور کم سی کم قرارت جو کافی ہی تو ابو حنیفہ کی نزدیک ایک آیت ہی اگرچہ سورہ فاتحہ کی ہو یا
قصیرۃ مرکبۃ من کلمتین کقولہ تعالی ثُمَّ نَظَرَ او من کلمات کقولہ تعالی فَقُتِلَ کَیْفَ قَدَّرَ والمکتفی بما مسئ لان قراءۃ
چہوٹی دو کلموں سی مرکب ہو جیسی یہہ آیت ثم نظر یا کئی کلمات سی جیسی یہہ آیت فقتل کیف قدر لیکن اسیقدر ہو اکتفا کرنا اچہا نہیں ہی اسلئی کہ
الفاتحۃ وضم سورۃ او ثلث آیات الیہا واجب وفی الاکتفاء بہا ترک الواجب واما لو کانت کلمۃ واحدۃ کمدہامتان او حرفا
الحمد کا پڑہنا اور کسی اور سورۃ کا یا تین آیت کا اوسکی ساتہہ ملانا واجب ہی اور اوسپر اکتفا کرنی میں ترک واجب ہوتا ہی اور جو آیت ایک کلمہ کی ہی جیسی مدہامتان یا ایک حرف کی

كص ورق ون فقد اختلف فيه والاصح انه لا يجوز عنده ولو قرأ نصف اية طويلة كاية الكرسي واية المداينة
جیسی ص اور ق اور ن سو اسمین اختلاف ہی اصح یہہ ہی کہ ابو حنیفہ کی نزدیک جائز نہین اور اگر بڑی آیت مین سی جیسی آیت الکرسی اور آیۃ مداینہ
في ركعة ونصفها في ركعة اخرى اختلفوا فيه قال بعضهم لا تجوز لانه لم يقرأ اية تامة في كل ركعة وقال عامتهم
آدہی ایک رکعت مین پڑہی اور آدہی دوسری رکعت مین تو اسمین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین جائز نہین اسواسطی کہ اسنی ہر رکعت مین پوری آیت نہین پڑہی اور عام فقہاء
تجوز لان بعض هذه الايات يزيد على ثلث ايات قصار او تعدلها فلا تكون ادنى من اية وعندهما ادنى ما يجزي
کہتی ہین جائز ہی اسواسطی کہ ان آیتون کا ٹکڑا چہوٹی چہوٹی تین آیت سی بڑہتی ہی یا برابر ہی بہرصورت ایک سی کم نہین ہی اور صاحبین کی نزدیک کم سی کم قرات جو کافی ہو
منها ثلث ايات قصار او اية طويلة تقوم مقامها لان القران معجز وادنى ما يقع به الاعجاز سورة لقوله تعالى
تین آیتین چہوٹی یا ایک آیت بڑی جو اونکی برابر ہو اسواسطی کہ قرآن معجز ہی اور کم سی کم جسمین اعجاز واقع ہو وہ سورۃ ہی واسطی قول اللہ تعالی کی
فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ واقل السورة سورة الكوثر وهي ثلث ايات ومن كان اميا ولم يطاوعه لسانه على تعلم
لاؤ کوئی سورۃ ایسی اور سورتون مین سب سی چہوٹی سورۃ کوثر ہی سو اسکی تین آیتین ہین اور جو شخص امی ہو کہ اوسکی زبان قرآن سیکہنی میں قابو مین نہو
القران ان كان يجتهد اناء الليل واطراف النهار تجوز صلوته وفي اوان ترك الاجتهاد لا تجوز صلوته فعلى هذا
اگر وہ رات دن قرآن پر محنت کرتا ہی تو اوسکی نماز جایز ہی اور جو وہ محنت چہوڑ دیگا نماز جایز نہوگی اس روایت کی موافق
كل من كان في دار الاسلام وترك التعلم وبقي اميا واعتاد ان يصلي صلوة امي لا تجوز صلوته لان الامي انما تجوز
جو شخص دار الاسلام مین ہو کر قرآن نہ سیکہی اور امی رہجاوی اور امیون کیسی نماز کی عادت کر لی تو اوسکی نماز جایز نہین ہی اسواسطی کہ امی کی نماز جب ہی جایز ہی
صلوته اذا بلغ او زال جنونه او اسلم وهجم الوقت ولم يتمكن من التعلم واما اذا تمكن من التعلم ولم يتقيد به
کہ جب وہ بالغ ہو یا جنون سی ہوش مین آوی یا مسلمان ہو اور ترت وقت نماز کا آجاوی اور فرصت قرآن سیکہنی کی نہ ملی اور جس صورت مین سیکہنی کی فرصت ہو اور محنت مین نہ لگی
فلا تجوز صلوته والرابع من فرائض الصلوة الركوع وهو طأطأة الراس مع انحناء الظهر فمن طأطأ راسه مع
تو اوسکی نماز جایز نہین اور چوتہا فرض نماز کی فرضون مین سی رکوع ہی اور وہ سر جہکانا کمر ٹیڑہی کر کر پہر جسنی سر کو جہکایا
انحناء الظهر قليلا ان كان الى الركوع اقرب تجوز وان كان الى القيام اقرب بان يوجد طأطأة راسه مع
اور کچہہ تہوڑی کمر ٹیڑہی کی اور وہ رکوع کی طرف قریب ہی تو جایز ہی اور اگر قیام سی قریب ہی اسطور کہ سر نیچا کیا کچہہ مونڈہون کی میلان سی
الميلان في منكبيه ولا يوجد انحناء ظهره لا تجوز لانه يعد قائما لا راكعا ومن كان احدب وبلغت حدبته
پر کمر کبہڑی نہین ہوئی تو جایز نہین ہی اسلئی کہ اسکو قایم کہتی ہین رکوع نہین کہانا اور جو شخص کبڑا ہو وی اور اوسکا کوب رکوع کی
حد الركوع يخفض راسه في الركوع تحقيقا للانتقال من القيام الى الركوع والخامسة من فرائض الصلوة
نوبت کو جا پہنچی تو وہ رکوع مین سر کو جہکادی تاکہ قیام سی رکوع کی طرف انتقال پایا جاوی پانچوان نماز کی فرایض مین سی
السجدة وهي وضع الجبهة على الارض او ما يتصل بها والكمال فيها وضع الجبهة والانف واليدين والركبتين
سجدہ ہی اور وہ رکہنا پیشانی کا زمین پر یا جو زمین کی قایم مقام ہو اور کامل سجدہ مین رکہنا پیشانی کا اور ناک کا اور دونو ہتہون کا اور دونو گہٹنون کا
واطراف القدمين لقوله عليه السلام امرت ان اسجد على سبعة عظام على الجبهة واليدين والركبتين واطراف
اور دونو پانو کی انگلیون کا واسطی قول علیہ السلام کی مجہکو حکم ہی کہ سات ہڈیون پر سجدہ کرون پیشانی پر اور دونو ہتہون پر اور دونو گہٹنون پر اور دونو
القدمين والانف داخل في الجبهة لكون عظمها واحدا ولو وضع جبهته دون انفه يجوز لكن يكره ان كان من
پانو کی انگلیون پر اور ناک پیشانی مین آگئی اسلئی کہ ہڈی دونو کی ایک ہی اور اگر پیشانی تو رکہدی اور ناک نہ رکہی تو جایز ہی پر مکروہ اگر بیعذر ہی
غير عذر وكذلك لو وضع انفه دون جبهته يجوز عند ابي حنيفة لكن يكره ان كان من غير عذر وعندهما
اور ایسی ہی اگر ناک رکہدی اور پیشانی نہ رکہی تو ابو حنیفہ کی نزدیک جایز ہی پر مکروہ اگر بی عذر ہی اور صاحبین کی نزدیک

لا يجوز الا ان يكون في جبهته عذر يمنع السجود بها ووضع اليدين والركبتين ليس بفرض بل هو سنة ووضع
جایز نہین مگر اوس صورت مین کہ اوسکی پیشانی مین ایسا عذر ہو کہ سجدہ نکر سکی اور دونو ہاتہ اور دونو گہٹنون کا رکہنا فرض نہین ہی بلکہ سنت ہی اور رکہنا دونو
القدمين فقد ذكر القدوري والكرخي والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدميه او احدهما على الارض بل
قدم کا رکہنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتی ہین کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ کیا اور دونو پانو یا ایک پانو زمین پر نہ رکہا بلکہ
رفعهما عن الارض لا يجوز سجوده ولو وضع احدهما يجوز ولكن يكره وذكر التمرتاشي ان وضع اليدين والقدمين
دونو زمین سی اوٹہالئی تو اوسکا سجدہ جایز نہین ہی اور اگر ایک پانو ہی لگا دیا تو جایز ہی پر مکروہ اور تمرتاشی کہتا ہی کہ رکہنا دونو ہاتہون اور دونو پانو کا
سواء في عدم الفرضية وقال اكمل الدين في شرح الهداية انه الحق وذكر في شرح المنية انه بعيد عن الحق والمراد بوضع
عدم فرضیت مین برابر ہی اور اکمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی کہ حق یہہ ہی ہی اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی اور مراد دونو پانو کی
القدمين على ما ذكر في الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجيهها نحو القبلة ليكون الاعتماد عليها
رکہنی سی موافق اوس بیان کی جو خلاصہ مین ہی دونو پانو کی اونگلیون کا رکہنا ہی اور اونگلیون کی لگانی سی اونکا قبلہ کی طرف متوجہ کرنا مراد ہی تاکہ اونہی پر زور پڑی
حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه اصابعهما او اصابع احدهما نحو القبلة لا يصح سجوده وهذا مما يجب حفظه
یہان تک کہ اگر دونو پانو کی پشت رکہدی اور دونو پانو کی یا ایک پانو کی بہی اونگلیان قبلہ کی طرف متوجہ نکریگا تو سجدہ درست نہین ہی اور اسکا لحاظ واجب ہی
واكثر الناس عنه غافلون ولو كان موضع السجود ارفع من موضع القدمين مقدار نصف ذراع يجوز وان كان اكثر منه
اور اکثر لوگ اس سی غافل ہین اور اگر سجدہ کی جگہ پانو کی جگہہ سی آدہ ہاتہہ اونچی ہو تو سجدہ جایز ہی اور اگر اس سی زیادہ بلند ہو
لا يجوز ولو سجد على كور عمامته ان كان كورها متصلا بالجبهة ولم يكن غليظا بحيث يوجد حجم الارض يجوز لكن يكره
تو جایز نہین ہی اور اگر پگڑی کی پیچ پر سجدہ کیا تو اگر وہ پیچ پیشانی سی متصل ہی اور موٹا نہین ہی ایسا کہ زمین کی سختی معلوم ہوتی ہی تو جایز ہی پر مکروہ
ولو لم يكن متصلا بالجبهة بل كان فوق الجبهة او كان غليظا لا يوجد حجم الارض لا يجوز وكذلك لا يجوز السجدة على
اور اگر پیشانی ہی متصل نہین ہی بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا ایسا موٹا ہو کہ سختی زمین کی معلوم نہین ہوتی تو جایز نہین ہی اور ایسی ہی سجدہ
كل شيء لا يوجد فيه حجم الارض كالقطن المحلوج والثلج والدخن ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة على الارض او ما
ایسی شی پر جایز نہین ہی جسمین سختی زمین کی معلوم نہووی جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا وغیرہ اسواسطی کہ پیشانی زمین پر یا جو
يتصل بها ولو سجد على فاضل ثوبه او بسط خرقة على الارض وسجد عليها فلا كلام في الجواز وانما الكلام في الكراهة
قایم مقام زمین کی ہی نہین ٹہرتی اور اگر کپڑی پر سجدہ کیا یا زمین پر گدڑی بچہا کر اوسپر سجدہ کیا تو اوسکی جواز مین کوئی تکرار نہین ہی اور اگر تکرار ہی تو کراہت مین
والصحيح عدم الكراهة لما روي عن ابي حنيفة انه صلى في المسجد الحرام وسجد على خرقة فقال له رجل لا يجوز هذا
اور صحیح یہہ ہی کہ مکروہ نہین ہی اسلئی کہ ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ اونہون نی کعبہ مین نماز پڑہی اور سجدہ خرقہ پر کیا کسی شخص نی کہا یہہ جایز نہین ہی
فقال له الامام من اين انت فقال من خوارزم فقال جاء التكبير من وراء يعني انكم تتعلمون منا ثم تعلمونا اهل
امام نی پوچہا تو کہان کا رہنی والا ہی اوسنی کہا خوارزم کا پہر امام نی کہا پچہلی تکبیر ہوئی یعنی مقتدی تکبیر کہنی لگی مراد یہہ ہی کہ تم ہم سی سیکہہ کر پہر ہمکو سکہاتی ہو کیا
تصلون على البردي في دياركم قال نعم فقال تجوزون الصلوة على الحشيش ولا تجوزونها على الخرقة والسادس من
اپنی ملک مین بردی گہاس پر نماز پڑہتی ہو کہا ہان پہر امام نی کہا تم گہاس پر نماز جایز رکہتی ہو اور خرقہ پر جایز نہین رکہتی اور چہٹا فرض
فرائض الصلوة القعدة الاخيرة سواء تقدمها قعدة اخرى او لم تتقدم كما في الثنائية وقدر الفرض فيها مقدار
نماز کی فرایض مین سی قعدہ اخیرہ ہی برابر ہی کہ اوس سی پہلی ہی قعدہ ہو جیسی رباعی نماز مین یا نہو جیسی ثنائی نماز مین اور اسمین مقدار فرض کی اتنی ہی
ما يتمكن فيه من قراءة التشهد الى قوله عبده ورسوله لقوله عليه الصلوة والسلام لابن مسعود حين علمه
جسمین عبدہ ورسولہ تک تشہد پڑہ لی اسواسطی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی ابن مسعود سی

التشهد اذا قلت هذا او فعلت هذا فقد تمت صلوتك فانه عليه الصلوٰة والسلام علق التمام بالفعل قرأ او لم
تشہد سکھاتی ہوئی یہہ فرمایا جب تو یہہ پڑھ چکا یا یہہ کرچکا تو نماز تیری بیشک پوری ہوگئی کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نی تمامی نماز کو فعل پر موقوف رکہا تشہد پڑہی یا نہ
يقرأ لان معنى قوله اذا قلت هذا اى قرأت التشهد وانت قاعد اذ لم يشرع قراءة التشهد الا في القعود ومعنى قوله
پڑہی اسواسطی کہ معنی اذا قلت ہذا کی یہہ ہین پڑہا تو نی تشہد کو بیٹھ کر اسلئی کہ تشہد کا پڑہنا بجز قعود کی مشروع نہین ہی اور معنی
او فعلت هذا اى قعدت ولم تقرأ شيئا فصار التخيير في القول لا الفعل لان الفعل ثابت في الحالين والمعلق بالشرط
او فعلت ہذا کی یہہ ہین کہ تو بیٹھ گیا اور پڑہا کچھہ نہین پس اب اختیار قول مین ہی فعل مین نہین ہی اسواسطی کہ فعل دونو حالتون مین ثابت ہی اور جو امر شرط پر موقوف
لا يوجد قبل وجود الشرط ووجه اخر ان الصلوٰة متناهية والتناهي لا يكون الا بالتمام والتمام لا يكون الا بالاتمام
وہ شرط سی پہلی موجود نہین ہوتا اور ایک اور وجہ ہی کہ نماز متناہی ہی اور تناہی بدون تمامی کی نہین ہوتی اور تمامی تمام کی بدون نہین ہوتی
والاتمام لا يعلم ما لم ينبه الشارع فقد نبه به فيكون فرضا فان قيل الفرضية لا تثبت بخبر الواحد فما وجه ثبوتها
اور تمام کرنا بدون بتانی شارع کی معلوم نہین ہوتا سو شارع نی قعدہ بتادیا سو فرض ہوگا اگر کوئی کہی فرضیت خبر واحد سی ثابت نہین ہوتی پہر یہان خبر واحد سی ثبوت
به ههنا فالجواب عدم ثبوتها به ليس على اطلاقه بل اذا ثبت به ابتداء واما اذا لم يثبت به ابتداء بل بين به المجمل فتثبت
کا کیا وجہ ہی سو جواب یہہ ہی کہ عدم ثبوت فرضیت کا خبر واحد سی یون نہین ہی کہ فرضیت کبہی نہین ثابت ہوتی بلکہ جب خبر واحد سی ابتداءً ثابت کرین اور وہ صورت جو ابتداءً ثابت
بيانه ان نفس الصلوٰة ثابتة بالكتاب وتمامها منها فيلزم كون تمامها ثابتا به ايضا وهذا الخبر بين كيفيته
اسکی تفصیل یہہ ہی کہ عین نماز تو قرآن سی ثابت ہی اور تمامی نماز کی اسمین داخل ہی پس اتمام کا بہی ثبوت قرآن سی لازم آیا اور اس خبر نی کیفیت اتمام کی بیان کردی
فيكون فرضا ويظهر ثمرة كونها فرضا في مسائل الاولى من تلك المسائل ان من صلى الظهر او نحوها خمسا بان قيد
سو فرض ہوا اور قعدہ کی فرضیت کا فائدہ کئی مسائل مین ظاہر ہوتا ہی اول ان مسائل مین سی یہہ ہی کہ جسنی ظہر کی نماز مین پانچ رکعت پڑہین اور پانچوین رکعت کا سجدہ
الخامسة بالسجدة ولم يقعد على راس الرابعة تبطل فرضية صلوته وتتحول نفلا عند ابي حنيفة وابي يوسف و
کرلیا اور چوتہی رکعت پر قعدہ نکیا تو اوسکی نماز فرضیت باطل ہوکر امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک نفل ہوجاتی ہی
عند محمد تبطل فرضيتها وتخرج من كونها صلوٰة وكذا لو لم يقعد على ثالثة المغرب وثانية الفجر والثانية من
امام محمد کی نزدیک فرضیت باطل ہوکر نماز ہی نرہی اور ایسی ہی اگر نماز مغرب مین تیسری رکعت پر یا فجر کی دوسری رکعت پہ قعدہ نکری اور دوسرا ان مسائل
تلك المسائل ان المسافر اذا اقتدى بمقيم في فائتة غير ثنائية لا يصح اقتداؤه لان القعدة الاولى فرض في حق المسافر
مین سی یہہ ہی کہ مسافر اگر مقیم کا مقتدی بنی قضا نماز مین تو اوسکا اقتدا صحیح نہین ہی اسواسطی کہ پہلا قعدہ مسافر کی حق مین فرض ہی اور
دون المقيم فيكون اقتداؤه به من قبيل اقتداء المفترض بالمتنفل وهو غير جائز عندنا وانما يجوز اقتداؤه به في الوقتية
مقیم کی حق مین فرض نہین اب اوسکا اقتدا ایسا ہوگیا جیسی فرض پڑہنی والا نفل پڑہنی والیکا مقتدی ہوجاوی اور یہہ اقتدا ہماری مذہب مین جائز نہین ہی مسافر کو
لان صلوته يصير اربعا باقتدائه به في الوقت لا بعده والثالثة من تلك المسائل ان المصلي بعد القعود قدر التشهد
اسلئی کہ مسافر کی نماز ہی بسبب اقتدا کی وقت مین رباعی ہوجاتی ہی وقت بعد نہین ہوتی تیسرا ان مسائل مین سی یہہ ہی کہ مصلی کو بعد قعدہ بقدر تشہد کی
في اخر الصلوٰة لو تذكر سجدة التلاوة وسجدها ارتفع القعدة حتى لو لم يقعد قدر التشهد بعد ما سجد سجدة التلاوة
آخر نماز مین اگر سجدہ تلاوت کا یاد آیا اور اوسنی وہ سجدہ کیا تو وہ قعدہ باطل ہوگیا یہان تک کہ اگر بعد سجدہ تلاوت کی بقدر تشہد قعدہ نکریگا
تفسد صلوته لفوات ما هو فرض منها وهو القعدة الاخيرة والرابعة من تلك المسائل ان المصلي اذا نام في القعدة
تو اوسکی نماز بسبب فوت ہونی ایک رکن نماز یعنی قعدہ اخیرہ کی فاسد ہوجاویگی اور چوتہا ان مسائل مین سی یہہ ہی کہ اگر مصلی تمام قعدہ اخیر مین سوتا رہا
الاخيرة كلها فحين انتباهه يفرض عليه ان يقعد قدر التشهد وان لم يقعد تفسد صلوته لان ما حصل من
تو جب وہ جاگی اوسپر فرض ہی کہ بقدر تشہد کی قعدہ کری اگر نہین کریگا تو نماز فاسد ہوجاویگی اسواسطی کہ جو

الافعال

الافعال في الصلوة حالة النوم لا تعتبر لصدورها من غير اختيار فيكون وجودها كعدمها وهذه المسئلة يكثر
افعال نماز مین سوتی ہوئی اوس سی ہوتی ہین اونکا اعتبار نہین ہی کیونکہ وہ بلا اختیار ہوتی ہین انکا ہونا نہونا برابر ہی اور یہہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر
وقوعها لاسيما في التراويح وخصوصا في ليالي الصيف لكن الناس عنها غافلون يسر الله تعالى علما موافقا لرضائه
تراویح مین اور وہ بہی علی الخصوص جو گرمیون کی شب مین ہوتی ہین لیکن لوگ اس سی غافل ہین آلہی میسر آسان کر علم اپنی رضامندی کی موافق
بلطفه وكرمه

المجلس الثالث والخمسون في بيان فضيلة الصلوة الخمس وكونها كفارة للذنوب

اپنی لطف اور کرم سی — ترپن مجلس — پنجگانہ نماز کی فضیلت مین اور نماز کا کفارہ ہونا واسطی گناہون کی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ارأيتم لو ان نهرا بباب احدكم يغتسل فيه كل يوم
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بتاؤ تو اگر تم مین سی کسیکی دروازہ آگی نہر بہتی ہو وہ ہر روز اوسمین
خمسا هل يبقى من درنه شيء قالوا لا قال فذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهن الخطايا هذا الحديث من
پانچ دفعہ نہایا کرے کیا اوسپر کچھ میل باقی رہیگا عرض کیا نہین آپ نی فرمایا پس نہر مثل پنجگانہ نمازون کی ہی الله تعالی ان نمازون سی خطایا کو مٹا دیتا ہی یہہ حدیث
صحاح المصابيح رواه ابو هريرة وقد بين فيه ان من صلى الصلوات الخمس يغفر الله تعالى ذنوبه ببركات تلك الصلوات
مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمین یہہ بیان ہی جسنی پنجگانہ نمازین پڑہین تو الله تعالی اوسکی تمام گناہ ان نمازون کی برکت سی بخشدیتا ہی
فلا بد للمؤمن ان يداوم عليها في اوقاتها باتمام ركوعها وسجودها وسائر ما يفعل فيها فانه تعالى وان امر
سو مؤمن کو لازم ہی کہ نمازون کو وقتون پر رکوع اور سجدہ کو اور تمام ارکان کو جو نماز کی اندر ہین پورا پورا ادا کر کے درست سی کیونکہ الله تعالی نی اپنی کتاب مین اگرچہ نماز کا
بها في مواضع من كتابه لكن ذكر اركانها فيها متفرقة حيث بين فرضية تكبيرة الافتتاح بقوله تعالى في سورة المدثر
کئی جگہ امر فرمایا پر اوسکی ارکان کو متفرق ذکر کیا ہی چنانچہ تکبیر تحریمہ کی فرضیت سورہ مدثر کی اس آیت مین
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وفرضية القيام بقوله تعالى في سورة البقرة وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ وفرضية القراءة بقوله تعالى في
اور اپنی رب کی بڑائی بول اور قیام کی فرضیت سورہ بقرہ کی اس آیت مین اور کہڑی رہو الله کی آگی ادب سی اور قرارت کی فرضیت سورہ
سورة المزمل فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ وفرضية الركوع والسجود بقوله تعالى في سورة الحج يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
مزمل کی اس آیت مین پس پڑہو جتنا آسان ہو قرآن سی اور رکوع اور سجود کی فرضیت سورہ حج کی اس آیت مین ہی اے ایمان والو
ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وانما عرف الترتيب بتعليم النبي عليه السلام تارة بفعله وتارة بقوله على ما بينه العلماء
رکوع کرو اور سجدہ کرو اور ترتیب صرف نبی علیه السلام کی تعلیم سی معلوم ہوئی ہی کبہی تو آپ کی کرنی سی اور کبہی آپ کی بتانی سی چنانچہ علماء نی
في كتبهم وقالوا من يريد الدخول في الصلوة يكبر ويقول الله اكبر من غير ادخال المد في همزة الله وهمزة اكبر
اپنی اپنی کتابون مین بیان کیا ہی اور علماء کہتی ہین جو شخص نماز شروع کیا چاہی تکبیر اس طور کہی الله اکبر الله کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ اور با پر مد نہ کہینچی
وبائه اذ لو حصل المد في احدى الهمزتين لا يصير شارعا في الصلوة بل لو وقع في اثنائها تفسد صلوته ولو تعمده
اسواسطی کہ اگر دونو ہمزون مین سی کسی پر مد پیدا ہوگا تو نماز شروع نہو گی بلکہ اگر مد نماز کی بیچ کسی تکبیر پر آجاویگا تو نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر جان
يكفر لانه يصير استفهاما ومقتضاه الشك في كبرياء الله تعالى وقيل ان كان لا يميز بين المد وغيره يكون شارعا
بوجھ کر کریگا تو کافر ہو جاویگا اسواسطی کہ کلام استفہامی ہو جاویگی اور اسکا مضمون الله تعالی کی بڑائی مین شک پیدا کریگا اور کوئی کہتا ہی اگر وہ مد اور بی مد مین تمیز نہین کرتا تو نماز شروع ہو جاوے گی
في الصلوة ولا تفسد ولو وقع في اثنائها والاستفهام يحتمل ان يكون للتقرير لكن الاول اصح لان مثل هذا الجهل لا يصح
اور فاسد نہین ہوتی اگرچہ بیچ مین آجاوی اور استفہام مین احتمال ہی کہ تقریر کی واسطی ہو لیکن روایت اول اصح ہی اسواسطی کہ ایسی جہالت کا عذر ہونا صحیح
ان يكون عذرا والتقرير المستفاد من الاستفهام معناه حمل المخاطب على الاقرار بما يعرفه والانسان لا يصلح ان يحمل
نہی اور تقریر جو استفہام سی حاصل ہوتی ہی اوس سی یہہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلوم کی اقرار پر برانگیختہ کری اور انسان مین یہہ صلاحیت نہین کہ

نفسه على الاقرار بان الله تعالى اكبر ولو وقع المد في باء اكبر بان يقول اكبار بزيادة الالف الممال بين الباء والراء
اپنی ذات کو اس اقرار پر برانگیخته کرے کہ اللہ بڑا ہے اور اگر مد اکبر کی باء پر پیدا ہوگا کہ وہ اکبار کہدے الف کو امالہ کرکر درمیان باء اور راء کی بڑھاکر
لا يصير شارعا في الصلوة ايضا ولو وقع في اثنائها تفسد اذ قيل انه اسم من اسماء الشيطن وقيل انه جمع كبر
تو بھی نماز شروع نہوگی اور اگر بیچ میں آجاویگا تو نماز فاسد ہوجائیگی اسلئے کہ کہتی ہیں کہ یہہ نام شیطان کی ناموں میں سے ہے اور کوئی کہتا ہے کہ یہہ جمع کبر کی ہے
بفتحتين وهو الطبل وقيل يصير شارعا في الصلوة ولا تفسد لو وقع في اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان
دو زبر سے نقارہ کو کہتی ہیں اور بعضی کہتی ہیں نماز شروع ہوجاتی ہے اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ مد بیچ میں آجاوے اسواسطے کہ یہہ اشباع ہے اور روایت اول اصح ہے اسواسطے
الاشباع انما يكون في الاخر لا في الوسط ومحل التكبير القيام المحض حتى لو ادرك الامام في الركوع وكبر حال الانحطاط
کہ اشباع آخر کلمہ میں ہوتا ہے بیچ میں نہیں ہوتا اور تکبیر کہنی کا محل خالص قیام ہے یہاں تک کہ اگر امام کو رکوع میں پاوے اور جھکتی ہوئی اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جاوے
لا يصير شارعا في الصلوة لان شرط الشروع فيها وقوع التكبير في محض القيام ولو قال في القيام الله وفي الركوع
تو نماز شروع نہوگی اسواسطے کہ شرط نماز شروع ہونے کی یہہ ہے کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر کھڑی ہوئی تو اللہ کہا اور رکوع میں اکبر کہا
اكبر لا يصير شارعا ايضا ورفع اليدين عند التكبير سنة حتى لو ترك رفعهما دائما من غير عذر يأثم ولا يأثم
تو بھی نماز شروع نہوگی اور تکبیر کی وقت دونوں ہاتھ اوٹھانی سنت ہیں یہاں تک کہ اگر ہاتھ اوٹھانی بلا عذر ہمیشہ کو چھوڑدے تو گنہگار ہوگا اور گاہی گاہی
ان تركه احيانا فعلى هذا ينبغي لمن يريد الشروع في الصلوة ان يرفع يديه حتى يحاذي بابهاميه شحمتي
ترک کرے تو گنہگار نہیں ہوتا اس بیان کی موافق لایق ہے کہ جو نماز شروع کرے اپنی دونوں ہاتھ اتنی اوٹھاوے کہ دونوں انگوٹھی کانوں کی لو کی برابر ہوجاویں
اذنيه بلا ضم اصابعه ولا تفريجها بل تركها على حالها قال قاضيخان ويمس بطرف ابهاميه شحمتي اذنيه
اور اونگلیاں کو آپسمیں نہ ملاوے اور نہ کشادہ کرے بلکہ اپنی حال پر چھوڑدے قاضیخان کہتا ہے کہ سری انگوٹھوں کی کانوں کی لو سے لگادے
ويجعل بطن كفيه نحو القبلة اكمالا للاقبال عليها وقال بعضهم يجعل بطن كل كف الى الكف الاخرى ثم يكبر وهو
اور ہتھیلیاں دونوں ہاتھ کی قبلہ کی طرف رکھے تاکہ مواجہہ قبلہ کا خوب پورا ہو اور بعضی کہتی ہیں کہ ہتھیلی ہر ایک ہاتھ کی دوسری ہتھیلی کی طرف رکھے پھر اللہ اکبر کہے اور یہہ
الاصح لان في فعله معنى النفي وفي قوله الله اكبر معنى الاثبات وهو بفعله الذي هو رفع اليدين ينفي الكبرياء
اصح ہے اسواسطے کہ اسکی عمل میں معنی نفی کی ہیں اور اس قول میں اللہ اکبر معنی اثبات کی ہیں سو مصلی اپنی عمل سے یعنی ہاتھ اوٹھانی سے غیر اللہ سے بڑائی کی نفی کرتا ہے
عن غيره تعالى وبقوله اكبر يثبتها له تعالى والنفي مقدم على الاثبات كما في كلمة التوحيد ولو كبر ولم يرفع يديه
اور اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی واسطے بڑائی ثابت کرتا ہے اور نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہے چنانچہ کلمہ توحید میں اور اگر اللہ اکبر کہا اور ہاتھ نہ اوٹھائے
حتى فرغ من التكبير لا يرفعهما لفوات محله وان ذكره في اثناء التكبير يرفعهما لعدم فوات محله وان لم يمكنه رفعهما
اتنی کہ تکبیر کہہ چکا تو پھر نہ اوٹھاوے اسواسطے کہ اوسکا محل ہوچکا اور اگر اثناء میں تکبیر کہتی ہوئی یاد آگیا تو اوٹھالے اسواسطے کہ محل باقی ہے اور اگر موضع مسنون تک نہ اوٹھاسکے
الى الموضع المسنون يرفعهما قدر ما يمكنه وان امكنه رفع احدهما دون الاخرى يرفعها وحدها لما روي انه عليه السلام
تو جہاں تک ہوسکے اوٹھادے اور اگر ایک ہاتھ اوٹھاسکتا ہے دوسرا نہیں اوٹھاسکتا تو ایک ہی کو اوٹھادے اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
قال اذا امرتكم بامر فأتوا منه ما استطعتم وان لم يمكنه رفعهما الا بالزيادة على المسنون يرفعهما لانه يأتي بالمسنون
جب میں تمکو کوئی کام کہوں تو اوسکو اپنی مقدور بھر بجالاؤ اور اگر اوس سی دونوں ہاتھ نہیں اوٹھ سکتی بدون زیادت کی مقدار مسنون پر تو بھی اوٹھادے اسواسطے کہ سنت پر عمل
ولا يستطيع ان يمتنع عن الزيادة والمرأة ترفعهما الى منكبيها هو الصحيح لكونه استر لها واذا فرغ من التكبير يضع
کرتا ہے اور یہہ طاقت نہیں کہ زیادت سی رک رہے اور عورت اپنی دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اوٹھاوے یہہ ہی صحیح ہے اسواسطے کہ عورت کی واسطے یہہ ہی حال زیادہ پردہ پوشی ہے
بطن كفه اليمنى على ظاهر كفه اليسرى ويحلق بالخنصر والابهام على الرسغ تحت سرته وهذا الوضع سنة في كل
تو پھر دہنی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر چھنگلی اور انگوٹھی سی پہنچی پر ناف سی نیچی حلقہ باندھ لے اور یہہ ہی وضع مسنون ہے جس جس

قيام فيه ذكر مسنون وأما الذي ليس كذلك فالسنة فيه الارسال كما في قومة الركوع وتكبيرات العيدين و
قیام میں کہ ذکر مسنون ہوتا ہی اور جو قیام ایسا نہیں ہی سو اوسمیں ہاتھہ چھوڑ دینا مسنون ہی جیسی رکوع کی بعد قومہ میں اور عیدین کی تکبیرات میں اور
المرأة تضعهما على صدرها لانه استر لها ثم يقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله
عورت دونو ہاتھہ اپنی سینہ پر رکہی کیونکہ یہہ ہی پردہ پوش ہی پہر یہہ پڑہی پاکی یاد کرتا ہوں تیری یا الٰہی اور تیری حمد کرتا ہوں با برکت ہی تیرا نام اور برتر ہی تیری بڑائی اور نہیں کوئی معبود
غيرك ولا يقول وجل ثناءك لانه لم يذكر في الاحاديث المشهورة وذكر في الكافي انه لو سكت عنه لا يؤمر به
سوا تیری اور نہ کہی جل ثناءک اسواسطی کہ احادیث مشہورہ میں وارد نہیں ہوا اور کافی میں یہہ مذکور ہی کہ اس کو اگر نہ کہی تو امر نہ کریں
ولو اتى به لا يمنع عنه ثم يقول أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وهو تبع للقراءة دون الثناء عند ابي حنيفة ومحمد
اور اگر کہی تو منع بہی نہ کریں پہر یہہ پڑہی پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان راندہ سی اور یہہ عبارت ہمراہ قرارت کی ہی ثنا کی ساتھہ نہیں ہی نزدیک ابو حنیفہ اور محمد
حتى يأتي به المسبوق دون المؤتم ثم يقول بسم الله الرحمن الرحيم وهو سنة في اول كل ركعة في رواية ابي يوسف عن ابي حنيفة
یہاں تک کہ مسبوق تو پڑہی موتم نہ پڑہی پہر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہی اور بسم اللہ ہر ایک رکعت کی اول میں مسنون ہی ابو یوسف کی روایت میں
ثم يقرء الفاتحة ويقول في آخرها آمين ثم يضم اليها سورة او ثلث آيات من اى سورة شاء فان قرأ معها آية قصيرة
ابو حنیفہ سی اور اوسکو مقتدی نہ پڑہی پہر سورۂ فاتحہ پڑہی اور اوسکی آخر میں آمین کہی پہر اوسکی ساتھہ کوئی سورۃ ضم کری یا تین آیتیں جس سورت میں کی چاہی پہر اگر فاتحہ کی ساتھہ
او آيتين قصيرتين لا يخرج عن الكراهة التحريمية لتركه الواجب لان الواجب في الركعتين الاوليين بعد قراءة
ایک آیت چھوٹی یا دو آیتیں چھوٹی پڑہی تو کراہت تحریمی ہی خالی نہیں ہی اسلئی کہ واجب ترک کیا اسواسطی کہ واجب دونو پہلی رکعت میں بعد پڑہنی
الفاتحة ان يضم اليها سورة او ثلث آيات قصار او آية طويلة تعدل ثلث آيات قصار فهذا يخرج عن الكراهة
سورۂ فاتحہ کی یہہ ہی کہ اوسکی ساتھہ کوئی سورۃ یا تین آیتیں چھوٹی یا ایک آیت اتنی بڑی جو چھوٹی تین آیت کی برابر ہو سو اسی مقدار میں کراہت تحریمی سی تو
التحريمية لكن لا يدخل في حد السنة بل يدخل في الكراهة التنزيهية لانه لا يخلو ان يكون في السفر او الحضر
بچ جاتا ہی پر حد مسنون پر نہیں پہنچتا بلکہ کراہت تنزیہی میں آجاتا ہی اسلئی کہ اس حال سی خالی نہیں کہ وہ مسافر ہوگا یا مقیم
فان كان في السفر ففي حال الضرورة من خوف او عجلة يقرء بفاتحة الكتاب واى سورة شاء او مقدار سورة
اگر مسافر ہی تو ضرورت کی وقت خوف سی یا شتابی سی سورۂ فاتحہ پڑہی اور ایک اور سورۃ جونسی چاہی یا برابر کسی سورۃ کی
من اى محل تيسر وفي حال الاختيار وعدم الضرورة يقرأ في صلوة الفجر مع الفاتحة سورة البروج ونحوها وفي الظهر
جس جگہہ سی آسان ہو اور اختیار کی وقت جب ضرورت نہو تو فجر کی نماز میں بعد سورۂ فاتحہ کی سورۂ بروج اور اسکی مانند اور ظہر میں بہی
كذلك وفي العصر والعشاء دون ذلك وفي المغرب يقرأ بالقصار جدا كالعصر والكوثر وان كان في الحضر وخاف
ایسی ہی اور عصر اور عشاء میں اس سی کچہہ کم اور مغرب میں بہت چھوٹی سورتیں جیسی سورۂ عصر اور کوثر پڑہی اور اگر مقیم ہی اور وقت کی
فوت الوقت يقرأ قدر ما لا يفوته الصلوة وان لم يخف فوت الوقت يقرأ في صلوة الفجر في الركعتين اربعين آية
گذر جانی کا خوف ہو تو اتنا پڑہی کہ اوسکی نماز فوت نہوجاوی اور اگر وقت کی جانی کا خوف نہیں تو فجر کی نماز کی دونوں رکعت میں چالیس آیتیں پڑہی
وهو ادنى السنة او ستين آية وهو اوسطها او مائة وهو اعلاها لما روى انه عليه الصلوة والسلام كان يقرأ
اور یہہ ادنی درجہ سنت کا ہی یا ساٹہہ آیتیں اور یہہ بیچکا درجہ سنت کا ہی یا سو آیتیں اور یہہ اعلی درجہ سنت کا ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
في صلوة الفجر اربعين آية او ستين آية او مائة آية واحيانا كان يقرأ والصّٰفّٰت واحيانا كان يقرء سورة
فجر کی نماز میں چالیس آیتیں یا ساٹہہ آیتیں یا سو آیتیں پڑہا کرتی تہی اور بعضی دفعہ سورۂ والصافات اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑہتی
ق وقد كان ابن عمر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يأمرنا بالتخفيف ويؤمنا بالصافات فعلم من هذا ان
اور ثابت ہوچکا ہی کہ ابن عمر کہتی تہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو قرارت میں تخفیف کی امر فرماتی اور امامت کی وقت والصافات پڑہتی تو اس سی معلوم ہوا

قرأة الصافات من باب التخفيف فاذا فرغ من القراءة يكبر للركوع مع الانحطاط فلو لم يكبر حال الانحطاط

کہ والصافات کا پڑہنا تخفیف مین داخل ہی پہر جب مصلی قرأت سی فارغ ہوچکا تو رکوع کی لئی جہکتی ہوئی تکبیر کہی مگر جہکتی ہوئی تکبیر رہ گئی

لا يكبر في الركوع لفوات محله وقد ذكر في المنية ان في اتيان اذكار المشروعة في الانتقالات بعد تمام الانتقال

تو رکوع مین جاکر تکبیر نہ کہی اسوسطی کہ اوسکا محل فوت ہوگیا اور منیہ مین مذکور ہی کہ جو اذکار انتقالات کی اندر مشروع ہین اونکو بعد انتقالات کی ادا کرنی مین

كراهتين تركها عن موضعها وتحصيلها في غير موضعها وبعد التكبير يضع يديه على ركبتيه مع تفريج اصابعه

دو کراہت ہین ایک تو اونکو اپنی جگہ سی ٹلا دینا اور دوسری بی جگہ ادا کرنا اور تکبیر کی بعد دونو ہاتہہ دونو گہٹنون پر اور انگلیان کشادہ کرکی رکہی

ولا يندب تفريج الاصابع الا في هذه الحالة ويبسط ظهره بحيث لو وضع على ظهره قدح مملو بالماء لاستقر

اور اونگلیون کا کشادہ کرنا سوا اس جگہ کی کہین مستحب نہین ہی اور کمر کو ایسی ہموار کردی کہ اگر اوسکی پیٹہہ پر پیالہ پانی کا بہرا ہوا رکہدین تو بہرا رکہا رہی

ويستوي راسه بظهره ولا يرفعه كالحية ولا ينكسه كالخنزير ويقول في ركوعه سبحان ربي العظيم ثلث

اور سر کو کمر کی برابر کردی نہ اونچا کری سانپ کی مانند ورنہ نیچی جہکا رکہا سور کی مثال اور رکوع کی اندر سبحان ربی العظیم تین بار کہی

مرات وذلك ادنى كمال السنة ويكره ان ينقص منها وان زاد عليها فهو افضل ان كان منفردا وكان

اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی اس سی کم کرنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر منفرد یعنی تنہا پڑہتا ہو اور

اتمامه على وتر ثم يرفع راسه قائلا سمع الله لمن حمده واذا استوى قائما يقول في القيام ربنا لك الحمد

عدد طاق پہ پورا کری پہر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا سر اوٹہاوی اور جب سیدہا کہڑا ہوجاوی تو قیام مین ربنا لک الحمد کہی

ان كان منفردا ثم يكبر للسجود مع الانحطاط وان لم يكبر حال الانحطاط لا يكبر في السجدة لفوات محله ثم

اگر مصلی منفرد ہو پہر سجدہ کی لئی تکبیر کہی اور اگر نیچا جہکتی وقت تکبیر رہ گئی تو سجدہ مین جاکر نہ کہی اسواسطی کہ اوسکا محل ہولیا پہر

يضع يديه على الارض مضموم الاصابع ولا يندب ضم الاصابع الا في هذه الحالة ثم يضع وجهه بين كفيه

اپنی دونو ہاتہہ اونگلیان ملاکر زمین پر رکہی اور اونگلیون کا ملانا سوا اس محل کی کہین مستحب نہین ہی پہر اپنی پیشانی دونو ہاتہون کی بیچ مین

بحيث يكون ابهاماه حذاء اذنيه ويبدي ضبعيه الا في الازدحام ويجافي بطنه عن فخذيه ويوجه اصابع

اسطور پر رکہی کہ اوسکی دونو انگوٹہی کانون کی برابر رہین اور دونو بہلو کو ظاہر کردی اگر انبوہ نہو اور اپنی پیٹ کو دونو ران سی الگ رکہی اور پانو کی اونگلیان

رجليه نحو القبلة ويقول في سجوده سبحان ربي الاعلى ثلث مرات وذلك ادنى كمال السنة حتى يكره

قبلہ کی طرف رکہی اور سجدہ کی اندر سبحان ربی الاعلی تین مرتبہ کہی اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی یہان تک کہ اس سی کم کرنا مکروہ ہی

ان ينقص منها وان زاد عليها فهو افضل ان كان منفردا وكان اتمامه على وتر والمرأة في السجود كالرجل الا انها

اور اگر اس سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر مصلی منفرد ہو اور اتمام اسکا عدد طاق پہ ہو اور عورت سجدہ کرنی مین مثل مرد کی ہی پر اتنا فرق ہی

لا تبدي ضبعيها ولا تجافي بطنها عن فخذيها بل تلزق بطنها بفخذيها لكونه استر لها وتمام السجدة يكون

کہ عورت اپنی بہلو کو ظاہر نکری اور نہ پیٹ کو ران سی جدا رکہی بلکہ اپنی پیٹ کو ران سی ملا رکہی کیونکہ یہہ زیادہ پردہ پوش ہی اور پورا ہونا سجدہ کا

بوضع الجبهة والانف ويكره باحدهما وكذا يكره السجود على كور عمامته ان كان كورها متصلا بالجبهة

پیشانی اور ناک دونو کی ٹکانی پر ہی ایک پر مکروہ ہی اور ایسا ہی سجدہ پگڑی کی پیچ پر مکروہ ہی اگر پیچ پگڑی کا پیشانی پر آیا ہوا ہو

ولم يكن غليظا بحيث يوجد حجم الارض ولو لم يكن متصلا بجبهته بل كان فوق الجبهة او كان غليظا لا يوجد

اور موٹا نہو ایسا کہ زمین کی سختی محسوس ہوتی ہو اور اگر وہ پیچ پیشانی پر نہو بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا اتنا موٹا ہو کہ زمین کی

فيه حجم الارض لا يجوز وكذا لا يجوز السجود على كل شئ لا يوجد فيه حجم الارض كالقطن المحلوج والثلج والدخن

سختی سمین معلوم نہوتی ہو تو سجدہ جایز نہین ہی اور ایسی ہی سجدہ ایسی ہر شئ پر جایز نہین ہی جسمین سختی زمین کی محسوس نہو جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا

ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة على الارض او ما يتصل بها ووضع اليدين والركبتين على الارض في السجدة ليس
اور مانند اوسکی کیونکہ پیشانی زمین پر یا جو زمین کی مثل ہی نہیں ٹھیرتی اور دونو ہاتھ اور دونو گھٹنوں کا زمین پر رکھنا سجدہ میں فرض نہیں
بفرض بل هو سنة واما وضع القدمين فقد ذكر القدوري والكرخي والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدميه
ہی بلکہ سنت ہی اور رہا دونو پانو کا رکھنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتی ہین کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ تو کیا اور دونو پانو
او احدهما على الارض بل رفعهما عن الارض لا يجوز ولو وضع احدهما يجوز لكن يكره وذكر التمرتاشي ان وضع اليدين
یا ایک پانو زمین پر نہ لگایا بلکہ دونو کو زمین سی اوٹھائی رہا تو جایز نہین ہی اور اگر ایک پانو بھی لگائی رکھا تو جایز ہی پر مکروہ اور تمرتاشی کہتا ہی رکھنا دونو ہاتھ کا
والقدمين سواء في عدم الفرضية وقال اكمل الدين في شرح الهداية هو الحق وذكر في شرح المنية انه بعيد عن الحق
اور دونو پانو کا فرض نہونی مین برابر ہین اور اکمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی یہہ ہی حق ہی اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی
والمراد بوضع القدمين على ما ذكر في الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجيهها نحو القبلة ليكون الاعتماد
اور دونو پانو رکھنی سی موافق بیان خلاصہ کی پانو کی انگلیون کا لگانا مراد ہی اور مراد انگلیون کی رکھنی سی انگلیون کا متوجہ رکھنا قبلہ کی طرف تاکہ اونپر زور رہی
عليها حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه اصابعهما او احدهما نحو القبلة لا يصح سجوده وهذا مما يجب حفظه
یہان تک کہ اگر پشت دونو پانو کی زمین پر رکھی اور انگلیان دونو پانو کی یا ایک پانو کی قبلہ کی طرف نہ رکھی تو اوسکا سجدہ صحیح نہین ہی اسکا یاد رکھنا واجب ہی
واكثر الناس عنه غافلون ثم يرفع راسه مكبرا ويقعد ويضع يديه على فخذيه فاذا اطمأن جالسا وسكن
اور اکثر لوگ اس امر سی غفلت کرتی ہین پہر تکبیر کہتی ہوئی سر اوٹھاکر بیٹھ جاوی اور دونو ہاتھ رانون پر رکھی جب بیٹھی ہوئی اطمینان ہو جاوی اور حرکت اعضا کی
اضطراب اعضائه بان يمكث مقدار تسبيحة يكبر ويسجد سجدة ثانية كالسجدة الاولى واختلفوا في مقدار
باقی نرہی اسطور کہ باندازہ ایک تسبیح کی زمانہ گذر جاویگا تو تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ پہلی سجدہ کی طرح پر کری اور اسمین خلاف ہی
الرفع من السجدة الاولى للسجدة الثانية والاصح على ما ذكر في الهداية ان كان الى السجدة اقرب لا يجوز لانه لا يعد
کہ پہلی سجدہ سی دوسری سجدہ کی واسطی کتنا اٹہی اور اصح روایت موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی کہ اگر سجدہ سی قریب ہی تو سجدہ ثانی جایز نہین ہی اسلئی کہ جالس
جالسا فلا يتحقق السجدة الثانية بل يصير كانه سجد سجدة واحدة وان كان الى الجلوس اقرب يجوز لانه يعد
نہین شمار کیا جاتا سو سجدہ دوسرا ثابت نہین ہوتا بلکہ ایسا ہی گویا ایک ہی سجدہ کیا ہی اور اگر جلوس سی قریب ہی تو جایز ہی اسلئی کہ اب بیٹھا ہوا
جالسا فيتحقق السجدة الثانية وقيل اذا رفع راسه مقدار ما يمر الريح بين جبهته والارض يجوز لكن الاقتصار عليه
شمار کیا جاتا ہی سو دوسرا سجدہ ثابت ہوجاتا ہی اور کوئی کہتا ہی اگر مصلی نی اتنا سر اوٹہایا کہ ہوا اوسکی پیشانی اور زمین کی بیچمین کو گذر جاوی تو جایز ہی پر اسی پر کفایت کرلینا
يكره اشد الكراهة لمخالفته ما واظب النبي عليه الصلوة والسلام مدة حيوته واذا فرغ من السجدة الثانية يكبر
سخت مکروہ ہی اسواسطی کہ ایسی امر کی مخالفت ہی جسکو نبی علیہ الصلوة والسلام زندگی بہر کرتی رہی اور جب دوسری سجدہ سی فارغ ہوچکی تو تکبیر کہی
ويقوم مستويا ولا يعتمد بيديه على الارض من غير عذر بل يعتمد على ركبتيه ويفعل في الركعة الثانية كما فعل في
اور سیدہا کہڑا ہو جاوی اور بدون عذر کی اپنی ہاتہون کا زمین پر سہارا نہ دی بلکہ اپنی گھٹنون پر سہارا کرکر کہڑا ہو جاوی اور دوسری رکعت مین وہی عمل کری جو اول
الركعة الاولى الا انه لا يفتتح ولا يتعوذ ولا يرفع يديه فاذا اتمها ورفع راسه من سجدتها الثانية يفترش رجله اليسرى
رکعت مین کرچکا ہی اتنا فرق ہی کہ تکبیر تحریمہ نکہی اور اعوذ باللہ نہ پڑہی اور ہاتہ نہ اوٹہاوی جب دوسری رکعت پوری کرچکی اور اوسکی دوسری سجدہ سی اوٹہی تو بایان پانو بچہاکر
ويجلس عليها وينصب رجله اليمنى ويوجه اصابعه نحو القبلة ويضع يديه على فخذيه ويبسط اصابعه ويوجهها
اوسپر بیٹھ جاوی اور داہنا پانو کہڑا رکہی اور اسکی انگلیان قبلہ کی طرف رکہی اور دونو ہاتہ رانون پر رکہدی اور ہاتہون کی انگلیون کو پہیلا کر قبلہ کی طرف کردی
نحو القبلة لان السنة توجيه الاعضاء الى القبلة ما استطاع والمراة تتورك بان تخرج رجليها من جانب الايمن
اسلئی کہ تمام اعضا کا قبلہ کی طرف جہان تک ہوسکی متوجہ کرنا طریق مسنون ہی اور عورت سرین پر اسطرح بیٹھی کہ دونو پانو داہنی طرف کو نکالکر

وتجلس علی الیتہا الیسری لانہ استرلہا ثم یتشہد ویقول التحیات للہ والصلوات والطیبت السلام علیک ایہا

بائین سرین پر بیٹھ جاوی کیونکہ اوسکی لئی اسمین خوب پردہ ہی پہر تشہد پڑہی یہہ کہی سلام ہی واسطی اللہ کی اور رحمت اور پاکیزگی اور سلام تمپر ای

النبی ورحمۃ اللہ وبرکتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان

نبی اور رحمت اللہ کی اور برکتین اوسکی اور سلام ہمپر اور صلحا بندگان الٰہی پر مین گواہی دیتا ہون کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کی اور گواہی دیتا ہون

محمدا عبدہ ورسولہ ثم ان کان ما یصلی فرضا زائدا علی الرکعتین لا یزید علی ہذا القدر من التشہد

کہ محمد بندہ اوسکا ہی اور رسول اوسکا پہر اگر وہ نماز فرض دو رکعت سی بڑہتی ہی تو اتنی تشہد سی زیادہ قعدۂ اولی مین کچہہ نہ پڑہی

فی القعدۃ الاولی بل یکبر ویقوم الی الرکعۃ الثالثۃ بلا اعتماد بیدیہ علی الارض ان لم یکن لہ عذر ثم

بلکہ تکبیر کہہ کر تیسری رکعت کی لئی کہڑا ہو جاوی بی عذر ہاتہہ کا سہارا زمین پر نہ کری پہر

انہ فی ما بعد الاولیین متخیر ان شاء قرء الفاتحۃ فقط وہو افضل لکون قراءتہا فیما بعد الاولیین

اسکو پچہلی رکعتون مین اختیار ہی اگر چاہی فقط سورۂ فاتحہ پڑہی یہہ تو افضل ہی اسواسطی کہ سورۂ فاتحہ کا پڑہنا پچہلی رکعتون مین

سنۃ فی ظاہر الروایۃ حتی لو ترکہا او ضم الیہا سورۃ سہوا لا یلزمہ سجود السہو وان شاء سبح ثلث

سنت ہی ظاہر الروایت مین یہان تک کہ اگر سورۂ فاتحہ کو ترک کری یا اوسکی ساتہہ سہو سی کوئی سورت ملا دی تو سجدہ سہو کا نہین آتا اور اگر چاہی تین بار تسبیح کہی

مرات وان شاء سکت مقدارہا الا انہ ان سکت عمدا یکون مسیئا لترک السنۃ وان لم یکن ما یصلی

اور اگر چاہی اتنی دیر چپکا کہڑا رہی مگر اتنا ہی کہ اگر عمدًا چپکا کہڑا رہیگا تو اچہا نہین اسلئی کہ ترک سنت ہوتا ہی اور اگر وہ نماز فرض نہین ہی

فرضا بل کان نفلا او سنۃ مؤکدۃ مثل سنۃ الظہر والجمعۃ لا یکون مخیرا بین ہذہ الثلثۃ بل یتعین علیہ

بلکہ نفل ہو یا سنت مؤکدہ ہو جیسی ظہر کی اور جمعہ کی سنتین تو اب ان تینون امر مین اختیار نہین ہی بلکہ اوسپر پڑہنا

قراءۃ الفاتحۃ مع ضم سورۃ الیہا لکون القراءۃ فرضا فی جمیع رکعات النفل والسنۃ ثم انہ فی النفل یزید علی

سورۂ فاتحہ کا مع ملانی کسی سورت کی مقرر ہی اسلئی کہ نفل اور سنتون کی تمام رکعتون مین قرات فرض ہی پہر مصلی نفلون کی قعدۂ اولی مین تشہد پر

التشہد ان یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولی ویاتی بالثناء والتعوذ اذا قام الی الثالثۃ لکون

درود زیادہ کردی اور سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ بہی پڑہی جب تیسری رکعت پر کہڑا ہو اسواسطی

کل شفع صلوۃ علی حدۃ واما سنۃ الظہر والجمعۃ فلکون کل منہما صلوۃ علیحدۃ لا یاتی فیہا بالثناء والتعوذ

کہ ہر دو دو رکعت الگ الگ نماز ہی اور ظہر اور جمعہ کی سنتین اسلئی کہ دونو نماز علیحدہ مستقل ہین تو سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ

اذا قام الی الثالثۃ ولا یزید علی التشہد فی القعدۃ الاولی حتی ذکر فی القنیۃ انہ لو صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جب تیسری رکعت پر کہڑا ہو تو نہ پڑہی اور پہلی قعدہ مین تشہد پر کچہہ زیادہ نہ کری یہان تک کہ قنیہ مین مذکور ہی کہ مصلی ظہر کی سنتون کی پہلی

فی القعدۃ الاولی من سنۃ الظہر ففی وجوب سجود السہو قولان ثم انہ یقعد فی القعدۃ الاخیرۃ کما یقعد فی القعدۃ

قعدہ مین اگر درود پڑہ دی تو سجدہ سہو کی واجب ہونی مین دو قول ہین پہر مصلی قعدۂ اخیرہ مین اسطور بیٹہ جاوی جیسی پہلی قعدہ مین

الاولی ویتشہد وبعد التشہد یصلی علی النبی علیہ الصلوۃ والسلام یقول اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت فی

بیٹہا تہا اور تشہد پڑہی اور بعد تشہد کی درود پڑہتی اسطور اللہم صل آخر تک الٰہی رحمت نازل کر اوپر محمد اور آل محمد کی جیسی رحمت نازل کی تو

علی ابرہیم وعلی آل ابرہیم انک حمید مجید ثم یستغفر لنفسہ ولوالدیہ ان کانا مؤمنین ولجمیع المؤمنین والمؤمنت

اوپر ابراہیم اور آل ابراہیم کی بیشک تو صاحب حمد اور برتری پہر استغفار کری اپنی اور اپنی مان باپ کی واسطی اگر وہ دونو مؤمن ہون اور تمام مؤمن مرد اور مؤمن عورتون کی

ویقول اللہم اغفر لی ولوالدی ولجمیع المؤمنین والمؤمنت یوم یقوم الحساب ویدعو بالدعوات الماثورۃ عن

واسطی اور یون کہی الٰہی بخشدی مجکو اور میری ماباپ کو اور تمام مؤمن مردون اور مؤمن عورتون کو جس روز حساب قایم ہو اور وہ دعائین پڑہی جو نبی علیہ السلام سی

النبي عليه الصلوة والسلام ومايشبه الفاظ القران مثل ان يقول ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الاخرة
مروی ہیں اور جو کہ قرآن کی الفاظ سے ملتی ہوں جیسے یہہ دعا ای رب ہماری دی ہمکو دنیا میں خوبی اور آخرت میں
حسنة وقنا عذاب النار ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت
خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کی عذاب سے ای رب ہماری دل نہ پھیر جب ہمکو ہدایت دے چکا اور دے ہمکو اپنی پاس سے مہربانی تو ہی سب دینی والا
الوهاب ونحو ذلك فانه اذا قصد بها الدعاء لا القراءة تكون الفاظا متشبهة بالفاظ القران ولا يكون
اور مانند اسکی کیونکہ مصلی اگر ان آیات کو دعا کی نیت سے پڑھیگا اور قرأت کا ارادہ نہو تو یہہ الفاظ مشابہ قرآن کی ہونگی قرآن نہونگی
قرانا حتى يجوز الدعاء بها مع الجنابة والحيض ولا يدعو بما يشبه كلام الناس وهو ما لا يستحيل طلبه منهم
یہاں تک کہ ان الفاظ سے جنابت اور حیض میں دعا مانگنی درست ہی اور ایسی دعا نہ مانگی جو آدمیوں کی گفتگو سے ملتی ہو یعنی جسکا طلب کرنا ان سے محال نہو
مثل ان يقول اللهم اعطني مالا اللهم ارزقني جارية اللهم زوجني امراة فانه اذا دعى بها تكون صلوته ناقصة
جیسے یہہ کہنی لگی الٰہی مجکو مال دے الٰہی مجکو لونڈی دے الٰہی عورت سے میرا بیاہ کردے پس مصلی اگر ایسی دعا مانگیگا تو اوسکی نماز ناقص ہوگی
لخروجه منها بدون السلام الذي هو واجب فاذا فرغ من الادعية التي بعد التشهد يسلم اولا عن يمينه وثانيا عن
اسلیئے کہ نماز سے بدون سلام کی جو کہ واجب تہا باہر آیا پہر جب اون دعاؤں سے جو تشہد کی بعد ہیں فارغ ہوا تو سلام پہیرے پہلی داہنی طرف اور دوسری بار
يساره ويقول في كل واحد منهما السلام عليكم ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركاته فانه من عادة الجهال
بائیں طرف اور ہر ایک میں یہہ کہی السلام علیکم ورحمة الله اور برکاتہ دونوں میں سے کسی میں نہ کہی کیونکہ یہہ جاہلوں کی عادت ہی
ولو سلم عن يساره اولا يسلم عن يمينه ما لم يتكلم ولا يعيد السلام عن يساره ولو سلم تلقاء وجهه يسلم عن يساره
اور اگر بائیں طرف پہلی سلام پہیر دیا تو داہنی طرف جو نہی سی پہلی سلام پہیرے اور بائیں طرف دوبارہ نہ پہیرے اور اگر سلام سامنی چہرہ کی کیا تو فقط بائیں طرف پہیرے
وهو مروي عن علي كما ذكره الزيلعي في شرح الكنز وينوي المنفرد في خطاب عليكم جميع من معه من الملئكة ولا
یہہ روایت حضرت علی سے ہی زیلعی نے شرح کنز میں مذکور کیا ہی اور منفرد مصلی علیکم کی خطاب میں اپنی ساتہ کی تمام فرشتوں کی نیت کرلے اور
ينوي عددا محصورا فيهم لاختلاف الاخبار في عددهم فقيل مع كل مؤمن خمسة من الملئكة وقيل ستون
کسی عدد معین کی نیت نکرے اسلیئے کہ فرشتوں کی عدد میں مختلف خبریں آئی ہیں کوئی کہتا ہی ہر مومن کی ساتہ پانچ فرشتے ہیں کوئی کہتا ہی ساٹہ ہیں
وقيل مائة وستون وقيل اثنان وقيل غير ذلك واصح الاقاويل انهم خمسة واحد عن يمينه يكتب الحسنات
اور کوئی کہتا ہی ایک سو ساٹہ ہیں کوئی کہتا ہی دو ہیں کوئی کچہہ اور کہتا ہی سب میں صحیح قول یہہ ہی کہ پانچ ہیں ایک داہنی طرف جو حسنات لکہتا ہی
وواحد عن يساره يكتب السيئات وواحد امامه يلقنه الخيرات وواحد وراءه يرفع عنه المكاره وواحد عند
اور ایک بائیں طرف جو برائیاں لکہتا ہی ایک سامنے جو خیرات کی تلقین کرتا ہی اور ایک پیچہی جو ایذا کو دور کرتا ہی اور ایک
ناصيته يكتب ما يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ويبلغه ومما ينبغي للمصلي بطريق الادب ان يكون نظره في حالة
پیشانی کی پاس جو درود کو لکہتا ہی اور نبی علیہ السلام کی روبرو پہنچاتا ہی اور مصلی کو لائق ادب کی طریق سے یہہ ہی کہ قیام کی حالت میں اپنی نگاہ
قيامه الى موضع سجوده وفي ركوعه الى ظهر قدميه وفي حال سجوده الى ارنبة انفه وفي حالة قعوده الى حجره وهو
سجدہ کی جگہ پر رکہی اور رکوع کی حالت میں پاؤں کی پشت پر اور سجدہ کی وقت ناک کی نتہنوں پر اور حالت قعود میں اپنی گود پر جہاں
ما يكون على مجمع فخذيه من ثوبه وعند التسليمة الاولى الى منكبه الايمن وعند التسليمة الثانية الى منكبه
دونوں زانوں کی جوڑ پر کپڑا رہتا ہی اور پہلا سلام پہرتی ہوئی داہنی مونڈہی پر اور دوسرا سلام پہیرتی ہوئی بائیں مونڈہی پر
الايسر لان المقصود الخشوع وترك التكلف وذلك كله مقتضى الخشوع لان المصلي اذا ترك التكلف يقع بصره في هذه
[illegible]

المواضع سواء قصدا ولم يقصد ومما ينبغي له ايضا ان يكون ما بين قدميه في حال القيام قدر اربع اصابع

پڑتی ہے برابر ہے قصد کرے یا نہ کرے اور مصلی کو یہ بھی چاہئے کہ دونوں پاؤں کے بیچ میں قیام کی وقت برابر چار ہی ہوئی انگلیوں کی فرق رکھے

ويكره له التراوح بان يعتمد على يمناه مرة وعلى يسراه اخرى لانه من العبث المنافي للخشوع [illegible]

اور مکروہ ہے کہ کبھی [illegible] اور کبھی بائیں پر اسواسطے کہ یہ سبب [illegible] خشوع [illegible]

المجلس الرابع والخمسون في بيان فضيلة الجماعة وذكر الوعيد في تركها قال رسول الله

چونواں [illegible] جماعت کی فضیلت میں اور جماعت ترک کرنے کی وعید میں [illegible] رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرين درجة هذا الحديث من [illegible]

[illegible] جماعت کی نماز منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ بڑھتی ہے [illegible] یہ حدیث [illegible]

المصابيح [illegible] ان الصلوة مع الجماعة تزيد في الثواب على صلوة المنفرد بسبع وعشرين [illegible]

[illegible] جماعت کی نماز ثواب میں منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ [illegible]

فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان يداوم على اداء الصلوات الخمس بالجماعة لينال الثواب الموعود فان الجماعة [illegible]

اس روایت کے موافق مومن کو چاہئے کہ ہمیشہ پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کیا کرے تاکہ ثواب وعدہ کیا ہوا پاوے [illegible] جماعت

سنة مؤكدة ثابتة التاكيد في قوة الواجب حتى لو تركها اهل بلدة يجب قتالهم بالسلاح [illegible] شعائر

سنت مؤکدہ [illegible] قریب واجب کے ہے یہاں تک کہ اگر کسی شہر والے جماعت چھوڑ دیں تو انکو ہتیاروں سے [illegible]

الاسلام [illegible] لم تكن في سائر الاديان وان تركها بعض [illegible] بغير [illegible]

نشانی [illegible] عبادت ہے کہ تمام دینوں میں نہیں ہے اور اگر جماعت کو کوئی شخص [illegible]

شهادته [illegible] بالسكوت عنه والمطر والطين والبرد الشديد [illegible]

[illegible] اور کیچڑ کی کثرت اور جاڑے کی شدت [illegible]

[illegible]

الفاسق كراهة تحريم لانه لا يهتم لامر دينه [illegible] تقديمه للامامة [illegible] وجب اهانته [illegible]

مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ اپنی دین کا اہتمام نہیں کرتا باوجود [illegible] آگے بڑھا امامت [illegible]

يكره تقديم المبتدع وهذا اذا لم يؤد بدعته الى حد الكفر واما اذا [illegible]

بدعتی کا امام [illegible] مکروہ ہے [illegible] اور اگر [illegible]

ومن دخل المسجد ورأى الجماعة في قيام [illegible] فانه يقصد انقص الجانبين [illegible]

[illegible] تو چاہیے [illegible] صف میں [illegible]

[illegible] الجانب [illegible] استويا في الصف [illegible]

[illegible] دونوں صف میں [illegible]

[illegible] في الاخبار ان الله تعالى [illegible] الرحمة [illegible]

[illegible] حدیثوں میں روایت ہے کہ اللہ تعالی جب جماعت پر رحمت [illegible]

[illegible] في الصف الاول ثم الى الميامن ثم الى المياسر ثم الى الصف الثاني [illegible] الصلوة [illegible]

[illegible] پہلی صف میں ہے [illegible] داہنی طرف پھر بائیں طرف پھر دوسری صف پر [illegible] روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا [illegible]

[illegible] خلف الامام يكتب له مائة صلوة والذي في الجانب الايمن خمس وسبعون والذي في الجانب الايسر خمسون والذي

[illegible] امام کے پیچھے [illegible] سو نمازیں لکھی جاتی ہیں اور [illegible] جو داہنی طرف ہوتا ہے [illegible] جو بائیں طرف ہے پچاس نمازیں [illegible]

[illegible] خمس وعشرون ومن دخل المسجد ورأى ان الصف الاول [illegible] فانه لا يزاحم فيه لانه ايذاء [illegible]

[illegible] پچیس نمازیں اور جو شخص مسجد میں آیا دیکھا کہ پہلی صف پوری [illegible] کیونکہ ایذا رسانی ہے [illegible]

[illegible] الثاني خير من الايذاء وان وجد في الصف الاول فرجة دون [illegible] الثاني [illegible]

[illegible] اور اگر پہلی صف میں جگہ پاوے [illegible]

[illegible] الصف [illegible] اتمام الصف الاول [illegible] فما كان من نقص فليكن في الصف

[illegible] کیونکہ [illegible] نقصان ہو تو سب سے پچھلی

[illegible] من نقص فيكن في الصف المؤخر وروى

[illegible] پچھلی صف میں ہو اور

[illegible] انه عليه [illegible] فالا يزال قوم [illegible] الاول حتى يؤخرهم الله في النار يعني ان

[illegible] الصلوة [illegible] مراد یہ ہے

[illegible] الصف الاول تأخرون [illegible] الله تعالى ومن دخول

[illegible]

القداح فرأی رجلا بادیا صدره من الصف فقال عباد الله لتسوّنّ صفوفکم او لیخالفنّ الله بین وجوهکم قیل المراد
تیر سیدھا کرتی ہیں پھر ایک شخص کو دیکھا کہ سینہ صف سی باہر نکالی ہوئی تھا فرمایا ای بندگان الٰہی اپنی صفیں سیدھی کرو نہیں تو اللہ تعالی تمہاری چہری بگاڑ دیگا بعضی کہتی ہیں
بالوجوه القلوب بدلیل قوله علیه السلام فی حدیث اخر لا تختلفوا فتختلف قلوبکم فان اختلاف القلوب یفضی
چہروں سی مراد دل ہیں اس دلیل سی کہ ایک اور حدیث میں آیا ہی آگی پیچھی نہو نا پہر تمہاری دل مختلف ہوجاوینگی بیشک دلوں کی اختلاف سی
الی اختلاف الوجوه باعراض بعضهم عن بعض لان تقدم الخارج عن الصف تفوق علی الداخل فیه وتاخر الخارج عنه
چہری مختلف ہوجاتی ہیں کیونکہ ہر ایک دوسری سی منہ پہیرتا ہی اس واسطی کہ صف سی آگی بڑھنی والا صف کی برابر والی سی باہر ہوجاتا ہی اور پیچھی کو ہٹنی والا
ایذاء لمن خلفه وکلاهما سبب للبغض والعداوة فکانه علیه الصلوٰة والسلام قال ان لم تتفقوا فی الظاهر عند اقامة
اپنی سی پیچھلی کو ایذا دیتا ہی اور یہہ دونو باتیں باعث بغض اور عداوت کی ہیں پس گویا نبی علیه الصلوٰة والسلام نی یہہ ارشاد کیا اگر تم ظاہر میں بروقت قایم ہونی
الصلوٰة بالجماعة ولم تطیعوا امر الله تعالی ورسوله فیما یقع بینکم العداوة والبغضاء وروی عن انس انه علیه الصلوٰة
جماعت نماز کی اتفاق نہ کروگی اور اسمیں اللہ اور رسول کی حکم کی اطاعت نہ کروگی تو تمہاری بیچ میں عداوت اور دشمنی پیدا ہوجاویگی اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیه الصلوٰة والسلام
والسلام قال رصّوا صفوفکم وقاربوا بینها وحاذوا بالاعناق فو الذی نفسی بیده انی لاری الشیطان یدخل فی خلل الصف
فرمایا اپنی صفیں استوار کرو اور مل مل کر کھڑا ہوا کرو اور گردنیں برابر رکھا کرو قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ میں میری جان ہی بیشک شیطان کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ صف کی چہید میں گھستا ہی
کانها الحذف والحذف بفتحة الحاء المهملة والذال المعجمة غنم سود صغار من غنم الحجاز کان الشیطان تبصر لم یدخل
گویا سیاہ بکری کا بچہ ہی اور حذف حا بی نقطہ اور ذال بالنقطہ کی زبر سی سیاہ بکریاں چہوٹی چہوٹی حجاز کی بکریوں میں سی گویا شیطان بہت تاکتا رہتا ہی کہ صف کی
فی خلل الصف ویشوش علی المصلین ویقطع علیهم صلوٰتهم ومن اتی الجماعة یکره له القیام خلف الصف وحده متی یجد
چہید میں گہسکر نمازیوں کی دل پریشان اور اونکی نماز خراب کردی اور جو شخص جماعت میں ملی تو اوسکو صف کی پیچھی اکیلا کہڑا ہونا مکروہ ہی جبتک صف میں
فی الصف فرجة وان لم یجد فی الصف فرجة ینتظر الی الرکوع فان جاء واحد یقوم احدهما فی جنب الاخر بحذاء الامام
جگہہ ملی اور اگر صف میں جگہ نہ ملی تو رکوع تک منتظر کہڑا رہی اگر کوئی اور آگیا تو دونو برابر برابر امام کی سیدہ پر کہڑی ہوجاویں
ولا یجذب واحدا من الصف الی نفسه فیقف فی جنبه لکن الاولی فی زماننا القیام وحده بحذاء الامام لغلبة الجهل
اور نہیں تو صف میں سی ایک کو اپنی پاس کہینچکر اوسکی برابر کہڑا ہوجاوی پر اس زمانہ میں اولی یہہ ہی کہ تنہا امام کی سیدہ پہ کہڑا ہوجاوی کیونکہ لوگوں پر جہالت غالب ہی
علی الناس فلو جرّ احدا یفسد الصلوٰة ومن یصلی مع واحد یقیمه عن یمینه ولا یجوز للمقتدی ان یتقدم علی الامام
اگر کسیکو پیچھی کہینچیگا تو وہ نماز فاسد کردیگا اور جو شخص ایک کی ساتھہ نماز پڑہی تو اوسکو اپنی داہنی طرف کہڑا کری اور مقتدی کو جایز نہیں ہی کہ امام سی آگی بڑھ کر کہڑا ہو
والمعتبر موضع القدم حتی لو کان المقتدی اطول من امامه بحیث یقع سجوده قدام الامام لکن قدمه غیر متقدمة
اور اسمیں اعتبار قدم کی جگہہ کا ہی یہاں تک کہ اگر مقتدی امام سی اتنا لمبا ہووی کہ اوسکا سجدہ امام سی آگی واقع ہوتا ہو پر اوسکا قدم امام کی قدم سی آگی بڑھا ہوا نہیں ہی
علی قدم الامام یجوز والمعتبر فی القدم العقب حتی لو کان عقب المقتدی غیر متقدم علی عقب الامام لکن قدمه
تو جایز ہی اور قدم میں ایڑی کا اعتبار ہی یہاں تک کہ اگر مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سی آگی بڑھی ہوئی نہووی پر قدم مقتدی کا
اطول من قدم الامام بحیث یقع اصابعه قدام اصابع الامام یجوز وعن محمد یجعل المقتدی الواحد اصابعه
امام کی قدم سی اتنا دراز ہو کہ اوسکی انگلیاں امام کی انگلیوں سی بڑھ جاتی ہیں تو جایز ہی اور امام محمد سی روایت ہی کہ اکیلا مقتدی اپنی انگلیاں
عند عقب الامام ومن یصلی مع الاثنین یتقدم علیهما وعن ابی یوسف انه یتوسطهما فلو قام الواحد خلفه او عن
امام کی ایڑی کی پاس رکہی اور جو شخص دو مقتدیوں کی ساتھہ نماز پڑہی تو اونسی آگی بڑھ کر کہڑا ہو اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ دونو کی بیچ میں کہڑا ہو پس اگر ایک مقتدی کہ پیچھی کہڑا ہو یا
یساره یکره ولو توسط الاثنین لا یکره ولو توسط الاکثر یکره ومن دخل المسجد ووجد الامام فی الجهر بالقراءة یقتدی
بائیں طرف ہو تو مکروہ ہی اور امام دو کی بیچ میں ہو تو مکروہ نہیں ہی اور اگر دو سی زیادہ کی بیچ میں ہو تو مکروہ ہی اور جو شخص مسجد میں آکر امام کو قراءت جہر کی پڑھتا پاوی تو...

به ولا ياتي بالثناء بل يسمع وينصت وان وجده في الركوع يكبر للافتتاح قائما ثم يركع لكن ان وقع ركوعه مع رفع الامام
اور سبحانك اللهم نہ پڑھے بلکہ چپ رہ کر سنا کرے اور اگر امام کو رکوع میں پاوے تو تکبیر تحریمہ کھڑے ہوئے کہہ کر پھر رکوع میں جھکے پر رکوع اگر امام کے سر اوٹھانے کے ساتھ واقع ہوگا

راسه لا يكون مدركا لتلك الركعة بل يكون مسبوقا لان ادراك الركعة انما يتحقق اذا وجد المشاركة مع الامام
تو اوسکو وہ رکعت حاصل نہوگی بلکہ باعتبار اس رکعت کے مسبوق ہوگا اسواسطے کہ رکعت کا حاصل ہونا جب ہی ہوتا ہے کہ امام کے ساتھ مشارکت رکوع میں

في الركوع كله او في مقدار تسبيحة ولم توجد وان كبر حال كونه الى الركوع اقرب لا يصير شارعا في الصلوة لان الشرط توقع
یا پورا یا ایک بار سبحان ربي العظيم کی شرکت پائی جاوے اور شرکت پائی نہیں گئی اور اگر اوسنے تکبیر تحریمہ ایسی حال میں کہی کہ رکوع کے نزدیک تھا تو اس صورت میں نماز نہیں شروع ہوگی

تكبيرة الافتتاح في محض القيام ولم يوجد ومن اتى المسجد ووجد الامام في السجدة او القعدة يلزم ان يكبر للافتتاح
یہہ ہے کہ تکبیر تحریمہ خالص قیام میں ہو سو ہوئی نہیں اور جو شخص مسجد میں آیا دیکھا کہ امام سجدہ میں ہے یا قعدہ میں ہے تو لازم ہے کہ تکبیر تحریمہ قیام خالص میں کہہ کر

قائما ثم يبادر الى متابعة الامام في السجدة او القعدة وان لم يكن تلك السجدة وتلك القعدة محسوبة من صلاته
پھر جلدی کے واسطے متابعت امام کی سجدہ میں یا قعدہ میں شریک ہوجاوے اگرچہ وہ سجدہ اور وہ قعدہ اسکی نماز میں مجرا نہوگا

لكن يلزمه ان يكبر للافتتاح قائما ثم بادر الى متابعة الامام في السجدة والقعدة وكثير من الناس لا يفعلون كذلك
پر اسکو لازم یہہ ہے کہ تکبیر تحریمہ قیام میں کہہ کر جلدی سے سجدہ میں اور قعدہ میں امام کی متابعت کرے اور اکثر لوگ ایسا نہیں کرتے

بل يجئ احدهم المسجد ويجد الامام في السجدة او في القعدة فيقف منتظرا اياه حتى يفرغ من السجدة او القعدة ويعود
بلکہ بعضا شخص مسجد میں آکر امام کو سجدہ یا قعدہ میں پاتا ہے تو اتنی دیر امام کا منتظر کھڑا رہتا ہے کہ سجدہ یا قعدہ سے فارغ ہوکر کھڑا ہو

الى القيام ثم يقتدى به فمن يفعل كذلك فانه يضيع على نفسه اجرا كبيرا وثوابا كثيرا فاللازم له ان يكبر للافتتاح
پھر اوسکا اقتدا کرتا ہے سو جو شخص ایسا کرتا ہے تو اپنا بڑا ہی ثواب اور اجر عظیم کھوتا ہے اوسکو لازم یہہ ہے کہ کھڑے ہوئے تکبیر تحریمہ کہہ کر

قائما ثم يسارع الى متابعة الامام في اي حال كان لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال اذا جئتم الى الصلوة
جلدی سے امام کی متابعت کرے امام کسی ہی حال میں ہو اسواسطے کہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے آؤ

ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شيئا وروى عن ابن مسعود انه قال في المسبوق المذكور لعله لا يرفع راسه حتى يغفر
اور ہم سجدہ میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور اوسکو کچھہ مجرا نہ سمجھو اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایسے مسبوق کے حق میں کہتے تھے شاید کہ ابھی سر نہ اوٹھاویگا جو اللہ اسکو بخشیگا

له ويكره للمقتدى ان يسارع الى الركوع والسجود قبل الامام وان يرفع راسه من الركوع والسجود قبل الامام لما روى عن
اور مقتدی کو مکروہ ہے کہ امام سے پہلے رکوع اور سجدہ میں جلدی سے چلا جاوے اور امام سے پہلے رکوع اور سجدہ میں سے سر اوٹھالے اسلئے کہ ابو ہریرہ سے

ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال انما جعل الامام ليؤتم به فلا تختلفوا عليه فاذا ركع فاركعوا واذا قال سمع الله لمن حمده
روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا امام اسیواسطے مقرر ہوا ہے کہ اوسکی اطاعت کریں سو اوسکی خلاف نہ کرو جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہے

فقولوا ربنا لك الحمد واذا سجد فاسجدوا وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال اما يخشى احدكم اذا رفع راسه
تو تم ربنا لك الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا اگر کوئی تم میں سے امام سے پہلے رکوع اور سجدہ میں سے

من الركوع والسجود قبل الامام ان يجعل الله راسه راس حمار ويجعل صورته صورة حمار ففي هذين الحديثين وعيد شديد
سر اوٹھالی تو اس عذاب سے اوسکو کیا بچاؤ ہے کہ اللہ تعالی اوسکا سر گدہے کا سا بنادے اور اوسکی صورت گدہے کیسی پلٹ دے اور ان دونو حدیثوں میں موافق بیان کرمانی کے

على ما ذكره الكرماني لان المسخ عقوبة لا تشبه سائر العقوبات فلذلك ضرب بها المثل ليتقي هذا الصنع ويحذر ومن
بڑا سخت وعید ہے اسلئے کہ صورت کا بدل دینا تمام عقوبات سے بڑھکر ہے سو اسہی لئے اسکو ضرب المثل کیا تاکہ اس کردار سے بچیں اور باز رہیں اور جو شخص

دخل المسجد ووجد القوم قد شرعوا في الصلوة يكره له ان يدخل في خلال الصف ويصلي السنة مخالطا للصف فيخالفهم
مسجد میں آکر دیکھے کہ جماعت قوم کی شروع ہوگئی ہے اب اسکو مکروہ ہے کہ صف کے اندر گھسکر صف میں ملی ہوئی سنتیں پڑھنے لگے

فى القيام والقعود والركوع والسجود بل السنة ان يصلى السنة فى بيته وهو افضل او فى خارج المسجد او خلف اسطوانة
بیچ قیام اور قعود اور رکوع اور سجود میں اونکی مخالفت کی جاے بلکہ طریق مسنون یہی ہے کہ سنتیں اپنے گہر میں پڑہے یہہ تو سب سے بہتر ہے یا مسجد سے باہر پڑہے یا ستونوں کی اوٹ میں

او ما اشبه ذلك فى كونه حائلا لان الاتيان بها خلف الصف من غير حائل مكروه وفى خلال الصف اشد كراهة ويكره
یا اسکی مانند کسی اور چیز کی اوٹ میں پڑہے اسلئے کہ سنتوں کا پڑہنا صف کے پیچہے بدون حایل ہونے کسی چیز کے مکروہ ہے اور صف کی اندر ملکر تو بہت ہی مکروہ ہے اور امام کو مکروہ ہے

للامام ان يثقل على القوم بالطويل الزائد عن حد اقل السنة فى القراءة والاذكار على وجه يحصل الملل للقوم لان
کہ قوم پر قرارت اور اذکار میں کم درجہ مسنون سے زیادہ بڑہا کر اتنا بوجہ ڈالے کہ قوم کو ملالت آنے لگے اسواسطے کہ اس صورت میں جماعت سے نفرت کرنے لگینگے

ذلك سبب للتنفير عن الجماعة والتنفير عن الجماعة يؤدى الى الحرمان لثواب الزائد على صلوة الفرد بسبع وعشرين درجة و
اور جماعت سے نفرت کرنے میں اوس ثواب سے محروم ہو جاوینگے جو اکیلے کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہے اور

يكون مكروها لكن لا ينبغى ان ينقص عن قدر اقل السنة فى القراءة والتسبيحات اللهم الا انهم غير معذورين فيه وسنة القراءة
مکروہ ہوویگا لیکن یہہ نہیں چاہیے کہ قرارت اور تسبیحات میں کم درجہ مسنون سے گہٹادے یا اگر شاید اسواسطے کہ اونکو اسمیں کوئی عذر نہیں ہے اور فجر کی

فى صلوة الفجر فى الركعتين ادناها بعد الفاتحة اربعون اية واوسطها ستون اية واعلاها مائة اية لما روى انه عم
نماز میں دونوں رکعت کی اندر قرارت مسنون ادنی درجہ بعد سورۂ فاتحہ کی چالیس آیتیں اور بیچکا درجہ ساٹھ آیتیں اور اعلی درجہ سو آیتیں ہیں اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی

كان يقرأ فى صلوة الصبح بعد الفاتحة مقدار اربعين اية او ستين اية او مائة اية واحيانا كان يقرأ سورة ق واحيانا
صبح کی نماز میں بعد سورۂ فاتحہ کی تخمینا چالیس آیتیں یا ساٹھ آیتیں یا سو آیتیں پڑہا کرتے تہے اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑہتے تہے اور کبہی

كان يقرأ سورة الروم وقد ثبت على ما ذكر فى سفر السعادة ان ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يامرنا بالتخفيف
سورۂ روم پڑہتے تہے اور ثابت ہوچکا ہے چنانچہ سفر السعادت میں مذکور ہے کہ ابن عمر کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تخفیف کی لئے فرمایا کرتے تہے

ويؤمنا بالصفت ويعلم من هذا ان قراءة والصفت من باب التخفيف الذى امر به النبى صلى الله عليه وسلم وادنى ما
اور آپ امامت میں والصافات پڑہتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والصافات کا پڑہنا تخفیف میں داخل ہے جسکی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور رکوع

يحصل به السنة فى تسبيحات الركوع والسجود ثلث لما روى انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ركع احدكم فليقل
اور سجود کی تسبیحات میں ادنی درجہ سنت کا تین بار ہے اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرماتے تہے جب کوئی رکوع کرے

ثلث مرات سبحان ربى العظيم وذلك ادناه واذا سجد فليقل سبحان ربى الاعلى ثلث مرات وذلك ادناه والمراد ادنى ما
تو تین بار سبحان ربی العظیم کہے اور یہہ ادنی مرتبہ ہے اور جب سجدہ کرے تو تین بار سبحان ربی الاعلی کہے اور یہہ ادنی مرتبہ ہے اور مراد یہہ ہے کہ ادنی درجہ

يحصل به السنة ولذلك يكره النقص عن الثلث وان زاد على الثلث فهو افضل لان الثلث اذا كان الادنى فلا شك
جسمیں سنت ادا ہوجاوے اور اسیلئے تین بار سے کم کہنا مکروہ ہے اور اگر تین بار سے زیادہ کہے تو افضل ہے اسلئے کہ تین مرتبہ جب ادنی درجہ ٹہرا تو بیشک

ان الزيادة على الادنى تكون افضل لكن الامام لا يزيد على الثلث الا برضى الجماعة فاذا زاد برضاهم فالسنة ان يختم
ادنی مرتبہ پر زیادہ کہنا افضل ہوویگا پر امام تین بار سے زیادہ بدون مرضی جماعت کی نہ بڑہاوے پہر جب اونکی مرضی سے زیادہ بڑہادے تو پہر مسنون یہہ ہے کہ طاق پر

على وتر وهو اما خمس او سبع لان الثلث لما كان الادنى وكان المستحب الايثار فناسب ان يكون الاوسط خمسا والاكمل
ختم کرے اور وہ یا تو پانچ ہے یا سات اسلئے کہ تین مرتبہ جب ادنی ٹہرا اور ایثار بہر حال مستحب ہے تو مناسب ہوا کہ بیچکا درجہ پانچ دفعہ ہو اور کامل مرتبہ

سبعا ويكره للامام ان يعجلهم عن اكمال اقل السنة فى تسبيحات الركوع والسجود وقراءة التشهد لكن لو رفع الامام راسه
سات دفعہ اور امام کو مکروہ ہے کہ جلدی کر کر قوم کو ادنی مرتبہ سنت کا رکوع اور سجود کی تسبیحات میں اور تشہد کی پڑہنے میں پورا نکرنے دے لیکن اگر امام رکوع اور سجود میں سے

من الركوع والسجود قبل ان يسبح المقتدى ثلثا فانه يتابع واما لو قام الامام من القعدة الاولى الى الركعة الثالثة قبل ان
اس سے پہلے سر اوٹہادے کہ مقتدی تین بار تسبیح کہے تو مقتدی متابعت ہی کرے ہاں اگر امام قعدۂ اولی سے تیسرے رکعت کی لئے اس سے پہلے کہڑا ہوجاوے

يتم

يتم المقتدي التشهد فانه يتمه ثم يقوم وان قام قبل ان يتمه يجوز وكذا لو سلم الامام في القعدة الاخيرة قبل ان

کہ مقتدی تشہد پورا کرلی تو اب مقتدی تشہد پورا کری پھر کھڑا ہوا اور اگر پورا کرنی سی پہلی کھڑا ہو جاوی تو بھی جایز ہی اور ایسی ہی اگر امام قعدۂ اخیرہ میں اس سی پہلی

يتم المقتدي التشهد فانه يتمه ثم يسلم وان سلم قبل ان يتمه يجوز ولو سلم الامام قبل اتيان المقتدي بالصلوة

سلام پھیر دی کہ مقتدی تشہد پورا کری تو اب مقتدی تشہد پورا کری پھر سلام پھیری اور اگر تشہد پورا کرنی سی پہلی سلام پھیر دی تو بھی جایز ہی اور اگر امام نی سلام اس سی پہلی پھیرا

والدعاء يتابعه لانها سنة بخلاف التشهد فانه واجب المجلس الخامس والخمسون في بيان صلوة

اور دعا پڑھی تو اب امام کی متابعت ہی کری اسواسطی کہ یہ سنت ہی برخلاف تشہد کی کہ یہ واجب ہی مجلس پچپن نماز جنازہ

الجنازة وكيفيتها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صليتم على الميت فاخلصوا له الدعاء هذا الحديث من حسان

اور اوسکی کیفیت کی بیان میں رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جب تم مردہ پر نماز پڑھو تو اوسکی لئی خالص دعا کرو یہہ حدیث مصابیح کی حسن

المصابيح رواه ابو هريرة وقد ذكر فيه الصلوة على الميت مع اخلاص الدعاء له فيها فلا بد من معرفتها وهي فرض كفاية لقوله تعالى

حدیثوں میں سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور بیشک اسمین نماز جنازہ کا ذکر ہی کہ اوسمین مردہ کی واسطی خالص دعا ہو سو اوسکی معرفت ضرور ہی اور وہ بدلیل اس آیت کی فرض کفایہ ہی

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ فانه تعالى امر بها في هذه الاية فتكون فرضا وانما كانت فرضيتها على الكفاية

اور نماز پڑھ اون پر بیشک تیری نماز اونکی لئی آسودگی ہی کیونکہ الله تعالی نی اوس نماز کا اس آیت میں امر فرمایا تو فرض ہوگئی اور اوسکی فرضیت علی الکفایہ اس لئی ہی

لان في ايجابها على الجميع استحالة او حرجا فاكتفي بالبعض ولو كان واحدا لكن الافضل ان تكون بالجماعة ويقصد

کہ تمام خلق پر واجب کرنی میں تو بہت دشواری اور حرج ہی لاچار بعض پر اکتفا کیا گیا اگرچہ ایک ہی شخص ہو پر افضل یہہ ہی کہ نماز جنازہ جماعت سی ہو اور جتنی

كثرتهم لما روي عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال ما من رجل يموت فيقوم على جنازته اربعون رجلا

زیادہ ہو سو بہتر اسواسطی کہ ابن عباس کی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جو شخص مر جاوی پھر اوسکی جنازہ پر چالیس مرد مؤمن جو

لا يشركون بالله شيئا الا شفعهم الله فيه وفي حديث اخر رواية ام المؤمنين عائشة انه عليه الصلوة والسلام

کچھہ شرک نہین کرتی ہین کھڑی ہوں پھر الله اونکی شفاعت اوسکی حق مین مان ہی لیتا ہی اور ایک اور حدیث میں ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی ہی کہ نبی علیه الصلوة والسلام نی

قال ما من ميت يصلي عليه امة من المسلمين يبلغون مائة كلهم يشفعون له الا شفعهم الله فيه وسبب

فرمایا جو مردہ کہ اوسپر ایک جماعت مسلمانوں کی جو سو تک پہنچ جاوی نماز پڑھی وہ سب اوسکی شفاعت کریں تو اونکی شفاعت اوسکی حق میں الله قبول کرتا ہی اور وجوب

وجوبها للميت لاضافتها اليه اذ يقال صلوة الجنازة وشرط صحتها شرائط الصلوة واسلام الميت وطهارته

اس نماز کا میت کی لئی اسواسطی ہی کہ میت کی طرف منسوب ہی کیونکہ صلوة الجنازہ کہلاتی ہی اور اسکی صحت کی لئی نماز کی سی شرطین ہیں اور مردہ کا مسلمان اور پاک

وكونه امام المصلي وركنها القيام عند عدم العذر واربع تكبيرات والدعاء الا ان الامام يتحمله عن المسبوق

اور نمازیوں کی سامنی ہونا اور اس نماز کا رکن قیام ہی اگر کوئی عذر نہو اور چار تکبیریں اور دعا اتنا ہی کہ امام مسبوق کی طرف سی کافی ہو جاتا ہی

فانه اذا خشي ان ترفع الجنازة يترك الدعاء ويكتفي بالتكبيرات ولو ترك واحدة من هذه التكبيرات لا يجوز

چنانچہ جب یہہ خوف ہو کہ جنازہ اوٹھا لینگی تو دعا موقوف رکھی اور تکبیرات ہی پر اکتفا کری اور اگر کوئی ان چاروں تکبیرات میں سی ایک کو بھی ترک کر دیگا تو اوسکی نماز

صلوته لكون كل تكبيرة منها قائمة مقام ركعة ولهذا قيل اربع كاربع الظهر ومحل الدعاء ينبغي ان يكون بعد

جایز نہوگی اسواسطی کہ اسمین ہر ایک تکبیر قایم مقام ایک ایک رکعت کی ہی اور اسیلئی کہا کرتی ہیں یہہ چاروں جیسی ظہر کی چاروں اور دعا کا محل مناسب یہہ ہی کہ تین تکبیروں

ثلث تكبيرات لكون البداية بالثناء على الله تعالى ثم بالصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم سنة الدعاء وارجى

کی بعد ہو اسواسطی کہ اول الله تعالی کی ثنا پھر نبی صلی الله علیه وسلم پر درود دعا کا طریقہ اور بڑا بھروسا

للقبول فيلزم ان يكون بعد التكبيرة الاولى الثناء على الله تعالى كما في سائر الصلوات وبعد التكبيرة الثانية الصلوة

قبولیت کا ہی اس لئی لازم یہہ ہی کہ پہلی تکبیر کی بعد الله کی ثنا ہووی چنانچہ تمام نمازوں میں پڑھتی ہی اور دوسری تکبیر کی بعد نبی صلی الله علیه پر

على النبي صلى الله عليه وسلم كما في ما بعد التشهد وبعد التكبيرة الثالثة الدعاء لنفسه وللميت ولسائر المؤمنين

درود ہووی جیسی تشہد کی بعد پڑہتی ہین اور تیسری تکبیر کی بعد دعا اپنی حق مین اور مردہ کی لئی اور تمام مؤمنین کی واسطی

وبعد التكبيرة الرابعة التسليم وليس بعدها دعاء سوى السلام لانه اوان التحلل وذلك بالسلام لا غير وينوي

اور چوتہی تکبیر کی بعد سلام اور اسکی بعد سواء سلام کی کوئی دعا نہین ہی اسلئی کہ اب وقت نماز سی فارغ ہونیکا ہی سو یہی فقط سلام سی فارغ ہوتی ہین اور

به الميت مع القوم وصفة الدعاء ان يقول اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا

سلام مین قوم سمیت مردہ کی نیت کری اور دعا یہہ پڑہی الٰہی بخشدی ہماری جیتی کو اور مردہ کو اور ہماری حاضر اور غائب کو اور چہوٹی اور بڑی کو

وذكرنا وانثانا اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان وخص هذا

اور مرد اور عورت کو الٰہی ہم مین سی جسکو تو زندہ رکہی تو اوسکو اسلام پر زندہ رکہہ اور ہم مین سی جسکو تو موت دیوی تو اوسکو ایمان پر موت دی اور اس مردہ کو

الميت بالروح والراحة والرضوان اللهم ان كان محسنا فزد في احسانه وان كان مسيئا فتجاوز عنه

ساتہہ آرام اور راحت اور پسندیدگی کی خاص کر الٰہی اگر یہہ نیکوکار ہی تو اسکی بہلائی زیادہ کردی اور اگر گنہگار ہی تو اسکو معاف کر

ولقنه الامن والبشرى والكرامة والزلفى برحمتك يا ارحم الراحمين ويجوز غيره من الادعية اذ ليس له دعاء

اور اسکو امن اور بشارت اور بزرگی اور قربت اپنی رحمت سی عنایت کر ای سب سی زیادہ مہربان اور سواء اس دعا کی اور بہی دعائین جائز ہین اسلئی کہ انمین کوئی دعا

معين وان كان الميت صبيا او مجنونا لا يستغفر لهما اذ لا ذنب لهما بل يقول بعد قوله ومن توفيته منا

معین نہین ہی اور اگر وہ میت بچہ ہو یا دیوانہ ہو تو انکی لئی آمرزش کی دعا نہین چاہئی اسواسطی کہ انکی حق مین کوئی گناہ نہین ہی بلکہ اس قول کی بعد من توفیته منا

فتوفه على الايمان اللهم اجعله لنا فرطا اللهم اجعله لنا اجرا وذخرا اللهم اجعله لنا شافعا ومشفعا برحمتك

فتوفه على الايمان یہہ دعا پڑہی الٰہی اسکو ہماری لئی میر منزل بنادی الٰہی ہماری لئی محنت کا پہل اور سامان بنادی الٰہی اسکو ہماری لئی سفارشی اور سفارش قبول کیا ہوا بنادی اپنی

يا ارحم الراحمين ومن جاء بعد ما كبر الامام للافتتاح لا يكبر بل يمكث حتى يكبر الامام الثانية فيكبر معه ويكون

رحمت سی ای سب سی زیادہ مہربان اور جو شخص ایسی وقت آوی کہ امام تکبیر تحریمہ کہہ چکا ہو تو بہہ ابہی تکبیر شروع کری بلکہ اتنی ٹہرا رہی کہ امام دوسری تکبیر کہی پس امام کی ساتہہ تکبیر کہی

هذا التكبير في حقه تكبيرة الافتتاح فيصير مسبوقا بتكبيرة فاذا سلم الامام يقضيها قبل ان ترفع الجنازة و

یہہ تکبیر اسکی حق مین بجای تکبیر تحریمہ کی ہوگی سو یہہ شخص بلحاظ اس تکبیر کی مسبوق ہوگا جب امام سلام پہیری تو اوسکو جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اور

ان جاء بعد ما كبر الامام تكبيرتين لا يكبر حتى يكبر الامام الثالثة فيكبر معه فيصير مسبوقا بتكبيرتين فاذا سلم

اگر ایسی وقت آیا کہ امام دو تکبیر کہہ چکا ہی تو بہی اتنی تکبیر نہ کہی کہ امام تیسری تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی اب دو تکبیروں کا مسبوق ہودیگا پہر جب امام سلام پہیری

الامام يقضيهما قبل ان ترفع الجنازة وان جاء بعد ما كبر الامام ثلثا لا يكبر حتى كبر الامام الرابعة فيكبر معه فيصير

تو دو تو تکبیرین جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام تین تکبیر سی فارغ ہو چکا تو بہی تکبیر نہ کہی اتنی کہ امام چوتہی تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی سو یہہ شخص

مسبوقا بثلث تكبيرات فاذا سلم الامام يقضيهن متوالية بلا دعاء قبل ان ترفع الجنازة اذ لو رفعت قبل

تین تکبیروں کا مسبوق ہوگا پہر جب امام سلام پہیری تو تکبیرین پی درپی بغیر دعا کی جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اسواسطی کہ اگر جنازہ تکبیرین پوری ہونی سی پہلی

اتمامهن تبطل صلاته وان جاء بعد ما كبر الامام الرابعة فقد فاته صلوة الجنازة بخلاف من كان حاضر

اوٹہالین گی تو اوسکی نماز باطل ہوجاویگی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتہی تکبیر کہہ چکا تو اوسکی لئی جنازہ کی نماز فوت ہوئی برخلاف اوسکی جو حاضر صف مین

قائما بالصف ولم يكبر مع الامام لغفلته او لكونه مشغولا بالنية فانه يكبر ولا ينتظر تكبير الامام لانه

کہڑا ہو پر امام کی ساتہہ بسبب غفلت کی یا نیت کی مشغلی سی تکبیر نہ کہنی پایا سو یہہ شخص تکبیر کہی امام کی تکبیر کہنی کا منتظر نہ رہی کیونکہ یہہ شخص

بمنزلة المدرك لتلك التكبيرة اذ لا يمكنه ان يكبر معه الا بحرج وان لم يكبر الاولى حتى يكبر الامام الثانية

گویا اس تکبیر کا مدرک ہی اسواسطی کہ یہہ امام کی ساتہہ بدون حرج کی تکبیر نہین کہہ سکتا اور اگر اسنی تکبیر اولی نہ کہی اتنی کہ امام نی دوسری تکبیر کہدی۔

يكبر

يكبر مع الامام ولا يكبر للاولى حتى يسلم الامام لانه لو كبر للاولى يكون قضاء والمسبوق لا يشتغل بقضاء ما قد سبق

تو اب امام کی شامل تکبیر کہی اور تکبیر اولی نہ کہی جبتک کہ امام سلام پہیری اسلئے کہ اگر اب تکبیر اولی کہیگا تو قضا ہووی گی اور مسبوق کو گذشتہ کی قضا میں امام کی فراغت سی

قبل فراغ الامام وان لم يكبر حتى يكبر الامام اربعا يكبر هو للافتتاح قبل ان يسلم الامام واذا سلم الامام يكبر ثلاثا

پہلی نہ لگنا چاہیے اور اگر تکبیر اولی نہ کہی تہی کہ امام نی چاروں پوری کر دیں تو اب یہہ شخص امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی اور جب امام سلام پہیری تو تینوں تکبیریں

متتابعا بلا دعاء قبل ان ترفع الجنازة وان كبر مع الامام التكبيرة الاولى ولم يكبر الثانية والثالثة يكبرهما ثم يكبر

پی در پی بدون دعا کی جنازہ کی اوٹھنی سی پہلی کہوی اور اگر امام کی ساتھ تکبیر اولی تو کہی دوسری اور تیسری تکبیر نہ کہی تو پہلی یہہ دونو تکبیریں کہی پہر امام کی ساتھ

مع الامام الرابعة وقال ابو يوسف من جاء بعد ما كبر الامام تكبيرة الافتتاح يكبر كما جاء ولا ينتظر التكبيرة الثانية

چوتھی تکبیر کہی اور امام ابو یوسف کہتی ہیں جو شخص ایسی وقت آیا کہ امام تکبیر کہہ چکا تو آتی ہی تکبیر کہہ کر شامل ہو جاوی دوسری تکبیر کا منتظر نرہی

قال ابراهيم الحلبي في شرح المنية وبقوله نأخذ وان جاء بعد ما كبر الامام الرابعة يكبر للافتتاح قبل ان يسلم

ابراہیم حلبی منیہ کی شرح میں کہتا ہے اور ہم نی انکا ہی قول لیا ہی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتھی تکبیر کہہ چکا تو امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی،

الامام واذا سلم يقضي ثلث تكبيرات عنده قال ابراهيم الحلبي وعليه الفتوى ومن دفن قبل ان يصلى عليه يصلى

اور جب امام سلام پہیری تو تینوں تکبیریں قضا کری امام ابو یوسف کی نزدیک ابراہیم حلبی کہتا ہی اور اسیہی پر فتوی ہی اور جو مردہ نماز جنازہ سی پہلی دفن ہو گیا ہو تو اوسکی

على قبره ما لم يتفسخ اقامة للواجب بقدر الامكان والمعتبر في معرفة عدم تفسخه اكبر الراي على الصحيح لانه

قبر پر نماز پڑہیں جبتک یکسا نہو تا بقدر امکان واجب ادا ہو جاوی اور یکسنی اور نہ یکسنی کی باب میں صحیح مذہب پر غالب رای معتبر ہی اسلئی کہ یہہ حالت

يختلف باختلاف الازمان من الحر والبرد وباختلاف حال الميت من السمن والهزال واولى الناس بالامامة في الصلوة

باعتبار اختلاف زمانہ گرمی اور جاڑی کی اور باعتبار اختلاف حال مردہ کی موٹاپی اور دُبلی پن میں یکساں نہیں ہوتی اور نماز جنازہ کی امامت کی

عليه السلطان ان حضر ثم القاضي ثم امام الحي ثم الولي على ترتيب العصبات في الارث فان سبب العصوبة فيه

سلطان ہی اگر بروقت موجود ہو پہر قاضی پہر امام قوم کا پہر ولی ترتیب عصبات وراثت کی اعتبار سی بیشک سبب عصوبت کا ارث میں

اولا البنوة ثم الابوة ثم الاخوة ثم العمومة واذا انتهى الحق اليه يجوز له ان ياذن لغيره ان يصلي عليه وليس لغيره

اول بنوت ہی پہر ابوت پہر اخوت پہر عمومت اور جب امامت کسیکا حق ٹہر چکی تو اوسکو اختیار ہی کہ امامت کی لئی اور کسیکو اجازت دیدی اور اور کسیکو

ان يصلي بغير اذنه وان صلى غيره بغير اذنه فله ان يعيد ان شاء وبعد ما صلى عليه هو او من كان مقدما عليه من

بی اختیار نہیں ہی کہ اوسکی بی اجازت نماز پڑہا دی اور اگر غیر شخص نی بی اجازت نماز پڑہا دی تو ولی کو اختیار ہی اگر چاہی تو آپ پہر پڑہ لی اور اگر ولی یا جو ولی سی

السلطان او غيره لا يصلي عليه غيره اذ بصلوة من هو اولى يتادى حق الميت ويسقط فرض صلوة الجنازة فلو صلى عليه غيره

سلطان وغیرہ نماز پڑہ چکا ہو تو اب کسیکو اختیار اعادہ کا باقی نہیں ہی اسواسطی کہ بسبب نماز پڑہنی ایسی کی جو واسطی ادا رحق میت کی اولی ہی فرضیت نماز جنازہ کی ادا ہو چکی اب جو

بعده يكون نفلا والتنفل بها غير مشروع ولهذا من صلى عليه مرة قبل اذن الولي لا يصلي عليه مرة اخرى مع الولي ولو

بعد اسکی اور کوئی نماز پڑہیگا تو نفل ہو گی اور نفل نماز جنازہ کی شرع سی ثابت نہیں ہی اور اسیہی لئی جو شخص ایکبار بدون اجازت ولی کی نماز جنازہ پڑہ چکا ہو تو دوسری دفعہ ولی کی

اوصى بان يصلي عليه فلان فالوصية باطلة وليس له ان يصلي عليه الا برضى وليه وان لم يكن له ولي فالجيران اولى

اور اگر مردہ نی وصیت کی ہو کہ میری نماز جنازہ فلانا شخص پڑہ دی تو یہہ وصیت باطل ہی اوس فلانی کو بدون رضا مندی ولی کی اختیار نہیں ہی اور اگر میت کا کوئی ولی نہیں ہی تو ہمسایہ اولی ہیں

ويقوم الامام بحذاء صدر الميت ذكرا كان الميت او انثى لان الصدر اشرف الاعضاء في البدن لكونه معدن القلب الذي

اور امام میت کی سینہ کی مقابل کہڑا ہو مردہ مرد ہو یا عورت ہو اسلئی کہ سینہ بدن میں سب اعضا سی اشرف ہی اسواسطی کہ سینہ میں دل ہی

فيه نور الايمان فيكون القيام بازائه اشارة الى ان الشفاعة له انما يكون لاجل ايمانه ليعفو ربه عن عصيانه

جسمیں ایمان کا نور ہوتا ہی اب اوسکی مقابل کہڑی ہونا میں یہہ اشارہ ہی کہ شفاعت اس مردہ کی اس ایمان کی واسطی ہی تاکہ اوسکی خطاؤں سی پروردگار درگذر کری

ولو وضعوا راس المیت متایلی یسار الامام یجوز لکن لو تعمدوه یکونون مسیئین ویستحب ان یصفوا ثلثة صفوف
اور اگر قوم نے میت کا سر امام کی بائیں ہاتھ کی متصل کر دیا تو جایز ہے پر اگر ایسا قصداً ایسا کیا تو سب خطاوار ہیں اور مستحب ہی کہ تین صفیں بنا دیں
حتی لو کانوا سبعة یتقدم احدهم للامامة ویقف ثلثة وراءه واثنان وراءهم وواحد وراءهما وافضل
یہانتک کہ اگر ہمراہی لوگ سات ہوں تو ایک شخص امامت کیلئے آگے بڑھے اور تین آدمی اوسکے پیچھے کھڑے ہوں اور دو انکے پیچھے اور ایک ان دو کے پیچھے اور
الصفوف فی صلوة الجنازة اخرها وفی سائر الصلوات اولها ولو حضر المیت صبیحة یوم الجمعة یکره تاخیره الی
نماز جنازہ کی تمام صفوں میں افضل پچھلی صف ہوتی ہی اور اور تمام نمازوں میں اول صف افضل ہی اور اگر جنازہ جمعہ کے دن صبح کی وقت تیار ہو گیا تو پھر جمعہ کی وقت تک تاخیر کرنا
وقت الجمعة لیصلی علیه جمع عظیم بعد الجمعة ولا یجوز الصلوة علیه عند طلوع الشمس وعند استوائها
تاکہ اوس پر جمعہ کی بعد انبوہ کثیر نماز پڑھے یہ مکروہ ہے اور نماز جنازہ طلوع آفتاب کے وقت اور زوال کے وقت
وعند غروبها ان حضر قبل هذه الاوقات وان حضر فیها یجوز من غیر کراهة لانها تودی کما وجبت لان
اور غروب کی وقت جائز نہیں ہی اگر جنازہ اون اوقات سی پہلی موجود ہو چکا ہو اور اگر ان ہی اوقات میں آیا ہو تو بلا کراہت جائز ہی اسلئے کہ جیسی واجب ہوئی ویسی ادا ہوئی اسواسطے
الوجوب بالحضور وهو افضل والتاخیر مکروه لقوله علیه السلام لا تؤخرن وذکر منها الجنازة ولو حضر بعد
کہ جنازہ کی موجود ہونے سی نماز واجب ہوتی ہی اور یہ افضل ہی اور تاخیر مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی دیر کر نکرنا اور اوسمیں جنازہ کو ذکر فرمایا اور اگر جنازہ بعد
غروب الشمس یبدأ بالمغرب ثم بصلوة الجنازة ثم بسنة المغرب وقیل یقدم سنة المغرب ایضا ویکره الصلوة علی
غروب آفتاب کی موجود ہو تو پہلی مغرب کے فرض پڑھیں پھر جنازہ کی نماز پڑھیں پھر مغرب کی سنتیں پڑھیں اور کوئی کہتا ہی مغرب کی سنتیں بھی پہلی پڑھیں اور جنازہ کی نماز مسجد میں
الجنازة فی المسجد ان کانت الجنازة فیه وان کانت الجنازة والامام وبعض القوم خارج المسجد والباقی فیه
مکروہ ہے اگر جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر جنازہ اور امام اور کچھ لوگ مسجد سے باہر ہوں اور باقی مسجد میں ہوں
لا یکره ولو کان الامام علی غیر طهارة والقوم علی طهارة تعاد الصلوة لعدم صحتها واما لو کان الامام علی طهارة
تو مکروہ نہیں ہے اور اگر امام بے وضو ہو اور تمام قوم باوضو ہو تو نماز دوبارہ پھر پڑھیں اسلئے کہ وہ نماز صحیح نہیں ہوئی اور اگر امام باوضو ہو
والقوم علی غیر طهارة فلا تعاد لان صلوة الامام صحیحة وبها یتم حق المیت ویسقط فرض صلوة الجنازة لعدم
اور قوم تمام بے وضو ہوں تو اعادہ نہیں ہے اسلئے کہ امام کی نماز صحیح ہو گئی ہی اور اوسمیں میت کا حق ادا ہو گیا اور فرضیت نماز جنازہ کی ذمہ سی ساقط ہو گئی
کون الجماعة شرطا فیها وان لم یوجد من یصلی علیه من الرجال وصلت علیه النساء وحدهن جماعة یجوز
کیونکہ اس نماز میں جماعت شرط نہیں ہی اور اگر مردوں میں سی کوئی نماز پڑھنے والا میسر نہوا اور نری عورتوں نے جماعت کرکے ادا پڑھی تو جائز ہے
وان امت المرأة الرجال فیها لا تعاد لان صلوة الرجال وان کانت فاسدة لکن صلوتها صحیحة وبها یتم حق المیت
اور اگر عورت نے نماز جنازہ میں مردوں کی امامت کی تو اعادہ نہیں ہے اسلئے کہ مردوں کی نماز اگرچہ فاسد ہوئی پر اوس عورت کی نماز تو صحیح ہوئی اور اوسی سے میت کا حق پورا ہو گیا
ویتادی فرض صلوة الجنازة فلا تعاد لان تکرارها غیر مشروع عندنا ومن ولد وظهر منه عند ولادته
اور نماز جنازہ کی فرضیت ادا ہو گئے پھر اعادہ نہو گا اسلئے کہ اسکا تکرار شرع میں ہمارے نزدیک جائز نہیں ہے اور جو بچہ پیدا ہو وے اور پیدا ہوتے ہوے
دلیل علی حیوته من رفع صوت او تحریک عضو یسمی ویغسل ویصلی علیه وان لم یظهر منه عند ولادته
کوئی نشان زندگی کا معلوم ہووے جیسے رونے کی آواز یا کسی عضو کا ہلانا تو اوسکا نام رکھینگے اور نہلاوینگے اور نماز جنازہ پڑھینگے اور اگر پیدا ہوتے ہوے
دلیل علی حیوته لا یصلی علیه واختلف فی تسمیته وغسله والمختار انه یسمی ویغسل ویدرج فی خرقة
کوئی نشان زندگی کا ظاہر نہوا تو اوس پر نماز جنازہ نپڑھیں گی اور اوسکی نام معین کرنے اور نہلانے میں اختلاف ہے اور مختار یہ ہی کہ نام رکھیں اور نہلا دیں اور کپڑے میں لپیٹ کر
ویدفن تکریما لبنی آدم ولو سبی صبی ومات ان لم یسب معه احد ابویه یصلی علیه لکن انه تبع السابی
واسطی تعظیم بنی آدم کی دفن کردیں اور اگر لوٹ میں بچہ پکڑا آوے اور مرجاوے تو اگر اوسکی ساتھ اوسکا ماں باپ کوئی پکڑا نہیں آیا ہو تو نماز پڑھیں کیونکہ اب گرفتار کرنے والے کا

والدار وان سبى مع احد ابويه لا يصلى عليه لكونه كافرا تبعا لمن سبى معه من احد ابويه الا ان يقر هو بالاسلام وهو
یا مال غنیمت ہے اور اگر وہ کسی ماں یا باپ کے ساتھ گرفتار ہوا ہی تو نماز نہ پڑہیں کیونکہ وہ ماں باپ میں سے کسی کے ساتھ گرفتار ہوا ہے اوسکی تبعیت میں کافر ہے مگر وہ بچہ اسلام کا اقرار کرتا ہوا اور
يعقل صفته المذكورة في قوله عليه الصلوة والسلام لجبريل عليه السلام حين ساله عن الايمان ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه و
اسلام کی صفت جو اس حدیث میں مذکور ہی جانتا ہو کہ نبی علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے جب وے نبی علیہ السلام سے صفت ایمان کی پوچھی تو فرمایا کہ یقین کرے تو اللہ کا اور اوسکی
رسله واليوم الآخر وبالقدر خيره وشره او يسلم من سبى معه من احد ابويه فحينئذ يصلى عليه اذ قد جاء فيه الخبر ان الولد
رسولوں کا اور قیامت کے دن کا اور نیک و بد کی اندازہ کرنیکا یا اوسکا ماں یا باپ جسکے ساتھہ گرفتار ہوا ہی مسلمان ہوجاوے تو اب وسپر نماز پڑہیں اسلئے کہ اس باب میں حدیث ہی کہ بچہ
يتبع خير الابوين دينا وان مات في دار الاسلام بعد موت ابيه فيها لا يصلى عليه لتقرر التبعية بموت ابيه ومن مات في السفينة
ماں باپ میں سی باعتبار دین کے اچھے کا تابع ہوتا ہی اور اگر وہ بچہ دار الاسلام میں بعد مرنے اپنے باپ کے دار الاسلام میں مر جاوے تو اوسپر نماز نہ پڑہیں کیونکہ باپ کی موت سے اوسکی تبعیت قرار پا چکی اور جو شخص جہاز میں مر جاوے
ولم يكن في قربها ارض يغسل ويكفن ويصلى عليه ويلقى في البحر ومن قتل في حد او قصاص يغسل ويصلى عليه لما روي ان ماعزا
اور کہیں قریب جہاز کے زمین نہ ملی تو غسل دیکر اور کفنا کر اور نماز پڑہکر دریا میں ڈالدیں اور جو شخص حد یا قصاص میں مارا جاوے تو اوسکو نہلاوین اور اوسپر نماز پڑہیں کیونکہ روایت ہی کہ ماعز کو
لما رجم جاء عمه الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله قتل ماعز كما يقتل الكلاب فماذا تامرني اصنع به فقال النبي عليه الصلوة
جب رجم کیا تو اوسکے چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پوچھا کہا یا رسول اللہ ماعز کتی کی موت مارا گیا اب جو حکم ہو سو کروں پس نبی علیہ الصلوة
والسلام لا تقل هذا لانه تاب توبة لو قسمت على اهل الارض لوسعتهم اذهب فاغسله وكفنه وصل عليه ومن يقتل من
والسلام نے فرمایا یہہ مت کہہ کیونکہ اوسنے تو ایسی توبہ کی ہی اگر تمام روی زمین کی باشندوں پر تقسیم ہو تو سبکو کافی ہو جا اوسکو نہلا اور کفن دی اور نماز پڑہ اور جو شخص
البغاة وقطاع الطريق لا يغسل ولا يصلى عليه لما روي ان عليا رضي الله عنه لم يغسل البغاة ولم يصل عليهم فقيل له اهم
باغیوں میں سی یا رہزنوں میں سی مارا جاوی تو نہ غسل دیں اور نہ اوسپر نماز پڑہیں کیونکہ روایت ہی کہ علی رضی اللہ عنہ نے نہ باغیوں کو غسل دیا اور نہ نماز پڑہی پہر کسینے اونسے پوچھا
كفار فقال لا بل هم بغوا علينا اشار الى انه انما ترك غسلهم والصلوة عليهم لبغيهم ليكون عقوبة لهم وزجرا لغيرهم قيل هذا
یہہ کافر ہیں جواب دیا نہیں بلکہ یہہ ہم پر باغی ہیں یہہ اشارہ ہی کہ انکا غسل اور نماز بغاوت کے لئے ترک کی ہی تاکہ انکو سزا اور اوروں کو خوف ہو کوئی کہتا ہے
في حق من يقتل في حال المحاربة قبل ان تضع الحرب اوزارها الا لمن يقتل بعد ثبوت يد الامام عليه فانه يغسل ويصلى عليه قال
یہہ سزا اوسی کی حق میں ہی جو عین جنگ میں اوسکے موقوف ہونے سے پہلے مارا جاوے اوسکی سزا نہیں جو بعد قابض ہونے امام کے مارا جاوی ایسی کو غسل دیں اور نماز پڑہیں کہتی
الزيلعي هذا التفصيل حسن اخذ به الكبار من المشائخ ومشائخنا جعلوا حكم المقتولين بالعصبية حكم اهل البغي وكذلك حكم
زیلعی کہ یہہ فرق خوب ہی اسکو بڑے بڑے مشائخ نے اختیار کیا ہے اور ہمارے مشائخ نے معصیت کے مقتولوں کو ف باغیوں میں داخل کیا ہی اور ایسے ہی جو شخص
الواقفين الناظرين اليهم اذا اصابهم حجر او سهم وماتوا في تلك الحالة لا يصلى عليهم وان ماتوا بعد تفرقهم يصلى عليهم ومن يقتل
کہڑے ہوکر باغیوں کا تماشا دیکھیں اگر اوسکو پتہر یا تیر جا لگی اور اسی حالت میں مر جاوے تو اسپر ہی نماز نہ پڑہیں اور اگر بعد چلے جانیکے مرے تو اونپر نماز پڑہیں اور جو شخص اپنے
نفسه عمدا يصلى عليه عند ابي حنيفة ومحمد وهو الاصح لانه وان كان باغيا على نفسه ... ساع في الارض بالفساد
تئیں عمدا آپ قتل کرے طرفین کی نزدیک اوسپر نماز پڑہیں اور یہہ بات صحیح ہی اسواسطی کہ اگرچہ یہہ شخص اپنی جان پر باغی ہے پر اوسنے ملک میں کچہہ فساد نہیں پہیلایا
بل هو فاسق كسائر فساق المسلمين ومن يقتله السبع او يحترق بالنار او يتردى من الجبل او يموت تحت هدم ...
بلکہ فاسق ہی جیسے اور مسلمان فاسق ہوتی ہیں اور جسکو درندہ پہاڑ ڈالی یا آگ میں جل جاوی یا پہاڑ پر سے گرکر [illegible]
... يقتله اهل الحرب واهل البغي او قطاع الطريق ولم يكن جنبا ... عليه ويدفن بدمه ...
... یا رہزن مار ڈالیں اور وہ جنب نہو تو اوسکو غسل نہ دیں [illegible]
... العالمين ... والخف ... فان كان ما عليه من الثياب ... كفن السنة يزاد عليه
... اور اگر اوسکے بدن کی کپڑی مقدار کفن مسنون سے کمتر ہوں تو زیادہ کر دیں

وان کان زائدا ینقص منه مراعاة للسنة ولا یصلّی علی عضو الا اذا کان فی حکم الکل بان یوجد اکثر المیت او

اور اگر بڑہتی ہو تو واسطی رعایت سنت کی کم کردین اور مقتول کی عضو پر نماز نہین ہی مگر جب ہی کہ وہ عضو کل کی حکم مین ہو اسطور کہ آدہی سی زیادہ ہو یا

نصفه مع راسه بخلاف ما لو وجد راسه او نصفه مشقوقا بالطول فانه لا یغسل ولا یصلی علیه والمصلوب

سر سمیت آدہا ہو برخلاف اوس مقتول کی جسکا فقط سر ہی یا نہ آدہی یا آدہا طول کی جانب سی چرا ہوا ہو ایسیکی لئی نہ غسل ہی اور نہ نماز اور سولی دیا ہوا

یترك علی خشبته ثلثة ایام عقوبة له وزجر الغیره ثم لما تم له ثلثة ایام یخلی بینه وبین اهله لیدفنوه ولو

تین دن تک سولی پر لٹکا رہی اوسکی یہی سزا ہی اور اورون کی لئی خوف پہر جب تین دن پوری ہو جاوین تو اوسکی وارثون کو اجازت دین تاکہ اوسکو دفن کرین اور اگر

مات کافر ولم یکن له ولی من الکفار وله قریب مسلم یغسله القریب المسلم ویدفنه لما روی ان علیا لما مات ابوه

کوئی کافر مر جاوی اور اوسکا کوئی کافر وارث نہو اور اوسکا سگا مسلمان ہو تو وہ ہی مسلمان اوسکو غسل دی کر داب دی کیونکہ روایت ہی کہ علی جب اونکا باپ مر گیا

جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ان عمك الضال قد مات فقال له النبی صلی الله علیه وسلم

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئی عرض کیا یا رسول اللہ آپکا چچا گمراہ مر گیا آپ نی فرمایا

اذهب فاغسله وکفنه وواره لکن لا یغسل کغسل المسلم بل یصب علیه الماء ویغسل غسل الثوب النجس من

جا اوسکو نہلا اور کفنا کر داب دی پر اوسکو مسلمانون کی طرح نہ نہلاوین بلکہ اوسپر پانی بہا دین جیسی گندہ کپڑی کو دہوتی ہین

غیر وضوء ولا بدایة من التیامن ویلف فی خرقة من غیر مراعاة سنة الکفن ویحفر حفرة من غیر لحد ویلقی فیها

نہ تو وضو کرائین اور نہ دہنی طرف سی شروع کرین پہر کپڑی مین لپیٹین کفن مین کچہ رعایت سنت کی نہ کرین اور گڑہا بدون لحد کی کہود کر ڈالین

ولا یوضع ویجوز دفعه الی اهل دینه وان کان له ولی من الکفار لا ینبغی للمسلم ان یتولی امره بل یخلی بینه وبینهم

اور مردہ کی طرح نہ دفنا ئین اور جائز ہی کہ اوسکا لاشہ اوسکی ملت والون کو حوالہ کردین اور اگر کفار مین سی کوئی اوسکا وارث ہو تو اب مسلمان کو نہین چاہیی کہ اوسکی کاروبار کا ذمہ دار ہو

لیصنعوا به ما یصنعون بموتاهم هذا اذا لم یکن کفره بالارتداد واما اذا کان کفره بالارتداد فلا یدفع الی اهل

جسطور اپنی مردون کو کرتی ہون سو اوسکو کرین یہہ جب ہی کہ اوسکا کفر ارتداد کا نہو اور اگر وہ مرتد ہو کر کافر ہوا ہی تو اوسکی ملت والون کو جنکی دین مین

الدین الذی انتقل الیه بل یلقی فی حفرة کالکلب بلا غسل ولا کفن یسر نا الله تعالی النجاة من زوال الایمان بلطفه وکرمه

ملگیا ہی نہ دیوین بلکہ کتی کی مثال بی غسل اور بی کفن کہڑی مین ڈالدین الٰہی ہمکو زوال ایمان سی بچا اپنی لطف و کرم سی آسان کر

المجلس السادس والخمسون فی بیان قوله علیه السلام من کان اخر کلامه

مجلس چھپن اس حدیث کی بیان مین جسکی آخر کلام

لا اله الا الله دخل الجنة" قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کان اخر کلامه لا اله الا الله

لا الٰہ الا اللہ ہی وہ جنتی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکا پچھلا بول لا الٰہ الا اللہ ہو

دخل الجنة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه معاذ بن جبل ومعناه ان کل من کان اخر کلامه عند الموت

وہ جنتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی معاذ بن جبل کی روایت سی اور معنی یہہ ہین کہ جسکا آخر کلام مرتی وقت کلمہ توحید ہو

کلمة التوحید یدخل الجنة اما قبل ان یعذب بعفو ذنوبه او بعد ان یعذب بقدر ذنوبه فعلی هذا کل من

وہ جنت میں داخل ہوگا یا تو بی عذاب اگر خطائین معاف ہوئین یا گناہون کی برابر عذاب بہگت کر اس بیان کی موافق

یئس من حیاته ینبغی له ان یکثر الاستغفار ویتوب عن ذنوبه ویستحضر فی ذهنه ان هذا اخر اوقاته

جسکو توقع زیست کی نرہی تو اوسکو چاہیی کہ استغفار بہت کیا کری اور اپنی گناہون سی توبہ کری اور اپنی دلمین یہی خیال رکہی کہ دنیا مین سی میرا یہہ ہی وقت آخر ہی

من الدنیا ویجتهد ان یختمها بخیر ویسارع فی قضاء دینه لئلا یبقی فی قبره مرتهنا بدینه کما اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام

اور یہہ ہمت کری کہ اوسوقت کو خیر پر تمام کری اور جلدی سی اپنا قرض ادا کردی تاکہ قبر کی اندر قرض مین الجھا نہ پڑا رہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی

وقال نفس المؤمن معلقة بدینه حتی یرضی عنه ویبادر فی اداء سائر الحقوق الی اهلها من رد المظالم والودایع والعواری

فرمایا مومن کی جان قرض مین الجہی رہتی ہی جبتک قرض خواہ راضی ہووی اور جلدی سی تمام حقداروں کی حق اداکری تا حق لیا ہوا پہیردی اور امانتین اور مانگی ہوئی چیزین

واستحلال اهله من زوجته ووالدیه واولاده وغلمانه وجیرانه واصدقائه وکل من کان معه معاملة او صحبة

اور اپنی اہل سی یعنی اپنی بیوی اور ماباپ اور اولاد اور غلامون اور ہمسایون اور دوستون سی اور جسکی ساتہہ کچہہ معاملہ ہوتا ہو یا ہمنشینی ہو حق معاف کرالی

ویوصی بما لا یتمکن من ادائه فی الحال حتی لو کان علیه حق من حقوق الله تعالی کالصلوة والزکوة والصوم والحج

اور جو حق کہ بالفعل ادا نہین ہو سکتا اوسکی وصیت کردی یہان تک کہ اگر اوسکی ذمہ حقوق اللہ ہون جیسی نماز اور زکوۃ اور روزی اور حج وغیرہ

وغیرها یجب علیه ان یوصی لهذه الحقوق بثلث ماله ان احتیج الیه وان لم یکن علیه حق من هذه الحقوق لا

تو اسپر واجب ہی کہ واسطی ادا ان حقوق کی تہائی مال مین سی وصیت کردی اگر مال کی حاجت ہووی اور اگر اوسکی ذمہ ایسی حقوق نہین ہین تو اوسپر اور کوئی

یجب علیه الوصیة بل ینبغی له ان ینظر الی حال الورثة فانهم ان کانوا صغارا فالافضل له ترک الوصیة وکذلک

کوئی وصیت واجب نہین ہی بلکہ اوسکو یہہ چاہئی کہ ورثہ کی حال کو لحاظ کری کیونکہ اگر ورثہ بچی ہین تو افضل یہہ ہی کہ وصیت نکری اور ایسی ہی

لو کانوا کبارا وهم فقراء ولا یستغنون بحصتهم من الترکة کان ترک الوصیة افضل له وان کانوا اغنیاء او یستغنون

اگر بالغ ہون لیکن ایسی محتاج کہ ترکہ مین سی اپنا اپنا حصہ لیکر بہی غنی ہو دین تو بہی وصیت نکرنی افضل ہی اور اگر غنی ہون یا ترکہ مین سی

بحصتهم من الترکة فالافضل له ان یوصی باقل من الثلث فیما هو طاعة لا معصیة فیه فیبدأ بمن لیس بوارث من اقاربه

اپنا اپنا حصہ لیکر غنی ہو جا دین تو اب افضل یہہ ہی کہ تہائی مال سی کم کی ایسی وصیت کری جو طاعت ہو اوسمین کوئی معصیت نہو پہر اپنی قرابتیون مین سی ایسی سی شروع کری

ان کانوا فقراء وان لم یکونوا فقراء بل کانوا اغنیاء فبالجیران وقدر الاستغناء عند ابی حنیفة علی ما ذکر فی قضایا الخلاصة والبزازیة اربع

اگر وہ محتاج ہون اور اگر محتاج نہون بلکہ غنی ہون تو ہمسایون سی شروع کری اور مقدار استغنا کی امام ابو حنیفہ کی نزدیک موافق اوسکی جو خلاصہ اور بزازیہ کی وصایا مین مذکور ہی

لکل وارث بعد الوصیة اربعة الاف وعن الفضلی عشرة الاف وبعد الوصیة ینبغی له ان یحسن

کہ وصیت اداکر کر چار ہزار ہریک وارث کی لئی بچ رہین اور فضلی سی یہہ روایت ہی کہ دس ہزار بچتی رہین اور وصیت کرنی کی بعد چاہئی کہ اپنا گمان

ظنه بالله تعالی بانه یرحمه ویغفر ذنوبه ویستحضر فی ذهنه انه حقیر فی مخلوقاته تعالی

جناب الہی مین درست کری کہ مجہہ پر اللہ رحمت ہی کریگا اور میری گناہ معاف ہی کریگا اور اپنی دلمین یہہ خیال کری کہ اوسکی مخلوقات مین سب سی کمینہ ہون

وانه تعالی غنی عن عذابه وطاعته وینبغی له ان یکون مشغولا بقراءة ایات من القران العظیم فی الرجاء

اور اللہ تعالی کو میری عذاب اور طاعت کی کچہہ پرواہ نہین ہی اور چاہئی کہ قرآن شریف کی وہ آیات جنمین رجا اور امیدواری ہی پڑہی

او یقرأها غیره عنده وهو یسمع وکذلک یستقری احادیث الرجاء او یقرأ غیرها عنده و

یا اسکی پاس اور لوگ پڑہین یہہ سنتا رہی اور ایسی ہی رجا کی حدیثین پڑہی یا اور لوگ اسکی پاس پڑہین اور

هو یسمع وحکایات الصالحین واثارهم عند الموت وینبغی له ان یحافظ علی الصلوات الخمس و

یہہ سنتا رہی اور صلحاء کی قصی اور اونکی مرتی دم کی حالات سنی اور اوسکو چاہئی کہ پنجگانہ نماز کی اور

غیرها من وظائف الدین بقدر طاقته فانه اذا عجز عن القیام فی الصلوة یصلی

سوائی اوسکی اور وظائف دین کی طاقت کی موافق محافظت کئی جاوی بیشک اگر وہ نماز مین قیام سی تنگ رہی

قاعدا برکوع وسجود وان لم یقدر علی الرکوع والسجود یصلی بالایماء قاعدا ویجعل سجوده

تو بیٹہہ کر رکوع اور سجود کی ساتہہ پڑہی اور اگر رکوع اور سجود کی قدرت نہو تو بیٹہہ کر اشارہ سی پڑہی اب سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی

اخفض من رکوعه لیحصل الفرق بینهما وان لم یقدر علی القعود یصلی بالایماء

پست کری تاکہ دونوں مین فرق رہی اور اگر بیٹہنی کی قدرت نہو تو کروٹ پر پڑا ہوا اشارہ سی پڑہی

مضطجعا او مستلقيا لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها ويجتنب النجاسات ما استطاع
یا چت لیٹکر پرہی کہ طاعت بقدر طاقت ہوتی ہی اس آیت سی تکلیف نہیں دیتا اللہ کسی کو مگر جو اوسکی گنجائش ہے اور گندگی سی جہانتک ہو سکی بچی
حتی اذا عجز عن استعمال الماء يصلي بالتيمم واذا كان على بدنه او ثوبه او موضع صلوته نجاسة وعجز عن ازالتها يصلي معها
یہانتک کہ پانی استعمال نکر سکے تو تیمم سی نماز پڑہی اور اگر اوسکی بدن پر یا کپڑی پر یا نماز کی جگہہ پر گندگی ہو اور پاک نکر سکے تو ویسی ہی نماز پڑہ لے
ولا يترك الصلوة ولا يؤخرها عن وقتها ما دام عقله ثابتا خوفا من حضور اجل بغتة وقد حصل منه التقصير في اتيان
نہ تو نماز کو بالکل قضا کری اور نہ وقت سی تاخیر کری جبتک کہ اوسکی عقل قایم ہو کیونکہ یہہ خوف ہی کہ ناگاہ موت ایسی وقت نہ آجاوی کہ بقدر طاقت
ما وجب عليه بقدر استطاعته وليحذر من التساهل في ذلك اذ من اقبح القبائح ان يكون اخر عهده من الدنيا التي
واجبات کی ادا کرنی سی قاصر ہو اور اسوقت مین سستی سی حذر کری کیونکہ یہہ بڑی قباحت ہی کہ دنیا مین جو
هو مزرعة الاخرة التفريط فيما وجب عليه او ندب اليه وليجتهد في ختم عمره باكمل الحالات ويوصي اهله واصحابه
آخرت کا کہیت ہی اسکی اخری وقت مین واجبات یا مستحبات کی ادا کی کوتاہی پائی جاوے اور چاہیئے کہ اپنی عمر کو اچھی سی اچھی حالات پر تمام کری اور اپنی اہل اور اصحاب کو
بالصبر والاحتمال على ما يصدر منه في مرضه ويوصيهم بالصبر وترك البكاء عليه ويقول لهم قد صح انه عليه الصلوة
اوس کا م پر جو اوس سی بیماری مین واقع ہوں صبر و تحمل کی وصیت کرے اور وصیت کری کہ صبر کرنا رونا پیٹنا نہین اور اسطور پند کری کہ صحیح روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
والسلام قال الميت يعذب ببكاء اهله عليه فاياكم يا احبائي والسعي في اسباب عذابي ويوصيهم ايضا باجتناب
نی فرمایا ہی میت کو اوسکی اہل کی رونی سی عذاب ہوتا ہی سو اے دوستو میری عذاب مین سعی کرنی سی بچیو اور یہہ وصیت کری کہ ماتم مین
ما جرت به العادة من البدع في الجنائز ويؤكد عليهم ذلك وينبغي له ان يقول في وقت بعد وقت متى رايتم مني تقصيرا
جو جو بدعات رسم ہو رہی ہین ہر گز نکرنی چاہیین اور خوب تاکید کردی اور چاہیئے کہ دم بدم یہہ سمجہاتا رہی جب مجکو تم کوئی قصور
في شيء فنبهوني عليه برفق فاني معرض للغفلة والكسل والاهمال واذا قصرت فنشطوني وعاونوني على اهبة سفري
معلوم ہو تو مجکو نرمی سی جتادیا کرو کیونکہ مین اب غفلت اور کاہلی اور سستی مین مبتلا ہوں اور جب مجسی کوئی قصور ہو تو مجکو بچاؤ اور اس سفر کی سامان پر مدد کرو
هذا فاذا حضر الموت يوجه نحو القبلة على شقه الايمن قال الزيلعي والمختار في زماننا ان يلقى على قفاه وقدماه
پہر جب دم نکلنے لگے تو داہنے کروٹ اوسکا مونہہ قبلہ کی طرف پہیردین زیلعی کہتا ہی مختار اس زمانہ مین یہہ ہی کہ چت لٹا کر اوسکے پانو
الى القبلة ويرفع راسه قليلا ليكون وجهه الى القبلة دون السماء وانما اختير ذلك وان كان الاول سنة لكونه
قبلہ کی طرف کرکر کچہہ تہوڑا سا اوسکا سر اونچا کر دین تاکہ اوسکا منہہ قبلہ کیطرف ہوجاوے آسمان کی طرف نرہی یہہ اسلئی مختار ٹہیرا ہے اگرچہ صورت اول مسنون ہی کہ
ايسر لخروج الروح ويلقن الشهادة لانه موضع يتعرض الشيطان فيه لافساد اعتقاده فيحتاج الى مذكر ومنبه على
واسطی نزع روح کی آسان ہی اور کلمہ شہادت تلقین کرین کیونکہ اس وقت شیطان اوسکا اعتقاد خراب کرنیکو لپٹا رہتا ہے سو اب توحید یاد دلانی والے کے
التوحيد وكيفية التلقين ان يذكر عنده كلمة التوحيد ولا يؤمر بها مخافة ان يضجر ويردها لكون الحال صعبا
حاجت ہی اور تلقین کا طریقہ یہہ ہے کہ اوسکو سنا کر کلمۂ توحید پڑہین اوسکو نہ کہین کہ کلمہ پڑہ یہہ خوف ہی کہ دل تنگ ہو کر رد کردی کیونکہ اوسپر سختی کے
عليه واذا قالها مرة لا تعاد عليه الا ان يتكلم بكلام اخر فحينئذ يلقن مرة اخرى حتى يكون اخر كلامه كلمة التوحيد
وقت ہی اور جب وہ ایک بار ہی پڑہ لی تو پہر اوسپر اعادہ نکرین ہان اگر اوسکی بعد اور بات چیت ہو تو اب دوبارہ تلقین کرین تاکہ اوسکے آخر کلام کلمہ توحید ہو
واما التلقين بعد الموت فقد اختلفوا فيه فقيل يلقن لظاهر ما روى عن ابي سعيد الخدري انه عليه الصلوة والسلام
اور بعد موت کی جو تلقین کرتی ہین اوسمین اختلاف ہی کوئی کہتا ہی تلقین کرنا چاہئی باعتبار ظاہر معنون کے ایت ابو سعید خدری کے کہ نبی علیہ السلام نے
قال لقنوا موتاكم لا اله الا الله وقيل لا يلقن لعدم الفائدة فيه بعد الموت لانه ان مات مؤمنا لا يحتاج الى التلقين
فرمایا اپنی موتا کو لا الہ الا اللہ تلقین کیا کرو اور کوئی کہتا ہی تلقین نکرین کیونکہ بعد موت کے اس مین کچہہ فائدہ نہین اسلئے کہ اگر وہ ایمان سی موا تو اب تلقین کی کیا حاجت ہے

ان مات کافرا لا یفید ہ التلقین وماذکر من الحدیث فالجواب عنه ان المراد بالموتی هم الذین حضرهم الموت وقیل لم
اور اگر کافر مرا ہی تو اوسکو تلقین سی کیا فایدہ اور یہ حدیث جو مذکور ہوئی تو اوسکا جواب یہ ہی کہ موتا سی مراد وہ آدمی ہین جو نزع کی حالت مین ہین اور کوئی
یومر ولا ینهی عنه واذا مات یغمض عیناه ویشد لحیاه بعصابة عریضة من فوق راسه لان فیه تحسین اذ لو ترک علی
ہتا ہی نہ تو تلقین کرنیکو امر کرین اور نہ منع کرین اور جب مرجاوے تو دونون آنکهین اوسکی بند کردین اور دونو جبڑے چوڑی پٹی سر سے باندہ دین کیونکہ اسمین خوبصورتی ہی اسلئے کہ اگر اوسکو
حاله یبقی فظیع المنظر ولا یؤمن من دخول الهوام فی جوفه والماء عند غسله ویلین اطرافه ویوضع علی بطنه حدید
اسی حال پر چھوڑدین تو بہت برا معلوم ہوتا ہی اور ڈر ہی کہ کیڑے وغیرہ اسکے پیٹ مین گهس جاوین اور نہلاتی ہوئی پانی بہر جاوی اور اوسکے ہاتہہ پانو ٹہیک سیدہے کردین اور پیٹ پر لوہا رکہدین
لئلا ینتفخ ویقول مغمضه بسم الله وعلی ملة رسول الله اللهم یسر علیه امره وسهل علیه ما بعده واسعده بلقائک واجعل
تاکہ پہول نجاوی اور آنکهین بند کرنیوالا یہ پڑہی بسم الله وعلی ملة رسول الله اور رسول کے دین پر الہی اسپر اسکا حال آسان کر اور سہل کر اسکا ما بعد اور اسکو اپنی دیدار سی خوش کر اور اسکے
ماخرج الیه خیرا مما خرج عنه ویکره قراءة القران عنده حتی یغسل ثم ان غسله شریعة قدیمة لما روی ان ادم النبی علیه
لئی وہ منزل جہان جاتا ہی اوس منزل سی بہتر کر جہان سے نکلا ہی اور اوسکے پاس قرآن پڑہنا مکروہ ہے جبتک نہلا چکین پہر نہلانا قدیمی طریقہ ہے اسواسطے کہ روایت ہے کہ آدم نبی
الصلوة والسلام لما قبض نزل جبریل علیه السلام بالملئکة وغسلوه وقالوا لولده هذا سنة موتاکم والمراد بالسنة المذکورة
علیه السلام جب موی تو جبریل علیه السلام فرشتون کو لیکر آیا اور انکو نہلا کر اونکی بیٹی سی کہا یہہ تمہاری موتا کی سنت ہے اور سنت سے اسجگہ
ههنا الطریقة لان غسله واجب عملا بکلمة علی فی قوله علیه الصلوة والسلام للمسلم علی المسلم ستة حقوق ومن
طریقہ مراد ہی نہین تو میت کا غسل واجب ہے بلحاظ حرف علی کے جو اس حدیث مین واقع ہوا ہے مسلمان کی حقوق مسلمان پر چہہ ہین اونمین سے
جملتها ان یغسله بعد موته لکن اذا قام به البعض سقط عن الباقین لحصول المقصود فاذا ارید غسله یوضع علی سریر
ایک یہ ہی کہ اوسکو مرنی کی پیچہی نہلاوی پر اس مین جب کوئی لگجاتا ہی تو باقی کی ذمہ سی ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ مقصود جو تہا سو ہو چکا پہر جب اوسکے نہلانی کا ارادہ کرین تو تختہ پر
لینصب عنه الماء ویجمر سریره وترا تعظیما للمیت وازالة للرائحة الکریهة عنه وکیفیة التجمیر ان یدار المجمر حول السریر
لٹادین تاکہ اوسپر سی پانی بہہ جاوے اور اوس تختہ کو طاق یعنی تین بار یا پانچ بار خوشبو کی دہونی دین اسمین میت کی تعظیم ہے اور بدبو دفع ہوجاتی ہی اور دہونی کا یہہ طریقہ ہی کہ مجمر کو دہونی کے ساتہہ
بالبخور مرة او ثلثا او خمسا قال الزیلعی ولا یزاد علیها ویخلع ثیابه ویستر عورته لان سترها واجب والنظر الیها حرام لقوله عم
تختہ کی گرد ایکبار یا تین بار یا پانچ بار گردش دین زیلعی کہتا ہی اس سی زیادہ نہ پہرادین پہر اوسکی کپڑی اوتار دیا اور عورت ڈہانپ دین کیونکہ ستر عورت چاہیے اور اسکا دیکہنا حرام ہے اسواسطے کہ
لعلی لا تنظر الی فخذ حی ومیت ثم یوضأ بلا مضمضة ولا استنشاق لان الوضوء سنة الغسل لکن فی المیت یترک المضمضة
علی کو فرمایا کسی زندہ اور مردہ کی ران پر نگاہ مت کر پہر وضو کرادین بدون کلی اور ناک کے پانی کے اسواسطے کہ وضو غسل مین مسنون ہے لیکن میت کے غسل مین کلی
والاستنشاق لتعذر اخراج الماء منه فیبدأ بغسل وجهه لا بغسل یدیه ولا یؤخر غسل قدمیه واختلف فی استنجائه و
اور ناک کا پانی ترک ہے اسلئے کہ پہر پانی کا نکالنا دشوار ہی پہر پہلی پہل مونہہ دہوین پہلی ہاتہہ نہ دہوین اور پانو کا دہونا پیچہے پر نرکہین اور میت کے استنجا اور
مسح راسه والصحیح انه یستنجی ویمسح راسه لکن الغاسل لا یمس عورته لان مس العورة حرام بل
سر کی مسح مین اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ استنجا اور سر کا مسح ہی کرین پر نہلانی والا اوسکی عورت کو نہ چہوی اسلئے کہ عورت کا چہونا حرام ہے بلکہ
یلف خرقة علی یده ویغسل المخرج حتی یطهر ثم یفاض علیه الماء مغلی بسدر او حرض وان لم یوجد ماء
اپنی ہاتہہ پر کپڑا لپیٹ کر مخرج کو اتنا دہووی کہ پاک ہوجاوی پہر اوسپر بیری کی پتوں کا یا اشنان کا جوش دیا ہوا پانی بہا دین اور اگر ایسا پانی نہ ملے
کذلک یغسل بالماء القراح وهو الخالص لان المقصود الذی هو الطهارة یحصل به واما اذا وجد فالترتیب
تو خالص پانی سی نہلا دین کیونکہ اصل مقصود یعنی طہارت اس مین سے ہے حاصل ہے ہان اگر میسر آوی تو پہر ترتیب موافق
علی ما ذکر فی مبسوط شیخ الاسلام وهو مروی عن ابن مسعود رض ان یبدأ بالماء القراح حتی یبتل ما علی
بیان شیخ الاسلام کے جو مبسوط مین ہی اور وہ روایت ہی ابن مسعود سے یون ہے کہ اول غسل خالص پانی سی تاکہ جو کچہہ بدن پر

البدن من الدرن والنجاسة ثم بماء السدر او الحرض لیزول ما علی البدن لکونه ابلغ فی التنظیف ثم بماء فیه

میل کچیل نجاست ہی سو بہیگ کر پہول جاوی پہر بیری یا اشنان کی جوش دئی ہوئی پانی سی تاکہ جو بدن پر ہی سو چہوٹ جاوی کیونکہ اسمین نظافت خوب ہوتی ہی پہر کافور

کافور ان وجد تطییبا لبدن المیت ثم یغسل راسه ولحیته بالخطمی لانه ابلغ فی استخراج الوسخ لکونه مثل الصابون فی التنظیف

ملی ہوئی پانی سی اگر میسر ہو تاکہ میت کا بدن خوشبو ہو جاوی پہر اوسکا سر اور ڈاڑہی گل خیرو سی دہو دین کیونکہ اسمین میل خوب چہوٹتا ہی اسلئی کہ خطمی صابون کی مانند صاف کرتا ہی

وان لم یوجد فبالصابون ثم یضجع علی یساره ویغسل حتی یصل الماء الی ما یلی التخت منه ولا یکب علی وجهه لیغسل ظهره

اور اگر یہہ نہ ملی تو صرف صابون سی پہر بائین کروٹ پر لٹا کر اتنا نہلاوین کہ پانی نیچی کی طرف تختہ تک بہہ جاوی اور پیٹہہ دہونی کی لئی منہہ کی بل اوندہا نہ کر دین

ثم یجلسه الغاسل ویسنده الیه ویمسح بطنه برفق وان خرج منه شیٔ یغسله ولا یعید غسله ولا وضوءه لان غسله

پہر اوسکو نہلانیوالا اپنی سہارے سی بیٹہا کر نرم نرم پیٹ کو ملدی اور اگر پیٹ مین سی کچہہ نکلی تو دہو دی اتنی نہ غسل کا اعادہ ہی اور نہ وضو کا اسواسطی کہ اوسکا غسل

عرف بالنص وهو قوله علیه الصلوٰة والسلام للمسلم علی المسلم ستة حقوق وذکر منها غسله بعد موته وقد حصل مرة فلا یعاد

جو نص سی اس حدیث مین ثابت ہوا ہی واسطی مسلمان کی مسلمان پر چہہ حق ہین اونہین غسل میت کو بہی ذکر فرمایا سو ایکبار ہو لیا پہر اعادہ نہین ہی

ثم ینشف بثوب لئلا یبتل اکفانه ویجعل علی راسه ولحیته الحنوط وهو عطر مرکب من اشیاء طیبة ولا باس بسائر انواع الطیب

پہر کپڑے سی پونچہ دین تاکہ کفن تر نہو جاوی اور اوسکی سر اور ڈاڑہی پر اگر چہ خوشبو مرکب لگاوین حنوط خوشبو ہی کئی خوشبو چیزون سی مرکب ہوتی ہی اور سب قسم کی خوشبوؤنکا

غیر الزعفران والورس فانهما یکرهان فی حق الرجال دون النساء ویجعل الکافور علی مساجده وهی جبهته وانفه ویداه و

سواء زعفران اور ورس کی کچہہ ڈر نہین ہی یہہ دونو مردون کی حق مین مکروہ ہین عورتون کی لئی مکروہ نہین اور مساجد پہ کافور لگاوین اور مساجد اوسکی پیشانی ہی اور ناک اور دونو ہاتہہ

رکبتاه وقدماه لانه کان یسجد بهذه الاعضاء فکانت اولی بزیادة الکرامة ولا یسرح شعره ولحیته ولا یقص ظفره

اور دونو گہٹنی اور دونو قدم اسلئی کہ ان اعضاء پر سجدہ کرتا تہا تو اسواسطی زیادتی تعظیم کی یہہ ہی اعضاء لائق تر ہین اور بالون مین اور ڈاڑہی مین کنگہی نہ کرین اور نہ ناخن ترشین

وشعره لان هذه الاشیاء انما تفعل للزینة وقد استغنی عنها وما روی انه علیه الصلوٰة والسلام قال اصنعوا بموتاکم

اور نہ بال کترین کیونکہ یہہ سامان زینت کی ہین سو اسکی کچہہ حاجت نہین رہی اور یہہ جو روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سنگار بناؤ اپنی موتا کا

کما تصنعون بعروسکم محمول علی التطییب والتطهر لا علی التنقیص وازالة الجزء لکون ذلک غیر مسنون فی المیت وروی

جیسی سنگار کرتی ہو اپنی دلہنون کو سو محمول ہی خوشبو اور طہارت پر ناقص کرنی پر اور جز کی دور کرنی پر نہین کیونکہ یہہ امور میت کی حق مین غیر مسنون ہین اور

عن ابی حنیفة وابی یوسف ان الظفر ان کان منکسرا فلا باس باخذه ومن مات ولم یوجد ماء لیغسل یتیمم ویصلی علیه ثم

ابو حنیفہ اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ ناخن اگر ٹوٹا ہو تو اوسکی کترنیکا کچہہ مضائقہ نہین اور اگر کوئی شخص مر جاوی اور پانی غسل کو نہ ہاتہہ آئی تو اوسکو تیمم کرا دین اور نماز پڑہین پہر

ان وجد ماء یغسل وتعاد صلوٰته وقیل لا تعاد وان جری الماء علی المیت او اصابه مطر عن ابی یوسف انه لا ینوب عن الغسل

اگر پانی مل جاوی تو نہلا دین اور نماز دوبارہ پڑہین اور کوئی کہتا ہی کہ پہر نہ پڑہین اور اگر میت پر خود بخود پانی بہہ گیا یا مینہہ مین بہیگ گیا تو ابو یوسف سی روایت ہی کہ قایم مقام غسل کا نہیں

لانا امرنا بالغسل وجریان الماء واصابة المطر لیس بغسل والغریق یغسل ثلاثا فی قول ابی یوسف وعند محمد فی روایة ان

ہوتا کیونکہ ہمکو حکم غسل دینی کا ہی اور پانیکا بہنا اور مینہہ مین بہیگنا کچہہ غسل نہین ہی اور ڈوبی ہوئی کو ابو یوسف کی قول پر تین بار غسل دین اور محمد کی قول کی موافق ایک روایت مین اگر

نوی الغسل عند الاخراج من الماء یغسل مرتین وان لم ینو یغسل ثلاثا وفی روایة عنه یغسل مرة واحدة وغاسل المیت

پانی مین سی نکالتی ہوئی غسل کی نیت کی ہو تو پہر دو بار نہلا دین اور اگر نیت غسل کی نہین کی تو تین بار نہلا دین اور ایک روایت مین اونسی کہ ایک ہی دفعہ نہلا دین اور میت کا نہلانیوالا

ینبغی ان یکون علی طهارة وان یکون اقرب الناس الیه وان لم یوجد فاهل الورع والصلاح واذا تم غسله یکفن ولکل واحد

چاہئی کہ باوضو رہو اور میت کا سب سی زیادہ تر قریب ہو اور اگر ایسا شخص موجود نہو تو کوئی خدا ترس اور پرہیزگار ہو اور جب نہلا چکین تو کفن پہنا دین اور ہر ایک

من الرجل والمراة کفن السنة وکفن الکفایة وکفن الضرورة فی حقهما ما یوجد وکفن السنة للرجل قمیص وازار ولفافة

کی لئی عورت ہو یا مرد ایک تو کفن سنت ہی اور ایک کفن کفایت ہی اور لاچاری کا دونو کی لئی وہ ہی جو میسر آ جاوی اور کفن سنت مرد کا قمیص یعنی کفنی اور تہبند اور چادر

فالقمیص

القميص من المنكبين الى القدمين بلا دخريص ولا جيب ولا كمين وكل واحد من الازار واللفافة من الفرق الى

قمیص دونوں مونڈھوں سے پانوں تک بی کلی اور گریبان اور آستینوں کے اور ہر ایک تہبند اور پوٹ کی چادر سر سے

القدم فاذا اريد تكفينه يبسط اللفافة اولا ثم الازار ثم القميص ثم يوضع الميت فيه ويقمص ثم يعطف

پانو تک اور جب کفن پہناویں تو پہلی پوٹ کی چادر بچھا دیں پھر اوس پر تہبند پھر اوس پر قمیص پھر اوس میں میت کو لٹا کر قمیص پہناویں پھر تہبند

الازار من جهة اليسار ثم من جهة اليمين ثم اللفافة كذلك وان خيف انتشار الكفن يعقد صيانة عن

پہلے بائیں طرف سے لپیٹیں پھر داہنی طرف سے پھر پوٹ کی چادر کو اسی طور پر اور اگر کفن کے کھل جانے کا خوف ہو تو گرہ لگا دیں تاکہ

الكشف وكفن الكفاية له ازار ولفافة ويكره اقل من ذلك الا عند الضرورة وكفن السنة للمرأة درع وخمار

کھل نہ جاوے اور کفن کفایت مرد کے واسطے تہبند اور پوٹ ہے اور اس سے کم مکروہ ہے مگر ضرورت کو اور کفن سنت عورت کی کرتی پیراہن اور اوڑھنی

وازار ولفافة وخرقة تربط على ثدييها فانها تلبس الدرع اولا ثم يجعل شعرها ضفيرتين على صدرها فوق الدرع

اور تہبند اور پوٹ کی چادر اور دامنی جس میں اوسکی پستان باندھ دیں پس عورت کو پہلے پیراہن پہناویں پھر اوسکی بالوں کی دو لٹیں کر کر پیراہن کی اوپر دو طرف سینے کی

ثم يوضع الخمار على رأسها منشورة كالمقنعة فوق ذلك ثم يعطف الازار واللفافة كما ذكر في حق الرجال ثم تربط الخرقة

پھر اوڑھنی اوسکے سر پر مقنع کی طور پر درع کی اوپر پھیلا کر اوڑھا دیں پھر ازار اور لفافہ کو اوسی طور پر جو مردوں کی حق میں مذکور ہوا لپیٹ دیں پھر دامنی سینے پر

فوق الاكفان وعرضها ما بين الثدي الى السرة وكفن الكفاية لها ازار ولفافة وخمار ويكره اقل من ذلك الا عند

سب کفنوں کی اوپر لپیٹ دیں اسکا عرض پستان سے ناف تک چاہیے اور کفن کفایت عورت کا تہبند اور پوٹ کی چادر اور اوڑھنی اس سے کم مکروہ ہے مگر

الضرورة ويجمر الاكفان قبل ان يدرج فيها الميت وترا ولا يزاد على خمس على ما ذكره الزيلعي وقال المرغيناني على ما ذكر

وقت ضرورت کو اور کفنوں کو میت کی داخل کرنے سے پہلے خوشبو کی دھونی دیں طاق پانچ بار سے زیادہ موافق بیان زیلعی کی نہیں اور مرغینانی موافق اوسکے جو

في شرح المنية ان كان في المال كثرة وفي الورثة قلة فكفن السنة اولى والا فكفن الكفاية اولى مع جواز كفن

شرح منیہ میں مذکور ہے کہتا ہے اگر مال بہت ہو اور وارث کم ہوں تو کفن سنت اولی ہے ورنہ کفن کفایت اولی ہے اگرچہ کفن سنت تو بھی

السنة والمراهق في الكفن بمنزلة البالغ والطفل الذي لم يبلغ حد الشهوة فالاحسن ان يكفن فيما يكفن البالغ وان

جائز ہے اور مراہق کفن کی بابت بجائے بالغ کے ہے اور وہ لڑکا جو ابھی حد شہوت کو نہیں پہونچا تو بہتر ہے کہ اوسکو کفن بالغ کا دیویں اور اگر

كفن في ثوب واحد يجوز وبعد تكفينه يصلى عليه والصلوة عليه فرض كفاية ان اداها البعض ولو رجلا واحدا

اوسکو ایک ہی کپڑے کا کفن دیویں تو بھی جائز ہے اور کفنا کر اوس پر نماز پڑھیں اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر کوئی بھی ادا کر دے اگرچہ ایک ہی مرد یا

او امرأة واحدة تسقط عن الباقين والا يأثم الكل واذا حمل على سريره فالسنة ان يحمله اربعة نفر من جوانبه الاربعة

ایک ہی عورت ہو تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اور نہیں تو سب گنہگار ہوتے ہیں اور جب اوسکو جنازہ پر اوٹھا لیں تو مسنون ہے کہ چار آدمی چاروں طرف سے اوٹھا دیں

اذ فيه تخفيف للحاملين وصيانة للميت عن السقوط والانقلاب وتكثير الجماعة حتى لو لم يتبعه احد يكون هؤلاء

کیونکہ اس میں اوٹھانے والوں کو تخفیف ہے اور میت کی گرنے سے اور الٹنے سے بھی حفاظت ہے اور جماعت کثیر ہو جاتی ہے یہاں تک اگر اوس کے کوئی ساتھ نہ چلے تو یہ

جماعة ويسرعون به في المشي بلا خبب وعند كثرة الناس وتناوبهم في حمله يستحب لكل من يحمله ان يحمله من كل جوانب

جماعت ہے اور چلنے میں جلدی کریں دوڑیں نہیں اور کثرت انبوہ میں اگر باری باری اوسکو لے چلیں تو ہر ایک کو چاروں طرف سے

عشر خطوات لقوله عليه الصلوة والسلام من حمل جنازة اربعين خطوة كفرت عنه اربعين كبيرة وكيفية حمله

دس دس قدم لے چلنا مستحب ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی جو کوئی جنازہ چالیس قدم لے چلتا ہے تو اوسکے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور لیجانے کی کیفیت

ان يبتدئ بالمقدم الايمن ويضعه على عاتقه الايمن ثم بالمؤخر الايمن ويضعه على عاتقه الايمن ثم بالمقدم الايسر

یہ ہے کہ پہلے اگلی داہنی جانب اوٹھا کر اپنے داہنے مونڈھے پر رکھے پھر پچھلے داہنے جانب اپنے داہنے مونڈھے پر رکھے پھر اگلی بائیں جانب

ويضعه على عاتقه الايسر ثم بالمؤخر الايسر ويضعه على عاتقه الايسر والافضل لبقية الناس مشيهم خلفه لانه ابلغ
بائين مونڈھی پر رکھی پھر پچھلی بائين جانب اپنی بائين مونڈھی پر رکھی اور باقی لوگونکو یہہ افضل ہی کہ جنازہ کی پیچھے پیچھے چلین کیونکہ عبرت پذیری
في الاتعاظ واذا بلغوا قبره يكره لهم الجلوس قبل وضعه على الارض ولا يكره بعد وضعه هذا في حق من يمشي مع الجنازة
کی لئی بہت خوب ہی اور جب قبر کی پاس پہنچین تو اونکو مکروہ ہی کہ جنازہ زمین پر اوتارنے سے پہلے بیٹھہ جاوین اور جب زمین پر اوتار لیں تو مکروہ نہین یہہ اونکی حق مین ہی جو جنازہ کی ساتھہ ساتھہ آئے
واما الذي ذهب قوم الى المصلى وجلسوا ينتظرونها لمجيئها فالصحيح انهم لا يقومون قبل الوضع وكذا من كان قاعدا على
اور اگر ایک قوم اگی جاکر نمازگاہ مین اوسکی منتظر بیٹھے ہون پہر اوس جنازہ کو وہان لیکر آوین تو صحیح یہہ ہے کہ یہہ قوم جنازہ زمین پر رکھنے سے پہلے کہڑے نہوں اور ایسے ہی جو شخص رستہ پر بیٹہا ہو
الطريق فمرت به الجنازة الا اذا اراد ان يتبعها وما ورد في الاحاديث من القيام لها منسوخ ولا ينبغي لمن يتبعها
اور وہان کو جنازہ آجاوی ہان اگر جنازہ کی ساتھہ جانیکا ارادہ کری کہڑا ہوجاوے اور وہ جو حدیثون مین جنازہ کی لئی کہڑا ہونا آیا ہی سو منسوخ ہے اور ساتھہ جانیوالونکو نہین چاہئے
ان يرجع قبل ان يصلي عليها وبعد ان يصلي عليها قالوا لا يرجع الا باذن اهلها وذكر في المحيط ان الرفيق يسعه الرجوع
کہ نماز جنازہ سی پہلی پہر کر چلی آوین اور بعد نماز کے بہی کہتی ہین کہ بدون اجازت اہل جنازہ کے نجاوین اور محیط مین کہا ہے کہ غلام کو مضایقہ نہین بی اجازت
بغير اذنهم وهو الاوجه والاولى على ما ذكر في شرح المنية ويحفر القبر واختلف في مقدار عمقه فقيل قدر نصف القامة
ولی میت کی چلا جاوی اور موافق مذکور شرح منیہ کے یہہ ہی ٹہیک اولی ہے اور قبر کہودین اور اوسکے گہراو مین اختلاف ہے کوئی کہتا ہی بقدر نیم قد آدم
وقيل الى الصدر وان زادوا الى القامة فهو افضل واحسن ثم الافضل فيه اللحد وهو ان يحفر في جانب القبلة منه
اور کوئی کہتا ہی سینہ تک اور اگر برابر قد آدم گہری کرین تو افضل اور بہتر ہے پہر اوس مین اگر لحد بنادین تو بہت افضل ہے لحد یہہ ہوتا ہی کہ قبر کی اندر قبلہ کی طرف گڑہا
حفيرة ويوضع الميت فيها وان كانت الارض رخوة فلا باس بالشق وهو ان يحفر في وسط الارض حفيرة كالنهر ويبنى جانباها
کہود کر اوسکی اندر مردہ کو رکہدین اور اگر زمین پہسپہسی کمزور ہو تو شق کا کچھہ مضایقہ نہین شق یہہ ہی کہ قبر کی بیچوں بیچ نہر کی مثل ایک گڑہا کہودین اور اوسکی دونو پہلو
باللبن ويوضع الميت فيه ويسقف باللبن ولا يمس السقف الميت والسنة ان يوضع الميت في قبره من جانب القبلة
کچی اینٹ سی چن کر اوسکی اندر مردہ کو رکہین اور کچی اینٹ سی چہاپین اور چہت میت سی نہ لگے اور طریق مسنون یہہ ہے کہ میت کو قبر مین قبلہ کی طرف سی اوتارین
ولا تعيين في عدد الواضعين بل المعتبر حصول الكفاية وترا كانوا او شفعا ويقول جميعهم عند الوضع بسم الله و
اور اوتارنی والونکی گنتی مقرر نہین ہی بلکہ یہی معتبر ہی کہ جسقدر کفایت کرین طاق ہون یا جفت اور اوتارتی وقت سبکے سب یہہ پڑہین بسم اللہ و
على ملة رسول الله ويوجه الى القبلة ولا يلقى على ظهره وتحل العقدة لانها كانت لخوف انتشار الكفن وقد حصل
علی ملۃ رسول اللہ اور میت کا منہہ قبلہ کیطرف پہیر دین چت نہ پڑا دین اور گرہ کہولدین کیونکہ گرہ تو اسلئی تہی کہ کفن نکہل جاوی سو
الامن منه ويسوى اللبن والقصب على اللحد ويكره الاجر والخشب لانهما لاحكام البناء والقبر موضع البلاء والفناء وذو
اس سی بیخوفی ہوگئی اور لحد پر کچی اینٹ یا بانس بچہا دین اور پکی اینٹ اور لکڑیان مکروہ ہین کیونکہ یہہ دونو چیزیں مضبوطی کے واسطی ہین اور قبر کہنگی اور فنا کی جگہہ ہے اور
الرحم المحرم اولى بوضع المرأة فان لم يكن فاهل الصلاح من الاجانب ويسجى قبرها بثوب حال الوضع حتى يجعل اللبن
عورت کو اوتارنی کی لئی محرم شخص لائق ہی اگر موجود نہو تو اجنبی پرہیزگار اور عورت کی قبر پر اوتارتی ہوی جب تک لحد کو چہاپ چکین کپڑہ سی
ونحوه على اللحد لان مبنى حالهن على الستر ولا يسجى قبر الرجل لان مبنى حالهم على الكشف ثم يهال عليه التراب ويسنم القبر
پردہ کئی رہین اسلئی کہ عورتون کی حال ہی پر بنا پردہ ہے اور مردکی قبر پر پردہ نہین چاہئی اسلئے کہ مردونکی حال سینہ کہولنا مناسب ہے پہر اوسپر مٹی دہکیل دین اور قبر کو بالشت بہر اونچی
قدر شبر ولا يسطح ولا يزاد على التراب الذي خرج عن القبر ولا باس برش الماء عليه كيلا ينتشر التراب بالريح ويكره ان يبنى
اونٹ کیسی پشت بنادین اور ہموار نکرین اور نہ اوپر سی مٹی سوا قبر کی کہدی ہوی کی ملاوین اور اوسپر پانی چہڑکنی کا کچھہ مضایقہ نہین تاکہ مٹی ہوا سے نہ اوڑ جاوے اور مکروہ ہے کہ اوسپر مکان
عليه بيت او قبة او نحو ذلك وكذا يكره وطؤه والجلوس عليه والنوم لديه والصلوة اليه لما روى عن مرثد الغنوي
یا گنبج وغیرہ بناوین اور ایسی ہی پامال کرنا اوسپر بیٹہنا اور اوسکے پاس سونا اور اوسکے طرفکو نماز پڑہنی مکروہ ہے کیونکہ روایت ہی مرثد غنوی سے

انه عليه الصلوة والسلام قال لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها ويكره الذبح عنده لما روى عن انس انه عليه الصلوٰة
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قبر پر مت بیٹھو اور نہ اوسکی طرف نماز پڑھو اور قبر کے پاس ذبح کرنا مکروہ ہے کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام
والسلام قال لا عقر في الاسلام وهو الذي كان يعقر عند القبر بقرة او شاة ويكره اتخاذ الضيافة من اهل الميت لكن
فرمایا کہ اسلام میں عقر نہیں ہے اور عقر وہ گائے یا بکری ہی جو قبر پر لیجا کر ذبح کرتی تہی اور میت کی طرف سے مہمانی کا لینا مکروہ ہے لکن
يستحب لجيران الميت والاقرباء الاباعد تهيئة الطعام لهم والحاجة في الاكل لما روى عن ابن مسعود انه عم
میت کی ہمسایوں اور دور کی ناتہ داروں کو کہانا تیار کرنا اہل میت کیواسطے اور اونکو بہت کہلانا مستحب ہے اسواسطے کہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
لما جاءه نعي جعفر بن ابي طالب قال اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد اتاهم ما يشغلهم ويستحب التعزية لما روى عن ابن مسعود
جب خبر مرگ جعفر بن ابی طالب کی سنے تو فرمایا واسطے عیال جعفر کے کہانا تیار کرو کہ اونکو ایسے خبر آئی ہے جسمیں مشغول ہیں اور تعزیت مستحب ہے اسلئے کہ ابن مسعود سے روایت ہے
انه عليه الصلوٰة والسلام قال من عزى مصابا فله مثل اجره وكيفية التعزية ان يقال لمن مات له قريب اعظم الله
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اوسکو ویسا ہی اجر ہے اور کیفیت تعزیت کی یہہ ہے کہ اوس سے جسکا قریب گیا ہو کہی خدا تجکو اجر عظیم
اجرك واحسن عزاءك وغفر لميتك ان كان الميت مكلفا والا لا يقول وغفر لميتك ومن مات ولم يدفن اياما بان وضع
عنایت کری اور تیری عزا نیک کردے اور تیری میت کو بخشے یہہ جب کہی اگر میت مکلف ہو اور نہیں تو یہہ نکہی تیری میت کو بخشے اور جو شخص مر جاوے اور چند روز مدفون نہو اسطور کہ
في التابوت ليحمل من مصر الى مصر آخر فما لم يدفن لا يسئل لان السوال لا يكون الا فيما يستقر فيه الميت حتى لو اكله
تابوت میں کہا گیا تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں لیجاویں سو جب تک دفن نہوگا سوال منکر نکیر کا بھی نہوگا اسواسطے کہ سوال اوس جگہ ہوتا ہی جہاں میت قرار پکڑے یہاں تک کہ اگر اوسکو
السبع يكون السوال في بطنه وهو لكل ذي روح من بني آدم حتى الرضيع فانه يسئل فيلهمه الله الجواب وهل للانبياء
درندہ کہا جاوے تو سوال اوسکے پیٹ میں ہوئیگا اور سوال بنی آدم میں ہر ایک جاندار سے ہوتا ہے یہاں تک دودہ پیتے بچہ سے بھی کیا جاتا ہے سو اللہ تعالیٰ اوسکو جواب سکہلاتا ہے اور آیا انبیاء کو بھی
في القبر سوال قد ذكر في الظهيرية ان الزاهد الصفار قال ليس في هذا نص ولا خبر ودليل نفي ذلك عنهم اوضح نسأل
قبر میں سوال ہوتا ہی سو ظہیریہ میں مذکور ہے کہ زاہد صفار کہتا ہے کہ اس باب میں نہ کوئی نص ہی اور نہ کوئی خبر اور انکے نفی کی دلیل ظاہر ہے الہی تجہ سے
الله تعالى حسن الخاتمة عند الممات

المجلس السابع والخمسون في بيان جواز زيارة القبور وعدم جوازها

موت کے وقت خاتمہ بالخیر مانگتے ہیں
ستاونواں مجلس زیارت قبور کے جواز اور عدم جواز کے بیان میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه بريدة
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی تمکو قبروں پر جانے سے منع کیا تہا سو اب قبروں کی زیارت کیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے بریدہ کی روایت ہے
وفيه تصريح بوقوع النهي في اوائل الاسلام عن زيارة القبور لكونها مبدأ عبادة الاصنام وكان ابتداء ذلك
اور اسمیں تصریح ہے کہ اوایل اسلام میں زیارت قبور سے ممانعت ہوئی تہی اسلئے کہ یہہ ہی سبب بت پرستی کا ہے کہ پہلی پہل یہہ سخت مرض
الداء العضال في قوم نوح النبي عليه السلام كما اخبر الله تعالى في كتابه وقال نوح رب انهم عصوني واتبعوا من
نوح نبی علیہ السلام کے امت میں پیدا ہوا تہا چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں خبر دیتا ہی کہا نوح نے ای رب میرے انہوں نے میرا کہا نمانا اور مانا ایسے کا
لَمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ اِلَّا خَسَارًا وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوْثَ
جسکو اوسکی مال اور اولاد نے اور بڑہا ٹوٹا اور داؤ کیا ہی بڑا داؤ اور بولی نہ چہوڑیو اپنے ٹہاکروں کو اور نہ چہوڑیو ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث
وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا قال ابن عباس وغيره من السلف كان هؤلاء قوما صالحين في قوم نوح النبي عليه السلام فلما ماتوا عكف
اور یعوق اور نسر کو ابن عباس وغیرہ سلف کہتے ہیں کہ یہہ لوگ نوح نبی علیہ السلام کی امت میں صلحا تہی جب یہہ مر گئے تو
الناس على قبورهم ثم صوروا تماثيلهم ثم طال عليهم الامد فعبدوهم فلما كان منشاء عبادة الاصنام من جهة القبور
لوگوں نے انکی قبر پر رہنا اختیار کیا پہر اونکی صورتکی تصویریں بنالیں پہر اسطور ایک مدت گذر گئی پہر انکو پوجنے لگی جبکہ منشا بت پرستی کا قبروں سے پیدا ہوا ہے

نهى النبي عليه الصلوة والسلام اصحابه في اوائل الاسلام عن زيارة القبور سدا لذريعة الشرك لكونهم حديث العهد
تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے یاروں کو اوائل اسلام میں زیارت قبور سے منع کر دیا تاکہ شرک کا وسیلہ بند ہو جاوے کیونکہ انکو کفر چھوڑے تھوڑے دن ہوئے تھے
بالكفر ثم لما تمكن التوحيد في قلوبهم اذن لهم في زيارتها وعلمهم كيفيتها تارة بفعله وتارة بقوله وذلك في الاحاديث
پھر جب کہ انکے دلوں میں توحید جم گئی تو انکو زیارت قبور کی اجازت دی اور اسکی کیفیت سکھا دی کبھی کہہ کر کبھی سنا کر اور یہ مضمون بہت حدیثوں میں
الكثيرة بعضها في الاذن وبعضها في التعليم وفي ضمنها بيان الفائدة اما التي في الاذن فمنها ما روى عن ابي سعيد
ہے بعضی درباب اذن ہیں اور بعضی درباب تعلیم اور اسکے ضمن میں فوائد کا بیان ہے پھر جو کہ درباب اذن ہیں ان میں سے ایک یہ ہے ابو سعید کی روایت ہے
انه عليه الصلوة والسلام قال اني كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فان فيها عبرة ومنها ما روى عن علي بن
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ اسمیں عبرت پیدا ہوتی ہے اور ایک یہ ہے علی ابن ابی طالب کی
ابي طالب انه عليه الصلوة والسلام قال اني كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تذكركم الاخرة ومنها ما روى
روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ تمکو آخرت یاد دلاتی ہے اور ایک یہ ہے
عن ابن مسعود انه عليه الصلوة والسلام قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد في الدنيا ومنها
ابن مسعود کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا چھڑاتی ہے اور ایک یہ ہے
ما روى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال زوروا القبور فانها تذكر الموت ومنها ما روى عن بريدة انه عليه السلام
ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ موت یاد دلاتی ہے اور ایک یہ ہے بریدہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
[illegible] عن زيارة القبور فمن اراد ان يزور فليزر ولا تقولوا هجرا واما التي في التعليم فمنها ما روى عن بريدة
[illegible] سے منع کیا تھا اب جو شخص کہ زیارت قبور کا ارادہ کرے تو زیارت کرے اور بیہودہ نہ کہا کرو اور وہ حدیثیں جو تعلیم کا بیان ہیں سو ایک یہ ہے بریدہ کی روایت ہے
انه عليه الصلوة والسلام كان يعلمهم اذا خرجوا الى المقابر ان يقولوا السلام عليكم يا اهل الديار من المؤمنين والمسلمين
[illegible] سکھا دیتے تھے جب کوئی مقابر پر جاتا کہ کہو السلام علیکم اے اہل قبور مومنین اور مسلمین
وانا ان شاء الله بكم لاحقون انتم لنا سلف ونحن لكم تبع نسئل الله لنا ولكم العافية ومنها ما روى عن ام المؤمنين
اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آتے ہیں تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم تمہارے تابع ہیں ہم اللہ سے اپنی اور تمہاری عافیت مانگتے ہیں اور ایک یہ ہے ام المومنین
عائشة انها قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم كيف اقول يا رسول الله في زيارة القبور قال قولي السلام على
عائشہ کی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں آپ نے فرمایا کہہ سلام
اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين منكم والمستاخرين وانا ان شاء الله بكم لاحقون ومنها
اہل دیار پر مومنین اور مسلمین ہیں اور اللہ رحمت کرے اگلوں پر ہم میں اور تم میں سے اور پچھلوں پر اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آتے ہیں اور ایک یہ ہے
ما روى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام خرج الى المقبرة فقال السلام عليكم دار قوم مؤمنين وانا ان شاء الله
ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام مقبرہ کو تشریف لے گئے سو آپ نے فرمایا سلام تمہارے اوپر دار قوم مومنین اور ہم انشاء اللہ
عن قريب بكم لاحقون ومنها ما روى عن ابن عباس رضى الله عنه انه عليه الصلوة والسلام مر بقبور المدينة فاقبل عليهم فقال
عنقریب تم سے ملنے والے ہیں اور ایک یہ ہے ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام مدینہ شریف کے مقابر پر گزرے سو ادھر متوجہ ہو کر فرمایا
السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا ولكم انتم سلفنا ونحن بالاثر فانه عليه الصلوة والسلام بين في هذه الاحاديث
سلام تمہارے اوپر اے اہل قبور خدا بخشے ہمکو اور تمکو تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے پیچھے ہیں بیشک نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ان حدیثوں میں
فائدة زيارة القبور وهي احسان الزائر الى نفسه والى اهل القبور اما احسانه الى نفسه فتذكر الموت والاخرة والزهد
زیارت قبور کا فائدہ بیان فرمایا اور وہ زیارت کرنے والے کی حق میں اور اہل قبور کی حق میں بھلائی ہے اپنے حق میں تو یہ بھلائی ہے موت کا اور آخرت کا یاد کرنا اور دنیا کے

في الدنيا والاتعاظ والاعتبار وأما احسانه الى اهل القبور فالسلام عليهم والدعاء لهم بالرحمة والمغفرة وسؤال العافية
دنیا کی اور پندپذیری اور عبرت اور اہل قبور کی حق میں بھلائی یہہ ہی او نپر سلام بھیجنا اور اونکی لئی رحمت اور مغفرت کی دعا کرنا اور عافیت کا سوال کرنا
قال عامة العلماء هذا في حق الرجال وأما النساء فلا يحل لهن ان يخرجن الى المقابر لما روي عن ابي هريرة انه عليه الصلوٰة والسلام
عام علما کہتی ہیں یہہ مردونکی حق میں ہی اور رہی عورتیں سو اونکو حلال نہیں کہ مقابر میں جایا کریں اسلئی کہ ابوہریرہ سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
لعن زوارات القبور وذكر في نصاب الاحتساب ان القاضي سئل عن جواز خروج المراة الى المقابر فقال لا تسئل
قبرون میں جانے والی عورتون پر لعنت کی ہی اور نصاب الاحتساب میں ذکر کی ہی کہ قاضی سے کسی نی پوچھا کہ آیا عورتون کو مقابر میں جانا جائز ہے قاضی نی جواب دیا اسی مقام میں
عن الجواز في مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت في لعنة الله تعالى
جواز کو کیا پوچھتا ہی یہہ پوچھہ کہ عورتون پر کتنی لعنت برستے ہے بیشک جب عورت جانی کی نیت کرتی ہی تو اللہ تعالے اور اوسکے
وملئكته واذا خرجت لحقتها الشياطين واذا اتت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت تكون في لعنة الله تعالى
فرشتونکی لعنت میں داخل ہوتی ہی اور جب چلتی ہی تو شیاطین اوسکی ساتھ ہوجاتے ہیں اور جب قبر پر جا پہونچتی ہی تو میت کی روح لعنت کرتی ہے اور جب وہان سی پلٹتی ہی تو خدا اور فرشتونکی لعنت میں
وملئكته حتى تعود الى منزلها وقد روي في الخبر ايما امراة خرجت الى مقبرة يلعنها ملئكة السموٰت السبع والارضين
رہتی ہی جب تک اپنی گہر میں آوی اور روایت ہی حدیث میں جو عورت مقبرہ کو جاتی ہے تو اوس پر ساتون آسمان اور ساتون زمین کی فرشتے لعنت
السبع وايما امراة دعت للميت بخير ولم تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى ثواب حجة وعمرة وروي عن سلمان وابي هريرة
کرتی ہیں اور جو عورت میت کی لئی گہر میں بیٹھی ہوی دعائی خیر کرتی ہے اوسکو اللہ تعالے ثواب ایک حج اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابوہریرہ سی روایت ہے
انه عليه الصلوٰة والسلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب داره فاتت بنته فاطمة رض فقال لها من
کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن مسجد سے باہر آکر اپنی گہر کے دروازہ پر ٹہر گئے اس میں حضرت کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں آپ نی پوچھا کہان سے
اين جئت فقالت خرجت الى منزل فلانة التي ماتت فقال هل ذهبت قبرها فقالت معاذ الله ان افعل شيئا بعد
آتی ہی عرض کیا فلانی عورت کی گہر گئی تہی وہ جو مرگئی ہے فرمایا کیا اوسکے قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا پناہ میں رکہی اس سے کہ میں ایسا کام کرون بعد
ما سمعت منك ما سمعت فقال لو ذهبت قبرها لم ترحي رائحة الجنة فعلى هذا كل من يريد ان يزور القبور من الرجال
اسکی کہ میں سن چکی ہون آپ سے جو سنا ہے آپ نی فرمایا اگر تو قبر پر جاتی تو جنت کے خوشبو نسونگہتی اس بیان کی مطابق جو کوئی زیارت قبور کا ارادہ کریگا
ينبغي ان لا يكون حظه من زيارته لها الطواف عليها كالبهائم بل ينبغي له اذا جاءها ان يسلم على اهلها ويخاطبهم
تو اوسکو چاہئے کہ اپنا حصہ زیارت قبور میں سی بہایم کی طرح قبر کا طواف ہی نہ ٹہراوے بلکہ یہہ چاہئی کہ جب قبر پر آوی تو مقبور پر سلام بہیجی اور حاضرون سے کلام
خطاب الحاضرين ويسال لهم الرحمة والمغفرة والعافية كما تقدم في الاحاديث ثم يعتبر بمن كان تحت التراب وانقطع
خطاب کری اور اونکی لئی خدا سی رحمت اور مغفرت اور عافیت مانگی جیسا کہ اوپر احادیث میں آچکا ہی پہر اوسکی حال سی جو مٹی تلی دب کر اہل و احباب
عن الاهل والاحباب وانه حين دخل القبر وابتلى بالسوال هل اصاب في الجواب وكان قبره روضة من رياض الجنة
جدا ہوگیا ہے عبرت پکڑی کہ یہہ جو قبر میں داخل ہوکر سوال جواب میں گرفتار رہا آیا اچھا جواب پایا کہ اوسکی قبر بہشت کی باغ کا ایک چمن ہوگئی ہو
او اخطأ في الجواب وكان قبره حفرة من حفر النار ثم يجعل نفسه كانه مات ودخل القبر وذهب عنه ماله واهله و
یا جواب میں چوک گیا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخکی گڑہون میں سے ہوگئی ہو پہر اپنی ذات کو یہہ تصور کری کہ گویا میں مرگیا اور قبر میں داخل ہوا اور تمام مال اور اہل اور
ولده ومعارفه وبقي وحيدا فريدا وهو الان يسئل فماذا يجيب وماذا يكون حاله ويكون مشغولا بهذا الاعتبار ما دام
اولاد اور دوست چہوٹ گئی اور میں اکیلا تنہا رہ گیا اور اب گویا مجہسے سوال ہورہا ہی اب کیا جواب دیتا ہون اور میرا کیا حال ہوگا اسی عبرت میں مشغول رہی جب تک
هناك ويتعلق بمولاه في الخلاص من هذه الامور الخطيرة العظيمة ويلجأ اليه وأما قراءة القرآن هناك فجوزها بعض
وہان رہی اور اپنی مولی سی ان امور نہایت خوفناک کے رستگاری کی واسطی علاقہ پیدا کری اور اوسی کیطرف التجا کری اور قبر پر قرآن پڑہنا بعضے علما جایز بتاتی ہیں

العلماء ومنعها البعض الاخر وقالوا لابد للزائر ان يكون مشغولا بالاعتبار وقراءة القران يحتاج صاحبها الى التدبر

اور بعضی منع کرتی ہین یہی کہتی ہین زائر کو چاہیئے کہ عبرت مین لگا رہے اور قرآن پڑھنے والے کو اوسمین غور اور

واحضار الفكر فيما يتعلق والاعتبار والفكر لا يجتمعان في قلب واحد في زمان واحد فان قال قائل اني اعتبر في وقت

فکر لگانا چاہیئے جو پڑھتا ہی اور عبرت اور فکر دونو ایک دل کی اندر ایک وقت خاص مین جمع نہین ہوتے اگر کوئی معترض کہی کہ مجکو ایک وقت عبرت ہوتی ہے

واقرأ في وقت اخر والقران اذا قرئ ينزل الرحمة فيرجى ان يلحق باهل القبور من تلك الرحمة شئ ينفعهم فالجواب عنه

اور دوسرے وقت قران پڑھتا ہون اور حال یہہ ہے کہ قران پڑھتی وقت اللہ کی رحمت اوترتی ہی لہ امید ہی کہ اوس رحمت مین سی کچھ اہل قبور کو پہنچکر فائدہ بخشی تو اسکے جواب کئے

من وجوه الاول ان قراءة القران وان كانت عبادة لكن كون الزائر مشغولا بما تقدم عن الفكر والاعتبار في الموت وسوال

ہین اول یہہ کہ قران کا پڑھنا اگرچہ عبادت ہی پر زائر کا اوس وقت سوچ مین اور موت کی خوف مین اور منکر نکیر کے سوال و غیرہ مین

الملكين وغير ذلك عبادة ايضا والوقت ليس محلا الا لهذه العبادة فقط فلا يخرج من عبادة الى عبادة اخرى لاسيما

مشغول رہنا بھی عبادت ہی اور یہہ وقت صرف اسی ہی عبادت کا ہے سو ایک عبادت کو چھوڑ کر دوسری اختیار نکرنی چاہیے خاص کر

لاجل الغير والثاني انه لو قرأ في بيته واهدى ثوابها اليهم بان قال بلسانه بعد فراغه من قراءته اللهم اجعل ثواب ما

دوسری کی واسطے دوسرا جواب یہہ ہے کہ زائر اگر اپنی گھر مین قران پڑھکر ثواب اہل قبور کو ہدیہ کردے اسطور کہ قران پڑھنے سے فارغ ہوکر زبان سے کہے الٰہی اس قرات کا ثواب

قرأته لاهل القبور لوصل اليهم ان هذا دعاء بوصول الثواب اليهم والدعاء يصل بلا خلاف فلا يحتاج ان يقرأ على قبورهم

اہل قبور کو پہونچا دی تو البتہ یہہ ثواب اونکو ملیگا کیونکہ اہل قبور کو ثواب ملنی کی دعا ہی اور دعا بلا خلاف پہونچتی ہے سو اسکے کیا حاجت ہی کہ قران قبر وں پر پڑھا جاوے

والثالث ان قراءته على قبورهم قد يكون سبب العذاب بعضهم اذ كلما مرت اية لم يعمل بها يقال له اما قرأتها اما سمعتها

تیسرا جواب یہہ ہی کہ قبروں پر قران پڑھنی سی کبھی کسی مردہ کو عذاب بھی ہونی لگتا ہے اسواسطے کہ جب ایسی آیت آویگی کہ اوسپر عمل نہین کیا تو اوسکو کہین گے کیا یہہ آیت تو نے

فكيف خالفتها ولم تعمل بها فيعذب لاجل مخالفته بها والرابع ان السنة لم ترد بها وكفى بها منعا فاذا كان كذلك فلا

پڑھی نہ تھی اسکا خلاف کیون کیا اور اسپر عمل کیون نکیا سو اس مخالفت کی باعث عذاب ہوتا ہے اور چوتھا جواب یہہ ہے کہ حدیث مین نہین آیا اور منع کرنیکو یہی کافی ہے جب یہہ بات ہوئی تو زائر کو یہی

بالزائر ان يتبع السنة ويقف عند ما شرع له ولا يتعداه ليكون محسنا الى نفسه والى اهل القبور لان زيارة القبور

لائق ہی کہ سنت کا تابع رہی اور مشروع پر توقف کری تجاوز نکری تاکہ اپنا اور اہل قبور کا محسن ہووی اسلئی کہ زیارت قبور کے

نوعان زيارة شرعية وزيارة بدعية اما الزيارة الشرعية التي اذن فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم فالمقصود

دو طرح ہین زیارت شرعی اور زیارت بدعی زیارت شرعی تو وہ ہی جسمین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی اجازت دی ہے پس مقصود

منها شيئان احدهما راجع الى الزائر وهو الاتعاظ والاعتبار والثاني راجع الى اهل القبور وهو ان يسلم عليهم الزائر ويدعو

اوس سی دو باتین ہین ایک تو فائدہ زائر کا ہے یعنی پند پذیری اور عبرت اور دوسرے فائدہ اہل قبور کا یعنی زائر اونکو سلام پہونچا وی اور اونکی لئی دعا کری

لهم واما الزيارة البدعية فهي زيارة القبور لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود

اور زیارت بدعی یہہ ہے کہ قبروں مین نماز پڑھنے کو جاوی اور اونکی طواف کرنیکو اور قبروں کی بوسہ اور چومنی کو اور مونہہ قبروں پر

عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والعافية والولد وقضاء الدين وتفريج

ملنی کو اور وہان کی مٹی لینی کو اور اہل قبور کو پکار کر اون سی مدد مانگنی کو اور اونسی یاری اور رزق اور عافیت اور اولاد اور ادای قرض اور کھلنا

الكربات واغاثة اللهفان وغير ذلك من الحاجات التي كان عباد الاصنام يسألون من اصنامهم فان اصل

سختیونکا اور امداد بیچارون کے اور سوای اسکے اور اور حاجتین جو بت پرست اپنی بتون سی مانگتی ہین بیشک اصل اس

هذه الزيارة البدعية الشركية ماخوذ منهم وليس بشئ من ذلك مشروعا باتفاق علماء المسلمين اذ لم يفعله رسول الله

زیارت بدعی شرکی کی بت پرستون سی لی ہوئی ہی اور کوئی امر ان مین سے باتفاق تمام علماء مسلمین کے جائز نہین ہے اسواسطے کہ نہ تو یہہ رسول اللہ

العلماء

العالمين ولا احد من الصحابة والتابعين وسائر ائمة الدين بل قد انكر الصحابة ما هو دون ذلك بكثير كما روى عن
العالمین نے کیا اور نہ کسی نے صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی نے تمام ائمہ دین میں سے بلکہ صحابہ نے انکار اس سے کمتر باتوں میں انکار کیا ہے چنانچہ
المعرور بن سويد ان عمر صلى صلوة الصبح في طريق مكة ثم رأى الناس يذهبون مذهب فقال اين يذهب هؤلاء
معرور بن سوید سے روایت ہے کہ عمر نے صبح کی نماز مکہ کی رستہ میں پڑھی پھر لوگوں کو دیکھا کہ ایک طرف کو جاتے ہیں پوچھا یہہ لوگ کہاں جاتے ہیں
فقيل مسجد اصلى فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فهم يصلون فيه فقال انما هلك من كان قبلكم بمثل
کسی نے جواب دیا اوس مسجد میں جہاں رسول اللہ صلعم نے نماز پڑھی ہے سو یہہ لوگ بھی وہاں نماز پڑہنے کو جاتے ہیں فرمایا پہلی امتیں ایسی ہی باتوں سے ہلاک ہوئے
هذا كانوا يتبعون آثار انبيائهم ويتخذونها كنائس وبيعا فمن ادركته الصلوة في هذه المساجد فليصلها فيها ومن
ہیں کہ اپنی اپنی انبیا کی آثار پر لگے رہتی تہی اور اوسی کو کنیسہ اور بیع یعنی عبادتگاہ بنا لیتے تہی پس جسکو وقت نماز کا ان مسجدوں میں ہو جاوے اوسی چاہیئے کہ یہاں نماز پڑہے اور جسکو
لا فليمض ولا يتعمدها وكذلك لما بلغه ان الناس ينتابون الشجرة التي بويع تحتها النبي عليه الصلوة والسلام ارسل اليها فقطعها
وقت نہو تو چلا جاوے اور خواہ مخواہ ارادہ نکرے اور ایسے ہی جب عمر نے سنا کہ لوگ باری باری اوس درخت پر جاتے ہیں جسکے تلے نبی علیہ السلام نے بیعت لی تہی آدمی بہیجکر اوسکو کٹوا دیا
فاذا كان عمر فعل هذا بالشجرة التي بايع الصحابة تحتها رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكرها الله تعالى في القرآن حيث
پس جب عمر نے اوس درخت کا یہہ حال کیا ہو جسکے تلے صحابہ نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تہی اور اللہ تعالی نے اوسکا ذکر قرآن میں کیا ہے جہاں
قال لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فماذا يكون حكمه فيما عداها ولقد جرد السلف الصالح
کہا ہے اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تجھسے اوس درخت کی نیچے اب اوروں کا تو کیا اصل ہے اور بیشک سلف صالح نے توحید کو خوب
التوحيد وحموا جانبه حتى كانت الصحابة والتابعون حيث كانت الحجرة النبوية منفصلة عن المسجد الى زمن الوليد
صاف کیا ہے اور توحید کی جانب کو حمایت کئے ہے یہانتک کہ صحابہ اور تابعین اسواسطے کہ حجرہ نبوی علیہ السلام مسجد سے الگ تہا ولید بن عبدالملک کے عہد تک
بن عبد الملك لا يدخل فيها احد لا لصلوة ولا لدعاء ولا لشئ آخر مما هو من جنس العبادة بل كانوا يفعلون جميع
کوئی اوس حجرہ میں نہیں گہستا تہا نہ تو واسطے نماز کے اور نہ واسطے دعا کی اور نہ کسی اور کام کو جو عبادت کی جنس کا ہو بلکہ وہ لوگ یہہ تمام عبادت
ذلك في المسجد وكان احدهم اذا سلم على النبي عليه السلام واراد الدعاء استقبل القبلة وجعل ظهره الى جدار القبر
مسجد میں کیا کرتی تہی اور ہر ایک کا یہہ حال تہا کہ جب نبی علیہ السلام پر درود پڑہکر دعا مانگتا تو قبلہ کیطرف متوجہ ہوتا اور اپنی پشت قبر شریف کی دیوار کے طرف کرلیتا
ثم دعا وهذا مما لا نزاع فيه بين العلماء وانما نزاعهم في وقت السلام عليه قال ابو حنيفة يستقبل القبلة عند السلام
تو دعا مانگتا اور یہہ تو وہ مقدمہ ہے کہ اس میں علما کو کچھ بحث نہیں ہے بحث اس میں ہے کہ درود پڑہتے ہوئی کیا کرے امام ابو حنیفہ کہتے ہیں بروقت درود کے بھی قبلہ کیطرف منہ کرنا
ايضا ولا يستقبل القبر وقال غيره لا يستقبل القبر عند الدعاء بل قالوا انه يستقبل القبلة وقت الدعاء ولا يستقبل
چاہیئے اور قبر کی طرف توجہ نہیں چاہیے اور اور کہتے ہیں دعا میں استقبال قبر کا نکرے بلکہ کہتے ہیں دعا میں قبلہ کیطرف متوجہ ہونا چاہیئے اور قبر کی طرف
القبر حتى لا يكون الدعاء عند القبر فان الدعاء عبادة كما ثبت بالحديث المرفوع ان الدعاء هو العبادة والسلف الصالح
مونہہ کرکے کہڑا ہو تاکہ دعا قبر کی طرف نہ واقع ہو کیونکہ دعا عبادت ہوتی ہے چنانچہ حدیث مرفوع سے ثابت ہے کہ دعا عبادت سے ہے اور سلف صالح
من الصحابة والتابعين جعلوا العبادة خالصة لله تعالى ولم يفعلوا عند القبور شيئا منها الا ما اذن فيه النبي عليه
یعنی صحابہ اور تابعین نے عبادت کو خاص واسطہ اللہ کا ٹہیرا لیا ہے اور انہوں نے عبادات میں سے قبروں پر جاکر کچھہ نہیں کیا مگر وہ ہی جسکی نبی علیہ السلام
الصلوة والسلام من السلام على اصحابها وسؤال الرحمة والمغفرة والعافية من الله لهم وسبب ذلك ان الميت قد انقطع
نے اجازت دی ہے یعنی اہل قبور پر سلام اور اللہ سے اونکے لئے رحمت اور مغفرت اور آرام مانگنا اور سبب اسکا یہہ ہے کہ میت کے اعمال تو منقطع
عمله وهو يحتاج الى من يدعو له ويشفع لاجله ولهذا شرع في الصلوة عليه من الدعاء له وجوبا او ندبا ما لم يشرع
ہوچکے ہیں ثواب اوسکو یہہ حاجت ہے کہ کوئی اوسکے لئے دعا مانگے اور شفاعت کرے اور اسی لئے میت کے واسطے وہ دعا وجوبا یا ندبا ثابت ہیں کہ اوس قسم کے

مثله في الدعاء للحي فانا لما كنا اذا قمنا الى جنازة ندعو له ونشفع لاجله فبعد الدفن اولى ان ندعو له ونشفع لانه
دعا زندہ کی واسطی جائز نہیں سو ہم لوگ جب وسکے جنازہ پر کھڑے ہی ہو کر اوسکے واسطی دعا مانگتی ہیں اور اوسکی شفاعت کرتی ہوں تو دفن کیے بعد بہت خوب ہے کہ اوسکے لئے دعا مانگیں اور شفاعت
في قبره بعد الدفن اشد احتياجا الى الدعاء له منه على نعشه لانه حينئذ معرض للسوال وغيره على ما روي عن عثمان
قبر کی اندر بعد دفن کے دعا کا بہت ہی محتاج ہے کہ اتنا نعش پر نہیں تہا کیونکہ اب وسکو سوال وغیرہ در پیش ہی جیسی کہ روایت عثمان
بن عفان انه عليه الصلوة والسلام كان اذا فرغ من دفن الميت وقف عليه وقال استغفروا لاخيكم واسالوا له
بن عفان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفنا کر فارغ ہوتی تو اوسی جگہ توقف کر کر فرماتے مغفرت مانگو اپنی بہائی کی لیے اور دعا کرو
التثبيت فانه الان يسئل وروي عن سفيان الثوري انه قال اذا سئل الميت من ربك يتراى له الشيطان في صورة
کہ وہ ثابت رہی کیونکہ اب اوس سے سوال ہوتا ہے، اور سفیان ثوری سی روایت ہی کہ وہ کہتا تہا جب میت سی یہ سوال ہوتا ہی تیرا رب کون ہے تو اوسکو شیطان صورت بنا کر
ويشير الى نفسه اي انا ربك قال الترمذي هذا فتنة عظيمة ولذلك كان النبي عليه الصلوة والسلام يدعو بالثبات
نظر آتا ہی اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہی کہ تیرا رب میں ہوں ترمذی کہتا ہی یہ بڑا فتنہ ہی اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثبات کی دعا مانگا کرتی تہی کہ
اللهم ثبت عند المسئلة منطقه وافتح ابواب السماء لروحه وكانوا يستحبون اذا وضع الميت في اللحد ان يقال اللهم
الٰہی سوال کی وقت اوسکی بات کو ثابت رکہیو اور اوسکی روح پر آسمان کی دروازہ کہول دی اور بہت نیک جانتی تہی کہ میت کو لحد کی اندر رکھ کر یہ دعا مانگیں الٰہی
اعذه من الشيطن الرجيم فهذه سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اهل القبور بضعا وعشرين سنة
اوسکو شیطان راندہ سی بچا پس یہی طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اہل قبور کی حق میں کئی اوپر بیس سال رہا
وهذه سنة الخلفاء الراشدين وطريقة جميع الصحابة والتابعين فبدل اهل البدع والضلال قولا غير الذي قيل
اور یہی طریق خلفاء راشدین اور طریقہ تمام صحابہ اور تابعین کا ہی پھر گمراہ بدعتیوں نی وہ بات جو اون سی کہی گئی تہی بدل ڈالی
لهم فانهم قصدوا بالزيارة التي شرعها رسول الله صلى الله عليه وسلم احسانا الى الميت والى الزائر سوالهم بالميت و
انکی مراد زیارت سی جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی میت اور زائر کی حق میں نیک سمجھ کر جائز رکہا، یہ ہے کہ میت کے وسیلے
الاستعانة به وليس هذا الا الفتنة التي قال فيها عبد الله بن مسعود رض كيف اذا لبستكم فتنة يهرم فيها الكبير
اور استعانت کرنا اور یہ وہی فتنہ ہی جسمیں عبد اللہ بن مسعود نی کہا ہے کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ ڈہاپ لیگا جسمیں بڑا بڈہا ہو جاوے
وينشأ فيه الصغير تجري على الناس يتخذونها سنة اذا غيرت قيل غيرت السنة قال ابن القيم في اغاثته هذا يدل
اور بچہ جوان ہو جاوے لوگون پر جو گذری گا اوسکو سنت ٹہرا لینگے اگر اوسکو بدلیں تو یہ کہیں سنت بدل ڈالی ابن قیم اغاثہ میں کہتا ہے ابن مسعود
على ان العمل اذا جرى على خلاف السنة فلا اعتبار ولا التفات اليه وقد جرى العمل على خلاف السنة منذ زمن طويل
اس قول سی معلوم ہوتا ہے کہ جب عمل طریق سنت کے خلاف ہونی لگی تو اوسکا کچھ اعتبار نہیں اور نہ وسکی طرف کچھ توجہ ہے اور مدت دراز سے عمل برخلاف سنت ہو گئے،
فاذن لابد ان تكون شديد التوقي من محدثات الامور وان اتفق عليه الجمهور فلا يغرنك اطباقهم على ما حدث
سو اب خواہ مخواہ محدثات امور یعنی بدعات سی بہت ہی بچا چاہیئے اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہوں اونکی اتفاق پر بہولنا کہ بدعات پر جو
بعد الصحابة بل ينبغي لك ان تكون حريصا على التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الى الله اشبههم بهم
بعد صحابہ کی پیدا ہوئی ہیں کر رکہا ہے بلکہ تجہکو لائق ہی کہ اونکی احوال اور اعمال کی خوب تفتیش کرتا رہے کیونکہ سب میں بڑا عالم اور اللہ تعالیٰ کا بڑا مقرب وہی ہی جو اونکی ساتھ
واعلمهم بطريقتهم اذ منهم اخذ الدين وهم اصول في نقل الشريعة من صاحب الشرع فلابد لك ان لا تكترث بخلافك
خوب ملتا ہوا اور اونکی طریقہ سے خوب واقف ہو اسواسطی کہ دین اونہی سی حاصل ہوا ہی، اور وہی صاحب شرع سی شریعت نقل کرنے میں اصل ہیں سو تجہکو لازم ہی کہ اپنی اہل عصر کی مخالفت کا
لاهل عصرك في موافقتك لاهل عصر النبي عليه السلام اذ قد جاء في الحديث اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم
صحابہ کی موافقت میں کچھ فکر نکری کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمیوں میں دو راہ ہو جاویں تو بڑی جماعت کو

قال عبد الرحمن بن اسمعيل المعروف بابى شامة حيث جاء الامر بلزوم الجماعة فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان
عبد الرحمن بن اسمعیل جو ابو شامہ مشہور ہی کہتا ہی جس جگہہ لزوم جماعت کا حکم آیا ہے تو مراد اوس سے لزوم حق کی جانب کا اور حق کا اتباع ہی اگرچہ
المتمسك قليلا والمخالف له كثيرا الا ان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبرة الى كثرة الباطل
حق والا تہوڑی اور اوسکی مخالف بہت ہون یاد رہی حق وہ ہی جسپر جماعت اول رہی ہے یعنے صحابہ اور اونکے بعد جو باطل بہت پہیل گیا اوسکا
بعدهم وقد قال الفضيل بن عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة
کچہہ اعتبار نہین اور فضیل بن عیاض نے ایسی بات کہی ہی کہ معنی اوسکی یہ ہین راہ ہدایت پر لگا رہ اوسکی چلنے والون کی کمی سے تجہکو کچہہ خلل نہوگا اور گمراہی کی رستون سے بچتا رہ
ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال ابن مسعود انتم فى زمان خيركم فيه المتسارع فى الامور وسياتى زمان بعدكم
اور ہالکین کے کثرت سے دہوکہ مین نہ آنا اور ابن مسعود کہتا ہی تم ایسے زمانہ مین ہو جسمین بہتر وہ شخص ہے جو عمل مین جلدی کرے اور تمہارے بعد ایسی زمانہ آتا ہی
خيركم فيه المثبت المتوقف لكثرة الشبهات قال الامام الغزالى لقد صدق لان من لم يثبت فى هذا الزمان بل
کہ بہتر اوسمین وہ شخص ہوگا جو ثابت رہے اور توقف کرے بسبب کثرت شبہات کے امام غزالی کہتی ہین کہ بیشک سچ کہا ہے اسلئے کہ جو شخص اس زمانہ مین ثابت نرہے بلکہ
وافق الجماهير فيما هم فيه وخاض فيما خاضوا فيه يهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة
جمہور کا ساتہہ دے جو وہ کر رہی ہین اور انکی فکرات مین غور کرنے لگے تو ہلاک ہو جائیگا جیسے وہ ہلاک ہوئے کیونکہ دین کی اصل اور عمدگی اور استواری
العبادة والتلاوة والمجاهدة بالجوع وغيره وانما هو باحترازه من الافات والعاهات التى ياتى عليه من البدع و
عبادت اور تلاوت کی کثرت سے اور بہوکے پیاسے رہ کر مجاہدہ کرنے سے نہین ہے دین کی استواری صرف اون آفات اور صدمات کے بچنے سے ہی جو اوسپر بدعتون اور
المحدثات التى تؤدى الى تبدله وتغيره كما تبدل وتغير اديان الرسل عليهم السلام من قبل بسبب ذلك فعلى هذا
نئی نئی باتین گذرتی ہین جسمین دین تمام بدل سدل جاتا ہی جیسے پہلی رسل علیہم السلام کی دین اسی سبب سے بدل گئے ہین اسلئے اسکی موافق
ينبغى للمؤمن ان لا يغتر ويستدل بقوة تصميمه على شئ وكثرة عبادته انه على الحق فان تصميمه عليه وعدم رجوعه عنه
مومن شخص کو چاہئے کہ فریب مین آکر اپنی قوت تصمیم سے کسی شئی پر اور اپنی کثرت عبادت سے یہہ استدلال نکرے کہ وہ حق پر ہے کیونکہ اوسکا تصمیم کسی بات پر اور اوس سے رجوع نکرنا
ولو نشر بالمناشير لا يدل على كونه على الحق فيه لان جزمه وتصميمه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث
اگرچہ وہ آرون مین چیرا جائے یہہ دلالت نہین کرتا کہ اس باب مین حق پر ہی کیونکہ اوسکا جزم اور تصمیم اوس امر پر اسلئے نہین ہے کہ وہ حق ہی بلکہ اس حیثیت سے ہے
نشأته بين قوم يدينون به وللنشاة والمخالطة اثر عظيم فى تصميم شئ حقا كان او باطلا الا ترى ان مثل هذا
کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہی کہ وہ اوس امر کو دین سمجہتے ہین اور پیدائش اور ملنی جلنی اور صحبت کو ہر شئی کی تصمیم حق ہو یا باطل بڑا اثر ہوتا ہی کیا دیکہتا نہین ایسی ہی
التصميم يوجد علمة من ذوى الجهل المركب كاليهود والنصارى ومن فى معناهم وان كان كذلك فالواجب على كل
تصمیم تمام عام لوگ جہل مرکبون مین جیسے یہود اور نصاری اور جو انکی مثال ہین سب مین موجود ہی جب یہہ حال ہے تو ہر مسلم پر اس زمانہ مین
مسلم فى هذا الزمان ان يحترز عن الاغترار والميل الى شئ من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التى
واجب ہی کہ ایسے شبہات اور بدعات اور محدثات کی رغبت سے بچتا رہے اور اپنی دین کو عادات سے بچے
استانس بها وتربى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها وظهر له الحق معها الا ترى ان قريشا لاجل العوائد التى الفتها
مالوف ہو رہی ہی اور اسمین پرورش پائی فتنہ سے بچا رہے کیونکہ یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفت سے کم بچتی ہین اور ان حالون مین حق کم ظاہر ہوتا ہی کیا دیکہتا نہین کہ قریش نے انہیں عادات کے ماتحت جسکی الفت
نفوسهم انكروا على النبى صلى الله عليه وسلم ما جاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغيانهم ولذلك
اونکی جان لگی ہوئی تہی نبی علیہ الصلوة والسلام اور اونکی ہدایت اور بیان کو نمانا اور اسی سبب سے کافر ہو گئے اور سرکشی کی اور اسی لئے
كان ابن مسعود يقول اياكم وما يحدث من البدع فان الدين لا يذهب بمرة من القلوب بل الشيطن يحدث لكم
ابن مسعود کہا کرتے تہے نئی بدعات سے بچو کیونکہ دین ایکبارگی دلون مین سے نہین جاوےگا بلکہ شیطان تمہارے لئے نئی نئی بدعتین نکالتا جاویگا

بدعا حتی یذهب الایمان من قلوبکم نسئل الله تعالی ان یرینا الحق حقا ویرزقنا اتباعه ویرینا الباطل باطلا و
آخر ہوتی ہو تی تمہارے دلونمین سی ایمان نکل جاویگا ہم خداسی چاہتی ہین کہ ہمکو حق کو حق ظاہر کردی اور اوسکا اتباع نصیب کری اور ہم پر باطل کو
یرزقنا اجتنابه المجلس الثامن والخمسون فی بیان ذکر الموت ولزوم الاستعداد له قال رسول
باطل ظاہر کردی اور اوسی اجتناب نصیب کری اٹھاونو مجلس موت کی یادگاری اور اوسکی تیاری کی لزوم مین رسول الله
الله صلی الله علیه وسلم اکثروا ذکر هاذم اللذات الموت هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو هریرة
صلے الله علیه وسلم نے فرمایا بہت کیا کرو یادگاری شی لذت شکن کی یعنی موت کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثو نمین سے ابوہریرہ کی روایت
ومعناه ان الموت یکسر کل لذة فاکثروا ذکره حتی تستعدوا له فان قوله علیه الصلوة والسلام اکثروا ذکر
سی اسکی یہہ معنے ہین کہ موت ہر لذت کو توڑ دیتی ہی سو اسکو ہر وقت یاد رکہو تاکہ اوسکی سامان مین لگو بیشک قول علیه السلام کا کہ اکثر ذکر رکہو
هاذم اللذات کلام وجیز مختصر لکن جمع فیها جمیع المواعظ فان من ذکر الموت حقیقة ینقص علیه لذة الحاضرة
لذات توڑنی والیکا کلام نہایت مختصر ہے پر اسمین تمام مواعظ بہر دی ہین کیونکہ جو شخص حقیقت مین موت کو یاد رکہیگا تو اوسپر لذت حالیہ
ویمنعه من تمنیها فی المستقبل ویزهده فیما کان یؤمله منها لکن النفوس الراکدة والقلوب الغافلة تحتاج الی تکثیر
کم ہوجاویگی اور اوسکو آئندہ کی آرزو سی بند کردیگی اور جو امیدین رکہتا ہوگا سب چہوڑا دیگی پر نفوس سست اور غافل دلونکو یہہ حاجت ہے
اللفظ وتطویل الوعظ والا ففی قوله علیه الصلوة والسلام اکثروا ذکر هاذم اللذات الموت مع قوله تعالی کل نفس ذائقة
کہ عبارت دراز اور وعظ طویل ہو نہین تو حدیث کی اس جملہ مین زیادہ کرو یادگاری لذات توڑنی والیکی جو موت ہی ہمراہ اس آیت کے
الموت ما یکفی السامع له والناظر فیه لان ذکر الموت یورث استشعار الانزعاج عن هذه الدار الفانیة والتوجه فی کل
ہر جان چکہنی والی ہی موت کو اسقدر مضمون ہی کہ سمجہنے والیکو اور غور کرنی والی کو کافی ہے اسلئی کہ موت کی یاد کرنیسی اس دار فانی سی اُٹہ جانیکی اور
لحظة الی الدار الباقیة اذ قد قال العلماء الموت لیس بعدم محض وفناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته
ہر لحظہ دار باقی کیطرف متوجہ رہنی کی عقل پیدا ہوتی ہی اسواسطے کہ علما کہتے ہین کہ موت نرا عدم اور صرف فنا ہی نہین ہی بلکہ موت کیا ہی
عنه وتبدل من حال الی حال وانتقال من دار الی دار وهو من اعظم المصائب وقد سماه الله تعالی مصیبة حیث قال
تعلق روح کا بدن سی چہوٹ جانا اور روح کا بدن سے جدا ہونا اور ایک حال کا دوسری حال پر بدل جانا اور ایک گہر سی دوسری گہر مین چلاجانا اور موت سب سے
فاصابتکم مصیبة الموت فالموت هو المصیبة العظمی واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذکره وقلة التفکر فیه مع
بڑی مصیبت ہی اور الله تعالی نی بہی اسکا نام مصیبت رکہا ہی جہان فرمایا ہی آوی تم پر مصیبت موت کی پس موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوس سی بڑہ کر موت سی غفلت ہے
ان فیه وحده لعبرة لمن اعتبر وقد قال القرطبی فی تذکرته ان الامة اجتمعت علی ان الموت لیس له سن معلوم ولا زمن
یاد نکرنا اور اوسمین فکر نہ لگانا باوجودیکہ صرف اوسمین عبرت ہی والیکو بڑی عبرت ہے اور قرطبی نی اپنی تذکرہ مین کہا ہی کہ تمام امت بالاتفاق جانتی ہی کہ موت کا کوئی سال معین نہین اور نہ
معلوم ولا مرض معلوم وانما کان کذلك لیکون المرء علی هیبة منه مستعدا له لکن من غلب علیه حب الدنیا والانهماك
زمانہ معلوم اور نہ کوئی مرض مقرر اور یہہ اسلئے ہی تاکہ آدمی ہر دم اوس سے ڈرتا اور سامان کرتا رہی لیکن جسپر دنیا کی محبت غالب ہوگئے اور اوسکی لذتو نمین
فی لذاتها لا محالة یغفل عن ذکره ولا یذکره بل اذا ذکر عنده یکرهه وینفر عنه طبعه لان غلبة حب الدنیا فی قلبه
کہپ جاتی ہی بیشک اوسکی یاد سی غافل ہے کبہی یاد نہین کرتا بلکہ اوسکی پاس اگر موت کا ذکر آئی تو بُرا مانتا ہی اور اوسکی طبیعت کو نفرت ہوتی ہی اسلئی کہ اوسکی دل مین دنیا کی
ورسوخ علائقها فیه یمنع عن التفکر فی الموت الذی هو سبب مفارقتها ولا یحب ذکره وان ذکره یذکره للتاسف علی الدنیا
محبت کا غلبہ اور دنیا کی مضبوط علاقی موت کی فکر سے روک دیتی ہین جو کہ سبب دنیا کی مفارقت کا ہی اور اوسکا ذکر اچہا نہین لگتا اور اگر موت کو یاد بہی کرتا ہی تو دنیا کی تاسف پر
ویشتغل بذمته ویزیده ذکره بعدا من الله تعالی اذ قد ورد فی الحدیث ان من کره لقاء الله تعالی کره الله لقاءه ومع هذا
موت کی بُرائیان کرتا ہی اور موت کا ایسا ذکر الله تعالی سی اور بہی دور کردیتا ہی سو شک کہ حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی الله تعالی کی ملاقات کو مکروہ جانتا الله تعالی اوسکے صورت دیکہنی

فتذكره للموت خير له لان تذكر الموت ينقص عليه نعيمه ويكدر عليه صفوة لذته فكل ما يكدر على الانسان لذته وينقص
نگروه کہتا ہی تیسرے یہی موت کا یاد کرنا بہتر ہی اسلئی کہ موت کو یاد رکہنی ہی دنیا کا عیش ناقص اور صاف لذت مکدر ہو جاتی ہی پہر جو چیز انسان کی لذت کو مکدر اور شہوت کو ناقص

عليه شهوته فهو من اسباب سعادته ولذا قال النبي عليه الصلوة والسلام اكثروا ذكر هاذم اللذات لان الانسان لا ينفك
کروے وہ ہی اسباب سعادت میں سی ہی اسلئی نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی بہت یاد کرو توڑنی والی لذت کو اسلئے کہ انسان دو حالت خالی

عن حالتين اما في ضيق ومحنة او في سعة ونعمة فان كان في ضيق ومحنة فذكر الموت يسهل عليه ما هو فيه بانه
نہین ہوتا یا تنگی اور محنت میں یا فراخی اور نعمت میں پس اگر شخص تنگی اور محنت میں ہی تو موت کا یاد کرنا اسپر تنگی اور محنت کو آسان کر دیتا ہی

يزول ولا يدوم والموت اصعب منه وان كان في سعة ونعمة فذكر الموت يمنعه عن الاغترار بها والسكون اليها كما
کہ یہہ سب فنا ہونیوالا ہی ہمیشہ کو نہیں ہے اور موت اوس سے سخت ہی اور اگر فراخی اور نعمت میں ہے تو موت کا یاد کرنا اوسکو دنیا کی فریفتگی سے اور دل لگانے سی باز رکہتا ہی چنانچہ

روی انه عليه الصلوة والسلام قال كفى بالموت واعظا وقال اللفاف من اكثر ذكر الموت اكرم بثلثة اشياء تعجيل
روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا موت نصیحت کرنیکو کفایت کرتی ہی لفاف کہتا ہی جو شخص موت کو بہت یاد رکہیگا تو اوسکو تین باتین حاصل ہونگی جلدی

التوبة وقناعة القلب ونشاط العبادة ومن نسي الموت عوقب بثلثة اشياء تسويف التوبة والحرص على الدنيا
توبہ اور دل میں قناعت اور عبادت میں سرور اور جو موت کو بہولا رہیگا تو وہ تین باتوں میں مبتلا رہیگا توبہ کی تاخیر دنیا کا لالچ

والتكاسل في العبادة وقالت ام المؤمنين عائشة رض يا رسول الله هل يحشر مع الشهداء احد قال نعم من يذكر الموت
عبادت میں سستی ام المومنین عائشہ رض نے پوچہا یا رسول اللہ کوئی شہیدوں کے ساتہہ بہی اوٹہیگا فرمایا ہان جو ہر روز

في اليوم والليلة عشرين مرة وسبب لنيل هذه الفضيلة ان ذكر الموت يوجب التجافي عن الدنيا والاستعداد
رات دن میں موت کو بیس دفعہ یاد کرلے اور سبب حصول اس رتبہ کا یہہ ہے کہ موت کی یاد کاری دنیا سی الگ کر دیتی ہی اور آخرت کے سامان میں لگاتی ہے

للاخرة والغفلة عنه تدعو الى الانهماك في شهوات الدنيا ولذاتها ونسيان الاخرة وقد قال النبي عليه الصلوة و
اور موت کی غفلت دنیا کی شہوات اور لذات میں ڈبو دیتی ہے اور آخرت کو بہلا دیتی ہے اور بیشک نبی علیہ السلام نے

السلام لابن عمر كن في الدنيا كانك غريب او عابر سبيل فكانه عليه الصلوة والسلام قال له انك مسافر ستسافر الى
ابن عمر کو فرمایا دنیا میں ایسا رہ جیسے مسافر یا رستہ چلتا پس گویا نبی علیہ السلام نے اوس سے یہہ کہا تو مسافر ہی تجہے جلد آخرت کا

الاخرة فلا تتخذ الدنيا وطنا ولا تميل الى حظوظها وحطامها واغتنم صحتك واصرفها في طاعة الله تعالى و
سفر کرنا ہی سو دنیا کو وطن مت بنا اور دنیا کی لذت اور مال اسباب پر رغبت مت کر اور اپنی صحت کو غنیمت سمجہکر اللہ تعالی کی طاعت میں صرف کر

اجتهد ان تقدم في حياتك ما تقربه عينك يوم الجزاء وذلك انما يحصل بذكر الموت فلذلك كان ذكر الموت
اور کوشش کر کہ اپنی زندگی میں پہلے ایسے عمل کر لے جس سے قیامت کی دن تیری آنکہ ٹہنڈی ہو اور یہہ بات بدون یاد کرنے موت کی حاصل نہیں ہوتی اسلئی موت کا یاد کرنا

افضل وانفع وغفلة الناس عنه لقلة فكرهم فيه وعدم ذكرهم له ومن يذكره لا يذكره بقلب فارغ بل بقلب
بہت افضل اور نافع ہی اور لوگوں کی غفلت صرف کم ہی فکر موت کو یاد کرنی سی ہے اور جو یاد کرتا ہی تو صفائی دل سی یاد نہیں کرتا بلکہ دل میں

مشغول باشغال الدنيا فلا ينفع ذكره في قلبه مع ان الواجب على العبد ان يفرغ قلبه عن كل شئ الا عن ذكر الموت
دنیا کی خیالات بہری ہوتی ہین جنکے ہوتے موت کا ایسا یاد کرنا فائدہ نہیں کرتا باوجودیکہ انسان پر واجب ہے کہ اپنی دل کو سب خیالات سی سوا ہی ذکر موت کے

الذي هو بين يديه فانه اذا ذكره بقلب فارغ يوشك ان يؤثر فيه وعند ذلك يقل فرحه وسروره بالدنيا وينكسر قلبه
جو سامنی کہڑی ہی خالی کرے ہی بیشک انسان اگر فارغ دل ہوکر موت کو یاد کریگا تو اوسکی تاثیر جلد معلوم ہوگی اور سب دنیا کی فرحت اور سرور کمتی ہوتا جاویگا اور دل ٹوٹ جاویگا

فان من كان اسير النفس مصرا على الذنوب يجب عليه ان يجتهد في اصلاح نفسه بمداواة قلبه فان مداوات
پس جو شخص نفس کا مقید گناہوں پر قائم ہو رہا ہی اوسکو واجب ہے کہ اپنی دل کی علاج کی اور سعی اصلاح نفس کے مشقت اختیار کری کیونکہ دلوں کی دوا کرنی واجب ہے

القلوب واجبة لاسيما اذا كان قاسية فعلاجها باربعة اشياء اذ قد قال العلماء اذا كانت القلوب قاسية
کیونکہ دلون کی دوا کرنی واجب ہے خاص کر ایسی وقت مین کہ وہ سخت ہو جاوین پہر اوسکا علاج چار چیز سی ہی اسلئی کہ علما کہتی ہین کہ جب دل سخت ہو جاوین تو ایسی
فعلى اصحابها ان يلتزموا باربعة الاول حضور مجالس العلم التي يكثر فيها دعوة الخلق من الدنيا الى الاخرة ومن
لوگون کو چاہئی کہ چار چیزونکو لازم کرلین اول علم کی ایسی مجلسون مین حاضر ہونا جسمین خلق کی رہنمائی دنیا سی آخرت کے طرف اور
المعصية الى الطاعة فان ذلك مما تلين القلوب ويخشع فيها والثاني ذكر الموت الذي هو هازم اللذات ومفرق
معصیت سی طاعت کی طرف بہت ہوتی ہو کیونکہ اس سی دلون مین نرمی اور درد پیدا ہوتا ہی اور دوسرے موت کا یاد رکہنا جوکہ لذتون کو توڑنے ہی اور
للجماعات وموتم للبنين والبنات والثالث مشاهدة المحتضرين فان النظر الى المحتضر ومشاهدة سكراته ونزعاته
جماعات کو پراگندہ کرتی ہی اور بیٹیا بیٹے کو چہوڑا دیتی ہی اور تیسری مرتی ہو دونکا حالت نزع مین دیکہنا کیونکہ مشاہدہ سکتے کا اور دیکہنا اوسکے ہچکیون اور نزع کا
وتامل صورته بعد موته يقطع عن النفوس لذاتها وعن القلوب مسراتها ويمنع الاجفان من النوم والابدان
اور غور کرنا اوسکی صورت کا بعد موت کے نفوس کو لذات سی اور قلوب کو مسرات سی اور پلکون کو نیند سے اور بدن کو
من الراحة ويبعث على الطاعات فهذه ثلثة امور ينبغي لمن كان قاسي القلب واسير النفس مصرا على الذنوب
ارام سی الگ کردیتا ہی اور طاعات پر اوبہارتا ہی سو یہہ تین طریقہ ہین چاہئے کہ سخت دل آدمی نفس کا مغلوب گناہون پر لگا ہوا ان سی
ان يستعين بها على دوائه فان انتفع بها فذاك وان عظم عليه رين القلوب واستحكمت دواعي الذنوب
اپنے دل کا علاج کرے پہر اگر نفع ہوا تو بس اور کیا چاہئی اور اگر دل کے عیب جسم گئی اور اسباب گناہونکی جڑ پکڑ گئے
فزيارة القبور يؤثر في ذلك ما لم يؤثر الاول والثاني ولذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام زوروا القبور
تو پہر اسمین قبور کی زیارت ایسا اثر کرتی ہی جو کہ اول اور ثانی اثر نہین کرتا اور اسیواسطی نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا قبرونکی زیارت کیاکرو
فانها تذكر الموت والاخرة وتزهد في الدنيا فان الاول سماع بالاذن والثاني اخبار بالقلب بما اليه المصير و
کیونکہ اس سے موت اور آخرت یاد آتے ہی اور دنیا چہوٹتی ہے کیونکہ اول طریقہ کانونسی سننی کا ہی اور دوسرا طریقہ دل سی انجام کی سمجہہ کا ہی اور
في مشاهدة من احتضر وزيارة من قبر معاينة ولذلك كانا ابلغ من الاول والثاني وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم
مرنے والی کو دیکہنی مین اور قبر کے زیارت مین انجام کا معاینہ ہوتا ہی اور اسیواسطی یہہ دونو اول اور ثانی سی بہت نافع ہین چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ليس الخبر كالمعاينة لكن الاعتبار والاتعاظ بحال المحتضر غير ممكن في كل وقت من الاوقات ولا يتفق لمن يريد علاج
سنا ہوا دیکہی ہوئی کی برابر نہین ہوتا پر عبرت اور پند پذیری سکتے کی حال سی ہر وقت میسر ہونا ممکن نہین ہے اور جو اپنی دل کا علاج
قلبه في ساعة من الساعات واما زيارة القبور فوجودها اسرع والانتفاع بها اوسع لكن ينبغي لمن يقصد زيارة
کیا چاہی تو گہری گہری اوسکو نہین ملتا ہی زیارت قبور کی تو اسکا ہاتہہ آنا جلد ہوسکتا ہی اور منفعت اسکی بہت ہے پر لایق یون ہی کہ قبور کی زیارت کرنی
القبور ان يحترز من الزيارة البدعية التي يقصدها اكثر الناس في هذا الزمان وهي زيارة قبور بعض المتبركين
تو زیارت بدعے سی پرہیز رکہی جوکہ اس زمانہ مین اکثر لوگون کو مقصود ہی یعنے متبرک لوگون کی قبر پر جاکر
لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها
نماز پڑہنا اور قبرون پر طواف کرنا اور چومنا اور بوسہ دینا اور اوسپر گال ملنے اور وہان کی مٹی لینی اور مردونسی دعا مانگنی
والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والولد والعافية وقضاء الديون وتفريج الكربات واغاثة اللهفان وغير
اور اونپر بہروسہ کرنا اور اون سی امداد اور رزق اور اولاد اور آرام اور قرضونکا ادا اور سختیونکی کشایش اور ناتوانون کی مدد مانگنے اور
ذلك من الحاجات التي كان عباد الاوثان يسئلونها من اوثانهم اذ ليس شيء منها مشروعا باتفاق علماء المسلمين
سوا اسکی اور حاجتین جو بت پرست لوگ اپنے بتونسی مانگا کرتے ہین اسواسطی کہ اسمین سے کوئی بات بہی تمام علما اہل اسلام کی نزدیک جایز نہین ہے

اذ لم یفعله رسول رب العلمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل یتادب بادابها ویکون حاضر
کیونکہ آپ تو نہ رسول رب العالمین نے کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین نے اور نہ کسی ائمہ دین نے بلکہ طریقہ زیارت قبور کی سیکھ کر حضور دل سے
القلب فی اتیانها ولا یکون حظه منها الطواف علیها فقط لانه حالة تشارکه فیها البهائم بل یقصد بزیارته وجه الله
ادا کرے ایسا نہ ہو کہ زیارت قبور سے اسکا حصہ صرف طواف ہی ہو کیونکہ یہہ بات تو چوپاؤں کی سی ہی بلکہ زیارت سے صرف مقصود رضائے خدا تعالیٰ کا ہو
واصلاح نفسه ودواء قلبه ویجتنب المشی علی المقابر والجلوس علیها ویخلع نعلیه ان دخلها کما جاء فی الحدیث
اور درستی اپنی حال کی اور علاج اپنی دل کا اور قبروں کی اوپر پھرا نہ کرے اور نہ اون پر بیٹھے اور قبروں میں جاتی ہوئی جوتی اوتار لے چنانچہ حدیث میں آیا ہی
ویسلم علی اهلها ویخاطبهم خطاب الحاضرین ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین فانه علیه الصلوة والسلام
اور مردوں پر سلام بہیجے اور اون سے مخاطب ہو کر کلام کرے یہہ کہے سلام تم پر اے دار قوم مومنین کے کیونکہ نبی علیہ الصلوة والسلام
کان یقول کذلک واذا وصل الی میت ینبغی له ان یاتیه من تلقاء وجهه ویسلم علیه ایضا لکن اذا اراد ان یدعو
یہہ ہی کہا کرتے تہے اور جب کسی مردہ کی پاس جاوے تو چاہئے کہ اوسکے منہ کی سامنے سے جاوے اور اوسپر بہی سلام علیک کرے لیکن اگر دعا مانگنی کا قصد کرے
یدعو قائما مستقبل القبلة وکذلك الكلام فی زیارة النبی علیه الصلوة والسلام ثم یعتبر بمن کان تحت التراب
تو رو بقبلہ کہڑا ہو کر مانگے اور ایسی ہی گفتگو نبی علیہ السلام کے زیارت میں ہے پہر اوسکی حال سے جو مٹی تلی دب گیا
وانقطع عن الاهل والاحباب بعد ان نافس الاصحاب والعشائر وجمع الاموال والذخائر وجاءه الموت فی وقت لم یحتسبه
اور اہل عیال اور یاروں سے جدا ہو گیا بعد اسکے کہ یاروں اور کنبی میں ملا جلا تہا اور مال و ذخیرہ جمع کرتا تہا اور اوسکو ایسی وقت موت آ گئی جو گمان نہ تہا
وفی حال لم یرتقبه فانه حین دخل القبر وابتلی بالسؤال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة
اور ایسی حال میں جو توقع نہ کرتا تہا پہر پہہ بے قبر میں گیا اور سوال میں مبتلا ہوا تو خدا جانی جواب میں پورا اترا کہ اوسکی قبر بہشت کا چمن ہو گئی ہو
او اخطأ فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النیران ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه اهله وولده
یا جواب میں پورا نہ اترا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخ کا ہو گیا ہو پہر اپنی آپ کو تصور کرے گویا مرگیا اور گور میں داخل ہوا اور اہل اور اولاد
ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الان یسال فماذا یجیب وماذا یکون حاله ثم یتامل حال من مضی من اخوانه واقرانه
اور جان پہچان جدا ہو گئی اکیلا تن تنہا رہ گیا اب مجہسے سوال ہو رہا ہی اب کیا جواب دوں اور میرا کیا انجام ہو گا پہر اپنی گذشتہ بہائی بندوں اور ہمسروں کی حالمیں تامل کرے
الذین املوا الامال وجمعوا الاموال کیف انقطعت امالهم ولم تغن عنهم اموالهم وغیر التراب محاسن وجوههم وافترقت فی
جو کہ جیسی بڑی بڑی امیدیں رکہتی تہی اور جو مال جمع کیا تہا کیونکر اونکی امیدیں ٹوٹ گئیں اور مال نے اونکو کچہہ فائدہ نہ دیا اور مٹی نی اونکی اچہی اچہی چہرے بگاڑ دیئے اور
القبور اجزاؤهم وارملت بعدهم نساؤهم وشمل الیتیم اولادهم واقتسم غیرهم اموالهم ولیعلم ان میله الی الدنیا کمیلهم
گور میں اونکی اجزا بکہر گئے اور اونکی جوروئیں رانڈ ہو گئیں اور اونکی اولاد میں یتیمی پہیل گئی اور اونکا مال اوروں نے بانٹ لیا اور یوں یقین کرے کہ میری رغبت دنیا میں ایسی ہی ہے جیسی
وغفلته کغفلتهم وانه لا شك صائر الی مصیرهم ولیتحقق ان حاله کحالهم وان الموت لفظیع والهلاك السریع بین یدیه
اور میری غفلت اون کیسی غفلت ہی بیشک اسی جگہ جاؤنگا جہاں وہ گئی ہیں اور میرا حال بہی اونکا سا حال ہونیوالا ہی اور موت ناگوار اور ہلاک سریع سامنے موجود ہی
وعند هذه التذکر والاعتبار یلین قلبه ویخشع جوارحه ویزول عنه جمیع الاحباب الدنیویة ویقبل علی الاعمال الاخرویة
اسطرح کی یاد اور اعتبار سے البتہ دل نرم ہو جاویگا اور ہاتہہ پاؤں کانپ جاوینگے اور دنیا کی تمام رابطے جاتی رہینگے اور اعمال آخرت پر متوجہ ہووے گا
ویترك هواه ویتوجه الی طاعة مولاه ثم ینبغی له فی کل حین وزمان ان یکثر ذکر اقرانه وامثاله الذین مضوا قبله فیتذکر
اور ہوا و ہوس ترک کر کر مولیٰ کی طاعت اختیار کریگا پہر اسکو چاہئی کہ دم بدم سنی اقران اور امثال کا جو کہ اس سے پہلے مر گئے ہیں ذکر کیا کرے
سرورهم ونشاطهم وعیشهم وعشرتهم وطول امالهم واعتمادهم الی القوة والشباب ومیلهم الی الضحك والتلعاب
اور اونکی سرور اور نشاط اور اونکی عیش اور عشرت اور لمبی لمبی امیدیں اور اونکا بہروسہ قوت اور جوانی کا اور رغبت ہنسی اور کہیل کی یاد کیا کرے

ثم يتامل كيف كانت حالهم وخلت منهم مجالسهم وديارهم وانقطعت آثارهم وضاعت اموالهم ثم ينظر في نفسه فانه

پھر یہہ سوچے کیسا اونکا حال تھا اور انکی مجلس اور گھر اونسے خالی رہ گئی اور اون کا نشان مٹ گیا اور اونکے مال تباہ ہوگئے پھر اپنی طرف خیال کرے کہ میرا بھی

سيكون عاقبة امره كعاقبة امرهم فيسعى في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب

انجام یہی ہونے والا ہی جو اونکا ہوا پھر اپنے حال کو درست کرے جو جو اسکے ذمہ پر فرائض اور واجبات باقی نکلیں ہیں ادا کرے

عن المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات يسر الله التوبة والاستغفار اناء الليل واطراف النهار

اور حرام اور مکروہات سے بچے اور گناہوں اور بری کاموں سے توبہ کرے اللہ آپ سے سہولت کو اور صبح شام توبہ اور استغفار کی توفیق دے

المجلس التاسع والخمسون في بيان ماهية الطاعون وعدم التقدم عليه وعدم الفرار منه

اونسٹھویں مجلس وبا کی حقیقت میں اور نہ اوسکے اندر جانا اور نہ وہان سے بھاگنا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الطاعون رجز ارسل على طائفة من بني اسرائيل فاذا سمعتم به بارض فلا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون یعنے وبا عذاب ہی جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر نازل ہوا تھا جب تم کسی سرزمین میں وبا سنو تو

تقدموا عليه واذا وقع وانتم فيه فلا تخرجوا منها فرارا منه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه اسامة بن زيد

اوسمیں مت جاؤ اور جب وبا آجاوی اور تم وہان ہو تو وہانسے وبا کی ڈر کی ماری مت نکلو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہی اسامہ بن زید کی روایت سے

والمراد بالطائفة المذكورة هم الذين امرهم الله تعالى ان يدخلوا الباب سجدا ويقولوا حطة فدخلوا الباب قائلين

اور مراد گروہ مذکورہ سے وہ قوم ہے جسکو اللہ تعالی کا حکم ہوا تھا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور حطہ یعنی معاف کہتی ہوئی چلی جاؤ سو وہ لوگ دروازہ میں

حنطة فخالفوا امر الله تعالى فارسل الله تعالى عليهم الطاعون فمات منهم في ساعة واحدة اربعة وعشرون الفا من

حنطہ کہتی ہوئی داخل ہوئے اونہوں نے امر الہی کی جو خلاف کیا تو اللہ تعالی نے اون پر وبا بھیجی سو اون میں سے گھڑی بھر کے عرصہ میں چوبیس ہزار

شيوخهم وكبرائهم فدل الحديث على ان سبب ظهور الطاعون هو المخالفة لامر الله تعالى وقد وقع فيه النهي عن

بڑے بڑے آدمی مرگئے اب حدیث سے معلوم ہوا کہ سبب طاعون وبا پڑنے کا وہ امر الہی کی مخالفت ہے اور اس حدیث میں وہان یعنی وبا کی جگہہ میں جانے کی ممانعت ہے

القدوم عليه وعن الفرار منه فالنهي الاول لبيان لزوم الحذر عن التعرض للتلف اذ لا يجوز للعبد ان يلقي نفسه الى

اور وہان سے بھاگنے کی پہلی ممانعت ہی تو اس بیان کے لئے ہے کہ تلف میں پڑنے سے بچو اسلئے کہ بندہ کو جائز نہیں ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالی

التهلكة لقوله تعالى وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ والنهي الثاني لبيان لزوم التوكل والرضاء بقضاء الله تعالى وقدره

اس آیت سے اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں اور دوسری ممانعت واسطے بیان لزوم توکل کی ہی اور تقدیر الہی پر رضا

ولبيان ان العذاب الواقع بسبب المعصية لا يدفعه الفرار وانما يدفعه التوبة والاستغفار واختلف في هذا النهي

اور اس بیان کی واسطے کہ جو عذاب سبب گناہوں کی نازل ہوتا ہی وہ بھاگنے سے نہیں دفع ہوتا اوسکو تو فقط توبہ اور استغفار ہی دفع کرتی ہی اور اس نہی میں اختلاف ہے

فقال القاضي تاج الدين السبكي مذهبنا هو الذي عليه الاكثرون ان النهي عن الفرار منه للتحريم وقال بعض العلماء

سو قاضی تاج الدین سبکی کہتا ہی ہمارا مذہب وہی ہی جسپر اکثر علماء ہیں کہ وہان سے بھاگنے کی نہی تحریمی ہی اور بعض علماء کہتے ہیں

هو للتنزيه واتفقوا على جواز الخروج لشغل عرض غير الفرار لقوله عليه السلام في آخر الحديث ولا تخرجوا منها فرارا منه

کہ نہی تنزیہی ہی اور با الاتفاق کہتی ہیں کہ وہانسے چلا جانا واسطے کسی کام کی سوائی بھاگنے کے جائز ہے اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام آخر حدیث میں فرماتی ہیں اور وہان سے مت نکلو

ويدل على التحريم ما روي عن ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها انه عليه السلام قال الفار من الطاعون كالفار من الزحف واخرج

اور حرمت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ثابت ہوتی ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ وبا سے بھاگنے والا ایسا ہی جیسے لڑائی سے بھاگنے والا اور

ابن خزيمة في صحيحه ان الفرار منه من الكبائر والله تعالى يعاقب عليه ان لم يعف واختلف العلماء في حكمة ذلك النهي

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہی کہ وبا سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہی اور اللہ تعالی اسپر عذاب کریگا اگر نہ معاف کیا اور علماء کو اس ممانعت کی حکمت میں اختلاف ہے

فقيل

فقيل هو تعبّدي لا يعقل معناه لان الفرار من المهالك مامور به وقد وقع النهي عنه وفيه سر لا يعلمه الا الله تعالى

کوئی کہتا ہی یہہ بندگی ہی کہ جسکے معنی سمجہہ میں نہیں آتی اسلئے کہ ہلاکت کے مقام سی بہاگ جانیکا حکم ہی اور اسمین ممانعت آئی ہی تو اسمین کوئی ایسی پوشیدہ بات ہی کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

وقيل هو معلل بان الطاعون اذا وقع في بلد عم من كان فيه بمداخلة سببه فلا يفيد الفرار منه بل ان كان اجله حضر

اور کوئی کہتا ہی اوسکی یہہ علت ہے کہ وبا جب کسی ملک میں پڑتی ہی تو جو وہان ہوتا ہی سبب پہیل جاتی ہی کیونکہ سبکے دخل ہوتا ہی پہر وہان سے بہاگنی میں کچھ فائدہ نہیں ہی بلکہ اگر

فالطاعون سبب موته سواء اقام او رحل فلما تعين المفسدة ولا انفكاك عنها تعين الاقامة لما في الخروج من العبث

اوسکی موت آئی ہی تو وبا ہی اوسکی موت کا سبب ہے برابر اگر وہ شخص وہان رہے یا چلا جاوے پہر جب فساد معین ہوا اور اوس سے الگ ہونا ممکن نہیں ہے تو پہر اقامت ہی معین ہی اسلئے کہ چلے جانے میں ایسی بیفائدہ بات ہے

الذي لا يليق بالعقلاء مع ان فيه الفرار من حكم قدر الله تعالى وامر بالصبر عليه وجعل لمن يموت به اجر الشهيد بل

جو عقلا کے حال سی مناسب نہیں ہے باوجودیکہ اسمین تقدیر الہی سی بہاگنا ہی حالانکہ اوسپر صبر کرنے کا حکم ہی اور اوسمین مرنی والی کی واسطے اجر شہید کا مقرر کیا بلکہ

جعل للمقيم فيه صابرا اجر الشهيد ولو لم يمت بالطاعون والفرار من مثل هذا الاجر خسارة عظيمة مع انه لا يعلم

اسمین صبر سی قایم رہنی والی کی واسطے اجر شہید کا ہی اگرچہ وبا مین جیتا ہی اور بہاگنا ایسے اجر سے بڑی ہی ٹوٹی کی بات ہی باوجودیکہ یہہ خبر نہیں

ان الموت الذي فر منه هل يسلم منه ام لا ونقل ابو الحسن المدائني عن ابيه قال قلما فر احد من الطاعون فسلم قال

کہ جس موت سی بہاگتا ہون اسسی سلامت بچو نگا یا نہین اور ابو الحسن مدائنی اپنی باپ سے نقل کرتا ہی کہ وبا سے بہاگنے والا کم بچتا ہے

تاج الدين السبكي والذي حكاه مجرب وليس ببعيد ان يجعل الله الفرار منه سببا لقصر العمر وقد جاء في الكتاب الكريم

تاج الدین سبکی کہتا ہی یہہ بات آزمودہ ہی اور کیا بعید ہے کہ اللہ تعالی اس بہاگنی کی باعث سی اوسکی عمر کوتاہ کر دے چنانچہ کتاب کریم میں یہہ مضمون حاصل ہوتا ہی

ما يوخذ منه ان الفرار من الجهاد سبب لقصر العمر وهو قوله تعالى قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ

کہ جہاد مین سی بہاگنا عمر کوتاہ کر دیتا ہے اور وہ یہہ آیت ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیویگا تمکو بہاگنا اگر بہاگوگی تم مرنے سے یا مارے جانے سے

وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا وحكى ان والده استنبط ذلك من هذه الاية وقال اهل التفسير في قوله تعالى أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا

اور اب نہ پہل پاؤگے مگر تہوڑے دنون اور نقل کرتا ہی کہ میرے باپ نے یہہ مضمون اسی آیت سے نکالا ہی اور مفسرین اس آیت مین تو نے نہ دیکہی وہ لوگ جو نکلے

مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ان اهل قرية وقع فيهم فخرجوا منها هاربين فاماتهم الله تعالى ثم احياهم ليعتبروا ويعلموا

اپنے گہرون سی اور وہ ہزارون تہی موت کی ڈر سی یہہ کہتی ہین کہ ایک قریہ مین وبا پڑی سو وہ لوگ وہان سے بہاگی پہر اللہ تعالی نی اونکو مار دیا پہر زندہ کیا تاکہ عبرت پذیر ہون اور جانین

ان لا ينفع من قضاء الله تعالى وقدره وقد ورد في الحديث انه وخز اعدائنا من الجن على ما روي عن ابي موسى الاشعري

کہ تقدیر الہی سی نہیں بہاگا جاتا اور حدیث مین آیا ہی کہ وبا ہماری دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی موافق روایت ابو موسی اشعری کے

انه عليه السلام قال فناء امتي بالطعن والطاعون قيل يا رسول الله هذا الطعن قد عرفناه فما الطاعون قال وخز اعدائكم

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میری امت کی موت طعن اور طاعون سی ہی کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ اس طعن کو تو ہم جانتی ہین پر طاعون کیا ہی فرمایا نیزہ زنی ہی تمہاری دشمن

يعني الجن وفي كل منهما شهادة قال ابن القيم في كون الطاعون وخز اعدائنا من الجن حكمة بالغة وهي ان اعدائنا منهم

یعنے جن کی اور ان دونون مین شہادت ہی ابن القیم کہتا ہی کہ طاعون جو ہمارے دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی اسمین بڑی حکمت ہی وہ یہہ ہے کہ انمین سے شیاطین ہمارے دشمن ہین

شياطينهم واما اهل الطاعة منهم فهم اخواننا في الدين وقد امرنا الله تعالى معاداة اعدائنا من الجن والانس وان

اور جو اونمین اہل طاعت ہین سو وہ ہمارے دینی بہائی ہین اور ہمکو حکم الہی ہے کہ اپنے دشمنونکی انسان ہون یا جن دشمنی کرین اور

نبين طلبا لمرضاته وابى اكثر الناس الا مسالمتهم وموالاتهم فسلطهم الله تعالى عليهم عقوبة لهم لانهم لما استجابوا حين اغووهم

رضامندی اللہ کے لئے اور اکثر لوگ اس حکم سی پہر کر اونکی محبت کے ساتہ مبتلا رہے سو اللہ تعالی نی اونپر عقوبت کی لئے غالب کر دیا کیونکہ اونہون نے جب اونکو

بالفسق والفجور واطاعوهم في الفساد والشرور اقتضت الحكمة الالهية ان يسلطوا عليهم بالطعن فيهم

فسق و فجور کیطرف بلایا تو مان گئے اور فساد اور شرور مین مطیع ہوگئی تو حکمت الہی نی چاہا کہ یہہ اونپر غالب ہوکر اون میں طعن قایم کرین

كما يسلط عليهم اعداءهم من الانس حين افسدوا في الارض ونبذوا كتاب الله تعالى وراءهم فهذه المحاربة طعمة من
جیسے کہ اونپر اونکی دشمن انسان غالب ہوجاتی ہیں جب وہ ملک میں فساد برپا کرتے ہیں اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈالتی ہیں پس یہہ محاربت صف جنگ
الانس والطاعون طعمة من الجن وكل منهما يسلط عليهم بتقدير العزيز الحكيم عقوبة لهم لمن يستحق العقوبة وشهادة
انسانکی ہی اور طاعون صف جنگ جنات کی ہی اور یہہ دونوں اونپر اللہ عزیز حکمت والی کی تقدیر سے واسطی عذاب مستحق عذاب کے اور واسطی شہادت مستحق
لمن هو اهل لها فهذه سنة الله تعالى في العقوبات التي يقع عامة فيكون طهر للمتقين وعذابا للفاجرين وقد ثبت
شہادت کے مسلط ہوجاتی ہیں پس ایسی عقوبات میں جو عام نازل ہوتی ہیں عادت الٰہی یہہ ہی جاری ہی سو متقیونکی واسطی طہارت اور بدکارونکی لئی عذاب ہی اور حدیث
في الحديث ان سبب وقوع الطاعون ظهور الفاحشة واعلان المنكرات على ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال لم تظهر
میں ثابت ہوچکا ہی کہ وبا پڑنیکا سبب ہی فاحشہ کا ظاہر ہونا اور منکرات کا برملا عمل میں آنا موافق روایت ابن عمر کے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہہ کبھی نہیں ہوا
الفاحشة في قوم قط حتى يعلنوها الا فشى فيهم الطاعون واخرج مالك عن ابن عباس موقوفا والطبراني مرفوعا ما فشا
کہ کسی قوم میں فاحشہ تو ایسا ظاہر ہوکہ برملا ہونی لگی اور وبا نہ پڑی اور مالک نے ابن عباس سے موقوفا اور طبرانی نے مرفوعا نقل کیا ہی نہیں ظاہر ہوا
الزنا في قوم قط الا كثر فيهم الموت قال ابن حجر الحكمة في ذلك ان حد الزنا في المحصن ازهاق الروح بصفة مخصوصة وهي
زنا کبھی کسی قوم میں مگر اونمیں موت کی کثرت ہوئی ہے ابن حجر کہتا ہی حکمت اسمیں یہہ ہے کہ زنا کی حد محصن کے حق میں جان کا نکالنا ہی بطور خاص یعنی
الرجم فاذا لم يقم فيه الحد يسلط عليهم الجن ليقتلوهم قال السيوطي ومن تتمة ذلك ان الزنا لما كان في غالب الاحوال
سنگسار کرکر پھر جب اسمیں یہہ حد قایم نہ ہوئی تو جن اونپر تعینات ہوتے تاکہ اونکو قتل کریں سیوطی کہتا ہی اسکا تتمہ یہہ ہے کہ زنا چونکہ اکثر اوقات
يقع سرا يسلط الله عليهم عدوا يقتلهم سرا من حيث لا يرونه وقاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم يعم المستحق وغيره
پوشیدہ واقع ہوتا ہی تو اللہ تعالی بھی اونپر ایسا دشمن تعینات کرتا ہی کہ پوشیدہ مار ڈالی ایسا کہ کسیکو معلوم نہو اور عذاب کا قاعدہ یہہ ہے کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا ہے تو بھلی بری سب کو
ثم يبعثون على نياتهم كما روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من كان فيهم
پھر وہ اپنی اپنی نیتوں کی موافق مبعوث ہوتی ہیں چنانچہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی کسی قوم پر عذاب اتارتا ہی تو جو وہاں ہوتا ہی سب کو پہنچتا ہی
ثم يبعثون على نياتهم قال العلماء انما يصيب العذاب جميع الناس لظهور المنكرات والاعلان بها لان انكارها وتغيرها
پھر وہ اپنی اپنی نیت پر مبعوث ہوتی ہیں علماء کہتی ہیں کہ تمام لوگونکو عذاب اسلئے پہنچتا ہی کہ منکرات ظاہر اور برملا عمل میں آتی ہیں اور منکرات کا بند کرنا اور بدلنا
يصير واجبا عليهم فمن راى ولم ينكر صار كمن فعل في استحقاق العقوبة كما روى عن ابن عباس انه قيل يا رسول الله
اونپر واجب ہوجاتا ہی پھر جو دیکھی اور اونکو ممانعت نکری تو وہ استحقاق عقوبت میں ایسا ہے گویا کہ عمل کرتا ہی چنانچہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ
اتهلك القرية وفيها الصالحون قال نعم قيل بم يا رسول الله قال بتهاونهم وسكوتهم عن معاصي الله تعالى ثم ان
کیا تمام گاؤں ہلاک ہوجاتا ہی اور اسمیں صلحا ہوتی ہیں فرمایا ہاں عرض کیا کس خطا پر یا رسول اللہ فرمایا خدا کی نافرمانی پر اونکی سستی اور چپ رہنی سے پھر بیشک وہ
الطاعون وان كان يقع عذابا لهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها لكن لما جعل لهم كفارة وطهرة كان لهم
وبا اگرچہ اونکی لئے منکرات کی ظہور پر چپ رہنی کی سزا میں عذاب آتا ہی پر چونکہ اونکی لئی کفارہ اور طہارت ہی تو اونکی حق میں
رحمة كما روى عن ام المؤمنين عائشة رض انه عليه الصلوة والسلام قال اذا كثر ذنوب العبد ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه
رحمت ہے چنانچہ ام المؤمنين عائشہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا جب بندہ کی گناہ بہت ہوگئے ہیں اور کفارہ اوسکا کچھ نہیں ہوتا
الله تعالى بالحزن ليكفرها ويجوز ان يكون في حق من لم يقصر فيما وجب عليه من الامر بالمعروف والنهي عن المنكر لزيادة
تو اللہ تعالی کفارہ کیواسطی اوسکو غم میں مبتلا کردیتا ہی اور احتمال ہی کہ اوسکی حق میں جو تمام واجبات یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں قصور نکری واسطی افزایش
حسناته كما جاء في الحديث ان الرجل لتكون له عند الله تعالى منزلة فما يبلغها بعمله فما يزال الله يبتليه بما يكره
حسنات کے ہو چنانچہ حدیث میں آیا ہی کوئی شخص تقدیر الٰہی میں ایک مرتبہ کی لائق ہوتا ہی کہ اوسکو عمل کی برکت سی نہیں حاصل کرسکتا تو اللہ تعالی اوسکو ہمیشہ مکروہات میں مبتلا کرتا

حتى

حتى يبلغه اياه وقد ورد في الحديث ان الطاعون شهادة للمؤمنين ورحمة لهم وزجر على الكافرين وهو صريح في ان
آخرة اوس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہی اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ وبا مومنین کی حق مین شہادت اور رحمت ہی اور کفار کی لئی عذاب ہے اس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ
كونه شهادة ورحمة خاصة بالمؤمنين واذا وقع في الكافر فانما هو عذاب عجل عليه في الدنيا وله في الآخرة اشد
وبا صرف مومنین کی لئی شہادت اور رحمت ہے اور جب کافر پر پڑتی ہے تو وہ عذاب ہے کہ اوس پر جلدی سے دنیا مین آگیا اور آخرت مین اوسکے لئے
العذاب واما العاصي المرتكب الكبيرة من هذه الامة اذا كان مصرا عليها ولم يتب عنها فكون الطاعون شهادة
اور بہی سخت عذاب ہی اور رہا گنہگار کبیرہ کرنیوالا اس امت مین سے اگر وہ کبائر پر اڑا ہوا ہی اور تائب نہین ہوا تو وبا اوسکی حق مین شہادت ہی یا نہین
له محل نظر اذ يحتمل ان يقال انه لا ينال درجة الشهادة لشوم ما كان متلوثا به من الذنوب وقد قال الله تعالى
اسمین تامل ہی اسواسطے کہ ہو سکتا ہی کہ کوئی کہے یہہ شخص ان گناہون کی وبال سی جسمین مبتلا تہا شہادت کا درجہ نہین پا سکتا اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی
أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وايضا قد سبق ان الطاعون
کیا خیال رکہتے ہین جنہون نے کمائی ہین برائیان کہ ہم کر دینگے اونکو برابر اونکی جو یقین لائے ہین اور کئی ہین نیک کام اور یہہ بہی گذر چکا ہے کہ وبا
ينشأ عن ظهور الفاحشة ويقع عقوبة بسبب المعصية فكيف يكون شهادة ويحتمل ان يقال انه ينال درجة الشهادة لعموم الاخبار الواردة
فاحشہ کی ظاہر ہونے سی پہنچتی ہی اور گناہ کے سبب سی عقوبت ہوتی ہی پہر شہادت کیونکر ہو سکتی ہی اور یہہ بہی احتمال ہی کہ کہئے کہ شہادت کا درجہ پاویگا
فيها لاسيما الحديث الوارد عن انس انه عليه الصلوة والسلام قال الطاعون شهادة لكل مسلم فانه صريح في العموم وبالقياس
اسواسطے کہ حدیثون مین حکم عام ہے خاص اوس حدیث مین جو انس روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا وبا ہر مسلم کی لئی شہادت ہے اب یہہ مضمون صاف علی العموم ہے
على شهيد المعركة ان يحكم له بالشهادة ولو كان له ذنوب كثيرة لم يتب عنها الا التبعات الادميين للحديث الوارد
اور معرکہ جنگ کے شہید پر قیاس کرکر حکم شہادت کا کر سکتی ہین اگرچہ سوا حق العباد کی اوسکے سر پر کتنی ہی گناہ ہون توبہ باقی رہی ہون بدلیل اس حدیث کی کہ
ان الشهيد يغفر له كل ذنب الا الدين وسائر التبعات في معنى الدين ولا يلزم من حصول درجة الشهادة لمن اكتسب السيئات
شہید کی تمام گناہ بجز قرض کے معاف ہو جاتی ہین اور تمام حقوق بمنزلہ قرض کے ہین اور یہہ لازم نہین آتا کہ ایک شخص جو گناہ کرکر شہادت کا درجہ پاکر
ان ساوى المؤمن الكامل في المنزلة لان درجات الشهداء متفاوتة نعم يستفاد من الحديث ان الشهادة لا تكفر
مومن کامل سے درجہ مین برابر ہو جاوے اسواسطے کہ شہیدونکی مرتبے کمتی بڑہتی ہوتے ہین البتہ اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت سی حقوق
التبعات لكن التبعات لا تمنع الشهادة اذ ليس للشهادة معنى الا انها اذا حصلت لشخص يثيبه الله تعالى ثوابا مخصوصا
نہین معاف ہوتی ہین لیکن حقوق باقی رہنی سے کچہہ شہادت مین فرق نہین آتا اسواسطے کہ شہادت کی یہہ ہی معنی ہین کہ جب خدا کسیکے نصیب کرتا ہی تو اوسکو اللہ تعالی کی پاس سی
ويغفر له ذنوبه غير التبعات ثم ان كان له اعمال صالحة فهي تنفعه في موازنة ما عليه من التبعات وتبقى له درجة الشهادة
ایک خاص ثواب ملتا ہی اور اوسکی تمام گناہ سوائی حقوق کی معاف ہو جاتی ہین پہر اگر اوسکی اعمال صالحہ ہین تو وہ اون حقوق کی مقابلہ مین فائدہ کرینگی اور درجہ شہادت کا اوسکے لئی بچا رہیگا
وان لم يكن له اعمال صالحة فالشهادة تكفر اعماله السيئة غير التبعات وهو في حق التبعات يبقى في مشية الله تعالى
اور اگر کچہہ اعمال صالحہ نہین تو شہادت اوسکی گناہون کو سوائی حقوق کی تو محو کریگی اور بابت حقوق کے اللہ تعالی کی مشیت مین رہیگا
فانه تعالى اذا اراد ان لا يعذبه يرضي عليه خصمه كما روى انه عليه الصلوة والسلام بينما هو جالس اذ ضحك حتى
بیشک اللہ تعالی اگر چاہے کہ اوسپر عذاب نہو تو مدعیونکو راضی کر دیگا چنانچہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک وقت بیٹہی ہوئی ایسے ہنسی
بدت ثناياه فقيل له لم تضحك يا رسول الله قال رجلان من امتي جثيا بين يدي رب العزة فيقول احدهما يا رب خذ
کہ دندان مبارک پیشین نظر آنے لگے پہر کسی نے پوچہا یا رسول اللہ آپ کیون ہنستی ہین فرمایا میری امت کے دو شخص رب العزت کی سامنی آئی ایک کہتا ہی ای رب میرا حق
لي مظلمتي من هذا الاخ فيقول الله تعالى اعط اخاك مظلمته فيقول يا رب لم يبق من حسناتي شيء فيقول الله تعالى
اس بہائی سی دلا دی پہر اللہ تعالی فرماتا ہے اپنے بہائی کا حق ادا کر دی وہ جواب دیتا ہے الٰہی میری پاس تو کوئی بہلائی باقی نہین رہی پہر اللہ تعالی مدعی سی کہتا ہے

للطالب ما تصنع باخيك لم يبق من حسناته شئ فيقول يا رب فليحمل عني اوزاري ففاضت عينا رسول الله
طالب سے مدعی سے کہیگا تب اپنے بھائی سے کیا سلوک کریگا اوسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہیں رہا پہر وہ کہیگا یا رب پہر وہ میرا بوجہ یعنی گناہ اوٹھالے بس دونو آنکہین رسول اللہ
صلى الله عليه وسلم قال ان ذلك اليوم ليوم عظيم يحتاج الناس فيه ان يحمل عنهم اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى
صلے اللہ علیہ وسلم کی ٹپک پڑین اور فرمایا بیشک وہ دن بڑا سخت دن ہی لوگ کو اوسمین اسبکی حاجت ہوگی کہ اونکی گناہ اوروں پر پڑجاوین پہر آپنے فرمایا پہر اللہ تعالے
للطالب حقه ارفع بصرك فانظر الى الجنان فيرفع بصره فيرى مدائن من فضة وقصورا من ذهب مكللة باللؤلؤ فيقول
مدعی سے فرماویگا نگہ اوٹہا کر جنت کی طرف تو دیکھ پہر وہ آنکہ اوٹہا کر دیکھیگا چاندی کی شہر اور سونے کی محل کہ محل سب موتی جڑے ہوئے پہر عرض کریگا
لمن هذا يا رب فيقول الله تعالى هذا لمن يعطي ثمنه فيقول فمن يملك ثمنه يا رب فيقول الله تعالى انت تملكه فيقول
الٰہی یہہ کسکی ہین پہر اللہ تعالی فرماویگا جو کوئی انکی قیمت ادا کری پہر عرض کریگا انکی قیمت کسکی پاس ہے پہر اللہ تعالے فرماویگا اسکی قیمت تیری پاس ہے پہر عرض کریگا
بماذا يا رب فيقول الله تعالى بعفوك عن اخيك فيقول يا رب قد عفوت عنه فيقول الله تعالى خذ بيد اخيك وادخله
کس چیز کی بدلے پہر اللہ تعالے فرماویگا تیری اس بہائی کی معافی کی بدلے پہر عرض کریگا الٰہی مین نے بیشک اوسکو معاف کیا پہر اللہ تعالی فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتھ پکڑ اور جنت مین لیجا
الجنة ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتقوا الله واصلحوا ذات بينكم فان الله تعالى يصلح بين المؤمنين
پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور آپسمین ملاپ رکہو کیونکہ اللہ تعالی قیامت کے روز مومنون مین
يوم القيمة قال القرطبي نقلا عن شيخه هذا لبعض الناس ممن اراد الله تعالى ان لا يعذب به وكذا ما روي عنه عليه الصلوة
ملاپ کرویگا قرطبے اپنی اوستاد سے نقل کرتا ہی یہہ حال کسی کسی کا ہی جسکو اللہ تعالے عذاب سے بچانا چاہیگا اور ایسی ہی وہ جو نبی علیہ الصلوة والسلام
والسلام ان مناديا ينادي يوم القيمة من تحت العرش يا امة محمد اما ما كان لي قبلكم فقد وهبته لكم فبقيت التبعات
سے روایت ہی کہ ایک منادی قیامت کی دن عرش کے تلی سے آواز دیگا اے امت محمد کی جو میرا حق تمہاری ذمہ تہا مین نے تمکو بخشدیا اب حقوق عباد باقی ہین
فتواهبوا فادخلوا الجنة برحمتي هذا ايضا لبعض الناس اذ لو كان في جميعهم لما دخل احد النار وقد ورد اخبار صحيحة
سو ہر ایک دوسرے کو بخشکر کی میری رحمت سے جنت مین چلے جاو یہہ بھی کسی کسی کا ہی کیونکہ اگر سبکے لئی یہہ ہو تو کوئی بہی دوزخ مین نہ جاوی اور بیشک صحیح حدیثین
نقلها ثقات ولا بد من الايمان بها ان من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار بسبب العصيان بل يخرج منها ولو بعد حين
جو ثقات کی روایت سے آئی ہین اونپر بہی ایمان لانا ضروری ہی کہ کوئی ایماندار گناہ ہونکے سبب سے دوزخ مین نہین پڑا رہیگا بلکہ دوزخ سے نکلیگا اگرچہ بعد زمانہ طویل
وزمان والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها عصمنا الله تعالى عن الدخول فيها المجلس الستون في بيان فضيلة الصبر في
یا زمانہ دراز کی اور دوزخ سے باہر آنا بدون داخل ہوئی نہین ہوسکتا الٰہی ہمکو دوزخمین جانے سے بچائیو ساٹہوین مجلس مین صبر کی فضیلت کا بیان
موضع الطاعون وعدم جواز الدعاء لرفعه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس من احد يقع الطاعون فيمكث
موضع طاعون مین اور اوسکی دفع کے لئی دعا کا نہ جائز ہونا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی نہین کہ طاعون واقع ہو وہ بہی
في بلده صابرا محتسبا يعلم انه لا يصيبه الا ما كتب الله له الا كان له مثل اجر الشهيد هذا الحديث من صحاح المصابيح
اوس شہر مین صبر کرکر ثواب کے لئی یہہ سمجہکر ٹہرا رہی کہ مجہکو وہ ہی پہنچیگا جو اللہ تعالے لکہہ چکا ہی مگر اوسکی واسطی برابر اجر شہید کے ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سے
روته ام المؤمنين عائشة رض قال ابن حجر مقتضى هذا الحديث ان اجر الشهيد يكون لمن لا يخرج من البلد الذي
ام المومنین عائشہ کی روایت سے ابن حجر کہتا ہی مقتضی اس حدیث کا یہہ ہی کہ شہید کا اجر اوسکو ہوتا ہی جو اوس شہر مین سے جہان
وقع فيه الطاعون ويكون في حال اقامته قاصدا ثواب الله تعالى راجيا موعده عارفا بان ما يقع له فهو بتقدير الله تعالى
طاعون واقع ہوا ہی بہاگ نہ جاوی اور وہان ٹہرا ہوا اللہ سے ثواب کا ارادہ کرے اور اوسکے وعدہ کا امیدوار رہی یہہ سمجہکر کہ مجہپر جو گذریگا سو تقدیر الٰہی سے ہے
وما يصرف عنه فهو بتقدير الله تعالى غير متضجر بوقوعه معتمدا على ربه في كل حال فمن اتصف بهذه الصفات نال
اور جو ٹل جاویگا سو تقدیر الٰہی سے ہے اور اوسکی واقع ہونی سے دل تنگ نہو اپنی رب پر ہر حال مین بہروسہ رکھے پہر جس شخص مین یہہ صفات موجود ہون پہروہ

بجير

بغير الطاعون فظاهر الحديث ان اجر الشهيد يحصل له ويؤيده رواية من مات في الطاعون فهو شهيد الحديث حيث نقل الطاعون
طاعون مین غیری تو یہ ہے موافق ظاہر حدیث کی اوسکو شہید کا ثواب ملتا ہی اور اوسکی تائید یہ روایت کرتی ہی جو شخص طاعون مین مرجاوے وہ شہید ہے

ثم قال لو وجدت في شخص هذه الصفات ثم مات بعد انقضاء زمن الطاعون فظاهر الحديث انه يكون شهيدا و
پھر کہا جس شخص مین یہہ صفتین موجود ہون پھروہ بعد گذرنے موسم طاعون کی مری تو ظاہر حدیث کا معلوم ہوتا ہی کہ وہ شہید ہے اور

نية المؤمن خير من عمله ثم قال ومما يستفاد من هذا الحديث ان الصابر في الطاعون المتصف بالصفات المذكورة
مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہی پھر کہا اور اس حدیث سی نکلتا ہے کہ طاعون مین صبر کرنے والا جو ان صفات مذکورہ سے موصوف ہو

يأمن فتنة القبر لانه نظير المرابط في سبيل الله تعالى وقد صح ذلك في المرابط كما في حديث مسلم وغيره ثم
قبر کے فتنہ سے محفوظ رہیگا اسلئے کہ گویا گھوڑا الگی ہوئی جہاد مین تیار ہی اور یہہ ثواب مرابط کے حق مین ثابت ہو چکا ہی چنانچہ حدیث مسلم وغیرہ مین موجود ہے

قال واما من لم يتصف بالصفات المذكورة تراه يشتد تضجره ويشتغل بوجوه من الحيل في دفعه بانواع الاشياء
اور جس شخص مین صفات مذکورہ موجود نہون تو دیکھو گے اسکا دل تنگ ہوتا ہی اور دفع کرنیکو قسم قسم کی حیلے طرح طرح کی باتین جو دفع کرنیوالے

التي يقال انها تدفعه كالرقى والخواتم والتعويذات التي تعلق في الرؤس وتكتب على الابواب ويتشام بانواع الطيرة
مشہور ہین کئے جاتی ہے جیسے منتر اور نقوش اور تعویذ جو گلے مین ڈالتے ہین اور دروازون پر لکھتے ہین اور شگون لینا قسم قسم کی فال سے

التي نهى الشارع عنها ويحيل امره على الهوى والماء من غير نظر الى سببه الحقيقي الذي هو ظهور الفاحشة واعلان المنكرات
جو شرع مین ممنوع ہین اور حوالہ کرنا اسکے حال کا آب و ہوا پر اور حقیقی سبب کا کچھ لحاظ نہین جو ظاہر ہونا فواحش کا اور برملا ہونا منکرات کا ہے

ويجتنب عن عيادة المرضى وحضور الجنائز التي ترقق القلوب وتستجلب الدموع وتورث الخشية والخشوع واكثرهم
اور بیمارون کی عیادت اور جنازہ پر جانا سب چھوڑ دیتا ہی جسسے دل نرم ہوتی ہین اور آنسو ٹپکتے ہین اور خوف و انکسار پیدا ہوتا ہی اور ایسی لوگ اکثر

يموتون في زمن الطاعون بالطاعون وغيره فتفوتهم درجة الشهادة بسبب عدم امتثالهم بالامر بالصبر عليه
طاعون کی موسم مین طاعون وغیرہ سی مرجاتے ہین سو اونکو درجہ شہادت کا نہین ملیگا کیونکہ موافق حکم کے طاعون پر صبر نکیا

عند وقوعه وقد يموت بعض منهم فيزعمون انه يقوم بعد موته ويخرج من قبره ليلا ويدور بيوت الناس و
اور ان مین کوئی مرجاتا ہی تو یہہ کہتے ہین کہ موت کی بعد یہہ اوٹھتا ہی اور رات کو قبر مین سے نکلکر لوگون کے گھر مین پھرتا ہو

يدعو بعض اصحابها ويموت من دعاه وبهذا الزعم ينبشون قبره ويذبحونه بل ربما يخرجونه ويحرقونه كما يفعله
اپنی یارون مین کی کسی کسی کو پکارتا ہی پھر جسکو وہ پکارتا ہی وہی مرجاتا ہی اسی گمان پر اوسکی قبر اکھیڑکر اوسکو ذبح کر ڈالتی ہین بلکہ بعضے دفعہ اوسکو نکالکر جلا دیتے ہین جیسا کچھ

كفار الهند مع كون هذه الافعال كلها مما ورد النهي عنها في الشرع المحمدي وانما يرتكبونها لنفرتهم عن الطاعون وكراهتهم
کفار یہہ ہی کرتے ہین باوجودیکہ یہہ تمام حرکات دین محمدی مین سراسر ممنوع ہین اور یہہ حرکات اسی لئی کرتے ہین کہ طاعون سے گھبراتے ہین اور اوسکو برا سمجھتے

له وقد ثبت انه عليه السلام دعا به لامته وقال اللهم اجعل فناء امتي بالطعن والطاعون وبعضهم وان استشكل
اور بیشک ثابت ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی امت کے لئی اسکی دعا کی ہی فرمایا ہی الہی میری امت کی موت طعن اور طاعون سے کیجے اور بعضون نے اگرچہ اس حدیث پر

هذا الحديث بان اكثر الامة يموتون بغيرهما لكن اجيب بانهما الغالب على فناء الامة وهو صحيح بلا شك اذ لو استقرئ
یہہ اعتراض کیا ہی کہ موت اکثر امت کی تو بغیر طعن اور طاعون کی ہوتی ہی لیکن جواب یہہ ہے کہ اکثر یہہ ہی دو نو امت کی موت کے لئی ہوتی ہین اور یہہ بات بیشک صحیح ہی کیونکہ اگر تحقیق

الامر لوجد العدد الذي مات في الطاعون اكثر من العدد الذي مات فيما بينه وبين الطاعون الذي قبله فكيف اذا انضم
تلاش کرو تو البتہ گنتی طاعون کے مردون کی اون مردون سی زیادہ ہو گی جو درمیان مین اس طاعون کے اور پہلے طاعون کے مرے ہین پھر اگر مقتولین کو شامل

اليه القتل الحاصل في الجهاد وفي الفتن فان قيل كيف دعا على امته بالهلاك فالجواب ان المقصود من هذا الدعاء ليس
کرین جو جہاد یا فتنہ مین قتل ہوئی ہین تو کیونکر نہ زیادہ ہونگی پھر اگر کوئی یہہ کہی کہ اپنی امت کی ہلاک کی کیون دعا کی تو جواب یہہ ہے کہ اس دعا سی ہلاک کا کرنا مقصود نہین ہے

دعاء علیہم بالهلاك وان كان من لوازمه الهلاك بل المراد منه حصول الشهادة لهم بكل من الامرين لان الموت
اگرچہ ہلاکت اوسکی لوازم سے ہی بلکہ ان دعاسے یہ تھا کہ ان دونو اسباب سے اونکے لئے شہادت مطلوب ہی کیونکہ موت تو ایسے ہی پہنچے گی ہوتی ہے
امر لازم لا خلاص منه فكان محط الدعاء على جعل كل منهما سببا للموت الذى قدره الله تعالى ولا مفر منه حتى
کہ اوس سے اصلا مخلصی نہیں ہے پس مطلب دعا کا یہہ ہی کہ طعن اور طاعون ہی سے موت آیا کرے جو اللہ تعالی نے مقرر کی ہی اور اوس سے کوئی بچاؤ نہیں ہے
يحصل بكل منهما الشهادة اما حصولها بالطعن الذى هو القتل الحاصل فى الجهاد والفتن فظاهر واما حصولها
تاکہ ان دو وجہ سے شہادت ہوا کرے پھر حصول شہادت طعن سے جو کہ جہاد میں یا فتنہ میں مارے جاتے ہیں ظاہر ہے رہا حصول شہادت کا
بالطاعون فلما ثبت بالحديث انه وخز اعدائنا من الجن فيكون شهادة بلا ريب ولهذا كان الدعاء برفعه غير
طاعون سے سو اسلئے کہ حدیث سے ثابت ہوا ہی کہ طاعون کو جا ہمارے دشمنوں جنات کا ہے پس بیشک شہادت ہوگی اور اسی لئے اوسکے رفع کی دعا جایز نہیں ہے
مشروع قال المنبجى يكره لان معاذا امتنع منه واعتل بان الطاعون شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه السلام
منبجی کہتا ہی مکروہ ہی اسلئے کہ معاذ رضی نے دعا نہ کی اور یہہ حجت کی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے
على ما روى عن عبد الله بن رافع ان ابا عبيدة بن الجراح لما اصيب فى طاعون عمواس استخلف معاذا واشتد الامر.
موافق روایت عبد اللہ بن رافع کے کہ ابو عبیدہ ابن جراح جب طاعون عمواس میں مبتلا ہوکر فوت ہوے معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب کیا اور ایسی شدت ہوئی
فقال الناس لمعاذ ادع الله برفع هذا الرجز فقال انه ليس برجز ولكنه دعوة نبيكم وموت صالحين قبلكم وشهادة
معاذ سے کہا کہ اللہ سے دعا مانگو کہ یہہ عذاب دور ہوجاوے معاذ نے کہا یہہ عذاب نہیں ہے بلکہ یہہ تمہارے نبی کی دعا ہی اور اگلے صلحا کی موت اور شہادت ہی
يخص الله تعالى بها من يشاء منكم اللهم آت آل معاذ نصيبهم الاوفر من هذه الرحمة فهذا القول من معاذ صريح بان
تم میں سے جسکو چاہے اللہ عطا فرماوے الٰہی معاذ کی اہل کو بڑا حصہ اس رحمت میں سے عطا کر اور معاذ کی یہہ تقریر صریح ہے کہ
الدعاء برفعه غير مشروع وقد صح ان معاذا اعلم الامة بالحلال والحرام وانه امام الفقهاء يوم القيمة فلو كان مشروعا
اسکے دور ہونیکے دعا جایز نہیں ہی اور تحقیق ہوچکا ہے کہ معاذ تمام امت میں حلال اور حرام کو خوب جانتا تھا اور قیامت کی روز تمام فقہاء کا پیشوا ہوگا اگر یہہ دعا
لما احوجهم ان يسئلوه بل كان يفعل من تلقاء نفسه بل لو كان مباحا لبادر بفعله عند سؤال الرعية عنه ما ظنوا
جایز ہوتی تو لوگوں کی کہنے کی کیا حاجت تھی بلکہ وہ خود بخود دعا کرتا بلکہ اگر دعا مباح ہوتی تو فورا کرتا جب لوگوں نے اوس سے عرض کیا تھا اس خیال سے کہ ہمارے حق میں
انه مصلحة لهم وقد صرح الحنابلة المسئلة وقال صاحب الفروع منهم لا يقنت له لانه لم يثبت القنوت فى طاعون
بہتر ہے اور حنبلیوں نے اس مسئلہ کو صراحت سے بیان کیا ہی اور صاحب فروع اونمیں سے کہتا ہی اسکی دعا نکرے اسلئے کہ طاعون عمواس میں وغیرہ دعا ثابت نہیں ہوئی
عمواس وغيره وابن الحجر وان مال الى مشروعيته فرادى الا انه منع الاجتماع له وقال واما الاجتماع للدعاء برفعه كما فى
اور ابن حجر اگرچہ پسند کرتا ہی کہ الگ الگ جایز ہی پر اجتماع کو وہ بھی منع کرتا ہے اور کہتا ہی کہ جماعت کرنی رفع کی دعا کی لئے جیسے
الاستسقاء فبدعة حدثت بدمشق فى الطاعون الكبير سنة تسع واربعين وسبعمائة ولم يغن شيئا بل ازداد الامر
نماز استسقاء میں ہوتی ہی سو بدعت ہی دمشق میں جاری ہوئی تہی بڑے طاعون ۷۴۹ھ سات سو انچاس میں اور کچھ فائدہ بھی نہوا ہوا بلکہ حال اور بھی
شدة ثم قال ولو انه كان مشروعا لم يخف على السلف ولا على فقهاء الامصار واتباعهم فى الاعصار الماضية فلم يبلغنا
تباہ ہوگیا پھر کہا اور اگر دعا جایز ہوتی تو سلف پر پوشیدہ نہ رہتی اور نہ ملک کی فقہاء پر اور نہ اونکی تلامذہ پر زمانہ گذشتہ میں سو اس باب میں ہمکو نہ کوئی روایت پہنچی
فى ذلك خبر ولا اثر عن المحدثين ولا فرع مسطور عن احد من الفقهاء وائمة الدين وقد تمسك قوم على مشروعيته بقول
اور نہ محدثین سے کوئی اثر اور نہ کوئی جزی کسی فقیہ اور دین کی امام کی لکھی ہوئی ہے اور ایک قوم نے جواز دعا پر بعضے فقہاء کے
بعض الفقهاء ان القنوت فى الصلوات كلها مشروع عند النوازل وان الاجتماع والدعاء لعموم الامراض جائز وقالوا تصريح
اسی قول سے تمسک کیا ہی کہ دعا قنوت تمام نمازوں میں بر وقت نزول حوادث کی مشروع ہے اور جماعت کرنی اور دعا مانگنی عموم امراض کے واسطے جایز ہے

بالمرض العام بمنزلة التصريح بالوباء الذي يشمل الطاعون وهو ايضا من اشد النوازل والجواب ان كلا من الوباء والنوازل
عموم امراض کا نام لینا بمنزلہ نام لینے وبا کی ہی جسمین طاعون بہی داخل ہے اور یہہ بہی بڑا حادثہ ہے اور جواب یہہ ہے کہ تمام وبا اور حوادث
وان كان عاما يشمل الطاعون وغيره الا ان الطاعون اختص بكونه شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه الصلاة والسلام بخلاف
اگرچہ عام ہین کہ طاعون وغیرہ ہی اونمین داخل ہین پر طاعون مین خاص کر شہادت ہوتی ہی اور رحمت ہی اور ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا ہے برخلاف
الوباء والنوازل ولهذا شرع الدعاء برفعها ولم يشرع برفع الطاعون ويؤيد ذلك ورود النهي عن الفرار منه دون الوباء و
وبا اور حوادث کی اور اسیواسطے وبا اور نوازل کی رفع کی دعا جائز ہی اور طاعون کے رفع کی دعا جائز نہین اور اسی کی تائید کرتی ہی طاعون سی بہاگنی کی ممانعت سوا وبا اور
سائر النوازل فانه قد وقع في القرن الاول مرات متعددة والصحابة يومئذ متوافرون واكابرهم موجودون ولم ينقل عن
اور تمام حوادث کے کیونکہ طاعون قرن اول مین کئی بار نازل ہوا ہی اور صحابہ اوسوقت بہت اور بڑے بڑے موجود تہے اور کسی سی ایسا منقول نہین
واحد منهم انه فعل شيئا من ذلك او امر به والمراد من قول معاذ دعوة نبيكم حديث اللهم اجعل فناء امتي بالطعن و
کہ کسی نے ان مین سے کچہ یہہ آپ کیا ہو یا کسی کو بتایا ہو اور معاذ کا قول دعوۃ نبیکم اس سے مراد یہہ حدیث ہی الٰہی کردی نیستی میری امت کی طعن اور
الطاعون والمراد بالصالحين قبلكم قد تكلم عليه الكلاباذي فقال يجوز ان يكون المراد بهم بني اسرائيل فان الطاعون
طاعون سے اور صالحین سے جو قبل تہار مراد ہین اوسمین کلاباذی گفتگو کرتا ہی اوسکی رای یہہ ہی کہ اون لوگون سی بنی اسرائیل مراد ہوسکتی ہین کیونکہ طاعون
وان كان قد وقع عذابا لهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها الا انه قد جعل كفارة لهم وطهرة لما كان منهم
اگرچہ اونپر عذاب آیا تہا وقت ظہور اور برپا ہونے منکرات کے جو وہ چپ رہے منع نکیا پر اونکی حق مین اونکی وہ خاموشی کی گناہ کا کفارہ اور طہارت ہوئی
من السكوت كما كان قتل بعضهم بعضا كفارة لمن كان منهم عبد العجل فانهم تائبون صالحون مستسلمون وقد علم من
جیسی آپسمین ایک دوسرے کے ہاتہ سے واسطے کفارہ گوسالہ پرستی کی سے قتل ہوئے کیونکہ یہہ سب تائب اور صلحا اور مطیع تہے اور اس سے معلوم ہوا
هذا ان الواجب على كل مسلم ان يسعى في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب عن
کہ مسلم پر واجب یہہ ہی کہ اپنی ذات کی صفائی اور اصلاح مین کوشش کری اسطور کہ جو اوسکے ذمہ فرائض اور واجبات ہین ادا کری
المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات والمبادرة الى رد المظالم والتخلص من التبعات وهو مطلوب في كل
اور محرمات اور مکروہات سی بچے اور گناہون اور برائیون سی توبہ کری اور جور اور جفا کی معافی اور حقوق سی رستگاری مین جلدی کری اور اتنی سعی تو ہر وقت
وقت ويتاكد ذلك عند وقوع الوباء عموما ولمن وقع به الطاعون خصوصا لاسيما الوصية من غير ان يقع فيها حيف لقوله عم
درکار ہی اور اسمین وبا کی موسم مین عموما تاکید ہے اور جو طاعون مین مبتلا ہوا وسکو زیادہ تر علی الخصوص وصیت مین کہ بلا تصرف بیجا ہو واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کے
ما حق امرء مسلم له شيء يوصي فيه يبيت ليلتين الا ووصيته مكتوبة عنده فان معناه اذا كان لامرء مسلم شيء يريد ان يوصي فيه
نہین اچہا کرتا شخص مسلمان مالک کسی چیز کا قابل وصیت کی کہ دو شب بسر کرے مگر وصیت اوسکی لکہی ہو اوسکی پاس اوسکی یہہ معنی ہین جبکہ کسی مرد مسلمان کی پاس ایسی چیز ہو کہ اوسمین وصیت کیا چاہے
فحقه ليس الا ان يكون وصيته مكتوبة عنده لانه لا يدري متى يوافيه منيه ويحول بينه وبين ما يريده وقيد ليلتين
تو اوسکا حق اور نہین ہے مگر اوسکی وصیت لکہی ہوئی اوسکی پاس ہو کیونکہ کیا جانتا ہی اوسکی موت کب بیچ مین آکر اوسکی ارادہ کو روک لے اور دو شب کی قید
غير مقصود بل هو تنبيه على انه لا ينبغي ان يمضي عليه زمان وان كان قليلا الا ووصيته مكتوبة عنده لاسيما اذا كان عليه
کچہہ مقصود نہین ہی بلکہ یہہ تاکید ہے کہ ایسا نہین چاہیی کہ اوسپر کچہہ زمانہ گذری اگرچہ قلیل ہو مگر اوسکی وصیت لکہی ہوئی اوسکی پاس ہو خاصکر اوسوقت کہ اوسکی ذمہ
دين او وديعة او غير ذلك من الحقوق فيلزمه الوصية ويستحب تعجيلها لانه لا يامن ان يشتد مرضه فيعتقل لسانه
قرض ہو یا امانت یا کوئی اور حق ہو پس اوسپر وصیت ضروری ہی اور اسمین جلدی کرنا اسلیے مستحب ہے کیا خبر ہی کہ مرض بڑہ کر زبان بند ہو جائے
فيموت بغير وصية فيكون اثما بترك ما وجب عليه ان كانت الوصية واجبة عليه بان كان عليه حق من حقوق الله
پہر بے وصیت مر جاوے اب اپنی ذمہ کا واجب ترک کرنی سی گنہگار رہوگا اگر اوسپر وصیت بلحاظ واجب تہی کہ اوسکی ذمہ کوئی حق اللہ

وحقوق الناس وان لم یکن علیہ من ھذین الحقین بشیء لا یجب علیہ الوصیۃ بل یستحب ومحلھا لمن کان لہ مال ولم یکن لہ
یا کوئی حق العباد باقی ہو اور اگر اوسکی ذمہ ان میں سی کچھ نہیں ہی تو وصیت واجب نہیں ہوتی بلکہ مستحب ہے اور محل وصیت کا اوسکی حق میں جسکی پاس مال تو ہی
وارث جمیع المال وان کان لہ وارث فثلث المال وتستوفیہ فی الوصیۃ الواجبۃ ان احتیج الیہ وینقص منہ فی الوصیۃ
پر وارث نہیں تمام مال ہی اور اگر وارث ہی تو ہر تہائی مال ہی تہائی مال وصیت واجبہ میں اگر حاجت پڑی تو پورا کردی اور وصیت مستحب میں تہائی سی کم
المستحبۃ وطریقھا ان یذکرھا بلسانہ عند عدلین ویبین قدرھا وجنسھا وصفتھا وان کتبھا وقرأھا علیھما واشھدھما
اور طریقہ وصیت کا یہ ہی کہ اپنی زبان سی دو عادل کی سامنی ذکر کری اور اوسکی مقدار اور جنس اور صفت بیان کردی اگر وصیت لکھ کر دونوکو پڑھ سناوے اور ان کو
علیھا کان اولی لکن ینبغی لہ ان یحترز غایۃ الحذر ان یخص وارثا من ورثتہ بشیء علی وجہ التملیک والاقرار فیکون خاتمۃ
گواہ کردی تو بہت بہتر ہی لیکن چاہئی کہ ایسا ہرگز نکری کہ خاص کسی وارث کی لئی کوئی چیز معین کرکی مالک کری یا اوسکی لئی اقرار کردی پھر اوسکی خاتمہ کا
شرا لا خاتمۃ خیرا لان اللہ تعالی تولی قسمۃ المواریث بنفسہ واعطی کل ذی حق حقہ وعینہ لہ فی کتابہ الذی انزل علی
برا انجام ہی اچھا نہیں اسلئی کہ اللہ تعالی بذات خود قسمت موارث کا ذمہ دار ہوا ہی اور ہر ایک حقدار کی لئی اپنی کتاب میں جو اپنی رسول پر نازل کی ہی
رسولہ وتوعد من عصاہ وبدل حکمہ بدخول النار والخلود فیھا فقال فی اخر ایات المواریث ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد
حصہ معین کر چکا ہی اور نافرمان کی حق میں جو اوسکی حکم کو تبدیل کرے دوزخ میں جانی کا ہمیشہ کی لئی وعید فرمایا ہی چنانچہ مواریث کی اخیر آیات میں فرمایا ہی اور جو کوئی بی حکمی کری اللہ کی اور رسول کی
حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مھین وروی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال ان الرجل والمرأۃ
اور بڑھ جاوے اوسکی حدود سے اوسکو داخل کریگا آگ میں ہمیشہ رہیگا اوسمیں اور اوسکو ذلت کا عذاب ہی اور ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا بیشک بعضی مرد اور عورت
لیعمل بطاعۃ اللہ ستین سنۃ ثم یحضرھما الموت فیضاران فی الوصیۃ فتجب لھما النار ثم قرأ ابوھریرۃ قولہ تعالی من بعد وصیۃ
ساٹھ برس تک اللہ کی عبادت کرتی رہتی ہیں پھر جب اونکی موت آتی ہی تو وصیت میں بی جا نقصان کرتے ہیں آخر اونکی لئی دوزخ واجب ہو جاتا ہی پھر ابو ہریرہ نی یہ آیت پڑھی بعد وصیت
یوصی بھا او دین غیر مضار الی اخر الایۃ یسرنا اللہ تعالی من الاعمال ما یوافق رضاہ المجلس الحادی والستون فی بیان
جو ہو چکے ہے یا قرض کی جب وارثوں کا نقصان نکیا ہو آخر تک آیت ہم اعمال موافق اپنی رضا کی آسان کر اکسٹھویں مجلس صبر کی بزرگی میں
فضیلۃ الصبر عند البلاء والمصائب وفضیلۃ الاسترجاع عندھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال البلاء بالمؤمن
بلیات اور مصائب پر اور بوقت انا للہ وانا الیہ راجعون کی پڑھنی کی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ بلا مومن مرد
والمؤمنۃ فی نفسہ ومالہ وولدہ حتی یلقی اللہ تعالی وما علیہ من خطیئۃ ھذا الحدیث من حسان المصابیح رواہ ابو
اور عورت کی جان اور مال اور اولاد پر اوترتی رہتی ہی آخر ایسا صاف ہو کر مرتا ہی کہ اوسپر کوئی گناہ نہیں یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سے
ھریرۃ ومعناہ ان البلاء لا یزال یلحق بالمؤمن فی نفسہ ومالہ وولدہ حتی یموت ولا یبقی لہ ذنب بل یکون ذنوبہ
اسکے معنی یہ ہیں کہ بلا ہمیشہ مومن کی جان اور مال اور اولاد پر آتی رہتی ہی آخر وہ مرجاتا ہی اور اوسکی ذمہ کوئی گناہ نہیں رہتا بلکہ اوسکی تمام گناہ
کلھا زائلۃ عنہ بسبب ما اصابہ من البلایا والمحن وقد روی عن ام المؤمنین عائشۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام
اسلئی محو ہو جاتی ہیں کہ بلا اور محنتیں اوٹھاتا ہے اور ام المومنین عائشہ رضی سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
قال اذا کثر ذنوب العبد ولم یکن لہ ما یکفرھا ابتلاہ اللہ تعالی بالحزن لیکفرھا وروی عن ابی موسی الاشعری انہ علیہ
فرمایا جب کسی بندہ کی گناہ بہت ہو جاتی ہیں اور اونکا کچھ کفارہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالی اوسکو غم میں مبتلا کر دیتا ہی کہ کفارہ ہو جاوی اور ابو موسی اشعری سی روایت
الصلوۃ والسلام قال لا یصیب العبد نکبۃ فما فوقھا او دونھا الا بذنب وما یعفو اللہ تعالی عنہ اکثر وقرأ قولہ تعالی
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بندہ پر کوئی گزند بہت یا تھوڑا بدون گناہ کی نہیں آتا اور اللہ جو معاف کر دیتا ہے سو بہت ہیں اور یہ آیت پڑھی
وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر یعنی ان ما اصابکم من مصیبۃ ای مصیبۃ کانت
جو پڑی تم پر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہی بہت یعنی تمپر جو مصیبت آتی ہی کیسی ہی ہو سوے

فهی بسبب معاصیکم التی اکتسبتموها والله تعالی یعفو عن کثیر من الذنوب فلا یعاقب علیها فی الدنیا وقال علی المؤمن
سو وہ تمہاری نافرمانی کی شامت سی ہے جو تم کرچکی ہو اور اللہ تعالی بہتری گناہ معاف کردیتا ہی اور انکی سزا دنیا میں نہیں دیتا اور علی رض کہتی ہیں کہ مومن کیلئے
عند الله تعالی خمس نقمات فاولها المرض ثم المصائب فان کان ذنوبه اکثر یعذب فی قبره فان کانت اکثر من ذلک
اللہ تعالی کی یہان پانچ عقوبت ہیں پہلی بیماری پھر مصیبتیں پھر اگر اوسکی گناہ بڑہتی ہوتی ہیں تو قبر میں عذاب ہوتا ہی پھر اگر اسکی بہی زیادہ ہوتی ہیں
یحبس علی الصراط وان کانت اکثر من ذلک یعذب فی جهنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها وهذا کله مختص بالمجرمین واما
تو صراط پر رکتا ہی اور اگر اس سے بہی بڑہتی ہوتی ہیں تو گناہوں کی موافق دوزخ میں عذاب ہوتا ہی پھر اوس میں سے نکل گا یہ تمام حال گنہگاروں کا ہے اور رہے
غیر المجرمین من المؤمنین فانما یصیبهم المصائب فی الدنیا لیرفع درجاتهم فی العقبی کما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون
بے گناہ مومن او نپر مصایب دنیا وی اسیہی سلئے آتی ہے کہ اونکے درجات عقبے میں بلند ہوجاویں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ بعضے شخص کا ایک مرتبہ
له عند الله منزلة فما یبلغها بعمله فما یزال الله تعالی یبتلیه بما یکره حتی یبلغه ایاها والاحادیث فی هذا المعنی
اللہ کے نزدیک مقرر ہوتا ہی سو وہ عمل کی برکت سی حاصل نہیں کرسکتا پس اللہ تعالے اوسکو مکروہات میں تا مبتلا رکہتا ہی کہ وہ مرتبہ پالیتا ہی اور اس مضمون میں حدیثیں
کثیرة لکن ینبغی ان یعلم ان الثواب الوارد لاهل البلاء فی هذه الاحادیث وغیرها منوط بالصبر لا علی نفس المصیبة
بہت ہیں لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ ثواب اہل بلا کا جو ان حدیثوں میں اور اور جگہ آیا ہی اوسکا مدار صبر پر ہے عین مصیبت پر نہیں ہے
علی ما روی عن سفیان الثوری انه قال انما الاجر علی قدر الصبر والصبر خلق کسبی یتخلق به الانسان ویختص به ولا
موافق روایت سفیان ثوری کی وہ کہتا ہی کہ اجر برابر صبر کے ہوتا ہی اور صبر ایسی سیرت کسبی ہی جسکو صرف انسان ہی حاصل کرسکتا ہی انسان ہی سے خاص ہے
یتصور فی الملئکة والبهائم وهو ثبات القلب علی احکام القدر والشرع وحبس النفس عن الجزع واللسان عن الشکوی
فرشتے اور جانوروں میں نہیں ہوسکتا یعنی تقدیر اور شرع کی احکام پر دل کا قایم رکہنا اور نفس کو بیصبری سی اور زبان کو شکوہ شکایت سی
والجوارح عن فعل ما لا ینبغی قال الشیخ الامام عز الدین بن عبد السلام قد ظن بعض الناس ان المصاب ماجور علی مصیبة
اور اعضا کو بیہودہ کاروبار سی بند رکہنا شیخ امام عز الدین بن عبد السلام کہتا ہی بعضے لوگوں کا یہ گمان ہی کہ شخص مصیبت زدہ مصیبت پر ماجور ہوتا ہی
وهذا خطا لان المصائب لیس من کسبه اصلا لا مباشرة ولا تسببا وقد قال الله تعالی انما تجزون ما کنتم تعملون
اور یہ گمان غلط ہی اسلئے کہ مصیبت انسان کی اختیاری ہرگز نہیں نہ باعتبار عمل کے اور نہ باعتبار سبب کے اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی وہ ہی بدلہ پاؤگی جو کرتے تہے
فمن مات ولده وتلف ماله واصیب ببلاء فی بدنه فهذه المصائب لیست من کسبه ولا من تسببه حتی یوجر
پس جسکا بیٹا مرجاوے اور مال لٹ جاوے اور بدن پر آفت آجاوی تو یہ مصیبتیں اوسکی اختیار سے نہیں ہیں اور نہ اسکے سبب پیدا کرنے سی تاکہ اسپر ثواب ملے
علیها بل ان صبر علیها یکون له اجر الصابرین وان رضی بها یکون له اجر الراضین لکن قد ورد فی الحدیث انما الصبر
بلکہ اگر اسپر صبر کریگا تو اوسکو صابرین کا سا ثواب ملیگا اور اگر اسپر رضامند ہوا تو رضامندوں کا اجر ملیگا لیکن حدیث میں بیشک یہ آیا ہی کہ صبر
عند الصدمة الاولی کما روی عن انس انه علیه السلام مر بامراة تبکی عند قبر فقال لها اتقی الله واصبری فقالت الیک
پہلے صدمہ پر ہوا کرتا ہی چنانچہ انس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک عورت کے پاس کہ قبر پر روتی تہی گئی آپنے فرمایا ای عورت خدا سی ڈر اور صبر کر جواب دیا الگ رہ مجہسے
عنی فانک لم تصب بمصیبتی ولم تعرفه فقیل لها انه النبی علیه السلام فاتت النبی علیه السلام فقالت لم اعرفک یا رسول
ایسی مصیبت نہیں پڑی ہی اور اونکو اوسنی نہ پہچانا کسی نے کہدیا کہ یہ نبی علیہ السلام ہیں پھر وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا میں نے تمکو یا رسول اللہ
الله فقال النبی علیه السلام انما الصبر عند الصدمة الاولی وانما قال کذلک اذ بعد ما مضی علیه زمان یحصل الصبر
پہچانا نہیں تہا پھر نبی علیہ السلام نی فرمایا صبر پہلے صدمہ پر ہوتا ہی اور یہ اسلئے فرمایا کہ جب دیر گذر جاتی ہی تو ہر مصیبت زدہ کو خود بخود صبر آجاتا ہی
لکل مصاب شاء ام ابی وقال ابن مبارک المصیبة واحدة فان جزع صاحبها صارت اثنتین احدهما المصیبة نفسها
چاہے یا نچاہے اور ابن المبارک کہتا ہی پہلے مصیبت ایک ہوتی ہی پھر اگر وہ بیصبری کرتا ہی تو دو مصیبتیں ہوجاتی ہیں ایک تو وہی مصیبت

والاخری ذهاب اجرها وهو اعظم من المصیبة نفسها فان الجزع لا یرد ما فات ولا یرفع الحزن بل یبطل ثواب المصیبة
دوسرا ثواب کا فوت ہوجانا اور یہہ اوس پہلی یعنی مصیبت سی سخت ہی کیونکہ بیصبری گذشتہ بات کو نہیں پہیر لاتی اور نہ غم کو دور کرتی ہی بلکہ مصیبت کے ثواب باطل کردیتی ہے
لان من یجزع علی المصیبة فهو انما یشکو ربه ویرید ان یرد قضاؤه وقد ورد فی الحدیث ان المیت لیعذب ببکاء
اسلیے کہ مصیبت پر بیصبری کرنیوالا پروردگار کی شکایت کرتا ہی چاہتا ہی کہ قضا پہر جاوے اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ میت کو بیشک اہل و عیال کے رونی سی
اهله علیه وذلك اذا كان علی طریق النوح وكان المیت راضیا به قبل موته واما اذا لم یكن كذلك فلا باس بالبكاء
عذاب ہوتا ہی لیکن یہہ عذاب جب ہی کہ بطور نوحہ کی ہو اور میت بہی زندگی میں پسند کرتا ہو اور اگر یہہ دونوں امر نہوں تو پہر اوسپر
علیه رحمة له وشفقة علیه لما هو فیه من السوال المحتوم والعقاب الموهوم فان النبی علیه السلام حین مات
بطور رحمت اور شفقت کی رونے کا کیا ڈر اسپر کہ وہ سوال جواب ا جیسے اور عقوبت موہوم میں مبتلا ہوتا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام جب آپ کا
ابنه ابرهیم بكی وقال له عبد الرحمن بن عوف وانت تبكی یا رسول الله فقال النبی علیه السلام یا ابن عوف انها رحمة
بیٹا ابراہیم مرگیا تہا تو روتی تہی اور عبد الرحمن بن عوف نے عرض کیا آپ روتی ہیں یا رسول اللہ تب نبی علیہ السلام فرمایا ای ابن عوف یہہ رحمت ہے
جعلها الله تعالی فی قلوب عباده فانما یرحم الله من عباده الرحماء وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال القلب یحزن
کہ اللہ تعالی نے اپنی بندوں کی دلوں میں رکہدی ہے اور اللہ اپنی رحیم بندوں پر رحمت کرتا ہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا دل غمگین ہوتا ہے
والعین تدمع ولا نقول ما یسخط الرب فی روایة ولا نقول الا ما یرضی ربنا وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ان
اور آنکہیں روتی ہیں اور ہم وہ کلمہ نہیں کہتی کہ پروردگار ناخوش ہو اور ایک روایت میں ہے ہم وہی کہتی ہیں جس میں پروردگار رضی ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا بیشک
الله لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولكن یعذب بهذا واشار الی لسانه وفی حدیث اخر انه علیه السلام
اللہ تعالی آنکہوں کے آنسو سے عذاب نہیں کرتا ہی اور نہ دل کی غم سی پر اس سے عذاب کرتا ہی اور زبان کی طرف اشارہ کیا اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
قال لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعی بدعوی الجاهلیة والمراد بدعوی الجاهلیة قولهم واویلاه واثبوراه واكاسیاه وانا صراه
ہمارا ساتہی نہیں ہی جو شخص منہہ کو پیٹی اور گریبان چیری اور جاہلیت کیسی باتیں بکی اور جاہلیت کی باتوں سی ایسے قول مراد ہیں ہائی ہائی ہائی مرنیوالی ہائی ہائی پوشاک والی مددگار
ونحو ذلك وروی انه علیه السلام قال الضرب علی الفخذ عند المصیبة یحبط الاجر ولهذا ندبت التعزیة وهی الحمل
اور مانند اسکی اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ران کا پیٹنا مصیبت کی وقت ثواب کو کہو دیتا ہی اور اسی لیے تعزیت مستحب ہوگئی ہی یعنے
علی العزاء وهو الصبر بوعد الاجر والدعاء للمیت والمصاب بالمغفرة قال الزیلعی لا باس بتعزیة اهل المیت وترغیبهم
صبر کا تعلیم کرنا واسطے ثواب موعود کے اور دعا خیر واسطے مردہ کی اور دعا مغفرت واسطے پس ماندہ کی زیلعی کہتا ہی اہل میت کی تعزیت میں اور صبر کے رغبت دلانی میں
فی الصبر لقوله علیه السلام من عزی مصابا فله مثل اجره وكیفیة التعزیة ان یقال لمن اصابته المصیبة
کچہہ ڈر نہیں واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی جسنے مصیبت رسیدہ کی تعزیت کی تو اوسکی لئی برابر کا ثواب ہے اور طریقہ تعزیت کا یہہ ہے کہ مصیبت رسیدہ کو کہی
عظم الله اجرك واحسن عزاك وغفر لمیتك وقال الفقیه ابو اللیث ان العبد لا یدرك منزلة الاخیار الا بالصبر
خدا تجہکو بڑا اجر عنایت کری اور تیرا صبر نیک کردی اور تیرے مردہ کو بخشدی اور فقیہ ابو اللیث کہتا ہی کہ انسان کو درجہ اخیار کا نہیں ملتا جب تک سختی اور
علی الشدة والاذی وقد امر الله تعالی نبیه بالصبر فقال فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ فالامر للنبی امر لامته
تکلیف پر صبر نکرے اور اللہ تعالی اپنی نبی سے صبر کو فرماتا ہے چنانچہ یہہ کہا سو تو ٹہیرا رہ جیسی ٹہیرے رہی ہیں ہمت والی رسول پس نبی کی کہنا گویا امت سے کہنا ہی
فیجب علی من كان من الامة ان یقتدی بنبیه ویصبر علی ما یصیبه من الالم ویعلم ان ما دفعه الله تعالی عنه
سو جو امت میں داخل ہی اوسپر واجب ہے کہ اپنی نبی کی پیروی کرکر مصیبت الم وغیرہ پر صبر کری اور یقین کری کہ جو جو بلا اللہ تعالی نی بندہ پرسی دفع کی ہیں
من البلاء اكثر مما اصابه ویحمد الله تعالی علی ذلك اذ روی انه علیه السلام قال اذا مات ولد العبد یقول الله تعالی
وہ زیادہ ہیں اون سی جو اوسکو پہنچتی ہیں اور اوسپر اللہ تعالی کا شکر بجا لانا چاہئی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جب کسیکا بچہ مرتا ہی تو اللہ تعالی

للملئكة اقبضتم ولد عبدي فيقولون نعم فيقول اقبضتم ثمرة قلبه فيقولون نعم فيقول ماذا قال عبدي

فرشتون سی پوچھتا ہی کیا تمنی میرے بندہ کی بچہ کی جان نکال لی وہ عرض کرتی ہین ہان پہر فرماتا ہی کیا جان لے لی اوسکی آنکہ کی ٹھنڈی کی وہ عرض کرتی ہین ہان پہر پوچھتا ہی میرے بندے نے کیا کہا

حمدك واسترجع فيقول الله تعالى ابنوا لعبدي بيتا في الجنة وسموه بيت الحمد وقد ذكر ان اهل الاعمال

پہر وہ عرض کرتی ہین تیری حمد کی اور انا لله وانا اليه راجعون کہا پہر الله تعالی فرماتا ہی میرے بندہ کی لئی جنت مین گہر بناکر بیت الحمد نام رکہدو اور مذکور ہے کہ نمازی

من الصلوة والزكوة والصوم والحج يؤتى بهم يوم القيمة فيوفى اليهم اجورهم بالميزان ثم يؤتى باهل البلاء فلا ينصب

اور زکوة دینی والے اور روزہ دار اور حاجی جب قیامت کے دن حاضر کئے جاوینگے تو انکا ثواب میزان سی تول کر پورا کیا جاویگا پہر مصیبت رسیدہ لوگ

لهم الميزان ولا ينشر لهم الديوان بل يصب الاجر صبا فيود اهل العافية لو ان جلودهم كانت قرضت في الدنيا

بلائی جاوینگی سو انکی لئی نہ ترازو کہڑی ہوگی اور نہ کچہہ دفتر موجود ہوگا بلکہ انکا اجر بے اندازہ برسایا جاویگا پہر عافیت والی آرزو کرینگے کاشکی دنیا مین ہماری کہال قینچیون سی کتری

بالمقاريض يرون ما يعطى لاهل البلاء من الثواب بغير حساب وذلك قوله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم بغير

جاتی کیونکہ دیکہینگے کہ اہل بلا کو کتنا بے حساب ثواب عطا ہوا یہہ قول الله تعالی کا صبر کرنے والون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ

حساب ولهذا كان السلف الصالح يفرحون بالبلاء في الدنيا لما تحققوا ان في الصبر عليه اجرا جزيلا لا نهاية فان

ان گنت اور اسی لئی متقدمین صلحاء دنیا مین بلا پر خوش ہوتی تہے کیونکہ اونکو یقین تہا کہ بلا پر صبر کرنے مین بڑا ہی ثواب جید ہی اگر کوئی

قيل ان كان المراد بالصبر على البلاء الرضى به وعدم الكراهة فلا قدرة للادمي عليه وان كان المراد به الفرح بوجوده

اعتراض کری کہ بلا پر صبر کرنے سے اگر یہہ مراد ہی کہ بلا پر راضی ہو اور ناخوش نہ ہووی تو یہہ آدمی کی اختیار مین نہین ہے اور اگر اوس سے یہہ مراد ہی کہ بلا پر خوش ہو

فهو ابعد من الاول فالجواب ان الشارع لم ينه عن شيء لا يدخل تحت الوسع وانما نهى عن المكتسب كشق الجيوب وضرب

تو یہہ اوس سے بہی بعید تر معلوم ہوتا ہی تو جواب یہہ ہے کہ شارع نی ایسی شی ہی کہین منع نہین جو اوسکی اختیار مین نہو ممانعت اوس کی ہی جسکو کر سکتا ہی جیسی گریبان چیرنا

الخدود والقول باللسان كالندب والنياحة واما ما ذكر من فرح الصالحين به فذلك فرح شرعي مكتسب من قوة الايمان

گلے پیٹنے اور زبان سے بکنا جیسے بیخنا اور نوحہ کرنا اور وہ جو مذکور ہے یعنے بلا پر صلحا کی فرحت سو یہہ فرح شرعی ہی، ایمان اور یقین کے قوت سے

واليقين مثاله مثال رجل قال له الملك كلما اضربك سوطا اعطيك مائة دينار فان ذلك الرجل كما يفرح بكثرة ضرب

حاصل ہوتی ہی اوسکی مثال ایسی ہی کہ کسی شخص کو بادشاہ کہی مین تیری جب کوڑا ماروں تو ہر کوڑہ کی بدلہ سو اشرفی دونگا سو یہہ شخص باوجود المکی جیسا

الملك له مع وجود الم الضرب لما يرجوا من جزيل العطاء فكذلك الصالحون لما سمعوا قوله تعالى انما يوفى الصبرون اجرهم

بادشاہ کی کثرت ضرب سے خوش ہوتا ہی کیونکہ بڑی بخشش کا امیدوار ہی تو ایسی ہی صلحا نے جب یہہ آیت سنی صبر کرنے والون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ

بغير حساب وقوله تعالى وجزىهم بما صبروا جنة وحريرا وتيقنوا بحصول جزيل الثواب هان عليهم ما اصابهم في

ان گنت اور بدلہ دیا اونکو اوسپر کہ وہ ٹہرے رہے باغ اور پوشاک ریشمی اور یقین لائی بڑی ثواب ملنی کا تو اونپر دنیا مین جو

الدنيا من المصائب كما حكي عن بعض النساء الصالحات انها عثرت يوما فانقطع ظفرها فضحكت فقيل لها اما تجدين

مصیبت گذری سب آسان ہوگئی چنانچہ کسی صالحہ عورت کا قصہ ہے کہ ایک روز پہسلکر گر پڑی تو اوسکا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ ہنسی لگی کسی نے کہا کیا تجکو

مرارة الوجع فقالت ان لذة الثواب الحاصل من الله تعالى بالصبر والرضى ازالت عني مرارة الوجع قال العلماء حقيقة الرضى

اسمین دکہہ نہین ہوتا جواب دیا ثواب کی لذت نے جو الله تعالی سے صبر اور رضا پر ملیگا دکہہ کی تلخی کو میری لسی دور کردیا ہی علما کہتی ہین حقیقت رضا کی

ما علمنه الله تعالى ان نقوله عند المصيبة انا لله وانا اليه راجعون وهذا استرجاع باللسان فلابد للعاقل عند اتيانه

وہ ہی جو الله تعالی نے ہمکو تعلیم کی ہی کہ مصیبت کی وقت یہ کہا کرین ہم مال الله کا ہین اور ہمکو اوسکی طرف پہر جانا ہے اور یہہ تو استرجاع زبانی ہوا پہر عاقل کو لازم ہی اسکو زبان سے کہتی ہوے

به ان يتفكر في ثواب المصيبة ليسهل عليه المصيبة فان ثواب المصيبة اذا استقبله يوم القيمة يود لو ان جميع اولاده

مصیبت کی ثواب کا تصور کری تاکہ اوسپر مصیبت آسان ہوجاوے بیشک مصیبت کا ثواب جب قیامت کے روز سامنی آویگا تو یہہ آرزو کریگا کاشکی میرے ساری اولاد

واقربائه ما تواقبله فی الدنیا لینال ثواب مصیبتهم وقد وعد الله تعالی فی المصیبة ثوابا عظیما حیث قال ولنبلونکم

اور تمام نانے گا وے دنیا میں تاکہ پیر سامنے مرجاتے تاکہ اونکی مصیبت کا ثواب ملتا اور بیشک اللہ تعالیٰ نے مصیبت میں بڑی ثواب کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ کہتا ہے اور البتہ ہم آزماوینگے تمکو

بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصبرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله و

کچھ ایک ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالونکی اور جانونکے اور میوونکی اور خوشی سنا ثابت رہنے والوں کو کہ جب اونکو پہنچے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور

انا الیه رجعون اولئك علیهم صلوت من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون یعنی ان کل من اصابه مصیبة فی ماله او ولده

ہمکو اوسیکے طرف پھر جانا ایسے لوگ اونہیں پر شاباشیں ہیں رب کے اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر مراد یہہ ہی کہ جسکو کچھہ مصیبت پہنچی مال میں یا اولاد میں

ونفسه او عرضه کالکلمة القبیحة التی یسمعها فی حقه او الهم الذی یهمه او الغم الذی یغمه من ضیق معیشته او

یا جان میں یا آبرو میں جیسے عیب کی بات اپنی حق میں کسی سے سن پاوے یا ایسا اندوہ پہنچے جو سوچ لگا دے یا غم پہنچے جسنے فکر میں ڈال رکھا ہو تنگی معیشت کا

قلة قوته او تعذر کسبه او عدم نبات زرعه او غیر ذلك فانه اذا صبر واحتسب ثواب مصیبته التی اصیب بها یعطیه

یا قلت روزی کا یا پیشہ نہ چلنے کا یا کھیتی ماری جانیکا یا کچھہ اور سوا اسکے اسپر جو صبر کریگا اور مصیبت کی ثواب کا جو اسپر گذری امیدوار ہوویگا تو اللہ تعالیٰ

الله تعالی ما وعده فی کتابه من الصلوة والرحمة والهدایة لانه تعالی لا یخلف المیعاد وروی عن عکرمة انه علیه السلام

وہی عطا کریگا جو اوسکی لئے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہی شاباش اور رحمت اور ہدایت کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ کا خلاف نہیں کرتا اور عکرمہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا

طفی سراجه فقال انا لله وانا الیه رجعون فقیل له امصیبة هی یا رسول الله فقال نعم کل شیء یؤذی المؤمن فهو له

چراغ بجھگیا تھا سو آپنے فرمایا ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسیکی طرف پھر جانا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہہ مصیبت ہی بس فرمایا ہاں جس شی سے مومن کو ایذا ہو وہی اوسکی

مصیبة وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اذا انقطع شسع احدکم فلیسترجع فانها من المصائب وروی عن ام سلمة

مصیبت ہی اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسیکی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوے تو انا للہ پڑھے کیونکہ یہہ بھی مصیبت ہی اور ام سلمہ سے روایت ہے

انه علیه السلام قال ما من مسلم یصیبه مصیبة فیقول انا لله وانا الیه رجعون اللهم اجرنی فی مصیبتی واخلف

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس مسلم پر کچھہ مصیبت گذری پھر وہ کہے ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسیکی طرف پھر جانا الٰہی مجھکو میری مصیبت کا اجر دے اور مجھکو اوس سے

خیرا منها الا اجره الله فی مصیبته واخلف له خیرا منها وروی عن ابن عباس انه علیه السلام قال من استرجع عند المصیبة

بہتر عوض دے تو اللہ تعالیٰ اوسکو اوسکی مصیبت کا اجر اور اس سے بہتر عوض دیگا اور ابن عباس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے مصیبت پر انا للہ پڑھا

جبر الله مصیبته واحسن عقباه وجعل له خلفا صالحا یرضاه وروی عن الحسین انه علیه السلام قال ما من مسلم یصاب

تو اللہ تعالیٰ اوسکی مصیبت کو رفع اور اوسکا انجام نیک کریگا اور اوسکا اچھا بدلا اوسکی پسند کا دیگا اور حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی مسلم کہ اوسپر

بمصیبة فیذکرها وان قدم عهدها فیحدث لها استرجاعا الا کتب الله له مثلها من الاجر یعنی انه تعالی یعطیه من الاجر

مصیبت گذری پھر وہ اوسکو یاد کری اگرچہ مدت گذر گئی ہو پھر وہ ازسرنو انا للہ پڑھے مگر اللہ تعالیٰ اوسکی لئے اجر مقرر کریگا مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ اوسکو اجر

مثل الاجر الذی اعطاه یوم اصیب بها وروی عن سعید بن جبیر ان الاسترجاع لم یعط الامة من الامم الا لهذه الامة ولو اعطی

برابر اوس اجر کے جو مصیبت کے روز عطا کیا تھا عنایت کریگا اور سعید ابن جبیر سے روایت ہی کہ استرجاع سوا اس امت کی اور کسی امت کو عطا نہیں ہوا اگر کسیکو ملتا

لاحد لاعطی یعقوب النبی علیه السلام الا تری انه حین اصابه لم یسترجع بل قال یا اسفی علی یوسف وروی عن ابن عباس

تو البتہ یعقوب علیہ السلام کو ملتا کیا دیکھتا نہیں کہ یعقوب علیہ السلام نے مصیبت کے وقت انا للہ نہیں پڑھا بلکہ یہہ کہا کہ ای افسوس یوسف پر اور ابن عباس سے روایت ہے

انه نعی الیه ابنة له وهو فی السفر فاسترجع ثم نزل فصلی رکعتین ثم قال قد صنعنا ما امرنا الله تعالی فانه تعالی قال استعینوا

کہ اونکو سفر میں بیٹی کی مرنے کی خبر آئی تو انا للہ پڑھا پھر اوتر کر دو رکعت پڑھیں پھر کہا ہمکو اللہ کا حکم تھا سو کر چکے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی قوت پکڑو

بالصبر والصلوة فینبغی للمؤمن ان یفعل کذلك فانه علیه السلام کان اذا حزنه امر فزع الی الصلوة لکونها ام العبادات

ثابت رہنے سے اور نماز سے اب مومن کو لازم ہی کہ یہہ ہی کیا کری کیونکہ نبی علیہ السلام اگر کسی بات سے غمگین ہوتے تو نماز شروع کرتے اسلئے کہ نماز سب عبادت کی اصل

ومعراج المؤمنین ومناجات رب العلمین قال علیه السلام ان اعظم الجزاء مع عظم البلاء وان الله تعالی اذا
اور مومنین کے لئے معراج ہے اور پروردگار سے سرگوشی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک بڑا ثواب بڑے بلا پر ہوتا ہے اور بیشک اللہ تعالی جب
احب قوما ابتلاهم فمن رضی فله الرضی ومن سخط فله السخط یعنی ان کثرة الثواب یحصل بحصول کثرة
کسی قوم کو محبوب کرتا ہے تو انپر بلا نازل کرتا ہے پھر جو کہ اسپر راضی ہوا تو اوسکی لئے رضامندی ہے اور جو بیزار ہوا تو اوسکی لئے بیزاری ہے مراد یہ ہے کہ ثواب کے کثرت بلا کی کثرت سے
البلاء فمن رضی به وصبر علیه یحصل له رضاء الله تعالی ومن کره البلاء وجزع ولم یرض بحکمه تعالی یحصل
حاصل ہوتی ہے پھر جو راضی ہوا اور اوسپر صبر کیا تو اوسکے لئے اللہ کی رضامندی ہے اور جسنے بلا کو مکروہ جانا اور واویلا کیا اور اللہ کے حکم پر راضی نہوا تو اوسکی لئے
له سخط الله وغضبه لکن ینبغی ان یعلم ان الرضی والسخط محلهما القلب وهما یتعلقان به لا باللسان فلهذا تری
اللہ کی بیزاری اور غضب ہے لیکن سمجھنا چاہئے کہ رضامندی اور بیزاری کا ٹھکانا دل ہے یہ دونوں دل سے علاقہ رکھتی ہیں زبان سے علاقہ نہیں رکھتی اسی لئے
کثیرا من الناس یکون له انین من وجع او شدة المرض مع ان فی قلبه الرضی والتسلیم بالله تعالی فعلی هذا کل من
اکثر لوگوں کو دیکھتے ہو کہ درد کی مارے یا بیماری کی شدت سے آہ اف تو کرتے ہیں اسپر اونکی دلمیں اللہ تعالی کی رضا اور تسلیم ہوتی ہے اس بیان کی موافق جس سے کہ آہ نہ
یسمع منه انین لا یجوز ان یقال فی حقه انه غیر صابر وغیر راض بحکم الله تعالی اذ لا یطلع احد علی قلب احد
سننے میں آتی ہیں اسکو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ صبر نہیں کرتا اور اللہ کے حکم پر راضی نہیں ہے اسلئے کہ کسیکو کسیکی دل کی کیا خبر ہے
وروی عن عامر الرامی انه علیه السلام قال المؤمن اذا اصابه السقم ثم عافاه الله تعالی کان کفارة لما مضی من
اور عامر رامی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن اگر بیمار ہو جاتا ہے پھر اوسکو اللہ تعالی عافیت دیتا ہے تو گذشتہ گناہوں کا کفارہ
ذنوبه وموعظة له فیما یستقبل وان المنافق اذا مرض ثم اعفی کان کالبعیر الذی عقله اهله ثم ارسلوه فلم یعلم
اور آیندہ کی واسطے پند ہے اور بیشک منافق اگر بیمار ہو کر صحت پاتا ہے تو ایسا ہے جیسے اونٹ کہ پہلے اوسکو مالکوں نے باندھ دیا پھر اوسکو چھوڑ دیا
لم عقلوه ولم ارسلوه فعلم من هذا انه تعالی انما یبتلی عبده المؤمن لمحو سیاته او لرفع درجاته التی لم یبلغها
تو اوسکو خبر کچھ نہیں ہوتی کیوں باندھا تھا اور کیوں چھوڑ دیا اب اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اپنے مومن بندہ کو اسلئے مبتلا کرتا ہے کہ اوسکی گناہ محو ہوں اور وہ درجات کہ بغیر ان مصائب کے نہیں
الا بانواع البلایا فانه تعالی یرسل علیه فی الدنیا شدائدها ومحنها حمیة له عن الافتتان بها وتزهیدا له عنها
لے سکتا تھا بلند ہو جاویں سو اللہ تعالی اوسپر دنیا میں سختیاں اور محنتیں دنیا کی فتنہ سے بچانے کو اور دنیا سے چھوڑانیکو ڈالدیتا ہے
لئلا یطمئن الیها ویالف محبتها فیقطعه ذلک عن منازل الاخرة لانه متی ابتلی یضعف سورة نفسه ویذهب
تاکہ دنیا پر اطمینان کر کر اوسکے الفت میں نہ پہنس جاوے پھر اوسکی نحوست سے اخروی مراتب سے محروم نہ رہ جاوے کیونکہ اوسکی جب بلا میں پھنسے نفس کی تندی سست اور بشری
صفات بشریته وینقطع عنه مواد الهوی ولذة الدنیا فیتوجه فی کل حال فی السراء والضراء الی مولاه ویالف الاقبال علیه
عادات جاتی رہینگے اور ہوا ہوس اور دنیا کی لذت اوسکی سے دور ہو کر پھر بہر حال راحت اور رنج میں اپنے مولی کے طرف متوجہ رہے گا اور اوسکے طرف لگا رہے
ویستوطن بالصبر والرضی بین یدیه الی ان یرفعه الی درجات الاحباب والاولیاء وهذا معنی ما روی عن انس انه علیه السلام
الفت پکڑیگا اور صبر اور رضا کو اپنی سامنے قایم رکھیگا آخر اوسکو مرتبہ دوستوں اور اولیا کا حاصل ہو جاویگا اور انس کی روایت کے یہ ہی معنی ہیں کہ نبی علیہ السلام
قال ان الله تعالی اذا اراد بعبد خیرا واراد ان یصافیه صب علیه البلاء صبا ومن جملة ما یصب علیه من البلاء
فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی جب کسیکی خیر اور اوسکو پاک کیا چاہتا ہے تو اوسپر بہت بلا ڈالدیتا ہے اور بعضے بلا میں اس قسم کی ہیں کہ
انه تعالی یقیض له ویسلط علیه من بعض خلقه من یقصده بالاذی حتی لو اختفی فی جحر ضب او فارة یقیض الله تعالی
کہ اللہ تعالی اپنی مخلوق میں سے ایسی کو اوسپر تعین کر کر غالب کر دیتا ہے کہ اوسکو ہر وقت ستاتا رہے یہاں تک کہ اگر گوہ یا چوہے کی بل میں جا کر چھپے تو اللہ تعالی
له من یؤذیه کما روی عن علی انه علیه السلام قال لو کان المؤمن فی جحر ضب لیقیض الله تعالی له فیه من یؤذیه وروی
اوسی جگہ ایذا رسان کو بھیجتا ہے چنانچہ علی رضی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن گوہ کی بل میں چھپا ہوتا ہے تو اوسی بل میں ستانے والا موجود ہوتا ہے اور ایسی ہے

مثله عن انس بلفظ لوان المؤمن کان فی جحر فارة لقیض له فیه من یؤذیه والحکمة فی ذلک ان البلاء بسبک صفات
انس سے بھی اسی طرح روایت ہی اگر مومن چوہے کی بھٹ میں ہووے تو وہاں بھی اسکا موذی جا موجود ہوتا ہی اور اسمین حکمت ہی کہ بلا صفات بشری کو گلا کر صاف کرتی ہی
العبد فکانه تعالی یسبک نفس عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء لیصفیه من کدورات اخلاق بشریة لیصلح لولایته
گویا اللہ تعالی اپنی مومن بندہ کی نفس کو محنت اور بلا کی آگ مین گلا کر صاف کرتا ہی تا اخلاقات بشری کی کدورت سی صاف ہوکر ولایت اور محبت کے لائق ہو جاوے
ومحبته

المجلس الثالث والستون فی بیان تحقیق قوله علیه السلام اغتنم خمسا قبل خمس الحدیث وما یتفرع علیه

باسٹھوین مجلس اس حدیث کے تحقیق مین کہ غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ سے آخر حدیث تک اور جو اس سے متعلق ہے

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لرجل یعظه اغتنم خمسا قبل خمس شبابك
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پند دیتی ہوئی فرمایا غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ کی جوانی کو
قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحیاتك قبل موتك هذا الحدیث
پہلے بڑہاپی سے اور صحت کو پہلے بیماری سے اور توانگری کو پہلے فقر سے اور فرصت کو پہلے دہندے سے اور زندگی کو پہلے موت سے یہہ حدیث
من حسان المصابیح رواه میمون بن مهران فانه علیه السلام بین فیه ان الانسان فی حال شبابه یقدر علی
مصابیح کی حسن حدیثون مین سے ہے میمون بن مہران کی روایت سے بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث مین یہہ فرمایا کہ آدمی اپنی جوانی مین وہ کار کر سکتا ہے
الاعمال التی لا یقدر علیها فی حال هرمه فلا بد له ان یغتنم الفرصة ویشتغل بالطاعات فی حال شبابه قبل هرمه لانه
جو حالت پیری مین نہین کر سکتا سو اوسکو لازم ہی کہ فرصت کو غنیمت جانے اور عہد جوانی مین پیری سے پہلے عبادت مین مشغول رہے کیونکہ
فی حال شبابه ان ترك العمل واتبع هواه وتعود بالمعصیة لا یقدر علی ترکها فی حال هرمه فینبغی له ان یترك
جوانی مین اگر عمل خیر ترک کر کر ہوا و ہوس مین پڑا اور معصیت کی عادت کرلے تو پہر کیا طاقت ہے کہ بڑہاپی مین چہوڑ دے تو لائق یہہ ہی کہ معاصی کو
المعاصی فی حال شبابه ویعود نفسه باعمال الخیر حتی یسهل علیه فی حال هرمه وبین ایضا انه فی حال صحته یقدر
جوانی مین ترک کرے اور اعمال خیر کی عادت ڈالے تا کہ پیری مین جاکر آسانی رہی اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ انسان اپنی صحت مین اپنی
علی کسب الخیرات بماله وبدنه فینبغی له ان یغتنم صحته ویجتهد فی کسب الخیرات بماله وبدنه لانه اذا مرض یضعف
مال اور بدن سی ثواب حاصل کر سکتا ہی پہر اوسکو لازم ہی کہ اپنی صحت کو غنیمت جانکر اپنے مال اور بدن سی کسب خیرات مین کوشش کری کیونکہ بیمار ہوکر بدن ناتوان ہو جاتا ہی
بدنه فلا یقدر علی الطاعات ببدنه ویقصر یده عن ماله فیما زاد علی الثلث فلا یقدر علی التصرف فی ماله الا فی مقدار
پہر بدن مین طاعات کی طاقت کہان رہتی ہی اور ہاتھ سہ تہائی مال کی زیادہ سی تنگ ہو جاتا ہی پہر یہہ قدرت نہین کہ تہائی مال سی زیادہ خرچ کرے
ثلثه وبین ایضا انه فی حال غناه وفی حال فراغه یقدر علی الطاعات بلا مانع فاذا بدل الغنی بالفقر والفراغ بالشغل
اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی توانگری اور فرصت مین بلا موانع طاعات کر سکتا ہی اور جب توانگری کی بدل فقر آیا اور فرصت کی جگہ دہندا لگا
یظهر الموانع فلا یقدر علی الطاعات بل یکون مشتغلا بامر المعاش فینبغی له ان یغتنم غناه وفراغه فی تحصیل الاعمال
تو پہر موانع پیدا ہوجاتے مین پہر طاعات کی فرصت کہان بلکہ اپنی معاش کی فکر مین لگا رہتا ہے سو لائق یہہ ہی کہ توانگری اور فرصت کو صالح اعمال کی لئی غنیمت سمجہے
الصالحات لان الغنی یعقبه الفقر والفراغ یعقبه الشغل وبین ایضا انه فی حال حیوته یقدر علی العمل فاذا مات
اسلئے کہ غنا کے پیچہے فقر اور فرصت کی پیچہے دہندا لگا ہوا ہے اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی اپنی زندگی مین عمل کر سکتا ہی اور جب مرا
ینقطع عن العمل فینبغی له ان یغتنم حیاته ولا یضیع عمره فیما لا یعنیه فان کل نفس من انفاس العمر جوهرة نفیسة لا
تو عمل تمام ہوئے بس لازم یہہ ہی کہ اپنی زندگی کو غنیمت جانکر نکمی باتون مین عمر نکہوی کیونکہ عمر کا ایک ایک دم ایک نفیس بے بہا جوہر ہے
قیمة لها اذ یمکن ان یشتری بها کنز من کنوز الجنة التی لا یتناهی نعیمها ابد الاباد فاضاعة تلك الانفاس واشتراء ما
اسلئے کہ اسکے بدلہ ایک خزانہ جنت کی خزانون مین سی ہاتھ آسکتا ہی جسکی نعمتین کبہی تمام نہونگے پہر ایسی انفاس کو ضائع کہونا اور ایسی چیز کا خریدنا

مما يكون سببا لهلاكه باتباع هواه غاية الخسران ونهاية الخذلان فان من يتبع هواه يفعل ما يضره ويهلكه

کہ ہوا وہوس میں پہنساکر ہلاک کر ڈالے بڑا ہی زیان اور نہایت نقصان ہی سو جو شخص ہوا وہوس میں لگا ہوا ہی تو وہ وہی کام کرتا ہی جس مین

حالا او مآلا وهو لا يشعر او يشعر لكن لخفة عقله يرجح اللذة الحاضرة التي لا بقاء لها على العقوبات الاخروية

حال اور مآل کا ضرر اور تباہی ہو پہر وہ بیخبر ہی یا جانتا ہی پر بیوقوفی سی حال کی ناپائدار لذت کو اخروی عقوبات سے جسکی

التي لا نهاية لها وبظن لعمى بصيرته وتناهى حماقته انه ظفر بشيء من اللذائذ ولا يعلم ذلك لاحمقه انه

کچہہ انتہا نہیں ہے بہتر سمجہتا ہی اور اندہا ہوکر کمال بیوقوفی سے خیال کرتا ہی کہ کچہہ عیش اوڑایا اور احمق یہہ نہیں سمجہتا کہ دنیا سے

يخرج من الدنيا ويرى انه لم يظفر بشيء من اللذائذ اصلا لا من لذائذ الدنيا لانها عنه تزول ولا من لذائذ

ابہی نکلکر دیکہہ لیگا کہ کچہہ بہی عیش نکیا نہ تو دنیا کی عیش ولذت کیونکہ سب ہو چکینگی اور نہ

الاخرة اذ ليس له اليها الوصول فيبقى في حسرة وندامة حين لا ينفعه الندم وقد روى انه عليه السلام قال

آخرت کی عیش کی لذت کیونکہ وہ کہاں ہاتہہ آسکتے ہیں پہر حسرت اور ندامت باقی رہیگی او سوقت ندامت سی کچہہ فائدہ نہوگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

ما من احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون ازداد وان كان

جب کوئی مرتا ہی سو نادم ہوتا ہی عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیوں ہوتی ہی فرمایا اگر نیکوکار ہوتا ہی تو یہہ ندامت ہوتی ہی کہ عمل زیادہ کیوں نکئی اور اگر

مسيئا ندم ان لا يكون نزع فيا ايها العاقل لا تضيع عمرك في الغفلة واجتهد في تحصيل متعة الاخرة قبل

بدکار ہوتا ہی تو یہہ ندامت کیوں نہ باز آیا سو دانا ہوکر اپنے عمر غفلت میں کیوں کہوتا ہے آخرت کی سامان حاصل کرنیمیں کوشش اس سے پہلے کر

ان يجيء يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعاين ذلك اليوم فتندم على

کہ ایسا دن آجا وے کہ اوس روز تو ہرگز حاصل نہ کر سکے بیشک تو اوس دن کو جلد دیکہہ لیگا پہر تو گذشتہ عمر پر

ما فات من عمرك في غير طاعة ربك ولا ينفعك الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا و

بدون عبادت پروردگار کی نادم ہوگا اور ندامت سی کچہہ فائدہ نہوگا کیونکہ آدمی جب تک دنیا کے کاروبار مین لگا رہتا ہے

كان شغله يمنعه من العمل واخر لذلك العمل على فراغه وقال اذا فرغت عملت فذلك من حماقته من

اور وہ شغل اوسکو عمل نیک سی باز رکہتا ہی تو اوس عمل نیک کو فرصت کی وقت پر ڈال رکہتا ہی کہتا ہے فرصت ملیگی تو کرونگا سو یہہ صرف بیوقوفی ہی

وجهين احدهما ايثار الدنيا على الاخرة وليس هذا من شان العاقل وقد قال الله تعالى بل تؤثرون

دو وجہ سی ایک تو دنیا کو آخرت پر پسند کرتا اور یہہ عاقل کا کام نہیں ہے اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی بلکہ تم پسند

الحيوة الدنيا والاخرة خير وابقى والثاني تسويفه العمل الى وان فراغه فانه قد لا يجد مهلة بل يختطفه

رکہتی ہو دنیا کا جینا اور پچہلا گہر بہتر ہے اور رہنی والا اور دوسری وجہ عمل کو فرصت کی وقت پر ڈال رکہنا کیونکہ بعضے دفعہ مہلت نہیں ملتی بلکہ

الموت قبل فراغه او يزداد شغله لان اشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضا فيبقى بلا زاد ليوم المعاد فالواجب

موت فرصت کی وقت سی پہلی آ پکڑتے ہی یا وہ دنیا کا دہندا بڑہتا چلا جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کام کا سلسلہ ایک سی ایک لگا ہوا ہی پہر آخرت کے توشہ سی خالی رہ جاتا ہی

على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحات على اي حال كان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله

سو آدمی پر یہہ واجب ہے کہ جلد ہی اعمال صالح کو کیسے حال میں ہو موت سی پہلی اور فوت سی پیشتر اختیار کری اس آیت کے

تعالى سارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقين فان من تعلق قلبه

مطابق اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاو ہی آسمان اور زمین تیار ہوی ہی واسطی پرہیزگاروں کی بیشک جسکا دل

بالدنيا واخذ منها القدر الزائد على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به

دنیا پر لگا ہوا ہی اور دنیا میں سی کچہہ مقدار حاجت سی زیادہ کہانا اور پینا اور پوشاک حاصل کرتا ہی تو اوسکی حق میں مضر ہی ان اگر اوس سی طاعت الہی میں مدد لے

على طاعة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لابد ان يفارقه فان كان احبه لغير الله يعذب به
اسلئے کہ آدمی جس چیز کو محبت کی راہ سے پیدا کرتا ہے تو بالضرور اوس سے جدا ہوویگا پھر اگر اوسکی محبت واسطے غیر اللہ کی تہی تو اوسکے جدا
بفواته ان يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على
ہونے سے دل دکھیگا اور اتنا ہی الم پیدا ہوویگا جسقدر اوس سے دل متعلق تہا سے لئے بعض متقدمین کا قول ہے کہ جو شخص دنیا کی محبت کرے تو چاہیئے کہ اپنی جان کو
تحمل المصائب فان محبها لا ينفك عن ثلث مصائب هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن لمحبها
مصیبت کا گہر بنالے کیونکہ دنیا کے محبت مین مصیبت سے خالی نہین ہوتی تو فکر دائمی اور رنج ہمیشہ کا اور ارمان بے انتہا اور اگر دنیادار کو ترت کوئی
العذاب العاجل لاهذا لكفى له مصيبة فكيف اذا حيل بينه وبين محبوباته ولذاته كلها بالموت وصار
عذاب سوا اسکے نہو تو یہہ مصیبت ہی اوسکی لئے کفایت کرتی ہے پہر تو کیا حال ہوگا جب موت اوسمین اور اوسکی محبوبات اور لذات کی بیچ مین آجاوے اور اوسکے
معذبا بالنفس ما كان متلذذا به على قدر لذته التي شغلته عن سعيه في طلب زاده ليوم معاده اذ لو كان
عذاب مین رہ جاوے جسسے مزے اوڑاتا تہا موافق اوس لذت کے جسکے مارے قیامت کی زادراہ کی کچہہ سعی نکی اسلئے اگر کسیکی
له الف محبوب ينزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه كان يحب جميعها ويسلب
ہزار محبوب ہون تو موت کے وقت ہی اوسپر ہزار مصیبت ایکبارگی پڑ جاتے ہین اسلئے کہ اسکو سب سے محبت تہی اور وہ سب کی سب
عنه في لحظة واحدة كلها ويبقى في حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب موته من الالم فضلا
ایکدم بہر مین جاتی رہتی ہین اور مرتے ہی حسرت اور ندامت مین رہ جاتا ہے اور یہہ تو پہلا الم ہے جو مرتے ہی پیش آوے گا
عما اعده الله تعالى للذين استحبوا الحيوة الدنيا ورضوا بها من عذاب الاخرة والحاصل ان من احب
اوسکو تو کیا کہئے جو اللہ نے انکے لئے جو دنیا کو محبت سے آخرت کی عذاب پر پسند کر رکہتے ہین آخرت کا عذاب تیار کر رکہا ہے اور حاصل یہہ ہے کہ جو شخص
شيأ سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معينا على طاعة الله تعالى يحصل له به
سوا اللہ تعالی کے اور چیز کی محبت پیدا کر لی اور وہ محبت نہ خدا کے واسطے ہو اور نہ طاعت الہی پر مددگار ہو تو اوسکے حق مین
الضرر سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش مغصة ولا يستريح من التعب وان ظفر به يكون
مضر ہی برابر ہے کہ وہ شی اوسکو حاصل ہو یا نہو کیونکہ اگر نہ حاصل ہوئی تو اوسکے غم مین لگا رہتا ہے رنج سے آرام نہین پاتا اور اگر حاصل ہوئی تو وہ الم
ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعاف اضعاف ما حصل له من اللذة
کہ حصول سے پہلے دیکہا دہ کا وہ اور اوسپر فوت ہونے کے بعد چند در چند اوس لذت سے زیادہ دل کے حسرت
ولو نال العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل
اور اگر آدمی کو دنیا کے تمام عیش اور آرام اور ساری لذتین مگر یہہ حاصل رہین اور اوسنے آخرت کی سعادت مین
السعادة في الاخرة يصير عند الموت كانه لم يظفر بشيء من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ
کچہہ سعی نکے تو وہ مرتے ہی ایسا ہوگا کہ دنیا مین کچہہ بہی مزا اور آرام نہ پایا اور وہی عیش اور آرام
واللذة عذابا له ويصير معذبا بالنفس ما كان منعما به من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق
اوسکے حق مین عذاب ہو جاوینگی اور وہ ہی عیش کی چیزین دو وجہہ سے عذاب کا سبب بن جاوینگے ایک تو اوسکا چہوٹنا اور
قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو له انفع وادوم فالمحبوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب الاعظم
دل اوسمین لگا ہوا ہوگا دوسرے حاصل نہونا جو اوسکے لئے ہمیشہ کو مفید ہوتا اب حال کا محبوب تو ہاتہہ سے جاتا رہیگا اور محبوب اعظم
لا يحصل له وهذا اول ما يلحقه من العذاب قبل عذاب النار اذ قد قال العلماء ليس الموت بعدم محض
اوسکو میسر نہوگا اور یہہ تو وہ عذاب ہے جو دوزخ کے عذاب سے پہلے اوسپر گذریگا اسواسطے کہ علما کہتے ہین کہ موت عدم محض

ولا فناء

ولا فناء صرفا وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته عنه وتبدل من حال الى حال وانتقال من
اور نری فنا ہی نہیں ہے بلکہ موت کیا ہے روح کا علاقہ بدن سے چھوٹ جانا اور بدن سے الگ ہونا اور ایک حال سے دوسرا حال بدل جانا اور ایک جگہ سے
دار الى دار وهو اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال فاصابتكم مصيبة الموت
دوسری جگہ نقل کرنا اور یہہ بڑی مصیبت ہے اور بیشک اللہ تعالی نے موت کا نام مصیبت رکھا ہے چنانچہ فرمایا ہے پھر پہنچے تم پر مصیبت موت کی
فالموت هو المصيبة العظمى واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكر فيه وترك العمل له واتباع
سو موت ہی بڑی مصیبت ہے اور اوس سے بڑھ کر غافل رہنا کہ نہ اوسکو یاد رکہے اور نہ اوسکا کچھہ فکر کرے اور نہ اوسکے لئے کچھہ عمل کرے اور
الهوى فان اتباع الهوى سم من سموم الدين يفضي الى الهلاك يوم الدين مع ان المؤمن بنفس الايمان
خواہش میں پڑا رہے بیشک خواہش کی اطاعت دین کے حق میں ایسا زہر ہے کہ قیامت کے روز ہلاک کر دالیگا باوجود یکہ مومن صرف ایمان لاکے
قد عاهد الله تعالى ان لا يعصيه وذلك لان الايمان قبول والتزام فمن يقول لا اله الا الله يصير كانه
اللہ تعالی سے یہہ عہد کر لیتا ہے کہ نافرمانی نکرونگا اور یہہ اسلئے کہ ایمان قبول اور ملے لینے کو کہتے ہیں پہر جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے گویا وہ یہہ کہتا ہے
يقول اني علمت واعتقدت انه تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله ولا يظهر في العالم شئ الا
کہ میں نے یقین کیا اور اعتقاد لایا کہ اللہ تعالی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں یکتا ہے اور عالم میں کوئی شئ اوسکے علم اور ارادہ اور
بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو واني التزمت عبادته ولا اعبد الا اياه فبعد هذه
پیدائش کی بدون ظاہر نہیں ہو سکتی اور کوئی سوا اوسکے مستحق بندگی کا نہیں اور میں نے اوسکی بندگی اپنی ذمہ لی اور اوسکے سوا کسیکی عبادت نکرونگا اب
المعاهدة يحرم عليه ان يعصيه في شئ من اوامره ونواهيه حتى اذا دعته نفسه الى نقض عهد مولاه
عہد کے بعد اوسکو نافرمانی کرنی حرام ہے کوئی بات ہو حکم یا ممانعت یہانتک کہ اگر اوسکا جی میں مولی کی عہد توڑنے کا خیال آوے
يلزمه ان يقول لها كما قال يوسف النبي عليه السلام لامراة العزيز حين دعته الى نفسها معاذ الله
تو اوسکو لازم ہے کہ جی میں یہہ کہے جیسے یوسف نبی علیہ السلام نے عزیز کے جورو سے کہا تہا جب اوسنے اپنی طرف طلب کیا خدا کی پناہ
انه ربي احسن مثواي انه لا يفلح الظالمون فان من اشتد ميل نفسه الى ما يشتهيه وتركه مع قدرته عليه
وہ عزیز مالک ہے میرا اچھی طرح رکہا ہے مجھکو البتہ بھلا نہیں پاتے جو لوگ بے انصاف ہیں بیشک جسکا دل شہوت پر ٹوٹ پڑے اور شہوت کو قدرت ہوتی ہوئے
في موضع لا يطلع عليه الا الله تعالى يكون دليلا على صحة معاهدته مع ربه في ايمانه فان المؤمن اذا علم
ایسے مقام میں کہ سوا اللہ تعالی کی کوئی مطلع نہو اسکے ترک کرے تو یہہ دلیل ہے کہ اسنے اپنی ایمان کا عہد کو رب کے ساتھہ پورا کیا بیشک مومن جب یہہ سمجھتا ہے
ان رضى مولاه في ترك هواه يقدم رضى مولاه على هواه ويكون لذته وصفاه فيما يرضى مولاه وان كان مخالفا
کہ مولی کے خوشی خواہش کے ترک میں ہی تو اپنی مولی کی خوشی اپنے خواہش پر مقدم رکہتا ہے اور اوسکی لذت اور صفا مولی کی رضامندی میں ہوتی ہے اگرچہ خواہش کے خلاف
لهواه ويكون المه وجفاه فيما لا يرضى مولاه وان كان موافقا لهواه بل يكون لذته في ترك شهواته لله تعالى
اور اوسکا الم اور جفا مولی کی ناخوشی میں ہوتا ہے اگرچہ خواہش کے موافق ہو بلکہ اوسکو ترک شہوات میں لذت اس سے زیادہ ہوتی ہے کہ اس لذت کو
اعظم من لذته في تناولها بل يكون كراهته تناولها عنده في خلوته اشد من كراهته لالم الضرب و
حاصل کرے بلکہ اوسپر لذت کی بیزاری خلوت میں مار اور قید کے الم سے زیادہ ہوتی ہے
الحبس الا ترى ان يوسف النبي عليه السلام حين قالت امراة العزيز في حقه وان لم يفعل ما آمره ليسجنن
کیا معلوم نہیں کہ یوسف نبی علیہ السلام کے لئے جب زلیخا عزیز کی بیوی نے یہہ کہا اور اگر نکریگا جو اوسکو میں کہتی ہوں البتہ قید پڑیگا
وليكونن من الصاغرين كيف قال رب السجن احب الي مما يدعونني اليه فان امراة العزيز لما كان قلبها
اور ہوگا بے عزت تو یوسف علیہ السلام نے کیسے یہہ ہی کہا اے رب مجھکو قید پسند ہے اس بات سے جسطرف مجھکو بلاتیاں ہیں کیونکہ زلیخا عزیز کی بیوی کا دل

خاليا عن الايمان مالت الى السوء والفحشاء مع كونها ذات زوج ويوسف النبي عليه السلام لما كان
چونکہ ایمان سی خالی تہا تو بدی اور فحش ہے کی طرف جہکی باوجودیکہ سُہاگن تہی اور یوسف نبی علیہ السلام کے
قلبه غالبا بالايمان اعرض عما ارادت منه مع كونه شابا عزبا فان من يعمل بمقتضى الايمان يكون له
دل پر چونکہ ایمان غالب تہا تو اوسکا کہا نمانا باوجودیکہ جوان اور مجرد تہے بیشک جو شخص ایمان کی مطابق عمل کرتا ہے تو اوسکو
قوة الصبر عما يميل اليه نفسه اذا كان فيه سخط الله تعالى ويتقيد بمحاسبة نفسه ليكون الحساب عليه
نفس کی آرزو پر اگر اوسمین غصہ خدا کا ہوتا ہے تو ذرا صبر مین آتا ہے اور اپنی ذات کے حساب مین لگا رہتا ہی تاکہ کل کو اوسپر حساب
اهون غدا وطريق المحاسبة ان ينظر في احواله هل عليه من حقوق الله تعالى وحقوق الناس شيء
آسان ہو جاوے اور طریق حساب لینی کا یہہ ہی کہ اپنی حال کو دیکہتا رہی کہ اوسپر کوئی حق الله تعالی یا حقوق عباد مین سی کچہہ باقی ہے
ام لا فيتدارك ما فاته من فرائض الله تعالى فيقضيها ويرد المظالم حبة حبة ويستحل كل من تعرض له
یا نہین پہر اگر فرائض الٰہی سی کچہہ قضا ہوا ہو تو اوسکو اوسکے عوض کر دیوے اور دانہ دانہ دعوی کا چکا کر دیوی اور جسکو
بيده ولسانه ويطيب قلوبهم بالاحسان اليهم حتى اذا مات لا يبقى عليه فريضة ولا مظلمة و
ہاتہہ یا زبان سی ستایا ہو تو معاف کرائے اور احسان کر کر اونکا دل خوش کر دی آخر جب مری تو اوسپر کوئی فریضہ اور دعوی باقی نہو اور
يدخل الجنة بغير حساب لانه ان مات قبل رد المظالم يحيط به خصماؤه ويتشبثون فيه مخالبهم فهذا
بے حساب کتاب بہشت مین چلا جاوی کیونکہ اگر حقوق ادا کئے بغیر مر گیا تو اوسکے مدعی گہیر کر نوچینگے یہہ
يقول ضربتني وهذا يقول شتمتني وهذا يقول استخدمني وهذا يقول اخذت مالي وهذا يقول وجدتني
کہیگا تونی مجہکو مارا تہا وہ کہیگا مجہکو گالی دی تہی کوئی کہیگا مجہسے کام لیا تہا کوئی کہیگا میرا مال چہین لیا تہا کوئی کہیگا تونے مجہکو
مظلوما وكنت قادرا على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم وهذا يقول رايتني على منكر فما نهيتني
مظلوم پایا اور تجہکو یہہ قدرت تہی کہ ظلم سے بچا دیتا پر تو نی مجہکو نہ بچایا اور کوئی کہیگا تونے مجہکو گناہ مین مبتلا دیکہا اور مجہکو منع نکیا
عنه فبينما هو كذلك مبهوت متحير من كثرة الخصماء وقد ضعف عن مقاومتهم ومد عنق الرجاء الى
اسی اس حال مین مدعیون کی کثرت سی بحواس اور حیران ہو کر اونکی جواب دہی اور مقابلہ سے تہک کر
المولى الغفار لعله ينجيه من ايديهم اذ يقرع سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم
مولی غفار کی طرف امیدوار ہو ویگا شاید کہ انکی ہاتہہ سی بچالیوی ناگاہ اوسکی کانمین آواز آویگی آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہین
اليوم فعند ذلك ينخلع قلبه ويوقن بهلاك نفسه فتفكر ايها الغافل ما انزل الله تعالى في كتابه
آج اب اوسکا دل چہوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مر لیا اب سوچ تو او غافل الله تعالی نے اپنی کتاب مین کیا نازل کیا ہے
حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون ولا تتبع وسوسة الشيطان لانه عدو
جہان فرمایا ہی اور مت خیال کر کہ الله بے خبر ہے ان کامونسی جو کرتے ہین بے انصاف اور شیطان کی وسوسہ کی پیروی مت کر کیونکہ شیطان تو بنی آدم کا
لبني ادم يريد اضلالهم ليجرهم مع نفسه الى النار فيجب على المومن ان يدفع وسوسته ويتخذه
دشمن ہے راہ سے بہکاتا ہے تاکہ اپنے ساتہہ دوزخ مین کہینچ لیجاوی اب مومن پر واجب ہی کہ اوسکا خیال دور کرے اور اوسکو دشمن سمجہے
عدوا كما قال الله تعالى ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا وذكر الفقيه ابو الليث في التنبيه
چنانچہ الله تعالی فرماتا ہی تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجہہ رکہو اوسکو دشمن اور فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ مین کہا ہے
ان لك اربعة من الاعداء يحتاج ان تجاهد مع كل واحد منهم احدهم الدنيا وهي غدارة مكارة
کہ تیرے چار دشمن ہین اونمین سی ہر ایک کے ساتہہ لڑنا ضرور ہے ایک تو دنیا کہ عہد شکن اور فریب باز ہے

فلذلك

فلذلك قال الله تعالى فلا تغرنكم الحيوة الدنيا والثاني نفسك وهي شر الاعداء لما روي عن ابن عباس عن النبي عليه السلام

اسی لئے اللہ تعالی فرماتا ہے سو تمکو نہ بہکاوے دنیا کا جینا اور دوسرا دشمن تیرا نفس ہے یہ سب سے بدتر ہے موافق روایت ابن عباس کی کہ نبی علیہ السلام

قال اعدى عدوك نفسك التي بين جنبيك وقد اخبر الله تعالى انها بذاتها امارة بالسوء حيث قال ان

نے فرمایا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیری دونو پہلوؤں میں ہے اور بیشک اللہ تعالی خبر دیتا ہے کہ نفس خود بخود برائی کی بات بتاتا ہے جہاں فرمایا ہے بیشک

النفس لامارة بالسوء والامر بالسوء دابها وعادتها لانها خلقت ظالمة جاهلة والعلم والعدل طار عليها

جی تو سکھاتا ہے برائی اور برائی کا حکم دینا اوسکا طریق اور عادت ہے اسلئے کہ اصل میں ظالم اور جاہل پیدا ہوا ہے اور علم اور عدل عارضی ہوتا ہے

وان لم يدركها رحمة الله تعالى وفضله تبقى على جهلها وظلمها وتكون من حزب الشيطان وتجر من اطاعها

اور اگر اوسپر اللہ کی رحمت اور فضل نہووی تو جاہل کا جاہل اور ظالم کا ظالم ہی رہی اور شیطان کی جماعت میں بھرتی ہو اور اپنی فرمانبردار کو

الى العصيان ومخالفة الرحمن لانها تجري بطبعها في ميدان المخالفة والعبد بجهده يمنعها عن سوء المطالبة

گناہوں میں اور رحمان کی مخالفت پر لگادیوی کیونکہ نفس بالطبع مخالفت کی میدان میں چلتا ہے اور آدمی اوسکو روک کر مواخذہ کی خوف سے منع کرتا ہے

فمن اطلق عنانها فهو شريكها في فسادها والثالث شيطان الجن فاستعذ بالله تعالى منه والرابع شيطان

پھر جسنی اوسکی باگ ڈھیلی چھوڑدی تو فساد میں اوسکا شریک ہے اور تیسرا دشمن شیطان جنی ہے سو اوس سے خدا کی پناہ مانگتا رہ اور چوتھا دشمن

الانس فاحذره فانه اشد عليك من شيطان الجن لان شيطان الجن يكون اغواءه بالوسوسة واما شيطان

شیطان انسی ہے اوس سے بچنا بہت جنی شیطان سے بہی تیری لئے سخت تر ہے اسلئے کہ جنی شیطان کا تو اغوا صرف خیالات سے ہوتا ہے اور انسی شیطان

الانس فهو رفيقك السوء يكون اغواؤه بالمعاينة والمواجهة لا يزال يطلب عليك وجها يزيلك عما كنت عليه

تیرا رفیق بد ہوتا ہے اسکا اغوا ظاہر کہلم کہلا آمنا سامنی ہوتا ہے ہر دم یہی تلاش رہتی ہے کہ کسیطرح مجھکو تیری وضع سے ڈگادی

كما قال بعض السلف انك تستعيذ بالله من الشيطان الرجيم فينصرف واما شيطان الانس فلا يبرح حتى يوقعك في

چنانچہ بعض متقدمین کا قول ہے کہ جب تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ لیتا ہے تو وہ ٹلجاتا ہے اور انسی شیطان تجھکو معصیت میں ڈالی بغیر کبہی نہین ٹلتا

المعصية ولهذا قال النبي عليه السلام لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا

اسی لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا سوای مومن کے کسیکی پاس مت بیٹھ اور تیرا کہانا سوای پرہیزگار کی کوئی اور نہ کہانی پاوی بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم

بدکار کی ہمنشینی اور میل جول سے اسلئے ڈرایا ہے کہ ہمنشینی اور میل جول سے دلمین الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہے پہر ضرور ہے کہ موافق

ان يكون كما قال النبي عليه السلام يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل وقد قال الله تعالى الاخلاء

ارشاد نبی علیہ السلام کی آدمی اپنی دوست کی دین پر اٹہی . سو ہریک کو غور کرنا چاہئے کیسی سے دوستی کرتا ہے اور اللہ تعالی فرما چکا ہے جتنی دوست ہین

يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل واحد من الاخلاء غير المتقين يقول يوم القيمة يا ويلتى ليتني لم

اوس دن دشمن ہونگی مگر جو ہین ڈروالی بیشک جو دوست پرہیزگار نہین ہین وہ قیامت کی روز یہہ کہینگی ای خرابی میری کبہین نہ

اتخذ فلانا خليلا ليت بيني وبينك بعد المشرقين فخليل الانسان ومحبه من يسعى في عمارة اخرته وان كان فيه

پکڑی ہوتی مینی فلانی کی دوستی کسیطرح مجہمین اور تجہمین فرق ہو مشرق مغرب کا سو انسان کا دوست اور محب وہ ہی ہی کہ آخرت کی بہلائی مین سعی کری اگرچہ اوسمین

ضر لدنياه وعدوه من يسعى في خسارة اخرته وان كان فيه نفع لدنياه فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يتخذ

دنیا کا ضرر ہوجاوی اور دشمن وہی ہی جو آخرت کو خراب کری اگرچہ اوسمین دنیا کا فائدہ ہو اس بیان کی مطابق مومن کو لازم ہی کہ دوستی ایسی ہی کری

خليلا الا من يثق بدينه وامانته ويعرف صلاحه وتقواه لان المرء يكون يوم القيمة مع من احب لما روي انه عليه السلام

جسکی دین اور امانت پر اعتماد ہو اور نیکی صلاحیت اور تقوی معلوم ہو اسلئے کہ آدمی قیامت کی روز محبوب کی ساتھ ہوویگا اس روایت کی موافق

قال المرء مع من احب قال الحسن البصری لا یغرنکم ظاهر قوله علیه السلام المرء مع من احب فانکم لم تلحقوا

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا آدمی ساتھ محبوب کی ہوویگا حسن بصری کہتی ہین اس حدیث کی ظاہر معنون پر نہ بہولنا کہ آدمی ساتھ محبوب کی ہوویگا بیشک تم بدون اعمال کی

الابرار الا باعمالکم فان الیهود والنصری یحبون انبیاءهم ولا یکونون معهم یوم القیمة وهذا القول منه

ابرار سی نہین مل سکتی کیونکہ یہود اور نصاری اپنی انبیاء کو محبوب رکہتی ہین اور قیامت کی دن اونکی ساتھہ نہونگی اونکی اصحاب مین یہہ

یشیر الی ان مجرد المحبة من غیر الموافقة فی العمل لا ینفع فان تعظیم الانبیاء والعلماء والصلحاء ومحبتهم انما

اشارہ ہی کہ نری محبت بدون موافقت اعمال کی مفید نہین ہی کیونکہ انبیاء اور علماء اور صلحاء کی تعظیم اور محبت تو جب ہوتی ہی

یکون باتباعهم فیما دعوا الیه من العلم النافع والعمل الصالح واقتفاء اثارهم وسلوک طریقتهم لان من اتبعهم

کہ اونکی اطاعت کری جدہر وہ بلاتی ہین یعنی طرف علم نافع اور عمل صالح کی اور اونکی پیروی کری اور اونکا سا طریق اختیار کری اسلئی کہ جو شخص

اقتفی اثارهم فیکون سببا لتکثیر اجورهم بمقتضی قوله علیه السلام من دعی الی هدی کان له من الاجر مثل اجور

اونکی اطاعت اور پیروی کریگا تو باعث اونکی زیادتی ثواب کا موافق ارشاد علیہ السلام کی جو شخص ہدایت کری تو اوسکو برابر ہدایت ہونی والونکی ثواب ہوویگا

من تبعه لا ینقص ذلک من اجورهم شیئا واما من لم یتبعهم ولم یقتف اثارهم بل خالفهم فی العمل واشتغل بتقبیل

اور اوسکی ثواب مین سی کچھ کم نہوویگا اور جسنی اطاعت نکی اور نہ اونکی پیروی کی بلکہ عمل مین تو اونسی مخالف اور اونکی ہاتھ پاؤن چومتا

ایدیهم وتقلیب نعالهم والتملق بین ایدیهم والقیام عند رویتهم فلیس ذلک من التعظیم والمحبة لانه جعلهم

اور جوتیان سیدہی کرتا اور سامنی خوشامد اور دیکہہ کی تعظیم کی لئی کہڑا ہوتا رہا تو یہہ کچھ تعظیم اور محبت نہین ہی کیونکہ اپنی ساتھ

مع نفسه محروما من الاجر فای تعظیم ومحبة فی ذلک المجلس الثالث والستون فی بیان محاسبة

اونکو بہی ثواب سی محروم رکہا پہر اسمین کیا تعظیم اور محبت ہوئی ترسیٹہوین مجلس بندہ کی محاسبہ کی بیان مین

العبد یوم القیمة والمناقشة فی الحساب قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تزول

قیامت کی دن اور حساب کی مناقشہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین ہل سکتی دونو

قدما عبد یوم القیمة حتی یسئل عن اربع خصال عن عمره فیما افناه وعن جسده فیما ابلاه وعن

پاؤن کسی آدمی کی قیامت کی روز جب تک پوچہا جاوی چار چیزونسی عمر سی کیونکر کہوئی اور بدن سی کیونکر پرانا کیا اور

ماله من این اکتسبه وفیما انفقه وعن علمه ما عمل فیه هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابن

مال سی کہان سی کمایا اور کہان خرچ کیا اور علم سی اوسپر کیا عمل کیا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون ہی ابن مسعود کی

مسعود والعبد المذکور فیه وان کان عاما لکونه نکرة فی سیاق النفی لکنه مخصوص بقوله علیه السلام

روایت سی اور عبد جو اس حدیث مین آیا ہی اگرچہ عام ہی کہ نکرہ نیچی نفی کی پڑا ہی پر بیان خاص ہی بدلیل اس حدیث کی

یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغیر حساب فعلی هذا یکون السوال المذکور فیه لغیر هؤلاء السبعین

میری امت مین سی ستر ہزار بی حساب جنت مین جاوینگی اس حدیث کی موافق یہہ چارون سوال سوا ان ستر ہزار کی اورون سی ہونگی

الفا فلا بد لکل من یؤمن بالله والیوم الاخر ان یعلم انه یسئل یوم القیمة ویناقش فی الحساب ویطالب

اب ہر ایک کو جو اللہ اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی ضروری کہ جان رکہی کہ قیامت کی دن سوال ہوگا اور حساب مین جہگڑا پہیلیگا اور ذرہ ذرہ

بمثاقیل الذر من الخطرات واللحظات ویتحقق انه لا ینجیه من هذه الاخطار الا لزوم محاسبة النفس

سی خطرہ اور نگاہ کا مواخذہ ہوویگا اور ثابت ہی کہ ان خطرات سی بدون لازم کرنی حساب نفس کی نجات نہین ہو سکتی

فی تجارتها الاخرویة ومطالبتها فی انفاسها ولحظاتها وحرکاتها وسکناتها فان من حاسب نفسه قبل ان

اوسکی تجارت کا حساب آخرت کی واسطی اور اوسکا مطالبہ حرکات اور سکنات مین دم دم اور گہڑی گہڑی کا بیشک جسنی حساب دیدی پہلی اپنا حساب

یحاسب

يحاسب يخف عليه يوم القيمة حسابه ويحضره عند السوال جوابه ويحسن منقلبه ومآبه ومن لم

درست کیا تو اوسپر روز قیامت کو حساب دینا سہل ہو دیگا اور سوال ہوتی ہی جواب پیدا ہو جاویگا اور اوسکا مآل اور انجام نیک ہو دیگا اور جسنی حساب

يحاسبها يدوم حسرتها ويطول فى عرصات القيمة وقفاته ويعود الى الخزى والمقت سياته فاذن

درست نکیا تو ہمیشہ کو ارمان رہی گا اور مدت دراز تک قیامت کی میدان میں کہڑا رہی گا اور اوسکی تمام گناہوں کا انجام رسوائی اور ہلاکت ہی سواب

لابد للمؤمن ان لا يغفل فى تجارته لاخرته عن مراقبة نفسه فى حركاتها وسكناتها ولحظاتها وخطراتها

مؤمن کو ضرور ہی کہ آخرت کی تجارت میں اپنی نفس کی نگہبانی سی غفلت نکری اوسکی حرکات اور سکنات اور لحظات اور خطرات کو دیکہتا رہی

لان هذه التجارة ربحها الفردوس الاعلى وبلوغ سدرة المنتهى مع النبيين والصديقين والشهداء فتدقيق

کیونکہ اس تجارت کا فائدہ فردوس اعلی اور مقام سدرۃ المنتہی انبیاء اور صدیقین اور شہداء کی ساتہ ہی سواس تجارت کی

الحساب فى هذه التجارة اهم من تدقيقه فى تجارة الدنيا لان ارباح تجارة الدنيا بالقياس الى النعيم المقيم فى

حساب کی صفائی بہ نسبت دنیا کی تجارت کی بہت ضرور ہی اسلئی کہ دنیا کی تجارت کا فائدہ بہ نسبت دائمی نعمتوں اخروی کی کمتر ناپائدار ہی

العقبى قليلة سريعة الزوال ولا خير فى خير لا يدوم بل شر لا يدوم خير من خير لا يدوم لان الشر الذى لا يدوم واذا

اور عیش ناپائدار میں کچہ خوبی نہیں ہی بلکہ تکلیف ناپائدار عیش ناپائدار سی بہتر ہی اسلئی کہ تکلیف ناپائدار جب ہو چکی

زال يبقى الفرح دائما والخير الذى لا يدوم اذا زال يبقى الاسف دائما فعلى هذا ينبغى للمؤمن اذا اصبح وفرغ

تو پہر دائمی فرحت رہی گی اور عیش ناپائدار جب ہو چکا تو ہمیشہ کو افسوس باقی رہی گا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ صبح ہوتی ہی

من فريضة الصبح ان يفرغ قلبه ساعة فيقول لنفسه يا نفس ليس لى بضاعة الا عمرى فاذا فنى فنى

فجر کی نماز سی فارغ ہوکر ایک دم اپنی دل کو خالی کرکر اپنی نفس سی یہہ کہی ای نفس میری پاس سوای عمر کی کوئی سرمایہ نہیں ہی جب یہہ ہی ہو چکی تو

راس المال ويقع الياس عن التجارة وطلب الربح وهذا اليوم يوم جديد قد امهلنى الله تعالى فيه و

راس المال ہو چکا پہر تجارت اور حصول منفعت کی امید نہیں ہی اور آجکا دن نیا ہی کہ اللہ تعالی نی مجہکو اسمیں مہلت عطا کی ہی اور

اخر فى اجلى ولو كان توفانى لكنت اتمنى ان يرجعنى الى الدنيا يوما واحدا حتى اعمل فيه صالحا فاحسب

اجل میں تاخیر کردی ہی اگر وفات دیدیتا تو مجہکو آرزو کرتا رہتا کہ ایکدن کی لئی مجہکو پہر دنیا میں بہیجدی تاکہ اوسدن نیک عمل کرلوں ای نفس تو اپنی سمجہ لی

يا نفس انك توفيت ثم رددت الى الدنيا فاياك ثم اياك ان تضيع هذا اليوم فان كل ساعة من ساعات العمر بل

کہ مرکر پہر دنیا میں آیا ہی سوخبردار پہر خبردار یہہ دن ضایع نہو جاوی بیشک عمر کی ایک ایک ساعت بلکہ عمر کا

كل نفس من انفاسه جوهرة نفيسة لا بدل لها يمكن ان يشترى بها كنز من كنوز الجنة لا يتناهى نعيمها ابد

ایک ایک دم ایسا جوہر نفیس بی نظیر ہی کہ اوسکی بدلی جنت کا ایک خزانہ مول سکتی ہیں جسکی نعمتیں کبہی تمام نہوں گی سو ایسی نفاس کا

الاباد فانقضاء هذه الانفاس ضائعة او مصروفة الى المعاصى غاية الخسران ونهاية الخذلان فان عمر الانسان

بیکار گذرنا یا معاصی میں لگا رہنا بڑا ہی خسارہ اور نہایت بی بختی ہی کیونکہ انسان کی زندگی

زمان لاعماله الصالحة المقربة له الى الله تعالى والموجبة له جزيل الثواب فى يوم الحساب وهذه هى

اعمال صالحہ کی واسطی ہی جس سی اللہ تعالی کا قرب حاصل ہو اور قیامت کی دن بڑا ہی ثواب ملی اور یہہ ہی

السعادة التى ينبغى للانسان ان يسعى فى تحصيلها اذ ليس له منها الا ما سعى كما قال الله تعالى وان ليس

سعادت ہی جسکی لئی انسان کو ضرور سعی کرنی چاہئی اسواسطی کہ انسان کو وہ ہی ملیگا جو آپ کر جائیگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور یہہ

للانسان الا ما سعى فكل جزء يفوت من العمر خاليا من عمل صالح يفوت من سعادة الاخرة بقدره وهذا

کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو کمایا پہر عمر کا جو دم عمل صالح سی خالی گذرتا ہی وہ تنی ہی سعادت اخروی گہٹتی ہی اور اسہی لئی

عظمت مراعاة السلف لانفاسهم ولحظاتهم وبادروا الى اغتنام ساعاتهم واوقاتهم ولم يضيعوا اعمارهم في
متقدمین اپنی انفاس اور لحظہ لحظہ کی بہت ہی خبرداری کرتی تہی اور ہردم اپنی ساعات اور اوقات کو غنیمت سمجھتی تہی اور اپنی عمر کو
البطالة والتقصير قال الحسن البصري ادركت قوما كانوا على ساعاتهم اشفق منكم على دنانيركم ودراهمكم
بیکار اور تقصیر میں نہ کہوتی تہی حسن بصری کہتی ہیں میں ایک قوم کو دیکہا ہی کہ وہ اپنی ساعات کو اس سی زیادہ سنبہالتی تہی کہ تم اپنی اشرفی روپیہ کو سنبہالتی ہو
فان واحدا منكم كما لا يحب ان يخرج منه درهم واحد الا فيما يعود اليه نفعه وهم كذلك كانوا لا يحبون
کیونکہ جیسی تم میں سی کوئی خوش نہیں ہوتا کہ روپیہ ایسی کام میں خرچ ہو جاوی کہ کچہہ فائدہ نہو وہ لوگ بہی ایسی ہی خوش نہوتی تہی کہ اونکی عمر میں سی ایک ساعت
ان يخرج من اعمارهم ساعة الا فيما يعود اليهم نفعه فان اليوم والليلة اربع وعشرون ساعة وقد ورد
بیفائدہ گذر جاوی بیشک دن رات چوبیس ساعت کا ہوتا ہی اور حدیث میں آیا ہی چنانچہ امام غزالی احیاء میں بیان کرتی ہیں کہ
في الخبر على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان العبد يعرض عليه يوم القيمة لكل يوم وليلة اربع وعشرون
آدمی کو قیامت کی دن ہر ہر دن رات کی چوبیس چوبیس
خزانة مصفوفة فيفتح له منها خزانة فيراها مملوة نورا من حسناته التي عملها في تلك الساعة فيناله
خزانی کی قطار پیش آویگی پہر اوسکی لئی اونمیں سی ایک خزانہ کہولیگی تو دیکہیگا کہ حسنات کی نور سی پہری جو جو اوس ساعت میں کیا تہا پہر اوسکو
من الفرح والسرور ما لو وزع على اهل النار لادهشهم ذلك الفرح والسرور عن احساس الم النار ويفتح له
اتنا فرحت اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر وہ دوزخیوں پر تقسیم کردیں تو بی حواس سی دوزخ کی الم کا ادراک نہ کرسکیں پہر اوسکی لئی اور خزانہ کہلیگا
خزانة اخرى فيراها سوداء مظلمة يفوح نتنها ويتغشاه ظلمتها وهي الساعة التي عصى الله تعالى فيها
اوسکو سیاہ تاریک دیکہیگا کہ بدبو پہیل رہی ہی اور اندہیرا چہا رہا ہی یہہ وہ ساعت ہوگی جسمیں اللہ تعالی کی نافرمانی کی ہی
فيناله من الحزن والغم ما لو قسم على اهل الجنة لنغص عليهم نعيمها ويفتح له خزانة اخرى فيراها فارغة
پہر اوسکو اتنا غم اور ملال پیدا ہوگا کہ اگر جنتیوں پر تقسیم کردیں تو اونپر جنت کی تمام نعمتیں بی مزہ تلخ ہو جاویں پہر ایک اور خزانہ کہلیگا اوسکو خالی پاویگا
ليس فيها ما يسره وما يسوءه وهي الساعة التي نام فيها او اشتغل بشيء من مباحات الدنيا فيتحسر على خلوها
نہ اوسمیں کچہہ خوشی ہی اور نہ کوئی غم یہہ وہ ساعت ہوگی جسمیں سو رہا یا دنیا کی کسی مباح چیز میں مشغول ہوگیا پہر اسکی خالی ہونی پر
ويناله من الالم ما ينال من قدر على الربح الكثير والملك الكبير واهمله وتساهل فيه حتى فاته وهكذا يعرض
اتنا ارمان کرکر الم اوٹہاویگا جیسی کسیکو بڑا ہی فائدہ اور بڑا ملک ہاتہ آسکتا تہا مگر اوسنی سستی اور دیر کی کہ وہ ہاتہ سی جاتا رہا اسی طرح خزانی
عليه خزائن اوقاته طول عمره فينبغي له ان يجتهد في تعميرها ولا يدعها فارغة عن الكنوز التي هي اسباب
عمر کی ساعات کی پیش آتی جاوینگی اب اوسکو سزاوار ہی کہ اوقات عمر کو آباد کری اور خزانوں کو خالی نہ چہوڑی جو کہ باعث اسکی سعادت اور ملک کا ہیں
سعادته وملكه ويسعى في حفظ جوارحه السبعة التي هي العين والاذن واللسان والبطن والفرج واليد
اور ساتوں اعضاء کی حفاظت کری کہ وہ آنکہہ ہی اور کان اور زبان اور پیٹ اور شرمگاہ اور ہاتہ
والرجل لانه ان فعل بواحد منها معصية يكون كافر النعمة الله تعالى في جميع الاسباب التي لا بد له منها
اور پاؤں کیونکہ انمیں سی اگر کسی سی بہی گناہ کریگا تو اللہ کی نعمتوں کا تمام اسباب میں منکر ٹہریگا جن جن اسباب کی عمل کرنیمیں ضرورت ہوتی ہی اسکی
في اقدامه على العمل لان المراد من خلق الدنيا وما فيها ان يستعين الانسان على الوصول الى طاعة الله تعالى
کہ مقصود دنیا اور دنیا کی سامان کی پیدایش سی یہی ہی کہ انسان اللہ تعالی کی طاعت پر مدد حاصل کری
ولا يمكن الوصول الى طاعة الله تعالى الا بدوام البدن ولا يبقى البدن الا بالغذاء ولا يحصل الغذاء الا بالماء
اور طاعت الہی کا میسر ہونا بدون قیام بدن کی ممکن نہیں ہی اور بدن بدون غذا کی قایم نہیں رہتا اور غذا بدون پانی

والهواء ولا يتم ذلك الا بخلق الارض والسماء فمن استعمل شيئا من اعضائه في غير طاعة الله تعالى يكون كافرا
اور ہوا کی پیدا نہیں ہوتی اور یہ سب بدون پیدایش زمین آسمان کی پورا نہیں ہوتا پھر جسنی کوئی سا عضو سوای عبادت کی کسی کام میں لگائی رکھا تو وہ اللہ کی ان تمام
لنعمة الله تعالى في جميع ذلك فلابد من حفظ الجوارح لان حفظها هو راس المال والربح بعد ذلك فمن لم يكن له راس
نعمتوں سی منکر ہی اب حفاظت اعضا کی ضرور ہی کیونکہ انکی حفاظت بجای اصل مال کی ہی اور فائدہ اسکی بعد ہوویگا پھر جسکی پاس اصل مال ہی نہیں
المال كيف يحصل له الربح وهذه الجوارح السبع له للهلاك والنجاة فمن يهلك يهلك باهمالها وعدم حفظها
تو وہ فائدہ کیونکر اٹھا سکتا ہی اور ان ساتوں اعضا سی آدمی ہلاک ہوتا ہی اور نجات بھی پاتا ہی پس جو ہلاک ہوتا ہی تو انکی چھوڑ دینی اور حفاظت نکرنی سی
ومن ينجو ينجو بحفظها وعدم ارسالها فحفظها اساس كل خير واهمالها اساس كل شر ولجهنم سبعة ابواب
اور جو نجات پاتا ہی تو انکی حفاظت اور نہ چھوڑنی سی اب اعضا کی حفاظت تمام خوبی کی جڑ ہی اور چھوڑ دینا تمام بدی کی جڑ ہی اور دوزخ کی سات دروازی ہیں
وانما يتعين تلك الابواب لمن عصى الله تعالى بتلك الجوارح فيلزم حفظها عن معاصيها اما العين فيحفظها
اور وہ دروازی نافرمانوں کی واسطی ان اعضا کی نام سی مقرر ہیں تو تمام اعضا کا معاصی سی بچانا ضرور ہی پھر آنکھ کو حرام کی طرف نگاہ کرنی سی
عن النظر الى ما يحرم نظره بل عن كل فضول مستغنى عنه لان الله تعالى يسئل العبد عن فضول النظر كما يسئله عن
بچاوی بلکہ ہر زاید بیکار سی کیونکہ اللہ تعالی بندہ سی فضول نگاہ کا بہی مواخذہ کریگا جیسی بیہودہ کلام سی مواخذہ کریگا
فضول الكلام فاذا حفظها عنه لا يقنع به بل يصرفها الى ما خلقت له من النظر الى عجائب صنع الله تعالى يستدل
اور جب نگاہ کو گناہ سی محفوظ رکھا تو اسی پر نہ بیٹھ رہی بلکہ نظر سی نظر کا کام لی یعنی عجائب صنایع الٰہی کو دیکھ کر اوسکی
به على وجوده وقدمه ووحدته وقدرته وارادته وعلمه وحيوته والنظر في كتابه وسنة رسوله وسائر
وجود اور دوام اور وحدت اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر استدلال کری اور اوسکی کتاب اور اوسکی رسول کی سنت اور تمام
كتب الدين ليتعلم امر دينه ويتعظ وهكذا يفعل في كل عضو لا سيما فيما هو رئيس الاعضاء وهو القلب الذي يلزم
کتب دین کو دیکھی تاکہ امور دینی سیکھی اور پند پذیر ہووی اور اسی طرح ہر ہر عضو کو کام میں لاوی خصوصا تمام اعضا کی رئیس کو یعنی دل جسکا
تطهيره من الاخلاق الذميمة وتزيينه بالاخلاق الحميدة وتكميله بالعلم المقرون بالعمل فان من تعلم مسئلة
عادات بد سی پاک رکھنا اور نیک سیرت سی آراستہ کرنا اور علم با عمل سی کامل بنانا ضرور ہی کیونکہ جو کوئی
من مسائل الدين ينبغي له ان يكون عاملا بها والا يسئل يوم القيمة عنها يدل عليه قوله عليه السلام وعن علمه ما
مسائل دینی میں سی کوئی مسئلہ سیکھی تو چاہیی کہ اوسپر عمل کری اور نہیں تو قیامت کی دن اسکا مواخذہ ہوویگا اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی اور اوسکی علم سی پوچھینگی
عمل فيه فانه مخوف لانه عليه السلام لم يقل ما قال فيه فلينظر العبد فيما علم هل عمل به وكان من الصادقين الذين اتقى
کہ اوسپر کیا عمل کیا بیشک یہہ خوف کی جگہ ہی اسلی کہ نبی علیہ السلام نی یہہ نہیں فرمایا اوسمیں کیا کہا اب انسان کو غور کرنا چاہیی اپنی علم میں آیا اوسپر عمل کیا تاکہ صادقین
الله تعالى عليهم بقوله اولئك الذين صدقوا او خالف علمه بفعله ودخل في قوله عليه السلام اشد الناس عذابا
میں داخل ہو جنکی اللہ تعالی یہہ ثنا کرتا ہی یہی وہ قوم ہی جنہوں نی سچ مانا یا عمل اپنی علم کی برخلاف کری اس حدیث کی مضمون میں داخل ہوا سخت تر عذاب
يوم القيمة عالم لم ينفعه الله بعلمه وروى عن ابن مسعود انه قال ما منكم من احد الا سيخلو الله به كما يخلو احدكم
قیامت کی دن عالم کو ہی جسکی علم سی اللہ تعالی نی نفع ندیا اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ کہتی تہی جو کوئی تم میں سی سو اکیلا دیکھیگا اسکو جیسی دیکھتی ہو تم اکیلی
بالقمر ليلة البدر ثم يقول ما غرك بي يا ابن ادم ما عملت بما علمت يا ابن ادم ماذا اجبت المرسلين يا ابن ادم الم اكن رقيبا
چودہویں رات کی چاند کو پہر فرماویگا تو نی ای شخص میری حق میں کیا دھوکا کہایا ای شخص تو نی موافق علم کی عمل کیا ای شخص تو نی مرسلین کا کہنا کیا مانا ای شخص کیا میں تیری
على عينك وانت تنظر بها الى ما لا يحل لك الم اكن رقيبا على اذنك وهكذا على سائر الاعضاء فتفكر يا مسكين في عظيم
آنکھ کا نگہبان نتہا اور تو آنکھ سی حرام کی طرف نظر کرتا تہا کیا میں تیری کان کا نگہبان نہیں تہا سب و ہم ہر تمام اعضا پر سوچ تو ای مسکین بہت کتنی بڑی خطا ہی

خیانتك اذا ذكرك الله تعالی ذنوبك شفاها اذ یقول لك یا عبدی اما استحییت منی فبادرتنی بالقبیح

جب اللہ تعالی تیری خطاؤں کو منہدر منہ یاد دلاویگا جب فرماویگا ای شخص کیا تو نی مجہسی حیا نکی جلدیسی خطا کر بیٹہا

واستحییت من خلقی واظهرت لهم الجمیل اكنت اهون علیك من سائر عبادی استخففت بنظری

اور میری خلقت سی حیا کرکر اونکی سامنی اپنی نیکوکاری ظاہر کی کیا میں تیری نظروں میں تمام مخلوقات سی ہلکا تہا میری نگہبانی کو ہلکا سمجہ کر تجہ پر دا نکی

الیك ولم تكترث به واستعظمت نظر غیری فكیف یكون حالك وخجالتك اذا عد علیك

اور اوروں کی نظر کو بہت بڑا سمجہا او سوقت تیرا کیا حال ہوگا اور کیسی شرمساری ہوگی جب تجہ پر اونکی

نعماءه ومعاصیك والاؤه ومساویك فان انكرت شیئا یشهد علیك جوارحك فتفتضح علی ملأ

نعمتیں اور تیری گناہ اور اونکی خوبیاں اور تیری خطا شمار ہونگی پہر اگر تو انکار کریگا تو تیری اعضاء تیہ پاتو گواہی دیںگی پہر تو تمام خلق اللہ کی سامنی

الخلائق بشهادة الاعضاء الا ان الله تعالی وعد المؤمن ان یستر علیه ذنبه ولا یطلع علیه غیره

اعضاء کی گواہی کی رسوا ہوویگا ہاں بیشک اللہ تعالی نی مومن سی وعدہ کیا ہی کہ اوسکی خطا چہپادی اور غیر کو اوسپر خبردار نکری

كما روی عن ابی هریرة رض انه علیه السلام قال یدنی الله العبد منه یوم القیمة ویضع علیه كنفه

جیسی ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ تعالی قیامت کی دن بندہ کو پاس بلاویگا اور اوسپر پردہ ڈالکر

ویستره من الخلائق كلها ویدفع الیه كتابه فی ذلك الستر فیقول له اقرأ كتابك فیمر بالحسنة فیبیض لها

تمام خلایق سی چہپالیگا پہر اوس پردہ کی اندر اوسکو نامۂ اعمال دیکر اسکو پڑہ تو سہی فرماویگا پہر یہ حسنات کو دیکہہ کر خوشی سی کہل جاویگا

وجهه ویمر بالسیئة فیسود بها وجهه فیقول الله له اتعرف یا عبدی فیقول نعم یا رب اعرف فیقول انی اعرف

اور گناہوں کو دیکہہ کر چہرہ سیاہ ہوجاویگا پہر اللہ تعالی فرماویگا کچہہ جانتا بہی ہی عرض کریگا ہاں ای پروردگار میں تو جانتا ہوں

بها منك قد غفرتها لك فلا یزال بین حسنة تقبل فیسجد وسیئة تغفر فیسجد فلا یری الخلائق منه

پہر اللہ فرماویگا میں تجہسی زیادہ جانتا ہوں کہ تجہکو معاف کرچکا ہوں پہر یہی حال رہیگا کہ حسنات کو مقبول دیکہیگا پس سجدہ کریگا اور خطا کو معاف پاویگا پہر سجدہ کریگا سو خلقت کو

الا ذلك حتی ینادی الخلائق بعضها بعضا طوبی لهذا العبد الذی لم یعص قط ولا یدرون ما جری بینه

اسکا یہی حال نظر آویگا یہانتک کہ آپسمیں ایکدوسری سی کہیگا یہ شخص کیا خوش نصیب ہی اسنی گناہ کبہی نہیں کیا اور یہہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالی میں

وبین الله تعالی فیما وقفه علیه والاخبار بهذا المعنی كثیرة وذلك بفضل منه فانه یخاطبه خطاب

اور اوسمیں وہانکی کتہڑی کیا معاملہ گذر گیا اور اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں اور یہہ اوسکا فضل ہی فضل ہی کہ اوسکو نرمی سی مخاطب ہوکر فرماویگا

الملاطفة فیقول له هل تعرف عبدی فیقول اعرف یا ربی ویقول ممتنا علیه ومظهرا فضله لدیه

ای شخص جانتا بہی ہی عرض کریگا پروردگار میں جانتا ہوں پہر منت رکہکر اور اوسپر اپنا فضل ظاہر کرکر فرماویگا

فانی سترتها علیك فی الدنیا ولم افضحك بها وانا اغفرها لك الیوم قیل هذه ذنوب تاب عنها كما ذكر ابو نعیم

میں نی دنیا میں تیری پردہ پوشی کی اور عزت رکہ لی آج بہی تجہکو معاف کرتا ہوں بعضی کہتی ہیں یہہ گناہ توبہ کی ہوئی ہونگی چنانچہ ابونعیم

عن الاوزاعی عن هلال بن سعد ان الله تعالی یغفر الذنب لكن لا یمحوها عن الصحیفة حتی یوقفه علیها یوم

اوزاعی سی اور وہ ہلال بن سعد سی روایت کرتا ہی کہ اللہ تعالی گناہ تو معاف کردیتا ہی پر نامۂ اعمال سی نہیں مٹاتا تاکہ قیامت کی روز اوس سی آگاہ کردی

القیمة وان تاب منها قال القرطبی فی تذكرته نقلا عن شیخه ولا یعارض هذا ما فی التنزیل والحدیث من

اگرچہ توبہ کرچکا ہو قرطبی اپنی تذکرہ میں اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی اور یہہ روایت قرآن اور حدیث کی مضمون سی مخالف نہیں ہی

ان السیئات تبدل بالتوبة حسنات فلعل ذلك بعد ما یوقفه علیها ویدل علی هذا ما روی عن ابن مسعود

یعنی خطائیں بعد توبہ کی حسنات ہوجاتی ہیں شاید کہ تبدیل آگاہ کرنیکی بعد ہوتی ہو اور ابن مسعود کی روایت سی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی

انه قال ینظر الانسان یوم القیمة فی کتابه فیری فی اوله المعاصی وفی اخرها حسنات فلما یجیء الی
کہ وہ کہتی ہیں کہ انسان قیامت کی دن اپنی نامہ اعمال میں نگاہ کریگا تو اول معاصی نظر آوینگی اور آخر میں حسنات پھر جب ابتداء نامہ پڑھیگا

رای کل حسنات وروی عن ابن عباس انه قال اذا تاب العبد تاب الله علیه وانسی الحفظة ماکانوا علموا من مساوی
تو کیا دیکھتا ہی کہ سر بسر حسنات ہیں اور ابن عباس سے روایت ہی کہ کہتی ہیں جب بندہ توبہ کرتا ہی تو اللہ بھی اوسپر رحمت کرتا ہی اور کرام کاتبین کو بھلا دیتا ہی جو اوسکی گناہ

عمله وانسی جوارحه ما عملت من الخطایا وانسی مقامه من الارض وایاه من السماء لیجیء یوم القیمة ولیس
دیکھ چکی تہی اور اوسکی اعضا کو بھلا دیتا ہی جو جو خطا کی تہی اور زمین پر کا بھی ٹھکانا اور آسمان کی کسی جگہ سب بھلا دیگا آخر قیامت کی دن ایسا صاف

من المخلوقات شیء یشهد علیه قیل هی ذنوب کانت بینه وبین الله تعالی واما ماکان بینه وبین العباد فلا
آویگا کہ مخلوقات میں سی کوئی اوسکا برا کہنی والا نہوگا بعضی کہتی ہیں یہہ وہ گناہ ہیں جو صرف حقوق اللہ میں تہی وہ گناہ جو حقوق العباد ہیں سو انمیں ضرور ہی

فیها من القصاص بالحسنات ثم روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من کانت عنده مظلمة لاخیه من
حسنات میں سی بدلہ ہووی چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی ذمہ کوئی حق کسیکا ہو آبرو کا

عرض او مال فلیتحلل منه الیوم قبل ان یؤخذ منه یوم لا دینار فیه ولا درهم ان کان له عمل صالح اخذ
یا مال کا تو لازم ہی کہ آج اوس روز کی مواخذہ سی پہلی کہ نہ دینار ہوگا اور نہ درہم معاف کرالی اگر اوسکی پاس عمل صالح ہونگی

منه بقدر مظلمته وان لم یکن له حسنات اخذ من سیات صاحبه فحمل علیه وروی عن ابی هریرة
تو بقدر حقوق کی لیلینگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہوئی تو مدعی کی گناہ لیکر اوسپر ڈالی جاوینگی اور ابو ہریرہ سی بھی روایت ہی

ایضا انه علیه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درهم معه ولا متاع قال ان المفلس من
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا مفلس ہم میں وہ ہوتا ہی جسکی پاس نہ درہم ہو اور نہ کچھ سامان فرمایا مفلس میری امت میں

امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة وزکوة ویاتی قد شتم هذا وقذف هذا وضرب هذا واکل مال هذا فیعطی
وہ ہوگا جو قیامت کی روز نماز اور زکوة لاویگا پہر کوئی آویگا کہ اوسکو برا کہا تہا اور اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا اور اوسکا مال کہا گیا تہا

هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه اخذ من خطایاهم
پہر نیکیاں کچھہ اسکو دی جاوینگی اور کچھہ اوسکو پس اگر اوسکی حسنات اوا حقوق سی پہلی ہو چکیں تو اونکی گناہ لیکر اسکی ذمہ پڑینگی

فطرحت علیه ثم طرح فی النار فاذا تقرر هذا یجب علی کل مسلم البدار الی تدارک حاله فینظر هل علیه من
پہر اوسکو دوزخ میں پہینکدینگی جب یہہ ثابت ہوا تو ہر یک مسلمان پر واجب ہی کہ جلد اپنی اپنی حال کا تدارک کری غور کری کہ میری ذمہ حق اللہ

حقوق الله تعالی وحقوق الناس شیء ام لا فیتدارک ما فاته من فرائض الله تعالی فیقضیها ویرد المظالم
یا حق العباد کچھہ ہی یا نہیں پہر اوسکا عوض کردی جو فرائض الہی میں سی فوت ہوا ہو ادا کردی اور تمام حقوق دانہ دانہ واپس کری

حبة حبة ویستحل من تعرض له بیده ولسانه وسائر جوارحه ویطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق علیه
اور جسکو ہاتہہ سی یا زبان سی یا اور اعضا سی ستایا ہو اوس سی معاف کرالی اور اونکا دل خوش رکہی آخر مری تو ایسا کہ اوسکی ذمہ نہ کوئی

فریضة ولا مظلمة ویدخل الجنة بغیر حساب لانه ان مات قبل رد المظالم یحیط به خصماءه ویتشبثون
فریضہ ہو اور نہ کوئی حق اور بہشت میں بی حساب چلا جاوی اسلئی کہ اگر حقوق ادا کرنی سی پہلی مرگیا تو مدعی گہیر کر ناخن سی نوچینگی

فیه مخالبهم فهذا یقول ضربتنی وهذا یقول استخدمتنی وهذا یقول شتمتنی وهذا یقول استهزأتنی
ایک کہیگا مجھکو مارا تہا کوئی کہیگا مجہسی خدمت لی تہی یہہ کہیگا مجھکو گالی دی تہی وہ کہیگا مجہسی چہل کی تہی

وهذا یقول اغتبتنی وهذا یقول اخذت مالی وهذا یقول بایعتنی واخفیت عنی عیب متاعک وهذا
کوئی کہیگا میری غیبت کی تہی کوئی کہیگا تو نی میرا مال چہینا تہا کوئی کہیگا تو نی میری ہاتہہ مال بیچا اور اوسکا عیب نہ کہا کوئی

يقول كذبت في سعر متاعك وهذا يقول وجدتني مظلوما وكنت قادرا على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم
کہیگا مال کی بہاؤ میں تو نی مجسی جھوٹ بولا اور کوئی کہیگا تو نی مجہپر ظلم ہوتی دیکہا اور تو دفع کرسکتا تہا پر تو نی مجکو ظلم سی نہ بچایا

وهذا يقول رايتني على منكر فما نهيتني عنه فبينما هو كذلك مبهوت متحير من كثرة الخصماء اذ لم يبق في عمره
اور کوئی کہیگا مجہکو تو نی گناہ میں مبتلا دیکہا پہر مجہکو منع نکیا پس وہ اوسی حالت میں مدعیوں کی کثرت سی حیران پریشان ہوگا اسواسطی کہ کوئی باقی نرہیگا

احد ممن عامله بدرهم او جالسه في مجلس الا وقد استحق عليه مظلمة بغيبة او استهزاء او خيانة او نظر
تمام عمر میں جس سی کچہہ معاملہ کیا ہو درہم سی یا بیٹہا ہو مجلس میں مگر وہ مستحق ہوگا اوسپر کسی دعوی کا غیبت کا یا خوش طبعی کا یا خیانت کا یا

بعين حقارة وقد عجز عن مقاومتهم ومد عنق الرجاء الى المولى الغفار لعله يخلصه من ايديهم اذ يقرع
حقارت سی دیکہنی کا اور بیشک اونکی مقابلہ سی تہک رہیگا اور مولی غفار کی طرف امیدوار ہوکر سر اوٹہا دیگا کہ شاید وہ ہی انکی ہاتہہ سی بچادی کہ اسکی

سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم فعند ذلك ينخلع قلبه ويوقن بهلاكه فتذكر
کان میں یہہ آواز آویگی آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہیں آج اسے سنتی ہی دل چہوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مرلیا سو ای غافل

ايها الغافل ما انذرك الله به في كتابه حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون فما اشد فرحك
یاد کر جو اللہ تعالی نی اپنی کتاب میں ڈرایا ہی کہ فرمایا اور مت خیال کر کہ اللہ بی خبر ہی ان کاموں سی جو کرتی ہیں بی انصاف سو اب تو لوگوں کی

اليوم بتمزيق اعراض الناس وتناول اموالهم وما اشد حسرتك في ذلك اليوم اذا وقفت على بساط العدل وشوفهت
آبرو بگاڑکر اور اونکا مال چہین کر کیسا خوش ہوتا ہی اور تجہکو اوس روز کسقدر حسرت ہوگی جب تو عدالت کی فرش پر کہڑا ہوگا اور سیاست کا

بخطاب السياسة وانت مفلس فقير عاجز لا تقدر ان ترد حقا او تظهر عذرا فعند ذلك تؤخذ من حسناتك
حکم سنیگا اور تو مفلس فقیر ہوگا طاقت ہوگی حق ادا کرنی کی یا عذر پیش لانی کی سو اوسوقت تیری حسنات تمام عمر بہر کی لیکر

التي تعبت فيها عمرك وتعطى الى خصمائك عوضا عن حقوقهم كما ورد في الاحاديث فانظر الى مصيبتك
حقوق کی بدلے میں تیری مدعیوں کو دی جاویگی چنانچہ حدیثوں میں آیا ہی سو اپنی مصیبت کو

في مثل ذلك اليوم اذ قلما يوجد لك حسنة سلمت من آفات الرياء ومكائد الشيطان وان سلمت حسنة
ایسی دن میں غور کر اسلئی کہ بہت کم ہوگا نیک عمل کہ ریا کی آفت اور شیطان کی مکر سی سلامت بچا ہو اور اگر مدت دراز میں

واحدة في مدة طويلة يبتدرها خصماؤك ويأخذونها وقد قيل لو كان لرجل ثواب سبعين نبيا وكان له خصم واحد
کوئی ایک آدہا بچا ہی تو مدعی زبردستی چہین جہپٹ لینگی اور کہتی ہیں اگر کسی شخص کی پاس ثواب ستر نبیوں کی برابر ہووی اور اوسکا ایک ہی مدعی

بنصف دانق لا يدخل الجنة حتى يرضى خصمه وقيل يؤخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة فتعطى
نیم دانگ کا ہو بی رضامندی مدعی کی جنت میں نہیں جاسکتا اور کہتی ہیں کہ ایک دانگ کی بدلے سات سو نمازوں کا ثواب لیکر مدعی کو دیا جاویگا

للخصم ذكره القشيري في التحبير وقال الامام الغزالي في الاحياء ولعلك حاسبت نفسك وانت مواظب على قيام
یہہ بیان قشیری کا ہی تحبیر میں اور امام غزالی احیاء میں کہتی ہیں اور کاشکی تو اپنی ذات کا حساب کیا کری اور رات کی قیام

الليل وصيام النهار لعلمت انك لا ينقضي عليك يوم الا ويجري على لسانك من غيبة المسلمين ما يستوفي جميع
اور دن کی صیام پر مداومت کرتا ہی تب تو بیشک معلوم کرلیگا کہ تجہہ پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا کہ تیری زبان پر مسلمان کی غیبت نہ آتی ہو جو کہ تمام

حسناتك فكيف ببقية السيئات من اكل الحرام والشبهات والتقصير في العبادات وكيف الخلاص من المظالم
حسنات کو پورا کرلیتی ہی پہر باقی گناہوں سی کیونکر بچی گی کہ مال حرام یا مشتبہ کہایا ہو اور عبادت میں کوتاہی کی ہو اور حقوق سی کیونکر رستگاری ہوگی

يوم يقتص فيه للجماء من القرناء ويقول الكافر يا ليتني كنت ترابا فاتق الله ايها المسكين في مظالم العباد فان
جس روز منڈی جانور کا سینگ والی سی بدلا لیا جاویگا اور کہیگا کافر کسیطرح میں مٹی ہوتا سو ای مسکین حقوق العباد میں خدا کا خوف کر کیونکہ

ماكان بينك وبين الله تعالى خاصة فالمغفرة اليه اسرع واما ما كان عليك من حقوق العباد فلا بد من
جو کہ صرف حقوق الٰہی ہیں تو اوسکی مغفرت جلد ہوسکتی ہی اور جو کہ تجہپر حقوق العباد ہیں تو اوسمین مالکو نسی ضرور

استحلال اربابها فمن عسر عليه الاستحلال فعليه ان يكثر ما قدر عليه من الاعمال الصلحت ويستغفر
معاف کرانا چاہئی اور جسکو معاف کرانا دشوار ہو تو حسب طاقت اعمال صالح زیادہ اور اپنی مظلوم مؤمن کی لئی تمام اوقات

لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنت في عامة الاوقات فانه اذا فعل كذلك يرجى من فضل الله تعالى وكرمه
مغفرت کیا کری بیشک اگر یہہ تدبیر کریگا تو اللہ کی فضل وکرم سی امید ہی

ان يرضي خصمه يوم القيمة لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام بينما هو جالس اذ ضحك حتى بدت
کہ قیامت کی دن اوسکی مدعی کو راضی کردی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایکوقت بیٹھی ہوئی ناگاہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک

ثناياه فقيل له مم تضحك يا رسول الله فقال رجلان من امتي جثيا بين يدي رب العزة فيقول احدهما
ظاہر ہوگئی کسیی پوچہا یارسول اللہ آپ کیون ہنستی ہین فرمایا میری امت کی دو شخص رب العزت کی سامنی حاضر ہوئی پہر ایک کہنی لگا

يا رب خذ مظلمتي من هذا الاخ فيقول الله تعالى اعط اخاك مظلمته فيقول يا رب ما بقي من حسناتي
یا الٰہی میرا حق اس بہائی سی دلادی اللہ تعالی نی فرمایا اپنی بہائی کا حق ادا کردی عرض کیا الٰہی میری پاس کوئی حسنہ باقی نہین رہی

شيء فيقول الله تعالى ما تصنع باخيك لم يبق من حسناته شيء فيقول يا رب فليحمل عني من اوزاري
پہر اللہ تعالی نی فرمایا اب تو اپنی بہائی سی کیا معاملہ کریگا اسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہین ہی عرض کیا یہہ میری گناہ ہی اوسپر رکہی جاوین

ففاضت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ان ذلك اليوم ليوم يحتاج الناس فيه ان يحمل عنهم
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روپڑی پہر فرمایا وہ ایسا دن ہوگا کہ لوگون کو یہہ حاجت ہوگی کہ ہماری گناہ اورون پر پڑجاوین

من اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك الى الجنان فيرفع بصره فيرى ما اعجبه
پہر فرمایا پہر اللہ تعالی نی حق دار سی کہا دیکہہ تو جنت کی طرف وہ آنکہہ اوٹہاتی ہی کیا دیکہتا ہی کہ عجب طرح کی خیر اور نعمت

من الخير والنعمة فيقول لمن هذا يا رب فيقول الله تعالى هذا لمن يعطيني ثمنه فيقول ومن يملك ثمنه
موجود ہی پوچہا الٰہی یہہ کسکا ہی اللہ فرماویگا یہہ اوسکا جو اسکی قیمت ادا کری عرض کیا الٰہی اسکی قیمت کون دیسکتا ہی

يا رب فيقول انت فيقول بماذا يا رب فيقول بعفوك عن اخيك فيقول قد عفوت عنه يا رب فيقول
اللہ فرماویگا تو دیسکتا ہی عرض کریگا الٰہی کہانسی اللہ فرماویگا اپنی بہائی کو معاف کردی عرض کیا الٰہی مین نی اوسکو معاف کیا پہر اللہ تعالی

الله تعالى خذ بيد اخيك وادخل الجنة ثم قال رسول الله عليه السلام فاتقوا الله واصلحوا ذات بينكم
فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑکر جنت مین لیجا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اب تم اللہ سی ڈرو اور آپسمین صلح رکہو

فان الله تعالى يصلح بين المؤمنين يوم القيمة قال القرطبي في تذكرته نقلا عن شيخه هذا لبعض الناس
بیشک اللہ تعالی قیامت کی روز مسلمانون مین صلح کراویگا قرطبی اپنی تذکرہ مین شیخ سی نقل کرتا ہی ایسی وہ لوگ ہین

ممن اراد الله تعالى ان لا يعذبه بل اراد ان يعفو عنه ويغفر له ويرضي خصمه وكذلك ما روى عنه عليه السلام
جنکو اللہ تعالی کو عذاب کرنا منظور نہین ہی بلکہ یہہ مرضی ہی کہ اونکو معاف کرکر بخشدی اور مدعی کو راضی کردی اور ایسی ہی یہہ حدیث

ان مناديا ينادي من تحت العرش يوم القيمة يا امة محمد اما ما كان لي قبلكم فقد وهبته لكم فبقيت التبعات
کہ منادی قیامت کی دن عرش کی تلی سی آواز دیگا ای امت محمد کی میرا حق جو تمہاری ذمہ پر باقی تہا سو مینی معاف کیا اب حقوق عباد باقی ہین

فتواهبوا وادخلوا الجنة برحمتي فانه ايضا لبعض الناس لا لكل احد اذ لو كان ذلك لكل احد لما دخل احد النار
سو تم معاف کرکر میری رحمت سی جنت مین چلی جاوؔ یہہ بہی بعضی شخصون کی لئی ہی ہر ایک کی لئی نہین ہی کیونکر اگر ہر ایک کی لئی ہوتا تو کوئی بہی دوزخ مین نہ جاتا

وقد وردا خبار صحيحة نقلها ثقات ولابد من الايمان بها ان من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار
اور بیشک صحیح حدیثیں ثقات نے نقل کی ہیں اون پر ایمان لانا ضروری ہے کہ جو ایمان والا ہوگا سو گناہوں کی شامت سے دوزخ میں نہیں رہیگا
بكسب الاوزار بل يخرج منها والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها قال القرطبي في تذكرته وقد ظن بعض
بلکہ دوزخ سے نکلیگا اور دوزخ میں سے نکلنا بدون داخل ہوئے نہیں ہو سکتا قرطبی اپنی تذکرہ میں کہتے ہیں بعضے علماء یہہ گمان کرتے ہیں
العلماء ان الصيام يختص بعامله موفرا له اجره ولا يوخذ منه شئ لمظلمة ظلمها متمسكا بما قال الله تعالى
کہ روزہ صرف روزہ دار ہی کا کام آئیگا اوسیکا ثواب کو بڑہاویگا اسمیں سے کسیکی حق کی بدلے میں کچھہ نہ لیا جاویگا اس دلیل سے کہ اللہ تعالی نے
في الحديث القدسي الصوم لي وانا اجزئ به لكن احاديث القصاص يرد هذا الظن فان الحقوق توخذ
حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ روزہ میری لئے ہے اور میں ہی اوسکی جزا دونگا لیکن بدلہ لینے کی حدیثیں اس گمان کو غلط کرتی ہیں کیونکہ حقوق تمام
من جميع الاعمال صوما كان او غيره وقيل الصوم سر بين العبد وربه لا يطلع عليه احد سواه لكون نيته وترك
اعمال میں سے ادا کئے جاوینگی روزہ ہو یا کچھہ اور ہو اور کوئی کہتا ہے روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی بہید ہے اوسپر سوای اوسکی کوئی مطلع نہیں ہوتا کیونکہ روزہ
المفطرات والملئكة الكتبة لا يطلعون عليه ولا علم لهم فيه فاذا لم يكن معلوما لاحد ولا مكتوبا في الصحيفة
نیت ہی اور مفطرات سے بچنا اور فرشتے کرام کاتبین وہی جانا کرتے ہیں جسکا اونکو علم ہو پہر جب روزہ کسیکو معلوم نہوا اور نہ اعمال نامہ میں مندرج ہوا
يستره الله تعالى ويخبره حتى يكون له جنة من النار فانهم يطرحون عليه سيأتهم فتذهب عنهم فلا
تو اللہ تعالی اوسکو چھپا رکہتا ہے تاکہ اوسکی لئے دوزخ کی ڈھال بنجاوے بیشک یہہ اوسپر اپنی گناہ ڈالینگے سو اونسے اوتر جاویگی کچھہ
تضرهم لزوالها عنهم ولا يضره ايضا لكون الصوم جنة له قال القاضي ابو بكر بن العربي في سراج المريدين
ضرر نکریگی کیونکہ اونکی ذمہ سے موقوف ہوچکی اور اسکو بہی ضرر نہ کریگی اسلئے کہ روزہ اسکی لئے ڈھال موجود ہے قاضی ابوبکر بن عربی سراج المریدین میں کہتے ہیں
هذا تاويل حسن ان شاء الله تعالى ولا تعارض والحمد لله المجلس الرابع والستون في بيان لزوم
یہہ خوب تاویل ہے ان شاء اللہ تعالی اسکی مقابلہ پر کچھہ نہیں ہے اور حمد اللہ کی ہے چونسٹہویں مجلس اس بیان میں

محاسبة العبد نفسه قبل ان يحاسب وبناقش فيهلك

قال رسول الله صلى الله
کہ بندہ کو محاسبہ کرنا اپنی ذات کا پہلی حساب دینی سے ضرور ہے کہ مناقشہ میں ہلاک نہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عليه وسلم ليس احد يحاسب يوم القيمة الا هلك هذا الحديث في صحاح المصابيح روته ام المؤمنين عائشة
فرمایا نہیں کوئی جسے قیامت کی دن حساب طلب ہووے مگر ہلاک ہوویگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ام المؤمنین عائشہ کی روایت
فانها لما سمعته قالت اوليس يقول الله تعالى فسوف يحاسب حسابا يسيرا فقال النبي عليه السلام فذلك العرض
سے عائشہ رض نے یہہ سنتے ہی عرض کیا کیا اللہ تعالی یہہ نہیں فرماتا تو اوس سے حساب لیا جاوے آسان حساب پس نبی علیہ السلام نے فرمایا یہہ پیشی ہے
ولكن من نوقش في الحساب يهلك والمناقشة في الحساب ان يستقصى فيه بحيث لا يترك قليل ولا كثير ولا
ولیکن جسکی حساب میں مناقشہ ہو وہ ہلاک ہوا اور حساب میں مناقشہ یہہ ہوتا ہے کہ حساب پورا کیا جاوے کوئی بات تہوڑی نہ بہت
صغير ولا كبير الا يسئل عنه واما العرض فهو ان يعرض على العبد عمله ولا يستقصى في حسابه والحديث يحتمل
چہوٹی نہ بڑی باقی نرہے کہ اوس سے سوال نہو اور عرض اتنا ہی ہوتا ہے کہ بندہ کی سامنے اوسکے اعمال کردیں اور پورا پورا حساب نہو اور اس حدیث کی دو معنی ہوسکتی ہیں
معنيين احدهما ان يكون نفس المناقشة هلاكا لما فيها من التوبيخ وثانيهما ان تفضي الى الهلاك فاذا ثبت
ایک یہہ کہ عین مناقشہ ہی ہلاکت ہووے کیونکہ اوسمیں زجر و توبیخ ہوتی ہے اور دوسری یہہ کہ انجام کو ہلاکت پر پہنچادے جب یہہ امر ثابت ہوا
ان العبد يسئل يوم القيمة عن كل شئ حتى عن سمعه وبصره وفواده كما قال الله تعالى ان السمع والبصر
کہ آدمی سے قیامت کی دن ہر شے کا سوال ہوگا یہان تک کہ کان اور آنکھہ اور دل سے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے بیشک کان اور آنکھہ

والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا فيجب عليه ان يحاسب نفسه قبل ان يناقش في الحساب لانه هو تاجر

اور دل يهه سب پوچهي جاوينگي اب آدمي پر واجب هي كه اپني حال كو حساب كي مناقشه سي پهلي پڑتال لي كيونكه آدمي آخرت كي

في طريق الآخرة وبضاعته عمره وربحه صرف عمره في الطاعات والعبادات وخسرانه صرفه في المعاصي والسيئات ونفسه

رسته كا سوداگر هوتا هي اور اسكا مال عمر هي اور عمر كو طاعات اور عبادات مين صرف كرنا اوس تجارت كا فائده هي اور عمر كا معاصي اور سيئات مين تلف كرنا

شريكه وهذه التجارة وهي وان كانت تصلح للخير والشر لكنها للمعاصي اقبل والى الشهوات اميل فلا بد له من مراقبتها ومحاسبتها

خساره هي اور اس تجارت مين نفس اوسكا ساجهي هي اور نفس مين اگرچه صلاحيت نيكي بدي دونو كي هي پهر وه معاصي كيطرف بهت متوجه اور شهوات كي طرف بهت جهكتا هي

لانه ان اهملها لحظة تسرع في الخيانة وان تمادى في الاهمال تمادى في الخيانة حتى يذهب راس المال كله

سو آدمي كو لازم هي كه اوسكي حفاظت اور محاسبه كرتا رهي كيونكه اگر دم بهر بهي حفاظت نكريگا تو وه ترت خيانت كريگا اور اگر مدت دراز تك چهوڑي ركها تو هميشه خيانت كريگي

واما من لم يهملها بل راقبها وحاسبها يتبين له الربح والخسران والزيادة والنقصان

آخر وه اصل مال تمام هو جاويگا اور جسني غافل نچهوڑا بلكه ديكهتا رها اور حساب ليتا رها تو اوسكو نفع نقصان اور گهٹنا بڑهنا معلوم هوتا رهيگا

ودليل وجوب محاسبتها قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما

اور محاسبه واجب هونيكي دليل يهه آيت هي اي ايمان والو ڈرتي رهو الله سي اور چاهي ديكهلي هر جي كيا

قدمت لغد ففي هذه الآية اشارة الى لزوم محاسبة النفس على ما مضى من الاعمال فكانه تعالى قال لينظر احدكم

بهيجا هي كل كيواسطي سو اس آيت مين يهه اشاره هي كه گذري هوئي اعمال پر نفس كا محاسبه لازم هي گويا الله تعالى يهه فرماتا هي كه هر ايك تم مين سي يهه نگاه كرتا رهي

ما قدم ليوم القيمة من الاعمال اهي من الصالحات التي تنجيه ام من الطالحات التي ترديه فان الحسنات يوم القيمة

كه قيامت كي دن كي ليئ كيا عمل كر ركها هي آيا وه عمل نيك هي جس سي نجات هووي يا وه عمل بد هي كه هلاك كر ڈالي بيشك قيامت كي دن حساب

انما يخف على من يحاسب نفسه في الدنيا وانما يشق على من يهملها ولا يحاسبها فان من يحاسب نفسه في الرخاء

اوسهي شخص پر آسان هووي گا جو اپني نفس كا حساب دنيا مين ليتا رهتا هي اور اوسپر دشوار هوگا جسني نفس كو چهوڑ ركها هي اور حساب نهين ليا كيونكه جو شخص اپني نفس كا حساب آرام كي وقت

قبل حساب الشدة يعود امره الى الرضاء والغبطة ومن يهملها ولا يحاسبها يعود امره الى الندامة والحسرة فان

سختي كي حساب سي پهلي ليتا هي تو اوسكا انجام رضامندي اور آرزومنديكيطرف هي اور جو چهوڑي ركهتا هي اور اوسكا حساب نهين ليتا تو اوسكا انجام ندامت اور حسرت كي

الانسان اذا مات ينكشف له بالموت ما لم يكن له مكشوفا في حيوته كما ينكشف المستيقظ ما لم يكن مكشوفا في نومه

طرف هي بيشك انسان كو مرتي هي موت كي وقت وه سب باتين معلوم هوجاتي هين جو زندگي مين معلوم نهين تهين جيسي نيند سي جاگتي هي وه معلوم هوني لگتا هي جو سوتي مين

والناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا فينكشف له اولا ما ينفعه من حسناته وما يضره من سيئاته فلا ينظر الى سيئة الا

معلوم نتها اور آدمي اب سوتي هين مرينگي تو جاگينگي پهر اوسكو پهلي پهل حسنات نفع رسان اور بديان ضرر رسان معلوم هونگي پهر بديون كي طرف كا حسرت سي

يتحسر عليها تحسرا يختار ان يخوض غمرة النار للخلاص منها فانه ما دام في الدنيا كان يشغله شواغل الدنيا عن

ديكهكر يهه پسند كريگا كه آگ كي دريا مين ڈوبون كسيطرح مخلصي هو كيونكه جبتك دنيا مين رها تو دنيا كي كاروبار مين اسكي خبر نه لي

الاطلاع عليها فبالموت ينقطع الشواغل وينكشف له جميع اعماله عند انقطاع النفس قبل الدفن وتشتعل فيه

اب موت سي وه كاروبار چهوٹي تو اوسپر تمام اعمال نفس كي منقطع هوتي هي دفن سي پهلي ظاهر هونگي اور جدائي كي آگ دنياي فاني كي لذتون سي

نار الفرقة عما كان يطمئن اليه من لذائذ الدنيا الفانية وهذا نوع من العذاب يهجم عليه قبل الدفن وبعد

جن پر جي لگا ركها تها بهڑك اوٹهيگي اور يهه بهي ايك طرح كا عذاب هي جو دفن سي پهلي هجوم كريگا اور دفن كي بعد

الدفن يرد روحه الى جسده لنوع آخر من العذاب ويكون حاله كحال من تنعم زمانا في دار ملك من الملوك

ايك دوسري طرح كي عذاب كي واسطي اوسكي بدن مين پهر جان ڈالي جاويگي اور اوسكا حال ايسا هوگا جيسي كوئي تهوڑي ديركو ايك بادشاه كي گهر مين

عند غیبته اعتمادا علی ان الملك یتساهل فی امره او لا یدری ما یتعاطاه من قبیح افعاله فاخذه الملك یوما بغتة
اوسکی پیچہی اس بہروسہ پر عیش اوڑانی لگا کہ بادشاہ اس باب مین درگذر کریگا یا یہ نہین سمجہتا کہ کیا بد معاملہ کر رہا ہی پہر اوسکو بادشاہ نی ایک روز چاچک
وعرض علیه جریدة قد دونت فیها جمیع فواحشه وخیاناته ذرة ذرة وخطوة خطوة والملك قاهر غیور
گرفتار کرکی اوسکی عمل کی فرد پیش کی جسمین اوسکی تمام بدیان اور چوریان ذرہ ذرہ اور قدم قدم کی لکہی ہوئی تہین اور بادشاہ بڑا زبردست اور صاحب غیرت ہی
علی حرمه منتقم من الجنایا علی ملکه غیر ملتفت الی من یتشفع الیه من العصاة علیه فتفکر فی امر هذا الشخص
اپنی سلطنت مین خطاوار کا سزا دینی والا اور گنہگار سفارشی پر توجہ نہین کرتا اب خیال تو کر اس شخص کی حق مین کہ بادشاہ کی عذاب کرنی سی پہلی
ما یکون له حاله قبل وقوع عذاب الملك علیه من الخوف والخجالة والالم والندامة وهكذا یکون حال المیت
اوسکی خوف اور خجالت اور الم اور ندامت کی کیا کیا گذرتا ہوگا یہہ ہی حال میت کا جو دنیا کی لذتون پر
المغتر بلذات الدنیا المطمئن الیها قبل نزول عذاب القبر عند موته واما من حترز عن شهوات الدنیا واشتغل
اطمینان سی بہولا ہوا تہا عذاب قبر سی پہلی موت کی وقت ہوگا اور جو شخص دنیا کی شہوات سی الگ اور طاعات مین معروف رہتا تہا
بالطاعات ولم یکن له انس الا بذکر الله تعالی فیکون حاله کحال من کان محبوسا فی مکان ضیق مظلم ففتح له
اور اوسکو سوا یاد الہی کی کوئی انس نہ تہا سو اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تنگ تاریک مکان مین قید ہو پہر اوسکی لئی ایک دروازہ کہل جاوی
باب یخرج منه الی بستان واسع لا یری منتهاه وفیه انواع الاشجار والازهار والطیور والثمار والحیاض
اوسمین سی ایک بڑی وسیع باغ مین چلا جاوی جسکی کچہہ اوڑ نظر نہ آتی ہو اور اوسمین قسم قسم کی درخت اور پہول اور پرند اور میوی اور حوضین
والانهار فعلی هذا ینبغی للعاقل ان یقبل علی نفسه ویقول لها یا نفس اما تعرفی ان بین یدیك الجنة والنار
اور نہرین ہون اس صورت مین عاقل کو لازم ہی کہ متوجہ ہوکر نفس سی کہی ای نفس کیا تجہکو خبر نہین کہ تیری آگی بہشت ہی اور دوزخ
وانت ذاهب الی احدهما عن قریب فمالك لا تستعد للموت وهو اقرب الیك من كل قریب فانك ان تراه
اور تو انہین سی کسی ایک مین جلدی جانیوالا ہی پہر تجہکو کیا ہوا کہ موت کا سامان نہین کرتا اور وہ ہر نزدیک شی سی نزدیک تر ہی اور تو اوسکو گنتا ہی
بعیدا لکن الله تعالی یرنه قریبا اذ قال ان الموت الذی تفرون منه فانه ملاقیکم وعساه ان یختطفك
دور سمجہہ پر الله کی علم مین بہت پاس ہی کیونکہ فرماتا ہی بیشک موت جس سی تم بہاگتی ہو سو وہ تمسی ملنی ہی اور شاید تجہکو آج آدبادی یا کل
الیوم او غدا فانه اذا جاء یجیء بغتة من غیر تقدیم رسول اذ لیس لمجیئه سن معین ولا وقت معلوم لا فی
سو یہہ جب آئیگی ناگاہ آئیگی پہلی کوئی ایلچی نہ آئیگا کیونکہ اوسکی آمد کا نہ کوئی سال مقرر ہی اور نہ کوئی وقت معلوم ہی اور نہ موسم گرمی کا
الصیف ولا فی الشتاء ولا فی اللیل ولا فی النهار ولا فی الصبی ولا فی الشباب بل كل نفس من انفاسك یمکن ان یجیء
جاڑی کا اور نہ رات اور نہ دن اور نہ لڑکپن سہ اور نہ جوانی بلکہ ہر وقت تیری اوقات مین سی ممکن ہی کہ ناگاہ
فیه فجاءة ولو لم یجیء الموت فیه فجاءة وهو یفضی الی الموت فما اعجب غفلتك عنه اما تتامل قوله تعالی اقترب للناس
موت آجاوی اور اگر موت ناگاہ نہ آوی تو مرض ناگاہ پیدا ہو جاوی وہ ہی موت تک لیجاوی اسمین تجہکو عجب غفلت ہی کیا تو اس آیت مین غور نہین کرتا نزدیک
حسابهم وهم فی غفلة معرضون وما اعجب حالك انك تدعی الایمان بلسانك واثر النفاق ظاهر علیك فان
آگاہی لوگون کو حساب کا وقت اور وہ بی خبر ہتی مین اور تیرا عجب حال ہی کہ زبانی تو ایمان کا دعوی کرتا ہی اور نفاق کا نشان تیری حال سی ظاہر ہی کیونکہ تیرا
سیدك ومولاك قد تکفل لك فی امر الدنیا حیث قال وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها وانت تکذبه
سید اور مولی دنیا کی خرچ برچ کا ذمہ دار ہو چکا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور کوئی نہین پانو چلنی والا زمین پر مگر الله پر ہی اوسکی روزی اور تو اوسکو
بافعالك وتتکالب علیه تکالب المدهوش المستهتر ووکل امر الآخرة الی سعیك حیث قال وان لیس للانسان الا ما سعی
اپنی حرکات سی جہٹلاتا ہی اور اسپر دیوانہ بناجاتا ہی جیسی مدہوش چہل باز اور اوسنی آخرت کی معاملہ کو تیری سعی پر حوالہ کیا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور یہہ کہ آدمی کو دی

ماسعى وانت تعرض عنها اعراض المغرور المستحقر وليس هذا من علامات الايمان فلو كان الايمان باللسان

جو کمایا اور تو انسی ایسی بی پروائی کرتا ہی جیسی مغرور حقارت کرنیوالا اس سی منھ پھیر تا ہی اور زبانی دعوی ایمان کی علامت نہیں ہی پس اگر ایمان کا زبانی دعوی

يكفي فلماذا يكون المنافقون في الدرك الاسفل من النار فما جرأتك على معصية الله تعالى ان كان مع اعتقادك

کفایت کرتا تو منافق لوگ دوزخ کی تہہ میں کیون جاتی پس خدا تعالی کی معصیت پر تیری کیا ہی جرأت ہی اگر تو یہ اعتقاد کرتا ہی

انه تعالى لا يراك فما اعظم كفرك وان كان مع علمك بانه تعالى يريك فما اشنع قباحتك وما اشد حماقتك

کہ اللہ تعالی تجھکو نہیں دیکھتا تو تیرا کتنا بڑا کفر ہی اور اگر تو یہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی دیکھتا ہی تو تیری کیا ہی بڑی قباحت ہی اور کیسی سخت حماقت ہی

فبای جسارة تتعرض لمقته وغضبه وشديد عقابه واليم عذابه افتظن انك تطيق عذابه وعقابه

پس تو کس دلیری پر خدا کی بغض اور غضب اور عقاب شدید اور دردناک عذاب کی سامنی آتا ہی کیا تو یون جانتا ہی کہ اوسکی عذاب اور عقاب کو

هيهات هيهات كانك لا تؤمن بيوم الحساب فان يهوديا لو اخبرك في الذ طعمتك انه يضرك في مرضك

سہیگا افسوس افسوس تو تو گویا قیامت کی دن پر ایمان ہی نہیں لایا کیونکہ ایک یہودی اگر تجھی مرغوب سی مرغوب طعام کو کہدی کہ اس مرض میں یہ تجھکو نقصان

لصبرت عنه وتركته افكان قول الله تعالى في كتبه المنزلة وقول الانبياء المؤيدين بالمعجزة اقل عندك

دیگا تو البتہ اوسپر صبر کری اور کہانا چھوڑدی پس گویا اللہ تعالی کا فرمودہ منزل کتابوں میں اور انبیا کا ارشاد جنکو معجزہ سی تائید ہوئی ہی تیری نزدیک

تاثيرا من قول يهودي يخبرك عن ظن وتخمين مع نقصان عقل ودين بل لو اخبرك طفل من الاطفال بان

یہودی کی قول سی جو گمان اور اٹکل سی کہتا ہی تاثیر میں کمتر ہی باوجودیکہ نہ اوسکی عقل درست ہی اور نہ دین بلکہ اگر تجھسی ایک بچہ یہ کہدی کہ

في ثوبك عقربا لرميت ثوبك في الحال من غير توقف ولا سؤال افكان قول الانبياء والعلماء اقل عندك من

تیری کپڑی میں بچھو ہی تو تو ترت بی تامل اپنی کپڑی پھینکدی نہ سوچی نہ پوچھی اب انبیا اور علما کا قول تیری نزدیک بچہ کی قول سی کمتر ہی

قول صبي وصار نار جهنم واغلالها وافاعيها وعقاربها احقر عندك من عقرب لا تحس بالمه الا يوما

یا دوزخ کی آگ اور زنجیرین اور سانپ اور بچھو تیری نزدیک ایسی بچھو سی جنکی لہر غایت ایک دن

او اقل منه فان كنت تعرف جميع ذلك وتؤمن به فما بالك تشتغل بالشهوات وتسوف العمل والموت لك بالمرصاد

یا کمتر ہوتی ہی کمتر ہین اب اگر تو یہ تمام باتین جانتا ہی اور یقین کرتا ہی پھر تجھکو کیا ہوا کہ شہوت مین مشغول رہتا ہی اور نیک عمل مین تاخیر کرتا ہی اور موت تیری

فلعله يختطفك من غير مهل فبماذا امنت من استعجاله فكم من مستقبل يوما لا يستكمله وكم من مؤمل غدا لم

تاک مین ہی شاید کہ وہ تجھکو ابھی اچک لی پھر تجھکو اوسکی جلدی سی کیا بچاؤ ہی سو اکثر صبح کرنیوالی دن پورا نہین کرنی پاتی اور اکثر آگلی دن کی امیدوار وہ

يبلغه وعلى تقدير انك وعدت بالامهال مائة سنة واخرت العمل الى اخرها فما ظنك بمن لم يطعم الدابة

دن نہین پکڑسکتی اور مانا کہ تجھکو سو برس کی عمر کا وعدہ دیا ہی اور تو آخر تک عمل مین تاخیر کرتا رہا اب تو کیا کہتا ہی کہ جو شخص اپنی ٹٹو کو کہانا دانہ

الا في حضيض العقبة هل تقدر على قطع العقبة بها وهل المانع عن المبادرة والباعث على التسويف سبب غير

کبھی نہ دیوی سوای دامن کوہ کی کیا وہ اتنی طاقت رکھتا ہی کہ اوس ٹٹو پر پہاڑ پر چڑھ جاوی اور ترت عمل کرنی سی باز رہنی کا اور آج کل کرتی رہنی گا اور کیا سبب ہی سوا اسکی

عجزك عن مخالفة هواك الان في ذلك من التعب والمشقة وهل تجد يوما ياتيك ولا يعسر فيه مخالفة الهوى هذا يوم

کہ تو ہی خواہش کی خلاف نہیں کرسکتا کیونکہ اسمین دشواری اور مشقت ہوتی ہی کیا تجھکو کوئی ایسا دن معلوم ہی جسمین ہواوہوس کی مخالفت دشوار نہوگی ایسا دن تو

لم يخلقه الله تعالى ولا يخلقه لان الجنة والجنة محفوفة بالمكاره والمكاره لا تكون خفيفة على النفوس

اللہ تعالی نی کوئی نہیں پیدا کیا اور نہ پیدا کریگا سوای جنت کی اور جنت کی ہر طرف مکروہ ہین اور مکارہ نفس کو کبھی خوش نہیں آتی

قط وهذا محال وجوده فان كنت لا تفهم هذا الا من بحليته تركن الى التسويف فاي حماقة تزيد على هذه

ذات تعالی کی ہرگز نہیں ہوگی سو اگر یہ سیدھا ہر مشقت کو نہین سمجھتا وہ عمل میں دیر لگا جاتا ہی اب کونسی نادانی اس نادانی سی زیادہ ہوگی اگر

الحماقة وان كنت تعتمد على كرم الله تعالى وفضله فما بالك لا تعتمد على كرمه وفضله في امور دنياك اما

تجھکو اسد کی کرم اور فضل پر بہروسہ ہی تو کیا وجہ ہی کہ دنیا کی کاروبار مین اسد تعالی کی کرم اور فضل پر بہروسا نہین کرتا بہلا

تستعد للشتاء بقدر طول مدته فتجمع له القوت والحطب والكسوة وغيرها من اللوازم ولا تتكل على فضل الله و

کیا تو جاڑی کی لئی بقدر موسم کی تیاری نہین کرتا کہانا اور ایندہن اور پوشاک وغیرہ ضروریات جمع کرتا ہی اور اسد تعالی کی کرم اور فضل پر بہروسہ

كرمه حتى يدفع عنك برد الشتاء من غير جبة ونحوها فانه قادر على ذلك اتظن ان برد زمهرير جهنم

نہین کرتا تاکہ اسد تعالی یون ہی جاڑی کی سردی بغیر جبہ وغیرہ کی دفع کردی کیونکہ اسد تعالی کو یہہ بہی قدرت ہی کیا تجھکو یہہ خیال ہی کہ خشکی زمہریر کی جاڑی کی

اخف بردا واقل مدة من برد زمهرير الشتاء ام تظن انك تنجو منها من غير سعي هيهات هيهات فان برد الشتاء

ٹہر سی ہلکی ہی اور تہوڑی دنون ہوگی یا تجھکو یہہ خیال ہی کہ اوس سی بی محنت بچ رہی گا کبہی نہین کبہی نہین بیشک جاڑی کی ٹہر

كما لا يندفع عنك الا بالجبة والحطب وسائر اللوازم كذا لا يندفع عنك حر نار جهنم وبرد زمهريرها الا بالتحصن

جیسی بدون جبہ اور ایندہن وغیرہ لوازم کی دفع نہین ہوتی ایسی ہی دوزخ کی گرمی اور زمہریر کی ٹہر ہرگز نہین جاتی بدون پناہ لینی

بحصن الطاعات والعبادات مع ترك المنكرات وانما كرم الله تعالى وفضله في ان يعرفك طريق التحصين لا في ان يدفع

طاعات اور عبادات کی منکرات کو چہوڑ کر اور اسد تعالی کا کرم اور فضل یہہ ہی کہ تجھکو طریقہ پناہ کا بتا دیا یہہ نہین ہی کہ اوسکی تکلیف

عنك العذاب بدون التحصن فان كرم الله تعالى وفضله في دفع برد الشتاء عنك ان يخلق لك النار و

بدون پناہ کی دور کردی بیشک اسد تعالی کا کرم اور فضل جاڑا دفع کرنی کی باب مین یہہ ہی کہ تیری لئی آگ پیدا کردی اور

يهديك طريق استخراجه من بين الحجر والحديد حتى تدفع عن نفسك برد الشتاء فكما ان شرى الجبة والحطب

اوسکو چقماق سی نکالنی کا طریقہ ہدایت کردیا کہ اپنی جان سی خشکی جاڑی کی دفع کری پر جیسی جبہ اور ایندہن

وسائر اللوازم مما يستغنى عنه خالقك ومولاك وانما تشتريه لنفسك اذ جعله سببا لاستراحتك كذلك

اور اور تمام لوازم کی تیری خالق اور مولی کو کچھہ پرواہ اور نیاز مندی کا نہین ہی صرف تو ہی اپنی جان کی فائدہ کو خرید لیتا ہی کیونکہ اسمین تیرا آرام ہی ایسی ہی

طاعتك ومجاهدتك مما يستغنى عنها خالقك ومولاك وانما هي طريق نجاتك من عذاب اليم ووصولك

تیری طاعت اور عبادت کی تیری خالق اور مولی کو پروا نہین ہی عذاب الیم سی نجات کا یہہ ہی طریقہ ہی اور عیش دائمی کا وسیلہ

الى النعيم المقيم فمن احسن فلنفسه ومن اساء فعليها والله غني عن العلمين ولعلك تقول لا يمنعني

جسنی بہلائی کی سو اپنی جان کی لئی اور جسنی برا کیا سو اپنی نقصان کو اور اسد بی پرواہی عالمین سی اور شاید تو کہنی لگی مجھکو راہ راست سی

عن الاستقامة الا حرص على لذة الشهوات وقلة صبر على الالام والمشقات فان كنت صادقا في ذلك

بجز حرص مزہ داری شہوات کی اور سوای بی صبری الم اور مشقت کی اور کوئی نہین روکتا اب اگر تو اسمین سچا ہی تو تیری کتنی بڑی

فما اشد حمقك وما اقبح عذرك فان شهوات الدنيا فانية سريعة الزوال غير خالية عن الكدورات في

نادانی ہی اور کیا برا عذر ہی کیونکہ دنیا کی شہوات تو فانی ہی ابہی ہو چکین گی اور کبہی کسی وقت مین کدورت سی خالی نہین ہین

حال من الاحوال فما بالك لا تطلب الدخول في الجنة للتنعم فيها بالشهوات الباقية الدائمة الصافية عن

اب تیرا کیا عجب حال ہی کہ جنت مین جانا طلب نہین کرتا تاکہ اوسمین عیش کیا کری شہوات باقیہ دائمی ہر طرح کی کدورت سی ہمیشہ کو صاف

الكدورات في جميع الاحوال فان الاخرة خير وابقى فاستعد للاخرة على قدر بقائك فيها فان بضاعتك

کیونکہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی اب تو آخرت کا سامان جہتک کہ تو وہان رہی تیار کر بیشک تیرا سرمایہ

ايام عمرك وقد ضيعت اكثرها وما بقي منها الا ايام معدودة فان اتجرت فيما بقي ربحت وان ضيعت الباقية

زندگی کی دن ہین سو تو اکثر کہو چکا ہی اوسمین سی چند روز باقی رہ گئی ہین پہر اوس بقیہ مین اگر تجارت کریگا تو فائدہ ہوگا اور اگر باقی کو بہی کہو دیا

واستمررت علی عادتك القدیم خسرت خسرانا مبینا فانتبه یا مسکین من نوم الغفلة فان الموت موعدك
اور اپنی قدیم عادت پر چلتا رہا تو خوب ظاہر ٹوٹا ہوویگا پس ای مسکین غفلت کی نیند سی آنکھین کہول بیشک موت تیرا وعدہ ہی

والقبر بیتك والتراب فراشك والفزع الاکبر امامك وعسکر الموتی فی خارج البلد ینتظر ونك وکلهم
اور گور تیرا گہر ہی اور مٹی تیرا بچھونا ہی اور بڑا خوف تیری سامنی ہی اور مردون کا لشکر شہر سی باہر تیرا منتظر ہی وہ سب

آلوا بالایمان المغلظة ان لایرجعوا من مکانهم حتی یاخذ وك ویضموك الی انفسهم اما تعلم انهم یتمنون
سخت سخت قسمین کہائی ہوئی ہین کہ تجہکو بی بغیر اپنی جگہہ سی نہ ٹلینگی اور تجہکو اپنی ساتہہ ملا دینگی کیا تجہی خبر نہین کہ وہ ایک کیو آہی دنیا اپنیکی آرزو کرتی ہین

الرجعة الی الدنیا یوما لیشتغلوا فیه بتدارك ما فرط منهم وانت تضیع ایامك وتظن انهم دعوا الی الاخرة
تاکہ اپنی تقدی کا عوض لاتا ہین اور تو اپنی اوقات ضایع کرتا ہی تو یہہ خیال کرتا ہی کہ وہ تو آخرت مین بلائی گئی ہین

وانت من المخلدین هیهات هیهات فانك فی هدم عمرك منذ خرجت من بطن امك تبنی علی ظهر الارض
اور تو ہمیشہ یہان رہیگا کبہی نہین کبہی نہین کیونکہ تو اپنی عمر جب سی ماکی پیٹ سی پیدا ہوا ہی برباد کیے جاتا ہی زمین پر محل چنواتا ہی

قصرك وعن قریب یکون بطنها قبرك تفرح کل یوم بزیادة مالك ولا تحزن بنقصان عمرك تعرض عن الاخرة
اور عنقریب زمین کا گڑہا تیری قبر ہونیکو ہی ہر روز مال بڑہنی کا خوش ہوتا ہی اور عمر گہٹنی کا تجہکو کچہہ غم نہین ہی آخرت سی منہہ پہیرکی

وهی مقبلة علیك وتقبل علی الدنیا وهی معرضة عنك فما اعجب حالك انك مع کونك مرتکبا لانواع
اور وہ سامنی چلی آتی ہی اور تو دنیا پر متوجہ ہوتا ہی اور وہ تجہسی الگ ہوتی جاتی ہی تیرا بہی عجیب حال ہی باوجودیکہ سب قسم کی گناہ کئی جاتا ہی

الخطایا لا تجتهد فی عمارة اخرتك بل تشتغل بعمارة دنیاك کانك غیر مرتحل عنها فاحذر یا مسکین
آخرت کی درستی مین ذرہ کوشش نہین ہی بلکہ دنیا کی درستی مین ایسا لگا ہوا ہی گویا کبہی نہین مریگا سو ڈر اپنی جان پر ای مسکین

یوما الی الله تعالی علی نفسه ان لایترك فیه عبدا امره فی الدنیا ونهاه فیها حتی یسئله عن عمله قلیله و
او سدلسی کہ جاویگا تو خدا کی طرف کہ وہ اوس دن مین کسی آدم مکلف کو باقی نچہوڑیگا یہان تک کہ اوسکی تمام اعمال کی پرسش کریگا تہوڑا ہو

کثیره دقیقه وجلیله خفیه وجلیه فانظر ایها الغافل بای قلب تقف بین یدیه وبای لسان تجیب
یا بہت ادنی ہو یا اعلی پوشیدہ ہو یا ظاہر سو دیکہہ تو او غافل کیا منہہ لیکر سامنی کہڑا ہوگا اور کس زبان سی اوسکی سوال کا

عن سواله واعد للسوال جوابا وللجواب صوابا واصرف بقیة عمرك الی العمل الصالح فی ایام قصار لایام
جواب دیگا سوال کا جواب تیار کر رکہہ جواب باصواب اور بچتی عمر چہوٹی چہوٹی دنون مین بڑی بڑی دنون کی

طوال فی دار الفناء لدار البقاء فان قلت ان نفسی لا تطاوعنی علی المجاهدة والمواظبة علی الطاعات فما سبیل
واسطی دار فنا میرہ دار بقا کی واسطی اچہی نیک کام مین صرف کر اگر تو یہہ کہی کہ میرا نفس مجاہدہ او اور دائمی طاعت کو نہین مانتا پہر اسکا

معالجتها فاعلم ان انفع اسباب علاجها علی ما ذکره الامام الغزالی فی الاحیاء ان تختار صحبة عبد یجاهد
کیا علاج تو سمجہہ لی کہ اسکا بڑا مفید علاج تو موافق بیان امام غزالی کی احیاء العلوم مین یہہ ہی کہ تو صحبت ایسی شخص کی اختیار کری جو طاعت الہی مین مجاہدہ

فی طاعة الله تعالی وتلاحظ احواله وتقتدی به لکن هذا العلاج متعذر فی هذا الزمان لفقد من یجتهد
کرتا ہو اور اوسکی حالات کو ملاحظہ کرکر اوسکی پیروی کری پر یہہ علاج اس زمانہ مین دشوار ہی کیونکہ ایسا شخص

فی العبادة اجتهاد الاولین فلا علاج انفع لك فی هذا الزمان من سماع احوالهم ومطالعة اخبارهم وما کانوا
جو متقدمین کی وضع پر عبادت مین مجاہدہ کرتا ہو نہین ملتا سو اب تیری لئی مفید علاج اس زمانہ مین اونکی حالات سننی کی برابر اور اخبار دریافت کرنی کی برابر کوئی نہین ہی

فیه من الجهد الجهید وقد انقضی تعبهم وبقی ثوابهم ونعیمهم لا ینقطع ابد الاباد وما اشد حسرة من لا یقتدی
کہ وہ کیا کیا دشوار مجاہدہ کرتی تہی اور بیشک اونکی محنت تو ہو چکی اور ثواب او عیش باقی رہیا جو کبہی تمام نہوگا اور کتنی بڑی حسرت اوٹہاویگا جو اونکی پیروی نہین کرتا

بهم فيمنع نفسه اياما قلائل شهوات مكدرة ثم ياتيه الموت ويحال بينه وبين ما يشتهيه فعليك ان تطالع
کہ اپنی نفس کو چند روز مکدر شہوات سی باز رکہی پہر اوسکو موت شہوات سی روک دیگی سو تجھکو صحابہ

احوال الصحابة والتابعين ومن بعدهم من المجاهدين وبالوقوف على احوالهم يستبين لك بعدك وبعد
اور تابعین اور اونکی بعد کی مجاہدین کی احوال کا مطالعہ ضروری ہی اور انکا حال دیکہکر تجہپر یہہ کہل جاویگا کہ تو اور تیری زمانہ کی لوگ

اهل عصرك عن اهل الدين فان حدثتك نفسك وقالت انما يتيسر الخير في ذلك الزمان لكثرة الاعوان
دینداروں سی کتنا الگ ہیں پہر تیرا نفس اگر وسوسہ سی یہہ کہی کہ خیر اور عبادت اوسہی زمانہ میں ہوسکتی تہی کیونکہ اسباب بہت تہا

واما في هذا الزمان فان خالفت اهل عصرك يسخرون بك ويقولون انه مجنون فوافقهم فيما هم فيه فلا
اور اب یہہ زمانہ اب اگر تو اہل عصر کی خلاف کریگا تو وہ مسخرہ بناکر باؤلا کہدینگی سو اونکی موافق جو وہ کرتی ہیں کئی جا

يجري عليك الا ما يجري عليهم والبلية اذا عمت طابت فاياك ان تتدلى بحبل غرورها وتنخدع
جو اونکا حال ہو تیرا حال مرگ با نبوہ جشن ہوتا ہی سو تو بچتی رہنا مبادا اسکی حیلہ اور فریب اور مکر اور زد میں آجاوی

بتدويرها وقل لها ارايت لو هجم سيل يغرق كل من صادفه وثبت اهل البلد على مكانهم ولم ياخذوا حذرهم
تو اوسکو یہہ جواب دی کہ اگر پانی کی ایسی رو چڑہ آوی کہ جو سامنی آوی سو ڈوبولی اور ایک گانووالی اپنی جگہہ پر پڑی رہیں اور اپنا بچاؤ نکریں

وانت تقدر على ان تفارقهم وتركب سفينة وتخلص بها من الغرق فهل يختلج في قلبك ان المصيبة
اور تجھکو اتنی قدرت ہووی کہ اونسی الگ ہوکر کشتی پر سوار ہوکر ڈوبنی سی بچ جاوی تو اب بہی تیری دلمیں یہہ خدشہ آویگا کہ مرگ با نبوہ جشن ہوتا ہی

اذا عمت طابت ام تترك موافقتهم وتستجهلهم في صنيعهم وتاخذ حذرك مما دهاك فاذا كنت لا تترك موافقتهم خوفا
یا اونکا ساتہہ چہوڑکر اس حرکت سی اونکو نادان بتاویگا اور اوس روسی اپنا بچاؤ کریگا پہر اگر تو ڈوبنی کا مارا اونکا ساتہہ چہوڑتا ہی

من الغرق وعذاب الغرق لا يتمادى الا ساعة من ليل او نهار فكيف لا تهرب من عذاب الابد وانت متعرض له في كل
اور حال یہہ ہی کہ ڈوبنی کی تکلیف رات یا دن میں بجز ایک ساعت کی زیادہ نہیں ہوتی پہر دائمی عذاب سی کیوں نہیں بچتا اور تو ہر وقت اوسکی سامنی چلا آتا ہی

حال ومن اين تطيب المصيبة اذا عمت فان الكفار لم يهلكوا الا بموافقة اهل زمانهم حيث قالوا
اور مرگ با نبوہ کبہی جشن ہوتا ہی بیشک کفار اہل زمانہ کی موافقت ہی سی ہلاک ہوئی ہیں کیونکہ یہی کہتی تہی

انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون فاياك ثم اياك ان تنظر الى اهل عصرك ومن مضى
ہمنی اپنی باپ دادی ایکراہ پر پائی اور ہم اونہیں کی قدموں پر چلتی ہیں سو بچنا پہر بچنا اہل زمانہ پر اور جو پہلی گذر گئی ہیں نگاہ کرنا

قبلك فانك ان تطع اكثر من في الارض يضلوك عن سبيل الله نسال الله ان يعصمنا من الضلال
بیشک اگر تو اکثر زمین کی باشندوں کی اطاعت کریگا تو اللہ کی راہ سی بہکا دینگی خدا سی دعا ہی کہ ہمکو گمراہی سی بچاوی

المجلس الخامس والستون في بيان حث الامة على التوبة ووجوبها على الفور وتحقيقها

پینسٹہویں مجلس امت کو توبہ کی رغبت دلانی میں اور واجب ہونا توبہ کا فی الفور اور توبہ کی تحقیق

بالمعاني الثلثة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس توبوا الى الله فاني اتوب اليه
باعتبار تینوں معانی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ای لوگو اللہ کیطرف توبہ کرو کیونکہ میں طرف اسکی

في اليوم مائة مرة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه الاغر المزني وفيه حث الامة على التوبة لانه عليه السلام
ہر روز سو بار توبہ کرتا ہوں یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی اغر مزنی کی روایت سی ہی اور اسمیں امت کو توبہ پر ترغیب ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام

اذا كان يتوب في اليوم مائة مرة مع عظم شانه وكونه معصوما فكيف لا يشتغل بالتوبة ليلا ونهارا
[illegible]

من يدنس جريدة اعماله بالذنب مرة بعد اخرى لكن ينبغي ان يعلم ان التوبة لا يتحقق الا بثلثة امور

جسکا نامۂ اعمال پے درپے گناہوں سے سیاہ ہوتا رہتا ہے لیکن سمجھنے کی بات ہے کہ توبہ بدون ان تین امور مرتبہ کی نہیں ہو سکتی ہے

مرتبة علم وحال وعمل فالعلم اول والحال ثان والعمل ثالث وذلك لان العبد اذا عرف عظم ضرر الذنوب

علم اور حال اور عمل اول مرتبہ علم ہے دوسرا مرتبہ حال ہے تیسرا مرتبہ عمل ہے اور یہہ اسلئے کہ آدمی جب یہہ معلوم کرتا ہے کہ گناہ سے بڑا ہی

وكونها حجابا بينه وبين محبوبه في الاخرة يحصل من هذه المعرفة في قلبه تألم ويسمى تالمه هذا ندما

نقصان ہوتا ہے اور گناہ آخرت میں میرے اور محبوب کے بیچمیں مثال پردہ کے ہوجاویگا تو اس معرفت سے اوسکے دلمیں الم پیدا ہوتا ہے اور اس الم کو ندامت کہتے ہیں

فالمعرفة علم والندم حال حصل من العلم فاذا غلب هذا الندم على القلب يحصل منه فيه قصد الى فعل له

پس یہہ معرفت تو علم ہے اور یہہ ندامت حال ہے کہ اس معرفت سے پیدا ہوتا ہے پھر یہہ ندامت جب دلپر غالب ہوجاتی ہے تو دلمیں ایسے کام کا ارادہ آتا ہے

تعلق بالحال والاستقبال والماضي اما تعلقه بالحال فبترك الذنوب واما تعلقه بالاستقبال فبالعزم

جسکو زمانہ حال اور استقبال اور گذشتہ سے لگاؤ ہوتا ہے پھر زمانہ حال سے یہہ علاقہ ہوتا ہے کہ گناہ سے باز رہتا ہے اور استقبال سے یہہ علاقہ ہے کہ عزم کرتا ہے

على تركها الى اخر العمر واما تعلقه بالماضي فبتدارك ما فات بالجبر والقضاء ان كان قابلا للجبر والقضاء

کہ عمر بھر پھر گناہ نکرونگا اور زمانہ ماضی سے یہہ علاقہ ہے کہ جو بات فوت ہوگئی ہے اوسکا عوض اور قضا کرے اگر قابل عوض اور قضا کے ہو

وهذا الفعل عمل حصل من الندم الحاصل من العلم والمراد من العلم ههنا الايمان واليقين بان الذنوب سموم

اوسکا یہہ فعل عمل ہے کہ ندامت سے حاصل ہوا اور وہ ندامت علم سے پیدا ہوئی اور یہاں علم سے مراد ایمان اور یقین ہے کہ گناہ آخرت میں زہر قاتل ہوتے ہیں

مهلكة في الاخرة ونور هذا الايمان اذا اشرق على القلب يثمر نار الندم لانه يبصر باشراق نور الايمان عليه انه

اور اس ایمان کا نور جب دل پر چمکتا ہے تو ندامت کی آگ بھڑک اوٹھتی ہے کیونکہ ایمان کی نور سے جو اوسپر چمکتا ہے ظاہر دیکھتا ہے کہ اپنی محبوب سے الگ رہ گیا

صار محجوبا عن محبوبه فيشتعل نار المحبة فيه فينبعث بتلك النار ارادة وقصد الى الفعل المتعلق بما ذكر

اب محبت کی حرارت شعلہ زن ہوتی ہے اوس حرارت کی زور سے اس فعل کا ارادہ پیدا ہوتا ہے جو اوقات مذکورہ حال اور استقبال اور ماضی سے

من الحال والاستقبال والماضي فالعلم والندم والقصد الى الفعل المذكور ثلثة معان يطلق اسم التوبة على مجموعها

متعلق ہے سو علم اور ندامت اور ارادہ فعل مذکور کا یہہ تین امور ہیں اس مجموعہ کو توبہ کہتے ہیں

فاذا تحققت هذه المعاني الثلثة يتحقق التوبة وكثيرا ما يطلق اسم التوبة على الندم وحده ويجعل العلم كالمقدمة

جب یہہ تینوں امر موجود ہوتے ہیں تو توبہ بیشک ہوتی ہے اور اکثر اوقات توبہ صرف ندامت کو کہدیتے ہیں اور علم کو اوسکا مقدمہ ٹھہراتے ہیں

والفعل المذكور كالثمرة وبهذا الاعتبار قال النبي عليه السلام الندم توبة اذ لا يخلو الندم عن علم يوجبه ويثمره

اور فعل مذکور کو ثمرہ جانتے ہیں اور اسی اعتبار سے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے ندامت ہی توبہ ہے اسلئے کہ ندامت بدون علم کے کہ باعث اور موجد ہے اور

وعن عزم يتبعه ويتلوه فيكون الندم محفوفا بطرفيه احدهما ثمرته والاخر مثمره ثم ان التوبة واجبة على جميع

بغیر عزم کے کہ اوسکے پیچھے لازم ہوتا ہے نہیں ہوتی سو اب ندامت دونو طرف سے گھری ہوتی ہے ایک طرف ثمرہ اور دوسری طرف باعث اور موجد رہتا ہے پھر بیشک توبہ تمام

المؤمنين على الفور اما وجوبها على الجميع فلقوله تعالى وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون ولقوله تعالى يا ايها الذين

مسلمانوں پر بالفعل ترت واجب ہے وجوب توسبکی اوپر اس آیت سے ثابت ہے اور توبہ کرو اللہ کی طرف سب ملکر اے ایمان والو اور اس آیت سے اے ایمان والو

امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا وظاهر هاتين الايتين يدل على ان التوبة واجبة على كل احد من المؤمنين

توبہ کرو اللہ کی آگے صاف دل کی توبہ اور ظاہر معنی ان دونوں آیتوں کی یہہ ہی دلالت کرتی ہیں کہ توبہ ہر ہر شخص مؤمن پر واجب ہے

لورود الامر فيهما على العموم ونور البصيرة ايضا يرشد الى ذلك لان معنى التوبة الرجوع عما لا يرضاه الله تعالى

کیونکہ امر ان دونو آیتوں میں سبکو عام ہے اور دل کی روشنی بھی یہہ ہی گواہی دیتی ہے اسواسطے کہ توبہ کی معنی اللہ تعالی کی نارضامندی سے

الى ما يرضاه وذلك لا يتصور الا من العاقل والعقل لا يكمل الا بعد كمال الشهوة والغضب وسائر الصفات المذمومة

رضامندی کی طرف رجوع کرنا اور یہہ امر صرف عاقل ہی سی ہو سکتا ہی اور عقل کامل نہیں ہوتی بعد ان کامل ہونی قوی شہوانی اور غضبی اور تمام اوصاف بد کی

التي هي وسائل الشيطان الى اغواء الانسان فان الشهوة من جنود الشيطان والعقل من جنود الملئكة وليس

جو جو واسطی بہکانی انسان کی شیطان کی وسیلی ہیں کیونکہ شہوت شیطان کا لشکر ہی اور عقل فرشتوں کا لشکر ہی اور ایسا

في الوجود انسان الا وشهوته التي هي عدة الشيطان متقدمة على عقله الذي هو عدة الملئكة فيكون الرجوع

انسان کوئی نہیں ہی جسکی شہوت جو شیطانی سامان ہی عقل پر کہ فرشتوں کا سامان ہی مقدم نہو سو اب امور سابقہ سی جو شہوات کی

عما سبق من مساعدة الشهوات ضروريا في كل انسان بعد البلوغ لان من بلغ كافرا جاهلا الدين الاسلام يجب

مددگاری میں باز رہنا ہر ہر انسان کو بلاغت کی دنوں میں ضرور ہی اسلئی کہ جو شخص حالت کفر میں اسلام سی ناواقف بالغ ہو گیا تو اوسپر

عليه التوبة عن كفره وجهله بتعلم ما يحصل به الاسلام ومن بلغ مسلما تبعا لابويه غافلا عن حقيقة الاسلام

توبہ اپنی کفر اور جہالت سی واجب ہی کہ وہ باتیں سیکہی جن سی اسلام حاصل ہووی اور جو شخص ماں باپ کی ساتہہ حالت اسلام میں بالغ ہوا بی خبر اسلام کی حقیقت سی

يجب عليه التوبة عن غفلته بفهم معنى الاسلام اذ بعد البلوغ لا يفيده اسلام ابويه شيئا ما لم يسلم بنفسه

تو اوسپر توبہ اس غفلت سی واجب ہی کہ اسلام کی معنی خوب سمجہی اسلئی کہ بالغ ہو کر ماں باپ کا اسلام اسکی حق میں کچہہ مفید نہیں ہی جبتک خود مسلمان نہووی

فاذا فهم معنى الاسلام بعد البلوغ يجب عليه الرجوع عن عادته والفه بالاسترسال في الشهوات والعادات وهو اشق

پہر جب بالغ ہو کر معنی اسلام کی سمجہہ چکا تو اوسپر باز آنا اپنی عادات اور الفت سی کہ شہوت وغیرہ عادات میں بی مہار ہو رہا ہی واجب ہی اور اس قسم کی توبہ

ابواب التوبة وفيه هلك اكثر الخلق لعجزهم عنه لان الشهوة تكمل في الصبى قبل البلوغ وكمال العقل فيكون

سب قسموں کی نسبت دشوار ہی اسمیں اکثر خلقت عاجز ہو کر ہلاک ہو گئی ہی اسلئی کہ شہوت لڑکپن میں بلاغت اور کمال عقل سی پہلی مستحکم ہو جاتی ہی سو

جند الشيطان في الابتداء مستوليا على مملكة القلب ويقع للقلب انس والف بمقتضيات الشهوات والعادات

شیطانی لشکر پہلی ہی دلکی ولایت کو مغلوب کر لیتا ہی اور دل کی اندر شہوات اور عادات کی محبت اور الفت پیدا ہو کر غالب آجاتی ہی

ويغلب فيه ذلك ويعسر عليه النزوع عنه ثم يلوح العقل الذي هو من حزب الله تعالى وجنده فان كان كاملا

اور اوس حالت سی اوسکو نکلنا دشوار ہوتا ہی پہر عقل کہ اللہ تعالی کا جتہا اور لشکر ہی ظاہر ہوتی ہی پہر اگر وہ کامل

قويا ينتهض لانقاذ عباد الله تعالى من يدي اعدائه شيئا فشيئا على التدريج فيكون اول شغله قمع جنود

اور قوی ہی تو واسطی چہوڑانی عباد الہی کی دشمنوں کی ہاتہوں سی آہستہ آہستہ بتدریج تیار ہوتی ہی پہر شیطانی لشکر کا اوکہاڑنا شہوتوں کو توڑ کر

الشيطان بكسر الشهوات ومفارقة العادات ورد الطبع على سبيل القهر الى العبادات ولا معنى للتوبة الا هذا وان لم يكن

اور عادات کو چہوڑانا اور طبیعت کو بزور ہٹا کر عبادات پر لگانا اوسکا اول شغل ہی اور توبہ کی معنی سوا اسکی اور کچہہ نہیں ہیں اور اگر وہ عقل کامل

كاملا قويا تسلم مملكة القلب للشيطان وينجز اللعين وعده حيث قال لئن اخرتن الى يوم القيمة لاحتنكن ذريته

اور قوی نہووی تو دلکی مملکت شیطان کی حوالہ کر دیتی ہی اور وہ ملعون اپنا وعدہ پورا کرتا ہی چنانچہ کہتا ہی اگر تو مجکو ڈہیل دی قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈاہنی ہو

الا قليلا والمعنى انك ان اخرتني حيا الى يوم القيمة لاقودنهم حيث ما شئت

مگر تہوڑی سی اور مراد یہہ ہی کہ اگر تو مجکو جیتا چہوڑیگا قیامت تک تو بیشک اونکو جدہر چاہونگا کہینچ لیجاؤنگا

ولاستولين عليهم استيلاء قويا الا قليلا منهم وهم المخلصون من عبادك [illegible]

اور بیشک اونپر غالب رہونگا مگر اونہیں سی بعضوں پر کہ وہ [illegible]

وهذا كقول اللعين لازينن لهم في الارض ولاغوينهم اجمعين ولما تمنى اللعين حصول ذلك مطالبه منها لا

اور یہہ چنانچہ وہ ملعون کہتا ہی البتہ میں اونکو بنا دی دکہاؤنگا زمین میں اور راہ سی کہودونگا اونہیں سب کو اور وہ لعین حصول اس مطلب کا باوجودیکہ غیب دان نہیں ہی

يعلم الغيب ايستدلالا بما راى فيهم من كون مبدء الشر متعددا ومبدء الخير واحدا اذ في نفس الانسان قوة بهيمية
اس دلیل سے سمجھ گیا کہ اوسنے دیکھا کہ آدمیوں کی اندر بدی کی اسباب تو بہت ہیں اور بہلائی کا سبب ایک ہی ہی کیونکہ انسان کی ذات میں قوت بہیمیہ

شهوانية وقوة سبعية غضبية وقوة وهمية شيطانية وهذه الثلثة مستولية عليه من اول الخلقة داعية
شہوانی اور قوت سبعی غضبی اور قوت وہمیہ شیطانی ہی اور تینوں قوتیں ابتداء پیدائش سے اسپر غالب ہیں اور اوسکو شر کی طرف

له الى الشر وبعد هذه الثلثة فيه قوة عقلية ملكية وهي وان كانت داعية الى الخير لكنها انما تكمل بعد استيلاء
متوجہ رکہتی ہیں اور ان تین قوتوں کی بعد اوسمیں قوت عقلی ملکی ہوتی ہی اور یہہ اگرچہ آدمیکو خیر کی طرف بلاتی ہی پر یہہ قوت جب کامل ہوتی ہی کہ

الثلثة الاول على القلب فلما راى اللعين فيه ذلك علم ان ما يريده يمكن حصوله فلهذا يكون التوبة فرض عين
وہ پہلی تینوں قوتیں دل پر غالب ہوجاویں جب شیطان ملعون نی انسان میں یہہ قوتیں دیکہیں تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہو سکتا ہی اب اس بیان کی موافق ہر ہر شخص پر توبہ

على كل شخص ولا يتصور ان يستغنى عنها احد من افراد البشر واما وجوبها على الفور فلما في تاخيرها من الاصرار
فرض عین ہی اور معلوم نہیں ہوتا کہ افراد انسان میں سے کوئی ہی اسکا حاجتمند ہو اور یہہ توبہ کا ترت فی الحال واجب ہونا سو اسلئے کہ تاخیر کرنی میں اصرار

المحرم الذي يتضاعف الذنوب به اذ يلزم بتاخيرها لحظة ذنب اخر لوجوب التوبة حتى قالوا يلزم بتاخير التوبة
حرام لازم آتا ہی یعنی ہٹ کرنا کہ جس سے گناہ در گناہ بڑہتی چلی جاتی ہیں کیونکہ توبہ سے ایکدم بہر تاخیر کرنی میں ایک اور گناہ واجب التوبہ پیدا ہوجاتا ہی

عن كبيرة زمانا واحدا كبيرتان الاولى وترك التوبة عنها وزمانين اربع كبائر الاوليان وترك التوبة عن كل منهما
ایسا کہ کہتی ہیں کہ گناہ کبیرہ کی توبہ سے ایکدم بہر تاخیر کرنیمیں دو کبیرہ ہوجاتی ہیں ایک تو وہی پہلا اور دوسرے توبہ نکرنی اور دو دم میں چار کبیرہ ہوجاتی ہیں دو تو وہی پہلی اور دونوں سے توبہ نکرنا

وثلثة ازمنة ثماني كبائر واربعة ازمنة ستة عشر كبيرة وخمسة ازمنة اثنان وثلثون كبيرة وهكذا
اور تین دم میں آٹہ کبیرہ ہوتی ہیں اور چار دم میں سولہ کبیرہ ہوتی ہیں اور پانچ دم میں بتیس کبیرہ ہوتی ہیں اسیطرح گناہ بڑہتی جاوینگی

يتضاعف الذنوب مهما ازداد التاخير وقد ذكرنا ان العلم بكون الذنوب سموما مهلكة من نفس الايمان فاذا ثبت
جسقدر تاخیر ہوتی جاویگی اور اوپر مذکور ہوچکا ہی کہ گناہ کو زہر قاتل سمجہنا عین ایمان ہی جب یہہ ثابت ہو

ان هذا العلم من نفس الايمان يلزم ان يكون الايمان باعثا على ترك الذنوب فمن لم يتركها فهو فاقد لهذا الجزء من الايمان
کہ یہہ علم عین ایمان ہی تو لازم آتا ہی کہ ایمان واسطی ترک ذنوب کی باعث ہو کری پہر جو شخص گناہ کو ترک نہیں کرتا تو وہیں ایمان کا یہہ جزو نہیں ہی

ولهذا قال النبي عليه السلام لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن فانه عليه السلام ما اراد به نفي الايمان الذي هو العلم
اور اسیلئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ زانی زنا نہیں کرتا کہ زنا کرتا ہو وہ مسلمان ہی پہر بیشک نبی علیہ السلام کی یہہ مراد نہیں ہی کہ وہ ایمان جو خدا کا جاننا

بالله وملئكته وكتبه ورسله فان ذلك الايمان لا ينافيه الزنى وسائر الذنوب بل اراد به نفي الايمان الذي هو العلم
اور اوسکی فرشتوں کا اور کتابوں اور انبیا کا ہی جاتا رہا کیونکہ زنا اس ایمان کا منافی نہیں ہی [illegible]

بكون الزنى مبعدا من الله تعالى وموجبا للمقتة فعلى هذا لا يكون المصر على المعاصي كاملا في ايمانه بل يكون ناقصا فيه
کہ زنا خدا سے دور کردیتا ہی اور ہلاک کرڈالتا ہی باقی نہیں رہتا اس بیان کی موافق جو شخص [illegible]

وذلك لان ترك الذنوب لا يتصور الا بالصبر والصبر لا يتيسر الا بالخوف والخوف [illegible]
اسلئی کہ ترک ذنوب بدون صبر کی خیال میں نہیں آتا اور صبر بدون خوف [illegible]

والعلم بعظم ضرر الذنوب لا يحصل الا بتصديق [illegible]
اور گناہوں کی ضرر کا یقین بدون تصدیق خدا اور رسول کی نہیں ہوتا [illegible]

الله تعالى ورسوله فيخاف عليه امر عظيم عند الموت [illegible]
نہیں کی تو اوسپر مرتی دم بڑا ہی خوف ہی اسلئی کہ ہوسکتا ہی کہ اوسکی موت [illegible]

الخاتمة ويبقى في جهنم ابد الاباد وان لم يختم له بسوء الخاتمة بل مات على الايمان يكون في مشية الله تعالى ان
خاتمہ بد پر ہووی اور ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہی اور اگر انجام خاتمہ بد پر نہوا بلکہ ایمان پر مرا تو اب تابع مرضی الٰہی کا ہی چاہی اوسکو دوزخ میں ڈالکر

شاء يدخله جهنم ويعذبه فيها بقدر ذنوبه ثم يخرجه منها ويدخله الجنة ولو بعد حين وان شاء يعفو عنه
بمقدار معاصی کی عذاب دیکر پہر دوزخ میں سی نکال کر جنت میں داخل کری اگرچہ بعد عرصہ کی ہو اور چاہی اوسکو معاف کری

ويدخله الجنة بلا عذاب اذ لا يستحيل ان يشمله عموم العفو بسبب خفي حتى لا يطلع عليه احد غير الله تعالى
اور بلا عذاب جنت میں داخل کر دی اسلئی کہ کیا محال ہی کہ اوسکی عنایت عام اوسپر بہی ہو جاوی کسی پوشیدہ سبب سی جسکو بجز الله تعالی کی کوئی نہ جانتا ہو

كما لا يستحيل ان يدخل احد خربا لطلب كنز فاتفق ان يجده لكن من خرب بيته وضيع ماله وترك نفسه وعياله
جیسی ممکن ہی کہ کوئی اجاڑ کی اندر خزانہ کی تلاش میں جاوی پہر اتفاقا خزانہ پالیوی لیکن جسنی اپنا گہر خراب کر دیا اور مال تلف کر کر اپنی جان کو اور اولاد کو

جياعا يزعم انه ينتظر من فضل الله تعالى ان يرزقه كنزا تحت الارض في بيته فانه كما يعد من الحمقى المغرورين وان
بہوکا مارا کہ کہتا ہے کہ میں الله کی اس فضل کا منتظر ہوں کہ میری گہر کی اندر زمین میں سی خزانہ عنایت کری سو یہہ شخص احمق بی وقوف سمجہا جاویگا اگرچہ اوسکی خواہش

كان ما ينتظره غير مستحيل في قدرة الله تعالى وفضله كذلك من ينتظر المغفرة من فضل الله تعالى مع كونه مصرا
بلحاظ قدرت اور فضل الٰہی کی کچہ محال نہیں ہی ہوسکتی ہی ایسی ہی جو شخص بخشش کا امیدوار ہی الله تعالی کی فضل سی باوجودیکہ

على الذنوب غير سالك طريق المغفرة يعد من المعتوهين فبعض من هؤلاء الحمقى المغرورين يروج حماقته بكلام حسن
گناہوں پر جم رہا ہی اور بخشش کی راہ نہیں چلتا بیوقوف کہلاویگا پہر بعضی انہیں سی احمق بہولی اپنی حماقت کی ساتہہ اس خوبی سی کلام کرتی ہیں

ويقول ان الله كريم لا تضيق جنته عن مثلي ولا تضره معصيتي ثم ترى ذلك الاحمق يركب البحار ويختار مشاق الاسفار
الله تعالی بیشک کریم ہی اوسکی جنت مجہہ سوال سی تنگ نہیں ہو جاویگی اور میری معصیت سی اوسکا کیا ضرر ہی پہر تم اوس احمق کو دیکہتی ہو کہ دریا کا سفر کرتا ہی اور

في طلب الدرهم والدينار واذا قيل له ان الله تعالى كريم وخزائن دراهمه ودنانيره لا يقصر عن مثلك ولا يضره كسلك
واسطی طلب روپیہ اشرفی کی سفر کی مشقت کہینچتا ہی اور اگر جہلئی کہ الله تعالی بیشک کریم ہی اور اوسکی خزانی میں روپیہ اشرفی کی تجہہ سوال کی لئی کچہہ کمی نہیں ہی اور تجارت میں تیری

بترك التجارة فاجلس في بيتك عساه ان يرزقك من حيث لا تحتسب فانه يستحمق من يقول هكذا ويستهزء
سستی سی اوسکا کیا نقصان سو تو اپنی گہر بیٹہا رہ اہی تجہکو روزی دیویگا جہانسی تیرا گمان نہوا اب اس تقریر والی کو احمق بتاتا ہی اور ٹہٹہول کی راہ سی کہتا ہی

به ويقول ما هذا الهوس فان السماء لا تمطر ذهبا ولا فضة وانما يحصل ذلك بالكسب هكذا جرت عادة
یہہ کیا واہیات ہی آسمان سی اشرفی روپیہ کبہی نہیں برستا یہہ تو بدون محنت کسی کو حاصل نہیں ہوتا اسیطرح الله کی عادت

الله تعالى وسنته ولا تبديل لسنة الله ولا يعلم هذا الاحمق ان رب الدنيا والاخرة واحد ولا تبديل
اور قاعدہ جاری ہی الله کی ہاں قاعدی نہیں بدلتی اب یہہ احمق نہیں سمجہتا کہ پروردگار دین دنیا کا تو ایک ہی سو اوسکی قاعدی دونو

لسنته فيهما جميعا وقد اخبرنا ان ليس للانسان الا ما سعى فكيف يعتقد بكونه كريما في الاخرة ولا يعتقد بكونه
جہان میں نہیں بدلتی اور بیشک یہہ فرمایا ہی اور نہیں ہی واسطی انسان کی مگر جو کمایا اب کیونکر اوسکو آخرت کی لئی تو کریم جانتا ہی اور دنیا کی باب میں

كريما في الدنيا فان من يخاف من الهلاك في هذه الدنيا الفانية اذا كان يجب عليه الاحتراز عن السموم وما
کریم نہیں سمجہتا بیشک جو شخص اس دار فانی میں ہلاکت سی ڈرتا ہو جب اوسپر یہہ واجب ہی کہ زہر وغیرہ مضر اور مہلک اشیا سی

يضره من المهلكات في كل حال فالخائف من الهلاك الابدي اولى ان يجب عليه الاحتراز عن المعاصي التي هي سموم
ہر وقت احتراز کیا کری پس جو شخص ہلاک ابدی کا اندیشہ کرتا ہو اوسپر اولی تر واجب ہی کہ جملہ معاصی سی جو دین کی حق میں زہر ہیں احتراز کرتا رہی

الدين فان المخوف من هذه السموم فوت الاخرة الباقية التي ليست اضعاف اعمار الدنيا عشر عشير لها اذ
کیونکہ اس زہر سی خوف آخرت باقیہ کی فوت کا ہی جسکی برابر دنیا کی چند در چند عمریں سوین حصہ کو نہیں پہنچتی کیونکہ

ليس لمدتها غاية ولا نهاية وفيها النعيم المقيم والملك العظيم وفي فوتها نار الجحيم والعذاب الاليم **المجلس السادس**
آخرت کی مدت کا نہ کچھ اور ہی اور نہ کچھ انتہا اور اوسمین عیش دائمی اور سلطنت بڑی اور اوسکی فوت مین دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک

والستون في بيان قوله عم ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر چہاسٹوین مجلس
قال رسول الله صلعم ان الله يقبل توبة العبد
اسحدیث کی بیان مین بیشک اللہ تعالی بندہ کی توبہ قبول کرتا ہی جبتک سانس گلیمین نہ اٹکی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالی بندہ کی توبہ قبول کرتا ہی

ما لم يغرغر هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن عمر الغرغرة تردد الشيء في الحلق ويستعمل في تردد الروح
جبتک جان گلیمین آوی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اور اصل مین غرغرہ کسی چیز کا حلق کی اندر آنا جانا اور حلق مین روح کی آمدرفت پر بولا

وهو المراد ههنا والمعنى ان توبة المذنب مقبولة ما لم يبلغ الروح الحلقوم اذ عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم
مین استعمال کیا جاتا ہی اور یہان یہی مرادہی اور معنی یہ ہین کہ گنہگار کی توبہ مقبول ہوتی ہی جبتک روح گلیمین نہ اٹکی اسلئی کہ غرغرہ کی وقت جب روح حلقمین آتی ہی

يعاين ما يصير اليه من رحمة او هوان ولا ينفعه حينئذ توبة ولا ايمان كما قال الله تعالى فيما انزله من القرآن
تو اپنی انجام کو ظاہر دیکھتا ہی رحمت یا خواری اب اوسکو نہ توبہ کچھ فائدہ کری اور نہ ایمان چنانچہ اللہ تعالی قرآن منزل مین فرماتا ہی

فلم يك ينفعهم ايمانهم لما راوا باسنا وقال في اية اخرى وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر
پہر نہ ہوا کہ کام آوی اونکو یقین لانا اونکا جب دیکہ چکی ہمارا عذاب اور ایک اور آیت مین فرمایا اور اونکی توبہ نہین جو کرتی جاتی ہین بری کام اور جب سامنی آوی

احدهم الموت قال اني تبت الآن لان من شرط التوبة العزم على ترك الذنب الذي تيب عنه وعدم المعاودة
ایسی کسیکو موت کہنی لگا مین نی اب توبہ کی اسواسطی کہ توبہ مین عزم کرنا ترک گناہ کا جس سی توبہ کی ہی اور اوسکو کبھی عمل مین نہ لانا شرط ہی اور یہ عزم

عليه وذلك انما يتحقق اذا تمكن التائب منه وبقي اوان الاختيار فما لم يبلغ الروح الحلقوم لا ينقطع الرجاء فيصح
جبھی ہو سکتا ہی کہ تائب کو قدرت ہو اور اختیار کا وقت باقی ہو سو جبتک روح حلق تک نہین آتی تو امید منقطع نہین ہوتی پس تائب کی

منه الندم والعزم على ترك الذنب فعلم من هذا ان التوبة مبسوطة للعبد حتى يعاين قابض الارواح وذلك
ندامت اور عزم ترک گناہ کا سب صحیح ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ بندہ کی لئی توبہ کا وقت فراخ ہی جبتک کہ قابض الارواح کو دیکھی اور یہ جب ہی

عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم فعلى هذا يجب على العبد ان يتوب عما كان عليه من المعاصي قبل المعاينة
کہ دم اٹکنی لگی اور روح حلق مین آجاوی پس اس بیان کی موافق بندہ پر واجب ہی کہ اپنی تمام معاصی سی معاینہ اور غرغرہ سی پہلی توبہ کری

والغرغرة ولا ييأس من رحمة الله تعالى لانه تعالى قال لا ييأس من روح الله الا القوم الكفرون وقال في اية اخرى
اور اللہ تعالی کی رحمت سی ناامید نہو اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی ناامید نہین اللہ کی فیض سی مگر وہی لوگ جو منکر ہین اور ایک اور آیت مین فرمایا

وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفوا عن السيئات فينبغي للعاقل ان يتوب في كل وقت ولا يكون مصرا على
اور وہ ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندون سی اور معاف کرتا ہی برائیان سو عاقل کو لازم ہی کہ ہر وقت توبہ کیا کری اور گناہ پر اڑا نہ رہی

الذنب فان التائب من الذنب لا يكون مصرا وان عاد في اليوم سبعين مرة وقد جاء في الحديث انه عليه السلام
کیونکہ گناہ سی توبہ کرنیوالا گناہ کا مصر نہین ہوتا اگرچہ دن بہر مین پہر پہر کر ستر مرتبہ کری اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورزقه من حيث لا يحتسب و
کہ جو شخص استغفار کو لازم کرلی تو اللہ تعالی اوسکو ہر تنگی سی رستگاری دیتا ہی اور ہر غم سی کشادگی اور رزق دیتا ہی جہانسی گمان نہو اور

في حديث اخر انه عليه السلام قال كل بني ادم خطاء وخير الخطائين التوابون وروي انه عليه السلام قال والله
ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام بنی آدم خطاوار ہین اور اچھی خطاوار وہ ہین جو توبہ کرتی ہین اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی اللہ کی

اني لاستغفر الله واتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس
کہ مین ہر روز استغفار اور توبہ ستر مرتبہ سی زیادہ کرتا ہون اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اے لوگو

توبوا الی الله فانی اتوب الیه فی الیوم مائة مرة فانظروا یا اهل الانصاف اذا کان النبی علیه السلام یستغفر و
الله کی آگے توبہ کرو بیشک مین اوسکی آگے ہر روز سو بار توبہ کرتا ہون ای انصاف والو اب جان لو کرو جب نبی علیہ السلام استغفار اور

یتوب وقد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تاخر فالذی لم یظهر حاله اغفر له ام لا کیف لا یتوب الی الله تعالی
توبہ کرتی ہون باوجودیکہ اللہ تعالی اونکی تمام گناہ بالفرض اگلی اور پچھلی سب معاف کر چکا ہی پہر جسکا حال کچھ معلوم نہین کہ معاف ہوا ہی یا نہین وہ اللہ کی سامنی

فی کل وقت وکیف لا یجعل لسانه ابدا مشغولا بالاستغفار وقد روی عن ابن عباس انه علیه السلام قال هلك
ہر وقت کیونکر توبہ نہ کی جاوی اور کیونکر ہمیشہ اپنی زبان کو استغفار مین مشغول نہ رکہی اور بیشک روایت ہی ابن عباس سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ماری گئی

المسوفون والمسوف من یقول سوف اتوب وهو هالك لانه یبنی الامر علی البقاء الذی لیس مفوضا الیه فلعله لا یبقی
رنگ کرنیوالی اور مسوف وہ ہوتا ہی جو کہی اب توبہ کرونگا اور وہ ہلاک ہو جاتا ہی اسلئی کہ بقا پر بہروسہ رکہتا ہی جو کہ اسکی حوالہ نہین ہی پہر شاید کہ جیتا نہ بچی

فان بقی فانه کما لا یقدر علی ترك الذنب الیوم لا یقدر علی ترکه غدا لان عجزه عن الترك فی الحال لیس الا
اور اگر بچا بہی تو جیسی اب گناہ نہین چہوڑ سکتا آگی کو نہ چہوڑ سکی کیونکر بالفعل اسکا مانع ترک معصیت سی بجز غلبۂ شہوت کی کوئی نہین

لغلبة الشهوة علیه والشهوة لا تفارقه غدا بل تتضاعف وتتاکد بالاعتیاد فلیست الشهوة التی اکدها
اور شہوت تو اگلی روز بہی ساتہ ہی بلکہ باعتبار عادت کی پہلی سی زیادہ اور مضبوط سو جس شہوت کو آدمی نی عادت کر کر

الانسان بالاعتیاد کالتی لم یؤکدها وعن هذا هلك المسوفون فانهم یظنون ان بین المتماثلین فرقا ولا یدرون
قوت بخشی ہی وہ ایسی ضعیف نہین ہوتی جسکی عادت نہین کی اسی مین درنگ کرنیوالی ماری گئی کیونکہ وہ یہہ خیال کرتی ہین کہ دو متماثل مین فرق ہوتا ہی یہہ نہین جانتی

ان الایام متشابهة فی کون ترك الشهوة شاقا فیها ولیس مثال المسوف الا مثال من یحتاج الی قلع شجرة فیراها
کہ دن سب ایکسی ہین ترک شہوت ہمیشہ دشوار ہی اور مسوف یعنی توبہ مین دیر لگانیوالی کی مثال ایسی ہی کہ کسیکو ضرورت درخت اوکہاڑنی کی لگی سو اوسکو دیکہا

قویة لا تنقطع الا بمشقة شدیدة فیقول اؤخرها سنة ثم اعود الیها فاقلعها ومن المعلوم قطعا ان الشجر
تو مضبوط پایا کہ بی مشقت شدید کی نہین اوکہڑ سکتا اب وہ کہی کہ ایک برس پہر اور کہڑا رہنی دون پہر آکر اسکو اکہاڑون گا اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ درخت

کلما بقیت فی الارض ازداد رسوخها فلا حماقة فی الدنیا اعظم من حماقته لانه عجز عن قلعها قبل ازدیاد
جتنا زمین مین کہڑا رہیگا مضبوط اور زور ہوتا جاویگا اب دنیا مین اس سی بڑا احمق کوئی نہین ہی کیونکہ اس سی ابتو اکہڑ نہین سکتا کہ ابہی خوب نہین ہوا

رسوخها ثم اخذ ینتظر القدرة علی قلعها بعد ازدیاد رسوخها اذا تحقق هذا فلا بد للمؤمن ان لا یفرغ من التوبة
پہر یہہ ایسی قوت کا منتظر ہی کہ بعد خوب مضبوط ہونیکی اکہاڑ ڈالی جب یہہ بات ثابت ہو چکی تو مؤمن کو ضرور ہی کہ توبہ سی کبہی کسیوقت فارغ نہ ہی

فی وقت من الاوقات حتی یاتیه الموت وهو تائب فان التوبة فرض علی جمیع المؤمنین باتفاق المسلمین لقوله تعالی
اتنا کہ اگر موت آوی تو یہہ شخص تائب ہی ہو بیشک توبہ تمام مؤمنون پر فرض ہی سب مسلمانون کی اتفاق سی بدلیل اس آیت کی

وتوبوا الی الله جمیعا ایها المؤمنون وقوله تعالی یا ایها الذین امنوا توبوا الی الله توبة نصوحا فانظر الی رحمة الله تعالی
اور توبہ کرو اللہ کی آگی سب ملکر ای ایمان والو اور بدلیل اس آیت کی ای ایمان والو توبہ کرو آگی اللہ کی صاف دلکی توبہ اب تو اللہ تعالی کی رحمت

ورافته علی عباده کیف دعاهم الی التوبة وامرهم بها وسماهم مؤمنین بعد ما اذنبوا ثم بین ما لهم من الکرامة فی التوبة فقال
اور مہربانی بندون کی حال پر دیکہ تو کسطور اونکو توبہ تعلیم کی اور توبہ کا ارشاد کیا اور اونکا نام گناہ کرنیکی بعد بہی مومن رکہا پہر توبہ سی جو اونکو عزت ہوگی بیان کیا فرمایا

عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم ویدخلکم جنت تجری من تحتها الانهر واخبر انه غفار لذنوبهم وقال و
شاید تمہارا رب اوتاری تمسی تمہاری برائیان اور داخل کری تمکو باغون مین جنکی نیچی بہتی ہین نہرین اور جتادیا کہ مین گناہ کا بڑا بخشنی والا ہون اور فرمایا اور

الذین اذا فعلوا فاحشة اوظلموا انفسهم ذکروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن یغفر الذنوب الا الله ولم یصروا
وہ لوگ جب کر بیٹہین کہلا گناہ یا برا کرین اپنی حق مین تو یاد کرین اللہ کو اور بخشش مانگین اپنی گناہون کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوا اللہ کی اور نہ اڑی رہین ۔

علی

على ما فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجري من تحتها الانهر خلدين فيها ونعم اجر
اپنی کئی پر جانتے ہوئے اونکی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہرین رہا کرینگی اونمین اور خوب مزدوری ہی

العملين ونص على انه يحبهم بعد التوبة فقال ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين واشار الى ان التوبة طهارة
کام کرنیوالون کی اور کہول کر فرمادیا کہ بعد توبہ کی اونکو محبوب رکہتا ہوں سو فرمایا اللہ کو خوش آتی ہین توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہین ستہرائی والی اور یہ اشارہ کیا کہ توبہ اونکو

لهم عن انجاس الاوزار فلا بد للمؤمن من التوبة لكن لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا يتحقق التوبة الاول الندم
پاک کرتی ہی گناہوں کی نجاست سی اسلیے مومن کو توبہ کرنی ضرور چاہیی لیکن توبہ کی واسطی چار شرطین ہین اگر اونمین سی ایک بہی کم ہو ویگی تو توبہ ٹہیک نہو گی اول تو گذشتہ کی

بالقلب على ما فعل من الذنوب في الماضي ومعنى الندم تحزن وتوجع على ما فعل وتمنى كونه لم يفعل والثاني ترك
گناہ پر دل سی نادم ہونا اور ندامت سی مراد ہی اپنی کئی ہوئی پر غمگین اور دردمند ہونا اور آرزو کرنا کاشکی یہ نکرتا اور دوسری شرط معصیت کا

المعصية في الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها في الاستقبال والرابع ان يكون ذلك خوفا من الله تعالى
فی الفور ترک کرنا تیسری شرط نیت کرنی کہ ایسا کام آیندہ کو پہر کبہی نکرونگا اور چوتہی شرط یہہ ہی اللہ تعالی خوف سی ہون کوئی

لا لامر اخر فان من ندم على شرب الخمر وتركها لما فيه من الصداع وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تائبا
اور وجہ نہو بیشک جو شخص شراب پینی پر نادم ہوکر اسلیے چہوڑدیوی کہ اوسمین دردسر ہوتا ہی اور بہکتا ہی اور مال خرچ ہوتا ہی اور آبرو بگڑتی ہی تو ایسا شخص موافق شرع کی

شرعا وكذلك من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر على المعصية فاستغفاره ذلك يحتاج الى استغفار
تائب نہین ہی اور ایسی ہی جو شخص زبان سی تو استغفر اللہ کہا کری اور اوسکا دل معصیت پہ جما ہوا ہو تو ایسی توبہ سی بہی توبہ کرنی چاہیی جو ندامت کی ساتہہ ہو

مقارن بالندم لما روي عن علي انه راى رجلا قد فرغ من صلاته وقال اني استغفرك واتوب اليك سريعا فقال
کیونکہ حضرت علی سی روایت ہی کہ اونہون نی ایک شخص کو دیکہا کہ نماز سی سلام پہیرتی ہی جلد ایسی کہنی لگا الہی مین تجہسی مغفرت مانگتا ہوں تیری آگی توبہ کرتا ہون حضرت

علي يا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين فتوبتك تحتاج الى توبة وعن الحسن البصري انه قال
علی نی کہا ای شخص زبانی جلد ایسی استغفار کرنی جہوٹہونکی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن بصری سی روایت ہی کہ وہ کہتی تہی

استغفارنا يحتاج الى استغفار قال القرطبي هذا قوله في زمانه فكيف في زماننا هذا الذي يرى فيه الانسان مكبا
ہماری توبہ قابل توبہ کی ہی قرطبی کہتی ہین حسن بصری کا یہہ قول اونکی زمانہ مین ہی ہماری زمانہ کا تو کیا حال ہی جسمین تمام انسان ظلم پہ اوندہی پڑی ہوئی ہین

على الظلم حريصا عليه لا ينقلع عنه والسبحة في يده يزعم انه يستغفر منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روي
ایسی حریص کہ ذرہ نہین بچتی اور ہاتہون سی تسبیح ہلاتی ہین اپنی خیال کہ ہم توبہ کرتی ہین اور یہہ اسکی چہل بازی اور استخفاف ہی کیونکہ منقول ہی

انه عليه السلام قال المستغفر باللسان المصر على الذنب كالمستهزئ بربه وانما التوبة ان يستغفر بلسانه وينوي
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا زبانی توبہ کرنیوالا دل سی گناہ پر اڑا ہوا گویا اپنی رب سی چہل کرتا ہی توبہ وہ ہی جو زبانی استغفار کرکر دل سی یہہ نیت کری

بقلبه ان لا يعود الى الذنب اصلا فاذا فعل ذلك يغفر الله له ذنبه ان كان عظيما اذ ليس ذنب اعظم من الكفر
کہ پہر ہرگز گناہ نکرونگا جب ایسا کرتا ہی تو اللہ اوسکی گناہ معاف کردیتا ہی کتنا ہی بڑا ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی

وقد قال الله تعالى لنبيه في حق اهل الكفر قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف فما ظنك فيما دونه من المعاصي
اور اللہ تعالی اپنی نبی سی کفار کی حق مین فرماتا ہی تو کہدی کافرونکو اگر باز آوین تو معاف ہو اونکو جو ہوچکا پہر تجہکو معاصی کی نسبت کفر سی کمتر مین کیا خیال ہی

وقد روي انه عليه السلام قال لو اخطا احدكم حتى ملا ما بين السماء والارض ثم تاب تاب الله عليه وفي حديث
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر کوئی تم مین سی اتنی خطاین کری کہ آسمان اور زمین کا بیچ بہر جاوی پہر وہ توبہ کری تو اللہ اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور ایک دوسری حدیث

اخر انه عليه السلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه يعني انه اذا اقر بكونه مذنبا ثم تاب وندم
مین نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی جب اپنی گناہ کا اقرار کرکر توبہ کرتا ہی تو اللہ بہی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی مطلب یہہ ہی کہ جب وہ اپنی خطاوار ہونیکا اقرار کریگا پہر توبہ کرکر

على ما فعل من الذنوب واكتسب من السيات وعزم ان لا يعود الى مثله يقبل الله تعالى توبته ويتجاوز عن

کئی ہوئی گناہ اور کمائی ہوئی برائیونسی نادم ہو اور نیت کری کہ ایسا کام پھر نکرونگا تو اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی گناہونسی درگذر فرماتا ہی

سياته لكن ينبغي ان يعلم ان الذنوب على نوعين ذنب فيما بينك وبين الله تعالى وذنب فيما بينك وبين العباد

لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ گناہ بہی دو تو قسم کی ہین ایک گناہ تیری اور خدا کی بیچمین یعنی حق اللہ ہی اور ایک گناہ تیری اور بندی کی درمیان ہین یعنی حق العباد ہی

فالذنب الذي بينك وبين الله تعالى يكفي فيه الاستغفار باللسان والندم بالقلب والعزم على ان لا يعود

پہر جو گناہ صرف حق اللہ ہی تو اسمین صرف زبانسی استغفار اور دلسی ندامت اور پہر نکرنی کی نیت کافی ہی

فاذا فعل ذلك لا يبرح من مكانه حتى يغفر له ذنبه الا ان يكون شيئا من الفرائض فان الشرع لا يكتفي فيه

جب یہہ حال بنا یا تو ابہی اپنی جگہہ سی نہین اٹہنی پاتا کہ اوسکی گناہ معاف ہوجاتی ہین ان اگر کوئی فریضہ ترک ہوا ہو کیونکہ شرع نی اسباب مین صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا

بمجرد التوبة بل اضاف الى ذلك في البعض قضاء كالصلوة والصوم وغيرها وفي البعض كفارة ايضا واما حقوق

بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ بعضی جگہہ قضا لگا رکہی ہی جیسی نماز اور روزہ وغیرہ اور بعضی جگہہ کفارہ بہی لگا رکہا ہی اور رہی حقوق

الادميين فلا بد من ايصالها الى مستحقيها فان لم يوجدوا يلزم تصدقها عنهم بنية ان تكون وديعة

العباد سپس پہنچانا حقوق کا مالکون کی پاس ضرور ہی پہر اگر وہ لوگ نملین تو دینا اونکی طرفسی اس نیت سی خیرات کردی کہ اللہ تعالی کی یہان ودیعت

عند الله تعالى يوصلها الى اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد السبيل لخروجه عما عليه من التبعات لاعساره

رہی قیامت کی روز مالکون کی حوالہ کری پہر جسکو ماری مفلسی کی حقوق ادا کرنیکی کوئی راہ نہ ملی تو اوسکو

فعليه ان يكثر من الاعمال الصالحات ويستغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر الاوقات فانه اذا فعل

یہہ لازم ہی کہ اعمال صالحہ بہت کیا کری اور اپنی مؤمن مظلومون کی حق مین اکثر اوقات استغفار کیا کری بیشک جب یہہ عمل کریگا

كذلك يرجى من فضل الله تعالى ان يرضي خصماؤه يوم القيمة قيل لبعض العلماء هل للتائب من علامة يعرف بها

تو اللہ تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیون کو راضی کردی کسی نی ایک عالم سی پوچہا آیا تائب کی واسطی کوئی ایسی علامت ہی جس سی معلوم ہو

قبول توبته قال نعم علامته اربعة اشياء الاول ان ينقطع عن اصحاب السوء والثاني ان يكون معرضا عن

کہ توبہ قبول ہوئی کہا ہان اسکی چار علامتین ہین اول یہہ کہ بدکارونسی بیزار ہوجائی اور دوسری یہہ کہ ہر گناہ سی نفرت کری

كل ذنب مقبلا على الطاعات والثالث ان يذهب من قلبه فرح الدنيا ويرى حزن الاخرة دائما في قلبه والرابع

اور طاعات کی طرف متوجہ ہووی اور تیسری یہہ کہ اوسکی دلمین دنیا کی فرحت نرہی اور آخرت کا فکر دلمین ہمیشہ لگا رہی اور چوتہی یہہ

ان يرى نفسه فارغا عما ضمن الله له من امر الرزق ويكون مشغولا بما امر به فاذا وجد فيه هذه العلامات

کہ اپنی جان کو ایسی چیزون کی فکر سی جسکا اللہ تعالی ذمہ دار ہوچکا ہی فارغ پاوی جیسی رزق اور احکام الہی کی بجا آوری مین مشغول رہی جب اوسمین یہہ علامتین موجود ہوتی ہین

يكرمه الله تعالى باربع كرامات احدها ان يخرجه من الذنوب كانه لم يذنب قط والثاني ان يحبه والثالث ان

تو اوسکو اللہ تعالی چار کرامتین عنایت کرتا ہی ایک یہہ کہ گناہونسی ایسا صاف کردیتا ہی گویا کبہی بہی گناہ نہین کیا اور دوسری یہہ کہ اوسکو دوست رکہتا ہی تیسری یہہ

يحفظه من الشيطان ولا يسلطه عليه والرابع ان يؤمنه من الخوف قبل ان يخرج من الدنيا لانه تعالى قال

کہ اوسکو شیطانسی محفوظ رکہتا ہی شیطان کو اوسپر تسلط نہین دیتا چوتہی یہہ کہ خوفسی مامون رہتا ہی اس سی پہلی کہ دنیا مین سی روانہ ہو کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

تتنزل عليهم الملئكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون ويجب له على الناس اربعة اشياء

اون پر اوترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تہا اور اور لوگون پر اوسکی چار حق واجب ہوجاتی ہین

اولها ان يحبوه لانه تعالى قد احبه والثاني ان يدعوا له بالثبات على التوبة لان الثبات على التوبة اشد من

اول یہہ کہ اوس سی محبت کیا کرین کیونکہ اللہ تعالی اوس سی محبت کرتا ہی دوسری یہہ کہ اوسکی حق مین توبہ پر قایم رہنی کی دعا کیا کرین اسلئی کہ توبہ پر قایم رہنا توبہ کرنیسی

التوبة والثالث ان یجالسوه ویذکروه ویعاونوه والرابع ان لا یعیّروه بما سلف عن ذنوبه لانه تعالیٰ قال حکایة
دشوار تر ہی تیسری یہہ کہ اوسکی پاس بیٹھکر یاد الٰہی اور امداد کیا کریں چوتھی یہہ کہ باعتبار پہلی گناہوں کی طعنہ نہ کیا کریں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف
عن یوسف علیه السلام لا تثریب علیکم الیوم قال الفقیه ابو اللیث وذلک ان المؤمن لیس من شانه ان یقع فی الذنب
علیہ السلام کی طرف سے حکایت کرتا ہی کچھ الزام نہیں تمپر آج فقیہ ابو اللیث کہتے ہیں یہہ اسلئے ہی کہ مؤمن کی شان سے نہیں ہی کہ گناہ میں مبتلا ہووے
ولا یتعمده کما یدل علیه قوله تعالیٰ وکرّه الیکم الکفر والفسوق والعصیان فانه تعالیٰ قد اخبر انه بغّض علی المؤمنین
اور عمداً کیا کرے چنانچہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی اور برا لگایا تمکو کفر اور گناہ اور بیحکمی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہی کہ اسنی مؤمنوں پر معصیت کو ناپسند
المعصیة فلا یقع المؤمن فیها اذا کان ایمانه حقیقیا لا لسانیا الا فی حال الغفلة فاذا تاب عنها لا یجوز ان یعیّر بها قال
کر دیا ہی سو مؤمن گناہ میں نہیں پڑتا اگر اوسکا ایمان حقیقی ہو حرف زبانی ہی نہو مگر غفلت میں پھر جب اوسنی گناہ سے توبہ کی تو جائز نہیں ہی کہ طعنہ کریں
رسول الله صلی الله علیه وسلم الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوشیار وہ ہی کہ اپنی جان کو ذلیل رکھی اور آخرت کی واسطے عمل کیا کرے اور احمق وہ ہی کہ اپنی جان کو ہوا و ہوس کی پیچھے لگاوے اور اللہ سے آرزوئیں
هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه شداد بن اوس ومعناه ان العاقل من غلب علی نفسه وقهرها وحاسبها
طلب کرے یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی شداد ابن اوس کی روایت سے اسکی یہہ معنی ہیں کہ عاقل وہ ہی جو نفس پر غالب آکر اوسکو دبالی اور محاسبہ لیکر
ونظر ما عملت لآخرتها فان وجدها عملت خیرا حمد الله تعالیٰ ویسعی فی الازدیاد فیه وان وجدها عملت شرا اشتغل
دیکھے کہ آخرت کی لئے کیا عمل کیا ہی اگر جانے کہ نیک عمل کیا ہی تو خدا کا شکر کرکے اسمیں اور زیادہ کوشش کرے اور اگر جانے کہ برا کام کیا ہی تو توبہ اور استغفار کرکر
التوبة والاستغفار واصلاح الحال بالتوجه الی الطاعات المنجیة عن العقبات فی العرصات والموصلة الی الدرجات
حال کو درست بناوے طاعات کی طرف متوجہ ہو جو قیامت کی عذاب سے نجات دے اور موت کی بعد بلند درجوں پر پہنچاوے
بعد الممات والعاجز من غلبت علیه نفسه وصار تابعا لها واعطاها ما ارادت من المحرمات والمنهیات
اور بیوقوف وہ ہی جسپر نفس غالب آکر اوسکو اپنا تابع کرلے اور جو چاہے سو محرمات اور منہیات میں سے اوسکو دیوے
وتمنی علی الله ان یغفر له ویدخل الجنة من غیر التوبة والاستغفار واصلاح الحال وهذا هو الغرور والغرور علی
اور اللہ سے یہہ تمنا کرے کہ خدا بخشدے اور بے توبہ اور بے استغفار اور بلا درستی حال جنت میں داخل کردے اور یہہ ہی غرور کہلاتا ہی اور غرور جیسے
ما ذکره الامام الغزالی فی الاحیاء هو سکون النفس الی ما یوافق الهوی ویمیل الیه الطبع عن شبهة وخدعة من
امام غزالی نے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہی نفس کا اطمینان اور موافق ہوا و ہوس کی طبع کا میلان بسبب شبہ اور شیطانی مکر کی ہی
الشیطن فمن اعتقد انه علی خیر اما فی العاجل او فی الآجل عن شبهة فاسدة فهو مغرور واکثر الناس یظنون فی
سو جو شخص اپنی حالت کو بالفعل یا آخر کو شبہ فاسدہ کی راہ سے بہتر سمجھتا ہی پس وہ دہوکہ میں گرفتار ہی اور اکثر لوگ اپنی دلمیں اپنی حال کو
انفسهم خیرا مع کونهم مخطئین آثمین فهؤلاء مغرورون وان اختلفت اصناف غرورهم وتفاوتت درجاتهم حتی
بہتر سمجھتے ہیں باوجودیکہ خطاوار اور گنہگار ہوتے ہیں اب وہ دہوکہ میں ہیں اگرچہ جہات اور طریقے دہوکہ کی مختلف ہوں اور اونکی درجے کم و زیادہ ہوں یہاں تک
کان غرور بعضهم اظهر واکثر من بعض فمنهم من غرتهم الحیوة الدنیا ومنهم من غرهم بالله الغرور اما الذین غرتهم
کہ ہر ایک کا دہوکہ ایک سے فاحش اور بہت بڑہتی ہو پھر بعضوں کو دنیا کی دہوکہ میں ہیں اور بعضے اللہ کی ساتہہ دہوکہ میں ہیں پہر جو شخص دنیا کی
الحیوة الدنیا فهم الذین قالوا النقد خیر من النسیئة والدنیا نقد والآخرة نسیئة فاذن الدنیا خیر فلا بد من ایثارها
زندگی کی دہوکہ میں ہیں سو وہ شخص ہیں جو کہتے ہیں نقد ادہار سے بہتر ہی اور دنیا تو نقد ہی اور آخرت ادہار ہی سو اب دنیا بہتر ہی پس دنیا کا اختیار کرنا ضرور ہی
وهذا القیاس فاسد یشبه قیاس ابلیس حیث قال فی حق آدم النبی علیه السلام انا خیر منه خلقتنی من نار
اور یہہ استدلال فاسد ابلیس کا سا قیاس ہی کہ اوسنی آدم علیہ السلام کی حق میں کہا تہا میں اوس سے بہتر ہوں مجکو تو نے بنایا آگ سے

المجلس السابع والستون فی بیان الکیس وحال الاحمق

وخلقته من طین والی هؤلاء الاشارة بقوله تعالی الذین اشتروا الحیوة الدنیا بالاخرة فلا یخفف عنهم العذاب
اور اسکو بنایا خاک سی اور انہی طرف اشارہ ہی اس آیت میں جنہون نی خرید کی دنیا کی زندگی آخرت دیکر سو نہ ہلکا ہوگا اونپر عذاب
ولاهم ینصرون وعلاج هذا الغرور اما التصدیق بمجرد الایمان والتصدیق بالبرهان اما التصدیق بمجرد الایمان
اور نہ اونکو مدد پہنچی کی اور اس دہوکہ کا علاج یا تصدیق نری ایمانی سی ہی یا تصدیق برہانی سی پہر نری تصدیق ایمان کی ․
فهو ان یصدق الایات الواقعة فی القران من جملتها قوله تعالی ما عندکم ینفد وما عند الله باق وقوله تعالی
تو یہہ ہی کہ آیات کی جو کہ قرآن میں آئی ہین تصدیق کری جنمین سی ایک یہہ آیت ہی جو تم پاس ہی نبٹر جاویگا اور جو اللہ پاس ہی سو رہتا ہی اور ایک یہہ آیت
والاخرة خیر وابقی وقوله تعالی وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور فانه علیه السلام قد اخبر بذلک طوائف
اور پچھلا گہر بہتر ہی اور رہنی والا اور یہہ آیت اور دنیا کا جینا یہی ہی جنس دغا کی بیشک نبی علیہ السلام نی بہت کفار کو اسکی خبر سنائی
من الکفار فصدقوه وامنوا به ولم یطالبوه بالبرهان وهذا ایمان یخرج العامة من الغرور واما التصدیق
پس اونہون نی سچ مانا اور اوسپر ایمان لائی اور کوئی برہان آپ سی طلب نکی یہہ ایمان ہی کہ عوام لوگ دہوکہ سی بچ جاتی ہین اور تصدیق برہانی
بالبرهان فهو ان یعرف وجه فساد هذا القیاس الذی نظمه ابلیس فی قلبه فان کل مغرور فلغروره سبب و
یہہ ہی کہ اس قیاس کی فساد کو معلوم کری جو کہ ابلیس نی اپنی دلمین مرتب کیا تہا کیونکہ جو شخص دہوکہ مین آتا ہی تو اوسکا کوئی سبب ہوتا ہی اور
ذلک السبب هو دلیله وکل دلیل نوع قیاس یقع فی القلب ویورث السکون الیه وان کان صاحبه لا یشعر به
وہی سبب اوسکی دلیل ہوتی ہی اور ہر دلیل ایکطرحکا قیاس ہوتا ہی جو دلمین پیدا ہوکر دلکو تسکین دیتا ہی اگرچہ قیاس والی کو اسکی خبر نہو
ولا یقدر علی نظمه بالفاظ العلماء فالقیاس الذی نظمه الشیطان فی قلب المغرور مرکب من اصلین احدهما
اور نہ اتنی استعداد ہو کہ علماء کی طور پر عبارت مرتب کر لی پس وہ قیاس جو شیطان نی بہکی ہوئی کی دلمین مرتب کیا تہا دو اصل سی مرکب ہی ایک تو یہہ
الدنیا نقد والاخرة نسیئة وهذا صحیح والثانی النقد خیر من النسیئة وهذا محل التلبیس اذ لیس الامر کذلک مطلقا
کہ دنیا نقد ہی اور آخرت ادہار ہی یہہ تو صحیح ہی اور دوسرا یہہ کہ نقد بہتر ہوتا ہی ادہار سی یہہ جگہ دہوکہ کی ہی کیونکہ کلیہ یون نہیں ہی
بل اذا کان النقد مثل النسیئة فی المقدار والمقصود فهو خیر منها واما اذا کان اقل من النسیئة فالنسیئة خیر منه
بلکہ نقد اور ادہار دونو اگر مقدار اور مقصود مین برابر ہون تو جب تو نقد بہتر ہی اور اگر نقد مقدار مین ادہار سی کمتر ہو تو پہر نقد سی ادہار بہتر ہوتا ہی
فان هذا المغرور یبذل فی تجارته درهما نقدا لیاخذ عشرة نسیئة ولا یقول النقد خیر من النسیئة وکذا اذا
کیونکہ یہہ مغرور ہی اپنی تجارت مین ایک روپیہ نقد خرچ کرتا ہی تا کہ دس روپیہ ادہار یعنی انجام کو حاصل کری اب نہین کہتا کہ نقد بہتر ہی ادہار سی اور ایسی ہی اگر
حذره الطبیب من الفواکه ولذائذ الاطعمة یترک ذلک فی الحال خوفا من الم المرض فی الاستقبال والتجار کلهم
طبیب میوی اور لذیذ کہانونسی منع کردی تو آیندہ کو بیماری کی خوف کا مارا فورًا چہوڑ دیتا ہی اور تمام تجارت پیشہ
یرکبون البحار ویختارون مشاق الاسفار فی الحال لاجل الربح والراحة واللذة فی الاستقبال فاذا کانت العشرة فی
دریا کا سفر اور سفر کی مشقتین بالفعل گوارا کر لیتی ہین آیندہ کی منفعت اور آرام اور لذت کی واسطی پہر جب آیندہ کی دس
الاستقبال خیرا من الواحد فی الحال وکذا اذا کان الربح والراحة واللذة فی الاستقبال خیرا من الالم والمشقة فی
حال کی ایک سی اور ایسی ہی آیندہ کی منفعت اور راحت اور لذت حال کی الم اور مشقت سی بہتر ہوئی تو
الحال فقس لذة الدنیا وراحتها من حیث مدتها بالنسبة الی مدة الاخرة فان اقصی عمر الانسان مائة سنة
پس دنیا کی لذت اور راحت کو باعتبار دنیا کی مدت کی آخرت کی مدت کی بہ نسبت قیاس کر لی کیونکہ انسان کی بڑی سی بڑی عمر سو برس کی ہوتی ہی
قلما یبلغها وهو لیس عشر عشیر من جزء من الف جزء من مدة الاخرة فکانه ترک واحدا لیاخذ الف الف
اس سی بہت کم پہنچی پاتا ہی سو یہہ سوان حصہ بہی نہین ہی ہزاروین حصہ مین کا آخرت کی مدت مین سی گویا اسنی ایک کو دس لاکہ لینی کی واسطی ترک کیا

بل لما اخذ ما لا نهاية له هذا من حيث المدة واما من حيث النوع فلذات الدنيا مكدرة مشوبة بانواع الالام
بلکہ بے نہایت کی دا علی یہہ فرق ایش تو باعتبار مدت کے ہی اور باعتبار خوبی قسم کی سو دنیا کی لذتیں طرح طرح کی المون سی مکدر اور سختیوں سی آلودہ ہیں
والشدائد ولذات الاخرة صافية غير مكدرة فاذن يظهر غلطه في قوله النقد خير من النسيئة وعند ذلك
اور آخرت کی لذتیں صاف اور مصفا اب اوسکی غلطی صاف ظاہر ہوتی ہی کہ نقد بہتر ہوتا ہی اودہار سی اور اسوقت
يرجع الشيطان الى قياس اخر وهو ان اليقين خير من الشك والدنيا يقين والاخرة شك فلا يترك اليقين وهذا
شیطان ایک اور قیاس منتظم کرتا ہی اور وہ یہہ ہی یقین بہتر ہوتا ہی شک سی اور دنیا تو یقینی ہی اور آخرت میں شک ہی سو یقین کو ترک نہیں کرسکتی اور یہہ
القياس اكثر فسادا من الاول لكون كل من اصليه باطلا لان كون اليقين خيرا ليس الا اذا كان مثله لا مطلقا
قیاس پہلی قیاس سی خراب تر ہی کیونکہ اسکی دونوں اصل غلط ہیں اسلئے کہ یقین جب ہی بہتر ہوتا ہی کہ شک کی مثل ہووی کچھ کلیہ نہیں ہی
الا ترى ان التاجر في تعبه على يقين وفي حصول ربحه على شك وكذا المريض يشرب الدواء البشيع الكريه وهو في
کیا تو نہیں دیکھتا کہ سوداگر اپنی مشقت کو یقینی جانتا ہی اور فائدہ ہونے میں شک پر ہی اور ایسی ہی بیمار کڑوی بدمزہ دوا پیتا ہی تلخی دوا کی تو یقینی ہی
مرارة الدواء على يقين وفي حصول الشفاء على شك لكن يقول الم مرارة الدواء قليل بالنسبة الى الم امتداد المرض المؤدي
اور صحت ہونی میں شک ہی پر وہ یہہ کہتا ہی کہ الم کڑوی دوا کا بنسبت الم زیادتی مرض کی کمتر ہی جس میں
الى الهلاك فمن كان على شك في امر الاخرة يجب عليه ان يقول الصبر في ايام قلائل وهو منتهى العمر قليل بالنسبة
مر ہی جاتی ہیں پھر جسکو آخرت کی باب میں شک ہو تو اوسپر یہہ تصور واجب ہی کہ صبر کرنا چند روز کا یعنی آخر حیات تک بہ نسبت
الى ما يقابله من امر الاخرة فان كان ما يقال فيه كذبا فما يفوتني الا التنعم ايام حياتي وقد كنت في العدم من الازل
اپنی مقابل یعنی آخرت کی کمتر ہی کیونکہ آخرت کا حال جو مشہور ہی اگر جھوٹ نکلا تو میرا اسوا عیش زندگانی کی کیا جاتا رہیگا اور ہمیشہ عدم میں ازل سی
الى الان واحسب اني بقيت في العدم ولم اتنعم وان كان ما يقال فيه صدقا ابقى في النار دهرا طويلا وهذا مما
اب تک نابود ہی تہا سو میں سمجھونگا معدوم ہی رہا عیش حاصل نہوا اور اگر یہہ مشہور سچ ہوا تو میں زمانہ دراز تک آگ میں جلونگا اس مصیبت کی طاقت
لا يطاق به وكذلك قال علي لبعض الملحدين المنكرين للاخرة ان كان ما قلتم حقا تخلصتم وتخلصنا وان كان
ہرگز نہیں ہی ایسا ہی علی رضی اللہ عنہ نی ایک ملحد سی جو آخرت کا منکر تہا جواب میں یہہ فرمایا جو تو کہتا ہی اگر سچ ہوا تو تم بھی بچی اور ہم بھی بچی اور اگر
ما قلنا حقا تخلصنا وهلكتم وليس هذا القول منه على شك في الاخرة بل كلم الملحد على قدر عقله وبين له
ہمارا قول حق ہوا تو ہم بچی اور تم مارے گئی اور یہہ قول علی کا آخرت میں کچھ شک کی راہ سی نہ تہا بلکہ ملحد سی اوسکی عقل کی موافق کلام کیا اور اوسکو ظاہر کر دیا
انه وان لم يكن متيقنا فهو مغرور واما الاصل الثاني الذي هو ان الاخرة شك فهو باطل ايضا لان ذلك يقين
کہ بلا شبہ اگر وہ نہیں یقین رکھتا تو وہ دہوکہ میں ہی اور اس قیاس کی دوسری اصل یعنی آخرت مشکوک ہی یہہ بھی باطل ہی اس لئے کہ مومن کی نزدیک
عند المؤمن وايمانه يدفع غرور الشيطان الا انه اذا ترك اوامر الله تعالى وضيع الاعمال الصالحة ولابس المعاصي
یقینی بات ہی اور اوسکا ایمان شیطان کی فریب کو دفع کر دیتا ہی پر اتنا ہی کہ اسنی جب احکام الہی کو ترک اور اعمال صالحہ کو ضایع کیا اور معاصی
والمنكرات يكون مشاركا للكفار في هذا الغرور لانه وان كان معترفا بكون الاخرة خيرا من الدنيا لكنه مال
اور منکرات میں مبتلا ہوا تو اس دہوکہ میں کفار کا شریک ہوگیا اسواسطی کہ اگرچہ آخرت کو دنیا سی بہتر جانتا ہی اور اقرار کرتا ہی پر دنیا کی طرف راغب ہوکر
الى الدنيا واثرها على الاخرة واستحق ان يكون من اهل النار كالكفار الا ان امره يكون اخف لان اصل الايمان
دنیا کو آخرت پر پسند کر لیا ہی اور سزاوار ہی کہ کفار کی طرح ناری ہووی لیکن اسکا حال بہ نسبت کفار کی خفیف تر ہی کیونکہ اصل ایمان
ينجيه من العذاب الابدي ويخرجه من النار ولو بعد حين وهذا هو فائدة مجرد الايمان وحده واما
ابدی عذاب سی بچا کر دوزخ میں سی نکال دیگا اگرچہ کچھ مدت کی بعد اتنا تو فائدہ نری ایمان کا ہی اور رہا

الفوز بالمقصود فلا یکفی له مجرد الایمان وحده بل لابد من ضم العمل الصالح الیه کما یدل علیه آیات القران
حاصل کرنا درجا مقصود کا سو اسمین نرا ایمان کافی نہین ہی بلکہ اوسکی ساتھ عمل صالح بہی چاہیئی چنانچہ قرآن کی آیات سی معلوم ہوتا ہی

من جملتها قوله تعالی وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اهتدی وقوله تعالی ان رحمت الله قریب
اونمین سی ایک یہہ آیت ہی اور میری بخشش ہی اوسپر جو توبہ کری اور یقین لاوی اور کری بہلا کام پہر راہ پر رہی اور یہہ آیت بیشک مہر الله کی نزدیک ہی نیکی والونسی

وقوله تعالی والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات فوعد المغفرة فی کتاب الله تعالی منوط
اور یہہ آیت قسم اوتری دن کی مقرر انسان ہر ٹوٹہ ہی مگر جو یقین لائی اور کئی بہلی کام پس کتاب الله مین بخشش کا وعدہ ایمان

بالایمان والعمل الصالح جمیعا لا بالایمان وحده فمن اقر بلسانه ان الآخرة خیر وابقی ثم ترك العمل واشتغل بالمعاصی
اور عمل صالح دونو پر موقوف ہی نری ایمان پر نہین پہر جسنی زبان سی یہہ اقرار کیا کہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی پہر عمل خیر ترک کرکر معاصی مین مشغول ہوا

فهو من المغرورین بالدنیا والمسرورین بها والمحبین لها والکارهین للموت خیفة فوات لذاتها لا خیفة فوات لذات
تو وہ دنیا کی دہوکہ مین آیا ہوا ہی دنیا پر خوش ہوتا ہی اور اوسکی محبت مین موت سی ڈرتا ہی مبادا دنیا کی لذت فوت ہوجاوی یہہ خوف نہین ہی کہ آخرت کی لذت

الآخرة وحصول عقابها فهؤلاء هم الذین غرتهم الحیوة الدنیا وهم عن الآخرة هم غفلون والذین غرهم بالله الغرور
فوت ہوکر عقاب ہونی لگی سو یہہ وہ لوگ ہین جنکو دہوکہ دیا دنیا کی زندگی نی اور وہ آخرت سی بی خبر ہین اور جنکو دہوکہ مین ڈالا الله کی نام سی غرور نی

فهم الذین یهملون الاعمال ویشتغلون بالمنکرات ویقولون ان الله کریم رحیم نرجو رحمته ومغفرته وهذا
وہ وہی لوگ ہین جو اعمال مین سستی کرتی ہین اور منکرات مین مشغول رہتی ہین اور کہتی ہین کہ الله کریم اور رحیم ہی اوسکی رحمت اور مغفرت کی امید ہی یہہ

الکلام وان کان صحیحا فی نفسه مقبولا فی القلوب الا ان الشیطان لا یغوی الانسان الا بکلام مقبول الظاهر
بات اگرچہ حقیقت مین راست ہی دل مانتی ہین پر انسان کو شیطان ایسی ہی بات سی بہکاتا ہی جو ظاہر مین مقبول ہو

مردود الباطن ولولا حسن ظاهره لما انخدعت به القلوب لکن النبی علیه السلام کشف عن ذلك بقوله الکیس
اور باطن مین مردود اور اگر ظاہر مین پسندیدہ نہووی تو اوسکی بات پر دل ہرگز فریب نکہاوین لیکن نبی علیہ السلام نی اسکو ظاہر کردیا یہہ فرمایا کہ ہوشیار

من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله وهذا التمنی هو الغرور الذی غیّر
وہ ہی کہ اپنی آپ کو حقیر سمجہی اور آخرت کی لئی عمل کری اور احمق وہ ہی کہ ہوا ہوس کی پیچہی لگا ہی اور الله پر آرزوئین کری یہہ آرزو لگانی ہی دہوکا ہی جسکا شیطان نی بدلکر

الشیطان اسمه وسماه رجاء حتی خدع به کثیرا من الناس وقد شرح الله الرجاء بقوله الذین آمنوا وهاجروا
رجا نام رکہا ہی یہان تک کہ بہت لوگون کو اس فریب مین لی لیا ہی اور رجا کی شرح الله تعالی نی اس آیت مین آپ کردی ہی جو لوگ ایمان لائی اور ہجرت کی

وجاهدوا فی سبیل الله اولئك یرجون رحمت الله وقیل للحسن قوم یقولون نرجو الله ویضیعون العمل فقال
اور لڑی الله کی راہ مین وہ امیدوار ہین الله کی مہر کی کسینی حسن سی کہا ایک لوگ یہہ کہتی ہین الله سی ہمکو امید ہی اور عمل خیر ضایع کرتی ہین حسن نی کہا

هیهات هیهات تلك امانیهم یترددون فیها من رجا شیئا طلبه ومن خاف شیئا هرب منه وکما لا ینبت فی الدنیا
افسوس افسوس یہہ آرزوئین ہین انکی فکر مین پڑ رہی ہین جو شخص کسیکی آرزو کرتا ہی تو اوسکو طلب کرتا ہی اور جو کسی بات سی ڈرتا ہی تو اوس سی بہاگتا ہی اور جیسی دنیا مین

زرع الا بالحراثة کذلك لا یحصل فی الآخرة اجر وثواب الا بالایمان والعمل وکما کان معتوها من رجا ولدا ولم ینکح
کہیتی بدون بوئی نہین اگتی ایسی ہی آخرت مین اجر اور ثواب بدون ایمان اور عمل کی نہین ملتا اور جیسی نادان کہلاتا ہی جو شخص اولاد کی آرزو کری اور نکاح نکری

او نکح ولم یجامع او جامع ولم ینزل کذلك یکون معتوها من رجا رحمة الله تعالی ولم یؤمن او آمن ولم یعمل
یا نکاح توکری پر صحبت نکری یا جماع بہی کری پر منزل نہو ایسی ہی نادان کہلاتا ہی جو شخص رحمت الہی کی امید رکہی اور ایمان نہ لاوی یا ایمان لاوی پر عمل صالح

الصالحات او عمل الصالحات ولم یترك السیئات وکما ان من نکح وجامع وانزل ینبغی له ان یرجو حصول الولد
نکری یا اعمال صالح بہی کری پر برائیان نچہوڑی اور جیسی جو شخص نکاح کری پہر جماع کری اور منزل ہووی تو اوسکو لایق ہی کہ اولاد کی آرزو کری

وان

وان يخاف عدم حصوله كذلك ان من امن وعمل الصلحت وترك السيأت ينبغي له ان يرجو حصول

اور اوسکے نہ ہونیکا بہی خوف کرے ایسے ہی جو شخص ایمان لایا اعمال نیک کئے اور برائیاں چہوڑدیں تو اوسکو لائق ہی کہ اجر اور ثواب کا

الاجر والثواب وان يخاف عدم حصوله فلو وجب على المؤمن ان يتوب عن السيأت ويداوم على الطاعات

متوقع ہووے اور محرومی سے ڈرتا رہے پس مومن پر یہہ واجب ہی کہ برائیوں سے توبہ کرے اور ہمیشہ طاعات کرتا رہے

ثم يكون بين الخوف والرجاء ولا يقنط من رحمة الله تعالى ولا يأس من عذاب الله تعالى فان المنهمك في المعاصي

پہر خوف اور رجا دونو رکہے اور اللہ کی رحمت سے نا امید اور عذاب الٰہی سے بیخوف نہو بیشک جو شخص گناہوں میں مبتلا ہے

قد يخطر له التوبة فيقول له الشيطن انى يقبل توبتك مع ارتكابك امثال تلك الذنوب فيجب عند

اوسکے دل میں کبہی توبہ کا خیال آتا ہے پر اوسکو شیطان یون بہکاتا ہے تیری توبہ کب قبول ہوتی ہے تو ایسے ایسے گناہوں میں گرفتار ہے پس ایسی حالت میں واجب ہے

ذلك قمع القنوط بالرجاء ويقول ان الله كريم رحيم يغفر ذنوب التائبين لانه تعالى قال واني لغفار لمن

کہ نا امیدی کو دفع کرکر امیدوار ہوجانا چاہیئے اور کہے کہ بیشک اللہ کریم اور رحیم ہے توبہ کرنیوالوں کی گناہ معاف کرتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تحقیق البتہ بخشدیتا ہوں جو

تاب ووعد قبول التوبة وقال وهو الذي يقبل التوبة عن عباده فان التوبة طاعة تكفر الذنوب كلها

توبہ کرے اور توبہ قبول کرنیکا وعدہ کیا فرمایا اور وہ ہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنی بندوں سے بیشک توبہ ایسی عبادت ہے کہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ سب

صغيرها وكبيرها حتى الكفر بخلاف سائر الطاعات فانها لا تكفر الا الصغائر فمن توقع المغفرة مع التوبة فهو

دیتی ہے یہانتک کہ کفر کو بخلاف تمام اور عبادات کی سو اور عبادات صرف گناہ صغیرہ کو اوتارتی ہیں پہر جو شخص توبہ کرکر بخشش کا امیدوار ہو تو وہ

راج ومن توقع المغفرة مع الاصرار فهو مغرور وكل توقع يورث التوبة والتشمر على العبادة فهو رجاء وكل توقع

راجی ہے اور گناہ پر اڑا ہوا بخشش کی توقع کرتا تو وہ مغرور ہے جس توقع میں توبہ اور عبادت کا عزم حاصل ہووے وہ ہی رجا ہے اور جس توقع میں

يوجب الفتور في العبادة والركون الى البطالة فهو غرور فان من خطر له ان يترك الذنوب ويشتغل بالعبادة

عبادت میں قصور اور بیہودگی کی طرف رغبت آوے وہ ہی غرور ہے کیونکہ جسکو یہہ خیال آوے کہ گناہ سے بچوں اور عبادت کروں

يقول الشيطان له مالك تؤذي نفسك وتعذبها ولك رب كريم غفور رحيم فيفتر بذلك عن التوبة والعبادة

تو شیطان اوسکو یہہ وسوسہ دیتا ہے تجھکو کیا ہوا اپنی جان کو تکلیف اور عذاب دیتا ہے تیرا پروردگار تو کریم اور غفور اور رحیم ہے سو اس فریب میں آکر توبہ اور عبادت سے باز رہتا ہے

فهذا غرور وعند ذلك يجب على العبد ان يستعمل الخوف ويخوف نفسه بغضب الله تعالى وعظيم عقابه

سو یہہ ہی غرور ہے ایسی حالت میں ضرور ہے کہ آدمی خوف کرے اور اپنے نفس کو غضب الٰہی اور اوسکی بڑی عذاب سے ڈراوے اوسکو یہہ سمجہاوے

ويقول لها ان الله تعالى كما كان غافر الذنوب وقابل التوبة فهو شديد العقاب ايضا وانه مع كونه كريما

کہ اللہ تعالیٰ جیسے گناہ معاف اور توبہ قبول کرتا ہے ویسے وہ عذاب بہی بہت بڑا کرتا ہے اور کریم اور رحیم ہوکر

رحيما خلد الكفار في النار ابد الاباد مع ان كفرهم لا يضره بل بسلط العذاب والمحن والامراض والعلل والفقر

کفار کو دوزخمیں قدیم کی لئے ڈال رکہا ہے باوجودیکہ اونکی کفر سے اوسکا کیا ضرر تہا ملک دنیا کی اندر اپنی بندوں پر عذاب محنت اور دکہہ اور بیماری اور فقیری

والجوع على عباده في الدنيا مع كونه كريما رحيما قادرا على ازالتها فمن كان سنته في عباده كذلك كيف يغتر به

اور بہوک تعینات کردیتا ہے حال یہہ کہ کریم اور رحیم ہے قدرت والا سب تکلیفیں دور کرسکتا ہے پہر جسکا بندوں کی حق میں یہہ طرز ہو تو آدمی کب فریفتہ

العبد ولا يخافه وقد خوفه عقابه ورجاء اكثر الخلق في هذا الزمان هو سبب فتورهم عن العمل واقبالهم على الدنيا

ہوسکتا ہے کہ اوسکا خوف اوٹہا رکہے اور وہ بیشک اپنی عقاب سے ڈراچکا ہے اور اس زمانہ میں اکثر خلق کو ایسی رجا ہے کہ عمل میں سست دنیا پر متوجہ

واعراضهم عن طاعة الله تعالى واهمالهم السعي للاخرة وهم لا يعلمون انه غرور وليس برجاء وقد خبر النبي عليه السلام

طاعت الٰہی سے بے پرواہ آخرت کی سعی میں چست کو ضعیف کردیتی ہے اور نہیں سمجہتے کہ یہہ شیطانی دہوکہ ہے رجا نہیں ہے اور بیشک نبی علیہ السلام نے خبر دی

ان الغرور سيغلب على اخر هذه الامة قال الامام الغزالي قد كان ما اخبر به النبي عليه السلام فان الناس في الزمان
کہتی ہیں کہ غرور آخر کو اس امت کی جلد زور پکڑ جاویگا امام غزالی کہتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نی جو خبر دی تہی وہ ہو گئی کیونکہ اول زمانہ میں لوگ ہمیشہ
الاول كانوا يواظبون على الطاعات والعبادات ويبالغون في الاحتراز عن الشبهات والشهوات ومع ذلك كانوا
طاعت اور عبادت میں مشغول رہتی تہی اور شبہات اور شہوات سی خوب بچتی تہی اور پہر بہی اپنی حال پہ
يخافون على انفسهم ويبكون في الخلوات واما الان فترى الخلق آمنين فرحين غير خائفين مع اصرارهم على
ڈرتی رہتی تہی اور تنہائی میں رویا کرتی تہی اور اب اس زمانہ میں دیکہتی ہو کہ خلقت امن کی اندر خوش وخرم بی خوف وہراس معاصی پر اڑی ہوئی
المعاصي وانهماكهم في الدنيا واعراضهم عن طاعة الله تعالى ويزعمون انهم واثقون بكرم الله تعالى وفضله و
اور دنیا میں کہپی ہوئی طاعت آلہی سی بی پرواہ ہی اور کہتی ہیں ہمکو اللہ کی کرم اور فضل پہ بڑا بہروسہ ہی اور اوسکی
راجون لعفوه ومغفرته ويقولون ان نعمته واسعة ورحمته شاملة واين معاصي العباد في بحار مغفرته ويسمون
درگذر اور بخشش کی امید ہی اور کہتی ہیں کہ اوسکی نعمت فراخ ہی اور رحمت عام اور بندوں کی معاصی کی اوسکی دریای مغفرت میں کیا اصل ہی اور اس تمنی
تمنيهم واغترارهم رجاء ويقولون ان الرجاء مقام محمود في الدين فكانهم يزعمون انهم عرفوا من كرم الله تعالى و
اور اغترار کا نام رجا رکہہ چہوڑا ہی اور کہتی ہیں کہ رجا دین میں پسندیدہ مقام ہی سو گویا یہہ کہتی ہیں کہ ہم اللہ کا کرم اور فضل
فضله ما لم يعرفه الانبياء والصحابة والسلف الصالح المجلس الثامن والستون في بيان فضيلة التقوى
ایسا جانتی ہیں کہ انبیا اور صحابہ اور صلحا پیشین نہیں جانتی تہی اڑسٹہویں مجلس تقوی اور حسن خلق کی فضیلت میں اور بیان دونوں کی حقیقت کا
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتدرون ما اكثر ما يدخل الناس الجنة تقوى الله وحسن الخلق هذا الحديث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تم جانتی ہو کیا چیز ہی جو جنت میں لوگوں کو زیادہ لیجاویگی پرہیزگاری اور عادت نیک یہہ حدیث
من حسان المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان اكثر اسباب السعادة الابدية انما يحصل بالجمع بين هاتين الخصلتين
مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ اکثر سبب سعادت ابدی کا بدون جمع کرنی ان دونو خصلتوں کی حاصل نہیں ہو سکتا
فان التقوى اشارة الى حسن المعاملة مع الخالق وحسن الخلق اشارة الى حسن المعاملة مع الخلق فعلى هذا ينبغي
کیونکہ تقوی سی اشارہ طرف نیک معاملہ کی ہی ساتہہ خالق کی اور حسن خلق اشارہ طرف نیک معاملہ کی خلقت سی اسکی موافق لایق ہی
لمن علم ان سعادة الدنيا فانية وان سعادة الاخرة باقية ان يختار سعادة الاخرة على سعادة الدنيا وسعادة
اسکو جو یہہ جانتا ہی کہ سعادت دنیوی فنا ہونیوالی ہی اور سعادت اخروی رہنی والی کہ سعادت اخروی کو سعادت دنیوی پر پسند کری اور سعادت
الاخرة لا تحصل الا بتقوى الله تعالى لان حسن الخلق وان ذكر معها اهتماما بشانه الا انه داخل فيها لانها عبارة عن
اخروی بدون تقوی آلہی کی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ حسن خلق اگرچہ اوسکی ساتہہ عظمت شان کی لئی مذکور ہی پر وہ تقوی ہی میں داخل ہی اسلئی کہ تقوی پہلا نام
اجتناب المنكرات والمنهي عنها واتيان المعروفات والمامور بها وبها تحصل خيرات الدنيا والاخرة اما الخيرات الدنيوية
منکرات اور ممنوعات سی بچنا اور امور حسنہ اور خدا کی فرمود کو بجالانا اور اسی میں دنیا اور آخرت کی خوبیاں موجود ہیں پہر خوبیاں دنیا کی
فمنها الحفظ والحراسة كما قال الله تعالى وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ومنها النجاة من الشدائد والرزق من
ایک اونمیں سی حفاظت اور نگہبانی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور اگر تم ٹہری رہو اور بچتی رہو کچہہ نہ بگڑیگا تمہارا اونکی فریب سی اور انہیں سی سختیوں سی نجات پانی اور حلال روزی
الحلال كما قال الله تعالى وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ واما الخيرات الاخروية
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سی وہ کر دی اوسکا گذارہ اور روزی دی اوسکو جہاں سی اوسکو خیال نہو اور آخرت کی خوبیوں میں سی یہہ ہی
فمنها اصلاح العمل كما قال الله تعالى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ومنها
درستی ال کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو ڈرتی رہو اللہ سی اور کہو بات سیدہی کہ سنوار دی تمکو تمہاری کام اور انہیں سی

قبول العمل كما قال الله تعالى انما يتقبل الله من المتقين ومنها الاكرام والاعزاز كما قال الله تعالى ان اكرمكم
قبولیت عمل کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی سو ادب والوں سی اور انہیں سی اکرام اور عزت چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بیشک عزت اسکی ان
عند الله اتقكم ومنها البشارة كما قال الله تعالى الذين امنوا وكانوا يتقون لهم البشرى في الحيوة الدنيا
اسہی کو بڑی جسکو ادب بڑا اور انہیں سی مژدہ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ یقین لائی اور رہی پرہیزگاری کرتی اونکو ہی خوشخبری دنیا کی جیتی
وفي الاخرة ومنها النجاة من النار كما قال الله تعالى ثم ننجي الذين اتقوا ونذر الظلمين فيها جثيا ومنها الخلود
اور آخرت میں اور انہیں سی دوزخ سی نجات چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر بچا لینگی ہم اونکو جو ڈرتی رہی اور چھوڑ دینگی گنہگاروں کو اوسمیں اوندہی پڑی اور انہیں سی جنت
في الجنة كما قال الله تعالى لكن الذين اتقوا ربهم لهم جنت تجري من تحتها الانهر خالدين فيها ومنها الدرجة
میں ہمیشہ کو رہنا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی لیکن جو لوگ ڈرتی رہی اپنی رب سی اونکو باغ ہیں جنکی نیچی بہتی ندیاں رہ پڑی اوسمیں اور انہیں سی درجہ بلند
العليا والمرتبة القصوى التي هي محبة الله تعالى كما قال الله تعالى ان الله يحب المتقين ولو لم يكن في
اور انتہا کا مرتبہ یعنی محبت الہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ کو خوش آتی ہیں احتیاط والی اور اگر تقوی میں
التقوى سوى هذه الخصلة لكفت فكيف لا يسعى العبد في تحصيلها مع ان لها فضائل كثيرة سواها و
سوای اسکی کوئی خصلت نہوتی تو بہی کافی تہی پہر آدمی کیونکر نہ سعی کرکر اوسکو حاصل کری باوجودیکہ اوسمیں اسکی سوای بہت فضیلتیں ہیں اور
القران مملو بذكر فضائلها فانه تعالى قال في اية الله ولي المتقين وقال في اية اخرى والعاقبة للمتقين
قرآن اسکی فضائل سی بہرا ہی بیشک اللہ تعالی ایک آیت میں فرماتا ہی اللہ رفیق ہی ڈرنیوالوں کا اور دوسری آیت میں فرمایا اور آخر بہلا ہی ڈر والوں کا
وقال في اية اخرى وازلفت الجنة للمتقين وغيرها الايات الدالة على فضيلة التقوى فانه تعالى قد وصى
اور ایک اور آیت میں فرمایا اور نزدیک لائی گئی بہشت ڈر والوں کی اور سوا اسکی اور آیتیں جو تقوی کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں اور اللہ تعالی نی بیشک
بها الاولين والاخرين من حيث قال ولقد وصينا الذين اوتوا الكتب من قبلكم واياكم ان اتقوا الله وحاصل
پہلوں اور پچہلوں کو وصیت کی ہی چنانچہ فرماتا ہی اور ہمنی کہہ رکہا ہی پہلی کتاب والوں کو اور تمکو کہ ڈرتی رہو اللہ سی حاصل یہہ ہی
انها اجماع كل خير وهي في اللغة فرط الصيانة وفي عرف الشرع عبارة عن التوقي عما يضره في الاخرة من فعل او
کہ اسمیں تمام خوبیاں جمع ہیں اور تقوی لغت میں خوب احتیاط کرنی اور عرف شرع میں ایسی اعمال سی بچنی کو کہتی ہیں جو کرنی سی چہوڑنی سی آخرت میں ضرر
ترك فيلزم اجتناب الكبائر بالاتفاق في تحصيلها وعند البعض يلزم اجتناب الصغائر ايضا
پہنچاوی سو اسکی حصول تقوی کی کبایر سی بچتی رہنا بالاتفاق لازم ہی اور بعضوں کی نزدیک تقوی کی لئی صغایر سی بہی بچنا ضرور ہی
في تحصيلها وهو الحق وقيل لا يلزم اجتنابها لانها مكفرة عن مجتنب الكبائر
اور یہی قول حق ہی اور کوئی کہتا ہی صغایر سی اجتناب ضروری نہیں کیونکہ صغائر اوسکی اوتر جاتی ہیں جو کبایر سی بچتا ہی
فلا يستحق العبد بها العقوبة لقوله تعالى ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سياتكم لكن هذا خطا
سو بندہ صغایر کی بدلے سزا اور عقوبت کا نہیں ہوتا اس آیت سی اگر تم بچتی رہوگی بڑی چیزوں سی جو تمکو منع ہوئیں تو ہم اوتار دینگی تمسی تقصیریں تمہاری لیکن یہہ رائی
مخالف لقواعد اهل السنة لان العقاب على الصغيرة جائز عندهم ولو مع اجتناب الكبائر لان بعض المفسرين
خطا اور اہل سنت کی قواعد سی خلاف ہی کیونکہ اہل سنت کی نزدیک صغیرہ پر بہی عذاب کرنا جایز ہی اگرچہ کبایر سی بچتا ہی کہ بعض مفسرین نی اس آیت میں کبایر سی مراد
حملوا الكبائر في الاية على انواع الشرك كشرك اليهود والنصارى والمجوس وغيرهم لان المطلق عند عدم القرينة
اقسام شرک لئی ہیں جیسی یہود اور نصاری اور مجوس وغیرہ کا شرک کیونکہ مطلق سی بدون قرینہ کی فرد کامل مراد ہوتا ہی اور
ينصرف الى الكامل وهو الشرك وباجتنابه لا يتعين تكفير غيره بل يبقى في مشية الله تعالى ان الله لا يغفر ان
فرد کامل شرک ہی اور شرک سی بچنی میں اور گناہ کا اوترنا مقرر نہیں ہوتا بلکہ مشیت الہی میں رہتا ہی اس آیت سی بیشک اللہ یہہ نہیں بخشتا

يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ مع ان الاصرار على الصغائر كبيرة فلا يكون مكفرة بل لا بد من اجتنابها
کہ اوسکا شریک ٹہراوی اور اوس سی نیچی بخشتا ہی جسکو چاہی باوجودیکہ صغایر پر جمی رہنا کبیرہ ہوتا ہی پہر کفارہ کب ہوسکیگا بلکہ اوسی ہی اجتناب ضروری ہی

وقد روی عن عطية انه عليه السلام قال لا يبلغ العبد ان يكون من المتقين حتى يدع ما لا باس به حذرا
اور عطیہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا آدمی درجہ تقوی کا نہیں پاتا جبتک لاباس کو نچہوڑی بخوف اپنا ادنی ذلت کی

عما به باس فهذا الحديث نص في لزوم اجتناب الصغائر في تحصيل التقوى لانها على تقدير كونها مكفرة عن مجتنب
اس حدیث سی صاف ظاہر ہی کہ اجتناب صغائر سی واسطی حصول درجہ تقوی کی ضروری ہی کیونکہ صغائر کو مانا کہ کبایر کی بچنی والی سی اوترجاتی ہیں

الكبائر يكون مما لا باس به فيلزم اجتنابها مع ان المعنى اللغوي الذي هو فرط الصيانة يقتضي اجتناب الكبائر و
پہلا باس بہ میں تو داخل ہیں پس صغائر سی اجتناب لازم ہی باوجودیکہ لغوی معنی کی رعایت یعنی خوب احتیاط کرنی تقاضا یہہ ہی کہ کبائر سی اور

الشبهات ايضا لكن الاحتراز عن جميع الشبهات لا يمكن في هذا الزمان كما قال قاضيخان في فتاواه ليس زماننا زمان
شبہات سی ہی بچی لیکن اس زمانہ میں تمامی شبہات سی احتراز نہیں ہوسکتا چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتی ہیں ہمارا زمانہ شبہات کا زمانہ نہیں ہی

الشبهات وعلى المسلم ان يتقي الحرام العائن وكذا قال صاحب الهداية في التجنيس وزمانهما قبل ستمائة سنة وقد بلغ
مسلم کا یہی ذمہ ہی کہ حرام ظاہر سی پرہیز رکہی اور ایسا ہی ہدایہ والا تجنیس میں کہتا ہی اور ان دونو کا زمانہ چہہ سو برس سی پہلی ہی اور اب تو

التاريخ الان ما بلغ ولا شك ان الفساد والتغير يزيدان بزيادة بعد الزمان عن عهد النبوة والسبب في عدم امكان
زمانہ کا حال ہی سو ہی اور اسمیں کچہہ شک نہیں ہی کہ عہد نبوت سی زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہی فساد اور تغیر بڑہتی جاتی ہیں اور اس زمانہ میں شبہات سی

الاحتراز عن الشبهات في هذا الزمان عدة امور الاول ان قوام البدن وانتظام المعاش ليس الا بالنقود والحبوب ونحوها
احتراز نہوسکنی کی کئی سبب ہیں اول یہہ کہ بدن کی تندرستی اور گذران کا انتظام بدون نقود اور دانہ وغیرہ کی

مما يخرج من الارض والغالب المستعمل في النقود والفلوس ليس الا الدراهم وقد صغروها بحيث لا يعلم كم منها يبلغ قدر
جو زمین سی پیدا ہوتا ہی نہیں ہوتا اور اکثر معاملات کی کرنی اور توڑنی میں چلن سوای دراہم کی نہیں ہی سو انکو اتنا کم کر ڈالا ہی کہ اصلا معلوم نہیں ہوتا کہ کتنی سی کی

وزن درهم واحد شرعي بل الطامعون من اخساء الفسقة والكفرة لا يزالون يقطعونها حتى صار المقطوع في الدراهم
درہم برابر ایک درہم شرعی کی ہوسکتی ہیں بلکہ لالچی فرومایہ فاسق اور کفار ہمیشہ دراہم کو کترتی جاتی ہیں یہان تک کہ کترا ہوا بچی سی بڑہتی

غالبا على غيره وسبب ذلك تركوا وزنها وجعلوها من المعدودات في التبائع والاستقراض والفضة وزنية ابدا
ہوگیا ہی اسکا باعث یہہ ہوا ہی کہ دراہم کو تولنا چہوڑ دیا ہی اور اونکو بیوع اور قرض وغیرہ میں معدود ٹہرا رکہا ہی اور چاندی ہمیشہ کی لئی وزنی ہی

لنص الشارع عليه فلا يتبدل بالعرف لان شرط اعتباره عدم النص وهذا مذهب ابي حنيفة ومحمد ورواية ظاهرة
شارع اوسکو صاف فرما چکا ہی سو عرف کی برتاؤ سی بدل نہیں سکتی اسلئی کہ عرف وہان معتبر ہوتا ہی جہان نص موجود نہو اور یہہ ہی مذہب ہی ابو حنیفہ اور محمد کا اور یہہ ہی

عن ابي يوسف وفي رواية ضعيفة عنه يعتبر العرف مطلقا فاذا كانت الفضة وزنية ابدا يلزم بيان وزنها في
ظاہر روایت ابو یوسف سی اور ایک ضعیف روایت ابو یوسف سی یہہ ہی کہ عرف مطلق معتبر ہوتا ہی پہر جب چاندی ہمیشہ کو وزنی ہی تو اوسکا وزن بیان کردینا بیوع

التبايع والاستقراض لان بيان مقدار الثمن شرط صحة البيع ونحوه ومقدار الوزن لا يعلم بالعد كما لا يعلم
اور قرض میں ضرور ہوا اسلئی کہ ثمن کی مقدار بیان کرنی بیوع وغیرہ کی صحت کی لئی شرط ہی اور وزن کی مقدار گنتی سی معلوم نہیں ہوتی جیسی تولنی سی

مقدار العددي بالوزن فاذا لم يبين وزنه يفسد البيع والاجارة والقرض ونحوها فيكون ما اشتري بالبيع الفاسد
گنتی معلوم نہیں ہوتی پہر جب اسکا وزن معلوم نہوا تو بیع اور اجارہ اور قرض وغیرہ سب فاسد ہوئی بس جو جو بوسیلہ بیع فاسد کی خریدا

من الطعام والجارية مليكا للمشتري بعد القبض لكن لا يحل له اكل الطعام ولا وطئ الجارية ولا مخلص منه و
کہانا یا لونڈی یہہ سب بعد قبض کی خریدار کی ملک ہو نگی پر اوسکو نہ تناول کہانی کا حلال ہی اور نہ صحبت لونڈی کی اور اس سی کوئی مخلصی نہیں ہی

شرعی معنون میں جیسا عرف عام میں یعنی المعنی الشرعی والعرفی وفرط الصیانة شرعی معنون میں جیسا کہ عرف میں ضروری اور وجوب احتیاط

لاحيلة

ولا حيلة فيه الا التمسك بالرواية الضعيفة عن ابي يوسف لتعسر الجمع بين العدد والوزن خصوصا

اور نہ اسمین کوئی حیلہ بجز تمسک اوسی ضعیف روایت کی جو ابو یوسف سے ہے کیونکہ گنتی اور تول کا جمع کرنا بہت دشوار ہے خاص کر

في حق الفقراء وقد تقرر ان الضرورات تبيح المحظورات والثاني غلبة الطمع على الناس بحيث ترى كثيرا

فقراء کے حق مین اور بیشک ٹھہر چکا ہے کہ ضرورت مین ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہے دوسرا سبب لوگون پر طمع کا غالب ہوجانا چنانچہ تو اکثر لوگون کو دیکھتا ہے

منهم لا يرضون بحقوقهم ولا يقنعون بحظوظهم بل يتجاوزون الى الحرام والثالث غلبة الظلم بين الخلق

کہ اپنی حق پر راضی نہین ہوتے اور اپنی اپنی حصہ پہ قناعت نہین کرتے بلکہ حرام تک بڑھ جاتے ہین اور تیسری خلقت مین ظلم کا پھیلنا

من الغصب والسرقة والخيانة والتزوير ونحوها والرابع غلبة الجهل على التجار والصناع والاجراء والشركاء

چھین لینا چرالینا خیانت کرنی دغا کرنی اور مانند اسکی چوتھی اصل یا سبب مین جہالت کا غلبہ سوداگرون اور کاریگرون اور مزدورون اور شرکا پر

في الاصل والعلة فلا يراعون شرائط الشرع في معاملاتهم فاذن معاملاتهم لا تخلو اما ان تبطل فيكون

سو یہہ لوگ شرعی شرطون کی رعایت اپنی کاروبار معاملہ مین نہین کرتے پس اب اونکی معاملات اس سے خالی نہین یا باطل ہونگی پھر تو

مكسوبهم حراما او تفسد وتكره فتكون مكسوبهم خبيثا والحرام لا يكون ملكا بالقبض بل ان امكن الرد

اونکی کمائی حرام ہوگی یا فاسد اور مکروہ ہون گی اب اونکی کمائی خبیث مشکوک ہوگی اور حرام چیز قبضہ کرنے سے ملک نہین ہوجاتی بلکہ اگر اوسکی مالک تک

الى صاحبه يجب الرد اليه ويحصل الاثم بغيره ولا يجوز لاحد اخذه بشراء او اجارة او هبة او صدقة او

پھیر دینا ممکن ہو تو پھیر دینا واجب ہوتا ہے اور بدون اسکی گنہگار ہوتا ہے اور کسیکو اوسکا لینا جایز نہین خرید کر یا اجارہ سے یا ہبہ سے یا صدقہ سے یا

نحوها اذ لا يصير بها حلالا وان تعذر الرد الى صاحبه فسبيله التصدق لا غير والخبيث وان كان ملكا

کسی اور وجہ سے مانند اسکی کیونکہ کوئی وجہ حلت کی نہین ہے اور اگر مالک تک پہنچانا دشوار ہو تو اوسکی راہ بجز صدقہ دینے کی کوئی نہین اور خبیث مشکوک اگرچہ قبضہ کرنے سے ملک

بالقبض لكن يجب على مالكه التصدق ويأثم بغيره ولا يجوز لاحد اخذه الا ان يتصدق عليه وهو فقير فاذا

تو ہوجاتی ہے پر مالک کو واجب ہے کہ صدقہ دیدے اور سوا صدقہ کی گنہگار ہوتا ہے اور کسیکو اوسکا لینا جایز نہین ہے الا جسکو صدقہ دیدے اور وہ فقیر ہو جب

كان كذلك فكيف يمكن المعاملة بالناس في هذا الزمان مع الاحتراز عن الشبهات فان كثيرا ما في ايديهم

حال یہہ ہے تو اس زمانہ مین لوگون سے شبہات سے بچکر معاملہ کرنا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کیونکہ اکثر مال جو اونکی قبضہ مین ہین

من الاموال اما حرام او خبيث بسبب ظلم بعضهم بعضا بالغصب والسرقة والخيانة والتزوير ونحوها

یا حرام ہین یا خبیث مشکوک آپکی ظلم سے بسبب غصب یا چوری یا خیانت یا دغابازی وغیرہ کی

او بسبب عدم مراعاة شرائط الشرع في معاملاتهم فالاخذ بالقول الاحوط والاحتراز عن الشبهات في هذا

یا اپنی معاملات مین شرعی شرایط کی رعایت نکرنے سے پس محتاط قول کو لینا اور شبہات سے بچنا اس

الزمان يستدعي ان لا يعامل مع الناس ويقتضي العزلة عنهم والفرار الى الجبال وسكنى المغارات وبطون الاودية

زمانہ مین یہہ چاہتا ہے کہ لوگون کی ساتھ کوئی معاملہ نکیجئے اور اونسے سراسر الگ ہوکر پہاڑون مین بھاگ جائے اور غارون اور نالون کی اندر رہا کریے

ورتع العشب والكلاء وفي هذا حرج عظيم وتكليف بما لا يطاق وكلاهما منفيان في الشرع بالنص لان الانسان

اور گھاس پھونس کھا لیا کریے اور اسمین بڑا ہی حرج اور طاقت سے زیادہ تکلیف ہے اور شرع کی اندر یہہ دونو بدلالت نص نہین ہین کیونکہ انسان کی جبلت

مدني بالطبع لا يمكنه ان يعيش وحده بل لا بد له ان يعيش مع الناس فيتعين في هذا الزمان لا محالة الاخذ

مل سار ہے یہہ کب ہوسکتا ہے کہ اکیلا گذران کرے بلکہ بالضرور اوسکی گذران آدمیون مین ہوگی پس اس زمانہ مین بالضرور امداد دینی روایت سے لینی چاہیے

بما قال محمد ومن تبعه من المشائخ من جواز اخذ مال الغير باذنه ورضائه بعوض وبغير عوض ما لم يعلم كونه

جو امام محمد کہتے ہین اور اونکی تلمیذ بعضی مشایخ کہ غیر کا مال اوسکی اجازت اور خوشی سے لینا بدلہ مین اور بے بدلہ جب تک صاف حرام معلوم نہو

حراما بعینه تمسکا باصول مقررة فی الشرع من ان الید دلیل الملك وان الاصل فی الاشیاء الاباحة وان

جایز بتاتی ہین قواعد مقررہ شرع سی تمسک کرکر کہ قبضہ دلیل ملک ہوتاہی اور اصل اشیاء مین اباحت ہی اور

الیقین لا یزول بالشك وانما یزول بیقین مثله وان الثمن فی العقود والفسوخ اذا کان من النقود لا یتعین

یقین شک سی دفع نہین ہوتا یقین جب ہی جاتاہی تب ویساہی یقین ہو اور ثمن عقود اور فسوخ مین اگر نقد روپیہ ہوتاہی تو تعین کرنی سی

بالتعیین بل یثبت بالذمة حتی لو اشیر الی الثمن النقد ودفع غیره یجوز بخلاف المبیع فانه یتعین بالعقد حتی

متعین نہین ہوتا بلکہ ذمہ پر لازم ہوتاہی یہان تک اگر ثمن نقد کو اشارہ سی متعین کری اور وہ اور روپیہ دیدی تو جایز ہی برخلاف مبیع کی پس مبیع عقد کرنی سی متعین ہوجاتاہی

لا یجوز استبداله باخر واقامته مقامه الا بالفسخ وتکرار العقد وبما قال الکرخی وقد صرحوا بکون الفتوی علیه

یہانتک کہ اوسکو اور مبیع سی بدل دینا اور بدلہ کو اوسکی جگہہ ٹہرادینا جایز نہین ہی جبتک پہلا عقد فسخ اور دوبارہ عقد نکیا جاوی اور تمسک کرنا امام کرخی کی قول سی کہ صاف کہہ چکی ہین

فی هذا الزمان ان المشتری بحرام بعینه حلال طیب الا ان یشار الیه حین العقد ثم سلم فح یکون ملکا خبیثا

کہ اس زمانہ مین فتوی اسیپر ہی کہ شی خریدی ہوئی ثمن معین حرام سی حلال پاکیزہ ہوتی ہی مگر اوس صورتمین کہ عقد کرتی ہوئی اوس ثمن حرام کی طرف اشارہ کرین پہر وہی دیدین

واجب التصدق وبما ذهب الیه ابو حنیفة من ان الخلط الرافع للتمیز استهلاك موجب للتملك والضمان وبما روی

تو وہ شی ملک خبیث ہوگی اوسکا تصدق کردینا واجب ہی اور تمسک کرنا امام ابو حنیفہ کی مذہب سی کہ ملا دینا دو چیز کا جسمین امتیاز باقی نرہی ہلاک کردیناہی اسمین ملک حاصل ہوجاتی ہی اور ضمان

عنه ان سبب الطیب وجوب الضمان لا اداؤه نعم ما لا یدرك کله لا یترك کله فان الاحتراز عن جمیع الشبهات لما

اور تمسک کرنا جو اونسی مروی ہی کہ سبب حلت کا وہی ضمان کا لازم آتاہی اوسکا ادا کرنا نہین ہان جو چیز سراسر میسر نہ آوی تو سراسر چہوڑنا نہ چاہئی بیشک احتراز تمام شبہات سی چونکہ

لم یکن ممکنا فی هذا الزمان لزم الاحتراز عن الشبهات التی یمکن الاحتراز عنها فی تحقق التقوی لان الطاعة

اس زمانہ مین ممکن نہین ہی تو احتراز کرنا ایسی شبہات سی جو کہ سہل ہین واسطی ثبوت تقوی کی لازم ہی اسواسطی کہ اطاعت موافق طاقت کی ہوتی ہی

بحسب الطاقة فمن اتقی عما فی وسعه من الشبهات یرجی من فضل الله تعالی ان یعفو عنه ما لیس فی وسعه

پہر جو شخص اپنی مقدور بہر شبہات سی بچتاہی تو اسد کی فضل سی امید ہی کہ اوسکو وہ معاف کردی جو اوسکی طاقت سی باہر ہی

ویجعل له ثواب المتقین واما طعام اهل الوظائف من الاوقاف او بیت المال فهو کسائر المکاسب فان الکسب

اور اوسکو ثواب متقیون کا عنایت کری اور رہا کہانا وظیفہ دارون کا اوقاف مین سی یا بیت المال مین سی سو وہ ایساہی جیسی اور تمام کمائی کیونکہ فائدہ لینا

بالبیع والاجارة ونحوهما اذا روعی فیها شرائط الشرع کما یکون حلالا طیبا کذلك الوقف اذا صح وروعی فیه شرائط

بیع اور اجارہ وغیرہ سی اگر اوسمین شرطین شرعی رعایت کی جاوین جیسی حلال طیب ہوتاہی ایسی ہی وقف اگر صحیح ہو اور شرطین وقف کی اوسمین

الواقف یکون حلالا طیبا وکذا بیت المال یحل لمن کان مصرفا له واخذه بقدر الکفایة وتفصیل الکفایة علی ما

رعایت کی جاوین تو حلال طیب ہوتاہی اور ایسی ہی بیت المال حلال ہوتاہی اگر اوسکی قابل ہو اور بقدر کفایت لیا کری اور تفصیل کفایت کی موافق بیان

فی الاحیاء وغیره من الکتب فی السلوك ولا فرق بین الوقف وبین بیت المال وبین غیرهما من المکاسب فی کون

احیاء وغیرہ کتب کی سلوک مین اور درمیان وقف اور بیت المال وغیرہ آمدنیون کی اس باب مین کچہہ فرق نہین ہی

کل منها حلالا طیبا اذا روعی فیه شرائط الشرع وفی عدم کونه حلالا اذا لم یراع فیه شرائط الشرع وذکر فی الواقعات

کہ یہ سب حلال طیب ہین اگر اونمین شرایط شرعی رعایت کیجاوین اور مردار خبیث ہوتی ہین اگر اونمین شرایط شرعی رعایت نہودین اور واقعات مین مذکور ہی

ان الذین یقضون ویفتون ویشتغلون بالتعلیم ویاکلون من بیت المال فانهم لیسوا عاملین بالاجرة بل هم عاملون

کہ جو لوگ حکم کرتی ہین اور فتوی دیتی ہین اور درس تدریس مین مصروف رہتی ہین اور بیت المال مین سی کہاتی ہین سو یہہ لوگ یعنی قاضی مفتی مدرس مزدور نہین ہین

لله تعالی واجرهم علی الله تعالی وکذلك ما یعطیه الامراء والسلاطین من اموالهم الی رجل حلال ما لم یعلم انه حرام

بلکہ اسد کا کاربار کرتی ہین اور انکا اجر خدا پر ہی اور ایسی ہی جو کہ امرا اور سلاطین اپنی مال مین سی کسیکو کچہہ دیتی ہین سب حلال ہی جبتک معلوم نہو کہ وہ شی خاص حرام کی

بعینہ

بعینه نعم درجات الحلال کثیرة عالیة بعضها اعلی من بعض لکن فی زماننا لا یمکن الاخذ بالقول الاحوط فی

ان مرتبہ حلال کی بہت ہین ایک سی ایک بالا پر ہماری زمانہ مین تقوی کی باب مین احتیاط کا قول پر عمل کرنا ممکن نہین ہی

التقوی لان الاستقصاء البالغ فی الحلال علی قانون الورع الاعلی فی زماننا مما یفضی الی الحرج وهو مدفوع فی الدین

کیونکہ حلال کی باب مین نہایت درجہ کا مبالغہ کرنی سی موافق قواعد اعلی رتبہ کی پرہیز کی ہماری زمانہ مین بڑا حرج ہوتا ہی اور دین کی اندر حرج نہین ہی

بل الشرع هو المیزان المستقیم فما لا یذمه الشرع فهو حلال رحمة من الله تعالی علی عباده فاذا تمسك احد بالشریعة

بلکہ شرع سیدھی ترازو ہی جسکو شرع ابرا نکہی وہ سب حلال ہی ہی یہہ اللہ کی طرف سی بندونکی حال پر کمال رحمت ہی اور جب کوئی شریعت سی سند لاوی

فلیس لاحد ان ینکر علیه لان الانکار علیه استخفاف بالشریعة ومن استخف بالشریعة یخاف علیه زوال الایمان

پہر یہہ کسیکا مقدور نہی کہ اوسی انکار کری کیونکہ اوسپر انکار کرنا شریعت کی تحقیر ہی اور جو شخص شرع کی تحقیر کری اوسپر کفر کا خوف ہی

اذا تحقق هذا فالورع والتقوی فی هذا الزمان ان یجعل ما فی ید کل انسان ملکا له ما لم یتیقن انه بعینه مغصوب

جب یہہ امر ثابت ہوا تو ورع اور تقوی اس زمانہ مین یہہ ہی کہ جو چیز جس شخص کی قبضہ مین ہی اوسہی کی ملک مانی جاوی جبتک یقینی معلوم نہو کہ یہہ خاص چیز چہینی ہوئی

او مسروق وان علم یقینا ان فی ماله حراما اذ قد قال قاضیخان فی فتاواه رجل دخل علی سلطان فقدم الیه شیء

یا چورائی ہوئی ہی اگرچہ یہہ بات یقینی معلوم ہو کہ اوسکی مال مین حرام ہی ملا جلا ہی اسلئی کہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی کہ ایک شخص حاکم کی پاس گیا حاکم نی اوسی کوئی چیز

من الماکولات ان لم یعلم انه بعینه غصب یحل له ان یاکل لانه لم یعلم بالحرمة والاصل فی الاشیاء الاباحة

کہانیکو دی اگر یہہ معلوم ہو کہ یہہ ہی خاص غصب کی ہوئی ہی تو اوسکو کہا لینا حلال ہی اسلئی کہ اوسکی حرمت معلوم نہین ہی اور اصل اشیاء مین اباحت ہی

وان علم انه بعینه حرام لا یحل له ان یاکل منه لانه علم بالحرمة وسئل ابو بکر البلخی عن الفقیر انه لو اخذ

اور اگر معلوم ہو کہ یہہ خاص چیز حرام ہی تو کہانا حلال نہین ہی کیونکہ حرمت معلوم ہو گئی کسینی ابو بکر بلخی سی فقیر کا حال پوچہا کہ اوسنی اگر

جائزة السلطان مع علمه ان السلطان اخذها غصبا ایحل له ذلك قال ان السلطان ان خلط الدراهم

عطیہ سلطان کا منصوب جان بوجہہ کر لیلیا تو کیا اوسکو یہہ حلال ہی جواب دیا اگر سلطان نی دراہم ایک قسم کی دوسری

بعضها ببعض فلا باس باخذه وان دفع الیه عین الغصب من غیر خلط لا یجوز له اخذه قال الفقیه ابو اللیث

قسم مین ملادئی تو لینی مین کچہہ خوف نہین ہی اور اگر اوسکو منصوب درہم وہ کی وہ ہی بدون ملانی کی دیدئی تو لینا جایز نہین ہی فقیہ ابو اللیث کہتی ہین

هذا الجواب یستقیم علی قول ابی حنیفة اذ عنده من غصب الدراهم من قوم وخلط بعضها ببعض یملکه الغاصب

یہہ جواب ابو حنیفہ کی قول پر درست ہوتا ہی اسلئی کہ امام کی نزدیک اگر کسینی دراہم کسی سی چہین کر ایک کو دوسری مین ملادئی تو غاصب مالک

ویکون مدیونا لهم وذکر فی بستان العارفین ان الناس اختلفوا فی اخذ جائزة السلطان قال بعضهم یجوز ما

اور اوسکا قرضدار ہو جاتا ہی اور بستان العارفین مین مذکور ہی کہ فقہا مین درباب قبول کرنی عطیہ سلطان کی اختلاف ہی کوئی کہتا ہی جایز ہی

لم یعلم انه یعطیه من الحرام وقال بعضهم لا یجوز اما من اجازه فقد ذهب الی ما روی عن علی بن ابی طالب

جبتک نہ معلوم ہو کہ یہہ حرام کا مال دیا ہی اور کوئی کہتا ہی جایز نہین ہی پہر جو شخص جایز کہتا ہی تو اوسنی وہ اختیار کیا ہی جو علی بن ابی طالب سی روایت ہی

انه قال السلطان یصیب من الحلال والحرام فما یعطیك فخذه فانما یعطیك من الحلال وروی عن عمر انه علیه السلام

کہ فرمایا سلطان کی پاس حلال اور حرام سب آتا ہی پہر جو تجکو دیتا ہی سو لیلی کیونکہ تجکو حلال ہی دیتا ہی اور عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال من اعطی شیئا من غیر مسئلة فلیاخذه فانما هو رزق رزقه الله تعالی وروی عن حبیب بن ابی ثابت انه قال

فرمایا جسکو کوئی شخص بی مانگی کچہہ دیوی تو لی لینا چاہئی کیونکہ وہ اللہ تعالی نی رزق بہیجا ہی اور حبیب بن ابی ثابت سی روایت ہی کہ کہتا ہی

رایت ابن عمر وابن عباس یاتیهما هدایا المختار فیقبلانها مع کونه مشهورا بالظلم وروی محمد بن الحسن عن ابی حنیفة

کہ مینی ابن عمر اور ابن عباس دونو کو دیکہا ہی کہ اونکی پاس ہدیہ مختار کا آتا اور وہ دونو لیلیتی باوجودیکہ مختار ظالم مشہور تہا اور محمد بن الحسن بوحنیفہ سی اور وہ حماد کی

عن حماد ان ابرهیم النخعی خرج الی زهیر ابن عبد الله الازدی وکان عاملا علی حلوان یطلب جائزتہ هو وابو زر
روایت کرتی ہین کہ ابرہیم نخعی زہیر بن عبد اللہ ازدی کی پاس جب وہ حلوان کا عامل تہا اپنا جائزہ لینی گئی وہ اور ابوذر ہمدانی دونو
الہمدانی قال محمد وبه ناخذ مالم تعرف شیئا من عطائه حراما بعینه وهذا قول ابی حنیفة المجلس التاسع والستون
محمد کہتا ہی ہماری یہہ ہی سند ہی جبتک نہ معلوم ہو کہ کوئی شئی عطیہ مین بعینہ حرام ہی اور یہہ ہی قول ابو حنیفہ کا ہی انہترہوین مجلس

في بيان لزوم طلب كسب الحلال واى اطيب من المكاسب واقبح منها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
بیان مین تلاش حلال کمائی کی اور کونسی کمائی پاک ہی اور کونسی بری ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

ان اطيب ما اكلتم من كسبكم وان اولادكم من كسبكم هذا الحديث من حسان المصابيح روته ام المؤمنين
بیشک پاکیزہ تر تمہارا کہانا تمہاری کمائی کا ہی اور تمہاری اولاد بہی تمہاری کمائی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ام المؤمنین عائشہ کی
عائشة وفيه تحريض على الكسب الحلال لان المراد بالطيب ههنا الحلال ومعنى الكسب الطلب والسعي في تحصيل
روایت سی اسمین کسب حلال کی ترغیب ہی اسلئی کہ طیب سی مراد یہان حلال ہی اور کسب کی معنی تلاش اور کوشش رزق کی واسطی
الرزق وانما جعل الولد كسبا لان الوالد يطلبه ويسعى في تحصيله فيكون من جملة اكسابه فيجوز له ان ياكل
اور اولاد کو کمائی اسواسطی ٹہرایا کہ اولاد کی طلب ہوتی ہی اور اوسکی لئی سعی کرتی ہین پس تو اولاد اوسکی کمائی مین داخل ہی اب اوسکو جایز ہی کہ اگر
من كسبه اذا كان محتاجا والا فلا الا ان يطيب به نفسه قال الفقيه ابو الليث في بستان العارفين كره
محتاج ہووی تو اولاد کی کمائی مین سی کہالی اور نہین تو نہ کہاوی ہان اگر وہ دل سی خوش ہوتا ہو فقیہ ابو اللیث بستان العارفین مین کہتا ہی بعضی لوگ
بعض الناس الاشتغال بالكسب وقالوا الواجب على كل انسان الاشتغال بعبادة الله والتوكل عليه وحجتهم
کسب اختیار کرنیکو مکروہ کہتی ہین وہ لوگ یہہ کہتی ہین کہ ہر شخص پہ شغل عبادت الہی کا اور اوسپر بہروسا کرنا واجب ہی اور اونکی دلیل
قوله تعالى وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون وقال النبي عليه السلام ما اوحي الي ان اجمع المال واكن من التاجرين
یہہ آیت ہی اور نہین بنائی جن اور آدمی سوا اپنی بندگی کو اور یہہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجہپر یہہ وحی نہین آئی کہ مال جمع کر کر تجارت کیا کرون
ولكن اوحي الي ان سبح بحمد ربك وكن من الساجدين واعبد ربك حتى ياتيك اليقين وقال عامة اهل العلم الكسب
لیکن یہہ وحی آئی ہی کہ تو یاد کر خوبیان اپنی رب کی اور رہ سجدہ کرنیوالون مین اور بندگی کر اپنی رب کی جب تک پہنچی تجہکو موت اور عام اہل علم کہتی ہین کہ اتنی مزدوری
بمقدار ما يكفيه ولعياله واجب فان زاد على ذلك فهو مباح ولا يكون الاشتغال بطلب الزيادة حراما اذا لم يرد
کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو کافی ہو واجب ہی اگر اس سی زیادہ ہووی تو مباح ہی اور زیادہ کی تلاش اگر فخر اور ریا منظور نہو تو حرام نہین ہی
به الفخر والريا وحجتهم انه تعالى قد فرض الفرائض ولا يتاتى اداؤها الا بستر العورة وقوة البدن ولا يحصل ستر العورة
ان لوگون کی یہہ دلیل ہی کہ اللہ تعالی نی بیشک فرایض ذمہ پر مقرر کئی ہین اور وہ فرایض بدون ستر عورت اور قوت بدن کی ادا نہین ہوسکتی اور ستر عورت
الا باللباس ولا قوة البدن الا بالقوت اذ قال الله تعالى وما جعلناهم جسدا لا ياكلون الطعام وتحصيل القوة واللباس
بدون پوشاک کی اور بدن کی قوت بغیر کہانی پینی نہین ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور ایسی بدن نہ بنائی تہی کہ کہانا نہ کہاوین اور میسر آنا قوت اور لباس کا
لا يكون في الغالب الا بالكسب وما ذكر في انكار ذلك من الحجة فالجواب عنه ان يقال ان التجارة اما ان يكون
اکثر اوقات بدون کسب کی نہین ہوتا اور جو دلیل اسکی انکار مین مذکور ہوئی ہی تو اوسکا یہہ جواب ہی کہ کہین تجارت یا تو واسطی طلب کفایت کی ہوتی ہی
لطلب الكفاية او لطلب الزيادة على الكفاية فان كانت لطلب الكفاية فهي واجبة ماجور فاعلها فيكون الاشتغال
یا واسطی طلب زیادت کی قدر کفایت پر پہر اگر واسطی طلب کفایت کی ہی تو واجب ہی ایسا شخص ثواب دیا جاتا ہی پہر تو یہہ دہندا
بها اشتغالا بالعبادة وان كانت لطلب الزيادة فان كان طلب تلك الزيادة لاستكثار المال وادخاره لا لصرف
بجای خود عبادت ہی اور اگر تجارت واسطی طلب زیادت کی ہی پہر اگر وہ زیادت واسطی کثرت مال اور خزانہ کی ہو کہ خیرات اور حسنات مین کام نہ آوی

الی الخیرات والحسنات فهو اقبال علی الدنیا التی حبها راس کل خطیئة فلا یکون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة

تو یہ توجہ دنیا کی ہی جسکی محبت تمام گناہوں کی سردار ہی پس یہہ ہنر اشغل عبادت کا نہیں ہی

بل ان وجد فیها تلبیس وخیانة یکون فسقا وظلما وان کان طلبها لیواسی بها الفقراء والضعفاء فهی افضل

بلکہ اسمیں اگر کچھہ فریب اور خیانت ہوویگی تو فسق اور ظلم ہی اور اگر یہہ طلب اسلئی ہی کہ اس مال سی فقراء اور ضعفاء کی ساتہہ مروت عمل میں لائی

من الاشتغال بالنوافل من العبادات البدنیة فکیف لا یکون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة وقد ذکر فی الاخیار

تو یہہ شغل عبادت بدنیہ میں سی نفلوں کی پڑہنی سی افضل ہی پہر یہہ شغل کیونکر عبادت کا شغل نہوگا حال انکہ بیشک اختیار میں مذکور ہی

ان الرسل علیهم السلام کانوا یکتسبون ویاکلون من کسبهم فادم النبی علیه السلام زرع الحنطة وسقاها وحصدها

کہ رسل علیہم السلام اپنا کام کرکر اپنی کمائی سی کہاتی سی پس آدم نبی علیہ السلام نی گیہوں بوئی پہر کو پانی دیا پہر کاٹی

وداسها وطحنها وعجنها وخبزها واکلها ونوح النبی علیه السلام کان نجارا وابرهیم علیه السلام کان بزازا وداود

پہر گاہا پہر پیسا پہر خمیر بنایا اور پکاکر کہایا اور نوح نبی علیہ السلام کہاتی کا پیشہ کرتی تہی اور ابراہیم نبی علیہ السلام بزازی کرتی تہی اور داود

النبی علیه السلام کان یصنع الدرع وسلیمن النبی علیه السلام کان یصنع المکتل من الخوص ونبینا محمد علیه السلام

نبی علیہ السلام درعہ بنایا کرتی تہی اور سلیمان نبی علیہ السلام برگ خرما کی زنبیل بنایا کرتی تہی اور ہماری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نی

رعی الغنم وذکر فی الاحیاء ان اصحاب رسول الله علیه السلام کانوا یتجرون فی البر والبحر ویعملون فی نخیلهم

بکریاں چرائی ہیں اور احیاء العلوم میں مذکور ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خشکی اور دریا میں تجارت اور اپنی باغوں کی اندر کام کیا کرتی تہی

وهم القدوة فیلزم الاقتداء بهم ولا یلتفت الی جماعة انکروا ذلک وقعدوا فی المساجد وعینهم طامحة الی ما

اور یہہ لوگ پیشوا ہیں انکی پیروی ضرور چاہئی اور کیا اعتبار ہی ان لوگوں کا جو اسی احتراز کرکر مسجدوں میں جا بیٹھی ہیں اور اونکی آنکہیں لوگوں کی مال کو تک رہی ہیں

فی ایدی الناس فیسمون انفسهم متوکلین ولیسوا کذلک بل خرجوا عن حدود الشرع فانهم قد تمسکوا بقوله تعالی

اور اپنا نام متوکل رکھہ چھوڑا ہی اور حقیقت میں متوکل نہیں ہیں بلکہ یہہ ہی لوگ حد شرع سی باہر نکل گئی ہیں انکی سند یہہ آیت ہی

وفی السماء رزقکم وما توعدون لکنهم بمعناه وتاویله جاهلون فان المراد به المطر الذی هو سبب انبات

اور آسمان میں ہی روزی تمہاری اور جو کچھہ تمسی وعدہ کیا پر انکو اس آیت کی معنی اور تاویل معلوم نہیں ہی کیونکہ اس سی مراد مینہہ ہی جس سی رزق پیدا ہوتا ہی

الرزق فلو کان الرزق ینزل من السماء بغیر کسب لما امرنا بالاکتساب والسعی فی الاسباب وقد قال الله تعالی فاذا

اور اگر رزق بہیر آسمان پر سی بلا محنت اوترا کرتا تو ہمکو کسب اور سعی کرنیکا حکم ہرگز نہوتا اور اللہ فرماتا ہی پہر جب

قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله وقال فی اية اخری لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا

تمام ہو چکی نماز تو پہیل پڑو زمین میں اور ڈہونڈہو فضل اللہ کا اور ایک اور آیت میں ہی کچھہ گناہ نہیں تمپر کہ تلاش کرو فضل

من ربکم وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من الذنوب ذنوب لا یکفرها الا الهم فی طلب المعیشة وسئل

اپنی رب کا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا گناہوں میں سی بعضی گناہ ہیں کہ انکا کچھہ اور کفارہ نہیں سوای مشقت طلب معیشت کی اور ابراہیم سی

ابرهیم عن التاجر الصدوق اهو احب الیک ام المتفرغ للعبادة فقال التاجر الصدوق احب الی لانه فی جهاد

کسینی حال سچی تاجر کا پوچہا آیا وہ تمکو محبوب ہی یا نرا عابد جواب دیا مجکو سچا تاجر محبوب ہی اسلئی کہ وہ جہاد کرتا ہی

یاتیه الشیطان من طریق الکیل والمیزان ومن قبل الاخذ والاعطاء فیجاهده وقال ابو قلابة لرجل لان اراک

اوسکی پاس شیطان وسوسہ کو آتا ہی پیمانہ اور ترازو کی راہ سی اور لینی اور دینی کی طرف سی سو یہہ تاجر اوسپر جہاد کرتا ہی اور ابو قلابہ نی ایک شخص کو کہا اگر

تطلب معاشک احب الی من ان اراک فی زاویة المسجد لکن لا ینبغی للتاجر ان یشغله معاشه عن معاده فیکون عمره

میں تجہکو معاش کی طلب میں دیکہوں تو بہت بہتر ہی کہ تجہکو مسجد کی کونہ میں دیکہوں پر تاجر کو یہہ نہیں چاہئی کہ معاش کی دہندہی میں معاد کو بہول جاوی کہ پہر تو اوسکی عمر

ضائعا وصفقته خاسرة لان ما یفوته من الربح فی الاخرة لا یفی به ما ینا له فی الدنیا فیکون ممن اشتری
برباد ہوئی اور تجارت میں ٹوٹا آیا کیونکہ جتنا اخروی فائدہ اسکا تلف ہوگا اوسکا عوض جو دنیا میں پیدا کیا نہیں ہوسکتا پس اونہیں سی ہوگا کہ دنیا کی

الحیوة الدنیا بالاخرة بل ینبغی له ان یشفق علی نفسه فی تجارته ولا ینسی نصیبه من الدنیا للاخرة کما
زندگی بعوض آخرت کی مول لی بلکہ اوسکو یوں چاہئی کہ تجارت میں اپنی جان کی غمخواری کری اور نہ بہول اپنا حصہ دنیا میں کا آخرت کی لئی جیسا

قال الله تعالی ولا تنس نصیبك من الدنیا فان الدنیا مزرعة الاخرة وفیها تکتسب الحسنات والمسجد
کہ فرمایا اللہ تعالی نی اور نہ بہول اپنا حصہ دنیا میں سی ف کیونکہ دنیا آخرت کی کہیتی ہی اسہی میں حسنات حاصل ہوسکتی ہیں اور مسجد

والبیت والسوق له حکم واحد وانما النجاة بالتقوی وهی تتحقق فی جمیع الاحوال وقد روی عن ابی ذر انه علیه السلام
اور گہر اور بازار سب کا حال ایک سا ہی اور نجات تقوی ہی سی ہوتی ہی اور تقوی ہر حال میں متحقق ہوتا ہی اور ابوذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال اتق الله حیث ما کنت فان وظیفة التقوی لا تنقطع عن المجردین للدین کیف ما تقلبت بهم الاحوال
اللہ سی ڈرتا رہ جہاں رہی بیشک لوازم تقوی کی دین کی عزلت نشینوں سی کبہی دور نہیں ہوتی اونکا حال کیسا ہی بدلتا رہی

اذ فیها یرون نجاتهم وربحهم وبها یکون حیاتهم وعیشهم وانما یتم شفقته علی نفسه فی تجارته بمراعاة
کیونکہ وہ لوگ اوسی میں اپنی نجات اور فائدہ دیکہتی ہیں اور اوسی میں اونکی زندگی اور آرام ہی اور تجارت کی اندر غمخواری اپنی جان کی کئی امور کی لحاظ سی پوری ہوتی ہی

عدة امور الاول ان ینوی بما اکتسبه الاستعفاف عن السوال وکف الطمع عن الناس واستعانة علی
اول یہ کہ اس نیت سی لاوی کہ مانگنی تانگنی سی بچتا رہی اور لوگوں کی طرف طمع نہ آوی اور دین کی مدد کری

الدین وقیاما بکفایة عیاله لیکون من المجاهدین لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من سعی
اور اپنی عیال کی ذمہ داری بجا لاوی تاکہ مجاہدوں میں داخل ہووی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اپنی عیال کی

علی عیاله من حله فهو کالمجاهد فی سبیل الله فاذا اضمر فی قلبه هذه النیات یکون عاملا فی طریق الاخرة
خبر حلال مال سی لی پس وہ ایسا ہی جیسی اللہ کی راہ میں مجاہد جب اپنی دل میں یہہ نیتیں کریگا تو آخرت کی راہ کا عامل ہوویگا

فان استفاد مالا فقد ربحه فی الدنیا والاخرة وان لم یستفد مالا ربح فی الاخرة والثانی ان یقصد فی صنعته
پہر اگر اوسکو مال ہاتہہ آیا تو اوسی فائدہ دنیا اور آخرت دونو کا پیدا کیا اور اگر مال حاصل نہ ہوا تو آخرت ہی کا فائدہ ہوا دوسرا یہہ کہ اپنی پیشی

وتجارته القیام بفرض من الفروض الکفایات اذ لو ترکت الصناعات والتجارات کلها بطلت المعائش وهلك
ور تجارت سی یہہ قصد کری کہ فرض کفایہ ادا کرتا ہی اسلئی کہ اگر تمام پیشی اور تجارات ترک کردیں تو گذران مشکل پڑجاوی اور خلقت

الخلق لان انتظام امر الکل بتعاون الکل وتکفل کل فریق بعمل اذ لو اقبل کلهم علی صنعة واحدة لتعطلت البواقی
مر رہی کیونکہ سب کی حال کی درستی سب کی امداد سی ہوتی ہی اور ہر فریق کی ذمہ داری سی جدی جدی عمل پر اسلئی کہ اگر سب انسان ایک ہی پیشہ کرنی لگیں تو باقی کی پیشی بیکار

وهلکوا لکن الصناعات منها ما هو مهم ومنها ما هو مستغنی عنه لرجوعه الی طلب التنعم والتزین فی الدنیا فینبغی
ہوجاویں اور مر رہیں لیکن بعضی پیشی تو بہت ضرور ہوتی ہیں اور بعضوں کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی اونکا مآل عیش طلبی ہی اور دنیا کا سنگار اور آرایش ہی پس چاہئی

له ان یشتغل بصناعة مهمة لیکون فی قیامه بها کافیا عن المسلمین فی مهم فی الدین ولا یشتغل بصناعة
ہی کہ ضروری پیشہ کو اختیار کری تاکہ اوس پیشہ سی ضروریات دین میں سب مسلمانوں کا حاجت روا ہو اور نقاشی اور زرگری وغیرہ

النقش والصیاغة وجمیع ما تزخرف به الدنیا وذکر فی الاختیار ان افضل اسباب الکسب التجارة ثم الزراعة
اور تمام اونپیشی جنہیں دنیا کی زیب و زینت ہی اختیار نکری اور اختیار میں مذکور ہی کہ عمدہ اسباب کمائی کا تجارت ہی پہر کہیتی

ثم الصناعة لما روی انه علیه السلام قال الحرفة امان من الفقر ومنهم من فضل الزراعة علی التجارة لکونها
پہر دستکاری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حرفہ فقیری سی بچاتا ہی اور بعضی تجارت سی کہیتی کو بہتر کہتی ہیں کیونکہ اسکا

ف کہ وہ تینوں کہ ہر ایک کی نفس کی ہیں ۱۲

اعم نفعا اذ قد روی انه علیه السلام قال ما زرع مسلم زرعا وما غرس شجرة فتناول منها انسان او دابة
نفع عام ہوتا ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مسلمان کہیتی کرتا ہی اور درخت لگاتا ہی پہر اوسمین سی کوئی انسان یا چوپایہ

او طیر الا کانت له صدقة والثالث ان لا یمنعه سوق الدنیا عن سوق الاخرة وهو المسجد فینبغی له ان
یا پرندہ کہاوی تو اوسکی لئی صدقہ ہوگا اور تیسری یہہ کہ دنیا کا بازار آخرت کی بازار سی نہ روک رکہی کہ وہ مسجد ہی سو یوں چاہیی کہ

یجعل اول النهار الی وقت دخول السوق لاخرته فیلازم المسجد فی ذلك الوقت ویواظب علی الاذکار والاوراد
اول روز یعنی صبح کی وقت جبتک کہ کانین کہل کر بازار جاری ہو آخرت کی لئی مقرر کری اوسوقت مین مسجد کی بیٹہا ہوا ذکر او وظیفہ مین مشغول رہی

لیکون من الذین قال الله تعالی فیهم فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه یسبح له فیها بالغدو
تاکہ اوس زمرہ مین داخل ہو جنکی حق مین الله تعالی فرماتا ہی اون گہرون مین کہ الله نی حکم دیا اونکو بلند کرنیکا اور وہان اوسکا نام پڑہنی کا یاد کرتی ہین اوسکی وہان صبح اور

والاصال رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله ثم انه مهما سمع الاذان للظهر والعصر ینبغی له ان یفرغ
شام وہ مرد کہ نہین غافل ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین الله کی یاد سی پہر جب وہ ظہر اور عصر کی اذان سناکری تو لائق ہی کہ دہندہی سی فارغ ہوکر

عن شغله وینزعج من مکانه ویدع کل ما کان فیه لان ما یفوته من فضیلة التکبیر مع الامام فی اول الوقت
اپنی جگہہ سی کہڑا ہو جاوی اور سب کار بار چہوڑ دی اسلئی کہ اول وقت مین امام کی ساتہہ تکبیر اولی کا ثواب جو فوت ہو جاویگا

لا یوازیها الدنیا بما فیها وقد جاء فی تفسیر قوله تعالی رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله انهم کانوا
اوسکی برابر دنیا اور جو دنیا مین ہی کچہہ نہین ہو سکتا اور اس آیت کی تفسیر مین آیا ہی وہ مرد غافل نہین ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین الله کی یاد سی کہ وہ لوگ

حدادین وخرازین وکان احدهم اذا رفع المطرق او غرز الاشفی فسمع الاذان لم یخرج الاشفی ولم یوقع المطرقة
لوہار اور موچی تہی اور ہر یک کا یہہ حال تہا کہ اگر ہتوڑا اوٹہایا یا ستاری گاڑدی پہر اذان سن پائی تو یہہ درفش نہ نکالتا اور وہ ہتوڑا نہ مارتا

بل رمی بها وقام الی الصلوة وهکذا یکون تجارة من یتجر لطلب الکفایة لا للتنعم فی الدنیا فان مثله یتجر فی الدنیا
بلکہ سب پہینک پہانک کر نماز کو چلی جاتی جو لوگ کفایت کی طالب ہوتی ہین اور عیش دنیا کا مقصود نہین رکہتی اونکی یہی تجارت ہوتی ہی کیونکہ ایسی لوگ دنیا کی تجارت کرتی ہین

ولا یضیع دینه فی تجارته لعلمه بان ربح الاخرة اولی بالطلب من ربح الدنیا فان من یطلب الدنیا للاستعانة
اور اس تجارت مین دین ضایع نہین ہوتا اسلئی کہ جانتی ہین کہ آخرت کا فائدہ طلب کرنا دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی بیشک جو شخص دنیا آخرت کی امداد کی واسطی حاصل کرتا ہی

بها علی الاخرة کیف یدع ربح الاخرة بل ینبغی له ان لا یکون شدید الحرص علی السوق والتجارة بان یکون اول داخل
وہ آخرت کا فائدہ کیونکر چہوڑ دیگا بلکہ اوسکو یوں لازم ہی کہ بازار اور تجارت پر بہت لالچ نکری کہ بازار مین سب سی پہلی جایا کری

فیها واخر خارج منها اذ روی عن معاذ بن جبل وعبد الله بن عمر ان ابلیس یقول لولده زلنبور سر بکتابك وائت
اور سب سی پیچہی آیا کری کیونکہ معاذ بن جبل اور عبد الله بن عمر سی روایت ہی کہ ابلیس اپنی بچی زلنبور سی کہا کرتا ہی اپنی کتاب بازار مین لیجا

الاسواق وزین لهم الحلف والکذب والخدیعة والمکر والخیانة وکن مع اول من یدخل فیها واخر من یخرج منها
اور اونکو بہلا بنا کر دکہا حلف اور جہوٹہ اور فریب اور مکر اور چوری اور اوسکی ساتہہ رہ جو بازار مین سب سی پہلی آوی اور سب سی پیچہی جاوی

[illegible]

وفی الخبر ان شر البقاع الاسواق وشر اهلها اولهم دخولا واخرهم خروجا وطریق الاحتراز عنه ان یراقب
اور حدیث مین ہی کہ سب سی بری جگہ بازار ہین اور سب سی بری وہ بازاری جو پہلی آوی اور پیچہی جاوی اور طریقہ احتراز کا یہہ ہی کہ اپنی کفایت کی وقت کو دیکہتا رہی

وقت کفایته فاذا حصل له کفایة وقته ینصرف ویشتغل بتجارة الاخرة هکذا کان یفعل صلحاء السلف
اتنا لگ جاوی تو چلا آوی اور آخرت کی تجارت مین لگی صلحا پہلی زمانہ کی یونہی کیا کرتی تہی

فمنهم کان ینصرف بعد الظهر ومنهم من کان ینصرف بعد العصر ومنهم من کان لا یعمل فی الاسبوع الا
اونمین سی بعضی ایسی تہی کہ ظہر کی بعد چلی آتی تہی اور کوئی ایسا تہا کہ عصر کی بعد چلا آتا تہا اور کوئی ایسا تہا کہ ہفتہ بہر مین

یوما ویومین وکانوا یکتفون بذلک ثم ینبغی للمکتسب ان یراعی فی معاملته العدل ویجتنب الظلم لان
ایک دو دن کام کرتا اور سب اوسی پر اکتفا کرتے پھر پیشہ ور کو لازم ہی کہ اپنی معاملہ میں عدالت برتی اور ظلم سی بچتا رہی اسلئی
المعاملة قد تجری علی وجه یحکم المفتی بصحتها وانعقادها لکنها تشتمل علی ظلم یتعرض به العامل لسخط
کہ بعضی وقت معاملہ ایسی طور پر ہو جاتا ہی کہ مفتی اوسکو جایز بتادی اور عقد کو ٹھیک کہی پر اوسمیں ایسا ظلم ہو جاتا ہی جس سی اہل معاملہ پر غضب
الله تعالی اذ لیس کل نهی مقتضیا لفساد العقد والمراد من الظلم ما یستضر به الغیر فکل ما یستضر به الغیر
الہی آجاوی کیونکہ ہر منع ہر نہی ایسی نہیں ہوتی کہ عقد کو فاسد کر دیا کری اور مراد ظلم سی یہہ ہی کہ جسمین غیر کا نقصان ہو جاوی پہر جسمین غیر کا نقصان ہوتا ہو
فهو ظلم وانما العدل ان لا یصدر عنه ضرر لاحد والضابط فیه ان لا یحب لاحد الا ما یحب لنفسه فکل ما
وہی ظلم ہی اور عدل وہ ہی ہی جسمین کسیکا کچھہ نقصان نہو اور قاعدہ کلیہ اسمین یہہ ہی کہ ہر ایک کی لئی وہ ہی بات پسند کری جو اپنی لئی پسند کرتا ہی پہر جو
عومل به وکان یشق علیه ویثقل علی قلبه ینبغی له ان لا یعامل به غیره بل ینبغی له ان یستوی عنده درهم
معاملہ ایسی ہو اور اوسکی دل پر بہاری گذرتا ہو تو چاہیئی کہ ویسا معاملہ غیر سی نکری بلکہ یوں لازم ہی کہ اسکی نزدیک اپنا اور پرایا روپیہ یکسان ہووی
وده وغیره هذا هو الاجمال واما التفصیل ففی عدة امور الاول ان لا یثنی علی السلعة فانه ان وصفها
یہہ تو قاعدہ مجمل ہی اور یہی تفصیل سو کئی باتوں میں ہی اول یہہ کہ بکری کی چیز کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی
بما لیس فیها فان لم یقبله منه فهو کذب محض وان قبل منه فهو مع کونه کذبا تلبیس وظلم وان وصفها
جو اوسمین نہی اگر خریدار نمانی پس وہ نرا جہوٹہہ ہی اور اگر خریدار اسکی مان لیا تو اب وہ جہوٹ کا جہوٹ اور دہوکا اور ظلم ہی اور اگر اوسکی ایسی تعریف
بما فیها وکان علم به المشتری فهو هذیان وتکلم بما لا یعنیه ویحاسب علیه لان کل کلمة تصدر عن الانسان
جو اوسمیں سچی بہی اگر خریدار کو معلوم ہی تو یہہ تعریف بیہودہ بک ہی اور نکمی بات اور اسکا حساب لیا جاویگا اسلئی کہ جو بات انسان کی منہہ سی نکلتی ہی
فیحاسب علیها لقوله تعالی ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید وان لم یعلم به المشتری مالم یذکر
اوسکا حساب ہونیوالا ہی اس دلیل سی نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اوس پاس راہ دیکہتا تیار اور اگر خریدار کو وصف معلوم نہو جبتک بیہہ ذکر نکری
فیذکر القدر الموجود فیه من غیر مبالغة واطناب ویکون قصده منه ان یعرفه اخوه المسلم
تو جتنا کہتی میں کچھہ ڈر نہیں ہی مبالغہ نکری بات نہ پہیلاوی اور اس بیان سی غرض یہہ ہو کہ برادر مسلمان کو معلوم ہو جاوی تو رغبت سی خریدی
فیرغب فیه ویحصل حاجته ولا ینبغی له ان یحلف علیه البتة لانه ان کان کاذبا فقد اتی بالیمین الغموس
جاوی اور ہرگز لایق نہیں ہی کہ اوسپر قسم کہاوی اسلئی کہ اگر جہوٹہا ہوا تو اسنی یمین غموس کہائی
وهی من الکبائر التی تذر الدیار بلاقع وان کان صادقا فقد جعل اسم الله تعالی عرضة لایمانه واساء فیه
جو ایسا گناہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی اور اگر سچا ہی تو اسنی اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسموں کا نشانہ بنایا اور برا کیا
اذ الدنیا اخس من ان یقصد ترویجها بذکر اسم الله تعالی من غیر ضرورة والثانی ان لا یکتم عیوبها وخفایاها
کیونکہ دنیا اس مرتبہ سی کمتر ہی کہ بی ضرورت اللہ تعالی کا نام لیکر اوسکو رونق دی جاوی دوسری یہہ ہی کہ نہ اوسکی عیوب پوشیدہ کری اور نہ
شیئا اصلا بل یجب علیه ان یظهر جمیع عیوبها خفیها وجلیها لانه ان اخفی شیئا منها یکون ظالما غاشا
ایک بات چہپی ہوئی چہپاوی بلکہ اوسپر یہہ واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب چہپی اور ظاہر بیان کر دی کیونکہ اگر کوئی عیب اوسمیں سی چہپا دیگا تو ظالم اور خائن ٹہریگا
غیر ناصح والغش حرام والنصح واجب ومهما اظهر احسن وجهی الثوب واخفی الوجه الاخر یکون غاشا وکذلک
اور خیانت کرنی حرام ہی اور خیر خواہی واجب اور اگر تہان کا اچہا پلا دکہلا دیکی اور دوسرا پلا چہپا لیوی تو خائن ہوتا ہی اور ایسی
اذا عرض احسن فردی الخف او النعل وامثاله وکذلک اذا عرض المتاع فی موضع مظلم والحاصل ان الغش
جبکہ اچہا فرد پیش کر دی اور جوتی کی چہی یا ایسی ہی اور مانند اکی اور ایسی ہی اگر اسباب کو اندہیری میں سامنی کری حاصل یہہ ہی کہ دغا

حرام في البيوع والصنائع جميعا فلا ينبغي للصانع ان يتهاون بعمله على وجه لو عامله به غيره لا يرضيه بل ينبغي له
تمام بیوع اور صناعت میں حرام ہی سو کاریگر کو نہیں چاہیئے کہ اپنی کار میں ایسی سستی برتے کہ اگر کوئی اور اوسکی ساتھ ایسا معاملہ کرے تو کبھی پسند نکرے بلکہ لائق یہہ ہی

ان يحسن الصنعة ويحكمها وان وقع فيها عيب يبين جميعها وبه يتخلص من الغش الحرام ومن كونه ظالما للناس
کہ اپنا کام بہت درست اور مضبوط بناوے اور اگر اتفاق عیب دار ہو جاوے تو عیب بیان کردے اسمیں دغا سے جو حرام ہی اور خلق پر ظلم کرنے سے بچ جاتا ہی

ومن هذا القبيل ما روي عن امام احمد انه سئل عن الرفو بحيث لا يتبين فقال لا يجوز لمن يبيعه ويخفيه و
اور اسی قسم کی امام احمد سے یہہ روایت ہی کہ ان سے کسی نے ایسی رفو کا مسئلہ پوچھا کہ ہرگز معلوم نہو انہوں نے جواب دیا چھپانے والے کو جائز نہیں ہی کہ کپڑا بیچے اور رفو چھپاوے

انما يحل اذا علم انه يظهره ولا يخفيه او لا يريد بيعه ويدل على تحريم الغش انه عليه السلام مر برجل يبيع الطعام
اور حلال جب ہوتا ہی کہ معلوم ہو جاوی کہ یہہ بیان کردیگا چھپاویگا نہیں یا بیچیگا نہیں اور دغا کی حرمت پر یہہ روایت دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کی پاس گئی کہ وہ گیہون بیچتا تھا

فاعجبه فادخل يده فنالت اصابعه بللا فقال ما هذا يا صاحب الطعام فقال اصابته السماء يا رسول
سو آپکو پسند آئی پھر آپ نے اوس کے اندر ہاتھ ڈالا تو اونگلیاں بھیگ گئیں فرمایا یہہ کیا ای گیہون والی عرض کیا یا رسول اللہ بوندیں پڑ گئیں ہیں

الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم هلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس من غشنا فليس منا ويدل
پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو اوپر کی طرح گیہون کیوں نکردیا تاکہ اسکو سب لوگ دیکھتے جو کوئی ہمکو دغا دیوے وہ ہم میں سے نہیں اور خیر خواہ

على وجوب النصح باظهار العيوب انه عليه السلام لما بايع جريرا على الاسلام واراد ان ينصرف جذب ثوبه و
کی وجوب پر عیوب کی اظہار سے یہہ دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام نے جب جریر سے اسلام پر بیعت لی اور واپس روانگی کا ارادہ کیا تو آپنے اوسکو کھینچکر

اشترط عليه النصح لكل مسلم وكان جرير اذا قام الى السلعة ليبيعها بصر عيوبها ثم خير مشتريها ويقول له
یہہ شرط کی کہ مسلمانوں کی خیرخواہی کرتے رہنا اور جریر کا یہہ حال تھا جب اسباب بیچنے کھڑا ہوتا تو اوسکا عیب دکھادیتا اور خریدار کو خبر کر دیتا پھر خریدار سے یہہ کہدیتا

ان شئت فخذ وان شئت فاترك وكان واثلة بن الاسقع واقفا فباع رجل ناقة له بثلثمائة درهم وغفل
چاہو لو اور چاہو مت لو اور واثلہ بن الاسقع کھڑی تھی کہ ایک شخص نے اپنی اونٹنی تین سو درہم کو بیچ ڈالی اور واثلہ کو خبر نہ

واثلة وذهب المشتري بالناقة فسعى وراءه وصاح به قال يا هذا اشتريتها للظهر او للحم فقال بل للظهر فقال ان
خریدار اونٹنی لیکر چلتا ہوا پھر واثلہ نے پیچھے سے دوڑ کر پکار کر کہا ای شخص یہہ اونٹنی تو نے سواری کی لی ہی یا ذبح کرنیکو جواب دیا سواری کی واسطے پھر واثلہ نے کہا

بخفها نقبا قد رأيته وانها لا تتابع السير فعاد فردها فنقصه البائع مائة درهم وقال لواثلة رحمك الله قد
اسکی تلوی میں زخم ہی میں نے دیکھا ہی یہہ خوب نہیں چل سکتی پس وہ پھر کر پھیرنے لگا پھر بائع نے سو درہم قیمت کی کم کردئی اور واثلہ سے کہا اللہ تجھپر رحم کرے تو نے

افسدت علي بيعي فقال واثلة انا بايعنا رسول الله صلعم على النصح لكل مسلم وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
میری بیع بگاڑدی واثلہ نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلم کی خیر خواہی پر بیعت کی ہی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی

يقول لا يحل لاحد ان يبيع بيعا الا بين ما فيه ولا لمن يعلم ذلك الا بينه وقد تبين من هذا انهم قد فهموا ان النصح
کہ فرماتے تھے حلال نہیں ہی کسیکو کہ کوئی شی بیچے مگر بیان کردے جو اوسمیں ہی اور عیب کی جاننے والے کو حلال نہیں ہی مگر کہ بیان کردے اور بیشک اس سے ظاہر ہوا کہ وہ لوگ یہہ سمجھے تھے

من الشروط الداخلة تحت بيعتهم له عليه السلام على الاسلام وهو ان لا يرضى لاخيه المسلم الا ما يرضى لنفسه
وہ شرط ہی کہ اونکی بیعت اسلام میں داخل ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی اور نصح یہہ ہی کہ پسند نکرے اپنی برادر مسلم کیواسطے مگر وہ بات جو اپنی لئے پسند کرتا ہی

وهذا امر يشق على اكثر الخلق ولن يتيسر على الحل الا بان يعتقد امرين احدهما ان تلبيسه العيوب و
اور یہہ بات اکثر خلق پر دشوار گذرتی ہی اور بدون اعتقاد دو بات کی کسیکو میسر نہیں ہو سکتی ایک تو یقین کرے کہ عیوب کو چھپانا اور

ترويجه السلع لا يزيد في رزقه بل يمحقه ويذهب بركته وما يجمعه من متفرقات التلبيسات يهلكه الله تعالى
اسباب کو رونق دینا رزق نہیں بڑہاتا بلکہ اوسکو نیست نابود کردیتا ہی اور برکت کھو دیتا ہی اور جو مال طرح طرح کی دغا بازیوں سے جمع کرتا ہی اوسکو اللہ تعالی ہلاک کرتا ہی

دفعة واحدة اما بالاحراق او بالاغراق او باخذ اللصوص والظلمة والكفرة والثاني ان يعلم ان ربح الآخرة خير
تلف کر دیتا ہی یا جلا دیتا ہی یا ڈبو دیتا ہی یا چور لیجاتی ہیں یا ظالم اور کفار چھین لیتی ہیں اور دوسرا یہہ یقین کری کہ آخرت کا فائدہ

من ربح الدنيا وان فوائد اموال الدنيا ينقضي بانقضاء العمر ويبقى مظالمها واوزارها فكيف يختار العاقل ان يستبدل
دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور مال کی دنیاوی فائدی جب عمر ہو لیتی ہی سب ہو چکتی ہیں اوسکا وبال اور بوجھہ سر پر رہ جاتا ہی پہر عاقل آدمی کو کب پسند آتا ہی کہ ادنیٰ چیز کو

الذي هو ادنى بالذي هو خير فان قيل مهما وجب على التاجران يذكر عيوب متاعه لايتم له المعاملة فما الطريق فيها
اعلیٰ شی سی بدل لیوی اگر کوئی کہی جسوقت بیچنی والی پر یہہ واجب ہوا کہ مبیع کی عیب کہدیا کری تو معاملہ کبہی پورا نہوگا پہر اسمین کونسی راہ ہی

فالجواب انه اذا التزم ان لايشتري الا الجيد بحيث لوامسك لنفسه يرتضيه فانه اذا باعه وقنع بربح يسير
تو جواب یہہ ہی کہ تاجر جب یہہ عہد کرلی کہ سوای عمدہ شی کی مول نلیا کری ایسی کہ اپنی لئی اگر بچا رکہی تو مقبول پسندیدہ ہووی سو تاجر جب اوسکو بیچی اور تہوڑی سی نفع پر قناعت

يبارك له فيه لايحتاج الى تلبيس فمن تعود هذا لايشتري المعيب فان وقع في يده نادرا يذكر عيبه ويقنع
کری تو اوسمین برکت ہوویگی دغا فریب کی کچہہ حاجت نہین رہی پہر جسکی یہہ عادت ہو جاویگی تو عیب دار چیز مول نلیگا پہر اگر اتفاقا عیب دار اوسکی ہاتہہ آجاوی تو اوسکا عیب ظاہر

بقيمته وانما يتعذر هذا على التجار لانهم لايقنعون بربح يسير بل يطلبون بربح كثير ولايحصل ذلك الا بتلبيس
کردی اور اوسکی قیمت ہی پر قناعت کری اور یہہ بات تجار پر اسلئی دشوار گذرتی ہی کہ وہ تہوڑی نفع پر قناعت نہین کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہین یہہ جب ہی ہاتہہ آتا ہی

واما من يقنع بربح يسير فيسهل له ذلك وقد حكي عن السلف الصالح كثير من ذلك من جملتها ان ابن سيرين باع
اور جو تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی اوسپر آسان ہی اور متقدمین صلحاء کی ایسی باتین بہت مشہور ہیں اونمین سی ایک یہہ ہی کہ ابن سیرین نی ایک بکری

شاة وقال للمشتري ابين لك ما فيها من العيب انها تقلب العلف برجلها وباع الحسن بن صالح جارية وقال
بیچی اور خریدار سی کہا میں اسکا عیب تجہسی بیان کردوں یہہ بکری گہاس کو پانوسی روندکر خراب کردیتی ہی اور حسن بن صالح نی لونڈی بیچی اور

للمشتري انها تنخمت عندنا مرة دما وهكذا ينبغي ان يكون اهل الدين فمن لايقدر عليه فليترك المعاملة او
خریدار سی کہا کہ اسنی ہماری پاس ایکدفعہ ہو ڈالا تہا اور دیندار لوگ تو ایسی ہون جس سی اتنا نہو سکی تو وہ معاملہ چہوڑدی یا

ليوطن نفسه على عذاب النار والثالث ان لايجوز في المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط فيهما
دوزخ کی اندر اپنا گہر بناوی اور تیسری یہہ کہ مقدار مین کمی بیشی نکری یہہ امر پیمانہ اور ترازو کی درستی سی ہوتا ہی اور دونوں مین احتیاط سی

اذ قال الله تعالى ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا على الناس يستوفون واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی خرابی ہی کہٹانیوالوں کی وہ کہ جب ناپ لین لوگونسی پورا بہر لین اور جب ماپ دین اونکو یا تول دین تو کہٹا کردین

يخلص من هذا الا بان يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي قلما يتصور فان من يستقصي في
اسکا بچاؤ جب ہی کہ دیتی ہوئی کچہہ بڑہا دیوی اور لیتی ہوئی کچہہ کم لی اسلئی کہ ٹہیک پورا پورا بہت کمتر ہوتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق خوب پورا لیوی

اخذ حقه بكماله يوشك ان يتعداه ولذلك اذا اشترى رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قال للذي يزن
تو عجب نہین کہ حق سی بڑہ جاوی اوراسہی لئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی شی خریدتی تو ثمن ادا کرنیوالی سی فرماتی

الثمن زن وارجح وكان بعض السلف يقول لا اشتري الويل بحبة فكان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة
ثمن تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کہا کرتی تہی ہم ویل کو بعوض دانہ کی نہین خریدتی پہر اگر کچہہ آپ لیتی تو بمقدار دانہ کی کم لیتی اور اگر اور کو دیتی تو بمقدار

وكان يقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها السموات والارض فكل من خلط بالبر ترابا او تبنا ثم كاله يكون
اور کہتی افسوس ہی جو جنت کو بعوض دانہ کی دیدی جسکا پہیلاؤ ہی آسمان اور زمین پس جو شخص گیہوں مین مٹی یا تنکی ملاکر ناپ دیوی تو وہ

من المطففين في الكيل وكل قصاب وزن مع اللحم عظما او شيئا لم تجر به العادة يكون من المطففين في الوزن
پیمانہ کا کہٹانیوالا ہی اور جو قصائی گوشت کی ساتہہ ہڈی یا اور کچہہ خلاف رسم چہیچڑا وغیرہ تولدی تو وہ وزن کہٹانیوالا ہی

وقس على هذا سائر التقديرات حتى في الذرع الذي يتعاطاه البزاز فانه في وقت البيع يرسل الثوب ولم يمده
اور اسی پر تمام تقدیرات یعنی اندازہ کی چیزیں قیاس کرلو یہاں تک کہ گز گز جس سی بزاز لیتی دیتی ہیں کرتا ہی لیں بیشک بزاز گز کشی کرلی ہوئی اگر کپڑا ڈھیلا کرتی اور

اذا اشتراه ومده ولم يرسله اذا باعه فكل ذلك يكون من التطفيف الذي يعرض صاحبه للويل والرابع ان يصدق
جب آپ خریدی او کھینچی اور ڈھیلا نکری جب بیچی تو یہہ سب دہ ہی تطفیف ہی جس سی ویل پیش آویگا اور چاہئی ہر وقت بھاؤ کو سچ سچ

في سعر الوقت اذ لا يجوز لاحد ان يلبس على البايع او المشتري سعر الوقت ويغتنم الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر
کہا کری اسلئی کہ کسیکو یہہ جایز نہیں ہی کہ بایع سی یا خریدار سی بھاؤ وقت کا چھپا لیوی اور فرصت کو غنیمت سمجھکر بایع سی بھاؤ کی گرانی

او من المشتري انحطاطه فان من يفعل هذا يكون من الظلمين التاركين للنصح الواجب وقد امر الله تعالى بالعدل و
یا خریدار سی ارزانی پوشیدہ کرلی بیشک جو ایسا کریگا وہ ظالم ہی نصح واجب کا تارک اور بیشک اللہ تعالی کا حکم ہی واسطی عدل اور

الاحسان حيث قال ان الله يامر بالعدل والاحسان والعدل سبب للنجاة فقط وهو يجري مجرى سلامة راس
احسان کی چنانچہ یہہ فرماتا ہی بیشک اللہ تعالی حکم کرتا ہی انصاف کو اور بھلائی کو اور عدل سبب نجات کا ہوتا ہی فقط اور قایم ہی مقام سلامت یعنی اصل

المال والاحسان سبب الفوز ونيل السعادة وهو يجري مجرى الربح فكما لا يعد من العقلاء من يقنع في معاملات
مال کی اور احسان سبب مراد پانی اور حصول سعادت کا ہی اور قایم ہی مقام منفعت کی پھر جیسی کہ عاقل نہیں شمار کیا جاتا جو شخص معاملات دنیا میں

الدنيا براس ماله كذلك في معاملات الاخرة فلا ينبغي للمؤمن ان يقتصر على العدل ويدع باب الاحسان مع انه تعالى
اپنی اصل مال پر قناعت کرتا ہی ایسی ہی معاملات اخروی میں سو مؤمن کو لایق نہیں ہی کہ صرف عدل پہ کفایت کرکر احسان کا باب بند کردی باوجودیکہ اللہ تعالی

قال واحسن كما احسن الله اليك وقال في اية اخرى ان رحمت الله قريب من المحسنين والمراد من الاحسان فيما
فرماتا ہی اور بھلائی کر جیسی بھلائی کی اللہ نی تجھسی اور ایک اور آیت میں فرماتا ہی بیشک رحمت اللہ کی نزدیک ہی نیکی والوں کی اور احسان سی مراد یہاں یہہ ہی

نحن فيه ما ينتفع به في المعاملة وهو غير واجب بل هو تفضل وانما الواجب العدل وترك الظلم وينال العامل رتبة الاحسان
کہ معاملہ میں جس بات سی منفعت ہوا کری یہہ واجب تو نہیں پر خوبی کی بات ہی واجب صرف عدل ہی ہی اور ظلم کا نکرنا اور احسان کا رتبہ پاتا ہی

بواحد من عدة امور الاول في الغبن فينبغي له ان لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به في العادة حتى لو بذل المشتري
جو کوئی ان چند امور میں سی کوئی سا عمل میں لاوی پہلی غبن میں یوں لازم ہی کہ ایک کو اتنا نقصان نہ دیوی کہ عادت کی موافق وتنا نہ دیتی ہوں یہاں تک کہ اگر مشتری

زيادة على الربح المعتاد لشدة حاجته ينبغي للبايع ان يمتنع عن قبوله لان اخذ الزيادة اذا لم يكن فيه تلبيس
یعنی ضرورت کا مارا فائدہ مروج سی زیادہ دینی لگی تو بایع کو چاہئی کہ نہ لیوی اس لئی کہ بڑھتی گو لینی میں اگر بدون دغا بازی کی ہو

وان لم يكن ظلما لكنه ترك للاحسان مع ان من يقنع بربح قليل يكثر معاملاته ويستفيد من تكررها ربحا
اگرچہ ظلم نہیں ہی پر احسان ترک ہوتا ہی باوجودیکہ جو کوئی تھوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی تو اوسکی بکری بہت ہونی لگتی ہی اور اسطرح کی بکری میں بہت فائدہ

كثيرا وبه يظهر البركة والثاني في احتمال الغبن فان من يشتري طعاما او متاعا من فقير ويحتمل الغبن متساهلا
رہتا ہی اور اسیمیں برکت ہوتی ہی اور دوسری نقصان اوٹھانی میں بیشک جو شخص غلہ یا اور مال فقیر سی خریدی اور نقصان وہانی او سپر آسانی کرکر

فيه فانه يكون به محسنا داخلا في قوله عليه السلام رحم الله امرأ اسهل البيع والشراء واما من يشتري من غني
تو وہ محسن ہوتا ہی اس روایت میں داخل کہ رحم کری اللہ اوسپر جو آسان کری بیع اور شرا کو اور جو شخص غنی سی جو کہ سود کو سی خریدی

تاجر يطلب زيادة على الربح المعتاد فاحتمال الغبن منه ليس بمحمود بل هو تضييع المال من غير فائدة في الدنيا
جو فائدہ مروج سی زیادہ طلب کرتا ہو پس ایسی موقع پر نقصان اوٹھانا قابل تعریف کی نہیں ہی بلکہ بی فائدہ مال کا ضایع کرنا ہی نہ فائدہ دنیا کا نہ آخرت کا

والاخرة وقد ورد في الحديث ان المغبون لا محمود ولا ماجور والكمال ان لا يغبن ولا يغبن وقد كان خيار السلف
اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ مغبون کی نہ تعریف ہی اور نہ ثواب کمال کی بات یہہ ہی کہ نہ کسیکو نقصان دیوی اور نہ نقصان اوٹھاوی اور تحقیق اور

یستقصون فی الشراء ثم یهبون كثیرا من المال فقیل لبعضهم تستقصی فی شرائك علی الیسیر ثم تهب الكثیر

خریدنی میں خوب پورا حق لیا کرتی تہی پہر اکثر مال بخشدیتی تہی کسیّنی کسی سی پوچہا خریدنی کی وقت ادنی چیز کو خوب پورا کرتی ہو پہر اکثر بخشدیتی ہو

فلم تبالی فقال لان الواهب یعطی فضله والمغبون یضیع عقله والثالث فی استیفاء الثمن وسائر الدیون

تو کچھ پروا نہیں کرتی جواب دیا بخشنی والا اپنا فضل عطا کرتا ہی اور مغبون اپنی عقل ضایع کرتا ہی اور تیسری ثمن اور قرض پورا لینی میں

والاحسان فیه یكون تارة بالمسامحة وتارة بالامهال والتاخیر وتارة بالمساهلة فی طلب جودة النقد وكل

اسمیں احسان کبہی تو درگذر کرنی میں ہی اور کبہی درنگ اور مہلت کرنیمیں اور کبہی سہولت برتنی میں کہرا روپیہ لینی سی اور یہہ تمام امور

ذلك مندوب الیه محثوث علیه لقوله علیه السلام رحم الله امرأ سهل البیع سهل القضاء سهل الاقتضاء

محبوب اور مرغوب ہیں دلیل اس حدیث کی رحم کری اللہ اوس شخص پر جو آسانی برتی بیع میں آسانی برتی ادامیں آسانی برتی تقاضا میں

فینبغی له ان یغتنم دعاء رسول الله صلی الله علیه وسلم وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اسمح یسمح لك

اوسکو چاہیئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو غنیمت سمجہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا درگذر کر درگذر ہوگی تجہسی

وفی حدیث انه علیه السلام قال من انظر معسرا او ترك له حاسبه الله حسابا یسیرا وفی لفظ اخر اظله

اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی مہلت دی مفلس کو یا اوسکو معاف کیا تو اوسی اللہ تعالی آسانی سی حساب لیگا اور ایک روایت میں ہی اوسکو

الله تحت ظل عرشه یوم لا ظل الا ظله فهذا هی طرق التجارات فی السلف فقد اندرست فمن قام بها فی هذا

اللہ تعالی اپنی عرش کا سایہ دیگا اوس روز کہ سوا اوسکی کوئی سایہ نہوگا سلف میں تجارات کا یہی طریق تہا جو اب پرانا ہوگیا جو شخص اس زمانہ میں

الزمان یكون محییا هذه السنة ویرجی له من فضل الله تعالی جزیل الرحمة

اوسکو پہر قایم کری تو اوسنی یہہ سنت زندہ کی اسکی لئی فضل الہی سی رحمت کی بڑی امید ہی

المجلس السبعون

ستّرویں مجلس میں

فی بیان حرمة الاحتكار وسائر ما یتعلق به من الاحكام الشرعیة

بیان احتکار کی حرمت کا اور تمام احکام شرعی جو اس سی متعلق ہیں

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احتكر فهو خاطئ هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عمر بن عبد الله ومعناه

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی احتکار کیا پس وہ خطاوار ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی عمر بن عبد اللہ کی روایت سی اسکی

ان من یجمع الطعام الذی یجلب الی البلد ویحبسه لیبیعه وقت الغلاء فهو اثم لتعلق حق العامة به و

جو شخص غلہ جمع کری جو کہ شہر کی طرف رسد آتی ہی اور اسکو روک رکہی اسلئی کہ گران کر کر بیچی تو وہ گنہگار ہی کیونکہ اوسمیں سب عوام کا حق ہی اور

هو بالحبس والامتناع عن البیع یرید ابطال حقهم وتضییق الامر علیهم وهو ظلم عام وصاحبه ملعون لما

محتکر اوسکو روک کر بیچنی سی بند کر کر اونکا حق باطل اور اونکا حال تنگ کیا چاہتا ہی اور یہہ ظلم عام ہی اور ایسا شخص ملعون ہی کیونکہ

روی انه علیه السلام قال الجالب مرزوق والمحتكر ملعون فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الذی

روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا غلہ لانیوالا رزق دیا جاتا ہی اور محتکر پر لعنت ہی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں فرمایا کہ جو شخص

یجلب الامتعة والاقوات ویبیعها لتحصیل الربح یحصل له الربح ولا اثم علیه لان الناس ینتفعون به فینال له بركة

اسباب اور قوت لا لا کر واسطی تحصیل فائدہ کی بیچتا ہی تو اوسکو نفع ہو رہتا ہی اور کچہہ اوسپر گناہ نہیں ہی اسلئی کہ سب خلقت اوس سی فائدہ لیتی ہی

دعائهم والذی یشتری الطعام الذی یجیء الی البلد ویحبسه لیبیعه وقت الغلاء فهو ملعون بعید عن رحمة

پس اوسکو بہی اونکی دعا سی فائدہ ہوتا ہی اور جو شخص تمام غلہ شہر کی رسد کا خرید کر روک رکہتا ہی تاکہ مہنگا کر کر بیچی سو وہ ملعون اور اللہ کی رحمت سی دور

الله تعالی ولا یحصل له البركة فاذا دام فی ذلك الفعل فاذا رفع امره الی القاضی یامره القاضی ببیع ما یفضله

ہوتا ہی اور اوسکو کبہی برکت نہیں ہوتی جبتک یہہ کار کرتا رہی پہر اگر اوسکی فریاد قاضی تک جاوی تو اوسکو قاضی وقتی غلہ کی بیچنی کا حکم کری جو اوسکی اور اوسکی

من قوته وقوت عیاله علی السعة بمثل القیمة بان یقول له بعه بما یبیع الناس ولا یسعّر لقوله علیه السلام
عیال کی فراغت کی ساتھ کہانی سی بچی قیمت برابر سی بیچنی کا حکم دی اسطور کہدی کہ اسکو بیچ ڈال جیسی اور لوگ بیچتی ہیں اور بہاؤ نہ ٹہرادی
لا تسعّروا فان الله هو المسعّر القابض الباسط الرازق وفی هذا الحدیث مبالغة فی النهی عن التسعیر
تم بہاؤ نہ ٹہراؤ بیشک بہاؤ اسی مقرر کرتا ہی جو تنگ کرتا ہی اور فراخ اور رزق دیتا ہی اور اس حدیث میں بہاؤ ٹہرانی کی بڑی ممانعت ہی
اذ بیّن فیه ان التسعیر مما یتولاه الله تعالی بنفسه ولم یکله الی غیره من عباده فلیس لهم ان یتکلفوه
اسلئی کہ اسمین یہ بیان ہی کہ بہاؤ کا متولی الله تعالی بذات خود ہی اسکو کسی اور پر اپنی بندوں میں سی حوالہ نہیں کیا سو اونکو نہیں چاہیئی کہ اسمین تکلف کریں
وان فعلوا لا یحصل لهم الا الضیق وشدة عقوبة لهم علی معارضتهم له تعالی فی قضایاه فعلی هذا ینبغی للقاضی
اور اگر کرینگی تو اونکو بجز تنگی اور سختی عذاب کی کچھ نہ ہوگا کیونکر مقابلہ کرتی ہیں احکام الٰہی میں اس بیان کی موافق قاضی کو چاہیئی
ان یتعرض لحقه الا اذا کان فیه ضرر للعامة بان یتعدی ارباب الاموال عن قیمتها تعدیا فاحشا بان
کہ اوسکی حق میں دخل دیوی ہاں اگر عوام کا ضرر ہوتا ہو اسطور کہ مال والی اوسکی قیمت میں تعدی فاحش کرتی ہوں
یبیعوها باضعاف قیمتها فح یسعّر القاضی بمشورة اهل الرای والبصیرة صیانة لحقوق الناس ثم ان من
کہ دو چند قیمت کو بیچنی لگیں پس اب قاضی اہل رائی اور بصیرت کی صلاح سی عوام کا حق بچانیکی لئی بہاؤ مقرر کردی پہر اگر کسینی
باع منهم بما قدره القاضی وان صح بیعه لکونه غیر مکره علی البیع لکن ان کان اذا نقص یخاف ان یضربه
اون میں سی قاضی کی بہاؤ پر بیچا اگرچہ بیع جایز ہی کیونکہ بیع پر زبردستی نہیں ہوئی ہی لیکن اگر ایسا حال ہو کہ اگر اوس بہاؤ سی کم کری تو خوف قاضی کی
القاضی لا یحل للمشتری ما باعه البایع لانه فی معنی المکره فیلزم للمشتری ان یقول له عند الشراء بعنی ما تحب
مار کا ہی تو مشتری کو بایع کا بیچا ہوا حلال نہیں ہی کیونکہ یہ بیع گویا زبردستی کی بیع ہی پس اب مشتری کو یوں چاہیئی کہ خریدتی وقت یہ لفظ کہدی کی میری ہاتھ
فی ای شیء یبیعه یحل فعلی هذا یلزم للقاضی اذا رفع الیه امر المحتکر ان لا یعجل بالعقوبة والتسعیر بل ینهاه
اپنی مرضی کی موافق سمجھدی اسوقت جتنی کو بیچیگا حلال ہو دیگا اسصورت میں قاضی کو لازم ہی کہ جب اوسکی پاس محتکر کی فریاد آوی تو نہ عقوبت میں جلدی کری اور نہ بہاؤ مقرر کری
عن الاحتکار ویزجره عنه ویامره بالبیع وان لم یمتثل یعظه ویهدده وان امتنع ولو بعد یحبسه ویعزره
منع اور ملامت کردی اور کہدی کہ بیچ ڈال اور اگر نہ مانی تو سمجھاوی اور دہمکاوی اور اگر پہر بہی نہ مانی اور نہ بیچی تو اوسکو قید کری اور تعزیر دی
حتی یمتنع عن سوء عمله لانه بارتکاب ما لا یحل له استحق العقوبة ولیس فیه حد مقدر فیعزر دفعا للضرر
یہانتک کہ اپنی فعل قبیح سی باز آوی کیونکہ ممنوع بات اختیار کرکر عقوبت کا سزاوار ہوگیا ہی اور اسمین کوئی حد تو مقرر نہیں ہی لاچار واسطی دفع ضرر عوام کی تعزیر
عن الناس بل الصحیح انه ان امتنع عن البیع یبیعه القاضی اتفاقا وهذا فیما یضر حبسه عند الحاجة الیه
دیا جاوی بلکہ صحیح یہ ہی کہ اگر وہ آپ نہ بیچی تو سب فقہاء کی نزدیک قاضی بیچ ڈالی یہ حکم اوس مبیع کا ہی جسکا بند کر رکہنا حاجت کی وقت ضرر کرتا ہو
مما هو قوت البشر والبهائم کالبر والشعیر والتمر والتین والزبیب وقال ابو یوسف کل ما یضر بالناس حبسه سواء
جیسی قوت آدمیوں کا اور جانوروں کا جیسی گیہوں اور جو اور چہوارا اور انجیر اور مویز اور امام ابو یوسف کہتی ہیں جس چیز کا روک رکہنا عوام کو ضرر کری برابر ہی
کان ماکولا وغیر ماکول فهو احتکار لا یجوز حبسه وان کان ثوبا او ذهبا او فضة ومدة الحبس قیل اربعون
کہ خوردنی ہو یا نہ خوردنی وہ سب احتکار ہوتا ہی اوسکا روکنا جایز نہیں ہی اگرچہ کپڑا ہو یا سونا یا چاندی اور مدت روک رکہنی کی جس سی احتکار ہو کوئی کہتا ہی
یوما لما روی انه علیه السلام قال من احتکر اربعین یوما فقد بریء من الله وبریء الله منه وفی حدیث
چالیس دن ہیں کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جسنی احتکار کیا چالیس دن بیشک بیزار ہوا الله سی اور الله بیزار ہوا اوس سی اور ایک اور حدیث میں ہی
اخر انه علیه السلام قال من احتکر اربعین یوما ثم تصدق به لم تکن صدقته کفارة لاحتکاره وقیل شهر
کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جسنی چالیس روز احتکار کیا پہر اوسنی وہ شی صدقہ کردی تو یہ صدقہ کرنا اوسکا نہیں ہو سکتا اور کوئی کہتا ہی ایک مہینہ ہی

وهذا في حق المعاقبة في الدنيا واما الاثم فهو حاصل وان قلت المدة ومن حبس غلة ارضه لا يكون محتكرا لانه
اور یہہ مدت واسطی سزاء دنیاوی کی ہی اور گناہ وہ بہرصورت ہوتا ہی اگرچہ مدت کم ہو اور جس شخص نی اپنی زمین کا غلہ جمع کر رکہا تو محتکر نہیں ہوتا اسواسطی
خالص حقه لم يتعلق به حق العامة لكن لو كان للناس اليه حاجة فالافضل له ان يبيعه ولو امتنع عن
کہ یہہ اوسکا خالص حق ہی اس سی حق عوام کا متعلق نہیں ہی لیکن اگر عوام کو اوسکی حاجت ہووی تو پہر افضل یہہ ہی کہ بیچڈالی اور اگر نہ بیچی
البيع يكون مسيئا لسوء نيته وقلة شفقته على المسلمين واما ما جلبه من بلد اخر ففيه اختلاف والاحتياط
تو برا کرتا ہی کیونکہ اوسکی نیت بری ہی اور مسلمانوں پر شفقت نہیں ہی اور جو غلہ وغیرہ باہر کے اور شہر سی لاوی سو اوسمین اختلاف ہی احتیاط اسمین ہی
في بيعه بسعر يومه حتى ينال الثواب الموعود بقوله عليه السلام من جلب طعاما فباعه بسعر يومه فكانما
کہ اوسی روز کی بہاؤ سی بیچڈالی تاکہ وہ ثواب پاوی جسکا اسی حدیث میں وعدہ ہی جو شخص لیجاوی اور اوسی روز کی بہاؤ سی بیچڈالی تو گویا
تصدق به وفي لفظ اخر فكانما اعتق رقبة وقد حكي عن بعض السلف انه كان بواسط فجهز سفينة حنطة
اوسنی وہ تمام صدقہ کردیا اور ایک اور روایت میں ہی گویا اوسنی غلام آزاد کردیا کسی بزرگ کی حکایت ہی کہ واسط میں تہا اوسنی ایک کشتی گیہوں کی بصرہ کو روانہ کی
الى البصرة وكتب الى وكيله بع هذا الطعام يوم يدخل البصرة ولا تؤخره الى غد فوافق سعة في السعر فقال له
اور گماشتہ کو لکہہ بہیجا اس غلہ کو بصرہ میں پہنچتی ہی بیچدینا اگلی دن تک نہ رکہنا پہر کشتی پہنچی تو بہاؤ ارزان ہوگیا تاجروں نی
التجار ان اخرته جمعة ربحت فيه اضعافه فاخره جمعة فربح امثاله فكتب الى صاحبه بذلك فكتب اليه صاحبه
کہا اگر جمعہ تک اتہہ تہام لو تو کئی گونہ فائدہ ہوجاوی اوسنی جمعہ تک تہام لیا تو خوب فائدہ ہوا اور مالک کو اوسکی خبر لکہہ بہیجی مالک نی گماشتہ کو پہر لکہا
يا هذا انا كنا قد قنعنا بربح يسير مع سلامة ديننا وانك قد خالفت فاذا وصل اليك كتابي هذا فخذ المال كله فتصدق
ای شخص ہمنی تو تہوڑی سی نفع پر دین کی سلامتی کی لئی قناعت کی تہی اور تونی اوسکی خلاف کیا اس خط کی پہنچتی ہی وہ سبکا سب بصرہ کی فقراء کو صدقہ دیدینا
به على فقراء البصرة لعلي انجو من اثم الاحتكار راسا براس وقد علم من هذا ان الاحتكار لا يخلو عن الكراهة
کاشکی مجہکو احتکار کی گناہ سی نجات ملی برابر برابر اس سی معلوم ہوتا ہی کہ احتکار کراہت سی خالی نہیں ہی
وان اتسعت الاطعمة وكثرت الاقوات واستغنى الناس عنها ولم يرغبوا فيها وذلك لان المحتكر ينتظر مبادي
اگرچہ غلہ بہت موجود ہو اور کہانا کثرت سی ملتا ہو اور عوام کو اوسکی پروا نہو اور نہ اوسمین کچہہ رغبت ہو اور یہہ اسلئی کہ محتکر کو اسباب ضرر رسانی پر
الاضرار التي هي ارتفاع الاسعار وانتظار مبادي الاضرار محظور كانتظار عينه لكنه دونه والحاصل ان التجارة في
نظر رہتی ہی کہ وہ گران ہونا بہاؤ کا ہی اور اسباب ضرر پر نگاہ رکہنی ایسی ممنوع ہی جیسی نظر رکہنی عین ضرر پر وہ اس سی کمتر ہی حاصل یہہ ہی کہ تجارت
الاطعمة والاقوات لطلب الربح مما لا يستحب بل ينبغي طلب الربح في شيء اخر وفي حكم الاحتكار على هذا التفصيل تلقي
غلہ وغیرہ قوت کی منفعت کی واسطی اچہی نہیں ہی بلکہ منفعت اور شئی میں حاصل چاہیئی اور احتکار ہی میں داخل ہی اسیہی تفصیل پر بڑہ کر
الجلب وهو بفتحتين ما يجلب من بلد الى بلد فانه اذا قرب الى البلد يكره استقباله واشتراؤه ثمة لتعلق حق
جالینا جلب کا اور جلب جیم اور لام کی زبر سی بہرتی یعنی رسد ایک شہر سی اور شہر کی طرف سودہ کی جب شہر کی پاس آپہنچی تو پہر آگی بڑہ کر وہاں جا خریدنا مکروہ ہی کیونکہ اوس سی
العامة به والمتلقي يريد ابطاله حقهم وتضييق الامر عليهم وقد نهى النبي عليه السلام عن تلقي الجلب وقال لا تتلقوا
عوام کا حق متعلق ہوجاتا ہی اور آگی بڑہ کی لینی والا اونکا حق باطل اور اونکو تنگ کیا چاہتا ہی اور بیشک نبی علیہ السلام نی تلقی جلب سی منع فرمایا ہی رسد کو آگی بڑہکر
الجلب وفي حديث اخر انه عليه السلام قال لا تلقوا السلع حتى يهبط بها الى السوق وهذا اذا لم يلبس السعر على الواردين
مت خریدو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہ جاؤ خرید اسباب کو جبتک بازار میں نہ اوتری اور یہہ حکم جب ہی کہ بہاؤ باہر سی آنی والوں کو معلوم ہو
واما اذا لبس عليهم السعر واشترى منهم متاعهم باقل من قيمته فيتعدد الكراهة ويتاكد الحرمة لان هذا الصنع
اور اگر اونکو بہاؤ معلوم نہو اور اونکی متاع اوسکی قیمت کہٹا کر جا خریدی تو اب کئی کراہت جمع ہونگی اور حرمت سخت ہوجائیگی اسلئی کہ یہہ عمل

ومن الغش للعوام المضار ... النصح الواجب للمسلم بان لا يرضى لاخيه ما لا يرضى لنفسه ... ومن اقل كل ما يضر

خلق خیانت حرام میں داخل ہی اور نصیحت جسکی برخلاف ہی ... تفسیری پسند نکرنا ... کی واسطی ...

به المسلم فهو ظلم وانما العدل ان لا يضر احداً لاخيه المسلم ولا يحب له الا ما يحب لنفسه قال [illegible] عليه السلام

سبکا نقصان ہوتا ہو وہ سب ظلم ہی اور عدل وہ ہی کہ کوئی اپنی برادر مسلم کو نقصان نہ دی اور پسند نکری اوسکی حق میں سوا اوسکی کہ پسند کری اپنی واسطی ...

قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه قال بعض العلماء من باع شيئا بدرهم فانه لو كان لا يشتريه

نبی فرمایا مؤمن نہین ہوتا کوئی تم میں سی یہان تک کہ محبوب جانی واسطی اپنی بہائی کی جو محبوب رکہی واسطی اپنی بعض علما کہتی ہین جس شخص کو کوئی شی ایک درہم کو بیچی اور اگر وہ شی ...

الا بنصف درهم فهو يكون ممن ترك النصح المامور به ولم يحب لاخيه ما احب لنفسه وقد حكى ان يونس بن

ہو تو آپ آدہی درہم سی زیادہ کو ہرگز نہ لیتا پس وہ شخص نصح مامور بہ کا تارک ہی اور نہین پسند کی اپنی بہائی کی لئی وہ بات جو اپنی لئی پسند کرتا ہی حکایت کرتی ہین کہ یونس بن

عبيد الله انه كان عنده حلل مختلفة الاثمان قيمة بعضها اربعمائة وقيمة بعضها مائتان فذهب الى الصلوة

عبید اللہ کی پاس چادرین مختلف قیمت کی تہین کوئی چار سو کی تہی اور کوئی دو سو کی پہر یونس اپنی بہتیجی کو

وترك ابن اخيه في الدكان فجاء اعرابي وطلب حلة باربعمائة فعرض عليه من حلل المائتين فاستحسنها واشتراها

دکان مین بٹہا کر نماز کو چلا گیا پہر ایک اعرابی نی اکر چادر چار سو درہم کی مانگی اوس لڑکی نی دو سو والی اوسکی سامنی کردی اوسنی پسند کرکی چار سو کو خرید کر

منه باربعمائة وذهب فاستقبله يونس وراى حلته في يده وعرفها فقال بكم اشتريتها فقال باربعمائة

چلا تو اوسکی سامنی سی یونس آگیا وہ چادر اوسکی ہاتہ میں دیکہہ کر پہچان لی پوچہا کتنی کو لی جواب دیا چار سو کو

فقال لا تساوي اكثر من مائتين فارجع حتى تردها قال هذه تساوي ببلدنا خمسمائة درهم وانا ارتضيها ولا

یونس نی کہا یہہ چادر دو سو سی زیادہ کی نہین ہی چل پہیر دی اوسنی جواب دیا یہہ چادر ہماری شہر میں پانسو روپیہ کی ہی مینی پسند کرلی ہی مین

اريدها فقال له يونس انك وان رضيتها لكن النصح في الدين خير من الدنيا بما فيها فرده الى الدكان ورد عليه

نہین پہیرتا پہر یونس نی کہا اگرچہ پسند کرلی ہی لیکن دین کی خیرخواہی بہتر ہی دنیا اور مافیہا کی خیرخواہی سی پہر اوسکو دکان پر ہٹا لایا اور سو روپیہ پہیر دی

مائة درهم ثم توجه الى ابن اخيه وقال له اما خشيت الله تعالى حيث ربحت مثل الثمن وتركت النصح

پہر بہتیجی کی طرف متوجہ ہو کر کہا تجہکو خدا کا خوف نہ آیا کہ ثمن کی برابر تو نی نفع لیا اور مسلمانون کی خیرخواہی ترک کردی

للمسلمين فقال له ابن اخيه والله ما اخذها الا وهو راض بها قال فهلا رضيت له ما ترضى لنفسك وابلغ من

بہتیجی نی جواب دیا خدا کی قسم اوسنی تو خوب پسند کرکی لی تہی یونس نی کہا پہر تو نی اوسکی لئی وہ کیون نکیا جو اپنی لئی پسند کرتا ہی اور اس سی بڑہکر

ذلك ما حكى عن رجل من التابعين انه كان بالبصرة وله غلام بالسوس يجهز اليه السكر فكتب اليه غلامه

ایک شخص تابعی کی حکایت ہی کہ وہ بصرہ میں تہا اور اوسکا غلام سوس میں تہا اوسکی پاس شکر بہیجا کرتا تہا پہر اوسکی غلام نی لکہا

ان قصب السكر قد اصابه آفة في هذه السنة فاشتر السكر فانه يربح كثيرا فاشترى من رجل سكرا كثيرا

کہ اس سال اوکہہ میں ایک بیماری لگی ہی شکر خرید لینا اسمین خوب نفع ہو دیگی سو اوسنی ایک شخص سی بہت سی شکر خرید لی

فلما جاء وقته باعه وربح فيه ثلثين الف درهم فانصرف الى بيته فتفكر ليلته فقال ربحت ثلثين الفا و

پہر جب وقت آیا تو وہ بیچی اور تیس ہزار درہم نفع ہوا پس وہ اپنی گہر چلا گیا پہر تمام شب دل مین سوچتا رہا کہ مینی تیس ہزار درہم نفع لیا اور

تركت نصح رجل من المسلمين فلما اصبح غدا اليه فدفع اليه ثلثين الفا فقال بارك الله لك فيها فقال له

خیرخواہی ایک مرد مسلمان کی ترک کی جب فجر ہوئی تو صبح دم اوسکی پاس جاکر تیس ہزار درہم اوسکو دیدئی اور کہا تیری لئی خدا اسمین برکت دی اوسنی کہا

من اين صارت هذه لي فقال اني كتمتك حقيقة الحال وكان السكر قد غلا في ذلك الوقت فقال رحمك

یہہ درہم میری کیونکر ہوگئی جواب دیا مینی تجہسی اصل حال چہپا لیا تہا شکر اوس وقت مہنگی ہوگئی تہی اوسنی کہا خدا تجہپر رحم کری

قد علمتني الآن وقد طيبتها لك فرجع الى بيته فتفكر وقال ما نصحته لعله استحيى منه فتركها لي فمكر اليه

مجکو اب جتادیا میں تجہی کو حلال کی وہ پہر اپنی گہر چلا آیا پہر سوچ کر کہا یہہ خیرخواہی نہوئی شاید اوسنی شرم کی ماری مجہکو دی دی ہون پہر صبحدم اوسکی پاس

فقال عفاك الله خذ مالك فهو اطيب لقلبي فاخذ منه ثلثين الفا وعلم من هذا ان ليس لاحد ان

جاکر کہا خدا تجہکو معاف کری اپنا مال لی میری دل کو یہہ ہی پسند آتا ہی پہر اوسنی تیس ہزار درہم لی لئی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ کسیکو یون نچاہیی

ينتهض الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر ومن المشتري انحطاطه فان من يفعل ذلك يكون ظالما

کہ فرصت کو غنیمت سمجہہ کر بایع سی گرانی بہاؤ کی اور خریدار سی ارزانی چہپا لیا کری بیشک جو ایسا عمل کریگا وہ ظالم اور خائن

غاشا تاركا للنصح الواجب فان المعاملة قد تجري على وجه يفتي المفتي بصحتها وانعقادها لكنها تشتمل على ظلم

اور نصح واجب کا تارک ہی کیونکہ معاملہ بعضی وقت ایسی طورسی بہکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتادیوی پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی

يتعرض به العامل لسخط الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد كالبيع عند الاذان الاول للجمعة فانه

کہ اوسکا کرنیوالا نشانہ غضب الٰہی کا ہوجاوی اسلئی کہ ہر نہی تو عقد کو فاسد نہین کردیتی جیسی بیع جمعہ کی روز پہلی اذان کی ہوتی ہوی یہہ بیع

وان كان جائزا لكنه مكروه لان فيه اخلالا بواجب السعي هذا اذا قعدا او وقفا فتبايعا اذ قد قال الله تعالى اذا

اگرچہ جایز ہی پر مکروہ ہی اسلئی کہ اسمین سعی واجب مین دیر ہوتی ہی یہہ اوس صورت مین کہ بایع اور مشتری بیٹہہ جاوین یا کہڑی رہکر بیع کرین کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

نودي للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذروا البيع واما اذا تبايعا حال مشيهما فلا كراهة فيه

جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چہوڑو بیچنا ہان اگر وہ دونو چلتی چلتی بیع کرلین تو اسمین کچہہ کراہت نہین ہی

وكذا يكره النجش وهو ان يزيد في الثمن من لا يريد الشراء بعدما بلغت السلعة قيمتها ليرغب غيره فيها وانما

اور ایسی ہی نجش مکروہ ہوتا ہی نجش یہہ ہی کہ قیمت مبیع کی ایسا شخص بڑہاوی جسکو خریداری منظور نہو جبکہ وہ سودا اپنی قیمت پر آچکا ہو تاکہ غیر کو اسمین رغبت پیدا ہو

كره ذلك لانه تغرير للمسلم وظلم له مع انه عليه السلام نهى عن النجش وقال لا تناجشوا هذا اذا بلغت السلعة

اور یہہ مکروہ اسلئی ہی کہ اسمین ایک مسلم کی ساتہہ دہوکہ اور ظلم ہوتا ہی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی نجش سی منع فرمایا ہی کہ نجش مت کرو یہہ اس صورت مین کہ مبیع

قيمتها واما اذا لم تبلغ قيمتها وزاد في الثمن من لا يريد الشراء الى ان تبلغ السلعة تمام قيمتها لا يكره وكذا يكره

اپنی قیمت پر آچکی ہو اور اگر ابہی قیمت پر نہین آئی اور کسینی ثمن بدون ارادہ خریداری کی بڑہا دیا تاکہ مبیع کی قیمت پوری ہوجاوی تو مکروہ نہین ہی اور ایسا ہی مکروہ

السوم على سوم غيره بعد رضائهما بثمن لقوله عليه السلام لا يسوم الرجل على سوم اخيه وهو نهي بصيغة

ثمن بڑہانا بارادہ خرید کی دوسری کی خریداری پر جب کہ وہ دونو رضامند ہوچکی ہون اسلئی کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہی اپنی بہائی کی خرید پر کوئی اپنی خرید کا ارادہ نکری اور

النفي فيكون ابلغ واما اذا لم يركن احدهما الى الآخر فلا باس للغير ان يساومه ويشتريه لانه بيع من يزيد ولا

لا یسوم نہی ہی صورت نفی پر سو اسمین بڑا مبالغہ ہی ہان اگر ابہی ایک دوسری کی طرف مایل نہین ہی تو غیر کو کچہہ مضائقہ نہین کہ قیمت بڑہا کر خرید لی کیونکہ یہہ بیع من یزید ہی

كراهة فيه لورود الاثر فيه وهو ما روي عن انس انه عليه السلام باع قدحا وحلسا ببيع من يزيد وكذا يكره

اسمین کچہہ کراہت نہین ہی کیونکہ اسمین آثار آئی ہین ایک یہہ کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی ایک پیالہ اور ٹاٹ بطور بیع من یزید کی بیچا اور ایسی ہی

بيع الحاضر للبادي لقوله عليه السلام لا يبيع الحاضر للبادي وهذا اذا كان اهل البلد في قحط وهو يبيع من

بیع شہر والی کی صحرانشین سی مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی شہر والا جنگلی کی ہاتہہ نہ بیچا کری یہہ اس صورت میں ہی کہ شہر کی اندر قحط ہو اور بایع گران قیمت کا لالچی

اهل البدو طمعا للثمن الغالي لما فيه من الاضرار بهم واما اذا لم يكن كذلك فلا باس به لانعدام الضرر وقيل

صحرانشین لوگون کی ہاتہہ بیچی کیونکہ اسمین شہر والون کو ضرر ہوتا ہی اور ایسا حال یعنی قحط نہو تو کچہہ مضائقہ نہین کیونکہ کوئی ضرر نہین ہی اور بعضی

صورته ان يجيء البادي بسلعة الى المصر فيقول له الحاضر دع سلعتك عندي لابيعها لك بثمن غال ويحبسه

کہتی ہین اسکی صورت یون ہی کہ کوئی صحرانشین شہر مین سودا لیکر آوی سو ایک شہری اوسکو کہی اپنا مال میری پاس چہوڑ جا مین گران قیمت سی بیچ رکہونگا پہر اپنی پاس اوسکو

بیع من یزید اور نیلام بہی

عنده

عنده الى ان يغالي في الثمن وهذا مكروه في ايام العسرة ثم ينبغي ان يعلم ان البيع عند الحنفية كما ينعقد بالقول و
اتنی دنوں رکھہ چھوڑی کہ مہنگا ہو جاوی اور ایسا معاملہ تنگی کی دنوں مین مکروہ ہی پھر سمجھنی کی بات ہی کہ بیع حنفیوں کی نزدیک جیسی لفظ یعنی بولنی سی ہو جاتی ہی

ركنه الايجاب والقبول كذلك ينعقد بالفعل وركنه التعاطي فلا بد فيه من الاعطاء من الجانبين عند
اور اسکا رکن ایجاب وقبول ہی ایسی ہی ہاتھ کی حرکت سی پوری ہو جاتی ہی اور اسکا رکن لین دین ہی اس بیع مین بایع اور مشتری دونو کی طرف سی ثمن اور مبیع کا حوالہ کرنا

البعض وعند البعض يكفي الاعطاء من احد الجانبين اذا بين الثمن او كان معلوما كما لو قال رجل لمن يبيع الحنطة
ضروری ہی اور بعضوں کی نزدیک صرف ایک طرف سی حوالہ کردینا کفایت کرتا ہی اگر ثمن مقرر ہو چکا ہو یا کسی طور سی معلوم ہو جیسی کوئی شخص گیہوں بیچنی والی سی پوچھی

كيف تبيع الحنطة فقال قفيزا بدرهم فقال كل لي خمسة اقفزة وكال فذهب بها فهذا بيع وعليه خمسة دراهم
تو گیہوں کیا بھاؤ بیچتا ہی وہ کہی بارہ صاع ایک درہم کی پھر وہ ہی خریدار کہی پانچ قفیز میری لئی ناپ دی اور اوسنی ناپ دی اور وہ لے گیا سو یہہ بیع پوری ہی اور اوسکی

وكذا لو قال البايع للمشتري بعت هذا منك بدرهم فقبضه المشتري ولم يقل شيئا ينعقد البيع وعليه درهم
اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مین نی یہہ سودا تیری ہاتہ ایک درہم کو بیچا پھر مشتری اوس شی کو قبضہ کرلی اور کچھہ نہ بولی تو یہہ بیع بھی پوری ہی اور اوسکی ذمہ ایک درہم

وكذا لو اشترى وقرا من الحطب بثمانية ثم قال ائت بوقر آخر والقه ههنا ففعل يكون ذلك بيعا وليطلب
اور ایسی ہی اگر ایک گٹھہ لکڑی کا آٹھہ پیسی کو مول لیا پھر کہا ایک گٹھہ اور لاکر یہاں ڈالدی اور اوسنی لا ڈالا تو یہہ بیع پوری ہی اور وہ آٹھہ پیسی

الثمانية وكذا لو كان لرجل على آخر الف درهم وقال المديون لدائنه اعطيك بدينك دنانير ولم يقع بينهما بيع
مانگ لی اور ایسی ہی اگر ایک شخص کی دوسری کی ذمہ ہزار درہم قرض آتی ہوں اور مدیون یعنی قرضدار قرض خواہ سی کہی مین تیری قرضہ کی بابت اشرفیاں دونگا

بل فارقه ثم اتى بالدنانير ودفعها اليه يكون في تلك الساعة بيعا بالتعاطي واما لو اشترى رجل من آخر وسائد
بلکہ وہ چلا گیا پھر اشرفیاں لاکر اوسکی حوالہ کردین تو اب اسوقت تعاطی سی بیع پوری ہو جاوی گی اور اگر ایک شخص نی دوسری سی تکیی اور فرش

وطنافس وهي غير منسوجة بعد ولم يضرب اجلا حتى يصير سلما فلا يجوز ولو نسج الوسائد والطنافس وسلمها اليه لا يصح
خریدی اور وہ بنی ہوئی ابھی تیار نہوں اور مدت بھی نہ ٹہرا دین تاکہ بیع سلم ہی ہو جاوی تو یہہ بیع جایز نہیں ہی اور اگر تکیی اور فرش تیار کرکر اوسکو حوالہ کردی تو یہہ بیع

ايضا لان التعاطي انما يكون بيعا اذا لم يكن مبنيا على بيع فاسد او باطل واما اذا كان مبنيا عليه فلا فعلى هذا
جایز نہیں ہی اسلئی کہ طرفین سی لین دین کی بیع جب جایز ہوتی ہی کہ اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر نہو اور اگر اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر ہوگی تو جایز نہیں ہوتی اسکو

ما يفعله اكثر الناس في هذا الزمان من اخذ ما ارادوا من صاحبه من الماكولات وغيرها من غير عقد صحيح
اس زمانہ مین جو اکثر لوگونکا عمل ہی کہ جو چاہتی ہین سوداگر سی کھانی پینی کا سامان اور سوا اوسکی بدون عقد صحیح کی لیلیتی ہین

ولا معاطاة ولا بيان الثمن الى وقت المحاسبة فذلك حرام وكل من ياكل منه او ينتفع به مع العلم به فهو متعمد
ور نہ طرفین سی لین دین کرتی ہین اور نہ حساب کی وقت تک ثمن بیان کرتی ہین سو یہہ حرام ہی اور جو شخص اوسمین سی کھاتا ہی یا نفع لیتا ہی جان بوجھکر تو وہ عمدًا

لاكل الحرام والانتفاع به ومرتكب للاثم اذ فيما سوى الخبز واللحم لا بد من بيان الثمن ليكون بيعا بالتعاطي ثم
حرام خوری کرتا ہی اور نفع حرام لیتا ہی اور گناہ اختیار کرتا ہی اسلئی کہ بجز روٹی اور گوشت کی سب سودی مین ثمن مقرر کرنا ضرور ہی تاکہ بیع تعاطی سی ہو جاوی پھر

ينبغي ان يعلم ان البيع الذي لا يجوز ثلثة انواع فاسد وباطل وموقوف اما الفاسد فهو منعقد لكن لا يفيد الملك
یاد رکھنا چاہیی کہ بیع جو جایز نہیں ہوتی تین قسم پر ہی فاسد اور باطل اور موقوف بیع فاسد منعقد تو ہو جاتی ہی پر صرف عقد سی ملک نہیں

بمجرد العقد بل انما يفيد بعد قبض المشتري المبيع باذن البايع صريحا او دلالة فانه اذا قبضه في مجلس العقد
ملک مفید جب ہوتی ہی کہ خریدار بایع کی صاف اجازت سی یا قرینہ سی مبیع پر قبضہ کرلی پس جب خریدار مجلس عقد مین بایع کی سامنی مبیع پر قبضہ کرلی

بحضرة البايع ولم ينهه البايع يملكه ملكا خبيثا ولهذا قيل لا يحل له ان يتصرف فيه بتمليك وانتفاع حتى
اور بایع اوسکو منع نکری تو خریدار ملک مردار سی اوسکا مالک ہو جاتا ہی اسیی لئی کہتی ہین کہ خریدار کو اوسمین تصرف کرنا حلال نہیں ہی کہ کسیکو مالک کردی یا برتی

كان طعاما لا يحل له اكله ولو كان جارية لا يحل له وطيها بل يجب على كل واحد من البائع والمشتري فسخ العقد
طعام ہو تو اوسکا کہانا حلال نہیں ہی اور اگر لونڈی ہی تو اوس سی صحبت حلال نہیں بلکہ ہر یک بایع اور مشتری پر واسطی دفع فساد کی عقد کا فسخ کرنا

دفعا للفساد وان لم يفسخاه بل باع المشتري ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحيح ينفذ بيعه لانه لما ملكه ملك
واجب ہی اور اگر دونوں فسخ عقد نکیا بلکہ مشتری نی شراء فاسد سی قبضہ کرکر بطور عقد صحیح کی اور کی ہاتہہ بیچڈالا تو اوسکی بیع پوری ہو جاوی گی اسلئی

تمليكه لغيره بالبيع وغيره فلا يتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به ووجوب الفسخ سابقا كان لحق الشرع
کہ جب مبیع کا مالک ہوا تو اوسکی تملیک کا بہی بطور بیع وغیرہ کی مالک ہی پہر بعد اسکی فسخ نہیں ہو سکتا کیونکہ اب اوسمی حق عبد متعلق ہوگیا اور پہلی درجہ میں فسخ عقد جو واجب تہا

واذا اجتمع حق الشرع وحق العبد يقدم حق العبد لحاجته نعم كان الاولى للمشتري ان يتنزه عن شرائه
تو واسطی حق شرع کی تہا اور جب حق شرع اور حق عبد جمع ہو جاتی ہیں تو حق عبد کو مقدم رکہتی ہیں اسلئی کہ عبد حاجتمند ہی ان مشتری ثانی کی حق میں بہتر یہہ تہا کہ اوسکی

اذ قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملات اهل السوق على الفساد ينبغي له ان يتنزه عن شراء شيء منهم ومع هذا لو
کیونکہ کہتی ہیں جسکو یوں معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والوں کی فساد سی خالی نہیں ہیں تو اوسکو چاہیی کہ اون سی کوئی شی مول نہ لیوی اور پہر بہی اگر اون سی

اشترى منهم شيئا يحل له الانتفاع به اذ كان العقد الاخير صحيحا وهما ينبغي ان يتعلم ان من اشترى متاعا بالف درهم
کوئی شی مول لیلیویگا تو اوسکو برتنا حلال ہی اگر پچہلا عقد صحیح واقع ہوا ہو اور معلوم رکہنا چاہیی کہ اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال شراء فاسد سی مول لیکر قبضہ کرلیا

شراء فاسدا وقبضه ثم باعه وربح فيه لا يحل له الربح بل يجب عليه ان يتصدق به ومن باع متاعا بالف درهم
پہر اوسکو فائدہ سی بیچڈالا تو اوسکو وہ فائدہ حلال نہیں ہی بلکہ اوسپر واجب ہی کہ خیرات کردی اور اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال بیع

بيعا فاسدا وقبض الثمن ثم اشترى به شيئا وباعه وربح فيه يحل له الربح ولا يجب عليه ان يتصدق به والفرق
فاسد سی بیچا اور قیمت لی لی پہر اوس روپیہ سی اور مال مول لیا اور اوسکو فائدی سی بیچا تو اوسکو یہہ فائدہ حلال ہی اوسپر خیرات کرنا واجب نہیں ہی اور فرق

بينهما على ما ذكر في الهداية ان المتاع مما يتعين بالتعيين فيتعلق العقد به فيتمكن الخبث في الربح والدراهم والدنانير
ان دونوں صورتوں میں موافق بیان صاحب ہدایہ کی یہہ ہی کہ اسباب تعیین کرنی سی متعین ہو جاتا ہی سو عقد اسباب معین ہی متعلق ہو جاتا ہی پس خباثت فائدہ میں اثر کرجاتی ہی

لا تتعينان في العقود والفسوخ بل يثبت الثمن في ذمة المشتري فلا يتعلق العقد الثاني بعينها فلا يتمكن
عقود اور فسوخ میں متعین نہیں ہوتی بلکہ مشتری کی ذمہ مطلق ثمن ثابت ہو جاتا ہی سو دوسرا عقد اوس دراہم اور دنانیر خاص سی متعلق نہیں ہوتا

الخبث في الربح الا ان يشير اليها وينقد منها فيتعلق سلامة الشرى بها لوقوعها ثمنا فيكون ملكا خبيثا واجب التصدق
اسلئی خباثت فائدہ میں اثر نہیں کرتی ہان اگر اوسی کی طرف اشارہ کری پہر اوسی میں سی پرکہہ کر دیوی تو اسخریداری اوسی سی متعلق ہوگی کیونکہ وہ ثمن ٹہرا اب ملک مردار ہوگی خیرات کرنا واجب ہوگا

واما الباطل فهو غير منعقد فلا يفيد الملك اصلا ولهذا قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملات اهل السوق على
اور بیع باطل سرے سی منعقد نہیں ہوتی سوئی فائدہ ملک کا ہرگز نہیں دیتی اسیلئی کہتی ہیں کہ جسکو یوں معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والوں کی باطل ہوتی ہیں

البطلان ليس له ان يشتري منهم شيئا ولا يحل له ما اشتراه منهم واما الموقوف فهو بيع مال الغير بغير اذنه فانه
تو اوسکو کوئی چیز اون سی مول لینی جایز نہیں ہی اور اون سی جو مول لیگا حلال نہیں ہوگا اور بیع موقوف غیر کی مال کا بی اجازت بیچڈالنا یہہ بیع اگرچہ منعقد ہوجاتی ہی

وان كان منعقدا ومفيد الملك على سبيل التوقف على اجازة مالكه لكن لا يفيد تمام الملك لتعلق حق الغير به
اور فائدہ ملک کا بطور موقوف دیتی ہی یعنی اگر مالک جایز رکہہ لی لیکن اجازت بغیر ملک پوری نہیں ہوتی اسلئی کہ غیر کا حق اوسمیں باقی ہی

وجميع المعاملات الجارية في جميع المغصوبات والغارات الواقعة في هذا الزمان من هذا القبيل ولهذا قال
اور تمام معاملات جو اس زمانہ میں تمام چہینی اور لوٹی ہوئی اشیامیں جاری ہیں سب اسی طرح کی ہیں اور اسیلئی

صاحب البزازية في ايام غارة المسلمين لا يشترى من العسكر شيء لانه حرام ملك الغير ثم ينبغي للتاجر ان
صاحب بزازیہ کہتا ہی مسلمانوں کی غارت گری کی عہد میں لشکریوں سی کوئی شی مول نہ لیجاوی کیونکہ حرام غیر کی ملک ہی پہر تاجر کو لایق یوں ہی

يراعي في معاملته العدل ويجتنب الظلم والمراد بالظلم ان يتضرر به الغير فكل ما يتضرر به الغير فهو ظلم وانما

کہ اپنی معاملہ مین عدل کا لحاظ رکہی اور ظلم سی بچی اور ظلم سی مراد یہہ ہی کہ جسمین غیر کا نقصان ہووی سو جسمین غیر کا نقصان ہوتا ہو سو ظلم ہی

العدل ان لا يتضرر منه احد بشيء ما ولا يتصور ذلك الا بالاحتراز عن عدة امور احدها ان لا يحيف في

عدل وہ ہی ہی کہ جسمین کسیکا کچہہ نقصان نہووی اور یہہ امر خیال مین نہین آتا جبتک کئی باتونسی احتراز نکری ایک یہہ کہ مقدار مین تفاوت

المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط لانه تعالى قال ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا

نکری اور یہہ پیمانہ اور ترازو پوری پوری اور احتیاط رکہنی سی ہوتا ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی کم تولنیوالون کی وہ کہ جب ناپ لین

على الناس يستوفون واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا ينجو من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا

لوگونسی پورا بہر لین اور جب ناپ دین اونکو یا تول کردین تو گہٹا کردین اور اس سی وہ ہی بچتا ہی جو دیتی وقت کچہہ زیادہ دیوی اور لیتی ہوی کچہہ کم لیوی

اخذ لان العدل الحقيقي قلما يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكماله يوشك ان يتعداه ولذلك

اسلئی کہ عدل حقیقی بہت ہی کم خیال مین آتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو غالب ہی کہ اوسپر تعدی کر بیٹہی اور اسیواسطی

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اشترى شيئا يقول للوزان زن وارجح وكان بعض السلف يقول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کچہہ مول لیتی تو قیمت ادا کرنیوالی سی فرماتی تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدم کہتی تہی

لا اشتري الويل بحبة وكان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة ويقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها

کہ ہم ایک دانہ کی بدلہ عذاب نہین لیتی اور اگر کچہہ مول لیتی تو کچہہ دانہ کم لیتی اور اگر دیتی تو کچہہ دانہ زیادہ دیتی اور کہتی افسوس ہی جو دانہ کی بدلہ جنت دیڈالی جسکا پہلاو

السموات والارض والثاني مما يجب الاحتراز عنها ان لا يمدح السلعة فانه ان وصفها بما ليس فيها فان لم

آسمان اور زمین ہی اور دوسرا امر جس سی احتراز چاہئی یہہ ہی کہ مال کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی جو اوسمین نہین ہی پہر خریدار نی اسکا قول اگر

يقبل قوله فهو كذب محض وان قبل فهو مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها بما فيها فان علم به المشتري

نہ مانا تو یہہ صرف جہوٹہ ہی جہوٹ ہی اور اگر مان لیا تو جہوٹہ کا جہوٹہ اور دغابازی اور ظلم ہی اور اگر سچی تعریف کی تو پہر اگر خریدار بہی جانتا ہی

فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه فيحاسب عليه لان كل كلمة تصدر عن الانسان فانه يحاسب عليها لقوله تعالى

تو وہ بیہودہ بک ہی اور کلام بی فائدہ اس پر بہی حساب ہوگا کیونکہ انسان کی زبان سی جو کلمہ نکلتا ہی اوسپر حساب ہوویگا بدلیل اس آیت کی

ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد وان لم يعرف المشتري ما فيها ما لم يذكر فلا باس بذكر القدر الموجود فيها من

نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس راہ دیکہتا تیار اور اگر خریدار نہین جانتا جبتک بیان نکرو تو پہر جتنا ہی اوتنی ہی بیان کرینہین

غير مبالغة واطناب ولا يحلف البتة لانه ان كان كاذبا يكون يمينه غموسا وهو من الكبائر التي تذر الديار

بدون مبالغہ اور تطویل کی کچہہ مضائقہ نہین اور قسم ہرگز نہ کہاوی اسلئی کہ اگر جہوٹہی ہی تو یمین غموس ہو گی اور یہہ قسم ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی

بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد

اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ کی نام کو اپنی قسمون کا نشانہ بنایا اور اسمین برا کیا اسلئی کہ دنیا اتنی درجہ کی نہین ہی کہ اوسکو بلا ضرورت

ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء يكره للتاجر ان يذكر اسم الله تعالى او يصلي على النبي صلى

اللہ کی نام سی رونق دیجاوی یہان تک کہ فقہاء کہتی ہین تاجر کو مکروہ ہی کہ اپنا مال کہولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

الله عليه وسلم عند فتح متاعه على قصد ترويجه بان يقول اللهم صل على محمد ما اجود هذا والثالث مما

پڑہا کری اسطور پر کہ کہی سبحان اللہ کیا مال ہی یا اللہم صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز کرنا چاہئی

يجب الاحتراز عنها ان يكتم شيئا من عيوب السلعة بل يجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها لانه

یہہ ہی کہ مال کا کوئی عیب چہپا رکہی بلکہ بایع پر واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب ظاہر و باطن جتلا دیوی کیونکہ

اذا اخفى شيئا منها يكون غاشا تاركا للنصح الواجب فمن اظهر احسن وجهي الثوب او عرضه في الموضع المظلم
اگر کچھ بھی عیب چھپا رکھیگا تو خیانت پیشہ نصح واجب کا تارک ہوگا پھر جس نے تھان کا اچھا پلہ دیکھا دیا یا اندھیری کی اندر سامنے کیا
او عرض احسن فردي الخف او النعل ونحوهما يكون غاشا والغش حرام في البيوع والصنائع جميعا فلا ينبغي للصانع
یا موزہ یا جوتی کی اچھی والی دیکھادی تو یہہ شخص خائن ہی اور تمام بیوع اور کاریگریوں میں خیانت کرنی حرام ہی سو کاریگر کو لائق نہیں کہ
ان يتهاون بعمله على وجه لو عامله به غيره لا يرتضيه بل ينبغي له ان يحسن الصنعة ويحكمها ثم يبين عيبها
اپنی کار میں ایسی سستی کیا کری کہ اگر اوسکی ساتھہ کوئی اور کری تو پسند نکری بلکہ یوں چاہئی کہ کار خوب صورت اور مضبوط بنایا کری پھر اوسکا عیب بیان کردی
ان وقع فيها عيب فان قيل اذا وجب على التاجر ان يذكر عيوب متاعه لا يتم له المعاملة فما الطريق فيها فاعلم ان
اگر اتفاقا عیب دار ہوگیا ہو اور اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ جب تاجر پر مال کا عیب بیان کرنا واجب ہوا تو اوسکا معاملہ کبھی پورا نہ ہوگا پھر اسکا کونسا راہ ہی تو سمجھ لی
التاجر اذا شرط على نفسه ان لا يشتري للبيع الا الجيد وقنع بربح يسير يبارك له فيه ولا يحتاج الى تلبيس فمن
کہ تاجر جب اپنی اوپر یہہ شرط کرلی کہ بیچنی کی لئی سواء مال جید کی کبھی نہ لونگا اور تھوڑیسی نفع پر قناعت کری تو اوسی میں برکت ہوگی دغابازی کی کچھ حاجت نہیں ہی
تعود هذا لا يشتري معيبا فان وقع في يده نادرا يذكر عيبه ويقنع بقيمته وانما يتعذر هذا على التجار لانهم
پھر جسکی یہہ عادت پڑجاتی ہی تو عیب دار مال نہیں لیتا پھر اگر اتفاقا اوسکی ہاتھہ آبھی جاوی تو اوسکا عیب بیان کردی اور اوسکی اصل قیمت پر قناعت کری اور تجار اون پر الٹی
لا يقنعون بربح يسير بل يطلبون ربحا كثيرا ولا يحصل ذلك الا بالتلبيس والتلبيس حرام فلا يجوز للبايع ولا للمشتري
دشوار ہوتا ہی کہ تھوڑی نفع پر قناعت نہیں کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہیں اور بڑا فائدہ بدون دغابازی کی نہیں ہوتا اور دغابازی حرام ہی سو جائز نہیں ہی نہ
ان يلبس احدهما على الآخر لان من يفعل هذا يكون ظالما تاركا للنصح على المسلمين وقد روي انه عليه السلام قال
کہ ایک دوسری سی فریب کیا کری اسلئی کہ جو ایسا کریگا وہ ظالم ہی اونی مسلمانوں کی خیرخواہی ترک کی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
البيعان اذا صدقا ونصحا بورك لهما في بيعهما واذا كذبا وكتما نزعت بركة بيعهما ومن لم يعرف الزيادة والنقصان
بائع اور مشتری دونو اگر سچ بولیں اور خیرخواہی کریں تو اونکی لئی بیع میں برکت ہوگی اور اگر جھوٹ بولیں اور عیب چھپالیں تو بیع کی برکت نکل جاویگی اور جو شخص گھٹتی
الا بالمكيال والميزان لا يصدق هذا الحديث ولا يعرف ان الدرهم الواحد قد يبارك فيه ويكون سببا لسعادته
بدون پیمانہ اور ترازو کی نہیں جانتا تو اسحدیث کی تصدیق نہیں کرتا اور وہ یہہ نہیں جانتا کہ ایک درہم میں کبھی ایسی برکت ہوتی ہی جسمیں سعادت دین کی اور دنیا کی حاصل ہوجاوی
في الدين والدنيا بان يصرفه فيما يجب عليه من امر دينه او دنياه وان الالاف المالفة قد ينزع عنها البركة وتكون
مصرف کہ اوسکو اپنی واجبات دینی اور دنیوی میں صرف کری اور بیشک ہزاروں جمع کی ہوئی میں سی کبھی برکت نکل جاتی ہی وہی اوسکو
سببا لهلاكه في الدنيا والآخرة اما في الدنيا فكما يشاهد في هذا الزمان من تسلط الظلمة عليه واخذ ماله بانواع
دین اور دنیا میں لی ڈوبتا ہی چنانچہ اس زمانہ میں دیکھتی ہیں کہ ظالم لوگ غالب ہوکر اوسکی تمام مال متاع طرح طرح کی عذاب دیکر
العقوبات واما في الآخرة فبان يصرفها في المحرمات والمنكرات لا سيما في الرشوة التي يكون بها كل واحد من الراشي
چھین لیتی ہیں اور در آخرت میں سو اس وضع سی کہ مال کو حرام اور ممنوعات میں خرچ کرتا ہی خاص کر رشوت میں جسکی باعث سی ہر ایک یعنی رشوت دینی والا
والمرتشي والساعي بينهما ملعونا بلعن رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن اراد ان يتيسر عليه النصح للمسلمين فلا بد له
اور رشوت لینی والا اور بیچکا دلال ملعون ہوجاتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسپر لعنت پڑتی ہی ایجسکا یہہ ارادہ ہووی کہ اوسکو نصیحت اہل اسلام کی
من امرين احدهما ان يعلم ويعتقد ان تلبيسه لا يزيد في رزقه بل يمحقه ويذهب بركته فان ما يجمعه من
میسر ہووی تو اوسکو دو باتیں لازم ہیں ایک تو یہہ سمجھی اور یقین کری کہ فریب اور مکر سی روزی نہیں بڑھتی بلکہ تلف ہوجاتی ہی اور برکت جاتی رہتی ہی بیشک جتنا مال
متفرقات التلبيسات قد يهلكه الله تعالى دفعة واحدة اما بالاغراق او بالاحراق او باخذ اللصوص والظلمة
طرح طرح کی فریب یعنی سی جمع کرتا ہی اوسکو بعضی دفعہ تو اللہ تعالی ایک بارہی تلف کردیتا ہی یا ڈبوکر یا جلاکر یا چور چرالیتی ہیں یا ظالم

او

الکفرة والثانی ان یعلم ویعتقد ان ربح الاخرة خیر من ربح الدنیا وان فوائد اموال الدنیا تنقضی بانقضاء
اور کافر لوگ چھین لیتی ہین اور دوسری یہہ سمجھے اور یقین کری کہ آخرت کا فائدہ دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور بیشک دنیا کی فائدی ہو چکنی ہین جیسے زندگی ہو لیتی ہی

العمر وتبقی مظالمها واوزارها فکیف یرضی العاقل ان یستبدل الذی هو ادنی بالذی هو خیر والخیر کله فی
اور اوسکا وبال اور بوجہہ سر پر رہجاتا ہی عاقل آدمی کب پسند کرتا ہی کہ ادنی چیز کو اعلی چیز سی بدل لیوی اور خوبی سب اسمین

سلامة الدین یسر ناالله سلامة الدین المجلس الحادی والسبعون فی بیان ای تاجر یحشر
دین کی سلامتی مین ہی الٰہی ہمکو دین کی سلامتی نصیب کر اکہترواں مجلس اس بیان مین کہ کونسا تاجر قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹھیگا

یوم القیمة فاجرا وای صادقا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التجار یحشرون یوم القیمة فجارا
اور کونسا صادق ہو کر رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا تاجر لوگ قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹھینگی

الا من اتقی وبر وصدق هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه عبید بن رفاعة عن ابیه والاصل فی الفجور المیل
مگر جو کہ متقی ہی اور نیکوکار اور سچا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی عبید بن رفاعہ اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اصل مین فجور ٹل جانا

عن القصد ومنه یقال للکاذب فاجر وعلی هذا المعنی سمی التجار فی الحدیث فجارا اذ من عادتهم فی تجارتهم
راستی اور میانہ روی سی اسی جگہ سی جھوٹی کو فاجر کہتی ہین اور اسی اعتبار سی سوداگرون کو حدیث شریف مین فجار نام کیا کیونکہ تجارت مین

غالبا التدلیس والتهالك علی ترویج السلع بما تیسر لهم من الایمان الکاذبة ونحوها وهذا حکم علیهم فی الحدیث
عیب کا چھپا لینا اور اسباب کی رواج دینی پر کہپ جانا اکثر اونکی عادت ہوتی ہی جسطور ہوسکی جھوٹی قسمون سی یا مانند اوسکی اسی لئی حدیث مین اونکی حق مین حکم ہوا

بانهم یحشرون یوم القیمة فی زمرة الکذابین الذین کثر منهم الکذب الا من اتقی الکذب وبر فی یمینه وصدق
کہ تاجر قیامت کی دن ایسی جھوٹون مین داخل ہونگی جنکا جھوٹ کثرت سی ہی مگر وہ تاجر جو جھوٹ سی بچتا رہا اور قسم مین پاک اور بات مین سچا رہا

فی حدیثه فانه لا یحشر معهم بل یحشر مع الابرار کما روی عن ابی سعید انه قال التاجر الصدوق الامین یحشر
سو ایسا تاجر جھوٹون مین داخل نہین ہوویگا بلکہ ابرار کی ساتھ اوٹھیگا چنانچہ ابو سعید خدری سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سچا اور امانت دار تاجر

مع النبیین والصدیقین والشهداء فعلم من هذا ان اللازم للتاجر فی معاملته ان یستعمل الصدق والامانة
نبیون اور صدیقون اور شہیدون کی ہمراہ ہوویگا اس سی معلوم ہوا کہ تاجر کو لازم ہی کہ اپنی معاملہ مین صداقت اور امانت سی کیا کری

ویجتنب الکذب والخیانة حتی یحشر مع الابرار ولا یحشر مع الفجار بل الواجب علیه ان یراعی فی تجارته
اور جھوٹ اور خیانت سی بچتا رہی تاکہ ابرار مین داخل ہووی اور فجار مین نہ مل جاوی بلکہ تاجر پر یہہ واجب ہی کہ تجارت مین عدل اور انصاف کا

العدل والانصاف ویجانب الظلم والاعتساف لان المعاملة قد تجری علی وجه یحکم المفتی بصحتها وانعقادها
لحاظ رکہی اور ظلم اور بی راہی سی بچی اسلئی کہ معاملہ بعضی دفعہ ایسی طور پر ہو جاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتا دی

لکنها تشتمل علی ظلم یتعرض به المعامل لسخط الله تعالی اذ لیس کل نهی مقتضیا لفساد العقد والمراد من الظلم ما
پر اوسمین ایسا ظلم ہو جاتا ہی جس سی وہ شخص نشانہ غضب الٰہی کا بن جاتا ہی کیونکہ ہر نہی سی عقد فاسد نہین ہو جاتا اور ظلم سی مراد وہ عمل ہی جسمین

یتضرر به الغیر فکل ما یتضرر به الغیر فهو ظلم وانما العدل ان لا یتضرر منه احد بشیء ولا یتصور ذلك الا بالاحتراز
غیر کا نقصان ہو جاوی سو جس عمل مین غیر کا نقصان ہوتا ہو وہ ہی ظلم ہی اور عدل وہ ہی ہی کہ جسمین کسیکا کچھ نقصان نہووی اور عدل جب ہو سکتا ہی کہ چند باتون سی

عن عدة امور الاول ترویج الزیوف من النقود فانه ظلم عام یتضرر به الناس لان من یروج شیئا منها الی غیره
احتراز کری اول کہوٹی نقود کی برتاوی بیشک یہہ ظلم عام ہی اسمین سبکا نقصان ہی اسلئی کہ جو شخص کوئی کہوٹا نقد اور کو دیویگا

فذلك الغیر ان لم یعرف انه زیف فهو یتضرر به وان عرف انه زیف فهو یروجه الی غیره وغیره الی غیره وهکذا
پہر اوسی اگر نہ پرکہا کہ وہ کہوٹا ہی تو وہ نقصان پاویگا اور اگر پرکہا کہ یہہ کہوٹا ہی تو وہ اور کو دیویگا اور وہ اور کو دیوی گا اور اسیطرح

لا يزال يتردد في ايدي الناس فيعظم ضرره ويشيع فساده ويكون وبال الكل من حين ترويجه الى وقت انقراضه راجعا

لوگون کی ہاتہون مین پہرتا رہیگا اور سب کا نقصان ہوتا رہیگا اور فساد پہیلتا جاویگا اور سبکا وبال جب سی اسنی دیا تہا اوسکی کہٹنی تک کا اسکی سر پڑیگا

اليه بمقتضى قوله عليه السلام من سن سنة سيئة فعمل بها من بعده كان عليه وزرها ووزر من عمل بها لا

بدلیل اس حدیث کی جسنی طریقہ بد نکالا پہر اوسپر اوروں نی بعد اوسکی عمل کیا تو اوسکا اور جو جو اوسپر عمل کریگی سب کا بوجہ اسپر ہوویگا

ينقص من اوزارهم شيء ولهذا قال بعض السلف انفاق درهم واحد من الزيف اشد من سرقة مائة درهم

اونکی گناہ سی کچہ کم نہ کرینگی اسیواسطی بعض متقدمین کا قول ہی کہ کہوٹی ایکدرہم کا چلانا چرکہی سو درہم کی چوریسی بدتر ہی

من الجياد لان سرقة المائة معصية واحدة منقضية واما انفاق زيف فهو معصية مستمرة يعمل بها ما دام

اسلئی کہ چورانا سو درہم کا ایک گناہ ہی کہ ہو چکا اور کہوٹی روپیہ کا گناہ جاری ہی عمل مین آتی جاتا ہی جبتک وہ کہوٹا

ذلك الزيف يدور في ايدي الناس فيكون عليه في حياته وبعد مماته اثم ما فسد ونقص من اموال الناس بسببه

روپیہ لوگون کی ہاتہ مین پہرتا رہتا ہی سو اوسکی زندگی پہر اور بعد موت کی گناہ باقی رہیگا جسقدر لوگون کا مال اوسکی سبب سی خراب اور تلف ہوویگا

الى اخر فناء ذلك الزيف وانقراضه فطوبى لمن يموت ويموت معه ذنوبه وويل لمن يموت ويبقى بعده ذنوبه

جبتک وہ کہوٹا روپیہ نکلکر فنا ہو جاوی سو مژدہ ہی اوسکو جو مر جاوی اور اوسکی تمام گناہ ہو چکین اور افسوس ہی اوسکی لئی جو مر جاوی اور بعد اوسکی گناہ قایم رہین

وقد قيل انفاق الدرهم الردي على من يعلمه اكبر ذنبا من انفاقه على من لا يعلمه لان الاول متعمد والثاني

اور کوئی کہتا ہی کہ جان کار کو کہوٹی روپیہ کا دیدینا بڑا گناہ ہی ان جان کو دینی سی اسلئی کہ دینا اول تو متعمد ہی اور دوسرا خطاوار ہی لیکن خطا بہی ان جان پنی کا گناہ بندہ کی حق مین

مخطي لكن الخطاء في حق العباد غير موضوع فعلى هذا يجب على التاجر ان يتعلم احوال النقود ليميز الزيف من غيره

معتبر نہین ہوتا اسکی موافق تاجر کو واجب ہی کہ روپیہ کا پرکہنا بہی سیکہی تاکہ کہوٹا کہرا پہچان لیا کری

لا ليستقصي لنفسه بل لئلا يسلمه الى غيره بعد علمه فيكون اثما لتقصيره في تعلم ما يلزمه في معاملته اذ لكل

اس نیت سی نہین کہ اپنا حق پورا لیا کری بلکہ اس نیت سی کہ انجان پنی غیر کو نہ دیبیٹہی پہر گنہگار ہوگا اسلئی کہ معاملات کی لوازم سی سیکہنی مین جو قصور کیا کیونکہ ہر

عمل علم يجب تحصيله لمن يباشره كيلا يقع في الاثم ولهذا كان السلف يتعلمون احوال النقود نظرا لدينهم لا لدنياهم

کاروبار کی لئی علم ہوتا ہی کہ اوسکا کرنیوالا اوسکا سیکہنا واجب ہوتا ہی تاکہ گناہ مین نہ پہنچاوی اور اسیواسطی متقدمین نقود کا پرکہنا واسطی لحاظ دین کی سیکہا کرتی تہی دنیا کی

فان من يقع في يده شيء من الزيوف ينبغي له ان يجتهد في اعدامه وافنائه ومحو اثره ولا يسعى في ترويجه لانه

بیشک جسکی ہاتہ کوئی کہوٹا روپیہ پیسا آجاوی تو اوسکو لایق ہی کہ اوسکی کہونی اور فنا کرنی مین اور اوسکا نشان مٹانی مین کوشش کری اور اوسکی چلانی مین سعی نکری کیونکہ

ان روجه الى من لا يعرفه يكون اثما لايصاله اليه الضرر وان روجه الى من يعرفه يكون اثما ايضا لان من

اگر انجان کو دیدیا تو اسلئی گنہگار ہوگا کہ اوسکا نقصان کیا اور اگر جان کار کی حوالہ کیا تو تو بہی گنہگار ہوگا اسلئی

ياخذه لا ياخذه غالبا الا ليروجه الى غيره اذ لو لم يكن قصده ذلك لكان لا يرغب في اخذه اصلا فيكون

کہ لینی والا اکثر اسیلئی لیلیتا ہی کہ اور کو دیدی کیونکہ اگر اوسکی ایسی نیت نہوتی تو ہرگز بہی نہ لیتا تو اب اسنی

تسليمه اليه تسليطا له على الفساد واعانة له على الشر ومشاركة معه في الاثم واما من ياخذه ليكون من الذين

کہوٹا روپیہ دیکر اوسکو فساد پر قایم کیا اور بدی پر امداد کی اور گناہ مین شریک ہوا اور رہا وہ شخص جو اسواسطی لیتا ہی کہ اوس زمرہ مین

دعا لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بقوله رحم الله امرأ سهل البيع سهل الشراء سهل القضاء سهل الاقتضاء فله

داخل ہووی جنکی حقمین رسول الله صلی الله علیه وسلم نی دعا خیر فرمائی ہی اسی حدیث مین رحم کری الله اوس شخص پر جو آسانی سی بیچی آسانی سی خریدی آسانی سی ادا کری آسانی

له ان ياخذه على قصد اعدامه وافنائه ومحو اثره لا على قصد ترويجه في معاملته اذ لو كان قصده كذلك

اوسکو ضرور ہی کہ اس نیت سی لیوی کہ اوسکو توڑی اور فنا کردی اور نشان مٹادی نہ اس نیت سی کہ اوسکو معاملات مین جاری کری اگر اوسکی یہہ نیت ہی

بلن

يكون داخلا في شر روجه الشيطان اليه في معرض الخير والمراد بالزيف من الدراهم والدنانير ما ليس فيه

تو وه اوس برائی مین داخل ہی جسکو شیطان نی خوبصورت بنا کر دکہایا ہی اور کہوٹی درہم اور دینار سی وه مراد ہی جسمین نہ کچہ چاندی ہو

ولا ذهب اصلا بل هو مموه وأما ما فيه فضة وذهب فالعبرة فيه للغالب ان كان الغالب على الدراهم

اور نہ سونا بلکہ صرف ملمع ہو اور جسمین چاندی اور سونا ہو تو اوسمین اکثر کا اعتبار ہی اگر درہم مین چاندی زیادہ ہووی

الفضة فهي فضة وان كان الغالب على الدنانير الذهب فهي ذهب لان النقود لا تخلو عن قليل غش

تو وه چاندی ہی اور دینار مین اگر سونا زیاده ہووی تو وه سونا ہی کیونکہ نقود ایسی کم ہوتی ہین جسمین کچہ نہ کچہ ملونی نہو

اما خلقة كما في الردي من الفضة او الذهب او عادة بسبب انها تتفتت ولا تنطبع بدون الغش وانما

یا اصلی ہوتی ہی جیسی نرسی چاندی اور کم درکا سونا یا عادت کی موافق اس سبب سی کہ اوسکو کوٹتی ہین اور بدون ملونی کی گہڑا نہین جاتا

تنطبع بخلط الغش بها فعلى هذا يعتبر الغالب لان المغلوب في مقابلة الغالب كالمعدوم فاذا كان الغالب

گہڑا جب ہی جاتا ہی کہ اوسمین ملونی ملی اس حال کی موافق اکثر کا اعتبار ہوتا ہی کیونکہ غالب کی سامنی مغلوب کی کچہ ہستی نہین ہوتی پس تو اگر دراہم مین چاندی

على الدراهم الفضة وعلى الدنانير الذهب فهما في حكم الفضة والذهب وان كان الغالب عليهما الغش فان كانتا

غالب ہو اور دنانیر مین سونا پہر وه دونو چاندی اور سونی مین داخل ہین اور اگر انکی اندر میل زیادتی ہو تو پہر اگر اونکا

نقد البلد فما دام رواجهما باقيا فهما ثمن لا يتعلق العقد بعينهما بل انما يتعلق بجنسهما وان ارتفع رواجهما

چلن جاری ہی تو جب تک اونکا چلن باقی رہیگا تب تک وه ثمن یعنی نقد مین عقد انکی تعیین سی متعلق نہین ہوتا بلکہ اوس سکہ کی دراہم اور دنانیر سی متعلق ہوگا وه ہٹ گیا اور

فهما سلعتان يتعلق العقد بعينهما ان علم المتعاقدان حالهما وعلم كل واحد منهما ان صاحبه يعلم حالهما وان لم يعلما

تو پہر وه رخت اور جنس بیع مین داخل ہین عقد مین متعین ہو جاینگی اگر انکا حال بایع اور مشتری کو معلوم ہو اور دونو یہہ بہی جانتی ہون کہ ہر ایک کو ان دراہم دنانیر کا

او لم يعلم احدهما او علما لكن لم يعلم كل واحد منهما ان صاحبه يعلم فالعقد لا يتعلق بهما بل انما يتعلق بالرائج

دونون کو معلوم نہین یا ایکی کو معلوم نہین یا دونو کو معلوم تو ہی پر دونو کو یہہ خبر نہین کہ وه دوسرا بہی جانتا ہی تو عقد ایسی دراہم و دنانیر سی علاقہ نہین رکہتا بلکہ چلن بازاری

في البلد وان لم يرتفع رواجهما بالكلية بل كانتا بحيث يقبلهما البعض دون البعض فهما كالزيوف لا يتعلق العقد

علاقہ رکہتا ہی اور اگر انکا رواج چلن بالکل نہین گیا بلکہ ایسا ہی کوئی تو لیلیتا ہی اور کوئی نہین لیتا تو اب وه دراہم ایسی کہوٹون مین داخل ہین عقد انکی

بعينهما بل انما يتعلق بجنسهما من الزيوف ان كان البايع يعلم حالهما لثبوت الرضى منه بجنس الزيوف وان كان

متعین نہین ہون گی بلکہ عقد مین اوس سکہ کی کہوٹی دراہم اور دنانیر ربی ہون گی اگر بایع کو انکا حال معلوم تہا کیونکہ بایع اوس سکہ کی کہوٹون پر راضی ہو چکا ہی اور اگر

البايع لا يعلم حالهما لا يتعلق العقد الا بجنسهما من الجيد لعدم ثبوت الرضى منه بجنس الزيوف والثاني مما

بایع کو اونکی حال کی اطلاع نہین تہی تو پہر عقد مین اوس سکہ کی کہری دینی ہونگی کیونکہ بایع کی رضا اوس قسم کی کہوٹون پر ثابت نہین ہوئی اور دوسرا امر جس سی

يجب الاحتراز عنه مدح السلعة فان من يصفها بما ليس فيها ولم يقبل قوله فهو كذب وان قبل قوله فهو

احتراز کرنا واجب ہی اسباب کی تعریف کرنی ہی بیشک جو شخص اسباب کی ایسی تعریف کری جو اوسمین موجود نہین ہی اور وه مان نہین لیا تو وه صرف جہوٹ ہی اور اگر اوسکا

مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها بما فيها فان كان المشتري يعلم به فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه ويحاسب

کہا مان لیا تو وه جہوٹ کا جہوٹ ور دغابازی اور ظلم ہی اور اگر ایسی تعریف کی جو اوسمین ہی جیسی چاہی پہر اگر مشتری کو وه معلوم ہی تو صفت کی بکواس بیفائده کلام ہی اسپر محاسبہ ہوگا

عليه اذ ما من كلمة تصدر عن الانسان الا يحاسب عليها لقوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب

کیونکہ جو بات انسان کی زبانسی نکلتی ہی سو ہی محاسبہ طلب ہی جیسا اس آیت کی نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس ایک راه دیکہتا

عتيد وان كان المشتري لا يعلم ما فيها فلا باس بذكر القدر الموجود فيها من غير مبالغة وافراط ويكون

تیار اور اگر مشتری کو معلوم نہین ہی تو اوسکا مضایقہ نہین ہی کہ جتنی بات اوسمین موجود ہو بیان کری بلا مبالغہ اور افراط کی اور نیت سی

قصده منه ان يعرفه اخوه المسلم ويرغب فيه ويحصل مقصوده ولا يحلف البتة لانه ان كان كاذبا يكون
کہ اپنی بہائی مسلمان کو جتلاکر ترغیب دی کہ اوسکا مقصود حاصل ہوجاوی اور قسم ہرگز نہ کہاوی کیونکہ اگر جہوٹی ہی

يمينه غموسا وهي من الكبائر التي تذر الديار بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه
تو یمین غموس ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسمونکا نشانہ بنایا

واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء يكره
اور برا کیا کیونکہ دنیا کا اتنا درجہ کہاں ہی کہ بلاضرورت خدا کا نام لیکر اوسکو رونق دیجئی یہان تک کہ فقہا کہتی ہین تاجر کو

للتاجر ان يذكر الله تعالى او يصلي على النبي عليه السلام عند فتح متاعه على قصد ترويجه بان يقول اللهم
مکروہ ہی کہ اسباب کہولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ کہا کری یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہا کری اسطور کہ کہا کری اللہم

صل على محمد ما اجود هذا والثالث مما يجب الاحتراز عنه كتم عيوب السلعة فان من يكتم شيئا منها يكون
صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز واجب ہی مال کا عیب چہپا لینا بیشک جو شخص کوئی عیب چہپا لیتا ہی تو وہ

ظالما تاركا للنصح الواجب مرتكبا للغش الحرام فالواجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها وهذا امر
ظالم اور خیرخواہی کا تارک جو اوسپر واجب تہی اور اختیار کرنیوالا دغا حرام کا ہوتا ہی پس تاجر پر واجب ہی کہ مبیع کی تمام عیوب ظاہر وباطن بیان کردیا کری اور یہہ بات

يشق على اكثر الخلق فمن لا يقدر عليه فليترك التجارة او ليوطن نفسه على عذاب النار والرابع مما يجب الاحتراز
اکثر لوگون پر دشوار گذرتی ہی پہر جس سی یہہ بات نہوسکی تو اوسکو لازم ہی کہ تجارت موقوف کری یا اپنی جان کی واسطی دوزخ مین ٹہکانا بناوی اور چوتہا امر جس سی احتراز کرنا

عنه الخيانة فان من يخون لا يخلو اما ان يكون خيانته في المقدار او في السعر او في المرابحة والتولية فاما
واجب ہی خیانت کرنی بیشک جو شخص خیانت کرتا ہی تو اسی خالی نہین کہ یا تو مقدار مین خیانت کرتا ہی یا بہاؤ مین یا نفع لینی مین یا ازکی ازبیچنی مین پہر

من يكون خيانته في المقدار فهو يدخل تحت قوله تعالى وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ
جو شخص مقدار مین خیانت کرتا ہی تو وہ اس آیت کی مضمون مین داخل ہی خرابی ہی گہٹا نیوالون کی وہ کہ جب ماپ لین لوگون سی پورا بہر لین

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ولا ينجو من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي
اور جب دین اونکو یا تول دین تو گہٹا کردین اور اس وبال سی وہ ہی بچتا ہی جو دینی مین کچہہ زیادہ دیدی اور لینی مین کچہہ کم لیلی اسلئی کہ حقیقی عدل تو

قلما يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكماله يوشك ان يتجاوزه ولذلك كان النبي عليه السلام اذا
بہت ہی کم خیال مین آتا ہی بیشک جو کوئی اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو کیا بعید ہی کہ حد سی بڑہ جاوی اور اسی واسطی نبی علیہ السلام جب

اشترى شيئا يقول للذي يزن الثمن زن وارجح وكان بعض السلف يقول لا اشتري الويل بحبة وكان اذا اخذ
کوئی شی مول لیتی تو ثمن دینی والی سی فرمادیتی کہ ثمن تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کا قول ہی ہم بعوض ایک دانہ کی دوزخ نہین خریدتی اور اونکا یہہ حال تہا

نقص حبة واذا اعطى زاد حبة وكان يقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها السموات والارض واما من يكون
کہ جب لیتی تو کچہہ کم لیتی اور جب دیتی تو بہہ بڑہا دیتی اور یہہ کہتی افسوس اوسکی حق مین جو دانہ کی بدلہ ایسا جنت بیچڈالی جسکا پہیلاؤ آسمان اور زمین ہی اور جو شخص

خيانته في السعر فهو من الظلمين التاركين للنصح الواجب اذ ليس لاحد ان يلبس على البايع او المشتري سعر الوقت
بہاؤ مین خیانت کرتا ہی سو وہ ایسا ظالم ہی کہ نصیحت جو اوسپر واجب تہی ترک کی کیونکہ کسیکو جایز نہین ہی کہ بایع یا مشتری پر بہاؤ اوسوقت کا رلا ملادیوی

وينتهض الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر ومن المشتري انحطاطه فان من يفعل ذلك يكون من الذين لا يحب
اور فرصت کو غنیمت سمجہی بایع سی تو گرانی بہاؤ کی چہپالی اور مشتری سی ارزانی بیشک جو ایسا کام کرتا ہی وہ اون لوگون مین داخل ہی کہ نہین پسند کرتا

احدهم لاخيه المسلم ما يحب لنفسه وقد روي انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب
اپنی بہائی مسلم کی واسطی جو اپنی واسطی پسند کرتا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مؤمن نہین ہوتا کوئی تم مین سی جبتک نہ پسند کری اپنی بہائی کی

لنفسه وأما من يكون خيانته في المرابحة والتولية فلا بد له من معرفتهما حتى يمكن له الاحتراز عنهما

حق میں جو اپنی حق میں پسند کرتا ہی اور جو شخص نفع پر دیتے ہیں اور دام کی دام دینے میں خیانت کرتا ہی تو اوسکو پہلی اون دونوں کا سمجھنا چاہی تاکہ اوس سی بچ سکی

أما المرابحة فهي بيع ما ملكه بمثل ما قام عليه بزيادة ربحه وأما التولية فهو بيع ما ملكه بمثل ما قام عليه

مرابحت تو بیچنا مال کا جتنی کو اسکو پڑا ہو اوسپر کچھ نفع لیکر اور تولیہ بیچنا مال کا جتنی کو اسکو پڑا ہو

بدون زيادة ربح وكل منهما انما يصح اذا كان رأس المال مثليا لان مبناهما على الامانة والاحتراز

بدون نفع لئی یعنی دلم کی دام کو اور یہ دونو بیع جب صحیح ہوتی ہیں کہ راس المال مثلی یعنی ذوات الامثال سی ہو کیونکہ ان دونوں کی بنیاد امانت اور خیانت سی

عن الخيانة وشبهتها فان الغبي الذي لا يهتدي في التجارة يعتمد على الفعل الذكر الذي يهتدي فيها و

اور خیانت کی شبہ سی احتراز پر ہی بیشک بھولا بچارہ جو تجارت کی ڈھنگ نہیں جانتا وہ بھروسہ کیا کرتا ہی ایسی شخص کی ذکر کرنی پر جو تجارت کا مشاق ہو اور

يطيب نفسه بمثل ما اشتراه بزيادة ربح في المرابحة وبدونها في التولية وان لم يكن رأس المال مثليا

اپنی جی میں خوش ہوتا ہی خرچ کی خریدسی فائدہ بڑھتی دیکر مرابحہ میں اور بدون فائدہ کی تولیہ میں اور اگر راس المال ذوات الامثال سی نہو

بل كان قيميا يكون قدره مجهولا لا يعلم الا بالظن والتخمين فيتمكن شبهة الخيانة فلا يتحقق المرابحة

بلکہ ذوات القیم سی ہو تو اوسکی مقدار مجہول ہووےگی اگر معلوم ہو تو گمان اور اٹکل سی ہو پھر اسمیں خیانت کا شبہ قایم ہو جاتا ہی پھر مرابحہ اور تولیہ دونو ثابت

والتولية الا ان يكون المشتري مرابحة وتولية ممن ملك ذلك البدل بوجه من الوجوه فحينئذ يمكن للبايع ان

نہیں ہوتی اگر آزراہ بیع مرابحہ اور تولیہ کی اوسیں سی کہ مالک ہو گیا ہو اسی بدل یعنی ثمن کا کسیطرح پر پس اسوقت روا ہی بایع کو یعنی پہلی مشتری

يبيع منه ما اشتراه بذلك البدل وبربح معلوم في المرابحة وبدونه في التولية ومن اشترى متاعا

بیچنا مالک بدل کی ہاتھ اوسچیز کو کہ خریدہ تہا مشتری اول نی عوض اس بدل کی مع نفع معلوم کی بیع مرابحہ میں یا بدون نفع کی بیع تولیہ میں اور جس شخص نی کچھ مال

بالنقود يجوز له ان يضم الى الثمن اجرة القصار والصباغ والحمال وغير ذلك مما يزيد في عين المبيع او

نقد دام خریدا تو اوسکو جائز ہی کہ ثمن میں مزدوری دھوبیکی اور رنگریز اور پلہ دار وغیرہ کی جس سی کہ عین مبیع یا

قيمته كسوق الغنم فانه يزيد في قيمتها كما يزيد الحمل في قيمة المتاع لان القيمة تختلف باختلاف المكان ويقول

قیمت مبیع بڑھ جاوی جیسی بکریاں ہکالیجانا اس سی بھی بکری کی قیمت بڑھتی ہی جیسی پلہ داری سی قیمت مال کی بڑھتی ہی اسواسطی کہ مکان بدلنی سی قیمت بدل جاتی ہی اور یوں بیان کری

قام على بكذا ولا يقول اشتريت بكذا تحرزا عن الكذب وان فعل شيئا من هذه المذكورات بنفسه لا يضمه

کہ مجکو اتنی میں پڑتی ہی یہ نہ کہی میں اتنی کو خریدی ہی تاکہ جھوٹ سی بچ جاوی اور اگر کوئی کام ان مذکورسابقہ سی بذات خود سرانجام کرلیا ہو تو اوسکی مزدوری ثمن میں

وكذا لا يضم نفقة نفسه ولا جعل الابق ولا كراء بيت الحفظ ولا اجر الطبيب والمعلم والراعي والدلال لان

اور ایسی ہی اپنی ذات کا خرچ اور نہ انعام بہاگی ہوئی غلام کا اور نہ کرایہ حفاظت کی مکان کا اور نہ نذرانہ طبیب اور اوستاد کا اور نہ اجرت چرواہی اور دلال کی کیونکہ

هذه المذكورات لا تزيد في المبيع شيئا ومن اشترى ثوبا بعشرين وقبضه ثم باعه مرابحة بثلثين وتقابضا

ان اخراجات سی مبیع میں کچھ نہیں بڑھتا اور اگر کسی نی ایک تہان پارچہ کا بیس روپیہ کو لیکر قبضہ کرلیا پہر اوسکو بطور مرابحہ تیس روپیہ کو بیچکر دونوں نی اپنی اپنی مال پر تبضہ کرلیا

ثم اشتراه من مشتريه بعشرين واراد ان يبيعه مرابحة يطرح الربح ويبيعه على عشرة ويقول قام على

پہر اسی دوبارہ وہی تہان اپنی خریدار سی بیس روپیہ کو خرید لیا اب اگر اوس تہان کو بطور مرابحہ بیچی تو اول کا نفع کم کرکی دس روپیہ پر نفع لی اور یوں بیان کری کہ یہ تہان مجکو

بعشرة ولو كان اشتراه بعشرين وباع باربعين ثم اشتراه بعشرين لا يبيعه مرابحة اصلا لانه قبل شرائه

دس روپیہ کو پڑا ہی اور اگر اول دفعہ میں بیس روپیہ کو لیکر چالیس کو بیچا ہو پہر اوسکو دوبارہ بیس کو لیا ہو تو اس صورت میں ہرگز مرابحہ سی نہ بیچی اسلئی کہ دوبارہ خریدنی سی پہلی

ثانيا يحتمل ان يرد عليه بعيب ويسقط الربح الذي ربحه فلما اشتراه ثانيا تأكد ذلك الربح الذي كان

شاید کہ وہ تہان بواسطہ عیب کی پہر جاتا تو جسقدر اس نی نفع لیا ہی یعنی بیس روپیہ وہ جاتا رہتا جسوقت اسنی دوبارہ خرید لیا تو وہ نفع جو ساقط ہونیکو تھا قایم

على شرف السقوط فيصير بالشراء الثانی شبهة حصول الربح به وللتأكيد حكم الايجاب ففی المسئلة الاولى يصير
اور ثابت ہو گیا اب دوبارہ خریدنے میں یہہ شبہ ہوتا ہے کہ اس خرید کے سبب سے نفع ملا اور تاکید کیلئے حکم ایجاب کا ہوتا ہے سو پہلی صورت کا انجام یہہ ہے کہ

كانه اشترى ثوبا وعشرة دراهم بعشرين فيتقابل العشرة بالعشرة فيبقى الثوب بعشرة فلا يبيعه مرابحة
گویا اس نے ایک تھان اور دس روپیہ بیس روپیہ کو لئے پھر دس روپیہ تو دس روپیہ کی برابر ہو گئے اور تھان دس میں پڑ گیا سو اسکو بطور مرابحہ

وتولية الا على عشرة وفی المسئلة الثانية يصير كانه اشترى ثوبا وعشرين درهما بعشرين فيتقابل العشرون
اور تولیہ کی بیچے تو دس روپیہ ہی پر بیچے اور دوسری صورت کا انجام یوں ہے کہ گویا ایک تھان اور بیس روپیہ بیس روپیہ کو لئے پھر بیس روپیہ تو بیس روپیہ کی برابر ہوئے

بالعشرين فيبقى الثوب مجانا فلا يبيعه مرابحة ولا تولية احترازا عن شبهة الخيانة لانها كحقيقتها فيهما
اور وہ تھان مفت پڑ گیا سو مرابحہ اور تولیہ سے نہ بیچے تاکہ شبہہ خیانت کا نہ رہے کیونکہ مرابحہ اور تولیہ میں خیانت کا شبہہ بھی

احتياطا ولهذا لو كان لرجل على اخر عشرة دراهم فصالحه منها على ثوب لا يبيع ذلك الثوب مرابحة ولا تولية
احتیاطا بمنزلہ عین خیانت کی ہے اسی لئے اگر کسیکی دوسرے پر دس روپیہ قرض آتے ہوں قرضدار نے اوس سے ایک تھان پر صلح کر لی تو اوس تھان کو بطور مرابحہ اور تولیہ کے

الا على عشرة لان مبنى الصلح على الحط والاسقاط بخلاف ما اذا تخلل ثالث لان التاكيد يحصل بغيره ومن اشترى
دس روپیہ پر نہ بیچے اسواسطے کہ بنیاد صلح کی کمی اور معافی پر ہوتی ہے برخلاف اوس صورت کے کہ تیسرا شخص بیچ میں آجاوے اس لئے کہ اب تقرر غیر سے حاصل ہوا ہے اور جس شخص نے

اشياء صفقة واحدة بثمن واحد ليس له ان يبيع بعضها مرابحة على حصتها من الثمن لان ذلك لا يكون
کئی چیزیں مجتمع ایک عقد میں سب کا ایک ثمن ٹھہرا کر مول لیں تو اوسکو جایز نہیں ہے کہ اون میں سے بعض کو بطور مرابحہ کے ثمن میں کا حصہ ٹھہرا کر بیچے کیونکہ حصہ ثمن میں سے

الا باعتبار القيمة وتقسيمها لا يخلو عن شبهة الغلط ومن اشترى جارية سليمة فاعورت بآفة سماوية او وطئها
ٹھہرانا بدون اعتبار قیمت کے نہیں ہو سکتا اور تقسیم کرنے میں غلطی کا شبہہ باقی رہتا ہے اور اگر کسی نے ایک لونڈی اچھی بھلی خریدی پھر آفت سماوی یعنی بے اختیار اسکے کانی ہو گئی یا اوس نے

وهی ثيبة ولم ينقصها الوطی يجوز له ان يبيعها مرابحة او تولية لكن يجب عليه بيان عيبها ولا يجب عليه بيان
یا وہ ثیبہ یعنی شوہر رسیدہ تھی صحبت نے اوسکو کچھہ نہ بگاڑا تو اوسکو جایز ہے کہ لونڈی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کے بیچ ڈالے لیکن اوسپر اتنا واجب ہے کہ عیب بیان کر دے اور یہہ واجب نہیں ہے

حدوث العيب عنده ما لم يسئله المشترى ولا بيان وطئها اذ لم يحتبس عنده شیء يقابل الثمن لان الاوصاف
کہ یہہ عیب میرے پاس پیدا ہوا ہے جبتک خریدار نہ پوچھے اور نہ صحبت کا بیان کرنا واجب ہے اس لئے کہ اسنے کوئی ایسی شی نہیں رکھہ لی جو ثمن کی مقابلہ ہو کیونکہ اوصاف کی

لا يقابلها شیء من الثمن وكذا منافع البضع اذا لم ينقصها الوطی لا يقابلها شیء من الثمن واما اذا فقأ المشترى
مقابلہ میں ثمن کچھہ نہیں ہوتا اور ایسے ہی بضع کے منافع اگر اونکو وطی سے کچھہ نقصان نہ آیا ہو تو ثمن اونکی مقابلہ میں کچھہ نہیں ہوتا ہاں اگر خود مشتری ہی نے

عينها او فقأها اجنبی واخذ المشترى ارشها او وطئها المشترى وهی بكر فلا يبيعها الا بالبيان لانه حبس بعض المبيع
اوسکی آنکھہ پھوڑ دی یا کوئی غیر شخص اوسکی آنکھہ پھوڑ دے اور مشتری دیت لیلیوے یا مشتری اوس سے صحبت کرے اور وہ باکرہ تھی تو اوسکو بدون بیان نہ بیچے کیونکہ اب مبیع میں سے گویا کچھہ حق

لكون ما فات منه كالسالم له معنى باخذ بدله اذا جنى غيره وكذا اذا جنى نفسه اذ لو لم يكن ملكه لكان
لے رکھا ہے اسلئے کہ جو آنکھہ کہ خراب ہوا ہے وہ گویا اسکے پاس ہے عوض لینے سے اگر خطا غیر کی ہو اور ایسے ہی اگر آپ بذات خود خیانت کی ہو اسواسطے کہ اگر لونڈی اسکی ملک نہ ہوتی

مضمونا عليه فصار سقوط الضمان عنه كاخذ البدل فلا يمكنه بيع الباقی مرابحة وتولية بكل الثمن بلا
تو بیشک ضمان اسکی ذمہ پڑتا پس تو اب ضمان کا ذمہ پر نہ آنا بمنزلہ عوض لینے کی ہے سو اسکو بطور مرابحہ یا تولیہ کی پوری اصلی ثمن سے باقی کا بیچنا بدون بیان کی روا

بيان لان الاوصاف اذا صارت مقصودة بالاتلاف يصير لها حصة من الثمن وكذا العذرة يصير لها
نہیں ہے اسلئے کہ جب اوصاف کے تلف کرنے سے مقصود ہو جاتے ہیں تو انکی مقابلہ میں حصہ رسد ثمن ہوا کرتا ہے اور ایسے ہی بکارت کی مقابلہ حصہ ثمن کا

حصة من الثمن لكونها جزء من العين وقد حبسها فلا بد من البيان ومن اشترى ثوبا فاصابه قرض فارة
ہوتا ہے کیونکہ بکارت اصل کا جز ہوتا ہے سو اوسکو اوسنے روک رکھا تو اب بیان کرنا ضرور ہے اور جس نے تھان خریدا پھر اوسکو چوہے نے کتر دیا

او حرق نار یجوز له ان یبیعه مرابحة او تولیة بلا بیان حدوث العیب عنده اذ قد ذکران الاوصاف تابعة
یا کچھ جل گیا تو اوسکا بیچنا بطور مرابحہ یا تولیہ کی بغیر جتلائی جایز ہی اسواسطی کہ آگی کہہ چکی ہین کہ اوصاف تابع ہوتی
لا یقابلها شیء من الثمن وان تکسر بنشره وطیه لا یجوز له ان یبیعه مرابحة او تولیة بلا بیان لانه صار
ہین اونکی مقابلہ مین ثمن کچھ نہین ہوتا اگر پہیلانی اور تہہ کرنی پہٹگیا تو اب جایز نہین کہ بطور مرابحہ یا تولیہ کی بلا اظہار بیچ ڈالی اسلئی کہ وصف تلف کرنی
مقصودا بالاتلاف ومن اشتری دارا او دابة واصاب من غلتها شیئا یجوز له ان یبیعها مرابحة او تولیة بلا
سی مقصود ہوگیا اور جس نی کوئی گہر یا جانور چوپایہ خریدا اور اونکی کرایہ سی کچھہ نفع پیدا کیا تو اوسکو جایز ہی کہ دونوکو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بی
بیان لان الغلة لیست متولدة من العین بل هی استیفاء منفعة واستیفاء المنفعة لا یمنع بیع المرابحة او التولیة
اظہار بیچ ڈالی اسلئی کہ کرایہ اصل مین سی نہین پیدا ہوتا بلکہ کرایہ منفعت کا پورا کرنا ہی اور منفعت کا پورا کرنا بیع مرابحہ یا تولیہ سی منع نہین کرتا
بخلاف ما لو اشتری شاة واصاب من لبنها وصوفها فانه اذا باعها مرابحة او تولیة یطرح من راس المال قدر
برخلاف اوس صورت کی کہ اگر بکری مول لیوی اور اوسکا دودہ پیوی اور اون کترلی تو یہہ شخص اگر بکری کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی تو اصل قیمت مین سی جتنا
ما اصاب منها ولو اشتری جاریة او شاة او نخیلا فولدت الجاریة والشاة او اثمر النخیل یبیع الاصل مع الزیادة
فائدہ لیا ہی کم کردی اور اگر لونڈی مول لی یا بکری یا میوہ دار درخت پہر لونڈی جنی یا بکری بیاہی یا درخت پہل لایا تو اصل کو مع افزایش یعنی بچہ اور پہل کی
مرابحة او تولیة ولو استهلك الزیادة لا یبیع الاصل مرابحة او تولیة حتی یبین ما استهلك منها ولو اشتری شیئا
بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی اور اگر وہ افزایش یعنی بچہ اور پہل تلف ہوجاوی تو اصل کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی نہ بیچی جبتک بیان نکری کہ جسقدر اوسمین سی تلف ہوا ہی اور اگر کوئی شی
بثمن ثم زاد فی الثمن او حط البایع عنه او زاد فی المبیع یلتحق کل من الزیادة والحط باصل العقد ویظهر حکم الالتحاق
ثمن معین کرکر مول لی پہر ثمن پر مشتری نی کچھہ بڑہا دیا تو یہہ تمام گہٹی بڑہی اصل عقد مین ملجاوی کی اور حکم اس کمی زیادتی کا مرابحہ اور تولیہ مین جاکر ظاہر ہوگا
فی المرابحة والتولیة حتی اذا اراد ان یبیع ذلك الشیء مرابحة او تولیة لا یبیعه الا بما بقی من الثمن بعد الحط فی صورة
یہانتک کہ اگر اوس شی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچا چاہی تو کمی کی صورت مین اوس ثمن پر بیچی جو کم کرنی کی بعد باقی رہا تہا
الحط او بما زاد علی اصل الثمن او علی اصل المبیع فی صورة الزیادة ومن اشتری متاعا بالف درهم نسیئة وباعه بربح
اور بڑہتی کی صورت اوس ثمن پر جو اصل ثمن پر یا اصل مبیع پر بعد بڑہائی کی ہوگیا ہی اور جس شخص نی کچھہ مال ہزار روپیہ کو اودہار مول لیا اور اوسکو سو روپیہ نفع
مائة ولم یبین للمشتری ذلك فعلمه المشتری فهو مخیر ان شاء رده وان شاء قبله بالف ومائة لان للاجل شبها بالمبیع
گیارہ سو کو بیچا اور مشتری سی حال اودہار کا بیان نکیا پہر مشتری کو وہ معلوم ہوگیا تو مشتری کو اختیار ہی چاہی وہ مال پہیر دی اور چاہی گیارہ سو کو رکہی اسلئی کہ مدت کو بیع سی
ان یزاد فی الثمن لاجل الاجل والشبهة فی هذا الباب ملحقة بالحقیقة فصار کانه اشتری شیئین وباع احدهما
مدت کی سبب سی ثمن بڑہ جایا کرتا ہی اور شبہہ خیانت کا اس باب یعنی مرابحہ مین بعینہ خیانت ہوتی ہی تو انجام یہہ ہوا کہ گویا اس نی دو چیزین مول لیں اور ایک بیچی
بثمنهما مرابحة والمرابحة توجب الاحتراز عن مثل هذه الخیانة یسر الله تعالی الاحتراز عن جمیع الشبهات والخیانات
کل ثمن کو بطور مرابحہ کی بیچدی اور مرابحہ مین ایسی ایسی خیانت سی احتراز واجب ہی آلہی تمام شبہات اور خیانات سی احتراز کرنا ہمپر آسان کر

المجلس الثانی والسبعون فی تحریض التاجر علی ملازمة الصدق والامانة فی جمیع اقواله

بہتر دین مجلس تاجر کو رغبت دلانی مین اوپر اختیار کرنی صدق اور امانت کی تمام اقوال اور افعال مین

وافعاله قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بڑا سچا اور امانت دار تاجر نبیون اور صدیقون اور شہیدون کی ہمراہ ہی
الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو سعید وفیه تحریض التاجر علی ملازمة الصدق والامانة فی جمیع اقواله
حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو سعید کی روایت ہی اور اسمین تاجر کو رغبت دلانی ہی سچ اور امانت اختیار کرنی پر تمام اقوال

وافعاله لاسيما في بيعه وشرائه كما هو مقتضى صيغة المبالغة في الصدوق والامين فان رب الارباب ومسبب
اور افعال مین خاص کر بیع اور شرا مین جیسی کہ مطلب مبالغہ کی صیغہ کا ہی لفظ صدوق اور امین مین بیشک پروردگار عالم اور مسبب
الاسباب جعل الاخرة دار الثواب والعقاب وجعل الدنيا دار التشمر والاكتساب لكن ليس التشمر في الدنيا مقصورا
الاسباب نی آخرت کو ثواب اور عذاب کا گہر بنایا ہی اور دنیا کو محنت کشی اور تحصیل کا گہر مقرر کیا لیکن دنیا مین صرف آخرت کی لئی محنت کشی
على الاخرة بدون المعيشة بل المعيشة ذريعة الى الاخرة ولا يكون المعيشة ذريعة الى الاخرة ما لم يتادب المتشمر في
بدون معیشت کی نہین ہی بلکہ معیشت آخرت کا وسیلہ ہی اور معیشت آخرت کا وسیلہ نہین ہو سکتی جب تک دنیا کا طالب طریقہ شرعی
طلبها باداب الشرع فان الشرع اعتبر في طلبها اركانا وشروطا يجب عليه رعايتها عند مباشرته في طلبها حتى يكون
اختیار نکری کیونکہ شرع نی دنیا کی طلب کیواسطی ارکان اور شرطین ٹہرائی ہین جب دنیا کی طلب کریگا تو اونکی رعایت واجب ہوتی ہی تاکہ
كسبه صحيحا خاليا عن البطلان والفساد خالصا عن شائبة الحرمة والكراهة اذ لو ترك رعايتها لا يكون كسبه
اوسکی کمائی درست بطلان اور فساد سی خالی اور حرمت اور کراہت کی ملونی سی صاف ہو کیونکہ اگر اون قواعد شرعی کی رعایت نکریگا تو اوسکی کمائی
صحيحا بل تارة يكون باطلا وتارة يكون فاسدا فلا يكون خاليا عن الحرمة والكراهة فعلى هذا لا بد له من معرفة
درست نہو گی بلکہ بعضی دفعہ باطل اور بعضی دفعہ فاسد ہو گی پہر حرمت اور کراہت سی کبہی پاک نہو گی اس بیان کی موافق اوسکو بیع اور شرا
البيع والشراء وكيفية انعقادهما حتى يميز عنده الباطل من الفاسد والفاسد من الصحيح ويتخلص من الحرمة والكراهة
اور کیفیت انعقاد کی معرفت پیدا کرنی ضرور چاہیی تاکہ باطل کو فاسد سی اور فاسد کو صحیح سی الگ کر سکی اور حرمت اور کراہت سی بچ جاوی
ويتيسر له الصدق والامانة فيهما فالبيع مبادلة المال بالمال وينعقد بالايجاب والقبول والمراد بالايجاب الكلام الصادر
اور بیع اور شرا مین صدق اور امانت میسر ہوسکی تو اب بیع بدلنا مال کا مال سی ہی اور ایجاب اور قبول سی پوری ہوتی ہی اور مراد ایجاب سی کلام اول کی ہی
من احد العاقدين اولا بايعا كان او مشتريا والمراد بالقبول الكلام الصادر من الاخر ثانيا بايعا كان او مشتريا
جو دونو مین کسی ایک سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری اور قبول سی مراد کلام دوسرے کی ہی جو دوسری سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری
وانما ينعقد بهما اذا كانا بلفظ الماضي مثل ان يقول البايع للمشتري بعت منك هذا بكذا فيقول المشتري اشتريت
اور بیع ایجاب اور قبول سی جب ہوتی ہی کہ وہ دونو ماضی کی لفظ ہون جیسی بایع مشتری سی کہی یہہ مال مین تیری ہاتہ اتنی کو بیچ چکا پہر مشتری کہی مین لی چکا
او يقول المشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا فيقول البايع بعت لان البيع انشاء تصرف شرعي والانشاء اثبات ما
یا پہلی مشتری بایع سی کہی مین تجہسی یہہ چیز اتنی کو مول لی چکا پہر بایع کہی مین بیچ چکا اس لئی کہ بیع انشا یعنی نیا تصرف شرعی ہوتا ہی اور انشا مین قایم کرنا
لم يكن ثابتا وهو لا يعرف الا بالشرع لان واضع اللغة لم يضع له لفظا خاصا والشرع قد استعمل فيه اللفظ الموضوع
معدوم کا ہوتا ہی اوسکا علم بدون شرع کی نہین ہوتا اسواسطی کہ لغت بنانیوالی نی اسکی لئی کوئی خاص لفظ نہین وضع کیا اور شرع نی اسمین ایسا لفظ
للاخبار المستعمل في الماضي الذي يدل على الوجود حتى يدل على ان هذا التصرف مما يراد وجوده فينعقد به البيع و
جو ماضی مین خبر کی واسطی مستعمل ہوتا ہی استعمال کیا ہی جسمین وجود پر دلالت ہوتی ہی تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ ہی تصرف مقصود ہی پہر اوس سی بیع منعقد ہو جاتی ہی
لا ينعقد بلفظين احدهما امر بل لا بد فيه من ثلثة الفاظ كما اذا قال المشتري للبايع بع مني هذا بكذا وقال البايع
اور ایسی لفظون سی منعقد نہین ہوتی جو ایک امر ہو بلکہ اسمین تین لفظون کی ضرورت پڑتی ہی جیسی اگر مشتری بایع سی کہی یہہ مال میری ہاتہ اتنی کو بیچدی اور بایع کہی
بعت فما لم يقل المشتري ثانيا اشتريت لا ينعقد البيع وكذا اذا قال البايع للمشتري اشتر مني هذا بكذا وقال المشتري
مینی بیچا پہر جبتک مشتری دوبارہ یون نکہیگا کہ مینی خریدا تو بیع منعقد نہو گی اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مجہسی یہہ اتنی کو خرید لی اور مشتری کہی
اشتريت فما لم يقل البايع ثانيا بعت لا ينعقد البيع واما اذا كان احد اللفظين او كلاهما مضارعا فينعقد البيع اذا قارنه
مین نی خریدا پہر جبتک بایع دوبارہ یون نکہیگا کہ مین نی بیچا تو بیع منعقد نہو گی اور اگر دونو مین سی ایک کلام یا دونو کلام مضارع ہون تو بہی بیع منعقد ہو جاتی ہی

البيع

النیة ویحمل لفظ المضارع علی الحال وکذا ینعقد البیع بکل ما یدل علی معنی بعت واشتریت کما اذا قال البایع
نیت ہوا اور اس لفظ مضارع سے حال کی معنی لیلینگی اور ایسی ہی بیع ہر لفظ سے جسمین بعت اشتریت کی سی معنی ہون منعقد ہو جاتی ہے جیسے بایع مشتری سے کہے
للمشتری بعت منك هذا بكذا وقال المشتری قبلت او قال المشتری للبایع اشتریت منك هذا بكذا وقال البایع
مینے یہہ شی تیری ہاتہہ اتنی کو بیچی اور مشتری کہے مین نے قبول کی یا مشتری بایع سے کہے مین نے تجہسے فلانی چیز اتنی کو مول لی اور بایع کہے
خذه ینعقد البیع فی کلتا الصورتین اما فی الصورة الاولی فظاهر واما فی الصورة الثانیة فلانه لما امر ان
لیلی تو بیع دونو صورتون مین منعقد ہو جاوی گی پہلی صورت مین تو ظاہر ہے اور ہے دوسری صورت سو اسلئے کہ جب بایع نے اوسکو
یاخذه بالبدل وهو لا یکون الا بالبیع صار کانه قال بعته منك به فخذه فیقدر البیع اقتضاء فیثبت العقد
بعوض بدل کی لیلینی کی اجازت دی تو یہہ بدلہ بدون بیع کی نہین ہوتا تو انجام اسکا یہہ ہوا گویا بایع نے کہا مین نے تیری ہاتہ اتنی کو بیچی سو تو لیلی پس بیع
باعتباره لا بلفظین احدهما امر حتی ینافی ما سبق لان المعنی هو المعتبر فی هذه العقود ولهذا ینعقد البیع بالتعاطی
باعتبار اقتضاء کی مقدر ہوگی پس انعقاد بیع کا اس اعتبار سے ہوگا اور بیع منعقد نہین ہوتی ایسے دو لفظون سے کہ اونمین سے ایک امر ہو کہ منافی بیان سابق کی ہو اسلئے کہ ان عقود
فی الخسیس والنفیس هو الصحیح لتحقق المرضیات لکن لا بد فیه من الاعطاء من الجانبین عند البعض وعند البعض
مبیع کم بہا ہو یا بیش بہا یہی مذہب صحیح ہے کیونکہ رضامندی ہو جاتی ہے لیکن اس صورت مین بعضون کی نزدیک ضرور ہے کہ دونو طرف سے ثمن اور مبیع ہکتا دین اور بعضون کی نزدیک
یکفی الاعطاء من جانب واحد فان محمدا اشار فی الجامع الصغیر الی ان تسلیم المبیع یکفی فی تحقق البیع هذا
ایک طرف سے ادا کرنا بہی کفایت کرتا ہے کیونکہ امام محمد رح نے جامع صغیر مین یہہ اشارہ کیا ہے کہ مبیع کا حوالہ کر دینا واسطے ثبوت بیع کی کافی ہے یہہ اس صورت مین
اذا بین الثمن او کان معلوما کما اذا قال رجل لبایع الحنطة بکم تبیع الحنطة فقال قفیز بدرهم فقال کلنی
ہے کہ ثمن بیان کر دیں یا کسطرح سے معلوم ہو جیسے کوئی گیہون بیچنی والی سے پوچھے گیہون کیا بہاو بیچتا ہے اوسنے کہا فی روپیہ ایک پیمانہ پہر اوسنے کہا مجکو پانچ
خمسة اقفزة فکاله فذهب بها فهذا بیع فعلیه خمسة دراهم وکذا لو اشتری وقرا من الحطب بثمانیة ثم
قفیز ناپ دی پہر اوسنی ناپ دئے پہر وہ لیکر چلا گیا یہہ بیع پوری ہے اور اوسکی سر پانچ روپیہ ہین اور ایسی ہی اگر ایک بہار لکڑی کا آٹہہ پیسے کو خریدا پہر
قال ائت بوقر اخر والقه هٰهنا ففعل فهذا بیع وله ان یطلب الثمانیة ولو قال لبایع الحطب بکم تبیع هذا الوقر
کہا ایک بہار اور لا کر یہان ڈالدے اوسنی لا ڈالا تو یہہ بیع پوری ہے اور اوسکو مطالبہ آٹہہ پیسی کا پہنچتا ہے اور اگر لکڑہارے سے کہا یہہ گٹہا لکڑی کا کتنی کو
من الحطب فقال بثمانیة فقال سق الحمار فساقه اختلفوا فیه قال بعضهم لا یکون بیعا ما لم یتسلم الحطب ولم ینقد
بیچتا ہے اوسنی کہا آٹہہ پیسہ کو پہر اوسنی کہا گدہا ہانک لا پہر وہ ہانک لیگیا اسمین اختلاف کرتی ہین بعضی کہتی ہین بیع پوری نہین ہوتی جبتک لکڑیان حوالہ کر دی
الثمن وقال بعضهم یکون بیعا لانهما تراضیا علی التملیك والتملك والتراضی هو المعتبر فی الباب الا انه لما کان
اور پیسے نہ لیلی اور بعضی کہتی ہین بیع ہوگئی کیونکہ دونو لینی دینی پر راضی ہین اور تملیک اور دونو کی رضامندی ہے بیوع مین معتبر ہے اتنا ہے کہ دلکی رضامندی
باطنا اقیم الایجاب والقبول مقامه لدلالتهما علیه فاذا اوجب احد العاقدین بایعا کان او مشتریا کما اذا قال البایع
امر مخفی ہے ایجاب قبول کو اوسکی جگہ ٹہرا دیا ہے اس سے رضا معلوم ہوتی ہے پہر جب ایک نے ایجاب کیا بایع ہو یا مشتری جیسے کہ بایع مشتری سے کہے
للمشتری بعت منك هذا بكذا او قال المشتری للبایع اشتریت منك هذا بكذا فالاخر بالخیار ان شاء قبل
مین نے تیری ہاتہہ فلانی شی اتنی کو بیچی یا مشتری بایع سے کہے مین نے تجہسے اتنی کو مول لی اب دوسرے کو اختیار ہے چاہے اوس مجلس مین عقد کو قبول کرے
العقد فی المجلس وان شاء رده وهذا الخیار سمی خیار القبول ویمتد الی اخر المجلس ولا یبطل بالتاخیر الیه و
اور چاہے رد کرے اور اس خیار کو خیار قبول کہتے ہین اور یہہ اختیار آخر مجلس تک باقی رہتا ہے مجلس تک تاخیر سے باطل نہین ہوتا
ان طال ما لم یظهر ما یبطله اذ یحتاج الیه المرء للتردید ولیس له ان یقبل العقد فی البعض دون البعض اذ فیه
اگرچہ مجلس دراز ہو جاوے جبتک ایسی حرکت ظاہر نہو جس سے خیار باطل ہو جاوے کیونکہ آدمی کو مہلت کی حاجت فکر کرنی کی ہوتی ہے اور اوسکو یہہ اختیار نہین ہے کہ مبیع کو

تفريق الصفقة فيتضرر به احد العاقدين لان المبيعان كان واحدا يلزمه ضرر الشركة وان كان متعددا فالعادة
صفقہ یعنی عقد پورا نہیں رہتا پہر دونوں میں سے کسی ایک کا نقصان ہوگا کیونکہ مبیع اگر ایک ہی شی ہے تو نقصان شرکت کا لازم آتا ہے اور اگر کئی ہیں تو عادت یوں پڑی گئی ہے کہ
ضم الجيد الى الردى ونقص ثمن الجيد لترويج الردى فلو ثبت له خيار القبول في البعض يقبل الجيد ويترك
عمدہ کو ناقص کی ساتہہ ملاکر ناقص کی نکاسی کی لئے عمدہ کی قیمت کچہہ کم کر دیتے ہیں اب اگر اوسکو یہہ اختیار رہو دے کہ جو نسی چاہے چہانٹ لے تو وہ عمدہ کو لیلیگا اور
الردى فيزول الجيد عن يد البايع باقل من ثمنه وفيه ضرر له الا اذا كرر العقد وبين ثمن كل واحد بان
ناقص کو نہ لیگا تو بایع کی ہاتہہ سے عمدہ مبیع کم قیمت کو جاتی رہے گی اور اسمیں بایع کا بڑا ضرر ہے ہاں اگر دوبارہ عقد کرے اور ہر ایک کا ثمن جدا جدا بیان کردے
قال بعت هذا بكذا وهذا بكذا فحينئذ ينتفي الضرر عنه فان لم يحصل القبول يبطل الايجاب بقيام واحد منهما
اسطور کہ میں نے یہہ اتنے کو اور یہہ اتنے کو بیچا اب اوسکا کچہہ ضرر نہیں ہے پہر جبتک قبول نہووے تو ایجاب دونوں میں سے ایک کی کہڑی ہونے
ايهما كان ولا يبقى لواحد منهما ولاية القبول بعده لان القيام دليل الرجوع وكذا لو قال البايع للمشتري بعت
کوئی ہی کہڑا ہو جاوے پہر دونوں میں سے کسیکو اختیار قبول کا باقی نہیں رہتا کیونکہ کہڑا ہو جانا رجوع کی دلیل ہے اور ایسی ہی اگر بایع نے مشتری سے کہا میں نے تیری ہاتہہ مبیع
منك هذا بكذا ولم يقل المشتري شيئا حتى كلم البايع انسانا في حاجة لم يبطل الايجاب واذا حصل الايجاب
اتنے کو بیچا ابہی مشتری نے کچہہ جواب نہیں دیا کہ بایع اور شخص سے کچہہ بات چیت کرنے لگا تو ایجاب باطل نہیں ہوگا اور جب ایجاب قبول دونوں ہوچکے
والقبول يتم العقد ولا يكون لواحد منهما خيار اصلا لا في المجلس ولا بعده الا من عيب او عدم رؤية
ہیں تو عقد پورا ہو جاتا ہے اب دونوں میں سے ہرگز کسیکو کچہہ اختیار پہیر نے پہیر نیکا نہیں ہے نہ مجلس میں نہ بعد مجلس کے مگر بسبب عیب کی یا نہ دیکہنے کی
وفي العوض المشار اليه مبيعا كان او ثمنا يكفي الاشارة في صحة البيع بلا علم بقدره ووصفه وفي غير
اور عوض میں جو سامنے موجود ہو مبیع ہو یا ثمن واسطے صحت بیع کی بدون دریافت مقدار اور وصف کی اشارہ کفایت کرتا ہے اور جو سامنے نہو
المشار اليه لا بد من علم بقدره ووصفه لان التسليم واجب بالعقد ويمتنع حصوله بالجهالة المفضية
تو اوسکی مقدار اور وصف کا علم ضرور چاہئے اسلئے کہ بعد عقد کی تسلیم واجب ہوگی اور بسبب جہالت کی جس سے جہگڑا پیدا ہوتا ہے ہرگز نہیں ہوسکتا
الى النزاع ويصح البيع بثمن حال وثمن مؤجل لاطلاق قوله تعالى واحل الله البيع ولما روي انه عليه السلام
اور بیع ثمن حالی یعنی نقد اور ثمن مؤجل یعنی اودہار دونوں صحیح ہو جاتی ہے کیونکہ آیت میں کوئی قید نہیں ہے اور حلال کی اللہ نے بیع کو اور اسلئے کہ روایت ہے
اشترى من يهودي طعاما الى اجل ورهن درعه لكن لا بد ان يكون الاجل معلوما اذ لو لم يكن معلوما بل
ایک یہودی سے ایک مدت پر اودہار غلہ مول لیا اور زرہ گروی رکہہ دی لیکن مدت کا معلوم ہونا ضرور چاہئے اسواسطے کہ اگر مدت معلوم نہو گی بلکہ
كان مجهولا كالبيع الى قدوم الحاج او الى الحصاد او الى الدياس او الى القطاف او الى الجزاز لكانت جهالته مانعة من
مجہول ہوگی جیسے بیچنا بشرط ادا ثمن حاجیوں کی آنے پر یا کہیتی کٹنے پر یا پہیر او ٹہنے پر یا انگور ٹوٹنے پر یا اون کترنے پر تو یہہ جہالت بیشک تسلیم ثمن سے
التسليم الواجب بالعقد لان هذه الاوقات تتقدم تارة وتتاخر اخرى فربما يطالبه البايع في قريب المدة و
مانع ہوگی جو عقد سے واجب ہوگئی ہے اسلئے کہ یہہ اوقات کبہی اگیتے ہوتے ہیں اور کبہی پچہیتے سو کبہی بایع اول وقت میں مطالبہ کریگا اور
المشتري يؤخره الى بعيدها ويقع بينهما التنازع الموجب لفساد العقد ولو انهما تبايعا الى هذه الاجال ثم تراضيا
مشتری پچہیتے وقت تک ٹالے گا پہر اون دونوں میں جہگڑا پڑیگا جس سے عقد فاسد ہو جاتا ہے اور اگر دونوں نے بیع انہی اوقات مذکورہ پر کی پہر دونوں راضی ہوکر
باسقاط الاجل قبل قدوم الحاج وشروع الناس في الحصاد والدياس وغيرها ينقلب البيع صحيحا لارتفاع المفسد
حاجیوں کی آنے سے اور کہیتی کی کاٹنے سے اور پہیر کی اوٹہانے وغیرہ سے پہلی مدت موقوف کی تو وہ ہی بیع صحیح ہو جاویگی کیونکہ مفسد پہلی
قبل تقرره ولو وقع بينهما البيع مطلقا ثم اجل الثمن الى هذه الاوقات يجوز لان هذا تاجيل الدين والجهالة
جاتا رہا اور اگر دونوں میں بیع بلا شرط واقع ہوئی پہر بعد اسکے ثمن کی یہہ اوقات مقرر کردی تو جائز ہے اسلئے کہ یہہ دین کی مدت ہے اور تہوڑی سی

الیسیرة متحملة فیه لان کل دین اذا اجله صاحبه الی اجل معلوم او الی اجل مجهول جهالة یسیرة کالتاجیل

جہالت کی اسمین گنجایش ہوسکتی ہی کیونکہ کوئی دین ہو جب قرض خواہ اوسکی مدت معین معلوم یا مدت کچہ مجہول مقرر کردیتا ہی جیسی مدت

الی هذه الاوقات یصیر ذلك الدین مؤجلا ویکون تاجیله لازما الا القرض فان تاجیله لایکون لازما

ان اوقات مذکورہ کی تو وہ دین مؤجل ہوجاتا ہی اور اوسکی مدت لازم ہوجاتی ہی سوا قرض نقد کی بیشک اسکی مدت لازم نہین ہوتی

بل یجوز ابطاله لکونه من التبرعات ولا جبر فیها کما فی الاعارة ولو اراد ان یکون تاجیله لازما فطریقه ان یحیل

بلکہ اوسکا ابطال جایز ہی کیونکہ یہ قرض صرف احسان ہوتا ہی اسمین کوئی زبردستی نہین چلتی جیسی عاریت مین اور اگر چاہو کہ قرض نقد کی مدت لازم ہوجاوی تو یون طریقہ ہی

المستقرض المقرض علی رجل بدینه فیؤجل المقرض ذلك الرجل مدة معلومة فحینئذ یکون التاجیل لازما

کہ قرضدار قرض خواہ کو اپنی دین کا حوالہ اور شخص پر کردی پہر قرض خواہ اوس شخص کی لئی مدت معلومہ مقرر کردی پس اب مدت لازم ہوجاویگی

حتی لو اراد المقرض ان یطالبه قبل تلك المدة لیس له ذلك ومن اشتری شیئا مما ینقل لا یجوز له ان یبیعه حتی

یہانتک کہ اگر قرض خواہ اوس مدت سی پہلی طلب کرنا چاہی تو اوسکو اختیار نہین ہی اور جسنی کوئی شئی منقول مول لی تو اوسکو قبضہ کرنی سی پہلی بیچڈالنا جایز نہین ہی

یقبضه لما روی انه علیه الصلوة والسلام نهی عن بیع ما لم یقبض لما فیه من غرر انفساخ العقد علی تقدیر

اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی منع فرمایا ہی بی قبضہ کی ہوئی بیع سی کیونکہ اسمین احتمال عقد ٹوٹنی کا ہوتا ہی اگر مبیع

هلاکه فانه لو هلك قبل قبضه ینفسخ العقد ویعود الی قدیم ملك البایع فیکون المشتری بایعا ملك غیره

تلف ہوجاوی بیشک اگر مبیع قبض سی پہلی ہلاک ہوجاوی تو عقد ٹوٹ جاتا ہی اور مبیع بایع کی اصلی ملک مین داخل ہوجاتا ہی تو اب مشتری گویا غیر کا مال

واما اذا قبضه فحینئذ یتم البیع فیکون بایعا ملك نفسه فلما کان قبل القبض لا یدری ان البیع یتم فیکون

بیچتا ہی اور اگر مشتری قبضہ کرچکا تو اب بیع پوری ہوچکی اب اپنا مال بیچتا ہی اور چونکہ قبض سی پہلی نہین معلوم کہ آیا بیع پوری ہوگی کہ اپنا مال بیچتا ہی

بایعا ملك نفسه او ینفسخ فیکون بایعا ملك غیره حکم بعدم الجواز بخلاف بیع العقار قبل قبضه فانه یجوز

یا ٹوٹ جاویگی کہ بیگانہ مال بیچتا ہی تو اسلئی حکم عدم جواز کا ہی برخلاف بیع زمین وغیرہ کی قبضہ سی پہلی کہ یہ بیع جایز ہی

لعدم المانع فیه وهو غرر انفساخ العقد علی تقدیر الهلاك لان الهلاك فی العقار نادر ویجوز التصرف فی الثمن

کیونکہ اسمین وہ مانع یعنی شبہ عقد ٹوٹ جانیکا بشرط ہلاک مبیع کی نہین ہی اسلئی کہ زمین کم ہلاک ہوتی ہی اور ثمن مین قبضہ سی پہلی تصرف جایز

قبل قبضه سواء کان مما لا یتعین کالنقود او مما یتعین کالمکیل والموزون حتی لو باع متاعا بدراهم او بکر حنطة

ہی برابر ہی کہ غیر معین ہو جیسی نقود یا متعین ہو جیسی مکیل اور موزون یہانتک کہ اگر کچہ مال بعوض دراہم یا گون گیہون کی

یجوز له ان یاخذ بدلها شیئا اخر لوجود المجوز وهو الملك وانتفاء المانع وهو غرر الانفساخ بالهلاك لان الثمن

بیچا تو بایع کو جایز ہی کہ اونکی بدلہ کوئی اور چیز مشتری سی لیلیوی کیونکہ جایز کرنیوالی یعنی ملک موجود ہی اور مانع نہین ہی یعنی شبہ عقد ٹوٹنی کا ہلاک ہونی سی کیونکہ ثمن

یثبت فی الذمة ولا یتعین بالتعیین والمکیل والموزون وان کان مبیعا من وجه لکنه ثمن من وجه فلا ینفسخ

ذمہ پر ثابت ہوجاتا ہی اور تعیین کرنی سی معین نہین ہوتا اور مکیل اور موزون اگرچہ ایک وجہ سی مبیع ہین پر ایک وجہ سی ثمن ہین سو بیع انکی ہلاک ہونی سی

البیع بهلاکه والمراد بجواز التصرف فی الثمن قبل قبضه جواز تملیکه ممن علیه الدین ولو بعوض لا جواز تملیکه من

نہین ٹوٹیگی اور ثمن مین تصرف قبل قبض جو جایز ہی اس سی یہ مراد ہی کہ جسکی ذمہ پر ثمن ہوتا ہی اوسکو مالک کردی تو جایز ہی اگرچہ بدلہ لی یہ مراد نہین ہی

غیر من علیه الدین لان تملیك الدین من غیر من علیه الدین لیس بمشروع ویجوز بیع الحنطة وغیرها من

کہ سوا اوسکی یعنی ذمہ دار کی اور کو مالک کرنا جایز ہی اسلئی کہ دین کا مالک کرنا اور کو سوا دین دار کی جایز نہین ہی اور بیچنا گیہون وغیرہ دانہ کا

الحبوب مکایلة ومجازفة وباناء لا یعرف قدره ولا ینکبس بالکبس واما اذا کان ینکبس بالکبس کالزنبیل ونحوه فلا یجوز

پیمانہ سی اور تخمین سی یعنی ڈہیری اور ایک ایسی پیمانہ سی ناپ کر جسکی مقدار معلوم نہو اور کہینچنی سی نہ بڑہتا ہو جایز ہی اور ہان اگر کہینچنی سی بڑہتا ہو جیسی زنبیل وغیرہ

ثمن

فمن اشترى كيليا مجازفة يجوز له ان يبيعه او ياكله قبل ان يكيله لان البيع يقع على المشار اليه لا على مقدار

اور جس نی کیلی شی کی ڈھیری اٹکل سی مول لی تو اوسکو جایز ہی کہ بغیر کیل کئی بیچ ڈالی یا کھالیوی اسواسطی کہ اس صورت مین بیع موجود کی ہوتی ہی مقدار معین کی نہین ہوتی

معين فيكون الكل له وان اشتراه بشرط الكيل لا يبيعه ولا ياكله حتى يكيله لاحتمال ان يزيد على المشروط

وہ سبکا سب اوسیکا ہی اور اگر ڈھیری بشرط کیل کی مول لی تو بغیر کیل کئی نہ بیچی اور نہ کھاوی اسواسطی کہ شاید مقدار مشروط سی کچھہ بڑھہ جاوی

وهو للبايع والتصرف في مال الغير حرام يجب الاحتراز عنه ويكفي كيل البايع بعد بيعه بحضرة المشتري في الصحيح لان

اور وہ بایع کا مال ہوگا اور غیر کی مال مین تصرف حرام ہی اس سی بچنا ضرور چاہیی اور بیچنی کی بعد مشتری کی سامنی بایع کا کیل کرنا صحیح مذہب مین کفایت کرتا ہی کیونکہ

المبيع يصير به معلوما ويتحقق معنى التسليم ولا اعتبار بكيله قبل البيع ولو بحضرة المشتري لان الشرط كيل

مبیع اس سی ہی معلوم ہوجاتا ہی اور تسلیم ثابت ہوجاتی ہی اور بیچنی سی پہلی بایع کی کیل کا کچھہ اعتبار نہین ہی اگرچہ مشتری کی سامنی ہو اسلئی کہ شرط کیل

البايع والمشتري وهو ليس بواحد منهما ولا بكيل بعد البيع بغيبة المشتري لان الكيل من باب التسليم اذ به يصير

بایع کا ہی یا مشتری کا اور قبل البیع وہ کوئی بہی نہین ہی نہ بایع بایع ہی اور نہ مشتری مشتری اور نہ بعد بیع کی کیل کا کچھہ اعتبار مشتری کی پس غیبت اسلئی کہ کیل قسم تسلیم

المبيع معلوما ولا تسليم الا بحضرته وكذا لو اشترى ما يوزن او يعد بشرط الوزن او العد لا يبيعه ولا ياكله حتى

مبیع معلوم ہوتا ہی اور تسلیم مشتری کی موجود ہوئی بغیر نہین ہوتی اور ایسی ہی اگر تول کی شی یا گنتی کی شی بشرط وزن یا شمار کی مول لی تو بیدون تولی یا گنی نہ بیچی اور نہ کہاوی

يزنه او يعده الا ان البايع لو وزنه او عده بعد البيع بحضرة المشتري يكفي ولو اشترى ما يذرع بشرط الذرع

جبتک تول یا گن لی مگر ہان اگر بایع بیع کی بعد مشتری کی سامنی تول دی یا گن دی تو کفایت کرتا ہی اور اگر گز گت کی شی بشرط گز گت کی مول لی

يجوز له ان يبيعه قبل الذرع لان الذراع وصف لا يقابله شيء من الثمن فيكون الكل له قال الزيلعي هذا اذا لم يسم

تو جایز ہی کہ ناپنی سی پہلی بیچ ڈالی اسلئی کہ گز گت ایسا وصف ہی کہ اوسکی مقابلہ مین ثمن کچھہ نہین ہوتا وہ سب اوسیکا ہی زیلعی کہتا ہی یہہ اوس صورت مین ہی

البايع لكل ذراع ثمنا واما اذا سمى وقال كل ذراع بكذا فلا يحل للمشتري ان يتصرف فيه حتى يذرعه ومن باع

کہ بایع فی ذرع ثمن نہ ٹہراوی اور اگر فی درعہ ثمن معین کردی مثلا چار آنہ گز تو مشتری کو حلال نہین ہی کہ گز گت کئی بغیر اوسمین تصرف کری اور اگر کسی نی

صبرة كل قفيز بكذا ولم يذكر عدد قفزانها لا يجوز البيع عند ابي حنيفة الا في قفيز واحد لتعذر صرف العقد الى

اناج کا ڈھیر بیچا ہر پیمانہ اتنی کو اور بیان نکیا کتنی پیمانہ ہی تو امام ابی حنیفہ کی نزدیک بیع جایز نہین ہی بجز ایک پیمانہ کی کیونکہ عقد تمام ڈھیر پر نہین پڑتا

الكل لجهالة المبيع والثمن جهالة تفضي الى النزاع لان البايع يطلب الثمن اولا بموجب العقد والمشتري لا يدفعه

اسلئی کہ مبیع اور ثمن دونو ایسی مجہول ہین جسمین جھگڑا ہوجاوی اسواسطی کہ بایع موافق تقاضاء عقد کی ثمن پہلی طلب کریگا اور مشتری نہین دیویگا

لكونه غير معلوم لكون المبيع غير معلوم واذا تعذر صرفه الى الكل يصرف الى الواحد وهو معلوم ولو زالت

کیونکہ ثمن کی مقدار معلوم نہین ہی اسلئی کہ مبیع معلوم نہین ہی اور جبکہ عقد کو تمام مبیع پر صرف نہین کرسکتی تو ایک پیمانہ پر لگاویںگی اور ایک تو معلوم ہی اور اگر

الجهالة في المجلس بالكيل او بذكر جميع القفزان يجوز البيع في جميعها لكن يكون المشتري مخيرا وهكذا الحكم

مجلس کی اندر جہالت رفع ہوجاوی کیل کرنی سی یا تمام پیمانہ بیان کردینی سی تو بیع تمام ڈھیر کی جایز ہوجاویگی لیکن مشتری کو لینی نلینی کا اختیار رہوگا اور تمام

في جميع الموزونات والمعدودات المتقاربة ولو باع قطيع غنم كل شاة بكذا ولم يذكر عددها لا يجوز البيع في جميعها

موزونات اور معدودات مین جو ایک سی ہون ایسا ہی حکم ہی اور اگر ریوڑ بکریون کا اسطور بیچا کہ ہر ایک راس اتنی کو اور انکی گنتی بیان نکی تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک

عند ابي حنيفة كما ذكر ان العقد يصرف الى الواحد وهو متفاوت لكون افراد الشاة متفاوتة وتفاوت الافراد

بیع سراسر جایز نہین ہی چنانچہ ذکر ہوچکا ہی کہ عقد ایک عدد پر مصروف ہوتا ہی اور وہ متفاوت ہی اسلئی کہ راس بکریون کی ایک سی نہین ہوتی اور تفاوت افراد کا

يقتضي الجهالة المفضية الى النزاع وكذا الحكم في كل معدود متفاوت اذا باع عدل ثوب كل ثوب بكذا ولم يذكر

ایسی جہالت ہوتی ہی کہ جسمین جھگڑا ہوجاوی اور ہر ایک معدود متفاوت کا ایسا ہی حکم ہی اگر گٹھڑی تہان کی اسطور بیچی کہ ہر ایک تہان اتنی کو اور گنتی بیان

عددها لا یجوز البیع فی جمیعها للجهالة المفضیة الی النزاع وعندهما یجوز البیع فی جمیع ذلک وقد ذکر فی
بکری تو بیع سراسر جایز نہوگی بسبب جہالت کی جو جھگڑا کرا دیتی ہی اور صاحبین کی نزدیک بیع تمام کی جایز ہی اور فتاوی قاضیخان مین

فتاوی قاضیخان ان الفتوی علی قولهما تیسیرا علی الناس ولو ذکر عددها وقال للمشتری بعت منک هذا
مذکور ہی کہ لوگون پر آسانی کی واسطے صاحبین کی قول پر فتوی ہی اور اگر بایع نی گنتی بیان کر کر مشتری سی کہا مین نی تیری ہاتھ یہہ ریوڑ

القطیع علی انه مائة شاة او هذا العدل علی انه مائة ثوب بکذا یصح البیع لکون کل من المبیع والثمن معلوما
کہ سو بکریان ہین اور یہہ گٹھڑ کہ سو تہان ہین اتنی کو بیچا تو بیع صحیح ہی اسواسطی کہ مبیع اور ثمن نام لینی سی دونو معلوم ہوگئی ہین

بالتسمیة لکن ان وجده المشتری اقل او اکثر یفسد البیع اما فساده اذا وجده اکثر فلعدم دخول الزوائد
لیکن اگر مشتری نی کم یا زیادہ پایا تو بیع فاسد ہو جاویگی پہر فساد بیع کا زیادتی کی صورت مین اسواسطی ہی کہ فرد زاید عقد کی

تحت العقد فیجب رده وهو مجهول لکون افراد الشاة او الثوب متفاوتة واما فساده اذا وجده اقل فلوجوب
تلی نہین آیا تو اوسکا ہٹا دینا واجب ہی اور وہ معلوم نہین کونسا ہی اسلئی کہ اس بکریون کی یا تہان کپڑی کی ایک سی نہین ہین اور فساد بیع کا کمی کی حالت مین اسلئی ہی کہ

سقوط حصة الناقص من الثمن عن ذمته وهی مجهولة اذ لا یدری ان الناقص کان جیدا او وسطا او ردیا ولو
مقدار قیمت گھٹتی فرد کی منجملہ ثمن کی اوسکی ذمہ سی کم کرنی چاہیی اور وہ معلوم نہین کیا معلوم ہی کہ کمی کا تہان یا اس عمدہ ہی یا درمیانہ ہی یا کثیل ہی اور اگر

بیّن لکل منها ثمنا وقال کل شاة او کل ثوب بکذا یصح البیع فی الاقل لکن یکون المشتری مخیرا ان شاء اخذ الموجود
بایع نی ہر ایک کا ثمن بیان کر دیا کہ ہر بکری اس اور ہر ایک تہان اتنی کو تو بیع کمی کی صورت مین صحیح ہی لیکن مشتری کو اختیار ہی چاہی موجود کو حصہ رسد

بحصته من الثمن لکونه معلوما وان شاء ترکه ویفسد فی الاکثر لجهالة المبیع ومن قال لغیره بعت منک کرا من
ثمن مین سی مول لیلی کیونکہ معلوم ہی اور چاہی نہ لیوی اور بیشی کی صورت مین فاسد ہی کیونکہ مبیع مجہول ہی اور جس نی دوسری سی کہا مین نی تیری ہاتھ پیمانہ

الحنطة التی فی هذا الانبار او من هذا الکدس ثم اعطاه حنطة من موضع آخر لا یجوز لان ما سوی النقود یتعین
گیہون کا اس ڈہیر مین سی یا اس خرمن مین سی بیچا پہر اوسکو گیہون اور جگہ سی حوالہ کئی تو جایز نہین ہی اسلئی کہ سب شی سوای نقود کی تعین کرنی سی

بالتعیین فلا یجوز استبداله واقامة الآخر مقامه الا بالفسخ وتکرار العقد ومن باع شیئا وقال للمشتری بعته منک
معین ہوجاتی ہی پس اوسکا بدلنا اور دوسری کا اوسکی جگہ قایم کرنا جایز نہین ہی ہان وہ عقد توڑ کر دوبارہ عقد کری تو جایز ہی اور جس نی کوئی شی بیچی اور مشتری سی کہا یہہ شی تیری

بغیر ثمن یکون البیع باطلا لان الثمن اذا نفی ینتفی رکن البیع فلا یکون بیعا ولو باعه وسکت عن ثمنه لا یبطل البیع
بغیر ثمن کی بیچی تو یہہ بیع باطل ہی کیونکہ جب ثمن نہین ہوتا تو بیع کا رکن نہین ہوتا تو بیع کب ہوگی اور اگر کوئی شی بیچی اور ثمن سی چپ کر رہا تو بیع باطل نہین ہوتی

بل یفسد لان مطلق البیع یقتضی المعاوضة واذا سکت عن الثمن یکون غرضه القیمة ویصیر کانه باعه
بلکہ فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ مطلق بیع معاوضہ کو چاہتی ہی اور جب اوسنی ثمن بیان نکیا تو اوسکی غرض قیمت لیینگی ہی اسکا انجام یہہ ہی کہ گویا قیمت کو بیچا

بقیمته وبیع الشیء بقیمته فاسد لا باطل والحاصل ان البیع اذا لم یکن صحیحا فهو قد یکون باطلا وقد یکون
اور شی کو قیمت سی بیچنا فاسد ہوتا ہی باطل نہین ہوتا اور حاصل یہہ ہی کہ بیع اگر صحیح نہین ہوتی تو پہر وہ بعضی دفعہ باطل ہوتی ہی اور کبہی

فاسدا فلا بد من بیان کل منهما لیمکن الاحتراز عنهما فالبیع الباطل ما لا یصح باصله ووصفه ولا یفید الملک اصلا
فاسد اب ہر ایک کا بیان کرنا ضرور ہوا تاکہ ان دونو سی بچ سکین سو بیع باطل تو وہ ہی کہ اپنی اصل اور وصف مین صحیح نہو اور ہرگز فائدہ ملک کا نہین دیتی

ولهذا قیل من غلب علی ظنه ان اکثر معاملة اهل السوق علی البطلان لیس له ان یشتری منهم شیئا ولا یحل له ما
ایسی ہی کہتی ہین جسکو گمان غالب یون ہو کہ اکثر معاملات ان بازار والون کی باطل ہوتی ہین تو اوسکو جایز نہین ہی کہ اونسی کوئی چیز مول لی اور جو مال اونسی لیگا

اشتراه منهم والبیع الفاسد ما یصح باصله لا بوصفه ویفید الملک فی المبیع بعد قبض المشتری ایاه لکن لا علی
حلال نہوگا اور بیع فاسد وہ ہی جو اصل مین صحیح ہو وصف مین غیر صحیح اور مبیع پر جب مشتری قبضہ کر لیتا ہی تو فائدہ ملک کا دیتی ہی لیکن پاکیزگی کی

وجه الطيب بل على وجه الخبث ولهذا قيل لا يحل له ان يتصرف فيه بتمليك او انتفاع حتى لو كان طعاما
راہ سی نہین بلکہ خباثت کی راہ سی اسی واسطی کہتی ہین کہ ایسی مبیع مین تصرف یعنی کسیکو مالک کرنا یا نفع لینا حلال نہین ہی یہان تک کہ اگر طعام ہو

لا يحل له اكله ولو كان جارية لا يحل له وطيها بل يجب على كل واحد من البايع والمشتري فسخ العقد دفعا للفساد
تو کہانا حلال نہین ہی اور اگر لونڈی ہی تو صحبت حلال نہین ہی بلکہ ہریک بایع ومشتری پر واسطی اوٹہانی فساد کی عقد کا توڑنا واجب ہی

وان لم يفسخا بل باع المشتري ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحيح ينفذ بيعه لانه لما ملكه ملك تمليكه لغيره
اور اگر دونون نی ملکر بیع نہ توڑی بلکہ مشتری نی وہی مبیع بیع فاسد کا قبضہ مین لیکر اوسکی ایسہ عقد صحیح سی بیچڈالا تو اوسکی بیع قایم رہیگی کیونکہ جب مبیع کا مالک ہوا تو

بالبيع وغيره فلا يتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به لان وجوب الفسخ سابقا كان لحق الشرع واذا اجتمع
بطور بیع یا ہبہ کی دیدینی کا بہی مالک ہوا اب بعد اوسکا فسخ نہین ہوسکتا کیونکہ اب بندہ کا حق متعلق ہوگیا اسلئی کہ پہلی تو واسطی حق شرع کی فسخ واجب تہا اور جب حق عبد اور حق شرع

حق العبد مع حق الشرع يقدم حق العبد لحاجته ثم كان الاولى للمشتري ان يتنزه عن شرائه اذ قيل من ظن
جمع ہوجاتی ہین تو حق عبد کا مقدم رکہتی ہین کیونکہ عبد حاجتمند ہی ان مشتری کو اولی یہہ تہا کہ اوسکو مول نہ لیتا کیونکہ کہتی ہین جسکو یہہ معلوم ہو

ان اكثر معاملات اهل السوق على الفساد ينبغي له ان يتنزه عن شراء شيء منهم ومع هذا لو اشترى منهم شيئا
کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی فاسد ہوتی ہین تو بہتر یہہ ہی کہ اونسی کوئی چیز مول نہ لیوی اور تو بہی اگر اونسی کوئی چیز مول لیلیگا

يحل له الانتفاع به اذا كان العقد الاخير صحيحا وذلك لان البيع ركنه مبادلة المال بالمال فكل بيع يوجد خلل
تو اوسی نفع اوٹہانا حلال ہوگا اگر یہہ عقد اخیر کا صحیح ہی اسلئی کہ بیع کا رکن یہہ ہی بدلنا مال کا بعوض مال کی ہی پہر جس بیع کی رکن مین

في ركنه فهو باطل وكل بيع لا يوجد خلل في ركنه بل في غيره كالتسليم والتسلم الواجبين به والانتفاع المقصود منه
خلل ہوتا ہی تو وہ باطل ہوتی ہی اور جس بیع کی رکن مین خلل نہین ہوتا بلکہ وصف مین ہووی جیسی تسلیم اور تسلم جو عقد سی واجب ہوتی ہین اور انتفاع جو مبیع سی

وغير ذلك فهو فاسد فحينئذ البيع بالدم والميتة التي ماتت حتف انفها ونحوهما باطل لانه لا يصح باصله ووصفه
مقصود ہوتا ہی اور سوا اسکی تو وہ بیع فاسد ہوتی ہی پس اب بیع بعوض لہو اور مردار یعنی خود بخود مری ہوئی جانور کی اور مانند انکی باطل ہی اسلئی کہ اپنی اصل اور وصف دونو مین

لعدم وجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان صفة المالية للشيء انما تثبت بتمول كل الناس او بعضهم
صحیح نہین ہی کیونکہ اسکا رکن یعنی بدلنا مال کا مال سی موجود نہین ہی اسواسطی کہ شی مین وصف مالیت کا جب ہوتا ہی کہ تمام لوگ یا بعضی لوگ اوسکو مال سمجہین

اياه وهذه الاشياء لا تعد مالا عند احد ممن له دين سماوي والبيع بالخمر والخنزير ونحوهما يكون فاسدا لانه يصح
اور یہہ چیزین یعنی لہو اور مردار کوئی شخص دین سماوی والا مال نہین سمجہتا اور بیع بعوض شراب اور سور کی اور مانند انکی فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ اصل مین

باصله لوجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان هذه الاشياء تعد مالا عند بعض اهل الكفر ولا يصح بوصفه
صحیح ہی اوسکا رکن موجود ہی یعنی مبادلہ مال کا مال سی اسلئی کہ یہہ چیزین بعضی کفار کی نزدیک مال ہوتی ہین اور وصف مین صحیح نہین ہی

لعدم تقومها لان التقوم للشيء انما يثبت باباحة الانتفاع به شرعا والشرع قد ابطل الانتفاع بهما في حق المسلمين
اسلئی کہ یہہ چیزین قیمتی نہین ہین کیونکہ کوئی شی صاحب قیمت جب ہوتی ہی کہ شرع مین اوسکا برتنا مباح ہووی اور شرع ان دونو کا برتنا مسلمانون کی حق مین باطل

ومن باع كرا من الحنطة ولم يكن في ملكه حنطة فيبطل البيع لعدم وجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال
اور جسنی ایک پیمانہ گیہون کا بیچا جبکہ اوسکی ملک مین گیہون نہین ہین تو بیع باطل ہوگی کیونکہ اوسکا رکن موجود نہین ہی یعنی مبادلہ مال کا مال سی

لان المال موجود يميل اليه الطبع ويجري فيه البذل والمنع والمعدوم ليس بمال ولو كانت في ملكه حنطة لكن كانت اقل
اسلئی کہ مال موجود ہوتا ہی کہ اوسکی طرف طبیعت راغب ہو اور اوسکو چاہی خرچ کری چاہی روک رکہی اور شی معدوم مال نہین ہوتی اور اگر اوسکی ملک مین گیہون تو ہوتی پر مقدار

مما سماه يبطل البيع في المعدوم ويفسد في الموجود ولا يجوز بيع زيت على ان يوزن بظرفه ويطرح عنه بازاء الظرف
مقرر کی مبیع سی کمتی تو معدوم مین بیع باطل اور موجود مین بیع فاسد ہوتی اور جایز نہین ہی بیچنا تیل کا باین شرط کہ برتن سمیت تول کر بعوض وزن برتن کی

كذا رطلا لانه شرط لا يقتضيه العقد وانما مقتضاه ان يطرح عنه وزن الظرف واذا شرط ان يطرح عنه
اتنی رطل تیل کہتا وین اسلئی کہ یہہ شرط عقد سی خارج اور الگ ہی عقد کا مقتضا تو یہہ ہی کہ برتن کا جتنا وزن ہووی وتنا کہتا دین اور جب یہہ شرط ٹہری کہ رطل معین
كذا رطلا يكون شرطا مخالفا لمقتضى العقد لجواز ان يكون وزن الظرف اقل من ذلك او اكثر فيؤدي الى جهالة
کمتی کرین تو یہہ شرط مقتضا عقد سی مخالف ہووی کیونکہ شاید کہ وزن برتن کا اوس مقدار سی کمتی یا بڑہتی ہووی اس سی ایک تو مبیع مجہول ہوجاتا ہی
المبيع ووقوع بعض الزيت بغير ثمن او بعض الثمن بمقابلة ما لم يكن موجودا من الزيت وان شرط ان يطرح عنه
دوسری یا کچہہ تیل مفت جاتا ہی یا کچہہ ثمن بدون تیل کی مفت دینا پڑتا ہی اور اگر یہہ شرط کرین کہ جتنا وزن برتن کا ہووی
وزن الظرف يجوز لانه يوافق مقتضى العقد وما يوافق مقتضى العقد لا يفسد العقد بل يؤكده وكذا لا يجوز بيع
وتنا کم کرین تو جایز ہی اسلئی کہ مقتضاء عقد کی موافق ہی اور جو شرط موافق مقتضاء عقد کی ہو عقد کو فاسد نہین کرتی بلکہ عقد مقرر کردیتی ہی اور ایسی ہی دریامین
السمك في الماء لانه قبل الاصطياد به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاصطياد له والقائه
تیرتی مچہلی کی بیع جایز نہین ہی کیونکہ شکار کئی بغیر مملوک نہین ہوتی پہس عدم جواز بطلان کی معنون مین ہی اور شکار کرکر جو اوسکو حوض مین
في الحظيرة ان كانت الحظيرة كبيرة لا يمكن اخذه منها الا بتكلف واحتيال فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم
چہوڑدین اگر وہ حوض اتنا بڑا ہووی کہ وہ مچہلی بدون تکلف اور حیلہ یعنی جال وغیرہ کی ہاتہہ نہین آتی تو اوسکی تسلیم قابو مین نہین ہی اب عدم
الجواز بمعنى الفساد وان كانت الحظيرة صغيرة يمكن اخذه منها بلا تكلف واحتيال يجوز بيعه لانه مقدور التسليم
جواز بیع سی فساد مراد ہوویگا اور اگر حوض اتنا چہوٹا ہی کہ بلا تکلف اور بی حیلہ مچہلی ہاتہہ آسکتی ہی تو اس صورت مین بیع جایز ہی کیونکہ حوالہ کرسکتا ہی
لكن اذا سلم الى المشتري فله خيار الرؤية وان رآه قبل ذلك في الماء لان السمك يتفاوت خارج الماء وكذا لا يجوز
لیکن جب مشتری کو دی چکا تو مشتری کو خیار رویت حاصل ہی اگرچہ پہلی پانی کی اندر دیکہہ چکا ہو اسلئی کہ مچہلی پانی سی باہر آکر متفاوت ہوجاتی ہی اور ایسی ہی
بيع الطير في الهواء لانه قبل الاخذ به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاخذ به وارساله
بیع اوڑتی ہوئی جانور کی جایز نہین ہی اسلئی کہ پکڑنی سی پہلی مملوک نہین ہوتا تو اب عدم جواز باطل کی معنون مین ہی اور جب اوسکو پکڑ کر ہاتہہ سی پہر چہوڑ دیا
من يده ان كان لا يرجع اليه فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم الجواز بمعنى الفساد وان كان يرجع اليه كالحمام
اگر اسکی پاس نہین آتا تو تسلیم کرنا اوسکی قابو مین نہین ہی پس اب عدم جواز سی فاسد مراد ہی اور اگر اسکی پاس چلا آتا ہی جیسی کبوتر
يجوز بيعه لانه مقدور التسليم وكذا لا يجوز بيع اللبن في الضرع لانه مشكوك الوجود لاحتمال كونه انتفاخا فلا يكون
تو اسکی بیع جایز ہی اسلئی کہ تسلیم کرسکتا ہی اور ایسی ہی دودہ کا تہنون کی اندر بی دوہی بیچنا جایز نہین ہی اسواسطی کہ اوسمین شک ہوتا ہی شاید کہ کچہہ پہول رہا ہو پہر تو
مالا فعلى هذا يبطل البيع او لانه يزداد شيئا فشيئا والبيع لا يتناول الزيادة لعدم وجودها عند العقد فيختلط المبيع
وہ کچہہ مال نہو گا پس اب بیع باطل ہوویگی یا اسلئی کہ دودہ تہوڑا تہوڑا بڑہتا جاتا ہی اور عقد بیع مین بڑہتی مال داخل نہین ہوتا کیونکہ وہ عقد کی وقت موجود نہین ہوتا پس مبیع
بغيره على وجه يتعذر تمييزه فعلى هذا يفسد البيع وكذا لا يجوز بيع الصوف على ظهر الغنم لوجهين احدهما انه متصل بالحيوان
مین بیگانہ شی ایسی رل مل گئی کہ تمیز نہین ہوسکتی سو اب یہہ بیع فاسد ہوگی اور ایسی ہی اون کی بیع بکری کی کمر پر یعنی بغیر کترے جایز نہین ہی دو وجہ سی ایک تو یہہ کہ اون حیوان کا
فهو له وصف محض بخلاف ما هو متصل بالشجر فانه عين مال مقصود من وجه فيجوز بيعه والوجه الثاني انه ينمو من
جزو لگی ہوئی تو وہ حیوان کا نرا وصف ہی محض ہی برخلاف اسکی جو درخت مین لگا رہتا ہی بیشک اوس کو ایک وجہ سی عین مال مقصود ہوتا ہی سو اوسکی بیع جایز ہی دوسری وجہ یہہ کہ
اسفله فيختلط المبيع بغيره بخلاف القوائم المتصلة بالشجر فانها تزداد من اعلاها فلا يختلط المبيع بغيره ويعلم ذلك
اون نیچی کیطرف سی بڑہتی ہی سو مبیع غیر کی مال مین ملجاتی ہی برخلاف ٹہنیون کی جو درخت سی ملی ہوتی ہی کیونکہ یہہ اوپر کی جانب سی بڑہتی ہی سو مبیع غیر کی ساتہہ نہین ملتی اور یہہ
ان الصوف على ظهر الغنم اذا خضب يبقى المخضوب بعد ايام على راسه لا في اصله واما القوائم فلو ربط خيط في اعلاها
طرح معلوم ہوا کہ اون کو بکری کی پیٹہہ پر اگر رنگ دیوین تو بعد چند روز کی رنگی ہوئی اوپر کی طرف ہوجاتی ہی جڑ مین نہین رہتی اور ہی قوایم اگر اوسمین سر کی اوپر دہاگا

يبقى ذلك الخيط بعد ايام اسفل مما هو راسها الآن والا على ملك المشتري وما يحدث من الزيادة يحدث في ملكه و

بعد چند روز کی سرسی جواب ہی نیچی کی طرف رہ جاتا ہی اور اوپر کی جانب ملک خریدار کی ہی اور جو کچھ بڑہتا جاویگا سو اوسکی ملک میں بڑہیگا اور

كذا لا يجوز بيع جلد الميتة قبل ان يدبغ لكونه غير منتفع به لنجاسته وقد قال النبي عليه السلام لا تنتفعوا من

ایسی ہی مردار کی کہال کا بیچنا بدون دباغت کی جایز نہیں ہی کیونکہ ناپاکی کی سبب اوس سی نفع نہیں لی سکتی اور بیشک نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی مردار کی چمڑی کو مت برتو

الميتة باهاب وهو اسم لغير المدبوغ وبعد الدباغ يجوز بيعه والانتفاع به لطهارته بالدباغ فان قيل نجاسته

اور اب ایسی چمڑی کو کہتی ہیں جو دباغت نہوا ہو اور دباغت کرکر بیچنا اور برتنا سب جایز ہی اسلئی کہ دباغت سی پاک ہوجاتا ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری کہ

باتصال الدسومات به وذلك لا يمنع جواز البيع كالثوب النجس فالجواب ان الدسومات في الجلد خلقية فما لم تزل بالدباغ

نجاست تو چکنائی کی ملنی سی ہوتی ہی اس سی بیع ممتنع نہیں ہوتی جیسا ناپاک کپڑا تو جواب یہہ ہی کہ جلد میں چکنائی پیدائشی ہوتی ہی جب نکلی اوسکو دباغت سی دور نکرو

تكون كعين الجلد وبهذا الاعتبار يكون الجلد محرم العين بخلاف النجاسة في الثوب فانها ليست خلقية بل جاورته

تو گویا عین جلد ہی اور اسی اعتبار سی چمڑی کی ذات حرام ہوتی ہی برخلاف ناپاک کپڑی کی سو یہہ پیدائشی نہیں ہوتی بلکہ کپڑی سی لگ جاتی ہی

بعد ما لم تكن متصلة به فلا يتغير حكمه من جواز بيعه والانتفاع به فكما يجوز بيع جلد الميتة والانتفاع به بعد

بعد اسکی کہ وہ پاک ہوتا ہی سو اسکا حکم جواز بیع اور برتنی کا بدل نہیں سکتا پہر جیسی کہ دباغت کی بعد مردار کا چمڑا بیچنا اور برتنا جایز ہی

الدباغ كذلك يجوز بيع عظمها وقرنها وعصبها وصوفها وشعرها ووبرها والانتفاع بها اذا لم تكن عليها دسومة

ایسی ہی مردار کی ہڈیاں اور سینگ اور پٹھی اور گوسپند کی پشم اور بال اور اونٹ کی اون بیچنی اور برتنی جایز ہی جب ان پر چربی نہووی

لانها طاهرة لا يحلها الموت لعدم الحيوة فيها بل فيها النمو كالنبات واما اذا كانت عليها دسومة فهو نجسة لا يجوز بيعها

کیونکہ یہہ سب پاک ہوتی ہیں انمیں موت کا اثر نہیں ہوتا اسلئی کہ انمیں جان نہیں ہوتی بلکہ انمیں صرف بڑہنا ہوتا ہی جیسی گہانس پہونس ان اگر ان پر چربی ہوگی تو ناپاک ہوگی

ولا الانتفاع بها وكذا لا يجوز بيع الجذع في السقف والذراع في الثوب اذ لا يمكن تسليمه الا بضرر لا يوجبه العقد

اور نہ استعمال اور ایسی بیچنا شہتیر چہت میں چڑہی ہوئیکا اور ایک گز کا کپڑی میں سی جایز نہیں اسلئی کہ بی نقصان اوٹہائی تسلیم نہیں کرسکتا اور عقد ضرر کو نہیں چاہتا

لو قلع البايع الجذع او قطع الذراع قبل ان يفسخ المشتري العقد يعود البيع صحيحا لزوال المفسد الذي هو الضرر

اور اگر بایع نی شہتیر کو اوکہاڑ لیا اور گز بہر کپڑا پہاڑ دیا کہ ابہی مشتری نی عقد کو نہیں توڑا تو یہہ بیع صحیح ہوجائیگی کیونکہ مفسد یعنی ضرر تقرر سی پہلی دفع ہوگیا

قبل تقرره هذا اذا كان الجذع معينا والثوب مما يضره التبعيض كالقميص ونحوه اذ لو لم يكن الثوب مما يضره التبعيض

یہہ اوس صورت میں ہی کہ شہتیر معین ہو اور کپڑا ایسا ہو جسکی پہاڑنی نقصان ہوتا ہو جیسی کرتہ وغیرہ اسواسطی کہ اگر کپڑا ایسا نہو جسکی پہاڑنی سی نقصان ہوتا ہو

كالكرباس يجوز البيع ولو لم يكن الجذع معينا لا يعود البيع صحيحا للجهالة فان قيل اذا باع جلد الشاة المعينة قبل

جیسی تہان تو بیع جایز ہی اور اگر شہتیر معین نہوگا تو بہی بیع جہالت کی سبب درست نہیں ہی اگر کوئی یہہ اعتراض کری اگر ایک بکری کا چمڑا ذبح کرنی سی پہلی

الذبح لا يجوز ولو ذبح الشاة وسلخ جلدها وسلمه الى المشتري لا ينقلب البيع صحيحا وان كان الجلد عينا موجودا كالجذع

بیچ ڈالی تو جایز نہیں ہی پہر اگر بکری کو ذبح کرکر چمڑا اودہیڑ کر مشتری کی حوالہ کری تو بیع درست نہیں ہوجاتی اگرچہ چمڑا معین موجود ہی جیسی شہتیر

في السقف وكذا لو باع كرشها او اكارعها ثم ذبحها وسلم ما باع منها فالجواب ان الجلد وان كانت عينا موجودا لكنه

چہت کی اندر موجود ہی اور ایسی ہی اگر بکری کا پیٹا اور پایہ بیچدی پہر ذبح کرکر جو بیچا تہا حوالہ کردی تو جواب یہہ ہی کہ چمڑا اگرچہ عین موجود ہی پر وہ غیر مبیع کی ساتہہ

متصل بغير المبيع خلقة فيكون تابعا له فيكون العجز عن التسليم معنى اصليا لا حكميا بخلاف الجذع فانه

پیدایشی متصل ہی سو اسہی کا تابع ہی پہر تسلیم میں عجز اصلی ثابت ہی کچہہ عجز حکمی نہیں ہی برخلاف شہتیر کی کہ وہ

عين مال في نفسه وانما ثبت الاتصال بينه وبين غيره بعارض فعل العباد والعجز عن التسليم حكمي

بذات خود جدا اگانہ مال ہی اور غیر کی ساتہہ عارضی متصل ہوگیا ہی تو یہہ آدمیوں کا کام ہی یہاں تسلیم میں حکما عجز ہی

لانه

لما فيه من افساد بناء غير مستحق بالعقد فاذا قلع والتزم الضرر يزول المانع فيجوز ومن باع جارية ثم
کیونکہ اسمین ایک مکان خراب ہوتا ہی جسکو عقد نہین چاہتا جب اوسنی اوکہاڑ کر اپنا ضرر قبول کیا تو مانع جاتا رہا پس بیع جایز ہوگی اور جو شخص لونڈی کو بیچکر

انكر بيعها لا يحل له وطيها ما لم يترك المشتري الخصومة فاذا تركها وسمع البايع انه تركها يحل له وطيها ومن
مکر جاوی تو اوس سی صحبت کرنی حلال نہین ہی جبتک مشتری دعوی نچہوڑدی جب مشتری کا دعوی چہوڑدی اور بایع سن لی کہ دعوی ترک کیا تب صحبت حلال ہوگی اور جو شخص

اشترى جارية ثم انكر شراءها لا يحل للبايع ان يطأها ما لم يعزم على ترك الخصومة لان البيع لا ينفسخ بجحود
لونڈی خرید کر مکر جاوی تو بہی بایع کو صحبت کرنی حلال نہین ہی جبتک پکا قصد ترک خصومت کا نکری اسلئی کہ بیع مشتری کی انکار کرنی سی نہین

المشتري ما لم يعزم البايع على ترك الخصومة فاذا عزم على تركها يتم الفسخ بتراضيهما فيحل له وطيها كما
ٹوٹ جاتی جبتک بایع دعوی نہ ترک کری پہر جب بایع نی مخاصمت ترک کی تو دونون کی رضامندی سی فسخ کامل ہوگیا پہر صحبت حلال ہی جیسی

اذا اشترى جارية على انه بالخيار ثلثة ايام وقبضها ثم رد على البايع في ايام الخيار جارية وقال هي
کہ کسینی ایک لونڈی تین دن تک کی اختیار پر خرید کر قبضہ کرلیا پہر خیار کی مدت کی اندر اندر اور لونڈی بایع کو ہٹادی اور بیان کیا یہہ وہ ہی لونڈی ہی

التي اشتريتها وقبضتها كان القول قوله لانه انكر قبض غيرها فان رضي البايع بها يحل له وطيها لان المشتري
جو مین مول لی گیا تہا تو اب اوسی کا قول معتبر ہوگا اسلئی کہ دوسری لونڈی کی قبضہ کا انکار کرتا ہی پہر اگر بایع اوسپر راضی ہوگیا تو اوسکو اوس سی صحبت حلال ہی اسلئی کہ

لما رد غير ما اشتراها فقد رضي بتملك البايع اياها بالاولى فاذا رضي البايع بها يتم البيع بينهما بطريق التعاطي
جب اوس لونڈی ہٹا کردی تو بایع کی ملکیت پر لونڈی کی حق مین پہلی کی بدلہ راضی ہوا پہر اگر بایع بہی اوس لونڈی پر راضی ہوا تو اون دونون مین تعاطی کی بیع ہوگئی

وكذا القصار اذا رد على صاحب الثوب ثوبا غير ثوبه ورضي به صاحب الثوب ومن اشترى شيئا مما يتسارع اليه
اور ایسی ہی دہوبی اگر کپڑی کی مالک کو بدل کر اور کپڑا اپنی ملک کا دیدیوی اور وہ راضی ہوکر لیلیوی اور اگر کسینی ایسی چیز جو جلد بگڑ کر بس جاتی ہو

الفساد كاللحم والسمك ونحوهما ولم يقبضه بل ذهب الى بيته ليجيء بالثمن وطال مكثه وخاف البايع ان يفسد
جیسی گوشت اور مچہلی یا ایسی اور شی مول لی اور قبضہ نکیا بلکہ اپنی گہر چلا گیا تاکہ ثمن لادیوی اسمین دیر لگ گئی اور بایع کو یہہ خوف ہوا کہ مبیع

ذلك الشيء يجوز له ان يبيعه من غيره استحسانا وللمشتري الثاني ان يشتريه منه وان كان يعلم بذلك
بگڑ جاوی تو بایع کو استحسانا جایز ہی کہ اوسکو اور کی ہاتہ بیچڈالی اور اس دوسری مشتری کو بہی خریدنا جایز ہی اگرچہ پہلی بیع کو جانتا ہو

لان البايع رضي بالفسخ وكذا المشتري الاول ظاهرا ثم ان كان الثمن الثاني اكثر من الاول كان عليه ان يتصدق
اسلئی کہ بایع اور ایسی پہلا مشتری بظاہر حال فسخ پر راضی ہی پہر اگر دوسری دفعہ ثمن پہلی دفعہ سی زیادہ ہاتہ آیا تو اوسکو لازم ہی کہ وہ زیادتی کو خیرات کردی

بالزيادة وان كان اقل كان النقصان عليه لا على المشتري الاول ولو جاء صبي الى القاضي بفلس او خبز وطلب
اور اگر کمتر ہی تو یہہ نقصان بایع کا ہی مشتری اول پر نہین پڑیگا اور اگر کوئی لڑکا نابالغ پیسا یا روٹی لیکر کسیکی دکاندار پاس آیا اور کوئی کسی چیز

منه شيئا مما ينتفع به في البيت كالملح والاشنان ونحوهما يجوز له ان يبيعه منه وان طلب منه جوزا او فستقا
مانگی جو گہر دن مین کام آتی ہی جیسی نمک اور اشنان یا اونکی مانند تو جایز ہی کہ اوسکی ہاتہ بیچی اور اگر جوز یا پستہ

او نحو ذلك مما يشتريه الصبي لنفسه لا يبيعه منه لانه في الوجه الاول ماذون ظاهرا وفي الوجه الثاني لا ومن دفع
یا انکی مثل مانگی جو لڑکی اپنی واسطی لیا کرتی ہین تو اوسکی ہاتہ نہ بیچی اسلئی کہ پہلی صورت مین وہ لڑکا بظاہر حال ماذون ہی اور دوسری صورت مین ماذون نہین ہی اور اگر کسینی

الى خباز دراهم وقال له اشتريت منك بهذه الدراهم كذا منا من الخبز وجعل ياخذ كل يوم منه خمسة امناء
نان بائی کو دراہم حوالہ کئی اور کہا مین نی تجہسی اس نقد کی بدلہ اتنی سیر روٹی خریدی اور ہر روز بعوض ایک ایک درہم کی پانچ سیر روٹیان لینی شروع کی

بدرهم فالبيع فاسد وما ياكله بعقد فاسد فهو مكروه ولو اعطاه دراهم ولم يقل اشتريت منك
تو بیع فاسد ہی اور جو کہاتا ہی عقد فاسد سی کہاتا ہی سو وہ مکروہ ہی ہان اگر اوسکو دراہم حوالہ کئی اور یہہ نکہا کہ مین تجہسی

كذا امناء من الخبز وجعل يأخذ كل يوم منه خمسة امناء بدرهم فالبيع جائز وما يأكله حلال وان كان نيته
اتنے سیر روٹیاں مول لونگا اور ہر روز اس میں سے پانچ سیر روٹیاں ایک درہم کی لینی شروع کیں تو بیع جایز ہی اور جو کہاتا ہی حلال ہی اگرچہ دراہم دیتے ہوئے
عند الدفع الشراء اذ مجرد النية لا ينعقد البيع وانما ينعقد عند الاخذ وعند الاخذ كل من المبيع والثمن معلوم
خریداری کی نیت ہووے اسواسطے کہ نری نیت سے بیع نہیں ہوجاتی بیع تب ہی ہوتی ہی جب لیویگا اور لیتے وقت مبیع اور ثمن دونو معلوم ہیں
ويصح بيع الثمر على الشجر سواء بدا صلاحه او لم يبد لانه مال متقوم لكونه منتفعا به في الحال او في المآل و
اور بیع پہل درخت پر لگی ہوئی کی جایز ہی [illegible] کیونکہ وہ مال قیمت دار ہی اور اس سے یا آگے کو فایدہ ہوسکتا ہی
على المشتري قطعه في الحال تفريغا لملك البائع وهذا اذا اشتراه مطلقا او بشرط القطع واما اذا اشتراه بشرط
لیکن مشتری کو لازم ہی کہ [illegible] توڑ کر بایع کا درخت خالی کر دے اور یہ اس صورت میں ہی کہ مطلقا خرید کیا ہو یا توڑ لینے کی شرط کر لی ہو اور اگر درخت پر چہوڑنے کی
تركه على الشجر فيفسد البيع لانه شرط لا يقتضيه العقد وفيه نفع لاحد المتعاقدين اذ يحصل فيه للمشتري زيادة
شرط کر لی ہو تو بیع فاسد ہی اسلیے کہ یہ شرط عقد کے خلاف ہی اور اسمیں مشتری کا فایدہ ہی اسواسطے کہ مشتری کا پہل اب خوب تیار
جودة وطراوة ولو اشتراه مطلقا وتركه على الشجر باذن البائع يطيب له الفضل وان تركه بغير اذنه يتصدق
وتر وتازہ ہو جائیگا اور اگر پہل کو مطلق خرید کر بایع کی اجازت سے درخت پر لگی رہنے دیا تو جو زیادہ فایدہ ہوا حلال ہی اور اگر بے اجازت درخت پر رکہا
بما زاد في ذاته لحصوله بجهة محظورة وهي حصوله بقوة الارض المغصوبة وهذا اذا تركه قبل ان يتناهى
تو جتنا فایدہ پہل کی اندر پیدا ہوا [illegible] یعنی زمین مغصوب کی زور سے اور یہ اس صورت میں ہی کہ پہل جتنا بڑہتا ہی اوس سے
عظمه واما اذا تركه بعد ما تناهى عظمه فلا يتصدق بشيء منه لان هذا تغير حال من النيء الى النضج لا
[illegible] اور اگر جتنا بڑہنا تہا بڑہ لیا [illegible] اجازت درخت پر رکہا تو اسمیں سے کچھ خیرات کرنا لازم نہیں ہی کیونکہ اب صرف تغیر حال کا ہی کچا تہا پک گیا
زيادة في جسمه فان الثمر اذا بلغ ذلك المبلغ لا يزيد فيه شيء من ملك البائع بل يكون نضجه من الشمس ولونه
کچہ مادہ جسم کا نہیں بڑہتا [illegible] تو پہر اسمیں بایع کی ملک میں سے کچہ نہیں بڑہتا بلکہ آفتاب کی گرمی سے پکتا ہی اور چاند کی
من القمر وطعمه من الكواكب فلا يوجد فيه الا عمل الشمس والقمر والكواكب وذلك تقدير العزيز الحكيم المجلس
تاثیر سے رنگت پکڑتا ہی تاروں کی اثر سے مزہ [illegible] بجز تاثیر سورج اور چاند اور تاروں کی کچہ نہیں ہی یہ تقدیر عزیز حکیم کی ہی

الثالث والسبعون في بيان حقيقة الربوا واحكام غوائله

قال رسول الله صلى الله
تہترین مجلس [illegible] سود کی حقیقت [illegible] اور اوسکی انجام بد کی بیان میں رسول الله صلى الله عليه وسلم نے
عليه وسلم ليأتين على الناس زمان لا يبقى منهم احد الا اكل الربوا فان لم يأكله اصابه من غباره وفي رواية
فرمایا البتہ لوگوں پر ایک زمانہ [illegible] باقی نہ بچیگا اگر سود نہ کہاویگا تو اسکو سود کا غبار ہی پہنچیگا اور ایک روایت میں
من بخاره هذا الحديث [illegible] وفي رواية [illegible] فيه ان الناس ليأتي عليهم زمان يكثر
اوسکا بخار [illegible] ایسا وقت آویگا جسمیں سود کی کثرت ہوگی
فيه الربوا ولا يبقى فيه [illegible] فان لم يأكله يصيبه من غباره وبخاره والبخار ما ارتفع من الماء
[illegible] اسکو سود کا غبار یا بہاپ پہنچیگی اور بخار وہ ہی جو پانی میں کا جوش ہو کر اوٹہی
عند غليانه [illegible] لان حرارة الربوا تحرقه يوم القيمة نار يغلي منه دماغ آكله
[illegible] اور سود قیامت کے دن جو آگ بن جاویگا کہانیوالی کا دماغ اوس سے
ويخرج منه بخار [illegible] بخار الربوا وكذا الغبار [illegible] ينتشر في الجو فيصيب كل من كان
جوش کریگا [illegible] زمین آسمان کی درمیان میں پہیلتا ہی [illegible] سب پر پہنچتا ہی

منه

منه فعلى هذا يكون معنى الحديث على ما ذكره التوربشتي ان الربوا يكثر تعاطيه فينتقل عند التعامل من يد
اسکی موافق ہو۔ معنی حدیث کی مطابق بیان توربشتی کی یہہ ہیں کہ سود کا لین دین بہت ہوگا پہر جب ایک کی ہاتھ سی دوسری میں گیا تو منتقل ہوکر
الى يد فيختلط باموال الناس فياكلونه من غير قصد به فلا يسلم احد من اثمه وضرره وان سلم من تناوله
تمام لوگوں کی مال میں ملجاویگا پہر سب لوگ اسکو بغیر قصد کی کہا جاوینگی پہر کوئی بہی اسکی گناہ اور ضرر سی سلامت نرہیگا اگرچہ خاص لین دین سی سلامت رہی
وتعاطيه وسبب ذلك شيوع الجهل وقلة العلم باحكام البيع والشرى اذ قلما يوجد من يخبر بما اخبر به النبي عليه السلام
اور اسکا سبب یہہ ہی کہ جہالت پہیلیگی اور بیع وشراء کی احکام کی کم علمی ہو گی کیونکہ ایسا شخص بہت کمتر ملتا ہی کہ حدیث کی معنی بتاوی
ويعمل به فيجد من ياكل الربوا وهو لا يعلم انه ربوا فيكون اثما لتقصيره في امر دينه فان من يبيع ويشتري من غير
اور آپ بہی عمل کری پہر تو دیکہیگا کہ دیندار آدمی بی خبر سود کہاتا ہی اور نہیں جانتا کہ یہہ سود ہی سو وہ اسکی گنہگار رہتا ہی کہ دین کی باب میں تقصیر کی کیونکہ جو شخص بغیر
ان يتعلم احكام البيع والشرى ياكل الربوا شاء ام ابى ولهذا كان عمر يطوف في السوق ويضرب التجار بالدرة ويقول لا يبيع في
اور احکام بیع وشراء کی سیکہی ہوئی تجارت کرتی تہی تو وہ سود کہا رہیگا دل چاہی یا انکار کری اور اسی لئی عمر رض بازار میں پہرتی اور سوداگروں کو کوڑی مارتی اور کہتی جو
سوقنا من لم يتفقه في الدين والا ياكل الربوا شاء ام ابى فعلى هذا يجب على المؤمن ان يتعلم احكام البيع والشرى حتى يمكن
بازار میں جو شخص مسائل دین نہ جانتا ہو سودا نکیا کری نہیں تو وہ سود کہاویگا دل چاہی یا انکار کری اس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ بیع وشراء کی مسائل سیکہا کری
له الاحتراز عن الربوا لان الربوا حرام حرمه الله تعالى في كتابه وشدد الامر فيه بايات من جملتها قوله تعالى الذين
تاکہ سود سی بچ سکی کیونکہ سود حرام ہی سود کو اللہ تعالی نی اپنی کتاب میں حرام کرکر کئی آیات میں تشدد کیا ہی انہیں سی ایک یہہ آیت ہی جو لوگ
يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ فانه تعالى قد اخبر في هذه الاية ان الذين
کہاتی ہیں سود نہ اوٹہینگی قیامت کو مگر جیسی اوٹہتا ہی جسکی حواس کہو دی جن نی لپٹ کر بیشک اللہ تعالی نی اس آیت میں یہہ خبر دی ہی کہ جو لوگ
ياكلون الربوا لا يقومون من قبورهم اذا بعثوا الا كقيام المصروع من الجنون الذي يكون فيهم بسبب اكلهم الربوا
سود کہاتی ہیں وہ قبروں میں سی جو نکالی جاوینگی تو ایسی اٹہینگی جیسی مرگی والا ہوا مثل اس جنون سی جو انکی اندر سود کہانی سی پیدا ہوگی
فيكون قيامهم وسقوطهم كالمصروع لكن لا لاختلال عقولهم بل لان الله تعالى يربي في بطونهم ما اكلوه من الربوا
پہر انکا اوٹہنا اور گرنا مرگی والی کا سا ہوویگا پر اسلئی نہیں کہ انکی عقل میں فتور ہووی بلکہ اسواسطی کہ اللہ تعالی انکی پیٹ میں سود کو بڑہا رکہیگا انکی
فيثقلهم فيصيرون كلما يقومون تارة ويسقطون اخرى وهذه العقوبة تشملهم يوم القيامة يعرفون بها عند
بوجہ کی ماری حاملہ کی طرح کبہی اوٹہینگی اور کبہی گر پڑینگی اور یہہ عذاب قیامت کی دن انکو ایسا گہیر لیگا کہ اسی سی اہل محشر کو معلوم ہو جاویگی
اهل المحشر فان كل احد من اهل الموقف يعرف انهم اكلة الربوا وقد روي انه عليه السلام قال ليلة اسري بي اتيت على
بیشک ہر ہر شخص اہل موقف میں سمجہہ جاویگا کہ یہہ سود خوار ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو میں ایک قوم پر پہنچا
بطونهم كالبيوت فيها الحيات ترى من خارج بطونهم فقلت من هؤلاء يا جبرائيل قال هؤلاء اكلة الربوا فعلى هذا
کہ انکی پیٹ ایسی تہی جیسی گہر اور انمیں بہت سانپ تہی باہر سی نظر آتی تہی پہر میں نی پوچہا کہ جبرئیل یہہ کون ہیں کہا یہہ سود خوار ہیں اس بیان کی موافق
ينبغي لمن يتجر ان يتعلم من مسائل البيع ما يحتاج اليه حتى يتوقى بذلك عن الربوا واعلم ان الربوا في
تاجر کو لائق ہی کہ اتنی مسائل بیع و تجارت کی سیکہ لی کہ جنکی ضرورت پڑتی ہی تاکہ سود سی بچا رہی اور جان لو کہ سود
اللغة مطلق الفضل وفي الشريعة فضل خال عن عوض شرط لاحد العاقدين في المعاوضة والربوا نوعان ربوا
اصل لغت میں مطلق زیادتی کو کہتی ہیں اور اصطلاح شرع میں وہ زیادتی جسکا بدلہ نہو اور احد العاقدین کی واسطی مشروط ہو اور سود کی دو قسم ہیں ایک سود زیادتی کا
النسيئة وربوا الفضل فشرطه ان يكون البدلان من جنس واحد وان يكونا من جنس المكيل والموزون وان يكونا
اور ایک سود ادہار کا سو زیادتی میں یہہ شرط ہی کہ دونوں عوض ایک جنس کی ہوں اور یہہ شرط کہ دونوں جنس کیلی کی ہوں یا جنس موزونی سی اور یہہ شرط کہ دونوں

مما يدخل تحت المعيار الشرعي وهو الكيل في المكيلات والوزن في الموزونات ويعبر عنهما بالقدر فعلى هذا فضل
ایسی ہوں کہ مقدار شرعی کی تلی داخل ہوں کہ وہ مکیلات میں کیل ہی اور موزونات میں وزن ہی اور ان دونو کو قدر کہتی ہیں اب اس بیان کی موافق زیادت
قفيز شعير على قفيز بر لا يكون ربوا لعدم كونهما من جنس واحد وفضل مذروع على مذروع كفضل ذراعي
دو پیمانہ جو کی ایک پیمانہ گیہوں پر سود نہووینگا کیونکہ دونو ایک جنس نہیں ہیں اور زیادت گز گت کی گز گت پر جیسی زیادت دو گز کپڑی کی
ثوب على ذراع منه وفضل معدود كفضل بيضتين على بيضة لا يكون ربوا لعدم كونهما من جنس المكيل
ایک گز کپڑی پر اور زیادت معدود کی جیسی زیادت دو انڈوں کی ایک انڈی پر سود نہیں ہی کیونکہ یہہ دونو جنس مکیل میں
او الموزون وفضل حفنتي حنطة على حفنة منها لا يكون ربوا لعدم دخولهما تحت المعيار الشرعي لان
اور نہ جنس موزون اور زیادت دو مٹھی گیہوں کی ایک مٹھی گیہوں پر سود نہیں ہی اسلئی کہ یہہ دونو قدر شرعی کی تلی داخل نہیں ہی
المعتبر في تقدير المكيلات في الشرع نصف الصاع لا ما دونه وفضل كري بر وكري شعير على كر بر وكر
اسواسطی کہ شرع میں تقدیر مکیلات میں معتبر آدھا صاع ہی اس سی کمتی نہیں اور زیادت دو پیمانہ گیہوں اور دو پیمانہ جو کی اوپر ایک پیمانہ گیہوں اور ایک
شعير لا يكون ربوا لان الاول وان كان فاضلا على الثاني الا انه غير خال عن العوض بصرف الجنس الى خلاف
جو کی سود نہیں ہی اسلئی کہ اول اگرچہ دوسری سی بڑھتی ہی لیکن بدلہ سی خالی نہیں ہی بسبب لگا دینی ایک جنس کی بدلہ خلاف جنس کی
الجنس فان الجنس اذا قوبل بالجنس يقابل كل جزء من احدهما بكل جزء من الاخر فان وجد في احدهما فضل يصير
کیونکہ جب ایک جنس اپنی جنس کی ساتھہ مقابل ہوتی ہی تو ہر ہر جزء ایک کا دوسری کی ہر ہر جزء کی مقابلہ ہوتا ہی پہر اگر ایک جنس میں زیادت ہوتی ہی تو وہ زیادت
ذلك الفضل تاويا على مالكه فلصيانة اموال الناس عن التوى اوجب الشارع فيها المماثلة بالقدر واذا قابل
مالک سی مفت جاتی ہی سو لوگوں کا مال تلف ہونی سی بچانی کو شارع نی اوسمیں مماثلت قدر کی واجب کردی ہی اور جب ایک جنس خلاف
الجنس بغير الجنس لا يتصور مقابلة جزء بجزء حتى يتحقق التوى لان التوى انما يتحقق عند مقابلة الجنس
جنس کی مقابلہ ہووی تو پہر مقابلہ جزء کا جزء سی متصور نہیں تا کہ مفت جانا ثابت ہووی اسلئی کہ مفت جانا جب ہی ثابت ہوتا ہی کہ جنس کا مقابلہ
بالجنس مع وجود الفضل في احدهما واما ربوا النسيئة فشرطه ان يكون الجنس او القدر متحدا في العوضين
جنس سی ہو اور ایک بڑھتی ہو اور رہا سود ادہار کا سو اوسمیں یہہ شرط ہی کہ دونو عوض میں جنس یا قدر ایک ہی ہووی
لان علة الربوا عند العلماء الحنفية الكيل مع الجنس او الوزن مع الجنس فاذا وجد الوصفان اي الجنس والمعنى
اسلئی کہ علت سود کی علماء حنفیہ کی نزدیک کیل مع الجنس ہی یا وزن مع الجنس ہی پس جب دونو وصف یعنی جنس اور اوسکی ساتھہ لگی ہوئی معنی یعنی کیل
المضموم اليه من الكيل والوزن يحرم الفضل والنساء لوجود العلة المحرمة لهما واذا عدما يحل الفضل والنساء
اور وزن موجود ہوں تو زیادت اور ادہار دونو حرام ہوتی ہیں اسلئی کہ علت دونوں کی حرام کرنیوالی موجود ہی اور جب یہہ دونو وصف نہوں تو زیادت اور ادہار
لعدم العلة المحرمة لهما واذا وجد احدهما وعدم الاخر يحل الفضل ويحرم النساء لان جزء العلة وان
دونو حلال ہیں کیونکہ علت دونوں کی حرام کرنیوالی نہیں ہی اور جب ایک وصف ہو اور دوسرا نہو تو زیادت حلال ہی اور ادہار حرام اسلئی کہ علت کا جزء اگرچہ
كان لا يوجد الحكم لكنه يورث الشبهة وهي في باب الربوا ملحقة بالحقيقة وان كانت ادنى منها فلا بد من
حکم کو پیدا نہیں کرسکتا پر شبہہ کو پیدا کرسکتا ہی اور سود کی باب میں شبہہ حقیقت کی ساتھہ شمار ہوا ہی اگرچہ شبہہ حقیقت سی کم رتبہ ہی پس
اعتبار الطرفين ففي النسيئة احد البدلين معدوم وبيع المعدوم لا يجوز فيصير هذا المعنى مرجحا لتلك
اعتبار دونو طرف کا ضرور ہی سو ادہار میں احد البدلین معدوم ہوتا ہی اور بیع معدوم کی جایز نہیں ہی پہر یہہ ہی بات شبہہ کو قوی کر دیتی ہی
الشبهة وفي غير النسيئة هذه الشبهة لا تعتبر لكونها ادنى من الحقيقة والحاصل ان حرمة الفضل بوجود الوصفين
اور بدون ادہار کی اس شبہہ کا کچھہ اعتبار نہیں ہی کیونکہ شبہہ حقیقت کی سامنی نیچی ہوتا ہی خلاصہ یہہ ہی کہ حرمت زیادت کی دونو وصف کی ہونی پر ہی

وحرمة النساء بوجود احدهما اما القدر او الجنس فعلى هذا لزم بيان ما كان من جنس واحد وما لم يكن من جنس واحد
اور حرمت ادھار کی ایک وصف پر یا قدر ہو یا جنس ہو اسکی موافق لازم ہوا بیان کرنا ایک جنس کا اور جو ایک جنس نہین
فالعنب جنس واحد وان اختلفت الوانه واسماؤه وكذا الزبيب حتى لا يجوز بيع بعضها بالبعض الا متساويا وكذا
سو انگور سب ایک جنس ہین اگرچہ انکی رنگ اور نام جدے جدے ہون اور ایسی ہی مویز یہان تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی جایز نہین مگر برابر برابر اور ایسی ہی
ثمار النخل كلها جنس واحد وان اختلفت انواعها حتى لا يجوز بيع بعضها بالبعض الا متساويا وكذا كل نوع من
چھوارے تمام ایک جنس ہین اگرچہ انکی قسمین مختلف ہین یہان تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی سوا برابر کی جایز نہین اور ایسی ہی پھل ہر ایک
الشجر كالكمثرى وغيره جنس واحد لا يجوز بيع نوع منه بنوعه الا متساويا وكذا البقر والجواميس جنس واحد لا يجوز
درخت کا جیسے امرود وغیرہ ایک ہی جنس ہی ایک قسم کی بیع دوسری نوع سی کمتی بڑھتی جایز نہین اور ایسی ہی گای اور بھینس ایک جنس ہی ایک کا گوشت
بيع لحم احدهما بلحم الاخر الا متساويا وكذا الابل عرابها وبخاتيها جنس واحد لا يجوز بيع لحم احدهما بلحم الاخر الا متساويا
دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جایز نہین اور ایسی ہی اونٹ عربی ہو یا بختی ایک جنس ہین ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جایز نہین
وكذا الغنم ضانها ومعزها جنس واحد لا يجوز بيع لحم احدهما بلحم الاخر الا متساويا ولحم الابل والبقر والغنم والبانها اجناس
اور ایسی ہی گوسپند مین بھیڑ اور بکری ایک جنس ہین ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جایز نہین اور اونٹ اور گای اور بکری کا گوشت اور انکا دودھ
مختلفة وكذا الالية واللحم وشحم البطن اجناس مختلفة وكذا الحديد والرصاص والنحاس والصفر اجناس مختلفة حتى
مختلف جنسین ہین اور ایسی ہی چکتی اور گوشت اور پیٹ کی چربی مختلف چیزین ہین اور ایسی ہی لوہا اور رانگہ اور تانبا اور کانسی مختلف جنسین ہین یہان تک
يجوز بيع بعض هذه الاجناس ببعض الاخر متساويا ومتفاضلا لا نسيئة لوجود احد جزئي العلة وهو الوزن في
کہ بیع ہر ایک کی انہین سی دوسری جنس سی برابر برابر اور کمتی بڑھتی دونو طرح جایز ہی اور ادھار نہین جایز ہی کہ ان سب مین علت کا ایک جز موجود ہی یعنی وزن
جميعها والاصل فيه قوله عليه السلام الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر
اور اصل اسمین یہہ حدیث ہی سونا بدلہ سونی کی اور چاندی بدلہ چاندی کی اور گیہون بدلہ گیہون کی اور جو بدلہ جو کی اور چھوارا
بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل يدا بيد فمن زاد واستزاد فقد اربى الاخذ والمعطي سواء وهو حديث مشهور تلقاه
بدلہ چھوارے کی اور نمک بدلہ نمک کی برابر برابر دست بدست پھر جسنی زیادہ دیا اور زیادہ لیا بیشک سود لیا لینی والا اور دینی والا دونو برابر ہین اور یہہ حدیث مشہور ہی
بالقبول واتفقوا على ان الحكم ليس مقصورا على هذه الاشياء الستة بل النص معلول وعلته عند الحنفية في الذهب
اسکو علما نے قبول کر کر اسپر متفق ہوئے ہین کہ حکم انہی چھہون اشیاء پر حصر نہین ہی بلکہ یہہ نص معلول ہی اور اسکی علت علماء حنفیہ کی نزدیک سونی
والفضة الوزن مع الجنس فيتعدى الى كل موزون كالحديد ونحوه وفي الاربعة الباقية الكيل مع الجنس فيتعدى
اور چاندی مین وزن مع الجنس ہی سو اسکا اثر ہر ایک موزون مین پہنچتا ہی جیسی لوہا وغیرہ اور باقی کی چارون مین کیل مع الجنس ہی اسکا اثر
الى كل مكيل كالجص ونحوه لان المراد بالمثل المذكور في الحديث الكيل في المكيلات والوزن في الموزونات لما جاء
ہر مکیل مین پہنچتا ہی جیسی چونہ وغیرہ اسلیے کہ مراد لفظ مثل سی جو حدیث مین آیا ہی مکیلات مین کیل اور موزونات مین وزن ہی چنانچہ
في رواية اخرى وزنا بوزن وكيلا بكيل مكان قوله مثلا بمثل وروى الحديث بروايتين بالنصب والرفع اما النصب
ایک اور روایت مین وزنا بوزن وکیلا بکیل آیا ہی یعنی وزن اور کیل مین برابر بجای مثلا بمثل کی اور اسحدیث کی دو روایت ہین زبر اور پیش زبر کی صورت مین
فتقديره بيعوا الذهب بالذهب فيكون الكلام امرا واما الرفع فتقديره يباع الذهب بالذهب فيكون الكلام
تقدیر کلام کی یہہ ہی بیچو تم سونی کو سونی سی تو یہہ امر ہوا اور رہا پیش اس صورت مین تقدیر کلام یہہ ہی بیچا جاوی سونا سونی سی اب یہہ
خبرا وخبر الرسول امر فلما كان الامر للوجوب مع كون البيع مباحا صرف الوجوب الى رعاية المماثلة والمراد بالمماثلة
خبر ہوئی اور خبر رسول کی بجای امر کی ہوتی ہی اور چونکہ امر وجوب کی لیے ہوتا ہی اور بیع اصل مین مباح ہی تو اس وجوب کو رعایت مماثلت پر لگا دیا اور مراد مماثلت کی

المماثلة في القدر لا في الوصف لما روى عن عبادة بن الصامت انه عليه الصلوٰة والسلام قال جيدها

قدر کی مماثلت ہی وصف کی مماثلت نہین ہی کیونکہ عبادہ بن الصامت سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا انہین عمدہ

ورديها سواء وكلام الرسول يفسر بعضه بعضا فكل ما ورد فيه النص من الشارع انه يباع بالكيل كالبر والشعير

اور ناقص برابر ہین اور ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کیا کرتی ہی پہر جس چیز مین شارع کی طرف سی یہہ نص آئی ہی کہ کیل سی بیچی جاوی جیسی گیہون اور جو

والتمر والملح فهو كيلي ابدا وان ترك الناس فيه الكيل وكل ما ورد فيه النص من الشارع انه يباع بالوزن كالذهب

اور چہوارے اور نمک سو وہ ہمیشہ کیلی ہی اگرچہ لوگ اوسمین کیل کو ترک کردین اور جس چیز مین شارع سی یہہ نص آئی ہی کہ وزن سی بیچی جاوی جیسی سونا

والفضة فهو وزني ابدا وان ترك الناس فيه الوزن وكل ما لم يرد فيه النص من الشارع انه يباع بالكيل

اور چاندی سو وہ ہمیشہ وزنی ہی اگرچہ آدمی اوسمین وزن کرنا چھوڑدین اور جس چیز مین شارع کی طرف سی کچھ نص نہین ہی کہ اوسکو کیل سی بیچو

او الوزن فهو محمول على عرف الناس وعاداتهم فلو بيع الحنطة بجنسها متساويا في الوزن او بيع الذهب بجنسه

یا وزن سی تو اوسکو لوگون کی رسم اور عادت پر قیاس کرینگی پہر اگر گیہون گیہون سی وزن مین برابر کرکر اور سونا سونی سی کیل مین برابر کرکر

متساويا في الكيل لا يجوز لتوهم الفضل على ما هو المعيار الشرعي في كل واحد منهما وهو الكيل في الحنطة والوزن

بیچا جاوی تو جایز نہین ہی اسلئی شاید معیار شرعی مین جو دونون کی باب مین مقرر ہی کمی زیادتی ہو اور وہ کیل ہی گیہون مین اور وزن ہی

في الذهب وكذا لو بيع الحنطة بجنسها او الذهب بجنسه مجازفة لا يجوز اذا لم يعرف العاقدان القدر في

سونی مین اور ایسی ہی اگر گیہون کو گیہون سی یا سونی کو سونی سی اٹکل سی بیچین تو جایز نہین ہی اگر بایع اور مشتری کو مقدار

الحنطة والذهب وان كانت في الواقع الحنطة متساوية بجنسها في الكيل والذهب متساويا بجنسه في الوزن

گیہون اور سونی کی معلوم نہو اگرچہ واقع مین گیہون گیہون سی کیل مین اور سونا سونی سی وزن مین برابر ہی ہو

لان العلم بالتساوي وقت العقد شرط لصحة العقد حتى لو تبايعا الحنطة بالحنطة والذهب بالذهب مجازفة وتقابضا

اسوسطی کہ برابری کا معلوم ہونا وقت عقد کی واسطی صحت عقد کی شرط ہی یہان تک کہ اگر دونون گیہون گیہون سی اور سونا سونی سی اٹکل کرکر بیچا اور قبضہ بہی کرلیا

ثم علما التساوي بكيل الحنطة ووزن الذهب لا ينقلب العقد جائزا فعلى هذا يكون معنى الحديث اذا بيع شئ من

پہر گیہون کیل کرنی سی اور سونا تولنی سی معلوم ہوا کہ برابر ہین تو عقد صحیح نہین ہوجاویگا اس بیان کی موافق حدیث کی معنی یہہ ہین اگر کوئی شئی

الموزونات او المكيلات بجنسه يجب ان يباع وزنا بوزن وكيلا بكيل فان بيع متفاضلا يكون حراما لانه

وزنی یا کیلی ہم جنس سی بیچی جاوی تو واجب ہی کہ وزن مین اور کیل مین برابر ہو اور اگر کم وزیادہ بیچین تو حرام ہی اسواسطی کہ نبی

عليه الصلوٰة والسلام اخبر في هذا الحديث ان من اعطى الزيادة او اخذها فانه يدخل في الربوا والمعطي والآخذ

علیہ الصلوٰة والسلام نی اس حدیث مین فرمایا ہی کہ جسنی زیادہ دیا یا زیادہ لیا وہ سب سود ہی اور دینی والا اور لینی والا

سواء في الاثم واللعن الذي جاء في حديث رواه جابر انه عليه الصلوٰة والسلام لعن آكل الربوا وموكله وكذا يجب

گناہ اور لعنت مین دونو برابر ہین جو کہ جابر کی حدیث مین وارد ہی کہ نبی علیہ الصلوٰة والسلام نی سود کہانیوالی پر اور کہلانی والی پر لعنت کی ہی اور ایسی واجب ہی

ان يباع يدا بيد لكن المعتبر في غير الصرف مما يجري فيه الربوا تعيين البدلين في مجلس العقد لا تقابضهما فيه حتى لو

کہ ہاتہہ بہ ہاتہہ ہو لیکن سوا بیع صرف کی جن اشیا مین سود ہوسکتا ہی اونمین بدلین کا مجلس عقد مین متعین کرنا معتبر ہی طرفین کا قبضہ ضروری نہین ہی یہان تک

باع حنطة بحنطة بعينها وتفرقا قبل القبض يجوز البيع لان المراد من قوله عليه الصلوٰة والسلام يدا بيد عينا بعين

کہ اگر گیہون بدلہ گیہون کی متعین کرکر بیچی پہر وہ دونو قبضہ سی پہلی جدی ہوگئی تو بیع جایز ہی اسلئی کہ لفظ یدًا بید سی جو حدیث مین ہی مراد عینًا بعینٍ ہی یعنی دونو متعین

بدليل ان عبادة بن الصامت رواه هكذا عينا بعين بخلاف الصرف فانه نوع من البيع يكون كل واحد من عوضيه من

اس دلیل سی کہ عبادہ بن الصامت یون روایت کرتی ہین کہ عینًا بعینٍ برخلاف بیع صرف کی کیونکہ یہہ اس قسم کی بیع ہی کہ اسمین دونو عوض

جنس الاثمان وهي النقود فاذا بيع منها الجنس بجنسه كما اذا بيع الذهب بالذهب او الفضة بالفضة
جنس ثمن سی ہوتی ہین یعنی نقود اسمین اگر ایک جنس کو اپنی جنس سی بیچین جیسی سونا سونی سی یا چاندی چاندی سی تو وزن مین برابر ہونا
بشرط التساوي في الوزن والتقابض قبل الافتراق بالابدان واذا بيع منها الجنس بغير جنسه كما اذا بيع الذهب
شرط ہی اور افتراق جسمانی سی پہلی قبضہ بہی شرط ہی اور اگر ایک جنس دوسری جنس سی بیچین جیسی سونا
بالفضة او الفضة بالذهب لا يشترط التساوي في الوزن بل يجوز التفاضل والمجازفة لكن يشترط التقابض
چاندی سی یا چاندی سونی سی تو وزن مین برابر ہونا شرط نہین بلکہ کمی بیشی اور اٹکل سی بہی جایز ہی لیکن قبضہ طرفین کا
قبل الافتراق بالابدان لقوله عليه الصلوة والسلام الفضة بالفضة هاء وهاء وفي حديث اخر انه عليه الصلوة
افتراق جسمانی سی پہلی شرط ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی چاندی بعوض چاندی کی ادہر لی ادہر دی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ
والسلام قال الذهب بالورق هاء وهاء وهو بالمد وفتح الهمزة صوت بمعنى خذ والمراد به التقابض قبل الافتراق
والسلام نی فرمایا سونا بعوض چاندی کی ادہر لی ادہر دی اور ہا مد اور ہمزہ کی زبر سی آواز ہی بمعنی لی اس کا مراد ہی دونو کا قبضہ جسمانی افتراق سی
بالابدان لان المعنى ان كل واحد من المتعاقدين يقول لصاحبه هاء فيتقابضان قبل الافتراق بالابدان وان
پہلی کیونکہ معنی یہہ ہین کہ بایع اور مشتری ہر ایک دوسری سی کہی لی تاکہ دونو کا قبضہ افتراق بدنی سی پہلی ہوجاوی اور اگر
كانا يمشيان معا في جهة واحدة حتى لو مشيا فرسخا ثم تقابضا قبل الافتراق يصح لقول ابن عمر رضي الله عنه
وہ دونو ایک طرف کو ہمراہ چلی جاتی ہون یہان تک کہ اگر کوس بہر جاکر بہم قبضہ کرین افتراق سی پہلی تو درست ہی کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہی
وان وثب من سطح فثب معه وليس المراد من هذا الكلام الامر بالوثبة المهلكة بل المراد منه المبالغة في ترك
اگر وہ چہت سی کود پڑی تو بہی اوسکی ساتہہ کودی اور اس کلام سی مراد کود پڑنی کا حکم نہین ہی جو ہلاک کردیتا ہی بلکہ مراد مبالغہ ہی کہ قبضہ سی پہلی ساتہہ ہرگز
الافتراق قبل القبض ولا يشترط وجود العوضين في ملكهما وقت العقد حتى لو باع احدهما من الاخر دينارا
نچہوڑی اور یہہ شرط نہین ہی کہ عقد کی وقت دونو عوض طرفین کی ملک مین ہون یہان تک کہ اگر ایک نی دوسری کی ہاتہہ ایک دینار
بعشرة دراهم ولم يكن في ملكهما شيء من العوضين واستقرض كل منهما ما وجب عليه اداؤه من الدين
بعوض دس درہم کی بیچا اور نہ ایک پاس دینار ہی اور نہ دوسری پاس دراہم پہر دونو نی اپنا اپنا دین واجب الادا ایک نی دینار اور دوسری نی دراہم
ودفعه الى صاحبه قبل الافتراق يجوز فعلى هذا يكون من الربوا ما يفعله كثير من الناس في هذا الزمان
قرض لیکر افتراق سی پہلی ادا کردیا تو جایز ہی اس بیان کی موافق جو اکثر لوگ اس زمانہ مین عمل کرتی ہین سب سود مین داخل ہی
وهو ان احدهم يذهب الى واحد من اهل السوق فيعطيه دينارا او قرشا فيقول له اعطني به دراهم فيعطيه
یعنی ایک شخص بازار مین دکاندار پاس جاکر ایک دینار یا قرش اوسکو دیکر کہتا ہی اسکی مجہی دراہم دیدی پہر وہ اوسکو
بعضا من الدراهم او لا يعطيه شيئا بل يقول له ليس عندي دراهم فات بعد ساعة فاعطيك دراهمك فيذهب
کبہی تو تہوڑی سی دراہم دیدیتا ہی اور بعضی دفعہ کچہہ بہی نہین دیتا بلکہ اوس سی کہتا ہی اب تو دراہم میری پاس نہین ہین پہر گہڑی بہر کی بعد آجانا تمہاری دراہم حوالہ کرونگا
من غير قبض جميع الدراهم وهذا باطل داخل في الربوا لوجود الافتراق قبل القبض الواجب في الصرف وعلى تقدير
پہر وہ دراہم لی بغیر چلا جاتا ہی یہہ سب باطل سود مین داخل ہی کیونکہ افتراق قبضہ سی پہلی جو صرف مین واجب ہی ہوجاتا ہی اور بالفرض تمام دراہم پر
قبض الدراهم كلها قبل الافتراق يقبضها بالعدد لا بالوزن وهو وان كان جائزا في الدينار لعدم وجوب الوزن عند اختلاف
قبل الافتراق قبضہ بہی کر لی ہین تو گنکر قبضہ کرتی ہین وزن کرکر نہین کرتی ایسا قبضہ اگرچہ دینار مین جایز ہی کیونکہ جب جنس بدل جاتی ہی تو وزن واجب نہین
الجنس لكن لا يجوز في القرش لوجوب الوزن عند اتحاد الجنس حتى يعلم التساوي في الوزن والظاهر ان القرش
ہوتا لیکن قرش مین جایز نہین ہی اسلیی کہ جب جنس متحد ہووی تو وزن واجب ہوتا ہی تاکہ برابری وزن مین معلوم ہوجاوی اور ظاہر یہہ ہی کہ قرش

اكثر وزنا من الدراهم المعدودة فيكون ربوا وطريق الخلاص من الربوا اذا بيع بلا وزن الفضة الكثيرة بالفضة
دراہم معدودسی وزن میں زیادہ ہوتا ہی پہر سود ہی ہوویگا اور حیلہ سود سی بچنی کا اگر بی وزن بڑہتی چاندی تہوڑی چاندی سی بیچین تو یہہ ہی
القليلة ان يجعل فی قليلها وزنا شئ من خلاف الجنس مما له قيمة اذ لو لم يكن له قيمة كحفنة من التراب لا يصح البيع
کہ وزن میں تہوڑی چاندی کی ساتہہ کچہہ اور چیز قیمت دار خلاف جنس ملا دین اسلئی کہ اگر بی قیمت شی ہوگی جیسی ایک مٹھی مٹی تو بیع جایز نہوگی
واقل ما يكون قيمته مشروطة لجواز البيع فلس ثم قيمة الخلاف ان كانت مثل قيمة الزيادة يجوز البيع ولا يكره
اور کم سی کم قیمت دار شی جسمین بیع درست ہو جاوی پیسا ہی پہر اگر قیمت اوس شی مخالف کی برابر ادہر کی بڑہتی چاندی کی ہو تو بلا کراہت بیع جایز ہی
وان كانت شيئا قليلا يجوز البيع لكن يكره كذا روی عن محمد فقيل له كيف تجده فی قلبك قال مثل الجبل ولو
اور اگر وہ تہوڑی ہووی تو بیع جایز ہی پر مکروہ امام محمد سی یہہ ہی روایت ہی کسی نی اونسی پوچہا تمہاری دلمین کیسی معلوم ہوتی ہی کہا جیسی پہاڑ ۔ اور اگر
بعث رجل الی الصيرفی مع الرسول دينارا ليصرف له لا يصح لوجوب التقابض قبل الافتراق بالابدان وقبض الرسول وتسليمه
کسی شخص نی صراف کی پاس رسول کی ہاتہہ دینار بہیجا تاکہ بہنا لاوی تو جایز نہیں ہی کیونکہ قبضہ فراق جسمانی سی پہلی واجب ہی اور رسول کا قبضہ اور تسلیم کا
لا يعتبر فينبغی ان يوكله لان الوكيل يقوم مقام الموكل فيعتبر قبضه وتسليمه فيوجد التقابض قبل الافتراق
کچہہ اعتبار نہین ہی اب یون لازم ہی کہ اوسکو وکیل کردی پہلی کہ وکیل موکل کی جگہہ ہوتا ہی اوسکا دیا لیا سب معتبر ہی اب طرفین کا قبضہ افتراق جسمانی سی پہلی
بالابدان ولا يجوز التصرف فی ثمن الصرف قبل قبضه فان من باع دينارا بعشرة دراهم ولم يقبض الدراهم بل
ہو جاویگا اور بیع صرف مین قبضہ سی پہلی ثمن مین تصرف جایز نہین ہی بیشک اگر کسینی ایک دینار دس دراہم کو بیچا اور دراہم پر ابہی قبضہ نہین کیا کہ دراہم کا
اشترى بها ثوبا يفسد البيع فی الثوب لفوات القبض الواجب بالعقد حقا لله تعالى والقياس كان يقتضی جوازه
ایک تہان مول لیلیا تو کپڑی کی بیع فاسد ہی کیونکہ قبضہ جو بسبب عقد کی حق اللہ واجب ہوا تہا فوت ہوگیا اور قیاس چاہتا ہی کہ جایز ہووی
لان الدراهم والدنانير لا تتعين فينصرف العقد الى مطلقها وانما لم يجز لان الصرف بيع ولا بد فيه من مبيع وليس
اسلئی کہ دراہم اور دنانیر متعین نہین ہوتی تو یہہ عقد مطلق ثمن کی طرف لگجاوی اور جایز اسواسطی نہین کہ صرف بیع ہی اسمین مبیع کا ہونا ضرور ہی اور
فيه سوى الثمنين وليس احدهما اولى بكونه مبيعا من الاخر فيجعل كل واحد منهما مبيعا من وجه وثمنا من
اسمین بجز دونو ثمن کی کچہہ نہین ہوتا اور ایک کو دوسری پر کچہہ فوقیت نہین ہی جو مبیع ٹہرایا جاوی اب لاچار ہر یک ایک وجہ سی مبیع ہی اور ایک وجہ سی ثمن
وجه وان كانا ثمنين خلقة والثمن فی باب الصرف مبيع من وجه وبيع المبيع قبل القبض لا يجوز وليس من ضرورة
ہی اگرچہ خلقی یعنی اصل مین دونو ثمن ہین اور ثمن باب صرف مین ایک وجہ سی مبیع ہوتا ہی اور مبیع کی بیع قبضہ سی پہلی جایز نہین ہی اور مبیع ہونی سی یہہ ضرور
كونه مبيعا ان يكون متعينا فان المسلم فيه ليس بمتعين مع كونه مبيعا فی السلم يسر الله تعالى عملا موفقا
نہین ہی کہ متعین ہی ہو جاوی کیونکہ سلم مین مسلم فیہ یعنی بدہنی کی چیز مبیع ہوکر متعین نہین ہوتی آپہی ہمپر اعمال موافق اپنی رضامندی کی
لرضائه المجلس الرابع والسبعون فی بيان حقيقة السلم واحكامه وغيره من انواع
آسان کری چوہترین مجلس حقیقت بیع سلم کی بیان مین اور اوسکی احکام اور سوا اوسکی اور اقسام
العقود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اسلف فی شئ فليسلف فی كيل معلوم ووزن معلوم
عقود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص کسی شی مین بدہنی بدہی تو چاہئی کہ کیل معلوم ہون اور وزن معلوم ہو
الى اجل معلوم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس مع ذكر سببه وهو انه عليه الصلوة والسلام
اور مدت معلوم ہو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی اسکی ساتہہ سبب بہی بیان کیا وہ یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام
قدم المدينة وهم يسلفون فی الثمار السنة والسنتين والثلث ای يعطون الثمن فی الحال ويشترون الثمار
مدینہ مین تشریف لائی تو وہانکی لوگ ثمر درخت مین بدہنی کیا کرتی تہی ایک سال کی اور دو سال کی اور تین سال کی یعنی ثمن اب دیدیتی اور پہل ایکسال کا یا زیادہ کا خرید

الی سنة او اکثر فقال النبی صلی الله علیه وسلم من اسلف فی شیء فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم

یعنی تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پہلی کسی شی میں کری تو چاہی کہ پہلی کیل معلوم اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک

الی اجل معلوم فانه علیه الصلوٰة والسلام امرهم ان یبیّنوا قدر الکیلی بالکیل وقدر الوزنی بالوزن

کری پس نبی علیہ السلام نے اونکو فرمادیا کہ کیلی کی مقدار کیل سے کہول لیا کریں اور وزن کی مقدار وزن سے کہول لیا کریں

اذا اشتروا شیئا منهما بطریق السلف وهو بفتحتین وان کان له معنیان احدهما القرض والآخر السلم

جب ان دونو قسمین سے کسی چیز میں بیع سلم کریں اور سلف کے معنی دونوں زبر سے اگرچہ دو ہیں ایک قرض اور دوسرے بیع سلم

الا ان المراد به ههنا السلم الذی هو نوع من البیع ویکون المبیع فیه دینا علی البایع ویسمی المبیع مسلما فیه

پر یہاں مراد سلم ہی ہے کہ وہ ایک قسم کی بیع ہی اور اسمیں مبیع بایع کی ذمہ پر دین ہوا کرتا ہی اور مبیع کو مسلم فیہ کہتے ہیں

والبایع مسلما الیه والثمن راس المال والمشتری رب السلم ویجوز فی کل ما یعلم قدره ووصفه کالمکیلات

اور بایع کو مسلم الیہ اور ثمن کو راس المال اور مشتری کو رب السلم اور ہر ایک شی میں جسکی مقدار اور وصف معلوم ہوسکتا ہو جایز ہی جیسی چیزیں کیلی

والموزونات والمذروعات والمعدودات المتقاربة التی لا یتفاوت احادها تفاوتا فاحشا کالجوز والبیض فان

اور وزنی اور گزکی اور گنتی کی جو ایک سی ہوں اور اونکی احاد میں فرق ظاہر نہوتا ہو جیسی جوز اور انڈی کیونکہ

الکبیر والصغیر منهما سواء لاصطلاح الناس علی اهدار التفاوت فیهما اذ لا یباع جوز بفلس واخر بفلسین و

اسمیں بڑا اور چہوٹا برابر ہوتا ہی اسلئے کہ اس تفاوت کی چہوڑنے پر سب لوگ متفق ہیں یہ نہیں کہ ایک جوز ایک پیسی کو بکی اور دوسرا دو پیسی کو اور

کذلك البیض بخلاف البطیخ والرمان فان احادهما متفاوتة تفاوتا فاحشا وبتفاوت احادهما فی المالیة

ایسی ہی انڈا بخلاف خربزہ اور انار کی بیشک انکی احاد میں ظاہر فرق ہوتا ہی اور انکی احاد کی مالیت مختلف ہوتی ہی

یعرف کونهما من العددی المتفاوت لا من العدد المتقارب لان الضابط فی معرفتهما تفاوت احادهما فی المالیة

معلوم ہوتا ہی کہ یہ عددی متفاوت ہیں عددی متقارب نہیں ہیں کیونکہ انکی پہچان کا یہی قاعدہ ہی کہ انکی احاد مالیت میں الگ الگ ہوں

وهذا هو المروی عن ابی یوسف ویؤیده ما روی عن ابی حنیفة ان السلم لا یجوز فی بیض النعامة لتفاوت احادها

یہ تقریر امام ابو یوسف سے روایت ہی اور اسکی تائید ہی جو کہ روایت امام ابو حنیفہ سے ہی کہ بیع سلم شترمرغ کی انڈوں میں جایز نہیں ہی اوسکی احاد مالیت میں

فی المالیة ثم انه فی المعدودات المتقاربة کما یجوز عددا یجوز کیلا لان المقدار یعرف بالعدد تارة وبالکیل اخری

مختلف ہوتی ہیں پہر بیع سلم معدودات متقاربہ میں جیسی گنتی کر کر جایز ہی کیل سے بہی جایز ہی اسلئے کہ مقدار کبہی گنتی سے معلوم ہوتی ہی اور کبہی کیل سے

ولا یجوز فی کل ما لا یعلم قدره ووصفه کالحیوانات واطرافها ولحومها وجلودها وکذا لا یجوز فیما لا یوجد من

اور جسکی مقدار اور وصف معلوم نہوتی ہو اوسمیں سلم جایز نہیں ہی جیسی حیوانات اور اونکی اطراف اور گوشت اور چمڑے اور ایسی ہی اوس شی میں جو عقد کی وقت سے

حین العقد الی حلول الاجل بان ینقطع عند العقد او عند حلول الاجل او فیما بینهما وحد الانقطاع ان لا یوجد

آخر مدت مقرری تک موجود نرہی جایز نہیں ایسا کہ یا عقد کی وقت نہو یا مدت گذرنے پر باقی نرہی یا ان دونوں کی بیچ میں نہو سکی اور انقطاع کی حد یہ ہی کہ بازار میں جہاں وہ

فی السوق الذی یباع فیه ولا عبرة بوجوده فی البیوت لعدم امکان تحصیله بالاکتساب وتسلیمه الی صاحبه وکذا

شی بکتی ہی نملی اور گہروں میں اگر ہووی تو اسکا اعتبار نہیں ہی کیونکہ ممکن نہیں کہ کسی وسیلہ سے پیدا کر کر رب السلم کی حوالہ کردی اور ایسی ہی

لا یجوز فی طعام قریة بعینها وثمرة نخلة بعینها لاحتمال الانقطاع بعروض الآفة فینتفی القدرة علی التسلیم وکذا

کسی خاص گانو کی غلہ میں اور کسی خاص درخت کی پہل میں جایز نہیں ہی شاید کہ وہ کسی آفت سے فنا ہوجاوی پہر کہانسی دی سکیگا اور ایسی ہی

لا یجوز بمکیال رجل بعینه او ذراع رجل بعینه اذا لم یعلم مقداره لان التسلیم یتاخر فیه فیحتمل ان یضیع ذلك

ایک شخص خاص کی پیمانہ سی یا کسی شخص کی گز سے جایز نہیں ہی اگر اوسکی مقدار معلوم نہو کیونکہ اس صورت میں تسلیم کو دیر لگی گی سو اوس مدت میں شاید کہ وہ پیمانہ

المكيال وذلك الذراع فيفضي الى المنازعة والحاصل ان السلم لا يصح عند ابي حنيفة الا بسبع شرائط وهي
یا وہ ذراع جاتا رہی پھر جھگڑا مچیگا خلاصہ یہہ ہی کہ بیع سلم امام ابو حنیفہ کی نزدیک بدون سات شرطوں کی جایز نہیں ہی ایک تو
بيان جنسه كبر او شعير وبيان نوعه كصيفي او خريفي وبيان وصفه كجيد او ردي وبيان قدره كعشرين
بیان جنس جیسی گیہون یا جو اور بیان نوع جیسی صیفی یا خریفی اور بیان وصف جیسی عمدہ یا کہٹیل اور بیان مقدار جیسی بیس
كرا وثلثين رطلا وبيان اجله واقله شهر في الاصح وبيان راس ماله ان كان كيليا او وزنيا او عدديا وبيان
پیمانہ یا تیس رطل اور بیان مدت اور یہہ کم سی کم اصح روایت مین ایک مہینہ ہی اور بیان راس المال کا اگر وہ کیلی ہو یا وزنی ہو یا عددی ہو اور بیان
مكان ايفائه ان كان لحمله مؤنة يحتاج الى ظهر واجرة وان لم يكن لحمله مؤنة كالمسك والعنبر يوفيه حيث
مکان کا جہان وہ شی ادا کی جاوی اگر ادسکی ادہانی مین ایسا خرچ ہوتا ہو کہ حاجت باربرداری اور مزدوری کی پڑتی ہو اور اگر اوسکی پہنچانی مین کچہ خرچ نہوتا ہو جیسی مشک اور عنبر
يشاء واما قبض راس المال قبل الافتراق بالابدان فليس بشرط لصحته بل هو شرط لبقائه على الصحة فانه ينعقد
تو جہان چاہی ادا کری اور رہا راس المال کا قبضہ افتراق جسمانی کی پہلی سو یہہ صحت عقد کی شرط نہین ہی بلکہ یہہ شرط ہی واسطی باقی رہنی عقد کی صحت پر بیشک یہہ عقد
صحيحا ثم يبطل بالافتراق قبل القبض وحد الافتراق ان يتوارى كل واحد منهما عن عين صاحبه حتى لو اسلم
صحیح ہوا کرتا ہی پہر افتراق قبل قبض سی باطل ہوتا ہی اور افتراق کی حد یہہ ہی کہ ہر ایک ایک دوسری کی نظر وںسی چہپ جاوی یہان تک کہ اگر کسینی بیس درہم کا
رجل عشرين دراهم في كر بر ولم يكن عنده الدراهم ودخل بيته ليخرج الدراهم وتوارى عن عين صاحبه
گیہون کی ایک پیمانہ مین عقد سلم کیا اور اوسکی پاس دراہم نہین تہی وہ دراہم لانیکی واسطی گہر مین گیا اور مسلم الیہ کی نظر سی غائب ہوگیا
يبطل السلم وان لم يتوار لا يبطل بل يبقى على الصحة وكذا لو سارا ميلا او اكثر ولم يفترقا الا بعد القبض لا يبطل
تو سلم باطل ہوجاویگی اور اگر غائب نہوا تو باطل نہوگی بلکہ درست رہیگی اور ایسی ہی اگر دونوں کوس بہر یا زیادہ چلی گئی اور بدون قبض کی جدا نہوئی تو سلم باطل نہین ہوتی
السلم بل يبقى على الصحة ومن اسلم الى رجل دينا له عليه وافترقا قبل النقد لا يجوز وان نقد قبل الافتراق يجوز
بلکہ درست رہتی ہی اور اگر کسینی ایک شخص سی قرض کی بدلہ جو اوسکی ذمہ آتا تہا بیع سلم کی اور پہر کہنہ دینی سی پہلی جدا ہوگئی تو جایز نہین ہی اور اگر افتراق سی پہلی پہر کردی
ولا يجوز التصرف في راس المال والمسلم فيه قبل القبض اما عدم جواز التصرف في راس المال فلان فيه تفويت القبض
تو جایز ہی اور راس المال اور مسلم فیہ مین قبضہ سی پہلی تصرف جایز نہین ہی راس المال مین تو تصرف اسواسطی جایز نہین ہی کہ اسمین قبضہ فوت ہوتا ہی جو
الواجب بالعقد واما عدم جواز التصرف في المسلم فيه فلانه مبيع والتصرف فيه قبل القبض لا يجوز وكذا لا يجوز فيه
عقد سی واجب ہوا تہا اور مسلم فیہ مین تصرف اسواسطی جایز نہین ہی کہ وہ مبیع ہی اور مبیع مین تصرف قبضہ سی پہلی جایز نہین ہی اور ایسی ہی مسلم فیہ مین
قبل القبض الشركة والتولية ونحوهما لانه تصرف فيه قبل القبض فصورة الشركة ان يقول رب السلم لرجل اعطني نصف
قبضہ سی پہلی نہ شرکت جایز ہی اور نہ تولیہ وغیرہ کیونکہ یہہ سب قبل القبض تصرف ہی پہر شرکت کی صورت یہہ ہی کہ رب السلم کسی سی یہہ پیش کری مجہکو آدہا راس المال
راس المال ليكون نصف المسلم فيه لك وصورة التولية ان يقول رب السلم لرجل اعطني جميع راس المال ليكون
دیدی آدہا مسلم فیہ تیرا ہوگا اور تولیہ کی صورت یہہ ہی کہ رب السلم کسیکو کہوی تمام راس المال مجہکو دیدی تمام مسلم فیہ تیرا ہوگا
جميع المسلم فيه لك ومن اسلم في كر بر فلما حل الاجل اشترى المسلم اليه من رجل كر بر وامر رب السلم ان يقبضه
اور اگر کسینی گیہون کی پیمانہ مین سلم کی پہر جب مدت گذر چکی ہوئی تو مسلم الیہ نی کسی شخص سی پیمانہ گیہون کا مول لیکر رب السلم سی کہا کہ اوس سی گیہون اپنی حق کی
قضاء لحقه وقبضه لا يكون قضاء لحقه حتى لو هلك المقبوض في يد رب السلم يهلك من مال المسلم اليه ولو
لیلی اور اوسنی لیلی تو اوسکا حق یعنی مسلم فیہ ادا نہوگا یہان تک کہ اگر وہ مقبوض رب السلم کی قبضہ مین تلف ہو جاوی تو مسلم الیہ کا جاویگا اور اگر اوسکو
امره ان يقبضه له ثم لنفسه فاكتاله له ثم لنفسه يجوز لاجتماع الصفقتين بشرط الكيل فلا بد من الكيل مرتين
یون کہی کہ وہ گیہون پہلی میری لئی قبضہ کر پہر اپنی لئی پہر اوسنی پہلی اوسکی لئی کیل کی پہر اپنی لئی کیل کی تو جایز ہی بسبب جمع ہوجانی دو عقد کی بشرط کیل کی سو دو دفعہ کیل ضرور چاہی

لنهى النبي عليه الصلوٰة والسلام عن بيع الطعام حتى يجري فيه صاعان ومن اسلم في كر بر فلما حل الاجل دفع
کیونکہ نبی علیہ السلام نے غلہ کی بیچنے سے منع کیا ہے جبتک اسمیں دو بار پیمانہ جاری نہو وے اور اگر کسی نے گیہوں کی پیمانہ میں سلم کی جب مدت گزر گئی

الى المسلم اليه غرائر وامره ان يكيل المسلم فيه فيها ففعل وهو غائب ولم يكن في الغرائر من جنس المسلم فيه شئ لا يكون
تو اوسنے مسلم الیہ کو گون یا تھیلے دیکر کہا کہ مسلم فیہ یعنی مبیع اسمیں ناپ دینا مسلم الیہ نے اوسکی پیچھے پیمائش کر کر بھر دئیے اور حال یہہ ہے کہ اون گون میں مسلم فیہ کی جنس کا کچھ نہیں تھا

قضاء حتى لو هلك يهلك من مال المسلم اليه لان امره لم يصادف ملكه لكون حقه في الدين لا في العين ويصير
تو یہہ ادا نہو گا یہانتک کہ اگر تلف ہو جاویں تو مسلم الیہ کا مال تلف ہو گا اسلئے کہ اوسکا امر اوسکی ملک سے متصل نہیں ہوا کیونکہ اوسکا حق تو ابہی دین میں ہے عین میں نہیں ہے اور صورت

المسلم اليه كانه استعار الغرائر وجعل ملكه فيها ولو اجتمع الدين والعين بان اسلم رجل في كر بر فلما حل
یوں ہو جاتی ہے کہ گویا مسلم الیہ نے تھیلے عاریت مانگ کر اپنا مال اوسمیں بھر دیا اور اگر دین اور عین جمع ہو جاویں باینطور کہ کسی شخص نے پیمانہ گیہوں میں بیع سلم کی جب مدت تمام ہوئی

الاجل اشترى من المسلم اليه كرا اخر معينا ودفع اليه غرائر ليجعل فيها الكر العين والكر الدين فانه ان جعل العين
تو رب السلم نے مسلم الیہ سے ایک اور پیمانہ گیہوں کا خرید کر اوسکو تھیلے دیدیا کہ اوسمیں یہہ گیہوں حال کی خرید اور گیہوں مسلم فیہ بھر دوے اب مسلم الیہ نے اگر گیہوں خرید حال کی

فيها اولا يصير المشتري قابضا لهما جميعا اما العين فلصحة امره فيه لمصادفته ملكه لانه ملكه بالشراء فيكون
اوسمیں پہلے بھر دئے تو مشتری یعنی رب السلم دونو کا قابض یکدم سے ہو گیا عین کا تو اسلئے کہ اسمیں اوسکا حکم درست ہے کہ اوسکی ملک میں واقع ہوا ہے کیونکہ خرید کر مالک ہو چکا ہے

فعل المامور كفعل الامر واما الدين فلاتصاله بملكه برضاه وبالاتصال بالملك بالرضى يثبت القبض وان جعل
اب عمل مامور کا بجای عمل آمر کی ہے اور رہا دین یعنی مسلم فیہ سو اسلئے قابض ہوا کہ رضا سے اوسکی ملک میں مل گیا اور رضامندی کی ساتھ ملک میں مجانی سے قبضہ ثابت ہو جاتا ہے اور اگر

الدين فيها اولا لا يصير المشتري قابضا لشئ منهما اما الدين فلعدم صحة امره فيه لعدم مصادفته ملكه لان حقه
مسلم الیہ نے مسلم فیہ کو پہلے بھر دیا تو مشتری یعنی رب السلم دونو کا قابض نہیں ہو گا دین یعنی مسلم فیہ کا اسلئے کہ اسمیں اوسکا حکم درست نہیں ہے کیونکہ اوسکی ملک پر نہیں ہے اسلئے کہ اوسکا

في الدين لا في العين وهذا عين فيكون المامور بجعله في الغرائر متصرفا في ملك نفسه فلا يكون فعله كفعل الامر
حق دین میں ہے عین میں نہیں ہے اور یہہ عین ہے اب مامور یعنی مسلم الیہ نے جو گیہوں گون میں بھر دئیے ہیں تو اپنی ملک میں تصرف کیا ہے سو اسکا کیا مانند آمر کی کئی کی نہیں ہے

واما العين فلانه خلطه بملكه قبل التسليم وهو استهلاك عند ابي حنيفة فينفسخ البيع وههنا نوع اخر من البيع
اور رہا عین سو اسلئے کہ بیع کی تسلیم سے پہلے اپنی ملک میں ملا دیا ہے اور یہہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک ہلاک کر دینا ہے سو بیع فسخ ہو جاویگی اور یہاں ایک اور قسم کی بیع ہے

يسمى استصناعا وهو ان يقول رجل لصانع اصنع لي من مالك شيئا صورته كذا وقدره كذا بكذا درهما بلا ذكر
جسکو استصناع کہتے ہیں وہ یہہ ہے کہ ایک شخص کاریگر سے کہے میری لئے اپنی مال میں سے فلانی چیز اس صورت کی اور اتنی بڑی اتنی قیمت کو بنا دے مدت کا کچھ ذکر نہیں کیا

اجل معلوم فان كان ذلك الشئ مما جرى فيه التعامل كالخف والطشت والقمقمة ونحوها يصح استحسانا
پھر اگر وہ ایسی شئ ہو ایسی جسمیں لوگوں کا عمل درآمد رواج پڑ رہا ہے جیسے موزہ اور لگن اور قمقمہ وغیرہ تو استحسانا درست ہے

للاجماع الثابت بالتعامل من زمن النبي عليه السلام الى يومنا هذا ويكون بيعا لا عدة حتى يجبر الصانع على تحصيله
کیونکہ رواج کی سبب نبی علیہ السلام کی عہد سے آج تک اجماع چلا آتا ہے اور یہہ بیع ہی ہوتی ہے کچھ وعدہ نہیں ہے یہاں تک کہ کاریگر پر بنانے کی لئے زور کیا جاویگا

ولا يرجع الامر عنه ولو كان عدة لكان للامر الرجوع ولم يكن على الصانع الجبر والمبيع هو العين لا عمل حتى لو جاء بما
اور سائی دینے والا پھر نہیں سکتا اگر وعدہ ہی ہوتا تو سائی والا پھر جاسکتا اور کاریگر پر زور نہ چلتا اور مبیع وہ شئ یعنی موزہ وغیرہ ہوتی ہے عمل نہیں ہوتا یہانتک کہ اگر وہ

صنعه قبل العقد او صنعه غيره يصح ولو كان المبيع عمله لما صح ولا يتعين المبيع للامر بلا اختياره حتى يصح
عقد سے پہلے کا بنا ہوا یا اور کاریگر کی ہاتھ کا دیوی تو جایز ہے اور اگر مبیع عمل ہی ہوتا تو کیونکر جایز ہوتا اور مبیع بیگانہ بغیر آمر کی نہیں ہو جاتی یہاں تک کہ

للصانع بيعه قبل رؤية الامر ولو تعين لما صح بيعه وللامر الخيار عند الرؤية لانه اشترى ما لم يره فيكون له خيار
کاریگر کو اختیار ہے کہ آمر کی دیکھنے سے پہلے چاہے تو بیچ دے اور اگر اوسکی ہو چکتی تو بیع ہرگز نہ جایز ہوتی اور سائی والی کو دیکھنے پر اختیار ہے کیونکہ بن دیکھی خرید ا ہے

الرؤية وان لم يكن ذلك الشئ ما جرى فيه التعامل كالثياب ونحوها لا يصح الا اذا ذكر فيه اجل معلوم وتبين
رویت خاص ہی اور اگر وہ شی ایسی نہین ہی جسمین لوگون کا عمل درآمد اور رواج ہو جیسی کپڑا وغیرہ تو جایز نہین ہی جبتک کہ اوسمین مدت نہ ٹہری اور ساتون شرطین سلم کی
شرائط السلم فحينئذ يصح بطريق السلم لا بطريق الاستصناع ثم لما كان احد معنى السلف القرض ناسب بيانه
نہ بیان ہون سو اب بطور بیع سلم کی جایز ہوگی بطور استصناع کی نہین پہر چونکہ ایک معنی سلف کی قرض کی تہی تو بیان اوسکا بہی بیان مناسب معلوم ہوا
ههنا وان لم يكن مرادا به لان الشرع قد اذن فيه واجمع الامة على جوازه وهو ما تعطيه غيرك من المال لتقضاه
اگرچہ مراد نہین ہی کیونکہ شرع نی اسمین اجازت دی ہی اور اسکی جواز پر امت کا اجماع ہی اور قرض یہہ ہی کہ تو اپنا مال غیر کو دیوی تاکہ وہ اوسکو پہر ادا کری
ويجري في كل كيلي ووزني وعددي متقارب لا فيما كان متفاوتا كالحيوان والثوب والخشب والآلاصل فيه ان
اور قرض ہر ایک کیلی اور وزنی اور عددی متقارب مین جایز ہی عددی متفاوت مین جایز نہین ہی جیسی حیوان اور کپڑا اور لکڑی اور قاعدہ کلیہ یہہ ہی
كل ما كان من ذوات الامثال ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل لا بالقيمة يجوز استقراضه وكل ما لم يكن
کہ جو شئ ذوات الامثال سی ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکا ضمان بالمثل ہوتا ہی ضمان بالقیمت نہین ہوتا تو اوسکا قرض لینا جایز ہی اور جو شئ
من ذوات الامثال ولا يكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل بل بالقيمة لا يجوز استقراضه حتى لو استقرض
ذوات الامثال سی نہین ہی اور ہلاک ہونی پر ضمان بالمثل نہین آتا بلکہ ضمان بالقیمت آتا ہی تو اوسکا قرض لینا جایز نہین ہی یہان تک کہ اگر کسی شخص نی
رجل من اخر عبدا وحيوانا اخر فقضى به دينه يضمن قيمته لان قرض الحيوان فاسد والقرض الفاسد
دوسری سی غلام یا اور حیوان اور بار لیکر اپنا قرض ادا کیا تو اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اسواسطی کہ حیوان کا قرض لینا فاسد ہی اور قرض فاسد قبضہ کی بعد
يفيد الملك بالقبض ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالقيمة كالبيع الفاسد ومن دفع الى غيره مالا و
ملک مین آجاتا ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکی قیمت ذمہ پر آجاتی ہی جیسی بیع فاسد مین اور اگر کسینی دوسری کو مال دیکر
قال له خذ هذا المال واصرفه الى حوايجك يكون ذلك المال قرضا لا هبة لان هذا القول وان كان
کہا یہہ مال لی اور اپنی کاروبار مین لگالی تو یہہ مال قرض ہو دیگا ہبہ نہین ہو دیگا اسلئی کہ اس قول مین اگرچہ
يحتملهما الا ان الثابت به لا يكون هبة بل يكون قرضا لكونه ادناهما ولو دفع اليه ثوبا وقال له اكس به
دو نو مراد ہو سکتی ہین پر اس سی ہبہ بالخصوص ثابت نہین ہوتا بلکہ قرض ثابت ہوتا ہی کیونکہ قرض دونو مین کمتر ہی اور اگر کپڑا دیکر کہا کہ لی اس سی کو ڑا اوڑہایا کر
لا يكون قرضا لكون قرض الثوب فاسدا بل يكون هبة تصحيحا لتصرفه ومن اخذ من القصاب لحما
تو قرض نہین ہوگا کیونکہ کپڑا لینا ادہار فاسد ہی بلکہ ہبہ ہو دیگا تاکہ اوسکا تصرف درست رہی اور اگر کسینی قصائی سی گوشت لیا
ولم يذكر انه قرض او شراء يكون قرضا فاسدا يملكه بالقبض ولا يحل له اكله وذكر في المنتقى ان اللحم
اور یہہ نہ کہا کہ ادہار لیتا ہون یا مول تو یہہ قرض فاسد ہوگا قبضہ کی بعد مالک ہو جاویگا اور کہانا حلال نہوگا اور منتقی مین مذکور ہی کہ گوشت کا
يجوز استقراضه وزنا عند اصحابنا وذلك لانه على ما ذكر في نوادر ابن رستم عن محمد مثلي يضمن بالمثل
قرض لینا وزنا ہماری اصحاب کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ گوشت موافق بیان نوادر ابن رستم کی امام محمد سی مثلی ہی اسکا ضمان بالمثل ہی
وذكر في الجامع الكبير انه يضمن بالقيمة وقال الاسبيجابي هذا محمول على ما اذا انقطع عن ايدي الناس
اور جامع کبیر مین مذکور ہی کہ گوشت کا ضمان بالقیمۃ آتا ہی اور اسبیجابی کہتا ہی کہ ضمان بالقیمۃ اسصورت مین ہی کہ لوگون کی قابو مین نرہی
وفي شرح الطحاوي ان كل موزون مثلي وهذا يقتضي ان يكون اللحم مثليا وكذا يقتضي ان يكون العنب والغزل
اور شرح طحاوی مین ہی کہ وزنی چیزین سب مثلی ہین اس سی لازم آتا ہی کہ گوشت مثلی ہووی اور ایسی ہی لازم آتا ہی کہ انگور اور سوت
مثليا ويجوز استقراض الكاغذ عددا لانه عددي متقارب ومن اتلف دبس غيره يضمن قيمته لان
مثلی ہووی اور ادہار کرنا کاغذ کا گنکر جایز ہی اسلئی کہ عددی متقارب ہی اور اگر کسینی بیگانہ شیرہ خرما وغیرہ تلف کر دیا تو قیمت دیویگا اسلئی

ماكان

ماكان من صنع العباد لا يمكنهم مراعات المماثلة فيه لتفاوتهم في الحذاقة فعلى هذا كان ينبغي ان لا يجوز
کہ جو چیز آدمیوں کی بنائی ہوئی ہوتی ہی اوسمیں مماثلت ممکن نہیں ہی کیونکہ کاریگری میں سب مختلف ہوتی ہیں اس تقریر کی موافق چاہیے کہ کاغذ کا

استقراضه لكن قيل يجوز استقراضه لكونه مثليا على قولهما والعصير مثلي وكذا اذا صار دبسا بغير نار
قرض لینا جائز نہووی لیکن کہتی ہیں کہ قرض لینا جائز ہی کیونکہ صاحبین کی قول پر مثلی ہی اور شیرہ انگور کا مثلی ہی اور ایسی ہی بغیر آگ کی پکائی شیرہ دوشاب ہو جاوی

والدقيق والخبز قيمي فعلى هذا كان ينبغي ان لا يجوز استقراضهما لكن ذكر في فتاوى قاضيخان ان استقراض الدقيق
اور آٹا اور روٹی قیمتی ہی اسکی موافق یوں چاہیے تھا کہ انکا اودھار لینا جائز نہوتا پر فتاوی قاضیخان میں مذکور ہی کہ اودھار لینا آٹی کا

يجوز وزنا وكيلا وكذا يجوز استقراض الخبز وزنا وعددا عند محمد وعند ابي يوسف يجوز وزنا لا عددا وعليه
وزن یا کیل کر کر جائز ہی اور ایسی ہی اودھار لینا روٹی کا وزن سی یا گنکر امام محمد کی نزدیک جائز ہی اور امام ابو یوسف کی نزدیک وزن کر کر تو جائز ہی گنکر جائز نہیں

الفتوى ولو استقرض جماعة من رجل دراهم وامروه ان يدفعها الى واحد منهم ودفعها اليه ليس له ان يطلب منه
اور اسیپر فتوی ہی اور اگر ایک جماعت نی ملکر ایک شخص سی دراہم قرض مانگی اور سب نی کہا کہ ہم میں سی فلانی شخص کو دیدینا اور دینی اوسکی حوالہ کئی اب اوسکو اختیار نہیں

الا حصته فقط والتوكيل بقبض القرض صحيح كما اذا قال رجل لاخر اقرضني كذا درهما ثم وكل رجلا بقبضه يصح
کہ اوس ثانی سی سوای اوسکی حصہ کی طلب کری اور وکالت واسطی قبضہ قرض کی درست ہی جیسی کوئی شخص کہی کی مجھکو اتنی درہم قرض دیدی پھر کسیکو اوسکی قبضہ کی لئی وکیل کری تو صحیح ہی

ولا يصح التوكيل بالاستقراض حتى لا يثبت الملك للموكل فيما استقرض له لانه تفويض التصرف في ملك الغير
اور قرض لینی میں وکیل کرنا صحیح نہیں ہی یہاں تک کہ جو قرض وکیل لیکر آویگا اوسمیں موکل کی ملک ثابت نہوگی اسواسطی کہ غیر کی ملک میں تصرف کا حوالہ کرنا ہی

فلا يجوز بخلاف الرسالة فانها صحيحة اذ ليس فيها تفويض التصرف لكون الرسول سفيرا محضا لانه يقول ارسلني
سو جائز نہیں ہی برخلاف رسالت کی رسالت صحیح ہی کیونکہ اسمیں حوالہ کرنا تصرف کا غیر کی ملک میں نہیں ہی اسلئی کہ رسول صرف واسطہ ہوتا ہی کیونکہ جاکر یہہ ہی کہیگا

اليك فلان ويستقرض منك كذا فحينئذ يثبت الملك للمرسل والتوكيل بالاقراض صحيح لانه تفويض التصرف في
مجھکو فلانی نی تیری پاس بھیجا ہی اتنی درہم تجھسی قرض مانگتا ہی اب ملک بھیجنی والی کی ثابت ہوگی اور وکالت قرض دینی میں درست ہی اسواسطی کہ اپنی ملک میں تصرف

ملك نفسه ومن كان له على اخر حنطة وباعها منه بدرهم الى اجل لا يجوز لانه بيع الدين بالدين وقد نهى عنه
اوسکی حوالہ کرتا ہی اور اگر کسیکی گیہون دوسری کی ذمہ آتی ہوں اور وہ اوسکی ہاتھ ایکدرم پر بیچڈالی تو جائز نہیں ہی کیونکہ یہہ بیع دین کی دین سی ہی اور اس سی بیشک

النبي عليه السلام وطريق الجواز ان يشتري بها منه ثوبا ويقبضه ثم يبيعه منه بدرهم الى اجل وهذا
نبی علیہ السلام نی منع کیا ہی اور حیلہ جواز کا یوں ہی کہ اوس سی بعوض گیہون کی کپڑا خرید کر قبضہ کرلی پھر وہ کپڑا اوسکی ہاتھ بعوض درہم کی مدت پر بیچڈالی اور

مما يجب حفظه في هذا الزمان لان بعض الناس يستقرض حنطة او شعيرا وغير ذلك مما يجوز استقراضه
اس زمانہ میں اسکی حفاظت واجب ہی اس لئی کہ بعضی آدمی گیہوں یا جو وغیرہ جو بطور استقراض کی لینا درست ہی قرض لیکر کہا بیجاتی ہیں

ويتلفها ثم يطالبه المالك بها ويعجز عن ادائها ويشتريها منه بدراهم الى اجل وهو فاسد لا يجوز ثم ينبغي ان يعلم
پھر مالک مانگتا ہی تو ادا نہیں کرسکتی اور اوسکو مدت پر بدلہ دراہم کی خرید لیتا ہی یہہ بیع فاسد ہی جائز نہیں ہی اور یاد رکھنی کی بات ہی

ان كل دين حال اذا اجله صاحبه يصير ذلك الدين مؤجلا ويكون تاجيله لازما الا القرض فان تاجيله
جو دین بلا مدت ہووی اگر مالک اوسمیں مدت ٹھرادی تو وہ دین مؤجل ہی اور مدت لازم ہوجاتی ہی بجز قرض کی کہ اسمیں مدت

لا يكون لازما بل يجوز للمقرض طلبه متى شاء لانه في الابتداء اعارة وبهذا الاعتبار لا يلزم فيه الاجل لكونه
لازم نہیں ہوجاتی بلکہ قرض خواہ کو جائز ہی جب چاہی مانگ لی کیونکہ قرض ابتدا میں عاریت ہوتی ہی اس اعتبار سی اسمیں مدت نہیں ہوتی یعنی

من التبرعات ولا جبر فيها كما في الاعارة وفي الانتهاء معاوضة وبهذا الاعتبار لا يصح فيه التاجيل لكونه
کہ صرف احسان ہی احسان کیسیکا کچھ زور نہیں ہی جیسی عاریت میں اور آخر کو ادلا بدلا ہوجاتا ہی اور اس اعتبار سی اسمیں مدت درست نہیں ہی اسواسطی

بیع الدراهم بالدراهم نسیئة وهو ربوا وهذا یقتضی ان لا یجوز القرض وانما جوّز نظرا الی ابتدائه لکن بلا
کہ یہہ بیع درہم کی درہم سی ادہار دن ہی اور یہہ سود ہوتا ہی اور اس سی لازم آتا ہی کہ قرض بہی جایز نہو سو جایز صرف بلحاظ ابتدا کی ہی لیکن
لزوم الاجل فیه ولو اراد ان یکون الاجل لازما فیه فطریقه ان یحیل المستقرض المقرض علی رجل بدینه علیه فیؤجل
اسمین مدت لازم نہین ہی اور اگر اسمین مدت کی ضرورت پڑہی تو یون کری کہ قرضدار قرضخواہ کو کسی اور پر حوالہ کردی اب قرضخواہ
المقرض ذلک الرجل مدة معلومة فحینئذ یکون الاجل لازما حتی لا یکون للمقرض ان یطالب ذلک الرجل قبل تمام
اوسکی لیی مدت معین مقرر کردی اب مدت لازم ہوجاویگی یہان تک کہ قرضخواہ کو اختیار نہین ہی کہ اوس شخص سی اتمام مدت سی
تلک المدة

المجلس الخامس والسبعون فی بیان السوال الحرام والوعید فیه وفی ای موضع

پہلی مانگی
پچہترو ین مجلس سوال حرام کی بیان مین اور اسمین کیا وعید ہی اور کس موقع پر

یجوز قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یزال الرجل یسئل الناس حتی یاتی یوم القیمة لیس فی وجهه
جایز ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا آدمی ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہی آخر قیامت کو آویگا اوسکی چہری پر گوشت
مزعة لحم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابن عمر والمزعة بضم المیم وسکون الزاء المعجمة وبالعین المهملة
نہین ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابن عمر کی روایت سی اور مزعہ میم کی پیش اور زا نقطہ دار کی سکون اور عین بی نقطہ سی
قطعة لحم والمراد بعدمها یوم القیمة فی وجه السائل ما یلحقه فی الاخرة من الفضاحة والهوان لان السوال
گوشت کی ٹکڑی کو کہتی ہین اور قیامت کی دن سائل کی منہہ پر گوشت نہونی سی یہہ مراد ہی کہ آخرت مین وہ نہایت فضیحت اور خوار ہوویگا اسلئی کہ سوال اصل مین
حرام فی الاصل ولا یباح الا عند الضرورة وانما کان الاصل فیه الحرمة لانه لا ینفک عن عدة امور محرمة
حرام ہی اور بدون ضرورت کی مباح نہین ہی اور سوال اصل مین حرام اسوسطی ہی کہ سوال بدون کئی حرام باتون کی نہین ہوسکتا
الاول اظهار الشکوی من الله تعالی فکما ان العبد المملوک اذا سئل یکون سواله شنیعا علی مولاه فکذلک
اول یہہ کہ اللہ تعالی کی شکایت ظاہر کرنی سو جیسی غلام مملوک اگر بہیک مانگنی لگی تو اوسکا مانگنا مولی پر دشوار کرتا ہی ایسی ہی
سوال العبد یکون شنیعا علی الله تعالی وهذا یقتضی ان یحرم السوال ولا یحل الا عند الضرورة والثانی اذلال
بندہ کا سوال اللہ کو برا لگتا ہی اس سی لازم آتا ہی کہ سوال حرام ہو اور بلا ضرورت کبہی حلال نہووی جیسی مردار کہانا بلا ضرورت حلال نہین ہوتا اور
فی نفسه لغیر الله تعالی ولیس للمؤمن ان یذل نفسه لغیر الله تعالی بل الواجب علیه ان یذل نفسه لله تعالی
اپنی تئین سوا اللہ تعالی کی اور کی سامنی خوار کرنا اور مؤمن کو نہین چاہئی کہ آپ کو غیر اللہ کی سامنی ذلیل کری بلکہ واجب یہہ ہی کہ اپنی جان کو خدا کی سامنی خوار کری
اذ فیه عزه وشرفه فی الدنیا وفی الاخرة والثالث ایذاء المسئول غالبا لانه ربما لا یسمح نفسه بالبذل ویستحیی
کیونکہ اسمین دنیا اور آخرت کی عزت اور شرافت ہی اور تیسری مسؤل کو اکثر حال مین ستانا اسلئی کہ بعضی اوقات دینی کو دل نہین چاہتا اور حیا آتی ہی
ان یری بالمنع فی صورة البخلاء ففی البذل نقصان ماله وفی المنع نقصان جاهه وبکل منهما یحصل له الایذاء
کہ ندینی سی بخیل کی صورت بنتا ہی سو دینی مین تو مال کا نقصان ہی اور ندینی مین عزت کا نقصان اور دونو بات سی رنجیدہ ہوتا ہی اور ایذا اوٹہاتا ہی
والایذاء حرام لا یحل الا عند الضرورة ثم انه ان بذل لا یبذل الا حیاء او ریاء فیحرم علی الاخذ اخذه اذا
اور تکلیف دینی حرام ہی بلا ضرورت حلال نہین ہی پہر اگر وہ دیگا ہی تو شرم کا مارا یا ریا کی واسطی دیگا سو ایسا دیا لینی والی پر بہی لینا حرام ہی جب
فهمت هذه المحظورات فهمت قوله علیه السلام مسئلة الناس من الفواحش ما احل من الفواحش
تونی یہہ خرابیان سمجہہ لین تو اس حدیث کی معنی بہی تجہکو آگئی سوال کرنا آدمیون سی فواحش سی ہی فواحش مین سی سوا اسکی کوئی حلال نہین ہی
غیرها فانظر کیف سماها فاحشة ولا خفاء ان الفاحشة لا تباح الا عند الضرورة واختلف العلماء فی
یعنی دیکہہ تو کیسی اسکا نام فاحشہ رکہا ہی اور ظاہر ہی کہ فاحشہ بلا ضرورت کبہی مباح نہین ہوتا اور علما کو آپس مین اختلاف ہی کہ سوال کس

کما لا یحل المیتة الا عند الضرورة ۱۲

وقت يحل السوال فقال بعضهم من وجد غداء يومه وعشاء ليلته لا يحل له السوال وقال بعضهم من قدر

وقت حلال ہوتا ہی بعضی کہتی ہیں جسکی پاس ایک دن رات کا کہانا موجود ہی اوسکو سوال کرنا حلال نہیں ہی اور بعضی کہتی ہیں جو شخص کہ سکتا ہو اوسکو

على الكسب ليس له ان يسال الا اذا استغرق اوقاته لطلب العلم وقال بعضهم ليس لنا وضع المقادير بل نستدرك

سوال کرنا نہ چاہیی اگر وقت کہ اوسکا سارا وقت علم کی تحصیل میں مشغول ہو اور بعضی کہتی ہیں ہمکو اختیار نہیں کہ اندازہ ٹہرا دیں بلکہ اسکا علم

ذلك بالتوقيف وقد ورد في الحديث انه عليه السلام قال استغنوا بغناء الله تعالى قالوا وما هو يا رسول الله

نقل پر موقوف ہی اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا غنی رہو اللہ کی غنا سی صحابہ نی پوچہا وہ کیا ہی یا رسول اللہ

قال غداء يوم وعشاء ليلة وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال من سئل وله خمسون درهما

فرمایا کہانا صبح کا اور کہانا رات کا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مانگی اور اوسکی پاس پچاس درہم

او عدلها من الذهب فقد سئل الحافا وفي لفظ اخر اربعون درهما فمهما اختلفت الروايات في التقديرات يلزم

یا اتنا اور مال سونی کا ہو تو اوسکا سوال لجاجت کا ہی اور ایک روایت میں چالیس درہم آئی ہیں اور جب تقدیرات کی روایتیں مختلف ہوئیں تو لازم ہی

ان تحمل على احوال مختلفة فما يحتاج اليه السائل في الحال من طعام يومه وليلته ولباس يلبسه ومأوى يسكنه

کہ اختلاف احوال پر قیاس کیجاویں پہر جس چیز کا سائل فی الحال محتاج ہووی مثلاً دن اور رات کی کہانیکا اور کپڑی کی پہننیکا اور رہنی کی گہر کا

فلا شك فيه واما سواله للمستقبل فله فيه ثلث درجات احدها ما يحتاج اليه غدا والثانية ما يحتاج اليه

تو اوسکی جواز میں کچہ شک نہیں ہی اور سوال کرنا آیندہ کی لئی اوسمیں سائل تین درجہ پر ہوتا ہی ایک یہ جسمیں ہی کہ اگلی ہی دن اوسکا حاجتمند ہوئی اور دوسرا یہہ کہ

بعد اربعين يوما او خمسين يوما والثالثة ما يحتاج اليه في السنة فنقطع ان من معه ما يكفيه ولعياله سنة

بعد چالیس یا پچاس دن کی اوسکا محتاج ہووی تیسرا یہہ کہ سال بہر میں محتاج ہو سو ہمکو یقین ہی کہ جسکی پاس اتنا کچہ ہو کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو سال بہر

فسواله حرام لان ذلك غاية الغناء فان كان يحتاج اليه قبل السنة لكن يقدر على السوال في ذلك الوقت ولا

کفایت کری تو اوسکو مانگنا حرام ہی کیونکہ یہہ بڑی ہی غنا ہی پہر اگر سال تمام ہونی سی پہلی حاجتمند ہووی لیکن اوس وقت حاجت پر بہی سوال کر سکتا ہی

يفوت فرصة السوال لا يحل له السوال لانه مستغن عن السوال في الحال وربما لا يعيش الى الغد فيكون قد

فرصت سوال کی اتہ سی نہیں جاتی تو اوسکو اب سوال کرنا حلال نہیں کیونکہ بالفعل سوال کی حاجت نہیں ہی اور بعضی وقت اگلی دن تک جیتا نہیں رہتا

سئل ما لا يحتاج اليه اذ وجد عنده ما يكفيه من غداء يومه وليلته وان كان يفوته فرصة السوال ولا

تو اسی صورت میں ناحق سوال کیا اسلئی کہ اوسکی پاس اتنا تہا جو صبح اور شام کی کہانی کو کفایت کری اور اگر ایسا حال ہی کہ فرصت اتہ سی جاتی ہی

يجد من يعطيه لو اخرت السوال يباح له السوال لان البقاء الى السنة غير بعيد وهو بتاخير السوال يخاف ان

اگر سوال پیچہی پر رکہیں تو دینی والا نہ ملیگا تو اب سوال کرنا مباح ہی کیونکہ برس بہر جینا کچہ بعید نہیں ہی اور سوال پیچہی پر رکہنی میں خوف یہہ ہی

يبقى مضطرا عاجزا عما يغنيه والمدة التي يحتاج فيها الى السوال لا يقبل الضبط وهو منوطة باجتهاده ونظره

کہ مبادا عاجز لاچار رہ جاوی اور مقرر کرنا اس مدت کا جسمیں حاجت سوال کی پڑ جاوی قابل ضبط کی نہیں ہی وہ صرف اوسکی قیاس اور جیہہ پر

لنفسه فيستفتي قلبه ويعمل به ولا يصغي الى تخويف الشيطان لانه يعد الفقر ويامر بالفحشاء التي يحب للضرورة

اور جان کی خیر خواہی پر موقوف ہی سو یہہ شخص اپنی دل سی فتوی لیوی اور اوسپر عمل کری اور شیطان کی ڈرانی پر کان نہ دہری وہ تو فقر کا وعدہ اور فحشا کا امر کیا کرتا ہی

فان من عجز عن الكسب واشتد جوعه وخاف على نفسه يلزمه السوال لان السوال نوع اكتساب لما روي انه

بیشک جو شخص کمائی سی لاچار ہو اور بہوکا مرنی لگی اور جان کا خوف ہو تو اوسکو سوال کرنا چاہئی کیونکہ سوال بہی ایک طرح کا کمائی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی

عليه الصلوة والسلام قال السوال اخر الكسب فان ترك السوال في تلك الحالة حتى مات باثم لانه القي نفسه

علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ سوال لاچاری کی کمائی ہی پہر اگر ایسی حالت میں سوال نکیا آخر مر گیا تو گنہگار ہوگا کیونکہ اپنی جان کو ہلاک کیا

الى التهلكة اذ كان السوال يوصله الى ما يقوم به نفسه في تلك الحالة كالكسب ولا ذل في السوال في تلك
اسوسطی کہ سوال کا وہ چیز میسر ہوتی ہی جس سی اوسکی جان ایسی حالت مین بچ جاتی جیسی کمانی سی اور ایسی حالت مین سوال سی کچھ ذلت نہین ہوتی

الحالة وانما الذل اذا سال من غير حاجة فان من له قوت يومه لا يحل له السوال لانه يذل نفسه من
ذلت تو جب ہی کہ بلا ضرورت مانگی بیشک جسکی پاس ایکدن کا کہانا ہووی اوسکو سوال کرنا حلال نہین ہی اسلئی کہ اپنی تئین بی ضرورت

غير ضرورة وهو حرام لما روي انه عليه السلام قال لا يحل للمسلم ان يذل نفسه وان عجز عن طلب القوت
ذلیل کرتا ہی اور یہہ حرام ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مسلم کو حلال نہین ہی کہ اپنی تئین ذلیل کری اور اگر وہ اپنی کہانی اور کمانی سی عاجز ہو

لنفسه يفترض على كل من علم حاله ان يطعمه او يدل عليه من يطعمه صونا له عن الهلاك وان امتنعوا
تو ہر واقف حال پر یہہ فرض ہی کہ اوسکو کہانا دیوی یا ایسی کو جتلا دی کہ وہ اوسکو کہانا دیوی تاکہ وہ مرنی سی بچی اور اگر نہین سی کسی نے دیا

من ذلك حتى مات يشتركون في الاثم وان اطعمه واحد يسقط الاثم عن الباقين قال الحسن البصري وابو
آخر وہ مرگیا تو گناہ مین سب شریک ہین اور اگر کسی ایک نی ہی کہلا دیا تو سب سی گناہ جاتا رہا حسن بصری اور ابو عبید

عبيد من كان له اربعين درهما فهو غني وذهب الثوري وابن المبارك وابن احمد بن حنبل وطائفة من
کہتی ہین جسکی پاس چالیس درہم ہون تو وہ غنی ہی اور ثوری اور ابن مبارک اور احمد بن حنبل اور ایک جماعت علما کا یہہ مذہب ہی

العلماء الى ان من كان له خمسون درهما او قيمتها من الذهب لا يدفع اليه شيء من الزكوة وقالت الحنفية
جسکی پاس پچاس درہم ہون یا اوس قیمت کا سونا تو ایسی کو زکوة نہ دینی چاہئی اور علماء حنفیہ کہتی ہین

يجوز دفع الزكوة الى من يملك دون النصاب وان كان صحيحا مكتسبا مع قولهم من كان له قوت يومه
ایسی شخص کو زکوة دینی درست ہی جو مالک پوری نصاب کا نہو اگرچہ بہلا چنگا کہانی کا ہو باوجودیکہ یہہ بہی کہتی ہین جسکی پاس ایک روز کا قوت ہووی

لا يحل له السوال وذكر في الخانية القدرة على الغداء والعشاء يحرم سؤال الغداء والعشاء ويجوز معها سوال
اوسکو سوال حلال نہین ہی اور خانیہ مین مذکور ہی کہ صبح شام کی کہانی کی قدرت صبح شام کا کہانا مانگنا حرام کر دیتی ہی تس پر مانگنا کرتہ

الجبة والكساء وقال الزيلعي وكذا الفقير القوي يحرم عليه السوال وروي ان عمر سمع سائلا يسئل بعد
اور چادر کا جایز ہی اور زیلعی کہتا ہی اور ایسی ہی ہٹی کٹی فقیر کو سوال کرنا حرام ہی اور روایت ہی کہ عمر رض نی سائل کو بعد مغرب کی مانگتی ہوئی سنا

المغرب فقال لواحد من خدامه عش الرجل فعشاه ثم سمعه ثانيا يسئل فقال لخادمه الم اقل لك
سو اپنی ایک خادم سی کہا شام کی خوراک اس سائل کو دیدی وہ اوٹہا اور دیدی پہر اوسکو دوبارہ سنا کہ مانگتا ہی پہر خادم سی کہا مینی تجہسی کہا نہین تہا

عش الرجل فقال قد عشيته يا امير المؤمنين فنظر عمر فاذا تحت ابطه مخلاة مملوة خبزا فقال انك لست
کہ اوسکو شام کی خوراک دیدی عرض کیا یا امیر المؤمنین مین نی دیدی پہر عمر نی دیکہتی ہین کہ اوسکی بغل مین تہیلا روٹیون سی بہرا ہوا ہی فرمایا تو ہرگز سائل نہین ہی

بسائل بل انك تاجر ثم اخذ مخلاته ونثر ما فيها بين يدي ابل الصدقة وضرب بالدرة فلو لم يكن سواله
بلکہ تو سوداگر ہی پہر اوسکا تہیلا لیکر جو اوسمین تہا خیرات کی اونٹون کی آگی بکہیر دیا اور اوسکو کوڑی سی تعزیر دی اب اوسکو اگر سوال کرنا حرام نہوتا

حراما لما ضربه ولما اخذ مخلاته ونثر ما فيها بين يدي الابل اما ضربه فكان للتاديب فيجوز تاديب السائل
تو اوسکو کیون مارتی اور اوسکا تہیلا لیکر اونٹون کی آگی کیون ڈالدیتی البتہ اوسکا مارنا تادیب کی لئی تہا سو سائل کی تادیب اور اوسکا

وزجره اذا كان سؤاله على غير وجه الشرع واما اخذ ماله فانه راه مستغنيا عن السؤال وعلم ان ما اعطاه
دہمکانا جب سوال برخلاف شرع کرتا ہو تو جایز ہی اور رہا اوسکی مال کا لیلینا سو اسلئی کہ اوسکو سوال سی غنی دیکہا اور جانا کہ جسنی اسکو دیا ہی

انما اعطاه على اعتقاد انه محتاج وقد كان كاذبا في اظهار الحاجة ولم يدخل في ملكه باخذه مع التلبيس
محتاج سمجہہ کر دیا ہی اور یہہ سائل بیشک حاجتمندی ظاہر کرنی مین جہوٹہا تہا سو اسکی ملک مین نہین آیا مگر سی جو لیا ہی

وعسر تمییزه ورده الی اصحابه اذ لا یعرف اصحابه باعیانهم فبقی مالا لا مالک له فوجب صرفه الی مصالح
اور اب اوسکی تمیز دشوار ہی کہ اوسکی مالک پر رد کیا جاوی خاص خاص کیا معلوم ہی کسنی کسنی دیا ہی تو گویا لا مالک ہو گیا اب اوسکو مصالح مسلمین میں صرف کرنا

المسلمین واہل الصدقة وعلفها من مصالح المسلمین فصرفه الیها فعلم من فعل عمر ان السائل اذا تجاوز حد
واجب ہی اور صدقہ کی اونٹ اور اونکا کہانا مصالح مسلمین سی ہی سو انکی آگی ڈالدیا حضرت عمر کی اس فعل سی معلوم ہوا کہ سائل اگر حد شرع سی تجاوز کری

الشرع یجوز زجره وتادیبه واما قوله تعالی واما السائل فلا تنهر فهذا فی حق السائل لحاجة فان من کان
تو اوسکو جھڑکنا اور تادیب جایز ہی اور رہی یہہ آیت اور جو مانگتا ہو اوسکو نہ جھڑک سو یہہ حاجتمند سائل کی حق میں ہی بیشک جو شخص

یسئل لفاقة وحاجة وکان سواله علی وجه الشرع یکون زجره معصیة لکونه یرید الاخرة علی ما قال ابرهیم النخعی
فاقہ اور حاجت کا مارا مانگتا ہو اور اوسکا سوال موافق شرع کی ہو تو ایسی کا جھڑکنا گناہ ہی کیونکہ وہ آخرت کا طالب ہی موافق قول ابراہیم نخعی کی

ان السائل یرید الاخرة الی باب احدکم ابعثون شیئا الی اهلیکم وقال ابرهیم بن ادهم نعم القوم السؤال یحملون
کہ بیشک سائل آخرت کا طالب ہوتا ہی جو تمہاری دروازی پہ آکر کہتا ہی کیا دیتی ہو کچہہ اپنی اہل کو اور ابراہیم بن ادہم کہتی ہیں کیا خوب لوگ ہیں مانگنی والی ہمارا

زادنا الی الاخرة فاذا کان کذلک لا ینبغی ان یرد محروما بل ینبغی ان یعطی له شیئا ولو کان قلیلا خیفة ان یکون
توشہ آخرت میں اوٹھا لیجاتی ہیں جب حال یہہ ہی تو لایق نہیں ہی کہ سائل محروم چلا جاوی بلکہ اوسکو کچہہ نہ کچہہ دیا چاہیی اگرچہ تہوڑا سا ہو دی اس خوف سی شاید کہ

صادقا فی اظهار الحاجة فیهلک من یرده محروما اذا قدر علی اعطائه شیئا واما اذا لم یقدر علی اعطائه شیئا فینبغی
کہ اپنی حاجت سچ بیان کرتا ہو پھر اوسکی خرابی ہی جو محروم ہٹادیوی اگر کچہہ دے سکتا ہی اگر کچہہ دینی کا مقدور ہی نہیں تو لایق یوں ہی کہ اچھی نرم بات کہہ کر

له ان یرده برد جمیل من القول ولا یزجره ولا یغلظ له القول الا اذا الح علیه فحینئذ یجوز زجره وتغلیظ القول
ہٹادی نہ جھڑکی نہ سخت بات کہی ہاں اگر وہ الحاح کئی جاوی تو جھڑکنا اور سخت کہنا جایز ہی

علیه کما قال بعض العلماء اذا سئل فقیر من انسان شیئا فرده برد جمیل من القول ثم الح علیه الفقیر یجوز ان
چنانچہ بعضی علما کہتی ہیں جب فقیر کسی شخص سی کچہہ مانگی پھر وہ اوسکو اچھی بات سی ٹلادی پھر فقیر وہیں گڑگڑاتی جاوی تو جھڑک دینا

یزجره ویغلظ علیه القول بان یقول له ما هذا الالحاح خف الله تعالی ولا تؤذ الناس بالحاحك فان الالحاح
اور سخت کہنا جایز ہی کہ اسطور کہی یہہ کیا الحاح ہی خدا سی ڈر اپنی الحاح سی لوگوں کو کیوں ستاتا ہی بیشک الحاح

ممنوع وکذا السائل الذی یسئل فی المسجد ویؤذی الناس بتخطی رقابهم لا ینبغی ان یتصدق علیه لانه اعانة
ممنوع ہی اور ایسی ہی جو سائل مسجد میں مانگتا ہو اور نمازیوں کو ستا کر گردنوں پر کو اچکتا ہو تو ایسی کو دینا اچھا نہیں اسلئی کہ یہہ مسجد میں گناہ کی

له علی الاثم فی المسجد کما قال قاضیخان فی فتاواه لا ینبغی ان یتصدق علی السائل فی المسجد الجامع لان ذلك
امداد ہی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتا ہی بہتر نہیں کہ مسجد جامع کی سائل کو خیرات دیجاوی کیونکہ نمازیوں کی ستانی کی

اعانة له علی اذی الناس وعن ابی نصر العیاضی انه قال من اخرج السؤال من الجامع ارجو ان یغفر الله له
امداد ہی اور ابی نصر عیاضی سی روایت ہی کہ کہتا ہی جو شخص سائل کو مسجد جامع سی باہر کردی مجہکو امید ہی کہ خدا اوسکو بخشدی

باخراجهم من المسجد وعن خلف بن ایوب انه قال لو کنت قاضیا لم اقبل شهادة من یتصدق علی السائل فی
اونکو جو مسجد میں سی نکالدیا اور خلف بن ایوب سی روایت ہی کہ کہتا تہا اگر میں قاضی ہوتا تو مسجد کی سائل کو خیرات دینی والی کی گواہی قبول نکرتا

المسجد وعن ابی بکر ابن اسمعیل انه قال هذا فلس واحد یحتاج الی سبعین فلسا لیکون تلك السبعون کفارة لذلك
اور ابی بکر بن اسماعیل سی روایت ہی کہ کہتا تہا یہہ ایک پیسہ ہی اس ایک پیسی کی واسطی ستر پیسی چاہئیں تاکہ وہ ستر اوس ایک پیسی کا کفارہ ہوں

الفلس الواحد وعن ابی مطیع البلخی انه قال لا یحل للرجل ان یعطی سؤال المساجد لما فیه من الوعید فان کان
اور ابو مطیع بلخی سی روایت ہی کہ کہتا تہا کہ مسجدوں کی سائلوں کو دینا کسیکو حلال نہیں ہی کیونکہ اسمیں وعید ہی ہاں پس اگر سائل

السائل لا يتخطى رقاب الناس ولا يمر بين يدي المصلي ويسئل لامر لابد منه ولا يسئل الحافا فلا باس بالسؤال والتصدق
لوگون کی گردنون پر نہ جاتا ہو اور نہ نمازیون کی سامنی ہو پہرتا ہو اور ضروری مین سوال کرتا ہو اور الحاح نکرتا ہو تو کچھ مضائقہ نہین مانگنی کا اور دینی کا

عليه لما روي ان السؤال كانوا يسئلون على عهد رسول الله عليه الصلوة والسلام في المسجد حتى روي ان عليا
کیونکہ روایت ہی کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی عہد مین بہی منگتی مسجد مین مانگا کرتی تہی یہان تک کہ روایت ہی کہ علی نی

تصدق بخاتمه وهو في الركوع فمدحه الله تعالى بقوله ويؤتون الزكوة وهم راكعون وذكر في نصاب الاحتساب
عین رکوع کی اندر اپنی انگوٹھی دیدی تہی اور الله تعالی اس آیت مین اونکی مدح کرتا ہی اور دیتی ہین زکوة اور وہ نوی ہین اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی

ان القاضي سئل عن التصدق على سؤال المسجد الجامع في وقت الخطبة وقبلها اهل يجوز ام لا فقال اما في الخطبة
کہ قاضی سی کسی نی حال صدقہ کا پوچہا مسجد جامع کی مانگنی والون پر عین خطبہ کی وقت اور خطبہ سی پہلی آیا جایز ہی یا نہین قاضی نی جواب دیا

فلا يجوز التصدق بحال من الاحوال وان خيف الهلاك على السائل لان في وقت الخطبة لا يجوز الصلوة التي هي
خطبہ کی وقت تصدق کسی حالت مین جایز نہین ہی اگرچہ سائل مر بہی جائی اسلئی کہ خطبہ کی وقت نماز بہی جایز نہین ہی جو تمام عبادات مین

راس العبادات واساسها ولا التسبيح والتهليل وقراءة القران فضلا عن التصدق واما قبل الخطبة فهي على
عمدہ اور عبادات کی بنیاد ہی اور نہ سبحان الله پڑہنا اور نہ لا اله الا الله پڑہنا اور نہ تلاوت قرآن صدقہ کی تو کیا اصل ہی اور خطبہ سی پہلی اسکی

وجهين ان كان السائل يلزم مكانه ولا يدور من صف الى صف ولا يتخطى رقاب الناس فالتصدق عليه يجوز
دو حال ہین اگر سائل اپنی جگہ بیٹہا ہوا ہی صفون کو چیرتا نہین پہرتا اور نہ نمازیون کی گردنون پر کو جاتا ہی تو ایسی کو دینا جایز ہی

ويثاب عليه واما اذا كان يتخطى رقاب الناس فالتصدق عليه حرام ومن تصدق عليه يشاركه في وزره
اور ثواب ہی اور اگر وہ سائل جو نمازیون کی گردنون پر کو جاوی سو ایسی کو دینا حرام ہی اور جو شخص ایسی کو دیگا تو اوس سائل کی گناہ مین

الذي يعتريه من المرور بين يدي المصلي وتشوش في القراءة وتخطى رقاب الناس وروي انه عليه الصلوة والسلام
جو اوسپر مصلیون کی سامنی پہرنی سی اور قراءت مین خیال بٹاتی ہی اور نمازیون کی گردنون پر کو چلنی سی گناہ ہوتا ہی اوسمین شریک ہوگا اور روایت ہی کہ

قال اذا كان يوم القيمة ينادي مناد الا ليقم بغضاء الله فلا يقوم الا سؤال المساجد لان المساجد انما بنيت
فرمایا جب قیامت کا روز ہوگا تو منادی آواز دیگا سو خدا کی دشمن کہڑی ہو جاوین سو بجز مسجد کی منگتون کی کوئی نہ کہڑا ہوگا کیونکہ مسجدین صرف نماز

للصلوة والذكر لا للتسبب والشكاية من الله تعالى فان الانسان اذا جاء دار ملك وهو جالس مع اصدقائه
اور یاد الہی کی واسطی بنی ہین کمائی اور الله تعالی کی شکوہ شکایت کی واسطی نہین بنی ہین بیشک کوئی انسان جب بادشاہ کی دربار مین جاوی کہ وہ اپنی دوستون مین بیٹہا ہو

فشكى منه بين يدي اصدقائه فانه يغضب عليه لا محالة فكذلك ههنا فعلى هذا كان القياس ان لا يجوز
پہر اوسکی شکایت اوسکی دوستون کی سامنی کرنی لگی تو وہ بادشاہ بیشک اوسپر غصہ کریگا ایسی ہی یہان اسکی موافق قیاس مین یون آتا ہی کہ مسجد کی

التصدق على سؤال المساجد اصلا لما ذكرنا من المنقول والمعقول لكن استحسن في السائل الذي يسئل لحاجة
منگتون کو صدقہ دینا ہرگز جایز نہو ان دلائل عقلی اور نقلی سی جو مذکور ہو چکی ہین لیکن ایسی سائل کی لئی جو حاجتمند ہووی

ولا يتخطى رقاب الناس ولا يسئل الحافا بالنصوص العامة في التصدق وفي حق السائل والحاصل ان السؤال
اور نمازیون کی گردنون پر کو نہ جاتا ہو اور لپٹ کر سوال نہ کرتا ہو استحسانا جایز ہی کیونکہ نصوص صدقہ دینی مین اور سائل کی حق مین عام ہین خلاصہ یہ ہی کہ سوال مین

قد ورد فيه ما يدل على جوازه وما يدل على عدم جوازه فيكون قسمين احدهما جائز فيجوز الاعطاء لاجله
دونو طرح کی روایات ہین بعضی سی جواز معلوم ہوتا ہی اور بعضی سی عدم جواز سو سوال دو قسم کا ہوا ایک تو جایز سو اوسمین دینا بہی جایز ہی

والاخر غير جائز فلا يجوز الاعطاء لاجله واذا لم يعلم حال السائل هل يسئل عن حاجة
اور دوسرا ممنوع اوسمین دینا بہی جایز نہین اور اگر سائل کا حال معلوم نہو کہ آیا حاجتمند ہی

امیر

او غني حاجة ولم يظهر منه ما يخالف الشرع ينبغي للمؤمن ان لا يرده

یا غنی ہی اور کوئی حرکت اوس سی خلاف شرع ظاہر نہوئی تو مؤمن کو لازم ہی کہ ایسی کو محروم نہ

محروما اذا قدر على اعطائه شيئا لاحتمال ان يكون محتاجا فلا يفطن من يرده

پھیر دی اگر کچھ دینی کی مقدور رکہتا ہی شاید وہ محتاج ہو پھر محروم رکہنا اچھا نہیں ہی

محروما اذا قدر على اعطائه شيئا وقد حكي عن بعض الفقراء انه ضعف من الجوع فقيل له لم لا تسئل والسوال

اگر کچھ دینی کی مقدور رکہتا ہو اور کسی فقیر کی حکایت ہی کہ وہ مارے بہوک کی ناتوان ہوگیا کسی نے کہا تو مانگ کیوں نہیں لیتا تجھکو

حلال عليك لان فقال اخاف ان اسئل الناس فيردوني محروما مع قدرتهم على الاعطاء فيهلكهم الله تعالى

تو اس حالت میں سوال کرنا حلال ہی آدمی کہا مجھکو یہہ ڈر ہی کہ میں لوگوں سی مانگوں پہر وہ مجھکو باوجود مقدور کی محروم رکہیں اور پہر اونکو اللہ تعالی ہلاک کر ڈالی

ثم ينبغي ان يعلم ان العلماء اذا سئلوا في مجلس علمهم شيئا عن الناس لا يحل لهم ذلك لكون ذلك اكتسابا بالعلم

یہہ سمجھنی کی بات ہی کہ اگر علما درس تدریس کی مجلس میں لوگوں سی کوئی شی طلب کریں تو یہہ اونکو حلال نہیں ہی کیونکہ علم اور طاعت سی کمائی ہی

والطاعات سواء سئلوا لانفسهم او لغيرهم ومن السوال المذموم اهداء قليل لاخذ كثير كما يفعل في دعوة العرس

برابر ہی کہ اپنی لئی طلب کریں یا غیر کی واسطی اور ایک بری ڈہنگ کا سوال یہہ ہی کہ تہوڑا تحفہ دیکر بہت سا لینا چنانچہ عرس اور ختنوں کی دعوت

والختان واتخاذ الغنم لاجل النسل اذ قيل فيا نزل قوله تعالى ﴿ولا تمنن تستكثر﴾ ثم ينبغي ان يعلم ايضا انه عليه السلام

میں ہوتا ہی اور لی لینا غنم کا واسطی حصول نسل کی کیونکہ کہتی ہیں کہ یہہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی ہی اور نہ کر احسان کہ وہ زیادہ دی پہر یہہ بہی یاد رکہنا چاہئی کہ

قال لابي بكر وابي ذر وثوبان لا تسئلوا احدا شيئا وان سقط سوطك وكان ابو بكر وثوبان ينزلان عن بعيرهما

ابو بکر اور ابو ذر اور ثوبان سی فرمایا کسی سی کچھہ نہ مانگنا اگرچہ کوڑا گر پڑی اور ابو بکر اور ثوبان کا یہہ حال تہا کہ اگر انکا کوڑا لوگوں کی

سوطهما في اجمع ما يكون من الناس ولا يقولان للشاة عندهما ناولنيه فدل هذا على ان حرمة السوال لا تقتصر

مجمع میں ہاتہہ سی گر پڑتا تو اتر کر اوٹہاتی کسی پاس کی پیادہ پاسی نہ کہتی ذرا کوڑا پکڑا دینا اس سی معلوم ہوا کہ سوال کی حرمت کچھہ مال پر منحصر نہیں ہی

على سوال المال بل تعم الاستخدام وسوال النفقة عمن لا حق له فيه خصوصا ان كان صبيا او مملوكا للغير

بلکہ خدمت لینی کو بہی شامل ہی اور سوال نفقہ کو بہی ایسی شخص سی کہ اوسمیں حق نہیں خاص کر اگر بچہ نابالغ ہو یا غیر کا غلام ہو

وان اراد في نفسه فيجوز استخدام لتهذيبه وتاديبه وكذلك يجوز استخدام مملوكه واجيره وزوجته في مصالح

ہاں اگر اپنا بچہ ہو تو اوس سی خدمت لینی واسطی تہذیب اور تادیب کی درست ہی اور ایسی ہی اپنی غلام سی اور مزدور سی خدمت لینی جائز ہی اور اپنی بی بی سی

دار خدمته وتلميذه باذنه ان كان بالغا وباذن وليه ان كان صبيا يسر نا الله تعالى عملا موافقا لرضائه

گہر کی اندر کی کاروبار میں اور اپنی شاگرد سی بشرط اجازت اگر بالغ ہو اور باجازت ولی کی اگر نابالغ ہو الہی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی آسان کر

المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق المماليك على المولى وغيره من

چہتروین مجلس غلاموں کی حقوق میں مولی پر اور سوا اوسکی

الاحكام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمملوك طعامه وكسوته ولا يكلف من العمل الا ما يطيق

اور احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا واسطی غلام کی ہی اوسکا کہانا اور پہننا اور طاقت سی زیادہ کام کی تکلیف نہ دیا جاوی

هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان المملوك عبدا كان او امة يجب على مولاه من

یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ مملوک کی اپنی غلام ہو یا لونڈی خرچ بقدر کفایت

نفقة شيء ما يكفيه وكسوته قدر ما يحتاج اليه وليس له ان يكلفه من عمل الا ما يطيقه ونما كما قال في كتاب

اور کپڑا موافق حاجت کی مولی پر واجب ہی اور مولی کو نہیں چاہیئی کہ کام میں ایسی تکلیف دی جو طاقت سی باہر ہو سوا اسکی کہ

الکریم لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا وقد روی عن علی بن ابی طالب انہ علیہ السلام قال فی خطبتہ یا ایہا الناس
اپنی کتاب بزرگ مین فرماتا ہی اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخص کو مگر جو اوسکی گنجایش ہی اور بیشک علی بن ابی طالب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی خطبہ مین فرمایا ای لوگو
اللہ اللہ فیما ملکت ایمانکم فاطعموہم مما تاکلون والبسوہم مما تلبسون ولا تکلفوہم ما لا یطیقون فانہم لحم ودم
ڈرو اللہ سی درو اللہ سی اپنی غلام لونڈیون کی حق مین اونکو کھلاؤ جو تم کھاتی ہو اور اونکو پہناؤ جو تم پہنتی ہو اور وہ تکلیف نہ دو جو اونسی نہو سکی کیونکہ وہ بھی گوشت اور خون ہین
وخلق امثالکم فمن ظلمہم فانا خصمہم یوم القیمۃ واللہ حاکمہم وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال اخوانکم
تمہاری مثل پیدا ہوئی ہین پہر جو اونپر ظلم کریگا تو قیامت کو مین اونکا دشمن ہونگا اور اللہ اونکا حاکم ہوگا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمہاری
جعلہم اللہ تعالی تحت ایدیکم فمن جعل اللہ تعالی اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا
خدا نی اونکو تمہاری ہاتہہ تلی کر دیا ہی سو اللہ تعالی نی جسکی ہاتہہ تلی اپنی فرمان بردار بہائی کو کر دیا ہی تو اوسکو وہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہی پہناوی جو آپ
یکلفہ من العمل ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ علیہ فانہ علیہ السلام بین فی ہذا الحدیث ان ممالیک
اور کام اتنی تکلیف کا نہ دیوی جو اوسپر غالب آجاوی اور اگر ایسی ہی تکلیف دی تو اوسکی مدد کری بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ مملوک
من العبید والاماء اخوان لملاکہم اما من جہۃ کونہم من بنی ادم او من جہۃ کونہم مسلمین فمن کان
غلام لونڈیان اپنی مالکون کی بہائی ہین یا اس جہت سی کہ سب بنی آدم ہین یا اس جہت سی کہ مسلمان ہین پہر جسکی ہاتہہ تلی اوسکا بہائی ہووی
اخوہ تحت یدہ یجب علیہ ان یطعمہ مما یاکل ویلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل الا ما یتمکن ان یخرج
تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو وہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہی پہناوی جو آپ پہنتا ہی اور وہی کام کہی جسکو وہ نبہ سکی
من عہدتہ ویطیق ان یدوم علیہ لا علی ما یطیق علیہ یوما او یومین او اکثر ثم یعجز عنہ بل ان کلفہ امرا
اور اوسکو ہمیشہ کر لیا کری ایسا کام نکہی کہ ایک دو دن یا کچہہ زیادہ کر کر پہر تہک رہی بلکہ اگر کوئی کار دشوار کہی
صعبا یعینہ علیہ ولا یجمع علیہ عملین او اکثر مثل ان یامرہ بالخبز والطبخ والغسل لما روی ان رجلا دخل
تو اوسکی مدد کری اور دو کام یا زیادہ اوسپر نہ ڈالی مثلا اوسکو حکم کری روٹی پکا اور سالن پکا اور نہلا کیونکہ روایت ہی کہ ایک شخص سلمان کی
علی سلمان وہو یعجن فقال یا ابا عبد اللہ ما ہذا فقال بعثت الخادم فی شغل فکرہت ان اجمع علیہ
پاس آیا وہ آٹا گوندتی تہی اوسنی تعجب سی کہا یا ابا عبد اللہ یہہ کیا ہی جواب دیا مینی غلام کو ایک کام بہیجا ہی مجکو پسند نہین آتا کہ اوسپر دو کام
عملین وقد جاء فی الحدیث انہ علیہ السلام قال لا یدخل الجنۃ سیء الملکۃ والمراد بسیء الملکۃ من یسیء
ڈالدون اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برا مالک جنت مین نہین جاویگا اور مراد بری مالک سی وہ شخص ہی کہ اپنی غلام کی
مملوکہ وذکر فی کتب الفقہ ان المولی یجب علیہ نفقۃ مملوکہ فان ابی عن الانفاق علیہ فان کان المملو
ساتہہ برائی کری اور فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ غلام کا خرچ مولی کی ذمہ واجب ہی پہر اگر مولی اوسکی خرچ سی انکار کری تو وہ غلام اگر
قادرا علی الکسب یؤمر المولی ببیعہ لما روی عن ابی ذر انہ علیہ السلام قال من لائمکم من مملوکیکم فاطعموہ
کما سکتا ہی تو قاضی مولی سی کہی کہ اوسکو بیچڈال کیونکہ ابو ذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام تمہاری موافق ہو تو اوسکو اپنی کہانی مین سی
مما تاکلون واکسوہم مما تکسون ومن لا یلائمکم منہم فبیعوہم فلا تعذبوا خلق اللہ تعالی یعنی ان من کان
کہلاؤ اور اپنی کپڑون مین سی کپڑا پہناؤ اور جو موافق نہو اوسکو بیچڈالو اللہ کی بندون پر عذاب مت کرو مراد یہہ ہی کہ جو لنسا
مملوکہ موافقا لکم فاحسنوا الیہم ومن لم یکن منہم موافقا لکم فبیعوہم ولا تعذبوہم وذکر الفقیہ ابو اللیث
غلام تمہارا موافق ہووی تو اوسکی ساتہہ سلوک کرو اور جو تمہاری موافق نہین ہی تو اوسکو بیچڈالو اونکو عذاب مت کرو اور فقیہ ابو اللیث
فی التنبیہ عن عطاء بن یسار ان ابا ذر ضرب وجہ غلام لہ فاستعدی علیہ النبی علیہ السلام قال لا تضربوا
تنبیہ الغافلین مین عطا ابن یسار سی روایت کرتی ہین کہ ابو ذر نی اپنی غلام کی منہہ پر مارا سو نبی علیہ السلام نی اوسکی فریاد رسی کی فرمایا مسلمان کی منہہ پر مت مارو

وجوه المسلمين واطعموهم مما تاكلون والبسوهم مما تلبسون فان رابوكم فبيعوهم وروى عن ابى مسعود الانصارى
اونكو كہلاؤ جو تم کہاتی ہو اور پہناؤ جو تم پہنتی ہو پہر اگر وہ تمہاری سامنے دہبازی کا کریں تو اونکو بیچ ڈالو اور ابو مسعود انصاری سی روایت ہی

انه قال كنت اضرب غلاما لى فسمعت من خلفى صوتا اعلم ابا مسعود لله اقدر عليك منك عليه
کہ وہ کہتی ہیں کہ میں اپنی غلام کو مارتا تہا سو میں اپنی پیچہی سی یہہ آواز سنی سمجہہ لی اى ابو مسعود اللہ تجہپر بہت تر اناہی بہ نسبت تیری اس غلام پر

فالتفت فاذا هو رسول الله عليه السلام فقلت هو حر لوجه الله تعالى فقال عليه السلام لو لم تفعل للفحتك
میں جو اودہر دیکہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہی میں عرض کیا یہہ واسطی خدا کی آزاد ہی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اگر تو یوں نکرتا تو البتہ تجہکو

النار او لمستك النار وفى حديث اخر رواه ابن عمر انه عليه الصلوة والسلام قال من ضرب غلاما له حدا
آگ پہونکتی یا یہہ فرمایا بیشک تجہکو آگ لگتی اور ایک اور حدیث میں ہی ابن عمر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی اپنی غلام کو ناحق حد ماری

لم ياته او لطمه فان كفارته ان يعتقه يعنى ان من ضرب غلامه على ذنب لم يفعله او لطمه فاثم ذلك
یا طمانچہ مارا تو اوسکا کفارہ یہہ ہی کہ اوسکو آزاد کر دی مراد یہہ ہی کہ جسنی اپنی غلام کو خطا کی بہانہ مارا جو اوس سی نہیں ہوئی یا طمانچہ مارا تو اس مار کا وبال

الضرب لا يزول الا باعتاقه هذا اذا لم يصدر عنه ذنب واما اذا صدر عنه ذنب فقد رخص النبى عليه السلام
بدون آزاد کئی نہیں جاتا یہہ اوس صورت میں ہی کہ اوس سی خطا نہوئی ہو اور اگر اوسنی خطا کی ہو تو بیشک نبی علیہ السلام نی اجازت دی ہی

فى تاديبه بقدر ذنبه فان العقوبة بالضرب على وجه التعزير ينبغى ان لا يبلغ حده اقل الحد واقله اربعون
کہ بمقدار گناہ کی ادب دیا چاہئی کیونکہ بطور تعزیر کی مار کر سزا دینی بہتر یہہ ہی کہ کم سی کم حد کی نوبت نہ جاوی اور حد کی کم سی کم چالیس درہ ہیں

سوطا وهو حد العبيد والاماء فى القذف والشرب فينبغى ان يكون التعزير عند ابى حنيفة اقل من ذلك
اور یہہ حد غلام لونڈیوں کی ہی گالی دینی اور شراب خواری میں اب سزاوار یہہ ہی کہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک تعزیر اس مقدار سی کم ہو

بان يكون اكثره تسعة وثلثون سوطا واقله ثلثة وانما كان اقله ثلثة اذ با قل منها لا يقع الزجر فيضربه
یعنی زیادہ سی زیادہ انتالیس درہ ہوں اور کم سی کم تین درہ اور کم سی کم تین اسلئی ہیں کہ اس سی کمتر میں کچہہ دہمکی نہیں ہوتی پہر تین سی لیکر

منها الى تسعة وثلثين قدر ما يرى انه يزجر منه لكن لا يضربه عند غضبه بل يضربه بعد انتفاء غضبه
انتالیس تک اختیار ہی جتنی میں دیکہی کہ اب مان گیا لیکن اوسکو غصہ کی وقت نہ ماری بلکہ جب غصہ جاتا رہی تو ماری

اذ قد يضربه بالغضب زيادة على قدر ذنبه فيوخذ بقدر الزيادة يوم القيمة بل ينبغى له عند غضبه عليه
اسواسطی کہ غصہ میں شاید کہ گناہ سی زیادہ مار بیٹہی پہر اوس بڑہتی کی بدلہ قیامت کی دن مواخذہ ہو بلکہ یوں چاہئی کہ جب غلام پر کسی

بجرم وخيانة ان يتفكر فى معاصيه وجناياته على الله تعالى وتقصيره فى طاعة الله تعالى ويرى تقصير مملوكه
جرم اور خیانت سی غصہ آوی تو فکر کری کہ میں اللہ تعالی کی گناہ کتنی کئی ہیں اور طاعت الہی میں کیا کیا قصور کیا ہی پہر مملوک کی تقصیر

فى خدمته ناشيا من تقصيره فى خدمة خالقه ويعفو عنه فى اليوم والليلة سبعين مرة لما روى عن عبد الله
اپنی خدمت میں دیکہہ کر خیال کری کہ یہہ خدمت خالق کی تقصیر کا وبال ہی اور رات دن میں اوسکی ستر خطائیں معاف کر دیا کری اسواسطی کہ عبد اللہ

بن عمر ان رجلا جاء الى النبى عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت
بن عمر کی روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی آکر پوچہا یا رسول اللہ ہم خادم کو کئی بار معاف کر دیا کریں آپ چپ ہو رہی اوس نی دوبارہ عرض کیا آپ پہر چپ رہی

فلما كانت الثالثة قال اعفوا فى كل يوم سبعين مرة وفى حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ضرب
پہر جب تیسری بار عرض کیا تو فرمایا ہر روز ستر بار معاف کیا کرو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب تم میں سی کوئی

احدكم خادمه فذكر الله تعالى فليمسك اى ينحى عنه بالعفو ويتذكر قصاص يوم القيمة ولا يضربه على زلة
اپنی غلام کو ماری اور وہ اللہ کا نام لیوی تو چاہئی کہ باز رہی یعنی معاف کر کی الگ ہو جاوی اور قیامت کی دن کا قصاص یاد کری اور اوسکی اتفاقی لغزش

ونسیان ولا علی کسر الاناء لما روی عن کعب بن عجرة انه علیه السلام قال لا تضربوا اماءکم علی کسر اناءکم
اور بہول پر نہ مارے اور نہ برتن ٹوٹنے پر مارے کیونکہ کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اپنی لونڈیوں کو برتن توڑنے پر مت مارا کرو
فان لہا اجالا کاجال الناس وفی حدیث اخر رواہ الصعق انہ علیہ السلام قال لا تغضبوا ولا تسخطوا فی
کیونکہ برتنوں کی بہی عمر ہوتی ہے جیسے آدمیوں کی اور ایک اور حدیث میں آیا ہے صعق کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا برتن ٹوٹنے پر غصہ مت کرو اور مت جہنجلاؤ
کسر الانیة فان لہا اجالا کاجال الانس وقد حکی ان میمون بن مہران کان عندہ ضیف فاستعجل علی جاریتہ بالعشاء
بیشک برتنوں کی عمریں ہیں انسانوں کی سی اور حکایت ہے کہ میمون ابن مہران کے پاس مہمان آگیا اوسنے جلدی سے لونڈی کے ہاتہہ شام کا کہانا منگایا
فجاءت مسرعة وفی یدہا قصعة مملوة بطعام حار فعثرت واراقتہا علی راس سیدہا قال سیدہا احرقتنی یا جاریة
وہ بہاگی آئی اور اوسکے ہاتہہ میں پیالہ گرم گرم کہانیکا بہرا ہوا تہا سو پہسل کر گر پڑی اور وہ کہانا مولی کے سر پر گر گیا مولی نے کہا اے لونڈی تونے مجہکو جلا دیا
فقالت الجاریة یا معلم الخیر ویا مؤدب الناس ارجع الی ما یقول اللہ تعالی قال وما یقول اللہ تعالی قالت یقول
وہ لونڈی بولی اے معلم الخیر اور اے مؤدب الناس خیال تو کر اللہ تعالی کیا فرماتا ہے مولی نے کہا اللہ تعالی کیا کہتا ہے بولی فرماتا ہے
والکاظمین الغیظ فقال کظمت غیظی قال زد فان اللہ تعالی یقول والعافین عن الناس قال قد عفوت
اور دبا لیتے ہیں غصہ میمون نے کہا میں نے اپنا غصہ دبا لیا لونڈی بولی زیادہ کر اللہ تعالی فرماتا ہے اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو میمون نے کہا میں نے تجہکو معاف کیا
عنک قالت ان اللہ تعالی یقول واللہ یحب المحسنین قال انت حرة لوجہ اللہ تعالی وقیل للاحنف
لونڈی نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے اور اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو میمون نے کہا تو واسطے خدا کے آزاد ہے اور احنف بن قیس سے
بن قیس ممن تعلمت الحلم قال من قیس بن عاصم انہ کان فی دارہ جالسا اذ اتت جاریة بسفود علیہ شواء فسقط
کسی نے پوچہا تو نے حلم کس سے سیکہا ہے کہا قیس بن عاصم سے وہ اپنے گہر میں بیٹہا تہا ناگہاں اوسکی لونڈی کباب کی جلتی ہوئی سیخ لیے ہوئی آئی سو وہ سیخ اوسکے ہاتہہ سے
من یدہا السفود علی ابن لہ فعقرہ فمات فدہشت الجاریة فقال لا یسکن روع ہذہ الجاریة الا العتق فقال
چہوٹ کر قیس کی بیٹے پر گر پڑی اوسکو زخمی کر دیا پہر وہ مر گیا اسمیں وہ لونڈی بہوچکارہ گئی پہر قیس نے کہا اس لونڈی کا خوف بدون آزاد ہوئے نہیں جاویگا پہر کہا
انت حرة لوجہ اللہ تعالی یا جاریة لا باس علیک وروی عن ابی امامة انہ علیہ الصلوة والسلام وہب لعلی
اے جاریہ تو واسطے خدا کے آزاد ہے ڈر کا مت اور ابو امامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علی کو ایک غلام دیا
غلاما فقال لہ لا تضربہ فانی نہیت عن ضرب اہل الصلوة وقد رایتہ یصلی فانہ علیہ السلام اشار فی
اور فرمایا اسکو مارنا مت کیونکہ مجہکو نمازی کی مار ڈہارسے ممانعت ہوئی ہے اور میں نے اسکو نماز پڑہتے دیکہا ہے بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں اشارہ کیا
ہذا الحدیث ان المصلی لا یاتی غالبا بما یستحق الضرب لان الصلوة تنہی عن الفحشاء والمنکر وروی عن الحسن البصری
فرمایا کہ نمازی اکثر ایسی خطا نہیں کرتا جسمیں مار کہاوے اسلیے کہ نماز فحشاء اور منکرات سے بچا رکہتی ہے اور حسن بصری سے روایت ہے
انہ سئل عن مملوک یرسلہ مولاہ فی حاجة وتحضرہ صلوة الجماعة او الجمعة بای ذلک یبدأ قال بحاجة مولاہ
کہ اونسے کسی نے حال غلام کا پوچہا کہ اسکو مولی کسی کام کو بہیجے اور اوسکو جماعت کی یا جمعہ کی نماز پیش آجاوے تو اب کیا کرے جواب دیا مولی کا کام
قال الفقیہ ابو اللیث ہذا اذا کان فی الوقت سعة ولا یخاف فوت الصلوة واما اذا خاف فوتہا فلا یجوز لہ
فقیہ ابو اللیث کہتے ہیں یہہ جب ہے کہ وقت میں گنجایش ہو اور نماز کی فوت کا خوف نہو اور اگر فوت کا خوف ہو تو پہر نماز کی وقت سے تاخیر
تاخیرہا عن وقتہا لما روی انہ علیہ السلام قال لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق وذکر فی المظہر ان السید
جایز نہیں ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی گناہ میں بندہ کی تابعداری نہیں ہے اور مظہر میں مذکور ہے کہ مولی کو
لا یجوز لہ ان یمنع عبدہ عن اداء فرائض اللہ تعالی لاجل خدمتہ واذا ادی العبد فرائض اللہ تعالی لا یجوز
جایز نہیں ہے کہ غلام کو اپنی خدمت کی غرض سے فرایض الہی ادا نکرنے دے اور غلام جب فرایض الہی ادا کر چکے تو اوسکو جایز نہیں ہے

له ان يترك خدمة سيده ويشتغل بعبادة غير واجبة عليه الا ان ياذن له سيده فيها حتى لو احرم
کہ مولی کی خدمت چھوڑ کر عبادت غیر واجبی کرنی لگی البتہ اگر اوسکا مولی اجازت دیوی تو مضائقہ نہیں یہان تک کہ اگر غلام نی حج کی

للحج بغير اذن سيده يجوز للسيد ان يخرجه من الاحرام ويمنعه عن اتمام الحج ولو حج وفات عنه خدمة
لئی احرام باندہا تو مولی کو جائز ہی کہ اوسکو احرام میں سی نکال لی حج پورا نہ کرنی دیوی اور اگر غلام نی حج کیا اور اوسمیں خدمت مولی کی فوت ہوگئی

سيده يكون اثما وكذا يجوز لسيده ان يمنعه عن صلوة النفل وصوم النفل ولا يجوز له ان يمنعه
تو گنہگار ہوگا اور ایسی ہی مولی کو جائز ہی کہ غلام کو نماز نفل اور روزہ نفل سی روکدی اور مولی کو یہہ جائز نہیں ہی کہ تشہد اور الحمد

عن تعلم التشهد والفاتحة وعدة سورة من القران وفرائض الصلوة والصوم لان هذه الاشياء واجبة
اور چند سورتیں قرآن کی اور فرائض نماز روزہ کی نہ سیکہنی دی اسلئی کہ یہہ سب واجب ہیں

لا يجوز اهمالها بخلاف غيرها وينبغي للعبد ان يغتنم ايام رقه لما روي انه عليه السلام قال اذا نصح العبد لسيده
انکا ترک جائز نہیں ہی اس سی علاوہ کا ترک مضائقہ نہیں اور غلام کو چاہیئی کہ اپنی غلامی کا زمانہ غنیمت سمجھی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب غلام اچھی

واحسن عبادة ربه كان له الاجر مرتين وفي حديث اخر انه عليه السلام قال نعما للمملوك ان يتوفاه الله
اور عبادت اپنی رب کی اچھی ادا کرتا ہی تو اوسکو دوہرا ثواب ہوتا ہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا اچھا غلام ہی جسکو اللہ تعالی وفات دی

يحسن عبادة ربه وطاعة سيده نعماله وقد روي انه عليه السلام قال في وعيد الابق من مولاه اذا
کہ رب کی عبادت اور مولی کی اطاعت اچھی کرگیا اوسیکو نعمت ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی غلام کی حق میں جو مولی سی بھاگ جاوی فرمایا جب غلام بھاگ جاتا ہی

ابق العبد لم يقبل له صلوة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ايما عبد ابق برئت منه الذمة وينبغي
تو اوسکی نماز قبول نہیں ہوتی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام بھاگ جاتا ہی اوس سی ذمہ خالی ہی اور مولی کو

للمولى اذا طالت مدة مملوكه في خدمته ان يعتقه لعله يخرج به مما بقي عليه من حقوقه ومظالمه راسا
لازم ہی کہ جب غلام کو خدمت کرتی ہوئی مدت دراز ہوجاوی تو اوسکو آزاد کردی کیا بعید ہی کہ اسکی سبب باقی حقوق اور مظالم سی برابر برابر بچ جاوی

براس ولعل الله تعالى يعتق بكل عضو منه عضوا منه لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال
شاید کہ اللہ تعالی غلام کی ہر عضو کی بدلہ اسکی اعضا کو آزاد کری کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

من اعتق رقبة مسلمة اعتق الله تعالى بكل عضو منه عضوا من النار حتى فرجه بفرجه وفيه اشارة
جسنی غلام مسلمان آزاد کیا تو اللہ تعالی اوسکی ہر عضو کی بدلہ اسکی اعضا آگ سی آزاد کریگا یہان تک کہ اسکی شرمگاہ اوسکی شرمگاہ کی بدلہ اسمیں اشارہ ہی

الى استحباب اعتاق كامل الاعضاء بان لا يكون مجبوبا او خصيا ليتم المقابلة اذ فهم منه انه تعالى
کہ آزاد کرنیکا حق یہہ ہی کہ اعضا کامل ہوں ایسا کہ ذکر بریدہ یا خوجہ نہو تاکہ پورا مقابلہ ہوجاوی اسلئی کہ اس حدیث سی یوں معلوم ہوتی

يعتق فرج المعتق من النار بمقابلة اعتاق فرج مملوكه من الرق وكذلك قيل المستحب ان يعتق الرجل
کہ اللہ تعالی معتق کی شرمگاہ آگ سی آزاد کردیتا ہی بدلہ میں آزادگی شرمگاہ غلام کی غلامی سی اسیطرح کہتی ہیں کہ مستحب یہہ ہی کہ مرد تو غلام آزاد کیا کری

عبدا والمراة امة تحقيقا للمقابلة وكذا ينبغي للسيد اذا اتى مملوكه بطعام قد اصلحه ان يقعده معه
اور عورت لونڈی تاکہ مقابلہ ثابت ہوجاوی اور ایسی ہی سید کو لازم ہی کہ جب غلام کہانا پکا کر لاوی تو اوسکو اپنی ساتہہ دسترخوان پر بٹہالی

على الخوان وان لم يقعده يعطيه لقمة ويقول له كل هذه لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام
اور اگر نہ بٹہاوی تو ایک لقمہ ہی دیدی اور کہدی لی کہالی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال اذا صنع لاحدكم خادمه طعامه ثم جاء به وقد ولي حره ودخانه فليقعده معه فلياكل وان
جب تمہاری لئی غلام کہانا پکاوی پہر لیکر آوی اور بیشک اوسنی گرمی اوٹہائی اور دہوان کہایا تو چاہیئی کہ اوسکو کہانی کو ساتہہ بٹہالی اور اگر

كان الطعام مستقوها قليلا فليضع في يده منه اكلة او اكلتين وفي الفتاوي رجل لا ينفق على عبده
کہانیوالی بہت ہوں اور کہانا تہوڑا ہو تو اوسکی ہاتہہ پر دو تین سی ایک یا دو لقمہ رکہدی اور فتاوی میں ہی کہ ایک شخص غلام کا خرچ نہیں اوٹہاتا

ان كان العبد قادرا على الكسب لا ياكل من مال مولاه بلا رضاه وان لم يكن قادرا على الكسب او منعه
اگر وہ غلام کما سکتا ہی تو مولی کی مال میں سی اوسکی بلا رضا نہ کہاوی اور اگر کما نہیں سکتا یا مولی کمانی نہیں

مولاه عن الكسب يجوز له ان ياكل من مال مولاه بلا رضاه والامة تاكل مطلقا روي عن ام سلمة رض
دیتا تو اب جائز ہی کہ مولی کی مال میں سی بلا اجازت کہالی اور لونڈی بہرحال کہا یا کری ام سلمہ سی روایت ہی

انه عليه السلام كان يقول في مرضه الصلوة وما ملكت ايمانكم فانه عليه السلام قرن المماليك بالصلوة
کہ نبی علیہ السلام مرض کی حالت میں فرماتی تہی نماز کی اور مملوک کی حفاظت کرو بیشک نبی علیہ السلام نی ممالیک کو نماز کی ساتہہ ملا کر

وامر بحفظهم كما امر بحفظها ليعلم ان القيام بمقدار حاجتهم من الطعام واللباس وتعليم الدين واجب
انکی حفاظت کا حکم دیا جیسی نماز کی حفاظت کا تاکہ معلوم ہو کہ ممالیک کی خدمت بقدر حاجت کہانی پہنی اور دین سیکہنی کی مالکون کی ذمہ

على من يملكهم كما يجب الصلوة عليهم فان المسلم كما يجب عليه نفقة عبيده واماثه قدر ما يكفيهم كذلك
ایسی واجب ہی جیسی اونپر نماز واجب ہی بیشک مسلمان پر جیسی خرچ غلاموں اور لونڈیوں کا بقدر کفایت واجب ہی ایسی ہی

يجب عليه ان يعلمهم ما فرض الله تعالى عليهم وما نهاهم عنه فان هذا امر قد اهمل اكثر العلماء في هذا
اوسپر یہہ واجب ہی کہ سیکہا دی اللہ تعالی نی کیا کیا اونپر فرض کیا ہی اور کیا کیا منع کیا ہی بیشک یہہ ایسا کام ہی کہ اس زمانہ میں اکثر علماؤں نی چہوڑ دیا ہی

الزمان فضلا عن العوام فان العبيد والاماء في هذا الزمان لا يقصدون بالتعليم اصلا بل انما يقصدون
عوام کو کیا روئیں بیشک غلام لونڈیاں اس زمانہ میں دین سیکہنی کا ارادہ ہرگز نہیں کرتی بلکہ بجز مقاصد

لقضاء المآرب الدنيوية فقط كانهم عند ملاكهم حيوان بهيمي لا تكليف عليهم فان كثيرا ممن يدعي
دنیوی کی کچہہ ارادہ نہیں کرتی گویا وہ اپنی مالکون کی پاس بیل ڈنگر ہیں اونکی ذمہ احکام شرعی نہیں ہیں بیشک اس زمانہ میں اکثر شخص جو اسلام کا

الاسلام في هذا الزمان يكون عنده عبيد واماء فلا يامرهم بواجب ولا ينهاهم عن حرام بل يكون العبد و
دعوی کرتی ہیں اونکی پاس غلام لونڈیاں ہیں پر اونکو نہ کسی واجب کا حکم کرتی ہیں اور نہ حرام سی روکتی ہیں بلکہ غلام لونڈیوں کو

الجارية في ملكه عدة سنين لا يصليان الصلوة المفروضة ويرتكبان امورا كثيرة من المناهي والمنكرات
اونکی ملک میں کئی کئی برس گذر جاتی ہیں کہ فرض نماز نہیں پڑہتی اور بہتیری اعمال مناہی اور منکرات کی جاتی ہی

وهو يريهما ويتغافل عنهما ويظن ان اثمهما عليهما لا عليه ولا يعلم ذلك المسكين انه مؤاخذ بما صدر عنهما
اور میاں دیکہا کرتی ہیں اور کچہہ نہیں کہتی اس خیال میں ہیں کہ اونکا گناہ اونپر ہی مجہپر نہیں ہی اور بیچارہ کو یہہ خبر نہیں کہ جو گناہ اونسی ہوگا اوسمین وہ پکڑا جاویگا

ومسئول عنه ومعاقب عليه يوم القيمة لما روي عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال كلكم راع
اور اوسی پوچہہ ہوگی اور قیامت کی دن اوسپر عذاب ہوگا کیونکہ عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم سب نگہبان ہو

وكلكم مسئول عن رعيته فاذا علم الانسان ان يسئل عن عبيده واماثه يوم القيمة لا يتركهم كالبهائم
اور نگہبانی کی سب سی پوچہہ ہوگی جب آدمی کو یہہ معلوم ہو کہ قیامت کو غلام لونڈیوں کی مجہسی پوچہہ ہوگی تو اونکو شتر بی مہار

المرسلة بلا ضابط ديني ولا زاجر شرعي بل يشدهم بزمام الشريعة ويقيدهم بالاحكام الدينية ويصونهم
بی ضابطہ دینی اور بغیر زاجر شرعی کی کیونکر چہوڑی بلکہ اونکو شریعت کی رسی میں باندہی اور احکام دینی میں گہیری اور عذاب اخروی کی

عن موجبات العقوبات الاخروية اذ قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نارا فان الاهل
اسباب سی بچاوی اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنی گہر والوں کو اوس آگ سی بیشک لفظ اہل کا

وان كان الاصل فيه ان يطلق على القرابة لكن يطلق على الاتباع ايضا ولا يبعد ان يكون المراد ههنا هذا

اگرچہ اصل میں قرابت دار پر بولتے ہیں لیکن اتباع کو بھی کہتے ہیں اور کیا بعید ہے کہ یہاں عموم کی جہت سے

المعنى لعمومه فعلى هذا يجب على المؤمن ان يعلم عبيده واماءه من احكام الاسلام قدر ما يجب عليهم

یہی معنی مراد ہوں اس تقریر کی موافق مؤمن پر واجب ہے کہ اپنی غلام لونڈیوں کو احکام دینی جسقدر ان پر واجب ہیں سکھا دیوے

ثم يامرهم باداء الفرائض والواجبات وينهاهم عن ارتكاب المعاصي والمحرمات بالرفق اولا فان ابوا

پھر انسے فرائض اور واجبات ادا کرائے اور معاصی اور محرمات پر عمل کرنے سے منع کردے پہلی تو نرمی سے پھر اگر نہ مانیں

يغلظ الكلام عليهم فان ابوا يضربهم فمن لم يدخل منهم طريق الصلاح بعد ذلك يبيعه لانه مادام

تو زبانی دھمکا کر پھر بھی اگر باز نہ آویں تو مار کر پھر بھی اگر کوئی ان میں سے طریقہ خوبی کا نہ لے تو اوسکو بیچ ڈالے اسلئے کہ جب تک اسکی ملک

في ملكه يجب عليه حفظه كما قال قاضيخان في فتاويه رجل له عبد مريض لا يقدر على الوضوء عن

میں رہیگا اوسکی حفاظت کا ذمہ دار ہے چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتے ہیں ایک شخص کے پاس غلام بیمار ہے وضو نہیں کرسکتا

محمد يجب على المولى ان يوضيه لانه مادام في ملكه كان عليه تعاهده لكن ينبغي ان يعلم ان المولى و

امام محمد سے ہے کہ مولی پر وضو کرانا واجب ہے اسلئے کہ جبتک اسکی ملک میں ہے تب تک اوسکا ذمہ دار ہے لیکن سمجھنا چاہیئے کہ مولی کو اگرچہ غلام کا مارنا

ان جاز له ان يضرب عبده اذا اتى بما لا يوجب الحد لكن اذا اتى بما يوجب الحد فليس له ان يقيم عليه

جایز ہے اگر وہ ایسی خطا کرے کہ جسمیں حد نہ آتی ہو لیکن اگر ایسا کام کریگا جسمیں حد آتی ہو تو مولی کو اختیار نہیں ہے کہ مقدمہ پیش کرے پر جبتک حاکم

الحد الا باذن الحاكم بعد المرافعة اليه وثبوته عنده فاذا اقام عليه الحد ولم ينزجر يبيعه ولو بثمن بخس

ثابت کرکر حکم نہ دے اسپر حد جاری کرے پھر جب اوسپر حد جاری ہوچکی تو بھی نہ باز آوے تو بیچ ڈالے اگرچہ کم مول سستا

لما روي عن ابي هريرة رض انه قال اذا زنت امة احدكم فتبين زناها فليجلدها بحد ولا يثرب عليها ثم ان

اسواسطے کہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسیکی لونڈی زنا کرے اور وہ ظاہر ہوجاوے تو اوسکو حد مارنی چاہیئے اور اوسکو کچھ سرزنش نکرے پھر اگر

زنت فليجلدها بحد ولا يثرب عليها ثم ان زنت الثالثة فليبعها ولو بحبل من شعر وفي ذكر الامة على الاطلاق

دوبارہ زنا کرے تو پھر حد مارنی چاہیئے اور کچھ سرزنش نکرے پھر اگر تیسرے دفعہ زنا کرے تو اوسکو بیچ ڈالے اگرچہ بدلہ بال کی رسی کی اور مطلق لونڈی کی ذکر کرنے میں

اشعار بان حدها منكوحة كانت او غيرها الجلد لا انه نصف جلد الحرائر لقوله تعالى فان اتين بفاحشة

یہہ اشارہ ہے کہ لونڈی کی حد منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ درے ہیں اتنا ہی کہ آزاد عورت سے آدہے ہیں بدلیل اس آیت کی پھر اگر کریں بیحیائی کا کام

فعليهن نصف ما على المحصنت من العذاب والمراد بالفاحشة في الاية الزنا وبالمحصنت الحرائر وبالعذاب

تو انپر ہے آدہی مار جو بی بیوں پر مقرر ہے اور مراد لفظ فاحشہ سے اس آیت میں زنا ہے اور محصنت سے مراد آزاد عورتیں ہیں اور عذاب سے مراد

الجلد لا الرجم لانه لا ينتصف واستدل الشافعي بهذا الحديث على ان للمولى اقامة الحد على مملوكه وقال

درہ ہیں سنگسار نہیں ہے کیونکہ سنگساری کا آدھا نہیں ہے اور امام شافعی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ مولی کو اپنی غلام پر حد جاری کرنیکا اختیار ہے اور

الحنفيون ليس له ذلك الا باذن الامام لقوله عليه السلام اربع الى الولاة وذكر منها الحدود والولاة جمع الوالي

حنفی کہتے ہیں کہ بدون اذن امام کی مولی کو اختیار نہیں ہے بدلیل اس حدیث کی کہ چار باتیں والیوں کی اختیار میں ہیں اونہیں میں حدود کو ذکر کیا اور ولاۃ جمع والی کی

وهو اذا اطلق ينصرف الى من له ولاية عامة وهو السلطان او نائبه واما التصريح بالنهي عن التثريب

اور اسکو بے قید بولتے ہیں تو وہ حاکم مراد ہوتا ہے جسکو حکومت عام ہو یعنی بادشاہ یا اوسکا نائب اور صریح ممانعت سرزنش سے لونڈیوں کو

عليها بعد الامر بجلدها فلان عقوبة الزنا قبل ان يشرع الجلد كان التثريب وهو التوبيخ والتعيير

بعد حکم دینے درے زنی کی اسواسطے ہے کہ زنا کی عقوبت درہ مقرر ہونے سے پہلی تثریب تھی یعنی جھڑکنا اور شرم دلانی

فیکون معنی الحدیث لا یقتصر علی تعییرها بل یقیم علیها الحد وقیل معناه لا تثریب علیها بعد اقامة الحد
تو معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ سرزنش پر اکتفا نکرین بلکہ اوسپر حد جاری کیجاوی اور بعضی کہتی ہین اسکی معنی یہہ ہین کہ جب حد جاری ہوچکی تو اب سرزنش نہین ہی
علیها واما الامر ببیعها فی الثالثة فلما فیه من ترک المخالطة مع الفساق واهل المعاصی فان قیل کیف یکره
اور بیچنے کا حکم تیسری دفعہ مین اسلئی ہی کہ اسمین فساق اور فجار کا ملاپ اور صحبت چہوٹتی ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری یہہ کیونکر ہی
شیئا لنفسه ویرتضیه لاخیه المسلم مع انه علیه السلام قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب
کہ ایک شئی کو اپنی لئی برا سمجہی اور بہائی مسلمان کی لئی پسند کری باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی مؤمن نہوگا کوئی تم مین سی جبتک کہ پسند کری واسطی بہائی
لنفسه فالجواب انه یبیعها علی قصد ان تستعف عند مشتریها بضبطها او بالاحسان الیها والتوسعة علیها
مسلمان کی جو پسند کری اپنی لئی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اس نیت سی بیچی کہ مشتری کی پاس جاکر اوکی ضبط یا احسان کرنی سی اور فراخی برتنی سی عفیفہ ہوجاوی
وذکر فی نصاب الاحتساب ان من اعتاد ان یشتم ممالیکه کل یوم وکل ساعة لا یقبل شهادته وان کان
اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی جسکی یہہ عادت پڑجاوی کہ غلامون کو ہر روز اور ہر وقت گالیان دیا کری تو اوسکی گواہی مردود ہی اور اگر کبہی کبہی گالی دیتا ہو
احیانا تقبل ان لم یکن قذفا وان کان قذفا یسقط العدالة ویوجب الجلد لکن لا یضرب فی الدنیا لان المولی
تو گواہی اوس صورت مین قبول ہوگی کہ وہ گالی قذف نہووی اور اگر قذف ہو تو وہ عادل نہین رہتا اور درّہ مارنی آتی ہین لیکن دنیا مین نہین اسلئی کہ مولی پر
لا یعاقب فی الدنیا بسبب عبده بل یضرب فی الآخرة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من قذف
دنیا مین غلام کی جہت سی عقاب نہین ہوتا بلکہ آخرت مین لگینگی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اپنی غلام کو
مملوکه وهو بریء مما قال جلد یوم القیمة الا ان یکون کما قال وذکر الفقیه ابو اللیث فی التنبیه عن عامر الشعبی
گالی دیکر اور وہ اوسکی گالی سی پاک ہو تو قیامت کی دن درّہ لگینگی ان اگر اوسکی کہنی کی موافق ہو تو خیر اور فقیہ ابو اللیث تنبیہ مین عامر شعبی سی روایت کرتا ہی
انه قال سنستقی رجل من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم من اهل بیت فدعت المرأة خادمتها فابطأت
کہ ایک شخص نی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سی ایک اہل بیت سی پانی مانگا سو بی بی گہر والی نی لونڈی کو بلایا اوسنی دیر کی
فقذفتها فقال ذلک الرجل اما انک تستحدین لها یوم القیمة او تقیمن اربعة انها کما قلت فاعتقها
پہر بی بی نی اوسکو گالی دی پہر اوس شخص نی کہا ہی بیشک قیامت کی دن تجپر حد لگیگی یا چار گواہ لاؤ کہ یہہ لونڈی ایسی ہی جو تو کہتی ہی ، پہر بی بی نی اوسکو آزاد
قال عسی ان یکفر هذا عنک هذا الحدیث وان دل علی ان قذف المملوک یوجب الحد لکن لا
اوس شخص نی کہا امید ہی کہ تیری یہہ عوض ہوجاوی اس حدیث سی اگرچہ معلوم ہوتا ہی کہ غلام کو گالی دینی سی حد لازم آتی ہی لیکن حد
یوجبه لعدم الاحصان فیه لان شرط الاحصان فی حد القذف خمسة الحریة والاسلام والعقل و
واجب نہین ہوتی اسلئی کہ محصن نہین ہی اسلئی کہ حد قذف مین احصان کی شرطین پانچ ہین آزادگی اور اسلام اور عقل اور
البلوغ والعفة عن الزنا فمن لم یوجد فیه واحد من هذه الشروط الخمسة لا یکون محصنا فقذفه
بلوغ اور پاک ہونا زنا سی پہر جسمین ان پانچ شرطون مین سی کوئی سی ایک بہی موجود نہو گی تو وہ محصن نہین ہوگا ایسی کی قذف سی حد نہین آتی
لا یوجب الحد بل یوجب التعزیر البالغ غایته وهو تسعة وثلثون سوطا عند ابی حنیفة وعند ابی یوسف فی
بلکہ بڑی سی بڑی تعزیر آتی ہی اور وہ نزدیک امام ابو حنیفہ کی انتالیس درّہ مین اور امام ابو یوسف کی نزدیک ایک
روایة خمسة وخمسون وفی روایة تسعة وسبعون فان لم یضرب فی الدنیا یضرب فی الآخرة بسیاط
روایت مین پچپن درّہ ہین اور ایک روایت مین اناسی درّہ ہین سو دنیا مین اگر نہ لگینگی تو آخرت مین سب کی سامنی آگ کی درّہ لگینگی
من النار علی رؤس الاشهاد ومن یوجد فیه هذه الشروط الخمسة کلها یکون محصنا ویوجب قذفه الحد
اور جسمین یہہ پانچون شرطین تمام موجود ہون تو وہ محصن ہی اوسکی قذف سی حد لازم آتی ہی

وهو ثمانون سوط الحر ونصفها العبد مع عدم قبول شهادتهما ولو بعد التوبة لقوله تعالى والذين يرمون
یعنی اسی درّہ آزاد کی لئی اور آدہی غلام کی لئی اور گواہی بہی مقبول نہوگی اگرچہ توبہ کریں بدلیل اس آیت کی اور جو لوگ عیب لگاتی ہیں

المحصنت ثم لم ياتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا واولئك هم
قیدوالیوں کو پہر نہ لائی چار شاہد تو مارو اونکو اسی چوٹ چمڑی کی اور نہ مانو اونکی کوئی گواہی کبہی اور وہی لوگ ہیں

الفسقون الا الذين تابوا من بعد ذلك واصلحوا فانه تعالى قد بين في هذه الاية ان الذين يرمون المحصنت
بی حکم مگر جنہوں نی توبہ کی اس پیچہی اور سنوار پکڑی بیشک اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان فرمایا ہی کہ جو لوگ تہمت زنا کی کرتی ہیں پاک عورتوں پر

بالزنا ثم لم ياتوا باربعة شهداء يتوجه عليهم ثلثة احكام وجوب جلدهم ورد شهادتهم وكونهم فاسقين الا
پہر نہیں لائی چار گواہ تو اونپر تین حکم جاری ہونگی بالضرور درہ مارنی اور گواہی مردود اور وہ فاسق ہیں پر اتنا ہی

انهم ان تابوا واقروا بالكذب وبراءة المقذوف واستحلوا منه واصلحوا ما افسدوا من كسر العرض وهتك الستر
کہ اگر وہ توبہ کریں اور اپنی جھوٹ اور مقذوف کی برات کی قائل ہوں اور اوس سی معاف کرالیں اور جو خرابی کی تہی اوسکو درست کریں یعنی بی آبروئی اور پردہ دری

يرتفع عنهم الفسق للاستثناء الواقع في الاية ولا يرتفع عنهم الجلد ولا رد الشهادة عند العلماء الحنفية والحاصل
تو فسق دور ہو جائیگا اسلئی کہ آیت میں استثناء واقع ہی اور درّہ معاف نہیں ہوسکتا اور نہ گواہی مقبول ہوسکی نزدیک علماء حنفیہ کی اور حاصل یہہ ہی

ان في الاية تصريحا بترتيب الاحكام الثلثة عليهم بمجرد العجز عن اقامة البينة بلا اشتراط الكذب في الحقيقة
کہ آیت میں صاف تینوں حکم اونپر مرتب کر دیی ہیں گواہ گذارنی سی عاجز ہوتی ہی لازم ہیں اور کچہہ شرط نہیں ہی کہ حقیقت اور نفس الامر میں

ونفس الامر لان القذف خبر يحتمل الصدق والكذب الا انهم بهتك ستر العفة بلا فائدة حيث عجزوا عن الاثبات
جہوٹ ہووی اسلئی کہ قذف خبر ہی احتمال صدق اور کذب دونو کا رکہتی ہی لیکن وہ عفت کی پردہ دری بلا فائدہ کرکر ثابت نکر سکی

كانوا فاسقين مستحقين للعقوبة التي هي الجلد ورد الشهادة وان كانوا صادقين في نفس الامر اذ قال الله تعالى
فاسق ہوگئی اور سزاوار اس عذاب کی ہوئی یعنی درہ اور رد شہادت اگرچہ واقع میں سچی ہی ہوں اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

لولا جاءوا عليه باربعة شهداء فاذ لم ياتوا بالشهداء فاولئك عند الله هم الكذبون فعلم من هذا ان ما لا حجة
کیوں نہ لائی وہ اس بات پر چار شاہد پہر جب نہ لائی شاہد تو اللہ کی ہاں وہ ہی ہیں جہوٹی اس ہی معلوم ہوا کہ جس بات پر حجت نہو سکی

عليه فهو في حكمه تعالى كذب ولذلك رتب عليه الحد لعدم الفائدة في الاخبار به من الحسبة
وہ حکم الہی میں جہوٹ ہی اسی لئی اوسپر حد قایم ہوئی کیونکہ اس خبر میں کوئی سا فائدہ نہیں ہی نہ تنبیہ

والزجر والسياسة بل هو مجرد هتك الستر وكسر العرض وهذا اذا كانوا صادقين فكيف اذا كانوا
اور نہ زجر اور سیاست بلکہ یہہ صرف پردہ دری اور بی آبروئی ہی یہہ اس صورت میں ہی اگر سچی ہوں پہر کیا کہوں اگر

كذبين وهم يحسبونه هينا وهو عند الله عظيم ولهم في الاخرة عذاب اليم نعم من راى رجلا يزني
جہوٹی ہوں اور اوسکو لوگ سہل سمجہتی ہیں اور وہ اللہ کی ہاں بڑی ہی اور اونکی لئی ہی آخرت میں دکہہ کی مار ہی ہاں جو شخص کسیکو زنا کرتی دیکہی

يحل له ان يقتله وانما لا يقتله لانه لا يصدق انه قتله لانه راه يزني المجلس السابع والسبعون
تو اوسکو اوسکا قتل کرنا حلال ہی اور قتل اسلئی نہیں کرتا کہ ثابت نکر سکیگا کہ میں نی زنا کرتا دیکہہ کر قتل کیا ہی ستترویں مجلس

في بيان حرمة اللواطة وعقوبتها وغيرها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اخوف ما
اغلام کی حرمت کی بیان میں اور اوسکی سزا وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجہکو بڑی سی بڑا خوف

اخاف على امتي عمل قوم لوط هذا الحديث من حسان المصابيح رواه جابر وفيه تنبيه عظيم على كون عملهم
اپنی امت پر عمل قوم لوط کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی اور اسمیں بڑی تنبیہ ہی کہ اونکا یہہ عمل

من اعظم الذنوب وهذا عاقبهم الله تعالى بما لم يعاقب به امة من الامم وجمع عليهم من انواع العذاب ما لم
اعظم المعاصی سے ہی اسیسے لئی اسد تعالی نی اونکو ایسا عذاب دیا کہ تمام امتوں میں سی کسیکو نہیں دیا اور اونپر کئی قسم کی عذاب جمع کر دئی جو اور کسی

يجمعه على غيرهم من بني آدم وذمهم وكرر قصتهم في عدة سور من كتابه الكريم حتى يرتدع من علمهم الذين يؤمنون
بنی آدم پہ جمع نہیں کئی اور اونکی برائی بیان کی اور بار بار اونکا قصہ اپنی کتاب کریم کی کئی سورتوں میں بیان کیا تا کہ جو لوگ خدا اور قیامت کی

بالله واليوم الاخر اشد الارتداع ويحترزوا عنه وعن مباديه كالنظر والمصاحبة واللمس والقبلة اشد
دن پر ایمان لائی ہیں اس سی خوب باز آویں اور اوس سی اور اوسکی اسباب سی جیسا دیکھنا اور پاس بیٹھنا اور ہاتھ لگانا اور منھ چومنا

الاحتراز ولا يقربوا منه ولا يحوموا حوله فضلا عن ان يفعلوه اذ قد روي ان طباع جميع الحيوانات
خوب احتراز کریں اور اسکی پاس نہ پہنچیں اور اسکی گرد نہ جاویں کرنیکا تو کیا ذکر ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ تمام حیوانات کی طبیعتیں بجز سور اور بندر کی اسکام سی

يا باه الا الخنازير والقرد وفي رواية الا الخنزير والحمار فمن يميل طبعه اليه يكون في الدناءة والخساسة
نفرت کرتی ہیں اور ایک روایت میں ہی سوای سور اور گدہی کی پھر جسکی طبیعت اودہر مایل ہووی تو وہ دناءت اور خساست

والخباثة مثل الخنزير والقرد والحمار بل هو ادنى منها حالا لما روي انه عليه السلام قال الخنازير والقرد
اور خباثت میں سور اور بندر اور گدہی کی برابر ہی بلکہ اونسی بھی بدتر اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سور اور بندر

اعقل عند الله تعالى ممن يرتكب المعاصي وذلك لان من يرتكب المعاصي على الاستمرار من غير التوبة والاستغفار
اسد کی نزدیک اوس سی زیادہ ہوشیار ہیں جو معاصی اختیار کرتا ہی اسلئی کہ جو شخص معاصی میں ہمیشہ گرفتار رہتا ہی بی توبہ اور استغفار کی

يكون من الذين قال الله تعالى فيهم اولئك كالانعام بل هم اضل فانه تعالى شبههم بالبهائم في كون مشاعرهم
وہ اون لوگوں میں ہی جنکو اسد تعالی فرماتا ہی وہ جیسی چوپائی بلکہ اونسی زیادہ بی راہ کیونکہ اسد تعالی اونکو بہایم سی تشبیہ دی کہ اونکی دل و دماغ

متوجهة الى اسباب الدنيا ومقصورة عليها وعدم التفكر فيما يقرع اذانهم من الايات وعدم الانتفاع بها بل
اسباب دنیوی کی طرف متوجہ ہو کر اہی کی ہو رہی اور اونکا کچھ فکر نہیں ہی جو آیات سنتی ہیں اور اونسی کچھ نفع نہیں لیتی ہیں بلکہ ایسی لوگوں کو

جعلهم اضل منها لانها تدرك ما من شانها ان تدركه من المنافع والمضار وتجتهد غاية جهدها في جلب
اونسی بھی گمراہ ٹھہرایا کیونکہ ڈنگر تو و ہ تنا سمجھتی ہیں جو اونکی سمجھنی لایق ہی فائدہ اور نقصان کو منفعت کی وصول میں اور مضرت کی دفع میں خوب کوشش کرتی ہیں

ما ينفعها وسلب ما يضرها وتنقاد لصاحبها وتميز من يحسن اليها ممن يسيء اليها وهؤلاء ليسوا كذلك حيث لا يميزون
اور اپنی مالک کی مطیع رہتی ہیں اور اپنی محسن اور ایذا رسان میں تمیز کرتی ہیں اور یہہ لوگ بدکار ایسی نہیں ہیں کیونکہ یہہ منفعت

بين المنافع والمضار ويجتهدون غاية جهدهم في جلب ما يضرهم وسلب ما ينفعهم ولا ينقادون لربهم ولا يعرفون
اور مضرت میں فرق نہیں کرتی اور مضرت حاصل کرنیکو اور منفعت کھونی پر ٹوٹ پڑتی ہیں اور اپنی پروردگار کی فرمان برداری نہیں کرتی اور نہ اوسکی احسان

احسانه اليهم من اساءة الشيطان الذي هو عدوهم ويقدمون على العذاب الاليم ولا يقدمون على
کی تمیز کرتی ہیں شیطان کی بدی سی جو کہ اونکا بڑا ہی دشمن ہی اور سخت عذاب پر دوڑتی ہیں اور عیش دائمی

النعيم المقيم ويكونون من الذين قال الله تعالى فيهم يعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا وهم عن الاخرة هم
کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور اون لوگوں میں داخل ہیں جنکو اسد تعالی فرماتا ہی جانتی ہیں اوپر اوپر دنیا کا جینا اور وہی لوگ آخرت سی

غافلون يعني انهم يعلمون ظاهرا حقيرا خسيسا من الدنيا وهو ما يشاهدونه من زخارفها وملاذها وسائر
خبر نہیں رکہتی یعنی وہ لوگ دنیا میں سی یہہ ہی حقیر بی حقیقت کو سمجھ رہی ہیں اور وہ ہی جو دیکھتی ہیں دنیا کی زیب و زینت اور لذتیں اور تمام

احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهوائهم وهم عن الاخرة التي هي مطلب الاعلى والمقصد الاقصى غافلون
حالات جو اونکی شہوات کی موافق ہیں اور ہوا و ہوس کی مناسب اور یہہ لوگ آخرت سی جو بڑا مطلب اور غایت درجہ کا مقصد ہی غفلت میں ہیں

لا يخطرونها ببالهم ولا يدركون من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها ولا يتفكرون فيها حتى يحصل لهم علم بها
اسکا خیال دلمیں نہیں لاتی اور دنیا کی حالات میں سی اوسپر نظر نہیں ڈالتی جس سی آخرت کی سمجھ آوی اور نہ اوسمیں فکر کرتی ہیں تاکہ اونکو آخرت کا علم آوی

فان العلم بامور الاخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى وقدرته وارادته وعلمه وحيوته وذلك العلم لا يحصل
کیونکہ علم اخروی امور کا وجود باری تعالی اور اوسکی قدرت اور اراده اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم بدون نگاه

الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر في احوالها المتغيرة وهم قصروا النظر على الظاهر الخسيسة كالبهائم ولم يتفكروا في
کرنیکی مصنوعات میں اور بغیر فکر کرنیکی بدلتی حالات میں حاصل نہیں ہوسکتا اور اونہوں نی ڈنگروں کی طرح صرف ظاہر ہی حقیقت پر نگاہ کر رکہی ہی

عجائب صنعه تعالى ليستدلوا بها على وجوده وصفاته التي يتوقف عليها وجود الممكنات فيعلموا ان ما اخبر به من امور
اور عجائبات صنع الہی میں فکر نہیں کرتی تاکہ اوسکی وسیلہ سی اوسکی وجود اور صفات پہ استدلال کرسکیں جسپہ وجود ممکنات کا موقوف ہی اور معلوم کریں کہ امور اخروی جنکی خبر

الاخرة امور ممكنة يلزم ثبوتها وكون المكلفين فيها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير بحكم صدق الاعمال
آئی ہی امور ممکنہ ہیں انکا ثبوت لازم ہی اور مکلف لوگ اسمیں دو قسم پر ہیں اعمال کی خوبی اور بدی کی لحاظ سی ایک قسم جنت میں اور ایک قسم دوزخ میں پہر بیشک سبب

وفسادها ثم ان سبب محبة العبد للمعاصي والفجور فساد العلم او فساد القصد او فسادهما جميعا بل قد قيل فساد
آدمی کی محبت کا معاصی اور فجور سی یا تو علم کا فساد ہی یا تو قصد کا فساد یا مگر دونو کا فساد بلکہ بعضی کہتی ہیں

القصد من فساد العلم فان من علم ما في المضار من المضرة حقيقة العلم لا يميل اليه الا ترى ان من علم
قصد کا فساد بہی علم کی فساد میں سی ہی اسلئی کہ جسکو خوب معلوم ہووی کہ مضر چیز میں نقصان ہی تو اودہر رغبت نہیں کرتا تو دیکہتا نہیں کہ جسکو یقینی معلوم ہو

من طعام لذيذ انه مسموم لا يقدم عليه فعلى هذا ان الايمان الحقيقي هو الذي يحمل صاحبه على فعل
کہ فلانی لذیذ کہانی میں زہر ملا ہی تو اوسمیں ہاتہ نہیں ڈالتا اس بیان کی موافق بیشک حقیقی ایمان وہ ہی کہ جس سی آدمی منفعت اخروی کو اختیار کری

ما ينفعه في الاخرة وترك ما يضره فيها فاذا لم يفعل ما ينفعه في الاخرة ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايمانه حقيقيا
اور مضرات اخروی کو چہوڑی پہر اگر آدمی نہ تو منفعت اخروی پر عمل کری اور نہ مضرات اخروی کو چہوڑی تو اسکا ایمان حقیقی نہیں ہی

بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يسلك طريقها الموصلة اليها فضلا
بلکہ زبانی ہی دلی نہیں کیونکہ جو شخص دوزخ پر ایسا حقیقی ایمان لایا گویا اوسکو دیکہ رہا ہی تو ایسا راہ نہیں چلیگا جو اودہر لیجاوی اور سعی کرکر

عن ان يسعى في دخولها والمؤمن بالجنة حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يمهل عن طلبها بل يسعى في دخولها
داخل ہوئیگا تو کہاں مرتبہ اور جو جنت پر ایسا حقیقی ایمان لایا ہی گویا کہ اوسکی نظر کی سامنی ہی اوسکی طلب میں سستی نہیں کریگا بلکہ سعی کرکر داخل ہوگا

وهذا امر يجده الانسان في نفسه عند سعيه في امور الدنيا من دفع ما يضره وجلب ما ينفعه فعلى هذا كل من اعتاد
اور یہہ تو ایسی بات ہی کہ آدمی جب دنیاوی کاروبار میں لگتا ہی تو اپنی دلمیں سوچ لی کہ نقصان سی حتی المقدور بچتا ہی اور منفعت کو حاصل کرتا ہی اس بیان کی موافق

ان يعمل عمل قوم لوط لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لان جرمه لا يشبهه سائر الجرائم ولهذا اختلف العلماء
جسکی عادت عمل قوم لوط کی پڑجاوی تو اوسکا ایمان حقیقی نہیں ہی بلکہ زبانی ہی کیونکہ اسکی خطا اور خطاؤں سی نہیں ملتی اسہی لئی اسکی حد میں علماء کو اختلاف ہی

في حده فذهب قوم الى ان الفاعل يحد حد الزنا فانه ان كان محصنا يرجم وان لم يكن محصنا يجلد مائة جلدة
ایک گروہ کا یہہ مذہب ہی کہ فاعل پر حد زنا کی جاری ہو پہر اگر فاعل محصن ہی تو سنگسار کریں اور اگر محصن نہیں تو سو درہ ماریں

وهو قول الشافعي وابي يوسف ومحمد بن الحسن والحسن البصري وعطاء والنخعي وقتادة والاوزاعي وذهب قوم
اور یہہ ہی قول شافعی اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور حسن بصری اور عطاء اور نخعی اور قتاده اور اوزاعی کا ہی اور ایک قوم کا یہہ مذہب ہی

الى انه يرجم محصنا كان او غير محصن وكذا المفعول به وهو قول مالك واحمد واستدلوا على ذلك بان الله تعالى
کہ سنگسار کریں محصن ہو یا غیر محصن اور ایسی ہی مفعول بہ کو اور قول مالک اور احمد کا یہہ ہی اسپر انکا استدلال یہہ ہی کہ اللہ تعالی

اهلك قوم لوط بالرجم كما قال فی محكم تنزیله وامطرنا علیهم حجارة من سجیل ووجه الاستدلال ان شریعة
نی قوم لوط کو پتھراؤ سی ہلاک کیا چنانچہ اپنی کتاب میں فرماتا ہی اور برسائی ہمنی اونپر پتھر نشان کہنگر کی وجہ استدلال کی یہہ ہی کہ پہلی شریعتین

من قبلنا شریعة لنا اذا قصة بلا انكار ولم یظهر نسخها وقد حكیت بلا انكار ولم یظهر نسخها بل روی انه علیه السلام
بعینہ ہماری شریعت ہی اگر اونکا بیان بلا انکار چلا آوی اور اونکا نسخ ظاہر نہووی اور اسکی حکایت بلا انکار ہی اور اسکا نسخ بہی ظاہر نہین ہی بلکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

قال من وجدتموه یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به واتفق علیه الصحابة وان اختلفوا فی كیفیته فان
فرمایا جسکو دیکہو کہ عمل قوم لوط کا کرتا ہی تو فاعل اور مفعول ہر دو کو قتل کرو اور صحابہ تمام اسپر متفق ہین اگرچہ طریقہ قتل مین مختلف ہین کیونکہ

اربعة من الخلفاء احرقوه وهم ابوبكر وعلی وعبد الله بن زبیر وهشام بن عبد الملك ویروی عن ابی بكر انه قال هدم
چار خلفاء نی اوسکو جلا دیا ہی یعنی ابو بکر اور علی اور عبد اللہ بن زبیر اور ہشام بن عبد الملک نی اور ابو بکر سی یہہ بہی روایت ہی کہ کہتا تہا اوسکی اوپر

علیه البیت وقال ابن عباس ینظر اعلی بناء فیرمی منه منكوسا ثم یتبع بالحجارة لان قوم لوط اهلكوا كذلك حیث
گہر کو گرا دین اور ابن عباس کہتی ہین ایک بلند مکان تجویز کر کی اوسپر سی سر کی بل گرا دین پہر ترت پتھر مارین سلئی کہ قوم لوط اسی طرح ہلاک کیا گیا ہی کیونکہ

حملت قریتهم ونكست بهم ولا شك فی اتباع الهدم بهم حال نزولهم وذكر صدر الشریعة فی درر الاحكام ان الصحابة
انکی گانوکو اوٹہا کر اوندہا ڈال دیا تہا اور بیشک جب وہ گری ترت اونکی اوپر مکان گری اور صدر الشریعہ نی درر الاحکام مین ذکر کیا کہ صحابہ

اختلفوا فی موجبه من الاحراق بالنار وهدم الجدار والتنكیس من محل مرتفع واتباع الاحجار وعند ابی حنیفة یعزر
اسکی سزا مین یعنی آگ مین جلا نا اور اوپر دیوار گرانا اور اونچی مکان سی اوندہا گرا ترت پتھر مارنی مین اختلاف کرتی ہین اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک کوٹی ایسی ہی

بامثال هذه الامور وهذا هو المناسب فی هذا المحل لغلظ الجنایة ووجود الموافقة للصحابة فان التعزیر بهذا الوجه و
تعزیر دین اور اس محل مین یہہ ہی مناسب ہی کیونکہ گناہ بہت سخت ہی اور صحابہ کی رائی سی اتفاق ہی بیشک اسطرح کی تعزیر

ان كان فوق الحد لكن یجوز علی طریق السیاسة حتی لا یبقی للوطی رخصة فی المیل الی اللواطة فان عدم لزوم الحد
اگرچہ حد سی زیادہ ہی لیکن سیاست کی واسطی جائز ہی تاکہ لوطی کی واسطی لواطت کی طرف میلان اور رغبت کا باقی نرہی اور حد کا لازم نہونا

فیها عند ابی حنیفة لیس لخفة امرها فان حرمتها عنده وعند جمیع العلماء اعظم من حرمة الزنا بل لكون خبثها
اس گناہ مین امام ابو حنیفہ کی نزدیک اسلئی نہین ہی کہ یہہ گناہ ہلکا ہی کیونکہ اسکی حرمت تو اونکی اور تمام علماء کی نزدیک زنا کی حرمت سی برتر ہی بلکہ اسکی خباثت

مركوزا فی الطباع لان المحل مستقذر لا یمیل الیها من له طبع سلیم ولا تستند الی زاجر للامتناع عنها بل اكتفی فیها
جو دلون مین گری ہوئی ہی کیونکہ یہہ جگہ نجس ناپاک ہی جسکی طبیعت سلیم ہی ادہر کبہی خیال نہین کرتا نا اوسکو کسی زاجر مانع کی حاجت ہی بلکہ یہہ ہی نفرت طبعی

بالمانع الطبعی كما اكتفی به فی اكل الرجیع وشرب البول لكن لما كان فی النفوس الخبیثة المتعدیة لحدود الله تعالی اقوی الداعی
روکنی کو کافی ہی جیسی کہ نفرت طبعی گوہ کہانی اور موت پینی مین کافی ہی لیکن چونکہ خبیث نفسون کو جو حدود الٰہی سی تجاوز کرتی ہین اوسکی ہر بڑا شوق ہی تو خوب سختی سی

الیها وجب الزجر عنها بابلغ وجه فانها فی هذا الزمان قد شاعت فی هذه الامة المحمدیة وانتشرت بین عربها وعجمها وعالمها و
روکنا واجب ہوا کیونکہ لواطت اس زمانہ مین درمیان امت محمدی کی بہت پہیل گئی ہی اور درمیان عرب اور عجم کی اور عالم اور

جاهلها وخواصها وعوامها وبلغت مبلغا كانوا یفتخرون بها ویلومون من لا امرد له ویطعنون فیه ویقولون انه
جاہل اور خاص وعام مین منتشر ہوکر یہہ نوبت ہوگئی ہی کہ اسمین فخر کرتی ہین اور جسکی پاس امرد نہووی اوسکو ملامت اور طعن کرتی ہین کہتی ہین یہہ

لیس بآدمی ولا مذاق له ویفتخرون بقیام الامرد بین ایدیهم ویلبسونه احسن الثیاب من المحرمات لیری علی احسن
کیا آدمی ہی اوسکو کچہہ مذاق نہین ہی اور ناز کرتی ہین کہ اونکی سامنی امرد موجود ہی اور اوسکو اچہی اچہی حرام کپڑی پہناتی ہین تاکہ اچہی صورت نظر آوی

الهیئة وقد روی انه علیه السلام قال من سره ان یتمثل له الرجال قیاما فلیتبوأ مقعده من النار فان هذا الوعید
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکو پسند آوی کہ مرد اوسکی آگی تصویر کی طرح کہڑی رہین تو وہ اپنی بیٹہک دوزخ مین بناوی بیشک یہہ وعید

فی قیام الرجال فکیف فی قیام المردة الذین لا یجوز النظر الیهم حتی ما ذکر فی النوازل ان الغلام اذا کان صبیحا لا یجوز

مردوں کی قیام پر بھی پہ امردوں کی قیام پر جنکی طرف دیکھنا بھی جائز نہیں دیکھیے کیا ہوتا ہی چنانچہ نوازل میں مذکور ہی کہ گر لڑکا خوبصورت ہو تو اوسکی طرف دیکھنا جائز نہیں ہی

النظر الیه لما روی انه علیه السلام قال وایاکم ومجالسة اولاد الاغنیاء فان لهم صورة العورة وفتنتهم اشد من

کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بچو اولاد اغنیا کی ہمنشینی سے کیونکہ انکی صورت عورتوں کی سی ہوتی ہی اور انکا فتنہ عورتوں کی

فتنة النساء وذکر فی ملتقط الناصری ان الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحا فحکمه حکم الرجال وان کان

فتنہ سے بدتر ہی اور ملتقط ناصری میں مذکور ہی کہ لڑکا جب مردوں کی حد کو پہنچے اور خوبصورت نہ ہو تو اوسکا حکم مردوں کا سا ہی اور اگر

صبیحا فحکمه حکم النساء وهو عورة من قرنه الی قدمه لا یحل النظر الیه عن شهوة واما السلام والنظر لا عن شهوة

خوبصورت ہووے تو اوسکا حکم عورتوں کا سا ہی اور وہ عورت ہی سر سے پاؤں تک بنظر شہوت اوسکو دیکھنا حلال نہیں اور سلام کرنے اور بے شہوت دیکھنے میں

فلا باس به ولهذا لم یؤمر بالنقاب وقد جاء فی الاخبار ان عبد الله بن عمر کان جالسا فی باب داره مع بعض اصحابه

کچھ مضائقہ نہیں اور اسی لیے اوسکو منہ ڈھکنے کا حکم نہیں ہی اور اخبار میں آیا ہی کہ عبد اللہ بن عمر اپنی گھر کی دروازہ میں اپنی یاروں کی ساتھ بیٹھی تھی سو اونھوں نی

فرای غلاما صبیحا قد اقبل من السکة فقام ودخل داره فلما قالوا ذهب خرج من الدار فقیل له هذا من عندك

ایک لڑکا خوبصورت دیکھا کہ کوچہ میں سے سامنے آگیا تو کھڑے ہوکر گھر میں گھس گئے جب یاروں نی کہا وہ چلا گیا تب گھر میں سے نکلے کسی نی پوچھا یہ اپنی طرف سے احتیاط ہی

یا ابا عبد الرحمن ام سمعت شیئا من رسول الله علیه الصلوة والسلام فقال سمعت رسول الله علیه السلام یقول النظر

یا ابو عبد الرحمن یا کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی جواب دیا میں نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتی تھی کہ لڑکوں کی طرف

الیهم حرام والکلام معهم حرام ومجالستهم حرام وقال القاضی سمعت الاماما یقول ان مع کل امراة شیطانین ومع

دیکھنا حرام ہی اور بولنا حرام ہی اور ہمنشینی حرام ہی اور قاضی کہتا ہی میں نی امام سی سنا ہی کہتی تھی بیشک ہر عورت کی ساتھ دو شیطان ہوتی ہیں اور ہر

کل صبیح غلام ثمانیة عشر شیطانا وکان محمد بن الحسن صبیحا وکان ابو حنیفة یجلسه خلفه او خلف ساریة المسجد

خوبصورت لڑکی کی ساتھ اٹھارہ شیطان ہوتی ہیں اور محمد بن الحسن خوبصورت تھی امام ابو حنیفہ باوجود کمال تقوی کی اوسکو اپنی پشت پیچھے بٹھایا کرتی تھی یا مسجد کی ستون پیچھی

حتی لا یقع علیه بصره مخافة خیانة العین مع کمال تقواه وقال سفیان یکون فی هذه الامة ثلثة اصناف من

تاکہ اوسپر نگاہ نہ پڑی مبادا آنکھ سی خیانت ہوئی اور سفیان کا قول ہی کہ اس امت میں تین قسم کی لوطی ہونگی

اللوطیین صنف ینظرون وصنف یصافحون وصنف یعملون والشر فی الصبیان اکثر من النساء لان من مال قلبه الی

ایک قسم دیکھنی والی نظرباز اور ایک قسم دست بوسی کرنیوالی اور ایک قسم عمل کرنیوالی اور لڑکوں میں بہ نسبت عورتوں کی بڑا فتنہ ہی اسلئی کہ اگر کسیکا دل عورت پہ

امراة یمکن استباحتها بالنکاح والنظر الی وجه الصبی یورث الحب فلا یمکن استباحة اللواطة بوجه من الوجوه

مبتلا ہو تو اوسکا مباح کرنا بوسیلہ نکاح کی ممکن ہی اور لڑکوں کو دیکھنا جو عشق پیدا کرتا ہی تو لواطہ کا مباح ہونا ہرگز کسی صورت میں ممکن نہیں ہی

فاذا غلب علیه محبته یرتکب الفعل القبیح ویکون من الهالکین المستهزئین بایات الله تعالی ودینه اذ قد یشتد بینهما

پھر جب اوسکا عشق غالب ہوویگا تو فعل بد کریگا اور ہلاک ہوکر آیات اور دین الہی سی چہل کرنیوالوں میں پڑیگا کیونکہ بعضی دفعہ دونوں میں

الاتصال ویحصل فیهما من الاقتران والمخالطة مثل ما یحصل بین الزوجین حتی ان فجار الفسقة یسمونهما زوجین

نہایت محبت ہوجاتی ہی اور ہر دم کی ملاقات اور ملنا ملنا ایسا ہوتا ہی جیسی میاں بی بی میں یہاں تک کہ فاسق بدکار اونکو خصم جورو نام رکھتی ہیں

ویقولون تزوج فلان بفلان والحاضرون یسمعون قولهم ویرون حالهم ولا یمنعونهم بل یضحکون ویعجبهم مثل ذلك

اور کہتی ہیں فلانی نی فلانی کو جورو بنایا ہی اور پاس بیٹھنی والی اونکی یہ باتیں سنا کرتی ہیں اور انکا حال دیکھا کرتی ہیں اور منع نہیں کرتی بلکہ ہنسا کرتی ہیں اور ایسی چہل بھی

المزاح ولا یبالون بخروج الایمان والاسلام عنهم وقد قال قاضیخان فی فتاواه یکره بیع الغلام الامرد من رجل فاسق

پسند آتی ہی اور ایمان اور اسلام جاتی رہنی کا کچھ خیال نہیں کرتی اور قاضیخان نی اپنی فتاوی میں کہا ہی امرد غلام کا مرد فاسق کی ہاتھ بیچنا مکروہ ہی

یعلم انه یعصی الله تعالی به لانه اعانة علی المعصیة واتفق العلماء من السلف والخلف علی کون اللواطة حراما
جسکو جانتا ہو کہ اسمین اسکا نافرمان ہی کیونکہ اسمین معصیت کی امداد ہی اور تمام علماء متقدمین اور متاخرین لواطہ کو حرام کہتی ہین

لانه تعالی خلق الخلق ذکرا وانثی وخلق لکل منهما اعضاء لیصرف کل منهما کل واحد من تلک الاعضاء الی ما خلق
کیونکہ اللہ تعالی نی خلق کو نر اور مادہ پیدا کیا ہی اور ہر ایک کو اعضا الگ الگ دئی تا ہر ایک نر و مادہ اپنی اپنی تمام اعضاء کو ادہر صرف کرین جسکو واسطی پیدا کئی ہین

له وجعل للانثی محل الحرث کما اخبر به فی کتابه وقال نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم فهل یلیق للعاقل
اور عورت کو محل پیدایش کا بنایا چنانچہ اپنی کتاب مین خبر دی ہی عورتین تمہاری کہیتی ہین تمہاری سو جاؤ اپنی کہیتی مین جہانسی چاہو پہر عاقل کو کیا

ان یصرف عضوا من اعضائه الی غیر ما خلق له وهل یمکن له الحرث فیما لیس محل الحرث فان قیل سلمنا ان الغلام
کہ اپنی کسی عضو کو تمام اعضاء مین سی خلق آلہی کا بی محل صرف کری بہلا کہیتی کب ممکن ہی ایسی جگہہ جو محل کہیتی کا نہین پہر اگر کوئی کہی کہ یہہ تو مانا کہ لڑکا

لیس محل الحرث لکنه محل لقضاء الشهوة واستیفاء اللذة فاذا کان مملوکا لم لا یجوز لصاحبه ان یتصرف فیه
کہیتی کا محل نہین ہی لیکن محل قضاء شہوت کا اور استیفاء لذت کا تو ہی پہر اگر وہ مملوک ہووی تو مالک کو اوسمین ویسا تصرف کیون نہین جایز ہی

کما یتصرف فی سائر املاکه من الماکولات والملبوسات فالجواب ان الانسان وان کان له ان یتصرف فی ماله لکنه
جیسے اور تمام املاک مین تصرف کرتا ہی کہانی اور پہنی مین تو جواب یہہ ہی کہ بیشک آدمی کو اگرچہ اوسکی مال مین ہر طرحکا تصرف حاصل ہی پر اوسکو

محجور عن التصرف التام فیه لان ما فی یده من المال لیس له فی الحقیقة بل هو فی یده عاریة اذن له فی الشرع ان یتصرف
غلام مین پوری تصرف سی ممانعت ہی اسلئی کہ جو مال اسکی قبضہ مین ہی حقیقت مین اسکا نہین ہی بلکہ اسکی قبضہ مین مستعار ہی شرع سی یہہ اجازت ہی کہ اوسمین

فیه بوجه ومنع عن التصرف فیه بوجه اخر ولم یاذن له الشرع ان یتصرف فی هذا المحل المکروه لغایة خباثته ونهایة
ایکطرح کا تصرف کری اور ممانعت ہی کہ ایک اور وجہ سی تصرف نکری اور شرع نی اجازت نہین دی کہ اس محل مکروہ مین تصرف کری کیونکہ غایت درجہ کی خباثت اور نہایت مرتبکی

قذارته الا تری ان وطی الزوجة فی القبل مع کونه حلالا قد وقع المنع عنه حال الحیض لاجل الاذی بقوله تعالی
نجاست ہی کیا معلوم نہین کہ جماع بی بی کا قبل مین باوجودیکہ حلال ہی کبہی اوس سی بہی ممانعت ہی جیسی حیض مین گندگی کی سبب سی واسطی ارشاد آلہی کی

ویسئلونک عن المحیض قل هو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض وهی ایام یسیرة من الشهر فکیف لا یمنع عن موضع
اور پوچہتی ہین تجہسی حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہی سو تم پری رہو عورتون سی حیض کی وقت اور وہ تمام مہینی مین چندروز ہوتا ہی پہر کیونکر نہ ممانعت ہووی ایسی جگہ کی

لا یفارق النجاسة التی اشد من دم الحیض اصلا فعلم من هذا ان مجرد الملک لا یقتضی التصرف فیما لم یاذن فیه
جہانسی نجاست کبہی نہین دور ہوتی جو کہ حیض کی خون سی زیادہ تر نجس ہی اس سی معلوم ہوا کہ صرف ملکیت سی یہہ نہین ہوسکتا کہ بدون اذن شرع کی سب تصرف کیا کری

الشرع الا تری ان الامة المجوسیة او الوثنیة مع کونها محل الحرث لا یجوز لصاحبها ان یتصرف فیها بالتقبیل والتفخیذ
دیکہتا نہین کہ لونڈی مجوسیہ آتش پرست یا وثنیہ بت پرست باوجودیکہ محل کہیتی کا ہی لیکن اوسکی مالک کو جایز نہین کہ اوسمین کچہہ تصرف کری بوسہ لینا یا تفخیذ وغیرہ

وغیرها من دواعی الجماع فضلا عن الجماع وکذا البهیمة مع کونها محلا لقضاء الشهوة لا یجوز لمالکها قضاء الشهوة فیها
جو جماع کی لوازم ہین جماع کی تو کہان نوبت ہی اور ایسی ہی چوپایہ باوجودیکہ اوس سی قضاء شہوت ہوسکتی ہی پر مالک کو چوپایہ سی قضاء شہوت جایز نہین ہی جب یہہ بات مستحکم ہوئی

اذا تقرر هذا فالواجب علی کل مسلم ان یحترز عن هذا الفعل القبیح لما روی انه علیه السلام قال من عمل قوم لوط
تو ہر مسلم پر واجب ہی کہ ایسی فعل بد سی کنارہ کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قوم لوط کا سا عمل کیا

یعذب فی النار منکوسا وروی ایضا انه علیه السلام قال اذا علا الذکر الذکر اهتز العرش وتقول السموات مرنا
دوزخ مین اوندا لٹکا جاویگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جب نر پر نر چڑہتا ہی تو عرش کانپ اوٹہتا ہی اور افلاک کہتی ہین کہ ای رب ہمکو

یا رب باهلاکه وتقول الارض یا رب مرنا ان نبتلعه فیقول الله تعالی دعوه فان طریقه علی وقوفه بین یدی
حکم دی اسکو ہلاک کر ڈالین اور زمین کہتی ہی ای رب ہمکو حکم ہو تو اسکو نگلجاوین اللہ تعالی فرماتا ہی تم جانی دو اسکا رستہ میری طرف ہی آخر میری سامنی کہڑا ہونا ہی

وروی ایضا انه علیه السلام قال لو اغتسل اللوطی بالبحار السبع لم یجئ یوم القیامة الا جنبا وذکر فی الفتاوی
اور یہہ بھی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا لوطی اگرچہ ساتوں دریا میں نہاوے پر قیامت کی دن ناپاک ہی آویگا اور فتاوی
الصوفیة عن سفیان ان اللواطة لا تکون فی الجنة لان الله تعالی استبعدها واستقبحها وقال ما سبقکم بها
صوفیہ میں سفیان سی نقل ہی کہ لواطت جنت میں نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالی نے اسکو بہت مستبعد اور بدتر ٹھرایا ہی اور فرمایا تم سی پہلی نہیں کی
من احد من العلمین وسماها خبیثة حیث قال ونجینه من القریة التی کانت تعمل الخبائث والجنة منزهة
یہہ کسیتی نی جہان میں اور اسکا نام خبیثہ رکہا جہاں کہ بیان کیا ہی اور بچایا ہمنی اسکو اوس شہر سی جو کرتی تہی گندہ کام اور جنت میں
عن الخبائث قیل قد یعلم من هذا ان الجنة لکونها طیبة لطیفة فی غایة اللطافة اذا کانت لا تقبل اللواطة
خباثت کا کیا کام ہی کسیکی یہہ تقریر ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ جنت چونکہ طیب اور غایت درجہ پاکیزہ تر ہی جب اوسمیں لواطت نہیں ہوسکتی
لکونها فعلا خبیثا یلزم ان لا یقبل من یفعلها فی الدنیا لکونه خبیثا خسیسا فی غایة الخباثة والخساسة لان
کیونکہ فعل خبیث ہی تو لازم آتا ہی کہ گنجایش نہو اوسکی جو دنیا میں لواطت کرتا ہی کیونکہ غایت درجہ کا خبیث اور خسیس کا اسلئی کہ
المتصف بالخبث خبیث الا ان یتدارکه الله بالتوبة النصوح الماحیة لجمیع الذنوب المجلس الثامن
جو خباثت کا کام کری وہ ہی خبیث ہوتا ہی مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالی توبہ خالص سی اسکا بدلہ کردی جسی تمام گناہ دور ہوجاتی ہیں اٹہترویں مجلس

والسبعون فی بیان حرمة شرب الخمر وبیان عقوبتها وسائر المسکرات

قال رسول الله صلی الله
میں بیان شراب کی حرمت اور اوسکی عقوبت کا اور تمام مسکرات کا رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم من شرب الخمر فی الدنیا فمات وهو یدمنها ولم یتب منها لم یشربها فی الآخرة هذا الحدیث
علیہ وسلم نی فرمایا جسنی دنیا میں شراب پی پہر مرگیا اور ہمیشہ پیتا رہا اور توبہ نکی تو قیامت میں وہ نہ پی سکیگا یہہ حدیث
من صحاح المصابیح رواه ابن عمر ومعناه ان من داوم علی شرب الخمر فمات ولم یتب منها لا یدخل الجنة
مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہیں جو ہمیشہ شراب پیتا رہا پہر مرگیا اور توبہ نہیں کی تو جنت میں نہیں جاویگا
ولا یشرب من خمرها لان نوعا من شرابها الخمر لقوله تعالی وانهر من خمر لذة للشاربین یعنی ان فی
اور نہ وہانکی شراب نصیب ہوگی اسلئی کہ ایک قسم وہانکی شراب خمر ہی بدلیل اس آیت کی اور نہریں ہیں شراب کی جسمیں مزہ ہی پینی والوں کا مراد یہہ ہی کہ
الجنة انهارا من خمر لذیذة لیس فیها کراهة الطعم والریح ولا غائلة السکر والخمار وانما هی تلذذ محض
جنت میں مزہ دار شرابوں کی نہریں ہیں نہ اونکا مزہ اور بو مکروہ ہی اور نہ رنج نشہ اور خمار کا وہ نرا مزہ ہی مزہ ہی
یتلذذ بها الشاربون فمن یدخل الجنة لا بد ان یشرب منها ولا یکون محروما عنها فیکون عدم شربه
پینی والی مزہ اوڑاوینگی پہر جو جنت میں جاویگا وہ بالضرور پیویگا اوسی محروم ہرگز نہوگا اب نہ پینا شراب کا
منها کنایة عن عدم دخوله فیها بسبب شرب الخمر فی الدنیا لان خمر الدنیا حرام نجس نجاسة غلیظة لا یحل
اشارہ ہی کہ دنیا کی شراب پیتی سی جنت میں نہ جاویگا کیونکہ دنیا کی شراب حرام ناپاک مغلظ ہی اوسکا پینا حلال نہیں
شربها ومن شرب منها طائعا ولو قطرة یقام علیه الحد وهو ثمانون جلدة للحر ونصفها للعبد فان لم یضرب
ہی اور جو شخص بطیب خاطر اگرچہ ایک قطرہ پیوی اوسپر حد جاری کیجاویگی یعنی اسی درہ آزاد کی اور چالیس درہ غلام کی اگر دنیا میں نہ لگیگی
فی الدنیا یضرب فی الآخرة بسیاط من النار علی رؤس الاشهاد ویکفر مستحلها ویحرم بیعها وشراؤها واکل
تو آخرت میں آگ کی درہ سبکی سامنی لگیں گی اور جو شخص حلال سمجھی وہ کافر ہی اور اوسکا بیچنا اور خریدنا اور اوسکی قیمت
ثمنها ویمنع اهل الذمة من اظهار شربها وبیعها وقد ذکر فی کتب الفقه ان جارة بیت بالامصار وبقرانا
کہانی سب حرام ہی اور ذمی لوگ برملا پینی اور بیچنی نہ پاویں اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہی کہ گہر والا کرایہ دینا شہروں میں اور ہماری قریوں میں شراب

ممن يبيع فيه الخمر مسلما كان او كافرا لا يجوز لانه اعانة على المعصية وقد قال الله تعالى تعاونوا على البر و
فروش کو مسلم ہو یا کافر جایز نہیں ہی اسواسطی کہ معصیت کی امداد ہی اور اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی اور آپسمین مدد کرو نیک کام پر اور

التقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان وما نقل عن ابى حنيفة انه جوز ذلك فى السواد فمراده بالسواد على
پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور وہ روایت جو ابو حنیفہ سی منقول ہی کہ سواد مین بیچنا یا کرایہ دینا جایز ہی سواد کی مراد سواد ہی

ما صرح به العلماء سواد الكوفة لان غالب اهلها كان اهل الذمة واما سواد بلادنا فاعلام الاسلام فيها
موافق تصریح علماء کی گردہ کوفہ کا ہی اسلئی کہ اکثر باشندہ وہانکی ذمی تھی اور رہا گردہ ہماری شہرون کا سو اسلام کی نیزہ یہان

ظاهرة فلا يمكنون فيها كما لا يمكنون فى الامصار وهو الصحيح وقد ذكر فى نصاب الاحتساب ان المحتسب لو احرق بيت
غالب ہین یہان اونکی لئی اتنی قدرت کہان جیسی شہرون مین قدرت نہین یہہ صحیح ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ محتسب اگر ایسا مکان جو

الخمار المشهور لا يضمن اذا علم انه لا ينزجر بدونه لتعينه طريقا للحسبة نعم ان اصحابنا لم يروعنهم فى
شراب خانہ مشہور ہو پہونک دی تو ضمان نہین آتا اگر یہہ سمجہی کہ بدون اسکی نہ باز آویگا کیونکہ یہہ ہی طریقہ احتساب کا ہی ہان ہماری علما سی درباب جلادینی کلال خانہ کی

احراق البيت شئ وانما ورد عنهم هدم البيت وكسر الدنان لكن ذكر فى الفصل الثامن من كتاب الصلوة من
کوئی روایت نہین ہی اونسی یہہ ہی روایتین ہین کہ کلال خانہ کو گرادی اور مٹکی پہوڑدی لیکن محیط کی آٹہوین فصل مین کتاب الصلوۃ سی مذکور ہی

المحيط انه عليه السلام قال لقد هممت ان آمر رجلا يصلى بالناس وانظر الى قوم يتخلفون عن الجماعة فاحرق
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مینی ارادہ کیا تہا کہ ایک شخص واسطی ادا نماز جماعت کی مقرر کردون اور مین اون لوگون کو دیکہون جو جماعت سی پیچہی رہ جاتی ہین پہر اونکی گہر

بيوتهم وهذا الخبر يدل على جواز احراق بيت من يتخلف عن الجماعة لان الهم على المعصية لا يجوز من الرسول لانه
پہونک دون اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ تارک جماعت کا گہر پہونک دینا جایز ہی اسواسطی کہ عزم معصیت کا رسول سی نہین ہو سکتا کیونکہ یہہ ہی

معصية فاذا علم جواز احراق البيت على ترك السنة المؤكدة فما ظنك فى احراق البيت على ترك الواجب و
معصیت ہی پہر جب گہر کا پہونک دینا سنت مؤکدہ کی ترک سی جایز ہو تو اب گہر جلانی مین ترک واجب اور فرض پر تیرا خیال کیا ہی

الفرض وقد ذكر فى الباب الثلثين من شرح ادب القاضى للخصاف ان عمر خطب الناس يوما فقال بلغنى ان فى بيت
اور خصاف کی شرح ادب القاضی کی تیسوین باب مین مذکور ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نی ایکروز لوگون کو خطبہ سنایا کہا مینی سنا ہی کہ

فلان وفلان مسكرا فانى آتى بيوتهما فان كان حقا احرق بيوتهما وهما رجلان رجل من قريش ورجل من
فلانی اور فلانی کی گہر مین شراب ہی مین اونکی تلاشی لونگا اگر سچ نکلا تو اونکی گہر پہونک دونگا اور وہ دو شخص ایک تو قریش مین سی تہا اور ایک

ثقيف فسمع القريشى بذلك فحذر واخرج ما فى بيته من المسكر واراقه ولم يفعل الثقفى وكان اسمه مرشد فاتى
ثقیف مین سی سو قریشی نی یہہ بات سن پائی ڈرا اور جو اوسکی گہر مین نشہ تہا سب پہینکدیا اور ثقفی نی کچہہ پروا نکی اور اوسکا نام مرشد تہا پہر

عمر بيت القريشى فلم يجد فيه شيئا من المسكر واتى بيت الثقفى فوجد فيه خمرا فاحرق بيته وقال انت
عمر نی قریشی کی گہر کی تلاشی لی تو نشہ کچہہ نہ پایا پہر ثقفی کی گہر گئی تو وہان شراب موجود تہی سو اوسکا گہر پہونکدیا اور فرمایا تو مرشد

بمرشد وعلم من هذا الاثر ان المحتسب اذا بلغه خبر من المنكرات ينبغى له ان يعلنه ويهدد عليه لان عمر
نہین ہی اور اس اثر سی معلوم ہوا کہ محتسب جب منکرات کی خبر سنی تو اوسکو چاہیی کہ مشہور کری اور دہمکاوی کیونکہ عمر نی

لما بلغه خبر المسكر اعلنه فى خطبته ووعظه وهدد عليه باحراق البيت واتعظ القريشى ولم يحرق بيته
جب شراب کی خبر سنی تو خطبہ اور وعظ مین ظاہر کیا اور گہر پہونک دینی سی دہمکایا اور قریشی نی نصیحت مانی اوسکا گہر رہا

ولم يتعظ الثقفى فاحرق بيته لانه هدد به فلا يليق بالسياسة ان يهدد بشئ ثم لا ياتى به وروى ان نفرا من
اور ثقفی نی نصیحت نمانی سو اوسکا گہر جلادیا کیونکہ یہہ ہی دہمکی دی تہی پہر سیاست کی خلاف ہی کہ دہمکی تو دیوی اور اوسپر عمل نکری اور روایت ہی کہ اہل شام

اهل الشام شربوا الخمر وقالوا هی لنا حلال لانه تعالی قال لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا
مین سی چند آدمیون نی شراب پی اور کہنی لگی ہمکو حلال ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ ایمان لائی اور کام نیک کئی اونپر نہین گناہ جو کچھ پہلی کہا چکی

فکتب فیهم الی عمر بذلك وکتب عمر ان ابعثوا بهم الی فلما قدموا جمع لهم عمر رض اصحاب رسول الله علیه السلام
سو یہ بات عمر کی پاس لکہی آئی عمر نی جواب لکہا کہ اونکو یہان بہیجدو جب وہ آئی تو عمر رض نی اونکی لئی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کرکر

وشاورهم فیهم فقالوا یا امیر المؤمنین انهم افتروا علی الله تعالی وشرعوا فی دینه مالم یاذن به فاضرب اعناقهم
مشورہ کیا سب نی کہا یا امیر المؤمنین ان لوگون نی اللہ پر افترا کیا اور اوسکی دین مین نیا راہ نکالا جسکی اجازت نہین ہی سو انکو قتل کر

وعلی فی القوم ساکت فقال له عمر ما تری فیهم یا علی فقال اری ان تستتیبهم فان تابوا فاضرب کل واحد منهم
اور علی رض سب مین چپ تہی عمر رض نی اونسی پوچہا یا علی انکی باب مین آپکی کیا رائی ہی کہا میری نزدیک انسی توبہ کراؤ اگر توبہ کرین تو ہر ایک کی

ثمانین جلدة وان لم یتوبوا فاضرب اعناقهم فاستتابهم فتابوا وضرب کل واحد منهم ثمانین جلدة والجواب
اسی اسی درہ مارو اور اگر توبہ نکرین تو انکو قتل کردو سو اونسی توبہ کرائی تو انہون نی توبہ کی اور ہر ایک کی اسی اسی درہ ماری اور جواب

عن الایة التی استدلوا بها علی اباحة الخمر ما روی عن ابن عباس انه قال لما نزل تحریم الخمر قالوا یا رسول الله کیف
اوس آیت کا جس سی اونہون نی اباحت خمر پر حجت کی تہی یہہ ہی جو روایت ہی ابن عباس سی کہ جب شراب کی حرمت قرآن مین آئی تو لوگون نی عرض کیا یا رسول اللہ

باخواننا الذین ماتوا وهم یشربون الخمر فنزل قوله تعالی لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا
ہماری بہائیون کا کیا حال ہوگا جو مر گئی اور شراب پیتی تہی تب یہہ آیت اوتری جو لوگ ایمان لائی اور کام نیک کئی اونپر نہین گناہ جو کچھ پہلی کہا چکی

یعنی ان الذین شربوا الخمر قبل تحریمها لا اثم علیهم انما الاثم علی الذین یشربونها بعد تحریمها فان قیل تحریم
مراد یہہ ہی کہ جنہون نی حرام ہونی سی پہلی شراب پی وہ گنہگار نہین ہین گنہگار وہ ہی ہین جو بعد حرمت کی پیتی ہین اگر کوئی کہی کہ حرمت

شرب ما یزیل العقل الذی هو ملاك معرفة الله تعالی وشکر نعمه حسن لا شبهة فیه فلم کان حلالا للامم
ایسی چیز کی پینی کی جو عقل کو کہو دیوی کہ وہ معرفت الہی اور نعمتون کی شکر کی جڑ ہی بہت خوب ہی اسمین کچھہ شبہ نہین ہی پر پہلی امتون کی واسطی کیون حلال تہی

السالفة مع احتیاجهم الی ذلك فالجواب ان العقل لا یزول بشرب القلیل منه وانما یزول بالسکر والسکر حرام
اسکی وہ بہی تو حاجتمند تہی سو جواب یہہ ہی کہ تہوڑی پینی مین عقل کم نہین ہوتی عقل جب ہی جاتی ہی کہ نشہ چڑہی اور نشہ

فی جمیع الادیان لکن القلیل من الخمر قد حرمت علی هذه الامة المشهود لهم بالخیریة تکرمة لهم من الله تعالی
تمام دینون مین حرام رہا ہی لیکن اس امت کی حق مین جسکی عمدگی کی گواہی گذر چکی ہی تہوڑی بہی شراب بہی حرام ہوگئی ہی یہہ اللہ تعالی کی طرف سی کرامت ہی

لئلا یقعوا فی المحظور الذی هو السکر لان قلیلها یدعو الی کثیرها وهذا من خواصها وهذا یزداد لذة شاربها
تا کہ نشہ مین جو کہ ممنوع ہی مبتلا نہوجاوین کیونکہ تہوڑی شراب بہت کا مزہ لگا دیتی ہی یہہ ہی اسکا خاصہ ہی اسی لئی شرابی کا مزہ شراب بڑہاتی ہی

بالاستکثار منها بخلاف سائر المشروبات فان قیل الداعی المذکور کان موجودا فیها فلم لم تحرم ابتداء ومن حرمت
[illegible] بر خلاف اور شربتون کی اگر کوئی کہی کہ داعی یعنی خاصہ مذکور تو اسمین ہمیشہ موجود تہا پہر پہلی ہی ابتداء اسلام مین کیون نہ [illegible]

[illegible] فالجواب ان الشهادة بالخیریة لم تکن اذ ذاك واما التدریج الطاری فلئلا یقع النفرة عن الاسلام فانهم
[illegible] حرام ہوئی تو جواب یہہ ہی کہ عمدگی کی گواہی ابتدا مین کہان تہی اور درجہ بہ آہستگی سو اسلئی کہ اسلام کی نفرت سبب نہ آجاوی کیونکہ وہ ایک

[illegible] کانوا مؤلفین بشربها فلکونهم مؤلفین بشربها اظهر الله تعالی فضله ورحمته ولم یحرمها دفعة و
[illegible] شراب کی بڑی شوقین تہی تو اونکی شوق کی لحاظ سی اللہ تعالی نی اپنا فضل اور احسان ظاہر فرما کر یک لخت حرام نہ کی

[illegible] حتی تواردت فی شانها اربع ایات نزل فی مکة قوله تعالی ومن ثمرت النخیل والاعناب تتخذون
[illegible] حرام کی بیان تک کہ شراب کی باب مین چار آیتین اوترین مکہ مین تو یہہ آیت کہ اور میوون سی کہجور کی اور انگور کی بناتی ہو

منه سكرا ورزقا حسنا والمراد من السكر الخمر فقال كبراء الصحابة لو كان فيها خير لم تميز من الرزق الحسن
اوس سی نشہ اور روزی خاصی اور سکر سی شراب مراد ہی بڑی بڑی فہیم صحابہ قایل ہوئی کہ اگر شراب مین کچھہ خوبی ہوتی تو رزق حسن سی الگ کیون ہوتی

فتركوها وخفى على غيرهم ان توصيف المعطوف بالحسن لا يخلو عن الدلالة على ان فى المعطوف عليه قبحا فلم يتركوها
سو اونہون نی تو ترک کی اور اور لوگون پر یہہ امر پوشیدہ رہگیا کہ معطوف کی موصوف ہونی مین خوبی سی یہہ ہی دلالت ہی کہ معطوف علیہ مین کچھہ نہ کچھہ برائی ہی سو اونہون نی نہین چھوڑی

ثم ان عمر ومعاذا ونفرا من الصحابة قالوا يا رسول الله افتنا فى الخمر والميسر فان احدهما مذهبة للعقل والآخر
پہر عمر اور معاذ اور کئی اور صحابہ نی عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو شراب اور جوئی کا حکم بتاؤ بیشک ایک تو عقل کہودیتی ہی اور دوسرا مال تلف

متلف للمال فنزل قوله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
کرتا ہی تب یہہ آیت آئی تجہسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمین گناہ بڑا ہی اور فائدی بہی ہین لوگون کو اور انکا گناہ فائدی سی بڑا ہی اس آیت مین

فانه تعالى لم يحرمهما بل ذمهما ونبه بذلك على ان اجتنابهما اولى من اقترافهما لان الحكم فى الامور للغالب فامتنع كثير
بیشک اللہ تعالی نی شراب حرام تو نہین کی بلکہ اوسکی ہجو کی اور اس سی آگاہ کیا کہ شراب سی کنارہ کرنا بہ نسبت برتنی کی اولی ہی اسلئی کہ ہر کار مین حکم غالب پر ہوتا ہی پہر بہت لوگ تو

منهم عنهما فقالوا لا حاجة لنا فيما فيه اثم كبير وقال بعضهم نأخذ نفعهما ونترك اثمهما فلم يمتنعوا عنهما ثم ان عبد
دونون سی باز آئی کہا ہمکو اوسکی کچھہ حاجت نہین جسمین بڑا گناہ ہوتا ہو اور بعضی لوگ کہنی لگی ہم انکا فائدہ حاصل کرتی ہین اور گناہ ترک کرتی ہین سو دونون سی باز نہ آئی پہر عبد الرحمن

الرحمن بن عوف صنع طعاما فدعا جماعة من الصحابة واتاهم بخمر فشربوا وسكروا وحضرت صلوة المغرب فقدموا
بن عوف نی ضیافت کا کہانا پکا کر ایک جماعت صحابہ کو طلب کیا اور شراب پیش کی پہر سب نی پی اور مست ہوگئی اور وہین مغرب کا وقت ہوگیا تو اونہون نی ایک کو

احدهم فقرأ قل يا ايها الكافرون اعبد ما تعبدون بحذف لا الى آخر السورة فنزل قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا
امام کیا اوسنی اسطور پڑہا قل یا ایہا الکافرون اعبد ما تعبدون آخر سورۃ تک اسی طرح لفظ لا کا نہ پڑہا پہر یہہ آیت اوتری ای ایمان والو

لا تقربوا الصلوة وانتم سكارى فهذه الآية اشد من الاولى لانه تعالى حرم فيها السكر فى مواقيت الصلوة لان مرجع
نزدیک نہو نماز کی جب تمکو نشہ ہو یہہ آیت پہلی آیت سی تیز ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اس آیت مین اوقات نماز مین نشہ حرام کر دیا اسلئی کہ آل

النهى ليس هو المقيد مع بقاء القيد مرخصا بحاله بل مرجع النهى انما هو القيد مع بقاء المقيد لازما بحاله
نہی کا مقید نہین ہی اگر قید جون کی تون مرخص رہی بلکہ مآل نہی کا وہ قید ہی مقید سمیت لازم بحال

لان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا فكانه تعالى قال يا ايها الذين آمنوا لا تسكروا فى اوقات الصلوة فترك
کیونکہ نماز مسلمانون پر فرض وقت بندہی ہوئی ہی تو گویا اللہ تعالی نی فرمایا ای ایمان والو نماز کی وقت نشہ مت کہاؤ پہر اکثر لوگون نی

اكثرهم شربها فشربها اقلهم فى غير اوقات الصلوة فمنهم من كان يشربها بعد صلوة العشاء فيصبح وقد زال عنه
شراب پینا ترک کیا اور کچہہ لوگ سوای اوقات نماز کی پیتی رہی پہر بعضی ایسی تہی کہ نماز عشا کی بعد پیتی صبح ہوتی تک نشہ اوتر جاتا

السكر ومنهم من كان يشربها بعد صلوة الصبح فيصحوا عند مجئ وقت الظهر فحلا اكثر اوقاتهم عن الشرب فسهل
اور بعضی صبح کی نماز کی بعد پیتی تو وہ ظہر کی وقت تک ہوشیار ہو جاتی سو انکا اکثر وقت شراب سی صاف جاتا تہا اسمین دشواری

نقلهم الى التحريم المطلق ثم ان عتبان بن مالك دعا رجالا من المسلمين وشوى لهم رأس بعير فاكلوا وشربوا الخمر
حرمت مطلقہ کی اوپر سہل ہوگئی پہر عتبان بن مالک نی کئی شخص مسلمان بلا کر اونکی لئی اونٹ کی سری بہونی پہر اونہون نی کہانا کہایا اور شراب پی

فلما سكروا تفاخروا وتناشدوا الاشعار وكان فيهم سعد بن ابى وقاص فانشد شعرا فيه هجاء الانصار فاخذ رجل
جب مست ہوئی اپنی اپنی شیخی کرنی لگی اور شعر پڑہنی شروع کئی اس جماعت مین سعد بن ابی وقاص بہی تہی اونہون نی انصار کی ہجو کی شعر پڑہنی شروع کئی پہر ایک شخص نی

منهم لحى البعير فضرب به رأس سعد فشجه موضحة فانطلق سعد الى رسول الله عليه السلام فشكى اليه وكان
اونمین سی اونٹ کا جبڑا لیکر سعد کی سر پر مارا کہ سر کہل گیا پہر سعد نی رسول اللہ صلی اللہ کی پاس آکر فریاد کی اور

عمر حاضر فقال اللهم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا فنزل قوله تعالی یا ایها الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب

عمر اوس وقت حاضر تھی دعا کی یا الٰہی پھر شراب کا بیان شافی کھولدی پھر یہہ آیت اوتری ای ایمان والو یہہ جو ہی شراب اور جوا اور بت

والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه لعلکم تفلحون انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء

اور پانسی گندی کام ہین شیطان کی سو انسی بچتی رہو شاید تمہارا بہلا ہو شیطان یہہ ہی چاہتا ہی کہ ڈالی تم مین دشمنی اور بیر

فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر الله وعن الصلوة فهل انتم منتهون فقال عمر انتهینا یا رب فدلت هذه الایة

شراب سی اور جوئی سی اور روکی تمکو اللہ کی یاد سی اور نماز سی پھر اب تم باز آؤگی عمر نی کہا الٰہی ہم باز آئی اس آیت سی

علی تحریم الخمر قطعا من عشرة اوجه احدها انه تعالی قرنها بالمیسر الذی هو القمار وهو حرام بالاتفاق وکذا ما

شراب کی قطعی حرمت دس وجہ سی معلوم ہوتی ہی ایک یہہ کہ اللہ تعالی نی شراب کو میسر کی ساتھ ذکر کیا میسر جو قمار ہی اور وہ بالاتفاق حرام ہی اور ایسی کہ جو

قرن به والثانی انه تعالی قرنها بالانصاب وهی فی الحرمة کذلک والثالث انه تعالی قرنها بالازلام وهی فی الحرمة

اوسکی ساتھ ہو دی اور دوسری یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکو انصاب کی ساتھ ملایا انصاب بھی حرمت مین ویسی ہی ہین تیسری یہہ کہ اللہ تعالی نی ازلام کی ساتھ متصل کیا وہ بھی حرمت مین

کذلک والرابع انه تعالی سماها رجسا وهو اسم للحرام النجس العین والخامس انه تعالی جعلها من عمل الشیطن تنبیها

ویسی ہی ہین اور چوتھی یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکا نام رجس رکھا اور رجس حرام نجس ذاتی کو کہتی ہین اور پانچوین یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکو عمل شیطان کا قرار دیا اس تنبیہ کی

علی ان تعاطیها شر بحت والسادس انه تعالی امر باجتنابها والامر للوجوب فیلزم الامتثال والسابع انه تعالی وعد

واسطی کہ اسکا برتنا شر محض ہی اور چھٹی یہہ کہ اللہ تعالی نی ہمکو اوس سی کنارہ کرنیکا ارشاد کیا اور امری مامور بہ واجب ہوجاتا ہی پس اطاعت ضروری اور ساتوین یہہ کہ اللہ تعالی نی

الفلاح علی ذلک الاجتناب والفلاح لا یحصل الا باجتناب المحرم والثامن انه تعالی قال انما یرید الشیطن ان یوقع

اوس کنارہ کشی پر فلاح کا وعدہ فرمایا اور فلاح حرام سی کنارہ کی بغیر حاصل نہین ہوسکتی آٹھوین یہہ کہ اللہ تعالی نی فرمایا شیطان یہہ ہی چاہتا ہی کہ تمہاری درمیان مین

بینکم العداوة والبغضاء وما یؤدی الی ذلک فهو حرام والتاسع انه تعالی بین ان مراد الشیطان ان یصدهم

دشمنی اور بیر پیدا کردی اور جس سی دشمنی وغیرہ پیدا ہو وہ حرام ہی نوین یہہ کہ اللہ تعالی نی بیان کیا کہ شیطان کی یہہ غرض ہی کہ یاد الٰہی

عن ذکر الله وعن الصلوة وذلک حرام والعاشر انه تعالی امر بالانتهاء عنها والانتهاء لا یجب الا عما هو حرام

اور نماز سی روکدی اور یہہ سب حرام ہی دسوین یہہ کہ اللہ تعالی نی فرمایا اس سی باز آؤ اور باز آنا اوس سی واجب ہوتا ہی جو حرام ہووی

فثبت بهذه الوجوه حرمة الخمر قطعا فترکوا شربها جمیعا حتی روی عن انس انه قال کنت مع جماعة من الصحابة

اب ان وجوہات سی حرمت شراب کی قطعی ثابت ہوئی پھر سب نی اوسکا پینا ترک کیا یہان تک کہ انس سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین صحابہ کی جماعت کی ساتھ

فی دار ابی طلحة الانصاری وهم یشربون الخمر وانا ساقیهم اذ دخل علینا رجل فقال ان الخمر قد حرمت فوالله

ابو طلحہ انصاری کی گہر مین تہا اور وہ شراب کا چل رہا تہا اور مین اونکو پلاتا تہا ناگاہ وہان ایک شخص آگیا کہا شراب تو بیشک حرام ہوگئی پھر خدا کی قسم

ما توقفوا وما سئلوا عنها حتی قالوا اهرق ما فی انائک یا انس فاهرقته وما عادوا فیها ابدا حتی لقوا الله تعالی وروی

ذرہ دیر نکی اور نہ کچھ کہا یہہ ہی کہا انس جتنی تیری برتن مین ہی گرادی سو مینی گرادی اور کبھی پھر کبھی نہ پی یہان تک کہ مرگئی اور

عن علی انه قال لو وقعت قطرة منها فی البیر فبنیت مکانها منارة لم اؤذن علیها ولو وقعت قطرة منها

علی رض سی روایت ہی کہ کہتی تھی کہ اگر شراب کی ایک بوند کوئی مین گرجاوی پھر کوئی کی جگہ مینار بنادین تو مین اوسپر اذان نہ پڑھون اور اگر شراب کی ایک بوند

فی البحر ثم جف فنبتت فیه الکلاء لم ارعه وروی عن عثمان انه قال اجتنبوا الخمر فانها ام الخبائث

دریا مین گرپڑی پھر وہ خشک ہوکر گہاس جم آوی تو مین نہ چراؤن اور عثمان رض سی روایت ہی کہ وہ کہتی تھی کنارہ کرو شراب سی بیشک یہہ تمام خباثث کی ماں ہی

فوالله لا یجتمع الایمان والخمر فی قلب رجل الا یوشک ان یذهب احدهما بالاخر

قسم ہی اللہ کی کہ کسی شخص کی دل مین ایمان اور شراب دونو جمع نہین ہوتی مگر قریب ہی کہ انمین سی کوئی ایک دوسری کو کہو دی

یعنی ان شارب الخمر اذا سکر یجری علی لسانه کلمة الکفر فانه وان لم یعتبر ارتداده فی حال السکر لعدم القصد
مراد یہ ہی کہ شرابی جب مست ہوتا ہی تو اوسکی زبان پر کلمہ کفر کا آجاتا ہی اب حالت مستی مین قصد اور اعتقاد نہونی سی اگرچہ اوسکی ارتداد کا اعتبار نہیں ہی
والاعتقاد لکن یتعود لسانه ذلك ویخاف علیه عند الموت ان یجری علی لسانه کلمة الکفر ویخرج من الدنیا علی
پہر اوسکی زبان کو یہہ ہی عادت پڑجاتی ہی اور سپر یہہ خوف ہوتا ہی کہ مرتی دم بہی اوسکی زبان سی کلمہ کفر کا نکلی اور دنیا سی کافر ہوکر مر جاوی
الکفر لان اکثر ما ینزع الایمان من العبد عند الموت لیس الا بسبب ذنوبه التی یفعلها فی حیاته فیبقی فی النار
کیونکہ اکثر آدمی کا ایمان مرتی وقت جو کہو جاتا ہی سو صرف بسبب گناہونکی جو زندگی میں کرتا رہتا ہی پہر ہمیشہ کو دوزخ مین پڑا رہیگا
ابدا وقد روی ان اهل النار یساقون الی النار فاذا دنوا منها یستقبلهم الملٰئکة بمقامع من حدید فاذا
اور روایت ہی کہ دوزخیون کو جب دوزخ کی طرف لیجاتی ہین جب وہ نزدیک ہوجاتی ہین تو سامنی سی فرشتی لوہی کی گرز لیکر آتی ہین جب
دخلوها لا یبقی منهم عضو الا یلزمه عذاب اما حیة تنهشه واما عقرب تلسعه او نار تسفعه او ملك
وہ دوزخ مین داخل ہوجاتی ہین تو اونکا کوئی ٹکڑا بدن کا باقی نہین رہتا کہ عذاب نہو یا تو اوسکو سانپ ڈستا ہی یا بچہو ڈنک مارتا ہی یا آگ جلا کر کوئلا کردیتی ہی یا فرشتہ
یضربه بمقمع فاذا ضربه الملك ضربة یهوی فی النار مقدار اربعین عاما لا یبلغ قعرها وقعرها ثم ترفعه
گرز سی مارتا ہی جب اوسکی فرشتہ ایک چوٹ لگاتا ہی تو چالیس برس کی مسافت پر آگ کی اندر دہس جاتا ہی ابہی اوسکی تہہ کو نہین پہنچتا کہ آگ کی لپٹ
اللهب فاذا بدا رأسه یضربه الملك ضربة اخری فیهوی فیها فیعذب فیها ما شاء الله تعالی ان یعذبوا ثم
پہر اوچہال دیتی ہی وہین اوسکا سر نکلتا ہی کہ فرشتہ دوسری چوٹ لگاتا ہی پہر آگ مین اوتر جاتا ہی پہر یہہ ہی عذاب ہوئی جاویگا جبتک مرضی الٰہی عذاب دینی کی ہوگی
یدعون خزنة جهنم قائلین لهم ادعوا ربکم یخفف عنا یوما من العذاب فلا یجیبونهم ثم یدعون مالکا فلا
پہر دوزخ کی تعیناتیون کو پکار کر یہہ کہینگی مانگو اپنی رب سی کہ ہمپر ہلکا کری ایکدن تہوڑا عذاب سو وہ کچہہ جواب نہ دینگی پہر وہ مالک کو پکارینگی وہ بہی
یجیبهم فیقولون قد دعونا الخزنة ودعونا المالك فلم یجیبونا هلموا فلنجزع فلا یغنی عنهم ثم یقولون هلموا
جواب نہ دیگا پہر کہینگی ہم تعیناتیون کو پکار چکی اور مالک کو پکار چکی سو کوئی جواب نہین دیتا آؤ ہم بیقراری کرین سو کچہہ فائدہ نہوگا پہر کہینگی آؤ
فنصبر فیصبرون ولا یغنی عنهم فیقولون سواء علینا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محیص فهذا العذاب و
صبر کرین پہر صبر کرینگی اور کچہہ فائدہ نہوگا پہر کہینگی برابر ہی ہماری حق مین ہم بیقراری کرین یا صبر کرین ہمکو خلاصی نہین پس یہہ عذاب
ان کان للکفار لکن المسلم اذا شرب الخمر یجری علی لسانه کلمة الکفر ویتعود لسانه ان یتکلم بکلمة الکفر
اگرچہ کفار کی لئی ہی لیکن مسلم بہی اگر شراب پیتا ہی تو اوسکی زبان سی کلمہ کفر کا نکلتا ہی اور اوسکی زبان کو عادت پڑجاتی ہی کہ کلمہ کفر کا بکا کری
فینزع عنه الایمان فیصیر من جملة الکفار فیبقی ابدا فی عذاب النار فینبغی للمؤمن ان یمتنع عن شربها و
سو اوسکا ایمان جاتا رہتا ہی اور کفار مین داخل ہوجاتا ہی پہر ہمیشہ کو دوزخ مین پڑا رہیگا اب مؤمن کو چاہئی کہ شراب پینی سی باز رہی اور
ینقطع عمن یشربها ویتفکر فی هول یوم القیٰمة فان من یتفکر فی هوله لا یمیل قلبه الی شربها والی صحبة من
شرابی کی پاس نہ بیٹہی اور قیامت کی ہول کا خیال رکہی کیونکہ جو شخص قیامت کی ہول کا خیال رکہتا ہی اوسکا دل نہ شراب پینی کو چاہی نہ شرابی کی صحبت کو
یشربها لکن لا بد من معرفة حقیقتها وهی النیّ من ماء العنب اذا غلا واشتد وقذف بالزبد واذا لم یقذف بالزبد
لیکن شراب کی حقیقت بہی دریافت کرنی چاہئی شراب وہ ہی جو انگور کی شیرہ کی ہوتی ہی جب خوب جوش کہا کر کف گرانی لگی اور جبتک کف نہ گرانی لگین
لا یصیر خمرا عند ابی حنیفة وعندهما اذا اشتد یصیر خمرا وان لم یقذف بالزبد واما المثلث وهو ما طبخ
امام ابو حنیفہ کی نزدیک شراب نہین ہوتی اور صاحبین کی نزدیک جب خوب جوش کہا جاوی خمر ہوجاتی ہی اگرچہ کف نہ آوین اور مثلث وہ ہوتی ہی کہ انگور کا شیرہ
من عصیر العنب حتی ذهب ثلثاه وبقی ثلثه ثم غلا واشتد وصار مسکرا فعند محمد واکثر الفقهاء قلیله وکثیره
پکتی پکتی دو تہائی جل کر ایک تہائی رہ جاوی پہر خوب جوش کہا کر مسکر ہو جاوی سو امام محمد اور اکثر فقہاء کی نزدیک اوسمین سی تہوڑی اور بہت

حرام وكذا كل ما هو مسكر من كل شراب سواء كان مما يتخذ من الحبوب كالحنطة والشعير والذرة او من الالبان
سب حرام ہی اور ایسی ہی ہر ایک شراب میں سی جو مسکر ہو برابر ہی کہ دانہ سی بنتی ہو جیسی گیہوں اور جو اور جوار یا دودھ
والعسل والتين وعند ابي حنيفة وابي يوسف يحل شربه ما لم يسكر واذا اسكر الشارب لا يحل شربه حتى قال ابو
اور شہد اور انجیر سی اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک جب تک نشہ نہ لاوی پینا حلال ہی اور جب پینی والیکو مست کردی تو پینا حلال نہیں
الليث في التنبيه الشارب المطبوخ اعظم ذنبا واثما من شارب الخمر لان شارب الخمر مقر بانه شرب الخمر الحرام فيصير
الليث تنبیہ میں کہتا ہی کہ مطبوخ کا پینی والا بڑا گنہگار ہی شراب پینی والی سی اسلئی کہ شراب پینی والا قائل ہی کہ میں نی شراب حرام پی سو وہ فاسق
فاسقا وشارب المطبوخ يشرب المسكر ويراه حلالا وقد اجمع المسلمون على ان شرب المسكر حرام واذا استحل ما هو
ہوتا ہی اور مطبوخ پینی والا مسکر پیتا ہی اور حلال جانتا ہی اور مسلمان سب متفق ہیں کہ مسکر کا پینا حرام ہی اور جب حرام بالاجماع کو حلال سمجھی تو
حرام بالاجماع يصير كافرا وشرب المطبوخ ما لم يسكر انما يحل اذا لم يقصد به اللهو والطرب واما اذا قصد به اللهو و
کافر ہو جاتا ہی اور مطبوخ غیر مسکر کا پینا جبھی تک حلال ہی کہ اوس سی لہو اور طرب مقصود نہو اور اگر یہ نیت لہو اور
الطرب فلا يحل شربه حتى سئل عنه ابو حفص الكبير فقال لا يحل شربه فقيل له خالفت الشيخين فقال لا انهما
طرب کی پیویں تو حلال نہیں یہاں تک کہ ابو حفص کبیر سی پوچھا تو کہا اوسکا پینا حلال نہیں ہی کسی نی کہا شیخین کی خلاف کہتی ہو جواب دیا نہیں اسلئی کہ وہ دونو
كانا يحلانه لاستمراء الطعام والناس في زماننا يشربونه للفجور والتلهي فعلم من هذا ان الخلاف فيما قصد به التقوي
ہضم طعام کی لئی حلال کہتی تھی اور اس زمانہ کی لوگ فجور اور لہو کی لئی پیتی ہیں اس سی معلوم ہوا کہ خلاف اوس صورت میں ہی کہ مقصود عبادت کی قوت ہو
على العبادة واما اذا قصد به التلهي فلا يحل اتفاقا بل اذا شرب الماء وغيره من المباحات بلهو وطرب على هيئة
اور اگر صرف لہو مقصود ہو تو اتفاقا حلال نہیں بلکہ اگر پانی وغیرہ مباحات لہو اور طرب سی فاسقوں کی وضع پر پیوی
الفسقة حرم ايضا **المجلس التاسع والسبعون في بيان حرمة الغلول ووجوب التقسيم بين**
تو یہ بھی حرام ہی اناسی مجلس میں بیان غنیمت کی چوری کی حرمت کا اور تقسیم واجب ہونیکا غانمین میں
الغانمين كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ادوا الخياط والمخيط واياكم والغلول فانه عار على
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی تھی لا کر دیا کرو سوئی اور دھاگا اور بچو غنیمت کی چوری سی قیامت کی دن
اهله يوم القيمة هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عبادة بن الصامت والمراد من الغلول الخيانة في
غلول کرنیوالوں پر بڑی شرم ہوگی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عبادۃ بن الصامت کی روایت سی اور مراد غلول سی غنیمت کی
الغنيمة والغنيمة ما اخذ من الكفار عنوة وهي لم تكن حلالا للامم السالفة لكن الله تعالى تفضل لهذه الامة فجعلها
خیانت ہی اور غنیمت وہ مال ہی جو غالب ہو کر کفار سی چھین لیں اور غنیمت پہلی امتوں کو حلال نہ تھی لیکن اللہ تعالی نی اس امت پر اپنا فضل کر کر انکو غنیمت
حلالا لهم حيث قال فكلوا مما غنمتم حلالا طيبا وحكمها بعد اخراجها الى دار الاسلام ان يجمع ما في ايدي الغزاة
حلال کر دی ہی چنانچہ فرمایا ہی سو کھاؤ جو غنیمت لاؤ حلال ستھری اور غنیمت کا حکم جب دار الاسلام میں لی آویں تو یہ ہی کہ جو غازیوں کی پاس ہووی سب یکجا
حتى ما فضل من ماكلهم ومعالفهم سوى النفل وسياتي بيانه ثم يخرج منها الخمس لليتمى والمسكين وابن السبيل ثم
جمع کریں یہاں تک کہ جو کہا کر اور دواب کی گھاس سی بچ رہی بجز تنفیل یعنی عطا زاید کی جسکا بیان اب آتا ہی پھر اوسمیں سی پانچواں حصہ واسطی یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کی
يقسم باقيها بين الغانمين فيعطي للراجل سهم وللفارس سهمان عند ابي حنيفة وعند غيره يعطي للفارس ثلثة
نکال کر پھر باقی غانمین میں یعنی لشکر پر بانٹ دیں اب امام ابو حنیفہ کی نزدیک پیادہ کو ایک حصہ اور سوار کو دوہرا حصہ اور سوا ہی اونکی اور کہتی ہیں کہ سوار کو تہرا حصہ کہ
اسهم وليس للامام على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان يقسم الغنائم في دار الحرب قبل اخراجها الى دار الاسلام الا
اور موافق مذکور فتاوی قاضیخان کی امام کو یہ اختیار نہیں ہی کہ غنایم کو دار الحرب کی اندر دار الاسلام میں لانی سی پہلی تقسیم کر دی ہاں

ان یفتح بلدة من بلاد اهل الحرب ویقسم الغنائم فیها ثم یجوز قسمته لانه لما فتحها صار تلک البقعة من
اگر کوئی شہر اہل حرب کی شہروں میں سی فتح کرکر اوسمین غنایم تقسیم کردی تواب تقسیم جایز ہی کیونکہ جب امام نی شہر فتح کرلیا تو وہ جگہہ دار الاسلام کی ہوگئی

دار الاسلام فیجوز قسمة الغنائم فیها هذا حکم الشرع فی الغنیمة لکن فی هذا الزمان قد ترک هذا الحکم
پہر اوسمین قسمت غنایم کی جایز ہی غنیمت میں شرع کا تو یہہ حکم ہی لیکن اس زمانہ میں یہہ حکم چہوٹ چہٹ کر ایسا ہوگیا ہی

وجعل کالشریعة المنسوخة حیث لا یقسم الغنائم بین الغانمین ولا یخرج خمسها لان العادة فی هذا الزمان
جیسی دین منسوخ کیونکہ نہ تو غنایم لشکر پہ بٹتی ہیں اور نہ اوسمین سی خمس نکلتا ہی کیونکہ اس زمانہ میں یہہ عادت ہی

ان العسکر اذا دخلوا دار الحرب وغلبوا علی الکفار ینتهبون اموالهم فیاخذ بعضهم شیئا کثیرا وبعضهم
کہ جب لشکر دار الحرب میں جاکر کفار پر غالب آتا ہی اور اونکا مال لوٹتی ہیں تو کوئی تو بہت کچھہ لیلیتا ہی اور کوئی تہوڑا

شیئا قلیلا وبعضهم لا یاخذ شیئا بل یبقی محروما ثم یتفرقون علی تلک الحالة بلا قسمة بینهم ولا اخراج الخمس
اور کسیکو کچہہ نہیں ملتا بلکہ محروم رہ جاتا ہی پہر ایسی ہی ادہر اودہر ہو جاتی ہیں اور اونمین قسمت نہیں ہوتی اور نہ خمس نکلتا ہی

وهذا هو الغلول الذی ورد من الشارع وعیدات شدیدة فی احادیث کثیرة منها ما روی عن ابی هریرة ان
اور یہہ ہی غلول ہی جسمیں شارع نی بہت حدیثوں میں سخت سخت وعید فرمائی ہیں ایک یہہ ہی جو ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ

رجلا اهدی لرسول الله صلی الله علیه وسلم غلاما یقال له مدعم فبینما هو یحط رحل الرسول الله صلی الله
ایک شخص نی غلام واسطی رسول الله صلی الله علیه وسلم کی ہدیہ بہیجا اسکا نام مدعم تہا جب وہ رسول الله صلی الله علیه وسلم کا کجاوہ اوتار رہا تہا

علیه وسلم اذ اصابه سهم من عدو فقتله فقال الناس هنیئا له الجنة فقال رسول الله علیه السلام کلا
ناگاہ دشمن کی طرف کا اوسکی تیر آ لگا اور اوسکو مار ڈالا سو لوگ بولی اسکو جنت مبارک ہو پہر رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا ہرگز نہیں

والذی نفسی بیده ان الشملة التی اخذها یوم خیبر من المغانم لم یصبها المقاسم لتشتعل علیه نارا فلما
قسم ہی اوس ذات کی کہ میری جان اوسکی قبضہ میں ہی وہ کملی جو خیبر کی دن تقسیم سی پہلی غنیمت میں سی لیلی تہی آگ کا شعلہ بہڑکا رہی ہی جب

سمع الناس ذلک فزعوا فجاء رجل بشراک او شراکین فقال اصبت هذا یوم خیبر فقال رسول الله صلی
یہہ لوگوں نی سنا تو کانپ اوٹہی پہر ایک شخص ایک تسمہ پاپوش کا یا دو تسمی لایا عرض کیا یہہ خیبر کی دن میں نی لی تہی پس رسول الله صلی الله علیه وسلم نی

الله علیه وسلم من نار شراک او شراکان من نار ومنها ما روی عن زید بن خالد ان رجلا من اصحاب النبی علیه السلام
فرمایا آگ کا ایک تسمہ ہی یا دو نو تسمی آگ کی ہیں اور اون حدیثوں میں سی ایک یہہ ہی جو زید بن خالد سی روایت ہی کہ ایک صحابی نی

توفی یوم خیبر فذکروا ذلک لرسول الله علیه السلام فقال صلوا علی صاحبکم فتغیر وجوه الناس فقال ان
خیبر کی روز وفات پائی سو یہہ خبر رسول الله صلی الله علیه وسلم سی بیان کی آپ نی فرمایا اپنی یار پر تم ہی نماز پڑہو یہہ سنکر لوگوں کی چہرہ بدل گئی پہر فرمایا

صاحبکم قد غل فی سبیل الله ففتشنا متاعه فوجدنا خرزا من خرز یهود لا یساوی درهمین ومنها ما روی
تمہاری یار نی غنیمت میں خیانت کی ہی سو ہمنی اوسکی اسباب میں ڈہونڈہا تو ایک مہرہ یہود کی مہروں میں سی پایا دو درم کا بہی نہیں تہا اور ایک یہہ ہی

عن عبد الله بن عمر انه علیه السلام کان اذا اصاب غنیمة امر بلالا فینادی فی الناس فیجمعون بغنائمهم فیخمسه
جو عبد الله بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام بروقت حصول غنیمت کی بلال کو فرماتی وہ لوگوں میں پکار دیتا وہ اپنی اپنی غنیمت لاکر جمع کر دیتی پہر آپ خمس نکال کر

ویقسمه فجاء رجل بعد ذلک بزمام من شعر فقال هذا فیما اصبناه من الغنیمة فقال النبی علیه السلام اسمعت
تقسیم کر دیتی پہر ایک شخص بعد تقسیم کی ایک روز بالوں کی رسی لیکر آیا اور عرض کیا غنیمت میں سی یہہ لی تہی پس نبی علیه السلام نی فرمایا کہ تو نی بلال کو

بلالا ینادی ثلثا قال نعم قال فما منعک ان تجئ به فاعتذر فقال کن انت الذی تجئ به یوم القیمة فلن اقبل عنک
آواز دیتی سنا تہا عرض کیا ہاں فرمایا پہر تو کیوں نہ لایا اوسنی کچہہ عذر کیا پہر فرمایا تو ہی رکہہ قیامت کی روز لیکر آنا میں تجہسی نہیں لیتا

وانما امتنع النبی علیه السلام من اخذ الزمام لانه کان فیه لجمیع الغانمین شرکة وقد تفرقوا ولم یمکن ایصال
اور نبی علیه السلام نی وہ رسّی اسوا سطی نه لی کہ اوسمین تمام لشکر کی شرکت تہی وہ سب ادہر ادہر ہو گئی تہی اور ہر یک کا
نصیب کل واحد منهم من ذلك الزمام الی صاحبه فترکه فی یده لیکون اثمه علیه لانه هو الغاصب
حصہ اوس رسّی مین سی حصہ دار کو پہنچانا ممکن نہین تہا اور اوسیکی پاس اسلئی رہنی دی کہ اوسکا گناہ اوسی پر رہی کیونکہ وہ ہی غاصب تہا
فعلی هذا ما یاخذه غزاة زماننا من الغنائم بلا قسمة ولا اخراج الخمس لا یحل لاحد منهم ان یاکل منها لان
ان روایات کی موافق ہماری زمانہ کی غازی جو غنایم بلا قسمت لیلیتی ہین اور خمس بہی نہین نکالتی تو اونکو اوسمین سی کہانا حلال نہین ہی کیونکہ
اخذهم لم یکن علی طریق الشرع ومع هذا نسمع کثیرا منهم یقولون لقد وصلنا من اهل الحرب مال هو حلال
اونکا قبضہ شرع کی موافق نہین ہی پہر سننی مین آتا ہی کہ اکثر یون کہتی ہین ہمنی کفار کا ایسا حلال مال حاصل کیا ہی
لنا من المال الموروث من آبائنا وامهاتنا ولا یعرف هؤلاء المغرورون انهم اخذوه علی غیر طریق الشرع فلا یکون حلالا
کہ ویسا ماں باپ کی میراث کا بہی نہین ہوتا اور ان مغرور لوگون کو یہہ خبر نہین ہی کہ انہون نی خلاف شرع لیلیا ہی پہر حلال کیونکر ہو گا
انه فیه حق الفریقین من المستحقین احدهما الیتمی والمسکین وابن السبیل لان الخمس حقهم وهو باق فیه والثانی
کیونکہ اسمین حق دونو فریق مستحق کا ہی ایک فریق تو یتیم اور مساکین اور مسافر ہین اسلئی کہ خمس انہین کا حق ہی کہ وہ اوسمین باقی ہی اور دوسرا فریق
الغزاة الذین کانوا معهم لان الباقی بعد الخمس حقهم وهو باق فیه لم یقسم بینهم علی طریق الشرع فکیف یکون حلالا
وہ غازی ہین جو اونکی ہمراہ تہی اسلئی کہ خمس نکالکر جو بچا اسمین اونکا بہی حق ہی وہ اوسمین باقی ہی کہ بطور شرع انہین تقسیم نہین ہوا پہر حلال کیونکر ہو گیا
بل لو کان الماخوذ جاریة لا یجوز للآخذ علی هذا الوجه ان یتصرف فیها لکونها مشترکة مستحقة البعض ولو
بلکہ اسطرح کی لی ہوئی اگر لونڈی ہووی تو لینی والیکو اصلا تصرف جائز نہین ہو گا کیونکہ وہ مشترک ہی کچہہ اسکا حق ہی اگرچہ
بعد اخراج خمسها لبقاء حق باقی الغزاة فیها ولا خلاف ان الجاریة المشترکة یحرم وطئها علی جمیع الشرکاء ولا فرق
خمس نکل چکا ہو کیونکہ حق لشکر کا اسمین باقی رہتا ہی اور اسمین کسیکو خلاف نہین ہی کہ مشترک لونڈی سی تمام شرکا کو وطی حرام ہی اور حرمت مین
فی الحرمة بین من قل نصیبه او کثر وقد اتفقوا علی ان احدا من الغانمین لا یجوز له ان یطأ جاریة من السبی قبل القسمة
اسکی کچہہ فرق نہین ہوتا کہ حصہ تہوڑا ہو یا بہت اور اسپر سب متفق ہین کہ لشکر مین سی کسیکو جائز نہین ہی کہ قیدیون مین سی لونڈی کو قسمت سی پہلی وطی کری
واختلفوا فیما یجب علیه اذا وطئها فقال مالك یحد لانه زان وقال ابو حنیفة لا حد علیه بل علیه عقوبة
اور اسمین اختلاف ہی کہ واطی پہ کیا لازم آتا ہی اگر وطی کری سو امام مالک کہتی ہین حد آتی ہی کیونکہ وہ زانی ہی اور ابو حنیفہ کہتی ہین اوسپر حد نہین ہی بلکہ اوسپر عذاب ہی
وان حصل منها ولد فهو مملوك یرد الی الغنیمة فاذا کان الامر کذلك یخاف علی من یقتل الکافر بکفره
اور اگر بچہ جنی تو وہ غلام ہی غنیمت مین شامل کیا جاوی جب حال یہہ ہی تو خوف ہی اوسپر جو کافر کو کفر کی سبب قتل کرتا ہی ایسا نہو
ان یکفر هو بنفسه باستحلال الغنائم الغیر المقسومة والفروج المشترکة ثم یسری
کہ وہ آپ کافر ہو جاوی غنایم بلا تقسیم کو اور فروج مشترکہ کو حلال سمجہہ کر پہر یہ فساد
هذا الفساد الی کل من یتملك منهم الجواری وغیرها وهذا داء عضال عسیر الزوال لان
آگی کو چلیگا جو جو شخص کہ لونڈیان وغیرہ اونسی خریدیگا یہہ بڑا سخت مرض ہی اسکا جانا دشوار ہی کیونکہ
اکثر الاجناد فی هذا الزمان نبذوا احکام الاسلام وراء ظهورهم کانهم
اس زمانہ کی اکثر لشکریون نی احکام اسلامی پس پشت ڈالدئی ہین گویا کہ اونکو
لم یکلفوا بها فلا یبالون بما فعلوا فکیف یمکن العلاج بجمع ما فی ایدیهم من الغنائم
کچہہ حکم ہوا ہی نہین سو جو کرتی ہین اونکی کچہہ پروا نہین ہی پہر اسکا کیا علاج کہ جو جو غنایم اونکی قبضہ مین ہی کہان سی جمع کرین

وتقسيمها بينهم مع عدم انقيادهم الى الشرع فلما تعذر جمعها وتقسيمها بينهم صارما في يد كل واحد منهم بمنزلة اللقطة

اور کیونکر تقسیم کریں اس صورت میں کہ وہ تابع شرع کے نہیں ہیں پھر جب جمع کرنا اور اونمیں تقسیم دشوار ہوئی تو جو جو اونکی ہاتھہ آیا ہی لقطہ کی برابر ہی

فمن كان فقيرا يرجى ان يجوز له ان يتصرف فيه ومن كان غنيا لا يجوز له ان يتصرف فيه بل يلزمه ان يتصدق

پھر جو شخص فقیر ہو تو امید ہی کہ اوس میں اوسکو تصرف جایز ہو اور جو غنی ہیں اونکو جایز نہیں ہی کہ اوسمیں تصرف کریں بلکہ غنی کو لازم ہی کسی فقیر پر خیرات کریں

به على فقير ثم ان اراد ان يتملكه من ذلك الفقير اما بالاستيهاب او بالشراء هذا اذا كان ما في يده ماخوذا من غير تنفيل

پھر اگر چاہی کہ اوس فقیر سی لیکر مالک ہو جاوی تو یا بطور ہبہ کی یا خرید کر یہ سب اوس صورت میں ہی کہ جو اوسکی قبضہ میں ہی بغیر تنفیل یعنی انعام

واما اذا كان اخذه بطريق التنفيل فهو له خاصة لا يشاركه فيه احد لكن لا يملكه الا بعد اخراجه الى دار الاسلام

اور جس صورت میں کہ بطور تنفیل یعنی انعام کی لیا ہو تو وہ خاص اوسکی ملک ہی اوسمیں کوئی شریک نہیں ہی لیکن اوسکا مالک نہیں ہوتا جبتک دار الاسلام میں نہ لی آوی

حتى لو قال الامام او امير العسكر من اصاب جارية فهي له فاصاب احد من الغزاة جارية واستبراها لا يحل له

یہانتک کہ اگر امام نی یا سالار لشکر نی حکم دیا کہ جسکی لونڈی ہاتھہ آوی وہ اوسی کی ہی پھر کسی غازی کو لونڈی ہاتھہ آ جاوی اور حیض سی رحم پاک بھی کر لی تو بھی نہ وطی

وطيها ولا بيعها قبل اخراجها الى دار الاسلام والمراد من التنفيل التحريض على القتال باعطاء شيء زايد على سهم الغنيمة

حلال ہی اور نہ اوسکی بیع جبتک دار الاسلام میں نہ لی آوی اور مراد تنفیل سی لڑائی کی رغبت دلانی ہی کچھہ حصہ غنیمت سی زاید دیکر

وهو مندوب لقوله تعالى يا ايها النبي حرض المؤمنين على القتال فينبغي للامام او لامير العسكر ان يتنفل بان يقول

اور رغبت دلانی مستحب ہی بدلیل اس آیت کی اى نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائیکا سو امام کو یا سالار لشکر کو چاہیی کہ عطا زاید دیوی اسطور کہ کہی

من قتل قتيلا فله سلبه او يقول لسرية ما اصبتم فهو لكم او ربعه او ثلثه او نحو ذلك ولا ينفل بكل الماخوذ

جسنی مار کسی کافر کو تو اسی کا ہی سامان اوسکا یا چھوٹی لشکر کو حکم دی لوٹ سب تمہاری ہی یا اوسکا چوتھائی یا تہائی یا مانند اسکی اور تمام لوٹ کو معاف نکردی

اذ فيه ابطال حق الكل وان فعل ذلك مع سرية يجوز اذ قد يكون المصلحة فيه كذا ذكر في الهداية وذكر في شرح المجمع

کیونکہ اسمیں سبکا حق تلف ہوتا ہی اگر ایسا حکم سریہ کو تو جایز ہی اسلئی کہ بعضی وقت اسمیں مصلحت ہوتی ہی ہدایہ میں یہہ ہی مذکور ہی اور شرح مجمع میں مذکور ہی

ان الامام لا ينفل بكل الماخوذ اذ فيه ابطال القسمة المشروعة في الغنيمة وذكر في السير الكبير ان الامام اذا قال للعسكر

کہ امام تمام لوٹ کو نفل نکردی کیونکہ اسمیں قسمت جو غنیمت میں شرعا چاہیی باطل ہوتی ہی اور سیر الکبیر میں مذکور ہی کہ امام اگر تمام لشکر کو حکم دی کہ

جميعا ما اصبتم فهو لكم بعد الخمس لا يجوز لان المقصود من التنفيل التحريض على القتال وانما يحصل ذلك بتخصيص

لوٹ تمہاری ہی خمس نکالکر تو جایز نہیں ہی اسلئی کہ غرض تنفیل سی لڑائی پر ابھارنا ہوتا ہی یہہ جب ہوتی ہی کہ کسی کسی کو خاص کر

البعض بشيء وفي التعميم ابطال تفضيل الفارس على الراجل وكذا اذا قال ما اصبتم فهو لكم ولم يقل بعد الخمس اذ فيه

کچھہ مقرر کریں اور تعمیم میں سوار کی فضیلت جو پیادی پر ہی باطل ہوتی ہی اور ایسی ہی جایز نہیں اگر حکم دی جو لوٹ ہی سب تمہاری اور بعد الخمس نکہی اسلئی کہ اسمیں

ابطال الخمس الذي اوجبه الله تعالى في الغنيمة فعلى هذا ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان الامام اذا قال من اصاب شيئا

خمس جو اللہ تعالی نی غنیمت میں واجب کیا ہی باطل ہوتا ہی اس بیان کی موافق جو فتاوی قاضی میں مذکور ہی کہ امام حکم دی کہ جسکو جو شی ہاتھہ لگی

فهو له فاصاب واحد منهم شيئا في دار الحرب يكون له خاصة ولا يجب فيه الخمس ولا يشاركه فيه غيره وان

وہ اوسی کی ہی پھر کسیکو کوئی شی دار الحرب میں ہاتھہ آگئی تو خاص اوسی کی ہو جاوی گی نہ اسمیں خمس واجب ہی اور نہ کوئی اور اسمیں شریک ہی اور اگر

مات في دار الحرب فما اصابه يكون ميراثا عنه وكذا ما ذكر في منية المفتي ان الامام اذا قال من اصاب شيئا فهو له

دار الحرب میں وہ مرجاوی تو وہ شی اوسکی میراث ہووی گی اور ایسی ہی جو کہ منیۃ المفتی میں مذکور ہی کہ امام اگر حکم دی جسکو جو ہاتھہ آوی وہ اوسی کا ہی

يدخل الامام في التنفيل ينبغي ان يحمل على كون قول الامام مقولا لسرية لا لكل العسكر لئلا يفهم منه المخالفة لساير

تو امام بھی تنفیل میں داخل ہوتا ہی یہہ دونو روایت قاضی خان اور منیۃ المفتی کی چاہیی کہ محمول اس حال پر ہوں کہ امام نی یہہ حکم سریہ کو دیا تمام لشکر کو نہیں تاکہ یہہ مطلب تمام کتابوں کی مخا

الكتب ولا يظن جواز التنفيل العام وأما دخول الامام في التنفيل فلأن هذا به معهم لا يكون التنفيل عاما وأما المصنف فانما
نہ جانا وی اور یہہ گمان نہووی کہ تنفیل عام جائز ہی اور امام تنفیل مین داخل ہوتا ہی کہ اونکی ساتہہ جاتا ہی سمجی نہین کہ تنفیل عام ہوتا ہی اور دونون تصریح کی

به واكتفيا بالاطلاق لاعتمادهما على ظهور الامر وشهرته نظرا الى قانون الفقه وبناء على قاعدة الاصول من ان
اور مطلق پر اکتفا کر لیا اسلیے کہ دونوکو یہہ اعتماد تہا کہ بلحاظ قانون فقہ اور قاعدہ اصول کی یہہ ظاہر اور مشہور ہی کہ دو جہتین سی محکم بات مراد ہوتی ہی

المحتمل يحمل على المحكم والحاصل ان من اخذ شيئا في دار الحرب بغير التنفيل لا يكون له بل يكون غنيمة يجب فيها الخمس
اور حاصل یہہ ہی کہ جسنے کوئی چیز دار الحرب مین بلا تنفیل لے لی تو وہ اوسکی نہوگی بلکہ غنیمت ہو دیگی اوسمین خمس واجب ہوگا

على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان سرية اذا خرجوا بغير تنفيل الامام او خرجوا لطلب العلف فما اصابوا يكون غنيمة يجب فيها
موافق روایت فتاوی قاضیخان کی کہ سریہ اگر بغیر تنفیل امام کی لڑائی کو جاوی یا گہاس وغیرہ کی تلاش مین جاوی تو جو اونکی ہاتہہ آویگا غنیمت ہوویگا اوسمین

الخمس ولا يختص بالسرية وكذا لو قتلوا كافرا يكون سلبه غنيمة ولا يختص به القاتل وذكر فيها ايضا ان الغازي اذا اخذ
خمس واجب ہی اور سریہ کی اوسمین کچہہ خصوصیت نہین ہی اور ایسی ہی اگر کافر کو قتل کرین تو اوسکا اسباب غنیمت ہوگا اوس سی قاتل کو کچہہ خصوصیت نہین اور اوسی مین یہہ مذکور ہی

في دار الحرب شيئا من المباحات التي لا تكون في يد احد ان كان له قيمة كالطير والسمك والخشب والكنز يكون ذلك
کہ غازی اگر دار الحرب مین کوئی ایسی چیز مباحات مین سی لیوی جو کسیکی نہین ہوتی اگر اوسکی کچہہ قیمت ہی جیسی پرند یا مچہلی یا لکڑی یا خزانہ تو یہہ سب

الشئ غنيمة يجب فيها الخمس وان لم يكن له قيمة فهو لمن اخذه ولا خمس فيه لانه بمنزلة الماء والكلاء ثم ذكر فيها
غنیمت ہوگی اوسمین خمس واجب ہی اور اگر اوسکی کچہہ قیمت نہین تو اوس سپاہی کی ہی اوسمین خمس نہین ہی کیونکہ پانی اور گہاس کی برابر ہی پہر یہہ بہی

ايضا ان الغازي اذا ذبح غنم الغنيمة او بقرها للاكل عند الحاجة رد جلدها الى الغنيمة لان الجلد ليس بماكول ولا
اوسہی مین مذکور ہی کہ غازی اگر غنیمت کی بکری یا گائی بیل کہانی کی لئی حاجت کی وقت ذبح کر ڈالی تو اوسکا چمڑا غنیمت مین شامل کر دی کیونکہ چمڑا کہانی کی چیز ہی اور نہ

من العلف وذكر في الهداية ان المسلمين اذا خرجوا من دار الحرب لا يجوز لهم ان يعلفوا دوابهم من الغنيمة ولا ان
گہاس ہی اور ہدایہ مین مذکور ہی کہ مسلمان جب دار الحرب سی باہر نکل آوین تو اونکو جائز نہین کہ اپنی جانورونکو غنیمت مین سی چارہ دیوین یا آپ

ياكلوا منها لان الضرورة قد ارتفعت والاباحة باعتبارها ومن فضل معه علف او طعام رده الى الغنيمة قبل القسمة
اوسمین سی کہاوین کیونکہ ضرورت کا وقت گذر گیا اور اباحت ضرورت کی واسطی تہی اور جسکی پاس گہاس یا کہانا بچا رہ گیا تو قسمت سی پہلی غنیمت مین شامل کر دی

وان انتفع به رد قيمته الى المغنم وبعد القسمة ان كان غنيا تصدق به وان انتفع به تصدق بقيمته وان كان
اور اگر اوسکو برت لیا تو اوسکی قیمت غنیمت مین شامل کر دی اور قسمت کی بعد اگر غنی ہی تو خیرات کر دی اور اگر اوس سی نفع اوٹہاوی تو اوسکی قیمت خیرات کر دی اور اگر

من المحاويج انتفع به لانه صار في حكم اللقطة لتعذر الرد على الغانمين فاذا كان الحكم في الغنيمة كذلك مع ان
محتاج ہی تو برت لی کیونکہ اب حکم پائی چیز کا سا ہی اب غانمین پر تقسیم کرنا دشوار ہی اور جب غنیمت مین یہہ حکم ہی باوجودیکہ

للغانمين فيها حقا لكونهم شركاء فيها فما ظنك في مكاسب الظلم من الغصب والغارات التي شاعت في بلاد الاسلام
غانمین کا اوسمین حق ہوتا ہی کیونکہ اوسمین سب شریک ہین پہر تیرا کیا خیال ہی ظلم کی کمائی مین غصب اور لوٹ سی جو ان دنون بلاد اسلام مین پہیل رہی ہی

في هذه الايام لاسيما عند تحصيل بيت المال فان الذين نصبوا لتحصيله ياخذون اموال الناس ظلما في البنادر
خاص کر بر وقت تحصیل بیت المال کی بیشک جو لوگ اوسکی تحصیل پر متعین ہوتی ہین وہ لوگون کا مال ظلم سی بندرون مین اور

والاسواق وغيرها باسم العشر والزكوة ويشددون على اصحابها تشديدا عظيما وقد كان النبي عليه السلام اذا بعث
بازارون وغیرہ مین عشر اور زکوۃ کی بہانہ چہین لیتی ہین اور مالکون پر بڑی ہی سختی کرتی ہین اور نبی علیہ السلام کا یہہ حال تہا کہ جب

من اصحابه احدا لبعض امره يقول بشروا ولا تنفروا ويسروا ولا تعسروا اي بشروا الناس بالاجر على الطاعات وانواع الخيرات
کسی صحابی کو کسی کام کو بہیجتی تو فرماتی خوشخبری دینا گہبرا نہ دینا آسانی کرنا تنگی نہ کرنا یعنی لوگونکو طاعات اور انواع خیرات پر ثواب کا مژدہ سنانا

التی من جملتہا اعطاء ما یجب علیہم من العشر والزکوۃ ولا تقنطوہم من رحمة اللہ تعالی عند ارتکابہم المنکرات و

کہ جنمین ادا عشر اور زکوۃ واجب ہی داخل ہی ثواب کی بشارت دینا اور اونکو رحمت الٰہی سی مایوس نہ کرنا اگر اونسی کچھ عمل بد ہو جاوی

مباشرتہم للمحرمات بل رغبوہم الی التوبة والطاعات وطیب انفسہم بقبولہا وسہلوا علیہم الامور باخذ ما یجب علیہم

اور حرام فعل کر بیٹھین بلکہ اونکو توبہ اور عبادت پر رغبت دلانا اور اونکی دل ایسی اچھی کرو کہ اوسکو مان لین اور اونپر آسانی رکھنا اونکی واجبات

من العشر والخراج وزکوۃ السوائم واموال التجارة بسہولة ولطف ولا تشددوا علیہم باخذ ما لا یجب علیہم او باخذ اکثر

عشر اور خراج اور چارپایہ چرندہ اور تجارت کی مال کی زکوۃ لینی مین سہولت اور لطف برتنا اور اونپر سختی نکرنا کہ جو اونپر واجب نہین ہی وہ لیا کرو یا واجب

مما یجب علیہم اذ روی انہ علیہ السلام قال لا یدخل الجنة صاحب مکس وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال صاحب

سی زیادہ لیا کرو کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جنت مین نہین جاویگا صاحب مکس اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صاحب

المکس فی النار قال البغوی اراد بصاحب المکس من یاخذ من التجار مکسا باسم العشر اذا مروا علیہم وقال الحافظ و

مکس دوزخ مین ہی بغوی کہتا ہی کہ صاحب مکس سی مراد وہ شخص ہی جو سوداگرون سی عشر کا نام رکھکر محصول لیلیتا ہی جب اونکی پاس کو گذرین اور حافظ کہتا ہی اور

اما الان فانہم یاخذون مکسا باسم العشر ومکوسا اخر لیس لہا اسم بل کل ما یاخذونہ حرام وسحت وقد قال اللہ تعالی

اب تو وہ لوگ ہین کہ ایک خراج تو عشر کی نام لیلیتی ہین اور کتنی ہی اور خراج لیتی ہین کہ انکا کچھ بھی نام نہین ہی بلکہ جو وہ لیتی ہین سب حرام اور نہایت مردار ہی اور فرمایا

ویل للمطففین الذین فاذا کان حال المطفف ہکذا مع ان اخذہ شیء قلیل من راس الکیل والوزن فماذا یکون

خرابی ہی کمتی دینیوالون کی جب حال کم تولنی والیکا یہہ ہی اور جودیکہ وہ کیل یا وزن مین سی تھوڑا سا کچھ لیتا ہی پھر اون لوگون کا کیا حال ہوگا

حال الملتزمین الذین یاخذون اموال الناس بلا کیل ولا وزن ویقولون ہو حق السلطان او حق فلان ویخرجون

جو خواہ مخواہ مال لوگون کا لیلیتی ہین نہ تلوین اور نہ تولین اور بیان کرتی ہین یہہ سلطان کا حق ہی یا فلانی کا حق ہی اور ایمان سی باہر

عن الایمان اذ قد ذکر فی کثیر من کتب الفتاوی ان من قال لبیت المال ہذا مال السلطان یکفر فکیف لغیرہ بل انہم

ہوجاتی ہین اسلئی کہ اکثر فتاوون مین مذکور ہی کہ جو شخص بیت المال کو کہی یہہ سلطان کا مال ہی وہ کافر ہوجاتا ہی پھر کیونکر نہو جب اورکا بتادی

یخونون فی بیت المال ایضا وقد روی انہ علیہ السلام بین فی ہذا الحدیث او یتصرفون فیہ بغیر امر اللہ تعالی

بلکہ وہ لوگ بیت المال مین بھی خیانت کرتی ہین اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا جو لوگ بیت المال مین راہ نکالتی ہین اور اوسمین بی حکم

ورسولہ فلہم النار یوم القیمة فان بیت المال علی ما ذکر فی البزازیة وغیرہا اربعة انواع الاول الصدقات وما

خدا اور رسول کی تصرف کرتی ہین سو اونکی لئی قیامت کی دن آگ ہی کیونکہ بیت المال موافق بیان بزازیہ وغیرہ کی چار قسم کی ہین اول تو صدقات اور جو

فی معناہا کالعشر فیصرف الی المصارف التی ذکرت فی قولہ تعالی انما الصدقت للفقراء والمسکین والعاملین علیہا والمؤلفة

اسکی مثل ہی جیسی عشر سو خرچ ہوگا ان مصارف پر جو اس آیت مین مذکور ہین زکوۃ جو ہی سو حق ہی مفلسون کا اور محتاجون کا اور اوس کام پر جانیوالون کا اور

قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فہم ثمانیة اصناف لکن سقط منہم مؤلفة القلوب وبقی

جنکا دل پرچانا ہی اور گردن چھڑانی مین اور جو تاوان بھرین اور اسکی راہ مین اور راہ کی مسافر کو پس یہہ آٹھ قسم کی لوگ ہین پر انمین سی مؤلفة القلوب اب باقی نہین رہی اور

سبعة اصناف وہم الفقراء والمسکین والعاملون والمکاتبون والمدیونون ومنقطع الغزاة وابناء السبیل والثانی

یہہ سات قسم باقی رہین فقیر اور مسکین اور اوگاہی کرنیوالی اور مکاتب غلام اور قرضدار لوگ اور مفلس غازی اور مسافر اور دوسرا

خمس الغنائم والمعادن والرکاز فیصرف الی ما ذکر فی قولہ تعالی واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول

بیت المال غنیمتون کا خمس اور کہان کی آمد اور دبا خزانہ اسکا مصرف اس آیت مین مذکور ہی اور جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھ چیز سو اللہ کی واسطی اوسمین سی پانچوان حصہ

ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل وہم ستة اصناف لکن ذکر اللہ تعالی للتبرک وسہم الرسول وذوی القربی

اور قرابت والی کی اور یتیم کی اور محتاج کی اور مسافر کی یہہ چھہ قسم کی لوگ ہین لیکن اللہ کا نام تو برکت کی واسطی ہی اور حصہ رسول کا اور ذوی القربی کا

ساقط فبقي ثلثة اصناف وهم اليتمى والمسكين وابن السبيل الا ان فقراء ذوي القربى يدخلون فيهم
اب نہیں ہی اب تین قسم باقی رہین یتیم بچی اور مساکین اور مسافر اتنا ہی کہ ذوی القربی مین سی فقرا انہین داخل
ويقدمون عليهم دون اغنيائهم والثالث ما يوخذ من خراج الارض وجزية الرؤس وما اهدى الى الامام
اور اونپر مقدم رہین غنی لوگ داخل نہین ہین اور تیسرا بیت المال وہ ہی جو زمینون کا محصول حاصل ہوتا ہی اور جزیہ آدمی سری کا اور امام کو جو اہل حرب نذرانہ
من اهل الحرب وما ياخذه العاشر من اهل الذمة والمستامن فيصرف الى مصالح المسلمين من سد الثغور
دیوین اور جو کہ عاشر ذمی اور مستامن تاجرونسی لیوی یہہ سب مسلمانون کی مصالح مین خرچ مین آویگا یعنی راہ آمد کی رکا روکنا
وعمارة الرباطات والجسور وحفر انهار العامة وارزاق العلماء النافعين والقضاة العادلين والغزاة
اور خانقاہون کی تیاری اور پل بنانی اور عام نہرین کہدوانی اور علماء نفع رسان اور عادل قاضیون کی اور غازیون
والمحتسبين والرابع اللقطة وتركة الميت الذي لا وارث له فيصرف الى معالجة المرضى وادويتهم واطعمتهم
اور محتسبون کی مشاہرہ اور چوتہا بیت المال پایا ہوا مال اور لاوارث میت کا ترکہ یہہ خرچ ہوگا بیمارون کی علاج اور ادویات اور کہانی مین
واكفان الموتى ونفقة اللقيط ومن هو عاجز عن الكسب فعلى الامام ان ينظر في هذه الاموال ويضعها مواضعها
اور مردون کی کفنون مین اور لاوارث بچون اور کمائی سی عاجزون کی نفقہ مین سو امام کو لازم ہی کہ ان تمام اموال کو غور کر کر الگ الگ اونکی محلون مین صرف کری
فان الشارع قدر لها المصارف وجعل لكل مال قوما فان تعدى فيه وصرفه الى شهواته ولذاته يكون من
کیونکہ شارع انکا مصرف مقرر کرچکا ہی اور ہر ایک مال کی لئی حق دار ٹہرادیا ہی پہر جو کوئی اسمین تعدی کری اپنی ہوا اور ہوس اور لذت مین صرف کرڈالی
الخاسرين لانه تعالى لم يوله على المسلمين ليكون رئيسا اكلا شاربا مستريحا بل لينصر الدين ويدفع فساد المفسدين
وہ بڑا ٹوٹی والا ہی کیونکہ اوسکو اللہ تعالی نی والی مسلمانون کا اسلئی نہین کیا کہ سردار ہوکر کہاوی پیوی چین اوڑاوی بلکہ اسلئی کہ دین کی مدد اور مفسدونکا فساد دفع کری
وينظر الى العلماء والفقراء وسائر المستحقين وينزلهم منازلهم ويعطيهم كفايتهم من بيت المال الذي هو امانة
اور علماء اور فقراء اور تمام حق دارون پر شفقت رکہی اور اونکی مراتب مین فرق نکری اور اونکو بقدر کفایت بیت المال مین سی جو اوسکی پاس امانت ہی عطا کیا کری
عنده ليس له فيه الا كواحد منهم اذ قد ذكر في التجنيس ان الواجب على الائمة والسلاطين والولاة ان يصرفوا هذه
اور امام کا اوسمین بہی اتنا ہی حق ہی جتنا کسی ایک کا اونمین سی اسواسطی کہ تجنیس مین مذکور ہی کہ امامون اور سلاطین اور والیون پر یہہ واجب ہی کہ یہہ حقوق
الحقوق الى اربابها ولا يحبسوها عنهم وان قصروا فيه فوباله عليهم يسئلون عنه يوم القيمة وذكر في شرح المجمع
حق دارون کو پہنچادین اونسی روک نرکہین اور اگر اسمین کچہہ قصور کرین تو اوسکا وبال اونکی اوپر ہی قیامت کی دن اسکی پوچہہ ہوگی اور شرح مجمع مین مذکور ہی
ان الواجب على الامراء ان يجعلوا لكل نوع من تلك الاموال بيتا على حدة ويصرفوا كلا منها الى مصرفه ولو اخذوا منها لانفسهم
کہ امراء پر واجب ہی کہ ہر قسم کی بیت المال کی لئی مکان جدا جدا بنانی اور ہر قسم کی خزانہ کو اوسکی مصرف پر خرچ کری اور اگر امراء اوسمین سی کچہہ اپنی لئی
اكثر مما يكفيهم او خلطوها وصرفوها الى غير المصارف ولم يراعوها يكونون من الظالمين وقال الزيلعي وعلى الامام ان
قدر کفایت سی زیادہ لیلین یا اوسکو ملا جلا کر بی محل صرف کردین اور رعایت نکرین تو وہ ظالم ہونگی اور زیلعی کہتا ہی اور امام کو لازم ہی
يجعل لكل نوع من هذه الانواع بيتا يخصه ولا يخلط بعضه ببعض لان لكل نوع حكما يختص به وان لم يكن في بعضها
کہ ہر قسم کی خزانہ کی واسطی خاص خاص مکان تیار کری اور ایک کو دوسری مین نملاوی کیونکہ ہر خزانہ کا جدا خاص حکم ہی اور اگر اتفاقا کسی ایک خزانہ مین
شئ فللامام ان يستقرض عليه من النوع الاخر ويصرفه الى اهل ذلك النوع ثم اذا حصل من ذلك النوع شئ يرده
کچہہ نرہی تو امام کو اختیار ہی کہ اوس خزانہ پر دوسری خزانہ سی قرض لیکر مقروض خزانہ کی حق دارون پر صرف کردی پہر جب اوس خزانہ مین مال آجاوی تو اوسکا
في المستقرض منه الا ان يكون المصروف من الصدقات او من خمس الغنائم على اهل الخراج وهم فقراء فانه لا يرد فيه
خزانہ مستقرض منہ مین ادا کردی مگر اوس صورت مین کہ مصروف صدقات سی یا خمس غنایم سی اہل خراج پر ہووی اور وہ لوگ فقیر ہون تو اب کچہہ ادا نہین

شيئا لانهم يستحقون بالفقر وكذا في غيره اذا صرفه الى المستحق ويجب على الامام ان يتقي الله تعالى ويصرف الى
سو اسطی کہ فقر کی جہت سی وہ حق دار ہتی ہو ایسی ہی اور خزانہ میں اگر حق دار پر خرچ ہوا ہو اور امام پر واجب ہی کہ اللہ سی ڈری اور ہر ہر مستحق کو

كل مستحق قدر حاجته من غير زيادة وان قصر في ذلك كان الله تعالى عليه حسيبا وذكر في المحيط ان الامام ان
بقدر حاجت دیدیا کری زیادہ نہ دیوی اور اگر اسمین قصور کریگا تو اللہ اسپر حساب لینی والا ہی اور محیط میں مذکور ہی کہ امام اگر بیت المال

استقرض على مال بيت الصدقات من بيت مال الخراج وصرفه الى الفقراء لا يصير قرضا عليهم لان الخراج له حكم
صدقات پر بیت المال خراج سی قرض لیکر فقرا پر صرف کردی تو قرض نہین ہوتا اسلیٔ کہ خراج کو حکم

الفيء والغنيمة وللفقراء فيه حظ وانما لا يعطى لهم لاستغنائهم بالصدقات فاذا احتاجوا اليه يصرف اليهم فعلى الامام
فیٔ اور غنیمت کا ہی اور فقرا کا اسمین حصہ ہوتا ہی اور انکو دیتی اسلیٔ نہین کہ صدقات کی جہت سی مستغنی ہوتی ہین جب انکو ادہر احتیاج ہووی تو دینا چاہیٔ سو امام کو

ان يتقي الله في صرف هذه الاموال الى مصارفها وفي ايصال هذه الحقوق الى اربابها على ما يرى من تفضيل وتسوية
لازم ہی کہ اللہ سی ڈریگا ان اموال کو اسکی حق داروں پر صرف کری اور یہ حقوق حق داروں کو پہنچاوی جیسا نیک سمجھی کم و زیادہ یا برابر برابر

من غير ان يميل في ذلك الى الهوى ولا يحبسها عنهم ولا يجعل لهم الا قدر ما يكفيهم ويكفي اعوانهم بالمعروف وان قصر
... اور انکو حق دار لوگون سی روک نرکہی اور انکا اتنا مقرر کری جو انکو اور انکی مددگارون کو دستور کی موافق کفایت کرجاوی اور اگر

في ذلك ... كان الله عليه حسيبا فقد ظهر من هذا ان السلطان ليس ما في يده من بيت المال ملكا له بل
اسمین ... تو اللہ تعالی اوسپر حساب لینی والا ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو سلطان کی قبضہ مین ہوتا ہی خزانہ بیت المال کا اوسکی ملک نہین ہوتا بلکہ

هو امانة عنده يجب عليه ان يصرفه الى مصارفه لكن لما كان هو ايضا من المصارف جاز له ان ياخذ من مال الخراج
... ہوتا ہی ... جسپر ... مقرری پر خرچ کری لیکن چونکہ سلطان بھی مصارف مین داخل ہی تو اوسکو جایز ہی کہ خراج کی مال مین سی فقط

قدر كفايته فقط لا غير ومن اخذ اكثر من قدر كفايته وصرفه الى مماليك اصطفاها وزينها بانواع الملابس المحرمة
... اپنی محبوب غلامون پر صرف کری اور انکو اچھی اچھی کپڑی جو پہننی حرام ہین پہنا کر سجا کر

واقامها بين يديه يكون من الخائنين وقد روي انه عليه السلام قال من سره ان يتمثل له الرجال قياما
... سامنی کھڑی رکھی خیانت والون مین ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکو پسند آوی کہ اوسکی آگی آدمی تصویر کی طرح کھڑی رہین

فليتبوأ مقعده من النار ثم ينبغي ان يعلم ان من له عطاء من بيت المال ان كان من المصارف فيحل له ان يصرفه
تو اپنا ٹھکانا دوزخ مین کرلی پھر جان رکھو کہ جسکی لیٔ بیت المال مین سی روزینہ مقرر ہو اگر وہ شخص مصارف مین داخل ہی تو اوسکو جایز ہی کہ اپنی کام مین لاوی

الى مصالحه وان لم يكن من المصارف فلا يحل له ان يصرفه الى مصالحه بل يلزمه ان يتصدق به الى الفقراء واذا
اور اگر مصارف مین نہین ہی تو اوسکو جایز نہین ہی کہ وہ روزینہ اپنی کام مین لگاوی بلکہ اوسکو لازم ہی کہ فقرا کو خیرات دیدی اور اگر

... بل يصير حلالا للسلطان او نائبه ان يقرر فيه من كان من المصارف وان قرر فيه من
چھوڑ مر گیا تو وہ وراثت مین نہین آویگا بلکہ فقرا کو حلال ہوگا سو سلطان یا اوسکی نائب کو لازم ہی کہ اوسکی جگہ ایسی کو مقرر کردی جو مصارف مین داخل ہو اور اگر اتفاقا

ليس من المصارف يجب عليه ان يخرجه ويقرر فيه من هو من المصارف وان لم يفعل يكون اثما بوجهين كما ذكر في البزازية
ایسی مقرر کردی جو مصارف مین نہین ہی تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو موقوف کری اور ایسی کو قایم کری جو مصارف مین داخل ہو اگر نہین کریگا تو دو وجہ سی گنہگار ہوگا چنانچہ بزازیہ مین مذکور ہی

ان من له عطاء في الديوان ان مات عن ابنين فاصطلحا ان يكتب في الديوان اسم احدهما وياخذ العطاء ولا يكون
... سر رہو وی اگر وہ دو بیٹی چھوڑ کر مرجاوی اور وہ دونو صلح کرلین کہ دفتر مین ایک کی نام پر لکہا رہی وہ ہی روزینہ لیا کری اور

... ويبذل له من كان له العطاء مالا معلوما فالصلح باطل ويرد بدل الصلح والعطاء للذي جعل الامام
دوسرا ... اور وہ روزینہ لینی والا ... مال معین اوسکو دیدیا کری تو یہ صلح باطل ہی اور بدل صلح کا یعنی وہ مال پھیر دیا جاویگا اور وہ روزینہ اسی کا ہوگا

العطاء

العطاء له لان الاستحقاق للعطاء باثبات الامام لادخل فيه برضوا لغير وجعله غير ان السلطان ان منع المستحق
جسکی لیے امام تجویز کرے اصلی کہ حقیقت روزینہ کی امام کی تجویز پر ہے کسیکی رضامندی اور تقرر کرنیکو اسمین کچھہ دخل نہین ہے سوا اسکے کہ سلطان اگر مستحق کو محروم

يقع في الظلم مرتين في قضية واحدة حرمان المستحق واثبات غير المستحق مقامه يسر الله عملا موافقا لرضا
کردے تو ایک مقدمہ مین دوہرا گناہ ہوگا مستحق کا محروم کرنا اور غیر مستحق کا اوسکی جگہ قایم کرنا اپنی عمل مطابق اپنی رضامندی کی ہمپر آسان کر

المجلس الثمانون في بيان ظهور الفتن وما يخالف الشرع وكيف يعمل حينئذ قال رسول الله
اسی مجلس مین بیان فتنون کا اور مخالف شرع کی ظہور کا کہ اسوقت کسطور عمل کیا جاوے رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسي كافرا ويمسي مؤمنا ويصبح
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی کرلو اعمال فتنون سے پہلے جیسے ٹکڑی اندھیری رات کی صبح کو شخص مؤمن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو

كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى
کافر اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچ دیگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سے ہے ابو ہریرہ کی روایت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا طرف

ظهور الفتن المتكاثرة المتراكمة كتراكم ظلام الليل المظلم لا يعرف احد طريق الخلاص منها وامر بالمسارعة الى الاعمال
ظہور بہت فتنون کی تہ بر تہ جیسے اندھیرا تاریک شب کا تہ بہ تہ ہوتا ہے کسیکو رستہ مخلصی کا معلوم نہین ہوگا اور حکم جلدی اعمال صالحہ کی فتنہ

الصالحة قبل مجيئها اذ عند مجيئها يشتد الامر ولا يقدر احد فيها على الاشتغال بالاعمال الصالحة بل يصبح الرجل
سے پہلے اونکی پہلی اسلئے امر فرمایا کہ جب فتنے پیدا ہوجاینگے تو بڑی مشکل پڑیگی پھر نیک عمل کرنیکی کسیکو طاقت نہین بلکہ آدمی صبح کو

مؤمنا ويمسي كافرا ويمسي مؤمنا ويصبح كافرا وسبب وقوع الناس في الكفر عند ظهور الفتن يحتمل ان يكون بوقوع
مؤمن ہوگا تو شام کو کافر یا شام کو مؤمن تو صبح کو کافر اور فتنون کی [illegible]

القتال بينهم فيستحل كل واحد منهم دم الاخر وماله فيكفرون [illegible] دم الاخر وماله ويحتمل ان يكون
ہوگی [illegible] ایک دوسرے کا خون اور مال حلال سمجھیگا [illegible]

بوقوع الاختلاف بينهم فيغلب الكفار على بلادهم فيدعونهم الى دينهم ويرتد بعضهم بطلب الجاه ونيل منهم
آپسمین مختلف ہوجاوین سو کفار اونکی ملک پر غالب ہوجاوینگی پھر وہ اپنی دین کی طرف دعوت کرینگی [illegible]

كما اشير اليه في اخر الحديث حيث قيل يبيع دينه بعرض من الدنيا فان العرض لغة المتاع [illegible] وحطامها
چنانچہ آخر حدیث مین یہی اشارہ ہے چنانچہ فرمایا کہ اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچ دیگا بیشک عرض [illegible]

ويحتمل ان يكون بغلبة الظلم والفساد عليهم فلا يراعون الشرع في الحكومات بل يخرجون منه الى نوع الظلم و
اور شاید کہ بسبب کثرت ظلم اور فساد کی کہ فیصلون مین شرع کی رعایت نہین کرینگی بلکہ شرع سے نکل کر قسم قسم کی ظلم اور

السياسات ويسفكون الدماء ويأخذون الاموال بغير حق ويعتقدون انهم على الحق في ارتكابهم تلك الاثام
سیاست مین مبتلا ہونگی اور خون ریزی کرینگی اور ناحق لوگون کی مال چھین لینگی اور اپنی تئین ان گناہون کی عمل کرنی مین حق پر سمجھین گی

ولا يدرون انهم بذلك الاعتقاد يخرجون من الاسلام وربما يصلبون السارق ويقتلونه باعتقاد جواز
اور یہہ نہین سمجھینگی کہ ہم اس اعتقاد مین اسلام سی باہر ہوتی اور بعضی دفعہ چور کو صولی دینگی اور قتل کر ڈالینگی اس اعتقاد سی کہ چور کو

صلبه وقتله فيكفرون بذلك الاعتقاد لان حد السارق ليس صلبه وقتله بل حده قطع يده قال الله تعالى
سولی دینا اور قتل کرنا جائز ہے [illegible] کافر ہوجاوینگی [illegible] بلکہ اسکی حد [illegible]

السارق والسارقة فاقطعوا ايديهما وربما يعذب [illegible] احد منهم فيامرهم بقتله من غير سبب يوجب قتله
[illegible]

فیقتلونه باعتقاد کون امره حقا واجبا علیهم فیکفرون بذلک الاعتقاد اذ لا طاعة للمخلوق فی معصیة
سو وہ لوگ اوسکو قتل کرتے ہیں یہہ سمجھ کر کہ حکم بادشاہ کا حق ہی اہپر واجب ہوا سو اسی اعتقاد سے کافر ہو جاتے ہیں اسلئے کہ خدا کی
الخالق علی ما ورد فی الحدیث فالقتل بمجرد الامر من السلطان بلا تهدید ولا وعید اکراه فاذا کان اکراها فهل
کی اطاعت نہیں ہی چنانچہ حدیث میں ہی اگر کوئی کہے صرف حکم بادشاہ کا بغیر دہمکی اور وعید کی اکراہ ہوتا ہی پہر جب اکراہ ہوا تو آیا
یرخص لهم قتله فالجواب ان قتل المسلم بغیر حق لا یحل لضرورة ما علی ما ذکر فی اکراه شرح الهدایة انه من اکره بقتل علی
انکو اوسکی قتل کی اجازت ہی تو جواب یہہ ہی کہ ناحق قتل مسلم کا کسی ضرورت میں بہہ حلال نہیں ہی موافق بیان ہدایہ کی باب اکراہ میں اگر کسیکو قتل سی
قتل غیره بغیر حق لا یسعه ان یقدم علیه بل یصبر حتی یقتل فان قتله یکون اثما لان قتل المسلم بغیر حق مما
اکراہ کیا کسیکی ناحق قتل پر تو اوسکو گنجایش نہیں ہی کہ اسپر پیش دستی کرے بلکہ صبر کرے یہاں تک کہ جان دے اور اگر اوسکو قتل کریگا تو گنہگار ہوگا اسلئے کہ ناحق
لا یستباح لضرورة ما فکذا بالاکراه وذکر فی الاصول ان دلیل الرخصة خوف الهلاک والقاتل والمقتول
قتل مسلم کا کسی ضرورت میں بہہ مباح نہیں ہی ایسی ہی اکراہ سی اور اصول میں مذکور ہی کہ رخصت کی دلیل خوف ہلاک کا ہی اور قاتل و مقتول آپس میں
فیه سواء فاذا استویا لا یحل للفاعل قتل غیره لتخلیص نفسه لان الله تعالی عظم امر قتل المسلم حیث قال و
دونوں برابر ہیں پہر جب دونوں برابر ہوئی تو فاعل کو غیر کا قتل اپنی جان بچانی کو جایز نہیں ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی قتل مسلم کو بڑا گناہ ٹھرایا ہی چنانچہ فرمایا اور
من یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فیها فاذا کان کذلک ینبغی ان یعلم ان کثیرا من ولاة زماننا وقضاة
جو کوئی مار ڈالی مسلمان کو قصد کرکر تو اوسکی سزا دوزخ ہی پڑا رہی اوسمیں جب یہہ ٹھرا تو یہہ بہی جانو کہ ہماری زمانہ کی اکثر والیان نی اور ہماری عہد کی اکثر قاضیوں نی
عصرنا قد هجروا الشرع المحمدی واحدثوا طریقا غیر مرضی وسموه عرفا وشاع بینهم العمل به حتی کاد ان یرفض الشرع
شرع محمدی کو چہوڑ دیا ہی اور نیا رستہ ناپسندیدہ نکالکر اوسکا نام عرف رکہا ہی اور سب اوسی پر عمل کرتی ہیں یہاں تک کہ اب یہہ حال ہی کہ شرع بالکل ترک
به لانهم کانوا لا یفصلون قضیة بمحض الشرع بلا خلط العرف لکنهم کانوا یفصلون قضایا کثیرة بمحض العرف بلا خلط
ہو جاوی کیونکہ وہ کوئی مقدمہ صرف شرع سی بدون عرف کی ملائی فیصل نہیں کرتی لیکن بہتیری قضیے صرف عرف سی بدون لحاظ شرع کی فیصل کرتی ہیں
الشرع ویعتقدون ان بمحض الشرع لا یتم النظام ولا یستقیم حال الانام ویقولون ذلک جهرا ولا یعدونه نکرا فتامل
اور یہہ سمجہی ہوئی ہیں کہ نری شرع سی نظام پورا نہیں ہوتا اور خلقت کا حال درست نہیں رہتا اور یہہ بات علی الاعلان کہتی ہیں کچہہ برا نہیں جانتی اب سوچ تو
ایها المنصف هل لهذا القول ولهذا الاعتقاد محمل غیر القول بنسخ الشریعة المحمدیة بما ابتدعوه بآرائهم الفاسدة من
ای منصف آیا کچہہ اس قول اور اس اعتقاد کی بہی معنی ہیں بجز اسکی کہ شریعت محمدی کو بسبب سیاسات بد اور تعزیرات سخت کی جو اپنی فاسد عقلوں سی نکال کر
السیاسات الشنیعة والتعذیبات الشدیدة وما حملهم علی ذلک الاعتقاد وما جراهم علی ذلک الفساد الا ما یرونه من
گہڑی ہیں منسوخ کہتی ہیں اور اونکا یہہ اعتقاد اور یہہ جرات اس فساد پر اسلئی ہوئی ہی کہ دیکہتی ہیں
ظهور السارق والقاتل احیانا بتهدیداتهم البلیغة وتشدیداتهم الالیمة نعم قد یظهر السارق والقاتل احیانا بتهدیداتهم
کہ بعضی دفعہ چور اور قاتل اونکی غایت درجہ کی دہمکیوں اور سخت گیریوں سی آجاتی ہیں ہاں سچ کبہی چور اور قاتل تو اونکی دہمکی
وتشدیداتهم لکن الی ان یظهر ظالم واحد یظلم خلقا کثیرا فی انفسهم واعراضهم بل یهلک بعضهم بانواع العقوبات
اور سختی سی پیدا ہو جاتا ہی پر جب تک ایک ظالم ہاتہہ لگی اتنی بہتیری خلقت کی جان اور آبرو پر ظلم گزر جاتا ہی بلکہ بعضی لوگ طرح طرح کی عقوبت
واصناف التعذیبات وتعطل اعضاء بعضهم واما اخذ اموالهم واهلاکها فلا یعدونها شیئا بل یبیحونها ویستحلونها
اور قسم قسم کی عذاب میں ہلاک اور بعضوں کی اعضاء بیکار ہو جاتی ہیں اور مال لیلینا یا تلف کر دینا یہہ تو کچہہ شمار ہی نہیں ہی بلکہ یہہ تو مباح اور حلال جانتی ہیں
فاذا کان السعی فی رفع ظلم ظالم واحد متضمنا لمظالم کثیرة غیر منحصرة فتفکر ایها العاقل هل یلیق مثلها
پہر جب ایک ظالم کا ظلم دفع کرنی کی سعی میں بہت سی ظلم غیر منحصر عمل میں آئیں اب فکر کی بات ہی ای عاقل کیا اہل ایمان کو ایسا ہی عمل لایق ہی

لاهل الايمان وهل يجوز فعلها في دار الاسلام وتحقق ان الشارع لم يترك تلك القاعدة الا بعد وزنها بميزان
اور دارالاسلام میں ایسا کام کہاں جائز ہی اور ثابت ہی کہ شارع نی یہہ قاعدہ تب چھوڑا ہی کہ اسکو حکمت کی ترازو میں خوب تول لیا ہی
الحكمة وظهور غلبة مضارها على منفعتها فان الحكيم لا يحكم له الا بما فيه المنفعة العامة الشاملة او بما
اور اسکا نقصان بہ نسبت فائدہ کی زیادہ معلوم ہو چکا ہی بیشک حکیم وہی حکم دیتا ہی جسمین منفعت عام اور شامل ہو یا جسمین فائدہ
يغلب منفعته على مضرته لا بما يغلب مضرته على منفعته الا ترى ان الخمر والميسر كيف حرمهما الله تعالى في
نقصان سی زیادہ ہو وہ حکم نہین دیتا جسکی مضرت منفعت سی زیادہ ہو تجھکو معلوم نہین کہ شراب اور جوئی کو اللہ تعالی نی قرآن مین
القرآن بعد ما نص فيه بنفعهما حيث قال يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
کیسی حرام کیا بعد اسکی کہ انکی فایدہ بھی کہہ چکا چنانچہ فرمایا تجھسی پوچھتی ہین حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انہین گناہ بڑا ہی اور فائدہ بھی ہین لوگون کو اور انکا
لان جانب النفع اذا غلب عليه جانب الضرر يحمي جانب الضرر فان اهل العرف في هذا الزمان كثيرا ما يظلمون اهل بلدة و
کیونکہ نفع کی جانب جب ضرر کی جانب غالب ہو جاتی ہی تو ضرر کی جانب کا لحاظ ہوتا ہی بیشک اہل عرف اس زمانہ مین ایک ظالم کی واسطی شہر کی شہر پر اور
اهل قرية بانواع المظالم بسبب ظالم واحد ومع هذا لا يظفرون بذلك الظالم فيكون مظالمهم اشد بالفرية
گانوکی گانو ہر قسم کی اکثر ظلم کرڈالتی ہین اور کسپر بھی وہ ظالم ہاتھ نہین آتا اسلئی انکا ظلم اور اس ظالم کی ظلم سی ہزار گونہ ہو جاتا ہی
من ظلم ذلك الظالم مع بقاء ظلمه فليس مثلهم الا كمثل من يقصد احراق حشيش نبتت خلال زرع فيوقد النار
اور وہ کا وہ باقی رہتا ہی انکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی گہاس جلانی کا ارادہ کری جو کھیت کی اندر اوگتا ہی پھر اس کھیت کی اندر آگ جلادی
وسط زرعه فيحترق الزرع واما الحشيش الذي قصد احراقه فربما يحترق وربما لا يحترق فلعمر الله ليس هذا
اور تمام کھیت پھک جاوی اور وہ گہاس جسکا جلانا منظور تہا کبھی جلجاتا ہی اور بعضی دفعہ قایم رہتا ہی سو اللہ کی قسم ہی کہ یہہ
من الاصلاح بل هو من الافساد فلو كان في هذا العرف خير لكان القرون التي يستعمل هذا العرف فيها خيرا من
انتظام نہین ہی بلکہ کہنڈت ہی اگر اس عرف مین کچہہ خوبی ہوتی تو بیشک یہہ زمانہ جسمین یہہ عرف خوب برتا جاتا ہی اون عہدسی
القرون التي لم يستعمل فيها هذا العرف كقرون النبي عليه السلام والخلفاء الراشدين والتابعين ولا شك ان خير
جنمین یہہ عرف نہین برتا گیا بہتر ہوتا جیسی عہد نبی علیہ السلام کا اور عہد خلفاء راشدین کا اور تابعین کا اور اسمین شک نہین کہ
القرون قرن النبي عليه السلام ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم نشاء الكذب والفساد الى قرننا الذي هو شر
سب سی بہتر زمانہ نبی علیہ السلام کا ہی پھر اونکا جو اونسی متصل ہین پھر اونکا جو اونسی متصل ہین پھر جہوٹ اور فساد پھیل گیا ہماری زمانہ تک جو سب سی بدتر ہی
القرون يشهد بذلك الاحاديث المشهورة بل المتواترة ولو بالقدر المشترك فافضل تلك القرون لكونها قرون
مشہور حدیثین بلکہ متواتر اسکی گواہ ہین اگرچہ علی جلتی مضمون سی پھر اگر کوئی کہی وہی زمانہ چونکہ رشد
الرشد والصلاح وعهد الصدق والفلاح كان الامر يتم بسهولة الشرع ولا يحتاج الى صعوبة العرف واما هذه
اور صلاح کی اور عہد صدق اور فلاح کی تہی تو انتظام شرع کی سہولت سی ہوجاتا تہا عرف کی اس صعوبت کی حاجت نہین ہوتی تہی اور رہا یہہ
القرون فلما كان الغالب فيها الفسق والفساد والكذب والعناد اضطر العقلاء الى اجراء العرف الشديد لما راوا
زمانہ اسمین فسق اور فساد اور جہوٹ اور عناد جو غالب ہوگیا ہی تو عقلا لاچار ہو کر یہہ عرف سخت جاری کیا کیونکہ دیکہتی تہی
من عدم انزجار اهلها بالشرع السديد فالجواب ان هذا السؤال لا يبقى له مورد بعد ما عرف في اجراء العرف من
کہ اس زمانہ کی لوگ صرف شرع محکم سی باز نہین آتی سو جواب یہہ ہی کہ اس سوال کا ٹھکانا نہین ہی جب عرف کی جاری کرنی مین مفاسد
المفاسد وما في الشرع من كفايته في جميع الاعصار لجميع المقاصد ثم ان ما ذكر من كون القرون السابقة قرون
ہان ہین اور شرع کی کفایت تمام عہدون مین تمام مطالب کی لئی تسلیم کرلی پہر وہ جو مذکور ہو کہ وہ زمانی رشد

الرشد والصلاح وهذه القرون قرون الفسق والفساد ليس الا ببركة اجراء الشريف في تلك القرون وشامت احداث
اور صلاح کی تہی اور یہہ زمانہ فسق اور فساد کا ہی تو یہہ نہیں ہی مگر بسبب برکت اجراء شرع شریف کی اوس عہد مین اور بسبب نحوست پیدا کرنی
العرف السخيف في هذه القرون اذ في هذه القرون كثر اولاد الزنا بسبب اكراه اهل العرف اهل كل بلدة واهل كل قرية
نکمی عرف کی اس عہد مین کیونکہ اس زمانہ مین حرام کی اولاد بہت ہوگئی ہی اسلئی کہ اہل عرف ہر ایک شہر پر اور ہر ایک گانو پر
في كل سنة بل في كل شهر مرارا على الحلف بالطلاق في انواع القضايا فيلزم الحنث بالضرورة وبهذا السبب كثر
سال بسال بلکہ ماہ بماہ کئی کئی بار زور اور ظلم سی ہر ایک قضیہ مین طلاق کی قسمین دلاتی ہی پہر قسم کا ٹوٹنا بالضرور لازم آجاتا ہی اس سببی
اولاد الزنا في هذا الزمان واشتغلوا بالتزويرات والتلبيسات وانواع الفساد اذ لا يصدر من الذوات الخبيثة
اس زمانہ مین حرام کی اولاد بہت ہوگئی اور مکر اور فریب اور طرح طرح کی فساد کرنی لگی کیونکہ بدذات آدمی سی سوا بدذاتی کی
الا الافعال الخبيثة فان قيل العقوبة المتجاوزة عما عينه الشرع قد صدرت عن السلف وذكر في الكتب المعتبرة
اور کیا ہوتا ہی پہر اگر کوئی کہی کہ ایسی عقوبت جو شرع کی حد معین سی بڑہ جاوی بیشک سلف سی بہی عمل مین آئی ہی اور معتبر کتابوں مین مذکور ہی
انها محمولة على السياسة فلم لا يجوز ان يكون العرف المذكور محمولا على السياسة ايضا فالجواب ان السياسة على
کہ وہ عقوبت سیاست پر محمول ہی کیوں نہیں جایز کہ یہہ عرف مذکور بہی سیاست پر محمول ہووی سو اسکا جواب یہہ ہی کہ سیاست
ما ذكر في معين الحكام نوعان احدهما ظالمة والاخرى عادلة اما الظالمة فالشرع يحرمها ويحكم بعدم جوازها
موافق مضمون معین الحکام کی دو قسم کی ہی ایک تو ظالمہ ہی اور دوسری عادلہ ظالمہ کو تو شرع نی حرام اور مطلق ناجایز کہا ہی
والعرف المذكور عينها وبسببها ينفتح ابواب المظالم الشنيعة ويوخذ الاموال ويسفك الدماء بغير الشريعة واما
اور یہہ عرف مذکور بعینہ وہی ہی اور اسہی کی سبب سی ظلم شنیع کی دروازی کہل جاتی ہین اور مال چہنتی ہین اور خلاف شرع خونریزی ہوتی ہی اور رہی
العادلة فالشرع يوجب المصير اليها والاعتماد عليها وهي ما ذكر في العناية تغليظ جناية لها حكم شرعي حسما لمادة
عادلہ سو شرع سی اوسکی طرف توجہ اور اوسپر اعتماد کرنا واجب ہی اور وہ ہی سیاست عادلہ وہ ہی جو کتاب عنایہ مین مذکور ہی خطا پر حکم شرعی سی فساد کی جڑ
الفساد وقيل هي الشريعة مغلظة وبسببها يخرج الحق من الظالم ويندفع كثير من المظالم ويرتدع اهل الفساد من
کاٹنی کی واسطی تنگ پکڑنا اور کوئی کہتا ہی کہ وہ بہی شریعت بہاری ہی اور اوسکی سبب سی حق ظالم کی قبضہ سی نکل آتا ہی اور اور بہت مظالم بند ہوجاتی ہین اور مفسد لوگ
الفساد وباهمالها يضيع الحقوق ويتعطل الحدود فلابد من اعتبارها لكن بعد معرفة طريق اجرائها لئلا يتجاوز
فساد کرنا چہوڑ دیتی ہین اگر اسکو چہوڑ دیجی تو حقوق تلف ہوتی ہین اور حدود بیکار سو اسکا اعتبار ضروری ہی لیکن پہلی اوسکی اجرا کو سمجہ لینا چاہئی تاکہ اوس سی بڑہ کر
منها الى غيرها اذ لا يمكن رفع الفساد من وجه الارض الا بعقوبة المتهمين بالاجرام المشهورين بها بعقوبات الشرع
اور کچہہ نہ کر بیٹہی اسواسطی کہ روئی زمین سی فساد دور نہین ہوسکتا جب تک مفسدون کو عقوبت شرعی نہو جنکی نام پر جرم لگی ہوئی ہین اور اس باب مین
بقدر تهمتهم وشهرتهم بها اما بالحبس كما ذكر في حدود فتاوى قاضيخان ان من يتهم بالقتل والسرقة وضرب الناس يحبس
مشہور ہین جسقدر اونپر تہمت اور جتنا اونکا شہرہ ہویا تو قید کر کر چنانچہ حدود فتاوی قاضیخان مین کہ جسکی نام پر خون اور چوری اور ایذا رسانی لوگون کی تہمت ہو
ويخلد في السجن الى ان يظهر توبته وذكر في باب الحبس من قضاء الخلاصة والبزازية ان الدعار وهم الذين يقصدون اتلاف
اسکو قید کرین اور قید خانہ مین اتنی پڑا رکہین کہ وہ توبہ کری اور خلاصہ کی قضا کی باب الحبس مین اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ دعار یعنی وہ لوگ جو لوگون کا مال اور
اموال الناس وانفسهم يحبسون حتى يعرف توبتهم بظهور شعار الصالحين في سيماهم وبالضرب كما ذكر في اكراه البزازية
جان تلف کیا چاہتی ہین قید کئی جاوین جبتک کہ اونکی توبہ معلوم ہو کہ اونکی چہرون پر اطوار صلحا کی سی ظاہر ہو جاوین یا مار کر چنانچہ بزازیہ کی اکراہ مین مذکور ہی
ان حسن بن زياد سئل عن المتهم بالسرقة ايحل ضربه حتى يقر قال ما لم يقطع اللحم ولم يظهر العظم يعني ان ضربه
کہ حسن بن زیاد سی پوچہا گیا چور کو چوری کی تہمت مین مارنا جایز ہی تاکہ اقرار کری کہا جبتک کہ گوشت نہ کٹین اور ہڈی نہ نکل آوی مراد یہہ ہی کہ ایسا

ينبغي ان لا يخرج عن صفة ضرب الحدود ولا يعاقب بغير عقوبات الشرع بل يضرب ضرب تعزير لا ضرب حد او

کہ حد کی وضع سے مخالف ہو جاوے اور کوئی اور عقوبت سوا عقوبات شرعی کی نکرین بلکہ تعزیر کیسی مار مارین حد کیسی مار نہ مارین

بالقتل كما ذكر في سير البزازية ان عطاء بن حمزة سئل عن قتل الاعونة البغاة والظلمة في ايام الفترة فقال يباح

قتل کر کر جیسا کہ سیر بزازیہ مین مذکور ہے کہ عطاء بن حمزہ سے پوچھا کہ ایام فترہ مین باغیون اور ظالمون کے جو حامی ہون انکو قتل کرنا چاہیے جواب دیا

قتلهم لانهم يسارعون في الارض بالفساد وقيل له انهم يمتنعون عن السعي في تلك الايام ويتوارون قال ذلك امتناع

انکا قتل مباح ہے کیونکہ وہ ملک مین فساد کو دوڑتے ہین کسی نے کہا اب تو وہ ادس سعی سے باز آئے ہین اور چھپ گئے ہین کہا لاچاری کو باز آئے ہین

ضرورة ولو ردوا العادوا لما نهوا عنه وكذلك قال الامام السيد ابو شجاع وزاد بان قال يثاب قاتلهم قال لان من

اور اگر پھر وہی حال ہو تو پھر وہی کرین جو انکو منع ہوا تھا اور ایسے ہی امام سید ابو شجاع نے کہا ہے اور اتنا زیادہ کیا کہ انکے قاتل کو ثواب ہوگا کیونکہ کہا کہ

شرط الاسلام الشفقة على الخلق والفرح بفرحهم والحزن بحزنهم وهم على عكس ذلك وذكر في كراهية البزازية انه كان

کیسا ہوگا کہا اسلئے کہ اسلام کی شرط ہے کہ خلق پر شفقت کرے اور انکی خوشی سے خوش ہو اور انکی غم سے غمگین اور وہ لوگ اسکی برخلاف ہین اور بزازیہ کی کراہیہ مین مذکور ہے

يفتي بكفرهم واختيار المشايخ ان لا يفتي بكفرهم وجواز القتل لا يدل على الكفر قال الله تعالى انما جزاء الذين يحاربون

کہ انکی کفر پر فتوی تہا اور مشایخ کا مختار یون ہے کہ کفر پر فتوی نہ دیوین اور قتل جایز ہونے سے کفر نہین ثابت ہوتا اللہ تعالی فرماتا ہے یہی ہے سزا ان کی جو لڑائی کرتے ہین

الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا ان يقتلوا والاعونة من المحاربين الله ورسوله وذكر في باب السعاية من

اللہ سے اور اوسکی رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنیکو کہ اونکو قتل کریئے یا سولی چڑھا دیں اور مددگار بہی اللہ اور رسول سے لڑنیوالے ہین اور باب السعایہ مین

جنايات البزازية ان المشايخ لفساد الملك بسبب السعاية افتوا بان قتل الاعونة والسعاة في زمان الفترة جائز والقيد

جنایات بزازیہ سے مذکور ہے کہ مشایخ نے اسلئے کہ بسبب سعایہ کی ملک مین فساد پھیل گیا تہا فتوی دیا تہا کہ قتل باغی کی مددگار کا زمانہ فترۃ مین جایز ہے اور قید سے

لكونهم في مثل ذلك الزمان اشد ضررا فيلحقون بالذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا فعلى هذا

کیونکہ اونسے ایسی زمانہ مین بڑا ضرر ہوویگا پھر وہ اون لوگون مین مل جاوینگی جو اللہ اور رسول سے لڑتی ہین اور ملک مین فساد کرتی پہرتی ہین اس رایکی موافق

يجوز قتلهم لكن باسهل الطرق واقلها عذابا كالصلب وضرب العنق لا باصعبها واكثرها عقابا كالسياسات الجارية

اونکا قتل جایز ہے پر آسانی سے جسمین تکلیف نہووی جیسی سولی اور سر اوڑا دینا سخت عذاب سے نہین جسمین تکلیف زیادہ ہو جیسے سیاسات اس زمانہ مین

في هذا الزمان لما روي انه عليه السلام قال اذا قتلتم فاحسنوا القتلة فعلم من هذا النقل ان اجراء هذه العقوبات

مروج ہین کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو ان نقلون سے معلوم ہوا کہ ان عقوبات کا جاری کرنا

انما يجوز اذا كان المدعى عليه متهما بالجرائم مشهورا بها وانكر ما ادعي عليه واما اذا لم يكن متهما بها بل كان رجلا صالحا

جب جایز ہے کہ مدعی علیہ جرم مین بدنام اور خطاداری مین مشہور ہو اور وہ دعوی سے منکر ہو اور اگر اوسپر کچہ تہمت نہو بلکہ مرد نیک خوبی سے مشہور ہو

مشهورا بالصلاح فلا يجوز عقوبته اصلا بل يحلف ويخلى سبيله ان لم يقم بينة وان كان مجهول الحال لا يعرف ببر

تو ایسے کی عقوبت ہرگز جایز نہین ہے بلکہ قسم لیکر چھوڑدین اگر گواہ نہون اور اگر مجہول الحال ہو یعنی نہ تو نیکو کار مشہور ہے اور نہ بدکار تو ایسے کو

ولا فجور يجوز حبسه يوما او يومين حتى يتبين حاله بالبينة او بالاقرار وان لم يظهر شيء منها يحلف ويخلى سبيله ولا

ایک یا دو دن قید کرنا جایز ہے یہان تک کہ اوسکا حال یا گواہ سے یا اقرار سے ظاہر ہوجاوے اور اگر کچہ بہی ظاہر نہو تو قسم لیکر چھوڑدین اور

يجوز ضربه كما ذكر في سرقة الخلاصة والبزازية ان عصام بن يوسف دخل على الامير فاتي بسارق فانكر السرقة فقال الامير

مارنا جایز نہین ہے چنانچہ خلاصہ و بزازیہ کی باب السرقہ مین مذکور ہے کہ عصام بن یوسف امیر کی پاس گیا وہان ایک چور پکڑا آیا سو آدمی چوری سے انکار کیا امیر نے

لعصام بن يوسف ايش يجب عليه فقال عصام عليه اليمين وعلى المدعي البينة فقال الامير هاتوا بالسوط العقابين

عصام بن یوسف سے پوچھا اسپر کیا واجب ہے عصام نے کہا اسپر قسم ہے اور مدعی پر گواہ میری نے کہا کوڑا اور دو ٹکٹیان لاؤ

فما ضربه عشرا حتى اقر واتى بما سرقه فقال عصام سبحان الله ما رايت ظلما اشبه بالعدل من هذا فانظر كيف

پہر دس کوڑی نہیں لگائی تہی کہ اوسنی اقرار کیا اور چوری کا مال لا دیا عصام نی کہا سبحان اللہ میں نی اس ظلم سی زیادہ عدل سی ملتا ہوا کوئی ظلم نہیں دیکہا اب دیکہو کہ کیونکر

سماه ظلما مع ظهور الحق ولم يجعله عدلا بل جعله شبيها به لعدم وجود علامة ظاهرة موجبة لذلك

اسکا نام ظلم لیا باوجودیکہ حق ظاہر ہو گیا تہا اوسکو عدل نہیں ٹہرایا بلکہ عدل کا مشابہ کیونکہ کوئی ظاہر دلیل جس سی ضرب واجب ہو جاوی نہیں تہی

لانه وان ظهر به الحق في هذه المرة لكن كثيرا ما لا يظهر فيكون ظلما محضا بخلاف المتهم بالجرايم فان ضربه

اسواسطی کہ اگرچہ اوسوقت تو حق ظاہر ہو گیا لیکن اکثر حق ظاہر نہیں ہوا کرتا پہر نرا ظلم ہی ظلم ہوتا ہی بخلاف اوسکی جو جرایم سی بدنام ہو رہا ہو بیشک

ليس لمجرد استخراج الحق بل ليمتنع عن افعاله المذمومة سواء ظهر الحق او لم يظهر فافترقا وكل ما ذكر الى هنا من جو

اوسکا مارنا صرف حق پیدا کرنی کی لئی نہیں ہی بلکہ اس لئی کہ اپنی افعال بد سی باز آوی برابر ہی کہ حق ظاہر ہو یا نہ ظاہر ہو سو ان دونوں میں فرق ہی اور یہاں تک جو مذکور ہوا

اجراء العقوبة على المتهمين بالجرايم انما هو قبل ثبوتها بالبينة او الاقرار واما بعد ثبوتها باحدهما فيقام عليهما ما

یعنی اجراء عقوبت کا جایز ہونا جرایم کی بدناموں پر ثبوت سی پہلی پہلی ہی گو اہ سی یا اقرار سی اور اگر جرم ثابت ہو جاوی کسی ایک سی جیسا اقرار یا بینہ سی تو پہر اونپر

عين لهم في الشرع من الحد والتعزير يسرنا الله تعالى المجلس الحادي والثمانون في بيان احكام القضاء

وہ ہی قایم ہو وینگا جو شرع نی مقرر کیا ہی حد اور تعزیر آسان کر ہمپر اعمال موافق اپنی رضا کی اکیاسی مجلس احکام قضا کی بیان میں

واخذه بالرشوة وحكومته بشهادة الزور قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما انا

اور عہدہ قضا کو رشوت سی لینی میں اور جہوٹی گواہی پر حکم کرنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا میں تو

بشر وانكم تختصمون الي ولعل بعضكم يكون الحن بحجته من بعض واقضي له على نحو ما اسمع منه فمن

خدا کا بندہ ہوں اور تم میری پاس فیصلی لاتی ہو اور شاید کہ بعضا تم میں سی حجت میں ہوشیار ہو بعضی سی اور جیسا اوس سی سونگا میں فیصلہ کر دونگا پہر

قضيت له بشيء من حق اخيه فلا ياخذنه فانما اقطع له قطعة من النار هذا الحديث من صحاح المصابيح

میں جسکو دوسری کی حق میں سی دلا دوں تو وہ ہرگز نہ لیوی یہہ ہی کہ اوسکی واسطی ٹکڑا آگ کا جدا کر دیتا ہوں یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی

رواه ام المؤمنين ام سلمة ومعناه انكم تختصمون الي وربما يكون بعضكم مبطلا في دعواه ولا اعرف

ام المؤمنین ام سلمہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہی کہ تم اپنی فیصلی میری پاس لاتی ہو اور بعضی وقت کوئی اپنی دعوی میں جہوٹا ہوتا ہی اور مجکو وہ اپنی

كونه مبطلا في دعواه الا انه افطن بحجته واقدر على تقريرها بحيث اظنه صادقا في دعواه اقضي له

دعوی میں جہوٹا معلوم نہیں ہوتا لیکن چونکہ وہ حجت میں ایسا قوی اور تقریر میں اتنا چسپ ہوتا ہی کہ میں اوسکی دعوی کو سچا گمان کر کر اوسکی دعوی کی

على وفق دعواه فيكون ما قضيته له من حق اخيه قطعة من النار لكونه حراما يسوقه الى النار فانه عليه السلام

موافق دلا دیتا ہوں پہر وہ جو میں اوسکو دلاتا ہوں بہائی کی حق میں سی آگ کا ٹکڑا ہوتا ہی کیونکہ وہ حرام ہی دوزخ میں کہینچ لیجاویگا بیشک نبی علیہ السلام نی

صدر كلامه في هذا الحديث بقوله انما انا بشر تنبيها على جواز عدم مطابقة حكمه لما في نفس الامر لكونه بشرا لا

اپنی کلام اس حدیث میں اس لفظ سی شروع کی کہ میں آدمی ہوں اس تنبیہ کی واسطی کہ حکم نفس الامر سی غیر مطابق ہو سکتا ہی کہ وہ بشر ہیں

يعلم من الغيب ولا يطلع على الضمائر الا ما يوحى اليه ولا يلزم منه ان يكون حكمه خطاء اذ ليس هذا من قبيل الخطاء

غیب دان نہیں ہیں دل کی بہید پر جب ہی خبر ہوتی ہی کہ وحی آوی اور اس سی یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ حکم بیجا ہی اسواسطی کہ یہہ حکم میں غلطی نہیں ہی

في الحكم لان الحاكم مامور مكلف بان يحكم بين الخصمين بالظاهر على حسب ما يسمعه من كلامهما وعلى ما يقتضيه

کیونکہ حاکم کی ذمہ یہہ ہی کہ دونو مدعی مدعی علیہ میں ظاہر کی موافق جیسا کہ اونکی کلام سنکر معلوم ہو اور جو اونکی حجت سی ثابت ہو حکم کر دی

حجتهما لا بما في نفس الامر حتى ان من كان مبطلا في دعواه اذا اتى بشاهدي الزور ولو يعلم القاضي بكذبهما وقضى

یہہ نہیں ہی کہ نفس الامر کی حکم ہو یہاں تک کہ جسکا دعوی جہوٹا ہو اور وہ جہوٹی دو گواہ گذار دی اور قاضی کو اونکا جہوٹ معلوم نہو اور وہ اونکی گواہی کی

بشهادتهما بعد تعديلهما فهو محق في الحكم وان لم يكن ما حكم به ثابتا في نفس الامر فعلم من هذا ان حكم القاضي
موافق تعدیل کی بعد حکم کردی تو قاضی کا حکم حق پر ہی اگرچہ وہ مدعا نفس الامر میں ثابت نہو اس سی معلوم ہوا کہ قاضی کا حکم

بشهادة الزور لا يحل ما كان حراما ولا يحرم ما كان حلالا ولا ينفذ قضاؤه الا ظاهرا وهذا متفق عليه
جہوٹی گواہی سی حرام کو حلال نہیں کر دیتا اور نہ حلال کو حرام اور اوسکا حکم ظاہر ہی میں جاری ہوتا ہی یہہ بات املاک مرسلہ

في الاملاك المرسلة التي لم يذكر فيها سبب معين من اسباب الملك واما في العقود كالبيع والشراء والنكاح
کہ جنمیں کوئی خاص سبب ملک کا بیان نہو متفق علیہ ہی اور رہی عقود جیسی بیع اور شرا اور نکاح

والاجارة ونحوها وفي الفسوخ كالاقالة والطلاق ونحوهما فعند ابي حنيفة ينفذ ظاهرا وباطنا وعند غيره
اور اجارہ اور مانند انکی اور فسوخ عقد جیسی اقالہ اور طلاق اور مانند انکی سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک حکم قاضی کا ظاہر اور باطن میں جاری ہوتا ہی اور انکی

انما ينفذ ظاهرا لا باطنا لهم ان القضاء اظهار ما كان ثابتا لا اثبات ما لم يكن ثابتا وادعى من العقود والفسوخ لم يكن
نزدیک فقط ظاہر میں جاری ہوتا ہی باطن میں نہیں ہوتا انکی یہہ دلیل ہی کہ قضا ظاہر کرنا ثابت کا ہی غیر ثابت کا ثابت کرنا نہیں ہی اور دعوی عقود میں اور فسوخ میں ثابت

ثابتا عند كون الدعوى باطلة والشهود كاذبة فلا ينفذ القضاء فيه الا ظاهرا واما باطنا فلا لان القضاء انما
نہیں ہوتا جس صورت میں کہ دعوی جہوٹا ہوا اور گواہ بہی جہوٹی ہوں تو اب قضا صرف ظاہر میں نافذ ہوگی باطن میں نہیں ہوگی اسلئی کہ قضا حجت کی

ينفذ بقدر الحجة والحجة باطلة في الباطن لكون شهادة الزور حجة في الظاهر لا في الباطن والمشهود له
موافق نافذ ہوتی ہی اور یہہ حجت تو باطن میں غلط ہی کیونکہ گواہ جہوٹی ہیں ظاہر میں حجت ہی باطن میں نہیں اور گواہوں والا

يعلم ذلك والقاضي لا يعلمه فينفذ قضاؤه ظاهرا لا باطنا كما في الاملاك المرسلة وله ان القاضي اذا قامت عنده
اسکو جانتا ہی اور قاضی نہیں جانتا سو قضا ظاہر میں نافذ ہوگی باطن میں نہیں ہوگی جیسی املاک مرسلہ میں اور امام صاحب کی یہہ دلیل ہی کہ قاضی کی پاس

البينة وعدلت يكون عليه القضاء ولجبا حتى لو امتنع عن القضاء واخره يكون اثما لكن لما كان القضاء اظهار
جب گواہ آئی اور تعدیل ہو چکی تو اوسپر حکم دینا واجب ہی یہاں تک کہ اگر کچہہ حکم نہ دیوی یا درنگ کری تو گنہگار ہوتا ہی لیکن چونکہ قضا ظاہر کرنا

ما كان ثابتا ولم يكن ما ادعى من العقود والفسوخ ثابتا عند كون الدعوى باطلة والشهود كاذبة وجب اثباته
ثابت کا ہوتا ہی اور مدعا عقود اور فسوخ ثابت نہیں ہوتا جس صورت میں کہ دعوی باطل اور گواہ جہوٹی ہوئی تو اب بطور اقتضا کی

اقتضاء لئلا يلزم ان يكون القاضي مكلفا بما ليس في وسعه فان قضاء القاضي فيما يحتمل الانشاء ولم يكن في المحل
مدعا ثابت کرنا ضرور ہوا تاکہ قاضی کی تکلیف طاقت سی زیادہ لازم نہ آوی بیشک حکم قاضی ایسی محل میں ہی کہ احتمال نئی سری ہو سکنی کا ہی اور اس محل میں

مانع وكانت الشهود كاذبة يكون انشاء لانه مامور بالقضاء بالحق ولا يكون قضاؤه بالحق فيما يحتمل الانشاء ولم
کوئی مانع نہیں ہی اور گواہ جو جہوٹی تہی تو انشا یعنی از سر نو اب ہو جائیگا کیونکہ قاضی قضا بر حق کا مامور ہی اور اوسکی قضا بر حق ایسی محل میں کہ احتمال انشا کا ہووی اور

يكن في المحل مانع وكانت الشهود كاذبة الا بالحمل على الانشاء والعقود والفسوخ مما يحتمل الانشاء وللقاضي ولاية الانشاء
وہاں مانع بہی نہو اور گواہ بہی جہوٹی ہوں نہیں ہو سکتی بدون حمل کئی انشا پر اور عقود اور فسوخ میں انشا یعنی از سر نو کا احتمال ہی اور قاضی از سر نو کر دیگا

في الجملة فيجعل قضاؤه انشاء بطريق الاقتضاء فيصير كانه قال في دعوى عقد النكاح له زوجتك اياه وحكمت
فی الجملہ مختار ہی سو اوسکی قضا بطریق اقتضاء انشا از سر نو ہو گی اسکا انجام یہہ ہی گویا قاضی عقد نکاح کی دعوی میں یہہ کہتا ہی میںنی تیرا نکاح ... کر دیا

بينكما بالنكاح وفي دعوى فسخ النكاح يصير كانه قال فرقتك عنه وحكمت بينكما بالطلاق وكذا في غير ذلك
اور میں نی تم دونوں میں نکاح کا حکم دیا اور فسخ نکاح کی دعوی میں یہہ انجام ہوتا ہی گویا قاضی کہتا ہی میں نی تجکو اوس سی جدا کیا ... [illegible]

مما ادعى من العقود والفسوخ بخلاف الاملاك المرسلة فان القضاء فيها بشهادة الزور ... [illegible]
دعووں میں جو جو دعوی عقود اور فسوخ کی ہوں برخلاف املاک مرسلہ یعنی بی قید کی بیشک اوسمیں قضا جہوٹی گواہی سی صرف ... [illegible]

الملك لا بد له من سبب وفی الاسباب كثرة ومزاحمة ولا يمكن للقاضی ان يعين شيئا منها بدون الحجة اذ ليس بعضها
ہر ملک کی واسطی کوئی سبب چاہیی اور سباب تو بہت ہین ایک دوسری کا مخالف قاضی سی یہہ نہین ہوسکتا کہ اونمین سی کسی ایک کو بدون حجت کی مقرر کرلی کیونکہ ایک کو

اولی من البعض فحينئذ لا يمكن اثبات شئ منها سابقا علی القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس مما يحتمل الانشاء
ایک پر کچھہ فوقیت نہین ہی سو اب بطریق اقتضاء قضا سی پہلی کچھہ بہی ثابت نہین ہوسکتا اسلئی کہ ملک مین احتمال انشا کا یعنی از سرنو کا تو نہین ہی

والقاضی ليس مامورا بالقضاء بالملك بل هو مامور بالقضاء بقصر يد المدعی عليه عن المدعی فهذا هو النافذ منه
اور قاضی کو یہہ حکم نہین کہ ملک کا حکم دیا کری بلکہ اوسکو یہہ حکم ہی کہ مدعی علیہ کا ہاتھہ مدعی سی کوتاہ کردی سو یہہ ہی کہ ظاہر مین نافذ ہوتی ہی

ظاهرا لا غير بيانه ان رجلا اذا ادعی علی رجل بيعا او شراء فی جارية او طعام واقام شاهدی الزور وقضی القاضی
فقط اسکی تفصیل یہہ ہی کہ ایک شخص نی ایک شخص پر ایک لونڈی یا طعام کی بیع کا یا شرا کا دعوی کیا اور دو جہوٹی گواہ گذار دئی اور قاضی نی

بينهما بالبيع او الشراء ينفذ قضاؤه ظاهرا و باطنا حتی يحل لمن حكم له بالجارية او الطعام ان يطأ الجارية بعد الاستبراء
ان دونوں مین بیع یا شراء کا حکم دیا تو یہہ حکم ظاہرا و باطن مین نافذ ہو جائیگا یہان تک کہ جسکو وہ لونڈی یا طعام دلایا گیا ہی حلال ہی کہ لونڈی سی بعد رحم صاف کرنی کی

ويأكل الطعام لثبوت الملك له بالثمن الذی وقع الشهادة به واما اذا ادعی رجل علی رجل ملكا مطلقا فی جارية او
وطی کری اور کہانا کہا لیوی کیونکہ اوسکی ملک ثمن سی ثابت ہوچکی جسکی گواہ گذر چکی ہین اور رہی وہ صورت کہ ایک شخص ایک شخص پر لونڈی یا طعام کی مطلق ملکیت کا دعوی

طعام من غير تعيين سبب من اسباب الملك واقام شاهدی الزور وقضی القاضی بينهما بالملك لا ينفذ قضاؤه الا
کری اور کوئی سبب خاص ملک کا بیان نکری اور دو جہوٹی گواہ گذار دی اور قاضی دونمین حکم ملکیت کا دیدیوی تو اب اوسکا حکم فقط ظاہر مین نافذ ہوگا

ظاهرا حتی لا يحل لمن حكم له الجارية او الطعام ان يطأ الجارية او يأكل الطعام لعدم ثبوت الملك له فيما بينه و بين
یہان تک کہ جسکو لونڈی یا طعام دلا دیوی حلال نہین ہی کہ لونڈی سی صحبت کری یا طعام کو کہا لیوی کیونکہ اوسکی ملک فیما بینہ و بین اللہ یعنی واقع مین ثابت

الله تعالی ومن امثلة العقود ان احدا من الرجال او النساء اذا ادعی علی اخر نكاحا واقام شاهدی الزور وقضی
نہین ہی اور ایک مثال عقد کی یہہ ہی کہ کوئی مرد ہو یا عورت اگر دوسری پر نکاح کا دعوی کرکر دو جہوٹی گواہ گذار دی اور قاضی

القاضی بينهما بالنكاح ينفذ قضاؤه ظاهرا و باطنا حتی يحل للرجل الوطی وللمراة التمكين هذا اذا لم يكن المراة فی
دونمین حکم نکاح کا کردی تو اب قضا ظاہر اور باطن مین نافذ ہو جائیگی یہان تک مرد کو وطی اور عورت کو اپنی اوپر قبضہ دینا حلال ہی یہہ اوس صورت مین ہی کہ وہ عورت

نكاح الغير او عدته فاما اذا كان فی نكاح الغير او عدته فالقضاء انما ينفذ ظاهرا فقط لا باطنا ومن امثلة الفسخ
اور کی نکاح مین یا عدت مین نہو اور اگر اور کسیکی نکاح یا عدت مین ہوگی تو قضا صرف ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہوگی اور مثال فسخ کی یہہ ہی

ان احد الزوجين اذا ادعی علی اخر فسخ النكاح واقام شاهدی الزور وقضی القاضی بينهما بالفرقة ينفذ قضاؤه ظاهرا و
کہ خاوند جورو مین سی کسی نی دوسری پر فسخ نکاح کا دعوی کرکر دو جہوٹی گواہ گذار دئی اور قاضی نی اونمین جدائی کا حکم دیدیا تو یہہ حکم ظاہر و باطن مین نافذ ہوگا

باطنا حتی يحرم للرجل الوطی وللمراة التمكين ويجوز لها التزوج بزوج اخر ويجوز للزوج الاخر وطيها وان علم ان الزوج
یہان تک کہ اوس خاوند کو اب وطی اور جورو کو اپنی اوپر قبضہ دینا حرام ہی اور عورت کو جایز ہی کہ اور خصم کرلی اور اوس دوسری خاوند کو اوسکی وطی جایز ہی اگرچہ معلوم ہو کہ پہلی

الاول لم يطلقها بان كان احد شاهدی الزور وهذا كله قد كان ظاهرا معلوما مما ذكر لكن ينبغی ان يعلم ايضا ان
خاوند نی اسکو طلاق نہین دی ہی اسطور کہ اون دو جہوٹی گواہون مین کا ایک یہہ ہی ہو اور یہہ تمام مذکور سابق سی ظاہر اور معلوم ہی پر یہہ بہی سمجھہ لو کہ

قضاء القاضی فی العقود والفسخ بشهادة الزور وان كان نافذا ظاهرا و باطنا ومفيد الحل عند ابی حنيفة لكونه
قاضی کا حکم عقود اور فسوخ مین جہوٹی گواہی سی اگرچہ ظاہر و باطن مین نافذ اور امام کی نزدیک حلت کا فائدہ بہی دیتا ہی کیونکہ عقد یا فسخ

انشاء بطريق الاقتضاء الا ان المدعی والشهود لا يخلو من ان يتعرضوا لسخط الله تعالی وعقابه حيث ارتكبوا ما نهی الله
بطور اقتضاء کی از سرنو ہو جاتا ہی اتنا ہی کہ مدعی اور گواہ دونو غضب الہی اور عقاب سی نہ بچین گی کیونکہ اونہون نی وہ عمل کیا ہی جو اللہ

ورسوله وسعوا في ابطال حق الغير وظلمه لاسيما اذا لم يكن الثمن الذي شهد به مساويا للقيمة اما المدعي فانه ارتكب
اور اوسکی رسول نے منع کیا ہے اور غیر کی حق تلفی اور ظلم مین سعی کی ہے خاص کر اوس صورت مین کہ ثمن جسکی گواہی دی ہے قیمت کی برابر نہو مدعی نے تو جھوٹ بولا
الكذب وادعى ما ليس له وقد روي انه عليه السلام قال من ادعى ما ليس له فليس منا فليتبوأ مقعده من النار واما الشهود
اور ایسا دعوی کیا جو اوسکا حق نہین ہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے دعوی کیا جو اوسکا حق نہین ہے وہ ہم مین سے نہین ہے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین تیار کرے
فانهم ارتكبوا الكبيرة التي شابهت الشرك وهي شهادة الزور لكن المدعي حيث رضي بها وقد روي انه عليه السلام
اور یہی گواہ سو اونہون نے وہ گناہ کبیرہ اختیار کیا کہ شرک کی مانند ہے یعنی جھوٹی گواہی لیکن مدعی کا اوسپر رضامند ہوا اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
قال عدلت شهادة الزور بالاشراك بالله تعالى ثلث مرات ثم قرأ قوله تعالى فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور فانه
تین بار فرمایا جھوٹی گواہی اشراک باللہ کی برابر ہے پھر یہہ آیت پڑھی سو بچتے رہو بتون کی گندگی سے اور بچتے رہو جھوٹی بات سے بیشک نبی علیہ السلام
بين في هذا الحديث ان شهادة الزور كانت مساوية للشرك في حصول الاثم الموجب لدخول النار الا ان الشرك موجب للخلود
نے اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جھوٹی گواہی گناہ مین شرک کی برابر ہے جس سے بالضرور دوزخ مین داخل ہونا ہے اتنا ہے کہ شرک سے دوام کو دوزخ ہے
فيها وشهادة الزور غير موجبة له ومما ينبغي ان يعلم ايضا ان قضاء القاضي بشهادة الزور في العقود والفسوخ انما ينفذ ويفيد
اور جھوٹی گواہی سے دوام نہین ہے اور یہہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ قاضی کا حکم جھوٹی گواہی سے عقود اور فسوخ مین جب نافذ ہوتا ہے اور حلت کا فائدہ
الحل اذا اخذ القاضي القضاء بغير رشوة واما اذا اخذ القضاء بالرشوة فلا يكون قاضيا ولا ينفذ حكمه على ما ذكر في عامة
دیتا ہے کہ قاضی کو عہدہ قضا بغیر رشوت ملا ہو اور اگر قضا رشوت دیکر لی ہے تو نہ وہ قاضی ہے اور نہ اوسکا حکم نافذ ہے چنانچہ تمام کتابون مین مذکور ہے
الكتب فعلى هذا لا يوجد في هذا الزمان قاض ينفذ حكمه اذ قلما يوجد قاض ياخذ القضاء بغير الرشوة فان القضاة في هذا
اس روایت کی موافق اب اس زمانہ مین ایسا کوئی قاضی نہین ہے جسکا حکم نافذ ہو کیونکہ بہت کمتر قاضی ہین جنکو قضا بدون رشوت کی ملا ہو بیشک اس زمانہ کی قاضی
الزمان يسعون في اخذ القضاء بالرشوة سعيا بليغا ويبذلون في تحصيله مالا كثيرا ويسمونه باسماء غير الرشوة مع كون كله
رشوت دیکر قضا لینے مین نہایت درجہ کی سعی کرتے ہین اور قضا کی لئے خوب مال خرچ کرتے ہین اوسکا نام سوای رشوت کی کچھ اور رکھہ چھوڑا ہے باوجودیکہ سب
رشوة فكيف يوجد فيهم قاض ينفذ حكمه فانهم باخذهم القضاء بالرشوة يكونون سببا لابطال كثير من الاحكام الشرعية
رشوت ہے پھر کہان ہے ایسا قاضی جسکا حکم نافذ ہووے کیونکہ قاضی تو رشوتون سے قضا لیکر بہتیری احکام شرعی باطل کرتے ہین
لان كثيرا من امور المسلمين مفوض الى رايهم وموقوف على حكمهم وهم اذا اخذوا القضاء بالرشوة لا ينفذ حكمهم في شيء
اسلئے کہ اکثر امور مسلمانون کی اونکی رای پر مفوض اور اونکی حکم پر موقوف ہین اور اونہون نے جب قضا رشوت دیکر لی تو اونکا حکم کسی فیصلہ شرعی مین نافذ نہین ہوتا
من المحكومات الشرعية فيلزم بطلان كثير من امور المسلمين لاسيما النكاح الذي يكون مفوضا اليهم فان القاضي الذي اخذ
تو اب مسلمانون کی بہتیری امور باطل ہوتے ہین خاص کر نکاح جو اونکی طرف مفوض ہے بیشک جس قاضی نے رشوت دیکر
القضاء بالرشوة اذا عقد النكاح الذي فوض اليه يكون ذلك النكاح باطلا فيلزم ان يكون الزوج والزوجة زانيين ما داما
قضا حاصل کی ہے جب کسیکا عقد نکاح کریگا جو اوسکی طرف مفوض ہے تو وہ نکاح باطل ہوگا اب یہہ لازم آتا ہے کہ دونو خاوند جورو زانی ہون جب تک
تحت ذلك النكاح وليس هذا الا لكثرة محبتهم للدنيا وقلة مبالاتهم في الدين فانهم لغلبة غفلتهم عن الاخرة ياخذون القضاء
اوس نکاح مین رہین اور یہہ حال اسی لئے ہے کہ دنیا کی محبت بہت ہے اور دین کی پروا کمتر ہے کیونکہ یہہ قاضی آخرت سے خوب غافل ہوکر قضا کو رشوت سے
بالرشوة ولا يبالون بكونهم ملعونين بلعن رسول الله عليه السلام بل يفتخرون به مع ان كثيرا من السلف امتنعوا عن قبوله
حاصل کرتے ہین اور اوسکی کچھ پروا نہین کہ اونپر رسول علیہ السلام کی لعنت پڑتی ہے بلکہ اوسپر فخر کرتے ہین باوجودیکہ سلف مین اکثر لوگون نے باوجود نہایت اکراہ کے
حتى اكرهوا اكراها بليغا على قبوله فلم يقبلوه فضلا عن بذل المال في اخذه الا ترى ان ابا حنيفة دعي الى القضاء ثلث مرات
قبول نہین کیا اور اوسکی لئے مال خرچ کرنیکا تو کیا ذکر ہے دیکھتا نہین کہ امام ابوحنیفہ کو قضا کی لئے تین دفعہ بلایا

فابى حتى حبس وضرب فى كل مرة ثلاثين سوطا فلما خاف على نفسه قال حتى استشاور اصحابى فشاورهم فقال ابو يوسف

پر انکار ہی کیا آخر کو قید ہوئی اور ہر بار تیس تیس کوڑی کہائی پہر جب جان کا خوف ہوا تو کہا مین اپنی یارون سی مشورہ لیلوں پہر مشورہ کیا تو ابو یوسف نی کہا

لو تقلدت لانتفعت الناس فنظر اليه ابو حنيفة نظر الغضب وقال لو امرت ان اعبر البحر سباحة لكنت اقدر عليه

اگر قضا لیلو تو لوگون کا بڑا فائدہ ہی پہر ابو حنیفہ نی اونکی طرف غصہ سی گہور کر کہا اگر مجہکو یہہ حکم ہوتا کہ دریا کو تیر کر اوتر جاؤن تو البتہ مجہکو قدرت تہی

فكانى بك قاضيا فاعرض ولم ينظر اليه بعد ذلك وكذلك دعى محمد الى القضاء فابى حتى قيد وحبس نيفا وخمسين يوما

میری جگہ تو ہی قاضی ہی پہر منہہ پہیر لیا اور اونکی طرف نہ دیکہا اور اسیطور امام محمد کو قضا کی واسطی بلایا سو انکار کیا یہان تک کہ قید ہوئی اور پچاس اور کئی دن مجبور

واضطر فتقلده وانما امتنع هؤلاء الكرام عن تقلده لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال من جعل قاضيا

رہی اور لاچار ہو کر قضا لیلی اور اس جماعت بزرگ نی اسیلئی نہ مانا کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص لوگون پر قاضی ہوا

بين الناس فقد ذبح بغير سكين والمراد من الذبح فى هذا الحديث القتل فان القتل بغير سكين كسقى السم مثلا لا يؤثر

بیشک بے چہری کا ذبح ہوا اور ذبح سی مراد اس حدیث مین قتل ہی بیشک قتل بغیر چہری کی جیسی زہر پلا دینا مثلا ظاہر مین کچہہ اثر نہین کرتا

فى الظاهر وانما يؤثر فى الباطن بازهاق الروح كذا القضاء لا يؤثر فى الظاهر لانه فى الظاهر رفعة وعظمة وانما يؤثر

اور باطن مین ایسا اثر کرتا ہی کہ جان نکل جاتی ہی ایسی ہی قضا ظاہر مین کچہہ اثر نہین کرتی کیونکہ ظاہر مین تو رفعت اور عظمت ہی باطن مین ایسا اثر کرتی ہی

فى الباطن باهلاك الدين لان القاضى قلما يعدل بين الخصمين بل ربما يميل فى الحكم الى الاصدقاء والاقرباء او الى من

کہ دین ہلاک کر دیتی ہی اسلئی کہ قاضی خصمین مین بہت ہی کم عدل کرتی ہین بلکہ اکثر حکم مین دوست کی اور اقربا کی طرف داری کر جاتی ہین یا کسی منصب والی کی

له منصب يتوقع نواله او يخاف بلاءه وربما يوسوس له نفسه على قبول الرشوة فمن كان حاله كذلك فالموت خير

جس سی کچہہ وصول کی توقع . یا اوسکی بلا کا خوف ہو اور بعضی وقت دلمین رشوت لینی کا خطرہ گذرتا ہی پہر جسکا ایسا حال ہووی تو ایسی قضا سی موت بہتر ہی

من القضاء لان الموت يقطعه عن المعاصى والقضاء يوقعه فى المعاصى فان قيل القضاء بالحق من اقوى الفرائض

کیونکہ موت تو معاصی سی الگ کر دیتی ہی اور قضا معاصی مین مبتلا کر دیتی ہی پہر اگر کوئی کہی حکم حق پر دینا عمدہ فرائض ہی

واشرف العبادات لكونه امرا بالمعروف ونهيا عن المنكر وقد امر الله به النبيين كما قال فى كتابه انا انزلنا التورية

اور عبادات مین اشرف ہی اسلئی کہ امر بالمعروف اور بند کرنا بدی سی ہی اور اللہ نی انبیا کو یہہ حکم کیا ہی چنانچہ قرآن مین فرماتا ہی ہمنی اوتاری توریت

فيها هدى ونور يحكم بها النبيون وقال لنبينا عليه السلام انا انزلنا اليك الكتب بالحق لتحكم بين الناس فما وجه

اسمین ہدایت اور روشنی اوسپر حکم کرتی پیغمبر اور ہماری نبی علیہ السلام کو فرمایا ہمنی اوتاری تجہکو کتاب سچی کہ تو انصاف کری لوگون مین پہر اس سی

الامتناع عنه فالجواب انه وان كان من اقوى الفرائض واشرف العبادات لكن ذكر فى كتب الفقه ان من كان

رکنی کی کیا وجہ ہی جواب یہہ ہی کہ قضا اگرچہ بڑا فریضہ اور عبادات مین اشرف ہی پر فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ جو شخص

صالحا له ينبغى له ان لا يطلبه بقلبه ولا يسئله بلسانه فان دعى اليه بلا طلبه قال بعض العلماء يكره له الدخول فيه

قضا کی لایق ہو اوسکو لازم ہی کہ دل سی اوسکا طالب نہووی اور نہ زبان سی اوسکا سوال کری پہر اگر بلا طلب اوسکی لئی مقرر کرین تو بعضی علما کہتی ہین کہ اختیار سی قضا مین

مختار الماروى عن انس انه عليه السلام قال من ابتغى القضاء وسئله وكل الى نفسه ومن اكره عليه انزل الله تعالى

پہنسنا مکروہ ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قضا تلاش کی اور سوال کیا تو اپنی ذات پر حوالہ کیا جاتا ہی اور جو زور قاضی کیا گیا تو اللہ تعالی

عليه ملكا يسدده فانه عليه السلام اشار فى هذا الحديث الى ان من يطلب القضاء بقلبه ويسئله بلسانه يفوض امره

اوسپر فرشتہ تعین کر دیتا ہی وہ اوسکو راستی پر رکہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ اشارہ کیا کہ جو شخص قضا کو بدل تلاش اور زبان سی سوال کرتا ہی تو وہ اوسکی

الى نفسه ومن يفوض امره الى نفسه لا يهدى الى الصواب لان النفس امارة بالسوء تجر صاحبها الى المخالفة وسوء المطالب

ذات پر حوالہ ہی اور جسکا امر اوسکی ذات پر حوالہ رہا صواب کا راہ نہین پاتا اسلئی کہ نفس برائی ہی بتاتا ہی اپنی یار کو مخالفت اور بری مطلب کی طرف کہینچتا ہی

فلذا

فلا يسلم من الوقوع في الظلم والمعصية وايضا من يطلب القضاء ويسئله يعتمد علمه وورعه فيكون صاحب عجب
کھینچتا ہی سو ظلم اور معصیت سی سلامت نہیں رہتا اور یہہ بھی ہی کہ جو قضا کی طلب اور سوال کرتا ہی تو اپنی علم اور پرہیز پر بھروسہ کرتا ہی اب اوسمین تکبر آویگا

فيحرم التوفيق واما من يكره عليه فانه يصير منكسر القلب بالاكراه فيعتصم بحبل الله تعالى ويتوكل على الله
اور توفیق سی محروم ہو گا اور جسپر قضا کی لئی زور ہوتا ہی تو اکراہ سی آزردہ دل ہو کر اللہ کی رسی کا سہارا لیتا ہی اور اللہ پر توکل کرتا ہی

ومن يعتصم بالله فقد هدى الى صراط مستقيم ومن يتوكل على الله فهو حسبه فيلهمه الرشد يرقعه
اور جو اللہ کا سہارا پکڑتا ہی بیشک سیدھی راہ پاتا ہی اور جو شخص اللہ پر توکل کری وہ اوسکا ذمہ دار ہی پس اوسکی دل میں رشد پیدا کر دیتا ہی اور

الصواب يسرنا الله تعالى عملا مطابقا لرضائه بلطفه وكرمه المجلس الثاني والثمانون في بيان
صواب میں پہنچاتا ہی الٰہی ہمپر عمل مطابق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کر ۔ بیاسی مجلس اوس شخص کی بیان میں

من يجوز له الوعظ للناس ومن لا يجوز وما يتفرع عليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
جسکو لوگوں کی لئی وعظ کہنا جائز ہی اور جسکو نہیں جائز اور اسپر کیا پیدا ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

لا يقص الا امير او مامور او مختال هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عوف بن مالك ومثله ما رواه ايضا انه
وعظ نہیں بیان کرتا مگر امیر یا مامور یا شیخی خورا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عوف ابن مالک کی روایت سی اور ایسی ہی منقول کی وہ حدیث ہی

قال القصاص ثلثة امير ومامور ومختال والقص التكلم بالقصص ويستعمل في الوعظ وهو المراد ههنا والمعنى الذين
علیہ السلام نی فرمایا وعظ کہنی والی تین ہیں امیر اور مامور اور شیخی کرنیوالا اور قصہ کی معنی ہیں قصہ بیان کرنا اور قص وعظ میں برتا جاتا ہی اور یہاں وعظ ہی مراد ہی اور معنی اسکی

يعظون الناس ثلثة احدهم الامير وهو الحاكم فان الحكام في الزمان الاول كانوا يعظون الناس ويقصون عليهم اخبار
جو شخص لوگوں کو وعظ کہتی ہیں تین ہیں ایک تو امیر یعنی حاکم بیشک پہلی زمانہ میں حکام ہی لوگوں کو وعظ کیا کرتی تھی اور گذری ہوئی خبریں انکو سناتی تھی

الماضية ليعتبروا وثانيهم المامور وهو الذي امره الامير بالوعظ واذن له فيه وثالثهم المختال وهو الذي ليس بامير
تاکہ عبرت پذیر ہوں اور دوسرا مامور یعنی جسکو امیر نی واسطی وعظ کی مقرر کیا اور اجازت دی ہی اور تیسرا مختال یعنی نہ وہ امیر ہی

ولا مامور من جهته بل هو فضولي يفعل ذلك تكبرا على الناس وطلبا للرياسة بينهم ويرائيهم بقوله وفعله وفيه
اور نہ امیر کی طرف سی مامور بلکہ وہ شخص زائد ہی یہہ پیشہ لوگوں پر بزرگ ہونی کو اور اونمیں ریاست لینی کو اختیار کرتا ہی اور اونکو اپنا قول اور فعل دکہلاتا ہی اسمین

زجر للواعظ عن الوعظ بغير اذن الامام وانما كان كذلك لان الامام يجب عليه ان يقوم بمصالح الرعية ويرتب
واعظ کو کہ بدون اذن امام کی وعظ کہی ممانعت ہی اور ممانعت اسلئی ہی کہ امام پر واجب ہی کہ واسطی مصلحت رعیت کی مستعد رہی اور ہر ہر گانو میں

في كل قرية وفي كل محلة عالما متدينا يعلم الناس دينهم فينظر في العلماء فمن يرى فيه علما وديانة وحسن عقيدة
اور ہر ہر محلہ میں ایک ایک عالم دیندار تعین کری کہ وہ لوگوں کو دین تعلیم کیا کری پھر علماء میں غور کری جسمیں علم اور دیانت اور نیک عقیدہ دیکھی

يأذن له ان يعظ الناس ومن لا يرى فيه هذه الصفات لا يأذن له في الوعظ لئلا يوقع الناس في البدعة والضلالة
اوسکو اجازت دی کہ لوگوں کو وعظ کیا کری اور جسمیں یہہ صفات نہ پاوی تو اوسکو وعظ کی اجازت نہ دی تاکہ لوگوں کو بدعت اور بی راہی میں نہ پہنساوی

كما هو واقع في هذا الزمان وذلك لان الخلق لا يولدون بالعلم وانما يولدون بالجهل والجهل مرض من امراض القلوب
جیسا اس زمانہ میں ہو رہا ہی اور یہہ اسواسطی ضروری ہی کہ خلق عالم نہیں پیدا ہوتی بلکہ جہالت میں پیدا ہوتی ہی اور جہالت دلکی بیماریوں میں سی ایک مرض ہی

فلا بد له من طبيب حاذق يعالجهم ويزيل مرضهم بتعليم احكام الدين في اصله وفرعه ومن لم يكن حاذقا
سو اس مرض کی لئی کوئی پکا طبیب چاہئی کہ علاج کر کر دین کی اصل اور فرعی احکام سکہا کر اونکا دلی مرض کہو دی اور جو پکا طبیب نہیں ہی

لا يزيل مرضهم بل يزيدهم مرضا فيهلكهم وقد ذكر في الاحياء ان الدنيا دار المرض اذ ليس في بطن الارض الا ميت
تو اونکا دکہہ نہیں کہو دیگا بلکہ اور دکہہ بڑہا کر ہلاک کر دیگا اور احیاء میں مذکور ہی کہ دنیا بیماری کا گھر ہی کیونکہ جو زمین کی اندر ہی سو مردہ ہی

ولا على ظهرها الا سقيم ومرض القلوب اكثر من مرض الابدان وانما صار كذلك لثلث علل احدها ان من كان
اور جو اوسکی باہر ہی سو بیمار ہی اور دلکی دکھہ جسمانی بیماریسی زیادہ ہین اور یہہ حال تین سبب سی ہوگیا ہی ایک تو یہہ کہ جو
مريض القلب لا يدري كونه مريضا والثانية ان عاقبة مرض القلب لا يشاهد قبل الموت بخلاف مرض البدن
دلکا دکھیا ہی وہ اپنی تئین دکھیا نہین سمجھتا اور دوسرا سبب یہہ ہی کہ دلکی بیماریکا انجام موت سی پہلی ظاہر نظر نہین آتا برخلاف مرض بدنی کی
فان عاقبته موت مشاهد تنفر عنه الطباع وتكون ما بعد الموت غير مشاهد قلت النفرة عن الذنوب
کہ اوسکا انجام موت نظر آتی ہی سو سب طبیعتین اوس سی نفرت کرتی ہین اور موت کی بعد کا حال جو ظاہر نہین نظر آتا اسلئی گناہون سی نفرت کم ہوگئی ہی
ويتكل مرتكبها على فضل الله تعالى ولا يشتغل بعلاج مرض قلبه بل يشتغل بعلاج مرض بدنه من غير اتكال
اور گنہگار اسد تعالی کی فضل پر تکیہ کرلیتا ہی اور اپنی دلکی دکھہ کا علاج نہین کرتا بلکہ بدنی مرض کا علاج فضل الہی پر بی تکیہ کئی کرتا ہی
على فضل الله تعالى مع كون فضل الله تعالى عاما في الدنيا والاخرة والثالثة وهي الداء العضال فقد الطبيب
باوجودیکہ اسد تعالی کا فضل دنیا اور آخرت دونون مین برابر ہی اور تیسرا سبب یہہ ہی اور یہہ بڑا سخت دکھہ ہی یعنی طبیب کا نہونا
فان الاطباء هم العلماء وهم في هذا الزمان قد مرضوا مرضا شديدا حتى عجزوا عن علاج انفسهم فضلا عن
کیونکہ اسکی طبیب تو علماء ہین سو اس زمانہ مین وہ خود ہی سخت بیمار ہین یہان تک کہ اپنا ہی علاج نہین کرسکتی غیر کی تو کیا کرسکتی ہی اس سبب سی یہہ دکھہ
علاج غيرهم وبهذا السبب عم الداء وانقطع الدواء وهلك الخلق بل اشتغل الاطباء بفنون الاغواء فليتهم
اور بہی زیادہ پہیل گیا اور علاج جاتا رہا اور خلق مرگئی بلکہ طبیب طرح طرح کی اغوا مین مشغول ہین کاشکی وہ طبیب
اذ لم يصلحوا لم يفسدوا وليتهم سكتوا ولم ينطقوا فانهم اذا تكلموا لا يقصدون في مواعظهم الا استمالة قلوب العوام
اگر علاج نکرتی تو دکھہ ہی نہ بڑہاتی اور کاشکی وہ خاموش رہتی کچھہ نہ بولتی بیشک جب وہ بولتی ہین تو اوس وعظ سی سوا پہلانی قلوب عوام کی کچھہ اور غرض نہین
ولا يتوصلون اليها الا بذكر الرجاء والرحمة لكون ذلك الذ في الاسماع واخف على الطباع فينصرف الخلق عن مجلس
ہوتی اور اسکا وسیلہ یہہ ہی امید اور رحمت کا ذکر بڑا رکہا ہی کیونکہ یہہ ہی کانون مین لذیذ اور طبیعتون پہ ہلکا ہی پہر خلقت مجلس وعظسی جب اوٹھتی ہی
وعظهم وقد استفادوا مزيد جرأة على المعاصي ومهما كان الطبيب كذلك يهلك المريض بالدواء حيث يضعه
تو اونکو گناہون پر اور بہی جرات پیدا ہوجاتی ہی اور جب طبیب ہی ایسا ہووی تو دکہیا دوا ہی سی مریگا کیونکہ طبیب بی محل دوا
في غير موضعه فان الخوف والرجاء دواءان لكن لشخصين متضادي العلة فالذي غلب عليه الخوف حتى هجر
دیتا ہی بیشک خوف اور رجا دونون دوا تو ہین پر ایسی دو شخص کی جو ایک سی بیمار نہون پہر جسپر خوف اتنا غالب آیا کہ دنیا بالکل ترک کی
الدنيا بالكلية وكلف نفسه ما لا يطيق وضيق عليه العيش يكسر سورة خوفه بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة
اور اپنی جان طاقت سی زیادہ تکلیف مین ڈالی اور عیش تنگ کرلیا تو اوسکی خوف کی شدت کو اسباب رجا کی اور فراخی رحمت الہی کا ذکر کرکی
الله تعالى ليعود الى الاعتدال وكذا المصر على الذنوب المشتهي للتوبة الممتنع عنها بحكم القنوط واليأس استعظاما
گہٹادی تاکہ وہ اعتدال پر آجاوی اور ایسی ہی جو گناہ پر اڑا ہوا توبہ کا آرزو مند کہ بسبب ناامیدی اور یاس کی اپنی گناہون کو سخت سمجہہ کر
لذنوبه التي سبقت يعالج ايضا بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى حتى يطمع في قبول توبته فيتوب
جو اوس سی عمل مین آئی ہین توبہ نکرتا ہو ایسی کا علاج بہی یہہ ہی ذکر کرنا اسباب رجا کا اور فراخی رحمت الہی کا تاکہ اوسکو توقع قبول توبہ کی پیدا ہو پہر وہ توبہ کری
فاما معالجة المغرور المسترسل في المعاصي بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى فيضاهي معالجة المحرور
اور رہا دہوکی مین پڑا ہوا معاصی مین بی قید اسکا علاج ذکر اسباب رجا سی اور بیان فراخی رحمت الہی کی ایسا ہی جیسی تپ چڑہی کو
بالعسل وذكر في موضع اخر من الاحياء ان هذا الزمان زمان لا ينبغي ان يذكر فيه للخلق اسباب الرجاء و
شہد دینا اور احیاء کی ایک اور جگہ مین مذکور ہی کہ یہہ ایسا زمانہ ہی کہ اسمین خلقت کی سامنی ذکر اسباب رجا کا اور بیان فراخی

رحمة

رحمة الله تعالى لان ذكرها يهلكهم بالكلية لكنها لما كانت اخف على النفوس والذ في القلوب ولم يكن غرض
رحمت الٰہی کا اچھا نہیں کیونکہ یہہ دونو ذکر خلقت کو سراسر کھوتی رہتی ہیں لیکن بسبب اسکے کہ لوگون پر جو ہلکا ہی اور اولوں کی دلوں میں لذت پیدا کرتا ہی اور واعظوں کی
الوعاظ الا استمالة القلوب واستنطاق الخلق بالثناء عليهم كيفما كانوا مالوا الى الارجاء حتى ازداد الفساد فسادا
غرض نہیں رہی سوائی دلوں کی بہلانی اور خلقت سی اپنی تعریف کرانی کی سوا کچھہ اور نہیں رہی خلق کا حال کچھہ ہی ہوا کرو تو واعظ خواہ مخواہ رجا کی طرف متوجہ ہوتی ہیں یہانتک کہ فساد
والمنهمكون في طغيانهم تماديا وذكر في موضع آخر ان الخلق الموجودين في هذا الزمان كان الاصلح لهم غلبة الخوف بشرط
اور بہی فساد بڑھگیا اور سرکشی میں جیسی کہ لوگ اور بہی ڈوب گئی اور دوسری جگہہ میں مذکور ہی کہ اس زمانہ کی خلقت کی لئی اصلح یہہ ہی کہ ان پر خوف غالب کیا جاوی پر اتنا
ان لا يخرجهم الى الياس وترك العمل وقطع الطمع من المغفرة فيكون ذلك سببا للتكاسل عن العمل وداعيا الى الانهماك
کہ وہ ناامید ہوکر عمل ترک نکردین اور مغفرت کی طمع نہ جاتی رہی کیونکہ اب عمل میں سستی ہوجاویگی اور معاصی میں کہپ جاوینگی سو یہہ درجہ یاس کا ہی
في المعاصي فان ذلك قنوط وليس بخوف بل الخوف هو الذي يحث على العمل ويكدر جميع الشهوات ويزعج القلب
خوف کا نہین ہی بلکہ خوف یہہ ہوتا ہی کہ عمل کی رغبت ہو اور تمام شہوات بی مزہ ہوجاوین اور دل دنیا کی رغبت سی بیزار ہوکر
عن الركون الى دار الغرور ويدعوه الى الميل الى دار السرور وهذا هو الخوف المحمود لا الياس الموجب للقنوط فاذا كان
اوکہڑ جاوی اور آخرت کی رغبت ہوتی لگی اور یہہ حالت اچہی خوف کی ہی یاس کا درجہ نہین جسمین ناامید ہوجاوی جب حال ایسا ہی
الامر كذلك فالطريق الذي ينبغي ان يسلكه الواعظ في وعظه مع الخلق في هذا الزمان اذا كان مامورا من
تو وہ رستہ جو واعظون کو وعظ میں اس زمانہ کی خلقت کی ساتھہ چلنا چاہئی جب کہ واعظ امام کی طرف سی مامور ہو تو یہہ ہی کہ
جهة الامام ان يذكر ما في القرآن من الآيات المخوفة للمذنبين وما ورد في الاخبار والآثار في ذم المجرمين ومدح التائبين
کہ قرآن میں سی وہ آیات بیان کری جنمین گنہگارون کی واسطی خوف ہی اور وہ احادیث اور آثار جنمین گنہگارون کی ہجو اور توبہ کرکر اطاعت کرنیوالون کی مدح ہی
المطيعين ويستكثر منها ان كان وارث رسول رب العالمين فانه عليه السلام ما خلف دينارا ولا درهما وانما
اور اسی قسم کی کثرت رکہی اگر رسول رب العالمین کا وارث ہی بیشک نبی علیہ السلام نی نہ دینار چہوڑا ہی اور نہ درہم یہہ ہی
خلف العلم والحكمة وورثه كل عالم بقدر ما اصابه ثم ينبغي له ان يقرر عندهم ان تعجيل العقوبة على الذنب متوقع
علم اور حکمت چہوڑ گئی ہین اور ہر عالم اوسکا وارث ہوا جتنا اوسکی نصیب میں تہا پہر یون چاہئی کہ اونکی سامنی تقریر کری کہ گناہ کی وبال سی دنیا میں ابہی عقوبت ہوجانی
في الدنيا ويبين لهم ان كل ما يصيب الانسان من المصائب في الدنيا فهو بسبب ذنبه كما قال الله تعالى وما اصابكم
ممکن ہی اور بیان کری کہ انسان پر دنیا میں جو مصیبت پڑجاتی ہی سو وہ سب گناہوں کی وبال سی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑتی تم پر
من مصيبة فبما كسبت ايديكم فينبغي له ان يخوفهم بذلك لان بعض الناس يخاف من العقوبة في الدنيا ويتساهل
کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اب لازم ہی کہ اونکو یہہ ہی خوف دلاوی اسلئی کہ بعضی آدمی دنیا ہی کی عقوبت سی ڈرتی ہین اور آخرت کی
في امر الآخرة لفرط جهله فيلزمه ان يبين له ان الذنوب كلها يتعجل في الدنيا شؤمها في غالب الامر ويضيق عليه رزقه
بات میں جہالت کی ماری سہولت برتتی ہین تو اب واعظ کو لازم ہی کہ اوسکی سامنی یہہ بیان کری کہ گناہوں کی شامت اکثر دنیا میں جلد آجاتی ہی اور اوسکی سبب روزی تنگ
بسببها لما روي انه عليه السلام قال ان العبد ليحرم الرزق بسبب ذنب يصيبه ثم ينبغي له ان يفخم امر الوعظ ويرفع
ہوجاتی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی گناہ کی سبب رزق سی محروم ہوجاتا ہی پہر اوسکو چاہئی کہ وعظ عظمت سی اور اونچی آواز سی کہی
صوته ويكون منه في وعظه ما يشعر بالحال الذي هو فيه من الترغيب والترهيب لما روي عن جابر انه عليه السلام
اور وعظ میں جو بیان کرتا ہو ویسا ہی حال بنالی کہ صورت سی ترغیب اور خوف معلوم ہو کیونکہ جابر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا
كان اذا خطب احمرت عيناه وعلا صوته كانه منذر جيش ويكون ينبغي له اذا تكلم بكلام ان يكرره ثلث مرات
یہہ حال تہا کہ جب وعظ فرماتی تو آنکہیں سرخ اور آواز بلند ہوجاتی گویا فوج سی ڈراتی ہین اور ایسی ہی لازم ہی کہ جب کوئی بات کہی تو تین بار کہی

ليفهمه سامعوه ويتمكن في قلوبهم ويحفظوه لما روي عن انس انه عليه السلام كان اذا تكلم بكلمة اعادها ثلثا
تاکہ سننے والے سمجھ لیں اور اونکے دلوں میں بیٹھ جاوے اور یاد رکھیں کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اگر کوئی بات فرماتے تو تین بار کہتے
حتى تفهم عنه لكن يجب عليه ان يحترز عن خلط كلامه البدعة لما ذكر في الاحياء ان الواعظ مهما مزج كلام البدعة
تاکہ خوب سمجھ لیں لیکن واعظ پر واجب ہے کہ اپنے کلام میں بدعت کی باتیں نہ ملاوے کیونکہ احیا میں مذکور ہے کہ واعظ اگر بدعت بیان کرنے لگے
يجب منعه ولا يجوز حضور مجلسه الا على قصد الرد عليه ان قدر وان لم يقدر لا يحضر مجلسه وكذا مهما كان كلامه
تو اوسکا روکنا واجب ہے اور اوسکی مجلس میں جانا جائز نہیں مگر باارادہ رد کے جاوے اگر قدرت رکھتا ہو اور اگر قدرت نہو تو اوسکی مجلس میں نجاوے اور ایسے ہی اگر اوسکی کلام
مائلا الى الارجاء وتجرئة الناس على المعاصي وزاد بسببه رجاء الخلق على خوفهم فهو منكر يجب منعه لكون
ارجا کی طرف جھکتی ہو اور لوگوں کو معاصی پہ جرءت ہوتی ہو اور اس باعث سے خلق کو رجا خوف سے زیادہ بڑھ جاوے اب وہ واعظ نہیں منکر ہے اوسکا روکنا چاہیے
فساده عظيما بل الاقرب والاليق بطباع الخلق ان يرجح خوفهم على رجائهم لانهم الى الخوف احوج وذكر في الرسالة
اسکا بڑا فساد ہے بلکہ خلقت کے حال کی مطابق یہہ ہے کہ اونپر رجا سے خوف غالب رہے کیونکہ خوف کی زیادہ تر محتاج ہیں اور امام غزالی کی رسالہ میں
المسماة بايها الولد للامام الغزالي ان الواعظ ينبغي له ان يكون عزمه وهمته ان يدعوا الناس من الدنيا الى
جسکا نام یا ایہا الولد ہے مذکور ہے کہ واعظ کو چاہیے کہ اوسکا قصد اور ہمت یہہ ہی ہووے کہ لوگوں کو دنیا سے آخرت کی طرف بلاوے اور معصیت سے طاعت کی طرف
الاخرة ومن المعصية الى الطاعة ومن الحرص الى القناعة ويحبب اليهم الاخرة ويبغض عليهم الدنيا ويعلمهم
طلب کرے اور حرص سے قناعت کی طرف اشارہ کرے اور اونکو آخرت کی محبت اور دنیا کا بغض دلاوے اور اونکو عبادت
العبادة والتقوى لان الغالب في طباعهم الزيغ عن منهج الشرع والسعي فيما لا يرضى الله تعالى فيلقي في قلوبهم
اور پرہیزگاری تعلیم کرے اسلیے کہ اونکی طبیعتوں میں اکثر شرع کی راہ سے کجی اور برخلاف رضامندی اللہ تعالی کی سعی ہوتی ہے سو اونکی دلوں میں خدا کا خوف
الرعب ويخوفهم عما يستقبلهم من المخاوف لعل صفات باطنهم تتغير ومعاملة ظاهرهم تتبدل ويظهر منهم الحرص
ڈالے اور اونکو سامنے آنے والی ہوئی خوفناک چیزوں سے ڈراوے شاید کہ اونکی صفات باطنی بدل جاویں اور ظاہر کا معاملہ پلٹ جاوے اور اونسے طاعت کی حرص
الى الطاعة والرجوع عن المعصية وهذا هو طريق الوعظ والنصيحة وكل واعظ لا يكون وعظه هكذا فوعظه وبال
اور معصیت سے رجوع ظاہر ہونے لگے اور یہہ ہی طریقہ وعظ اور نصیحت کا اور جس واعظ کا وعظ ایسا نہووے تو اوسکا وعظ کہنے
على القائل والسامع بل قيل انه شيطان في صورة الانسان يخرج الخلق عن طريق الحق ويهلكهم فيجب عليهم ان يفروا
اور سننے دونوں پہ وبال ہے بلکہ بعضے کہتے ہیں کہ وہ انسان کی صورت میں شیطان ہے کہ خلقت کو طریق حق سے بچلا کر ہلاک کرتا ہے سو خلق پر واجب ہے کہ اوس سے ایسا بھاگیں
منه فرارهم من الاسد لان ما يفسده هذا الواعظ من دينهم لا يستطيع ان يفسد بمثله الشيطان ومن كان له يد و
جیسے شیر سے بھاگتے ہیں کیونکہ یہہ واعظ جتنا انکا دین برباد کریگا شیطان کی قدرت نہیں کہ اتنا برباد کرے اور جسکو قابو اور قوت ہووے
قدرة يجب عليه ان ينزله من منابر المسلمين ويمنعه عما باشره لانه من جملة الامر بالمعروف والنهي عن المنكر وكذا الوعاظ
واجب ہے کہ اوسکو مسلمانوں کی منبر سے اوتار دے اور وعظ کہنے سے منع کرے کیونکہ یہ امر بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہے اور ایسے ہی وہ واعظ
الذين يشتغلون بالقصص التي يتطرق اليها الزيادة والنقصان والكذب والبهتان قد ورد نهي السلف عن الجلوس في
کہ کہانیاں بیان کرتے ہیں جسمیں زیادتی کمتی اور جھوٹ اور بہتان ملا ہوا ہے متقدمین انکی مجلس میں جانے سے منع کرگئے ہیں
مجلسهم لان القصص منها ما ينفع سماعه ومنها ما يضر سماعه وان كان صدقا فمن فتح على نفسه ذلك الباب يختلط
اسلیے کہ بعضے قصوں کا سننا مفید ہوتا ہے اور بعضے قصوں کا سننا ضرر کرتا ہے اگرچہ سچا ہووے پھر جو شخص اپنی اوپر یہہ دروازہ کھول لیگا تو اوسپر
عليه الصدق بالكذب والنافع بالضار وقال احمد بن حنبل القصة ان كانت من قصص الانبياء والصالحين
سچ جھوٹ میں اور نافع مضر میں ملا ہوا ہوگا تمیز نہوگی اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ قصہ اگر انبیا اور صلحا کا ہو

فيما يتعلق بامور الدين وكانت صحيحة الرواية فلا ارى به باسا فليحذر الكذب وحكاية احوال تؤدي الى هفوات
جو امور دینی سے متعلق ہیں اور روایت بھی صحیح ہو تو اوسمین کچھ مضائقہ نہیں معلوم ہوتا سو جھوٹ سے اور ایسے احوال بیان کرنے سے پرہیز کرے جسمین خطا
ومساهلات يقصر فهم العوام عن درك معانيها فان العامي يتمسك بذلك في مساهلاته وهفواته ويمهد لنفسه
اور سہل انگاری ہو اور عوام کا فہم اوسکے معانی سمجھنے سے قاصر ہو کیونکہ عام لوگ اوس حکایت مین سے سہل انگاری اور خطا کی سند گرداننے لگتے ہیں اور ایک عذر بنا کر
عذرا فيها ويقول قد صدر عن بعض المشائخ وبعض الاكابر كيت وكيت وكيف بنا وكلنا بصدد المعاصي فلا غرو
کھڑا کر لیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں بیشک بعضے بعضے مشائخ اور بزرگوں سے ایسی ایسی باتین ہوگئیں ہیں اور ہماری تو کیا شمار ہے ہم تو سراسر گنہگار ہیں
ان صدر مني ذنب فقد صدر عمن هو اكبر مني ويفيد ذلك جرءة على الله تعالى من حيث لا يدري وبعد الاحتراز
اگر ہم سے کوئی گناہ ہوگیا تو کیا تعجب ہے جو ہم سے بڑے بزرگ ہیں اون سے ہوگیا ہے اور اسمین عوام کو خدا پر ایسی جرءت پیدا ہوتی ہے کہ اونکو خبر نہیں ہوتی اور
عن هذين فلا باس به وعند ذلك يرجع القصص المحمودة الى ما اشتمل عليه القرآن وصح في الكتب الصحيحة من الاخبار
بعد دونوں امر کے نہوں تو پھر کچھ خوف نہیں ہے اب وہ اچھی اچھی سچی حکایات مطابق ہیں جو قرآن مین آئی ہیں اور تاریخ کی معتبر کتابون مین صحیح صحیح مذکور ہیں اور
واما ما يوجد في بعض الكتب التي ينكرونها من قصص الانبياء ما لا يليق بحالهم فيجب تنزيههم عنها كقصة داود النبي
اور ہیں وہ قصے جو بعضی کتابون مین ملتے ہیں جنمین انبیاء علیہم السلام کے قصے ایسے مذکور ہیں کہ انبیاء کے حال سے مناسب نہیں ہیں ایسے قصون سے اونکو بچانا واجب ہے
فانها على ما يرويها القصاص من انه عليه السلام دخل ذات يوم محرابه واغلق بابه وجعل يصلي ويقرأ الزبور
جیسے قصہ داود نبی علیہ السلام کا سو یہہ قصہ موافق روایت قصاصون کے کہ داود علیہ السلام نے ایک روز اپنی محراب مین داخل ہوکر دروازہ بند کر لیا اور نماز اور زبور کی تلاوت مین مشغول ہوئے
فبينما هو كذلك اذ جاء الشيطان في صورة حمامة من ذهب فمد يده ليأخذها لابن له صغير فطارت فامد
وہ اسی حال مین تھے کہ ناگاہ شیطان سونے کا کبوتر بنکر آگیا سو داود علیہ السلام نے چھوٹے بیٹے کی کھیلنے کی خاطر اوسکے پکڑنے کو ہاتھ لپکایا وہ اوڑ گیا پھر ہاتھ لپکایا
اليها فطارت فوقعت في كوة فتبعها فابصر امرأة جميلة قد نقضت شعرها فغطى بدنها وهي كانت امرأة رجل
تو وہ اوڑکر تابدان مین گر پڑا اوسکے پیچھے گئے تو ایک عورت خوبصورت کہ اوسنے اپنے بال کھول کر بدن ڈھک لیا نظر پڑ گئی اور وہ ایک شخص کی جورو تھی
يقال له اوريا وكان من غزاة البلقاء فكتب الى صاحب بعث البلقاء وهو ايوب بن صوريا ان ابعث
نام اوسکا اوریا اور بلقا کی غازیون مین تھا پھر داود نے بلقا کی سردار لشکر یعنی ایوب بن صوریا کو یہہ لکھا کہ مین اوریا کو بھیجتا ہون
اوريا فقدمه على التابوت وكان من يتقدم على التابوت لا يحل له ان يرجع حتى يفتح الله تعالى على يده او يستشهد
سو تو اوسکو تابوت کے پیش کر دینا اور قاعدہ یون تھا کہ جو شخص تابوت کے پیش ہوتا تھا اوسکو حلال نہین تھا کہ بدون فتح کئے ہوئے پیچھا ہٹے یا شہید ہو جاوے
ففتح الله تعالى على يده وسلم وامره ان يرده مرة اخرى وثالثة حتى قتل واتاه خبر قتله ولم يحزن كما يحزن على
سو اللہ تعالی نے اوسکے ہاتھ پر فتح دی اور وہ سلامت بچا پھر اوسکو حکم دیا کہ دوبارہ اور سہ بارہ روانہ کرے آخر وہ مارا گیا اور داود علیہ السلام کو خبر اوسکے قتل کی آئی تو
الشهداء فتزوج امرأته فهذا وامثاله افك مبتدع تمجه الاسماع ومنكر مخترع تنفر عنه الطباع ناش من عدم
شہید پر ہوتا تھا پھر اوسکی بی بی سے نکاح کر لیا سو یہہ قصہ اور ایسے ایسے قصے طوفان گھڑے ہیں کان سنے سے انکار کرتی ہیں سو جھا بنائی ہوئی ہیں جنسے طبیعتون کو نفرت ہوتی ہے
العلم بما يجب وما يستحيل وما يجوز في حق الانبياء فويل لمن ابتدعه واشاعه وتبا لمن اخترعه واذاعه اذ يقبح
اسکا باعث یہہ جہالت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حق مین کیا واجب ہے [illegible]
ان يحدث به عن بعض المتسمين بالصلاح [illegible] من بعض [illegible] الامة [illegible] ذلك
[illegible]
قال علي كرم الله وجهه من حدثكم بحديث داود النبي على ما يرويه القصاص جلدته مائة وستين
کہ جو شخص داود علیہ السلام کی بات موافق روایت قصاص کی بیان کریگا تو مین اوسکو ایک سو ساٹھہ کوڑے مارونگا

وهذا حد الفرية على الانبياء وروي ان عمر بن عبد العزيز حدث بذلك وكان عنده رجل من اهل الحق فكذب
اور انبیا پر تہمت لگانیکی یہہ ہی حد ہی اور روایت ہی کہ عمر بن عبد العزیز کی سامنی یہہ ہی بیان ہوا اور اوسکی پاس ایک شخص حقانی موجود تہا سو اوسنی

المحدث به وقال ان القصة ان كانت على ما في كتاب الله تعالى فما ينبغي ان يلتمس خلافها بان يقال غير ذلك
اوس قصہ کو جہٹلایا کہا کہ قصہ داود کا اگر کتاب اللہ کی موافق ہی تو کیا سبب ہی کہ اوسکی خلاف تلاش کریں کہ لوگ اوسکی سوا اور کچہہ بیان کریں

وان كانت على ما ذكرت فقد كف الله تعالى عنها سترا على نبيه فما ينبغي اظهارها عليه فقال عمر بن عبد العزيز
اور اگر تیری اظہار کی موافق ہو تو بیشک اللہ تعالی نی اسکا اپنی نبی پر پردہ رکہا تو اوسکا بیان کرنا لایق نہین ہی عمر بن عبد العزیز نی کہا

لسماع هذا الكلام احب الي مما طلعت عليه الشمس وانما قال ذلك لانها قصة زل فيها كثير من الناس وقالوا
یہہ بات مجہکو سب باتونسی محبوب تر ہی جن پر آفتاب چمکتا ہی اور یہہ اسلئی کہا کہ یہہ ایسا قصہ ہی کہ اسمین بہت لوگ پہسل پڑی ہین اور داود

في نبي الله داود عليه السلام ما لا يليق بحال الانبياء فان اصل القصة على ما ذكر في بعض التفاسير ان داود النبي ع
نبی علیہ السلام کو ایسا کہنی لگتی ہین کہ انبیاء کی حال سی مناسب نہین ہی اور اصل قصہ موافق بعضی تفسیرون کی یون ہی کہ داود نبی کی نظر اوریا کی

راى امراة رجل يقال له اوريا فمال قلبه اليها فساله ان يطلقها فاستحيى ان يرده ففعل فتزوجها وهي ام سليمان
جورو پر پڑ گئی تو اوسپر اونکا دل آگیا سو داود نی اوریا کو کہا کہ اوسکو طلاق دیدی اوسنی حیا کی ماری سوال رد نکیا جب اوسنی طلاق دیدی اونہون نی نکاح کر لیا

النبي ع وكان ذلك جائزا في شريعته معتادا بين امته غير مخل بالمروة حيث كان يسئل بعضهم بعضا ان ينزل له
اور وہ عورت سلیمان علیہ السلام کی ماں ہی اور یہہ طریقہ اونکی شریعت مین جایز اور امت میں مروج تہا اور خلاف مروت نہ تہا کیونکہ جب کسیکی بی بی کسیکو پسند آتی تہی تو اوس سی سوال کرتا تہا السلام

عن امراته فيتزوجها اذا اعجبته وكان الانصار في صدر الاسلام يواسون المهاجرين بمثل ذلك من غير نكير خلا انه عليه
کہ اپنی بی بی میری لئی چہوڑ دی پہر وہ نکاح کر لیتا اور انصار ابتداء اسلام میں اسی طرح بی طعن وطنز مہاجرین کی ساتہہ طریق مروت برتتی تہی مگر داود علیہ السلام کو

لعظم منزلته وارتفاع مرتبته وعلو شانه لم يكن ينبغي له ان يتعاطى ما يتعاطاه احاد امته ويسال رجلا ليس له
بسبب عظمت منزلت اور رفعت قربت اور علو شان کی مناسب نہ تہا کہ ایسا معاملہ کرین جو کہ اونکی امت کی ادنی آدمی کرتی تہی اور وہ بہی ایسی شخص سی سوال کرین کہ اوسکی

الا امراة واحدة ان ينزل له عنها فيتزوجها مع كثرة نسائه بل كان ينبغي له ان يغالب هواه ويقهر نفسه ويصبر
پاس ایکہی بی بی تہی کہ میری لئی چہوڑ دی پہر اوس سی نکاح کر لیں باوجودیکہ انکی پاس بی بیان بہت تہین بلکہ انکو یون لازم تہا کہ ہوا کو مغلوب کرتی اور نفس کو دبا لیتی

على ما امتحن به فعلى هذا القول لا يلزم في حق داود ع الا ترك الاولى لان وقوع بصره عليها كان من غير قصده
اور اس امتحان پر صبر کرتی اس بیان کی موافق حضرت داود کی حق مین یہہ ہی لازم آتا ہی کہ ترک اولی ہوا کیونکہ اوس عورت پر نظر تو بلا قصد پڑ گئی تہی

فلا يكون ذنبا وكذا ميل قلبه اليها عقيب النظر لا يكون ذنبا لان الاحتراز عنه غير مقدور للبشر وانما عوتب كل
سو کچہہ گناہ نہین ہی اور ایسا ہی دیکہنی کی بعد دل کا آجانا کچہہ گناہ نہین ہی کیونکہ یہہ امر آدمی کی بس مین نہین ہی اور یہہ تمام عتاب الہی

هذا العتاب حتى بعث الملئكة بالخصومة عنده تمثيلا لحاله وتقريرا لذلك لديه لان الانبياء يواخذون بادنى شيء
کہ اونکی پاس فرشتی جہگڑتی ہوئی اونکی حال کی صورت اور تقریر لیکر آئی تو اسلئی ہوا کہ انبیاء علیہم السلام سی مواخذہ ایسی ذرہ بات پر ہو جاتا ہی

كان منهم مما لا يؤاخذ بذلك غيرهم بل يعد ذلك من غيرهم من ارفع الاعمال واجلها الا ترى ان يونس النبي ع لما دعى
کہ اورونسی اوسپر مواخذہ نہین ہوتا بلکہ وہ بات اورون کی حق مین بڑا عمل اور نیک تر ہوتا ہی کیا معلوم نہین کہ یونس نبی علیہ السلام نی جب اپنی قوم کو

قومه الى الايمان وابوا عن قبوله واصروا على الكفر والعصيان وبالغوا في العناد والطغيان حتى عيل صبره ولم
ایمان پر بلایا اور اونہون نی تسلیم سی انکار کیا اور کفر اور عصیان پر اڑ گئی اور عناد اور سرکشی حد کو پہنچا دی یہان تک کہ اونکو صبر دشوار ہو گیا اور

يطق على المصابرة معهم خرج من بينهم غضبا لله تعالى وبغضا للكفر وهذا وان كان يعد من ارفع الاعمال
طاقت صبر کی نرہی تو اونمین سی خدا کی واسطی غصہ ہوکر کفر کی دشمنی کی ماری چلی گئی یہہ بات اگرچہ اور مومن کی حق مین عمدہ اور نیک تر عمل

واجلها بالنسبة الی غیره من اٰحاد المؤمنین لکن لما کان خروجه من بینهم بلا اذن من الله تعالی وکان علیه
شمار میں آتا ہی پہر حضرت یونس کا اونمیں سی چلا جانا جو بدون حکم اللہ تعالی کی تہا اور اونکو لازم یہہ تہا
ان یصبر وینتظر الاذن من الله تعالی عوتب وحبس فی بطن الحوت مقدار ما شاء الله تعالی والحاصل
کہ صبر ہی کرتی اور اللہ تعالی کی حکم کی منتظر رہتی تو عتاب ہوا اور مچہلی کی پیٹ میں بمقدار مشیت الٰہی قید رہی حاصل یہہ ہی
ان الانبیاء فی زمان نبوتهم معصومون عن الکبائر مطلقا وعن الصغائر عمدا لکن یجوز صدور الصغائر عنهم
کہ انبیاء نبوت کی زمانہ میں کبائر سی تو مطلقا معصوم ہوتی ہیں اور عمدًا صغائر سی بہی لیکن اون سی صغیرہ کا ہو جانا
سهوا او علی سبیل النسیان او علی سبیل الخطاء فی التاویل ویسمی ذلك زلة وهی الصغیرة التی یفعل من غیر قصد
از روی سہو یا بہول کر یا تاویل میں چوک کر جایز ہی اور اوسکو زلہ کہتی ہیں یعنی صغیرہ جو بی ارادہ ہو جاوی
الیها کما قال الامام السرخسی اما الزلة فلا یوجد فیها القصد الی عینها وانما یوجد فیها القصد الی اصل الفعل
چنانچہ امام سرخسی کہتا ہی کہ زلہ میں وہ فعل خاص مقصود نہیں ہوتا اوسمیں وہ اصل فعل مراد ہوتا ہی
لانها ماخوذة من قولهم زل الرجل فی الطین اذا لم یوجد منه القصد الی الوقوع ولا الی الثبات بعد الوقوع
کیونکہ لفظ زلہ کا اوسی اس محاورہ سی لیا ہی آدمی کیچڑ میں پہسل پڑا جب اوسکا ارادہ کرنیکا نہیں ہوتا اور نہ ثبات کا بعد گرنیکی
وان وجد منه القصد الی المشی فی الطریق وانما یؤاخذ الانبیاء علیها لانها لا تخلو عن نوع تقصیر یمکن المکلف
اگرچہ اوس سی راہ میں قصد چلنی کا پایا گیا اور انبیاء سی اتنی بات پر اسلئی مواخذہ ہوتا ہی کہ اسمیں بہی کچہہ تو تقصیر ہی کہ مرد مکلف اگر ثابت رہی
الاحتراز عنه عند التثبت واما المعصیة حقیقة فهی فعل حرام یقصد الیه مع العلم بحرمته فیستحیل صدوره
تو بچ سکتا ہی اور رہی معصیت حقیقی سو وہ فعل حرام ہی کہ اوسکی حرمت جان کر اوسکی طرف قصد کری سو ایسی بات انبیاء سی ہونا محال ہی
عنهم وما یوجد مما یوهم صدور الذنب عنهم فی زمان نبوتهم من قصصهم الواقعة فی القران والاحادیث والاثار فالجواب
اور یہہ جو زمانہ نبوت میں گناہ ہونیکا وہم اونکی قصوں سی پیدا ہوتا ہی جو قرآن اور حدیث اور آثار میں آئی ہیں تو ان قصوں کا
عن تلك القصص اجمالا ان ما کان منها منقولا بالاحاد یجب رده لان نسبة الخطاء الی الرواة اهون من نسبة
مجمل جواب یہہ ہی کہ جو قصی احاد سی منقول ہیں اونکا رد کرنا واجب ہی کیونکہ راوی کی طرف خطا کا لگا دینا انبیاء کی طرف خطا لگانی سی آسان
المعاصی الی الانبیاء وما کان منها منقولا بالتواتر فما دام له محمل اخر یحمل علیه ویصرف عن ظاهره لدلائل العصمة
ہی اور جو قصی بالتواتر منقول ہیں. پہر جبتک اونکی اور معنی بن سکیں تو ظاہر سی پہیر کر اوسپر حمل کریں کیونکہ دلایل عصمت کی موجود ہیں
وما لا یوجد له محیص یحمل علی انه کان من قبیل ترك الاولی او من الصغائر الصادرة عنهم سهوا او نسیانا...
اور جسمیں کوئی مخلصی نہیں ہی تو اوسکو یہہ قیاس کریں کہ ترک اولی ہوا یا صغیرہ ہی کہ اونسی سہوا یا بہول کر ہو گیا اور ترک اولی ہونا
ینافی تسمیته ذنبا کما فی قوله تعالی لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر ولا الاستغفار عنهم کما فی قصة
یا صغیرہ کا سہوا یا بہول کر ہونا اسکی منافی نہیں ہی کہ اوسکا نام گناہ ہووی چنانچہ اس آیت میں تا معاف کری اللہ جو اگلی ہوئی تیری گناہ اور جو پیچہی رہی اور نہ اونسی استغفار
داود النبی ع ولا الاعتراف بکونه ظلما کما فی قصة ادم النبی م لانه وان کان حسنة بالنسبة الی غیرهم لکن
داود نبی علیہ السلام کی قصہ میں اور نہ اقرار اوسکی ظلم ہونیکا جیسی کہ آدم نبی علیہ السلام کی قصہ میں کیونکہ وہ اگرچہ اوروں کی حق میں حسنہ ہی لیکن بہ نسبت انبیاء کی گناہ ہی
بالنسبة الیهم یعد ذنبا ویستغفرون عنه ویعترفون بکونه ظلما لکون حسنات الابرار سیئات المقربین وهذا
انبیاء اوس سی استغفار اور اوسکی ظلم ہونیکا اقرار کرتی ہیں کیونکہ حسنات ابرار کی مقربوں کی حق میں بمنزلہ سیآت کی ہوتی ہیں اور اسیطرح
قال اهل العرفان من کان فی مقام القرب مع الله تعالی وتحرکت همته بالتصرف فی نهاره لتدبر ما یفطر فی لیلة
اہل عرفان کہتی ہیں کہ جو شخص اللہ تعالی سی قرب رکہتا ہو اور دن میں اوسکی ہمت صرف ہو تاکہ آتا پیدا کری کہ رات کو روزہ افطار کری

تکتب له خطیئة لان ذلك من قلة الوثوق بفضل الله تعالیٰ وقلة الیقین برزقه الموعود وهذه مرتبة الانبیاء

تو اوسکی حق مین خطا لکہی جاتی ہی کیونکہ اسمین فضل الٰہی پر بہروسہ کامل اور روزی موعود پر یقین نہین ہی اور یہہ رتبہ انبیاء

والصدیقین والاولیاء المقربین المجلس الثالث والثمانون فی بیان ان الله یبعث لهذه الامة

اور صدیقین اور اولیاء مقربین کا ہی تراسی مجلس اس بیان مین کہ اللہ تعالیٰ اس امت کی لئی

علی راس کل مائة سنة من یجدد الدین قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله یبعث

ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین از سر نو قایم کردی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ

لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو هریرة والمراد

اس امت کی واسطی ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین کو از سر نو قایم کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد

من راس کل مائة سنة اولها من هجرة النبویة والمراد من تجدید الدین للامة احیاء ما اندرس من العمل بالکتاب

ہر صدی کی سری سی صدی کا ابتدا ہی ہجرت نبوی سی اور دین نیا کرنی سی امت کی لئی زندہ کردینا پرانی اعمال کا موافق کتاب و سنت کی

والسنة والامر بمقتضاهما فان المبعوث علی راس المائة والمجدد للدین قیل یلزم ان یکون رجلا مشهورا بالعلم

اور اونکی موافق امر کرنا مراد ہی نہیں صدی کی سری پر دین کا مجدد جو مبعوث ہو تو کہتی ہین کہ ضرور ہی کہ وہ شخص علم مین مشہور اور فضیلت مین

معروفا بالفضل مشارا الیه فی الدین وان ینقضی المائة وهو حی ولا یعلم ذلك المجدد الا بغلبة الظن ممن

معروف اور دین مین مشار الیہ ہو اور ساری صدی مین زندہ رہی اور وہ مجدد اپنی ہم عصر علماء مین سی گمان غالب سی

عاصره من العلماء بقرائن احواله والانتفاع بعلمه اذ المجدد للدین لا بد ان یکون عالما بالعلوم الدینیة الظاهرة

بوسیلہ قراین احوال اور افادہ علم کی معلوم ہوتا ہی کیونکہ دین کا مجدد ضرور ہی کہ تمام علوم دینی ظاہری اور باطنی کا عالم

والباطنة ناصرا للسنة قامعا للبدعة وان یعم علمه اهل زمانه وانما کان التجدید علی راس کل مائة سنة

اور سنت کا حامی بدعت کا اوکہاڑ نیوالا اور اوسکا علم تمام اہل زمانہ پر عام ہو اور ہر ہر صدی کی سری پر تجدید دین کی اسلئی ہوتی ہی

لانخرام العلماء فیه غالبا واندراس السنن وظهور البدع فیحتاج حینئذ الی تجدید الدین فیاتی الله تعالیٰ من

کہ اس وقت مین اکثر علماء کم ہو جاتی ہین اور سنتین پرانی اور بدعتین ظاہر ہو جاتی ہین سو اب تجدید دین کی ضرورت پڑتی ہی سو اللہ تعالیٰ خلق مین سی

الخلق بعوض من السلف اما واحدا او متعددا فکان عند المائة الاولی عمر بن عبد العزیز وعند المائة الثانیة

بعوض متقدمین کی کسیکو موجود کردیتا ہی یا ایک یا کئی سو پہلی صدی کی سری پر تو عمر بن عبد العزیز تہی اور دوسری صدی پر

الامام الشافعی وعند المائة الثالثة ابن شریح والاشعری وعند المائة الرابعة الباقلانی وعند المائة الخامسة

امام شافعی اور تیسری صدی پر ابن شریح اور اشعری اور چوتہی صدی پر باقلانی اور پانچوین صدی پر

الامام الغزالی وعند المائة السادسة الامام فخر الدین الرازی والرافعی وعند المائة السابعة ابن دقیق العید

امام غزالی اور چہٹی صدی پر امام فخر الدین رازی اور رافعی اور ساتوین صدی پر ابن دقیق العید

وعند المائة الثامنة الحبر البلقینی والحافظ زین الدین وعند المائة التاسع الامام السیوطی وعند المائة

اور آٹھوین صدی پر حبر بلقینی اور حافظ زین الدین اور نوین صدی پر امام سیوطی اور دسوین

العاشرة لم یتبین من هو قال السیوطی ونظیر هذا الحدیث ما ورد ان راس کل مائة سنة یکون عندها

صدی پر معلوم نہین کون ہی سیوطی کہتا ہی اس حدیث کی نظیر وہ ہی جو وارد ہوا کہ ہر صدی کی سر پر ایک امیر ہوتا ہی

امیر فکان عند المائة الاولی الحجاج الذی عم ظلمه وفساده فجدد الله تعالیٰ بعمر بن عبد العزیز وکان عند

سو پہلی صدی پر تو حجاج تہا جسکا ظلم اور فساد عام ہوگیا سو اللہ تعالیٰ نی دین کی تجدید عمر بن عبد العزیز سی کی اور دوسری

المائة

المائة الثانية فتنة المامون الذي خالطه المعتزلة فحسنوا له القول بخلق القران وغير ذلك
اور دوسری صدی پر مامون کا فتنہ ہوا کہ معتزلیوں نی مخالطت بہم پہنچا کر اوسکو حدوث قرآن کا اور سوای اسکی
من البدع الاعتقادية حتى امتحن العلماء بذلك امتحانا عاما في الاقطار ومن لم يجب فبعضهم
اور بدعات اعتقادی کا قایل کر دیا یہاں تک کہ اوسنی اس مسئلہ میں عام علماء روی زمین کا امتحان لیا اور جسنی نانا پھر بعضوں کو
ضرب وبعضهم قيد وبعضهم قتل وهذه من اعظم الفتن في هذه الامة ولم يدع خليفة قبله الى
مارا اور کسیکو قید اور حبس کیا اور کسیکو جان سی مارا اس امت میں آگی برابر کوئی فتنہ نہیں ہوا اور اوس سی پہلی کسی خلیفہ نی بدعت کو اتنی رواج
شئ من البدع فقيض الله تعالى عند هذه المائة الشافعي فطبق الارض بعلومه وهو اول من افتى
نہیں دیا سو اللہ تعالی نی اس صدی پر شافعی کو پیدا کیا پس اوسنی اپنی علم سی زمین کو پر کر دیا اور اونہوں نی سب سی پہلی
بقتل من قال بخلق القران وتكفيره وكان عند المائة الثالثة فتنة القرامطة في كثير من البلاد
واسطی قتل اور کفر ایسی شخص کی جو حدوث قرآن کا قائل ہو فتوی دیا اور تیسری صدی پر قرامطہ کا فتنہ اکثر شہروں میں پہیلا
حتى دخلوا مكة وقتلوا الحجيج في المسجد الحرام قتلا ذريعا وطرحوا القتلى في بئر زمزم وضربوا الحجر الاسود
یہاں تک کہ مکہ میں جا کر حاجیوں کو مسجد حرام میں بہت قتل کیا اور لاشیں چاہ زمزم میں ڈالدیں اور حجر اسود کو
بالدبوس فكسروه ثم قلعوه وحملوه الى بلادهم وبقي عندهم اكثر من عشرين سنة ثم اشترى منهم
گرز مار کر توڑ ڈالا پھر اوکھاڑ کر اپنی ملک کو لیگئی اور بیس برس سی زیادہ اونکی پاس رہا پھر اونسی تیس ہزار دینار کو خرید کر
بثلثين الف دينار واعيد الى مكة في محله وكان عند المائة الرابعة فتنة الحاكم بامر الله وناهيك ما فعل
مکہ میں لائی اور اوسی جگہہ پر رکہا اور چوتھی صدی پر فتنہ حاکم بامر اللہ کا ہوا اور کچہ حد نہیں جو فساد
من الفساد بل هو اعظم شرا من كان قبله بكثير فانه امر الناس بالسجود له اذا ذكر اسمه في الخطبة و
کہ اوسنی کیا بلکہ اسکا فساد پہلی کی نسبت کئی درجہ بدتر تہا کیونکہ اسنی لوگوں کو یہہ حکم دیا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور
من كان قبله لم يامر احدا بالسجود له اذا ذكر اسمه في الخطبة وكان عند المائة الخامسة استيلاء
جو مفسد اس سی پہلی تہی کسینی اپنی لئی سجدہ کا حکم نہیں دیا تہا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور پانچویں صدی پر اکثر شام کی شہروں پر
الفرنج على كثير من البلاد الشامية حتى دخلوا بيت المقدس وقتلوا فيه وحده اكثر من سبعين الفا
فرنگیوں کا غلبہ ہو گیا یہاں تک کہ اونہوں نی بیت المقدس میں جا کر صرف وہاں ستر ہزار آدمیوں سی زیادہ قتل کر ڈالی
وذهب الناس هاربين من الشام الى العراق مستغيثين على الفرنج وبقي بيت المقدس في ايديهم احدى
اور خلقت فرنگیوں کی فریادی شام سی عراق کو بہاگ گئی اور بیت المقدس تین مہینی ایک روز اونکی قبضہ میں رہا
وتسعين يوما الى ان خلصه الله تعالى عنهم بيد السلطان صلاح الدين بن ايوب وكان عند المائة
آخر اللہ تعالی اونکی قبضہ میں سی سلطان صلاح الدین بن ایوب کی ہاتھ پر چھوڑا یا اور چھٹی صدی پر
السادسة خروج التتار وعموم الفساد حتى ان العلماء حكموا بكفرهم واختلفوا في البلاد التي استولوا عليها
قوم تتار نی غلبہ کر کر فساد عام کر دیا یہاں تک کہ علماء نی اونکی کفر کا فتوی دیا اور اون شہروں میں جن پر غالب ہو گئی تہی اختلاف ہی
هل هي من بلاد الاسلام او لا وقالوا البلاد التي في ايديهم اليوم لا شك انها من بلاد الاسلام لعدم اتصالها
آیا وہ شہر دار الاسلام ہیں یا نہیں اور کہتی ہیں کہ جو شہر آج اونکی قبضہ میں ہیں بیشک وہ دار الاسلام ہیں کیونکہ دار الحرب سی متصل نہیں ہیں
ببلاد الحرب ولم يظهروا فيها احكام الكفر بل البلاد التي عليها وال مسلم من جهتهم يجوز فيها اقامة الجمعة
اور نہ اونمیں احکام کفر کی جاری کی گئی ہیں بلکہ جس شہر میں اونکی طرف سی مسلمان حاکم ہی وہاں جمعہ

الاعياد واخذ الخراج وتقليد القضاة وتزويج اليتامى لاستيلاء المسلم عليها وطاعته للكفرة اما موادعة
عید کی پڑھنی اور خراج کا لینا اور قاضیوں کا منصوب ہونا اور یتیموں کا نکاح کر دینا جائز ہے کیونکہ اون شہروں پر مسلم کا غلبہ ہے اور وہ کفار کا جو مطیع ہے یا تو بطریق مصالحت

او مخادعة واما البلاد التي عليها ولاة كفار فيجوز فيها ايضا اقامة الجمعة والعيدين والقاضي قاض بتراضي
یا فریب کی ہے اور جن شہروں پر کفار حاکم ہیں سو وہیں بھی جمعہ اور عیدین کا قایم کرنا جائز ہے اور قاضی بھی قاضی ہوگا مسلمانوں کی مرضی

المسلمين اذ قد تقرر ان ببقاء شيء من العلة يبقى الحكم وقد حكمنا بلا خلاف بان هذه الديار قبل استيلاء
سے اسلیے کہ یہہ بات ٹہری ہوئی ہے کہ جبتک کچھہ علت باقی ہے حکم باقی رہتا ہے اور بیشک بلا خلاف ہم یہہ یقین کر چکے ہیں کہ یہہ شہر قوم تتار کی غلبہ سے

التتار من ديار الاسلام وبعد استيلائهم اعلان الاذان والجمع والجماعات والحكم بمقتضى الشرع والفتوى دائم
پہلی دیار اسلام تہی اور اونکی غلبہ کی بعد برملا ہونا اذان اور جمعہ اور جماعات کا اور حکم مطابق شرع اور فتوی کی جاری ہے

بلا نكير من ملوكهم فالحكم بانها من بلاد الحرب لا جهة له واعلان بيع الخمر واخذ الضرائب والمكوس برسم التتار
اونکی بادشاہ کو اسمین کچھہ تکرار نہیں پہر حکم کرنا کہ دار الحرب ہے اسکی کوئی وجہ نہیں ہے اور ظاہر شراب کا بکنا اور چنگی اور خراج کا لینا موافق رسم تتار کی ایسا ہے

كاعلان بني قريظة في المدينة باليهودية وطلب الحكم من الطاغوت في مقابلة رسول الله عليه السلام ومع ذلك كانت المدينة
جیسے بنی قریظہ مدینہ میں یہودیت ظاہر کرتی تہی اور بتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقابلہ میں حکم لیتی تہی تسپر بہی مدینہ بلاشبہ

بلدة الاسلام بلا ريب ثم ان من قال منهم انا مسلم وشهد بكلمتي الشهادة يحكم باسلامه لكن في الخلاصة مسئلة يجب التنبيه
دار الاسلام تہا پہر بیشک جو شخص اونمیں سے کہے میں مسلم ہوں اور دونو کلمات شہادت کی گواہی دے تو اوسکی اسلام کا حکم ہوویگا لیکن خلاصہ میں ایک مسئلہ ہے جسکی

عليها وهي ان اهل بلدة اذا كانوا يدعون الاسلام ويصلون ويصومون ويقرءون القران ومع ذلك يعبدون الاوثان
اطلاع دینی چاہیے یعنی اگر ایک شہر والی دعوی اسلام کا کرتی ہوں اور نماز پڑہتی ہوں اور روزہ رکہتی ہوں اور قرآن کی تلاوت کرتی ہوں اور تسپر بت پرستی کرتی ہوں

فاغار عليهم المسلمون وسبوهم واراد انسان ان يشتري من تلك السبايا ان كانوا يقرون بالعبودية لملكهم جاز الشراء
پہر مسلمان اونپر غارت کر کر گرفتار کر لاویں اور کوئی شخص اون قیدیوں میں سے کسیکی خریداری کا ارادہ کرے تو اب اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کا اقرار کرتی ہیں تو خریدنا

وان لم يكونوا مقرين بالعبودية لملكهم جاز شراء النساء والصبيان دون الكبار قال قاضيخان في فتاواه
اور اگر اقرار اپنی بادشاہ کی عبودیت کا نہیں کرتی تو خرید لینا عورتوں اور بچوں کا جائز ہے بڑی مردوں کا جائز نہیں قاضی خان اپنی فتاوی میں کہتا ہے

لانهم لما اقروا بالاسلام ثم عبدوا الاوثان كانوا مرتدين فيجوز استرقاق نسائهم وصغارهم ولا يجوز استرقاق كبارهم
اسلیے کہ جب اونہوں نے اسلام کا اقرار کیا اور پہر بت پرستی کی تو وہ مرتد ہوئے تو اب اونکی عورتوں اور بچوں کا غلام کر لینا جائز ہے اور بالغ مردوں کا غلام کر لینا جائز نہیں

الا ان يكونوا مقرين بالعبودية لملكهم فيجوز استرقاقهم فاذا ملكهم السابي يجوز له بيعهم وكان عند المائة
ہاں اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کی قائل ہوں تو اب اونکا بہی غلام کر لینا جائز ہے جب قید کرنیوالا اونکا مالک ہوا تو اونکی بیع بہی جائز ہے اور ساتوین

السابعة غلاء وفناء عظيمان في ديار مصر والشام بحيث اكلت الحمر والبغال والكلاب وكان عند المائة الثامنة فتنة
صدی پر قحط گرانی اور وبا دیار مصر اور شام میں اسقدر ہوئی کہ گدہے اور خچر اور کتی کہائی گئے اور آٹہوین صدی پر فتنہ

تمرلنك واما المائة التاسعة فقد قال العلامة الناصري لا اشك ولا ارتاب ان فتنة المائة التاسعة هي فتنة السلطان
تیمور لنگ کا ہوا اور نوین صدی پر علامہ ناصری کہتا ہے کہ اسمین مجہکو کچہہ شک اور شبہ نہیں ہے کہ فتنہ نوین صدی کا وہ فتنہ سلطان سلیم خان کا ہے

سليم خان وحروبه مع اخوته وقتله اياهم واولادهم ثم حروبه مع صاحب الشرف وكسره وقتله واخذ بلاده ثم اجتماعه
اور اوسکی لڑائیاں بہائیوں سے اور اونکی اولاد کا قتل کرنا پہر اوسکی جنگ و جدال صاحب الشرف سے اور اوسکا توڑنا اور مار ڈالنا اور ملک چہین لینا پہر

بعسكر مصر وقتل سلطانها واكابر امرائها ثم دخوله مصر وفعله فيها مع اهلها ما فعل وفي المائة العاشرة ظهرت فتن
مصر کی لشکر کی ساتہہ جمع ہونا اور وہاں کی سلطان کو اور بڑی بڑی امیروں کو قتل کرنا پہر مصر میں جا کر وہاں کی باشندوں کی ساتہہ جو کچہ کیا اور دسوین صدی میں بہت سی

كثيرة متوالية غير منقطعة الى الان حتى كان اهل الاسلام يتعامل بعضهم مع البعض معاملة الكفار في قتل بعضهم
پیدا ہوئی جو آج تک چلی آتی ہیں یہاں تک کہ اہل اسلام ایک دوسری کی ساتھ کفار کا سا معاملہ کرتا ہی کہ کوئی کسیکو مار ڈالتا ہی

بعضا وقد روی عن جریر انه علیه السلام قال فی حجة الوداع لا ترجعن بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض
اور جریر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی حجة الوداع میں فرمایا تم میری بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسری کو قتل کرنا شروع کری

یعنی ان شان الکفار ان یقتل بعضهم بعضا فلا تتشبهوا بهم ایها المؤمنون فی قتل بعضکم بعضا ولا یکن افعالکم شبیهة
مراد یہہ ہی کہ یہہ کفار کا چلن ہی کہ کوئی کسیکو مار ڈالی سو تم مؤمن ہوکر آپکی خونریزی میں اونکی مثل نہو جانا اور تمہارے چلن مسلمانوں کی

بافعالهم فی ضرب رقاب المسلمین وروی عن ابی بکرة انه علیه السلام قال اذا التقی المسلمان فحمل احدهما السلاح علی
قتل میں اونکی افعال سی نہ ملتی لگی اور ابوبکرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان مقابل ہوتی ہیں پہر کوئی اپنی بہائی پر ہتیار اوٹہاتا

اخیه فهما فی جرف جهنم فاذا قتل احدهما صاحبه دخلاها جمیعا فان القاتل یدخلها بفعله والمقتول یدخلها بسعیه
تو وہ دونو دوزخ کی بیچ میں ہیں جب ایک اپنی یار کو قتل کر دیتا ہی تو دونو دوزخ میں جاتی ہیں قاتل تو اوسکو مار کر دوزخ میں جاتا ہی اور مقتول اپنی بہائی کی قتل کی سعی سی

فی قتل اخیه کما اجاب به النبی علیه السلام فی حدیث اخر رواه ابوبکرة ایضا انه علیه السلام قال اذا التقی المسلمان
دوزخ میں جاتا ہی چنانچہ اسکا جواب نبی علیہ السلام نی ایک حدیث میں دیا ہی وہ بہی ابوبکرہ ہی روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان تلوار لیکر

بسیفیهما فالقاتل والمقتول فی النار قال ابوبکرة قلت یا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال انه کان حریصا
مقابل ہوتی ہیں تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہیں ابوبکرہ کہتا ہی میں نی عرض کیا یا رسول الله یہہ تو قاتل ہی مقتول کا کیا قصور ہی فرمایا یہہ بہی اپنی بہائی کی

علی قتل اخیه وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال بادروا بالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمنا ویمسی
قتل پر حریص تہا اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جلدی کرو اعمال کی فتنوں پہ جیسی ٹکڑی اندہیری رات کی صبح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو

کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا یبیع دینه بعرض من الدنیا فکانه علیه السلام قال سیاتی فتن کاللیل المظلم لا یعرف احد
کافر اور شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر اپنا دین بعوض اسباب دنیا کی بیچ دیگا سو گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا اب نزدیک ایسی فتنی آوینگی جیسی اندہیری رات

طریق الخلاص منها ولا یقدر صاحب الورد علی محافظة الوظائف والاوقات فیها فاسرعوا بالاعمال الصالحة قبل ان یاتیکم الفتن
کسیکو مخلصی کا رستہ نہ ملیگا اور اوس میں صاحب ورد کو قدرت محافظة وظائف اور اوقات کی نرہیگی سو جلدی کرو صالح اعمال میں اس سی پہلی کہ تم پر فتنی آجاویں

اذ عند مجیئها لا یخلو اما ان یقتل طائفتان من المؤمنین ویستحل کل منهما دم الاخری ومالها فیکفر بهذا الاعتقاد واما
کیونکہ جب فتنی آوینگی تو کوئی دو جماعت مؤمنین کی نہ باقی رہینگی کہ ہر ایک دوسریکا خون اور مال حلال سمجہیگا سو اس عقیدہ سی کافر ہو جاویگا اور

ان یغلب الفسقة ویریقون دماء المسلمین ویاخذون اموالهم بغیر حق ویزنون ویشربون الخمر ویلبسون الحریر ویعتقدون
یا فساق غالب ہوکر مسلمانوں کی خونریزی کرینگی اور ناحق اونکی مال چہین لینگی اور زنا کرینگی اور شراب پیوینگی اور حریر پہنینگی اور اعتقاد کرینگی

انهم علی الحق ویفتیهم بعض علماء السوء بجواز افعالهم وربما یقتلون السارق ویصلبونه باعتقاد جواز قتله
کہ ہم حق پر ہیں اور بعضی علماء بد اونکو فتوی دینگی کہ یہہ افعال جایز ہیں اور بعضی وقت جایز سمجہ کر چورکو قتل کرینگی اور سولی چڑہا دینگی

وصلبه ویکفرون بذلک الاعتقاد لان حد السارق لیس القتل والصلب بل حده قطع یده لقوله تعالی والسارق
اور اسی اعتقاد سی کافر ہو جاوینگی اسلئی کہ چور کی حد قتل اور سولی نہیں ہی بلکہ چور کی حد ہاتہ کا ٹنا ہی بدلیل اس آیت کی اور جو کوئی چور مرد

والسارقة فاقطعوا ایدیهما ولیس ذلک الا وقوع ما روی عن عبد الله بن عمرو بن العاص انه علیه السلام قال ان
یا عورت تو کاٹ ڈالو اونکی ہاتہ اور یہہ اوس روایت کا ظہور ہی جو عبد الله بن عمرو بن العاص سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک

الله تعالی لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه عن العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس
الله علم یوں نہیں اوٹہا لیگا کہ آدمیوں کی دلوں سی نکال لی لیکن علماء کو قبض کرکر اوٹہا لیگا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نرہیگا تو لوگ جاہلونکو سردار بنا لینگی

رءوساً جهالاً فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الله تعالى لا يقبض

جب اونسی پوچھیں گی تو وہ جہالت سی فتوی دینگی پہر آپ ہی گمراہ ہونگی اور اور وں کو گمراہ کرینگی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ اللہ تعالی علم کو

العلم من بين الناس على طريق محوه من صدور العلماء ورفعه من بينهم الى السماء فان ذلك وان كان جائزاً في قدرة

لوگون مین سی یون نہین قبض کریگا کہ علماء کی دلین سی بہلا دیوی اور اونکی اندر سی آسمان پر لیجاوی کیونکہ اسطرح ہی اگرچہ باعتبار قدرت الہی کی ہوسکتا ہی

الله تعالى لا ان هذا الحديث يدل على عدم وقوعه بل الواقع انه تعالى يقبض العلم بقبض ارواح العلماء فانه تعالى

پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ یون نہوگا بلکہ یون قبض ہوگا کہ اللہ تعالی علماء کی روحین قبض کرکر علم کو اوٹہا لیگا اور جب اللہ تعالی

اذا قبض ارواح العلماء ولم يترك عالماً يبقى الجهال فيتخذهم الناس لكونهم في زي العلماء قضاة ومفتين فيقضي قاضيهم

علماء کی روح قبض کریگا اور کوئی عالم نچھوڑیگا تو جاہل باقی رہ جاوینگی سو لوگ اونکی سند پکڑینگی کیونکہ وہ جاہل علماء اور قاضی اور مفتیون کی صورت ہونگی پہر اونہین میسے

بغير علم ويفتي مفتيهم بغير علم فيكونون ضالين ومضلين قال الدميري هذا الحديث يبين ان المراد بقبض العلم في الاحاديث

قاضی بدون علم کی حکم جاری کریگا اور مفتی بدون علم کی فتوی دیگا سو آپ بہی گمراہ ہونگی اور اونکو گمراہ کرینگی دمیری کہتا ہی یہہ حدیث بیان کرتی ہی کہ علم کی اوٹہہ جانی سی مراد احادیث

المطلقة ليس محوه من صدور حفاظه بل معناه انه يموت حملته ويتخذ الناس رءوساً جهالاً يحكمون بجهالاتهم ويفتون بجهالاتهم

مطلقہ مین یہہ نہین ہی کہ حافظون کی سینہ مین سی محو ہو جاویگا بلکہ یہہ مراد ہی کہ حافظ سب مر جاوینگی پہر لوگ جہال کو سردار بنالین گی وہ اپنی جہالت سی حکم دینگی اور اپنی جہالت

فيضلون ويضلون قال القرطبي معنى الحديث ان الله تعالى يقبض العلماء ويبقى الجهال الذين يتعاطون مناصب العلماء

فتوی آپ ہی گمراہ ہونگی اور اونکو گمراہ کرینگی قرطبی کہتا ہی حدیث کی یہہ معنی ہین کہ اللہ تعالی علماء کو اوٹہا لیگا اور ایسی جہال باقی رہ جاوینگی کہ علماء کی مناصب فتوی

في الفتوى والتعليم فيفتون بغير علم ويعلمون من غير علم وينتشر الجهل وقد ظهر ذلك ووجد مما اخبر النبي عليه السلام فكان

اور تعلیم آپ لیلینگی پہر بغیر علم کی فتوی دینگی اور بغیر علم کی سکہلاوینگی اور جہل پہیل جاویگا اور بیشک ظاہر ہوچکا ہی اور نبی علیہ السلام نی جو خبر دی تہی سو پائی گئی

دليلاً من ادلة نبوته خصوصاً في هذه الازمنة وقد جاء في الترمذي عن ابي الدرداء ما يدل على ان الذي يرفع هو العمل

سو یہہ بہی دلائل نبوت مین سی ایک دلیل ہی خاص کر اس زمانہ مین اتنا ہی کہ ترمذی مین ابو الدرداء سی روایت آئی ہی اوس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل اوٹہہ جاویگا

حيث قال كنا مع رسول الله عليه السلام فشخص ببصره الى السماء ثم قال هذا اوان يختلس فيه العلم من الناس حتى لا يقدروا

چنانچہ کہتا ہی کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کی ساتہہ تہی اور آپ نی آسمان کی طرف دیکہا پہر فرمایا یہہ وقت ہی کہ اسمین لوگون سی علم اوچک لینگی اتنا کہ کچہہ قدرت نپاوینگی

فيه على شيء فقال زياد بن لبيد الانصاري كيف يختلس العلم منا وقد قرأنا القرآن ولنقرأنه نساءنا وابناءنا فقال النبي

زیاد بن لبید انصاری نی عرض کیا ہم سی علم کیونکر اوچک لینگی اور ہم قرآن پڑہی ہیں اور بالضرور اپنی عورتون کو اور بچون کو پڑہاوینگی نبی علیہ السلام نی فرمایا

ثكلتك امك يا زياد هذه التورية والانجيل عند اليهود والنصارى فماذا تغني عنهم وظاهر هذا الحديث يدل على ان الذي

ای زیاد تجہکو تیری ماں روئی یہہ توریت اور انجیل یہود اور نصاری کی پاس ہی پہر اونکو کیا فائدہ ہوتا ہی اور ظاہر معنی اس حدیث کی یون دلالت کرتی ہین

يرفع هو العمل لا نفس العلم بخلاف ما ظهر من الحديث السابق فانه صريح في رفع العلم وقيل لا تنافي بينهما فان العلم اذا

کہ عمل اوٹہہ جاویگا خود علم نہین جاویگا برخلاف اول معنونکی جو پہلی حدیث سی معلوم ہوتی ہین بیشک اوس سی علم کا اوٹہنا صریح معلوم ہوتا ہی اور بعضی کہتی ہین ان دونون میں کچہہ

ذهب بموت العلماء يخلفهم الجهال ويفتون بالجهل ويعمل به فيذهب العلم والعمل وان كانت المصاحف والكتب بايدي

مخالفت نہین کیونکہ جب علماء کی مرنی سی علم جاتا رہا اونکی بعد جہال رہینگی اور جہالت سی فتوی دینگی اوسی پر عمل ہو دیگا پہر علم اور عمل دونو گئی اگرچہ قرآن اور کتابین لوگون کی سامنی دہری رہین

الناس كما كان كذلك اهل الكتابين ولذلك قال النبي عليه السلام لزياد ثكلتك امك يا زياد هذه التورية والانجيل

جیسی حال دونو کتابون والون کا ہی اور اسی لئی نبی علیہ السلام نی زیاد کو فرمایا تجہکو تیری ماں روئی یہہ توریت اور انجیل یہود اور

عند اليهود والنصارى فماذا تغني عنهم فان علماءهم لما انقرضوا خلفهم جهالهم وخالفوا الكتاب وحرفوه فجهلوا معناه

نصاری کی پاس ہین یہہ کیا فائدہ دیتی ہی کیونکہ اونکی علماء جب گذر گئی تو اونکی پیچہی جہال رہ گئی اور کتاب کی برخلاف کی اور بدل ڈالی اور معنی

فعملوا بالجهل وافتوا بغير علم فارتفع العلم والعمل وبقيت اشخاص الكتب عندهم لا تغني عنهم شيئا يسرنا
اور جہل پر عمل کیا اور بغیر علم کی فتوی دیا پھر علم اور عمل دونو جاتی رہی اور کتابین اونکی پاس بیفائدہ دہری رہ گئین
الله تعالى عملا موافقا لرضائه المجلس الرابع والثمانون في بيان كيفية السلام وافضلية من
آسان کرے اللہ تعالی ہم پر عمل موافق اپنی رضا کی مجلس چوراسی طرز سلام کی بیان مین اور افضلیت سلام
بدا به قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اولى الناس بالله تعالى من بدا بالسلام هذا الحديث من
پہلی کرنیوالی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک لوگون مین سی اولی نزدیک اللہ تعالی کی وہ ہی جو سلام پہلی کری یہہ حدیث
حسان المصابيح رواه ابو امامة ومعناه ان احق الناس برحمة الله تعالى واقربهم اليها من بدا بالسلام
مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو امامہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ لوگون مین سی بڑا مستحق رحمت الہی کا اور رحمت سی بہت نزدیک وہ ہی جو سلام پہلی کری
وظاهره يدل على كون السلام افضل من الرد وقد ذهب اليه بعض العلماء وقال بعضهم الرد افضل لانه فرض
ظاہر اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سلام رد سلام سی افضل ہی اور بیشک بعضی علماء کا یہہ ہی مذہب ہی اور بعضی کہتی ہین رد سلام افضل ہی کیونکہ جواب
والسلام سنة فاجر الفرض اكثر من السنة ودليل فرضيته قوله تعالى واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن
سلام کا فرض ہی اور سلام سنت ہی سو ثواب فرض کا سنت سی زیادہ ہوتا ہی اور دلیل فرضیت کی یہہ آیت ہی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تم بہی دعا دو اوس سی بہتر
منها او ردوها فان كل واحد من قوله تعالى فحيوا او ردوا امر وظاهره الوجوب فيكون رد السلام واجبا لكن
یا وہ ہی کہو الٹ کر اس آیت مین دونو لفظ فحیوا او ردوا امر ہین اور ظاہر امر کا وجوب ہوتا ہی پہر رد سلام واجب ہوویگا پر
على وجه التخيير الزيادة على السلام بذكر الرحمة والبركات وبين تركها فان من سلم على الغير فقال السلام عليك
سلام پر زیادہ بڑہانی مین اختیار ہی ذکر رحمت اور برکت کا زیادہ کری یا نہ کری پہر جسنی دوسری کو سلام کرتی ہوی کہا السلام علیک
يكون ذلك الغير مخيرا في الرد بين ان يقول وعليك السلام ورحمة الله بزيادة الرحمة والبركات معا او يقول
تو دوسرا رد سلام مین مختار ہی اسمین کہ علیک السلام ورحمۃ اللہ رحمت اور برکت دونو بڑہا کر جواب دی یا اتنا ہی کہی
وعليك السلام بغير زيادة شئ منهما وهذا القدر فرض والزيادة فضل وليس المراد من الرد ان يقول رددت
وعلیک السلام دونو مین سی کچہہ نہ بڑہا دی اتنا تو فرض ہی اور زیادہ کرنا افضل ہی اور رد سلام سی یہہ مراد نہین ہی کہ رددت
عليك سلامك بل المراد به كون الجواب قدر السلام فان اقل ما يتادى به سنة السلام اذا سلم على واحد ان
علیک السلام کہدی بلکہ مراد یہہ ہی کہ جواب برابر سلام کی ہو بیشک کم سی کم حسن سی سلام کی سنت ادا ہو جاوی جب کسیکو سلام کری تو یہہ ہی
يقول السلام عليك بحرف التعريف ولو قال سلام عليك بغير حرف التعريف بل بالتنوين يصح لان احدهما يقوم
کہ السلام علیک کہی حرف تعریف یعنی الف لام سی اور اگر یون کہی سلام علیک بدون الف لام کی بلکہ میم کی تنوین کی ساتہہ تو بہی درست ہی کیونکہ ایک دوسری کی
مقام الآخر وبدونهما لا يصح ولا يكون سلاما والاولى ان يقول في السلام على الواحد السلام عليكم بحرف التعريف
جگہ ہو جاتا ہی اور بدون دونو یعنی تنوین اور لام کی درست نہین ہی اور سلام نہین ہوتا اور بہتر یون ہی کہ ایک شخص پر سلام کرتی ہوی کہی السلام علیکم ساتہہ تعریف کی
او سلام عليكم بغير حرف التعريف بل بالتنوين مع ضمير الجمع فيهما ليكون سلاما عليه وعلى ملئكته لان المسلم لا يكون
یا سلام علیکم بدون حرف تعریف کی بلکہ میم کی تنوین کی دونو صورت مین ضمیر جمع کی تاکہ اوسپر اور اوسکی فرشتون پر سلام ہو جاوی اسلئی کہ مسلمان اکیلا کبہی نہین
وحده بل يكون معه على اصح الاقاويل خمس من الملئكة واحد عن يمينه يكتب الحسنات وواحد عن يساره
ہوتا بلکہ اوسکی ساتہہ موافق اصح قول کی پانچ فرشتی ہوتی ہین ایک تو داہنی طرف جو نیکیان لکہتا ہی اور ایک بائین طرف
يكتب السيئات وواحد امامه يلقنه الخيرات وواحد وراءه يدفع عنه المكاره وواحد عند ناصيته يكتب ما
جو برائیان لکہتا ہی اور ایک سامنی جو خیرات کی ہدایت کرتا ہی اور ایک پیچہی جو مکروہات سی بچاتا ہی اور ایک پیشانی کی پاس جو درود کو

يصلي على النبي عليه السلام ويبلغه اياه فينبغي ان يخاطبهم في السلام ومن يدخل بيته يستحب له ان يسلم على اهله لانهم
كهتا ہى جو نبي عليه السلام پر جتنى بار پڑھى اور اوسكو پهنچاتا ہى سو لائق ہى كه اونكو بهى سلام مين شامل كرين اور جو شخص اپنى گهر مين جاوى تو مستحب ہى كه اپنى اہل پر سلام كرى
احق بالسلام من غيرهم وقد روي عن انس انه عليه السلام قال يا بني اذا دخلت على اهلك فسلم عليهم يكون
كيونكه وه اورون كى نسبت سلام كى زياده مستحق ہين اور انس سى روايت ہى كه نبي عليه السلام نى فرمايا اى بچى جب تو اپنى اہل پاس جاوى تو اونپر سلام كر وه
بركة عليك وعلى اهل بيتك وذكر في فتاوى قاضيخان ان من اتى باب دار انسان يجب عليه ان يستاذن قبل
تجهپر اور تيرى اہل پر بركت ہووى گى اور فتاوى قاضيخان مين مذكور ہى جب كوئى كسى شخص كى دروازه پر آوى تو اوسپر واجب ہى كه پہلى سلام كركر اجازت
السلام ثم اذا دخل يسلم اولا ثم يتكلم وان كان في الفضاء يسلم اولا ثم يتكلم وحكي عن بعض الصالحين على ما ذكر
طلب كرى پهر جب اندر جاوى تو پہلى سلام كرى پهر بات چيت كرى اور اگر ميدان مين ہو تو پہلى سلام كرى پهر بات كرى اور بعضى صلحا كى حكايت ہى چنانچه
في بستان العارفين ان واحدا من اصدقائه استقبله وقال كيف اصبحت فقال له الرجل الصالح ويحك ما هذا
بستان العارفين مين مذكور ہى كه اوسكا ايک دوست سامنى سى آگيا كهنى لگا مزاج اچها ہى اور مرد صالح نى كها افسوس تجهكو يهه كيا كها
فهلا قلت السلام عليكم فيكون لك عشر حسنات وارد عليك فيكون لي عشر حسنات فاذا اجتمع عشرون
اول يهه كيون نه كها السلام عليكم كه تيرى لئى دس نيكيان ہوتين پهر مين جواب ديتا تو ميرى لئى دس نيكيان ہوتين اور جب بيس نيكيان جمع ہو جاتين
حسنة يرجى عند ذلك نزول الرحمة وحصول المغفرة واما الانحناء فمكروه في كل حال لكل احد لما روي عن انس ان
تو پهر نزول رحمت اور حصول مغفرت كى اميد ہوتى اور رہا جهكنا سو بهر حال ہر ايک كو مكروه ہى كيونكه انس سى روايت ہى
رجلا قال يا رسول الله الرجل منا يلقى اخاه ايحني له قال لا قال النووي هذا الحديث صحيح لم يات له معارض
كه ايک شخص نى عرض كيا يا رسول الله كوئى شخص ہم مين سى جب اپنى بهائى سى ملتا ہى تو اوسكى لئى جهكى فرمايا نہين نووى كہتا ہى يهه حديث صحيح ہى اسكى معارض كوئى
ولا مصير الى مخالفته ولا ينبغي ان يغتر بكثرة من يفعله ممن ينتسب الى علم وصلاح فان الاقتداء لا يكون الا
حديث نہين ہى اور نه ٹهكانا اسكى مخالفت كا اور سزاوار نہين ہى كه بہت سى علم اور صلاح والون كو جهكتے ديكهه كر دهوكا كها جاوين كيونكه پيروى تو نبي عليه السلام ہى كى ہى
بالنبي عليه السلام لانه تعالى قال وما اتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا وقال في اية اخرى فليحذر الذين
اسلئى كه الله تعالى فرماتا ہى اور جو دى تمكو رسول سو لى لو اور جس سى منع كرى سو چهوڑ دو اور ايک اور آيت مين فرمايا سو ڈرتى رہين جو لوگ
يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم وقد قال الفضيل بن عياض كلاما معناه اتبع طرق
خلاف كرتى ہين اوسكى حكم كا كه پڑى اونپر كچهه خرابى يا پهنچى اونكو دكهه كى مار اور فضيل بن عياض نى ايک بات كہى ہى اوسكى يهه معنى ہين ہدايت كا رسته
الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين واما المصافحة فسنة عند التلاقي
اختيار كر اور كمتر چلنى والونسى كچهه ضرر نہين ہى اور گمراہى كى رستى سى بچتا ره اور ہالكين كى كثرت سى دهوكه مين نه آ اور رہا مصافحه سو ملتى وقت سنت ہى
لما روي عن البراء انه عليه السلام قال ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفر لهما قبل ان يفترقا ويستحب
كيونكه براء سى روايت ہى كه نبي عليه السلام نى فرمايا نہين كوئى دو مسلمان كه مليں اور مصافحه كرين مگر جدا ہونى سى پہلى بخشى جاتى ہين اور مستحب ہى
ان يكون معها بشاشة بالوجه ودعاء بالمغفرة لما روي عن البراء ايضا انه عليه السلام قال ان المسلمين اذا التقيا
كه مصافحه كى ساتهه چهرى پر خوشى كى آثار ہون اور مغفرت كى دعا كيونكه براء سى يهه بهى روايت ہى كه نبي عليه السلام نى فرمايا بيشك دو مسلمان جب ملكر
فتصافحا وتكاشرا بود ونصيحة تناثرت خطاياهما بينهما وفي رواية انه عليه السلام قال اذا التقى مسلمان فتصافحا و
مصافحه كرتى ہين اور محبت اور خير خواہى كا جمع ہوتى ہين تو اونكى گناه دونو كى بيچ مين جهڑ پڑتى ہين اور ايک روايت مين ہى كه نبي عليه السلام نى فرمايا جب دو مسلمان ملكر مصافحه اور
حمدا الله تعالى واستغفراه غفر الله لهما وفي حديث اخر رواه انس انه عليه السلام قال ما من عبدين متحابين
الله كى حمد كرلى ہين اور مغفرت مانگتى ہين تو الله دونو كو بخشديتا ہى اور ايک اور حديث مين انس كى روايت سى ہى كه نبي عليه السلام نى فرمايا نہين كوئى دو شخص الله ہى دوست

فی الله يستقبل احدهما الاخر فيتصافحا فيصليان على النبي عليه السلام الا لم يفترقا حتى يغفر الله من ذنوبهما ما تقدم
کرو دونو آدمی سامنی ہوکر مصافحہ کریں پہر درود بہیجیں نبی پر مگر نہیں جدا ہوتی کہ اللہ تعالی اونکی گناہ جو ہو چکی ہیں

منها وما تاخر وهذه المصافحة يكون من تمام السلام بينهما لما روي انه عليه السلام قال تمام تحياتكم بينكم المصافحة
اور جو ہونگی سب بخشدیتا ہی اور یہہ مصافحہ اونمیں سلام کی تمامی ہوتی ہی آپسکی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپس کی سلام کی مصافحہ ہی

والمراد من التحية السلام والاصل في السلام قوله تعالى يا ايها الذين امنوا لا تدخلوا بيوتا غير بيوتكم حتى تستانسوا
اور تحیہ سی مراد ہی اور اصل دلیل سلام کی یہہ آیت ہی ای ایمان والو مت جایا کرو کسیکی گہروں میں اپنی گہروں کی سوا جبتک نہ پوچہا

وتسلموا على اهلها ذلكم خير لكم ان الاستيذان والتسليم خير لكم من ان تدخلوا بغتة وتحية الجاهلية كان
کرو اور سلام دیلو اوس گہر والوں پر یہہ بہتر ہی تمہاری حق مین یعنی اجازت لینی اور سلام کرنا تمہاری حق مین اس سی بہتری کہ چانچک گہس جاؤ اور جاہلیت کا سلام یون تہا

الرجل منهم اذا دخل بيتا غير بيته قال حييتم صباحا وحييتم مساء ودخل فربما اصاب الرجل مع امراته في لحاف
جبکوئی شخص سوای اپنی گہر کی اور کسی گہر جاتا تو کہتا میں نی تحیہ کیا تمہیر صبح کو اور تحیہ کیا شام کو اور گہس جاتا سو اکثر گہر والیکو جورو کی ساتہ ایک لحاف میں

وروي ان رجلا قال للنبي عليه السلام استاذن على امي قال نعم قال انها لا خادم لها غيري استاذن كلما دخلت
اور روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام سی پوچہا کیا ماں سی بہی اجازت لیا کروں فرمایا ہاں عرض کیا اوسکی پاس کوئی خدمتگار بجز میری نہیں ہی پہر کیا جب

قال اتحب ان تراها عريانة قال لا قال فاستاذن لعلكم تذكرون متعلق بمحذوف اي انزل عليكم او قيل لكم هذا
جایا کروں اجازت لیا کروں فرمایا کیا تجہکو پسند آتا ہی کہ اوسکو ننگی دیکہی عرض کیا نہیں فرمایا تو پس اجازت لیا کر لعلکم تذکرون یہہ کلمہ عبارت محذوف یعنی انزل علیکم سی متعلق ہی

ارادة ان تذكروا وتعملوا ما هو اصلح لكم فان لم تجدوا فيها احدا ياذن لكم فلا تدخلوها حتى يؤذن لكم حتى ياتي من
یعنی تمسی بیان کیا اس غرض سی کہ پند پذیر ہو اگرچہ جانو تم وہ چیز کہ محتاج ہو اوسکی پہر اگر وہاں نہ پاؤ کوئی کہ تمکو اجازت دیوی تو مت گہسو اوسمیں جبتک تمکو اجازت ہو یہانتک

ياذن لكم فان المانع من الدخول ليس الاطلاع على العورة فقط بل وعلى ما يخفيه الناس عادة من ان التصرف في ملك الغير بغير
اجازت دینی والا آجاوی کیونکہ روکنا اندر کی جانی سی کچہہ یہہ ہی نہیں ہی اطلاع عورت پر فقط بلکہ اطلاع اوسکی جو لوگ عادت کی موافق چہپاتی ہیں بہی تصرف کرنا غیر کی چیز میں بغیر

اذنه حرام واستثنى ما عرض من حرق او غرق او كان فيه منكر ونحوها فان قيل لكم ارجعوا فارجعوا هو
اجازت کی حرام ہی استثنا کی گئی ہی ضرورت جو پیش آوی قسم جلنی یا ڈوبنی سی یا اوسمیں کوئی بات خلاف شرع ہو سامنہ کی اور اگر تمکو کہا جاوی پہر جاؤ تو پہر جاؤ

ازكى لكم اي الرجوع اطهر لكم وانفع لدينكم فان من يدخل بيتا ينبغي له ان يسلم على من كان فيه فان لم يكن
اسمیں خوب ستہرائی ہی تمہاری یعنی ہٹ جانا تمہاری لئی طہارت اور دین میں مفید ہی بیشک جو شخص کسیکی گہر میں جاوی تو اوسکو لایق ہی کہ گہر والوں پر سلام بہیجی اور اگر وہاں

فيه احد يسلم على نفسه بان يقول السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين لانه تعالى قال فاذا دخلتم بيوتا فسلموا
کوئی نہو تو اپنی اوپر سلام بہیجی اسطور کہی سلام ہمپر اور خدا کی صالح بندوں پر کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر جب جانی لگو کبہی گہروں میں تو

على انفسكم فالاية تقتضي هذين الامرين جميعا وهما التسليم على الاهل عند وجودهم وعلى نفسه عند عدم
سلام کہو اپنی اوپر پس آیت سی دونو امر لازم ہیں یعنی سلام کرنا گہر والوں پر اگر وہاں موجود ہوں اور اپنی اوپر اگر وہاں کوئی نہو

وجود احد منهم وادنى ما يتادى به الرد ان يقال وعليك السلام بواو العطف حتى لو ترك الواو لا يصير ردا
اور کم سی کم جسمیں سلام کا جواب ادا ہو جاوی اتنا ہی وعلیک السلام ساتہ واو عاطفہ کی یہانتک کہ اگر واو کو ترک کریگا تو جواب نہوگا

لان الوارد في الشرع الرد مع الواو فاذا ترك لا يعتد به ولا يسقط الفرض بدونه وكمال السلام ان يقال السلام
اسلئی کہ شرع میں جواب واو کی ساتہ آیا ہی جب اوسکو ترک کیا تو عبارت کا کچہہ اعتبار نہیں ہی اور بدون اوسکی فرض ادا نہوگا اور تمامی سلام کی یہہ ہی کہ کہی

عليكم ورحمة الله وبركاته لما روي انه عليه السلام قال من قال السلام عليكم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

السلام علیکم ورحمة الله کتب له عشرون حسنة ومن قال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته کتب له ثلثون
السلام علیکم ورحمة الله اوسکی لیے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته کہا اوسکی لیے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں
حسنة فانه علیه السلام قد بین فی هذا الحدیث ان فی السلام عشر حسنات وفی ضم الرحمة الیه عشرین حسنة
اس لیے کہ نبی علیه السلام نے اس حدیث میں فرمادیا ہے کہ سلام میں دس نیکیاں ہیں اور اوسپر رحمة کی ملانے میں بیس نیکیاں ہیں
وفی ضم البرکات الیهما ثلثین حسنة وهی النهایة لانتظامها لجمیع فنون المطالب التی هی السلامة عن المضار ونیل المنافع
اور اوسپر برکات ملانے میں تیس نیکیاں ہیں اور یہہ انتہا کا درجہ ہے اسمیں تمام اقسام کے مطالب آگئے یعنی سلامتی اسباب ضرر سے اور حصول منفعت کا
ودوامها ونماؤها ولا ینبغی ان یزاد علی ذلك لما روی عن ابن عباس انه قال لکل شیء منتهی ومنتهی السلام البرکات
ہمیشہ کو اور اوسکی افزایش اور سزاوار نہیں ہے کہ اس سے زیادہ بڑھاوے اسلیے کہ روایت ہے کہ ابن عباس نے کہا ہے ہر شی کا انتہا ہوتا ہے اور سلام کا انتہا برکات ہے
ثم ینبغی ان یعلم ان من یسلم علی احد انما یصیر مؤدیا حق السنة اذا رفع صوته مقدار ما یحصل به الاسماع
پھر سمجھنا چاہیے کہ جو شخص کسی پر سلام بھیجتا ہے اوس کا حق سنت جب ادا ہوتا ہے کہ اتنی بلند آواز سے کہے کہ وہ سن لے
فان لم یحصل به الاسماع لا یصیر مؤدیا حق السلام فلا یجب الرد لان الشرط فی ثبوت الحکم للشیء العلم به فاذا
اور اگر وہ نہ سنے تو اوس سے حق سلام کا ادا نہیں ہوتا اور جواب بھی واجب نہیں ہوتا اسواسطے کہ کسی شی کی حکم ثابت ہونے میں اوس شی کا علم شرط ہے جب
لم یحصل العلم بالسلام لا یکون الرد فرضا وکذا من یرد السلام انما یکون مؤدیا فرض الرد اذا رفع صوته مقدار
سلام کی خبر نہوئی تو جواب بھی فرض نہیں ہوتا ایسے ہی جو سلام کا جواب دیتا ہے اوس سے فرضیت جواب کی جب ادا ہوتی ہے کہ آواز اتنی بلند کرے
ما یحصل به الاسماع فان لم یحصل به الاسماع لا یسقط فرض الرد فان من یسلم علی واحد یکون الرد فرضا علیه
کہ وہ سن لے اگر وہ جواب مسموع نہوا تو فرضیت جواب کی ساقط نہوگی پس جو شخص کسیکو سلام کرتا ہے تو اوسپر جواب فرض ہوجاتا ہے
حتی لو لم یرد یکون اثما ومن سلم علی جماعة یکون الرد فرضا علیهم حتی لو ترکه کلهم یکونون اثمین وان رده
یہاں تک کہ اگر جواب نہ دیگا تو گنہگار ہوگا اور اگر کسینے ایک جماعت کو سلام کیا تو جواب اون سب پر فرض ہوجاتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی بھی جواب نہ دیگا تو سب گنہگار ہونگے
بعضهم یسقط الفرض عن الباقین لکن الافضل ان یرده کلهم ولو کان فیهم صبی ولم یرده الا الصبی لا یسقط
اور اگر کسی ایک نے بھی جواب دیدیا تو سب کی ذمہ سے فرض ساقط ہوجاتا ہے پر افضل یہہ ہے کہ سب جواب دیویں اور اگر اوس جماعت میں بچہ نابالغ ہو اور اوسکے سوائے کوئی جواب ندیوے تو اونکی ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوتا
عنهم الفرض لان الصبی لیس من اهل الفرض ویشترط فی الرد ان یکون علی الفور حتی لو اخره لا یعد ردا ویجب
اسلیے کہ بچہ کی ذمہ پر کچھہ فرض نہیں ہوتا اور جواب کی یہہ شرط ہے کہ ترت جواب دیوے اگر دیر کی بعد جواب دیگا تو جواب نہیں گنا جاتا اور جو شخص کسیکو سلام کرے
لمن سلم علی واحد واسمعه سلامه وتوجه علیه الرد بشروطه فلم یرد ان یجعله فی حل منه فیقول ابرأته من حقی
اور وہ اوسکو سلام سنادے اور جواب اوسکی ذمہ پر سلام کی شرط سے لازم آجاوے پہر وہ جواب ندیوے تو مستحب ہے کہ سلام کرنیوالا اپنی طرف سے معاف
فی رد سلامی وجعلته فی حل منه او نحو ذلك فاذا قال هذا یسقط به حقه واذا دخل جماعة علی قوم یسن لجمیعهم
کردے یہہ کہدے کہ میں نے اپنا حق سلام کی جواب کا معاف کیا یا میں نے اپنی طرف سے اوسکو معاف کیا یا مانند اسکی جب اتنا کہدیگا تو اوسکا حق ساقط ہوجائیگا اور اگر ایک جماعت جمع ہوکر
ان یسلموا ویکره لهم ترك السلام فان سلم بعضهم یسقط الکراهة عن الباقین لان السلام سنة علی الکفایة
ایک قوم کی پاس آوے تو سبکو مسنون ہے کہ سلام علیک کریں اور سلام کا ترک کرنا اونکو مکروہ ہے پہر اگر بعضوں نے سلام علیک کرلی تو کراہت سبکی ذمہ سے اوتر گئی کیونکہ سلام سنت کفایہ ہے
کما ان الرد فرض علی الکفایة علی ما روی عن زید بن وهب انه علیه السلام قال اذا مر قوم بقوم فسلم واحد
جیسے سلام کا جواب فرض کفایہ ہے چنانچہ زید بن وہب سے روایت ہے کہ نبی علیه السلام نے فرمایا جب ایک جماعت ایک جماعت پر گذرے اور ایک شخص
منهم اجزاهم واذا رد واحد منهم اجزاعنهم واذا دخل واحد علی جماعة قلیلة یعمهم سلام واحد یکفی سلام واحد
اونمیں سے سلام علیک کرے تو سبکو کافی ہے اور اگر ایک شخص جواب دیدے تو اونکی طرف سے کافی ہے اور اگر ایک شخص چھوٹی جماعت کی پاس آوے تو سبکو ایک سلام کرے سب پر

رواه ابو داود والترمذی

على جميعهم وما زاد من تخصيص بعضهم فهو ادب ويكفى فى الرد ان يرد واحد منهم فمن زاد منهم فهو ادب
اور جو زیادہ کری کسی خاص کو تو یہہ ادب ہی اور جواب بہی کافی ہی اگر ایک شخص جواب دیدی پہر اگر اونمین سی کسی اور نی بہی جواب دیا تو یہہ
وان كان جمعا عظيما لا ينتشر فيهم سلام واحد كالجامع والمسجد العظيم فالسنة ان يسلم عليهم اذا شاهدهم
ادب ہی اور اگر بڑی جماعت ہو تو ایک سلام کہان پہیلتا پہریگا جیسی مسجد جامع اور بڑی مسجد تو سنت یہہ ہی کہ اونکو سلام کرتا جاوی جبسی ملتا جاوی
ويكون مؤديا حق السلام فى جميع من سمعه فان اراد ان يجلس فيهم يسقط عنه سنة السلام فيمن لم يسمع سلامه
اور حق اونکی سلام کا ادا کر چکیگا جو جو سن لینگی پہر یہہ شخص اگر انہین بیٹہنا چاہی تو اسکی ذمہ سی سنت سلام کی ساقط ہوئی بہ نسبت باقیون کی
من الباقين وان اراد ان يجلس فيمن لم يسمع سلامه ففيه وجهان احدهما ان سنة السلام عليهم حصلت بالسلام
جنہون نی سلام نہین سنا اور اگر اوس قوم مین بیٹہنا چاہی جنہون نی سلام نہین سنا تو اسمین دو وجہین ہین ایک یہہ کہ اب سنت سلام اونکی حق کی پہلون پر سلام کرنی سی
على اوائلهم لكونهم جمعا واحدا فلو اعاد السلام عليهم يكون ادبا والوجه الثانى ان سنة السلام باقية فى حق
ادا ہو چکی کیونکہ یہہ سب ایک ہی جماعت ہی پہر اگر اسنی انکو بہی سلام کیا تو ادب ہی اور دوسری یہہ وجہ ہی کہ سنت سلام انکی حق کی جنکو اسکا سلام
من لم يبلغهم سلامه والسنة ان يسلم الراكب على الماشى والماشى على القاعد والصغير على الكبير والقليل
نہین پہنچا باقی ہی اور مسنون یہہ ہی کہ سوار پیادہ کو سلام کری اور چلتا ہوا بیٹہی کو اور چہوٹا بڑی کو اور چہوٹی جماعت
على الكثير ولو خالفوا وسلم الماشى على الراكب والكثير على القليل والكبير على الصغير لا يكره بل يكون تاركا لما
بڑی جماعت کو اور اگر اسکی خلاف کیا یعنی پیادہ نی سوار کو سلام کیا یا بڑی جماعت نی چہوٹی جماعت کو اور بڑی نی چہوٹی کو تو مکروہ نہین ہی بلکہ اپنا حق ترک کیا
يستحقه من سلام غيره عليه ومن مر على قارئ القران لا ينبغى ان يسلم عليه كيلا يشغله عن القراءة فان
جو دوسرا اسکو سلام کرتا اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرتی پاس جا پہنچا تو اوسکو سلام کرنا نہین چاہیئی تاکہ تلاوت سی نہ روکدی پہر اگر اسنی
سلم عليه قال بعضهم لا يجب عليه الرد وقال بعضهم يجب وهو اختيار فقيه ابى الليث ومن مر على من اتى
سلام کیا تو بعضی کہتی ہین اوسپر جواب واجب نہین ہی اور بعضی کہتی ہین واجب ہی فقیہ ابو اللیث نی یہہ ہی اختیار کیا ہی اور جو شخص ایسی پاس سی پہنچا
الخلاء وهو يتغوط او يبول ينبغى له ان لا يسلم عليه فى هذه الحالة فان سلم عليه قال ابو حنيفة رضى يرد عليه بقلبه
جو بیت الخلا مین یا پاخانہ پہرتا ہی یا پیشاب کرتا ہی تو چاہیئی کہ اس حالت مین اوسی سلام علیک نکری پہر اگر اوسپر سلام علیک کی تو ابو حنیفہ کہتی ہین کہ دل سی جواب
لا بلسانه وقال ابو يوسف لا يرد عليه بقلبه ولا بلسانه ولا بعد الفراغ ايضا وقال محمد يرد عليه بعد الفراغ و
دی زبان سی نہ بولی اور ابو یوسف کہتی ہین نہ دل سی جواب دی نہ زبان سی اور نہ بعد فراغت کی اور امام محمد کہتی ہین فارغ ہو کر جواب دی اور
لا يسلم على احد وقت الخطبة فان سلم والخطيب فى الخطبة لا يجب الرد على السامع ومن كان جالسا مع قوم
خطبہ کی وقت کسی سی سلام علیک نکری پہر اگر سلام کیا اور خطیب خطبہ مین ہو تو سننی والی پر جواب واجب نہین ہی اور جو شخص ایک جماعت مین بیٹہا ہوا تہا
ثم قام للذهاب فالسنة ان يسلم عليهم لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال اذا انتهى احدكم الى المجلس فليسلم
پہر جانی لگا تو سنت یہہ ہی کہ وہ ہی اونکو سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مجلس مین آوی تو سلام کری
فاذا اراد ان يقوم فليسلم فليست الاولى باحق من الاخرى قال الامام النووى ظاهر هذا الحديث يقتضى ان يجب على
پہر اگر کہڑا ہووی تو سلام کری سو پہلی جماعت بڑی حق دار نہین ہی دوسری کی امام نووی کہتی ہین ظاہر اس حدیث کا یون چاہتا ہی کہ جماعت کی
الجماعة رد السلام على هذا الذى سلم عليهم وفارقهم وقال بعض العلماء جرت عادة بعض الناس بالسلام عند
ذمہ جواب سلام کا اس شخص پر واجب ہی جسنی سلام کیا تہا اور جدا ہوا ہی اور بعضی علماء کہتی ہین بعضی لوگون کو سلام کرنیکی عادت پڑی ہوئی ہی
مفارقة القوم وذلك دعاء يستحب له الجواب لان السلام انما يكون عند اللقاء لا عند الانصراف وانكر هذا ابو
جب جماعت سی جدا ہون اور یہہ دعا ہی اوسکی لئی جواب مستحب ہی اسلئی کہ سلام ملاقات کی وقت ہوتا ہی جدا ہوتی نہین ہوتا اور امام ابو بکر شافعی

الامام ابوبکر الشافعي وقال هذا القول فاسد لان السلام كما كان سنة عند اللقاء كذلك هو سنة عند الانصراف
اس بات سی . انکار کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہہ بات غلط ہی اسواسطی کہ سلام جیسی ملتی وقت سنت ہی ایسی ہی جدا ہوتی ہوئی سنت ہی
على ما دل عليه الحديث السابق ومن كتب كتابا وكتب فيه سلاما على احد او ارسل اليه سلاما بالرسول فبلغه
چنانچہ اسپر حدیث سابق دلالت کرتی ہی اور اگر کسینی خط لکہا اور اوسمین کسیکو سلام لکہدیا یا کسیکو سلام زبانی رسول کی کہلا بہیجا پہر اوسکی پاس
الكتاب او الرسالة يجب عليه الرد على الفور لان السلام على الغائب لا يكون الا بالرسالة او بالكتاب فعليه ان يرد بمثله
خط یا زبانی سلام پہنچا تو اوسپر فورًا جواب واجب ہی اسلئی کہ سلام غائب پر نہیں ہوسکتا مگر زبانی رسول کی یا خط مین سو اوسپر لازم ہی کہ ویسا ہی جواب دی
او باحسن منه لكن ينبغي ان يعلم ان من بلغ الغير سلام احد ينبغي لذلك الغير ان يرد عليهما ويقول عليك
یا اوس سی بہتر لیکن سمجہا چاہئی کہ جسنی کسی غیر کو کسیکا سلام پہنچایا تو اوس غیر کو لازم ہی کہ سلام کا جواب دونو کو دی اسطور علیک
وعليه السلام لما روي ان رجلا قال للنبي عليه السلام ان ابي يقرئك السلام فقال النبي عليه السلام عليك
وعلیہ السلام اسلئی کہ روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام سی عرض کیا کہ میرا باپ آپکو سلام کہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی فرمایا تجہہ پر
وعلى ابيك السلام ومن سلم على احد ثم لقيه ثانيا او راه ثانيا يستحب له ان يسلم عليه ثانيا لما روي انه عليه السلام
اور تیری باپ پر سلام اور اگر کسینی کسیکو سلام کیا پہر اوس سی دوبارہ ملگیا یا دوبارہ دیکہا تو مستحب ہی کہ اوسکو دوبارہ سلام کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
كان اذا دخل المسجد يسلم على اصحابه ثم اذا صعد المنبر واقبل عليهم يسلم عليهم ثانيا وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام
جب مسجد مین آتی تو اپنی اصحاب سی سلام علیک کرتی پہر جب منبر پر چڑہ کر اونکی آمنا سامنی ہوتی تو دوبارہ سلام علیک کرتی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
قال اذا لقي احدكم اخاه فليسلم عليه فان حالت بينهما شجرة او جدار او حجر ثم لقيه فليسلم عليه وكان اصحاب رسول
نی فرمایا جب کوئی تم مین سی اپنی بہائی سی ملی تو سلام کری پہر اون دونون کی بیچ مین اگر درخت یا دیوار یا پتہر آجاوی اور پہر ملی تو سلام کری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
الله عليه السلام اذا ساروا في طريق فاستقبلهم شجرة فاجتازوها يسلم بعضهم على بعض واذا التقى الاثنان
وسلم کی اصحاب جب رستہ چلتی اور اونکی سامنی درخت آجاتا تو اوس سی بڑہکر آپسمین سلام کیا کرتی اور جب دو شخص ملین
وقال كل واحد منهما للاخر دفعة او على الترتيب السلام عليكم قبل يصير كل واحد منهما مسلما على الاخر ولا يقوم ذلك
اور ہر ایک دونون مین سی دفعۃً یا بترتیب سلام علیک کری کہتی ہین کہ دونو کی طرف سی سلام علیک ہوجاتی ہی اور یہہ سلام جواب کی جگہ
مقام الرد بل يجب على كل واحد منهما الرد والصواب على ما ذكره النووي ان سلام احدهما ان كان بعد سلام الاخر
نہین ہوگا بلکہ دونو پر جواب واجب ہی اور صواب موافق ذکر نووی کی یہہ ہی کہ ایک کا سلام اگر بعد دوسری کی سلام کی ہی
يكون ردا لكون هذا اللفظ صالحا للرد والا فلا ومن لقي احدا فقال له ابتداء عليكم السلام لا يكون ذلك سلاما
تو جواب ہوجاتا ہی کیونکہ یہہ لفظ قابل جواب کی ہی اور نہین تو نہین اور اگر کوئی کسی سی ملا اور پہلی ہی کہا علیکم السلام تو یہہ عبارت سلام نہین ہوتا
حتى لا يستحق الرد لان هذه الصيغة مشروعة للرد لا للابتداء فلا تقوم مقام السلام على الاحياء بل هي تحية
یہانتک کہ وہ مستحق جواب کا نہین کیونکہ یہہ عبارت شرع مین جواب کی واسطی مقرر ہی ابتداء کی واسطی نہین ہی سو زندون پر سلام کی قایم مقام نہو گی بلکہ یہہ سلام
الموتى على ما روي ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال عليك السلام يا رسول الله فقال النبي عليه السلام لا تقل
موتی کا ہی موافق اس روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر کہا علیک السلام یا رسول اللہ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا علیک السلام
عليك السلام عليك السلام تحية الموتى فانه عليه السلام قد بين في هذا الحديث ان هذه الصيغة ليست
مت کہا کر علیک السلام موتی کا سلام ہی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین بیان کردیا کہ یہہ عبارت اسلئی نہین ہی
مما يسلم بها على الاحياء بل انما يسلم بها على الاموات لان الاحياء وضع لهم في الشرع عند السلام صيغة وعند الرد
کہ زندون پر سلام کیجئی بلکہ اس عبارت سی مردون پر سلام کرتی ہین کیونکہ شرع مین زندون کی واسطی سلام کی اور عبارت ہی اور جواب کی واسطی

صیغة فلا یحسن ان یوضع ما وضع للرد موضع السلام واما الاموات فلا رد علیهم فیستوی فی حقهم السلام
اور عبارت سوا چاہئی نہیں ہی کہ جو عبارت جواب کی لئی ہی وہ سلام کی جگہ استعمال کرین اور مردون پر تو جواب نہیں ہوتا ہی اونکی حق مین سلام

علیهم بالصیغتین لما روی انه علیه السلام کان یسلم علی اهل القبور بقوله السلام علیکم دیار قوم مؤمنین
علیک دونو عبارت سی برابر ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اہل قبور پر سلام علیک اس عبارت سی کرتی تہی السلام علیکم ملک قوم مؤمنین کی

ومن سلم علی اصم یستحب له ان یتکلم السلام بلسانه لقدرته علیه ویشیر بیده حتی یحصل الافهام فیستحق
اور جو شخص بہری کو سلام کری تو مستحب ہی کہ سلام زبان سی کہی کیونکہ اسکو قدرت ہی اور ہاتہہ سی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجہہ جاوی اور یہہ مستحق جواب کا ہو

الرد ولو لم یجمع بینهما لا یستحق الرد ولو سلم علیه اصم واراد ان یرد علیه یلزمه ان یتکلم الرد بلسانه لقدرته
اور اگر وہ بولو بات نکریگا تو مستحق جواب کا نہین ہی اور اگر بہرا اسکو سلام کری اور یہہ جواب دیا چاہی تو لازم ہی کہ جواب زبانسی دی کیونکہ اسپر قادر ہی

علیه ویشیر بیده لیحصل الافهام ویسقط عنه الرد ولو سلم علی اخرس فاشار الاخرس بیده یسقط عنه الفرض
اور ہاتہہ سی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجہہ جاوی اور اسکی ذمہ سی جواب ادا ہوجاوی اور اگر گونگی کو سلام کیا اور گونگی نی ہاتہہ سی اشارہ کردیا تو اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہوجاتا ہی

لان اشارته قائمة مقام العبارة ولو سلم علیه الاخرس بالاشارة یستحق الرد والنساء بعضهن مع بعض فی
کیونکہ اوسکا اشارہ قایم مقام بولنی کی ہی اور گونگی نی اشارہ سی اسکو سلام کیا تو وہ مستحق جواب کا ہی اور عورتین عورتین آپسمین سلام علیک کی باب مین

حکم السلام کالرجال واما الرجل اذا سلم علی امراة فان کانت زوجته او جاریته او کانت من محارمه فعلیها الرد
مانند مردون کی ہین اور اگر مرد عورت کو سلام کری اگر وہ عورت اوسکی بی بی ہی یا لونڈی ہی یا اوسکی کوئی محرم ہی تو اوسپر جواب دینا لازم ہی

وان کانت اجنبیة شابة لا یجوز لها الرد ویکون الرجل مفرطا فی السلام علیها وکذا المراة ان سلمت علی رجل فاذا
اور اگر کوئی غیر جوان ہی تو اوسکو جواب دینا جایز نہیں اور وہ مرد اس سلام مین بیجا پر ہی اور ایسی ہی عورت اگر مرد کو سلام کری پہر اگر

کانت زوجته او جاریته او کانت من محارمه او کانت عجوزا لا یخاف منها الفتنة فعلیه الرد وان کانت شابة یمیل
وہ اوسکی جورو یا لونڈی یا اوسکی کوئی محرم ہی یا ایسی بڑہیا ہی کہ اوسپر کچہہ خوف فتنہ کا نہیں تو مرد کی ذمہ جواب لازم ہی اور اگر ایسی جوان ہی کہ

الیها النفس یکره له الرد وتکون المراة مفرطة فی السلام علیه واما الصبیان فالسنة ان یسلم علیهم لما روی عن
نفس کو اوسکی طرف رغبت ہوئی تو جواب دینا مکروہ ہی اور عورت اس سلام مین بیجا پر ہی اور نابالغ بچون کو سلام کرنا مسنون ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی

انس انه مر علی صبیان فسلم علیهم وقال کان النبی علیه السلام یفعله وفی روایة انه علیه السلام مر علی غلمان
کہ وہ لڑکون پر گذری تو اونکو سلام کیا اور کہا نبی علیہ السلام یہی کیا کرتی تہی اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام لڑکون کی پاس آگئی

فسلم علیهم ولو سلم صبی علی بالغ فالصحیح وجوب رد سلامه لقوله تعالی واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها و رُدّوها
تو اونکو سلام کیا اور اگر نابالغ لڑکا بالغ کو سلام کری تو صحیح یون ہی کہ جواب دینا واجب ہی بدلیل اس آیت کی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تو تم بہی دعا دو اوس سی

المبتدعة ومن اقترف ذنبا عظیما ولم یتب منه فینبغی ان لا یسلم علیهم ولا یرد سلامهم قال البزازی یسلم علی لاعب
اور بدعتی لوگ اور جو جو بڑی گناہ کرتی ہین اور اوس گناہ سی توبہ نہین کرتی تو سزاوار ہی کہ انکو سلام نکری اور نہ انکی سلام کا جواب دی بزازی کہتا ہی کہ امام کی

الشطرنج عند الامام لیشغله عن ساعة الرد لا عندهما لان الجاهر بالفسق فی معتقده ولو مجتهدا لا یستحق الاکرام
نزدیک شطرنج باز کو سلام کرلی تاکہ دم بہر جواب دیتا ہوا شطرنج سی باز رہی صاحبین کی نزدیک سلام نکری اسلئی کہ فاسق علی الاعلان اپنی معتقد مین اگرچہ جہاد

وقال النووی فمن اضطر الی السلام علی الظلمة اذا دخل علیهم وخاف ان یترتب علیه فی دینه ودنیاه ضرر ان لم یسلم
ہو سزاوار عزت کا نہین ہی اور نووی کہتا ہی جو شخص ظالمون کو سلام کرنی مین لاچار ہو جب اونکی پاس جاوی اور یہہ ڈر ہو کہ اگر انکو سلام نہین کرتا تو دین کا یا دنیا کا

علیهم یسلم علیهم وینوی ان السلام اسم من اسماء الله تعالی لیکون المعنی ان الله علیکم رقیب فیجازیکم به
تو اونکو سلام کرلی اور یہہ نیت کرلی کہ سلام الله کا نام ہی تاکہ یہہ معنی ہو جاوین کہ الله تمہاری اوپر نگہبان ہی سو تمکو تمہاری لایق سزا دیویگا

تستحقون واما اهل الذمة فیکره للمسلم ان یسلم علیهم ابتداء لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام
اور یہی ذمی لوگ سو مسلم کو مکروہ ہی کہ اونکو پہلی سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال لا تبدءوا الیهود والنصاری بالسلام قال قاضیخان فی فتاواه هذا اذا لم یکن للمسلم حاجة الیه واما
کہ یہود اور نصاری کو پہلی سلام مت کرو قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی یہہ اوس صورت مین ہی کہ مسلمان کی کوئی غرض نہ اوسکی ہو
اذا کانت فلا باس ان یسلم علیه ومن سلم علی من لم یعرفه فبان انه ذمی یستحب له ان یسترد سلامه فیقول
اور اگر کوئی غرض ہی تو سلام کرنی مین کچھ ڈر نہین ہی اور اگر کسینی کسی ناواقف کو سلام کیا پہر معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہی تو اوسکو مستحب ہی کہ اپنا سلام ہٹالی یون کہی
رد علی سلامی لما روی ان عبد الله بن عمر سلم علی رجل فقیل له انه یهودی فتبعه فقال له رد علی سلامی
ہٹا دی میرا سلام کیونکہ روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمر نی ایک شخص کو سلام کیا پہر کسی نی کہا یہہ تو یہودی ہی پہر عبد اللہ نی اوسکی پیچھی جاکر کہا میرا سلام ہٹا دی
واذا سلم ذمی علی مسلم ینبغی للمسلم ان لا یزید فی الرد علیه علی قوله علیك لما روی عن انس انه علیه السلام
اور اگر ذمی مسلمان کو سلام کری تو مسلمان کو چاہیی کہ جواب مین اس سی کچھ زیادہ نہ کہی اتنا ہی کہی علیک کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال اذا سلم علیکم اهل الکتاب فقولوا وعلیکم قال الخطابی هکذا یرویه عامة المحدثین وعلیکم بالواو وکان
جب اہل کتاب تمکو سلام کرین تو کہو وعلیکم خطابی کہتا ہی کہ عام محدث یہہ ہی روایت کرتی ہین وعلیکم واو سمیت اور
سفیان بن عیینة یرویه علیکم بغیر الواو وهو الصواب اذ بغیر الواو یصیر ما قالوه بعینه مردودا علیهم وبالواو
سفیان بن عیینہ علیکم روایت کرتا ہی بدون واو کی اور حق یہہ ہی ہی اسواسطی کہ بدون واو کی جو اہل کتاب کہتی ہین بعینہ وہ ہی اونپر مردود ہوگا اور واو
یقع الاشتراك معهم والدخول فیما قالوه لان الواو حرف عطف یجمع بین الشیئین وقال النووی اتفقوا علی لزوم الرد
سی اونکی ساتہہ شرکت اور جو اونہون نی کہا ہی اسمین شامل ہونا ہوو بیجا اسلئی کہ واو حرف عطف ہی دو شی کو جمع کر دیتاہی اور نووی کہتا ہی سب علما متفق ہین
علی اهل الکتاب لکن لا یذکر السلام بل یقتصر بان یقال وعلیکم بالواو وعلیکم بدونها اذ قد جاءت الاحادیث
کہ اہل کتاب کا جواب دینا لازم ہی لیکن سلام کو ذکر نکری بلکہ بدلی سلام کی اسطور کہی وعلیکم واو سی اور علیکم بدون واو کی اسلئی کہ حدیثین واو کی ساتہہ بہی
باثبات الواو وحذفها واثباتها اکثر فعلی هذا یکون فی معناها وجهان احدهما کونها للعطف والتشریك لانهم
آتی ہین اور بدون واو کی بہی اور واو کی ساتہہ زیادہ ہین اب اسکی معنی دو طرح پر ہین ایک تو یہہ کہ واو عاطفہ ہو اور شرکت کی لئی کیونکہ
کانوا یقولون للمسلمین السام علیکم وقد فسر السام بالموت فیکون المعنی نحن وانتم فیه سواء کلنا نموت والثانی کونها
وہ لوگ مسلمانوں کو یہہ کہا کرتی تہی السام علیکم اور سام کی معنی موت ہی اب یہہ مراد ہوئی ہم اور تم موت مین برابر ہین یا ہم سب مرجاوینگی اور دوسری یہہ
للاستیناف لا للعطف والتشریك فیکون المعنی ونحن نقول علیکم ما قلتم وتستحقونه او ما تریدون بنا وقیل اذا
کہ واو استیناف کا ہو اور عطف شرکت کا نہو اب یہہ مراد ہوگی اور ہم بہی کہتی ہین تمپر ہی جو تم کہتی ہو یا جسکی تم لایق ہو یا جو تم ہماری ساتھ ارادہ کرتی ہو اور کوئی
لم یکن منهم تعریض بالدعاء علینا یکون اثبات الواو فی الرد علیهم دعاء لهم بالاسلام لکونه مدار السلامة فی الدارین
کہتا ہی اگر وہ نیت مین ہمپر بد دعا نکرتی ہون تو جواب مین واو کی ہونی سی اونکی لئی اسلام کی دعا ہوگی کیونکہ دارین مین یہہ ہی سبب سلامتی کا ہی

المجلس الخامس والثمانون فی بیان هجران اخیه المسلم فوق ثلثة ایام قال رسول الله صلی الله علیه
پچاسی مجلس بیان مین برادر مسلمان کو چھوڑ دینی مین زیادہ تین روز سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
وسلم لا یحل لرجل ان یهجر اخاه فوق ثلث لیال یلتقیان فیعرض هذا ویعرض هذا وخیرهما الذی یبدأ بالسلام
حلال نہین ہی کسیکو کہ اپنی بہائی کو زیادہ تین رات سی چھوڑی کہ جب ملین تو یہہ ادہر کو ہو جاوی اور وہ ادہر کو اور اونمین اچھا وہ ہی جو پہلی سلام کری
هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه سعد بن ابی وقاص وهو بمنطوقه یدل علی حرمة هجران المسلم اکثر من
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اسکا منطوق دلالت کرتا ہی کہ چھوڑ دینا مسلم کا زیادہ

ثلثة ایام واما جواز هجرانه ثلثة ایام فانما یدل علیه بمفهومه لا بمنطوقه فمن التزم حجیة المفهوم جاز له
تین روز سے زیادہ حرام ہے اور تین دن تک چھوڑنیکا جواز اسکی مفہوم سے معلوم ہوتا ہے منطوق سے نہیں معلوم ہوتا پھر جو شخص مفہوم کو حجت مانتا ہے اوسکو

ان یقول ان الادمی مجبول علی الغضب وسوء الخلق فرخص له فی الثلث لقلتها حتی یذهب عنه ذلك الغضب
جایز ہے کہ کہے بیشک آدمی کو غضب خلقے عادت ہے سو آپنے تین دن کی اجازت دی کیونکہ مدت قلیل ہے تاکہ اوسکا غصہ اوتر جاوے

ولم یرخص له فیما فوق ذلك لکثرته فقوله علیه السلام یلتقیان فیعرض هذا ویعرض هذا بیان کیفیة هجرانهما
اور اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دی پھر مدت زیادہ ہے اب یہہ جملہ حدیث کا کہ ملتے ہیں پھر یہہ ادہر ہو جاتا ہے اور وہ اودہر یہہ چھوڑ دینے کی کیفیت کا بیان ہے

وقوله وخیرهما الذی یبدأ بالسلام حث علی ترك الهجران فانه یزول بالسلام علی ما ذهب الیه الجمهور وتخصیص
اور یہہ جملہ دونمیں اچھا وہ ہے جو پہلے سلام کرے رغبت ہے جدائی کی ترک پر کیونکہ موافق مذہب جمہور کے جدائی سلام سے جاتی رہتی ہے اور خاص

الاخ بالذکر یشعر بالعلیة والمراد به الاخ فی الدین دون القرابة بدلیل قوله علیه السلام فی حدیث اخر لا یحل
اخ کو ذکر کرنا تعلیل معلوم ہوتا ہے اور اس سے مراد دینی برادر ہے قرابت کا مراد نہیں بدلیل ارشاد نبی علیہ السلام کی ایک اور حدیث میں کہ مسلم کو

لمسلم ان یهجر مسلما فوق ثلث لیال فانهما ناکبان عن الحق ما داما علی صرامهما واولهما فیاً یکون سبقته بالفیء کفارة له
حلال نہیں ہے کہ مسلم کو زیادہ تین رات سے چھوڑ رکہے بیشک یہہ دونو جبتک روٹھے رہیں حق سے پھرے ہیں اور اونمیں سے پہلے باز آنے والے کو اوسکی سبقت ہی کفارہ ہے

وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال تفتح ابواب الجنة یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد لا یشرك بالله
اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا پیر کو اور جمعرات کو جنت کی دروازے کہلتے ہیں پہر ہر ایک بندہ کہ اللہ کی ساتھ کچھ شریک نکرتا ہو بخشا

شیئا الا رجل کانت بینه وبین اخیه شحناء فیقال انظروا هذین حتی یصطلحا وفی روایة انه علیه السلام قال تعرض
جاتا ہے سوای اوس شخص کی کہ اوسمیں اور اوسکی بہائی میں کینہ ہو پہر حکم ہوتا ہے ان دونو کو رہنے دو جبتک آپسمیں صلح کریں اور ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

اعمال الناس فی کل جمعة مرتین یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد مؤمن الا عبدا بینه وبین اخیه شحناء
کہ ہر ہفتہ میں لوگوں کی عمل دوبار پیش ہوتے ہیں پیر کی دن اور جمعرات کی دن سو ہر ایک بندہ مؤمن بخشا جاتا ہے مگر وہ بندہ کہ اوسمیں اور اوسکی بہائی میں کینہ ہو

فیقال اترکوا هذین حتی یفیئا المراد بالجمعة ایام الاسبوع بدلیل انه علیه السلام بینها بقوله یوم الاثنین
حکم ہوتا ہے انکو رہنے دو جبتک ملاقات کریں اور مراد جمعہ سے ہفتہ کی ایام ہیں اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام نے اسکو پیر کی دن اور

ویوم الخمیس علی طریق التعبیر عن الشیء باخر جزئه والشحناء العداوة والمعنی اترکوا مغفرتهما حتی یرجعا من
جمعرات کی دن سے تعبیر کیا جسطور ایک شے کا اخیر جزء بیان کرتے ہیں اور شحناء کی معنی دشمنی کی ہیں اور معنی جملہ کی یہہ ہیں چھوڑ دو انکی بخشش کو جبتک

العداوة الی الصداقة لان الاخوة الدینیة تقتضی الصداقة وتنافی العداوة فان المؤمنین اخوة من حیث انهم
دونو دشمنی سے دوستی کیطرف آویں اسواسطے کہ دینی برادری دوستی کا تقاضا کرتی ہے اور عداوت کی برخلاف ہے کیونکہ تمام مؤمن بہائی ہوتے ہیں اسواسطے کہ وہ

ینتسبون الی اصل واحد هو الایمان الموجب للحیوة الباقیة کما ان الاخوة من النسب ینتسبون الی اصل واحد هو
سب ایک اصل سے نسبت رکہتے ہیں یعنی ایمان سے جس سے دائمی زندگی ہوتی ہے جیسے نسبی برادر ایک اصل سے منسوب ہوتے ہیں یعنی

الاب الموجب للحیوة الفانیة فالاخوة الدینیة اقوی من الاخوة النسبیة لان الاخوة النسبیة اذا خلت عن الاخوة
باپ سے جس سے حیات فانیہ ہوتی ہے سو دینی برادری نسبی برادری سے بہت قوی ہوتی ہے اسلئے کہ نسبی برادری جب دینی برادری بغیر ہوتی

الدینیة لا تعتبر الا تری ان المسلم اذا مات وکان له اخ کافر یکون ماله للمسلمین لا لاخیه الکافر فعلی هذا یجب
ہے تو اسکا کچھ اعتبار نہیں ہوتا دیکھتا نہیں کہ مسلمان اگر مرجاوے اور اوسکا بہائی کافر موجود ہو تو اوس مسلم کا مال مسلمانوں کو ملیگا کافر بہائی کو نہیں ملیگا اس بنا

علی المسلم ان یترك ما ینافی الاخوة الدینیة الموجبة للصداقة والمزیلة للعداوة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام
کی موافق مسلمان پر واجب ہے کہ مخالفات دینی برادری کو ترک کرے جو دوستی کو واجب اور دشمنی دور کرتی ہے کیونکہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

قال النبي عليه السلام لا يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلث فمن هجر فوق ثلث فمات دخل النار يعني انه استحق ان يدخل النار لانه
فرمایا مسلم کو حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین روز سے زیادہ چھوڑ دے اور جسنے تین دن سے زیادہ چھوڑ دی رکھا پھر وہ مرگیا تو دوزخ میں جاویگا مراد یہہ ہے کہ اس
مات عاصيا غير تائب وذلك يستدعي ان يكون من اهل النار هذا اذا كان الهجران لامر دنيوي كالتقصير في
کیونکہ گنہگار بیتوبہ مرا ہے اس سے لازم آتا ہے کہ دوزخی ہووے پھر اس صورت میں ہے کہ یہہ ترک ملاقات دنیاوی سبب سے ہو
حقوق الصحبة والعشرة واما اذا كان في حق الدين لفسق ومعصية فالزيادة على الثلث مشروع فان هجران
جیسے حقوق صحبت اور عشرت کی ادا کرنیکا قصور اور اگر بسبب حق دینی کے ہو جیسے فسق اور معصیت تو تین دن سے زیادہ بھی جایز ہے کیونکہ بدکاروں کا
اهل العصيان يجوز الى ان يزول عنهم ذلك العصيان ويظهر توبتهم لانه من قبيل الامر بالمعروف والنهي عن المنكر و
ترک کرنا جایز ہے جبتک کہ وہ بدکاری ترک کریں اور اونکی توبہ ظاہر ہووے کیونکہ یہہ عمل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہے اور
قد قال الله تعالى لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا اباءهم
الله تعالى فرماتا ہے تو نہ دیکھیگا کوئی لوگ جو یقین رکھتے ہیں اوپر الله کے اور پچھلے دن پر پھر دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے الله کی اور اوسکی رسول کی گو ہوویں
او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم نزلت هذه الاية على ان من يرتكب المعاصي والمنكرات يجب هجره
اپنی ماں باپ یا اپنی بیٹی یا اپنی بھائی یا اپنی کنبہ والے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ معاصی اور منکرات پر عمل کرنیوالے کی ترک ملاقات واجب ہے
وان كان [illegible] حق من ظلم لغيره وعصى الله تعالى به فان عدم الاعراض عنه احسان
اگرچہ سگا [illegible] ظلم اور خدا کی نافرمانی کرتا ہو کیونکہ ایسے شخص سے اعراض نہ کرنا گویا اوسپر احسان ہے
اليه [illegible] للمظلوم وحق المظلوم اولى بالمراعاة وتقوية
سو ایسے پر احسان کرنا اچھا نہیں ہے کیونکہ احسان مظلوم کے ساتھہ بدی ہے اور رعایت مظلوم کے حق کی اولی ہوتی ہے اور مظلوم کا دل
قلبه بالاعراض عن الظالم [illegible] تقوية قلب الظالم وقد هجر النبي عليه السلام الثلثة التي
قوی کرنا ظالم سے [illegible] اور بیشک نبی علیہ السلام نے تین شخصوں کو جو
تخلفوا عن [illegible] ولم [illegible] الناس بهجرهم حتى نزل الله تعالى توبتهم وروي انه
[illegible] اور لوگوں سے فرمایا تھا کہ انکو چھوڑو یہاں تک کہ الله تعالى نے اونکی توبہ قبول کی
عليه السلام [illegible] صفية [illegible] وكان عندها فضل بعير فقالت انا اعطي تلك
اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام [illegible] جب صفیہ کا اونٹ [illegible] زینب سے کہا تو اسکو اونٹ دیدے اور اوسکی پاس زیادہ اونٹ تھا سو زینب نے عرض کیا
اليهودية فغضب النبي عليه السلام فهجرها ذا الحجة والمحرم وبعض صفر قيل لم يوجد في السنة مدة الهجر اكثر
میں اوس یہودیہ کو دونگی پھر نبی علیہ السلام غضبناک ہوئے اور اوسکو تمام ذالحجہ اور تمام محرم اور چند روز صفر کے چھوڑ رکھا کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ مدت ترک کی سنت میں
من ذلك لكن قد وجد من السلف من هجر اخاه المسلم في امر مكروه من امور الدين السنة والسنتين ومنهم من
نہیں [illegible] بعض سلف [illegible] کاری میں اپنے بھائی مسلمان کو بسبب امر مکروہ دینی کے ایک برس اور دو برس چھوڑ دیا ہے اور بعضے ایسے ہیں
هجر صاحبه [illegible] عمره ورأوا انفسهم في فسحة من ذلك ما لم يرجع المهجور عما ارتكب وكان الامام احمد ممن
کہ اپنے صاحب یعنی مسلم کو ایسی بابت تمام عمر چھوڑ رکھا ہے اور اپنے تئیں اس باب میں بیقصور جانتے تھے جبتک کہ وہ مہجور اوس عمل سے نہ باز آیا اور امام احمد بھی اہل معاصی
يهجر اهل المعاصي ومن يقارف الافعال الردية فانه هجر بعض اصحابه ممن كان يتعلم منه وكان يتردد اليه ولا
کو اور جو کہ افعال [illegible] کرتے تھے بیشک انہوں نے ایک شاگرد کو جو اونسے پڑھتا تھا چھوڑ دیا تھا وہ آتا جاتا تھا پر
يكلمه فلم يزل يسئله عن تغير حاله ولا يذكره حتى قال له يوما بلغني انك طينت حائط دارك من جانب الشارع
بات نہ کرتے تھے وہ ہمیشہ پوچھتا رہتا کہ آپ کیوں بیزار ہیں اور وہ کچھ نہ کہتے آخر ایک روز یہہ کہا میں نے سنا ہے کہ تو نے اپنی گھر کی دیوار شارع عام کی

فقد

فقد اخذت قدر سمك الطين من شارع المسلمين فلا تصل لتعلم العلم وهجر ابن عمر ابناله الى ان مات في اصل
طرف سے ایسی ہی سو تو نے برابر دل گاری کی مسلمانوں کی شارع عام میں سے لیلیا تو اب علم سکہانے کی نہیں ہی اور ابن عمر نے اپنی بیٹی کو مرتے دم تک چہوڑے رکہا اور
ذلك ان من وقف على منكر ولم يستطع ان ينكره بيده ولسانه وامكنه ان يظهر دلائل الانكار يلزمه ذلك
اصل سکی یہہ ہی کہ جسکو کوئی امر بد معلوم ہوا اور ہاتہہ اور زبان سے منع نہیں کرسکتا اور یہہ ہوسکتا ہی کہ بیزاری کی علامات ظاہر کرے تو اوسکو یہہ ہی لازم ہی
اذ لا ينبغي للمؤمن ان يترك احدا على منكر لقرابته او لصداقته ومودته فان صداقته ومودته يوجب له ان
اسلئے کہ مؤمن کو یہہ اچہا نہیں ہی کہ کسیکو امر منکر پر بسبب لحاظ قرابت یا صداقت اور مودت کی چہوڑ دے کیونکہ صداقت اور مودت کا تو حق یہہ ہی کہ اوسکو
ينظر اليه بنظر الرحمة ويرى اقدامه على المنكر مصيبة على نفسه ويكون مغتما حزينا من تعرضه لعقاب
نظر رحمت سے دیکہی اور اوسکی منکر میں مبتلا ہونے کو اپنے حال پر مصیبت سمجہے اور غمگین اور حزین ہووے کہ یہہ اب عقاب الہی میں
الله تعالى ويقصد تخليصه منه بالانكار عليه اذ ليس من مقتضى الرحمة له ترك الانكار عليه وعدم التعرض
گرفتار ہوا اور بیزار ہوکر اوسکی بچائی کا قصد کرے شفقت رحمت کا یہہ نہیں ہی کہ دیکہا بیزار نہوا اور اوسکو منع نکرے
له بل من كمال الرحمة له الانكار عليه وهدايته الى منهج الحق والصراط المستقيم والا تنقلب صداقته
بلکہ یہہ بیزاری اور طریق درست اور راہ راست پر لانا اوسپر کمال شفقت ہی نہیں تو دنیا سے کل دن یہہ دوستی
عداوة يوم القيمة كما اخبر الله تعالى عن ذلك وقال الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل
دشمنی ہوجاویگی چنانچہ اسد تعالی اسکی خبر دیتا ہی فرماتا ہی جتنے دوست ہیں اوسدن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے مگر جو ہیں ڈر والے بیشک ہر
واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول في ذلك اليوم يا ويلتى ليتني لم اتخذ فلانا خليلا ليت بيني وبينه بعد المشرقين
ایک دوست نا پرہیز گار اوس روز کہیگا کہ خرابی میری کاشکے میں فلانے کو دوست نکرتا کاشکے میری اور اوسکی بیچمیں مسافت مشرقین کی
فصديق الانسان من يسعى في عمارة اخرته وان كان فيه ضرر الدنيا وعدوه من يسعى في خسارة اخرته وان
ہوتی پس آدمی کا دوست وہ ہی ہی جو آخرت کی درستی میں کوشش کرے اگرچہ اسمیں دنیا کا نقصان ہووے اور دشمن وہ ہی جو آخرت کو خراب کردے اگرچہ
كان فيه نفع لدنياه وقد قال الله تعالى وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان ولا شك ان من
اوسمیں دنیا کا فائدہ ہو اور اسد تعالی فرماتا ہی مدد کرو نیک کام پر اور پرہیز گاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور بیشک جسنے
راى اخاه المسلم على منكر ولم ينهه عنه فقد اعانه عليه لان التنبيه يمنع من تكرر ذلك المنكر ويزيد الاصرار عليه
کسی برادر مسلمان کو برائی کار پر سو جہہ دیکہا اور منع نکیا تو بیشک اوسکی مدد کی کہ وہ اوسپر قایم رہا اور اصرار اوسکا بڑہا
وروي عن ابي هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة وهو لا يعرفه فيقول له ما لك تتعلق بي وما رايتك قط فيقول
اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ ایک شخص ایک شخص کا قیامت کے روز دامن پکڑیگا اور وہ اوسکو پہچانتا نہوگا وہ کہیگا تو کیوں مجہکو پکڑتا ہی میں نے تجہکو
بلى قد رايتني يوما على منكر فلم تغيره وروي عن ابن عمر ان رجلا يؤمر به الى النار ويؤمر بجلسائه ايضا فيقولون
کبہی نہیں دیکہا وہ کہیگا ہاں تونے بیشک مجہکو ایکروز منکر پر دیکہا اور منع نکیا اور ابن عمر سے روایت ہی کہ ایک دوزخکا حکم ہوگا اور اوسکے ہمنشینوں کو بہی سو وہ عرض کرینگے
ما لنا فيقال لهم انكم تامرونه ولم تنهونه فيقولون لا نبقى لا ندخلوه النار وهذا امر خطر قلما يقع السلامة
ہماری کیا خطا ہی جواب ہوگا کیا تم اوسکو امر کرتے تہی کیا تم اوسکو منع کرتے وہ کہینگے نہیں پہر حکم ہوگا کہ اوسکے ساتھ ہمنشینوں کو دوزخ میں لیجاؤ اور یہہ بڑی مشکل ہی
عنه لان كثيرا من المنكرات تظهر في كل زمان فلا تغير بل يقع السكوت عنها لاستيناس النفس بها ولذلك قال النبي عليه السلام
اس سے کم بچا جاتا ہی اسلئے کہ ہر زمانہ میں منکرات کی کثرت ہی اور ممانعت نہیں ہوتی بلکہ چپکے ہو رہتی ہیں کیونکہ نفس کو منکرات کی محبت ہی اسی لئے نبی علیہ السلام
في حديث رواه ابو سعيد لا تصاحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر المؤمن في هذا الحديث
نے فرمایا ایک حدیث میں کہ ابو سعید کی روایت سے ہی پاس مت بیٹہہ سوا مؤمن کے اور کہانا مت کہلا سوا پرہیزگار کے بیشک نبی علیہ السلام اس حدیث میں مؤمن کو

عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم ان يكون
ناپرہیزگار کی پاس بیٹہنی اور ملنی جلنی سی منع کیا ہی کیونکہ پاس بیٹہنی اور ملنی جلنی سی دلمین الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہی پہر ضروری ہی کہ وہ بہی ہو

كما قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابو هريرة يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل يعني ان من
جو نبی علیہ السلام نی فرمایا اوس حدیث مین جو ابو ہریرہ روایت کرتی ہین آدمی دوست کی دین پر اوٹہیگا اب سب خیال کرلین کسکو دوست بنا رکہا ہی مراد یہہ ہی

يريد ان يعرف حال نفسه فلينظر الى صديقه فان كان صديقه صالحا فهو من الصلحين وان كان صديقه
جو کوئی اپنا حال دریافت کیا چاہی تو اپنی دوست کو دیکہہ لی پہر اگر اوسکا دوست صالح ہی تو وہ بہی صالح ہی اور اگر اوسکا دوست

فاسقا فهو من الفاسقين لكون الطباع مجبولة على التشبيه والاقتداء والطبع يسرق من الطبع من حيث لا يدرى
فاسق ہی تو وہ بہی فاسق ہی کیونکہ طبیعت کو مشابہت اور پیروی کی عادت ہوتی ہی اور طبیعت طبیعت سی ایسا چرالیتی ہی کہ آدمی کو خبر نہین ہوتی

الانسان ومشاهدة المنكر يهون امر المعصية في القلب ويذهب نفرته عنها فلا يوجد فيه اضعف الايمان المذكور
اور منکر کو دیکہتی دیکہتی گناہ دل پر آسان ہوجاتا ہی اور اوسکی نفرت دل سی جاتی رہتی ہی پہر اوسمین ضعیف ایمان بہی نہین رہتا جو حدیث مین مذکور ہی

فيما روى عن ابي سعيد انه عليه السلام قال من راى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان
ابو سعید سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص منکر کو دیکہی تو ہاتہہ سی منع کری اور اگر طاقت نہو تو زبان سی اور اگر

لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان فاذا لم يوجد فيه اضعف الايمان فما نا يرجى ان يوجد فيه المجلس
طاقت نہو تو دل سی بیزار ہو اور یہہ بہت ضعیف ایمان ہی پہر اگر اوسمین ضعیف ایمان بہی نہو تو پہر کیا توقع ہی کہ اسمین ایمان ہوگا چہیاسی

السادس والثمانون في بيان التحذير من سوء الظن وهي التجسس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
مجلس ڈرانی کی بیان مین بدگمانی سی کہ وہ تلاش ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث ولا تجسسوا هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة وفيه تحذير
بچتی رہو بدگمانی سی بیشک بدگمانی بڑی جہوٹ بات ہی اور تلاش نکیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمین

من الظن ونهي عن التجسس اما الظن فهو في الشريعة قسمان محمود ومذموم والمراد به ههنا ما هو المذموم المسئ الذي
ظن سی ڈراوا ہی اور تلاش سی ممانعت شریعت مین ظن کی دو قسم ہین ایک محمود دوسرا مذموم اور یہان مراد وہ ہی جو مذموم برا ہی

هو عقد القلب وحكمه على شخص بالسوء من غير علامة ظاهرة تقتضي ذلك واما الخواطر وحديث النفس التي لا يمكن
یعنی دل مین ایک شخص پر برائی کا گمان بدون ظاہر علامت کی جس سی ثابت ہوجاوی ٹہان لینا اور یقین کرلینا اور رہی خطرات اور نفس کی خیالات جو دفع

دفعها فانها اذا لم تستقر ولم تستمر فيعفو عنها لان العبد انما يكلف بما في وسعه لا بما ليس في وسعه وحد الظن
نہین ہوسکتی تو وہ اگر جم نہ جاوین اور مستمر نہوین تو معاف ہین کیونکہ بندہ کو وہ ہی تکلیف دی جاتی ہی جو اوس سی ہوسکی وہ نہین ہوتی جو نہوسکی اور بدگمانی کی

السئ حمل فعل المؤمن على وجه فاسد مع امكان حمله على وجه حسن وهذا ينقسم الى قسمين الاول هو الذي يكون
حد یہہ ہی کہ مؤمن کی عمل کو وجہ فاسد پر قیاس کرنا باوجودیکہ اچہی وجہ پر بہی قیاس ہوسکتا ہی اور اسکی دو قسم ہین پہلی قسم وہ ہی جسکا باعث اوسکی

منشاؤه سوء اعتقادك فيه حتى لو صدر منه فعل له وجهان يحملك سوء اعتقادك فيه على حمله على الوجه
حق مین تیری بداعتقادی ہو یہان تک کہ اگر اوس سی کوئی کام ذوجہتین ہووی تو تو اپنی بداعتقادی سی اوسکی برائی پر قیاس کری

الاردى من غير علامة تخصه به وهذا جناية عليه بالقلب وهو حرام في حق كل مؤمن القسم الثاني هو
بدون ایسی علامت کی جو برائی سی خاص کردی اور یہہ اوسکی ایسی خطا ہی جو دل سی ہوئی اور یہہ خطا ہر مؤمن کی حق مین حرام ہی دوسری قسم وہ ہی

الذي يستند الى علامة فانها تحرك الظن تحريكا ضروريا لا يقدر الانسان على دفعه والذي يميز الظنون
جسکی کچہہ علامت موجود ہو بیشک وہ علامت گمان کو بالضرور ایسی حرکت دیگی کہ آدمی اوسکو ہٹا نہین سکتا اور وہ قاعدہ جس سی ظنون واجب الاجتناب

التی یجب اجتنابها عما عداها ان کل ظن لم یظهر له علامة صحیحة ولم یعرف له سبب ظاهر فانه حرام
دوسری قسم سی الگ ہوجاوین یہہ ہی کہ جس گمان کی لئی کوئی علامت صحیح ظاہر نہو اور نہ اوسکا کچہ سبب ظاہر معلوم ہو تو ایسا گمان حرام
واجب الاجتناب وذلك اذا كان المظنون به ممن يشوهد منه الخير واصلاح فی الظاهر فظن الشر والفساد به
واجب الاجتناب ہی اور یہہ جب ہی کہ جسکی حق مین گمان کیا ہی وہ ایسا شخص ہو کہ ظاہر مین اوس سی خیر اور صلاح دیکہنی مین آتی ہون تب
حرام بخلاف من اشتهر بين الناس بتعاطی الريبة والمجاهرة بالمعاصی فان حسن الظن به لا يجوز اذ للظن حالتان
گمان شر اور فساد کا اوسکی حق مین حرام ہی برخلاف ایسی شخص کی جو لوگون مین فریب بازی مشہور ہو اور گناہون مین ظاہر مبتلا ہو ایسکی حق مین نیک گمان جایز نہین ہی کیونکہ
الاولی ان يقع فی القلب شیٔ ويعرف ويقوی بوجه من وجوه الامارات فيجوز الحكم به لان اكثر احكام الشرع مبنية
گمان کی دو حالتین ہین پہلی یہہ کہ دلمین کچہہ خیال آوی اور معلوم ہو اور کسیطرح کی نشانی سی قوی ہو جاوی تو اوسپر حکم کرنا جایز ہی اسلئی کہ اکثر شرعی احکام غلبۂ ظن پر
علی غلبة الظن كالقياس وخبر الواحد وغير ذلك من قيم المتلفات واروش الجنايا والحالة الثانية ان يقع فی النفس
مبنی ہین جیسی قیاس اور خبر واحد اور سوا اسکی جیسی قیمت تلف کی ہوئی چیزون کی اور خطاؤن کا تاوان اور دوسری حالت یہہ ہی کہ نفس کی اندر
شیٔ من غير دلالة علی كون ذلك الشیٔ اولی من ضده فلا يجوز الحكم به بل هو منهی عنه لقوله تعالی يايها الذين امنوا
کوئی خطرہ آوی بدون ایسی دلالت کی کہ اسکی یہہ ہی جانب ضد سی اولی ہو تو اسپر حکم جایز نہین ہی بلکہ یہہ ممنوع ہی اس آیت سی ای ایمان والو
اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا فانه تعالی قد نهی فی هذه الاية عن
بچتی رہو بہت تہمتین کرنی سی مقرر بعضی تہمت گناہ ہی اور بہید نہ ٹٹولو کسیکا اور برا نکہو پیٹہ پیچھی ایک دوسرکو بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین بدگمانی
الظن السیٔ ثم عن التجسس ثم عن الغيبة لان اول ما يقع فی قلب الانسان الظن السیٔ ثم يحتاج الی التجسس ثم يشرع
سی ممانعت کی پہر تجسس سی پہر غیبت سی منع کیا کیونکہ پہلی جو انسان کی دلمین آتا ہی تو بدگمانی پہر اوسکو تلاش کی حاجت پڑتی ہی پہر غیبت
فی الغيبة وسبب تحريم الظن السیٔ ان اسرار الانسان لا يعلمها الا الله تعالی وليس لاحد ان يعتقد فی غيره سوءا الا اذا
کرنی شروع کرتا ہی اور بدگمانی کی حرمت کا یہہ سبب ہی کہ آدمی کی دل کی بات خدا ہی جانتا ہی اور کسیکو جایز نہین ہی کہ اور کسیکی حق مین اعتقاد بد کیا کری مگر جب
انكشف له حاله بوجه لا يحتمل التاويل فعند ذلك لا يمكنه ان لا يعتقد فيه ما علمه منه بامارة ومشاهدة بعينه
اوسکا حال ایسی وجہ سی ظاہر ہو جاوی کہ تاویل کی گنجایش نرہی اب اس سی نہین ہو سکتا کہ اوسکا اعتقاد نہ کری جو کہ علامت سی معلوم کیا اور آنکہو سی دیکہا
وسمعه باذنه واما ما لم يعلمه بامارة ولم يشاهده بعينه ولم يسمعه باذنه بل وقع فی قلبه من غير سبب ظاهر فهو شیٔ
اور کانون سی سنا اور جبتک نشان سی معلوم نہین ہوا اور نہ آنکہون سی دیکہا اور نہ کانون سی سنا بلکہ بی سبب ظاہر خود بخود دلمین خیال آگیا تو یہہ ایسا خطرہ ہی
القاه الشيطان فی قلبه فينبغی له ان يكذبه لانه افسق الفاسقين وقد قال الله تعالی يايها الذين امنوا ان جاءكم
کہ شیطان نی دلمین ڈالدی ہی تو چاہیی کہ اسکو جہوٹہ جانی کیونکہ شیطان بڑا ہی فاسق ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو اگر آوی تم پاس
فاسق بنبا فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم ندمين روی فی سبب نزول هذه الاية انه عليه الصلوة
ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو کہین جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سی پہر کل کو لگو اپنی کئی پر پچہتانی شان نزول اس آیت کی یون مروی ہی کہ نبی علیہ السلام نی
والسلام بعث وليد بن عقبة مصدقا الی بنی المصطلق فلما سمعوا به استقبلوه فحسب انهم مقاتلوه اذ كان
ولید بن عقبہ کو صدقات کی اوگہانی کو بنی المصطلق پاس بہیجا تہا جب انہون نی یہہ سنا تو اوسکی پیشوائی کو نکلی اوسنی جانا لڑنی آتی ہین کیونکہ
بينه وبينهم عداوة فرجع وقال لرسول الله عليه السلام انهم ارتدوا فمنعوا الزكوة فهم رسول الله عليه السلام
اوسمین اور اونمین دشمنی چلی آتی تہی سو اسنی آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا کہ وہ تو سب مرتد ہوگئی اور زکوۃ نہ دی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
بقتالهم فنزلت هذه الاية لبيان وجوب الاحتراز عن الاعتماد علی قول الفاسق لان من لا يتحامی الفسق لا يتحامی الكذب
اونسی جہاد کا اہتمام کیا تب یہہ آیت اوتری اس بیان کی لئی کہ فاسق کی بات پر بہروسہ کرنی سی احتراز واجب ہی کیونکہ جو فسق سی پرہیز نہین کرتا جہوٹ سی

الذي نوع منه بل يريد القاء الفتنة بين الناس وفيها دلالة على انه يفعل شيئا بجهالة من غير ان يعرف حقيقة
کہ وہ بھی ایک قسم کا فسق ہی بلکہ لوگون مین فتنہ پھیلایا چاہتا ہی اور اسمین یہہ دلالت ہی کہ جو شخص کوئی عمل جہالت سی بدون سمجھی حقیقت حال کی
الحال يصير نادما البتة ولو بعد زمان والندم هم دائم على ما وقع مع تمني انه لم يقع وقال بعض العلماء المراد بالظن
کر بیٹھتا ہی بالضرور وہ شرمسار ہوتا ہی اگرچہ کچھ مدت کی بعد اور شرمساری ایک دائمی غم ہی گذری ہوئی بات پر اس امید مین کہ کاشکی یہہ بات نہوتی اور بعضی علما کہتی
الواقع في الاية والحديث التهمة كمن يتهم بالفاحشة او بشرب الخمر او نحو ذلك ولم يظهر عليه ما يقتضي ذلك فان
ہین مراد ظن سی جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت لینی ہی جیسی کوئی فاحشہ کی یا شرابخوری کی یا مثل اسکی بدون ظہور علامات مثبت کی تہمت لگاوی بیشک
من حكم بالظن على غيره بشر يبعثه الشيطان على ان يطول فيه اللسان بالغيبة والبهتان او يقصر في القيام
جو شخص گمان سی غیر پر برائی کا یقین کرتا ہی تو اوسکو شیطان اوبہارتا ہی کہ اوسکی غیبت اور بہتان مین زبان درازی کری اوسکی ادای حقوق مین قصور اور عزت مین فتور کری
بحقوقه او يتوفى في اكرامه ان ينظر اليه بعين الاحتقار ويرى نفسه خيرا منه وكل ذلك من المهلكات ولذلك منع
کہ حقارت کی آنکھ سی دیکھی اور اپنی آپکو اوس سی بہتر سمجھی یہہ تمام اطوار مہلک ہین اور اسیلئی نبی علیہ السلام نی تہمت کی جگہ جانی سی منع کیا ہی
النبي عليه السلام من التعرض لمواضع التهم فقالوا اتقوا مواضع التهم حتى انه عليه السلام احترز من ذلك اذ روي
فرمایا ہی بچتی رہو تہمت کی جگہہ سی یہان تک کہ نبی علیہ السلام نی اس سی خود احتراز فرمایا ہی کیونکہ
عن علي بن الحسين ان صفية بنت حيي قالت ان النبي عليه السلام كان معتكفا فاتيته فتحدثت عنده فلما انصرفت
علی بن الحسین سی روایت ہی کہ صفیہ بنت حیی کہتی ہی کہ نبی علیہ السلام معتکف تھی مین اونکی پاس آکر باتین کرتی لگی جب مین واپسی چلی تو پیغمبر علیہ السلام
قام ومشى معي فمر رجلان من الانصار فسلما ثم مضيا فدعاهما النبي عليه السلام فقال انها صفية بنت حيي فقالا
میری ساتھہ چلی آمین دو شخص انصاری آگئی اور سلام کرکر چلی پہر نبی علیہ السلام نی اونکو بلاکر فرمایا یہہ صفیہ بنت حیی تہی ان دونون نی عرض کیا
يا رسول الله ما نظن بك الا خيرا قال ان الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم واني خشيت ان يدخل عليكما فانظر
یا رسول اللہ ہمکو آپ پر سوای خیر کی کچھ گمان نہین ہی آپ نی فرمایا شیطان آدمی کی اندر ایسا پہرتا ہی جیسی لوہو اور مجکو خوف آیا مبادا تمپر دخل کر جاوی اب دیکھہ
انه عليه السلام كيف اشفق عليهما بل على جميع الامة وعلمهم طريق الاجتناب عن التهمة حتى لا يتساهل العالم المعروف
کہ نبی علیہ السلام نی اونپر کیا شفقت فرمائی بلکہ تمام امت پر اور اونکو تہمت سی بچاو کا طریقہ سکہا دیا تاکہ کوئی عالم جو صالح مشہور ہو
بالصلاح في احواله ويقول لا يظن بمثلي الا الخير عجبا بنفسه فان من كان من المؤمنين اورع الناس واتقاهم واعلمهم
اپنی احوال مین سہل انگاری نکری کہ اپنا عجب مین یہہ کہنی لگی کہ مجھہ سی شخص مین سوای خیر کی کب بدگمانی ہوسکتی ہی اسلئی کہ کوئی کیسا ہی مؤمن سب سی بڑا متقی
لا ينظر اليه الناس كلهم بعين واحدة بل ينظر اليه بعضهم بعين الرضى وبعضهم بعين السخط فعلى هذا يجب على المؤمن
اور بڑا متقی اور بڑا عالم ہو تو بہی تمام خلقت اوسکو ایک نظر سی نہین دیکھتی بلکہ بعضی اوسکو اعتقاد کی نگاہ سی دیکھتی ہین اور بعضی غصہ سی اس بیان کی موافق مؤمن پر
الاحتراز عن مواضع التهم لئلا يتهم الناس بالمنكرات ودليل كون الظن بمعنى التهمة في الاية والحديث ورود النهي
واجب ہی کہ تہمت کی مقام سی احتراز کری تاکہ لوگ منکرات سی بدنام نکرین اور اسکی دلیل کہ ظن جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت کی معنون مین ہی وارد ہونا نہی کا ہی
بعده عن التجسس فان الانسان قد يقع له خاطر التهمة ابتداء فيريد ان يتجسس ليتحقق ما وقع له من خاطر
بعد اوسکی تجسس سی کیونکہ آدمی کی دل مین بعضی وقت پہلی تہمت کا خطرہ آتا ہی پہر اوسکی تلاش پڑتی ہی تاکہ جو خطرہ تہمت کا واقع ہوا ہی ثابت ہو جاوی
تلك التهمة لان التجسس من ثمرات سوء الظن فان من وقع في قلبه خاطر لا يقنع بالظن بل يطلب التحقيق
کیونکہ تجسس بدگمانی کا پہل ہوتا ہی بیشک جسکی دل مین کچھہ خطرہ آتا ہی تو اوسپر اکتفا نہین کیا کرتا بلکہ تحقیق کی لئی
فيشتغل بالتجسس فنهى الله تعالى ورسوله عن التجسس وهو البحث عن عيوب الناس وطلب الامارات المعرفة لها
تجسس مین لگ جاتا ہی سو اللہ تعالی اور اوسکی رسول نی تجسس کی ممانعت کی ہی اور تجسس لوگون عیوب بیان کرنی اور ایسی نشانیان تلاش کرنی جسی یقین ہو جاوی

فان

فان حصلت امارة من امارات المعرفة بلا تجسس واورثت معرفة جاز العمل بمقتضاها فاما طلبها فلا رخصة
پھر اگر کوئی علامت یقینی یون ہی بلا تلاش حاصل ہو جاوی اور اوس سی یقین ہو جاوی تو اوسپر عمل جایز ہی اور ہی اوسکی تلاش سو اوسکی ہرگز
فيه اصلا وقد روي عن عبد الله بن المبارك انه قال لعلي والد سهيل ارضيت عن سهيل فقال له سهيل
رخصت نہین ہی اور عبد اللہ بن مبارک سی روایت ہی کہ اوسنی علی سہیل کے باپ سی کہا کیا تو سہیل سی خوش ہی سہیل نی اوس سی کہا کیا تجکو
اليس قد نهاك الله عن التجسس فصاغرت الى عبد الله نفسه فكل امر اذا فتشت منه ثقل على صاحبك
اسد تعالی نی تجسس سی منع نہین کیا پس عبد اللہ اپنی دلمین شرمندہ ہوگئی سو جو بات کہ تو اوسکی تلاش کری اور تیری یار پر اوسکی اگاہی دشوار گذری
مطالعتك اياه واسره منك فهو تجسس قال ابن الجوزي لا ينبغي لاحد ان يسترق السمع على دار غيره ليسمع
اور وہ تجھسی اوسکو چھپاتا ہو پس وہ ہی تجسس ہی ابن الجوزی کہتا ہی کسیکو نہین چاہیی کہ غیر کی گھر پر کان لگاوی تاکہ باجون کی اواز سنی
صوت الاوتار ولا ان يتعرض للشم ليدرك رائحة الخمر ولا ان يمس ما ستر بثوبه ليعرف ما هو ولا ان يستخبر الجيران
اور نہ سونگھنی کا قصد کری تاکہ شراب کی بو پالیوی اور نہ ٹٹولی جو کپڑی تلی ڈھک رکھا ہو کہ وہ کیا ہی اور نہ پڑوس کی خبر لیتا پھری
بما جرى فان فعل شيئا من ذلك يدخل في مذمة التجسس ومذمة قوله تعالى والذين يؤذون المؤمنين و
اونمین کیا گذرا اگر اسمین سی کچھ بھی کریگا تو وہ تجسس کی مذمت مین داخل ہوگا اور اس آیت کی مذمت مین اور جو لوگ تہمت لگاتی ہین مسلمان مردون کو اور
المؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا وروي عن ابن عمر انه عليه السلام صعد المنبر فنادى
عورتون کو بن کئی کام کی تو اوٹھایا اونھون نی بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام منبر پر تشریف لی گئی پھر بلند آواز سی
بصوت رفيع فقال يا معشر من اسلم بلسانه ولم يفض الايمان الى قلبه لا تؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تتبعوا
پکار کر فرمایا ای وہ جماعت جو زبانی مسلمان ہو اور دلون مین ایمان کا اثر نہین ہی مسلمانون کو مت ستاؤ اور نہ عار دلاؤ اور نہ اونکی
عوراتهم فان من تتبع عورة اخيه تتبع الله عورته ومن تتبع الله عورته يفضحه ولو في جوف بيته
پوشیدہ عیب ڈھونڈو بیشک جو شخص اپنی بھائی کی چھپی عیب تلاش کرتا ہی اسد تعالی اوسکی چھپی عیب ظاہر کرتا ہی اور جسکی چھپی عیب اسد ظاہر کرتا ہی تو خوار کر دیتا ہی گو گھر
وقال بعض السلف من اراد ان يسلم من الغيبة فليسد على نفسه باب الظنون فان من سلم من الظن سلم من
اور بعضی متقدمین کا قول ہی جو شخص چاہی کہ غیبت کرنی سی سلامت بچی تو لازم ہی کہ اپنی اوپر بدگمانیون کا دروازہ بند کردی کیونکہ جو شخص بدگمانی سی بچ رہتا ہی وہ
التجسس ومن سلم من التجسس سلم من الغيبة ومن سلم من الغيبة سلم من الزور ومن سلم من الزور سلم من البهتان
تجسس سی بچ رہتا ہی اور جو تجسس سی بچا غیبت سی بچا اور جو غیبت سی بچا جھوٹ سی بچا اور جو جھوٹ سی بچا وہ بہتان سی بچا
فلو ظهر من مسلم علامة تدل على فساده لا يجوز عقد القلب عليها واساءة الظن بالمسلم بها لما روي انه عليه السلام
پھر اگر کسی مسلمان سی ایسی علامت ظاہر ہو جاوی کہ فساد پر دلالت کرتی ہو تو اوسکو دلمین بٹھا لینا اور اوسکی سبب مسلم پہ بدگمانی جایز نہین ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام
قال ان الله تعالى حرم من المسلم دمه وماله وعرضه وان يظن به ظن السوء فلا يستباح ظن السوء الا بما يستباح
نی فرمایا بیشک اسد تعالی نی مسلمان کا خون اور مال اور عزت اور اوسکی حق مین بدگمانی کرنی حرام کردی ہین پھر بدگمانی اوسی طرح سی مباح ہوتی ہی جسطرح
به المال وهو بيقين عن مشاهدة او بينة عادلة وان خطر لك سوء الظن ولم يكن لك يقين ينبغي لك ان
اوسکا مال مباح ہوتا ہی یعنی یقین سی مشاہدہ ہوا ہو یا عادل گواہ ہون اور اگر تیری دلمین بدگمانی آئی اور تجکو اوسپر یقین نہین ہی تو تجکو لازم ہی کہ
تدفعه عن نفسك وتقرر عليها ان حاله مستور عندك فما رايته منه من العلامة يحتمل الخير والشر فكيف
اوس خطرہ کو دلمین سی دور کردی اور اوسکو یون ٹھراوی کہ اوسکا حال مجھسی پوشیدہ ہی اور جو علامت نظر آئی ہی وہ نیک اور بد دونو احتمال رکھتی ہی
تحكم عليه بالشر واما اذا اخبرك به عدل ومال قلبك الى تصديقه كنت معذورا لانك لو كذبته تكون
پھر بدی ہی کا کیون یقین کرتا ہی اور اگر اوسکی خبر کوئی عادل تجکو سنادی اور تیرا دل اوسکی تصدیق پر مایل ہو تو اب تو معذور ہی اسلئی کہ اگر تو اسکو جھوٹا کہی

جانيا عليه حيث ظننت به الكذب وهذا من سوء الظن ايضا فلا ينبغي لك ان تحسن الظن باحد و
تو اوسکا گنہگار ہوتا ہی اسواسطی کہ اسکی حق مین گمان جھوٹا کیا یہہ بہی ایک بدگمانی ہی سو تجھکو لایق نہیں ہی کہ ایک کی حق مین گمان اچھا اور
تسيء بالآخر بل ينبغي لك ان تبحث عن حالهما هل بينهما عداوة ومحاسدة وتعنت ام لا فان كان بينهما
دوسری کی حق مین برا کری بلکہ تجھکو یہہ چاہیی کہ ان دونو کا حال دریافت کری کہ آیا ان دونو مین دشمنی اور حسد اور سرکشی ہی یا نہیں پہر اگر ان دونون مین
شيء منها يتطرق التهمة والشرع قد رد شهادة الاب العدل للتهمة فاذن ان تتوقف عند ذلك ولا تحكم
کچہہ حسد وغیرہ ہو تو اب تہمت نی راہ پائی اور شرع تو عادل باپ کی گواہی کو بہی تہمت کی لئی نہیں مانتا اب تجھکو چاہیی کہ کچہہ یقین نکری نہ جھوٹ اور نہ سچ
عليه بكذب ولا بصدق وتقول ماذكر من حاله كان في ستر الله تعالى عندي وكان امره محجوبا عني وقد بقي كما
اسپر اوسکی حال مذکور کو کہنا چاہیی کہ وہ مجہسی اللہ تعالی کی پردہ پوشی مین ہی اور اوسکا حال مجہسی پوشیدہ ہی اور وہ ویسا ہی ہی جیسا تہا
كان لم ينكشف لي من امره شيء هذا اذا اخبرك عدل واحد واما اذا اخبرك عدلان فلا تمهل لك من عدم تصديق
تہا مجھکو اوسکا حال کچہہ معلوم نہیں یہہ اوس صورت مین ہی کہ ایک عادل بیان کری اور اگر تجھکو دو عادل خبر دیوین تو اب تصدیق کرنی سی تجھکو کوئی علاج نہین
لانهما حجة في الشرع لكن ينبغي ان تعلم ان الانسان لعدم كونه خاليا عن الخطاء والنقصان لا يوجد احد
کیونکہ یہہ دونو شرعی حجت ہین لیکن جاننا چاہیی کہ کوئی آدمی ازبسکہ خطا اور نقصان سی خالی نہیں ہوتا تو جو مؤمن ہوگا
من المؤمنين الا وله محاسن ومساوي فمن غلبت محاسنه على مساويه فهو يعد من الصالحين ولذلك قال
اوسکی حسنات بہی ہونگی اور جرایم بہی پہر جسکی خوبیان برائیون سی زیادہ ہون وہ صلحا مین شمار کیا جاتا ہی اسیلئی
الامام الشافعي ما احد من المسلمين يطيع الله تعالى ولا يعصيه ولا احد من المؤمنين يعصي الله ولا يطيعه
امام شافعی نی کہا ہی کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہی کہ سراسر اللہ کا مطیع ہو اور نافرمانی نکرتا ہو اور نہ کوئی ایسا مؤمن جو سراسر گناہ کرتا ہو اور کچہہ اطاعت نکرتا ہو
فمن كان طاعاته اكثر من معاصيه فهو عدل في حكم الشرع فاذا كان مثل هذا عدلا في حق الله تعالى فكونه
پہر جسکی طاعات معاصی سی زیادہ ہون تو وہ شرع مین عادل ہی جب ایسا شخص حق اللہ مین عادل ہووی تو تیری نظرون مین
عدلا عندك اولى واحرى وروي ان رجلا اثنى على رجل عند النبي عليه السلام فلما كان من الغد ذمه فقال
اولی اور سزاوارتر ہی کہ عادل ہو اور روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی سامنی ایک کی ثنا اور تعریف کی جب اگلا دن ہوا تو اوسکو برا
والله لقد صدقت عليه بالامس وما كذبت عليه اليوم فانه ارضاني بالامس فقلت في حقه احسن ما علمت فيه
کہنی لگا اور کہا قسم خدا کی بیشک مین نی کل سچ عرض کیا تہا اور نہ آج جہوٹ کہتا ہون کل تو اوسنی مجھکو خوش کیا تہا سو مین نی اوسکی حق مین جو نیک معلوم تہا
واغضبني اليوم فقلت في حقه اقبح ما علمت فيه فقال النبي عليه السلام ان من البيان سحرا فكانه عليه السلام
کہدیا تہا اور آج اوسنی ناخوش کیا تو مجھکو جو برائی معلوم تہی وہ کہدی پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک بعضی تقریر جادو ہی گویا نبی علیہ السلام کو
كره ذلك وشبهه بالسحر اذ ما من شخص الا ويمكن تحسين حاله وتقبيحها بما يوجد فيه من الخصال المحمودة والمذ
مکروہ معلوم ہوا اور جادو سی مشابہت دی کیونکہ ایسا کوئی نہیں کہ اوسکی حال پر بلحاظ عادات نیک اور بد کی تحسین یا تقبیح نہو سکی

المجلس السابع والثمانون في بيان النهي عن المصاحبة والمآكلة مع الفاسق قال رسول
ستاسی مجلس ممانعت کی بیان مین فاسق کی صحبت اور ساتہہ کہانی سی رسول

الله صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي هذا الحديث من حسان المصابيح
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مت ساتہہ ہو سوا مؤمن کی اور مت کہانا دی سوا پرہیزگار کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی
رواه ابو سعيد والمراد بالمؤمن المذكور فيه المؤمن الخاص الذي يقابله الفاسق كما في قوله تعالى افمن
ابو سعید کی روایت سی اور مؤمن سی مراد اس حدیث مین وہ مؤمن خاص ہی جسکی مقابل مین فاسق ہوتا ہی جیسی اس آیت مین بہلا ایک جو

كان

كان مؤمنا كمن كان فاسقا لا يستوون فكانه عليه السلام قال لا تصاحب الا صالحا ولا تخالل الا تقيا فانه
جو ہووے ایمان پر برابر اوسکی جو ہو بدکار نہیں برابر ہوتی گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا مت ساتھ ہو سوا صالح کی اور دوستی مت کر سوا پرہیزگار کی بیشک

عليه السلام قد حذر المؤمن في هذا الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وزجره عن مخالطته ومواكلته
نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں مؤمن کو ناپرہیزگار کی صحبت سی ڈرایا ہی اور اوسکی ملنی جلنی اور ساتھہ کہانی سی منع کیا

لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم ان يكون كما قال النبي عليه السلام في حديث رواه
اسلئی کہ ہمنشینی اور ملاقات سی دلمین الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہی پہر یہہ ہی ہو کر رہیگا جیسا نبی علیہ السلام نی حدیث میں ابو ہریرہ کی روایت

ابو هريرة يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل يعني ان من كان صديقه صالحا يكون صالحا
سی فرمایا ہر شخص اپنی دوست کی دین پر اوٹہیگا اب ہر یک خیال کرلی کسکو دوست بنا رکہا ہی مراد یہہ ہی جسکا دوست صالح ہوگا وہ بہی صالح ہوگا

ومن كان صديقه فاسقا يكون فاسقا فيدخل في عموم قوله تعالى الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين
اور جسکا دوست فاسق ہوگا وہ بہی فاسق ہوگا پہر اس آیت کی عام مضمون میں داخل ہوگا جتنی دوست ہیں اوسدن دشمن ہونگی آپسمین مگر جو ہین ڈروالی

فان كل واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول يوم القيمة يا ويلتي ليتني لم اتخذ فلانا خليلا ياليت بيني وبينه بعد
بیشک ہر یک دوست ناپرہیزگار قیامت کی دن یہہ ہی کہیگا ای خرابی میری کہیں نہ پکڑی ہوتی مینی فلانی کی دوستی کسیطرح مجہہ مین اور اوسمین فرق ہو

المشرقين فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يتخذ خليلا الا من يثق بدينه وامانته ويعرف صلاحه وتقواه اذ لا يصلح
مشرق اور مغرب کا سا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ دوست اوسی کو پکڑی جسکی دین اور امانت پر اعتماد کلی ہو اور اوسکی خوبی اور تقوی معلوم ہو کیونکہ ہر ایک

للصداقة كل احد لا بد ان يكون فيمن يؤثر صداقته عدة خصال الاولى العقل اذ لا خير في صداقة الاحمق لان
شخص دوستی کی قابل نہیں ہوتا بلکہ ضرور ہی کہ تو جسکی دوستی پسند کرتا ہی اوسمین کئی خصلتیں ہوں اول عقل اسواسطی کہ احمق کی دوستی میں کچہہ خوبی نہیں ہی

احسن حاله ان يضرك وهو يريد نفعك وترجع الى القطيعة والوحشة عاقبتها وان طالت مدتها ولذلك
اوسکا اچہی سی اچہا حال یہہ ہوتا ہی کہ بہلائی کرنی میں نقصان کردی اور اوسکا انجام ترک ملاقات اور وحشت ہوگی اگرچہ دوستی پر مدت گذر جاوی اسی لئی

قيل العدو العاقل خير من الصديق الاحمق والمراد من العاقل من يفهم الامور على ما هي عليه اما بنفسه او بتعليمه
کیسا قول ہی دانا دشمن نادان دوست سی بہتر ہی اور عاقل سی مراد وہ ہی کہ امور کی حقیقت اور اصل کو سمجہتا ہو یا خود بخود یا سیکہہ سمجہہ کر

وتفهيمه وقد روي عن الحسن انه قال هجران الاحمق قربان الى الله تعالى وقال عيسى النبي عليه السلام اني
اور حسن سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی احمق سی الگ رہنا اللہ تعالی کی قربت ہی اور عیسی نبی علیہ السلام کہتی ہیں میں

ما عجزت من احياء الموتى وقد عجزت عن معالجة الاحمق والثانية حسن الخلق اذ لا خير في صداقة من لا يملك
مردی کو زندہ کرتا ہوا عاجز نہیں ہوا پر احمق کی علاج سی لاچار ہو گیا ہوں دوسری حسن خلق اسلئی کہ جو غصہ اور شہوت کیوقت اپنی قابو میں نہ رہی

نفسه عند الغضب والشهوة فان العاقل وان كان يدرك الاشياء على ما هي عليه لكن اذا غلبه الغضب والشهوة
تو اوسکی دوستی میں کیا خوبی ہی بیشک عاقل اگرچہ اشیاء کی اصل سی واقف ہوتا ہی پہ جب اوسپر غصہ اور شہوت غلبہ کریگی تو اپنا طرفدار

يطيع نفسه ويفعل ما يقتضيه هواه والثالثة الصلاح اذ لا خير في صداقة الفاسق لان من يرتكب الكبيرة لا يخاف الله
ہو ویگا اور وہی کام کریگا جو اوسکی خواہش ہی اور تیسری صلاح اسواسطی کہ فاسق کی دوستی میں کچہہ خیر نہیں ہی کیونکہ جو شخص گناہ کبیرہ کرتا ہی تو خدا سی نہیں ڈرتا

ومن لا يخاف الله تعالى لا يؤمن غائلته ولا يوثق بصداقته والرابعة الصدق اذ لا خير في صداقة الكذاب لانه
اور جو خدا سی نہ ڈرتا ہو تو اوسکی بدی سی نہیں بچا جاتا اور نہ اوسکی دوستی پر بہروسہ اور چوتہی صدق کیونکہ جہوٹی کی دوستی میں کوئی بہلائی نہیں ہی کیونکہ

مثله مثل السراب يقرب اليك البعيد ويبعد منك القريب وتكون منه دائما على الغرور والخامسة الشجاعة اذ لا
اوسکی مثال ایسی ہی جیسی دہوکا تجہسی دور کو نزدیک کر دیتا ہی اور نزدیک کو دور اور ہمیشہ فریب دیتا رہیگا پانچوین مردانگی اسواسطی کہ ڈرپوک کی

فی صداقة الجبان لانه یترك نصرتك واعانتك عند الشدة ویخونك بل یختفی ویغیب عنك والسادسة الوفاء اذ
دوستی مین کچھ فائدہ نہین ہی کیونکہ خوف اور سختی کی وقت تیری نصرت اور اعانت سی بیٹھہ رہیگا اور تجھکو دغا دیگا بلکہ چھپ کر غائب ہو جائیگا چھٹی وفا سو سطی
لاخیر فی صداقة من لا وفاء له ومعنی الوفاء الثبات علی المحبة والدوام علیها والمحبة الدائمة هی التی تكون فی الله لان
بیوفا کی دوستی مین کچھ فائدہ نہین ہی اور معنی وفا کی محبت پر قایم اور دایم رہنا اور دائمی محبت وہ ہی ہوتی ہی جو خدا کی واسطی ہو اسلئی
ما یكون لغرض من الاغراض یزول بزوال ذلك الغرض فلا یتحقق الوفاء لان ما ینافی الوفاء لا یكون من الوفاء فمن الوفاء فی
کہ جو محبت کسی غرض کی واسطی ہوتی ہی تو جب غرض نکلجاتی ہی محبت بھی ہو لیتی ہی پھر وفا کہان کیونکہ جو وفا کی برخلاف ہو وہ وفا مین داخل نہین ایک وفا
حق صدیقه مراعاة جمیع اصدقائه واقاربه والمتعلقین به لان مراعاتهم اوقع فی قلبه من مراعاة نفسه فیكون
داری دوست کی یہہ ہی کہ اوسکی تمام دوستون اور سگی سودھرون اور علاقہ دارون کی رعایت کری کیونکہ ان لوگون کی رعایت اوسکی دلمین بہت جگہ کرتی ہی بہ نسبت
فرحه بتفقد من یتعلق به اكثر لدلالته علی تعدی المحبة الی من یتعلق به حتی قالوا ان الكلب الذی یكون فی باب دار صدیقه
اپنی رعایت کی پھر اوسکی خوشی اوسکی متعلقون پر عنایت کرنی سی زیادہ تر ہو گی کیونکہ اسکا معلوم ہوتا ہی کہ اوسکی محبت بڑھ کی متعلقون تک پہنچی ہی یہانتک کہتی ہین کہ جو کتا دوست کی
ینبغی ان یتمیز فی قلبه عن سائر الكلاب ومن الوفاء ان لا یصادق عدو صدیقه اذ قال الامام الشافعی اذا اطاع صدیقك عدوك
دروازی پر ہو چاہئی کہ دلمین وہ بھی بہ نسبت اور کتون کی ممتیز ہو اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوست کی دشمن سی دوستی نکری کیونکہ امام شافعی کہتی ہین جب تیرا دوست تیری دشمن کا
فقد اشتركا فی عداوتك ومن الوفاء ان لا یتغیر حاله فی التواضع مع صدیقه وان ارتفع شانه واتسعت ولایته وعظم جاهه
فرمان بردار ہو تو دونو تیری دشمنی مین شریک ہین اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوست کی تواضع کرنی مین حال نہ بدل جاوی اگرچہ شان بلند اور ولایت فراخ اور مرتبہ عظیم ہو جاوی
ومن الوفاء ان یتورع عما یوجب الفرقة بینهما اذ من تمام الوفاء ان یكون شدید الجزع من المفارقة ولذلك قال بعض من السلف
اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ اسباب فرقت سی خوفناک رہی اسلئی کہ پوری دوستی یہہ ہی کہ مفارقت سی بہت ڈرتا ہو اور اسی لئی بعضی متقدمین نی کہا ہی
وجدت جمیع مصیبات الزمان هینة سوی مفارقة الاحباب وقال ابن المبارك الذ الاشیاء مجالسة الاحباب ومن الوفاء الموافقة
مین زمانہ کی تمام مصیبتون کو سہل پاتا ہون بجز جدائی دوستون کی اور ابن مبارک کہتی ہین بڑی مزہ دار چیز دوستون کی ہمنشینی ہی اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ
فیما لا یخالف الحق واما فیما یخالف الحق فاما یتعلق بالدین فلیس من الوفاء الموافقة فیه بل من الوفاء المخالفة فیه والتنبیه علی ما هو الحق كما
جو حق کی برخلاف نہو اوسمین ساتھ دی اور رہی وہ بات جو دینیات مین حق کی برخلاف ہو تو اوسمین موافقت کرنی وفاداری نہین ہی بلکہ ایسی مخالفت مین اور حق کی جتلانی مین وفا
حكی عن الامام الشافعی انه یواخی محمد بن الحكم وكان یبره ویقبل علیه ویقول ما یقیمنی بمصر غیره فلما رای الناس صدق
داری ہی چنانچہ امام شافعی سی حکایت کرتی ہین کہ وہ محمد بن الحكم سی الفت برادرانہ رکھتی تھی اور اوسکو پاس بٹھاتی اور اوسکی پاس جایا کرتی اور کہتی تھی کہ مجکو مصر مین اسکی سوا کوئی نہین
موده لها ظنوا انه یفوض الیه امر مجلسه بعد وفاته فقالوا له فی مرضه الذی توفی فیه الی من تفوض امر مجلسك بعدك
جب لوگون نی صدق مودت اسقدر دیکھا تو خیال کیا کہ اپنی وفات کی بعد اپنی مجلس کا خلیفہ اسی کو کرینگی سو لوگون نی اون سی مرض الموت مین پوچھا اپنی بعد خلافت مجلس کی کسکو تفویض کرینگا
وكان محمد بن الحكم عند راسه واستشرف لیومی الیه فقال الشافعی سبحان الله یشك فی هذا ابو یعقوب البویطی ومال اصحاب الشافعی
اور اوسوقت محمد بن الحكم بھی سرہانی کھڑا تھی سر سامنی ہوی تاکہ اوسکی طرف اشارہ کردین تب امام شافعی نی کہا پاک ہی اللہ میری جگہہ ابو یعقوب البویطی بیٹھی اور شافعی کی تمام شاگرد
الی البویطی فانكر له محمد بن الحكم مع انه كان حمل عنه مذهبه كله الا ان البویطی كان افضل واقرب الی الزهد والورع فان بعض
بویطی کی طرف متوجہ ہو گئی سو محمد بن الحكم کو یہ بات بری لگی باوجودیکہ اونسی تمام مذہب سیکہا تہا مگر بویطی افضل اور بڑا زاہد اور متورع تہا بیشک بعضا شخص
من یشتهر بالعلم والفضل بین الخلق قد یكون غیره افضل منه اما مطلقا او بخصوصیة فیه لكن لا یتفطن لذلك كثیر من الناس
جو خلقت کی اندر علم اور فضل مین مشہور ہو جاتا ہی بعضی وقت اور شخص اوس سی افضل ہوا کرتا ہی یا ہر باب مین یا کسی خاص امر مین لیکن اسبات کو اکثر لوگ سمجھا نہین کرتی
فیعرضون عن غیر المشهور ویشتغلون بالمشهور عندهم فیفوتهم تحصیل فضیلة من لیس بمشهور عندهم فنصح الامام الشافعی
تو اب غیر مشہور کو چھوڑکر جو انمین مشہور ہوتا ہی اودہر متوجہ ہو جاتی ہین سو اونسی اوس غیر مشہور کی فضیلت فوت ہو جاتی ہی سو امام شافعی نی واسطی اللہ کی اور مسلمانون کی

لله تعالى وللمسلمين واختار الافضل وترك المداهنة ولم يؤثر رضى الخلق على رضاء الله تعالى فلما توفي الامام
سنت کی لئے خیر خواہی کی اور افضل کو پسند اور غلطی کو ترک کیا اور خلقت کی رضامندی اللہ کی رضامندی پر اختیار نکی پھر جب امام شافعی نی وفات کی
الشافعي انقلب محمد بن الحكم عن مذهبه ورجع الى مذهب ابيه ودرس كتب مالك واما البويطي فآثر الزهد و
تو محمد بن الحکم اونکی مذہب سی پھر کر اپنی باپ کی مذہب پہ ہوگیا اور امام مالک کی کتابونکا درس شروع کیا اور بویطی زہد اور خلوت لیکر عبادت میں
الخمول واشتغل بالعبادة ولم يعجبه الجمع والجلوس في الحلقة فظهر من هذا كله ان الصالح للصداقة من يجتمع فيه
مشغول ہوا اور اوسکو جماعت کا ہونا اور حلقہ میں بیٹھنا پسند نہ آیا اس تمام بیان سی ظاہر ہوا کہ دوستی کی لایق وہ ہی ہی جسمیں یہہ خصلتیں جمع ہوں
هذه الخصال فان لم يجتمع فيه هذه الخصال فعليك باعتزال الناس جملة وملازمة بيتك اذ ليس للعاقل في
پھر اگر اوسمیں یہہ خصال جمع نہوں تو پھر تمام خلقت سی الگ ہوکر اپنی گھر کی اندر بیٹھا رہ اسلئی کہ عاقل کو اس زمانہ میں
هذا الزمان الا التحصن بالسكوت وملازمة البيوت وقد قال ابو سليمان الخطابي دع الراغبين في صحبتك والتعلم منك
سوای خاموشی کی اور گھر میں ہمیشہ رہنی کی کوئی پناہ نہیں ہی اور ابو سلیمان خطابی کہہ چکی ہیں چھوڑ اپنی ہمنشینوں اور شاگردوں کو
فليس لك منهم صديق ولا رفيق اخوان العلانية واعداء السر ان لقوك مدحوك واذا غبت عنهم اغتابوك من اتاك
کہ انمیں نہ تیرا کوئی دوست ہی اور نہ رفیق ظاہر کی بھائی ہیں باطن میں دشمن جب ملیں تعریف کریں اور جب تو اونسی غایب ہووی تو غیبت کریں ہر اونمیں
منهم كان عليك رقيبا واذا خرج من عندك كان عليك خطيبا فلا تغتر بجمعهم لديك وتملقهم بين يديك
او نمیں سی جو تیری پاس آتا ہی تو تیرا رقیب ہوتا ہی اور جب تیری پاس سی چلا جاتا ہی تو تیری بدگوئی کرتا ہی سو یہہ فریب نکہا تا کہ تیری پاس جمع ہوتی ہیں اور تیری سامنی
فما غرضهم العلم بل غرضهم ان يتخذوك سلما الى اوطارهم وحمارا في حاجاتهم وان قصرت في غرض من اغراضهم
خوشامد کرتی ہیں سو اونکی غرض علم نہیں ہی بلکہ اونکی غرض یہہ ہی کہ تجھکو اپنی حاجات کا زینہ اور اپنی بوجھ کا گدہا بار بردار بنالیں اور اگر تو نی اونکی کسی غرض میں ذرہ قصور کیا
يكونون اشد اعدائك ويعدون ترددهم اليك منة عليك ويرونه حقا واجبا لديك ويعرضون عليك ان تبذل
تو پھر وہ تیری بڑی ہی دشمن ہیں اور اپنی آمد رفت کو تیری اوپر احسان جتلاویں اور اوسکو تیری اوپر حق واجب سمجھیں اور خواہش کریں کہ تو اپنی
لهم عرضك ودينك وتكون لهم تابعا خسيسا بعد ان كنت متبوعا رئيسا وقد روي عن ابن عمر انه عليه السلام قال
آبرو اور دین اونکی لئی کہودی اور اونکا ادنی فرمان بردار بن کر رہی بعد اسکی کہ تو حاکم اور سردار رہتا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
الشيخ في قومه كالنبي في امته وانما يكون الشيخ في قومه كذلك لانه يعلمهم دينهم كما علم كل نبي امته دينهم ومن حق
کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی کہ نبی اپنی امت میں اور شیخ اپنی قوم میں اس رتبہ پر اسلئی ہوتا ہی کہ اونکو دین سکہاتا ہی جیسی نبی اپنی امت کو دین سکہاتی تہی اور شاگرد پر استاد کا حق
المتعلم في حق من علمه خيرا ولو حرفا واحدا ان يحترمه ظاهرا وباطنا لكونه مثل ابيه بل هو اولى لما روي عن ابي هريرة انه
کہ خیر سکہائی ہو اگرچہ ایک حرف بتایا ہو یہہ ہی کہ ظاہر و باطن میں اوسکی عزت کری کیونکہ بجای باپ کی ہی بلکہ بہتر اسلئی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی
عليه السلام قال انما انا لكم مثل الوالد لولده وفي حديث اخر انه عليه السلام قال خير الاباء من علمك وسبب ذلك
علیہ السلام نی فرمایا میں تمہاری لئی ایسا ہوں جیسی کہ بیٹی کی لئی باپ اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اچہا باپ وہ جو تجھکو علم سکہاوی وجہ اسکی یہہ ہی
ان المعلم يقصد الانقاذ من نار الاخرة وهو اهم من انقاذ الابوين لولدهما من نار الدنيا وكذلك كان حق المعلم اعظم
کہ استاد آخرت کی آگ سی بچاتا ہی اور یہہ مقصود تری اس سی کہ ماں باپ اپنی اولاد کو دنیا کی آگ سی بچاتی ہیں اور ایسی ہی استاد کا حق بھی ماں باپ کی حق سی
من حق الوالدين فانهما وان كانا سببين للوجود والحيوة الفانية لكن لولا المعلم وافادته ماهو سبب للحيوة الاخروية
بڑا ہی کیونکہ ماں باپ اگرچہ سبب وجود اور حیات فانی کی ہیں لیکن اگر استاد اور اوسکی فائدہ رسانی نہوتی جس سی حیات اخروی دائمی حاصل ہوتی ہی
الدائمة لساق ما حصل من جهتهما الى الهلاك الدائم ثم انه لما كان مثل الاب يلزمه ان يجري المتعلم مجرى ابنه ويشفق
تو بیشک جو ماں باپ کی جہت سی حاصل ہوا ہی فنا کو ہلاک کر دیتا پھر جب استاد بجای باپ کی ہوا تو اوسکو لازم ہی کہ شاگرد کو بجای بیٹی کی سمجھی اوسپر شفقت کری

علیه ویمنعه عن تجاوز مرتبته الی مرتبة لم یستحقها ولم یجیٔ اوانها ویبین له ان المقصود من العلم تحصیل سعادة
اور ایسا مرتبہ لینی سی جسکا وہ ابھی مستحق نہیں ہی اور اوسکا ابھی وقت نہیں آیا منع کری اور اوس سی بیان کر دی کہ علم سی سعادت اخروی مطلوب ہوتی ہی
الاخرة لا طلب الریاسة والمفاخرة کما حکی ان ابا یوسف لما عقد مجلسا للتدریس من غیر اعلام ابی حنیفة ارسل
ریاست اور عزت مطلوب نہیں ہوتی چنانچہ حکایت ہی کہ ابو یوسف نی جب مدرسہ بدون اطلاع امام ابو حنیفہ کی تجویز کیا تو امام نی اونکی پاس آدمی بہیجا
الیه ابو حنیفة رجلا لیسئله عن عدة مسائل من جملتها انه ساله عن قصار جحد الثوب ثم جاء به مقصورا هل یستحق
تاکہ اونسی چند مسئلہ پوچہوی اونمیں ایک یہہ مسئلہ پوچہا ایک دہوبی ہی کپڑی کا منکر ہوگیا پہر دہو کر لی آیا تو آیا وہ اجرت کا مستحق ہی
الاجرام لا فقال ابو یوسف یستحق فقال الرجل اخطأت فقال لا یستحق فقال اخطأت فتحیر ابو یوسف فقال الرجل ان کانت
یا نہیں ابو یوسف نی کہا مستحق ہی اوس شخص نی کہا غلط پہر کہا مستحق نہیں پہر اوس شخص نی کہا غلط پہر ابو یوسف حیران ہوئی تو اوس شخص نی کہا
القصارة قبل الجحود یستحق والا فلا وهکذا اخطاه فی کل ما اجاب من سائر المسائل فعلم ابو یوسف قصوره فعاد الی
اگر انکار کرنی سی پہلی دہو چکا ہی تو اجرت کا مستحق ہی اور نہیں تو نہیں اسیطرح تمام مسائل کی جواب میں غلطی پکڑی اب ابو یوسف اپنا قصور پا گئی پہر امام کی پاس
ابی حنیفة وحین جاء قال له ابو حنیفة ما جاء بك الا مسئلة القصار فانك تزببت قبل ان تحصرم سبحان الله
حاضر ہوئی اور جب وہ آئی تو ابو حنیفہ نی کہا تجہکو صرف دہوبی کا مسئلہ لایا ہی بیشک تو نی انگور پکنی سی پہلی توڑا سبحان اللہ
من رجل یعقد مجلسا ویتکلم فی دین الله ولا یحسن مسئلة فی الاجارة ثم قال من ظن انه استغنی عن التعلم فلیبك
ایک شخص مجلس بنا کر اللہ کی دین میں گفتگو کری اور اجارہ کا مسئلہ بہی ٹہیک نہیں آتا پہر فرمایا جسکو یہہ خیال ہو کہ علم سیکہنی کی مجکو حاجت نہیں تو وہ
علی نفسه وکان سبب انفراده علی ما ذکر فی مناقب الکردری انه مرض مرضا شدیدا فعاده الامام فقال لقد کنت
اپنی جان کو رووی اور سبب ابو یوسف کی جدا ہونیکا موافق مذکور مناقب کردری کی یہہ ہی کہ وہ سخت بیمار ہوئی امام اونکی عیادت کو گئی اور فرمایا مجکو تجہہ سی امید تہی
اؤملك بعدی للمسلمین ولئن اصبت لیموتن علم کثیر فلما برأ اعجب بنفسه وعقد مجلس الامالی ولم یتفطن ان فی قول
کہ میری بعد مسلمانون کا رئیس اور پیشوا ہوتا اور اگر تو مر گیا تو بہت علم جاوینگا پہر جب وہ اچہی ہوگئی تو اپنی دلمین خوش ہوئی اور مدرسہ تیار کیا اور یہہ نہ سمجہی کہ امام کا یہہ
الامام لقد کنت اؤملك بعدی للمسلمین اشارة الی ان المتعلم لا ینبغی له ان یستبد بنفسه فی زمن استاذه بلا
مجکو امید تہی کہ میری بعد مسلمانون کا بیشک رئیس اور پیشوا ہوتا اشارہ ہی کہ شاگرد کو نہیں چاہئی کہ اپنی آپ اوستاد کی سامنی بلا اذن مستقل ہو جاوی
اذن منه ثم لما علم قصوره ترك مجلسه وعاد الی ابی حنیفة واشتغل بالتعلم منه قال ابن المبارك لا یزال المرء عالما ما
پہر اونکو جب اپنا قصور ثابت ہوا تو وہ مجلس تو تیار چہوڑی اور امام ابو حنیفہ کی پاس آکر پڑہنا شروع کیا ابن المبارک نی کہا کہ آدمی ہمیشہ عالم رہتا ہی
طلب العلم فاذا ظن انه علم فقد جهل وقال الامام الغزالی فی الاحیاء کل متعلم استبقی لنفسه رأیا واختیارا وراء اختیار
جبتک علم طلب کرتا ہی پہر جب یہہ خیال بندہا کہ مین سیکہہ چکا تو اب جاہل ہوا اور امام غزالی احیاء مین کہتی ہین جو شاگرد اپنی کوئی رای تجویز کر کر علاوہ
المعلم فاحکم علیه بالخسران

المجلس الثامن والثمانون فی بیان افضل الاعمال الحب فی الله والبغض فی الله

اوستاد کی رای کی پسند کری تو اوسکو خاسر سمجہلو اٹہاسی مجلس افضل اعمال کی بیان مین کہ محبت برای خدا اور بغض برای خدا ہی
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الاعمال الحب فی الله والبغض فی الله هذا الحدیث من حسان المصابیح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اچہی سی اچہا عمل للہ دوستی اور للہ دشمنی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین کی
رواه ابو ذر وفیه اشارة الی ان المؤمن لا بد له ان یکون له اصدقاء یحبهم فی الله تعالی واعداء یبغضهم فی الله
ابو ذر کی روایت سی اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ مؤمن کی لئی بالضرور بعضی دوست ہوا کرین کہ برای خدا انکو محبوب رکہا کری اور بعضی دشمن کہ برای خدا
فانه اذا احب احدا لکونه مطیعا لله تعالی فلا بد له ان یبغضه عند کونه عاصیا لله تعالی لان من یکون محبوبا بسبب
اونکو مبغوض رکہا کری بیشک اگر کسیکو اللہ کا فرمان بردار دیکہہ کر محبوب رکہیگا تو پہر بالضرور اوسکو مبغوض رکہیگا جبکہ وہ اللہ کی نافرمانی کریگا اسلئی کہ جو شخص کسی سبب سی

فبالضرورة

فبالضرورة يكون مبغوضا لضده وهو مطرد في الحب والبغض لكن كل واحد منهما دفين في القلب وانما يترشح
محبوب ہوجاتا ہی تو بالضرور اوسکا خلاف کرنیسی مبغوض ہوجاویگا اور آدمی محبت اور بغض مین یکسان ہوتا ہی لیکن حب اور بغض دونو اوسکی دلمین گڑی ہوتی ہین
عند الغلبة اذ عند غلبة الحب يظهر افعال المحبين من المقاربة والموافقة ويسمى موالاة وعند غلبة البغض
اور غلبہ کی حالت مین ظاہر ہوجاتی ہین اسلئی کہ محبت کی غلبہ مین دوستون کی سی افعال ہونی لگتی ہین مقاربت اور موافقت اسی کو دوستی کہتی ہین اور بغض کی حالت مین
يظهر افعال المبغضين من المباعدة والمخالفة ويسمى معاداة فان قيل باى طريق يمكن اظهار البغض فالجواب
عداوت کی سی افعال ہونی لگتی ہین دوری اور مخالفت اسکا نام دشمنی ہی اگر کوئی پوچھی بغض کو کسطور پر ظاہر کری تو جواب دینا ہی
ان اظهاره لا يخلو اما ان يكون في القول او في الفعل اما في القول فيكون تارة بكف اللسان عن مكالمته ومحادثته
کہ بغض کا اظہار دو حال سی خالی نہین یا تو گفتگو مین ہوگا یا کاربار مین گفتگو مین تو بعضی وقت اوسکی ساتھ بولنی اور بات چیت سی رکنا
وتارة بتغليظ القول عليه واما في الفعل فيكون تارة بقطع السعي في اعانته وتارة بالسعي في اساءته وافساد مآربه
اور کبھی سخت بولنا اور کاربار مین کبھی تو اوسکی امداد مین تندہی نکرنی اور کبھی اوسکی بدی کی اور مقصد خراب کرنی کی سعی کی
فيما يفسد عليه طريق المعصية لا فيما لا يؤثر فيه وهذا اذا صدر عنه المعصية على طريق القصد كبيرة كانت او
اسطور کہ اوسکی لئی طریقہ معصیت کا باقی نرہی نہ ایسا افساد کہ طریق معصیت مین اثر نکری اور یہہ اوس صورت مین ہی کہ معصیت قصداً کرتا ہو کبیرہ ہو یا
صغيرة واما ما جرى مجرى الهفوة التي يعلم انه نادم عليها غير مصر عليها فالاولى فيه الاغماض والستر لاسيما اذا كانت
صغیرہ اور جو گناہ کہ قایم مقام لغزش کی ہو کہ معلوم ہوتا ہو وہ اسپر شرمندہ ہی اصرار نہین کرتا تو اسمین اولی یہہ ہی کہ چشم پوشی اور پردہ پوشی کری خاص کر ایسا
معصية بالجناية على حقك وحق من يتعلق بك فعدم الاعتراض حسن لان العفو عمن ظلمك واساء اليك
کہ وہ معصیت تیری حق مین یا تیری کسی متعلق کی حق مین ظلم ہو تو اوس سی تعرض نکرنا اچھا ہی کیونکہ درگذر کرنا ایسی سی جو تجھپر ظلم کری اور تیری ساتھ برائی
من اخلاق الصديقين واما من ظلم غيرك وعصى الله تعالى به فعدم الاعتراض عنه احسان اليه فلا يحسن الاحسان
کری صدیقین کی عادت ہی اور جو شخص اوروں پر ظلم اور اللہ کی نافرمانی کری تو اوس سی باز پرس نکرنا اوسپر احسان ہی سو ایسی پر احسان کرنا اچھا نہین ہی
اليه لان الاحسان اليه اساءة الى المظلوم وحق المظلوم اولى بالمراعاة وتقوية قلبه بالاعراض عن الظالم احب
کیونکہ اسپر احسان کرنا مظلوم کی حق مین برائی ہی اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہی اور مظلوم کا دل ظالم سی اعراض کر کر قوی کرنا
الى الله تعالى من تقوية قلب الظالم وقد اتفق السلف على اظهار البغض والعداوة للظلمة والمبتدعة وكل من عصى الله تعالى
اللہ تعالی کو ظالم کی تقویت سی زیادہ تر محبوب ہی اور متقدمین سب متفق ہین کہ ظالم اور بدعتیون کی ساتھ اور جو کوئی خدا کی ایسی نافرمانی کرتا ہو
بمعصية متعدية منه الى غيره واما من عصى الله تعالى في حق نفسه فقد اختلفوا فيه فمنهم من نظر اليه بنظر
کہ اوسکا اثر غیر تک پہنچی اوسکی ساتھ بغض اور عداوت ظاہر کیا کری اور رہا وہ شخص کہ گناہ کا وبال صرف اپنی جان پر لیتا ہی تو اسمین اختلاف ہی سو بعضی تو اوسکی طرف بنظر
الرحمة ولم يعرض عنه ومنهم من شدد الانكار عليه واختار المهاجرة عنه لقوله تعالى لا تجد قوما يؤمنون بالله
رحمت دیکھتی ہین بیزار نہین ہوتی اور بعضی اوسپر بہت تشدد کر کر اوس سی مہاجرت اختیار کرتی ہین بدلیل اس آیت کی تو نہ دیکھیگا کوئی لوگ جو یقین رکھتی ہون اللہ
واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم فدلت الآية على ان
اور پچھلی دن پر پھر دوستی کرین ایسون سی جو مخالف ہوئی اللہ کی اور اوسکی رسول کی اور پڑی وہ اپنی باپ ہون یا اپنی بیٹی یا اپنی بھائی یا اپنی گہرانی کی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی
من يرتكب المعاصي والمنكرات يجب هجره ولو كان من الاقرباء ويكون هذا الهجر على وجه العقوبة والتاديب
کہ جو شخص معاصی اور منکرات پر عمل کرتا ہی اوسی الگ رہنا واجب ہی اگرچہ سگا سو دھرا ہووی اور یہہ چھوٹ چھاٹ بطور سزا اور تادیب کی
بمنزلة التعزير واما النظر اليه بنظر الرحمة فيفضي الى المداهنة لان اكثر البواعث على الاعانة على المعاصي المداهنة
بجای تعزیر کی ہوتی ہی اور اوسکی طرف نظر رحمت سی دیکھنا دین مین سستی پیدا کرتا ہی اسلئی کہ اکثر اسباب گناہ کی امداد کی یہہ ہی ہین مداہنت

ومراعاة القلوب والخوف من نفرتها ووحشتها فيظن الغبي الاحمق انه ينظر اليه بنظر الرحمة ومحك ذلك انه ان
اور دلداری کرنی اور نفرت اور وحشت سی خوف کرنا اب احمق نافہم یہہ خیال کرتا ہی کہ میری طرف نظر رحمت سی دیکہتا ہی اور اسکا امتحان یہہ ہی کہ اگر
كان يترحم عليه عند جنايته على حقه ويقول هذا شئ قد قدر له فكيف لا يفعله والقدر لا ينفع منه الحذر
یہہ حال ہو کہ اوسپر اپنی حق مین تعدی کرنی سی رحمت کر کر یہہ کہتا کہ تقدیر سی یون ہی ہونا تہا یہہ کیونکر نہ کرتا اور تقدیر سی نہین بہاگا جاتا
فحصوله ان يترحم عليه عند جنايته على حق الله تعالى وان كان يغتاظ عليه عند جنايته على حقه ويترحم عليه
تو مضائقہ نہین کہ اوسپر حقوق الٰہی مین تعدی کرنی پر رحم کرے اور اگر اپنی حق تلفی پر غیظ و غضب کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی گناہ پر
عند جنايته على حق الله تعالى فهو مداهن مغرور بكيد الشيطان فان قيل العصاة والفساق على مراتب
رحمت کرتا ہی تو یہہ ضعیف الایمان شیطان کی مکر مین پہنسا ہوا ہی اور اگر کوئی پوچہی گنہگار اور فاسق مختلف
مختلفة فهل يسلك في جميعهم مسلكا واحدا ام لا فالجواب ان المخالف لامر الله تعالى لا يخلو اما ان يكون في اعتقاده
درجہ کی ہوتی ہین پہر کیا سب کی ساتہہ ایک ہی طریقہ برتی یا نہین تو جواب یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی حکم کا مخالف دو حال سی خالی نہین ہی یا تو اعتقاد مین ہی
او في عمله والمخالف في الاعتقاد ثلثة اقسام الاول الكافر وهو ان كان حربيا يستحق القتل والاسترقاق وان كان
یا عمل مین ہی اور جو اعتقاد مین مخالف ہی تین قسم پر ہی اول تو کافر اور کافر اگر حربی ہی تو لایق قتل اور غلام بنانی کی ہی اور اگر
ذميا لا يجوز ايذاؤه الا بالاعراض عنه والكف عن مخالطته ومعاملته ويكره كراهة شديدة تكاد تنتهي الى
ذمی ہی تو اوسکا ستانا جایز نہین ہی مگر کم توجہی سی اور مخالطت اور معاملہ ترک کرنی سی اور سخت مکروہ ہی بلکہ قریب حرام کی ذمی کی
التحريم الانبساط معه والاسترسال اليه كالاسترسال الى الاصدقاء والثاني المبتدع الذي يدعو الى بدعته فان
ساتہہ خوشیان منانی اور تحفہ بہیجنا جیسی دوستون کو بہیجا کرتی ہین اور دوسرا بدعتی جو اورونکو بدعت سکہا دی بیشک
بدعته ان كانت بحيث يكفر بها فامره اشد من الذمي لانه لا يقر بجزية ولا يسامح بعقد الذمة وان كانت مما
اوسکی بدعت اگر ایسی ہی کہ اوس سی کافر ہو جاتا ہی تو اوسکا حال ذمی سی بدتر ہی اسلیے کہ بدعتی نہ اقرار جزیہ کا کرتا ہی اور نہ پروا ذمی ہونی کی کرتا ہی اور اگر بدعت
لا يكفر بها فامره بينه وبين الله تعالى اخف من امر الكافر لا محالة الا ان الانكار عليه اشد منه على الكافر لان شر
ایسی نہین ہی جو کافر کر دی تو اوسکا معاملہ اللہ سی بہ نسبت کافر کی بہت سہل ہی مگر اتنا ہی کہ بدعتی سی متارکت بہ نسبت کافر کی زیادہ کرنی چاہیے اسلیے کہ کافر
الكافر غير متعد لان المسلمين لا يلتفتون اليه ولا يقبلون قوله لكونه كافرا واما المبتدع الذي يدعو الى بدعته و
کا کفر اورون مین اثر نہین کرتا کیونکہ مسلمان ادہر متوجہ نہین ہوتی اور کافر سمجہ کر نہ اوسکا کہا مانتی ہین اور وہ بدعتی جو اورونکو بدعت سکہا دی اور
يزعم ان ما يدعو اليه حق فهو سبب لغواية الخلق فشره متعد فالاستحباب في اظهار بغضه ومعاداته والانقطاع
یہی جو مین کہتا ہون حق ہی سو یہہ شخص خلقت کو گمراہ کر دیگا اسکی بدی بڑہنی والی ہی ایسی سی بغض اور عداوت ظاہر کرنی اور اوسکو ترک کرنا
عنه والتشنيع عليه ببدعته وتنفير الناس عنه وان سلم في خلا فترك الجواب اولى تنفيرا للناس عنه وتقبيحا لبدعته
اور بدعت مین اوسکی شناعت کرنی اور لوگون کو اوس سی متنفر کرنا مستحب ہی اور اگر بجمع مین سلام کری تو جواب نہ دینا بہتر ہی تا لوگون کو نفرت اور بدعت کی برائی ظاہر ہو
لان جواب السلام وان كان واجبا لكن يسقط بادنى غرض وغرض الزجر عن البدعة اهم والثالث المبتدع العامي الذي
اسلیے کہ سلام کا جواب اگرچہ واجب ہی پر ادنیٰ غرض سی ساقط ہو جاتا ہی اور بدعت کی ممانعت تو بڑی ضروری غرض ہی اور تیسرا اکیلا بدعتی جو
لا يقدر على الدعوة فالاولى ان لا يفاتح بالتغليظ والاهانة بل ينبغي ان يتلطف به في النصح لان قلوب العوام سريعة
اورونکو نہین سکہا سکتا تو بہتر یہہ ہی کہ پہلی ہی اوسکی تغلیظ اور اہانت نکرین بلکہ یون چاہیے کہ اوسکو نرمی سی نصیحت کرین کیونکہ عوام کی دل جلد
التقلب فان لم ينفع النصح كان في الاعراض عنه تقبيح لبدعته في عينه يتاكد الاستحباب في الاعراض عنه لان
پلٹ جاتی ہین پہر اگر نصیحت نمانی اور اوسکی نظر مین کم توجہی ہی بدعت کی اہانت ہوتی ہو تو اب اودہر متوجہ نہونا زیادہ تر مستحب ہی اسواسطے

[illegible] بين المخلوق [illegible] قال الشيخ [illegible]
[illegible]

اذا رأى رجلا يتعاطى شيئا من الاهواء والبدع ونهاه عن الشيء من السنن ان يهجره ويتبرأ منه ويتركه حيا وميتا فلا
[illegible] اور بدعت [illegible] پائے تو اوس سے الگ رہے اور بیزار رہے [illegible]

يسلم عليه اذا لقيه ولا يجيبه اذا ابتدأ بالسلام عليه الى ان يترك بدعته ويرجع الى الحق وان مات فلا يشيع جنازته
اور جب ملے تو سلام نہ کرے اور اگر وہ سلام کرے تو اوسکا جواب نہ دے یہانتک کہ بدعت سے باز آوے اور حق کی طرف متوجہ ہووے اور اگر وہ مر جاوے تو جنازہ کو

والنهي عن الهجران فوق ثلث ليال انما هو فيما يقع بين الرجلين من جهة التقصير في حقوق الصحبة والعشرة
اور ممانعت ہجران تین راتوں سے زیادہ کی جو آئی ہے تو وہ اوس صورت میں ہے کہ دو شخصوں میں سبب کمی ادائی حقوق ملاقات اور حق صحبت کی ہو جاوے

دون ما كان في حق الدين فان هجران اهل الاهواء والبدع دائم الى ان يتوبوا فقد مضت الصحابة والتابعون و
نہ یہ کہ جو امر حق دین کی ہو بیشک مفارقت اہل ہوا اور بدعتیوں کی ہمیشہ کو ہے یہانتک کہ توبہ کریں بیشک تمام صحابہ اور تابعین اور

اتباعهم وعلماء السنة على هذا مجمعين متفقين على معاداة اهل البدعة وهجرانهم وعن سهل في تفسير قوله تعالى
تبع تابعین اور علماء اہل سنت اس حکم پر مجتمع اور متفق ہو چکے ہیں کہ اہل بدعت سے دشمنی کرنی چاہیے اور انکو چھوڑنا چاہیے اور سہل سے اس آیت کی تفسیر میں

لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله انه قال من صحح ايمانه واخلص توحيده فانه لا
نہ پاویگا تو ایسی قوم کو [illegible] جو یقین رکھتی ہوں اللہ پر اور پچھلے دن پر پھر دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اوسکے رسول کے [illegible]

يجالس مع مبتدع ولا يواكله بل يظهر له من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعا سلب الله تعالى عنه
تو وہ بدعتی کے ساتھ نہ بیٹھے اور نہ ساتھ کھاوے بلکہ اپنی طرف سے اوسکے حق میں دشمنی اور بغض ظاہر کرے اور جسنے بدعتی کے ساتھ مداہنت کی تو اللہ تعالی اوس سے

حلاوة اليقين ومن اجاب الى مبتدع لطلب العز والغنى في الدنيا اذله الله تعالى بذلك العز وافقره بذلك الغنى
حلاوت یقین کی لے لیتا ہے اور جسنے بدعتی کو واسطے تلاش عزت اور تونگری دنیا کی مقبول رکھا اللہ تعالی اوسکو اوس عزت میں خوار اور اوس تونگری میں مفلس کریگا

ومن ضحك في وجه مبتدع نزع الله تعالى نور الايمان من قلبه وعن الثوري من سمع من مبتدع لم ينفعه الله تعالى
اور جو شخص بدعتی کو دیکھکر خوش ہوتا ہے تو اللہ تعالی ایمان کا نور اوسکے دل سے نکال لیتا ہے اور ثوری سے روایت ہے جسنے بدعتی کی بات سنی تو اللہ تعالی اوس بات سے

بما سمع ومن صافحه فقد نقض عروة الاسلام وعن فضيل من احب صاحب بدعة احبط الله تعالى عمله واخرج نور الاسلام
فائدہ نہیں دیتا اور جو اوس سے مصافحہ کرتا ہے تو توڑ دیتا ہے دستہ اسلام کا اور فضیل سے روایت ہے جو بدعتی کو دوست رکھی اللہ تعالی اوسکی اعمال حبط کرتا ہے اور اسلام کا نور

من قلبه وعنه من جلس مع صاحب بدعة فاحذروه وعنه اذا رأيت مبتدعا في طريق فخذ طريقا آخر وقال الفضيل
اوسکی دل سے نکال دیتا ہے اور اوسی سے روایت ہے جو شخص بدعتی کا ہمنشین ہو تو اوس سے بچو اور اسی سے روایت ہے اگر تو بدعتی کو کسی راہ میں دیکھی تو تو دوسرا راہ اختیار کر اور فضیل

من جالس صاحب بدعة لم يعط الحكمة ... [illegible]
من الصاحب بدعة خرج نور الايمان من قلبه واما العاصي بفعله وعمله لا باعتقاده فهو الذي يفسق في نفسه بشرب
کہتے ہیں جو شخص بدعتی سے مل گیا تو ایمان کا نور اوسکی دل سے نکل جاتا ہے اور گنہگار فعل اور عمل میں بدون اعتقاد کی سو وہ ہی جو آپ اپنی ذات سے بدکار ہے شراب

الخمر او ترك الواجب او مقارفة محظور يخصه ولا يتعدى منه الى غيره فانه ان صود وقت مباشرة المنكر يجب منعه
پیکر یا کوئی واجب ترک کرکر یا امر محظور کو چھوڑکر جو اوسکی ساتھ خاص ہے اور وہ فسق اوروں میں اثر نکرتا ہو سو ایسی شخص کو اگر عین اوس عمل منکر میں پاوین تو اوسکی ممانعت واجب ہے

بما يمتنع منه ولو بالضرب او بالقتل عند القدرة لكون النهي عن المنكر واجبا ووجوبه لا يختص بالولاة بل يجوز
جس طور منع کیا جاوے اگرچہ مار پیٹ سے یا قتل سے اگر قدرت ہو کیونکہ ممانعت امر منکر کی واجب ہے اور منکر کی ممانعت کچھ نری حاکم پر واجب نہیں ہے بلکہ

لكل واحد من احاد الرعية اقامته بالقول والفعل على حسب استطاعته سواء كان حرا او عبدا او امرأة لكن ينبغي
عوام رعایا میں سے ہر ہر شخص کو ضرور ہے کہ ممانعت کرے زبان سے اور ہاتھ سے موافق طاقت کی برابر ہے کہ حر ہو یا غلام یا عورت لیکن چاہیے

ان يكون بالتدريج من الاغلظ الى الاغلظ بحسب حال المنكر كما ذكر في المحيط ان من رأى غيره مكشوف الركبة
کستدریج کی ساتھہ ہووے کا پہلی کچھہ سختی پہر زیادہ سختی معصیت کی حال کی موافق چنانچہ محیط مین مذکور ہی کہ جسنی کسیکو گہٹنا کہولی ہوئی دیکہا
ينكر عليه برفق ولا ينازعه ان لج وفي الفخذ ينكر عليه بعنف ولا يضربه ان لج وفي السوءة يضربه وان لج يقتله
تو نرمی سی منع کری اور اوس سی جہگڑا نکری اگر وہ اصرار کری اور ران کہلی ہوئی مین سختی سی منع کری اور مارے نہین اگر وہ درشتگی کری اور شرمگاہ مین اوسکو مارے اور اگر درشتی کری تو قتل کری
وهكذا الحكم في سائر المنكرات عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة ينبغي ان يكون حزينا مغتما اذ
اور تمام معاصی مین بروقت طاقت کی یہہ ہی حکم ہی اور بی طاقتی کی حالت مین چاہئی کہ دل سی بیزار اور غمناک ہووی
قد ورد في الحديث انه عليه السلام قال يأتي على الناس زمان يذوب قلب المؤمن فيه كما يذوب الملح في الماء لكثرة ما
کہ حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہی کہ مؤمن کا دل ایسا گہل جاویگا جیسی نمک پانی مین گہل جاتا ہی معاصی کی کثرت
يرى من المنكرات ولا يقدر على دفعها وروي عن ابي هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة وهو لا يعرفه فيقول له
جو دیکہیگا اور منع کرنی کی قدرت نہو گی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ ایک شخص قیامت کی دن کسیکا دامن گیر ہو گا اور وہ اوسکو نہپہچانتا ہوگا کہیگا تو
مالك تتعلق بي وما رأيتك قط فيقول بلى قد رأيتني يوما على منكر فلم تغيره فهذا امر خطر قلما يقع السلامة منه اذ نطهر
مجہسی کیون لپٹتا ہی مین نی تجھکو کبہی نہین دیکہا وہ کہیگا ہان تونی مجھکو ایکدن معصیت پر دیکہا پر منع نہین کیا اب یہہ بات بڑی مشکل ہی اسسی نہین بچا جاتا کیونکہ
في كل حين وزمان كثير من المنكرات فلا تغير بل يقع السكوت عنها لاستيناس النفوس بها ولهذا قال بعض العلماء والله
ہر وقت دمبدم بہتیری منکرات عمل مین آتی ہین اور کچہہ روکتے نہین بلکہ چپ رہنا پڑتا ہی کیونکہ معاصے دلون مین مانوس ہوگئی ہین اسلئی بعضی علماء کا قول
ما ابالي بكثرة المنكرات والبدع وانما ابالي واخاف من تأنيس القلوب بها لان الاشياء اذا توالت مباشرتها انستها النفس
ہی مجھکو منکرات اور بدعت کی کثرت کا کچہہ خوف نہین مجھکو تو بڑا خوف یہہ ہی کہ دلمین محبوب نہو جاوین کیونکہ جو چیزین بار بار عمل مین آتی ہین تو نفس کو محبوب ہو جاتی ہین
والنفس اذا انست شيئا قل ان تتأثر له وتوضحه الحديث الوارد في تغيير المنكر وهو ما روي عن ابي سعيد انه
اور نفس کو جو چیز محبوب ہوتی ہی تو کم چہوڑتا ہی اسکی تفصیل وہ حدیث ہی جو تغیر منکرات مین آئی ہی ابو سعید سی روایت ہی کہ نبی
عليه السلام قال من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك
علیہ السلام نی فرمایا اگر کوئی تم مین سی منکر دیکہی تو لازم ہی کہ ہاتہہ سی روکی اور اگر طاقت نہو تو زبان سی اور اگر طاقت نہو تو دل سی اور یہہ
اضعف الايمان فانه عليه السلام اخبر في هذا الحديث ان التغيير بالقلب اضعف الايمان وهو ما يجده المؤمن
ضعیف ایمان ہی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ خبر دی ہی کہ دل سی بیزار ہونا ضعیف ایمان ہی یعنی مؤمن جو اپنی دل مین اوس کام کی
في قلبه من البغض لذلك الفعل المرئي وانزعاجه وقلعه وهو في الغالب انما يحصل فيما يندر وقوعه واما
مشاہدہ سی بغض اور اوسکا اوکہاڑنا اور دفع کرنا پاتا ہی اور ایسی حالت دلی اغلب اوس کام مین ہوتی ہی جو کاہی گاہی ہوتا ہو اور
الاشياء التي تشاهد في كل حين وزمان فتستانسها النفس فلا يوجد في القلب القلق والانزعاج الذي هو اضعف
جو کام ہر وقت اور ہر لحظہ دیکہنی مین آتی ہین سو نفس سی مانوس ہو جاتی ہین پہر اوسکا کچہہ قلق اور دفعیہ کہ وہ اضعف الایمان ہی
الايمان واذا لم يوجد في القلب اضعف الايمان فماذا يرجى ان يوجد فيه وتزيده ايضاحا ما ذكر في قوت القلوب
وہ ہی دلمین نہین رہتا اور جب دلمین اضعف الایمان بہی نہوا تو پہر کیا توقع باقی رہ گئی اور اسکی بڑی تفصیل تو وہ ہی جو قوت القلوب مین مذکور ہی
ان الحسن البصري قال اول بدعة رأيت بلت الدم ثم بعد ذلك بلت اصفر ثم عاد الامر الى العادة فانه لقوة ايمانه
کہ حسن بصری نی کہا پہلی پہل بدعت جو مین نی دیکہی تو لہو موتا پہر اوسکی بعد زرد پیشاب آیا پہر اسکی عادت پڑگئی کیونکہ اونکو بسبب قوت ایمان
ورؤيته ما لم يعهده قوي انزعاجه حتى تغير مزاجه وظهر اثره في مائه فان مزاج الانسان اذا تغير يظهر اثره في مائه
بدعت خلاف عادت دیکہہ کر بہت غصہ آیا ایسا کہ اونکا مزاج متغیر ہو کر اوسکا اثر پیشاب مین ظاہر ہوگیا کیونکہ آدمی کا مزاج جب بدلتا ہی تو اوسکا اثر پیشاب مین

الایری

الا ترى ان الاطباء يستدلون على داء المريض من مائه فلما استمر ترك البدعة ولو يقدر على تغييرها تغير

کیا نہیں جانتا کہ طبیب لوگ دکھیا کی مرض پر پیشاب سے استدلال کرتے ہیں پھر جب بدعت فرض ہو گئی اور روک کی قدرت نہیں ہوئی

ذلك لانزعاج الاول لاستيناس النفس بها وبقي عنده من الانزعاج قدر ما يلزمه من التغيير بالقلب لان الانكار

تو پہلی مدافعت دلی بدل گئی کیونکہ نفس کو چنداں اجنبی نہ معلوم ہوئی اور دل میں اسکی مدافعت کا خیال جتنا باقی رہ گیا وہ اتنا ہی تغیر ہوا اسواسطے کہ دل کا

بالقلب لا يسقط بوجه من الوجوه اذ لا مانع يمنع منه ولا يقتصر عليه الا هو اضعف الايمان سواء استطاع

انکار کسیطرح نہیں جاتا اسلئے کہ اسکا کوئی مانع نہیں ہوتا اور اتنی پر اکتفا وہی کرتا ہے جو ضعیف الایمان ہو دوسری برابر ہی کہ انکار

الانكار باليد واللسان او لم يستطع لكن عند عدم الاستطاعة يسقط عنه الاثم ويبقى ضعف الايمان

ہاتھ سے اور زبان سے کرسکتا ہو یا نکر سکتا ہو لیکن بیمقدوری کی حالت میں گناہ نہیں ہوتا ایمان میں ضعف بدستور رہتا ہے

فان المنكر اذا كثر ولم يقدر المؤمن على منعه وسكت ولم يتكلم بشيء لا يأثم لان التكليف بقدر الوسع لما قال

بیشک معصیت جب کثرت سے ہوتی گئیں اور مؤمن کو مدافعت پر قدرت نہو اور وہ چپ ہو کر کچھ نہ کہے تو گنہگار نہیں ہوتا اسلئے کہ تکلیف بقدر طاقت

الله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها المجلس التاسع والثمانون في بيان متابعة الرسول في الامر

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جو اسکی گنجایش ہو نواسی مجلس اس بیان میں کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اور نہی میں لازم ہے اسمیں مخالفت

والنهي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نهيتكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به فافعلوا منه ما استطعتم

جائز نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تمکو میں منع کروں تو اوس سے پرہیز کرو اور جو تمکو حکم کروں تو اوسکو جہاں تک ہو سکے عمل میں لاؤ

فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم واختلافهم على انبيائهم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه

کیونکہ تمسے پہلی امتیں اسیسے تباہ ہوئیں کہ وہ اپنے انبیاء سے پوچھ کر صرف کرتی تھیں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی

ابو هريرة والخطاب فيه خطاب مشافهة والخطاب بالمشافهة مختص بالموجود الحاضرين في ذلك الوقت وتناوله

روایت سے اور اسمیں خطاب جو ہے تو خطاب آمنا سامنے کا ہے اور آمنا سامنے کا خطاب اونہیں ہوتا ہے جو اوسوقت میں موجود وحاضر ہوتے ہیں

لغيرهم ممن كان غائبا ومن سيوجد بعدهم الى يوم القيامة ليس بطريق الحقيقة بل اما بطريق تغليب الفريق

اور اوروں کے حق میں جو اونکے سوائے غائب ہوتے ہیں اور جو اونکے بعد قیامت تک پیدا ہونگے بطور حقیقت کے نہیں ہوتا بلکہ وہ یا تو بطور تغلیب فریق

الاول على الثاني او بطريق تعميم حكمه له بدليل خارجي فان الاجماع منعقد على ان اخر هذه الامة مكلف

اول کی ثانی پر یا اوس حکم کو کسی دلیل خارجی سے عام کردینے سے ہوتا ہے کیونکہ اس امر پر اجماع ہو چکا ہے کہ اس امت کی آخر پر بھی وہی حکم ہے

بما كلف به اولها كما يشير اليه قوله عليه السلام الحلال ما جرى على لساني الى يوم القيامة والحرام ما جرى على

جو اول پر تھا چنانچہ اس حدیث میں یہی اشارہ ہے قیامت تک حلال ہے جو میری زبان پر آچکا ہے اور قیامت تک حرام ہے جو میری زبان پر

لساني الى يوم القيامة ثم ان الحديث المذكور سابقا من جوامع الكلم التي اوتيها النبي عليه السلام وهو قاعدة عظيمة

آچکا ہے پھر وہ حدیث جو سابق میں مذکور ہوئی گویا جوامع الکلم ہے جو نبی علیہ السلام کو ملا ہے اور وہ اسلام کی قواعد میں سے

من قواعد الاسلام [illegible]

بڑا قاعدہ ہے اسواسطے کہ جو احکام [illegible]

النهي يتناول الحرمة والكراهة كما [illegible]

نہی میں حرمت اور کراہت [illegible]

استطعتم لان [illegible]

[illegible] کو اسلئے کہ [illegible]

بالاستطاعة وأما قوله تعالى اتقوا الله حق تقاته فالصحيح الصواب الذي جزم به المحققون ان قوله تعالى فاتقوا الله

لگادی ہی اور یہہ آیت اوٹہ لی رہو اسدسی جیسا چاہیے تو صحیح صواب جو مختار محقق لوگون کا ہی یہہ ہی کہ یہہ آیت سو ڈرو اسدسی

ما استطعتم مفسّرة له ومبين المراد به لانه تعالى لم يكلف عباده الا بالمستطاع حتى قال لا يكلف الله نفسا الا وسعها

جہان تک سکو اوسکی تفسیر ہی اور اوس سی جو مراد ہی کہولدیتی ہی اسلئی کہ اسد تعالی نی اپنی بندون کو طاقت سی زیادہ کی تکلیف نہین دی ہی یہان تک کہ فرمادیا

وقال في آية اخرى وما جعل عليكم في الدين من حرج ثم ان النهي في قوله عليه السلام ما نهيتكم عنه فاجتنبوه

جو اوسکی گنجایش ہو۔ ایک آیت مین فرمایا ہی اور نہین رکہی تمپر دین مین کچہہ مشکل پہر نہی جو اسحدیث مین ہی کہ جو مین تمکو منع کرون تو اوس سی پرہیز کرو

يقتضي ترك جميع ما نهي عنه مطلقا اذ لا يحصل الامتثال الا بذلك بخلاف الامر في قوله عليه السلام وما امرتكم

یہہ ہی تقاضا کرتی ہی کہ تمام منہیات مطلقا عمل مین نہ آوین کیونکہ بدون اسکی اطاعت نہین ہوتی برخلاف امر کی اسحدیث مین اور جو مین تمکو امر کرون

به فافعلوا منه ما استطعتم فانه لا يقتضي الا الاتيان بما يقدر عليه ثم ان من كان مريضا اذ لم يقدر على القيام في الصلوة

تو جسقدر تمسی ہوسکی وہ کرو اس سی عمل کرنا بقدر استطاعت ہی کی لازم آتا ہی جیسی کوئی بیمار ہو اگر نماز مین کہڑا نہین ہوسکتا تو بیٹہہ کر پڑہ لی

يصلي قاعدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصلي بالايماء قاعدا ويجعل سجوده اخفض من ركوعه

رکوع اور سجود ادا کری اور اگر رکوع اور سجود ہی نہین ادا کرسکتا تو بیٹہہ کر اشارہ سی پڑہ لی اور سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی زیادہ پست کری

ليتحقق الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصلي بالايماء مضطجعا او مستلقيا وكذا اذا كان راكبا على الدابة

تاکہ دونون مین فرق رہی اور اگر بیٹہہ بہی نہین سکتا تو اشارہ سی ادا کری کروٹ پر پڑا ہوا یا چت اور ایسی ہی اگر چوپایہ پر سوار ہو

وخاف عند النزول على نفسه او دابته من سبع او لص او كان في مطر شديد او طين يغيب وجهه فيه ولا يجد مكانا

اور اوترنی مین اپنی جان کا یا اوس سواری کا خوف کرتا ہو درندہ سی یا چور سی یا مینہہ کی روہڑتی ہو یا ایسا کیچڑ گارا ہو کہ جسمین منہہ دہسجاوی اور کوئی

جافا او كان عاجزا عن النزول والركوب لكبر سنه او ضعف مزاجه او كان دابته جموحا لا يمكنه الركوب بلا معين

خشک جگہہ نہ ملی یا سواری سی اوترنی چڑہنی مین عاجز ہو ماری بڑہاپی کی یا ناتوانی مزاج سی یا اوسکا گہوڑا بدکتا ہو کہ بدون مددگار کی نہین چڑہ سکتا

او كانت القافلة في البادية سيرو يخاف على نفسه وثيابه لو نزل فانه يصلي على الدابة بالايماء كيف ما يمكنه وكذا المرأة

یا قافلہ جنگل مین چلا جاتا ہو اور اگر اوتری تو خوف ہی جان کا یا کپڑون کا تو یہہ بہی سواری کی اوپر اشارہ سی جسطرح بن آوی پڑہ لی اور ایسی ہی عورت

اذا لم يكن لها محرم ولم تستطع النزول والركوب بنفسها تصلي على الدابة بالايماء فبذلك يحصل الامتثال في

جب اوسکی ساتہہ محرم نہو اور وہ اپنی آپ اوتر چڑہ نہ سکتی ہو تو دابہ کی اوپر اشارہ سی پڑہ لی ان تمام صورتون مین اتنی ہی مین امتثال

جميع ذلك وكذلك لو لم يجد من الثياب ما يستر به عورته ومن الماء ما يغسل به اعضاء وضوئه مرة واحدة

ہو جاویگا اور ایسی ہی اگر اتنا کپڑا میسر نہو کہ عورت ڈہک سکی اور اتنا پانی نہ ملی کہ اعضاء وضو کی ایک ایک بار دہو لی

او يعجز عن استعمال الماء في بعض اعضائه في الوضوء والغسل او عن اتيان بعض اركان الصلوة او بعض شروطها

یا وضو مین یا غسل مین بعض اعضا پر پانی نہ لگا سکی یا کوئی رکن یا کوئی شرط نماز کی ادا نہ کر سکی

فباتيان الممكن يحصل الامتثال وقوله عليه السلام فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم جاء مبينا

تو پہر جتنا ادا کر سکتا ہی وہ ہی پورا امتثال ہی اور یہہ ارشاد نبوی علیہ السلام کا کہ تمسی پہلون کو کثرت کی پوچہا پاچہی نی ہلاک کر دیا مسلم مین

في كتاب مسلم عن ابي هريرة فانه قال خطبنا رسول الله عليه السلام فقال "يا ايها الناس قد فرض الله عليكم الحج

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی وہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ہمکو خطبہ سنایا فرمایا ای لوگو بیشک اللہ نی تمپر حج فرض کردیا ہی

فحجوا فقال رجل اكل عام فسكت النبي عليه السلام حتى قالها ثلاثا فقال النبي عليه السلام لو قلت نعم لوجبت

سو حج کیا کرو ایک شخص نی عرض کیا کیا ہر سال پہر نبی علیہ السلام چپ ہو رہی یہان تک کہ اوسنی تین بار کہا پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر مین یہہ کہدیتا کہ ہان

قال النبي عليه السلام ذروني ما تركتكم فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على انبيائهم فاذا امرتكم
نبی علیہ السلام نے فرمایا مجھکو اسی پر رہنے دو جسپر میں تمکو چھوڑ رکہا ہوں تمسی پہلی جو لوگ تھے ہلاک ہوئی ہیں تو بہت پوچہا پاچہی کا اور اپنی انبیا کی خلاف کرنی ہی کی سبب سے
بشيء فأتوا منه ما استطعتم واذا نهيتكم عن شيء فدعوه فانه عليه السلام صار كأنه قال اتركوني في مدة تركي
سو جب میں تمکو کوئی بات کہا کروں تو اوسکو جتنا تمسی ہو سکی کیا کرو اور جب منع کیا کروں کسی بات سے تو وہ چھوڑ دیا کرو اب نبی علیہ السلام نی گویا یہ فرمایا یوں ہی رہنی دیا کرو
اياكم من الامر بالشيء او النهي عنه ولا تلحوا علي في السؤال ولا تبالغوا في الاستقصاء والا يشدد عليكم كما شدد على
جبتک میں تمکو کسی بات کی امر میں یا ممانعت میں چھوڑی رکہوں اور خواہ مخواہ مجھسی سوالات کیا کرو اور سختی پیدا کرنی میں حد سی بڑھا کرو اور نہیں تو تمپر ایسا تشدد ہوگا
بني اسرائيل حين وقع فيهم قتيل ولم يدروا من قتل وسألوا موسى النبي عليه السلام ان يبينه لهم فقال لهم موسى انه
جیسی بنی اسرائیل پر تشدد ہوا تہا جب اونمیں ایک مردہ ملا اور اوسکا قاتل نہ معلوم ہوا پہر اونہوں نی نبی علیہ السلام سی پوچہا کہ ہمکو قاتل بتا دو سو موسی علیہ السلام نی
ان الله يأمركم ان تذبحوا بقرة وتضربوه ببعضها فيحيى ويخبركم بقاتله فلما سمعوا منه هذا القول تعجبوا من امره
اونسی کہا کہ اللہ تعالی تمکو فرماتا ہی کہ ایک گای ذبح کرو اور اوسکا ایک ٹکڑا مردہ سی لگا دو وہ زندہ ہو کر اپنا قاتل تمکو بتا دیگا جب اونہوں نی حضرت موسی کی یہ بات سنی
ميتة يضرب ببعضها ميت فيحيى فيخبر بقاتله فشرعوا في السؤال عن حالها صفتها وسنها ولونها حتى امروا بان يذبحوا بقرة على صفة
کہ مردہ گای کا گوشت مردہ سی لگائیں تو مردہ زندہ ہو کر اپنا قاتل کا نام تمکو بتاویگا پس اب اونہوں نی گای کا حال اور قسم اور عمر اور رنگ پوچہنا شروع کیا آخر کو ایسی گای ذبح کرنیکا
لم توجد تلك الصفة الا في بقرة واحدة ولم يبعها صاحبها الا بملء جلدها ذهبا فاشتروها بذلك وذبحوها فضربوا
حکم ہوا کہ جیسی ایک ہی گای تہی اور اوسکی مالک نی بیچی تو اوسکا چمڑا سونی سی بہروا لیا پہر اوسی قیمت کو مول لیکر ذبح کی اور گوشت کا کچھ مردہ سی لگایا
القتيل ببعضها فحيي وسمى لهم قاتله فانهم في ابتداء الامر لو ذبحوا بقرة اية بقرة كانت لكانوا ممتثلين لامر الله تعالى
پہر وہ زندہ ہوا اور قاتل کا نام بتایا اگر وہ پہلی حکم ہوتی ہی کوئی سی گای ذبح کر دیتی تو فرمان الہی ادا ہو جاتا پر وہ اپنی اوپر سختی نیکو
لكنهم شددوا على انفسهم بالاستقصاء في السؤال فشدد الله تعالى عليهم وقد اشار النبي عليه السلام الى ذلك
سوال کئی گئی اللہ تعالی نی اونپر شدت کی اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اودہر ہی اشارہ کیا ہی
بقوله فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على انبيائهم وانما كان كثرة السؤال والاختلاف على الانبياء
کہ جو تمسی پہلی گذری ہیں بہت سوال کرنیسی اور انبیاء علیہم السلام کا خلاف کرنی سی ہلاک ہوئی اور کثرت سوال اور انبیاء کا خلاف کرکر
سببا للهلاك لان الله تعالى انما بعثهم ليعلموا الناس ما يحتاجون اليه في دينهم ويبينوا ما فيه مصالح دنياهم واخراهم
اسلئی ہلاک ہوگئی کہ اللہ تعالی نی انبیاء کو اسی لئی بہیجا ہی کہ لوگون کو حاجت کی باتین دین کی سکہلادین اور جس امر میں اونکی دنیا اور دین کا بہلا ہو جتلا دین
وجعل كلامهم امينا على مواضعه ولا يجوز لهم ان يسكتوا عند الحاجة او يتكلموا على خلاف المصلحة وكثرة السؤال
اور اللہ تعالی نی ہر ایک نبی کو امت کی کاروبار کا امین پیدا کیا ہی اونکو جائز نہین ہی کہ حاجت کی وقت چپکے رہیں یا برخلاف مصلحت کچھ کہہ اوٹھیں
على من كان شأنه هذا والاختلاف عليه امارة عدم الثقة بقوله وعلامة سوء الظن به ولا شك ان سوء الظن
اور ایسی لوگون سی بار بار سوال کرنا اور اونسی خلاف کرنا نشانی بی اعتمادی کی اونکی کہنی پر اور علامت بدگمانی کی ہی اور بلا شک نبی پر بدگمانی
بالنبي يوجب الهلاك وقد قال المشائخ من قال لاستاذه لم فهو لا يفلح ابدا فما ظنك بمن لا يتأدب بين يدي الرسول
ہلاک کر دیتی ہی اور مشایخ کا قول ہی جو کوئی اوستاد کی سامنی کیون کہی اوسکا کبہی بہلا نہین ہوتا پہر تیرا کیا ہی خیال ہی اوسکی حق میں جو رسول علیہ السلام کی سامنی
وتجاوز عن مقام التسليم والقبول ثم انه عليه السلام اشار بذكر كثرة السؤال الى ان بعض السؤال لا يضر وهو ما كان
بی ادبی کری اور تسلیم و قبولیت کی مقام سی بڑھ جاوی پہر نبی علیہ السلام نی کثرت سوال کی ذکر کرنی میں یہ اشارہ فرمایا ہی کہ بعض سوال نقصان نہین کرتا یعنی
[illegible] واما ما لا يعنيهم ولا يليق بهم ففيه تضييع للعمر ودليل على التردد وقد يكون سببا للوقوع في
[illegible]

الزيغ والبدع لسوء الفهم وضعف البصيرة ومن اجل ذلك ضل من كان قبلهم من الامم السالفة واستوجبوا اللعن

بسبب نافہمی اور ضعف بصیرت کی کجی اور بدعتوں میں جا پہنستا ہی اور اسی سبب سی تمسی پہلی امتیں گمراہ ہو کر ملعون ہوگئیں اور اونکی

والمسخ وغير ذلك من البلايا والمحن وقوله عليه السلام واختلافهم معطوف على الكثرة لا على السؤال لان الاختلاف

صورتیں بدل گئیں اور سوا اسکی ورپہت بلائیں اور محنتیں پہنچیں اور حدیث کا لفظ واختلافهم کثرت پر معطوف ہی سوال پر معطوف نہیں اسلئی کہ انبیاء

على الانبياء غير جائز قليلا كان او كثيرا لانه تعالى لم يجعل احدا منهم مستعدا لنبوته وامينا لوحيه الا وقد تكفل

کی مخالفت اصلا جائز نہیں ہی تہوڑی نہ بہت یعنی کہ اللہ تعالی نی اونکو لائق نبوت کی اور امین اپنی وحی کا تب کیا ہی کہ آپ اونکی صواب اندیشی کا ذمہ دار

له بالاصابة وايده بالهداية الى الاصلح والارشد فعلى كل واحد من امته ان يلقى سمعه اليه ويشهد بقلبه بين

ہو لیا ہی اور امور اصلح وارشد میں ہدایت کی تائید کی ہی اب امت کی ہر ہر شخص کو لازم ہی کہ اونکی بات کان لگا کر سنی اور دلسی اونکی سامنی گواہی دی

يديه ويغتنم كلامه اذا تكلم وسكوته اذا سكت ويسد عنده باب الاختلاف ولا يفتح عليه باب الاعتراض بل يتبعه

اور اونکی کلام کو جب کچہہ فرماوین اور اونکی خاموشی کو جب چپ رہین غنیمت سمجہی اور دروازہ اختلاف کا تیغہ کری اور اعتراض کا باب کبہی نہ کہولی بلکہ اونکی اتباع کی جاوی

اذ فى معنى نبينا محمد عليه السلام غيره من الانبياء وقد قال الله تعالى فى حقه واتبعوه لعلكم تهتدون وعلم من دين

کیونکہ اور سب انبیاء الہ نعت میں ہمارا ہی تھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین اور بیشک اللہ تعالی نی اونکی حق میں فرمایا ہی اور اونکی تابع رہو شاید تم راہ پاؤ اور

الصحابة ضرورة انهم كانوا يتبعونه فى جميع افعاله واقواله من غير توقف ولا تردد اصلا الا ما قام فيه دليل على

صحابہ کی معاملات دینی سی یقینی معلوم ہی کہ صحابہ تمام افعال واقوال میں اونکی اطاعت کرتی تہی اصلا توقف اور تردد نہیں ہوتا تہا ان اگر کوئی دلیل

اختصاصه به فانهم قد خلعوا نعالهم حين خلع نعله ونزعوا خواتيمهم حين نزع خاتمه وكانوا يبحثون بحثا عظيما

اسکی کہ ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی خاص ہی پہونچ جاتی پہر کہ صحابہ جوتیاں پاؤں سے اوتار دیتی تہی جب آپ نے اوتاری اور انگوٹہیاں نکالتی جب آپ انگوٹہی نکالتی

عن هيئة جلوسه ونومه وكيفية اكله وشربه وغير ذلك ليقتدوا به وانهم حين ارادوا التبتل والانقطاع

اور آپ کی طرز نشست اور خواب اور طریقہ کہانی اور پینی وغیرہ کی آپس میں بہت بحث اور پوچہا پاچہ رکہتی تہی تاکہ اسکی پیروی کریں اور جب صحابہ نی بہ عزم کیا

للعبادة ليلا ونهارا قال لهم اما انا فاكل واشرب وانام واتزوج النساء فمن رغب عن سنتى فليس منى فانظر كيف

رات دن مصروف عبادت رہنی کی پہر میں تو آپ نی فرمایا میں کہاتا بہی ہوں اور پیتا ہوں اور سوتا بہی ہوں اور عورتوں سی نکاح بہی کرتا ہوں جو میری سنت سی پہر جاوی وہ میرا نہیں دیکہو

ردهم بفعله عما قصدوه مع انه قبل التامل يرى انه من اكبر الطاعات وافضل العبادات ولذلك قال ابو بكر الصديق

اب دیکہو تو نبی صلعم نی صحابہ کو انکی ارادہ سی اپنا کام بتلاکر کیونکر پہیرا دیا ہی باوجودیکہ تامل سی پہلی ظاہر میں معلوم ہوتا ہی کہ بڑی ہی طاعت اور افضل عبادت ہی اور اسیواسطی ابو بکر

ديننا مبنى على المنقول لا على مناسبات العقول وقال الامام الغزالى فى اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك

صدیق کہتی ہیں ہمارا دین کی بنیاد منقول پر ہی مناسبات عقلی پر نہیں ہی اور امام غزالی اصول الدین میں کہتی ہیں بیچارہ عقل تصرفات سی کہ

وتقول ما كان خيرا ونافعا فهو كلما يكون اكثر كان انفع فان عقلك لا يهتدى الى اسرار الامور الالهية وانما

تو یہ نہ کہنی لگی جو بات بہتر اور مفید ہی تو جتنی زیادہ ہوگی مفید تر ہوگی کیونکہ امور الہی کی اسرار کو تیری عقل کہاں پا سکتی ہی اون اسرار کو

يتلقاها قوة النبى عليه السلام فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس او ما ترى كيف نهيت الى

قوت نبوی ہی اوٹہا سکتی ہی سو تجہکو صرف اتباع ہی لازم ہی کیونکہ بعضی خاص امور قیاس سی معلوم نہیں ہوتی کیا تو نہیں جانتا کہ تجہکو دو پہر کی نماز کی بابت

الصلوة ونهيت عنها جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح وبعد العصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهى الى

اور دنوں میں ہر وقت پڑہنی کی ممانعت ہی اور بعد صبح کی اور بعد عصر کی اور عین طلوع اور غروب اور زوال پر حکم ترک نماز کا ہوا اور یہ سب تمام زمانہ

قدر ثلث النهار وانت لا تفهم وكيفية فساد ظاهر فى قياس هذا فانه كقولك الدواء نافع للمريض فكلما كان انفع ومن المعلوم

بقدر تہائی دن کی ہوتا ہی کیونکہ تیری بہ قیاس میں تو فساد ظاہر معلوم ہوتا ہی یہ قیاس تو ایسا ہی جیسی دوا بیمار کو سودمند ہوتی ہی پہر جتنی زیادہ ہوگی زیادہ نافع ہوگی

ان كثرة الدواء ربما يقتل وقال في الاحياء اعلم ان الطبيب الحاذق كما يطلع في المعالجات على اسرار يستبعدها

کہ دوا کی کثرت بعضی وقت مار ڈالتی ہی اور احیا مین کہا ہی سمجھ تو طبیب حاذق جیسی معالجات مین ایسی ایسی اسرار جانتا ہی کہ ناواقف لوگ حیران ہوتی ہین

من لا يعرفها فكذا الانبياء اطباء القلوب والعلماء باسباب الحيوة الاخروية فلا تتحكم على سننهم بعقلك

ایسی ہی انبیاء دلون کی طبیب ہین اور اخروی زندگی کی اسباب سی واقف ہین سو تو اونکی وضع پر عقلی تکی مت لگا

فتهلك فكم من شخص يصيبه عارض في اصبعه فيقتضي عقله ان يطليه حتى ينبهه طبيب حاذق ان علاجه

تو ہلاک ہو رہی کا بہت شخص ہوتی ہین کہ اونکی اونگلی دکھنی لگتی ہی اوسکی عقل مین آتا ہی کہ اسپر لیپ کرنا چاہیے یہان تک کہ طبیب حاذق تجویز کرتا ہی کہ اسکا علاج

ان يطلي الكتف من الجانب الآخر من البدن فيستبعد ذلك من حيث انه لا يعلم كيفية انشعاب الاعصاب فكذا

بدن کی دوسری طرف کی مونڈھی پر لیپ کرنا چاہیے پہر اسمین وہ حیران ہوتا ہی اسلیے کہ پٹھون کی راہ اور کیفیت سی واقف نہین ہی ایسا ہی

الامر في طريق الآخرة ودقائق سننهم ليس في وسع العقل الاحاطة بها كما ان في خواص الاحجار امورا غاب عنا

حال آخرت کی راہ کا ہی اسکی دقیق عقل کی احاطہ مین نہین سما سکتی جیسی پتھرون مین بعضی ایسی خواص ہین کہ ہم نہین جانتی

علمها حتى لا نعرف السبب الذي به يجذب المقناطيس الحديد والعجائب في العقائد والاعمال اكثر منها في الادوية

یہانتک کہ ہمکو اسکا سبب معلوم نہین کہ مقناطیس لوہی کو کیون کہینچ لیتا ہی اور عقاید اور اعمال کی عجایب تو دوا دارو سی بہت زیادہ ہین

فكما ان العقول تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل اليها فكذلك العقول تقصر عن ادراك

تو جیسی عقلین دوا دارو کی تاثیرات سی واقف نہین ہین باوجودیکہ تجربہ کو بہی اودہر راہ ہی ایسی ہی عقلین حیات اخروی کی مفید شی کی سمجہ سی قاصر ہین

ما ينفع في الحيوة الآخرة مع ان التجربة غير متطرقة اليها وانما يكون ذلك لو رجع الينا بعض الاموات فاخبرونا

باوجودیکہ تجربہ کو بہی ادہر کوئی راہ نہین یہہ حال جب معلوم ہوتا اگر کوئی مردہ ہمارے پاس چلا آتا پہر ہمکو بتا دیتا

عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وكذا العقائد وذلك مما لا مطمع فيه فيكفيك من منفعة العقل

کونسی اعمال اللہ تعالی سی نزدیک کر دیتی ہین اور کونسی دور ڈالدیتی ہین اور ایسی ہی عقاید اور اسکی تو کوئی امید نہین ہی اب عقل کا اتنا فائدہ ہی بہت ہی

ان يهديك الى صدق النبي عليه السلام ويفهمك موارد اشاراته ثم اعزله عن التصرف والزم الاتباع فانك

کہ تجھکو واسطی تصدیق نبی علیہ السلام کی ہدایت کرتی ہی اور موارد اشارات سمجہا دیتی ہی پہر عقل کو تصرف سی بیکار رکہکر اتباع لازم کر لی تیری

لا تسلم الا به قال بعض العلماء العقل يوصلك الى صدق النبي عليه السلام ثم تتركه وتقتدي بالنبي عليه السلام

سلامتی اسی مین ہی بعضی علماء کہتی ہین عقل تجھکو نبی علیہ السلام کی تصدیق تک پہنچا دیتی ہی پہر تو اوسکو چہوڑ اور افعال اور ترک افعال مین نبی کی

في افعاله وتركه كالفرس في سفرك الظاهر فانه يوصلك الى البحر ثم تتركه وتركب السفينة وتقتدي بالملاح في

پیروی کر جیسی گہوڑا ظاہری سفر مین دریا تک پہنچا دیتا ہی پہر تو اوسکو چہوڑ کر کشتی مین سوار ہو جا اور اوسکی چلانی اور ٹہرانی مین ملاح کی پیروی کر

مجريها ومرسيها وقال الشيخ الكلاباذي ان الله تعالى لم يبن امور الدين على عقول العباد ولم يعد ولم يوعد

اور شیخ کلاباذی کہتا ہی کہ اللہ تعالی نی امور دینی کی بنیاد بندون کی عقلون پر نہین رکہی ہی اور نہ وعدہ کیا ہی اور نہ وعید

على ما يحتمله عقولهم ويدركونه بافهامهم او يقيسونه بارائهم بل وعد واوعد بمشيته وارادته وامر ونهى

موافق عقلی احتمالات کی کہ اوسکو وہ اپنی فہم اور رای سی سمجہ لیں اور جانچ لیں بلکہ وعدہ اور وعید اپنی مشیت اور ارادہ کی موافق اور امر اور نہی

بحكمته وعلمه ولو كان كل ما لا يدركه العقول مردودا لكان اكثر الشرائع مستحيلا على موضوع عقول العباد و

اپنی حکمت اور علم کی مطابق کیا ہی اور اگر جو امر کہ عقل سی دریافت نہین ہو سکتا ہو مردود ہوتا تو اکثر احکام شرعی موافق موضوع عقول عباد کی محال ہو جاتی اور

ذلك ان الله تعالى اوجب الغسل بخروج المني الذي طاهر عند بعض الصحابة وكثير من فقهاء الامة واوجب غسل

وہ یہہ امور ہین کہ اللہ تعالی نی منی نکلنی سی جو کہ نزدیک بعضی صحابہ کی اور اکثر فقہاء امت کی پاک ہی نہانا واجب کیا ہی

الاطراف من خروج الغائط الذي لا خلاف بين الامة وسائر من يقوم به العقل من غيرها على نجاسته و
اور پاخانہ کی نکلنی سی صرف ہاتہہ پانوٗ وغیرہ اعضاء وضو کا دہونا واجب کیا جسکی نجاست اور پلیدی اور بدبو مین کسیکو امت مین سی

قذارته ونتنه واوجب بريح تخرج من موضع الحدث ما اوجبه بخروج الغائط الكثير الفاحش فباي عقل
درتمام عقلاء وراراست کو اصلا خلاف نہین ہی اور موضع حدث سی ہوا کی نکلنی پر بہی وہی واجب کیا جو پاخانہ کی نکلنی پر جو نہایت فاحش ہی اہلا عقل کونسی

تستقيم هذا وباي راي يجب مساواة ريح ليس لها عين قائمة لما يقوم عينه ويزيد على الريح نتنا وقذارة
سی یہ درست ہو سکتا ہی اور کونسی رای مین ہوا جسکی کچہہ جسمیت قایم نہین ہی برابر ہو سکتی ہی اوسکی ساتہہ جو مجسم ہی اور ہوا پر باعتبار بدبو اور نجاست کی برتری

واوجب قطع يمين مؤمن بسرقة عشرة دراهم وعند البعض بثلثة دراهم او دون ذلك ثم يسوي بين هذا القدر
اور دس درہم کی چوری پر اور بعضون کی نزدیک تین درہم کی چوری پر یا اسی کمتر پر مؤمن کا داہنا ہاتہہ کاٹنا واجب کیا ہی پہر اتنی مقدار مال سی بڑہکر

من المال وبين مائة الف دينار ويكون القطع فيهما سواء واعطى الام من ولدها الثلث ثم ان كان للمتوفى اخوة
لاکہہ اشرفی تک وہ ہی داہنا ہاتہہ کاٹنا برابر ہی اور ماکو بیٹا بیٹی کی ترکہ مین سی تہائی دلایا ہی پہر اگر میت کی اونی دو بہائی بہن ہوں

جعل لها السدس من غير ان يرث الاخوة من ذلك الميت شيئا فباي عقل يدرك هذا الا تسليما وانقيادا يسرنا
تو ماکی لئی چہٹا حصہ ہی حالانکہ وہ بہائی بہن بہی میت کی کچہہ وارث نہین ہوتی اب یہ کونسی عقل مین آسکتا ہی بجز تسلیم اور اطاعت کی انکا حکم ہی

الله تعالى بلطفه وكرمه تسليما وانقيادا
اپنی لطف سی تسلیم اور اطاعت آسان کردی

المجلس التسعون في بيان سبق رحمة الله وغلبتها على غضبه وماهيتهما

نوی مجلس رحمت الٰہی کی سبقت مین اور اوسکی غلبہ مین غضب پر اور دونو کی حقیقت مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قضى الله الخلق كتب كتابا فهو عنده فوق عرشه ان رحمتي سبقت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب اللہ تعالیٰ خلقت کو پیدا کر چکا تو ایک حکم لکہا سو وہ عرش کی اوپر اوسکی پاس ہی بیشک میری رحمت میری غضب کی

غضبي وفي رواية ان رحمتي غلبت غضبي هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان الله تعالى
سابق ہی اور ایک روایت مین ہی بیشک میری رحمت میری غضب پر غالب ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ نی

لما خلق الخلق حكم حكما جازما ووعد وعدا لازما ان رحمته سبقت وغلبت غضبه فالرحمة عبارة عن
جب خلقت کو پیدا کر چکا تو حکم یقینی اور وعدہ ضروری دیا کہ اوسکی رحمت غضب پر سابق اور غالب ہی سو رحمت کیا ہی ارادہ ثواب دینی کا

ارادة الاثابة للمطيع والغضب عبارة عن ارادة الانتقام من العاصي فعلى هذا كان كل واحد منهما صفة من
مطیع کو اور غضب ارادہ بدلا لینی کا گنہگار سی اس بیان کی موافق رحمت اور غضب دونو

صفات الله تعالى راجعة الى الارادة ومن المعلوم قطعا ان صفاته تعالى كلها قديمة لا يوصف بعضها بكونه
اللہ تعالیٰ کی صفات ہین انجام انکا ارادہ ہی اور یقینی معلوم ہی کہ تمام صفات الٰہی قدیم ہین کوئی کسی پر نہ سابق ہو سکتی ہی

سابقا وغالبا على الاخر فلزم ان يقال المقصود من هذا الكلام بيان سعة رحمة الله تعالى وشمولها على الخلق
اور نہ غالب اب لاچار قائل ہونا پڑا کہ اسی مقصود بیان کرنا وسعت رحمت الٰہی کا ہی اور اسکا عموم اور شمول خلق پر

لانها تتعلق بالمطيع والعاصي والصغير والكبير واما الغضب فلا يتعلق الا بالعاصي ثم ان قسط الخلق من الرحمة اكثر
کیونکہ رحمت مطیع اور گنہگار اور صغیر اور کبیر سب پر ہوتی ہی اور رہا غضب سو فقط عاصی ہی پر ہوتا ہی پہر بیشک رحمت مین سی حصہ خلقت کا زیادہ ہی

من قسطهم من الغضب لانهم ينالون الرحمة من غير استحقاق ولا ينالون الغضب الا بالاستحقاق فصارت الرحمة
بہ نسبت حصہ غضب کی کیونکہ وہ لوگ بدون استحقاق کی ہی رحمت پاتی ہین اور غضب مین بدون استحقاق کی گرفتار نہین ہوتی اب گویا رحمت

كانها السابقة الغالبة بالنسبة الى الغضب ثم ان الرحمة تقتضي دفع المضار عن الغير وايصال المنافع اليه وان
غضب سی سابق اور غالب ہی پہر بیشک رحمت غیر سی مضرت دور کرنیکا اور فائدہ پہنچانیکا تقاضا کرتی ہی اگرچہ

كرهها نفسه وشقت عليها وهذه هي الرحمة الحقيقية الا ترى ان الاب كان من رحمته بولده ان يمنعه عن شهواته
اوسکا نفس پسند کری اور اوسپر دشوار ہو تو مرتبہ حقیقی رحمت کا یہی ہے کیا تو نہیں جانتا کہ باپ کی رحمت بیٹے کی حق میں یہہ ہے کہ اوسکو شہوات سے بند کری

ويكرهه على العلم والادب بالضرب وغيره ومتى اهمل ذلك من ولده كان ذلك من عدم رحمته به وان ظن انه من
اور علم و ادب مار مار کر سکہاوی اور یہہ طریقہ اگر بیٹے سے موقوف رکہیگا تو یہہ اسپر بارحمی ہی اگرچہ بیٹا یہہ سمجہی

رحمته به فان هذه الرحمة مقرونة بالجهل كرحمة الام ولذلك كان من رحمة الله تعالى بعباده ان يبتليهم
کہ بڑی رحمت ہی کیونکہ یہہ رحمت جہالت کی راہ سے ہی جیسی ماں کی رحمت اسی لئے رحمت الہی بندوں پر یہہ ہی کہ اونکو اوامر اور نواہی مین

بالاوامر والنواهي لا لحاجة منه اليهم بما امرهم به ولا بخل منه عليهم بما نهاهم عنه بل ليهتدوا الى صراط مستقيم
آزماتا ہی مامور بہ مین اونسے اللہ تعالی کی کوئی غرض نہین ہی اور نہ ممنوعات مین اونسے کچہہ بخل ہی بلکہ اسلئے کہ سیدہی راہ چلین

ويدخلوا في النعيم المقيم ومن رحمته ايضا انه نقص عليهم الدنيا وكدرها وسلط عليهم البلاء فيها حمية لهم عنها لئلا
اور دائمی عیش مین داخل ہون اور یہہ بہی اوسکی رحمت ہی کہ دنیا کو اونپر کمتر اور مکدر اور بلا اونپر مسلط کر رکہی ہی کہ دنیا سے بچین تاکہ دنیا مین

يطمئنوا بها ويالفوا محبتها وينقطعوا من منازل الاخرة فانه تعالى ساقهم الى تلك المنازل بسياط الابتلاء فمنعهم
باطمینان شامل ہو کر غایت درجہ کی محبت نکرین اور منازل اخروی سے الگ نہ ہو رہین بیشک اللہ تعالی نے اونکو اون منازل پر ابتلا کی تازیونسے روانہ کیا ہی سو اونکو

ليعطيهم وابتلاهم ليعافيهم واماتهم ليحييهم فان العبد متى ابتلي يضعف سورة نفسه ويذهب صفات بشريته
بند کیا تاکہ عطا کری اور مبتلا کیا تاکہ درگذر کری اور موت دی تاکہ پہر زندہ کری کیونکہ بندہ جب مبتلا ہو جاتا ہی تو اوسکی نفس کی تیزی گہٹ جاتی ہی اور صفات بشریہ جاتی رہتی ہی

وينقطع عنه مواد الهوى ولذة الدنيا ويتوجه عند كل سراء وضراء الى مولاه ويالف الاقبال عليه ويستوطن
اور مادہ ہوا و ہوس اور دنیا کی لذت منقطع ہو جاتی ہی اور ہر حال خوشی اور رنج مین اپنی مولی کیطرف متوجہ رہتا ہی اور اوسکی طرف توجہ سے الفت پکڑ کر اوسکی سامنی

بالصبر والرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجة الاولياء والاحباب لان البلاء يسبك العبد فكانه تعالى يسبك
صبر اور رضا کو وطن کر لیتا ہی یہان تک کہ اوسکو اولیا اور احباب کی درجہ پر سربلند کر دیتا ہی کیونکہ مصیبت بندہ کو سانچہ مین اوتارتی ہی

عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء ليصفيه من كدرات اخلاق البشرية ليصلح لولايته ومحبته وهذا هو السعادة
گویا اللہ تعالی اپنی مومن بندہ کو بلا اور محنت کی آگ سے ڈالتا ہی تاکہ اخلاق بشری کی میل سے صاف ہو کر قابل ولایت اور محبت کی ہو جاوی اور سعادت عظمی

العظمى والكرامة الكبرى لكن وقع الجهل من بني ادم وطلبوا السعادة والكرامة بالدين الفاسد والدنيا الفانية وهما
اور کرامت کبری یہہ ہی ہی لیکن بنی آدم سے بڑی جہالت ہوئی کہ اونہون نے سعادت اور کرامت دین فاسد اور دنیا فانی کی وسیلہ سے طلب کی اور یہہ دونو

في الحقيقة ضد ما طلبوه ففاتهم مطلوبهم من حيث قصدوه ووقعوا في الالم من حيث اجتنبوه وذلك لان الاعمال التي
حقیقت مین مطلوب کی ضد ہین سو اونکا مطلوب جس راہ سے طلب کیا تہا فوت ہو گیا اور بچتی ہوئی الم مین آپڑی اور یہہ اسواسطے کہ لوگ جو اعمال

يعملها الناس اما ان يتخذوها دينا او لا وما اتخذوها دينا اما ان يكون دينا حقا او لا فالنعيم المقيم لا يكون الا في الدين
کرتی ہین یا تو اوسکو دین سمجہتی ہین یا نہین سمجہتی اور جسکو دین سمجہتی ہین یا وہ دین حق ہوتا ہی یا دین حق نہین ہوتا سو عیش دائمی تو صرف دین حق ہی مین ہوتا ہی

الحق فاهله هم اصحاب النعيم المقيم كما اخبر الله تعالى به في كتابه في مواضع عديدة من جملتها قوله تعالى في حق المتقين
اور اہل دین حق کی وہ ہی اصحاب عیش دائمی کی ہین چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب مین کئی جگہ اسکی خبر دیتا ہی انمین سے ایک یہہ آیت ہی پرہیزگار ہدایت والون کی حق مین

المهتدين اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون وقوله تعالى فمن اتبع هداى فلا يضل ولا يشقى وقوله تعالى
اونہون نے پائی ہی راہ اپنی رب کی اور وہ ہی مراد کو پہنچی اور یہہ آیت پہر جو چلا میری بتائی راہ نہ وہ بہکیگا نہ وہ تکلیف مین پڑیگا اور یہہ آیت

فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون وقوله تعالى ان الابرار لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم والقران مملوء بوعد
تو جو کوئی چلا میری بتائی پر نہ ڈر ہوگا اونکو اور نہ اونکو غم اور یہہ آیت بیشک نیک لوگ ہین آرام مین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین اور قرآن اس وعدہ

النعیم المقیم لاہل الہدایۃ والعمل الصالح فی الاخرۃ وبوعید الجحیم لاہل الضلالۃ والعمل السیٔ فیہا وذلک مما
اور وعید سی پر ہی کہ آخرت مین ہدایت اور نیک اعمال والون کی لئی عیش دائمی ہی اور گمراہون اور بدکارون کی واسطی دوزخ ہی اور اسی مضمون پر

اتفق علیہ الرسل من اولہم الی اخرہم واما المصائب التی تصیبہم فی الدنیا فان لم یکن لہم ذنب تکون تلک
تمام رسل اول سی آخر تک متفق ہین اور رہی وہ مصیبتین جو دنیا مین پڑجاتی ہین اگر بدون خطا کی ہین تو اون مصائب سی عقبی

المصائب لرفع الدرجات فی العقبی علی ما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون لہ عند اللہ منزلۃ فما یبلغہا بعملہ
مین رفع درجات ہوویگا چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ بعضی شخص کا اللہ کی ہان مرتبہ ہوتا ہی اور وہ بذریعہ عمل کی حاصل نہین کرسکتا

فما یزال اللہ تعالی یبتلیہ بما یکرہ حتی یبلغہ ایاہا والاحادیث فی ہذا المعنی کثیرۃ وان کان لہم ذنب تکون
پہر اللہ تعالی ہمیشہ اوسکو مکروہات مین مبتلا رکہتا ہی آخر وہ درجہ لیلیتا ہی اور اس مضمون کی حدیثین بہت ہین اور اگر وہ لوگ خطاوار ہین تو وہ

تلک المصائب بسبب ذنوبہم کما قال اللہ تعالی وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم فتکون تلک
مصیبتین اونکی گناہون کا وبال ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی پہر وہ مصیبتین

المصائب کفارۃ لذنوبہم علی ما روی عن ام المؤمنین عائشۃ انہ علیہ السلام قال اذا کثر ذنوب العبد
اونکی گناہ صاف کردیتی ہین موافق روایت ام المؤمنین عائشہ کی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب آدمی کی گناہ بڑہ جاتی ہین

ولم یکن لہ ما یکفرہا ابتلاہ اللہ تعالی بالحزن لیکفرہا وفی حدیث اخر رواہ ابوہریرۃ انہ علیہ السلام قال
اور کفارہ ہوتا نہین تو اللہ تعالی غم مین مبتلا کردیتا ہی تاکہ گناہون کو صاف کردی اور ایک اور حدیث مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لا یزال البلاء بالمؤمن والمؤمنۃ فی نفسہ ومالہ وولدہ حتی یلقی اللہ تعالی وما علیہا من خطیئۃ الا ان البعض
ہمیشہ مؤمن مرد اور مؤمن عورت پر بلا نازل رہتی ہی جان پر اور مال پر اور اولاد پر یہان تک کہ اللہ تعالی کی ہان صاف ہوکر چلا جاتا ہی اوسکی ذمہ کوئی گناہ

منہم مع کونہ متلوثا بالاثام یظن انہ قائم علی الدین الحق بالتمام ویتہم ربہ لجہلہ ولا یعلم احسانہ الیہ
نہین ہوتا لیکن بعضی لوگ باوجودیکہ گناہون مین آلودہ ہوتی ہین پہر گمان بکاتی ہین کہ ہم دین حق پر خوب قایم ہین اور اپنی جہالت سی رب پر تہمت لیتی ہین یہ نہین جانتی

ویقول اذا اصابہ نوع من البلاء یا رب ما ذنبی حتی فعلت بی ہذا ویعتقد ان السلامۃ والراحۃ فی الدنیا للصالحین
کہ اوسکا کتنا احسان ہی اور جب اوسپر کسیطرح کی بلا آتی ہی تو کہتا ہی الہی میری کیا خطا ہی جو تونی میری ساتہہ ایسا کیا اور یون سمجہ رہا ہی کہ دنیا مین سلامتی اور آرام

والمحنۃ والمشقۃ فیہا للطالحین ویعتمد علی ذلک الاعتقاد وذلک الاعتقاد فتنۃ عظیمۃ صدت کثیرا من الخلق
صلحاء کی لئی ہی اور محنت مشقت بدکارونکو ہی اور اسی پر بہروسہ کئی ہوئی ہی اور ایسا اعتقاد بڑا ہی فتنہ ہی اس فتنہ نی بہت خلقت کو دین حق پر قایم ہونی

عن القیام علی الدین الحق واصلہ الجہل بحقیقۃ الدین الحق ومن ہذا الجہل یتولد الاعراض عن القیام علی
سی بند کردیا ہی اور اصل مین یہہ جہالت ہی کہ دین حق کی حقیقت نہین جانتا اور اس جہالت سی بہت ایسی غفلتین پیدا ہوتی ہین جنکی ماری دین حق پر

الدین الحق حتی فسد بذلک الاعتقاد کثیر من عابد جاہل لا بصیرۃ لہ فی امور الدین وناسک منتسب الی
قایم نہین رہتا یہان تک کہ اس اعتقاد سی بہت جہال عابد بگڑ گئی جنکو امور دین مین کچہہ سمجہہ نہ تہی اور بہت پرہیزگار نام کی عالم جنکو

العلم لا معرفۃ لہ بحقائق الدین اذ من المعلوم قطعا ان العبد وان کان مؤمنا بما جاء بہ النبی علیہ السلام
حقایق دین سی کچہہ معرفت نہ تہی اسواسطی کہ اتنی بات یقینا معلوم ہی کہ آدمی اگرچہ احکام شرعی نبی کی لائی ہوئی پر ایمان لایا ہو

الا انہ محتاج الی ما لا بد لہ منہ من جلب النفع ودفع الضر واذا اعتقد ان القیام علی الدین الحق ینافی ذلک ومن یتمسک
مگر وہ اپنی ضروریات کا محتاج ہوتا ہی نفع اوٹہانا اور نقصان دفع کرنا اور جب یہہ اعتقاد کریگا کہ دین حق پر قایم ہونا اسکی برخلاف ہی اور جسنی دین حق کا

بہ یتعرض بما لا یقدر علیہ من البلاء ویفوتہ حظوظہ ومنافعہ العاجلۃ ویلزم من ذلک اعراضہ عن حال
تمسک کیا تو نشانہ ایسی بلا کا ہوگا جسکی طاقت نہو اور اوسکو منفعت حالی سی کچہہ بہرہ نہوگا تو اس سی لازم آتا ہی کہ وہ مقرب لوگ گذری ہوؤن کی حال پر

السابقین

السابقین المقربین بل عن حال المقتصدین اصحاب الیمین بل دخوله فی زمرة الظلمین بل فی زمرة المنافقین حتی
متوجہ نہو بلکہ راہ رست والون کی حال پر بہی جو داہنی ہاتہ والی ہین بلکہ لازم آتا ہی کہ ظالمون کی زمرہ مین داخل ہو بلکہ منافقون مین یہان تک
یسمع من بعضهم یقول اذا تبت الی الله تعالی وعملت عملا صالحا یضیق رزقی ویکدر معیشتی واذا رجعت الی
کہ سنا گیا ہی کہ بعضی یون کہتی ہین کہ جب مین اللہ کیطرف رجوع اور اعمال نیک کرتا ہون تو میری روزی تنگ اور عیش بی لذت ہوتا ہی اور اگر معصیت پر
المعصیة واعطیت نفسی مرادها یتسع رزقی ویحسن معیشتی وهذا من جهله بدین الله ووعده ووعیده وما
جہکر نفس کی مراد ہوا وہوس پوری کرتا ہون تو رزق فراخ اور معیشت درست ہوجاتی ہی اور یہہ اسلئی کہ اللہ کی دین کو اور اوسکی وعدہ اور وعید کو نہین جانتا
معه من الدین الحق حیث یظن انه قائم علی الدین الحق ویفعل ما امر به ویترک ما نهی عنه مع انه کثیرا ما یترک
اور نہ اپنی دین کو جانتا ہی کیونکہ یہہ خیال کرتا ہی کہ مین دین حق پر قایم ہون اور مامور بہ پر عمل اور منہیات کو ترک کرتا ہون باوجودیکہ اکثر اوقات بہتیری ایسی
کثیرا من الامور الواجبة علیه لعدم علمه بها ولا بوجوبها فیکون من اهل التقصیر فی العلم بل کثیرا ما یترکها بعد العلم
امور جو اوسپر واجب ہوتی ہین بی علمی مطلق سی یا غیر واجب سمجہکر ترک کردیتا ہی سو علم کی باب مین صاحب تقصیر ہوجاتا ہی بلکہ اکثر امور واجبہ جان بوجہکر
بها وبوجوبها اما کسلا وتهاونا او لنوع من التاویل الباطل او لظنه انه مشتغل بما هو اهم منها او لغیر ذلک
ترک کرتا ہی یا تو ماری کاسستی اور کاہلی کی یا کوئی جہوٹا بہانہ کرکی یا اوس وہم سی کہ ہم اوس سی بہی ضروری کار مین لگ رہی ہین یا اور کسی وہم سی
بل کثیرا ما یتعبد لله تعالی بترک ما هو واجب علیه من الامر بالمعروف والنهی عن المنکر مع قدرته علیه ویزعم
بلکہ اکثر اوقات اللہ کی عبادت کرتا ہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جو اوسکی ذمہ واجب ہی قدرت ہوتی سوتی ترک کردیتا ہی اور کہتا یون ہی
انه متقرب الی الله تعالی بترک ما لا یعنیه ویظن انه قائم علی الدین الحق ولا یعلم انه من امقت الخلق الی
کہ ہم بیہودہ امور کو ترک کرکر قربت الٰہی پیدا کرتی ہین اور خیال یہہ کرتا ہی کہ دین حق پر قایم ہون اور یہہ خبر ہی نہین کہ خدا تعالی کا سب سی زیادہ مردود
الله تعالی وابغضهم له بل کثیرا ما یتعبد لله تعالی بما حرمه الله تعالی علیه ویعتقد انه طاعة وعبادة وحاله
اور سب سی زیادہ مبغوض ہی بلکہ اکثر اوقات حرام کو عمل مین لاکر عبادت کرتا ہی اس اعتقاد پر کہ یہہ طاعت اور عبادت ہی اب اوسکا حال
فی ذلک شر من حال من یفعل ذلک ویعتقد انه معصیة وذنب کاصحاب التغنی الذین یتقربون الی الله تعالی
اوس شخص سی بدتر ہی جو حرام کو گناہ اور معصیت سمجہکر کرتا ہی جیسی کہ پیرزادہ مزامیر سنکر خدا کی قربت چاہتی ہین
ویظنون انهم اولیاء الله تعالی واحباؤه وکثیر من الناس اذا غلب علیه عدوه وهو عند نفسه من الصالحین
اور گمان کرتی ہین کہ ہم خدا کی دوست اور محبوب ہین اور اکثر لوگ جب اونپر دشمن غالب ہوجاتا ہی اور وہ اپنی گمان مین صالح ہین
وعدوه من الفاسقین وفی ظنه انه من کل وجه محق ومظلوم وعدوه باطل وظلوم یقول ان اهل الحق فی
اور اونکا دشمن فاسق ہی اور اپنی گمان مین بہرحال حق پر ہین اور مظلوم ہین اور دشمن باطل پر ہی اور ظالم ہی تو کہتی ہین کہ حق والی دنیا مین
الدنیا مغلوب ومقهور واهل الباطل مرفوع ومنصور مع ان الامر فی الحقیقة لیس کذلک بل قد یکون معه
مغلوب اور مقہور رہی ہوتی ہین اور اہل باطل سربلند اور فتحیاب ہوتی ہین باوجودیکہ حقیقت مین حال یون نہین ہی بلکہ کبہی وہ خود ہی
نوع من الظلم والباطل ومع عدوه نوع من الحق والعدل الا ان الانسان لکونه مجبولا علی حب نفسه وعلی
کچہہ نہ کچہہ ظلم اور باطل پر اور اوسکا دشمن ایک طرح کی حق اور عدل پر ہوتا ہی لیکن آدمی اپنی محبت اور دشمن کی عداوت پیدایشی رکہتا ہی
بغض خصمه لا یری الا محاسن نفسه ومساوی خصمه بل قد یشتد حبه لنفسه حتی یری مساویها محاسن
پہر اسکو بجز اپنی خوبیون اور دشمن کی برائیون کی کچہہ نہین سوجہتا بلکہ بعضی دفعہ اپنی محبت اتنی بڑہ جاتی ہی کہ اپنی برائیون کو بہی حسنات سمجہتا ہی
ویشتد بغضه لخصمه حتی یری محاسنها مساوی وهذا من جهله المقرون بالظلم والهوی وبعدم علمه بوعد
اور دشمن کی عداوت اتنی ہوجاتی ہی کہ اوسکی خوبیون کو بہی برا جانتا ہی اور یہہ جہالت اوسکی ظلم اور ہواپرستی کی ہی اور اللہ تعالی کی وعدہ

الله تعالی ووعیده وما معه من الدین الحق فانه تعالی قد ضمن فی کتابه نصر دینه الحق والقائمین به علما
اور وعید کا اور اپنی دین حق کا علم نہین ہی بیشک اللہ تعالی اپنی کتاب مین دین حق کی اور جو دین پر باعتبار علم اور عمل کی قایم ہین انکی امداد کا ضامن
وعملا ولم یضمن نصر الباطل ولو اعتقد صاحبه انه علی الحق وکذا کل من العزة والرفعة انما یکون لاهل
ہو لیا ہی اور باطل کا مددگار نہین ہی اگرچہ باطل والا اپنی تئین حق پر جانا کری اور ایسی ہی تمام عزت اور رفعت واسطی دینداروں کی ہی
الدین الذی به بعث الله رسله وانزل کتبه کما قال الله تعالی ولله العزة ولرسوله وللمؤمنین وقال
جسکو واسطی اللہ تعالی نی رسول بہیجی اور کتابین اوتارین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور زور اللہ کا ہی اور اوسکی رسول کا اور ایمان والوں کا اور فرمایا
الله تعالی وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین فللعبد من العزة والرفعة بحسب ما معه من الایمان وحقائقه
اللہ تعالی نی اور تم ہی غالب رہو گی اگر تم ایمان رکھتی ہو سو آدمی کی لئی عزت اور رفعت وتنی ہوتی ہی جتنا باعتبار علم اور عمل کی اوسکا ایمان
علما وعملا فاذا فاته حظ من العزة والرفعة ففی مقابلة ما فاته من حقایق الایمان علما وعملا وکذا النصر
اور ایمانی حقایق ہوتی ہین پہر اگر اوسکی عزت اور رفعت کچہہ گہٹ جاتی ہی سو وتنی ہی جو اوسکی ایمان مین باعتبار علم اور عمل کی فرق آتا ہی اور ایسی ہی پوری مدد
التام والتائید الکامل انما یکون لاهل الایمان الکامل وقد یقع الغلط فی کثیر من الناس ویعتقد انه تعالی
امداد اور کامل تائید اوسی کی ہی کہ جسکا ایمان کامل ہی اور بیشک اکثر لوگوں کو غلطی ہو جاتی ہی کہ یہہ اعتقاد کرتا ہی کہ اللہ تعالی
لا یؤید صاحب الدین الحق ولا ینصره ولا یجعل له العافیة فی الدنیا بوجه من الوجوه بل یعیش فیها طول
دین حق والی کی نہ تائید کرتا ہی اور نہ نصرت اور نہ اوسکو کسی طرح کا دنیا مین آرام دیتا ہی بلکہ دنیا مین تمام عمر
عمره مظلوما مقهورا مع امتثاله بما امر به ظاهرا وباطنا وانتهائه عما نهی عنه ظاهرا وباطنا ویظن ان
مظلوم اور مغلوب رہتا ہی باوجودیکہ ماموربہ کی ظاہر وباطن مین اطاعت کرتا ہی اور منہیات سی ظاہر اور باطن مین بچتا ہی اور یہہ خیال کرتا ہی
اهل الدین الحق یکونون فی الدنیا اذلاء مقهورین فاذا ذکر بما وعده فی القران یقول هذا فی الاخرة فقط ولا یثق
کہ دین حق والی دنیا مین خوار اور مغلوب ہی ہوتی ہین اور جب اوسکی سامنی قرآن کا وعدہ بیان کرو تو کہنی لگی یہہ صرف آخرت ہی مین ہی اور اللہ کی وعدہ
بوعد الله تعالی بنصر دینه واهله فی الدنیا والاخرة وهذا من سوء الفهم لانه تعالی بین فی کتابه انه ینصر
پر یقین نہین کرتا کہ اپنی دین اور دینداروں کا دنیا اور آخرت دونوں مین مددگار ہی اور یہہ اوسکی نافہمی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہی کہ
المؤمنین فی الدنیا والاخرة قال انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا ویوم یقوم الاشهاد وقال تعالی
مومنوں کی دنیا اور آخرت مین مدد کریگا فرمایا ہم مدد کرتی ہین اپنی رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی جیتی اور جب کہڑی ہونگی گواہ اور فرمایا اللہ تعالی
ولو قاتلکم الذین کفروا لولوا الادبار ثم لا یجدون ولیا ولا نصیرا سنة الله التی قد خلت من قبل ولن تجد
اور اگر لڑتی تمسی کافر تو پہیرتی پیٹہہ پہر نہ پاوینگی حمایتی نہ مددگار رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو چلی آتی ہی پہلی سی اور نہ دیکہیگا
لسنة الله تبدیلا وهذا خطاب للمؤمنین القائمین بحقائق الایمان ظاهرا وباطنا وقال الله تعالی
رسم اللہ کی بدلتی اور یہہ خطاب اون مومنوں کو ہی جو حقائق ایمان پر ظاہر اور باطن مین قایم ہین اور فرمایا اللہ تعالی نی
والعاقبة للمتقین والمراد بالعاقبة العاقبة فی الدنیا قبل الاخرة لانه تعالی ذکره فی سورة الاعراف حکایة عما
اور آخر بہلا ہی ڈر والوں کا اور مراد عاقبت سی دنیا کا انجام ہی آخرت سی پہلی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اسکو سورہ اعراف مین موسی علیہ السلام کی
قال موسی النبی علیه السلام لقومه استعینوا بالله واصبروا ان الارض لله یورثها من یشاء من عباده
زبان سی قوم کی لئی بیان فرمایا ہی مدد مانگو اللہ سی اور ثابت رہو زمین ہی اللہ کی اوسکا وارث کری جسکو چاہی اپنی بندوں مین سی
والعاقبة للمتقین بل ذکر مثل ذلک فی سورة هود بعد قصة نوح النبی علیه السلام ونصره علی قومه
اور آخر بہلا ہی ڈر والوں کا بلکہ ایسا ہی سورہ ہود مین بعد قصہ نوح علیہ السلام کی اونکی قوم پر نصرت کرکر فرمایا ہی

فقال تلك من انباء الغيب نوحيها اليك ما كنت تعلمها انت ولا قومك من قبل هذا فاصبر ان العاقبة

پہر بعضی چیزین ہین غیب کی کہ ہم بہیجتی ہین تیری طرف انکو جانتا نہتا تو اور نہ تیری قوم اسی پہلی سو تو ٹہرا رہ البتہ آخر بہلا ہی

للمتقين فيكون المعنى ان عاقبة النصر تكون لك ولمن تبعك كما كانت لنوح النبي عليه السلام ولمن تبعه و

ڈرنیوالون کا سو اب معنی یہہ ہونگی کہ آخر کو نصرت تیری اور تیری ساتہیونکی لئی ہی جیسی نوح علیہ السلام کی اور اوسکی ساتہیون کی ہوئی تہی اور

قال تعالى وكان حقا علينا نصر المؤمنين وقال تعالى فايدنا الذين امنوا على عدوهم فاصبحوا ظاهرين فمن نقص

فرمایا اللہ تعالی نی اور حق ہی ہمپر مدد ایمان والون کی اور فرمایا اللہ تعالی نی پہر زور دیا ہمنی اونکو جو یقین لائی تہی اونکی دشمنون پر پہر ہو رہی غالب پہر جسکی

عمله بمقتضى الايمان ينقص نصيبه من النصر والتائيد وهذا قيل ما اصاب العبد من مصيبة في نفسه او

اعمال مقتضای ایمان سی کمتر ہوتی ہین ویسا ہی اوسکا حصہ بہی نصر اور تائید کا کمتی ہوجاتا ہی اسیلئی کہا گیا ہی کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی جان پر یا

ماله او بغلبة العدو عليه فانما هو بذنوبه اما بترك واجب او فعل محرم ثم ان ههنا امورا لا بد من معرفتها

مال پر یا دشمن کی غلبہ سی تو یہہ سبب گناہون کا وبال ہی یا تو واجب ترک ہوتا ہی یا حرام عمل مین آتا ہی پہر یہان کئی بات ہین سمجہنی چاہئین

الاول ان ما يصيب الانسان في بعض الازمان من غلبة العدو عليه وايذائه له فامر لازم للطبيعة البشرية

اول یہہ کہ آدمی پر بعضی وقت جو مصیبت آتی ہی دشمن کا غلبہ اور اوسکی ایذا دہی سو یہہ بات موافق ارادۂ الٰہی اور حکمت ربانی کی

والنشاة الانسانية بالارادة الالهية والحكمة الربانية كالحر الشديد والبرد القوي والامراض والهموم و

طبیعت بشری اور عادات انسانی کی لوازم سی ہی جیسی گرمی کی شدت اور جاڑی کی ٹہر اور بیماریان اور غم و غصہ

الغموم اللاحقة له حتى الاطفال والبهائم فلو تجرد الخير عن الشر والنفع عن الضر واللذة عن الالم لكان هذا

جو آدمی پر گذرتا ہی یہان تک کہ بچون اور جانورون پر پہر اگر خیر شر سی اور نفع ضرر سی اور لذت الم سی خالی او صاف ہو گئی

العالم عالما اخر غير هذا العالم ونشاة اخرى غير هذه النشاة والثاني ان الانسان مدني بالطبع لا يمكنه ان

تو یہہ عالم اور ہی عالم ہو جاوی یہہ عالم نرہی اور پیدایش کچہ جاوی سوا اس پیدایش کی اور دوسری بات یہہ ہی کہ آدمی طبعی ساز ہوتا ہی اکیلا

يعيش وحده بل لا بد له ان يعيش مع الناس وللناس ارادات واعتبارات يطلبون منه ان يوافقهم عليها

زندگی نہین کر سکتا بلکہ اوسکو ضرور ہی کہ آدمیون کی ساتہ رہا کری اور اون لوگون کی کچہ کچہ ارادی اور اعتبارات ہوتی ہین کہ چاہتی ہین دوسری کو اپنی موافق

وان لم يوافقهم يؤذونه ويعذبونه وان وافقهم وكان موافقته اياهم على باطل يحصل له العذاب والالم من

کیا کرتی ہین اور اگر موافق نہو تو ایذا دیتی ہین اور ستاتی ہین اور اگر اونکی موافق ہوا اور وہ موافقت باطل پر ہوئی تو اوسکو اور طرح کا عذاب اور الم ہوویگا

وجه اخر ولا ريب ان الم المخالف لهم في باطلهم اسهل من الالم المترتب على موافقتهم فالم يسير يعقبه لذة

اور آئین کچہ شک نہین ہی کہ باطل مین مخالفت کا الم اوس الم سی بہت سہل ہی کہ اونکی موافقت سی ہوویگا پس تہوڑا سا الم کہ اوسکی پیچہی بڑی لذت

عظيمة دائمة اولى بالاحتمال من لذة يسيرة يعقبها الم عظيم دائم والثالث ان البلاء لابد ان يصيب

دائمی ہووی اوٹہانا اولی ہی بہ نسبت ایسی تہوڑی سی لذت کی کہ اوسکی بعد بڑا الم دائمی ہووی تیسری بات یہہ کہ آدمی پر حق کی راہ مین گذرتی ہی

الانسان في طريق الحق لا يخلو اما ان يكون في نفسه او ماله او عرضه او اهله واشد هذه الاقسام ما كان

اس حال سی خالی نہین ہی کہ اوسکی جان پر ہووی یا اوسکی مال پر یا آبرو پر یا اہل پر وہ قسمون مین سی بڑی سخت وہ ہی

في نفسه وغايته ان يقتل ويكون شهيدا وهذا اشرف الموتات واسهلها لان الشهيد لا يجد من الالم الا

جو جان پر ہووی اور اوسکا انجام یہہ ہی کہ مارا جاوی اور شہید ہو جاوی اور یہہ موت سب موتون مین اشرف ہی اور سب سی سہل اسلئی کہ شہید کو نہین الم ہوتی

مثل القرصة وليس في قتل الشهيد الم زائد على ما هو المعتاد لبني ادم عند موتهم على فرشهم ولا موت مقدم على

جیسی چیونٹی کاٹی یا چٹکی لو اور شہید کی قتل مین کوئی الم زیادہ نہین ہوتا جو بنی آدم کی لئی بستر مرنی کو دستور ہی اور کوئی موت جلد مرنی کا مقدم نہین

اجله لان المسطور فی الکتب الکلامیة ان المیت مقتول باجله فمن فر من الموت او من القتل وظن انه
سےلئے کہ عقائد کی کتابوں میں یہہ لکہا ہوا ہی کہ مقتول اپنی اجل پر مرتا ہی پہر جو شخص موت سی یا قتل سی بہاگی اس خیال پر کہ بہاگنی سی عمر دراز
بفراره یطول عمره ویتمتع بالعیش الکثیر فقد کذبه الله تعالی فی هذا الظن وقال قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم
ہوگی اور خوب عیش اڑاؤنگا تو اللہ تعالی اوسکو اس خیال میں جہٹلاتا ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیگا تمکو بہاگنا اگر بہاگوگی
من الموت او القتل واذًا لا تمتعون الا قلیلا فانه تعالی بیّن فی هذه الایة ان الفرار من الموت او القتل لا ینفع
مرنی سی یا ماری جانی سی اور پہر بہی بہیل نہ پاؤگی مگر تہوڑی دنون پس اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان کردیا کہ موت یا قتل سی بہاگنا کچہہ فائدہ نہیں دیتا
الا قلیلا اذ لا خلاص لاحد من الموت بل لابد له منه فیفوته بهذا الفرار ما هو خیر له منه من الحیوة الابدیة
مگر کچہہ تہوڑا کیونکہ موت سی کسیکو مخلصی نہیں ہی بلکہ موت ضرور ہی سو اس بہاگنی میں جو موت سے بہتر ہی اتہہ سی جاتی رہتی ہی یعنی ہمیشہ کی زندگی
التی تحصل للشهید عند ربه فان من اختار فی الدنیا الراحة علی التعب فی سبیل الله اتعبه الله تعالی ضعف
کہ رب کی یہاں شہید کو ملتی ہی بیشک جو شخص دنیا کا ارام پسند کرتا ہی اللہ کی رستی کی محنت پر تو اللہ تعالی اوسکو کئی گونہ زیادہ محنت دیتا ہی
ما ناله فی غیر سبیل الله تعالی الا تری ان ابلیس لما امتنع من السجود لادم النبی علیه السلام فرارا من الخضوع له
جو اوس نے میں اوٹہاتا ہی کیا نہیں دیکہتا کہ ابلیس نی جو آدم نبی علیہ السلام کی سجدہ سی ذلت سی بچنی کو بازرہا تو اللہ تعالی نی اوسکو
جعله الله تعالی اذل الاذلین وصیّره خادما لفساق ذریته وفجارهم الی یوم الدین وکذلک کل من یمتنع
سب سی زیادہ خوار کر کر قیامت تک آدم کی ذریت میں ہی فساق اور فجار کا خادم بنادیا اور ایسی ہی جو شخص اپنی ذات کو
ان یذل نفسه لله تعالی ویتعب بدنه فی طاعته ومرضاته لابد ان یذل لمن کان اظلم خلق الله تعالی
ذلیل کرنی سی واسطی اللہ کی اور بدن کو اللہ کی طاعت اور مرضی کی محنت اوٹہانی سی بچاوی تو ضرور ہی کہ وہ شخص ایسی کی سامنی ذلیل ہو کہ تمام خلق اللہ میں
وافسدهم ویتعب نفسه وبدنه فی طاعته ومرضاته عقوبة له من الله تعالی ولذلک قال بعض العارفین
ظالم اور مفسد ہو اور بسبب عقوبت الہی کی اوسکی جان اور بدن اوسہی کی طاعت او مرضی کی محنت میں مبتلا ہی اور اسہی لئی بعضی عارف کہتی ہین جو شخص
من لم یعبد الحق اختیارا یعبد الخلق اضطرارا فینعزل عن خدمة الخالق الی خدمة المخلوق فعلی هذا کان
اپنی اختیار سی حق کی بندگی نہیں کرتا تو وہ لاچار ہو کر خلق کی بندگی کرتا ہی پس خالق کی خدمت سی معزول ہو کر مخلوق کی خدمت کرنی لگتا ہی اس بیان کی موافق
الواجب علی العبد ان یشتغل بعبادة الله تعالی وطاعته ویترک الاعتراض علیه ویرضی بقضائه فی کل ما
آدمی پر واجب ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت اور طاعت کیا کری اور کسیطرحکا اعتراض نکری اور اوس حکم پر راضی رہی اوسکی یہاں سی جو
جاء من عنده من النفع والضر والصحة والمرض والمنع والعطاء والالم والاذی ویلاحظ قوله تعالی عسی ان تکرهوا
آوی نفع یا نقصان صحت یا مرض روک یا بخشش الم یا تکلیف اور اس آیت کا مضمون کو لحاظ کری شاید تمکو
شیئا وهو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم والله یعلم وانتم لا تعلمون ویتیقن انه تعالی ارحم بعباده من
بری لگی ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو اور شاید تمکو خوش لگی ایک چیز اور وہ بری ہو تمکو اور اللہ جانتا ہی اور تم نہیں جانتی اور یقین کرجانی کہ اللہ تعالی اپنی بندوں پر اس سی زیادہ
الوالدة بولدها وانه تعالی اعلم بمصلحته من نفسه ثم اذا ظهر عطاء یشکر الله تعالی واذا وقع بلاء یحاسب نفسه
رحمت والا ہی کہ ماں اپنی اولاد پر اور اللہ تعالی اوسکی مصلحت کو اوس سی زیادہ جانتا ہی پہر اگر عطا ظاہر ہوئی تو اللہ کا شکر بجالاوی اور اگر بلا آوی تو اپنا حساب لیوی
فیما صدر منها حتی استحق ذلک اذ قال الله تعالی وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر
کہ ایسی کیا خطا ہوئی کہ جسمین اس بلا کا سزاوار ہوا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو پڑتی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہوں نی اور معاف کردیتا ہی
فانه تعالی بیّن فی هذه الایة ان ما اصاب العبد من مصیبة ای مصیبة کانت فهی بسبب ذنوبه التی اکتسبها
بیشک اللہ تعالی نی اس آیت میں یہہ بیان فرمایا کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی کوئی مصیبت ہو سو وہ گناہوں کا وبال ہی جو آپ کائی ہین

بنفسه والله تعالی یعفو عن کثیر منها فلا یعاقب علیها فی الدنیا واما فی العقبی فهو فی مشیة الله تعالی
اور الله تعالی بہتیری گناہ معاف کر دیتا ہی سو اونپر دنیا میں عذاب نہیں کرتا اور عقبی میں اگر توبہ نہیں کی تو مشیت الٰہی میں ہی
ان لم یتب عنها فانه تعالی ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه فی جهنم
بیشک الله تعالی چاہی معاف کر کر بلا عذاب جنت میں داخل کر دی اور چاہی گناہوں کی موافق دوزخ میں عذاب دیوی
بقدر ذنوبه ثم یخرجه منها ویدخله الجنة قال علی المؤمن عند الله تعالی خمس نقمات فاولها المرض
پہر دوزخ سی نکال کر جنت میں داخل کری حضرت علی کہتی ہیں مؤمن کی حق میں الله تعالی کی ان پانچ عقوبت ہیں پہلی تو دکہہ
ثم المصائب فان کانت ذنوبه اکثر من ذلك یعذب فی قبره فان کانت اکثر من ذلك یحبس علی الصراط وان
پہر مصیبتیں پہر اگر اسکی گناہ اس سی بہی زیادہ ہوئی تو گور میں عذاب ہوگا پہر اگر اس سی بہی زیادہ ہیں تو پلصراط پر رکیگا اور اگر
کان اکثر من ذلك یعذب فی جهنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها بالتوحید المجلس الحادی والتسعون
اس سی بہی زیادہ ہیں تو گناہوں کی موافق دوزخ میں رہ کر پہر توحید کی برکت سی نکلیگا اکیانوین مجلس

فی بیان ان الشیطن یجری من الانسان مجری الدم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اس بیان میں کہ شیطان انسان کی اندر مثال خون کی پہرتا ہی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا
ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم هذا الحدیث من صحاح المصابیح روته ام المؤمنین صفیة
بیشک شیطان انسان کی اندر خون کی مثال پہرتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ام المؤمنین صفیہ کی روایت سی
والمراد بالشیطان ههنا وسوسته لا نفسه فی المجری یحتمل ان یکون اسم مکان فیکون المعنی ان کید
اور شیطان سی مراد اسجگہہ شیطانی وسوسہ ہی عین شیطان نہیں ہی پس اب لفظ مجری میں احتمال ہی کہ اسم ظرف ہو دی اب معنی یوں ہو جاینگی کہ
الشیطن ووسوسته یجری فی الانسان جریان الدم فان الدم کما یجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان
شیطان کا مکر اور وسوسہ انسان میں لوہو کی طرح پہرتا ہی بیشک لوہو جیسی انسان کی اعضا میں پہرتا ہی اور آدمی کو اوسکی خبر نہیں ہوتی
بجریانها فکذلك وسوسة الشیطن تجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان بجریانها وقیل یجوز
ایسی ہی شیطانی وسوسہ انسان کی اعضا میں پہرتا ہی اور آدمی کو خبر نہیں ہوتی اور کوئی کہتا ہی کہ جایز ہی
ان یراد بالشیطان نفسه لا وسوسته فانه لکونه غیر کثیف لا یبعد ان یجری فی عروق الانسان لان غیر
کہ عین شیطان مراد لیوی وسوسہ نہ مراد لیوی اسلئی کہ شیطان مادی جو نہیں ہی تو کیا تعجب ہی کہ انسان کی رگوں میں پہرتا ہو اسلئی کہ لا مادہ شی
الکثیف یدخل فی الکثیف کالهواء النافذ فی البدن فیجری الشیطن فی الانسان مجری الدم ویصادف نفسه
مادی میں گہس جاتی ہی جیسی ہوا بدن میں سو اب شیطان ہی انسان کی اندر خون کی طرح پہرتا ہی اور اوسکی جان کی پاس ہوکر
ویسئلها عما تحبه وترید فاذا عرف مقصودها ومرادها یستعین بها علی الانسان فی اضلاله واخراجه
پوچہتا ہی تجہکو کیا پسند ہی تیرا کیا ارادہ ہی پہر اوسکا مقصود اور مراد پا کر راہ سی بہکانی میں اور طریق مستقیم سی نکالنی میں
عن الطریق المستقیم فانه یورده الموارد التی یتخیل الیه ان فیها منفعة ثم یصدره المصادر التی فیها عطبه
انسان کی مدد کرتا ہی پس وہ شیطان آدمی کو ایسی گہاٹ لگا دیتا ہی جہاں یہہ خیال ہو کہ اسمیں نفع ہی فایدہ ہی پہر ایسی جگہ پہنچاتا ہی جہاں عطب اور تباہی
ثم یتبرأ منه ویسلمه ویقف یشمت به ویضحك منه فانه یامره بالسرقة والزنا وقتل النفس ثم یدل علیه
پہر اوس سی الگ ہوکر اوسہی کی حوالہ کر دیتا ہی اور آپ ٹہٹہا مارتا اور ہنستا ہی یعنی آدمی سی پہلی تو چوری اور زنا اور خون کرا دیتا ہی پہر ظاہر کر کر
ویفضحه کما فعل بالراهب الذی زنا بامرأة فلما ولدت امره بقتلها وقتل ولدها ثم دل علیه اهلها وکشف
فضیحت کر دیتا ہی جیسی ایک راہب کی ساتہہ کیا کہ اوسنی ایک عورت سی زنا کیا پہر وہ جنی تو اوسی اوسکو اور اوسکی بچہ کو قتل کرایا پہر عورت کی ماکون کو بتا دیا

لهم امره فلما اراد واصليه امره بالسجود له ليجيبه فلما سجد له فر منه وتركه وفيه نزل قوله تعالى
اور اوسکا سب حال کہول دیا جسوقت لوگ اوسکو صولی دینے لگے تو اپنی تئیں سجدہ کرایا کہ بچا دونگا جب وہ اوسکو سجدہ کیا تو اوسکو چھوڑ کر بھاگ گیا اسی قصہ میں یہہ آیت اتری ہے
كمثل الشيطن اذ قال للانسان اكفر فلما كفر قال انى برىء منك انى اخاف الله رب العلمين ولا
جیسی کہاوت شیطان کی جب کہی انسان کو تو منکر ہو پہر جب وہ منکر ہوا کہی میں الگ ہوں تجہسی میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب ساری جہان کا اور نہ
يختص هذا بالذى ذكرت هذه القصة عنه بل هو عام فى كل من يطيع الشيطان فى امره بالكفر والعصيان
شیطان کا یہہ مکر کچہہ اوس سی خاص نہیں ہی جسکا یہہ قصہ مذکور ہے بلکہ علی العموم ہر کسی سی جو شیطان کا کفر اور معصیت میں مطیع ہی
لينصره ويقضى حاجته ثم يتبرأ منه ويسلمه كما يتبرأ من جملة اوليائه يوم القيمة ويقول
تاکہ وہ حضرت کری اور حاجت روا کری پہر اوسکو اوسی پر ڈال کر الگ ہو جاتا ہی جیسی اپنی تمام دوستوں سی قیامت کو الگ ہو جاویگا یہہ کہہ کر
لهم انى كفرت بما اشركتمون من قبل فانه يوقعهم الموارد فى الدنيا ثم يتبرأ منه يوم القيمة فعلى هذا ينبغى للعاقل
میں نہیں قبول رکہتا جو تمنی مجکو شریک ٹہرایا تہا پہلی بیشک یہہ شیطان اپنی دوستوں کو دنیا میں ایک گہاٹ پر لگا دیتا ہی پہر اوس سی قیامت کو الگ ہو جاویگا اس بیان کے موافق
ان يجتهد فى دفع وسوسته عن نفسه اذ ليس تسلطه على الانسان بالقهر والالجاء بل تسلط عليه بالتزيين
عاقل کو لازم ہی کہ اپنی دل میں سی اسکا وسوسہ جسطرح بنی دور کری اسلئی کہ انسان پر شیطان کا غلبہ بقہر اور زور سی نہیں ہی بلکہ معاصی کی زینت دینی اور
والاغواء لما روى انه عليه السلام قال خلق ابليس مزينا وليس اليه من الاضلال شىء فانه عليه السلام
بہکانی سی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ابلیس زینت دینی کو پیدا ہوا ہی اور گمراہ کرنی کی کوئی بات اوسکی اختیار میں نہیں ہی بیشک نبی علیہ السلام نی
بين فى هذا الحديث ان الشيطن ليس يسلط على بنى ادم بحيث يامرهم بالمعصية ويلجئهم عليها اذ لو كان
اس حدیث میں فرمایا کہ شیطان بنی آدم پر اسطور غالب نہیں ہی کہ معصیت کا حکم کر کر گناہ پر لاچار کر دی اگر یہہ حال ہوتا
الامر كذلك لما نجا من شره احد بل شانه ان يوسوس فى صدورهم ويزين المعصية اليهم وليس بيده اكثر
تو اسکی بدی سی کوئی بہی نہ بچتا بلکہ اسکا یہہ طریق ہی کہ بنی آدم کی دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہی اور معصیت کو اونکی نظروں میں خوبصورت بنا دیتا ہی
من ذلك كما اخبر الله تعالى عنه انه يقول لاهل النار يوم القيمة وما كان لى عليكم من سلطن الا ان دعوتكم
اسی سی زیادہ کچہہ مقدور نہیں ہی چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر دیتا ہی کہ قیامت کی دن دوزخیوں سی یوں کہیگا اور تم پر مجکو حکومت نہ تہی مگر یہی کہ بلایا
فاستجبتم لى فلا تلومونى ولوموا انفسكم يعنى ان دعوتى اياكم الى الباطل لم يكن بطريق القهر والالجاء ولا
پہر تمنی مان لیا سو مجکو مت الزام دو اور الزام دو اپنی تئیں مراد یہہ ہی کہ میرا بلانا تمکو باطل پر کچہہ بطور قہر اور لاچار کر کر نہیں تہا اور نہ
بحجة وبرهان يدل على صدقى بل بمجرد تزيين وتسويل فاستجبتم لى لموافقة دعوتى اهواءكم واغراضكم
کسی حجت اور دلیل سی تہا کہ میری صدق پر دلالت کرتی ہو بلکہ صرف زینت اور آرایش سی تہا سو تمنی میرا کہا اپنی ہوا ہوس اور غرضوں کی موافق دیکہہ کر مان لیا
ولم تستجيبوا ربكم الذى دعاكم الى الحق دعوة مقرونة بالحجج والبينت لعدم موافقة دعوته اهواءكم
اور اپنی رب کا کہنا نہ مانا جسنی حق پر دلائل اور بینات کی ساتہہ بلایا تہا کیونکہ اللہ کی طلب تمہاری ہوا ہوس اور غرض کی
واغراضكم فان عدو الله تعالى لما امتنع عن السجود لادم النبى عليه السلام واخرج من زمرة الملئكة المقربين
مطابق نہ تہی بیشک شیطان نی جب آدم علیہ السلام کو سجدہ نکیا اور مقرب ملائک کی زمرہ سی یا جنت میں سی نکالا گیا
او من الجنة وسال ان ينظر الى يوم يبعث فيه ادم النبى عليه السلام وذريته للجزاء فانظر الى يوم الوقت
اور اوسنی سوال کیا کہ اوس دن تک کہ آدم نبی اور اوسکی اولاد جزا کی لئی اوٹہائی جاوین مہلت ملی پہر اوسکو اوسوقت
المعلوم الذى هو وقت النفخة الاولى التى علم الله تعالى ان من فى السموت ومن فى الارض يصعق عندها
معلوم تک مہلت ملی جو کہ وقت پہلی نفخہ کا ہے اللہ جانتا ہی کہ جو آسمان اور زمین میں ہیں اوسوقت سب بیہوش ہو جاوینگی

الا من شاء الله تعالی قال رب بما اغویتنی لازینن لهم فی الارض ولاغوینهم اجمعین الا عبادک
مگر جنکو اللہ بچا رکہی تو شیطان نی یہہ کہا ای رب جیسا تو نی مجکو راہ سی کہویا مین انکو بہار دکہلاؤنگا زمین مین اور راہ سی کہو دونگا سبکو مگر جو تیری
منهم المخلصین واستثنی عباد الله الذین اخلصهم الله تعالی لطاعته وعبادته وطهرهم عن تاثیر
چنی بندی ہین اور اوسنی ان بندون کو جدا کیا جنکو اللہ تعالی نی واسطی اپنی طاعت اور عبادت کی خاص کیا ہی اور انکو اوسکی بہکاوی کی اثر سی
اغوائه فیهم فلما استثناهم وکان طریقهم مرضیا عند الله تعالی قال الله تعالی هذا صراط علی مستقیم
پاک کر رکہا ہی پہر جب انکو جدا کیا اور انکا چلن اللہ تعالی کو پسند تہا تو اللہ تعالی نی فرمایا یہہ راہ ہی مجہہ تک سیدہی
ان عبادی لیس لک علیهم سلطن الا من اتبعک من الغاوین فانه تعالی قد اخبر فی هذه الایة ان عباده
جو میری بندی ہین تجکو انپر زور نہین مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگون مین بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین خبر دی ہی کہ میری بندی
الذین اخلصهم لطاعته وعبادته لیس لعدوه علیهم سلطن بل سلطانه علی الذین اتبعوه من الغاوین واخبر
جو خالص طاعت اور عبادت کی لئی ہین انپر میری دشمن کو غلبہ نہین ہی بلکہ اوسکا غلبہ اون لوگون پر ہی جو گمراہ اوسکی تابع ہین اور دوسری
فی ایة اخری ان عباده المؤمنین المتوکلین لا سلطان له علیهم فقال انه لیس له سلطن علی الذین امنوا
آیت مین خبر دی ہی کہ بیشک میری بندی مؤمن اور متوکل انپر شیطان کو غلبہ نہین ہی فرمایا اوسکا زور نہین چلتا انپر جو یقین رکہتی ہین اور
وعلی ربهم یتوکلون انما سلطنه علی الذین یتولونه والذین هم به مشرکون وهذه الایة تضمنت امرین احدها
اپنی رب پہ بہروسہ کرتی ہین اوسکا زور انہا پہ ہی جو اوسکو رفیق سمجہتی ہین اور جو اوسکو شریک ٹہراتی ہین اور اس آیت مین دو باتین ہین ایک تو یہہ
نفی سلطانه علی اهل الایمان وعلی الذین یفوضون امرهم الی الله تعالی فی کل ما یاتون ویذرون فان وسوسته
کہ ایمان والون پہ اور جو لوگ اپنی کاربار اللہ پہ حوالہ کر دیتی ہین تمام جو کرتی ہین یا نہین کرتی اون پر غلبہ نہین ہی بیشک شیطان کا وسوسہ
لا تؤثر فیهم ودعوته غیر مستجابة عندهم والثانی اثبات سلطانه علی اهل الشرک وعلی الذین یتخذونه ولیا
اونمین اثر نہین کرتا اور اوسکا بولاوا اونکو مقبول نہین ہی اور دوسری یہہ کہ مشرکون پر اور جو لوگ شیطان کو اپنا دوست رکہتی ہین
ویطیعون وسوسته ویستجیبون دعوته والمراد بسلطانه علیهم تسلطه علیهم بالوسوسة والدعوة المستتبعة
اور اوسکی وسوسہ کی مطیع ہین اور اوسکا بولاوا مانتی ہین انپر غلبہ ثابت ہی اور انپر غلبہ جو ہی تو اوس ہی یہہ مراد ہی کہ تسلط وسوسہ سی اور بولانی سی ہی
للاستجابة لا بالقسر والالجاء لانه منتف من الکل لما سبق من قوله تعالی حکایة عنه وما کان لی علیکم من سلطن
کہ ترستمان ہانین کچہہ زور سی اور لاچار کر کر نہین ہی کیونکہ ایسا تسلط تو کسی پہ بہی نہین ہم اسلئی کہ اوسکا قول بطور حکایت کی گذر چکا ہی اور مجکو تمپر حکومت نہ تہی
الا ان دعوتکم فاستجبتم لی ولما علم عدو الله تعالی انه تعالی لا یسلطه علی عباده المخلصین قال فبعزتک
مگر مین نی تمکو بلایا پہر تمنی مان لیا اور جب شیطان کو یقین ہوا کہ اللہ تعالی اپنی مخلص بندون پر غلبہ نہین دیتا بولا تو قسم ہی تیری عزت کی
لاغوینهم اجمعین الا عبادک منهم المخلصین وقد اخبر الله تعالی ان عدوه ابلیس حین قال لم یقوله تعالی
مین گمراہ کرونگا ان سبکو مگر جو بندی ہین انمین تیری چنی اور اللہ تعالی نی خبر دی تہی کہ جب شیطان کو یہہ جہڑکی تہی
وما منعک الا تسجد اذ امرتک قال فبما اغویتنی لاقعدن لهم صراطک المستقیم ثم لاتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم
اور تجکو کیا مانع تہا کہ سجدہ نکیا جب مینی فرمایا بولا تو جیسی تو نی مجہی بدراہ کیا ہی مین بیٹہونگا اونکی تاک مین تیری سیدہی راہ پر پہر انپر آونگا آگی سی اور پیچہی سی
وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم شاکرین قال جمهور المفسرین والنحاة کلمة علی ههنا محذوفة ونصب صراطک
اور داہنی سی اور بائین سی اور نہ پاویگا تو اکثر اونمین شکرگذار تمام مفسر اور نحوی کہتی ہین کہ یہانسی لفظ علی کا محذوف ہی اور زبر صراط کا
علی نزع الخافض کانه قیل لاقعدن علی صراطک المستقیم ثم لاتینهم من جمیع جهاتهم وهذا تفصیل لما اجمله
حرف جر دور کرنی سی ہی گویا عبارت یون ہی لاقعدن علی صراطک المستقیم پہر اون پاس سب طرفون سی آونگا اور یہہ تفصیل اوس اجمال کی ہی

فی قوله فبعزتک لاغوینهم اجمعین و تمثیل لوسوسته الیهم وتسویله علیهم ما امکنه وقدر علیه اذ ما من
جو اس عبارت مین ہی تسم تیری عزت کی مین سبکو گمراہ کردونگا اور تمثیل وسوسہ کی اور آرایش کی ہی جو اوسپر آویگی اور جسپر قادر ہوگا کیونکہ جو
طریق خیر الا والشیطان قاعد علیه یقطعه علی السالکین فیه بانواع مکائده وغروره فانه یشام نفس الانسان
خیر کا رستہ ہی سو اوسپر شیطان بیٹھا ہوا چلنی والون پر طرح طرح کی مکر اور فریب سی راہ مارتا ہی کیونکہ شیطان انسان کی نفس پر غور کرکر
لیعلم ای القوتین غالب علیها هل هی قوة الاقدام ام هی قوة الاحجام فان رای ان الغالب علیها قوة الاحجام یاخذ
معلوم کرتا ہی کہ دونو قوت مین سی اسپر کونسی غالب ہی آیا قوت عمل کی یا قوت باز رہنی کی پہر اگر دیکہتا ہی کہ اوسپر قوت باز رہنی کی غالب ہی تو اوسکو ہر کی
فی تثبیطه واضعاف همته وارادته عن المامور به ویثقله علیه ویهون علیه ترکه حتی یترکه جملة
ہمت میچ سستی کا بڑہانا اور مامور بہ سی ارادہ کا پہیرنا شروع کرتا ہی اور اوسپر عمل دشوار اور ترک کرنا آسان کردیتا ہی آخر وہ اوسکو سراسر ترک کرتا ہی
او یقصر فیه ویتهاون به وان رای ان الغالب علیها قوة الاقدام یاخذ فی تقلیل المامور به عنده ویوهم انه
یا اوسمین قصور کرتا ہی یا اوسمین سستی کرتا ہی اور اگر دیکہتا ہی کہ اوسپر قوت عمل کی غالب ہی تو مامور بہ کو اوسکی نظر مین کہٹانا شروع کرتا ہی اور وہم مین ڈالتا ہی
لا یکفیه بل یحتاج الی مبالغة وزیادة ویقصر بالاول ویتجاوز بالثانی وقد قال بعض السلف ما امر الله بامر الا
کہ یہکو کافی نہوگا بلکہ حاجت مبالغہ اور زیادت کی ہی اور اول مین تقصیر ہوتی ہی اور دوسری مین بڑہ جاتا ہی اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ اللہ تعالی جو
وللشیطان فیه نزغتان اما الی تفریط وتقصیر او الی فرط وغلو ولا یبالی بایهما ظفر وقد قطع کثیرا من
حکم ہی سو اوسمین شیطان کی دو جہٹکی ہین یا بطرف کوتاہی اور تقصیر کی یا بطرف زیادتی اور افزایش کی اور یہہ پروا نہین کرتا کسپر فتحیاب ہو اور اکثر
الناس فی هذین الوادیین وادی التفریط والتقصیر ووادی الافراط والتجاوز والثابت منهم علی الطریق
لوگون پر شیطان نی انہین دونو میدان مین رہزنی کی ہی ایک میدان تفریط اور تقصیر کا اور ایک میدان افراط اور تجاوز کا اور ان لوگون مین سی اوس
الذی کان علیه رسول الله علیه السلام واصحابه قلیل جدا فمنهم الذین یبنون المساجد والمدارس
رستہ پر قایم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی اصحاب کا ہی بہت ہی کمتر ہین اسلئی کہ بعضی ایسی شخص ہین کہ مسجدین اور مدرسی
والقناطر والرباط من اموال جمعوها من الظلم بالغصب والنهب والرشوة والجهات المحظورة ویظنون انهم
اور پل اور خانقاہ ایسی مال سی بناتی ہین کہ جو ظلم سی اور چہین جہپٹ اور رشوت اور بیجا طریق سی جمع کیا ہی اور خیال باندہ رکہا ہی کہ ہم
استحقوا بذلک مغفرة من الله تعالی وثوابا کثیرا ولا یعرفون انهم تعرضوا لسخط الله تعالی فی جمعها وانفاقها
اسکی بدلہ مین اللہ کی طرف سی سزاوار مغفرت کی اور بڑی ثواب کی ہین اور یہہ نہین سمجہتی کہ وہ قابل غضب الہی کی ہین اس مال کی جمع کرنی مین بہی اور خرچ کرنی مین
اذ کان الواجب علیهم الامتناع عن جمعها علی هذا الوجه فلما عصوا الله تعالی بجمعها علی هذا الوجه کان الواجب
بہی اسواسطی کہ اونپر یہہ واجب تہا کہ اس وجہ سی مال جمع نکرتی پہر اگر اونہون نی اس وجہ سی جمع کرنی مین نافرمانی کی تو اب اونپر یہہ واجب تہا
علیهم التوبة والرجوع الی الله تعالی وردها الی اصحابها ان امکن والا فالی ورثتهم ان وجدوا والا کان الواجب
کہ توبہ اور خدا کی طرف رجوع کرتی اور مال مالکون کو ہٹا دیتی اگر ہوسکتا اور نہین تو اونکی وارثون کو اگر پاتی اور نہین تو یہہ واجب تہا
علیهم تفریقها علی الفقراء بنیة ان تکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها الی اصحابها یوم القیمة وهم لعدم
کہ فقرا پر اس نیت سی تقسیم کرتی کہ اللہ تعالی کی پاس امانت رہی قیامت کی روز مالکون کو پہنچا دیوی اور وہ مال جو فقرا پر
تفریقها علی الفقراء بقیت علیهم وتوخذ من اعمالهم یوم القیمة ومنهم من یستغفر الله تعالی ویسبحه ویهلله
تقسیم نہوی تو اونکی ذمہ باقی رہی قیامت کی روز اونکی اعمال مین سی لیئی جاوینگی اور بعضی لوگ خدا سی مغفرت مانگتی ہین اور زبان سی ہر روز سبحان اللہ
بلسانه فی الیوم مائة مرة ثم لا یزال یغتاب الناس ویشتمهم ویمزق اعراضهم ویتکلم بما لا یرضاه الله تعالی
سو سو مرتبہ پڑہتی ہین پہر متصل لوگون کی غیبت کرتی ہین گالیان سناتی ہین اور اونکی آبروئی کہی جاتی ہین اور خلاف رضامندی خدا تعالی کی

طول نهاره من غير حصر ولا عد ويظن ان حسناته اكثر من سياته لعدم محاسبة نفسه وعدم تفقد معاصيه
تمام دن بے انتہا اور بے شمار باتیں بکی جاتی ہیں اور گمان یہہ رکہتی ہیں کہ ہماری حسنات گناہوں سے زیادہ ہیں کیونکہ اپنے نفس کا محاسبہ اور گناہوں کی تلاش نہیں کرتی

ویکون نظره الی عدد تسبیحه وتهلیله ویغفل عن هذیانه الذی لو کتب لکان مثل تسبیحه وتهلیله مائة
اب اپنی تسبیح اور تہلیل کی گنتی پر تو نگاہ ہی اور بیہودہ باتوں کا اگر لکہی جاویں تو تسبیح اور تہلیل کے برابر سو بار بلکہ ہزار بار ہو جاویں

مرة بل الف مرة وقد کتبه کرام الکاتبون ووعد الله تعالی علی کل کلمة عقابا حیث قال ما یلفظ من قول الا لدیه
کچہہ خیال نہیں اور بیشک کرام الکاتبین اوسکو لکہہ چکی ہیں اور اللہ تعالی ہر ہر کلمہ پر عقاب کا وعدہ کر چکا ہی چنانچہ فرمایا نہیں بولتا ایک بات جو نہیں ہوں پاس

رقیب عتید فهو ابدا یتامل فی فضائل التسبیحات والتهلیلات ولا یلتفت الی ما ورد فی عقوبة المغتابین والنمامین
ایک راہ دیکہتا طیار سو وہ شخص ہردم تسبیحات اور تہلیلات کی فضایل تو سوچتا رہتا ہی اور ادہر خیال نہیں کرتا کہ غیبت کرنیوالوں اور سخن چینوں

والکذابین وغیر ذلک ممن لا یحترز من افات اللسان ولعمر الله لو کان الکرامون الکاتبون یطلبون منه اجرة لما
اور جہوٹوں کی لئی کیا عقاب تجویز ہوا ہی اور سوا اسکی اور زبانی آفات جن سی احتراز نہیں ہی اور قسم ہی اگر کرام کاتبین اوس کا اجرت لیا کرتی کہ جو جو

یکتبونه من هذیانه الذی زاد علی تسبیحه وتهلیله الف مرة لکان یکف لسانه حتی عدة جملة من مهماته وکان یعد
اوسکی بیہودہ باتیں کہ تسبیح اور تہلیل سی ہزار گونہ زیادہ ہوتی ہیں اور وہ لکہتی ہیں تو بیشک اپنی زبان بند رکہتا اور اوسکو اپنا ضروری کام سمجہتا اور بولنے کو

ما نطق به فی فتراته ویحسبه ویوازنه بتسبیحاته حتی لا یفضل علیه اجرة الکتابة فیا عجبا لمن یحاسب نفسه
اپنی لغزش میں گنتا اور حساب کرتا اور تسبیحات کی برابر رکہتا ایسا نہو کہ کتابت کی مزدوری زیادہ دینی آجاوی پہر بڑا تعجب ہی کہ اپنی نفس کا حساب

ویحتاط خوفا من ذهاب قیراط فی الاجرة ولا یحتاط خوفا من فوات فردوس الاعلی جنة الماوی فی الاخرة ولیس هذه
اور احتیاط اس خوف کا مارا تو کری کہ کوئی کوڑی اجرت میں نہ جاتی رہی اور اس خوف کی احتیاط نکری کہ فردوس اعلی اور جنت الماوی آخرت میں ہاتہ نہ آویگی اور یہہ

الغفلة الا مصیبة عظیمة لمن یتفکر فیها وقد وقعنا فی امر ان شککنا فیه نکون من الکفرة الجاحدین وان صدقنا
غفلت تو بڑی مصیبت ہی اسمیں کوئی فکر کری اور ہم ایسی بلا میں آگئی ہیں کہ اگر اسمیں شک کریں تو منکر کافر ہوتی ہیں اور اسکی تصدیق کریں

به نکون من الجهلة المغرورین ولیس هذا عمل من صدق بما جاء به القران ورسول رب العلمین المجلس الثانی و
تو جاہل مغرور ہیں اور یہہ کام اوسکا نہیں ہی جو احکام قرآن اور رسول رب العالمین کی تصدیق کرتا ہی بانویں مجلس

التسعون فی بیان عدم المواخذة بالوسوسة ما لم تعمل بها او تتکلم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اس بیان میں کہ وسوسہ پر کچہہ مواخذہ نہیں ہی جبتک عمل میں نہ آوی اور یا زبان پر نگذری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

ان الله تعالی تجاوز عن امتی ما توسوست به صدورها ما لم تعمل به او تتکلم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه
بیشک اللہ تعالی نی میری امت کو معاف کیا ہی جو اونکی دلوں میں خیالات آویں جبتک عمل نہ کریں یا زبان پر نہ لاویں یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی

ابو هریرة وفیه دلیل علی ان المرفوع عن هذه الامة لم یکن مرفوعا من الامم السالفة لان التخصیص بالذکر لا بد له
ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمیں یہہ دلیل ہی کہ جو اس امت کو معاف ہی پہلی امتوں کو معاف نہتہا اسلئی کہ اس امت کی خاص مذکور ہونیکا کوئی فائدہ چاہئی

من فائدة والمعنی انه تعالی عفی عن هذه الامة ما یخطر فی قلوبهم من الخواطر المذمومة واحادیث النفس فان ما یقع فی
اور معنی یہہ ہیں کہ اللہ تعالی نی اس امت کو خیالات بد اور نفسانی وہم جو اونکی دلوں میں گذرتی ہیں معاف کردئی ہیں پہر دلمیں جو خیالات نکمی

القلب من الخواطر الدنیة المذمومة یسمی وسوسة وما یقع فیه من الخواطر المرضیة الحسنة یسمی الهاما ثم الوسوسة
ہو گذرتی ہیں وسوسہ کہلاتی ہیں اور دلمیں جو خیال پسندیدہ نیک آتی ہیں الہام کہلاتی ہیں پہر وسوسہ

اما ضروریة او اختیاریة فالضروریة هی الخواطر التی تدخل فی القلب من غیر اختیار وهذه معفو عن جمیع الامم لکونه
یا تو ضروری ہوتا ہی یا با اختیار پہر ضروری تو وہ خیالات ہیں جو دلمیں بی اختیار آجاتی ہیں اور یہہ تو تمام امتوں کو معاف ہوئی ہیں اسواسطی

خارجا عن حد الاستطاعة والاختيارية هي الخواطر التي تدخل في القلب وتستجلبها الطبع وتتبعها النفس وترددها
کہ حد استطاعت سے باہر ہے اور اختیاری وہ خیالات ہیں جو دلمیں آتی ہیں اور طبیعت اونکو کھینچ لاتی ہے اور نفس اونکی پیچھی لگا رہتا ہے اور بار بار پڑتا

وتتلذذ منها فتميل الى العمل او التكلم بها وهذا النوع هو الذي عفي عن هذه الامة دون سائر الامم تشريفا لنبينا وتفضيلا
ہے اور لذت اوٹھاتا ہے پھر اوسپر عمل کی یا بیان کی رغبت کرتا ہے اور یہہ ہی وہ قسم ہے جو اس امت سے علاوہ تمام امتوں سے بسبب شرافت ہمارے نبی اور فضیلت اونکی امت کی

لامته واما العقائد الفاسدة ومساوي الاخلاق وما ينضم اليها من اعمال القلوب فهي بمعزل عن الدخول في جملة ما
معاف ہوا ہے اور یہی فاسد عقیدے اور عادات بد اور جو انہیں مل ہوتی ہیں یعنی اعمال قلوب سو یہہ وسوسوں میں داخل ہونے سے الگ ہیں

وسوست به الصدور بل هي من اعمال القلوب التي يؤاخذ بها الانسان والحاصل ان ما يقع في القلب على خمس مراتب الاولى
بلکہ یہہ وہ اعمال قلوب ہیں جسمیں انسان سے مواخذہ ہوویگا اور حاصل یہہ ہے کہ دلکی خیالات پانچ درجہ پر ہیں پہلا تو

الهاجس وهو ما يقع فيه ابتداء ثم الخاطر وهو جريان ما يقع فيه ثم حديث النفس وهو التردد فيما يقع فيه هل يفعل
ہاجس کہ وہ دلمیں پہلی ہی آتا ہے پھر اوسکی بعد خاطر یعنی اوسکا جاری ہونا جو دلمیں آیا ہے پھر حدیث النفس یعنی اوسمیں تردد جو دلمیں آیا ہے کہ کروں

ام لا ثم الهم وهو ترجيح جانب الفعل ثم العزم وهو القطع على الفعل والجزم به وهذه الخواطر ان كانت في المعاصي ففيها
یا نہیں پھر ہم یعنی کرنے کی جانب کو غالب کرنا پھر عزم یعنی فعل پر ٹوٹ پڑنا اور جزم کرنا اور یہہ خیالات اگر گناہوں کی ہوتی ہیں تو اسمیں

تفصيل اما الهاجس فلا يؤاخذ به احد اجماعا لانه ليس من فعل العبد وانما هو شيء ورد عليه لا قدرة له على دفعه ولا
تفصیل ہے ہاجس سے تو متفق علیہ ہے کہ مواخذہ نہیں ہے کیونکہ یہہ بندہ کا کیا ہوا نہیں ہے یہہ تو ایسی بات ہے کہ خود بخود آجاتی ہے اوسکے ہٹانے پر قدرت نہیں کہ دفع کردے یا

على منعه واما الخاطر الذي بعده فالعبد قادر على دفعه بصرف الهاجس اول وروده ومع هذا هو وما بعده من حديث
روک دے اور خاطر جو اسکی بعد ہے سو آدمی کو اسکی دفع پہ قدرت ہوتی ہے کہ ہاجس کو پھیر دے تسپر بھی یہہ اور اسکی بعد کا یعنی حدیث النفس

النفس مرفوعان عن الامة بالحديث الصحيح الوارد في ارتفاع حديث النفس عن هذه الامة وهو قوله عليه السلام عفي عن امتي
اس امت کو سب معاف ہیں بدلیل حدیث صحیح کی جو کہ ثابت ہے کہ حدیث النفس اس امت کو معاف ہے وہ حدیث یہہ ہے کہ میری امت کو معاف ہے

ما حدثت به نفوسهم فاذا ارتفع حديث النفس ارتفع ما قبله بالطريق الاولى وهذه الثلثة لو كانت في الحسنات لا
جو اونکی نفس حدیث کرتی ہیں پھر جب حدیث النفس معاف ہوا تو اوسی پہلی کی خیالات بطریق اولی معاف ہونگی اور یہہ تینوں اگر حسنات میں ہیں تو اسکا

يكتب له بها اجر لعدم القصد واما الهم فقد بين في الحديث الصحيح ان الهم بالحسنة يكتب حسنة وان لم تفعل لظهور
کچھ ثواب نہیں ہوتا کیونکہ قصد نہیں ہے اور ہم سو حدیث صحیح میں آیا ہے کہ نیک ہم کا ثواب ہوتا ہے اگرچہ بسبب کسی مانع کی عمل میں

مانع والهم بالسيئة لا يكتب سيئة بل ينتظر فان تركها العبد لله تعالى يكتب عليه حسنة وان فعلها يكتب عليه
نہ آوے اور بدی ہم کا کچھ گناہ نہیں ہوتا بلکہ ملتوی رہتا ہے اگر آدمی نے اوسکو خدا کیلئے ترک کیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہے اور اگر کر بیٹھا تو نری عمل کا گناہ

اثم الفعل وحده لا اثم الهم لان الهم مرفوع عن هذه الامة واما العزم على السيئة فبعض العلماء وان جعله من الهم المرفوع
ہوتا ہے ہم کا کچھ گناہ نہیں ہوتا کیونکہ ہم اس امت کو معاف ہے اور عزم بدی کا سو بعضی علماء نے اسکو اگرچہ اوس ہم میں داخل کیا ہے جو معاف ہے

الا ان المحققين على كون العبد مؤاخذا به لكن ان ندم على عزمه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة
پر محقق اسپر ہیں کہ اسمیں بندہ سے مواخذہ ہوویگا لیکن اگر اپنی عزم پہ نادم ہوا اور اللہ کی خوف سے وہ کام نکیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہے

لان عزمه على السيئة وان كان سيئة لكن امتناعه عنها حسنة فيكتب حسنة واما اذا فات عنه الفعل بعائق او
کیونکہ عزم گناہ کا اگرچہ گناہ ہے لیکن اوس سے باز رہنا نیک عمل ہے سو ثواب ہوتا ہے اور جس صورت میں کہ وہ کام کسی مانع کی سبب یا

تركه بعذر لاحق لا خوفا من الله تعالى يكتب عليه سيئة لان عزمه فعل اختياري من افعال القلوب فيؤخذ به
کسی عذر کی مارے نہیں ہوا کچھ اوسکو خوف الٰہی سے نہیں چھوڑا تو اب گناہ ہوتا ہے کیونکہ عزم افعال قلوب میں سے فعل اختیاری ہے سو عازم کی پکڑ ہوگی

صاحبه اذ قد روي انه عليه السلام قال يحشر الناس على نياتهم ولا شك ان من عزم في الليل ان يصبح ويقتل مؤمنا

اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تمام لوگ اپنی اپنی نیتوں پر محشور ہونگے اور اسمیں کچھہ شک نہیں ہے کہ جو شخص رات کو یہہ عزم کرے کہ صبح ہوئی ہے کسی مسلم کو قتل

او يزني بامرأة او يشرب خمرا او يرتكب غير ذلك من الذنوب فمات الليلة يموت عاصيا مصرا على الذنب ويحشر على

یا کسی عورت سے زنا کرونگا یا شراب پیونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پھر وہ اوسی شب میں مرگیا تو گناہ پر اڑا ہوا گنہگار مریگا اور اپنی نیت پر اوٹھیگا

نيته مع ان الواقع منه العزم على المعصية دون فعلها والدليل الدال عليه ما روي انه عليه السلام قال اذا التقى

باوجودیکہ اوسکو صرف معصیت کا عزم ہی تھا کچھ عمل نہیں کیا اور دلیل اس مطلب پر یہہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب دو مسلمان

المسلمان بسيفيهما فالقاتل والمقتول في النار قيل يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد قتل

تلوار لیکر مقابل ہوتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہیں کسینے عرض کیا یا رسول اللہ بھلا یہہ تو قاتل تھا اب مقتول نے کیا کیا فرمایا اسلئے کہ یہہ بھی اپنے

صاحبه وهذا نص في كون المقتول من اهل النار بمجرد الارادة مع انه قتل مظلوما فكيف لا يؤخذ العبد بالنية

یار کی قتل کا ارادہ رکہتا تھا اور یہہ نص ہے کہ مقتول نرے ارادہ سے جہنمی ہے باوجودیکہ مظلوم قتل ہوا ہے پھر کیونکر آدمی سے نیت کا مواخذہ نہیں ہے

والعزم وكل ما يدخل تحت اختياره فهو مواخذ به الا ان يكفره بحسنة ونقض العزم بالندم حسنة فلذلك يكتب

اور عزم اور جو جو آدمی کی اختیار کا ہے سو اوسکا مواخذہ ہوتا ہے ہاں اگر نیک کام سے اوسکا بدلا کردے تو خیر اور ندامت سے عزم کا توڑ دینا بھی نیک کام ہے اسیلئے

حسنة واما فوات المراد بعائق فليس بحسنة فلذلك يكتب سيئة فيؤخذ بها فكيف لا يؤاخذ العبد باعمال القلوب

ثواب ہوتا ہے اور رہی وہ صورت جو کسی مانع کے سبب سے عمل فوت ہوجاوے سو یہہ حسنہ نہیں ہے اسیلئے گناہ ہوتا ہے پھر مواخذہ ہوگا اب کیونکر آدمی کا مواخذہ اعمال قلوب

والكبر والعجب والرياء والحسد والنفاق وجملة الخبائث من اعمال القلوب وقد قال الله تعالى ان السمع والبصر والفؤاد كل

اور کبر اور تکبر اور ریا اور حسد اور نفاق پر نہوویگا اور جتنی خباثتیں ہیں سو اعمال قلوب ہیں اور بیشک اللہ تعالی نے فرمایا ہے بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سبکی

اولئك كان عنه مسئولا فانه تعالى قد بين في هذه الاية ان العبد بكل واحد من تلك الاعضاء يكون مسئولا فيما يدخل

اوس سے پوچھہ ہے اب اللہ تعالی نے اس آیت میں بیان کیا کہ آدمی سے بعوض ہر ہر عضو کی پوچھہ ہوگی جو جو کام اوسکی اختیار میں ہیں

تحت اختياره مثلا لو وقع بصره على اجنبية بغير اختيار منه لا يؤاخذ بهذه النظرة فان اتبعها نظرة ثانية يكون

مثلا اگر نامحرم عورت پر بطور عادت کے بے اختیار نگاہ پڑجاوے تو اس نگاہ کا کچھہ مواخذہ نہیں ہے پھر اگر اوسپر دوبارہ نظر دوڑائی تو اس دوسری نظر کا

مواخذا بهذه النظرة الثانية لكونه مختارا فيها كذلك خواطر القلوب تجري هذا المجرى بل القلب اولى بالمواخذة لانه

مواخذہ ہوویگا کیونکہ اسمیں اختیار رہا ایسی ہی دل کی خیالات اسی کی قایم مقام ہیں بلکہ دل کا مواخذہ اولی ہے کیونکہ سبکی اصل ہے

الاصل فان من حكم قلبه بشيء وكان مخطئا فيه يصير مجزيا به ان خيرا فخير وان شرا فشر كمن ظن انه متطهر فحضر

بیشک جسکا دل کسی بیجا بات پر حکم کرے تو ویسی ہی بدلا پائیگا اگر نیک ہے تو نیک اور اگر بد ہے تو بد جیسے کسینے گمان کیا کہ میں باوضو ہوں اور

الجمعة وصلاها ثم تذكر انه كان غير متطهر يكون مثابا بفعله وان تركها ثم تذكر يكون معاقبا على تركه ومن وجد على فراشه امرأة

جاکر جمعہ کی نماز ادا کی پھر یاد آیا کہ پاک نہیں ہے تو بھی اسکا ثواب ہوگا اور اگر جمعہ کو ترک کیا پھر یاد آیا تو اس ترک پر عقاب ہوگا اور جسنے اپنی بستر پر عورت پائی

فظنها زوجته فوطئها لا يكون عاصيا بوطئها وان كانت اجنبية وان ظنها اجنبية فوطئها بهذا الظن يكون عاصيا

اور گمان کیا کہ میری بی بی ہے پھر اوس سے جماع کیا تو اس جماع سے گنہگار نہیں ہوگا اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اوس عورت کو غیر سمجھا پھر اوسی اپنی خیال پر جماع کیا تو اس جماع سے

بوطئها وان كانت زوجته كل ذلك بالنظر الى القلب دون الجوارح فان الوسوسة انما تكون مرفوعة عن هذه الامة اذا

گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہو یہہ تمام باعتبار دل کی ہے جوارح کا لحاظ نہیں ہے کیونکہ وسوسہ تو سراسر اس امت کو معاف ہے ہی جبتک

لم تبلغ رتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة فلا تكون مرفوعة بل يؤاخذ به العبد فيلزم عليه نقضها بالندم والاستغفار

عزم کا مرتبہ نہ پاوے پھر اگر اوس درجہ تک جا پہنچی تو پھر معاف نہیں ہے بلکہ اسپر آدمی سے مواخذہ ہوتا ہے سو لازم ہے کہ اس عزم کو ندامت اور استغفار سے توڑ دے

حتى تنقلب حسنة لكن ينبغي ان يعلم ان الوسوسة قد تكون من جهة تلبيس ابليس فان الشيطان قد تلبس على
تاکہ پلٹ کر عمل نیک ہو جاوی لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ وسوسہ بعضی وقت ابلیس کی فریب سی ہو تا ہی بیشک شیطان بعضی وقت انسان پر بیہ شبہہ ڈالتا ہی

الانسان فيقول العمر طويل والصبر على ترك الشهوات طول العمر الم شديد فكيف نترك اللذات والشهوات فعند ذلك
کہتا ہی کہ عمر بہت دراز ہی اور ترک شہوات پر تمام عمر صبر کرنا بڑا ہی سخت عذاب ہی اب لذتیں اور شہوات کیونکر ترک کر دیجئی اب ایسی وقت آدمی کو

يلزم للعبد ان يذكر عظيم ثواب الله تعالى واليم عقابه ووعده ووعيده ويجدد ايمانه ويقينه ويقول نعم الصبر عن
لازم ہی کہ اللہ تعالی کا بڑا ثواب اور سخت عذاب اور اوسکی وعدی اور وعید یاد کری اور از سر نو ایمان اور یقین کو سنبھالی اور کہی البتہ صبر کرنا

الشهوات شديد لكن الصبر على النار اشد فلابد من اختيار اخفهما فاذا ذكر العبد ذلك يخنس الشيطان ويهرب اذ لا يستطيع
شہوات سی سخت ہی لیکن آگ پر صبر کرنا اور بہی بہت سخت ہی سو کمتر کو اختیار کرنا چاہئی جب آدمی یہہ بات یاد کرتا ہی تو شیطان پس پشت بہاگ جاتا ہی کیونکہ شیطان کی

ان يقول ليس الصبر على النار اشد من الصبر على المعصية ولا يملك ان يقول المعصية لا تفضي الى النار لان
یہہ طاقت نہیں ہی کہ کہوی آگ پر صبر کرنا معصیت پر صبر کرنی سی سخت نہیں ہی اور نہ یہہ کہہ سکتا ہی کہ معصیت دوزخ میں نہ لیجاویگی اسواسطی کہ آدمی کا

ايمان العبد يدفعه وينقطع عنه وسوسته بنور الايمان فان العبد اذا كان ايمانه حقيقيا لا لسانيا بل
ایمان اسکو دفع کر دیتا ہی اور ایمان کی نور سی اوسکا وسوسہ کٹ جاتا ہی بیشک جب آدمی کا ایمان حقیقی ہوتا ہی نرا زبانی نہیں ہوتا بلکہ

قلبيا يقينيا يدفع عن نفسه وسوسة الشيطان ويتخذه عدوا متنا لا لقوله تعالى ان الشيطان لكم عدو
دلی یقینی ہوتا ہی تو اپنی دل سی شیطانی وسوسہ دور کر دیتا ہی اور شیطان کو دشمن جانتا ہی اس آیت کی موافق تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہی

فاتخذوه عدوا فانه تعالى بين في هذه الاية ان الشيطن عدو لبني ادم وامرهم ان يتخذوه عدوا لانه
سو تم سمجہو اوسکو دشمن اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان کیا کہ شیطان بنی آدم کا دشمن ہی اور یہہ حکم کیا کہ وہ بہی اوسکو دشمن سمجہیں کیونکہ

يريد اضلالهم ليجرهم مع نفسه الى النار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يعرف عدوه ويجتهد في دفع وسوسته
اونکو گمراہ کیا چاہتا ہی تاکہ اپنی ساتہہ دوزخ میں کہینچ لیجاوی اس بیان کی موافق عاقل کو چاہئی کہ اپنا دشمن پہچان کر اوسکا وسوسہ بزور دفع کر دی

ولا يدفع وسوسته الا بمخالفة الهوى فمن منع نفسه عن الهوى يكون من عباد الله الذين لا يتسلط عليهم
اور بدون مخالفت ہوا ہوس کی اوسکا وسوسہ دفع نہیں ہوتا پہر جسنی اپنی نفس کو ہوا سی روک رکہا تو وہ اون لوگوں میں ہوتا ہی جن پر شیطان غالب نہیں ہوتا

الشيطن على ما اخبر الله تعالى بذلك فقال ان عبادي ليس لك عليهم سلطن فدلت الاية على ان الشيطان
موافق مضمون اس آیت کی وہ میری بندی ہیں اونپر نہیں تیری حکومت یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ شیطان

لا يتسلط على من كان من عباد الله تعالى وانما يتسلط على من لم يكن من عباد الله تعالى فمن يتبع الهوى لا يكون
اونپر جو اللہ کی عبادت کرنیوالی ہیں غلبہ نہیں کر سکتا اونہی پر غلبہ کرتا ہی جو اللہ کی عابد نہیں ہیں پہر جو شخص اپنی ہوا کا تابع ہی وہ

من عباد الله تعالى بل يكون من عباد الهوى اذ قال الله تعالى ارءيت من اتخذ الهه هوىه اشار الى كون
اللہ تعالی کا عابد نہیں ہی بلکہ ہوا کا پوجنی والا ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی بہلا دیکہہ تو جسنی پوجنا پکڑا اپنی چاو کا یہہ اشارہ ہی کہ

الهوى الهه ومعبوده والى كونه من عباد الهوى لا من عباد الله تعالى فمن لم يكن من عباد الله تعالى بل كان
ہوا ہی اوسکا خدا اور معبود ہی اور وہ ہوا کا بندہ ہی اللہ کا بندہ نہیں ہی پہر جو شخص اللہ کا بندہ نہووی بلکہ ہوا کا

من عباد الهوى يتسلط عليه الشيطان بواسطة الهوى الذي يتشعب منه الشهوات فكما ان الشهوات
بندہ ہو دیگا تو اوسپر شیطان بوسیلہ ہوا کی جسمیں سی شہوات کی شاخیں نکلتی ہیں غالب رہتا ہی سو جیسی شہوتیں انسان کی

سارية في لحم الانسان ودمه كذلك سلطنة الشيطان سارية في لحم الانسان ودمه ومحيطة به من
گوشت پوست اور خون میں پہیلی ہوئی ہیں ایسی ہی شیطان کی سلطنت آدمی کی اندر گوشت اور لہو میں سیر کرتی ہی اور ہر طرف سی گہیری ہوئی ہی

جميع جوانبه ولذلك قال النبي عليه السلام ان الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم فضيقوا مجاريه
اسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ شیطان ابن آدم میں مثل خون کی پہرتاہی اب تم اوسکی آمد کا رستہ بہوک سی بند کرو

بالجوع وانما امر النبي عليه السلام بتضييق مجاري الشيطان بالجوع لان تسلط الشيطان على الانسان ليس
اور نبی علیہ السلام نی شیطان کا رستہ بہوک سی بند کرنی کو اسلئی فرمایا ہی کہ شیطان کا غلبہ انسان پر بدون وسیلہ شہوت کی

الا بواسطة الشهوة والشهوة تنكسر بالجوع فمن يريد ان يسلم من تسلط الشيطان عليه فعليه ملازمة الصوم حتى يسلم
نہیں ہوسکتا اور شہوت بہوک سی ٹوٹ جاتی ہی پہر جو شخص چاہی کہ میں شیطان کی غلبہ سی سلامت رہوں تو اوسکو روزی رکہنی چاہئین

من تسلط الشيطان عليه فان من يتبع مقتضى الشهوة المتشعبة عن الهوى يظهر تسلط الشيطان عليه بواسطة
تاکہ شیطان کی غلبہ سی سلامت رہی بیشک جو شخص شہوت کی پیچہی پڑا رہتاہی جو ہوا کی شاخ ہی تو اوسپر بوسیلہ ہوا کی شیطان کا غلبہ ہوجاتاہی

الهوى لان الهوى مرعى الشيطان ومرتعه ولما لم يكن احد خاليا عن الشهوة المتشعبة عن الهوى لم يوجد احد
کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی بیٹہک اور چراگاہ ہی اور چونکہ کوئی شخص شہوت سی جو شاخ ہوا ہوس کی ہی خالی نہیں ہی تو ایسا بہی کوئی نہیں ہی

خاليا عن ان يكون للشيطان فيه تسلط ولذلك قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابن مسعود ما منكم من
کہ اوسپر شیطان کا کچہہ بہی غلبہ نہو اور اسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی حدیث میں جو ابن مسعود کی روایت ہی تم میں سی ایسا کوئی نہیں کہ

احد الا وله شيطان قالوا وانت يا رسول الله قال عليه السلام وانا الا ان الله تعالى اعانني عليه فاسلم فلا يامر
اوسکا شیطان نہو عرض کیا اور تم یا رسول اللہ فرمایا اور میں بہی پر اتنا ہی کہ اللہ تعالی نی اوسپر میری مدد کی سو وہ مسلمان ہوگیا اب وہ سواء

الا بالخير بيانه على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان الشيطان لا يتصرف في الانسان الا بواسطة الشهوة فمن
خیر کی کچہہ نہیں کہتا اسکی تفصیل موافق بیان امام غزالی کی احیاء میں یہہ ہی کہ شیطان انسان میں بدون وسیلہ شہوت کی تصرف نہیں کرسکتا پہر جسکی

اعانه الله تعالى على كسر شهوته حتى يصير لا ينبسط الا حيث ينبغي والى الحد الذي ينبغي فشهوته لا تدعو
اللہ تعالی نی شہوت توڑنی پر امداد کی یہاں تک کہ ایسا بن جاوی کہ اودہر متوجہ ہو کہ جہاں چاہئی اور اسی حد تک جو سزاوار ہی سو اوسکی شہوت شرکی طرف نہیں بلاتی

الى الشر والشيطان المتدرع بها لا يامر الا بالخير فعلم من هذا الحديث ان بني ادم لا يتصور ان ينفك الشيطان عنهم
اور شیطان جو شہوت کا لباس پہنی ہوئی ہی سوا خیر کی نہیں کہتا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ خیال میں نہیں آتا کہ کوئی آدمی شیطان سی جدا ہو

وانما يتميز بعضهم عن بعض بموافقتهم اياه ومخالفتهم اياه فمن يغلب عليه مقتضيات الشهوة يجد الشيطان
اور آپسمیں ایک کو دوسری سی اتنا ہی فرق ہی کہ شیطان سی کتنا موافق ہی یا اوس سی کتنا مخالف ہی پہر جسپر مقتضیات شہوت غالب ہیں اوسمیں شیطان

فيه مجالا فيتسلط عليه ولا كتناف الشهوات للانسان من جوانبه قال ابليس على ما اخبر الله تعالى عنه لاقعدن
جیسی قدرت پاتاہی اور اوسپر تسلط کرلیتاہی اور انسان کو جو شہوتون نی ہر طرف سی گہیر رکہا ہی تو ابلیس کا یہہ قول ہی جیسا کہ اللہ تعالی خبر دیتاہی میں بیٹہونگا

لهم صراطك المستقيم ثم لاتينهم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اكثرهم
اونکی تاک میں تیری سیدہی راہ پر پہر اونپر آؤنگا آگی سی اور پیچہی سی اور داہنی سی اور بائیں سی اور نہ پاویگا تو اونمیں سی اکثر

شاكرين فانه ياتي الانسان من جميع جهاته بانواع مكائده ويحبب اليه الفعل الذي يضره حتى يخيل اليه
شکرگذار پہر شیطان انسان کی ہر ایک طرف سی طرح طرح کی مکر لاتاہی اور وہ کام اوسکو پسند کرا دیتاہی جو مضر ہی یہان تک کہ وہ خیال کرتاہی

انه من انفع الاشياء اليه ويكره اليه فعل الذي ينفعه حتى يخيل اليه انه من اضر الاشياء اليه وبهذا الطريق
کہ یہہ کام سب سی زیادہ مفید ہی اور وہ کام ناپسند کرا دیتاہی جو نافع ہو یہان تک کہ خیال کرتاہی کہ یہہ کام سب سی زیادہ مضر ہی اور اس طریق سی

كاد كثيرا من الناس حتى القاهم في اللهو المختلفة والاراء المتنوعة واوصلهم الى الكفر والضلال واوقعهم في الاثام
بہت لوگون کو فریب دیا ہی یہان تک کہ اونکو مختلف لہو میں اور الگ الگ رائی میں لگا دیا ہی اور کفر اور گمراہی میں پہنچا دیا ہی اور گناہ اور وبال میں

والوبال ومع هذا یعدهم الفوز بالجنان مع الکفر والفسوق والعصیان ویخوف المومنین من جنده واولیائه
پیشا دیا ہی اور تسپر اس کفر اور فسق اور عصیان پر دخول جنت کا وعدہ کرتا ہی اور مؤمنوں کو اپنی لشکر اور رفقا سے اتنا ڈراتا ہی
حتی لا یجاهدونهم ولا یامرونهم بالمعروف ولا ینهونهم عن المنکر وهذا من عظیم کیده لاهل الایمان وقد اخبر الله
کہ وہ اونپر جہاد نہیں کرتی اور نہ امر بالمعروف اور نہ نہی عن المنکر کرتی ہیں اور اہل ایمان کو یہہ بڑا ہی دم دی رکہا ہی اور اللہ تعالی
بذلك فی کتابه فقال انما ذلکم الشیطن یخوف اولیاءه فلا تخافوهم وخافون ان کنتم مؤمنین والمعنی عند جمیع
اپنی کتاب میں فرماتا ہی یہہ جو ہی سو شیطان ہی کہ ڈراتا ہی اپنی دوستوں سے سو تم اونسے مت ڈرو اور مجہی سے ڈرو اگر ایمان رکہتی ہو اور تمام مفسرین کی
المفسرین انه یخوفکم باولیائه فلا تخافوهم قال قتادة یعظمهم فی صدورکم ولهذا قال فلا تخافوهم وخافون ان کنتم
نزدیک یہہ معنی ہیں کہ شیطان تمکو اپنی رفیقوں سے ڈراتا ہی سو تم اونسے مت ڈرو قتادہ کہتی ہیں اونکو بڑا اور بہاری کرکر دکہاتا ہی اسیی واسطی کہا تم اونسے مت ڈرو اور مجہی سے ڈرو اگر تم
مؤمنین فان ایمان المؤمنین کلما کان قویا یزول عنه خوف اولیاء الشیطان فیامر بالمعروف وینهی عن المنکر
مؤمن ہو بیشک مؤمن کا ایمان جتنا قوی ہوتا ہی وتنا ہی شیطان کی رفیقوں کا خوف دور ہوتا ہی پہر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کرتا ہی
وکلما کان ضعیفا یقوی فیه خوف اولیاء الشیطان فلا یامر بالمعروف ولا ینهی عن المنکر ومن کیده ایضا انه یخدع
اور جتنا ضعیف ہوتا ہی وتنا ہی اوسپر شیطان کی رفیقوں کا خوف قوی ہوجاتا ہی پہر نہ امر بالمعروف کرتی اور نہ نہی عن المنکر اور یہہ بہی اوسکا فریب ہی کہ اونکو فریب دیتا ہی
الذین احکموا العلوم الشرعیة العلمیة والعملیة حتی انهم کانوا یشتغلون بها ویتعمقون فیها لکنهم یهملون تفقد
جنہوں نی علوم شرعی علمی اور عملی خوب یاد کئی ہیں یہاں تک کہ وہ اوس علم میں مشغول رہتی ہیں اور غور کئی جاتی ہیں پر اعضا بدنی کو معاصی سی
الجوارح ولا یحفظونها عن المعاصی ولا یستعملونها فی الطاعات ویظنون انهم بلغوا عند الله تعالی من العلم مرتبة
نہیں بچاتی اور نہ اونکو طاعات میں صرف کرتی ہیں اور گمان یہہ کرتی ہیں کہ ہمکو اللہ تعالی کی ہاں وہ مرتبہ حاصل ہوگیا ہی
لا یعذبون ولا یطالبون بذنوبهم بل یقبل فی الخلق شفاعتهم فانهم لو تاملوا العلم لعلموا ان العلم علمان علم المعاملة
کہ عذاب نہیں ہوگا اور نہ گناہوں کی پرسش ہوگی بلکہ خلقت کی حق میں ہماری شفاعت منظور ہوگی یہہ لوگ اگر تامل کریں تو جانیں کہ علم دو ہوتی ہیں ایک علم معاملہ
وعلم المکاشفة فاما علم المعاملة فهو معرفة الحلال والحرام ومعرفة الاخلاق المحمودة والمذمومة وهی علوم لا تراد
یعنی ظاہری اور علم مکاشفہ کا باطنی علم معاملہ کا تو یہہ ہی دریافت کرنا حلال اور حرام کا اور پہچاننا اخلاق نیک اور بد کا یہہ ایسی علم ہیں کہ بغیر عمل کی
الا للعمل ولولا الحاجة الی العمل لم تکن هذه العلوم قیمة فکل علم یراد للعمل لا یکون له قیمة بدون العمل فمن احکم
مقصود ہیں اور اگر عمل کی طرف حاجت نہوتی تو ان علوم کا ہی کچہہ قدر نہوتی اب جو علم کہ عمل کی لئی مقصود ہوتا ہی اوسکی قدر بدون عمل کچہہ نہیں ہوتی پہر جسنی علم
علم الطاعات ولم یفعلها واحکم علم المعاصی ولم یجتنبها واحکم علم الاخلاق المحمودة ولم یزین نفسه بها واحکم علم
طاعات کا خوب سیکہا اور طاعت نکی اور علم معاصی کا خوب سیکہا اور معاصی سی باز نہ آیا اور علم اخلاق حمیدہ کا خوب یاد کیا اور اپنی اخلاق سی مزین نکیا اور علم
الاخلاق المذمومة ولم یطهر نفسه عنها فهو مغرور بکید الشیطان اذ یقول له الشیطان مطلبك القرب
اخلاق ذمیمہ خوب از بر کیا اور اپنی آپکو اونسی پاک نکیا تو وہ شیطان کی فریب میں پہنسا ہوا ہی جبکہ شیطان اوسے سمجہاتا ہی کہ تیری غرض تو قرب الہی
من الله تعالی ونیل ثوابه والعلم یقربك من الله ویوصلك الی ثوابه ویتلو علیه الایات والاخبار الواردة
ہی اور ثواب حاصل کرنا سو یہہ علم اللہ تعالی سی قریب اور ثواب حاصل کر دیتا ہی اور اوسکی سند آیات اور احادیث جو علم کی فضائل میں آئی ہیں پڑہ سناتا ہی
فی فضائل العلم فمن کان من اهل الهوی یری ذلك موافقا لهواه فیطمئن الیه قلبه ویهمل العمل ومن کان
پہر جو شخص اہل ہوا سی ہی اوسکی تو مرضی کی موافق ہوتی ہیں اوسکی تو دلجمعی ہوتی عمل سی کچہہ کام نرکہا اور جو عالم
من اهل التقوی یقول للشیطان تذکرنی ما ورد فی فضائل العلم ولا تذکرنی ما ورد فی العلماء التارکین للعمل
ڈروالی ہوتی ہیں تو شیطان سی کہتی ہیں کہ تو وہ روایات تو یاد دلاتا ہی جو علم کی فضائل میں ہیں اور وہ یاد نہیں دلاتا جو علماء تارک عمل کی حق میں آئی ہیں

فان الذي اخبر بفضيلة العلم هو الذي اخبر بعقوبة العلماء السوء فانه تعالى قال مثل الذين حملوا التورية
بیشک جیسی فضیلت علم کی بتائی ہی اوسہی نی علماء بدکار کا عذاب بہی بتایا ہی بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی کہاوت ہی اونکی جنہوں لادی توریت
ثم لم يحملوها كمثل الحمار يحمل اسفارا وقال الله تعالى في اية اخرى فمثله كمثل الكلب فاي خزي اعظم
پہر نہ اوٹھائی اونہوں نی جیسی کہاوت گدہی کی پیٹھ پر چڑھا ہی کتابیں اور ایک اور آیت میں فرمایا ہی تو اوسکا حال جیسی کتا گدہی اور کتی کی مشابہت سی
من التمثيل بالحمار والكلب وقال النبي عليه السلام اشد الناس عذابا يوم القيمة عالم لم ينفعه الله بعلمه وقال
کونسی رسوائی زیادہ ہی اور نبی علیہ السلام نی فرمایا سب سی زیادہ عذاب میں قیامت کی دن وہ عالم ہوگا جسکی علم سی اللہ نی اوسکو نفع نہ دیا اور نبی
عليه السلام في حديث اخر من ازداد علما ولم يزدد هدى لم يزدد من الله الا بعدا وبعد ورود امثال تلك
علیہ السلام نی ایک اور حدیث میں فرمایا جو شخص علم میں بڑہا اور ہدایت میں نہ بڑہا تو اللہ تعالی کی ان سوای دوری کی نہیں بڑہیگا اور بعد وارد ہونی
التشديدات مما لا يحصى في حق العالم التارك العمل كيف يعتقد انه على خير مع تاكد حجة الله تعالى عليه
ایسی ایسی شداید بیشمار کی عالم تارک العمل کی حق میں کیونکر اعتقاد کرتا ہی کہ وہ نیک راہ پر ہی باوجودیکہ اوسپر حجت الہی خوب قایم ہی
واما علم المكاشفة فهو العلم بالله تعالى وصفاته واسمائه فمن احكم هذا العلم ثم اهمل العمل وضيع امر
اور علم مکاشفہ کا یعنی باطنی سو وہ علم معرفت الہی اور اوسکی صفات اور اسماء کا ہی سو جسنی یہہ علم خوب حاصل کیا پہر عمل نکیا اور امر الہی کو ضایع کیا
الله تعالى فهو مغرور ايضا فغروره يدل على انه لم يحصل من معرفة الله الا الاسامي دون المعاني لانه لو
تو وہ بہی شیطان کی فریب میں ہی بس اوسکی شوریدگی دلالت کرتی ہی کہ اوسکو معرفت الہی سی سوا نام کی کچھہ حاصل نہیں ہوا معانی تک نہیں پہنچا کیونکہ اگر
عرف الله تعالى حق معرفته لخشيه واتقاه كما قال الله تعالى انما يخشى الله من عباده العلماء نسال الله تعالى
عارف باللہ ہوتا جو حق ہی تو اوسی ڈرتا اور تقوی کرتا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ سی ڈرتی وہ ہی ہیں اوسکی بندوں میں جسکو سمجھ ہی ہم سوال کرتی ہیں
ان يجعلنا ممن يخشى الله تعالى المجلس الثالث والتسعون في بيان ان للشيطن لمة بابن ادم و
کہ ہمکو اللہ سی ڈرنیوالا بنادی ترانوین مجلس اس بیان میں کہ ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور
للملك لمة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان للشيطن لمة بابن ادم وللملك لمة فاما لمة الشيطن فايعاد
فرشتی کو ایک قرب ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور فرشتہ کو ایک قرب ہوتا ہی پہر قرب شیطان کا تو
بالشر وتكذيب بالحق واما لمة الملك فايعاد بالخير وتصديق بالحق فمن وجد ذلك فليعلم انه من الله تعالى
برائی کا خیال اور حق کی تکذیب اور فرشتہ کا قرب خیر کا الہام اور حق کی تصدیق پہر جو شخص دلمیں یہہ ہی پاوی تو جان لی کہ اللہ تعالی کی طرف سی ہی
فليحمد الله تعالى ومن وجد الاخرى فليتعوذ بالله تعالى من الشيطن الرجيم هذا الحديث من حسان المصابيح
اب اللہ کی حمد کری اور جسنی وہ دوسرا پایا تو شیطان راندہ سی اللہ کی پناہ مانگی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی
رواه ابن مسعود واللمة المذكورة فيه من الالمام وهو القرب فان كل واحد من الملك والشيطان يقرب
ابن مسعود کی روایت سی اور لفظ لمہ جو اس حدیث میں آیا ہی الہام سی مشتق ہی یعنی قرب بیشک ہر ایک فرشتہ اور شیطان انہیں دونو کام کی
من الانسان لهذين الامرين وهما الايعاد بالخير والايعاد بالشر والمراد بهما الالهامان اللذان يقع في القلب احدهما
لیئی انسان کی ساتھ ہوتی ہیں یعنی ایعاد بالخیر اور ایعاد بالشر اور ان دونوں سی مراد وہی دو الہام ہیں جو کسیکی دلمیں آتی ہیں ایک
بواسطة الملك والاخر بواسطة الشيطان وما يقع بواسطة الملك يسمى الهاما وما يقع فيه بواسطة الشيطان
فرشتہ کی واسطی سی اور دوسرا شیطان کی جہت سی اور جو فرشتہ کی واسطی سی ہوتا ہی الہام کہلاتا ہی اور شیطان کی جہت سی جو ہوتا ہی
يسمى وسوسة والقلب متغاير بينهما لانه باصل فطرته يصلح لقبول اثار الملئكة واثار الشياطين
وسوسہ کہلاتا ہی اور دل دونوں میں جاتی کا رزار ہوتا ہی اسلئی کہ باعتبار اصل پیدایش کی فرشتوں کا اثر بہی لی سکتا ہی اور شیطان کا اثر بہی

صلاحا متساويا لا يترجح احدهما على الاخر الا باتباع الهوى والاكباب على الشهوات او بمخالفة الهوى والاعراض
برابر برابر کسیجانب کو دوسری پر غلبہ نہیں ہوتا مگر باعتبار پیروی ہوا کی اور شہوات پر اوندھا گرنی کی یا باعتبار مخالفت ہوا کی اور شہوات سی

عن الشهوات فان الانسان اذا اتبع مقتضى الشهوة والغضب يظهر تسلط الشيطان على قلبه بواسطة الهوى بصير
منہہ پہیرنی کی بیشک انسان جب شہوت اور غضب کی پیروی کرتاہی تو اوسکی دل پر شیطان کا غلبہ بوسیلہ ہوا کی ظاہر ہوا کرتاہی اور اسکا دل

قلبه عش الشيطان ومقره لكون الهوى مرعى الشيطان ومرتعه واذا جاهد نفسه ولم يتبع مقتضى الشهوة و
شیطان کا مسکن اور مقام ہو جاتاہی کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی چراگاہ اور بیٹہک ہی اور اگر اوسنی نفس کو مارا اور لوازم شہوت اور

الغضب يكون قلبه مستقر الملئكة ومهبطهم لكن لما لم يكن قلب من القلوب خاليا عن الشهوة والغضب والحرص
غضب کی پیروی نکی تو اوسکا دل ملائکہ کا مقام اور گذرگاہ ہو جاتاہی لیکن چونکہ کوئی دل کیسا ہی شہوت اور غضب اور حرص

والطمع وغير ذلك من الصفات البشرية المنشعبة عن الهوى لم يتصور ان يوجد قلب خال من ان يكون فيه
اور طمع وغیرہ صفات بشری سی جو ہوا کی شاخین ہین خالی نہین ہوتا تو خیال مین نہین آتا کہ کوئی دل ایسا ہو کہ جہان شیطان کی وسوسہ

للشيطان جولان بالوسوسة ولا يزول وسوسته الا بذكر شئ سوى ما وسوس به فيه اذ عند حصول ذكر شئ
کا گذر نہوتا ہو اور اوسکا وسوسہ کبہی نہین جاتا بدون ذکر کسی اور بات بجز اوس وسوسہ کی اسواسطی کہ جب کسی اور چیز کا ذکر آتاہی

فيه ينعدم ما كان فيه من قبل الا ان كل شئ سوى ذكر الله تعالى وما يتعلق به يجوز ان يكون مجالا للشيطان
تو پہلی بات جاتی رہتی ہی اتنا ہی کہ ہر ایک بات سواء ذکر الٰہی کی اور جو اوسی متعلق ہی گذرگاہ شیطان کا ہوسکتاہی

فذكر الله تعالى هو الذي يؤمن جانبه ويعلم انه ليس مجالا للشيطان فان القلب مثاله مثال حصن له ابواب
سوا ایسا تو ذکر الٰہی ہی کہ جسکی طرف سی خاطر جمع ہی اور معلوم ہی کہ گذرگاہ شیطان کا نہین ہی بیشک دلکی مثال ایسی ہی جیسی ایک قلعہ کئی دروازہ والا

كثيرة والشيطان يريد ان يدخل فيه من كل باب ويملكه ويستولى عليه فلا بد للعبد من حفظه ولا
اور شیطان چاہتاہی کہ اوسمین ہر ایک دروازہ سی آکر مالک اور مستولی ہو جاوی اب آدمی کو اوسکی حفاظت کرنی چاہئی اور

يقدر على حفظه الا بحراسة ابوابه وسد مداخله ومواضع ثلمه وابوابه ومداخلة الصفات المذمومة
اوسکی حفاظت بدون نگہبانی دروازون کی اور روکنی آمد کی راہ اور کہستی کی رخنہ کی نہین ہوسکتی اور قلعہ کی دروازہ اور آمد کی راہ صفات مذمومہ مین

فليس للادمى صفة من صفات المذمومة الا وهي قوت من اقوات الشيطان وسلاح من اسلحته وباب من
سو آدمی کی کوئی صفت صفات مذمومہ مین سی ایسی نہین ہی کہ وہ شیطان کا کوئی قوت اور اوسکی ہتیارون مین کا ایک ہتیار اور اوسکی دروازون

ابوابه ومدخل من مداخله وهذه الابواب والمداخل كثيرة بعضها ظاهرة وبعضها غامضة وكلها
مین سی ایک دروازہ اور اوسکی آمد کا راہ نہو اور یہہ دروازی اور آمد کی راہ بہت ہین بعضی ظاہر ہین اور بعضی پوشیدہ اور شیطان کی لئی سب

مفتوحة للشيطان وليس للملك فيه الا باب واحد وقد يلتبس ذلك الواحد بهذه الكثير فالعبد فيه مثاله
کہلی ہوئی ہین اور اونمین سی فرشتہ کی لئی ایک ہی دروازہ ہی اور کبہی وہ ایک ان سب مین ملجاتا ہی اسصورت مین آدمی کی کہاوت ایسی ہی

مثال المسافر الذي بقى في بادية كثيرة الطرق غامضة المسالك في ليلة مظلمة فلا يكاد يعلم الا بعين بصيرة وطلوع
جیسی مسافر تنہا جنگل مین جہان چارطرف باریک رستی جاتی ہون اندہیری رات مین سو یہہ مسافر بدون عین بصیرت اور روشنی چمکتی

شمس مشرقة والمراد بعين البصيرة ههنا هو القلب المصفى بالتقوى والمراد بالشمس المشرقة هو العلم المستفاد من
سورج کی نہین سنبہل سکتا اور عین بصیرت سی یہان تقوی سی صاف کیا ہوا دل مراد ہی اور آفتاب روشن سی وہ علم مراد ہی جو

كتاب الله تعالى وسنة رسوله اذ بهما يعلم غوامض طرقه وابوابه ومداخله التي يدخل منها في القلب الامراض
کتاب اللہ اور سنت رسول سی حاصل ہوا ہو کیونکہ انہیں دونوں سی باریک رستی اور اوسکی دروازی اور دلکا رستہ جسی بیماری علاج کی

الخناجة

المحتاجة الى العلاج وعلاج الشيء لا يكون الا بضده وضد جميع الوساوس الشيطانية ذكر الله بالاستعاذة
محتاج دل میں اسکی ہو سکتی ہیں اور ہر مرض کا علاج اسکی ضد سے ہوتا ہے اور تمام وسوسہ شیطانی کی ضد اللہ کا ذکر ہے ساتھ اعوذ باللہ کی

والتبري من الحول والقوة بان يقال اعوذ بالله من الشيطن الرجيم لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم
اور بری ہونا حول اور قوت سے اسطور سے پڑھے پناہ لیتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے اور نہ پھرنا گناہ سے اور نہ قوت طاعت کی مگر اللہ برتر بزرگ سے

فان قيل هل يكفي في الدفع مجرد ذكر الله تعالى ام لا بد فيه من العلاج فما العلاج فيه فالجواب ان العلاج فيه سد
اگر کوئی پوچھے آیا دفع کو صرف ذکر اللہ کافی ہے یا اسمیں کچھ علاج بھی چاہئے پھر اسمیں علاج کیا ہے سو جواب یہہ ہے کہ اسمیں علاج یہہ ہے

مداخله بتطهير القلب عن الصفات المذمومة وتعميره بالتقوى حتى يتمكن الذكر فيه ولا يقدر على ذلك
کہ اوسکی آمد کی راہ دلکو صفات مذمومہ سے پاک اور تقوی سے آباد کر کر بند کر دے تا کہ دل کی اندر ذکر قایم رہے اور اسپر سوا متقیوں کی

الا المتقون الذين طهروا قلوبهم من الصفات المذمومة وعمروها بالتقوى وغلب عليهم ذكر الله تعالى فان
کسیکی قدرت نہیں جنہوں نے اپنی دل صفات مذمومہ سے پاک اور تقوی کا سے آباد کر رکھی ہیں اور اونپر یاد الہی غالب ہو گئی ہے بیشک ذکر الہی

الذكر لا يتمكن في القلب الا بعد عمارته بالتقوى وتطهيره من الصفات المذمومة فلا بد من تطهيره ليتمكن الذكر
دلمیں جب ہی قایم رہتا ہے کہ تقوی سے آباد اور صفات مذمومہ سے پاک ہو چکی اب اوسکا پاک کرنا ضرور ہوا تا کہ اوسمیں ذکر قایم رہے

فيه لان الذكر لو لم يتمكن فيه يصير حديث النفس فلا يدفع وسوسة الشيطن ولذلك قال الله تعالى ان الذين
اسلئے کہ اگر ذکر دلمیں قایم نہ ہو تو وہ حدیث النفس ہوگا پھر اس سے شیطانی وسوسے دفع نہیں ہو سکیگا اوراسی لئے اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ

اتقوا اذا مسهم طئف من الشيطن تذكروا فاذا هم مبصرون فانه تعالى قد خص ذلك بالمتقين فان القلب اذا
ڈر رکھتے ہیں جہاں پڑ گیا اونپر شیطان کا گذر چونک گئے پھر تبہی اونکو سوجھہ آگئی بیشک اللہ تعالی نے اس بات کو پرہیزگاروں سے خاص کیا ہے کیونکہ دل اگر

تطهر من الصفات المذمومة لا يكون للشيطان فيه استقرار بل انما يكون فيه اجتياز ويمنعه من الاجتياز
صفات مذمومہ سے پاک ہو جاتا ہے تو اوسمیں شیطان کا قیام نہیں ہوتا بلکہ یہہ ہی آمد و رفت ہوتی ہے اور آمد و رفت سے بھی اوسکو ذکر الہی بند کر دیتا ہے

ذكر الله تعالى فمثاله مثال كلب جائع يقرب منك فان لم يكن بين يديك شيء من الطعام ينزجر بقولك اخسأ فمجرد
سو اوسکی مثال ایسی ہی جیسے بھوکا کتا تیری پاس چلا آوے پھر اگر تیری سامنے کچھہ کہانا نہو تو اتنا ہی کہنے سے چلا جاتا ہے ادب پس صرف

الصوت يدفعه وان كان بين يديك شيء من الطعام يهجم عليه ولا يندفع بمجرد الكلام فالقلب الخالي عن الهوى
دہتکارا وسکو دفع کر دیتی ہے اور اگر تیرے سامنے کوئی کہانا موجود ہو تو حملہ کرتا ہے اور صرف دہتکار سے نہیں جاتا سو جو دل ہوا سے خالی ہو

ينزجر الشيطان عنه بمجرد الذكر اذ لا يطرقه الشيطان الا عند غفلته وخلوه عن ذكر الله تعالى فاذا عاد الى الذكر
تو شیطان وہاں سے صرف ذکر سے چلا جاتا ہے کیونکہ شیطان غفلت ہی کیوقت دلمیں جب ذکر الہی سے خالی پائے تو جا سکتا ہے پھر جب وہ ذکر کرتا ہے تو

يخنس الشيطان فاما القلب المعلق بالهوى فيكون الهوى قوي الشيطان يستقر فيه الشيطان ولا يندفع بالذكر
پیچھے پاؤں بہاگتا ہے اور جو دل ہوا میں لگا ہو ہی تو ہوا ہوس جو شیطان کی قوت بازو ہے تو وہاں شیطان جگہہ پکڑ لیتا ہے اور ذکر سے نہیں ہٹتا

والحاصل ان القلب مهما غلب عليه مقتضيات الهوى يجد الشيطان مجالا فيوسوس فيه ومهما اشتغل بالذكر يخنس
خلاصہ یہہ ہے کہ دل پر اگر لوازم ہوا کی غالب ہو جاتی ہیں تو شیطان کا گذر ہو جاتا ہے پھر اوسمیں وسوسہ پیدا کرتا ہے اور جب ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو شیطان

عنه الشيطان ويقبل اليه الملك فيه ويلهم فيه والتطارد بين جندي الملك والشيطان في معركة القلب
وہاں سے چلدیتا ہے اور فرشتہ وہاں آکر الہام کرتا ہے اور قلب کی معرکہ میں درمیان دونو لشکر فرشتہ اور شیطان کی ہمیشہ جنگ دہکا پیل رہتی ہے

دائم الى ان ينفتح القلب لاحدهما فاكثر القلوب قد فتحها الشيطان وملكها فامتلأت بالوساوس الداعية الى ايثار
آخر کو کسی ایک کی فتح ہو جاتی ہے سو اکثر دل تو شیطان فتح کر کر مالک ہو گیا ہے پہر وہ ایسی وسوسوں سے پر ہو گئی ہیں جو کہ طرف اختیار کرنے دنیا

الدنيا واطراح الآخرة ومبدء امتلاءها اتباع الهوى ولا يمكن فتحها بعد ذلك الا بتخليتها عن الهوى وتحليتها بذكر
اور الملک کرنی آخرت کی بلاتی ہین اوسکا سبب وسوسہ ہونیکا ہوا کی پیروی ہی اب اوسکا فتح ہونا ممکن نہیں ہی بدون اسکی کہ ہوا سی خالی کرکر ذکر الٰہی سی رونق پاوی

الله تعالى وذلك لا يتيسر الا بمعرفة الخواطر الداخلة فيها فان الخواطر الداخلة فيها تنقسم الى ما يعلم قطعا انه داع
اور یہہ حالت میسر نہیں ہوتی بدون دریافت خطرات کی جو دل کی اندر ہوتی ہین کیونکہ اندر کی خطرات کی ایک تو یہہ قسم ہی کہ یقینی معلوم ہی کہ وہ خیر کی طرف بلاتی ہی

الى الخير فلا يخفى في كونه الهاما والى ما يعلم قطعا انه داع الى الشر فلا يخفى في كونه وسوسة والى ما يتردد فيه فلا
اب وہ بلا شبہ الہام ہی دوسری یہہ کہ یقینی معلوم ہی کہ بدی کیطرف بلاتی ہی پہر وہ بلا شبہ وسوسہ ہی تیسری تردد یعنی دو دلی نہیں

يدرى انه من لمة الملك او من لمة الشيطان اذ من مكائد الشيطان ان يعرض الشر في معرض الخير وتمييز ذلك
معلوم کہ وہ فرشتہ کی اثر سی ہی یا شیطان کی اثر سی کیونکہ شیطان کا مکر یہہ بہی ہوتا ہی کہ بدی کو خوبی کی لباس مین پیش کردی اسکی تمیز بہت

غامض وبه يهلك كثير من العباد والزهاد والعلماء والصلحاء والفقراء والاغنياء وسائر اصناف الخلق ممن يكرهون
دشوار ہی اور اس مکر سی بہت لوگ عابد اور زاہد اور عالم اور صالح اور فقیر اور غنی اور تمام قسم کی خلقت ہلاک ہوگئی ہی جو جو لوگ

ظاهر الذنوب ولا يرضون لانفسهم الخوض في المعاصي الصريحة فان الشيطان لا يقدر ان يدعوهم الى الشر الصريح
کہ ظاہر گناہ کو ناپسند کرتی ہین اور اپنی لیی صریح گناہ مین خوض کرنی پر راضی نہیں ہوتی تو شیطان کی طاقت نہیں ہی کہ اونکو صریح گناہ پر بلاوی اب اوس گناہ کو

فيصوره بصورة الخير وتلبيساته من هذا الجنس لا نهاية لها ومكائده فيما يتعلق بالعقائد والعبادات لا حصر لها فان
خیر کی صورت دیدیتا ہی اور اسطرح کی تلبیسات کی کوئی نہایت نہیں ہی اور شیطان کی مکر جو عقائد اور اعمال سی علاقہ رکہتی ہین بیشمار ہین بیشک

تلبيسه في الاعتقادات والعبادات قد انتشر في البلاد وشاع بين العباد فينبغي للعبد ان يقف عند كل هم يخطر
شیطان کی مکر اعتقادات اور عبادات کی تمام شہرون مین منتشر اور تمام خلقت مین مشہور ہین اب انسان کو چاہیی کہ ہر ہر قصد جو اوسکی دل مین گذرتا ہی

بباله ليعلم انه من لمة الملك او من لمة الشيطان ويمعن النظر فيه بنور البصيرة لا بهوى الطبع لان الوسواس يجاذب
تامل کرکر سوچی تا کہ معلوم ہووی کہ فرشتہ کا اثر ہی یا شیطان کا اثر اور بصیرت کی نور سی اوسمین خوب غور کری ہوای طبیعی سی نہ سوچی اسلیی کہ وسوسہ دلکو کہینچکر

القلب ينازعه ويلهيه عن ذكر الله تعالى فلا بد من المجاهدة وهذه المجاهدة لا آخر لها الى الموت ولا يتخلص
[illegible] ضرور چاہیی اور یہہ مجاہدہ موت تک پورا نہیں ہوتا اور زندگی بہر شیطان سی کوئی

احد من الشيطان ما دام حيا فانه ما دام حيا فابواب القلب للشيطان منفتحة غير منغلقة ومهما كان الباب
نہیں چہوٹتا کیونکہ آدمی جبتک زندہ رہتا ہی تو شیطان کی واسطی دروازی دلکی کہلی رہتی ہین بند نہیں ہوتی اور جب دروازا

مفتوحا والعدو غير غافل لا يدفع الا بالحراسة والمجاهدة ولذلك لما قال رجل للحسن يا ابا سعيد انام ابليس تبسم
چوپٹ اور دشمن چوکس ہوا تو بدون نگہبانی اور مجاہدہ کی دفع نہیں ہوگا اسی لیی جب کسی شخص نی حسن سی پوچہا کہ ای ابو سعید کیا ابلیس سوتا ہی تو تبسم کرکر

وقال لو كان ينام لوجدنا راحة فان قيل هل يؤاخذ العبد بجميع وساوس القلوب وخواطرها او لا يؤاخذ بجميعها
کہا اگر ابلیس سویا کرتا تو ہم آرام کی بہی نہ رہتی اگر کوئی پوچہی کیا انسان سی تمام وسوسون دلی اور خواطر کا مواخذہ ہووی گا یا سبکا مواخذہ نہیں ہی

بل ببعضها فالجواب ان ذلك غامض لا يوقف عليه ما لم يعلم تفصيل وساوس القلوب وخواطرها من مبدء وقوعها فيها
بلکہ کسی کسی کا ہی تو جواب یہہ ہی کہ یہہ امر بہت مشکل ہی معلوم نہیں ہوسکتا جبتک تفصیل دلکی وسوسون اور خطرات کی ابتدا پیدا ہونی سی معلوم نہووی

الى ان يظهر في الجوارح آثارها فان ما يقع في قلب الانسان كما ذكره الامام الغزالي في الاحياء على اربع مراتب الاولى
یہان تک کہ اعضا پر کا اثر ظاہر ہووی اسلیی کہ انسان کی دلی خطرات سابق ذکر امام غزالی کی احیاء مین چار مرتبہ پر ہین پہلا مرتبہ یہہ ہی

ان يرد على قلبه ابتداء من غير قصد وهو الخاطر ويسمى حديث النفس كما لو خطر على قلبه النظر الى امرأة كانت
کہ اسکی دل پر جیسی بی قصد خیال اوی اور اسکو حدیث النفس کہتی ہین جیسی اگر دلمین یہہ خیال آوی کہ عورت کی جو پیچہی

وراء ظهره في الطريق بحيث لو التفت اليها لراها والثانية هيجان الرغبة في قلبه الى الفعل الذي هو النظر اليها
راستے میں ہی دیکھنا چاہیے ایسا کہ اگر منہہ پھیری اپنا تو اسے دیکھ لی اور دوسرا مرتبہ دل میں اوس کام کی رغبت کا جوش کرنا یعنی رغبت اوس عورت کی دیکھنی کی

وهو حركة الشهوة التي تكون في الطبع وتتولد من الخاطر الاول ويسمى ميل الطبع والثالث حكمه بان هذا الفعل
اور یہہ شہوت کی حرکت ہی جو خود بخود طبیعت میں ہوتی ہی اور اوس پہلی خیال ہی پیدا ہوتی ہی اسکو میل طبع کہتی ہیں تیسری مرتبہ حکم کرنا کہ یہہ کام

الذي هو النظر اليها ينبغي ان يفعل وهو يتبع الخاطر والميل ويسمى اعتقادا والرابعة تصميم عزمه على الفعل الذي
یعنی اوس عورت کا دیکھنا ہی چاہیے اور یہہ مرتبہ خاطر اور میل دونوں کی پیچھی ہوتا ہی اور اسکو اعتقاد کہتی ہیں اور چوتھا مرتبہ اوس کام پر عزم کا مصمم مقرر کرنا

هو النظر اليها ويسمى هذا هما وقصدا ونية وهذا الهم قد يكون له مبدأ ضعيف لكن اذا صغى القلب الخاطر حتى
یعنی عورت کی دیکھنی پر اور اسکو ہم اور قصد اور نیت کہتی ہیں اور اس ہم کا مبدا کبھی ضعیف ہوتا ہی لیکن اگر دل خاطر کو صاف کرتا ہی یہاں تک

طالت محادثته للنفس يتاكد هذا الهم ويصير ارادة مجزومة اذا ثبت هذا فالخاطر لا يؤاخذ به العبد لانه لا
کہ آپسمیں بات کہنا نفس کی دراز ہو جاوی تو ہم پکا ہوتا ہی اور ارادہ بالجزم ہو جاتا ہی جب یہہ معلوم ہو چکا تو خاطر پر بندہ سی مواخذہ نہیں ہی کیونکہ یہہ خیال

يدخل تحت الاختيار وكذ الميل وهو هيجان الشهوة لا يؤاخذ به العبد لعدم دخوله تحت الاختيار وهو
اختیاری نہیں ہی اور ایسیہی میل یعنی جوش شہوت کا آدمی سی مواخذہ نہیں ہی کیونکہ اختیار میں نہیں ہی اور اسی حدیث میں یہہ ہی مراد ہی

المراد بقوله عليه السلام عفي عن امتي ما حدثت به انفسها لان حديث النفس عبارة عن الخواطر التي يقع
میری امت سی حدیث النفس معاف ہوا ہی اسلئی کہ حدیث النفس خیالات ہوتی ہیں جو دل میں بلی قصد آجاتی ہیں اور اونپر

في القلب ولا يتبعها عزم اذ لا يسمى الهم والعزم حديث النفس واما الثالث وهو اعتقاد وحكم القلب فمتردد بين ان
کچھہ عزم نہیں ہوتا کیونکہ ہم اور عزم حدیث النفس نہیں کہلاتا اور رہا تیسرا مرتبہ کہ وہ دلکا اعتقاد اور حکم ہی سو وہ دو حال سی زیادہ نہیں ہی

يكون اختياريا او اضطراريا فالعبد يؤاخذ بالاختياري ولا يؤاخذ بالاضطراري واما الرابع وهو الهم فيؤاخذ
یا اختیاری ہوگا یا اضطراری سو اختیاری میں آدمی سی مواخذہ ہی اور اضطراری میں مواخذہ نہیں ہی اور رہا چوتھا مرتبہ یعنی ہم سو اسمیں

به العبد الا انه ان ندم على همه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة لان همه وان كان
بندہ سی مواخذہ ہی اتنا ہی کہ اگر اپنی ہم پر نادم ہو کر اوس کام کو اللہ تعالی کی خوف سی ترک کیا تو ثواب ہوتا ہی اسواسطی کہ ہم انسان کا اگرچہ

سيئة لكن امتناعه ومجاهدة نفسه يكون من الحسنات التي يستحق بها صاحبها الثواب وان تعوق
بدی پر اوس سی باز رہنا اور اوسپر نفس کا مجاہدہ حسنات میں ہی جسکی عوض میں انسان مستحق ثواب کا ہوتا ہی اور اگر وہ کام

الفعل بعائق وتركه لعذر لا خوفا من الله يكتب له سيئة لان همه فعل اختياري من القلب فيؤاخذ به صاحبه
کسی اور مانع کی سبب نہو سکا اور کسی عذر سی نکیا کچھہ خوف الہی سی نہیں چھوڑا تو گناہ ہوتا ہی کیونکہ ہم تو دل کا فعل اختیاری ہی سو اسپر مواخذہ ہوتا ہی

فان من عزم على معصية وتعذر عليه فعلها بسبب او غفلة لا يكون تركه خوفا من الله تعالى فكيف يكتب
بیشک جسنی معصیت پر عزم کیا اور کسی سبب سی اوسپر عمل دشوار ہوگیا یا غفلت سی رہ گیا تو یہہ خوف الہی کی سبب سی باز نہیں رہا اب اوسکو ثواب

له حسنة وقد روي انه عليه السلام قال يحشر الناس على نياتهم ولا شك ان من عزم في الليل ان يصبح ويقتل
کیسا ہووی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ آدمی اپنی اپنی نیتون پر اوٹھینگی اور اسمیں شک نہیں ہی کہ اگر رات کو کسینی یہہ عزم کیا کہ صبح ہوتی ظالم کو

مسلما او يزني بامرأة او يشرب الخمر او يفعل غير ذلك من الذنوب فمات تلك الليلة يموت عاصيا مصرا على الذنوب
قتل کردونگا یا فلانی عورت سی زنا کرونگا یا شراب پیونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پھر اوسی رات میں مرگیا تو گنہگار گناہوں پر ڈٹا ہوا مریگا

ويحشر على نيته مع انه لم يقع منه الا العزم على المعصية دون فعلها والدليل عليه ما روي انه عليه السلام قال اذا
اور اپنی نیت پر اوٹھیگا باوجودیکہ اوس سی صرف گناہ کا عزم واقع ہوا ہی کیا کچھہ بھی نہیں ہی اور اسکی دلیل یہہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب

التقى المسلمان بسيفهما فالقاتل والمقتول في النار قيل يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد

دو مسلمان تلوار لیکر مقابل ہوتی ہیں تو قاتل مقتول دونو جہنمی ہیں کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہہ تو قاتل تہا مقتول کی کیا خطا ہی فرمایا اسلئی کہ وہ بہی

ان يقتل صاحبه وهذا نص في كون المقتول من اهل النار بمجرد الارادة مع انه قتل مظلوما فكيف لا يواخذ

تو یار کو قتل کیا چاہتا تہا اور یہہ صاف بیان ہی کہ صرف ارادہ ہی سے مقتول بہی دوزخی ہی باوجودیکہ مظلوم مارا گیا ہی اب بندہ سے نیت اور عزم پر کیونکر مواخذہ نہیں

العبد بالنية والعزم وكل ما يدخل تحت اختياره فهو مواخذ به الا ان يكفره بحسنة ونقض العزم بالندم حسنة

ہوگا اور جو باتیں اختیاری ہیں سو اونمیں مواخذہ ہی یا اوسکا عوض کسی حسنہ سے کردی اور عزم کا ندامت سے توڑنا ہی حسنہ ہوتا ہی

فلذلك يكتب حسنة واما فوات المراد بعائق فليس بحسنة فلذلك يكتب سيئة فيواخذ بها العبد فكيف لا يواخذ

اسیلئی ثواب لکہا جاتا ہی اور ارادہ کام کا فوت ہونا کسی مانع سے سو یہہ حسنہ نہیں ہی اسی لئی گناہ لکہا جاتا ہی اور اوسپر آدمی سے مواخذہ ہی اب آدمی سے

العبد باعمال القلوب والكبر والعجب والرياء والحسد والنفاق وجملة الخبائث من اعمال القلوب وقد قال الله تعالى

افعال قلوب یعنی کبر اور خود بینی اور ریا اور کینہ اور نفاق پر کیونکر مواخذہ نہو اور خباثت تمام اعمال قلوب سے ہیں اور اللہ تعالی فرماتا ہی

ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسؤلا فانه تعالى اخبر في هذه الاية ان العبد بكل واحد من

بیشک کان اور آنکہہ اور دل ان سب کی بابت پوچہہ ہوگی بیشک اللہ تعالی نی اس آیت میں یہہ خبردی ہی کہ آدمی سے بعوض ہر ہر عضو کی

تلك الاعضاء يكون مسؤلا عنه فيما يدخل تحت اختياره مثلا لو وقع بصره على محرم بغير اختياره لا يواخذ بهذه

جو باتیں اختیاری ہیں پوچہہ ہوگی مثلا اسکی نگاہ کسی حرام پر بی اختیار جا پڑی تو اس نظر کا کچہہ مواخذہ نہیں ہی پہر اگر اسکی بعد دوبارہ

النظرة فان اتبعها نظرة ثانية يكون مؤاخذا بهذه النظرة الثانية لكونه مختارا فيها وكذلك خواطر القلوب تجري

نگاہ کی تو اس نگاہ ثانی کا مواخذہ ہووےگا کیونکہ اسمیں اختیار تہا اور ایسی ہی دلی خطرات کا یہہ ہی

هذا المجرى بل القلب اولى بالمواخذة لانه الاصل فان من حكم قلبه بشيء وكان مخطأ فيه يصير مجزيا به ان خيرا

راہ ہی بلکہ دل پر مواخذہ اولی ہی کیونکہ سب کی اصل ہی بیشک جسکی دل نی کسی بیجا بات پر عزم کیا تو اوسکا عوض ہوتا ہی اگر نیک ہی تو نیک

فخير وان شرا فشر كمن ظن انه متطهر وحضر الجمعة وصلاها ثم تذكر انه كان غير متطهر يكون مثابا بفعله وان

اور اگر بد ہی تو بد جیسی کوئی خیال کری کہ میں پاک ہوں اور جاکر نماز جمعہ ادا کی پہر یاد آیا کہ میں پاک نہ تہا تو اس نماز کا ثواب ہوگا اور اگر نماز

تركها ثم تذكر يكون معاقبا بتركه ومن وجد على فراشه امراة فظن انها امراته فوطئها بهذا الظن لا يكون عاصيا بوطئها

یوں ہی ترک کی پہر یاد آیا تو نماز چہوڑنیکا عقاب ہوگا اور اگر کسینی اپنی بستر پر عورت دیکہی گمان کیا کہ میری بی بی ہی پہر اسی خیال پر اوس سی جماع کیا تو اس جماع سی گنہگار نہ

وان كانت اجنبية وان ظن انها اجنبية فوطئها بهذا الظن يكون عاصيا بوطئها وان كانت زوجته كل ذلك بالنظر

اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اسکو اجنبی خیال کیا پہر اسی خیال پر جماع کیا تو اس جماع پر گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہی ہوئی یہہ تمام باعتبار عزم

الى القلب دون الجوارح فان الوسوسة انما تكون مرفوعة من هذه الامة اذا لم يبلغ مرتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة

دل کی ہی جوارح پر نہیں ہی کیونکہ وسوسہ اس امت کو جبتک عزم کی درجہ کو نہ پہنچی معاف ہی اور اگر اوس درجہ کو جا پہنچا

فلا تكون مرفوعة بل يواخذ بها العبد فيجب عليه ان ينقضها بالندم والاستغفار حتى تنقلب حسنة والا يكون

تو پہر معاف نہیں ہی بلکہ آدمی سے اسپر مواخذہ ہی سو اسکو واجب ہی کہ عزم کو ندامت سی توڑی اور استغفار کری تاکہ ثواب ملی اور نہیں تو

الشيطان مستوليا على مملكة القلب وينجز اللعين وعده الذي حكاه الله تعالى عنه حيث قال لئن اخرتن الى

شیطان دلکی مملکت پر غالب ہوجاویگا اور لعین اپنا وعدہ پورا کریگا جسکی اللہ تعالی حکایت کرتا ہی چنانچہ فرمایا اگر تو مجہکو ڈہیل دی

يوم القيمة لاحتنكن ذريته الا قليلا والمعنى انك ان اخرتني حيا الى يوم القيمة لاقود ثم حيث ماشئت و

قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈانٹ دیلوں مگر تہوڑی سی اور معنی یہہ ہیں کہ اگر تو مجہکو قیامت تک زندہ باقی رہنی دیگا تو البتہ میں اونکو جہاں چاہونگا کہینچ لیجاونگا

لاستولین علیهم استیلاء قویا الا قلیلا منهم وهم المخلصون من عبادك الصلحین وهذا کقول اللعین لازینن
اونپر خوب قابو کرلونگا مگر کچھ تھوڑوں پر جو تیری بندی مخلص صلحاء ہونگی اور یہہ ایسا ہی ہی جیسی لعین کا یہہ قول ہی البتہ زینت
لهم فی الارض ولاغوینهم اجمعین وانما عرف اللعین حصول هذا المطلب له مع انه لا یعلم الغیب استدلالا بما رای
اونکو بہاریں دکہاؤں گا زمین میں اور راہ سی بہکاؤنگا سبکو اور شیطان مردود اس مطلب کا حصول باوجودیکہ غیب دان نہیں ہی اس دلیل سی جان گیا
فیهم من کون مبدء الشر متعددا ومبدء الخیر واحدا اذ فی نفس الانسان قوة بهیمیة شهوانیة وقوة سبعیة
کہ اونمیں آثار بدی کی بہت پائی اور مبداء خیر کا ایک کیونکہ انسان کی نفس میں قوت بہیمی شہوانی ہوتی ہی اور قوت سبعی غضبی
غضبیة وقوة وهمیة شیطانیة وهذه الثلثة مستولیة علیه من اول الخلقة داعیة له الی الشر وبعد هذه
اور قوت وہمی شیطانی اور یہہ تینوں قوتیں تو آدمی پر ابتداء پیدایش سی غالب ہوتی ہیں شر کیطرف بلاتی ہیں اور ان
الثلثة فیه قوة عقلیة ملکیة وهی وان کانت داعیة الی الخیر لکنها انما تکمل بعد استیلاء الثلث الاول علی القلب
تین کی بعد قوت عقلیہ ملکی ہوتی ہی اور یہہ قوت اگرچہ خیر کی راہ بتاتی ہی پر کامل جب ہوتی ہی کہ یہہ تینوں پہلی قوتیں دل پر غالب ہوچکیں
فلما رای اللعین ذلك علم ان ما یریده یمکن حصوله فان الشهوة والغضب قد ینقادان للانسان انقیادا تاما
پہر جب لعین نی یہہ حال دیکہا تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہوجانا ممکن ہی کیونکہ شہوت اور غضب بعضی دفعہ انسان کی خوب مطیع ہوکر
فیعینانه علی طریقه الذی یسلکه ویحسنان مرافقته فی سفره الذی هو بصدده وقد یستعصیان علیه استعصاء بغی
جس راستہ وہ چلتا ہی اوسکی امداد کرتی ہیں اور وہ جس سفر کی درپی ہوتا ہی اوسمیں رفاقت خوب کرتی ہیں اور کبہی اوسپر نہایت سرکشی بغاوت
وتمرد حتی یملکانه ویستعبدانه وفیه هلاکه وانقطاعه عن سفره الذی به وصوله الی سعادة الابد فینبغی له
اور تمرد کرتی ہیں یہان تک کہ اوسکی مالک ہوکر اوسکو مطیع کرلیتی ہیں اور اسمیں انسان ہلاک ہوچکتا ہی اور اوس سفر سی جسمیں سعادت ابدی وصول ہوتی رہ جاتا ہی
ان یستعین علیهما بالعقل وان ترك الاستعانة به وسلطهما علی نفسه یهلك هلاکا بینا ویخسر خسرانا عظیما و
اب انسان کو یوں تدبیر کرنی چاہئی کہ اونپر عقل سی مدد لیوی اور اگر عقل سی مدد نلی اور اپنی اوپر اونکو تسلط دیدیا تو ظاہر مارا گیا اور بڑا ہی ٹوٹا اوٹہایا اور
ذلك حال اکثر الخلق فان عقولهم صارت مسخرة لشهواتهم فی استنباط الحیل لقضاء الشهوة وکان من حقهم ان یکون
اکثر خلق کا یہہ ہی حال ہی کیونکہ اونکی عقلیں قضاء شہوت کی لئی حیلہ حوالی نکالنی کو شہوت کی مطیع ہوگئی ہیں اور اونکو یوں چاہئی تہا کہ
شهواتهم مسخرة لعقولهم فیما یفتقر الیه العقل فان المؤمن قد یقع فی قلبه خاطر الهوی فیدعوه الی الشر فیلحقه
اونکی شہوات عقلوں کی مطیع ہوتی جہاں عقل کو حاجت ہی بیشک مومن کی دلمیں کبہی خطرہ ہوا کا آکر بدی کی طرف بلاتا ہی تو پہر اوسکو
خاطر الایمان فیمنعه عن الشر ویدعوه الی الخیر فینبعث الشیطان الی نصرة خاطر الشر فیقوی داعی الهوی ویحسن التمتع
خطرہ ایمانی بدلیسی روک کر خیر کی طرف بلاتا ہی اب شیطان بدخطرہ کی قوت کو ابہارتا ہی سو خواہش ہوا کی زور پکڑجاتی ہی اور دنیا کی لذتوں سی
والتنعم بملاذ الدنیا فیمیل النفس الیها فینبعث العقل الی نصرة خاطر الخیر ویوبخ النفس ویقبح فعلها وینسبها الی الجهل و
عیش اور چین کو پسند کرتا ہی اب نفس کو اودہر رغبت ہوتی ہی پہر عقل اوسکی مدد کو اوٹہ کر نیکی دلمیں ڈالتی ہی اور نفس کو جہڑکتی ہی اور اوسکی برا کہہ کر اور جہل کیطرف
یشبهها بالبهایم فی هجومها علی الشر وعدم اکتراثها بالعواقب فیمیل النفس الی نصح العقل فیحمل الشیطن علی النفس حملة و
نسبت دیکر ڈنگروں مین ملاتی ہی کہ تجہکو برائی کی کثرت اور انجام سی بی پروائی ہی اب نفس کو عقل کی نصیحت پر رغبت ہوتی ہی پہر شیطان نفس پر یکبار حملہ کرکر سمجہاتا ہی
یقول لها مالك تمتنعین عن هواك وهل یوجد احد من اهل عصرك یخالف هواه اما ترین ان اکثر علماء زمانك لا
تجہکو کیا ہوا کہ اپنی عیش سی الگ ہوتا ہی تیری زمانہ مین کوئی ایسا ہی جو عیش سی الگ رہتا ہو دیکہتا نہیں کہ تیری زمانہ کی اکثر علماء
یحترزون عن الهوی ولو کان شرا لامتنعوا عنه افتترکهم ملاذ الدنیا یتمتعون بها وتبقی محروما منغصا ینضیق علیك
عیش رانی سی پرہیز نہیں کرتی اگر عیش و آرام برا ہوتا تو وہ بہی باز رہتی کیا عیش اور لذت دنیا کی اونکو دیتا ہی اور تو مشقت میں محروم رہی تجہپر تیری حصر

اهر وقتك فيميل النفس الی وسوسة الشيطان . ثم العقل حتی انه رجاء ديقبل لها هل بهاك الامر الاتم هيا ونسی
اب نفس کو وسوسہ شیطانی پر رغبت آنی لگتی ہی پہر عقل نفس پہ تحکم کر کر سمجہاتی ہی کہ ... جو ہیرا کی ہم و لگتا اور

الآخرة وما واه ان تقنعين بلذة يسيرة وتتركين لذة الجنة التی لا يتناهی نعيمها ابد الاباد ام تستحيين الم النار وتغترين
آخرت کی ٹہکانیکو بہول گیا کہ تو اس تہوڑی لذت پر قناعت کر کر جنت کی بی انتہا لذت جو کبہی تمام نہو دی چہوڑ دیتا ہی کیا سنلوار دوزخ کی غذا کیا ہوا چاہتا ہی

بغفلة الناس واتباعهم اهواءهم مع ان عذاب النار لا يخفف عنك بمعصية غيرك افترى ان الناس كلهم لو وقفوا فی الشمس
اور لوگون کی غفلت سی کہ اپنی ہوا ہوس کی پیچہی لگ رہی ہین دہوکہ مین آتا ہی باوجودیکہ تجہسی دوزخ کا عذاب اور کی معصیت کی سبب ہلکا نہین ہوگا دیکہہ تو اگر تمام خلقت

یوم الصيف وكان لك بيت بارد اكنت تساعدهم علی القيام فی الشمس ام تخالفهم وتذهب من الشمس الی ظل بيتك
دہوپ مین ہون اور تیری اپنی سرد خانہ ہو تو کیا تو اونکی ساتہہ دہوپ مین کہڑا رہیگا یا اونکی برخلاف تو دہوپ مین سی گہر کی سایہ مین چلا جاویگا

فانك اذا كنت تخالفهم فرارا من حر الشمس فكيف لا تخالفهم فرارا من حر النار فعند ذلك تميل النفس الی رای العقل وهی لا تزال
پہر تو جب اونکی برخلاف آفتاب کی گرمی سی بہاگتا ہی پہر کیونکر اونکی برخلاف آگ کی گرمی سی نہین بہاگتا پہر اب اس فہمایش عقل سی نفس عقل کی مشورہ پر متوجہ ہوتی ہی

تتردد متجاذبة بين هذين الجدالين الی ان يغلب علی قلب الانسان ما هو اولی به فان كان الغالب عليه الصفات الشيطانية
اسی بدولی مین کبہی ادہر کبہی اودہر تردد کئی جاتا ہی آخر انسان کی دل پر وہ ہی غالب آجاتا ہی جو اوسکی حال کی مناسب ہو اگر اوسپر صفات شیطانی غالب ہوئین

يميل الی الشر ويجری علی جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لبعده من الله تعالی وان كان الغالب عليه الصفات الملكية
تو شر کی طرف متوجہ ہوا اور اوسکی اعضا سی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی ہوتا ہی جو اسہ تعالی سی دور ڈالدی اور اگر اوسپر صفات ملکی غالب ہوئین

يميل الی الخير ويظهر علی جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لقربه من الله تعالی وهذه الطاعات والمعاصی اذا ظهرت تكون
تو خیر کیطرف جہکتا ہی اور اوسکی جوارح سی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی عمل مین آتا ہی جس سی قرب الہی حاصل ہو اور یہہ طاعات اور معاصی جب ظاہر ہوتی ہین

علامات يعرف بها سوابق القضاء والقدر وهی انما تظهر من خزائن الغيب بواسطة خزائن القلب فانه خزائن الملكوت
تو یہہ نشانیان ہین کہ انسی قضا اور قدر کا حکم معلوم ہوجاتا ہی اور طاعات اور معاصی خزانہ غیب سی بواسطہ خزانہ دل کی ظاہر ہوا کرتی ہین کیونکہ دل خزانہ

فمن خلق للجنة يسرت له الطاعات واسبابها ومن خلق للنار يسرت لها المعاصی واسبابها فانه تعالی خلق الجنة وخلق
باطنی ہی پس جو شخص جنتی پیدا ہوا ہی اوسکو طاعات اور اسباب طاعات میسر ہوجاتی ہین اور جو شخص دوزخی پیدا ہوا ہی اوسکو معاصی اور اسباب معاصی سہل ہوجاتی ہین

لها اهلا فاستعملهم بالطاعات وخلق النار وخلق لها اهلا فاستعملهم بالمعاصی ثم عرف الخلق علامة اهل الجنة واهل النار
بیشک اسہ تعالی نی جنت پیدا کیا اور جنتی پیدا کر کر طاعات مین لگادئی ہین اور دوزخ پیدا کیا اور دوزخی پیدا کر کر معاصی مین لگادئی ہین پہر خلقت کو نشانی جنتی اور

فقال ان الابرار لفی نعيم وان الفجار لفی جحيم نسال الله تعالی ان يجعلنا من اهل الجنة ولا يجعلنا من اهل النار المجلس
دوزخی کی بتادی ہی فرمایا بیشک نیک لوگ آرام مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین الہی ہمکو جنتی کرنا اور نہ گردان ہمکو اہل نار مجلس

الرابع والتسعون فی بيان ظهر الاسلام غريبا وسيعود غريبا قال رسول الله صلی الله عليه وسلم بدا
چورانوین اس بیان مین کہ اسلام غریب شروع ہوا تہا اور پہر ہوجاویگا جیسا ظاہر ہوا تہا رسول اسہ صلی اسہ علیہ وسلم نی فرمایا اسلام ابتدا مین

الاسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدا فطوبی للغرباء هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان
غریب شروع ہوا تہا پہر غریب ہوجاویگا جیسی شروع ہوا تہا اب غریبون کو خوشی ہووی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ابو ہریرہ کی روایت سی

الاسلام فی ابتدائه ظهر فی احاد من الناس وقلة منهم ثم انتشر وشاع وصار قويا وبعد ذلك سيلحقه النقص حتی لا ...
اسکی معنی یہہ ہین کہ اسلام ابتدا مین کسی کسی آدمی سی ظاہر ہوا اور بہت تہوڑا پہر پہیل گیا اور مشہور ہوا اور قوی ہوگیا اور بعد اسکی پہر اوسپر نقصان اور خلل آویگا

حتی لا يبقی الا فی احاد من الناس وقلة منهم وهم الغرباء وقد جاء تفسير الغرباء فی حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعنی
یہانتک کہ باقی نہین رہیگا مگر کسی کسی مین بہت تہوڑا یعنی غربا مین اور غربا کی تفسیر ایک اور حدیث مین یون آئی ہی کہ وہ ...

Left margin: کری ; اور نفس

انهم الذين كانوا قليلا فلا يوجد في كل قبيلة منهم الا الواحد او الاثنان بل لا يوجد واحد منهم في القبائل والبلدان
پھر وہ لوگ ہیں جو تھوڑے تھے سو ہر قبیلہ میں انہیں سے سوا ایک یا دو کے نہیں ہوتے بلکہ ایک بھی انہیں کا قبیلوں اور شہروں میں نہیں ہوگا

كما كان كذلك في اول الاسلام وفي حديث آخر انهم الذين يصلحون اذا فسد الناس يعني انهم قوم صالحون عاملون بالسنة
جیسے اول اسلام میں نہیں تھے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو بھلائی کرتے ہیں جب لوگ بگڑ جاتے ہیں مراد یہ ہے کہ وہ گروہ اصلاح پر ہیں سنت پر عمل کرتے ہیں

في زمن فساد الناس وفي حديث آخر انهم الذين يصلحون ما افسده الناس بعدي من سنتي فهؤلاء هم الغرباء الممدوحون
جس زمانہ میں لوگ فساد کرتے ہیں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو درست کریں گے جو کہ اور لوگ میری بعد میری سنت کو بگاڑ ڈالیں گے سو یہ جماعت غرباء کی ہے

المغبوطون ولقلتهم في الناس جدا سموا غرباء وهم قسمان احدهما من يصلح نفسه عند فساد الناس والثاني من يصلح
جسکی مدح ہوئی اور اونکی ہی مرتبہ کی آرزو ہوگی اور چونکہ یہ لوگ بہت کم ہیں تو انکا نام غرباء ہوا انکی دو قسم ہیں ایک تو وہ جو اپنا حال درست کرلے جب لوگ بگڑ جاویں دوسرا قسم

ما افسده الناس من السنة وهو اعلى القسمين وهم القائمون بوظيفة الامر بالمعروف والنهي عن المنكر فهؤلاء اقل الناس
جو اور لوگوں کی بگاڑی ہوئی سنت کو درست کریں اور یہ دونوں میں اعلی درجہ کی ہیں یہی لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وظیفہ پر قائم ہوں گے سو یہی لوگ

في آخر الزمان ولذلك وصفوا بالغربة لقلتهم كما جاء في بعض الروايات انهم قوم صالحون قليل في قوم سوء كثير من
آخر زمانہ میں بہت کم ہوں گے اور اسی لئے غربت انکا وصف ہوا ہے کیونکہ قلیل ہیں چنانچہ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ لوگ صالح ہیں اور کمتر برے قوم کی اندر

يبغضهم اكثر ممن يطيعهم وفي هذا اشارة الى قلتهم وقلة المستجيبين لهم وكثرة المخالفين لهم والعاصين لامرهم ولهذا
جو بہت ہونگے اونکی بدخواہ بہ نسبت اطاعت کرنیوالوں کی بہت زیادہ اور اسمیں اونکی اور انکی تابع کی قلت کا اور دشمنوں کی اور نافرمانوں کی کثرت کا اشارہ ہے اور اس

الفضل العظيم الموعود لاهل الغربة انما هو لغربتهم بين الناس وتمسكهم بالسنة بين ظلم الاهواء فاذا رأى المؤمن ما كان
فضل بزرگ کا جو اہل غربت کی لئے وعدہ ہوا ہے تو یہی ہے کہ وہ لوگ سب لوگوں میں غریب ہیں اور جو ہوس کی تاریکی میں وہ سنت کو پکڑتے ہیں پس جب کوئی مومن اس بات کو کہ لوگوں کا

عليه الناس في هذا الزمان من البدع والضلالات وعدولهم عن الصراط المستقيم الذي كان عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم
حال دیکھے یعنی بدعتیں اور بے راہیاں اور سیدھی راہ سے الگ چلنا جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واصحابه ودعاهم اليه وقدح فيما هم عليه من المنكرات فهنالك تقوم قيامتهم وينصبون له الحبائل ويجلبون
اور اوسکی اصحاب تھے اور انکو اوس راہ مستقیم پر بلاتے اور انکی عمل منکرات کو لوٹتے بس اوس وقت اونمیں قیامت برپا ہوگی اور اوس مومن کی لئے جال بچھاوینگی اور اوسپر

عليهم بخيلهم ورجلهم فهو غريب في دينه لفساد اديانهم غريب في تمسكه بالسنة لتمسكهم بالبدع غريب في اعتقاده
اپنی سوار اور پیادی چڑھاوینگی اب وہ شخص اپنی دین میں غریب ہے کیونکہ اونکی دین سب فاسد ہیں اور یہ شخص سنت سے تمسک کرنیمیں غریب ہے کیونکہ وہ سب لوگ بدعتوں

لفساد عقائدهم غريب في طريقته لفساد طرقهم غريب في معاشرته معهم لانه لا يعاشرهم فيما تهوى نفوسهم وبالجملة
تمسک کرتے ہیں اپنی اعتقاد میں غریب ہے کیونکہ اونکی عقائد فاسد ہیں اپنی طریق میں غریب ہے کیونکہ اونکی سب طریق فاسد ہیں اونکی ساتھ گذران میں غریب ہے کیونکہ اونکی ساتھ نہیں

فهو غريب في امور دنياه وآخرته لا يجد مساعدا ولا معينا وقد قال الله تعالى تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا
گروہ تمام امور دنیا میں اور اخروی میں غریب ہے نہ اوسکا کوئی مددگار ہے اور نہ کوئی معین اور بے شک اللہ تعالی فرماتا ہے آپسمیں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو

على الاثم والعدوان فهو عالم بدينه بين قوم جاهلين بدينهم صاحب سنة بين اهل بدع داع الى الله تعالى ورسوله
گناہ پر اور زیادتی پر پس وہ ہی ایک اوس قوم میں جو اپنا دین نہیں جانتی اپنی دین کا عالم ہے بدعتیوں میں صاحب سنت ہے اللہ اور اوسکی رسول کی طرف

بين دعاة الى البدع والضلال آمر بالمعروف ناه عن المنكر بين قوم المعروف عندهم منكر والمنكر معروف ولهذا قال النبي عليه السلام
بلاتا ہے اوس قوم میں جو بدعتوں اور گمراہیوں پر بلاتی ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے اوس قوم میں کہ جنکے نزدیک نیکی بدی ہے اور بدی اونکی نزدیک نیکی

يأتي على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقابض على الجمر فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الذي ياخذ النار
لوگوں پر ایک زمانہ آویگا کہ اونکی دین پر صبر کرنیوالا ایسا ہی جیسے ہاتھ میں چنگاری ہو بے شک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص ہاتھ میں آگ لیوے

بالكف كما لا يمكنه الاخذ بالسهولة الا بالصبر الشديد فكذلك من يتمسك بالسنة ويعمل بها في اخر الزمان لا يمكنه المحافظة
جیسی اوسکو آگ کا لینا بدون سخت صبر کی سہل نہیں ہی ایسی ہی وہ جو سنت سی تمسک کرتا ہی اور سنت پر عمل کرتا ہی آخر زمانہ میں اوسکو دین کی محافظت

على دينه بالسهولة الا بالصبر الشديد ولذلك كان اجره كثيرا كما قال النبي عليه السلام من تمسك بسنتي عند فساد
بدون بڑی صبر کی سہل نہیں ہی اسہی واسطی اوسکا ثواب بہی بہت بڑا ہی چنانچہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص میری سنت کو اختیار کری جب میری امت

امتي فله اجر مائة شهيد وروي عن ابي امامة انه عليه السلام قال ان لكل شئ اقبالا وادبارا وان من اقبال الدين ما كنتم
فاسد ہو جاوی تو اوسکی لئی سو شہید کا ثواب ہی اور ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر شی کا اقبال ہوتا ہی اور ادبار اور بیشک دین کا اقبال یہہ ہی

عليه من العمى والجهالة وما بعثني الله به وان من اقبال الدين ان تفقه القبيلة باسرها حتى لا يوجد فيها الا الفاسق
کہ تم سب اندہی اور جاہل تہی جسکو اللہ نی بہیجا اور اقبال دین کا یہہ ہی کہ تمام قبیلہ دانا ہو گیا یہان تک کہ اوسمین فاسق سوای ایک

والفاسقان فهما مقهوران ذليلان وان من ادبار الدين ان تجفو القبيلة باسرها حتى لا يرى فيها الا الفقيه او الفقيهان
یا دو کی نہین ہی سوئی مغلوب اور خوار اور دین کا ادبار یہہ ہی کہ تمام قبیلہ میں ڈہونڈہو تو اوسمین سوای ایک یا دو فقیہون کی نہ ملی

وهما مقهوران ذليلان لا يجدان على ذلك اعوانا ولا انصارا فانه عليه السلام وصف المؤمن العامل بالسنة الفقيه
اور وہ بہی مغلوب اور خوار اس حال پر نہ پاوینگی کوئی مددگار اور نہ کوئی یار پس نبی علیہ السلام نی مؤمن کا وصف جو سنت پر عمل کری دین کا فقیہ ہو

في الدين بانه يكون في اخر الزمان عند الناس مقهورا ذليلا لا يجد معينا ولا نصيرا ولذلك قال الثوري اذا رايت العالم
یہہ بیان کیا کہ وہ آخر زمانہ مین جب تمام لوگ فاسد ہو جاوینگی مغلوب ہوگا اور خوار نہ معین پاویگا اور نہ مددگار اور اسہی لئی ثوری نی کہا ہی جب تو دیکہی کہ عالم کی

كثير الاصدقاء فاعلم انه مخلط لانه ان نطق بالحق ابغضوه وعن كعب الاحبار انه قال لياتينكم زمان تكره فيه الموعظة
بہت دوست ہین تو سمجہ لی کہ وہ خالص نہین ہی کیونکہ اگر وہ حق بولتا تو اوسکی سب دشمن ہو جاتی اور کعب احبار سی روایت ہی کہ اونہون نی کہا البتہ تم پر ایک ایسا زمانہ آویگا

حتى يختفي المؤمن بايمانه كما يختفي الفاجر بفجوره ويعير المؤمن بايمانه كما يعير الفاجر بفجوره وانما يعظم ذل المؤمن في
یہان تک کہ مؤمن اپنا ایمان لیکر ایسی چہپتا پہریگا جیسی بدکار بدکاری لیکر چہپتا ہو اور مؤمن اپنی ایمان مین مطعون ہوگا جیسی کہ فجور سی مطعون ہوتا ہی اور مؤمن کی ذلت آخر

اخر الزمان لكثرة اهل الفسق والظلم والبدع ويكون بينهم غريبا لانهم يكرهونه ويؤذونه لمخالفة طريقه لطريقهم
زمانہ مین اسہی لئی بڑہ جاویگی کہ فاسق اور ظالم اور بدعتی بہت ہو جاوینگی اور وہ اونمین تنہا ہوویگا سب کی سب اوسکی تحقیر کرکر ایذا دینگی کیونکہ اوسکا رستہ

ومباينة مقصوده لمقصودهم وعدم موافقته لهم فيما هم عليه لاسيما ان امرهم بمعروف ونهاهم عن منكر كما قال حذيفة
اونکی رستہ سی مخالف اور اوسکا مقصود اونکی مقصود سی الگ ہو دیگا اور اونکی چال چلن سی موافق نہین ہوگا خاص کر اوس وقت کہ معروف کا اونکو حکم اور بدی سی اونکو منع کری

اليماني ياتي على الناس زمان يكون فيهم جيفة حمار احب اليهم من مؤمن يامرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر وروي عن ابن عباس
ابن الیمان نی کہا ہی کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ اونکو مردار گدہا زیادہ محبوب ہوگا ایسی مؤمن سی کہ اونکو نیک بات بتاوی اور گناہ سی بند کری اور ابن عباس سی

انه عليه السلام قال ياتي على الناس زمان يذوب فيه قلب المؤمن كما يذوب الملح في الماء قيل بم ذلك يا رسول الله قال
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ مؤمن کا دل ایسا گہل جاویگا جیسی پانی مین نمک گہل جاتا ہی کسینی عرض کیا کس سی یا رسول اللہ فرمایا

مما يرى من المنكر فلا يستطيع تغييره فان من السلف من راى منكرا فلم يقدر على ازالته فبال دما ومنهم من مرض
اسلئی کہ منکرات دیکہیگا اور بدل نہ سکیگا بیشک بعضی متقدمین نی منکر کو دیکہا اور ممانعت کی قدرت نہین ہوئی تو خون موتنی لگا اور بعضا بیمار ہو

اياما وقد قال النبي عليه السلام اشد الناس بلاء الانبياء ثم الصالحون فكما ان الانبياء لم يخلوا عن الابتلاء بالجاحدين
اور بیشک نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام لوگون سی زیادہ بلا مین انبیاء ہین پہر صلحاء سو جیسی انبیا منکرون کی ابتلا سی خالی نہین ہوتی

كذلك لا يخلو العلماء والصلحاء والامرون بالمعروف والناهون عن المنكر عن الابتلاء بالمصرين على المعاصي فان من
ایسی ہی علما اور صلحا اور معروف کی امر کرنیوالی اور منکرات سی روکنی والی اون لوگون کی ابتلا مین ہین جو معاصی پر اڑی ہوئی ہین بیشک جو شخص

امر بالمعروف ونهى عن المنكر في هذا الزمان يكون قائما بالركن الاعظم في الدين والمهم الذي بعث الله به جميع
اس زمانہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کری تو وہ بھی دین کا بڑا ہی رکن سنبھال رکھا ہی اور بڑا ضروری کام جسکی لئی اللہ تعالی نے تمام مرسلین کو بھیجا ہی
المرسلين ولذلك قال النبي عليه السلام من امر بالمعروف ونهى عن المنكر فهو خليفة الله في ارضه وخليفة
اور اسی لئی نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنی امر بالمعروف کیا اور منکر کی ممانعت کی تو وہ زمین میں اللہ کا خلیفہ اور اوسکی کتاب
كتابه ورسوله وانما كان كذلك لان الانبياء ما بعثوا الا للامر بالمعروف والنهي عن المنكر وذلك وظيفتهم التي
اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہہ درجہ اسلئی ہی کہ انبیاء اسی واسطی بھیجی گئی ہین کہ نیک بات بتادین اور بدی منع کرین اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو
جاءوا بها فمن تبعهم فيها وامر ونهى يكون نائبا عنهم في هذا الامر العظيم وتلي منزلته منزلتهم في هذا الخطب الجسيم
لیکر آئی ہین پہر جو شخص اونکا تابع ہوا اس باب مین اور امر کیا اور نہی کی تو اس امر عظیم مین اونکا نائب ہوا اور اسکا رتبہ اونکی رتبہ سی اس کار بزرگ مین قریب ہو جاویگا
كما اشير اليه في قوله تعالى ان الذين يكفرون بايت الله ويقتلون النبيين بغير حق ويقتلون الذين يامرون
چنانچہ اسکا اشارہ اس آیت مین ہی جو لوگ منکر ہین اللہ کی آیتوں سی اور مار ڈالتی ہین نبیوں کو ناحق اور مار ڈالتی ہین جو کوئی کہی
بالقسط من الناس فبشرهم بعذاب اليم فانه تعالى ذكر الذين يامرون بالعدل بعد الانبياء في الترتيب وقد
انصاف کو لوگون مین سی سو اونکو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی سو اسمین اول لوگون کا جو عدل کا حکم کرتی ہین بعد انبیاء کی ترتیب سی ذکر کیا اور اس
ذكر في تفسير هذه الاية انه عليه السلام قال قتل بنو اسرائيل ثلثة واربعين نبيا في اول النهار في ساعة واحدة
آیت کی تفسیر مین مذکور ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے تینتالیس نبی اول روز ایکساعت مین قتل کئی پہر
فقام مائة واثنا عشر رجلا من عباد بني اسرائيل فامروهم بالمعروف ونهوهم عن المنكر فقتلوهم جميعا في اخر
ایک سو بارہ شخص بنی اسرائیل کی عابد مستعد ہوئی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کیا سو آخر وقت اون سبکو قتل کیا
النهار وهم الذين ذكرهم الله تعالى في قوله ويقتلون الذين يامرون بالقسط من الناس فان اهل الدين من الامرين
یہہ وہ لوگ ہین جنکا ذکر اللہ تعالی نے اس آیت مین کیا اور مار ڈالتی ہین جو کوئی کہی انصاف کو لوگون مین سی بیشک دیندار امر بالمعروف
بالمعروف والناهين عن المنكر قلما ينفك عن ضروب الاذى وانواع البلاء بالاخراج من البلاد والسعاية
اور نہی عن المنکر کرنیوالی اقسام تکلیف سی اور انواع بلیات سی بہت کم بچتی ہین شہروں سی نکالی جاتی ہین چغلی
الى السلاطين والحكام والشهادة عليهم بالكفر والخروج عن الدين ونسبتهم الى ما يوجب فسقهم من البدع والمعاصي
سلاطین اور حکام کی پاس اونکی چغلی کہاتی ہین اور اون پر کفر کی اور دین سی بی دینی کی گواہی دیتی ہین اور ایسی امور کی نسبت کر دیتی ہین جسمین اونکا فسق واجب
وغير ذلك مما هو خير لهم في الدنيا والاخرة فعلى هذا ينبغي للامر بالمعروف والناهي عن المنكر ان يوطن نفسه على الصبر
ہو جاوی بدعتین اور معاصی وغیرہ جو کہ اونکی حق مین دنیا اور آخرت مین بہتر ہی سو اس بیان کی موافق جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مستعد ہو اوسکو لازم ہی
على ما يصيبه من اذى الخلق لانه تعالى قد ذكر الصبر في مواضع من كتابه وامر به في بعضها وقال يايها الذين
کہ خلقت کی ہاتہہ سی جو تکلیف پہنچی اوسپر خوب صبر کری اسلئی کہ اللہ تعالی نی صبر کو اپنی کتاب مین کئی جگہہ ذکر کیا ہی اور بعضی جگہہ صبر کا حکم فرمایا ای ایمان والو
امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلكم تفلحون وقال في اية اخرى واصبروا ان الله مع الصابرين
ثابت رہو اور مقابلہ مین مضبوطی کرو اور لگی رہو اور ڈرتی رہو اللہ سی شاید تم مراد کو پہنچو اور ایک اور آیت مین فرمایا اور ٹہری رہو اللہ ساتہہ ہی ٹہرنیوالون کی
وقد جمع الله تعالى للصابرين من الاجور ما لم يجمعها لغيرهم وقال اولئك عليهم صلوت من ربهم ورحمة و
اور اللہ نی صبر کرنیوالون کی لئی اتنا ثواب جمع کیا ہی جو اوروں کی لئی جمع نہین کیا اور فرمایا ایسی لوگ اونہی پر شاباشین ہین اپنی رب کی اور مہربانی اور
اولئك هم المهتدون قال العلماء كفى بالصبر اجرا ان الاعمال كلها تضاعف بعشر امثالها الى سبعمائة الا
وہی ہین راہ پر علماء کہتی ہین صبر کا یہہ ہی اجر بہت ہی کہ تمام اعمال دس گونہ ہو جاتی ہین سات سو تک سوا

الصبر فان اجره يوفى بغير حساب كما قال الله تعالى انما يوفى الصبرون اجرهم بغير حساب وقد جاء الامر
صبر کی کہ اوسکا ثواب بے حساب ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالوں ہی کو ملتا ہی اونکا ثواب بے گنتی اور بیشک صبر کا حکم
بالصبر مقارنا بالامر بالمعروف والنهى عن المنكر مصرحا فى قوله تعالى وامر بالمعروف وانه عن المنكر واصبر على ما
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ساتھ اس آیت میں صاف ہوا ہی اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سی اور سہار جو
اصابك ان ذلك من عزم الامور وفى هذه الاية اشارة الى ان من يامر بالمعروف وينهى عن المنكر قد يوذى فاذا
تجھپر پڑی بیشک یہہ ہیں ہمت کی کام اور اس آیت میں یہہ اشارہ ہی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیوالی کو تکلیف دیتی ہیں جب
اوذى يجب عليه ان يصبر ويعلم ان ما يجرى عليه من اذى الخلق فهو بمشية الله تعالى وقضائه وقدره فيراه كالتاذى
اوسکو تکلیف دیں تو اوسکو واجب ہی کہ صبر کریگا اور سمجھی کہ جو اوسپر خلقت کیطرفسی تکلیف گزرتی ہی سو موافق مشیت اور قضا اور تقدیر الہی کی ہی سو اوسکو ایسا سمجھی
بالحر والبرد والمرض فاذا شاهد هذا يستريح ويتيقن ان ذلك كائن لا محالة لان ما شاء الله تعالى يكون ويجب وجوده
کہ تکلیف گرمی جاڑی کی کہ بیماری کی جب یہہ سمجھیگا تو رنج نہوگا اور یقین کریگا کہ یہہ تکلیف بالضرور ہونی ہی تہی کیونکہ جو اللہ چاہتا ہی ہوکر رہتا ہی اوسکا ہونا ضرور
وما لم يشا لا يكون بل يمتنع وجوده فليس للجزع منه وجه بل لا بد له فيه من الصبر لان من لا يصبر على ما يصيبه
اور جو نہیں چاہتا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اوسکا ہونا محال ہی اب گہبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں ہی بلکہ اسمیں صبر ضروری ہی اسلئی کہ جو شخص مصیبت پر باختیار صبر نہیں کرتا تو
اختيارا وهو محمود يصبر على اكثر منه اضطرارا وهو مذموم فينبغى له ان يصبر ويترك الانتقام لانه ان لم يترك
حال اگرچہ محمود ہی تو وہ اوسکی بڑی مصیبت پر لاچار ہوکر صبر کرتا ہی اور یہہ مذموم ہی سو یہہ ہی چاہئی کہ صبر کرکر انتقام کی درپی نہو اسلئی کہ اگر انتقام معاف
الانتقام بل اشتغل به يعقبه الخوف والذل والندامة اذ يحصل بسببه العداوة والعاقل لا يامن من عدوه ولو كان
نکریگا بلکہ انتقام میں مصروف ہوویگا تو اوسکی بعد خوف اور ذلت اور ندامت ہوویگی اسی کہ عداوت پیدا ہوجاتی ہی اور مرد عاقل دشمن سی اگرچہ حقیر ہووی نچنت نہیں رہتا ہی
حقيرا فاذا غفر وعفى ولم يشتغل بالانتقام يامن من حصول العداوة ويتخلص من وقوع الندامة مع ان فى العفو
اور اگر بخشدیگا اور معاف کردیگا اور انتقام پر متوجہ نہوگا تو عداوت سی کچھ خوف نہوگا اور ندامت سی بھی بچیگا باوجودیکہ عفو میں
عزة اذ قد صح انه عليه السلام قال ما زاد الله عبدا يعفو الا عزا بل ينبغى له ان يقابله بالاحسان اليه لانه قد
بڑی عزت ہی اسلئی کہ ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ اللہ تعالی معاف کرنیوالی بندہ کو عزت ہی دیتا ہی بلکہ اوسکو چاہئی کہ اوسپر کچھ احسان کردی کیونکہ اوسنی
اهدى اليه حسناته ونقلها من صحيفته نفسه الى صحيفته ويرى ان اساءته اليه نعمة من الله تعالى عليه حيث
اپنی حسنات تحفہ دی ہیں اور اپنی نامہ اعمال میں سی اوسکی نامہ اعمال میں بدل دی ہیں اور یہہ سمجھی کہ میری ساتھ اوسکی برائی میری حق میں اللہ کی نعمت ہی کیونکہ
جعله مظلوما يرتقب النصر فى الدنيا والاجر فى العقبى ولم يجعله ظالما يرتقب المقت فى الدنيا والاخرة والعاقل لو
مجھکو مظلوم بنایا کہ دنیا میں اوسکی لئی نصرت ہی اور عقبی میں ثواب اور ظالم نہیں بنایا کہ دنیا اور آخرت میں ہلاکت ہوتی اور عاقل اگر
خير بين هاتين الحالتين لاختار ان يكون مظلوما لان ما يصيبه من اذى الخلق تكون كفارة لذنوبه اذ لا يصيب
ان دونو حالتوں کا اختیار دیں تو البتہ مظلومیت کو پسند کریگا اسلئی کہ اوسکو جو تکلیف خلقت سی پہنچیگی اوسکی گناہوں کا بدلا ہوگی کیونکہ مومن کو
المومن هم ولا غم ولا اذى الا كفر الله تعالى به من خطاياه وذلك فى الحقيقة دواء [illegible]
جو ہم یا غم یا کوئی تکلیف ہوتی ہی اللہ تعالی اوسکی بدلا اوسکی گناہ اوتارتا ہی اور حقیقت میں یہہ اوسکو دوا ہی [illegible] کیونکہ
يصيبه من اذى الخلق يكون له كالدواء المر الكريه فينبغى له ان لا ينظر [illegible]
اوسکو جسقدر خلقت سی تکلیف ہوگی گویا وہ کڑوی دوا ہی سو یوں چاہئی کہ دوا کی تلخی اور بدمزگی پر نظر نکری [illegible]
يصل اليه من جهته بل ينبغى له ان ينظر الى نفعه [illegible]
بلکہ یوں چاہئی کہ نفع پر نگاہ کری اور جسکی طرف سی آئی وہ اپنی حضرت سی فائدہ دیتا ہی

بچانوین مجلس

والتسعون في بيان نعمة الصحة والفراغ وبيان مغبونية صاحبهما قال رسول الله صلى الله عليه
اس بیان مین کہ تندرستی اور فراغت نعمت ہی اور اس بیان مین کہ صحت اور فراغت والیکو کیا غبن ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
وسلم نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس الصحة والفراغ هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس
دو نعمتین ہین کہ انمین اکثر لوگ خسارہ ہی اوٹھاتی ہین تندرستی اور فراغت یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی
ومعناه ان الصحة والفراغ نعمتان عظيمتان لكن لا يعرف كثير من الناس قدرهما ما داموا فيهما حيث لا يعملون
اسکی یہہ معنی ہین کہ تندرستی اور فراغت دو بڑی نعمتین ہین پر اکثر لوگ انکی قدر نہین جانتی جبتک تندرست اور فارغ رہتی ہین کیونکہ نہ اعمال صالح
الصالحات ولا يتهيأون ليوم الممات فان الانسان في حال صحته يقدر على كسب الخيرات ببدنه وماله
کرتی ہین اور نہ موت کی دن کا کچھہ سامان کیونکہ انسان تندرستی کی حالت مین اپنی بدن اور مال دونو سی خیرات حاصل کر سکتا ہی
واذا مرض يضعف بدنه عن العمل ويقصر يده عن ماله فيما زاد على الثلث فلا يقدر على الطاعة ببدنه ولا على
اور جب بیمار ہوا تو بدن تو عمل سی تہک رہتا ہی اور ہاتہہ تہائی مال کی زیادہ کا کوتاہ ہوجاتا ہی اب نہ بدن کر طاعت پر قدرت ہوتی ہی اور نہ
التصرف في ماله الا مقدار ثلثه فينبغي له ان يغتنم صحته ويجتهد في اكتساب الخيرات ببدنه وماله وكذا في
مال پر قابو سوای تہائی حصہ کی سولایق یہہ ہی کہ اب صحت کو غنیمت جانکر بدن اور مال سی خیرات کرلی اور ایسی ہی
حال فراغه يقدر على الطاعة بلا مانع فاذا ابتلى الفراغ بالاشتغال يظهر الموانع فلا يقدر على الطاعة فان
فراغت مین طاعت پر بلا روک ٹوک قدرت ہوتی ہی پہر اگر فراغت کی بعد دہندی مین لگ گیا تو موانع پیدا ہوجاوینگی پہر طاعت کا اختیار کہان رہتا ہی کیونکہ
الانسان قد يكون صحيحا لكن لا يكون متفرغا بل يكون مشتغلا بامر المعاش وقد يكون مستغنيا لكن لا يكون
انسان کبہی بہلا چنگا ہوتا ہی لیکن فارغ نہین ہوتا بلکہ کمائی کی کاربار مین لگا ہوتا ہی اور بعضی وقت تونگر ہوتا ہی پر تندرست نہین ہوتا
صحيحا فاذا اجتمع فيه الصحة والفراغ فغلب عليه الكسل عن الطاعة فهو مغبون بيان ذلك ان الدنيا مزرعة
اور جب اسکو صحت اور فراغت دونو ہون پہر سستی کی مارے طاعت نکری تو وہ ٹوٹی مین ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ دنیا آخرت کی کہیتی
الاخرة وفيها التجارة التي يظهر ربحها في الاخرة فمن استعمل فراغه وصحته في طاعة الله تعالى فهو المغبوط لان
ہی اور دنیا مین ایسی تجارت ہوتی ہی جسکا فائدہ آخرت مین ملتا ہی پر جسنی اپنی فراغت اور تندرستی کو اللہ تعالی کی عبادت مین صرف کیا تو وہ ضبط والا ہی
الفراغ يعقبه الشغل والصحة يعقبها السقم ومن استرسل في الصحة مع نفسه الامارة بالسوء الخالدة الى الراحة
کہ فراغت کی بعد کاربار لگجاتی ہین اور تندرستی کی بعد بیماری لگی ہوئی ہی اور جو شخص صحت مین ہمراہ نفس امارہ کی جو ہمیشہ آرام طلب ہی پی مہار پہرتا رہا
فترك المحافظة على الحدود والمواظبة على الطاعات يكون مغبونا وكذلك اذا كان فارغا فان المشغول قد يكون
اور نگہبانی حدود پر اور عادت طاعات پر نکی تو وہ خسارہ اوٹہاویگا اور ایسی ہی اگر فارغ ہووی کیونکہ کاربار کو بعضی وقت
له معذرة بخلاف الفارغ اذ يرتفع عنه المعذرة ويقوم عليه الحجة فينبغي له ان يغتنم فراغه ويسعى في
عذر ہوتا ہی برخلاف فارغ کی اسلئی کہ فارغ کو کوئی عذر نہین ہوتا اوسپر حجت قایم ہوتی ہی اب لایق یون ہی کہ فراغت کو غنیمت سمجہکر صالح اعمال مین
تحصيل الاعمال الصالحات ولا يضيع عمره فيما لا يعنيه وان كل نفس من انفاس العمر جوهرة نفيسة لا قيمة لها لانها
خوب سعی کری اور عمر کو بیہودہ برباد نکری کیونکہ عمر مین سی ہر دم ایک نفیس بیبہا جوہر ہوتا ہی اسواسطی
صالحة لان توصله الى سعادة الابد وتنقذه من شقاوة السرمد فاي جوهرة انفس من هذه الجوهرة فاذا ضيعها
کہ وہ اسکی وسیلہ سی سعادت ابدی میسر ہوسکتی ہی اور ہمیشہ کی بدبختی سی بچ سکتا ہی پہر اس جوہر سی کونسا جوہر بہتر ہوگا پہر اگر اسکو غفلت مین کہو دیا
في الغفلة قد خسر خسرانا عظيما واذا صرفها في المعصية فقد هلك هلاكا مبينا فان عمر الانسان ميدان للاعمال
تو بڑا ہی ٹوٹا اوٹہایا اور جب اسکو معصیت مین لگایا تو بیشک ظاہر مارا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی لئی فراخ میدان ہی

ومن استعملها في معصية الله فقد غبن فيهما
اور جو انکو اللہ کی معصیت میں صرف کرے اسنے دونوں میں نقصان کیا

الصالحة المقربة له من الله تعالی والموجبة له جزیل الثواب فی یوم الحساب وهذه هی السعادة التی لیس
جو اللہ تعالی سے نزدیک اور قیامت کے دن بڑائی ثواب واجب کردی اور یہہ ہی وہ سعادت کہ انسان کی لئے
للانسان منها الا ما سعی کما قال الله تعالی وان لیس للانسان الا ما سعی فکل وقت یفوت من عمره خالیا من عمل صالح
وسعی سے دیتا ہی ہوتا ہی جو کر چکی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو کمایا پہر جو دم زندگی کا عمل صالح سے خالی گذرتا ہی
یکون حسرة وندامة علیه یوم القیمة علی ما جاء فی الخبر ما من ساعة یاتی علی العبد لا یذکر الله تعالی فیها الا کانت
اوسپر قیامت کی روز افسوس اور ندامت ہوگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ جب آدمی پر ایسی ساعت گذرتی ہی کہ اوسمین اللہ کی یاد نہین کرتا وہ ہی اوسپر
علیه حسرة وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال ما من احد یموت الا ندم قالوا وما ندامته یا رسول
حسرت ہوگی اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو آدمی مرتا ہی سو نادم ہوویگا عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیا ہوگی
الله قال ان کان محسنا ندم ان لا یکون ازداد وان کان مسیئا ندم ان یکون نزع وروی عن ابن عباس انه قال
فرمایا اگر وہ نیکوکار ہی تو یون نادم ہوگا کہ زیادہ کیون نکیا اور اگر بدکار ہی تو یہہ ندامت ہوگی کہ نکلنے مین باز آتا اور ابن عباس سے روایت ہی
فی تفسیر النفس اللوامة ما من احد الا ویلوم نفسه یوم القیمة یلوم المحسن نفسه ان لا یکون ازداد احسانا ویلوم
کہ نفس لوامہ کی تفسیر مین کہا ہی جو کوئی ہی سو قیامت کی دن اپنی آپکو ملامت کریگا محسن اپنی آپکو یہہ ملامت کریگا کہ حسنات زیادہ کیون نکیے اور بدکار
المسیئ نفسه ان لا یکون رجع عن اساءته فیا ایها العاقل لا تضیع عمرک فی الغفلة فاجتهد فی تحصیل امتعة الاخرة قبل
اپنی آپکو یہہ ملامت کریگا کہ بدی سے باز کیون نہ آیا سو اے عاقل اپنی عمر غفلت مین مت کہو اور آخرت کا سامان جمع کرنے مین کوشش کر اوس وقت کی پہلی
ان یجئ یوم لا تقدر علی تحصیلها فی ذلک الیوم فانک عن قریب تعاین ذلک الیوم فتندم علی ما فات من عمرک فی غیر طاعة
کہ ایسا دن آجاوے کہ تو اوس روز کچھ حاصل نہ کرسکیگا اور البتہ تو جلد اوس دن کو دیکھ لیگا اور گذرگا ہوئی عمر پر جو رب کی عبادت سے خالی گئی ہی
ربک ولا ینفعک الندم فان العبد اذا کان فی شغل من اشغال الدنیا وکان شغله یمنعه من العمل واحال ذلک العمل علی فراغه
ندامت اوٹھائیگا اور ندامت سے کچھ فائدہ نہوگا بیشک جب آدمی دنیا کی کسی دہندہ مین لگا رہتا ہی اور وہ شغل عمل سے روک رکہی اور اوس عمل کو فراغت کی وقت پر ملتوی
وقال اذا فرغت عملت فذلک من حماقته من وجهین احدهما ایثار الدنیا علی الاخرة ولیس هذا من شان العقلاء وقد
رکہہ کر کہی فرصت ہوگی تو کرونگا سو یہہ اوسکی حماقت ہی دو وجہ سے ایک دنیا کا پسند کرنا آخرت پر یہہ عقلاء کی شان سے نہین ہی اور
قال الله تعالی بل تؤثرون الحیوة الدنیا والاخرة خیر وابقی وثانیهما تسویفه العمل الی اوان فراغه فانه قد لا یجد مهلة
اللہ تعالی فرماتا ہی کوئی نہین تم آگی رکہتی ہو دنیا کا جینا اور پچھلا گہر بہتر ہی اور رہنی والا اور دوسری وجہ عمل کو فراغت کی وقت تک مہلت مین رکہنا کیونکہ بعضی وقت
بل یختطفه الموت قبل فراغه او یزداد شغله لان اشغال الدنیا یستلزم بعضها بعضا فیبقی بلا زاد لیوم المعاد
فرصت نہین ملتی بلکہ موت فرصت سے پہلی اچک لیتی ہی یا دہندہ بڑہ جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کاروبار آپسمین ملی ہوئی مسلسل ہوتی ہین پہر یہہ شخص معاد کی لئی خالی ہاتہ رہ جاتا
فالواجب علی العبد ان یبادر الی الاعمال الصالحات علی ای حال کان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله تعالی
پس آدمی پر واجب ہی کہ اعمال صالحہ مین جلدی کری کیسا ہی وقت ہووی موت سے پہلی اور فوت ہونی سے آگی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی
وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموت والارض اعدت للمتقین فان من تعلق قلبه بالدنیا و
اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاؤ ہی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہی واسطی پرہیزگارون کی بیشک جسکا دل دنیا مین الجہتا ہی
اخذ منها القدر الزائد علی حاجته من الطعام والشراب واللباس یکون مضرة علیه الا ان یستعین به علی
دنیا مین سے حاجت سے زیادہ کہاتا پیتا لباس حاصل کرلیتا ہی تو اوسکی حق مین مضر ہوتی ہی ہان اگر اوسی طاعت الہی کی استمداد لی
طاعة الله تعالی لان کل ما احبه الانسان وظفر به لا بد ان یفارقه فان کان احبه لغیر الله تعالی یعذب
تو مضر نہین کیونکہ جو چیز آدمی کو محبوب ہوتی ہی اور حاصل کرلیتا ہی تو بالضرور اوسی جدا ہوویگا اگر اوسکی محبت سواء اللہ کی اور وجہ سی تہی تو اوسکا فوت ہونا

به بفواته اذ يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه فان من معه ما يكفيه فهو فارغ القلب فلو وجد مائة
بہی عذاب ہوویگا اسکی کہو جانی کا الم ہوتا ہی جتنا اوسکی دل کو لگاؤ ہوتا ہی کیونکہ جسکے پاس سرمایہ بقدر کفایت ہوتا ہی تو فارغ دل ہوتا ہی پہر اگر سو

دينار لانبعث من قلبه عشر شهوات يحتاج كل شهوة منها الى مائة دينار فلا يكفيه ما وجده بل يحتاج
اشرفیاں اوسکو ہاتہ لگ جاویں تو اوسکی دلمیں شہوت کی دس شاخیں ایسی پیدا ہوتی ہیں کہ ہر شہوت میں سو سو دینار کی حاجت ہووی ایس جو ہاتہ آیا تہا کافی نہیں ہوا بلکہ

الى تسعمائة اخرى وقد كان قبل وجود المائة مستغنيا فالان وجدها وظن انه صار غنيا بها ولا يشعر انه
نوسو کی اور حاجت ہوتی ہی اور حال یوں ہی کہ جب یہہ سو نہ تہی تو مستغنی تہا اب جو وہ پائی تو گمان کرتا ہی کہ غنی ہوگیا اور یہہ نہیں سمجہتا

صار محتاجا الى تسعمائة اخرى ليشتري دارا ويعمرها ويشتري جارية ولباسا فاخرا ولنفسه وكل منها
کہ نوسو کا اور محتاج ہوگیا تاکہ مکان خریدی یا چنوا دی اور لونڈی مول لیوی اور اوسکی اور اپنی لئی ستہری ستہری پوشاک بنوا اور ہر ایک کی لئی

يستدعي ما يناسب ويليق به مما لا آخر له فيقع في هاوية آخرها قعر جهنم ولا آخر لها سواه وقد حكي ان واحدا
لوازم جو اوسکی مناسب اور لایق ہو بیشمار چاہیں سو یہہ ایسی گڑہی میں گرتا ہی جسکا انجام دوزخ کا گہراؤ ہی سوا اوسکی کوئی انتہا نہیں ہی اور حکایت ہی کہ ایک

من الملوك حمل اليه قدح من فيروزج وكان ذلك القدح مرصعا بالجواهر ولم ير مثله ففرح به الملك فرحا شديدا
بادشاہ کی پاس فیروزہ کا پیالہ آیا اور اوسمیں جواہرات جڑی ہوئی تہی اوسکی مثل دیکہنی میں نہیں آیا تہا بادشاہ اوسی بہت خوش ہوا

وكان عنده حكيم فقال له الملك كيف ترى ذلك قال اراه عليك مصيبة وفقرا قال كيف قال لان كل ما يملكه
اور اوسکی پاس ایک حکیم تہا بادشاہ نی فرمایا حکیم جی تم کہو کیسا ہی عرض کیا مجہکو تیری حق میں مصیبت اور فقر معلوم ہوتا ہی کہا کیونکر عرض کیا اسلئی کہ انسان کی ملک

الانسان في الدنيا لا يدوم فهذا القدح ان ضاع او انكسر تصير محتاجا اليه ولا يوجد مثله ويكون عليك مصيبة
دنیا میں جو ہوتی ہی ہمیشہ نہیں رہتی پہر یہہ پیالہ اگر جاتا رہا یا ٹوٹ گیا تو تمکو اوسکی حاجت ہووےگی اور ایسا نہیں ملیگا تو تمپر ایسی مصیبت ہووےگی

لا جبر لها وقد كنت قبل ان يحمل اليك في امن من المصيبة والفقر ثم في يوم من الايام قد اتفق ان القدح قد انكسر فعظمت
جسکا کچہہ علاج نہیں ہی اور بیشک تم اسکی پہلی کہ یہہ پیالہ تمہاری پاس آوی مصیبت اور احتیاج سی امن میں تہی پہر ایک روز اتفاقا وہ پیالہ ٹوٹ گیا تو

فيه مصيبة الملك وقال ما قال الحكيم كان حقا ليته لم يحمل الي وامثال هذه المصيبة بل اعظم منها تنزل بكل
بادشاہ کو بڑا ہی رنج ہوا اور کہا حکیم کی بات سچ کہی تہی کاشکی یہہ پیالہ میری پاس نہ آتا اور ایسا ہی رنج ہوتا ہی بلکہ اس سی بہی بہت زیادہ جو شخص دنیا سی

من له علاقة بالدنيا فانهم معذبون بالحرص عليها والتعب العظيم في تحصيلها والحسرة الشديدة عند فواتها
علاقہ رکہتی ہیں یہہ لوگ بہی اوسکی حرص میں جلا کرتی ہیں اور اوسکی لئی سخت محنت اوٹہاتی ہیں اور اوسکی حسرت میں تڑپا کرتی ہیں جبکہ جاتی رہتی ہی

ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على تحمل المصائب فان محبها لا تنفك عن ثلث مصائب
اور اسی لئی بعض متقدمین کا قول ہی کہ جسنی دنیا کو دوست کیا تو اپنی جان کو مصیبتوں کی لئی تیار رکہی کیونکہ دنیا کا دوست تین مصیبتوں سی خالی نہیں ہوتا

هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن لمحبها من العذاب العاجل الا هذا لكفى له مصيبة فكيف اذا حيل
فکر ہر وقت کا اور تعب دایمی اور حسرت بی انتہا اگر دنیا کی دوست کو حال کا عذاب سوا آیندہ کی کچہہ نہوتا تو یہہ ہی مصیبت کافی ہی پہر کیا حال ہوگا جبکہ

بينه وبين محبوباته ولذاته كلها بالموت وصار معذبا بنفس ما كان متلذذا به على قدر لذته التي شغلته عن
اوسکی تمام محبوبات اور لذات میں موت حایل ہوجاویگی اور عذاب دیکہیگا جتنی لذت اوٹہاتا تہا موافق اوسہی لذت کی جسنی زاد آخرت کی سعی سی روک رکہا تہا

سعيه في طلب زاده ليوم معاده اذ لو كان لاحد الف محبوب يزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه
اسلئی کہ اگر کسیکی ہزار محبوب ہوں تو مرتی وقت ایکدم میں اوسپر ہزار مصیبتیں پڑ جاوینگی کیونکہ اوسکی

كان يحب جميعها ويسلب عنه في لحظة واحدة كلها ويبقى في حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب
محبوب تہی اور ایک لحظہ بہر میں سب سی جدا ہوگیا اور موت کی بعد حسرت اور ندامت میں پڑا رہیگا اور یہہ تو وہ الم ہی جو مرتی ہی پیش آویگا

موته من الالم فضلا عما اعده الله تعالى من عذاب النار للذين استحبوا الحيوة الدنيا ورضوا بها والحاصل
علاوہ اوسی جو اللہ تعالی نے دوزخ کا عذاب تیار کر رکہا ہی اونکی لیے جو دنیا کی زندگی دوست رکہتی ہیں اور پسند کرتی ہیں غرض یہہ ہی

ان من احب شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معينا له على طاعة الله تعالى يحصل
کہ سوائی اللہ کی جو کسی شی کو محبوب رکہتا ہی اور اوسکی محبت واسطی اللہ کی نہو اور نہ اسلئی کہ وہ طاعت الہی پر امداد کرتی ہی تو اوسی ضرر حاصل ہوتا ہی

له به الضرر سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بغصته ولا يستريح من التعب وان ظفر به
برابر ہی کہ وہ شی حاصل ہو جاوی یا نہ حاصل ہو کیونکہ اگر نہ ہاتہ آئی تو غصہ میں رہتا ہی اور تعب سی آرام نہیں پاتا اور اگر میسر آگئی

يكون ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعاف اضعاف ما حصل له من اللذة ولو نال
تو میسر آنی سی پہلی کا الم جو ہو چکا اور پہر اوسکی گم ہونی کی حسرت جو لذت سی چند در چند ہوگی اور اگر آدمی کو

العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل سعادة الاخرة يصير
دنیا کی تمام عیش اور دنیا کی ساری لذتیں میسر آئیں اور عمر اسی میں تمام کر دی اور سعادت اخروی کی تحصیل میں سعی نکی تو مرتی ہی

عند الموت كانه لم يظفر بشيء من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ واللذات عذابا له ويصير معذبا
گویا کچھ نہ تہا نکوئی عیش تہا اور نہ کچھ لذت تہی اور وہ ہی عیش او چین عذاب ہو جاویگی اور دو وجہ سی عذاب

بنفس ما كان متنعما به من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو انفع له
بہگتیگا جسکا آرام پاتا تہا اس جہت سی کہ وہ فوت ہو گئی اور دلکو اوسی بڑا لگاؤ تہا اور اس جہت سی کہ جو بہت نافع

وادوم فالمحبوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب الاعظم لا يحصل له فهذا اول ما يلحقه عقيب موته من
اور دوام کی لئی تہا حاصل نہوا سو محبوب ہاتہ آیا ہوا جاتا رہیگا اور بڑا محبوب حاصل نہوگا پہر تو وہ عذاب ہی جو مرتی ہی دوزخ کی عذاب سی پہلی

العذاب قبل عذاب النار لان الموت ليس بعدم محض وفناء صرف بل هو مفارقة الدنيا وقدوم على الله تعالى و
بہگتیگا اسلئی کہ موت عدم محض اور صرف فنا نہیں ہی بلکہ موت دنیا کی مفارقت ہی اور اللہ کی سامنی ہونا اور

لا يبقى مع العبد عند الموت الا شيئان العلم والعمل وهما للعبد من المنجيات والباقيات الصالحات ويوصلانه
آدمی کی ساتہہ مرتی دم دو ہی چیزیں رہتی ہیں علم اور عمل اور یہہ ہی آدمی کو نجات دیتی ہیں اور نیک پس ماندہ ہیں اور اللہ تعالی کی

الى الله تعالى والى لذة لقائه وهذه هي السعادة التي تتعجل له عقيب الموت ويصير قبره روضة من رياض
دیدار کی لذت تک پہنچا دیتی ہیں اور یہہ ہی سعادت ہی کہ مرنی کی بعد جلدی سی حاصل ہوتی ہی اور اسکی گور ایک چمن بہشت کا بن جاتی ہی

الجنة الى ان يدخل اوان الرؤية في الجنة والمراد بالعلم العلم بالله تعالى وصفاته وافعاله وملائكته وكتبه ورسله وسائر
یہاں تک کہ وقت جنت میں کی دیدار کا آجاتا ہی اور علم سی مراد علم معرفت الہی کا ہی اور صفات کا اور افعال کا اور فرشتوں کا اور کتابوں کا اور رسولوں کا

ما يجب العلم به من الاعتقاديات والعمليات والمراد بالعمل العبادة الخالصة لوجه الله تعالى الموافقة لكتاب
اور اور جو جو علم واجب ہیں اعتقادیات اور عملیات کا اور عمل سی مراد عبادت ہی جو خالص للہ اور کتاب اللہ

الله تعالى وسنة رسوله ثم كل من العلم والعمل لا يحصل الا ببقاء البدن وصحته وبقاؤه وصحته لا يتيسر الا
اور سنت رسول کی موافق ہو پہر کوئی علم اور عمل حاصل نہیں ہو سکتا بدون باقی رہنی بدن اور تندرستی کی اور بدن کی بقا اور تندرستی نہیں میسر ہوتی

بالقوت واللباس والمسكن وكل منها يحتاج الى اسباب فالقدر الذي لا بد منه من هذه الثلثة ان اخذه
بغیر کہانی پینی اور گھر کی اور ان سبکی لئی اسباب چاہئی پہر وہ مقدار جو ان تینوں کی لئی کافی ہو اگر آدمی نی دنیا میں سی

العبد من الدنيا للاخرة لا يكون من ابناء الدنيا بل يكون الدنيا في حقه مزرعة الاخرة فان الدنيا والاخرة
آخرت کی لئی لیا ہو تو یہہ شخص دنیا داروں میں نہیں ہی بلکہ دنیا اسکی حق میں آخرت کی کہیتی ہی کیونکہ دنیا اور آخرت

عبارتان

عبارتان عن حالتین من احوال الانسان فالقریب الدانی یسمی دنیا وهو کل ما ینقضی لذته قبل الموت والمتاخر
انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں سو اول حالت نزدیک کی دنیا کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت موت سی پہلی ہو اور پچھلی حالت

المتاخر یسمی آخرة وهو کل ما لا ینقضی لذته بعد الموت فعلی هذا ان جمیع ما یکون للانسان الیه میل ویکون له
دیرینگی کی آخرت کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت بعد موت کی تمام نہو وی اس بیان کی موافق جو جو چیزیں کہ آدمی کو اوسطرف رغبت ہوتی ہی اور اونکا

حظ عاجل لیس بمذموم بل کل ما کان له فیه حظ عاجل قبل الموت ولا یبقی له ثمرته بعد الموت فهو من الدنیا فی حقه
حظ ابھی ہی سب مذموم نہیں ہیں بلکہ جسمیں کہ ابھی حظ ہو وے کا موت سی پہلی اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد نہ رہی وہ ہی اوسکی حق میں دنیا ہی

وکل ما یکون له فیه حظ عاجل قبل الموت ویبقی ثمرته بعد الموت کالطاعات والعبادات وما یکون له اعانة علیها فهو
اور جسکا حظ ابھی موت سی پہلی ہو اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد بھی باقی رہی جیسی طاعات اور عبادات اور جو اسباب عبادت کی مددگار ہیں سو وہ

لیس من الدنیا فی حقه بل هو من الاخرة اذ روی انه علیه السلام قال حبب الی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء
اوسکی حق میں دنیا نہیں ہیں بلکہ آخرت میں داخل ہیں اسوسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا مجھکو تمہاری دنیا میں سی تین چیزیں محبوب ہیں خوشبو اور عورتیں

وقرة عینی فی الصلوة فانه علیه السلام جعل الصلوة من جملة ملاذ الدنیا ولذلک اضافها الیها لان التلذذ بتحریک
اور ٹھنڈک میری آنکھوں کی نماز میں ہی اب نبی علیه السلام نی نماز کو دنیا کی لذتوں میں ٹھہرایا اسیلئی دنیا کی طرف نسبت کیا اسلئی کہ تلذذ ہاتھ پانوں ہلانیکا

الجوارح فی الرکوع والسجود انما یکون فی الدنیا وکل ما یدخل فی الحس والمشاهدة فهو من عالم الشهادة فیکون من الدنیا
رکوع اور سجود میں دنیا ہی میں ہوتا ہی اور جو چیز محسوس اور مشاہد ہو وہ عالم ظاہری کی ہی سو وہ دنیا ہی کی ہو گی

لکن لا یعد منها بل یعد من الاخرة لبقاء ثمرته یسرنا الله تعالی المجلس السادس والتسعون فی بیان من اکل
لیکن آخرت میں شمار ہوتی ہی کیونکہ اوسکا ثمرہ باقی رہتا ہی الہی ہمکو عمل موافق اپنی پسند کی آسان کر چھیانویں مجلس بیچ بیان ممانعت اوس شخص کی جو

ما فیه رائحة کریهة من دخول المسجد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اکل من هذه الشجرة المنتنة [illegible]
بودار چیز کہاوی مسجد میں آنی سی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جو شخص اس درخت بدبودار کی [illegible]

مسجدنا فان الملئکة تتاذی مما یتاذی منه الانس هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة و[illegible]
ہرگز آوی کیونکہ فرشتی ایذا پاتی ہیں جس سی آدمیوں کو ایذا ہوتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ابو ہریرہ نی [illegible]

الواقعة فیها اشارة الی جنس ماله رائحة کریهة والمعنی ان من اکل شیئا ماله رائحة کریهة ولا یقربن مسجدنا و[illegible]
بدہ جو اس حدیث میں آیا ہی اشارہ ہی طرف جنس بدبو کی اور مراد اس سی یہہ ہی کہ جو شخص بودار چیز کہاوی تو ہرگز ہماری مسجد کی نزدیک نہ آوی [illegible]

الاضافة ان یکون المراد من المسجد مسجد النبی علیه السلام لکن الجمهور قالوا هو عام لکل مسجد [illegible]
ظاہر یہہ ہی کہ مسجد سی مراد مسجد نبوی ہی صلی الله علیه وسلم لیکن تمام علما کہتی ہیں کہ یہہ سب مساجد کی حق میں عام ہی [illegible]

فی حدیث اخر فلا یقربن المساجد بل الحقوا به کل مجمع الخیر کمجلس العلم ومصلی العید والجنازة [illegible]
حدیث میں یوں آیا ہی وہ مسجدوں کی نزدیک نہ آوی بلکہ علماء نی تمام انبوہ خیر کو جیسی مجلس علم کی اور عیدگاہ اور جنازہ [illegible]

التی هی تاذی الملئکة والناس فیها ثم ان هذا لیس نهیا عن دخول المسجد وحضور الجماعة لان الجماعة سنة [illegible]
موجود ہی یہیں ملائکہ کی اور آدمیوں کی تکلیف پہنچی مسجد میں آنی سی اور جماعت میں ملنی سی منع نہیں ہوتی [illegible]

الواجب فلا ینبغی ترکها باستعمال ما یمنع من حضورها بل هو نهی عن تناول ما یمنع من دخول المسجد [illegible]
سو جماعت کا ترک کرنا ایسی چیز کی استعمال سی کہ جو جماعت سی بند رکہی لایق نہیں ہی بلکہ ممانعت ہی ایسی چیز کی کہانی کی جو مسجد [illegible]

وقد روی انه علیه السلام کان اذا وجد من رجل فی المسجد ریح البصل او الثوم امر به فاخرج الی البقیع [illegible]
اور روایت ہی کہ نبی علیه السلام اگر کسی شخص میں سی بو پیاز یا لہسن کی پاتی تو حکم کرتی کہ اوسکو بقیع میں نکال دیں [illegible]

الفقهاء كل من وجد فيه رائحة كريهة يتاذى به الانسان يلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من يده او رجله
جسمین سی ایسی بو آتی ہو کہ آدمیون کو تکلیف ہوتی ہو اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتھ یا پاؤن کھینچکر

دون اللحية وشعر راسه فعلى هذا يلزم ان يمنع من قربان المسجد من يتناول الدخان الذى ظهر فى هذا الزمان
پر ڈارہی اور سر کی بال کھینچکر سو اس بیان کی موافق لازم ہی کہ مسجد مین آنی سی جو لوگ دہوان کہینچتی ہین یعنی حقہ نوش منع کئی جاوین کہ اس زمانہ مین

من قبل الكفرة العدوة لاهل الايمان وابتلى به كافة الانام من الخواص والعوام لكراهة رائحته اشد من كراهة
کفار کی طرف کا جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور تمام خلقت خاص اور عام اوسمین مبتلا ہوگئی ہین کیونکہ اسکی بو پیاز اور لہسن کی بو سی بدتر ہی

رائحة البصل والثوم بل يلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من يده او رجله كما هو راى الفقهاء فى كل من يوجد
بلکہ اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتھ یا پاؤن سی کھینچکر چنانچہ فقہاء کی یہہ ہی رائ ہی ہر شخص مین کہ ایسی بد بو آتی ہو

فيه رائحة كريهة يتاذى به الخلق واما عند عدم اتيان المسجد فهل يحل استعماله كما يحل اكل البصل والثوم ام لا
کہ خلقت کو ایذا ہوئی اور جس صورت مین کہ مسجد مین نہ آوی تو آیا اوسکا استعمال حلال ہی یا نہین جیسی پیاز لہسن کہانا حلال ہی

لا شك انه ليس كالبصل والثوم لانهما من مصلحات الطعام ومما يكون للفقراء الغذاء والادام وهذه الدخان
اسمین کچھ شک نہین کہ حقہ مثل پیاز اور لہسن کی نہین ہی کیونکہ پیاز لہسن سی تو کہانا سنورتا ہی اور فقراء کی لئی غذا اور سالن ہی اور حقہ مین ہرگز

لا يصلح لشئ من ذلك اصلا وقد كثر فيه الاقاويل والحق الذى عليه التعويل ان الفعل الاختيارى الصادر عن المكلف
کچھ بہی نہین ہوسکتا اور اسمین گفتگو بہت ہی اور حق بات جسپر اعتماد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کام جو آدمی عاقل بالغ سی عمل مین آوی

ان لم يترتب عليه فائدة دينية او دنيوية فهو دائر بين العبث واللعب واللهو وفى كتاب اللغة لم يفرق بين هذه الثلثة
اگر اوسمین کوئی فائدہ دینی یا دنیوی نہین ہوتا تو وہ یا عبث ہی یا لعب ہی یا لہو ہی اور لغت کی کتابون مین ان تینون مین کچھ فرق نہین

لكن لا بد من الفرق لعطف بعضها على بعض فى القران وهو على ما ذكره بعض العلماء وكان حقيقا بالقبول ان العبث
بیان کیا لیکن فرق ضرور چاہیی کیونکہ قران مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق ذکر بعضی علماء کی کہ قابل قبول کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ کام ہوتا ہی

الفعل الذى ليس فيه لذة ولا فائدة واما الذى فيه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فيه زيادة حظ
جسمین نہ لذت ہوتی ہی اور نہ فائدہ اور جس کام مین لذت ہو بلا فائدہ وہ لعب کہلاتا ہی اور ایسا ہی لہو ہوتا ہی پر اسمین حظ نفس

النفس بحيث تشتغل به عما يهمها والكل حرام لانها لم تذكر فى القران الا على طريق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
زیادہ ہوتا ہی ایسا کہ اسمین ضروری کام رہ جاتی ہین اور یہہ سب حرام ہین اسواسطی کہ جہان قران مین آئی ہین سو بطریق ہجو کی آئی ہین پہر جب لعب اور لہو

والعبث علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما فى اللعب او العبث او فى اللهو بل هو بالعبث انسب لخلوه
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بہی حرمت معلوم ہوئی اسلئی کہ حقہ یا لعب ہی یا عبث ہی یا لہو ہی بلکہ وہ عبث سی زیادہ مناسب ہی کیونکہ اسمین

عن اللذة التى فى اللعب او اللهو اللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعملين له بتسويل شيطان فحينئذ يدخل فى
لذت نہین ہی یا الٰہی شاید کہ کسی حقہ پینی والی کو بسبب تسویل شیطانی کی کچھ لذت آتی ہو اب لعب مین داخل ہوگا

اللعب او فى اللهو مع كونه عارية عن الفائدة الدينية وهو ظاهر وعن الفائدة الدنيوية ايضا لانه لا يصلح لشئ من
یا لہو مین باوجودیکہ فائدہ دینی سی خالی ہی یہہ تو ظاہر ہی اور فائدہ دنیاوی سی بہی کیونکہ ہرگز کچھ نہین بن سکتا

الغذاء او الدواء اصلا بل هو مضر لاتفاق الاطباء على ان مطلق الدخان مضر قال ابن سينا لولا الدخان والقتام
نہ غذا اور نہ دوا بلکہ مضر ہی اسواسطی کہ تمام طبیب متفق ہین کہ مطلق دہوان یعنی سب مضر ہین شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور گرد غبار نہوتا

لعاش ابن ادم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة ولا حاجة لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن
تو آدمی ہزار برس تک جیتا اور جالینوس کہتا ہی کہ تین چیز سی بچو اور چار چیز ایسی اوپر لازم کرلو اب تمکو طبیب کی حاجت نہوگی دہوئین اور غبار اور بدبوی سی بچو

وعليكم بالدسم والحلوى والطيب والحمام وذكر في القانون ان جميع اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضي وفيه
اور چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام لازم کرلو اور قانون میں مذکور ہے کہ تمام قسم کی دھوئیں اجزاء ارضی کی تاثیر سے خشکی کرتی ہیں اور اسمیں
نارية يسيرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع اصناف الدخان مجففا يكون هذا الدخان مجففا الرطوبات البدنية
کچھ تھوڑی ناریہ یعنی حرارت ہوتی ہے بعض فضلاء کہتے ہیں جب تمام قسم کا دھواں مجفف یعنی خشکی کرتا ہو تو حقہ رطوبات بدنیہ کو خشک کرتا ہوگا
فيكون مؤديا لحصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذكر في نصاب الاحتساب
پھر تو اس سے بہت سے امراض پیدا ہونگی بس تو اسکا پینا جائز نہیں ہے اسلئے کہ ضرر سے جان کا بچانا واجب ہے اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہے
ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه
کہ مضر شی کا برتنا حرام ہے پھر اگر کوئی اعتراض کرے کہ بعضی طبیب کبھی کبھی بعضی مرضوں کا کسی قسم کی دھوئیں سے علاج کیا کرتے ہیں اور اوسکا فائدہ ظاہر ہوتا ہے
فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون لحظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التجفيف فان
پھر ممانعت تمام قسم کی دھوئیں سے کیونکر درست ہے سو جواب یہہ ہے کہ وہ دم بھر کے لئے علاج کرتے ہیں ہمیشہ کے لئے نہیں کرتے تاکہ اوسمیں خشکی پیدا ہو جاوے پھر اگر
قيل ما ذكر من التجفيف لا يضر في البلغمي لكثرة رطوباته وانتفاعه بتجفيفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب
کوئی کہے کہ خشکی بلغمی مزاج والے کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ رطوبت بہت ہوتی ہے اور خشکی سے نفع ہوتا ہے اب حقہ کی ممانعت کی کیا وجہ ہے تو جواب یہہ ہے
ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد من معرفة ذلك من طبيب حاذق عارف بالامزجة والقدر الذي ينتفع به والا فالاقدام
کہ انتفاع کی حد معلوم نہیں ہے سو اسکا معلوم کرنا ایسے طبیب حاذق سے ہے جو مزاجوں سے واقف ہو اور اوس مقدار کا معلوم کرنا جسمیں نفع ہو ضرور چاہئے ورنہ تو پینا
عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فالعدل ممن كان يستعمله قد اختلفوا فيه فمنهم من يقول بضرره
مطلق حرام ہے کیونکہ سلامتی اور عدم سلامتی میں تردد ہے بیشک عادل اشخاص جو حقہ پیتے ہیں اختلاف کرتے ہیں بعضا ضرر کا قائل ہے
ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذي بجانب الحق اليه اقرب لمزيد ديانتهم يقول
اور کوئی کہتا ہے ضرر نہیں کرتا اور کسیکو اسمیں شک ہے لیکن فریق اغلب جسکی طرف باعتبار افزونی دیانت کے حق پایا جاتا ہے کہتا ہے
انه يحدث في ابتدائه قوة في الجسم وحدة في البصر ونشاطا في الاعضاء وهضما في الطعام فاذا حصلت المداومة يورث
کہ ابتدا میں تو جسم میں قوت اور بینائی میں تیزی اور اعضا میں نشاط اور طعام میں ہضم پیدا کرتا ہے اور جب عادت پڑجاتی ہے تو بینائی پر
غشاوة في البصر وثقلا في الاعضاء وامساكا في الهاضمة وضعفا في البدن لانه كما قال الاطباء يجفف مع نوع حرارة
پردہ سا اور اعضا میں بوجھ اور ہاضمہ میں امساک اور بدن میں سستی آجاتی ہے اسلئے کہ موافق قول طبیبوں کی حرارت کے ساتھ خشکی کرتا ہے
فيفعل في ابتدائه ما ذكروه اولا وفي انتهائه ما ذكروه اخرا على انه لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه حينئذ
سو اول اول تو وہی تاثیر ہوتی ہے جو اول بیان کیا اور انجام کو وہی ہوتا ہے جو پھر بیان کیا علاوہ یہہ ہے اگر نفع ثابت بھی ہو تو بعد نفع کے پینا منع ہے اسلئے کہ اب
يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن الا ترى ان الخمر المحرمة بالنص
دوا ہوگا اور دوا کا استعمال کرنا بعد زوال مرض کے جائز نہیں ہے اسلئے کہ جب مرض نہیں ہوتا جسے دور کرے تو بدن میں اثر کرتی ہے دیکھو تو شراب قطعی حرام ہے اور قرآن
قد اخبر القران بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
سے اوسکا نفع ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے تجھسے پوچھتے ہیں حکم شراب اور جوئے کا تو کہہ انمیں گناہ بڑا ہے اور فائدہ بھی لوگوں کو اور انکا گناہ انکے فائدہ
لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يعتبر جانب الضرر حتى قال الفقهاء لو كان في شيء وجوه كثيرة توجب الحل والجواز ووجه
سے بڑا ہے لیکن نفع کی جانب جب ضرر کے مقابل پڑتی ہے تو ضرر کا لحاظ کیا کرتے ہیں یہانتک کہ فقہاء کہتے ہیں اگر ایک شی میں کئی وجہ حلت اور جواز کی ہوں اور ایک
واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة احتياطا ثم في معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجه حسن يرجع الى
وجہ سے عدم جواز اور حرمت لازم آتی ہو تو احتیاط کے لئے حرمت کی جانب کو قائم رکھیں گے پھر اشیاء کی حرمت اور اباحت دریافت کرنے کی اچھی وجہ ہے کہ رجوع

الی الاصول وھو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثۃ ان لا یکون فیھا حکم وبعد البعثۃ اختلف العلماء فیھا علی ثلثۃ اقوال
اوکا اصول کی طرف ہی یعنی حق یون ہی کہ اشیاء مین نبوت سی پہلی کسیطرح کا خاص حکم نہو اور بعد نبوت کی علماء کی مختلف تین قول ہین قول اول یہہ ہی
الاول انھا متصفۃ بالحرمۃ الا ما دل دلیل الشرع علی اباحتہ والثانی انھا متصفۃ بالاباحۃ الا ما دل بدلیل الشرع علی
اشیاء سب حرام ہین سوای اوسکی کہ شرعی دلیل اوسکی اباحت بیان کری دوسرا قول کہ تمام اشیاء مباح ہین سوا اوسکی کہ شرعی دلیل حرمت پر
حرمتہ والثالث ھو الصحیح ان یکون فیھا تفصیل وھو ان المضار متصفۃ بالحرمۃ بمعنی ان الاصل فیھا الاباحۃ لقولہ تعالی
دلالت کری اور تیسرا قول جو صحیح ہی یہہ ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہی کہ ضرر کی چیزین حرام ہین یعنی اصل اونمین حرمت ہی، اباحت ہی بدلیل اس آیت کی
ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فانہ تعالی ذکرہ فی معرض الامتنان ولا یمتن الا بالحلال الجائز فکانہ تعالی قال ھو
وہ ہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچہہ زمین مین ہی سب کیونکہ اللہ تعالی اسکو امتنان کی جگہہ فرماتا ہی اور منت بدون حلال اور جایز کی نہین ہوتی سو اللہ تعالی گویا یہہ
الذی خلق لاجلکم جمیع ما فی الارض من المنافع لتنتفعوا بھا وعلی ھذا القول الثالث الصحیح یخرج حکم ھذا الدخان ایضا فانہ
فرماتا ہی کہ اللہ وہ ہی کہ تمام جو زمین مین منافع ہین تمہاری لئی پیدا کئی ہین تاکہ اون سی فائدہ لو اور اسی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بہی نکل آتا ہی کیونکہ حقہ
لو کان نافعا لکان الاصل فیہ الاباحۃ لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انہ مضر ولو فی الاجل فیکون الاصل فیہ الحرمۃ
اگر مفید ہوتا تو اصل اوسمین اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبون کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ وہ مضر ہی اگرچہ انجام مین سو اصل اسمین حرمت ہی ہوویگی
بل لو وقع الشک فی امرہ تغلب جانب الحرمۃ کما ھو القاعدۃ الشرعیۃ فانہ علیہ السلام قال الحلال بین والحرام بین و
بلکہ اگر اسمین شک ہی ہووی تو بہی حرمت کی جانب غالب ہوگی چنانچہ یہہ ہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی اور
بینھما مشتبھات لا یعلمھن کثیر من الناس فمن اتقی الشبھات فقد استبرأ لدینہ وعرضہ ومن وقع فی الشبھات کان
انکی بیچ مین مشتبہات ہین اکثر لوگون کو معلوم نہین ہوتی پہر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شخص شبہات مین پڑگیا تو
کالراعی یرعی حول الحمی یوشک ان یقع فیہ واختلف العلماء فی حکم ھذہ الشبھات فذھب بعضھم الی حرمتھا لانہ علیہ السلام
ایسا ہی جیسی چروا ہا بیڑ کی گرد چراتا ہوا بہی بیڑ کی اندر جا گہسیگا اور علماء کو ان شبہات کی حکم مین اختلاف ہی سو بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہین اسلئی کہ نبی
اخبر فی ھذا الحدیث ان من ترک ما اشتبہ علیہ حکمہ ولم ینکشف لہ حقیقۃ امرہ یکون دینہ سالما مما یفسدہ
علیہ السلام نی اس حدیث مین خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا عمل جسکا حکم مشتبہ ہوا اور حقیقت حال اوسکی معلوم نہوئی ہو تو اوسکا دین مفسدہ اور نقصان سی
او ینقصہ ونفسہ ناجیا مما یعیبہ ویلام علیہ ومن لم یترک بل فعلہ یقع فی الحرام وھذا الدخان مما اشتبہ حکمہ
سلامت اور اوسکا نفس عیب اور ملامت سی بچا ہوا ہی اور جسنی نچھوڑا بلکہ عمل کیا تو حرام مین مبتلا ہوگا اور حقہ کا حکم مشتبہ ہی
ولم ینکشف حقیقۃ امرہ فمن ترکہ ولم یستعملہ یکون دینہ سالما من الفساد والنقصان ونفسہ ناجیا من العیب
اور اسکی حقیقت حال ظاہر نہین ہوئی پہر جسنی چھوڑا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی اور اوسکا نفس خلقت مین عیب اور ملامت سی
واللوم بین الانام ومن لم یترکہ بل استعملہ یکون واقعا فی الحرام وذھب بعضھم الی کراھتھا لما جاء فی حدیث اخر انہ علیہ السلام
بچا رہا اور جسنی نچھوڑا بلکہ پیا تو وہ حرام مین واقع ہوگا اور بعضی علماء کہتی ہین کیونکہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال الامور ثلثۃ امر تبین لک رشدہ فاتبعہ وامر تبین لک غیہ فاجتنبہ وامر اختلف فیہ فدع ما یریبک الی ما لا یریبک
امور تین طرح کی ہین ایک وہ جسکی خوبی ظاہر ہی سو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی کجی ظاہر ہو سو اوس سی بچتا رہ اور ایک وہ امر ہی جسمین اختلاف ہو سو چھوڑ شک مین ڈالنی کو
ولا شک ان امر الدخان مما اریب واوقع فی الاضطراب فاقل مراتبہ الکراھۃ ولا یظن انہ ینتھی الی درجۃ الاباحۃ بتعلل
طرف اوسکی جو شک مین نہ ڈالی اور اسمین کچہہ شک نہین ہی کہ حقہ کا حکم مشکوک ہی اور اضطراب مین ڈالا گیا ہی اسکا حکم کم سی کم مرتبہ کراہت کا ہی اور یہہ گمان نہین ہی کہ اباحت کا درجہ لیلی
کثیر مما یتعاطاہ انہ نافع ودواء لکل داء وانھم وجدوا فی استعمالہ دواء لامراضھم لان ذلک من تلبیس ابلیس علیھم وتزیینہ
ان دلائل سی کہ اکثر بیان کرتی ہین کہ فائدہ کرتا ہی اور ہر دکہہ کی دوا ہی اور جسنی پی کر اپنی امراض کو مفید پایا اسلئی کہ یہہ تقریرین شیطانی شبہات ہین اور ابلیس کی تزیین ہی

هم حتى تتولد من كثافته الادواء في عاقبة امره لان تكراره يؤذي ما يقابله فيتولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء
تاکہ آخر کو اوسکی کثافت سے بیماریاں پیدا ہو جاویں کیونکہ اسکا تکرار اپنے مقابل کو ایذا دیتا ہے پھر اوس سے حرارت پیدا ہو جاتی ہے آخر کو مرض ہو جاتا ہے
لا دواء له ثم يلزم على قولهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد وان يكون
دوا نہیں ہوتا پھر اونکی قول کی موافق لازم آتا ہے کہ تمام لوگ بیمار ہوں اور اونکا مرض بھی تمام چاروں فصلوں میں ایک ہی طرح کا ہووے اور اونکا
معالجتهم فيها بشيء واحد على جهة واحدة وبطلانه غير خفي على احد من العقلاء ثم فيه اضاعة المال لانه يشترى
علاج بھی تمام فصلوں میں ایک ہی شی سے ایک ہی طرح پر ہووے اور اسکا بطلان کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے پھر اسمیں مال ضایع ہوتا ہے کیونکہ خوب مہنگا
بثمن غال فيدخل في الاسراف المحرم وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية جوابا عن سوال يتعلق بالدخان وهو ان
خریدتا ہے اب اسراف ہوتا ہے جو حرام ہے اور کسی مالکی مذہب والے نے دیار حجاز میں ایک سوال کا جواب لکھا ہے جو دھوئیں کے باب میں ہے یعنی
استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشب والنار لكونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء من النار وهو من حيث اجزائه
دخان کا استعمال کرنا حرام ہے جیسے اوسکی اصل اصلی کہ اوسکی اصل لکڑی ہے اور آگ کیونکہ لکڑی ہی کی اجزا آگ کی اجزا میں ملی ہوتی ہیں اور وہ باعتبار اجزاء ناری کی
النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون اموال اليتمى ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا فدل النص
استعمال کرنا حرام ہے بدلیل اس آیت کی جو لوگ کھاتے ہیں یتیموں کی مال ناحق وہ یہی کھاتے ہیں اپنی پیٹ میں آگ اب اس نص سے
على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى جعله مما يعذب به حيث قال في حق قوم يونس عليه السلام
حرمت آگ کی معلوم ہوئی سو دھواں بھی حرام ہوا جو آگ سے نکلتا ہے اور یہہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے دھوئیں کو عذاب کی اسباب میں مقرر کیا ہے چنانچہ یونس علیہ السلام کی
لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في اية اخرى فارتقب
قوم کی حق میں فرماتا ہے جب یقین لائے کھولدیا ہمنے اونپر سے ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی کیونکہ جو عذاب اونپر سے دفع ہوا تھا دھواں ہی تھا اور ایک اور آیت میں فرمایا ہے
يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشى الناس هذا عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الاية معناه الحقيقي على قول
سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لاوے آسمان دھواں صریح جو گھیر لے لوگوں کو یہہ ہے دکھ کی مار اور دخان سے اس آیت میں جو مذکور ہے ایک قول کی موافق حقیقی معنی مراد ہیں
وعلى هذا القول يكون النظم الكريم صريحا في كون الدخان عذابا اليما وما به التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء
اور اس قول کی مطابق مضمون آیت کا صریح ہے کہ دخان سخت عذاب ہوتا ہے اور جس شی میں تعذیب واقع ہوتی ہے اوسکا استعمال حرام ہے کیونکہ تمام فقہاء
قد اتفقوا على وجوب الفرار من محل العذاب كبطن محسر فانه على لفظ اسم الفاعل من التحسير اسم واد اهلك الله تعالى
متفق ہیں کہ محل عذاب سے بھاگنا چاہیے جیسے بطن محسر محسر اسم فاعل کی وزن پر تحسیر میں سے ایک جنگل کا نام ہے جہاں اللہ تعالی نے اصحاب فیل کو
فيه اصحاب الفيل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولى لان المتعلمين له تراهم انه يخرج
ہلاک کیا تھا اور جب محل عذاب سے بھاگنا واجب ہوا تو جس شی کے عذاب ہوا ہو اوس سے بھاگنا اولی تر واجب ہے پہر حقہ پینے والوں کو تو دیکھتا ہے کہ اونکی حلق
من حلوقهم وانوفهم وفيه تشبيه باهل النار وبالذين يهلكون في اخر الزمان من الاشرار كما جاء في الخبر انه يكون في اخر
اور ناک سے دھواں نکلتا ہے اور اسمیں دوزخیوں کی مشابہت ہے اور اونکی مشابہت ہے جو آخر زمانہ میں شریر لوگ ہلاک ہونگے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں
الزمان دخان يملأ الارض يقيم على الناس اربعين يوما اما المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام واما الكافر فيخرج من انفه واذنيه
دھواں پیدا ہو کر تمام زمین کو بھر دیگا لوگوں پر چالیس دن تک رہیگا مؤمن کو تو اوسکا اتنا اثر ہوگا جیسے زکام اور رہا کافر سو اوسکی ناک میں سے اور کانوں میں
وعينيه حتى يصير راس احدهم كالراس الحنيذ اي المشوي فلا ينبغي لمؤمن ان يتشبه باهل العذاب ولا ان يستعمل
اور آنکھوں میں سے دھواں نکلیگا یہاں تک کے ایک ایک کا سر جیسا بھنا ہو جاوےگا اب مؤمن کو لائق نہیں ہے کہ عذاب والوں کی مثل بنے اور نہ یہہ چاہیے کہ ایسی چیز برتے
ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد كره جمع من العلماء التختم بالحديد والنحاس لما ثبت في
جو عذاب کی ہو اور نہ وہ جو اہل عذاب کی مناسب ہو اور اکثر علماء لوہے اور تانبے کی انگوٹھی پہننی مکروہ کہتے ہیں کیونکہ حدیث میں ثابت ہو چکا ہے

الحديث فهما حلية اهل النار ونحوه على ما ذكره البلالي في مختصر الاحياء انه عليه السلام كان يكره الطعام السخن
مختصر الاحیاء مین ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ جانتی تہی
کہ یہہ دونو دوزخیوں کی زیور ہین اور موافق بیان بلالی کی

ويقول ان الله تعالى لم يطعمنا نارا وهذا الدخان اولى بالكراهة لانه مختلط باجزاء نارية كما مر فلو لم يكن في استعماله
اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی نہین بتائی اور یہہ دخان تو اولی تر مکروہ ہی اسلیے کہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی چنانچہ گذر چکا ہی پہر اگر اسکی استعمال مین

الا احياء سنة الكفار الذين اخرجوه واظهروه في بلاد الاسلام ليتوصل الى ضرر اهل الايمان لكان باعثا للعاقل
کچہہ نہوتا سوا دوزن طریقہ کفار کی جنہوں نی ایجاد کرکر بلاد اسلام مین پہیلایا تاکہ ایمان والوں کا ضرر ہووی اتنا ہی عاقل کی واسطی اجتناب کرنیکو

على اجتنابه ومانعا عن ارتكابه بل لو لم يكن في استعماله الا تسويد الثياب والابدان وكراهة الريح والانتان لكان
بڑا باعث تہا اور اختیار کرنی سی بڑا مانع تہا بلکہ اسکی استعمال مین اگر کچہہ نہوتا سوا سیاہ ہوئی کپڑوں اور بدن کی اور بو اور سڑاہند کی تو بہی

زاجرا للعاقل عن استعماله لكن اكثر اهل الزمان طبايعهم جامدة صعبة الانقياد مائلة دائما الى مالا يعنيهم ان نصحوا
عاقل کو اسکی استعمال سی روکنیکو موجود تہا لیکن اس زمانہ کی طبیعتین اکثر کند غیر مطیع ہین ہمیشہ بیہودہ کام کی طرف متوجہ رہتی ہین اگر بہلی بات کہو تو مانی

لا يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم يفهموا وان فهموا لم يعملوا بما فهموا وهم من الذين ان يروا سبيل الرشد
اور اگر سکہاؤ نہ سیکہیں اور اگر سمجہاؤ تو نہ سمجہیں اور اگر سمجہیں تو اسکی موافق کبہی عمل نہ کرین یہہ اون لوگوں مین ہین اگر دیکہین راہ سنوار کی

لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي يتخذوه سبيلا يسر الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وكرمه
وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ اولٹی اسکو ٹہراوین راہ الہی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی آسان کر

المجلس السابع والتسعون في بيان لزوم ترك مالا يعنيه من القول والفعل

قال رسول الله صلى الله
ستانوین مجلس اس بیان مین کہ ترک بیہودہ کا لازم ہی بات ہو یا کام رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان
علیہ وسلم نی فرمایا مرد کی اسلام کی خوبی ہی بیہودہ کا ترک کرنا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ

اسلام الرجل لا يكون كاملا وحسنا الا اذا ترك من الاقوال والافعال ما لا منفعة له فيه اصلا لا في الدنيا ولا في الاخرة
ہین کہ اسلام آدمی کا کامل اور خوب نہین ہوتا مگر جب وہ اقوال اور افعال چہوڑ دی جنمین اوسکا ہرگز کچہہ فائدہ نہووی نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا

ومما لا منفعة له فيه اصلا الدخان الذي ظهر في هذا الزمان من قبل الكفرة العدوة لاهل الايمان وابتلى
اور جسمین ہرگز کچہہ منفعت نہین ہی حقہ بہی ہی جو اس زمانہ مین کفار کی طرف سی جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور اوسکی

بفتنه كافة الانام من الخواص والعوام فانه قد ظهر في اوائل القرن الحادي عشر وصار فتنة عظيمة على عامة البشر
بپتی مین تمام خلق خاص وعام مبتلی ہوگئی ہین بیشک حقہ گیارہوین قرن کی اول مین نکلا اور تمام خلق پر بڑا ہی فتنہ ہوگیا ہی

اذ شاع تناوله في البلدان بين الرجال والنساء والصبيان فلزم على علماء الدين بيان حكمه انه هل يحل استعماله
اسلیے کہ اسکا پینا شہروں کی اندر مردوں اور عورتوں اور بچوں مین پہیل گیا ہی سو علماء دین پر مسلمانوں کی لئی اسکا حکم بیان کرنا لازم ہی آیا اسکا پینا حلال ہی

ام يجب اجتنابه فاستمعوا يا اولي الالباب ما يقال لكم في هذا الباب قد كثر فيه الاقاويل والحق الذي عليه التعويل ان
یا اسی اجتناب واجب ہی سو اے ہوش والو جو اس باب مین مذکور ہوتا ہی سنو اسمین بہت سی گفتگو ہی اور حق جسپر اعتماد ہو سو یہہ ہی

الفعل الاختياري الصادر عن المكلف ان لم يترتب عليه فائدة دينية او دنيوية فهو داخل في العبث او اللعب او
کہ فعل اختیاری جو عاقل بالغ سی صادر ہوتا ہی اگر اوسمین کوئی فائدہ دین کا یا دنیا کا نہووی اسمین تفصیل ہی کہ عبث ہی یا لعب ہی یا

اللهو وفي كتب اللغة لم يفرق بين هذه الثلثة لكن لا بد من الفرق لعطف احدهما على بعض في القران وهو على ما ذكره
لہو اور لغت کی کتابوں مین ان تینوں مین کچہہ فرق نہین بیان کیا پر فرق ضرور چاہی کیونکہ قرآن مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان

بعض الفحول لو كان حقيقا بالقبول ان العبث الفعل الذي ليس فيه لذة ولا فائدة واما الذي فيه لذة بلا فائدة

بعضی علماء کی جو قابل قبولیت کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ فعل ہوتا ہی جسمیں نہ کچھ فائدہ ہو اور نہ لذت اور جس کام میں لذت ہووی بلا فائدہ

فهو لعب ومثله اللهو الا ان فيه زيادة حظ النفس بحيث تشتغل به عما يهمها والكل حرام لانها لم تذكر في القرآن

تو لعب ہوتا ہی اور ایسا ہی لہو اتنا ہی کہ اسمیں نفس کو زیادہ حظ ہوتا ہی ایسا کہ لہو میں ضروری کار ہی رہ جاتی ہیں اور یہہ سب حرام ہیں انکا ذکر قرآن میں

الا على طريق الذم فلما علم حرمة هذه الثلثة علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما في اللعب او في اللهو او في

جہاں آیا ہی سو بطور ہجو کی ہی پہر جب ان تینوں کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بہی حرمت معلوم ہوئی اسلئی کہ حقہ یا لعب ہی یا لہو ہی یا

العبث بل هو بالعبث انسب لخلوه عن اللذة التي في اللعب واللهو اللهم الا ان يستلذ نفوس بعض المستعملين له

عبث ہی بلکہ عبث سی زیادہ تر مناسب ہی کیونکہ حقہ میں وہ لذت نہیں ہی جو لعب اور لہو میں ہوتی ہی یا آپ شاید کہ بعضی پینی والوں کو شیطانی تسویل یعنی دہوکہ سی

بتسويل شيطاني فحينئذ يدخل في اللعب او اللهو وعلى كل وجه كان فهو عار عن الفائدة الدينية وهو ظاهر وعن الفائدة

لذت حاصل ہوتی ہو پہر اب لعب یا لہو ہوگا اور ہر صورت فائدہ دینی سی تو خالی ہی یہہ بات تو ظاہر ہی اور دنیا کی فائدہ کی بہی

الدنيوية ايضا لانه لا يصلح لشيء من الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لاتفاق الاطباء على ان مطلق الدخان مضر

خالی ہی کیونکہ ہرگز کسی کام کا نہیں ہی نہ غذا ہی اور نہ دوا ہی بلکہ وہ مضر ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہیں کہ مطلق دہواں مضر ہوتا ہی

قال ابن سينا لولا الدخان والقتام لعاش ابن ادم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة ولا حاجة

شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہواں اور گرد و غبار نہوتا تو البتہ آدمی ہزار برس جیتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیزوں سی بچتا رہو اور چار چیز کو لازم کرلو پہر تمکو طبیب

لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعليكم بالدسم والحلوى والطيب والحمام وذكر في القانون ان جميع

کی کچھ حاجت نہیں ہی دہواں اور غبار اور بدبوسی بچتی رہو اور چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام لازم کرلو اور قانون میں مذکور ہی

اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضي وفيه نارية يسيرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع اصناف الدخان مجففا يكون

کہ دہوئیں کی سب قسمیں جوہر ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہیں اور اسمیں کچھ ناریت یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتی ہیں جس صورت میں کہ دہوئیں کی تمام اقسام خشکی کرتی ہیں تو حقہ

هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنية فيكون مؤديا الى حصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة

بہی رطوبات کو خشک کرتا ہی اب اسمیں بہت امراض پیدا ہوویگی سو اسکا پینا جایز نہیں ہی کیونکہ مضرتی سی نفس کا بچانا واجب ہی

النفس عن لحوق الضرر وقد ذكر في نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض

اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی اگر کوئی کہی کہ بعضی طبیب کبہی کبہی بعضی

الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهدون نفعه فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون

بیماریوں کا علاج کسی قسم کی دہوئیں سی کیا کرتی ہیں اور اسکا نفع ظاہر ہوتا ہی اب ممانعت تمام قسم کی دخان کی کیونکر درست ہی سو جواب یہہ ہی کہ وہ دم بہر کی

به لحظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التجفيف فان قيل ما ذكر من التجفيف لا يضر في البلغمي لكثرة رطوباته

لئی علاج کرتی ہیں مداومت کیلئی نہیں کرتی تا کہ اوس سی خشکی پیدا ہووی اگر کوئی کہی خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ اوسمیں رطوبات بہت ہوتی ہیں

وانتفاعه بالتجفيف فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد في معرفة ذلك من طبيب

اور خشکی سی فائدہ ہوتا ہی اب حقہ سی وجہ ممانعت کی کیا ہی سو جواب یہہ ہی کہ حد انتفاع کی معلوم نہیں ہی اب اسکی معرفت کسی طبیب حاذق سی

حاذق عارف بالامزجة والقدر الذي ينتفع به والا فالاقدام عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فان

جو مزاجوں کو جانتا ہو اور اوس مقدار کی جسمیں فائدہ ہو ضرور چاہئی اور نہیں تو اودہر کو قدم رکہنا مطلق حرام ہی کیونکہ صحت اور [illegible] ... یہہ نکہ

العدول من مستعمليه قد اختلفوا فيه فمنهم من يقال بضرره ومنهم من قال بعدم ضرره [illegible] ... فيه لكن

عادل لوگ حقہ پینی والی اسمیں اختلاف کرتی ہیں بعضی تو اسکی ضرر کی قائل ہیں اور بعضی [illegible] ...

الفريق الاغلب الذي جانب الحق اليه اقرب قال انه يحدث في ابتدائه قوة في الجسم وحدة في البصر ونشاطا في
فریق اغلب جسکی جانب قریب حق ہی کہتی ہیں کہ حقہ پہلی پہل جسم میں قوت اور نظر میں تیزی اور اعضا میں نشاط
الاعضاء وهضما في الطعام فاذا حصلت المداومة يورث ضعفا في البدن وثقلا في الاعضاء وغشاوة في البصر
اور طعام میں ہضم پیدا کرتا ہی پھر جب مداومت ہو جاتی ہی تو بدن میں ناتوانی اور اعضاء میں بوجھہ اور نظر پر پردہ
وامساكا في الهاضمة وذلك لانه كما قال الاطباء مجفف مع نوع حرارة فيفعل في ابتدائه ما ذكر اولا وفي انتهائه
اور ہاضمہ میں امساک پیدا کردیتا ہی اور یہہ ثابت ہی اسلئی کہ طبیب اسکو کچھہ حرارت کی ساتھہ مجفف کہتی ہیں سو اول میں تو وہ ہی پیدا کرتا ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو
ما ذكر اخرا على انه لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه حينئذ يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد
جو پہر بیان کیا علاوہ بریں یہہ ہی کہ اگر نفع ثابت بھی ہووی تو بعد نفع کی پینا ممنوع ہی اسلئی کہ اب دوا ہو ویگا اور صحت میں دوا کا استعمال کرنا جایز نہیں ہی
زوال المرض لانه اذا لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن فيؤدي الى الضرر وما يؤدي الى الضرر يمنع من استعماله الا ترى ان
اسلئی کہ دوا جب بیماری کو نہیں پاتی کہ جسی دور کری تو بدن میں اثر کرتی ہی کہ پہر ضرر ہو جاتا ہی اور جو چیز نقصان کرتی ہو اوسکا استعمال جایز نہیں ہی دیکھہ تو
الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القران بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس
شراب نص سی حرام ہی اور اوسکی نفع کی قرآن خبر دیتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچھتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمیں گناہ بڑا ہی اور فائدہ بہی ہی لوگونکو
لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يحمى جانب الضرر حتى قال الفقهاء لو كان في شئ وجوه كثيرة توجب الحل والجواز
لیکن نفع کی جانب اگر نقصان کی مقابل آپڑتی ہی تو نقصان کا لحاظ کرتی ہیں یہان تک کہ فقہا کہتی ہیں اگر ایک شی کی حلت اور جواز کی وجہیں لازم آتا ہو
ووجه واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة احتياطا فان قيل ان المستعملين له يدعون انهم يجدون
اور ایک وجہہ کی حرمت اور عدم جواز تو حرمت کی جانب کو احتیاطا غلبہ دینگی اگر کوئی کہی کہ حقہ پینی والی کہتی ہیں کہ ہم حقہ پی کر
عقيب استعماله خفة في البدن فكيف يصح القول بعدم النفع فيه فالجواب على ما ذكره بعض المتناولين له لتجربة نفعه
بدن میں خفت پاتی ہیں اب بی فائدہ کہنا کیونکر صحیح ہی تو جواب موافق بیان حقہ پینی والوں کی جو نفع ضرر کا تجربہ کرچکی ہیں یہہ ہی
وضرره ان المستعملين له يحصل لهم حال استعماله الم شديد وعند فراغهم عنه ينجون من ذلك الالم ويحصل لهم
کہ حقہ پینی والوں کو حقہ پیتی ہوئی سخت الم ہوتا ہی اور جب پی چکتی ہیں تو اوس الم سی نجات اور راحت ہوتی ہی
راحة فيظن هؤلاء المساكين ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا يدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله
سو یہہ بیچاری بہلا سمجہتی ہیں کہ یہہ راحت حقہ پینی سی ہوئی ہی یہہ نہیں سمجہتی کہ حقہ بند کرنی سی ہوئی ہی
ثم في معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجه حسن يرجع الى الاصول وهو ان الحق في الاشياء قبل البعثة ان لا يكون فيها حكم وبعد
پہر اشیاء کی حرمت اور اباحت دریافت کرنی کی خوب وجہہ جسکا رجوع اصول تک ہی یہہ ہی کہ حق یون ہی کہ نبوت سی پہلی اشیاء میں کوئی حکم نہو اور نبوت کی بعد
البعثة اختلف العلماء فيها على ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دل دليل الشرع على اباحته والثاني انها متصفة
علماء کی مختلف تین قول ہیں قول اول یہہ کہ اشیاء سب حرام ہیں بجز اوسکی کہ دلیل شرعی سی مباح معلوم ہو جاوی اور دوسرا قول یہہ ہی
بالاباحة الا ما دل دليل الشرع على حرمته والثالث هو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنى ان
کہ سب اشیاء مباح ہیں بجز اوسکی جو دلیل شرعی سی حرام معلوم ہوئی تیسرا قول یہہ ہی اور یہی صحیح ہی کہ اشیاء میں تفصیل ہو کہ نقصان کی چیزیں سب حرام یعنی
الاصل فيها الحرمة وان المنافع متصفة بالاباحة بمعنى ان الاصل فيها الاباحة لقوله تعالى هو الذي خلق لكم ما في الارض
اصل انمیں حرمت ہی اور نفع کی چیزیں سب مباح یعنی اصل اونمیں اباحت ہی بدلیل اس آیت کی وہ وہ ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچھہ زمین میں ہی
جميعا فانه تعالى ذكره في معرض الامتنان ولا يكون الامتنان الا بالنافع المباح فكانه تعالى قال هو الذي خلق لاجلكم
سب کچھہ کہ اللہ تعالی نی یہہ آیت احسان کی محل میں فرمائی اور احسان جب ہی ہوتا ہی کہ نافع اور مباح ہو تو اب گویا اللہ تعالی کا یہہ ارشاد ہی کہ اللہ وہ ہی جسنی تمہارا کا

جميع ما في الارض من المنافع لتنتفعوا بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح يجري حكم هذا الدخان ايضا فانه لو كان

فائدہ کی لئی جو زمین میں ہی پیدا کیا تاکہ تم نفع اوٹھاؤ اور اسی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بہی نکلتا ہی کیونکہ حقہ اگر

نافعا لكان الاصل فيه الاباحة لكن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو كان في الاجل فيكون الاصل فيه

نافع ہوتا تو اصل اسمیں اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبوں کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ حقہ مضر ہی اگرچہ انجام کو ہو سو اصل اسمیں

الحرمة بل لو وقع الشك في امره لغلب جانب الحرمة كما هو القاعدة الشرعية آذ روي انه عليه السلام قال الحلال بين والحرام

حرمت ہی ہی بلکہ اگر اسمیں شک بہی ہو تو بہی حرمت کی جانب غالب ہو گی چنانچہ شرعی قاعدہ یہی ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا حلال ظاہر ہی

بين وبينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات

اور حرام ظاہر ہی اور ان دونوں کی بیچ میں مشتبہات ہیں انکو اکثر لوگ نہیں جانتی پہر جو شخص مشتبہات سی بچا اسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شبہات میں پڑ گیا

وقع في الحرام كالراعي حول الحمى يوشك ان يقع فيه واختلف العلماء في حكم هذه الشبهات فذهب بعضهم الى حرمتها لانه

حرام میں مبتلا ہوا جیسی چرواہا بیڑ کی گرد اپنی بیڑ کی اندر گہس جاویگا اور علماء کو ان مشتبہات کی حکم میں اختلاف ہی بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہیں اسلئی کہ نبی

عليه السلام قد اخبر في هذا الحديث بان من ترك ما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف له حقيقة امره يكون دينه سالما

علیہ السلام نی اس حدیث میں خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم مشتبہ ہی اور حقیقت حال ظاہر نہیں ہی تو اسکا دین فساد اور نقصان سی

مما يفسده او ينقصه ونفسه ناجيا مما يعيبه ويلام عليه ومن لم يتركه بل فعله يقع في الحرام وهذا الدخان مما اشتبه

اور اوسکی جان عیب اور ملامت سی سلامت رہی اور جسنی نہ چہوڑا بلکہ عمل میں لایا تو وہ حرام میں واقع ہوا اور حقہ کا حکم بہی مشتبہ ہی

حكمه ولم ينكشف حقيقة امره فمن تركه ولم يستعمله يكون دينه سالما من الفساد او النقصان ونفسه ناجيا من العيب

اسکی حقیقت حال ظاہر نہیں ہی تو اب جسنی اسکو ترک کیا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی پاک اور اوسکی جان خلقت میں عیب

واللوم بين الانام ومن لم يتركه بل استعمله يكون واقعا في الحرام وذهب بعضهم الى كراهتها لما جاء في حديث آخر

اور ملامت سی صاف ہی اور جسنی نہ چہوڑا بلکہ پینی لگا تو وہ حرام میں واقع ہوا اور بعضی اسکو مکروہ کہتی ہیں اسلئی کہ اور حدیث میں آیا ہی

انه عليه السلام قال الامور ثلثة امر تبين لك رشده فاتبعه وامر تبين لك غيه فاجتنبه وامر اختلف فيه

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کام تین طرح پر ہوتی ہیں ایک وہ جسکی خوبی ظاہر ہی سو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی برائی ظاہر ہی سو اوسی پرہیز کر اور ایک وہ جسمیں اختلاف

فدع ما يريبك الى ما لا يريبك ولا شك ان امر الدخان مما ارتيب ووقع في الاضطراب وادنى مرتبته الكراهة ولا يظن

ہو تو اسکو چہوڑ جو شک میں ڈالی اوسکو اختیار کر جو شک میں نہ ڈالی اور اسمیں شک نہیں ہی کہ حقہ بہی شک میں اور اضطراب میں ڈال رکہا ہی اور اسکا کم سی کم درجہ کراہت کا ہی

انه ينتهي الى مرتبة الاباحة بتعلل كثير ممن يتعاطاه انه نافع ودواء لكل داء وانهم وجدوا في استعماله دواء لامراضهم

اور یہہ گمان نہیں ہوتا کہ اباحت کی مرتبہ کو پہنچ جاوی ان دلایل سی کہ حقہ نوش بیان کرتی ہیں کہ حقہ نافع ہی اور ہر مرض کی دوا ہی اور ہمنی حقہ پی کر اپنی بیماریوں کی شفا

لان ذلك من تلبيس ابليس عليهم وتزيينه لهم حتى يتولد من كثافته في عاقبة امره الادواء فان تكراره يسود ما يقابله

دیکہی کیونکہ یہہ تمام شیطان کی تلبیسات اور تزیین ہی تاکہ اسکی کثافت سی آخرکو بیمار ہو جاوین اسلئی کہ اسکا بار بار پینا اپنی مقابل کو سیاہ کر دیتا ہی

فيتولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء لا دواء ثم يلزم على دعوهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون

پہر اسی حرارت پیدا ہوتی ہی پہر آخر کو مرض ہو جاتا ہی دوا نہیں ہوتا پہر انکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام خلقت بیمار ہو اور [illegible]

[illegible] في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد وان يكون معالجتهم بها اي بشيء واحد على حد [illegible]

[illegible] چاروں [illegible] ایک [illegible] طرح [illegible]

[illegible]

[illegible]

واذیته لشامة الذین لا یستعملونه وقد جاء فی الحدیث کل موذ فی النار وقال المکناسی الرائحة المنتنة
حقہ نہ پینے والوں کی دماغ کو تکلیف دیتی ہی اور حدیث میں آیا ہی کہ ایذا دینے والا دوزخی ہی اور مکناسی کہتا ہی کہ بدبو تھنوں کو

تخرق الخیاشیم وتصل الی الدماغ وتؤذی الانسان ولذلک قال النبی علیه السلام من اکل من هذه الشجرة
پھاڑ کر دماغ میں گھس جاتی ہی اور آدمی کو ایذا دیتی ہی اور اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے اس درخت میں سے کھایا

فلا یقربن مسجدنا لانه یؤذینا بریحه والمراد من هذه الشجرة جنس ما له رائحة کریهة یتاذی بها الانسان
تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی کہ ہمکو اپنی بو سے ستاتا ہی اور مراد ہذہ الشجرہ سے جنس ہی جسمیں ایسی بدبو ہو کہ آدمی ایذا پاوین

بدلیل تعلیله علیه السلام والمعنی ان من اکل شیئا ما له رائحة کریهة یتاذی بها الانسان فلا یقربن مسجدنا
اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام نے بدبو کو علت ٹھرایا ہی اور مراد یہہ ہی کہ جسنے کچھ کھایا کہ اوسمیں ایسی بدبو ہو کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی

لانه یؤذینا برائحته الکریهة وقد ثبت فی صحیح مسلم انه علیه السلام کان اذا وجد من رجل فی المسجد ریح البصل او
اسلیے کہ ہمکو بدبو سے ستاتا ہی اور صحیح مسلم میں ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کو اگر مسجد کی اندر کسی شخص میں سے پیاز یا لہسن کی بو آتی

الثوم امر به فاخرج الی البقیع وهکذا قال الفقهاء کل من وجد فیه رائحة کریهة یتاذی بها الانسان یلزم اخراجه من
تو اوسکو بقیع کی طرف نکلوا دیتے اور ایسیہی فقہاء نے کہا ہی کہ جسمیں ایسی بدبو آتی ہو کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو اوسکا مسجد میں سے نکال دینا لازم ہی

المسجد ولو بجره من یده او رجله دون لحیته وشعر راسه فعلی هذا یلزم اخراج کثیر من الائمة والمؤذنین من المسجد
اگرچہ ہاتہہ یا نؤں سے کہینچکر داڑہی اور سر کی بال سے نہ کہینچی اس روایت کی موافق بہتیرے امام اور مؤذنوں کا مسجد

والجامع فی هذا الزمان لوجود الرائحة الکریهة فیهم بسبب مداومتهم علی استعمال الدخان الکریهة الرائحة بل انهم قد
اور جامع مسجد میں سے اس زمانہ میں نکال دینا لازم آتا ہی کیونکہ اونمیں بسبب مداومت بدبو حقہ نوشی کی بدبو موجود ہوتی ہی بلکہ یہہ لوگ

یستعملونه فی داخل المسجد والجامع فیکون الکراهة فی حقهم اشد واکثر وقد کتب بعض المالکیة فی الدیار الحجازیة
کبھی کبھی مسجد اور جامع کی اندر پیتی ہین سو اونکی حق میں کراہت سخت تر اور زیادہ تر ہی اور کسی مالکی مذہب نے حجازی دیار میں

جوابا عن سوال یتعلق بالدخان وهو ان استعمال الدخان حرام کاصله لان اصله الخشب والنار لکونه اجزاء
ایک سوال کا جواب لکہا ہی جو حقہ سے متعلق ہی اور وہ یہہ ہی کہ استعمال دخان کا حرام ہی جیسے اوسکی اصل کیونکہ اوسکی اصل لکڑی اور آگ ہی کیونکہ اوسکی اجزاء

من الخشب ممزوجة باجزاء من النار فهو من حیث اجزائه الناریة التی فیه یحرم استعماله لقوله تعالی ان الذین یاکلون
لکڑی کی اجزاء نار سے ملی ہوئی سو وہ باعتبار اجزاء نار کی جو اوسمین ملی ہین استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہین

اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا فدل النص علی حرمة النار فیحرم الدخان الحاصل منها وایضا انه تعالی
یتیموں کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتی ہین اپنی پیٹ میں آگ اس نص سے آگ کی حرمت معلوم ہوتی ہی سو دہوان بہی جو آگ سے پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور اللہ تعالی نے

جعله مما یعذب به حیث قال فی حق قوم یونس النبی علیه السلام لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا
اسکو عذاب کی اسباب میں بہی ٹھرایا ہی چنانچہ یونس نبی علیہ السلام کی قوم کی حق میں کہتا ہی جب یقین لائی کہولدیا ہمنی اونپر سے ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی

فان العذاب المکشوف عنهم کان دخانا وقال فی ایة اخری فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس هذا
بیشک جو عذاب کہ اون پر سے موقوف ہو گیا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت میں فرمایا ہی سو تو راہ دیکہہ جس دن کہ لاوی آسمان دہوان صریح گہیر لی لوگوں کو

عذاب الیم والمراد بالدخان المذکور فی هذه الایة حقیقة الدخان علی قول وعلی هذا [illegible]
یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سے اس آیت میں معنی حقیقی دخان کی ہین ایک قول پر اور اس قول پر [illegible]

فیکون الدخان عذابا الیما وما به التعذیب یحرم استعماله وان الفقهاء قد اتفقوا [illegible]
کہ دخان عذاب الیم ہی اور جس سے عذاب واقع ہوئی ہو اوسکا استعمال کرنا حرام ہی اور کیونکہ فقہاء متفق ہوئے ہین [illegible]

محسّر فانه على لفظ اسم الفاعل من التحسير اسم واد اهلك الله تعالى فيه اصحاب الفيل فاذا وجب الفرار من
محسّر اسم فاعل کی وزن پر تحسیر سی اوس وادی کا نام ہی جہان اللہ تعالی نی اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا جب محل عذاب سی بہاگنا واجب ہوا
محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولى واحرى ثم ان المستعملين له ترهم انه يخرج من انف فمهم وحلوقهم
تو عذاب کی چیز سی بہاگنا اولی اور لایق تر ہی پہر تو حقہ نوشون کو دیکہتا ہی کہ اونکی ناک مین سی اور حلق مین سی دہوان نکلتا ہی
وفيه تشبيه باهل النار وبالذين يهلكون في اخر الزمان من الاشرار كما جاء في الحديث انه يكون في اخر الزمان دخان
اور اسمین دوزخیون کی اور اونکی جو اخیر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی مشابہت ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان
يملأ الارض يقيم على الناس اربعين يوما اما المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام واما الكافر فيخرج من منخريه واذنيه
پیدا ہوویگا کہ زمین کو بہر دیگا اور لوگون پر چالیس روز تک قایم رہیگا مؤمن کو تو اتنا اثر ہوویگا جیسی زکام اور رہا کافر اوسکی نتہنون مین سی اور کانون
وعينيه حتى يصير راس احدهم كالراس الحنيذ اي المشوي فلا ينبغي للمؤمن ان يتشبه باهل العذاب وان يستعمل
مین سی اور آنکہون مین سی نکلیگا یہان تک کہ ایک ایک کا سر ایسا ہوویگا جیسی سر جلا بہلسا سو مؤمن کو لایق نہین ہی کہ اہل عذاب سی مشابہت پیدا کری اور یہہ لایق تہا
ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد كره جمع من العلماء التختم بالحديد والنحاس لما جاء في
ہی کہ عذاب کی چیز کو استعمال کری اور نہ جو چیز کہ اہل عذاب کی مناسب ہی اور تمام علما بالاتفاق لوہی اور تانبی کی انگہوٹی کو مکروہ کہتی ہین اسلیے کہ حدیث مین آیا
الحديث انهما حلية اهل النار وصح على ما ذكره البدالي في مختصر الاحياء انه عليه السلام كان يكره ان يطعم السخن
کہ یہہ دوزخیون کا زیور ہی اور موافق بیان بدالی کی مختصر الاحیاء مین ثابت ہوا ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ کہتی تہی
ويقول ان الله تعالى لم يطعمنا نارا فهذا الدخان اولى بالكراهة لانه مختلط باجزاء نارية كما مر فلو لم يكن في
اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی نہین بتائی اب یہہ دہوان اولی تر مکروہ ہی کیونکہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی جیسی گذر چکا اور اگر اسکی
استعماله الا تسويد الثياب والابدان وكراهة الريح والانتان لكفى زاجرا للعاقل عن استعماله بل لو لم يكن في استعماله
استعمال مین بجز سیاہی کپڑون اور بدن کی اور سوای بدبو اور سڑاہند کی کچہہ ہوتا تو بہی عاقل کی واسطی اسکی استعمال کا برا زاجر تہا بلکہ اگر اسکی استعمال مین
الا احياء سنة الكفار الذين اخرجوه واظهروه في بلاد الاسلام توصلا الى اضرار اهل الايمان لكفى باعثا للعاقل
کچہہ نہوتا سوا رونق طریقہ کفار کی جو اوسکو نکال لائی ہین اور واسطی ضرر دینی اہل اسلام کی بلاد اسلام مین رواج دیا ہی تو بہی عاقل کی لیے
على اجتنابه ومانعا عن ارتكابه لكن اكثر اهل الزمان طبايعهم جامدة صعبة الانقياد مائلة دائما الى ما لا يعنيهم
اسکی اجتناب کرنیکو کافی باعث اور اسکی اختیار کرنیکا برا مانع تہا لیکن اس زمانہ مین اکثر طبیعتین کند ہین اور بڑی نافرمان ہمیشہ بیہودگی کیطرف متوجہ
ان نصحوا لم يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم يفهموا وان فهموا لم يعملوا وهم من الذين ان يروا سبيل الرشد
اگر اونکو نصیحت کیجیی کبہی نمانین اور اگر سکہاؤ کبہی نہ سیکہین اور اگر سمجہاؤ تو کبہی نہ سمجہین اور اگر سمجہین تو کبہی عمل نہ کرین یہہ اون لوگون مین ہین اگر دیکہین
لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي يتخذوه سبيلا

سنوار کی راہ وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ الٹی اوسکو ٹہرا دین راہ

المجلس الثامن والتسعون في بيان الوصية في حق النساء حال المعاشرة لهن

اٹہانوین مجلس مین بیان وصیت کا عورتون کی حق مین اونکی ساتہہ گذران کرتی ہوی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في خطبة حجة الوداع اتقوا الله
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حجۃ الوداع کی خطبہ مین فرمایا اللہ سی ڈرو
في النساء فانكم اخذتموهن بامان الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله ولكم عليهن ان لا يوطئن فرشكم احدا
عورتون کی حق مین تمنی انکو اللہ کی امن مین لیا ہی اور انکی فروج کو کلمۃ اللہ سی حلال کرلیا ہی اور تمہارا حق ہی اونپر یہہ ہی کہ تمہاری بستر پر قدم نہ رکہنی دین جسکا
تكرهونه فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غير مبرح ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف وهذا الحديث من
تم بیزار ہو اور اگر وہ ایسا کرین تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا حق تمہاری اوپر کہانا اور پہننا موافق دستور کی یہہ حدیث

صحاح المصابیح رواه جابر فکانه علیه السلام قال اتقوا الله فی امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل بل عاشروهن
مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی پس گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا ڈرو اللہ سی عورتوں کی باب میں سو تم اونکو ناحق نہ ستاؤ بلکہ اونکی ساتہہ
بالمعروف کما قال الله تعالی وعاشروهن بالمعروف فانکم اخذتموهن بعهد الله الذی عهد الیکم فیهن من الرفق بهن والشفقة
گذران کرو جیسی اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو عورتوں کی ساتہہ معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو اونکی حق میں تمہاری ساتہہ عہد ہوا ہی یعنی اونکی ساتہہ
علیهن واستحللتم فروجهن بامر الله تعالی وحکمه فان نقضتم عهده الذی عهد الیکم وخنتم فی امانته ینتقم
نرمی اور اونپر شفقت برتو اور تمنی اونکی فروج امر الہی اور اوسکی حکم سی حلال کرلین ہین اگر تمنی اوسکا عہد توڑ ڈالا جو تمہاری ساتہہ ہو چکا ہی اور تمنی اوسکی امانت میں
منکم لهن وذلک لانهن اماء الله تعالی فاذا تزوجتموهن بامر الله تعالی وحکمه یکن عندکم امانة وودیعة من
خیانت کی تو اونکی لی تمسی انتقام لیگا اور یہہ اسلئی کہ عورتین اللہ تعالی کی لونڈیاں ہیں جب تمنی اونکو اللہ کی امر اور حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ تمہاری پاس امانت ہیں اور
الله تعالی فاذا اذیتموهن بالباطل ولم تعاشروهن بالمعروف فکانکم نقضتم عهده تعالی وخنتم فی امانته فینتقم منکم
اللہ کی طرف سی سپرد ہیں پہر اگر تمنی اونکو ناحق ستایا اور دستور کی موافق گذران نکی تو گویا تمنی اللہ تعالی کا عہد توڑ ڈالا اور اوسکی امانت میں خیانت کی سو اونکی لی تمسی انتقام
لهن ولکم علیهن من الحقوق ان لا یاذن احدا ان یدخل بیوتکم بغیر اذنکم فان فعلن ذلک فاضربوهن ضربا غیر مبرح
لیویگا اور تمہارا حق اونکی اوپر یہہ ہی کہ کسیکو یہہ اجازت ندین کہ تمہاری گہروں میں تمہاری بی کہی آسکی اور اگر وہ آنی دین تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی
بحیث یولمهن ولا یکسر عظمهن ولا یدمی جسمهن ولهن علیکم من الحق رزقهن وکسوتهن بالمعروف فعلم من هذا
اسطور کہ دکہہ پہنچی اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا بدن لہو لہان نہو جاوی اور تمپر اونکا حق کہانا اور پہنا دستور کی موافق اسی معلوم ہوا
ان بین الزوجین حقوقا یجب مراعاتها اما ما کان علی الرجل من حقوق النساء فالانفاق علیهن بالمعروف اذ قد قال الفقهاء
کہ زوج زوجہ میں ایسی حقوق ہیں کہ اونکی رعایت واجب ہی اور عورتوں کی حق جو مرد پر ہین تو انکا خرچ ہی دستور کی موافق اسلئی کہ فقہا کا قول ہی
یجب علی الرجل نفقة زوجته سواء دخل بها او لم یدخل بها وسواء کانت مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة لان غناءها
کہ مرد پر نفقہ بی بی کا واجب ہی برابر ہی کہ اوس سی صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ بی بی مسلمہ ہو یا ذمیہ یا کنگال ہو یا دولتمند اسلئی کہ اوسکی دولتمندی اوسکا حق نفقہ کا
لا یبطل حقها فی النفقة علی زوجها سواء کانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لا یجب علیه نفقتها
جو خاوند پر ہی باطل نہیں کردیتی برابر ہی کہ کبیرہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو گی تو اوسکا نفقہ واجب نہیں ہی
والنفقة الواجبة علی ما روی هشام عن محمد الطعام والکسوة والسکنی اما الطعام فالدقیق والماء والملح والدهن فان
اور نفقہ واجب موافق روایت ہشام کی امام محمد سی کہانا ہی اور کپڑا اور مکان رہنی کا کہانا تو آٹا اور پانی اور ایندہن اور نمک اور روغن پہر اگر
قالت المرأة لا اطبخ ولا اخبز قال قاضیخان فی فتاواه لا تجبر علی الطبخ والخبز وعلی الرجل ان یاتیها بالطعام المهیء او یاتیها
عورت کہی میں سالن نہیں پکاتی اور نہ روٹی پکاؤں قاضی خان نی اپنی فتاوی میں کہا ہی کہ روٹی اور سالن پکانی پر زبردستی نہیں چلتی مرد پر لازم ہی کہ اوسکو تیار کہانا
بمن یکفیها عمل الطبخ والخبز هذا فی القضاء واما فی الدیانة فیجب علیها ان تفعل کل خدمة فی داخل الدار من الطبخ والخبز
لادی یا ایسا آدمی کہ سالن روٹی پکا دیا کری یہہ حکم تو قضا کا ہی اور دیانت میں عورت پہ واجب ہی کہ جو کار بار گہر کی اندر کا ہو دی جیسی سالن روٹی پکانا
وغسل الثیاب وغیرها حتی لو لم تفعل شیئا منها تکون اثمة وان لم یجبر علیها وان کان لها خادم یجب علی زوجها نفقة
کپڑی دہونی اور سوا اسکی تمام کیا کری یہان تک کہ اگر کچہہ بہی نکریگی تو گنہگار ہو گی اگرچہ اوسپر زور نہیں ہی اور اگر عورت کا کوئی خادم ہووی تو خاوند پر اوسکی
خادمها ان کان الخادم یطبخ ویخبز وان کان لا یطبخ ولا یخبز لا یجب علیه نفقته لان نفقته فی مقابلة خدمته فاذا
خادم کا بہی خرچ واجب ہی جبکہ وہ خادم سالن روٹی پکایا کری اور اگر وہ سالن پکاوی نہ روٹی تو اوسکا خرچ واجب نہیں ہی اسلئی کہ خادم کا خرچ خدمت کی بدلہ تہا
لم یطبخ ولم یخبز لا یجب علیه نفقته بخلاف المرأة فان نفقتها لیست فی مقابلة الخدمة بل فی مقابلة الاحتباس
اور اگر وہ سالن روٹی نہیں پکاتا تو اوسکا خرچ بہی واجب نہیں ہی برخلاف بی بی کی کیونکہ اسکا خرچ خدمت کی بدلہ میں نہیں ہی بلکہ اپنی گہر روک رکہنی کی بدلہ ہی

فقد حبست نفسها لحق زوجها فكانت نفقتها على زوجها وينبغي له ان يوسع عليها في النفقة اذا وسع الله عليه
سوءہ اپنی آپکو خاوند کی حوالہ کر چکی اب اوسکا خرچ خاوند پر لازم ہووئیگا اور خاوند کو چاہی کہ خرچ مین بی بی پر فراخی کردی جب خدا اوسکو زیادہ عنایت
ويعتدل فيها من غير تقتير ولا اسراف كما قال الله تعالى كلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما يجب عليه ان يطعمها
کری اور اوسمین اعتدال رکہی بدون کمی زیادتی کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہاؤ اور پیو اور مت اڑاؤ اور خاوند پر بڑا ضروری لازم ہی کہ اوسکو حلال
من الحلال ولا يدخل لاجلها مداخل السوء فان ذلك خيانة عليها لا رعاية لحقها وينبغي له ان يامرها بالتصدق
کہانا دیا کری اور اوسکی خاطر برا طریقہ چوری وغیرہ کا نہ اختیار کری کیونکہ یہہ بی بی کی حق تلفی ہی حق کی رعایت نہین ہی اور خاوند کو چاہی کہ اوسکو بہ اجازت
ببقايا الطعام وما يفسد لو ترك واما الكسوة فقدرها محمد بدرعين وخمارين وملحفة في كل سنة واراد بالدرعين
دی کہ بچا کہانا اور جو چیز رہنی سی بگڑ جاوی خیرات کر دیا کری اور کپڑی کا اندازہ امام محمد نی یہہ کیا ہی دو درع اور دو اوڑہنی اور ایک لحاف ہر سال مین اور درعین
والخمارين صيفيا وشتويا فالصيفي ما يكون رقيقا يصلح لزمان الحر والشتوي ما يكون ثخينا يصلح
اور خمارین سی مراد گرمی جاڑی کی ہین سو گرمی کی دنون کا باریک ہو جو گرمی کی لایق ہی اور جاڑیکا گاہڑہ جو سردی کو دفع کری
لدفع البرد ولم يذكر الخف والكعب لان ذلك انما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج تهيئة اسباب الخروج
اور موزی اور جوتی کا ذکر نہین کیا کیونکہ انکی حاجت باہر نکلنی کی لئی ہوتی ہی اور خاوند کا ذمہ باہر پہرنیکی سامان کا نہین ہی
ولم يذكر السراويل ايضا ولا بد منه في الشتاء حتى قال قاضيخان في فتاواه هذا في عرفهم واما في ديارنا فيجب السراويل
اور پائجامہ کا بہی ذکر نہین کیا اور جاڑون مین اسکی ضرورت ہوتی ہی یہان تک کہ قاضیخان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی یہہ لباس انکی چلن کا ہی اور ہمارا ملک سو پائجا
وثياب اخر كالجبة والفراش الذي ينام عليه واللحاف وما يدفع الحر والبرد ويجب لخادمها قميص وازار وكساء وخف لانها
اور اور کپڑی جیسی کرتہ اور بستر جسپر سوتی ہین اور لحاف اور جو چیز گرمی اور جاڑی کو دفع کری واجب ہی اور عورت کی خادم کی لئی قمیص اور ازار اور چادر اور موزہ
تحتاج الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة الى الابوين ونحو ذلك ولا يجب لها الخمار لان شعرها ليس بعورة واما السكنى فحقها
واجب ہی کیونکہ خادم کو کاروبار کی لئی باہر جانا ضرور ہی کہ بی بی اپنی ماباپ کی پاس اور کسی کام کو بہیجی اور خادمہ کی لئی اوڑہنی کی حاجت نہین اسلئی کہ اوسکی بال عورت نہین ہین اور
في الدار بيت على حدة تامن على متاعها ولا تستحي عن غيرها في معاشرة زوجها فان كان للزوج احماء من والدة او اخت
مکان سکونت مین اوسکا حق احاطہ کی اندر علیحدہ کوٹہری چاہی جسمین اوسکا اسباب محفوظ رہی اور خاوند کی ساتہ معاملہ مین غیر سی پردہ رہی اور اگر خاوند کا کوئی بہائی یا بہن
وولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على حدة كان لها ذلك لانها لا تامن على متاعها وتستحي عن المعاشرة مع زوجها
یا بہن اور دوسری بی بی سی اولاد اب بی بی کہی کہ مجہکو گہر علیحدہ تجویز کر دی تو بی بی کا یہہ حق ہی اسلئی کہ اسباب کی گم ہونیکا خوف ہی اور خاوند کی ساتہ معاشرت مین شرم
ان كان البيت في الدار واحدا وان كان متعددا فاعطاها بيتا يغلق ويفتح لم تكن لها ان تطلب بيتا اخر ان لم يكن
آویگی اگر احاطہ کی اندر ایک ہی کوٹہا ہووی اور اگر کئی کوٹہی ہون اور خاوند نی ایک کوٹہا اوسکو دیدیا کہ جب چاہی بند کری اور جب چاہی کہولی تو اب اوسکا یہہ حق نہین کہ اور
في الدار من احماء الزوج من يؤذيها الا ان يكون الزوج يضربها ويؤذيها فشكت الى القاضي وسئلت ان يسكنها بين قوم
کوٹہا طلب کری اگر احاطہ کی اندر جیٹہہ دیور یعنی خاوند کی بہائی بند ستانی والی نہون مگر اوس صورت مین کہ خاوند اوسکو مارتا ہو اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی سامنی نالش کری اور کہی
صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان لم
کہ مجہکو ایسی صلحاء قوم مین مکان دلوی کہ اسکی بہلی بری کو دیکہتی ہین سو قاضی کو اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو گہرک دیوی اور تعدی سی منع کر دی اور اگر
يعلم ان الامر كما قالت ينظر في جيران الدار ان كانوا قوما صالحين يسئلهم هل الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت
یقین نہو کہ عورت سچی ہی تو اب اوس گہر کی ہمسایون کو دیکہی اگر وہ صلحاء ہون تو اونسی دریافت کری کہ آیا یہہ عورت سچی ہی اگر وہ گواہی دین کہ عورت سچی ہی
يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان قالوا ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا قوما صالحين
تو اوسکو گہرک دی اور تعدی سی منع کر دی اور اگر وہ کہین کہ عورت غلط کہتی ہی تو اسکو اوسی گہر مین رہنی دی اور اگر ہمسایہ صلحاء نہون

او کانوا یمیلون الیه یا مرۃ ان یسکنہا بین قوم صلحین کی یعرفوا احوالہ فی حقہا و یخبروا عن ذلک عند الحاکم اذ لا

یا خاوند کی طرف دار ہوں تو خاوند کو یہہ حکم دی کہ بی بی کو اہل صلحا قوم میں گھر تجویز کر دی تاکہ خاوند کا معاملہ بی بی کی حق میں دیکہتی رہیں اور حاکم کو خبر کرو اگر کچہ

یجوز للرجل ان یتعدی فی حق النساء بل یلزمہ حسن الخلق معہن واحتمال الاذی منہن وعدم الالتفات الی

اسواسطی کہ مرد کو جایز نہیں ہی کہ عورتوں کی حق میں تعدی کری بلکہ مرد کو عورتوں کی ساتہہ خوش خلقی برتنی چاہئی اور اونکی ایذا کی برداشت کری اور اونکی بعضی عیبوں پر

بعض معایبہن مالم یکن اثما ترحما علیہن لقصور عقولہن بل ینبغی لہ ان یزید علی احتمال الاذی الملاعبة فیما

جبتک عیب گناہ کی نہوں اونپر رحمت کی لیی توجہ نکری کہ عورتیں بی وقوف ہوتی ہیں بلکہ مرد کو چاہی کہ ایذا کی برداشت پر ملاعبة بڑہا دی پہر ایسی ملاعبت کیا کری

بما لا اثم فیہ فان ملاعبة الرجل مع نسائہ لیست من اللہو الباطل الذی نہی عنہ فی الدین بل ہی اللہو الجائز رخص

جسمیں گناہ نہو بیشک مرد کی ملاعبت بی بی کی ساتہہ لہو باطل کی قسم نہیں ہی جو دین کی اندر ممنوع ہی بلکہ یہہ لہو جایز ہی دین میں اسکی اجازت ہی

فیہ فی الدین فانہ علیہ السلام کان یمزح مع نسائہ وینزل الی درجات عقولہن حتی روی انہ علیہ السلام کان

کیونکہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج کی ساتہہ ہنسا کرتی تہی اور اونہوں کی وضع پہ کلام کرتی تہی یہان تک روایت ہی کہ نبی علیہ السلام عائشہ کی

یسابق مع عائشة فی العدو وجاء فی الخبر انہ علیہ السلام کان من افکہ الناس مع نسائہ ای من اطیبہم وارحمہم معہن

ساتہہ شرط کر کر دوڑتی اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام سب سی زیادہ ازواج کی ساتہہ ظرافت اور چہل کرتی یعنی بہت خوش مزاج اور نہایت رحم دل رہتی

وروی انہ علیہ السلام قال اکمل المؤمنین ایمانا احسنہم خلقا والطفہم باہلہ وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام

اور یہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ ایمان میں بڑا کامل مؤمن وہ ہی جو اپنی اہل سی خوش خلق اور لطف پر ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال خیرکم خیرکم لاہلہ لکن ینبغی لہ ان لا ینبسط معہن فی حسن الخلق والملاعبة الی حد یفسد خلقہن ویسقط

فرمایا تم میں اچہا وہ ہی جو اپنی اہل سی اچہا ہو لیکن مرد کو یون چاہئی کہ خوش خلقی میں اتنا انبساط اور ملاعبت ہی نکری کہ عورتوں کی عادت بگڑ جاوی اور اونپر کی

بالکلیة ہیبتہ عندہن بل یراعی الاعتدال فی ذلک فلا یدع الہیبة والانقباض مہما رای منکرا ولا یفتح باب المساعدة

ہیبت سراسر جاتی رہی بلکہ اس باب میں اعتدال کا لحاظ رکہی سو ہیبت اور دہمکی کو اوٹہا ندی جب بری بات دیکہی اور بری باتوں میں امداد کا دروازہ

فی المنکرات البتة بل مہما رای منہن ما یخالف الشرع یتمرد وینقبض لان اللہ تعالی جعلہ قواما علیہن حیث قال

ہرگز نہ کہولدی بلکہ اونسی جب کچہہ شرع کی خلاف دیکہی تو منع کر دی اور غصہ کری اسلئی کہ مرد کو اللہ تعالی نی عورتوں پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی

الرجال قوامون علی النساء فیلزمہ ان یقوم علیہن بالامر والنہی ولا یتغافل عن مبادی الامور التی یخشی غوائلہا

مرد حاکم ہیں عورتوں پر سو مرد کو لازم ہی کہ بی بیوں پر امر اور نہی کرتا رہی اور ایسی کاموں میں غفلت نکری جنکی انجام کا خوف ہو دی

بل ینبغی لہ ان یکون صاحب غیرة لکن لا یبالغ فی التعنت واساءة الظن وتجسس البواطن اذ روی انہ علیہ السلام نہی

بلکہ یون چاہئی کہ صاحب غیرت رہی لیکن کمال درجہ کی عیب جو ہی اور بدگمانی اور باطن کی تلاش نکری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

ان یتبع عورات النساء وفی لفظ اخر ان یتعنت النساء فان غیرة الرجل علی اہلہ من غیر ریبة یبغضہا اللہ تعالی

عورتوں کی عیب ڈہونڈہنی سی منع کیا ہی اور دوسری عبارت میں کہ عورتوں کی عیب کی تلاش سی منع کیا کیونکہ مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی اللہ تعالی کو

کما جاء فی الحدیث انہ علیہ السلام قال غیرة یبغضہا اللہ تعالی وہی غیرة الرجل علی اہلہ من غیر ریبة لان ذلک من

ناپسند ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک ایسی غیرت ہی کہ اللہ تعالی کو ناپسند ہی یعنی مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی کیونکہ یہہ

سوء الظن الذی وقع النہی عنہ فان بعض الظن اثم واما الغیرة فی محلہا فلا بد منہا وہی محمودة لما روی انہ علیہ السلام

بدظنی ہی جسکی ممانعت آئی ہی اسلئی کہ بعضی گمان گناہ ہیں اور رہی وہ غیرت جو ٹہیک سر ہو وہ تو ضرور چاہئی اور محمود ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ

قال ان اللہ یغار وان المؤمن یغار وغیرة اللہ ان یاتی المؤمن ما حرم اللہ علیہ وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال

السلام نی فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہی اور بیشک مؤمن غیرت کرتا ہی اور اللہ کی غیرت یہہ ہی کہ مؤمن وہ عمل کری جو اللہ نی اوسپر حرام کیا تہا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام

الی الغیور وما امرء لا یغار الا منکوس القلب والطریق المغنی عن الغیرة ان لا یدخل علیهن رجل ولا یخرجن الی
تم نہایت غیرت والا ہوں اور نہیں ہی کوئی جو غیرت نکری مگر اوندھی دل والا اور ساہ جیسی بیتی آتی ہی تبحیہ ہی کہ ادنکی پاس کوئی مرد نہ آوی اور وہ رستوں پر نہ پہرین

الطرقات لان خروجهن یعد من عدم الغیرة فیلزم للرجل ان یمنع زوجته عن الخروج من البیت ولا یاذن لها
کیونکہ اونکا نکلنا بی غیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ اپنی بی بی کو گہر میں سی نکلنی ندی اور سوای کئی خاص جگہہ کی نکلنی کی اجازت ندی

بالخروج الا فی مواضع مخصوصة وهی ما قال صاحب الخلاصة نقلا عن مجموع النوازل یجوز للزوج ان یاذن لها
وہ جگہہ جو خلاصہ والا مجموع النوازل سی نقل کرتا ہی اور خاوند کو جایز ہی کہ اپنی بی بی کو

بالخروج الی سبعة مواضع زیارة الابوین وعیادتهما وتعزیتهما او احدهما وزیارة المحارم وبعد بیان هذه
سات جگہہ جانی کی اجازت دیوی ماں باپ کی ملاقات اور دونوں کی بیمار پرسی اور دونوں کی یا ایک کی تعزیت اور محرموں کی ملاقات اور یہہ سات جگہ بیان

السبعة قال فان کانت قابلة او غسالة او کانت لها حق علی اخر او لاخر علیها حق تخرج بالاذن وبغیر الاذن
کرکر کہتا ہی پہر وہ عورت اگر دائی یا مردہ شو ہوگی یا اوسکا کسی پر حق آتا ہو یا اور کسیکا حق اسپر آتا ہو تو جایا کری اجازت سی اور بی اجازت

وفیما عدا ذلك من زیارة الاجانب وعیادتهم والولیمة لا یاذن لها ولو اذن وخرجت کانا عاصیین والاذن
اور انکی سوای غیروں کی ملاقات کی بابت یا غیر کی عیادت کو یا ولیمہ میں جانی کی اجازت ندی اور اگر اسنی اجازت دی اور وہ گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت

قد یکون بالسکوت وهو کالقول لان النهی عن المنکر فرض وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس
کبہی چپ رہنی سی بہی ہوتی ہی اور سکوت مانند بولنی کی ہوتا ہی اسلئی کہ ممانعت بری بات کی فرض ہی اور اگر عورت علم کی مجلس میں بغیر خوشی خاوند کی جانا چاہی

لها ذلك الا ان تقع لها نازلة وامتنع الزوج من السؤال لها فحینئذ یسعها الخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم
تو یہہ اختیار نہیں ہی ہاں اگر عورت پر کوئی واقعہ گذری اور خاوند اوسکو نہ پوچہہ دیوی تو اب مضائقہ نہیں ہی کہ بی مرضی خاوند کی چلی جاوی اسلئی کہ علم کی تلاش

فیما یحتاج الیه فرض علی کل مسلم ومسلمة فیقدم علی حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرها بذلك لا یسعها
حاجت کی وقت ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہی سو یہہ تلاش خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند نی کسی عالم سی پوچہہ کر بتادیا تو اب نکلنی کا اختیار نہیں ہی

الخروج وان لم یقع لها نازلة لکن ارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان
اور اگر عورت کو کوئی واقعہ تو پیش نہیں آیا پر مجلس علم میں اسلئی جایا چاہتی ہا کہ کچہہ مسئلہ وضوء اور نماز کی سیکہہ لی اگر

کان الزوج یحفظ المسائل ویذکرها عندها فله ان یمنعها وان کان لا یحفظ فالاولی ان یاذن لها احیانا
اوسکا خاوند مسائل یاد رکہتا ہی اور اوسکو بتا دیتا ہی تو خاوند کو اختیار ہی کہ نجانی دی اور اگر اوسکو مسائل نہیں آتی تو بہتر ہی کہ کبہی کبہی جانی دیا کری

وان لم یاذن لا شئ علیه ولا یسعها الخروج ما لم یقع علیها نازلة وان خرجت من بیت زوجها بغیر اذنه یلعنها
اور اگر نہ جانی دیوی تو اوسکو کچہہ گناہ نہیں ہی اور نہ اوسکو جانیکا اختیار ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر وہ خاوند کی گہر میں سی اوسکی بی اجازت چلی جاوی

کل ملك فی السماء وکل شئ تمر علیه الا الانس والجن فخروجها من بیته بغیر اذنه حرام علیها قال ابن الهمام حیث
تو آسمان وزمین کی فرشتی اور ہر شی جسپر یہہ گذرتی ہی وہ لعنت کرتی ہیں سوائی انسان اور جن سو عورت کا نکلنا خاوند کی گہر میں سی بی اجازت حرام ہی ابن ہمام کہتی ہی

ابیح لها الخروج فانما یباح بشرط عدم الزینة وتغییر الهیئة الی ما لا یکون داعیا الی نظر الرجال واستمالتهم قال الله تعالی
اور عورت کو جہاں جانا مباح ہی تو بشرط نہونی زیب زینت کی ہی اور بدون ایسی صورت کی جس سی مردوں کو اودہر دیکہنی کی رغبت اور چاہ ہو اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا

ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولی والتبرج علی ما ذکره فی الصحاح اظهار المرأة زینتها ومحاسنها للرجال فالمرأة کلها
اور دکہاتی نہ پہرو جیسی دکہانا دستور تہا پہلی وقت نادانی کی اور تبرج موافق بیان صحاح کی عورت کا ظاہر کرنا اپنی زینت اور خوبی کو سامنی مردوں کی سو عورت جب

کانت مخفیة من الرجال کان دینها اسلم لما روی انه علیه السلام قال لابنته فاطمة ای شئ خیر للمرأة قالت ان
مردوں سی پوشیدہ ہی تو اوسکا دین سلامت ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچہا عورت کی لئی کیا بات بہتر ہی عرض کیا

لا ترى رجلا ولا يراها رجل فاستحسن قولها وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب

نہ وہ کسی مرد کو دیکھی اور نہ کوئی مرد اوسکو دیکھی اور آپنی اونکا قول پسند کر کر سینہ سی لگا لیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی اور اصحاب

النبي صلى الله عليه وسلم يسدون الثقب والكوى في الحيطان لئلا تطلع النساء على الرجال ورأى معاذ امرأته

نبی علیہ السلام کی دیواروں کی سوراخ اور جہروکی بند کردیا کرتی تہی تاکہ عورتیں مردوں کی سامہنی نہ آوین اور معاذ نی اپنی بی بی کو دیکہا

تطلع في كوة فضربها فينبغي للرجل ان يفعل كذلك ويمنع امرأته عن مثل ذلك ثم ان كان في قلبها بدعة يزيلها

کہ سوراخ سی جہانکتی تہی سو اوسکو مارا اب مرد کو چاہی کہ ایسا ہی کیا کری اور اپنی بی بی کو ایسی حرکات سی منع کری پہر اگر عورت کی دل مین کوئی بدعت ہو دور دفع

ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحيض والنفاس ما تحتاج اليه وان تساهلت

کردی اور اوسکو عقیدہ اہل سنت اور جماعت کا بتادی اور احکام نماز کی اور حیض اور نفاس کی جتنی حاجت ہو سکہادیوی اور اگر عورت دین کی

في امر الدين او كانت تاركة للصلوة يؤدبها لكن يتدرج في تاديبها فيقدم اولا الوعظ والتخويف بالله تعالى

باب مین سستی کری یا بی نماز ہو دی تو اوسکو ادب دیوی لیکن آہستہ آہستہ ادب دیوی پہلی سمجہادی اور خدا سی ڈراوی

فان لم ينجع يولي اليها ظهره في المضجع او ينفرد عنها بالفراش ويهجرها الى ثلث ليال فان لم ينجع يضربها ضربا

اگر وہ نمانی تو سوتی ہوئی اوسکی طرف سی منہہ پہیر کر پیٹہ کردی یا اوسی جدا سوئی اور تین رات تک چہوڑی رکہی پہر بہی نہ مانی تو اوسکو اتنا مار ی

غير مبرح ولا يضرب وجهها لورود النهي عنه فان لم ينجع يطلقها كما قال قاضيخان في فتاويه رجل له امرأة

کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور مونہہ پر نہ ماری اسکی ممانعت آئی ہی پہر بہی نہ مانی تو طلاق دیدیوی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی ایک مرد ہی کہ اوسکی بی بی

لا تصلي يطلقها وان لم يكن له مال يوفي مهرها وقال البزازي لان يلقى الله تعالى ومهرها في عنقه اولى من

بی نمازی ہی طلاق دیدی اگرچہ اتنا مال نہووی کہ اوسکا مہر پورا کردی اور بزازی کہتا ہی اگر مہر گردن پر لیکر اللہ سی ملی تو اس سی بہتر ہی کہ بی نماز عورت سی وطی کری

ان يطئ امرأة لا تصلي وقد مدح الله تعالى اسمعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يأمر اهله بالصلوة والزكوة

اور بیشک اللہ تعالی نی اسماعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی اور حکم کرتا تہا اپنی گہر والوں کو نماز اور زکوۃ کا

وقالوا حمل اهل بيته على الصلوة سبب لافتتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان يضرب المرأة على

اور کہتی ہین اپنی اہل بیت کو نماز پر قایم کرنا سبب کشادگی دروازۂ رزق کا ہی اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ بی بی کو چار عادتوں پر

اربع خصال وما هو في معنى الاربع احدها خروجها عن منزله بغير اذنه بعد ايفاء مهرها والثانية ترك الزينة

مارے یا کوئی اور بات ان چار کی مانند ہو ایک تو خاوند کی گہر سی بی اجازت باہر جانا بعد مہر لینی کی دوسری سنگار نہ کرنا

اذا اراد الزوج الزينة والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة

اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی تیسری کہا نہ ماننا جسوقت خاوند جماع کا ارادہ کری اور وہ عورت پاک ہو چوتہی نماز نہ پڑہنی اور قایم مقام

ترك الصلوة ترك الغسل عن الجنابة والحيض ثم انه ان اراد ان يتزوج باخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك

ترک نماز کی ہی جنابت یا حیض سی غسل نہ کرنا پہر مرد اگر اور عورت سی نکاح کیا چاہی اور جانی کہ مین دونو مین عدالت کرونگا تو یہہ امر جایز ہی

لكن ان لم يفعل فهو ماجور لتركه ادخال الغم عليها لا سيما اذا كانت امرأة صالحة فان صحبتها وعفتها نعمة عظيمة

لیکن اگر نکری تو ثواب پاویگا کیونکہ اپنی بی بی کو غم نہین دیا خاص ایسی صورت مین کہ وہ بی بی صالحہ ہو بیشک اسکی صحبت اور عفت بڑی نعمت ہی

لا يكافيها شكر وان خاف انه لا يعدل بينهما لا يجوز له ان يفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك حلالا حيث

اسکا شکر ادا نہین ہوسکتا اور اگر یہہ خوف ہووی کہ دونو مین عدالت نہوسکیگی تو دوسرا نکاح جایز نہین ہی کیونکہ اللہ تعالی نی اگرچہ حلال تو کردیا ہی چنانچہ

قال فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث ورباع الا انه تعالى عقيب ذلك قال فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة

فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین چار چار لیکن اسکی بعد فرماتا ہی پہر اگر ڈرو کہ برابر نرکہوگی تو ایک ہی بس ہی

فان من كانت له امرأتان او اكثر يجب عليه ان يقسم ويعدل بينهن سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند

بیشک جسکی نکاح میں دو عورتیں یا زیادہ ہوں تو اوسپر واجب ہی کہ اونمیں وقت کی تقسیم اور عدالت کری برابر ہی کہ اچھی بھلی ہوں یا بیمار سو ہر ایک کی پاس

كل واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام ولياليها ولا يقيم عند احديهن اكثر من ذلك الا باذنهن والثيب

ایک دن رات یا تین دن رات رہا کری اور کسی کی پاس اس سی زیادہ نہ رہا کری مگر اون کی اجازت سی اور اس تقسیم وقت میں

والبكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة والكتابية والصحيحة والمريضة سواء في القسم وكذا

رانڈ اور کنواری اور قریب بجوانی اور جوان اور ہوشیار اور باؤلی اور مسلمہ اور کتابیہ اور اچھی بھلی اور بیمار سب برابر ہیں اور ایسی ہی

الجديدة والعتيقة سواء في القسم عندنا سواء كانت الجديدة بكرا او ثيبا فانه ان اقام عند الجديدة ثلثة ايام

نئی پرانی۔ قسم میں ہمارے نزدیک برابر ہیں برابر ہی کہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ اگر چاہے کہ نئی کی پاس تین دن

او سبعة ايام يقيم عند العتيقة كذلك ولا يميل الى بعضهن لما روي انه عليه السلام قال من كانت له امرأتان

یا سات دن رہی تو پرانی کی پاس بھی دیتا رہی اور کسی ایک کی طرف زیادہ میلان نہ رکھی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی نکاح میں دو جوروئیں

فمال الى احدهما دون الاخرى وفي رواية ولم يعدل بينهما جاء يوم القيمة واحد شقيه ساقط يعني ان احد جنبيه

ہوویں پھر ایک طرف پیار کبھی سوا دوسری کی اور ایک روایت میں ہی اور دونوں میں برابری نہ کری تو قیامت کی دن آویگا اور اوسکی ایک کروٹ گری ہوئی ہوگی اور یہ ہی کہ ایک

يكون مجروحا ساقطا بحيث يراه اهل العرصات ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الافتضاح اشد العذاب

کروٹ زخمی ہوگی گری ہوئی ایسا کہ اوس میدان والی سب دیکھیں گی تاکہ یہ اور زیادہ عذاب ہووے کیونکہ بیعزتی کا بڑا عذاب ہوتا ہی

لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب في العطاء والمبيت دون الحب والوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار

لیکن جاننا چاہئی کہ تقسیم اور برابری خرچ دینی میں اور سونی میں واجب ہی محبت میں اور صحبت میں واجب نہیں ہی اسلئی کہ محبت اختیاری نہیں ہوتی

والوقاع يبتني على النشاط فلا يقدر على التسوية فيهما لما روي انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه فيعدل ثم

اور صحبت کرنا نشاط پر موقوف ہی سو ان دونوں میں برابری اختیار میں نہیں ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج میں عدالت سی تقسیم کرتی تھی

يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك ولا املك يعني زيادة المحبة لعائشة اذ كانت احب نسائه

پھر فرماتی الٰہی یہ میری تقسیم ہی جسمیں میں مختار ہوں سو مجھکو ملامت نکرنا جسکا تو مالک ہی اور میں نہیں۔ [illegible]

اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام كان يقسم بينهن ويعدل في العطاء والبيتوتة حتى

سی زیادہ محبوب تھیں اور تمام ازواج اس حال سی آگاہ تھیں لیکن نبی علیہ السلام سب کو دیتی تھی اور سونی میں برابر برابر رکھتی تھی یہاں تک

في مرضه الذي توفي فيه اذ روي انه عليه السلام كان يطاف به محمولا في مرضه في كل يوم وليلة فيبيت عند كل

کہ اوس مرض میں بھی جسمیں وفات پائی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض [illegible] ہر روز و شب [illegible] پھرتی تھی پھر [illegible] ہر ایک کی پاس شب باش ہوتی

واحدة منهن وكان يقول اين انا غدا فعلمت ازواجه انه يريد يوم عائشة فاذن له ان يكون حيث شاء فقد

تھی اور پوچھا کرتی کل کہاں کی باری ہی سو ازواج مطہرہ سمجھ گئیں کہ عائشہ کی باری پوچھتی ہیں پھر سب نی اجازت دیدی کہ جہاں چاہیں رہیں پھر آئی

فقد رضين بذلك فقلن نعم قال حولوني الى بيت عائشة فكان في بيتها حتى مات [illegible] واما يجب على الزوج من

[illegible]

حقها ان يؤدي اليها مهرها كاملا ان كان قادرا [illegible]

یہ ہی کہ اوسکا مہر پورا ادا کردی اگر ادا کر سکتا ہی اور اگر ادا نہیں کر سکتا تو ادا کرنی کی نیت رکھی [illegible] فرماتا ہی

لانه تعالى قال واتوا النساء صدقاتهن نحلة اي فريضة من الله [illegible] فرض الله تعالى

اور دیدو عورتوں کو مہر اونکی خوشی سی یعنی الله کا فرض [illegible] اللہ تعالی [illegible]

في الملة والدين فمن نوى ان لا يؤدي اليها مهرها يجيء يوم القيمة زانيا لما روي انه عليه السلام قال ايما رجل تزوج
فرض کیا ہی پہر جسکی یہہ نیت ہووی کہ بی بی کا مہر ادا نکری تو قیامت کی دن زانیوں کی صورت مین آویگا اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص عورت
امرأة على اقل من المهر او اكثر ليس في نفسه ان يؤدي اليها حقها لقى الله تعالى يوم القيمة وهو زان ولا يطلب منها
سی نکاح کری مقدار مہر سی کمتر پہ یا اتنی زیادہ پر کہ اوسکا حق ادا کرنیکی قدرت نہو تو قیامت کی دن خدا کی سامنی ایسا ہو ویگا جیسا زانی اور بی بی سی ادا مہر کی
المهلة لاداء مهرها الا ان يكون فقيرا وتوجله المرأة طوعا لا كرها ولا يكلفها ان تهب له مهرها لان الله تعالى بعدما
نئی مہلت نہ مانگی ہاں اگر کنگال ہو یا بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی نہ ڈری نہیں اور بی بی کو تکلیف نکری کہ بخشو لی اسواسطی کہ اللہ تعالی بعد اس آیت کی
قال وآتوا النساء صدقاتهن نحلة قال فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا فمعناه على ما في التيسير وانوار
بہر دی ڈالو عورتون کی مہر اونکی خوشی سی بہر اگر وہ اوسمین سی کچہہ چہوڑ دین تمکو خوشی سی تو وہ کہاؤ رچتا پچتا سو اسکی معنی موافق تیسیر اور انوار
التنزيل انهن ان وهبن لكم بعضا من الصداق عن غاية الرضا وطيب القلب بلا اكراه ولا افتداء من سوء العشرة فلتنفعوا
التنزیل کی یہہ ہین کہ عورتین اگر تمکو کچہہ مہر مین سی اپنی عین رضامندی اور دلکی خوشی سی بی زور اور بی خوف بدمعاملگی کی بخشدین تو کہاؤ پیو
به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستكثار في الاستيهاب مكروه لانه تعالى كما جعل عقد النكاح بيد الزوج ان شاء
پیچہی نہ پڑو اس سی معلوم ہوا کہ بہت کہہ کہہ کر بخشوانا مکروہ ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی جیسی عقد نکاح کو خاوند کی اختیار مین رکہا ہی چاہی
يمسكها وان شاء يرسلها بلا اختيار منها كذلك جعل حلقة سلسلة المهر في رقبته وذمته فعقد النكاح يجرها اليه
عورت کو رکہی اور چاہی چہوڑ دی عورت کو کچہہ اختیار نہین ایسی ہی حلقہ مہر کی زنجیر کا اوسکی گردن مین اور ذمہ پر رکہا ہی سو عقد نکاح سی عورت کو خاوند
وسلسلة المهر تجره اليها فاستيهاب كل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفيه ترك المعادلة وهو نوع من الظلم ولا يطلقها
کہینچتا ہی اور مہر کی زنجیر سی عورت خاوند کو کہینچتی ہی سو تمام مہر کا بخشوا لینا اوسکی حق تلفی اور اپنا حق باقی رکہنا ہی اور اسمین بی انصافی ہی اور یہہ طرحکا ظلم ہی اور بی ضرورت
بغير ضرورة الا ان تكون سيئة الخلق فاسدة الدين تاركة الصلوة لان الطلاق وان كان مباحا لكنه من ابغض
بی بی کو طلاق نہ دی ہان اگر بدخو بددین بی نماز ہووی اسلئی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی پر یہہ مباح اللہ کی ہان
المباحات عند الله تعالى لما فيه من ايذاء الغير ولا يباح ايذاء الغير من غير ضرورة الا بجناية من جانبها فاذا عزم
بہت ناپسند ہی اسلئی کہ اسمین غیر کی ایذا ہی اور بی ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہین ہی ہان اگر اوسکی کچہہ خطا ہووی پہر اگر کسی
على تطليقها بسبب الضرورة ينبغي له ان يراعي عدة امور احدها ان يطلقها في طهر لم يجامعها فيه لان الطلاق في الحيض
ضرورت سی طلاق کا ارادہ کری تو لایق یون ہی کہ کئی باتون کا لحاظ رکہی ایک یہہ کہ اوسکو ایسی طہر مین طلاق دیوی جسمین جماع نکیا ہو اسلئی کہ طلاق حیض مین
والطهر الذي جامعها فيه حرام والثاني ان يقتصر على طلقة واحدة ولا يجمع الثلث لانه بدعي قبيح والطلقة الواحدة
اور جس طہر مین کہ جماع کیا ہو حرام ہی دوسری یہہ کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کری تین طلاق نہ جمع کر دی اسلئی کہ طلاق قبیح ہی اور ایک طلاق مین ہی
بعد انقضاء العدة تفيد المقصود مع انها ابعد من الندم لتمكنه من التدارك بالرجعة في العدة وتجديد النكاح بعد
بعد گذر جانی عدت کی مقصود حاصل ہوسکتا ہی باوجودیکہ ندامت سی بچا ہی کیونکہ عدت کی اندر رجعت سی اور بعد عدت کی ازسر نو نکاح سی تدارک کا اختیار
العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما يندم ولا يمكنه التدارك الا بالحلة وعقد الحلة منهي عنه ويكون هو الساعي فيه
باقی رہتا ہی اور اگر اوسکو تین طلاق دین تو بعضی وقت شرمسار ہوتا ہی اور اوسکا تدارک بغیر حلالہ کی نہین ہوسکتا اور عقد حلالہ ممنوع ہی اور اس عقد کا یہہ ہی ساعی بنا
ويحتاج الى الصبر مدة مع كون قلبه معلقا بزوجة الغير يرجو ان يطلقها حتى تعود اليه بعد انقضاء عدتها وكل
اور مدت تک صبر کرنا پڑتا ہی اس حال مین کہ اسکا دل بیگانی بی بی سی لگا رہتا ہی اس امید پر کہ طلاق دی تو بعد عدت کی میری پاس آوی یہہ تمام خرابی
ذلك ثمرة الجمع وفي الواحدة يحصل المقصود من غير محظور والثالث ان يتلطف في تطليقها من غير عنف ولا استخفاف
طلاق جمع کرنیکا پہل ہی اور ایک طلاق مین بلا کراہت مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی خشونت اور حقارت نکری

ويطيب قلبها بان يعطيها شيئا زايدا على مهرها على سبيل الهدية من درهم وخمار وملحفة عوضا عن ايحاشها
اور اوسکا دل خوش کردے اسطور کہ مہر سے زیادہ کچھ جوڑہ وغیرہ بطور تحفہ کا اور دوپٹہ اور چادرہ وحشت اور غم کی بدلے میں دیوے

والرابع ان لا يفشي سرها ثم انه ان طلقها على مال وله ان ياخذ ذلك المال ان كان النشوز من
اور چوتھی یہہ کہ اوسکا بھید نہ ظاہر کرے پھر اگر اپنی مال کی بدلے طلاق دے جسے خاوند کو مکروہ ہے کہ اوس مال کو لیوے اگر بدخوئی ناسازگاری

جانبه لانه اوحشها بالارسال فلا يزيد في ايحاشها وقد قال الله تعالى وان اردتم استبدال زوج مكان
خاوند کی طرف سے ہی آئی کہ اوسکو چھوڑنے سے ایک تو رنج دیا پھر اونسے زیادہ اور اسد تعالی فرماتا ہی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ

زوج وآتيتم احداهن قنطارا فلا تاخذوا منه شيئا نهى عن اخذ الشيء اليسير من القنطار الذي هو المال
دوسری عورت اور دے چکے ہو ایک کو ڈھیر مال تو پھیر نہ لو اوسمیں سے کچھ بیا قنطار میں سے جو بہت مال ہوتا ہی تھوڑا سا بھی لینے سے منع کیا ہی

الكثير فضلا عن الكثير وان كان النشوز من جانبها ياخذ الزائد على ما دفع اليه من المهر ثم انه ان
بہت لینے کا تو کیا باقی اور اگر ناسازگاری عورت کی جانب سے ہی تو لینا جو مہر اوسکو دے چکا ہی مکروہ ہی پھر اگر مرد نے

اكرهها على الخلع والتزمت ان تعطيه مالا للخلاص وحطت ما عليه من المهر ونحوه يقع الطلاق بلا لزوم
اوسپر خلع کی زبردستی کی اور عورت نے اپنا پلہ چھڑانے کو مان لیا کہ مال دونگی اور ذمہ مہر وغیرہ تھا ساقط کر دیا تو بدون لازم ہونے

ما التزمته من المال وبلا سقوط ما عليه من المهر لان الرضا شرط في لزوم المال وسقوطه والاكراه يعدم
مال مانی ہوئی کی اور بدون ساقط ہونے مہر وغیرہ کی جو خاوند کی ذمہ تھا کیونکہ مال لازم ہوجانے میں اور ساقط ہونے میں رضامندی شرط ہی اور

الرضا على ما بين في موضعه هذا الذي ذكر الى ههنا على الزوج من حقوق الزوجة واما ما كان على الزوجة
زبردستی میں رضامندی نہیں ہوتی چنانچہ اپنی جگہ میں بیان ہوچکا ہی یہاں تک ان حقوق کا بیان تھا جو بی بی کی حق خاوند کی ذمہ ہیں اور رہی خاوند کی حقوق

من حقوق الزوج فالقول الشافي فيه ان النكاح والزوجة رقيقة الزوج كما قال النبي عليه السلام
جو بی بی کی ذمہ ہیں سو قول شافی اوسمیں یہہ ہی کہ نکاح غلامی کی زوجہ خاوند کی لونڈی ہوتی ہی چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

النكاح رق فلينظر احدكم اين يضع كريمته فان الاسلام بين في هذا الحديث ان الاحتياط في حقها اهم
کہ نکاح غلامی ہی سو تم دیکھ لو کہ اپنی پیاری بچی کو کہاں دیتے ہو بیشک نبی نے اس حدیث میں بیان فرمایا کہ عورت کی حق میں احتیاط ضرورتر ہی

لكونها رقيقة بالنكاح لا مخلص لها بوجه الا بتطليق الزوج واما الزوج فهو قادر على الخلاص منها
کیونکہ وہ نکاح کی سبب سے لونڈی ہوجاتی ہی بدون خاوند کی چھوڑنے چھوٹ نہیں سکتی اور رہا خاوند سو طلاق دیکر عورت سے آپ چھوٹ سکتا ہی

بتطليقها فاذا كانت المرأة رقيقة الزوج يلزمها الصبر على غيرته وترجو على ذلك من الله الثواب فان ذلك
پھر جب عورت خاوند کی لونڈی ہوئی تو لازم ہی کہ خاوند کی غیرت پر صبر کرے اور اسپر اسد تعالی سے ثواب کی امیدوار رہے اور بیشک اوسکا یہہ ہی

جهادها لما ورد في الحديث ان جهاد المرأة حسن التبعل وحسن المعاشرة مع زوجها فعليها ان تطيعه في كل
جہاد ہی اسلئی کہ حدیث میں آیا ہی کہ عورت کا جہاد حسن تبعل خاوند کی ساتھ نیک گذران ہی پس عورت کی ذمہ ہی کہ خاوند کی اطاعت کرے

ما يامرها مما لا معصية فيه اذ قد ورد في عظم حقه اخبار كثيرة من جملتها ما روي انه عليه السلام قال
جو کہے جسمیں گناہ نہو اسلئی کہ حدیثیں بہت وارد ہوئی ہیں کہ خاوند کا بڑا حق ہی ازانجملہ وہ کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

لو كنت امرا احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها وقالت عائشة اتت فتاة
اگر میں کسیکو سجدہ کا حکم دیتا کسیکی لئی تو البتہ عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو کیونکہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہی اور عائشہ رض کہتی ہیں ایک جوان عورت

الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا نبي الله اني اخطب فما حق الزوج على الزوجة فقال النبي عليه السلام لو
نبی علیہ السلام کی پاس آئی عرض کیا اے نبی اللہ کہ میں جو لوگ نکاح کیا چاہتی ہوں سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہی پس نبی علیہ السلام نے فرمایا

كان من قرنه الى قدمه صديد فلحسته ما ادت شكره وقال ابن عباس اتت امراة الى النبى صلى الله عليه وسلم
اگر خاوند کی سر سی پانوں تک پیپ بہتی ہو پہر بی بی چاٹ لی تو بہی اوسکا شکر ادا نہیں کیا اور ابن عباس کہتی ہین ایک عورت نبی علیہ السلام کی پاس آئی

وقالت یا نبی الله انی امراة ايم وانی اريد ان اتزوج فما حق الزوج على المراة فقال النبى عليه السلام من حق الزوج
عرض کیا یا نبی اللہ کی مین عورت بی خاوند ہون میرا ارادہ نکاح کا ہی سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہی . نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک حق خاوند کا

على المراة اذا اراد ها فی نفسها وهی على ظهر البعير ان لا تمنعه ومن حقه ان لا تعطی شيئا من بيته الا باذنه
بی بی پر یہہ ہی کہ اگر خاوند اوسکی طرف رغبت کری اور وہ عورت اونٹ کی کوہان پر ہو تو انکار نکری اور خاوند کا ایک یہہ حق ہی کہ اوسکی گہر مین سی اوسکی بی اجازت

فان فعلت كان الوزر عليها والاجر له ومن حقه ان لا تصوم تطوعا الا باذنه فان فعلت جاعت وعطشت
کچہہ نہ دی اگر دیگی تو وہ گنہگار ہوگی اور ثواب خاوند کو ہوگا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ نفل روزہ اوسکی بی اجازت نرکہی اگر روزہ رکہی گی تو بہوکی پیاسی مریگی

ولم يقبل منها ومن حقه ان لا تخرج من بيته الا باذنه فان فعلت لعنتها الملئكة حتى ترجع الى بيتها وروى
اور قبول نہوگا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ اوسکی گہر مین سی بی اجازت باہر نجاوی اگر جاویگی تو جبتک پہر آویگی اوسکو فرشتی لعنت کیٔ جاوینگی اور روایت ہی

انه عليه السلام قال انى رايت ليلة اسرى بى امراة معلقة بلسانها فقلت يا جبرئيل ما شانها فقال انها
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو مین نی ایک عورت دیکہی کہ زبان کو لٹکی ہی مین نی پوچہا یا جبرئیل اسکی کیا خطا ہی عرض کیا یہہ عورت ‎ لٹکائی ہوئی تہی

كانت تؤذى زوجها وجيرانها بلسانها ورايت امراة اخرى معلقة بثديها وهى التى ترضع بغير اذن زوجها و
زبان سی خاوند اور ہمسایون کو ستاتی تہی اور ایک اور عورت دیکہی کہ اپنی پستان کی لٹکی ہی وہ ایسی تہی کہ خاوند کی بی اجازت دودہ پلاتی تہی اور ‎ لٹکی ہوئی تہی

رايت اخرى معلقة برجليها وهى التى تخرج بغير اذن زوجها ورايت اخرى معلقة بيديها وهى التى تفسد مال زوجها
ایک اور عورت دیکہی کہ اپنی پانوں سی لٹکی ہی وہ خاوند کی بی اجازت گہر سی چلی جاتی تہی اور ایک اور دیکہی کہ اپنی ہاتہہ سی لٹکی تہی وہ وہ تہی کہ خاوند کا مال خراب کرتی تہی ‎ لٹکائی ہوئی تہی

وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال اذا دعا الرجل امراته الى فراشه فابت فبات غضبان لعنتها الملئكة
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نمانی پہر وہ مرد غصہ ہو کر سو رہی تو صبح تک فرشتی اوسپر لعنت

حتى تصبح وفى رواية انه عليه السلام قال والذى نفسى بيده ما من رجل يدعو امراته الى فراشه فتابى الا
کرتی ہیں اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی اپنی مالک کی کہ جو مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نمانی تو

كان الذى فى السماء ساخطا عليها حتى يرضى عنها والحاصل ان اللازم لها ان تطلب رضاه ولا تمنع نفسها عنه
جو کہ آسمان مین ہی اوس سی بیزار ہوگا جبتک خاوند راضی ہووی خلاصہ یہہ ہی کہ بی بی کو لازم ہی کہ خاوند کی رضا طلب کرتی رہی اور آپکو اوسکی حوالہ کردی

ولا تتعلل بالحيض ولا تؤخر الاجابة بل تطيعه فورا طلبه ان كانت طاهرة عن الحيض واما فى حال الحيض فتخبر
اور حیض کا بہانہ نکری اوسکی حکم پہیر پر نرہی بلکہ ترت کہتی ہی اطاعت کری اگر حیض سی پاک ہووی اور حیض کی حالت مین اپنا حال

عن حالها وتلبس اخلاق ثيابها تقليلا لميل الزوج اليها ويستحب لها اذا دخل وقت الصلوة ان تتوضأ وتجلس فى
جتا دی اور پرانی کپڑی پہن لی تاکہ خاوند کا دل اودہر نلوبہاوی اور حائضہ کو مستحب ہی کہ جب نماز کا وقت آوی تو وضو کر کر گہر مین

مسجد بيتها وتسبح وتهلل قدر اداء الصلوة كيلا يزول عنها عادة العبادة وقد روى انه عليه السلام قال اذا استغفرت
نماز کی جگہ پر جتنی دیر نماز کو لگتی ہی سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑہا کری تاکہ عبادت کی عادت نہ جاتی رہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب حائضہ عورت

الحائض فى وقت كل صلوة سبعين مرة كتب له الف ركعة وغفر لها سبعون ذنبا ورفع لها درجة واعطى لها بكل
ہر نماز کی وقت ستر بار استغفار پڑہتی ہی تو اوسکو ہزار رکعت کا ثواب ہوتا ہی اور ستر گناہ معاف ہو جاتی ہین اور اوسکا درجہ بڑہ جاتا ہی اور ہر ایک نماز کی

حرف من استغفارها نور وكتب بكل عرق فى جسدها حج وعمرة وفى غير حال الحيض تلبس احسن ثيابها وتطهر
ہر ہر حرف کی بدلہ نور ملتا ہی اور بدن کی رگون کی شمار حج اور عمرہ لکہا جاتا ہی اور اگر پاک ہو تو اچہا لباس پہنا کری اور جہان تک ہو سکی

المودة الى زوجها ما استطاعت وتكون معطرة بنفسها ومستعدة في الاحوال كلها لاستمتاع الزوج
خاوند سے پیار ظاہر کیا کرے اور خوشبو اور پاکیزہ خاوند کی تمتع کے لیے جب وہ رغبت کرے تیار رہا کرے

بها متى شاء وتكون قاعدة في قعر بيتها ملازمة لمعين زفت اليه الى ان تزف الى القبر ولا تخرج من بيتها
اور گھر کے اندر تنہا بیٹھی رہا کرے اوس دن سے کہ خاوند کے یہاں تک کہ قبر میں جاوے اور گھر میں سے خاوند کی بے اجازت

الا باذن زوجها واذا خرجت باذنه تخرج مخفية وتطلب المواضع الخالية دون الشوارع والاسواق
نہ جایا کرے اور اگر باجازت جاوے تو چھپ کر بری صورت بنی او جا کر رستے کو جاوے سڑک و بازاروں میں نہ

ولا تخرج عطرة متبرجة ولا تحدث مع رجل فروي ان عمر رأى امرأة مع رجل يتحدثان في الطريق
اور خوشبو لگا کر زیب زینت سے نہ جاوے اور رستہ میں کسی مرد سے بات نہ کہے کہ عمر رض نے ایک عورت کو مرد سے رستہ میں بات کرتے ہوئے دیکھا

فضربهما بالدرة فقال رجل يا امير المؤمنين هي امرأتي قال له عمر لو كانت امرأتك فلو لم تدخلها في بيتك
سو دونوں کو تعزیر دی اوس مرد نے عرض کیا یا امیر المؤمنین یہہ میری بی بی ہے جواب دیا اگر تیری بی بی ہے تو اپنے گھر میں کیوں نہیں بیٹھاتا

حتى لا تتهمك احد في الطريق ولا تخرج الى الحمام وان رخصها زوجها لما روي عن عائشة انه عليه السلام قال الحمام
تاکہ رستہ میں تجھ پر کوئی تہمت نہ لے اور حمام میں نہ جاوے اگرچہ خاوند اجازت دے کیونکہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا حمام

حرام على نساء امتي فان اقتضت الضرورة الى دخوله لعذر المرض والنفاس يشترط ان تدخل بميزر ولا تكون
میری امت کی عورتوں پر حرام ہے اور اگر بسبب مرض یا نفاس کے حمام تک آ گئی تو شرط یہہ ہے کہ ازار پہن کر جاوے اور حمام میں کوئی

فيه احد من النساء مكشوفة العورة ولا تخرج بزينة فلو وجد واحد من هذه الشروط لا يحل لها الخروج الى الحمام
عورت ننگی نہووے اور سنگار کر کے نہ نکلے ان میں سے ایک بھی فوت ہووے گی تو حمام میں جانا حلال نہیں ہے

ولكن لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر في نصاب ان القاضي سئل عن جواز خروج المرأة الى المقابر [illegible]
اور ایسی ہی عورت کو گورستان میں جانا حلال نہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں ہے کہ قاضی سے کسی نے پوچھا کیا عورت کو گورستان میں جانا جائز ہے جواب دیا

تسئل عن الجواز في مثل هذا وانما يسئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت في لعنة الله تعالى
اس باب میں جواز کو کیا پوچھتا ہے یہہ پوچھ اوس پر کتنی لعنت ہے کیونکہ عورت جب جانے کا ارادہ کرتی ہے تو خدا کی اور فرشتوں کی

وملئكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا اتت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت كانت في
لعنت میں ہوتی ہے اور جب چلی تو ہر طرف سے شیطان اوس کے ساتھ ہو جب قبر پر پہنچی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہے اور جب پھرتی ہے تو

لعنة الله تعالى وملئكته حتى تعود الى منزلها ايما امرأة خرجت الى مقبرة يلعنها ملئكة السموات [illegible]
اللہ تعالی کی اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے جب تک اپنے گھر میں آوے یہ ہے کہ جو عورت گورستان میں جاتی ہے تو اوسکو فرشتے ساتوں آسمان

والارضين السبع وتمشي في لعنة الله تعالى ودعت للميت بخير ولو تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى
اور زمین کی لعنت کرتی ہیں اور خدا کی لعنت میں جاتی ہے اور جو بیٹھی ہوئی مردے کے حق میں دعاء خیر کرتی ہے تو اوسکو اللہ تعالی ثواب حج

ثواب حجة وعمرة وعن سلمان وابي هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب داره [illegible]
او عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام مسجد سے نکل کر اپنے گھر کے دروازہ پر ٹھر گئے پھر حضرت فاطمہ [illegible]

فاطمة فقال لها من اين جئت قالت من منزلة فلانة التي ماتت فقال عليه السلام [illegible]
آپ نے فرمایا تو کہاں سے آئی عرض کیا فلانی عورت جو مر گئی اوس کے گھر سے آئی ہوں پھر نبی علیہ السلام نے پوچھا کیا تو [illegible]

قبرها قالت معاذ الله افعل بعد ما سمعت منك فقال عليه السلام لو زرت قبرها [illegible]
عرض کیا خدا کی پناہ کیا آپ سے سنکر جو سنا ہے ایسا کرتی [illegible] سلام نے فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگھتی

وروی انه علیه السلام لما قدم المدینة خرج الی جنازة فرای النساء یتبعن الجنازة فقال هن اتحملن معمن

اور روایت ہی کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ میں آئی تو ایک جنازہ کی ساتھہ چلی پھر عورتوں کو دیکھا کہ جنازہ کی پیچھی آتی ہیں آپ نی انسی پوچھا کیا تم سب کی ساتھہ

یحمل فقلن لا فقال علیه السلام اتصلین معمن یصلی فقلن لا فقال علیه السلام انصرفن مازورات

جنازہ اوٹھاؤگی عرض کیا نہیں پھر نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا تم سب کی ساتھہ نماز پڑھوگی عرض کیا نہیں پھر آپنی فرمایا گنہگار ہوکر بی ثواب جاؤ

غیر ماجورات فدل ذلک علی ان المراة لا یباح لها الخروج الی المقبرة ولا تشیع الجنازة بل یکرہ لها ان یکون من همتها

اس سی معلوم ہوا کہ عورت کو گورستان میں جانا جایز نہیں ہی اور نہ جنازہ کی ہمراہ جایا کری بلکہ عورت کو لازم ہی کہ تمام ہمت

اصلاح شانها وتدبیر منزلها ولا تدخل فی بیت زوجها من یکرہ دخوله فیه من الرجال والنساء وتقدم حقه علی

اپنا حال درست اور گھر کا کار بار کیا کری اور خاوند کی گھر میں کسی مرد یا عورت کو جسکا آنا خاوند ناپسند کرتا ہو نہ آنی دی اور اپنی اور تمام سکی سودمندی کی

حق نفسها وسائر اقاربها ولا ترفع صوتها فوق صوته ولا تجهر له بالقول ولا تکون منفعتها عن کسبه اذا

حق پر خاوند کا حق مقدم رکھی اور اپنی آواز خاوند کی آواز پر بلند نہ کری اور خاوند کی پیچھی چیخ کر نہ لگی اور اپنا خرچ خاوند کی حرام کمائی میں سی نکری

کان حراما اذ قد کانت النساء فی السلف اذا خرج الرجل من منزله تقول له امراته وبنته ایاک وکسب الحرام فانا

کیونکہ سلف کی عورتیں ایسی تہیں کہ جب مرد گھر میں سی باہر جاتا تو اوسکی جورو بیٹی کہتی بیٹیاں حرام کمائی سی پرہیز کرنا ہمسی بوکہہ پر صبر ہوسکتا ہی آگ پر

نصبر علی الجوع ولا نصبر علی النار وتکون قانعة من زوجها بما رزقه الله تعالی ولا تکلفه ما لا یطیقه ولا تدخله

صبر نہیں ہوسکتا اور جو خدا تعالی نی خاوند کو رزق دیا ہی اوسپر قناعت کری اور خاوند کو طاقت سی زیادہ تکلیف ندی اپنی خرچ کا غم نڈالدی

غما فی امر النفقة بل تکون صابرة متوکلة کما حکی ان رجلا من السلف همّ بالسفر فکرہ جیرانه سفرہ فقالوا لزوجته

بلکہ صبر اور توکل پر رہی چنانچہ حکایت ہی کہ ایک شخص سلف میں سفر کا ارادہ کیا ہمسایوں کو اوسکا سفر پسند نہ آیا ہمسایوں نی اوسکی بی بی سی کہا

لم ترضین بسفرہ ولم یدع لک نفقة فقالت زوجی عرفته اکّالا وما عرفته رزاقا ولی رزاق یذهب الاکّال ویبقی

تو اوسکی سفر پر کیوں راضی ہوگئی اور کچہہ تیری لئی خرچ نہیں دئی جاتا وہنی جواب دیا میں اسکو کہا نی والا جانتی ہوں رزاق نہیں جانتی اور میری لئی رزاق اور ہی سو اکال جاتا ہی

الرزاق ولا تفاخر بجمالها بل تکون کما روی عن الاصمعی انه قال دخلت البادیة فرایت امراة من احسن الناس وجها

اور رزاق باقی ہی اور اپنی جمال پہ ناز نکیا کری بلکہ ایسی ہو جیسی اصمعی سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ میں جنگل میں گیا تو میں ایک عورت نہایت خوبصورت پاس

تحت رجل قبیح الوجه فی الغایة فقلت یا عجبا مثلک تحت مثله فقالت یا هذا قد اخطات فی قولک لعله احسن

ایک مرد نہایت بدصورت کی دیکھی میں نی کہا کیا عجب ہی تجہسی پری ایسی دیو کی پاس وہ بولی ای شخص تو نی بیجا کہا شاید کہ اسنی اپنی خالق کی

فیما بینه وبین خالقه فجعلنی ثوابه ولعلی اسأتُ فیما بینی وبین خالقی فجعله عقوبتی افلا ارضی الله لی ومما

کوئی عبادت کی ہی سو مجھکو اسکی لئی اوس عبادت کا ثواب ٹہرایا ہی اور شاید مجہسی اپنی خالق کی کوئی خطا ہوگئی ہی سو اسکو میری لئی عذاب مقرر کیا ہی پھر اسی سی

یجب من حقه علیها دیانة ان تفعل کل خدمة فی داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرها حتی لو لم تفعل

کیوں نہ پسند کروں اور جو حق خاوند کا بی بی پر از روی دیانت کی واجب ہی یہہ ہی کہ گھر میں تمام کار وبار جیسی سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ کیا کری یہاں تک کہ اگر کچہہ

شیئا منها تکون اثمة وان لم تجبر علیها وتری تقصیرها فی خدمته ولا تسأل طلاق ضرتها لان لها ما قدر لها ولا

بہی نکری گی تو گنہگار ہوگی اگرچہ اسمیں کچہہ اوسپر زور نہیں ہی اور خاوند کی خدمت میں اپنی آپکو مقصر سمجھتی رہی اور اپنی سوکن کی طلاق خواہش نکری کیونکہ جو اسکی قسمت کا ہی

تمنعه عن نکاح ثلث سواها لانه تعالی جعل له ذلک حلالا بشرط العدل حیث قال فانکحوا ما طاب لکم من النساء

سو ملیگا اور خاوند کو اور تین نکاح سی منع نکری کیونکہ الله تعالی نی اوسکو یہہ اختیار دیا ہی بشرط عدالت حلال ہی چنانچہ فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آویں عورتیں

مثنی وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة وتصبر علی غیرة الضرائر راجیة من الله تعالی الثواب کما صبرت

دو دو تین تین چار چار پہر اگر ڈرو کہ برابر نرکھوگی تو ایک ہی اور سوکنوں کی رشک پر صبر کرکر الله تعالی سی امیدوار ثواب کی رہی جیسی نبی علیہ السلام کی

ازواج النبي عليه السلام حتى وهبت سودة لعائشة حين أيست وعلمت محبته عليه السلام لعائشة ولا
ازواج نبی صبر کیا یہاں تک کہ سودہ نی بڑھاپی میں اپنی باری بخش دی عائشہ کو جب اوسکو عائشہ کی حق میں نبی علیہ السلام کی محبت معلوم ہوئی اور

تسأل الطلاق من غير بأس وفاقة لما روي عنه عليه السلام قال ايما امرأة سألت زوجها الطلاق فحرام عليها
بےوں نا امیدی اور فاقہ کی طلاق نہ مانگی اسلئی کہ روایت ہی کہ سلام نی فرمایا جو عورت اپنی خاوند سی طلاق مانگی تو اوسپر جنت کی بو حرام ہی

رائحة الجنة ولا تظهر زينتها لغير زوجها ومحارمها لانه تعالى قال في حق المؤمنات ولا يبدين زينتهن
اور سوائی اپنی خاوند اور محرموں کی اپنا سنگار نہ دکھاوی اسلئی کہ اللہ تعالی نی مؤمنات کی حق میں فرمایا ہی اور نہ دکھویں اپنی سنگار

الا لبعولتهن او آبائهن او آباء بعولتهن او ابنائهن او ابناء بعولتهن او اخوانهن او بني اخوانهن او بني اخواتهن
مگر اپنی خاوند کی آگی یا اپنی باپ کی یا سسری یا اپنی یا سوتیلی بیٹی کی یا اپنی بھائی کی یا اپنی بھتیجوں کی یا اپنی بھانجوں کی

او نسائهن والزينة ما تتزين به المرأة من ثياب والحلي وغيرها وهي ظاهرة وباطنة اما الظاهر فلا يجب
یا اپنی عورتوں کی اور زینت وہ ہی جو عورت کپڑوں اور زیور سی سنگار کرتی ہی اور زینت ایک ظاہر کی ہی اور ایک باطن کی ظاہر کی زینت کا چھپانا تو واجب نہیں ہی

سترها ولا يحرم للاجنبي النظر اليها لقوله تعالى ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها لكن اختلف فيها فقيل هي
اور اجنبی مرد کو اوسے دیکھنا بھی حرام نہیں ہی بدلیل آیۃ کی اور نہ دکھاویں اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہی لیکن اسمیں اختلاف ہی کوئی کہتا ہی کہ زینت

الثياب وهذا قول ابن مسعود وقيل هي الكحل والخاتم وهذا قول ابن عباس وروي عن اصحابنا انه اراد بهما
ظاہری صرف کپڑی ہیں یہہ قول ابن مسعود کا ہی اور کوئی کہتا ہی سرمہ اور انگوٹھی یہہ قول ابن عباس کا ہی اور ہماری علماء سی روایت ہی کہ ان دونو سی مراد

الوجه والكفين لان الكحل من زينة الوجه والخاتم من زينة الكف فلما ابيح النظر الى زينة الوجه والكف كان
چہرہ اور دونو ہاتھ ہیں اسلئی کہ سرمہ چہرہ کی زینت ہی انگوٹھی ہاتھ کی زینت ہی جب چہرہ اور ہاتھ کی زینت کا دیکھنا مباح ہوا تو یہہ ہی

اباحة النظر الى الوجه والكف وهذا اذا كان النظر بغير شهوة واما اذا كان بالشهوة فلا يجوز الا عند العذر وهو
اباحت چہرہ اور ہاتھ دیکھنی کی ہی اور یہہ اباحت اوس وقت میں ہی کہ بغیر شہوت نظر کری اور اگر نگاہ شہوت سی ہووی تو جایز نہیں ہی مگر عذر کی وقت اور وہ عذر

القضاء من القاضي والشهادة من الشاهد والعلاج من الطبيب وكذلك اذا اراد الرجل ان يتزوج امرأة فيجوز
قضا قاضی کی ہی اور گواہی گواہ کی اور علاج طبیب کا اور ایسی ہی اگر کوئی مرد کسی عورت سی نکاح کا ارادہ کری تو اوسکو جائز ہی

له ان ينظر اليها لكن لا يجوز له ان ينظر حاسرة ولا الى شيء ما هو عورة في حقه بل انما يباح له ان ينظر الى وجهها
کہ اوس عورت کو دیکھ لی پر یہہ جایز نہیں ہی کہ ننگی دیکھی اور نہ ایسا عضو جو اوسکی حق میں عورت ہو بلکہ اتنا ہی مباح ہی کہ فقط چہرہ

وكفيها فقط لانها ليست بعورة في حقه وذكر في شرح الكرخي ان النظر الى وجه الاجنبية ليس بحرام لكن يكره
اور دونو ہاتھ دیکھ لی کیونکہ اوسکی حق میں عورت نہیں اور شرح کرخی میں مذکور ہی کہ اجنبی عورت کا منہہ دیکھنا حرام نہیں ہی لیکن بی ضرورت مکروہ ہی

بغير حاجة اذ لا يؤمن عن الشهوة وفي نصاب الاحتساب ان الحرة تمنع من كشف الوجه والكف والقدم فيما
اسلئی کہ شہوت کا ڈر ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ حرہ کو منہہ اور ہاتھ پاؤں کھولنا جسپر اجنبی کی نظر پڑی ممنوع ہی

يقع عليه نظر الاجنبي لانها لا تامن من شهوة بعض الناظرين اليها الا ان يكون عجوزا فحينئذ يجوز النظر الى وجهها
کیونکہ یہہ ڈر ہی کہ بعضی دیکھنی والی شہوت سی نظر کرینگی الا اگر بڑھیا ہو تو اب اوسکا چہرہ دیکھنا جائز ہی

ويحل مصافحتها عند الامن عن الشهوة لكن لا تخلو برجل شاب او شيخ لان الخلوة بالاجنبية وان كان معها غيرها
اور بی شہوت اوسسی مصافحہ کرنا بھی حلال ہی لیکن ہرگز کسی مرد کی خلوت میں نہ جاوی جوان ہو یا بوڑھا اسلئی کہ خلوت اجنبی عورت کی ساتھہ اگر چہ اوسکی ساتھہ اور

من النساء مكروهة كراهة تحريم لما روي عن ابن عباس انه عليه السلام قال لا يخلون رجل بامرأة الا معها محرم
عورتیں ہوں مکروہ تحریمی ہی کیونکہ ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کوئی مرد کسی عورت کی ساتھہ خلوت میں نہ رہی مگر اوسوقت کہ اوسکی ساتھہ

واما الزينة الباطنة فهي القرط والقلادة والدملج والخلخال واختلف في السوار فروي عن عائشة رض انها من
اور باطنی زینت بالی اور ہار اور بازوبند اور پازیب اور کنگن میں اختلاف ہی سو عائشہ رضی سی روایت ہی کہ کنگن
الزينة الباطنة وهو الاشبه لمجاوزتها الكف وهذه الزينة الباطنة يحرم ان ينظر اليها الاجانب لا المحارم
باطنی زینت میں ہی اور یہی رائ حق معلوم ہوتی ہی اسواسطی کہ کفسی دور ہوتا ہی اور اس زینت باطنی پر اجنبی مرد پر نظر کرنا حرام ہی محرم کو حرام نہیں
لانه تعالى قد سوى في ذلك بين الزوج ومن ذكر معه فاقتضى ذلك اباحة النظر الى مواضع الزينة لهؤلاء المذكورين
اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس باب میں خاوند کو اور جو اوسکی ساتھ آیت میں مذکور ہیں سبکو برابر کر دیا ہی یعنی ان لوگوں کو موضع زینت پر نظر کرنی مباح ہی
كما صح للزوج والمراد من نسائهن المؤمنات قال ابن عباس رض ليس للمسلمة ان تتجرد بين نساء اهل الذمة ولا تبدي
جیسی خاوند کو جایز ہی اور مراد نسائهن سی مؤمنات ہیں ابن عباس رض کہتی ہیں مسلمہ کو جایز نہیں ہی کہ اہل ذمہ کی عورتوں میں کپڑی اوتاری اور کافر عورت کی
للكافرة الا ما تبدي للاجانب الا ان تكون امة لها ان تظهر زينتها الباطنة للاجانب فانها ان اظهرها لا يكون لها
سامنی وہی ظاہر کری جو اجنبی مرد کی لئی جایز ہی ان اگر لونڈی ہو تو اوسکو جایز ہی کہ اپنی باطنی زینت اجنبی مردوں پر ظاہر کری لونڈی اگر باطنی زینت اجنبی مرد کو دکھاویگی تو حرام
حرمة كما روي عن ابي بكر الاعمش انه خرج الى بعض البساتين وكانت النساء على شط النهر كاسفات الرؤس والذراع
نہیں ہی چنانچہ ابو بکر اعمش سی روایت ہی کہ وہ کسی باغ میں گیا وہاں عورتیں نہر کی کنارہ پر سر ننگی اور بانہیں کھولی ہوئی تہیں
وهو يجعل يلاحظهن ولا يتحامى عن النظر اليهن فقيل له كيف فعلت هذا فقال لا حرمة لهن انما اشك في ايمانهن
اور یہہ اونکی ساتھ مل رہا تہا اور اونکی دیکھنی سی پرہیز نہیں کرتا تہا کسی نی اوس سی کہا تو نی یہہ کیا کیا جواب دیا اونکی حرمت نہیں ہی مجھکو اونکی ایمان میں شک ہی
كلهن حربيات فروي عن عمر انه هجم في المدينة على نائحة وضربها بالدرة حتى سقط خمارها فقيل له يا امير المؤمنين
یہہ تمام حربی عورتیں ہیں اور عمر رض سی منقول ہی کہ وہ مدینہ میں کسی نوحہ گر عورت کو جا پکڑا سو درہ سی اتنا مارا کہ اوڑہنی اوتر گئی کسی نی کہا یا امیر المؤمنین
قد سقط خمارها فقال لا حرمة لها اي الشريعة فقوله لا حرمة لها في الشريعة قيل معناه انها لما اشتغلت بما لا يحل
اسکی اوڑہنی اوتر پڑی ہی جواب دیا اسکی شریعت میں کچھ حرمت نہیں ہی پس اس عبارت سی کہتی ہیں مراد یہہ ہی کہ جب اس عورت نی ایسا کام کیا جو
في الشريعة اسقطت حرمة نفسها والتحقت بالاماء فلا يلزم الاحتراز عن النظر اليها

المجلس التاسع والتسعون والمائة
في بيان قوله عليه السلام استوصوا بالنساء

شریعت میں حلال نہیں ہی تو اسنی اپنی حرمت آپ کہو دی لونڈیوں میں مل گئی سو اسکی دیکھنی سی احتراز ضروری نہیں ہی ننانویں مجلس اس حدیث کی بیان میں
اچہی وصیت پکڑو عورتوں کی حق میں آخر تک

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استوصوا بالنساء خيرا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا عورتوں کی باب میں اچہی وصیت پکڑو
فان المراة خلقت من ضلع فان اعوج شيء في الضلع اعلاه فان ذهبت تقيمه كسرته وان تركته لم يزل اعوج
کیونکہ عورت پسلی سی پیدا ہوئی ہی بیشک پسلی میں ٹیڑہی جگہہ اوپر کی ہی اگر تو اوسکو سیدہی کرتا ہی توڑ ڈالیگا اور اگر اوسی حال پر رکہا تو ٹیڑہی رہیگی
هذا الحديث منه رواه ابو هريرة ومعنى الاستيصاء قبول الوصية فكانه عليه السلام قال اني اوصيكم بالنساء
یہہ حدیث بعضی اسی کا ہی ابو ہریرہ کی روایت ہی اور معنی استیصا کی وصیت قبول کرنی سو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا میں تمکو عورتوں کی باب میں
خيرا فاقضوا وصيتي فيهن وافعلوا بهن خيرا ولا تغضبوا عليهن اذا فعلت فعلا غير مرضي عندكم مالم تكن فيه
اچہی وصیت کرتا ہوں اونکی حق میں میری وصیت پوری کرو اور اونکی ساتھ بہلائی کرو اور اگر تمہاری خلاف مرضی کوئی کام کربیٹہیں تو ان پر غصہ مت کرو جبتک اس کام میں
اثم فانهن خلقن من شيء اعوج وهو الضلع لما ثبت في الاخبار ان اول النساء وهي حواء خلقت من ضلع ادم الايسر
گناہ نہو کیونکہ عورتیں ٹیڑہی چیز سی پیدا ہوئی ہیں یعنی پسلی سی اسلئی کہ حدیثوں سی ثابت ہی کہ پہلی عورت یعنی حوا آدم نبی علیہ السلام کی پسلی سی پیدا ہوئی ہی
كما قال الله تعالى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها فيكون في هذا الحديث اشارة الى المراة خلقت خلقا
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بنایا تمکو ایک جان سی اور اوسی سی بنایا اوسکا جوڑا سو اس حدیث میں یہہ اشارہ ہی کہ عورت کی ایسی پیدائش ہی

فیه اعوجاج لا یستطیع احد ان یقیمها او یغیرها عما خلقت علیه فلا ینکر اعوجاجها لانها من ابتداء خلقتها

کہ جسمیں کجی ہی کہ کسیکی یہ طاقت نہیں ہے کہ اوسکو سیدہا کردی یا اوسکی عادت بدلدی سو اوسکی کجی بری نہیں ہی کیونکہ ابتداء پیدائش

واصل فطرتها رکب فیها الاعوجاج فلا یمکن الانتفاع بها الا بمداراتها والصبر علی اعوجاجها اذ لو شرعت ان تقیمها

اور اصل فطرت سی عورت کی ذات میں کجی داخل ہی سو عورت سی منفعت حاصل کرنی بدون مدارات کی اور اوسکی کجی پر صبر کرنیکی نہیں ہوسکتی اسلئی اگر تو اوسکو راست

وتجعلها مستقیمة فی افعالها واقوالها لا یمکنك الانتفاع بها بل یؤدی الی کسرها وهو طلاقها فلما علم من هذا

درست کیا چاہی اور تمام افعال اور اقوال میں سیدہی بنادی تو ممکن نہیں کہ تو اوس سی نفع لی سکی بلکہ آخر کو ٹوٹ جاویگی یعنی طلاق ہوگی پھر جب اس حدیث سی عورتوں

الحدیث حال النساء فی ابتداء خلقتهن لزم للرجل حسن المعاملة معهن ورعایة حقوقهن والانفاق علیهن بالمعروف

کی ابتداء پیدائش کا حال معلوم ہوا تو مرد کو لازم ہی کہ انکی ساتھ معاملہ نیک اور حقوق کی رعایت کیا کری اور انکا خرچ اچھی طرح ادا کیا کری

اذ قال الفقهاء یجب علی الرجل نفقة زوجته سواء دخل بها او لم یدخل بها وسواء مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة

اسواسطی کہ فقہاء کہتی ہیں کہ خاوند پر بی بی کا خرچ واجب ہی خواہ وطی کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ وہ مسلمہ ہو یا ذمیہ ہو یا کنگال ہو یا تونگر

لان غناها لا یبطل حقها فی النفقة سواء کانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لا یجب علیه

اسلئی کہ تونگری سی اوسکا حق نفقہ کا باطل نہیں ہوتا خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو تو خرچ واجب نہیں

نفقتها والنفقة الواجبة الطعام والکسوة والسکنی علی ما روی عن هشام انه قال سألت محمدا عن النفقة فقال هی الطعام

ہی اور نفقہ واجب کہانا ہی اور کپڑا اور رہنی کا گھر موافق روایت ہشام کی کہ وہ کہتا ہی میں نی محمد سی مقدار نفقہ کی پوچھی جواب دیا کہانا

والکسوة والسکنی اما الطعام فالدقیق والماء والحطب والملح والدهن فان قالت المرأة لا اطبخ ولا اخبز قال قاضیخان فی

اور کپڑا اور رہنیکا گھر کہانی میں تو آٹا اور پانی اور ایندہن اور نمک اور روغن پھر اگر بی بی کہی سالن روٹی نہیں پکاتی تو قاضیخان اپنی

فتاواه لا تجبر علی الطبخ والخبز بل علی الرجل ان یاتیها بطعام مهیأ او یأتیها بمن یعمل لها عمل الطبخ والخبز هذا فی القضاء و

فتاوی میں کہتی ہیں سالن روٹی پکانی پر زبردستی نہیں ہی بلکہ خاوند کا ذمہ ہی کہ پکا پکایا کہانا حاضر کری یا ایسا آدمی دی کہ اوسکی لئی سالن روٹی تیار کردیا کری

اما فی الدیانة فیجب علیها ان تفعل کل خدمة فی داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرها حتی لو لم تفعل شیئا

اور یہی دیانت سو عورت کو واجب ہی کہ گھر کی اندر کی تمام کاروبار سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ سب کیا کری اگر کچہ بہی نہ کیا کریگی

منها تکون آثمة وان لم تجبر علیها وان کان لها خادم یجب علی زوجها نفقة خادمها ان کان الخادم یطبخ ویخبز لان نفقته

تو گنہگار ہوگی اگرچہ اوسپر کچہ زور نہیں ہی اور اگر بی بی کی پاس کوئی خادم ہو تو خاوند پر اوس خادم کا خرچ بہی واجب ہی اگر وہ خادم سالن روٹی پکاتا ہو اسلئی کہ

فی مقابلة خدمته واذا لم یطبخ ولم یخبز لا یجب علیه نفقته بخلاف المرأة فان نفقتها لیست فی مقابلة الخدمة بل فی

اسکا خرچ بعوض خدمت کی ہی اور اگر سالن روٹی نہ پکاویگا تو اوسپر خرچ واجب نہیں برخلاف عورت کی کیونکہ بی بی کا خرچ کچہ خدمت کی بدلہ نہیں ہی بلکہ

مقابلة الاحتباس فقد حبست نفسها لحق زوجها فکانت نفقتها علی زوجها وینبغی ان یوسع علیها فی النفقة اذا وسع الله

اس رہنی کی بدلہ ہی سو وہ اپنی تئیں خاوند کو دی چکی اسلئی اوسکا خرچ خاوند کی ذمہ ہی اور لائق ہی کہ جب اللہ تعالی خاوند کو وسعت دی تو عورت کا خرچ

تعالی علیه ویعتدل فیها بلا تقتیر ولا اسراف اذ قال الله تعالی کلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما یجب علیه ان یطعمها من

بہی بڑہادی اور بیدون کمی زیادتی کی اعتدال پر رکہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہاؤ اور پیو اور مت اڑاؤ اور بہت ضروری خاوند پر یہہ ہی کہ اوسکو

الحلال ولا یدخل مداخل السوء لاجل نفقتها فان ذلك خیانة علیها لا رعایة لحقها وینبغی له ان یامرها بالتصدق

حلال کہانا کہلاوی اور اوسکی خرچ کی لئی برا طریقہ یعنی چوری چکاری اختیار نہ کری کیونکہ یہہ اوسکی حق تلفی ہی اوسکی حق کی رعایت نہیں ہی اور خاوند کو چاہئی اجازت دیدی

ببقایا الطعام وما یفسد لو ترك واما الکسوة فقد قدرها محمد بدرعین وخمارین وملحفة فی کل سنة والمراد بالدرع

بچا کہانا اور ایسی چیز جو کہ رکہی رکہی بگڑ جاوی خیرات کردیا کری اور کپڑے کا اندازہ امام محمد نی یہہ کیا ہی کہ دو کرتی اور دو اوڑہنی اور ایک چادرہ ہر سال اور مراد کرتی

والخمار صيفيا وشتويا فالصيفي ما يكون رقيقا يصلح في زمان الحر والشتوي ما يكون ثخينا يصلح لدفع البرد ولم يذكر
اور دوا اوڑھنی سی گرمی جاڑی کی ہیں گرمی کا باریک ہو جو گرمیوں میں کام آوی اور جاڑی کا وہ جو گاڑھا ہو جسمیں سردی دور ہو اور موزی
الخف والكعب لان ذلك انما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج تهيئة اسباب الخروج ولم يذكر السراويل ولا بد منه في الشتاء
اور جوتی کا ذکر نہیں کیا اسلئی کہ انکی حاجت باہر جانیکی لئی ہوتی ہی اور خاوند کی ذمہ نہیں ہی کہ باہر پھرنیکا سامان تیار کیا کری اور ازار کا بھی ذکر نہیں کیا اور ازار جاڑی میں
حتى قال قاضيخان في فتاواه هذا في عرفهم واما في ديارنا فيجب السراويل وثياب اخر كالجبة والفراش الذي تنام عليه
ضرور چاہئی یہاں تک کہ قاضی خان نی اپنی فتاوی میں کہا ہی یہ اونکا چلن ہی اور ہمارا ملک سو ازار بھی واجب ہی اور اور کپڑی جیسی جبہ اور بچھونا جسپر سووی
واللحاف وما يدفع الحر والبرد ويجب لخادمها قميص وازار وكساء وخف لانها تحتاج الى الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة
اور لحاف اور اور جس سی گرمی جاڑا دفع ہو اور خادم کی واسطی قمیص اور ازار اور چادر اور جوتی واجب ہی کیونکہ خادم کو باہر کی کاروبار کی واسطی باہر جانی کی حاجت ہی
الى الابوين ونحو ذلك ولا يجب لها الخمار لان شعرها ليس بعورة واما السكنى فحقها في الدار بيت على حدة تامن على متاعها
جیسی ماں باپ کی پاس بھیجنی اور مانند اسکی اور اسکی لئی اوڑھنی واجب نہیں ہی کیونکہ اوسکی سر کی بال عورت نہیں ہیں اور رہنی کا گھر سو اوسکا حق احاطہ کی اندر الگ کوٹھی ہی اپنی اسباب
ولا تستحيي عن غيرها في معاشرة زوجها فان كان للزوج احماء من والدة او اخت او ولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على حدة
کی فکر ہی اور خاوند کی ساتھ رہنی میں غیر سی حیا نہ آوی پھر اگر خاوند کی اخیافی بھائی ہوں یا بہن ہو یا اور بی بی کی اولاد ہو اور بی بی کہی مجھکو اور گھر تجویز کردی
كان لها ذلك لانها لا تامن على متاعها وتستحيي عن المعاشرة مع زوجها ان كان البيت في الدار واحدا وان كان متعددا
تو بی بی کا حق ہی اسلئی کہ چیز بست کا ڈر رہتا ہی اور خاوند کی ساتھ رہنی میں حیا آتی ہی اگر وہ کوٹھا احاطہ میں ایک ہی ہووی اور اگر کئی کوٹھی ہوں
فاعطاها بيتا يغلق ويفتح لم يكن لها ان تطلب بيتا اخر ان لم يكن في الدار من احماء الزوج من يؤذيها الا ان يكون
اور اسکو ایسا کوٹھا حوالہ کیا جسمیں کھولنی بند کرنیکا بلا شرکت اختیار ہو تو اب اسکا حق نہیں کہ اور گھر مانگی اگر اوس احاطہ میں خاوند کی بھائی بند ستانیوالی نہوں مگر اوس صورت میں
الزوج يضربها ويؤذيها فشكت الى القاضي وسئلت ان يسكنها بين قوم صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي
کہ خاوند اسکو مارتا اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی پاس فریاد کر کر یہہ کہی کہ مجھکو بھی صالح قوم میں مکان دی کہ اسکی بھلائی برائی دیکھتی رہیں پھر قاضی کو
ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان لم يعلم ان الامر كما قالت ينظر الى جيران الدار فان كانوا
اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دھمکا دی اور تعدی سی منع کردی اور اگر یقین نہو کہ عورت سچی ہی تو اوسکی گھر کی ہمسایوں کو دیکھی اگر وہ
قوما صالحين يسئلهم هل هذا الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان قالوا
قوم صلحاء ہوں تو اونسی یہہ حال جو عورت بیان کرتی ہی دریافت کری پھر اگر وہ گواہی دیں کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دھمکا دی اور تعدی سی منع کردی اور اگر وہ
ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا قوما صالحين او كانوا يميلون اليه يامره ان يسكنها بين قوم
ہمسایہ کہیں کہ عورت سچی نہیں ہی تو اوسی گھر میں رہنی دی اور اگر وہ ہمسایہ صلحا نہیں ہیں یا خاوند کی طرفدار ہوں تو اوسکو حکم دی کہ اس عورت کو صلحا میں
صالحين يخبرونه باحسانه واساءته اذ لا يجوز للرجل ان يتعدى في حق النساء لما روي انه عليه السلام قال الله
مکان بنا دی کہ وہ بھلی بری کی خبر کیا کریں اسلئی کہ مرد کو جائز نہیں کہ عورتوں کی حق میں تعدی کری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا عورتوں کی باب میں
الله في النساء فانهن عوان عندكم اخذتموهن بعهد الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله فانه عليه السلام حذر
اللہ سی ڈرو اللہ سی ڈرو بیشک عورتیں تمہاری مددگار ہیں تمنی اونکو اللہ کی عہد سی لیا ہی اور اللہ کی کلمہ سی اونکی فروج حلال کیں ہیں بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں
امته في هذا الحديث عن سوء العشرة مع نسائهم لان قوله عليه السلام الله الله في النساء بمنزلة ان يقال اتقوا الله في
اپنی امت کو عورتوں کی ساتھ بد معاشگی سی ڈرایا ہی اسلئی کہ قول علیہ السلام اللہ اللہ فی النساء بمنزلہ اس قول کی ہی عورتوں کی باب میں اللہ سی ڈرو
امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل لكونهن في ايديكم كالاسارى بل عاشروهن بالمعروف كما قال الله تعالى وعاشروهن
سو اونکو ناحق نہ ستاؤ کیونکہ وی تمہاری قابو میں قیدیوں کی مثال ہیں بلکہ اونکی ساتھ خوبی سی گذران کرو چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو عورتوں

بالمعروف

بالمعروف فانكم اخذتموهن بعهد الله الذى عهد اليكم من الرفق بهن والشفقة عليهن واستحللتم فروجهن
معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو کہ اللہ تعالی نی اونکی ساتہہ نرمی کا اور اون پر شفقت کا تمسی عہد کیا ہی اور تمنی اونکی فروج کو اللہ کی
بامر الله تعالى وحكمه فان نقضتم عهده الذى عهد اليكم فى حقهن وخنتم فى امانته ينتقم منكم لهن
حکم سی حلال کیا ہی پہر اگر تمنی اللہ کا عہد توڑا جو تمہاری ساتہہ اونکی حق میں کیا ہی اور اوسکی امانت میں خیانت کی تو اللہ تمسی اونکا بدلہ لیگا
وذلك لانهن اماء الله تعالى فمن تزوجهن بامر الله تعالى وحكمه تكن عنده امانة ووديعة من الله تعالى
اور یہہ اسلئی کہ عورتین اللہ کی لونڈیان ہین پہر جسنی اونکو اللہ تعالی کی حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ اوسکی پاس اللہ تعالی کی امانت اور سپردگی ہین ہین
فاذا اذاهن بالباطل ولم يعاشرهن بالمعروف يصير كانه نقض عهده تعالى وخان فى امانته فينتقم منه لهن
پہر جسنی اونکو ناحق ستایا اور خوبی سی گذران نکی تو گویا اوسنی اللہ کا عہد توڑ دیا اور اوسکی امانت میں خیانت کی سو اللہ اوس سی اونکا بدلہ لیگا
فعلى هذا يلزم للرجل حسن الخلق معهن واحتمال الاذى منهن وعدم الالتفات الى بعض معايبهن ما لم يكن اثما
اس بیان کی موافق مرد کو لازم ہی کہ اونکی ساتہہ نیک چلن برتی اور اونکی ایذا کی برداشت کری اور بعضی عیبون پر ترحم کی راہ سی جبتک گناہ نہوں توجہ نکری
ترحما عليهن لقصور عقولهن وقد كان بعض العلماء يقول الاحتمال على اذى واحد من المرأة يهون فى الحقيقة احتمال
کیونکہ کم عقل ہوتی ہین اور بعضی علماء کا قول ہی کہ عورت کی ایک ایذا پر برداشت کرنی حقیقت مین بہت سی ایذاؤن کی برداشت ہی
على اذية كثيرة اذ فى ذلك الاحتمال الواحد نجاة الولد من اللطمة والقدر من الكسر والثوب من الخرق بل ينبغى له ان
کیونکہ ایک برداشت کرنی مین فرزند کی نجات طمانچہ کہانی سی اور ہانڈی کی نجات ٹوٹنی سی اور کپڑی کی نجات پہٹنی سی ہی بلکہ خاوند کو لازم ہی
يزيد على احتمال الاذى الملاعبة معهن فيلاعبهن بما لا اثم فيه فان ملاعبة الرجل مع نسائه ليست من اللهو
کہ ایذا کی برداشت پہ اونکی ساتہہ ملاعبت زیادہ کری سو اونکی ساتہہ وہ کہیل کیا کری جسمین گناہ نہو بیشک ملاعبت خاوند کی بی بی کی ساتہہ لہو باطل مین داخل
الباطل الذى نهى عنه فى الدين بل هى من اللهو الجائز الذى رخص فيه فى الدين فانه عليه السلام كان يمزح مع
نہین ہی جسکی دین مین ممانعت ہی بلکہ یہہ لہو جائز ہی جسکی دین مین اجازت ہی بیشک نبی علیہ السلام ازواج کی ساتہہ خوش طبعی کیا کرتی تہی
نسائه وينزل الى درجة عقولهن حتى روى انه عليه السلام كان يسابق مع عائشة فى العدو وجاء فى الخبر انه ع
اور اونکی ہی موافق بنجاتی تہی یہان تک روایت ہی کہ نبی علیہ السلام حضرت عائشہ کی ساتہہ شرط کرکر دوڑتی اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام
كان من افكه الناس مع نسائه اى من اطيبهم وارحمهم معهن وروى انه عليه السلام قال خيركم خيركم لاهله
ازواج کی ساتہہ زیادہ ظرافت کرتی یعنی اونکی ساتہہ بہت خوش خلقی اور بہت مزاح فرماتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم مین اچہا وہ ہی جو اپنی بی بی کا
وفى حديث اخر انه عليه السلام قال اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله لكن لا ينبغى له ان ينبسط
اچہا ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سب مؤمنون مین کامل ایمان والا وہ ہی جو اپنی اہل کی ساتہہ نیک خلق اور لطف برتی لیکن ایسا بہی نچاہئی
معهن فى حسن الخلق والملاعبة الى حد يفسد خلقهن ويسقط بالكلية هيبته عندهن بل يراعى الاعتدال فى
کہ اونکی ساتہہ اس درجہ کا حسن خلق اور ملاعبت برتی کہ اونکی عادت بگڑ جاوی اور اونپر سی سراسر ہیبت جاتی رہی بلکہ اس باب مین اعتدال کا لحاظ رکہی
ذلك فلا يدع الهيبة والانقباض مهما راى منهن منكرا ولا يفتح باب المساعدة البتة بل مهما راى منهن ما يخالف الشرع
سو دبکی اور ڈراو موقوف نکری اگر اونسی کچہہ بری بات دیکہی تو دروازہ امداد کا بالکل نکہولی بلکہ اونسی جبکوئی امر خلاف شرع دیکہی
يغضب لان الله تعالى جعله قواما عليهن حيث قال الرجال قوامون على النساء فيلزمه ان يقوم عليهن بالامر والنهى
تو غصہ کری کیونکہ اللہ تعالی نی مرد کو عورتون پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی مرد حاکم ہین عورتون پر سو مرد کو لازم ہی کہ اونپر حکومت کی ساتہہ قایم رہی
ولا يتغافل عن مبادى الامور التى يخشى غوائلها بل ينبغى له ان يكون صاحب غيرة لكن لا يبالغ فى التعنت واساءة
اور ایسی کام کی مبادی کی غفلت نکری جسکی بد انجامی کا خوف ہو بلکہ یون چاہئی کہ غیرت کی ساتہہ رہی لیکن غایت درجہ کی عیب جوئی اور بد گمانی

كذا فى [illegible] ١٢

الظن وتجسس البواطن اذ روی انه علیه السلام نهی ان تتبع عورات النساء وفی لفظ ان یتعنت النساء فان غیرة
اور باطن کی تلاش نکری اس واسطی کہ روایت ہی نبی علیہ السلام سی کہ عورتون کی چھپی باتین تلاش کیجاوین اور ایک روایت مین ہی کہ عورتون کی عیب جوئی نکرین

الرجل علی اهله من غیر ریبة یبغضها الله تعالی کما جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال غیرة یبغضها الله تعالی
کیونکہ مرد کی غیرت بی بی پر بدون وقوع شبہ کی الله تعالی کو ناپسند ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک غیرت ہی کہ الله تعالی کو ناپسند ہی

وهی غیرة الرجل علی اهله من غیر ریبة لان ذلك من سوء الظن الذی وقع النهی عنه وان بعض الظن اثم واما الغیرة
یعنی مرد کی غیرت بی بی پر بدون شبہ کی کیونکہ یہہ صرف بدگمانی ہی جسکی ممانعت واقع ہوئی ہی بیشک بعضی گمان گناہ ہین اور رہی وہ غیرت

فی محلها فلابد منها وهی محمودة لما روی انه علیه السلام قال ان الله یغار وان المؤمن یغار وغیرة الله ان یاتی
جو ٹھیک سر سودہ تو ضرور چاہئی اور محمود ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک الله غیرت کرتا ہی اور مؤمن غیرت کرتا ہی اور الله کو غیرت اسپر آتی ہی

المؤمن ما حرمه الله علیه وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال انی لغیور وما امرء لا یغار الا منکوس القلب والطریق
کہ مؤمن جو کہ حرام کام عمل مین لاوی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مین بڑا غیرت والا ہون اور کون شخص ہی کہ غیرت نکری مگر اوندھی دل اور وہ طریق

المغنی عن الغیرة ان لا یدخل علیهن رجل ولا یخرجن الی الطرقات یعد من عدم الغیرة فیلزم للرجل ان یمنع زوجته
کہ بیغیرتی سی بچادی یہہ ہی کہ کوئی مرد انکی پاس نہ آنی پاوی اور عورتین باہر رستہ پر نجایا کرین کیونکہ عورتون کا رستہ پر جانا یہہ ہی بیغیرتی ہی مرد کو لازم ہی کہ

عن الخروج من البیت ولا یاذن لها بالخروج الا فی مواضع مخصوصة وهی ما قال صاحب الخلاصة نقلا عن مجموع النوازل
بی بی کو گہر مین سی نہ نکلنی دی اور سوا کئی جگہ کی نکلنی کی اجازت ندی وہ جگہہ ہین جو خلاصہ والی نی مجموع النوازل مین سی نقل کی ہین

یجوز للزوج ان یاذن لها بالخروج الی سبعة مواضع زیارة الابوین وعیادتهما وتعزیتهما او احدهما وزیارة المحارم
خاوند کو جایز ہی کہ بی بی کو سات جگہ جانی کی اجازت دی ماباپ کی ملاقات اور انکی بیمار پرسی کو اور دونو کی یا ایک کی تعزیت کو اور محرمون کی ملاقات کو

وبعد بیان هذه السبعة قال فان کانت قابلة او غسالة او کان لها حق علی اخر او لاخر علیها حق تخرج بالاذن وبغیر الاذن
اور یہہ سات جگہہ بیان کرکر کہا پہر اگر وہ عورت دائی ہو یا مردہ شو یا اوسکا حق کسی پر یا کسیکا حق اسپر آتا ہو تو با اجازت اور بیلا اجازت چلی جایا کری

وفیما عدا ذلك من زیارة الاجانب وعیادتهم والولیمة لا یاذن لها ولو اذن وخرجت کانا عاصیین والاذن قد
اور ایسی موقع کی سوا اجنبیون کی ملاقات اور بیمار پرسی کو اور ولیمہ مین اجازت ندیوی اور اگر خاوند نی اجازت دی اور وہ چلی گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت بعضی

یکون بالسکوت وهو کالقول لان النهی عن المنکر فرض وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس لها
وقت خاموشی سی ہی ہوجاتی ہی اور یہہ خاموشی مانند بولنی کی ہوتی ہی اسلئی کہ ممانعت بری بات سی فرض ہی اور اگر عورت چاہی کہ علم کی مجلس مین بدون مرضی خاوند کی جاوی

ذلك الا ان یقع لها نازلة وامتنع الزوج من السؤال لها فحینئذ یسعها الخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم فیما
تو اوسکو اختیار نہین ہی ہان اوس صورت مین کہ کوئی واقعہ پیش آوی اور خاوند پوچھ کر نہ بتاوی پس اب بی مرضی خاوند کی جانی کی گنجایش ہی اسلئی کہ علم کی تلاش حاجت

یحتاج الیه فرض علی کل مسلم ومسلمة فیقدم علی حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرها بذلك لا یسعها الخروج وان
کی وقت ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت پر فرض ہی سو فرض خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند نی عالم سی پوچھ کر بتا دیا تو پہر باہر جانی کی گنجایش نہین ہی اور اگر

لم یقع لها نازلة لکن ارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان کان الزوج یحفظ المسائل
اوسکو کوئی واقعہ تو پیش نہین آیا پر دل چاہتا ہی کہ مجلس علم مین جاوی تاکہ مسائل وضو اور نماز کی سیکہہ لی اب اگر خاوند کو مسایل یاد ہین

ویذکرها عندها فله ان یمنعها وان کان لا یحفظ فالاولی ان یاذن لها احیانا وان لم یاذن لا شئ علیه ولا یسعها
اور وہ اسکو بتاتا رہتا ہی تو اوسکو منع کرنیکا اختیار ہی اور اگر خاوند کو مسایل نہین آتی تو اولی یہی کبہی کبہی اجازت دیا کری اور اگر اجازت ندی تو اوسپر کچہہ الزام نہین ہی اور نہ وہ

الخروج ما لم یقع لها نازلة وان خرجت من بیت زوجها بغیر اذنه یلعنها کل ملك فی السماء وکل شئ تمر علیه الا الانس والجن
جاسکتی ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر بی بی خاوند کی گہر مین سی بی اجازت چلی جاوی تو اوسپر تمام فرشتہ آسمان کی اور تمام شی جو رستہ مین آتی ہین لعنت کرتی

والجامل

والحاصل ان خروجها من بيت زوجها بغير اذنه حرام عليها واذا خرجت باذنه تخرج مختفية فى هيئة رثة وتطلب
خلاصہ یہہ ہی کہ عورت کا خاوند کی گھر مین سے بے اجازت باہر نکلنا اوسپر حرام ہی اور اگر اجازت سے نکلی تو پردیسی بری ہیئت بناکر نکلی اور اوجاڑ

الموضع الخالية دون الشوارع والاسواق ولا تخرج عطرة متزينة ولا تحدث مع رجل فى الطريق لما روى ان عمر رأى
رستہ سی جاوی سڑک اور بازارون مین کو نہ جاوی اور خوشبو لگاکر بن ٹھن کر نجاوی اور رستہ مین کسی مرد سی نہ بولی کیونکہ روایت ہی کہ عمر رض نی ایک

امراة مع رجل يتحدثان فى الطريق فضربها بالدرة فقال الرجل هى امراتى يا امير المؤمنين فقال له عمر لو كانت امراتك
عورت کو مرد سی رستہ مین بات کرتی دیکھا تو دونو کو کوڑی ماری اوس مرد نی کہا یا امیر المؤمنین یہہ عورت میری بی بی ہی عمر رض نی جواب دیا اگر تیری بی بی تھی تو

فلم لم تدخلها فى بيتك حتى لا يتهمك احد فى الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها زوجها لما روى عن عائشة انه عليه
گھر مین کیون نہ بیٹھای تاکہ رستہ مین کوئی تجھپر تہمت نہ لیتا اور عورت حمام مین نجاوی اگرچہ خاوند اجازت دیوی اسلئی کہ عائشہ رض سی روایت ہی کہ نبی علیہ

السلام قال الحمام حرام على نساء امتى فان اقتضت الضرورة الى دخولها فى الحمام لعذر المرض والنفاس يشترط ان تدخل
السلام نی فرمایا میری امت کی عورتون پر حمام حرام ہی پہر اگر حمام مین جانیکی کوئی ضرورت آ لگی کسی مرض یا نفاس کی عذر سی تو یہہ شرط ہی کہ ننگی

بمئزر ولا يكون فيه احد من النساء مكشوف العورة ولا تخرج بزينة فاذا لم يوجد واحد من هذه الشروط لا يحل لها
نہ جاوی اور وہان کوئی عورت ننگی نہو اور سنگار کرکر نہ نکلی پہر اگر ایک بہی شرط فوت ہوویگی تو حمام مین جانا

الخروج الى الحمام وكذا لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر فى نصاب الاحتساب ان القاضى سئل عن جواز خروج المراة الى
حلال نہین ہی اور ایسی ہی عورت کو گورستان مین جانا حلال نہین ہی اسلئی کہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ کسینی قاضی سی پوچھا کہ عورت کو گورستان مین جانا

المقابر فقال لا تسئل عن الجواز فى مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت فى
جایز ہی یا نہین جواب دیا ایسی مقام پر جواز کو کیا پوچھتا ہی یہہ پوچھ کہ اوسپر کتنی لعنت برستی ہی کیونکہ وہ عورت جبہی جانیکا ارادہ کرتی ہی تو اللہ تعالی

لعنة الله تعالى وملئكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا اتت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت
اور اوسکی فرشتون کی لعنت مین رہتی ہی اور جب نکلتی ہی تو ہر طرف سی شیاطین گھیر لیتی ہین اور جب قبر پر آتی ہی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہی اور جب پہرتی ہی

يكون فى لعنة الله تعالى وملئكته حتى تعود الى منزلها وفى الخبر ايما امراة خرجت الى مقبرة يلعنها ملئكة السموات
تو اللہ تعالی اور اوسکی فرشتون کی لعنت مین ہوتی ہی جبتک اپنی گہر پہنچی اور ایک حدیث مین ہی جو عورت گورستان مین جاوی اوسپر ساتون آسمان

السبع والارضين السبع وتمشى فى لعنة الله تعالى وايما امراة دعت للميت بخير ولم تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى
اور ساتون زمین کی فرشتے لعنت کرتی ہین اور اللہ کی لعنت مین جاتی ہی اور جو عورت گہر مین بیٹھی ہوئی مردہ کی لئی دعاء خیر کرتی ہی تو اوسکو اللہ تعالی

ثواب حجة وعمرة وعن سلمان وابى هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب داره فاتت فاطمة
حج اور عمرہ کا ثواب دیتا ہی اور سلمان اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد مین سی نکل کر اپنی گہر کی دروازہ پہ ٹہر گئی وہین فاطمہ آگئین

فقال لها من اين جئت قالت خرجت الى منزلة فلانة التى ماتت فقال هل ذهبت قبرها قالت معاذ الله ان افعل
آپ نی پوچھا تو کہان سی آئی عرض کیا مین فلانی عورت کی گہر گئی تہی وہ جو مر گئی ہی پہر آپنی پوچھا کیا اوسکی قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا کی پناہ مین ایسا کرتی

شيئا بعد ما سمعت منك فقال لو زرت قبرها لم تريحى رائحة الجنة وروى انه عليه السلام لما قدم المدينة
بعد اسکی کہ آپ سی سن چکی ہون جو سنا پہر فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگہ سکتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لائی

خرج الى جنازة فراى النساء يتبعن فقال هل تحملن مع من يحمل فقال لا فقال عليه السلام اتغسلن مع من يصلى
تو ایک جنازہ کی ساتہہ چلی دیکہا کہ عورتین پیچہی چلی آتی ہین آپ نی فرمایا کیا تم سب کی ساتہہ جنازہ اوٹہاؤگی عرض کیا نہین پہر آپ نی فرمایا کیا تب ...

فقلن لا فقال انصرفن مازورات غير ماجورات فدل ذلك على ان المراة لا يباح لها تشييع الجنازة ولا الخروج الى المقبرة
پڑہوگی عرض کیا نہین پہر آپنی فرمایا کیا ہٹو کہ گنہگار ہوکر بی ثواب اسی معلوم ہوا کہ عورت کو جنازہ کی ساتہہ جانا مباح نہین ہی اور نہ قبرستان مین جانا

بل لا بد لها ان تکون قاعدة فی قعر بیتها ملازمة لمغزلها من حین تزف الی زوجها الی ان تزف الی قبرها ولا تخرج من
بلکہ عورت کو یہہ لازم ہی کہ گھر کی اندر بیٹھی ہوئی چرخا کاتا کری جب سی کہ خاوند کی پاس آئی ہی جبتک کہ گور مین جاویگی اور گہر سی باہر

بیتها بغیر اذن زوجها قال ابن الهمام وحیث ابیح لها الخروج فانما یباح بشرط عدم الزینة وتغییر الهیئة الی ما لا یکون
بدون اجازت خاوند کی نہ نکلی ابن الہمام کہتی ہین عورت کو جہان جانا مباح ہی تو اس شرط سی کہ سنگار نہ کری اور ایسی ہیئت بنالی کہ اوسپر مرد کو

داعیا الی نظر الرجال واستمالتهم اذ قال الله تعالی ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولی والتبرج علی ما ذکر فی الصحاح اظهار
نظر کی رغبت اور میلان نہوئی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور دکہلاتی نہ پہرو جیسی دکہانا دستور تہا پہلی وقت نادانی کا اور تبرج کی معنی مطابق بیان صحاح

المرأة زینتها ومحاسنها للرجال وکان ذلك عادة نساء اهل الجاهلیة الاولی وهی علی ما قیل ما بین آدم ونوح علیهما السلام فنهی
دکہلانا عورت کا اپنا سنگہار اور خوبی مردون کو اور جاہلیت اولی مین عورتون کی یہہ عادت تہی اور جاہلیت اولی موافق ایک قول کی آدم علیہ السلام سی نوح علیہ

الله المؤمنات عن التشبه بهن وامرهن بالقرار فی بیوتهن فان المرأة کلما کانت مخفیة من الرجال یکون دینها اسلم لما
السلام تک ہی سو اللہ تعالی نی مؤمنہ عورتون کو اونکی مشابہت سی منع کیا اور انکو حکم دیا کہ اپنی گہرون مین بیٹھی رہو بیشک عورت جبتک مردون سی پوشیدہ رہیگی اوسکا دین

روی انه علیه السلام قال لابنته فاطمة ای شیء خیر للمرأة قالت ان لا تری رجلا ولا یراها رجل واستحسن قولها
سلامت رہیگا اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچہا عورت کی حق مین کیا بہتر ہی عرض کیا نہ وہ مرد کو دیکہی اور نہ مرد اوسکو دیکہی سو آپ نی اونکا قول

وضمها الیه وقال ذریة بعضها من بعض وکان اصحاب النبی علیه السلام یسدون الثقب والکوی فی الحیطان لئلا
پسند کر کر سینہ سی لگالیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی اور نبی علیہ السلام کی اصحاب دیوارون کی سوراخ اور روشن دان بند کر دیا کرتی تہی تاکہ

تطلع النساء علی الرجال ورأی معاذ امرأته تطلع فی کوة فضربها فینبغی للرجل ان یفعل کذلك ویمنع امرأته عن مثل ذلك
عورتین مردون کو نہ جہانکین اور معاذ رضی نی اپنی بی بی کو روشندان سی جہانکتی ہوئی دیکہلیا تو اوسکو خوب مارا سو مرد کو بہی لازم ہی کہ ایسا ہی کیا کری اپنی بی بی کو

ثم انهم ان کان فی قلبها بدعة یزیلها ویلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ویعلمها من احکام الصلوة والحیض والنفاس
منع کری پہر اگر عورت کی دلمین کوئی بدعت ہو تو اوسکو دفع کری اور اوسکو عقیدہ اہل السنة والجماعة کا تلقین کری اور مسائل نماز کی اور حیض اور نفاس کی

ما تحتاج الیه وان تساهلت فی امر الدین او کانت تارکة للصلوة یؤدبها لکن یتدرج فی تادیبها فیقدم اولا الوعظ والتخویف
اور جو حاجت پڑتی ہو سب سکہا دیوی اور اگر دین کی باب مین سستی کرتی ہو یا بی نماز ہو تو ادب دیوی لیکن اوسکی ادب دینی مین آہستگی برتی پہلی تو زبانی پندد ی اور خدا کا

بالله تعالی وان لم ینجع یولی الیها ظهره فی المضجع او ینفرد عنها بالفراش ویهجرها ثلث لیال وان لم ینجع یضربها ضربا
ڈر اوی اگر باز نہ آوی تو سوتی مین غصہ سی اوسکی طرف پشت کر دی یا اوسی جدا سوئی اور تین رات تک اوس سی الگ رہی پہر بہی نہ باز آوی تو اتنا ماری

غیر مبرح بحیث یولمها ولا یکسر عظمها ولا یدمی جسمها ولا یضرب وجهها لورود النهی عنه فان لم ینجع یطلقها کما
کہ ہڈی نہ ٹوٹی ایسا کہ دکہہ تو ہو اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اوسکا بدن بہی لہولہان نہو جاوی اور مونہہ پر نہ ماری اسکی ممانعت آئی ہی اب بہی نمانی تو طلاق دیدی چنانچہ

قال قاضیخان فی فتاواه رجل له امرأة لا تصلی یطلقها وان لم یکن له مال یوفیها مهرها وقال البزازی لان یلقی الله تعالی
قاضیخان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی ایک شخص کی بی بی بی نماز ہو اوسکو طلاق دیدی اگرچہ خاوند کی پاس اتنا مال نہو کہ مہر پورا کر دی اور بزازی کہتا ہی اگر مرد مہر

ومهرها فی عنقه اولی من ان یطأ امرأة لا تصلی وقد مدح الله تعالی اسمعیل النبی علیه السلام بقوله وکان یأمر
گردن پر لیکر اللہ کی سامنی جاوی تو اس سی بہتر ہی کہ عورت بی نماز سی وطی کری اور بیشک اللہ تعالی نی اسمعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی اور حکم کرتا تہا

اهله بالصلوة والزکوة وقالوا حمل اهل بیته علی الصلوة سبب لانفتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان
اپنی گہر والون کو نماز اور زکوة کا اور کہتی ہین کہ اہل بیت کو نماز پر مستعد کرنی سی دروازہ روزی کا کہلتا ہی اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ

یضرب المرأة علی اربع احدها خروجها عن منزله بغیر اذنه بعد ایفائها مهرها والثانیة ترك الزینة اذا اراد الزوج الزینة
بی بی کو چار بات پر مارے ایک تو اوسکی بی اجازت گہر سی نکلنی پر جب کہ اپنا مہر لی چکی ہو اور دوسری سنگار نکرنی پر اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی

والثالثة

والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة ترك الصلوة ترك الغسل

اور تیسرا کہا نہ ماننی یہ جسوقت خاوند جماع کی رغبت کری اور وہ عورت پاک ہی ہو اور چوتھی نماز نہ پڑھنی ہی اور جنابت اور حیض سی غسل نہ کرنا بھی قایم مقام ترک صلوۃ کی ہی

عن الجنابة والحيض ثم انه ان اراد ان يتزوج اخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك لكن ان لم يفعل فهو اجود

پھر اگر خاوند دوسرا نکاح کیا چاہی اور یقین کرتا ہی کہ دونوں مین عدالت کریگا تو جایز ہی لیکن اگر نکاح نہ کریگا تو خوب ہو دیگا

لتركه ادخال الغم عليها لا سيما عند كونها امراة صالحة فان صلاحها نعمة عظيمة لا يكافيها شكر وان خاف ان لا يعدل

کیونکہ بی بی کو غم سی بچایا خاص اس صورت مین کہ بی بی صالحہ ہو کیونکہ اوسکا تقوی بڑی نعمت ہی اسکا شکر ادا نہیں ہو سکتا اور اگر یہہ خوف ہو کہ عدالت

بينهما لا يجوز ان يفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك حلالا بقوله فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث

نہ کر سکونگا تو جایز نہیں کہ دوسرا نکاح کری اسلئی کہ الله تعالی نی اگر چہ اوسکو حلال تو کیا ہی اس آیت مین سو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو اور تین تین

وربع الا انه تعالى عقيب ذلك قال فان خفتم الا تعدلوا فواحدة فان من كانت له امراتان او اكثر يجب عليه

اور چار چار پر الله تعالی نی اوسکی بعد فرمایا ہی پھر اگر تمکو ڈر ہو کہ عدالت نکرو تو بس ایک ہی بیشک جسکی پاس دو عورتین ہون یا زیادہ تو اوسپر واجب ہی

ان يقسم ويعدل بينهن سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند كل واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام ولياليها

کہ انمین برابر قسم اور عدالت کری برابر ہی کہ بہلی چنگی ہو یا بیمار پھر انمین سی ہر ایک کی پاس ایکدن رات یا تین دن تین رات رہا کری

ولا يقيم عند احديهن اكثر من ذلك الا باذنهن والثيب والبكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة

اور کسیکی پاس اس سی زیادہ نہ ٹہرا کری ہان اونکی اجازت سی مضایقہ نہیں اور رانڈ اور کواری اور قریب بلوغ اور بالغہ اور ہوشیار اور باولی اور مسلمہ

والكتابية والصحيحة والمريضة سواء كانت الجديدة بكرا او ثيبا فانه ان قام عند الجديدة ثلثة ايام او سبعة

اور کتابیہ اور تندرست اور بیمار سب برابر ہین اگرچہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ بیشک اگر خاوند نئی کی پاس تین دن یا سات دن رہی

ايام يقيم عند العتيقة مثل ذلك ولا يميل الى بعضهن لما روي انه عليه السلام قال من كانت له امراتان فمال الى

تو قدیمکی پاس بھی وتنا ہی رہی اور بعضی کی طرف زیادہ میلان نہ کری اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی جسکی پاس دو عورتین ہون پھر ایک کی طرف

احديهما جاء يوم القيمة واحد شقيه ساقطة يعني ان احد جنبيه يكون مجروحا ساقطا بحيث يراه اهل العرصة

رغبت کری تو قیامت کی دن ایسی حالت مین آویگا کہ اوسکی ایک جانب گری ہوئی ہو گی یعنی اوسکی کروٹ ایسی زخمی گری ہوئی ہوگی کہ اہل عرصہ سب دیکھینگی

ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الافتضاح اشد العذاب لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب

تاکہ یہہ رسوائی اور زیادہ عذاب ہووی کیونکہ رسوائی مین سخت تر عذاب ہوتا ہی لیکن یاد رکہنی کی بات ہی کہ قسم اور عدالت یہہ ہی خرچ دینی مین

في العطاء والمبيت دون الحب والوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار والوقاع يبتنى على النشاط فلا يقدر على التسوية

اور سونی مین واجب ہی محبت مین اور جماع مین واجب نہین اسلئی کہ محبت اختیاری نہین ہوتی اور جماع نشاط دلی پہ موقوف ہی انمین برابری کی قدرت نہین

فيهما لما روي انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه ويعدل ثم يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك

یہی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج مین قسم اور عدالت کیا کرتی پھر کہتی یا الہی مجسی یہہ ہو سکتا ہی جسکا مجہی اختیار ہی سو مجھکو ملامت مت کر جسکا

ولا املك قيل اراد به الحب لان عائشة كانت احب نسائه اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام

تو مختار ہی اور مین مختار نہیں کہتی ہین کہ اس سی محبت مراد ہی اسلئی کہ عائشہ رض آپکو سب ازواج سی زیادہ تر محبوب تہین اور تمام ازواج کو یہہ حال معلوم تہا لیکن نبی علیہ السلام

كان يقسم ويعدل في العطاء والبيتوتة حتى في مرضه الذي توفي فيه اذ روي انه عليه السلام كان يطاف به

دینی اور رات رہنی مین قسم اور عدالت کیا کرتی تہی یہان تک کہ مرض الموت مین بہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندر ہر روز او ٹہا کر پھرا کرتی

محمولا في مرضه كل يوم وليلة فيبيت عند كل واحدة منهن وكان يقول اين انا غدا اين انا غدا ففهمت ازواجه انه يريد

تہی پھر شبکو ہر ایک کی ہان رہا کرتی اور پوچہا کرتی کل کہان کی باری ہی کل کہان کی باری ہی اس سی ازواج سمجہ گئین کہ عائشہ کی باری

يوم عائشة فاذن له ان يكون حيث شاء فقال هل رضيتن بذلك فقلن نعم قال عليه السلام حولوني الى بيت عائشة
پوچھتی ہیں پہر سب نی اجازت دیدی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں پہر آپنی پوچھا تم سب اسپر راضی ہو عرض کیا ہاں علیہ السلام نی فرمایا مجکو عائشہ کی گہر پہنچاو

فكان في بيتها حتى مات عندها ومما يجب على الزوج من حقها ان يؤدي اليها مهرها كملا ان كان قادرا على ادائه وان لم
پہر عائشہ کی گہر رہی یہاں تک کہ اونکی پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی کا جو حق خاوند پر واجب ہی یہہ ہی کہ اوسکا پورا مہر ادا کردی اگر قدرت ادا کی رکہتا ہو اور اگر

يكن قادرا على ادائه ينوي ان يؤديه اذا قدر اذ قال الله تعالى وآتوا النساء صدقاتهن نحلة اي فريضة من الله تعالى فان
ادا کی قدرت نہیں ہی تو ادا کی نیت رکہی جب قدرت پاوی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور دی ڈالو عورتوں کو مہر اونکی خوشی سی یعنی اللہ تعالی کا فرض کیا ہوا بیشک

اعطاء النساء مهورهن مما فرض الله تعالى في الملة والدين فمن نوى ان لا يؤدي اليها مهرها يجيء يوم القيمة زانيا لما
عورتوں کو مہر دیدینا دین وملت میں اللہ ہی کا فرض کیا ہوا ہی پہر جسکی یہہ نیت ہو کہ بی بی کا مہر ادا نکری تو قیامت کی دن زانی ہوکر آویگا اسلئی

روي انه عليه السلام قال ايما رجل تزوج امراة على ما قل من المهر او كثر ليس في نفسه ان يؤدي اليها حقها لقي الله
کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ جس شخص نی کسی عورت سی نکاح کیا مقدار مہر کا کمتر پہ یا اتنی ہی زیادہ پر کہ اوسکی ادا کرنی کی نیت نہیں تو اللہ کی پاس

وهو زان ولا يطلب منها المهلة لاداء مهرها الا ان يكون فقيرا ان توجله المراة طوعا لا كرها ولا يكلفها ان تهب له مهرها
زانی ہوکر آویگا اور مہر ادا کرنیکی واسطی بی بی سی مہلت نہ مانگی ہاں اگر کنگال ہو تو بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی کچھ زور نہیں ہی اور یہہ دباؤ نہ ڈالی کہ

لانه تعالى بعد ما قال وآتوا النساء صدقاتهن نحلة قال فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا فمعناه
مہر بخشدی اسلئی کہ اللہ تعالی اس آیت کی بعد اور دی ڈالو عورتوں کو اونکی مہر فرماتا ہی پہر وہ اگر اوسمیں کی کچھ چھوڑ دیں تمکو دلکی خوشی سی تو وہ کہاؤ رچتا پچتا سو اس

على ما في التفسير وانوار التنزيل انهن ان وهبن لكم بعضا من الصداق عن غاية الرضاء وطيب القلب بلا اكراه ولا اقتداء
آیت کی معنی تفسیر انوار التنزیل میں یہہ ہیں بیشک اگر عورتیں تمکو کچھ مہر میں سی بخشدیں عین رضا اور دلکی خوشی سی بی دباؤ اور نہ بدمعاملگی کرنیسی

من سوء العشرة فانتفعوا به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستكثار منهن مكروه لانه تعالى كما جعل عقد النكاح بيد الزوج ان شاء
سو وہ کہاؤ پیو بدون ہچکچاہٹ کی اس آیت سی معلوم ہوا کہ زیادہ خواہش کرنی مہر بخشوانی کی مکروہ ہی اسلئی اللہ تعالی نی جیسی کہ عقد نکاح خاوند کی اختیار

يمسكها وان شاء يرسلها بلا اختيار منها كذلك جعل حلقة سلسلة المهر في رقبته وذمته فعقد النكاح يجرها اليه وسلسلة
میں رکہا ہی اگر چاہی بی بی کو روک رکہی اور اگر چاہی اوسکو چہوڑ دی عورت کو کچھ اختیار نہیں ہی ایسی ہی مہر کی زنجیر خاوند کی گردن میں ڈالدی ہی اور اوسکا ذمہ کیا عقد نکاح عورت کو خاوند کی

المهر يجره اليها فاستيهاب كل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفيه ترك المعادلة ونوع من الظلم ولا يطلقها بغير ضرورة
خاوند کو عورت کی طرف کہینچتی ہی سو کل مہر بخشوانا عورت کی حق تلفی ہی اور اپنا حق باقی رکہنا ہی اور اسمیں بی انصافی اور ایک طرحکا ظلم ہی اور بی بی کو بی ضرورت

الا ان تكون سيئة الخلق فاسدة الدين تاركة الصلوة لان الطلاق وان كان مباحا لكنه من ابغض المباحات عند الله تعالى
طلاق نہ دیوی ہاں اگر بد خو بد مزاج بی دین بی نماز ہووی تو خیر اسلئی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی پر مباحات میں سی اللہ تعالی کی نزدیک بہت ناپسند

لما فيها من الايذاء ولا يباح ايذاء الغير من غير ضرورة الا بجناية من طرفها فاذا عزم على تطليقها بسبب الضرورة ينبغي له ان
ہی کیونکہ اسمیں ایذا دینی ہی اور بلا ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہیں ہی مگر عورت کی خطا پر پہر جب کسی ضرورت میں طلاق دینی کا ارادہ کری تو چاہیئی کہ

يراعي عدة امور احدها ان يطلقها في طهر لم يجامعها فيه لان الطلاق في الحيض والطهر الذي جامعها فيه حرام والثاني
کئی بات کا لحاظ رکہی ایک تو یہہ کہ ایسی طہر میں طلاق دی جسمیں جماع نکیا ہو اسلئی کہ طلاق حیض میں اور ایسی طہر میں کہ جماع کرچکا ہو حرام ہی دوسری یہہ

ان يقتصر على طلقة واحدة ولا يجمع بين الثلث لانه بدعي قبيح والطلقة الواحدة بعد انقضاء العدة تفيد المقصود مع انه
کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کری تین طلاق اکہٹی نہ دی کیونکہ یہہ بدعت قبیح ہی اور ایک طلاق سی بہی بعد گذر جانی عدت کی وہ ہی مقصود حاصل ہوتا ہی

ابعد من الندم لتمكنه من التدارك بالرجعة في العدة وبتجديد النكاح بعد العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما يندم ولا يمكنه التدارك
باوجودیکہ ندامت سی بہت الگ ہی کیونکہ اسکا تدارک کرسکتا ہی عدت میں تو رجعت سی اور بعد عدت کی نئی نکاح سی اور اگر اوسکو تین طلاق دیں تو بعضی دفعہ ندامت

الا بالحلة وعقد الحلة منهي عنه ورد فيه اللعن ويكون هو الداعي فيه ويحتاج الى الصبر مدة مع كون قلبه متعلق
اوسكا تدارک نہین ہوسکتا اور حلالہ کی ممانعت آئی ہی اسمین لعنت وارد ہوئی ہی اور اسمین یہہ ہی شخص باعث شر ہوگا اور مدت تک صبر کرنا پڑیگا ایسی حال
بزوجة الغير فيرجو ان يطلقها حتى تعود اليه بعد انقضاء عدتها وكل ذلك ثمرة الجمع في الواحدة يحصل التسويد من
مین کہ دل بیگانی جورو کی طرف لگا رہیگا اس امید پر کہ وہ کب طلاق دیگا کہ بعد عدت کی میری پاس آوی یہہ سب خرابیان تین طلاق کی ثمرہ ہین اور ایک طلاق
غير محذور والثالث ان يتلطف في تطليقها من غير عنف ولا استخفاف ويطيب قلبها بان يعطيها شيئا زائدا على مهرها على
بی خطرہ مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی زشتی اور تحقیر سی پیش نہ آوی اور اوسکا دل خوش کردی اسطور کہ مہر کی سوا کچھہ اور بہی
طريقة المتعة وهو درع وخمار وملحفة عوضا عن ايحاشها والرابع ان لا يفشي سرها ثم انه ان طلقها على مال وهو الخلع يكره له
بطور امداد فائدہ کی اوسکو دیگا یعنی کرتا اور اوڑہنا اور لحاف یہہ وحشت دینی کا عوض ہی اور چوتہی اوسکا بہید نہ ظاہر کری پہر اگر اوسکو مال پر طلاق دی جو خلع
ان ياخذ ذلك المال ان كان النشوز من جانبه لانه اوحشها بالارسال فلا تزيد في ايحاشها باخذ المال وقد قال الله
کہلاتا ہی تو مرد کو وہ مال لینا مکروہ ہی اگر خاوند کی طرف سی بدمزاجی ہوئی ہی اسلئی کہ ایک تو طلاق دیکر ستایا پہر مال لیکر زیادہ نہ ستاوی اور بیشک اللہ تعالی فرماتا
وان اردتم استبدال زوج مكان زوج وآتيتم احداهن قنطارا فلا تاخذوا منه شيئا فانه تعالى نهى عن اخذ شيء
ہی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت اور دی چکی ہو ایک کو ڈہیر مال تو پہیر نہ لو اوسمین سی کچھہ کیونکہ اللہ تعالی تہوڑا لینی سی بہی منع کرتا ہی
يسير من القنطار الذي هو المال الكثير فضلا عن الكثير وان كان النشوز من جانبها يكره ان ياخذ الزائد على ما دفع
قنطار مین سی جو بہت مال ہوتا ہی بہت لینی کا تو کیا ہانٹہی اور اگر عورت کی طرف سی بدمزاجی ہو تو جتنا مہر ادا کیا ہی اوس سی زیادہ لینا مکروہ ہی
اليها من المهر ثم ان اكرهها على الخلع والتزمت ان تعطيه مالا للخلاص منه او اسقطت ما عليه من المهر ونحوه لان الرضا
پہر اگر خاوند نی اوسپر خلع کی لئی زور کیا اور عورت نی اسکا تسلیم کیا تاکہ اوسکی پنجہ سی بچی یا مہر وغیرہ اوسکی ذمہ سی ساقط کردیا تو
شرط في لزوم المال وسقوطه والاكراه عدم الرضاء على ما بين في موضعه وان مات زوجها واردت ان تكون في
اسلئی کہ مال لازم ہونی مین اور ساقط ہونی مین رضامندی شرط ہی اور زور مین رضامندی نہین ہوتی چنانچہ اپنی جگہ مین بیان ہوچکا ہی اور اگر اوسکا خاوند مر جاوی اور
الاخرة زوجته ينبغي لها ان لا تتزوج زوجا اخر لان المراة تكون في الاخرة لاخر ازواجها على ما روي ان ابا سفيان خطب
بی بی یہہ آرزو کری کہ آخرت مین بہی اسی خاوند کی بی بی ہوں تو اب یہہ تدبیر ہی کہ اور خاوند نہ کری اسلئی کہ عورت آخرت مین پچہلی خاوند کی جورو ہوگی مثلا بو ان
ام الدرداء بعد وفات ابي الدرداء فابت وقالت سمعت ابا الدرداء يحدث عن النبي عليه السلام ان المراة لاخر
ام درداء سی بعد وفات ابو درداء کی نکاح کا پیغام بہیجا سو اوسنی نہ مانا اور جواب دیا کہ مینی ابو الدرداء سنا ہی کہ نبی علیہ السلام سی روایت کرتا تہا کہ عورت آخرت
ازواجها في الاخرة وقال لي ان اردت ان تكوني زوجتي في الاخرة فلا تتزوجي بعدي وقيل هي في الاخرة لاحسن ازواجها
مین پچہلی خاوند کی بی بی ہوگی اور مجہکو وصیت کی ہی اگر تو چاہی کہ آخرت مین میری بی بی ہو تو میری بعد اور خاوند نکرنا اور کوئی کہتا ہی کہ عورت آخرت مین نیک
خلقا لما روي ان ام حبيبة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم سالت النبي عليه السلام
خاوند کو ملی گی اسلئی کہ روایت ہی کہ ام حبیبہ نبی علیہ السلام کی زوجہ نی نبی علیہ السلام سی پوچہا
ان المراة تكون لها زوجان فلايهما تكون في الاخرة فقال عليه السلام تخير فتختار احسنهما خلقا معها تمت
جس عورت کی دو خاوند ہوں تو آخرت مین کسکو ملی گی سو نبی علیہ السلام نی فرمایا عورت کو اختیار ملیگا پس وہ اچہی کو پسند کریگی

خاتمة الطبع الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله والصلوة على نبيه اشرف الكائنات
واكمل الموجودات محمد صلى الله عليه وسلم وعلى اله واصحابه اما بعد احقر العباد سبحان بخش عفي الله عنه ساكن قصبہ شکارپور ضلع مظفرنگر عرض کرتا ہی
کہ کتاب مجالس الابرار جسکی حال مین مولوی شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ اپنی دست مبارک سی لکہہ گئی ہین کتاب مجالس الابرار ومسالك الاخيار
في علم الوعظ والنصيحة يتضمن فوائد كثيرة من باب اسرار الشرائع ومن باب الفقه ومن ابواب السلوك ومن ابواب رد البدع

والغادات الشنيعة لاعلم لنا بحال مصنفه الا ما يكشف عنه هذا التصنيف ومن تدينه وتورعه وتفننه
في العلوم الشرعية ولنعم ما قيل لا تنظر الى من قال واسمع الى ما قال فانما يعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال والله اعلم
بالصواب واليه حسن العاقبة والمآل تمت ردّ بدعتیں بے مثل اور فن نصائح اور وعظ میں بے نظیر اور تحقیق حقائق دینی میں بے ما نند اور مزید
مسائل علمی میں لاثانی و بے شبہہ سبحان اللہ جو بات مصنف کی قلم سے نکلتی ہے سو مدلل بآیات صریح اور جو مضمون اوسکی زبان پر آتا ہے سو مبرہن بالحادیث و روایات صحیح
کوئی مطلب ایسا نہیں جسکی سند آیت یا حدیث نہو کوئی ذکر ایسا نہیں کہ اوسکا حامی کسی بزرگ کا قول قدیم یا حدیث نہو نواب صاحب مستغنی عن الاوصاف جناب مولنا و المنا
مولوی حاجی محمد قطب الدین خان صاحب کو واسطے افاضہ عام اور فیض تام کی اسکی ترجمہ کا خیال آیا کہ اس کتاب کی مضامین عام فہم ہو جاویں اور تمام صغیر و کبیر جو اردو
پڑھ سکتا ہو مستفیض ہو جاویں اور اپنی تئیں کم فرصت دیکھ کر اس ناکارہ ہیچمیرز کو ارشاد فرمایا میں نے باوجود بے سامانی کی بمقتضای الامر معذور ترجمہ لکھنا شروع کیا آخر مہینہ
ربیع الثانی سنہ بارہ سو باسٹھ میں لکھکر تمام کیا فجاء بحمد اللہ کما یروق النواظر ویسقی الغلیل ویشفی العلیل ویشحذ الاذان ویجدد الخواطر اور اسکا نام خزینۃ الاسرار
فی ترجمۃ مجالس الابرار تجویز کر کر جناب موصوف کی خدمت میں پیش کیا مولانا صاحب نے ساری ترجمہ کو بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا اور پسند کر کر اجازت طبع کی دی
اب ناظرین با صفا اور کاملین بے ریا سے امید ہے کہ بلحاظ اصلاح غور فرما کر دیکھیں اور بتعمق نظر مطالعہ کریں اور جہاں سقم پاویں اصلاح دیکر درست کریں وما توفیقی
الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ٥ **اشتہار** احقر العباد سبحان بخش مترجم مجالس الابرار کا صاحبان مطبع کی خدمت میں عرض کرتا ہی
کہ میں نی حق ترجمہ اپنی کا شیخ محمد حسین ولد حاجی غلام حسین عطار دہلوی سے لیکر اسکی طبع کا ہمیشہ کو مالک کر دیا آیندہ کو کوئی صاحب بدون شیخ محمد حسین موصوف کی اجازت
اور رضامندی کی اسکی چھاپنی کا ارادہ نکریں میری اجازت اور رضامندی اصلا معتبر نہیں آب بن محمد حسین چونکہ حق مترجم کا دی چکا اور یہہ ترجمہ بصدقہ رجسٹری ہو گیا میری
کتاب کو حسب منشاء قانون یازدہم ۱۸۳۵ء بغیر اجازت میری کوئی نہ چھاپی نہیں تو بموجب اس قانون کی ثمرہ پاویگا فقط **صورۃ ما قرظہ الفقیر محمد حسین**
صانہ اللہ عن سوء وشین سبحان الاقدام بارض حرم موجبۃ لعز الجباہ وصفایح القلوب بنور ثنائہ مقتبسۃ لبیاض العز والجاہ
صنیعتہ البدیعۃ تقلب اللیل والنہار ورحمتہ النعیمۃ تنزل علی مجالس الابرار وتهدی الفجار الی التوبۃ والندامۃ والاستغفار والصلوۃ والسلام
الاتمان من اللہ العزیز الرحمن علی من عرج منتہی القصر العلی فاستوی ثم دنی فتدلی خاتم الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین
منشور فضائلہ الم نشرح لک صدرک مزین بخاتم رفعنا لک ذکرک وعلی الہ وصحبہ الباذلین فی سبیل اللہ واعلاء کلمۃ اللہ انفسہم
واموالہم وعلی الذین اتبعوہم باحسان واحسنوا اعمالہم **وبعد** فیقول العبد الحقیر محمد حسین الفقیر الراجی لرحمۃ الغفار عفا اللہ عما ہو مستخف
باللیل وسارب بالنہار یوم تکون سرابیل المجرمین من قطران وتغشی وجوہہم النار ہذا در منثور یلیق ان یدرج فی حقق الصدور وسلام یلیق
المحسنین الاخیار مصباح لمجالس المتقین الابرار نذیر عریان للغافلین مذکر مبین للناس کلہم اجمعین انیس نفیس للواعظین ریاض
ذات افنان وانہار للناصحین جواہر منیۃ تصلح لاعناق عروس حفظ العلماء ویواقیت ثمینۃ تستاہل لترصیع تاج الوعاظ الاذکیاء اعنی
تحفۃ الاخیار الکتاب المستطاب المسمی بمجالس الابرار رحم اللہ من صنفہ وجمعہ والفہ وجعل جنۃ الفردوس ماوئہ واوصلہ الی ما کان تمناہ
رضی اللہ عنہ وارضاہ ہو الذی فی فہمہ الانذار والتذکیر مغنی الواعظین وفی اداب الارشاد والترغیب والترہیب کاف للناصحین فاعجب بکتابہ ہذا
وما احسن وماشاء اللہ ما ادرج فیہ نادرات الزمن یمحو البدعۃ من الافاق ویثبت السنۃ السنیۃ النبویۃ ویتمم حسن الاخلاق حوی من فوائد
لطیفۃ خلت عنہ الاذہان ونکات رشیقۃ لم تنظر الاعیان لا یصنف مثلہ بمرور الدہور والزمن اذ فیہ ما تشتہیہ الانفس وتلذ
الاعین اکب علیہ العلماء الفحول وکابر بعد کابر تلقاہ بالقبول دمرتۃ فی کونہ کافیا للواعظ ولا ریب فی ان استحضارہ سعی الوعاظ لعمری انہ
لحری ان یرسم باقلام غصون الطوبی وجدیر بالکتابۃ علی ورق شمس الضحی لا بل علی خدود الحور باقلام النور ینبغی ان تکون خطوط السطور
خیوط المسطر ویصرف فی مدادہ ماء السلسبیل والکوثر لکن لم یکن تیسیر للمشتاقین لقلۃ النسخ فی دیارنا الان لانہ ان کان عند احد لم
یشار الیہ بالبنان فتوجہ عنان العنایۃ الحبر الادیب والفاضل الکامل الادیب العالم البارع ذو الباع الواسع واقف اسرار الشرع کاشف عن وجوہ
المشکلات مزین عرائس العربیۃ بالترجمۃ الهندیۃ المولوی المعنوی مولنا **سبحان بخش** الشکارپوری عظمہ الرحمن ودامہ
بالفیضان ففتح مغلقاتہ بالترجمۃ الہندیۃ باحسن ما یکون وسہل مقاماتہ بحیث یغبطہ الناظرون اجاد غایۃ الاجادۃ فی ربطہا